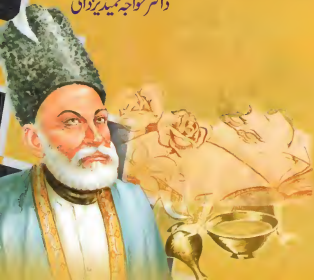


# شرح کلیاتِ غالب (فارسی)

(متمنِ لغتِ ترجمہ تشریح)

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی





**PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani**

**Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081**



پی ڈی ایف (PDF) کتب حاصل کرنے اور واٹس ایپ گروپ «کتاب کارنر»  
میں شمولیت کے لیے مندرجہ بالا نمبرز کے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے۔ شکریہ



(فارسی)

# شرح کلیاتِ غالب

(متن لغت ترجمہ تشریح)

ڈاکٹر خواجہ حمید رزوی



ناشر

مکتبہ کائنات لاہور



تجہ سیم سن پکتہ چو نہ ہا غلام

اسرائیل احمد علی چو نہ ہا غلام





(فارسی)

کلیات مخدیه



2004

قیمت

جلد 1 = / 400 روپے

جلد 2 = / 600 روپے

محمد ابو بکر صدیق  
ؓ  
نہرو پبلشرز لاہور سے چھپوانا  
مکتبہ دانشاں لاہور  
سے شائع کیا



## پیش گفتار

عربی کی ایک ضرب القل ہے "المعنی فی ہلن شاعر" (معنی شاعر کے چہرے میں سوتا ہے) یعنی صحیح معنوں میں ہا پر سے طور پر شاعر طور ہی جانتا ہے کہ اس نے کیا کتنا چاہا ہے۔ بہر طور ہر شخص اپنے اپنے فہم اور مطالعہ کی بنا پر اس کی تشریح کرتا ہے۔ کوئی بھی سو فیصد درست ہوئے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور پھر غالب جیسے مشکل پندہ شاعر۔۔۔ جو اپنی اردو شاعری کو تو بے رنگ اور فارسی شاعری کو درکار رنگ نقوش سے آراستہ کرتا ہے، یعنی اسے اردو کی بجائے اپنی فارسی شاعری پر جاز ہے:

فارسی میں تابہ بینی نقشہاے رنگ رنگ  
یگر از مجموعہ اردو کہ بے رنگ من است

کے فارسی اشعار کی تشریح تو خود بھی وضوح کام ہے۔ بہر حال، شکر بزد، راقم نے اپنی محنت و کوشش سے یہ کام انجام دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ شعر کا مضمون پر دی طرح فارسی کے ذہن میں آ جائے۔ راقم نے کسی بھی شعری تشریح میں کو بھی سے کام نہیں لیا۔ جب تک دل کو پر دی طرح تسلی نہیں ہوتی، اگلے شعر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ البتہ بعض اشعار کچھ زیادہ ہی عجیبہ تھے۔ ان کی تشریح کرتے وقت فقط "یہاں" لکھ دیا ہے۔

سب سے پہلے "فہم" کے تحت بعض مشکل الفاظ اور ترکیبوں کے دو دو تین تین معنی دیئے ہیں اور ترجمہ میں وہ معنی استعمال کیئے ہیں جو سیاق و سباق کے مطابق ہیں۔ اس سے فارسی کو جہاں فارسی الفاظ اور ان کے معنی سے آگاہی ہوگی۔ وہاں وہ اس کی اس زبان سے دلچسپی کا بھی باعث بنیں گے (الاستاد، راقم نے ترجمہ اور اسی طرح تشریح سادہ زبان میں کی ہے۔ تشریح میں جہاں جہاں فارسی اور اردو کے دوسرے شعرا کے ہم مضمون اشعار یاد آئے ہیں، وہ وہاں نقل کر دیئے ہیں تاکہ مطلقہ شعری مزید وضاحت ہو جائے۔ بعض اشعار میں تو جیسے کہ غلط ہو چکا ہے چار چار یا پانچ دوسرے شعرا کے اشعار دے دیئے ہیں۔ یہ بات بھی فارسی کے لئے دلچسپی کا باعث بنے گی (بغلط تعقل)۔

راقم سے بہت پہلے صوفی عجم مرحوم بھی یہ کام کر چکے ہیں۔ اگرچہ راقم نے ان کے کام سے بھی استفادہ کیا ہے، پھر بھی بعض جگہ ان سے اختلاف کا بھی اظہار کیا ہے۔ اطالوت سے بچنے کی خاطر صرف دو تین اشعار میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ (ایسا یہ جانا چاہوں کہ حق کے لئے میں نے کیا غائب، فارسی، مطبوعہ ملیغ مشق، نو کشور، دہلی، دسمبر 1929ء، بار سوم کو پیش نظر رکھا ہے)۔ نو کشور ری ایڈیشن میں بعض اشعار کے دو ایک لفظ غلط طبع ہوئے ہیں۔ صوفی مرحوم کی کتاب سے ان کی صحیح صورت ملی جن کا داغی وہاں مقام تھا۔ بعض اشعار میں معاملہ اس کے برعکس رہا، یعنی صوفی مرحوم کی کتاب میں بعض اشعار کے بعض الفاظ بر گل نہ تھے جس سے شعر کا مضمون بگڑ گیا۔ راقم نے اس طرف بھی صرف دو ایک مقام پر اشارہ کیا ہے۔

پھر صوفی مرحوم نے بعض جہیمات کی وضاحت نہیں کی اور مطلقہ الفاظ دیئے ہی لکھ دیئے ہیں، جس سے شعری کوئی وضاحت نہیں ہوئی، مثلاً "دھیاں" "بت لاشی" اور "صنعاں" وغیرہ۔ راقم نے ان کی بالاعداد وضاحت کی ہے جس سے شعر سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اس طیلے میں راقم نے مستحق حوالوں کی کتب اور لفظوں سے استفادہ کیا ہے۔ صوفی مرحوم کی کتاب میں ہلا کی بھی بعض فاش غلطیاں ہیں۔ مثلاً

”اگر ”اڑے کے ساتھ کو ہر جگہ ”خود“ (زال کے ساتھ کھڑے، یعنی آگ، جس کا وہاں کوئی عمل نہیں۔

یہاں ایک بات حلیف بیان کرنا چاہوں کہ بعض اشعار ایسے آئے کہ جب میں نے ان کا پورا ترجمہ صوفی مرحوم کے ترجمے سے ملایا تو بڑی حیرانی ہوئی کہ تقریباً ایک ہی عبارت تھی۔ اس سے راقم نے یہ اندازہ لگایا کہ ان اشعار کی ساخت کچھ ایسی ہے کہ اگر کوئی تیسرا آدمی بھی ان کا ترجمہ کرے گا تو وہ بھی تقریباً اسی عبارت میں ہو گا۔ صوفی مرحوم نے ان کی ایک غزلوں کے دو دو تین اشعار (مثلاً ان کی چھپے گی کے اشعار) یا تو درج نہیں کیے یا کیجئے ہیں تو صرف ان کے متن پر ہی اکتفا کیا ہے اور ترجمہ و تفسیر نہیں کیا۔ بعض اشعار کا صرف ترجمہ دیا ہے وضاحت نہیں کی۔ پھر دوسرے شعرا کے ہم مضمون اشعار صرف گفتی کے چند ایک اشعار میں دیئے ہیں اور غالب نے جن شعرا کے اشعار پر تفسیر کی ہے ان کی مختلف غزل کا بھی صرف دو تین مقام پر حوالہ دیا ہے جبکہ راقم نے پورے پورے حوالے دیئے ہیں۔

صحت ملایں راقم نے خاص اہتمام کیا ہے۔ مثلاً اردو میں ”رنگار“ تیسرا حرف نا تو درست سمجھا جاتا ہے لیکن فارسی میں نہیں ہے۔ ہمارے یہاں فارسی میں بھی ”ز“ ہی کے ساتھ کھڑا جاتا ہے، جو غلط ہے۔ اس میں ذیل کا حرف آتا ہے ”ر“ ہرگز وہاں، جہاں ہمارے کرنے کے معنی میں استعمال ہو وہاں ز کے ساتھ آئے گا جیسے حق گزار، نماز گزار وغیرہ۔ ہمارے یہاں دواغ غالب کے لئے کوئی ایسا لفظ آجائے جس کے آخر میں پائے ہو (مثلاً) تو اس پر ہمزہ اور پچھلے تلف لکھ دیتے ہیں، جیسے کہ ”مکتب“ ”رسید“ وغیرہ یہ بھی غلط ہے۔ صحیح اس طرح ہے کہ ”وا“ ”مکتب“ ”وا“ ”رسید“ ”وا“۔ راقم نے ہر جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ اہلیت و رویت کی صورت میں ایسا نہیں کر سکا کہ ایسی غزلیات کی رویت میں ”در“ ہیں۔ اگر دینا کرنا تو ان میں رویت کی۔ ے میں لانا پڑا، جس سے مصلحت گزیر ہو جاتا، تاہم مصلحت کی رویت کے آگے بریکٹ میں حلقہ لفظ صحیح، میں لکھ دیا ہے۔ اسی طرح ایسے الفاظ جن کے آخر میں پائے تھیں یا پائے ہو دی آتی ہے اور اس سے پہلا حرف ہ ہے تو اس پر بھی ذہ انداز اپنا جاتا ہے۔ راقم نے یہاں بھی صحت ہلا سے کام لیا ہے۔ مثلاً ”سار“ کی بجائے ”سارہ“ ”یا“ ”سارے“ ”لکھا ہے۔

بعض اکٹھے لکھے ہوئے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے تاکہ طلباء اور عام قاری کو ان کی صحیح صورت معلوم ہو، جیسے ”ہمچہ“ ”کی بجائے“ ”پہ“ ”موجہ“ ”کیمت“ ”کی بجائے“ ”کے است“ ”وفیہ“ ”شعر پڑھتے ہوئے اس بلا سے وزن میں فرق نہیں پڑتا۔ اسی ہی اسی طرح لکھتے ہیں۔ بعض مرکب الفاظ جو مختلف لکھے گئے ہیں، ان کے معنی لکھنے سے پہلے ان کی الگ صورت لکھی ہے، جیسے کل کہ ان ”غیرہ (انداز اور غیرہ) تاکہ قاری کو ان کی صحیح صورت معلوم ہو۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، اگرچہ راقم نے اس ترجمہ و تفسیر کے لئے بڑی محنت و کوشش کی اور غور و فکر سے کام لیا ہے، پھر بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں ہر جگہ سلیقہ درست ہوں، اور الگ بات کہ بعض اشعار ایسے بھی آئے ہیں، جن کے بارے میں، بظاہر عقلی و پرے اہل علم کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کا مضمون وہی دیا ہے جو حقیقتاً غالب کے ذہن میں ہو گا۔ بہر حال قارئین کو اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے اس دعا کو اٹھ کر کے معافی ہوئے کا موقع دیں۔

آخر میں عزیز مصلح ابو بکر صاحب ”شیخ محمد بشیر ایڈیٹر“ کا بھیہ ممنون ہوں کہ انہوں نے بڑے خلوص و محبت سے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا۔ مولہ کریم انیس جراتے خیر سے واڑے اور انیس ہر شر اور نظریہ سے محفوظ رکھتے ہوئے ان کے کاروبار میں برکت و اضافہ فرمائے۔ آمین تم آمین۔

ایں دعاؤں میں واڑہ جملہ جلی ”آمین“ پڑ

تخلص: خواجہ حمید پروانی



# مرزا غالب



دکن گرت نہ بود باور انتظار بیا بہانہ جوئے مہاش و شیرہ کار بیا  
 دکانہ اتنا خدا را تو انتظار آجا نہ ہو ملاپ تو لڑنے کو ایک بار آجا  
 میرے شوق دا نہیں اتار تینوں آجا دیکھ میرا انتظار آجا  
 ایسی لڑن بہا غصے لکھنا میں کیہ توں سوچنا میں ستم گار آجا  
 دواع و وصل جداگانہ لذتے دارد ہزار بار ہر دو صد ہزار بار بیا  
 دواع و وصل میں ہیں لذتیں جداگانہ ہزار بار تو جا صد ہزار بار آجا  
 بھادی ہجرتے بھادی وصال ہوئے دیکھو دکھو وہاں دیاں لذتیں نہیں  
 میرے سوچنا! جا ہزار داری آجا چار پاتے لاکھ دار آجا  
 تو ضل سادہ دل و ہم نشین بد آموزست جنازہ گرت توں دیکھ ہر حزار بیا  
 تو سادہ دل ہے بہت اور رقیب بد آموز نہ وقت مرگ گر آیا سر حزار آجا  
 توں سادا حیرا دل سادہ تینوں ایسی رقیب کرلو پالا  
 ہے توں میرے جنازے سے نہیں آیا راہ نکدا اے تیری حزار آجا  
 رواج صومہ ہستی ست زہبار مرد متاع میکدہ مستی ست ہوشیار بیا  
 رواج صومہ ہستی ہے واں نہ جا ہرگز متاع میکدہ مستی ہے بے شمار آجا  
 تے رواج اے سہلیں تے مندراں والو تھے سہلیں تے خود سہلیں نہیں  
 سہ خانے دج مستیاں ہی مستیاں نہیں ہوش کریں کے ہوشیار آجا  
 حصار عافیتے گر ہوش کنی غالب چوہا بہ حلقہ زندان خاکسار بیا  
 حصار امن اگر چاہے تجھے غالب درون حلقہ زندان خاکسار آجا  
 شکسی وٹا ہے توں چاہتا میں میرے قابا میں جہاں اندر  
 آجا رنداں دی بزم وچ آہر جا اتھے شہدے میں خاکسار آجا

دیگر از گریه به دل رسم نعل یاد که 260  
 دوش کز گردش حتم گدازد دے تو بود 262  
 مرغی باز تو آید بخا نام 264  
 در کلبه ما از جگر سوخته بود بود 266  
 بول منم من دوش کار عداوت 268  
 خوشاک گنبد چرخ کمن بود بود 270  
 اگر به دل نه غلظ هر چه از نظر گذرد 272  
 شوش چشم صیپ تختایام شد 274  
 نیست دخت که به ما کشت از غم نه رسد 276  
 آزادگی ست سازه ما صدا عداوت 278  
 شوم ز چو به دور فریادی زند 280  
 بلیه ز می هر آید پرور گفت اند 283  
 صبح است خوش بود دقت به شراب بود 284  
 تک فریاد به فرنگ از وفا دور آنگند 286  
 به باغش پائے غلغله از غیرت سرے باشد 288  
 دل نه خمار فراق تو نعل ساز بود 290  
 کو قفا تا به کائنات چو پند بود 293  
 پاک از جسم بدلیل ی بود 296  
 نوسیدی ما گردش ایام عداوت 298  
 چه خیز از شمع کز دکان جان بود 300  
 جان شمر حتم چش شیاران اند 302  
 دل سحاب بل اند ارچه بجا نیز کنند 304  
 دلخ اهل قفا نش با داد 307  
 نقاب دار که آنجی رنجی داد 308  
 ز رنگ است ای که در عشق آرد به سوختم باشد 310  
 حور بهشتی ز یاد آن بت کشید بود 312  
 تا چند به انوس می و عاشق حتم کند 314  
 دوش به وصل گرچه زبانی زکار بود 316

باد پر تو رشید و ایام دم صبح 207  
 آب به عشق غلغله صبر کیم طرح 209  
 اس نعل تو تاراج نظر با مستی 211  
 ما بشود نعل ما ز دغ 212  
 دگر نریب بهرام سرچا نه دم 214  
 نعل از به سرکده وفا ریزد 216  
 به بند پرش عالم می توان آلود 219  
 نم چرخ در آنگند دگر مرادی بود 221  
 دل اسباب طرب گم کرده در بند غم بل شد 223  
 دغ از پند دل بود به قفا ی آید 225  
 طوف است آنکه باغش از غم عداوت 227  
 حور صبح درمی حور شبانم دادند 228  
 نعل دور شکایت ز نعل به خیزد 230  
 کیم نخی گرچه شینان نکند 233  
 هر م ز نعل دل آزاد بجه 234  
 خول نه آن کند که کس را زبان رسد 236  
 عاشق چه کشیش که بود نودی بود 238  
 دانت کز شاد غم امید حور بود 240  
 ز کری گفت خون دل به خوش آمد 242  
 به عشق از دو جان به نیاز بلیه بود 244  
 قس از غم خونت رشتن و جبهه را نام 246  
 شوم به خیالت که ز نعل به دور آرد 248  
 گرسنه به که بر آید ز نعل جان و لرزد 249  
 آنک که وصل یاد می آرد کند 251  
 چون کیم از تو به دل شیدا چه ی بود 253  
 نه از شرم است کز چشم دے آسای بر می آید 254  
 چه بیش از دود چون باد و دغ نام می آید 257  
 چون چوکی بهشت چرخ زمین توشو 259

369 بر دل نصی فلم سر آور  
 371 اسے ذوق نواختی بازم بخوش آور  
 373 در گریہ از بس بازی کی لب باندہ بر عاشق نگر  
 375 یا رب ز جنوں طرح نے در فکرم رنج  
 377 اسے شوق بہا عہدہ بسیار میاںوز  
 379 غول قلعہ قلعہ ی پیکہ از چشم ز ہنوز  
 381 یقین عشق کن و از سرگن برخیز  
 383 یا ہر گم عشقی خالی بود جام ہنوز  
 384 داغ خج کو نام لذت سم از من پرہی  
 386 کشادہ نشیں عشوہ گرے راجہ کند کس  
 388 لطفے بہ تحت ہر نگہ خشکیں شام  
 390 قح از جام ہے ہا بیرون کمرہ کس  
 392 ہر کا بنی دے ہے خود نکلیں ی بولیں  
 394 دوغم آہنگ عشاہود یکہ آمد درکوش  
 396 نیست معبوش حریف تاب باز آوردن  
 398 پیرس حال امیرے کہ درغم ہوش  
 400 خوشا عالم، حق آتقی، بستر آتقی  
 401 دور سوداے حق بست، آہل امیدش  
 404 زکنت می چہد بنش رگ لعل سحر بادش  
 406 جا بیلغ و نخب از مرغ چین برکش  
 409 من و نکادہ دے کہ وقت جلوہ از آہش  
 411 خوشا روز و شب نکلتہ و بیش مقہاش  
 411 چو نکس بل ہے کل، بذوق بلا برقص  
 413 دل درغش ہوز کہ جل می رہد عرض  
 415 کوئی کہ ہاں وفا کہ وفا ہوا است شرہ  
 417 نکلیے بر حد زبان تو لعل بود لعل  
 418 مرا کہ یاد غارم زوزگار چہ خط  
 420 تا رفعت وطن نمود از سطر چہ خط

317 اگر داشت وجود را در اکسیر نظر گیرد  
 320 نگ است دلم حوصلہ راز غارو  
 322 لم ز زمزم یاد تو خاموش مباد  
 324 ہر ذرہ را ملک ہے زبیں بس می رسد  
 325 سجادہ دین سے نہ پذیرفت بے فردش  
 326 درخاک کلام و لب از کار ماند  
 328 ترا گوید عاشق دشمنی، آوے چنین باشد  
 330 از رشک کہ آنچہ بمن روزگار کرد  
 332 بہ ذوق سر زمستی درقلم نہ رواں دارد  
 334 صاحب دل است و ہوا، خفتن بہ سلاطین نہ کرد  
 336 قدر مشتاق چہ داند، درد ما چندش بود  
 338 بر خوارگی بیک سرگرم طافم کہ اند  
 340 کے من چہ در صورت پرستی حرف دیں گوید  
 342 من چہ وفا موم و رقیب بدر زد  
 344 غم من از غمں چہ گو چہ کم کرد  
 346 بیدل نقد از دل ہے بت غلبہ سو داد  
 347 خیم جبین ہے درش آستل گدازد  
 349 چو نہ ہے قصد نکلیں بر کل بجہاد  
 351 تیغ ز فرق تاجہ گویم رسیدہ باد  
 353 پروا اگر از عہدہ دولش نگردد  
 355 آہر شوق ہاں ہو ہے تہارت نہ رود  
 357 زبیں لب، خرام کلمہ آذر بیز از کاغذ  
 359 سچے - دارم زنگی روزگاروں خواہ بہلاں  
 361 عزا اسے ذوق خرابی کہ بہار است بہار  
 363 جا و خوش خنایے دہم فکر  
 365 ہے مرگ من کہ بس از من ہے مرگ من یاد آر  
 366 ہے دوست زبیں خاک نفاکم ہے سر  
 368 اسے دل از گھن امید نکلتے بمن آر

# فہرست

50	گلست رنگ ما رسا نہ سازد بے قراراں را	3	اے بنگلا ولا خوسے تو بنگرہ نا
52	سہرم دوزخ و آن داخلے سینہ تامل را	5	خالی اندر رحمت شاد کردی بے گنہاں را
54	دام محرم سہا بود چاک را	7	خاموشی مانت شد بد آموز بکلاں را
56	نفست خوشی بے پردہ شود بنگل را	10	چون ہزار خوشی دارد تار اعلیٰ را
57	راز خونت از بد آموز تو ی جویم ما	12	کریمانی مست، ناگہ از در گذار ما
58	اے دوسے تو بجلو در آوردہ رنگ را	14	نی خیمہ در عالم کشاطے کلاں مارا
60	سوز ز بس کہ تپ بختاں، نقب را	16	پس از کشتن بخارم دیدہ بازم بدگنای را
62	نویز انقلاب شوق دارم از بلا جان را	18	تو کن نقش دولی از دلق سینہ را
64	بہ خلوت خزہ نور کی یاراست پلورا	20	سوز عشق تو پس از مرگ میاست مرا
66	بادر خلکوے ۹ بیہ دکنو کشت ما	21	آتشکاز کشتہ خار دہست دامن ما
68	دل آب ضبط تار غارو خدائے را	23	نقشے زخو ہرماہ . ر بہت لیم ما
70	ما دوقت چارہ گر بگر چارہ پارہ را	24	در گرد غربت آئینہ دار خودیم ما
73	نقا آئینہ دار بحر خودہ بحر شقای را	27	بہ شغل انتظار سوشان در خلوت شبہا
75	لرزہ دارد خطر از بیت دیوات ما	28	بہن از مرے کہ فرسود عشق پارستانی ما
77	اے گل از نقش کب پائے تو دلتا ترا	30	ہاں بہ سبب اے دل بنگرہ ستم را
79	غمت در بوجہ دانش گدازد مضر خدای را	32	من آن نیم کہ دگری توان فریبت مرا
81	گویم آواز دارم شیخہ جلوہ بیلان را	34	زمن گرت نبود بادر انتظار، بیا
83	خیزد بے راہ دوسے ما بر راہے دیوب	36	چراں بہ قصہ بہرم بیام را
85	گرہیں از نور بہ انصاف گراید، چہ جب	38	در جزو غرب پیش کد آب و نیم را
87	جہن محل بصرائے قہر دادہ است اہلب	39	برنی آید ز چشم از ہوش، جہانی مرا
89	از آئندہ ثابت عقل ی کنم اہلب	41	از وہم قہر گشت کہ در خود نیم ما
90	سحر رسیدہ و گل در میدان است، حسب	42	بہ کین شد میان از شیخہ، بحر اغیار ما
92	حق، جلوہ گر زطرز بیان، حق ست	44	چاپانی بہت پادری آرام زمانے را
94	گلشن بفضائے چمن سینہ ما نیست	46	بانت اگر سائتہ پرداختہ ما
97	بگرہ دریں دلدی بے اثر القادہ است	48	خوش وقت امیری کہ برآمد ہوس ما



- 153 سہاقت ز باطنی پہ نیز ترک فرہوگری گرفت  
 155 دل بدمان ازین شیعہ عیان است دھیل نیست  
 157 دل چو دھق آئن است کہ دلبر نواں گفت  
 158 اندوہ پہ دانے دوسر پر کالہ فرو ریخت  
 160 خواست کزا دہند و تقریب نہجیدن نہ داشت  
 163 ہیں کہ دوگل دل جلو گر ہائے تو کیست؟  
 165 پہ وادگی کہ درآں شعر را عصا غفلت است  
 167 کشد را رشک کشد وگراست  
 169 ہندوا رنہ سخن پیشہ گنہائے بہت  
 172 لعل تو خست اثر اخصاس کیست  
 173 آں کہ بے پردہ پہ صدوایں نمایانم سوخت  
 175 در بزل لگی و زخم دست کہم است  
 177 در بند تو چشم ازوہ جلیں دوخت اے بہت  
 178 ہامن کہ عاشق، خنی از شک ونام پیست  
 180 گل رابہ جرم عہدہ رنگ وہ گرفت  
 182 فہار طرف موارم پہ چچ دانہ بہت  
 184 تپہ سویم نظر لطف عس ہامن است  
 186 نہ ہرزد بھولے از سلوم استخوان غایبست  
 188 زمین گھستی د بچہ مشکل اللہ است  
 190 اخیتم از مرگ نامیخت جرات پارہست  
 193 چشم از در آکلہ تر است  
 194 علور بھقتل حق را ذریعہ بے سبہبست  
 196 نکلا معنواں از شراب غائر قسمت  
 198 نحو طوہاست لیک نہ چوں من دریں چہ بحث  
 200 قشتم گرفتہ دوست نمودن چہ احتیاج  
 201 جلوہ ی خواہیم آتش شو ہوائے ماسخ  
 203 درپردہ شکایت ز تو دارم و بیاں چچ  
 205 اے کہ ہوی، ہرچہ ہود و دلشائیل کیچ
- 99 درگرد بلہ وادی دل رزم نگہ کیست  
 101 درگم از خیال کہ دل جلو نگہ کیست؟  
 102 یاد از عدد ہارم دیں ہم ز دور جی است  
 104 لب شیریں تو چہن شک است  
 106 چہ قند ہا کہ در اندازہ لگن تو نیست  
 108 اے کہ گفتی غم دون سیدہ جلیں فرہاست بہت  
 110 سیدہ بکتویم و شکے دیدہ کاشنا آتش است  
 112 خود ریدنش از باز بیں کہ دشوار است  
 114 سوم وادی اسکل زبیں بگر تپ است  
 116 گرد وہ فریش از غم پہ نہ دانست  
 118 ہر ذرہ کو جلوہ شہن پکانہ ایست  
 120 ہرچہ شک خواہست چچ کس از شک خواست  
 123 ما لافیم گر کمر بار نازک است  
 124 اشب آتشیں دے گرم ژند خونی بہت  
 127 جیب مرا مدد کہ پوش نہاقت است  
 128 بلبل دلت پہ بلہ غمیں پہ بند نیست  
 130 مع ما الزباد مرض احتیاجے پیش نیست  
 132 لذت قشتم زلفیں بے توئی حاصل است  
 134 ہم دعدہ دہم مع زہقتش چہ حساب است  
 136 بیں کہ از تپ نگہ تو ز آسودن رفت  
 138 نگہ چشتم نیں و زہبہ بیں پیدا است  
 139 کہ پارہ نیست سلیہ خود از بید ہود است  
 141 یاد در عہد شہام بکار آمد و رفت  
 143 آخر خوشتر از غم پہ جلیں ی بہت  
 145 از لیک آمد، در شر فروباں شدہ بہت  
 147 نھاں کہ بدی حلقہ تو آں چنانم سوخت  
 149 گھتیم پہ ملاکار خود چوں بے است  
 151 چہ شمع کن زبایی پہ شام ہنر است

652 شام پہنچے رات ہوئے آدھ ام  
 652 نال جا کہ دلم پویم درہنہ نبرد  
 653 درہنہ زخم زخم ستانے وارم  
 653 اے آنکھ مراد کعبہ دوسے داری  
 653 ایسی رسم کہ عقیدہ شکیں ہر سال  
 654 غلام کہ درگنہ چہ پکارا کسم  
 654 اے جام شرب شلوکانی زندہ اے  
 654 اموز شرابہ اے چہ دالم زندہ اند  
 655 زری سوسے کہ بر میان تست اے بدکیش  
 655 اے آنکھ ترا سنی بد بیان من است  
 655 شایم نہایت اسرار دلگ اورنگ  
 656 دردم نکلا خشک راج نکلا  
 656 در خورد تیر بود درختی کہ مرست  
 656 یا رب نفس شرابہ نیم بخند  
 657 قلع نیم اوربشت نیم بخند  
 657 او راست اگر ہزار جزم بخند  
 657 دلی دوست چہ نیم پاد ام خواند باز  
 658 یارب سوسے ہر روز گداں مارا  
 658 آنم کہ چہ چاند من سنی دہر  
 658 دریاں مراد ما ز پیدا نگرگ  
 659 یارب چہ جہانیاں دل غم  
 659 دگر دم و سے بدہر دین بودم  
 659 دوسے تو چہ آفتاب تباہی مانہ  
 660 ایچ پاد کہ راست دل ریش آرد  
 660 خوشتر بود آب سواں از قد و نبات  
 661 نعل کہ خن طراز ہر آنجی است  
 661 او پادشہ است گر خن انجمت  
 661 گر پادشہ ہر نہ نال دل بودے

638 زامہ دہنہ برق فوسم بجاں مرز  
 638 اے کہ خواہی کہ بعد ازین پاشم  
 640 الا ہے ہر دشمن دیوسار  
 641 ہوا چہر نشان است و اور گوہر بار  
 642 چہ آدم زندہ چہ شیطان طوق لعنت  
 642 اے کہ متعلق کہ در خن باشد  
 643 چہ ہزار دہشت صدہ چل فرودش

## فارسی رباعیات غالب

646 غالب آزادہ سوسہ کیشم  
 646 غالب چہ گھر ز دورہ زلدم  
 646 شرابہ است کہ ہر جہاں آداب در سوم  
 647 راجہ ست ز عہد ما حضور اللہ  
 647 شرابہ است چہ دہر در مظہر کشتن  
 647 سائل زگدا بجز خداست نہو  
 648 ہر نہ کہ دشت و نامزایم ہر  
 648 آن سوز کہ زن گرفتہ دانا نہو  
 648 آن را کہ عطیہ ازل در نظر است  
 649 آن دشت کہ در نظر بجز پادشہ نیست  
 649 چکر کہ ز دھنہ زخم پہنک زندہ  
 649 پادشہ غم آن پاد کہ حاصل نہو  
 650 گیم کہ ز دہر رسم غم ہر فیروز  
 650 جلتے ست مرا زخم شمارے، دوسے  
 651 بدل اندازہ فتح باب است ایچ خواب  
 651 بیٹا چہ مو باست ایچ خواب  
 651 ایچ خواب کہ دوشیں روزش گویہ  
 652 خوابے کہ فرود دین اند جلاہ گراست  
 652 خوابے کہ بود نشان بخت فیروز

- 661 شربا است کہ دودے دل فراشم ہر عمر  
 662 ہرچہ شہرہ پہ بحر ہم عثمان است اینہما  
 662 غالب ہر پردہ سے لوائے دارد  
 662 صبح است و نالے فیض و گیتی دایے  
 663 غالب چو ز راکہ بدرچشم من  
 663 غالب بدوش مدام آزاد ہدایت  
 663 اے آنکہ گرفتہ ام کوئے تو چاند  
 664 منصور غفلت ز کتبہ چہیل چہ بود  
 664 در عمد تو دمن است در ملت اکیم  
 665 کشی از موج سوئے ساحل بود  
 665 در شوق بود عرض تنہا مشکل  
 665 گردل پہ شہرہ زودہ ہاشم خوردا  
 666 نے کشہ زلم ہلک دشمنیرم  
 666 آں کز اثر طبع کشش آرد  
 666 اے آنکہ دی مایہ کم دخواہش پیش  
 667 ناب ظلم روزگار نامم کشہ  
 667 غالب پہ غن کہچہ کست ہسر نیست  
 667 گردیدان زلفوں پہ جنت کشہ  
 668 آں سوکب شہسوار زری را گذشت  
 668 آں را کہ بود دوستی در فریام  
 668 زری رنگ کہ در گشتن اہلب دمد  
 668 چوں دود نہ پالہ باقی ست ہوز  
 669 در عالم ہے زری کہ طبع است حیات  
 669 غالب غم روزگار و بارش نہ کشہ  
 670 وقت است کہ آسمان موج ہارو  
 670 ہر چہ نہانہ مجمع جہل است  
 670 کی دانیو دے ہدیہاں سل کہ تراست  
 671 نمے کش و بحر و شور دایم
- 671 دشم پہ کلید خزانے ی ہیست  
 672 شتم زے امید سرست دہش است  
 672 کر کردہ گنج گمے ہرچہ  
 672 زان دوست کہ ہاں غالب مر و وفات  
 673 اے دوست بسوئے این فرہنگدہ بیا  
 673 اے آنکہ نا امیر راست باشد  
 673 شام آمد و رفت سر پہ پاویں خیال  
 674 آ کے عدم شفق تراشد از چشم  
 674 بر قول تو احمد خواں کردان  
 674 گرد قلب دوست بودایے دوست فکریں غم  
 675 شب چیست؟ سوہائے دل اہل کمال  
 675 ہر چہ شے کہ سیمائش کلام  
 676 در کلبہ من اگر غبارے بینی  
 676 ہر چہ توایں ہے سوسائیں بودان  
 676 بازی خوب روزگار بودم ہر عمر  
 677 چوں معتبر الدولہ ہاں ہیرت خوب  
 677 پایہ کہ دلت زخمر در ہم نہ شود  
 678 اے کہہ پہ آرایش گفتار کشا  
 678 داری چہ ہراس جہانگی - از مرگ  
 678 دایم کہ آئینہ شکایت نہ نکوست  
 679 اے کہہ پہ مر زور فطرت تعلیم  
 679 پایہ کہ جہانے دگر لچلو شود  
 680 کچہ پہ ہنگام سلامت باشی  
 680 اے تجوہ دانش کہ بودہ ائی ہتر من  
 680 آں را کہ ز دست ہے زری پائل است  
 681 اوراق زباتہ درویشیم و گذشت

475 شمع است خیر آئینے درم انگنم  
 477 ہے پردگی محشر رسوائی خویشم  
 479 کم گشت بجوے تو نہ دل بلکہ خیر ہم  
 482 جوں سنی ہے جیب دہم پندل گدہ ایم  
 485 ہم ہے عالم زائل عالم پرکنار اقلہ ہم  
 488 سوخت بکر آگیا رنج پکین دہم  
 490 بود بدگوسلہ با خودم زبائل گدہ ہم  
 492 ی دیلم پور عرض دعاست ی کسم  
 494 شمع شد خیر کہ رسوا و اثر خلیفہ  
 496 تپہ کے صرف رضا ہوئی دہا ہاشم  
 498 درگاہ تراست باز ی خواہم  
 499 دمن عذر نہ کنی گر لباس دہی دارم  
 542 عیا کہ قلعدہ آسماں گہراہم  
 504 رفت ہما آنچہ خود با خواہم  
 506 اگر بر خودنی پاد زعادت کدوں ہوشم  
 508 دشمنے در سفر ازگ سفرواشیم ایم  
 510 خود را ہی ہے قتل طرازی علم کسم  
 511 خطا آمد ہے آزادی ز آرایش پردی ہم  
 541 آتم کہ لب زمرہ فرسائے دارم  
 516 در وصل دل آزادی افیاد عوام  
 517 دربر انجام محبت طرح آواز انگنم  
 520 اے زمانہ و تحیرم درخشاں تو گرکن  
 522 بپری شیوہ غزلان و دہوم دم شل  
 524 جوں مستم ہے فصل نوسارم ی توں مکتل  
 526 نہی بلخ دیار چل لفظاں  
 529 طاق شد ملالت زحمت پردہاں خواہم شدان  
 530 دل زان مژہ تیز یک بار تپیدن  
 533 رنگ غم پیست نہ شد ہوس است ای

422 تا تک شوق تو انداختہ ہاں درق شمع  
 424 شلوم کہ بر آگاہ من شمع و برمن کشت جع  
 426 ہے غول ہم ہے سرور گدہ دروغ دروغ  
 427 ہنگام ہوسہ بر لب چلن خودم دروغ  
 429 گل و شمع ہے مزار خدا گشت تک  
 431 اے گدہ لقمہ ہے خیر شوقی لکھا یک طرف  
 433 گوند سے نہ پندرد ہم دگر تفرق  
 434 شدم سپاس گزار خود از شکست شوق  
 436 سو آگاہ در ہجوم قہقا شود ہلاک  
 438 بحر اگر موج زن است از فتن و غاشاک چہ پاک  
 440 بیک دوام بود ہارمن اندک  
 441 اسے قرا و موا دوری نیرنگ  
 443 نہ موا دولت دنیا نہ موا اجر جمیل  
 445 رہے ست کہ در دل فتنہ از طوں بود از دل  
 447 کفتم زشوی ہجوم گھنجدان آسماں در بخل  
 449 دارم در ہواسے تو سنی ہوسے گل  
 451 فن برکاتہ ضائع دل در میانہ غافل  
 453 رستم کہ کشتی ز قاشا ہما گنم  
 455 بسکہ ہے بچہ بخوش چاہہ در گراہم  
 457 بر لب یا علی سرا چاہہ روانہ گدہ ایم  
 459 نورقار و دیرینہ آزاد خودم  
 461 یاد بار آں روزگراں کاتبہاے داشتہم  
 463 دہم آں ہنگار عیا خوف محشر داشتہم  
 465 ایں چہ شورے است کہ از شوق تو در سردارم  
 467 شہسای غم کہ چہو بخن باب شستہ ایم  
 469 بخت در خواب است ی خواہم کہ بیدارم کسم  
 471 ہے طویشتن مکان لکھن گرفتہ ایم  
 473 تا فصلے از حقیقت اشیا نوشتہ ایم

592	گر نہ لولہ سودے چہ فیتے	534	بس کہ بہر است زلفہ تو سرا پائے من
594	درستی قتل تو حیرت رقتے	536	خوش بود طالع زند کمر واکل زینتی
596	اسے چہ صدر آہے بر دلت نا بارے	539	پیت چہ لب شہہ ازکلب کشتی
598	بدی خوبی خود گوید کہ کلم دل بخواہ از دے	541	غیرہ کندہوا را سر دوم داشتن
600	نوام ازصف حورں ز صدوزار یکے	544	چہ لم اید بہ گرفت ز من احتراز کردن
603	اندہ چہ الفانی ازجو عیان استے	546	چوں کعب رود شب ہر شب دور دسریں
605	بیم ز دل بد کافر اوائے	547	نخل ز راجی خوش ی توں کردن
607	بدل زعمیدہ جائے کہ داشتی داری	549	نیف است قتل کہ زگشتن شاکتی
608	اگر بشرع خن درمیاں گردانی	551	چہ خوشم دست و پنج آلود چاہیں
610	اسے سوج مکی نوید تماشے کیسی؟	553	نہ راجالم کہ سرست خن خواہ شدن
612	کفرم گر از تو بار باشندم خوراسے	556	سربک افغانی چشم ترش ہیں
614	رفت آنکہ کب پوے تو از پا کردے	558	حق کہ حق است سچ است کانی بنو
615	خود غری وجے غل را ملے	560	مرض خود بد کہ رسائی مانخو اند
617	اسے کہ کھتم نہ دی داد دل آسے نہ دی	562	گوئی چہ من کے کہ ز دشمن رسیدہ کو
619	ہم نفس جان من دیان تواین انگیزے ہے	563	پالم بخوش بس کہ چہ بد کند تو
621	خشود شوی چوں دل خشود نیای	563	کشتاخ مکتد ایم غور بمل کو
623	سرچرخ خون است ز دل تہہ نہاں ہائے	567	دولت چہ غلہ نبود ازاسی پیشل شو
625	ناہ کہ مسجد چہ د مغرب کبلی؟	570	ی بد خدہ چہ سلان بہلوی نہ
627	دل کہ ازمن مر ترا فرجام نک آد ہی	572	جے دارم ازابل دل رم گرفتہ
629	دیوہ در آنکہ نمدل چہ شمار دہری	574	گاہے چشم دشمن دگاہے درآئینہ
631	زبان کہ با تو ہر شیوہ آشتائے	576	شللا چہ بیم جشن چوشلہں شراب خواہ
633	دل در پلہ از پلوے داغ سینہ تلختے	578	دارم دے زعفر گرانی پار ہود

### اختخاب قطعات غالب (فارسی)

636	ملتی چمن ہشی دا فرمایم	584	مرا تا فراغ را خوں برگ وسانہ
636	آلم کہ درمی ہم سرے قلم من	586	کیستم؟ دست مشکلی جلی نہ
637	ہزار معنی سرعوش خاص لعل من است	588	بہ دست و پائے بدہ گرانے نلاد
638	فرمت اکرے دست دہ مستقیم اٹار	590	فلس کہ دہائی غلہ صد نوحاست چہاری

## فارسی غزلیات غالب

اے بخلا و ملا خرمے تو ہنگامہ زا پامہ در گفتگو، بے ہمہ با ماجرا  
 لغت : غلام خلی ہوۓ مراد کائنات کی تخلیق سے پہلے کا عالم۔ ملا پر ہوۓ ہمارا ہوا ہوۓ مراد کائنات کی تخلیق کے بعد کا عالم۔ ہنگامہ زمانہ  
 ہنگامہ پیدا کرنے والی، مراد وقت کے انتخاب لانے والی، حقیقت کرنے والی۔ ہمارا زمانہ اپنے حال کے ساتھ اپنی شان کے ساتھ۔  
 ترجمہ : پہلی غزل ہونے کے طے یہ حمد یہ غزل ہے۔ اس میں غالب نے یہ کہا ہے کہ اللہ کی ذات الکی ہے جو تخلیق کائنات سے پہلے بھی  
 اور اس کی تخلیق کے بعد بھی اُسے دن کی حقیقت میں یا انتظامات لانے میں مصروف رہتی ہے۔ سب موجود ہوں تو تو ان سے مصروف گفتگو  
 ہو آہے اور کوئی نہ ہو تو تو اپنی شان کے ساتھ ہو آہے۔ مراد یہ کہ تحریری ذات عظیم کی شان تخلیق کائنات سے پہلے بھی اور آج بھی اسی طرح  
 برقرار ہے۔

شکلیں حسن ترا در دوش دلبری طرّو پر خم صفاتِ موسیٰ میانِ ماسوا  
 لغت : دوش دلبری: دل چپنے کا طریقہ، مراد حسن میں ایسی دلکشی کہ جو دیکھے عاشق ہو جائے۔ طرّو پر خم: پر چڑھ گئیں۔ ماسوا اللہ کے  
 سوا ہر کچھ ہے، یعنی یہ کائنات۔

ترجمہ : محبوب حقیقی کے حسن کی تصویر کشی پر چچ دلفوں کی تشبیہ سے کی گئی ہے جو دل کشی میں بے مثل ہوتی ہیں، مراد یہ کہ اے اللہ  
 تعالیٰ تیری صفات پر چچ دلفوں کی طرح ہیں جنہیں سمجھنا آسان بلکہ ممکن نہیں۔ محبوب کی کرکڑیل سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی بہت ہارک  
 بلکہ نفرت آنے والی کر، ماسوا کو اس سے تشبیہ دے کر گویا کہا گیا ہے کہ ماسوا کو جو دلی کوئی نہیں۔ صرف کے نظریہ "مردوست" اسب  
 کچھ دے، باقی کسی کو جو نہیں اس کے حوالے سے یہ کہا ہے۔

دیدہ دران را کند دید تو سیش فروزن ازنگہ تیز روا گشت نگہ تو تیا  
 لغت : دیدہ دران: دیدہ ور کی جمع، نگہ دیکھنے والے، مراد اہل بصیرت، دل کی نگہ سے دیکھنے والے۔ دید: دیدہ، نظر آئے۔ سیش: سیش، مراد  
 بصیرت۔ تو تیا: توتیا، سر۔

ترجمہ : جو صاحب بصیرت ہیں، تیرا دیدہ اور ان معنی میں کہ کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا تصور ہے۔ جو صرف ادب بصیرت ہی دیکھ  
 سکتے ہیں ان کی بصیرت میں مزید اضافہ کرنا ہے۔ نگہ تیز رو یعنی گری بصیرت سے نگہ سرد ہی گئی ہے۔ (سرد لگانے سے نظر میں تیزی پیدا  
 ہوتی ہے۔ مراد وہی بصیرت میں گہرائی آجائے سے صاحب بصیرت خدا کے دیدہ کا قائل اور اس سے آشنا ہو جاتا ہے)۔

آب نہ بخشی بوزو خون سکندر بدو جانِ نپذیری بچ نقد خضر ناروا  
 لغت : آب: پانی، مراد "آب حیات" جس کی تلاش میں سکندر اور خضر دونوں لگے لیکن خضر نے چشمہ آب حیات تک پہنچ کر پانی لیا یا  
 اور جوش جوش کی زندگی پائے، جبکہ سکندر راست بھول کر اس سے محروم رہا۔ نقد ناروا: کھوتا مکہ۔ خون بدراشدن: خون ضائع یا  
 رانچاں ہلا۔

ترجمہ : اس شعر میں صنعت تلمیح سے کام لیا گیا ہے۔ سکندر بہت جلدی قوت کا لک تھا لیکن آب حیات کے حصول میں اس کی یہ قوت بہم

نہ آئی۔ دوسری طرف ضرر ہیں جن کی لہری زندگی بیکار ہے کہ وہ تھالی میں آکھتے ہیں ان کا تھکا پھٹی لیٹن دریا سمندر میں ہے اور وہ ہے جس۔  
بتول صاحبہ!

ہمارے عمر ملاقات دوستداران است چہ۔ حظ برد غصہ از عمر جلودان، تنہا  
ازدی کی بار تو دوستوں کے ساتھ مل بیٹھے میں ہے بھلا غصہ اس عمر جلودوں سے کیا لطف اٹھا سکتا ہے کہ وہ تھالی کی زندگی بسر کر رہا  
ہے۔ گویا تھالی کی زندگی ایک طرح سے کھوئے سکے ہے جس کی کوئی قیمت نہیں، یعنی بیکار ہے۔

بزم ترا شمع و گل، خشکی بو تراب ساز ترا زیر و بم، واقعہ کر بلا  
لغت : خشکی، خشکوت۔ بو تراب: مٹی والا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب، ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
انہیں زمین پر لیٹے دیکھا تو انہیں صبر تراب کے لقب سے پکارا جو بعد میں ابن کا لقب ٹھہرا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی  
شہید کیا گیا تھا۔ زیر و بم: نچلے اور اونچے سر۔ گل: پھول، مراد جہان۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشکوت تجوی خشکی کی شمع اور سجاوٹ ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر بلا کے  
میدان میں شہادت تحریرے سارے اونچے اور نچلے سر ہیں۔ مراد خدا کی بے نیازی ہے جس کے لئے بڑی امتیوں کی شہادت بھی کوئی اہمیت  
نہیں رکھتی۔

کج بختان ترا قافلہ ہے آب و دان فوجیان ترا ماکہ ہے اشتہا  
لغت : کج بختان: جہ نکستی، مصیبت زدہ، مطلق۔ فوجیان: جہ فوجی، فوجیوں والے، امیر، ملدار۔ ماکہ: دس خرماں، خوراک، کھانا۔ ہے  
اشتہا: بھوک کے بغیر۔

ترجمہ : اس شعر میں بھی خدا کی بے نیازی کی طرف اشارہ ہے۔ ایک طرف مطلقوں کا قافلہ ہے، یعنی مطلق لوگ ہیں۔ جنہیں دو وقت کی  
روٹی میسر نہیں ہے اور دوسری طرف وہ ملدار لوگ ہیں جنہیں بھوک نہ بھی ہو تب بھی ان کے دس خرماں پر قسم قسم کے کھانے پتے ہوتے  
ہیں۔

گری نبض کسے کز تو بدل داشت سوز سوختہ در مغز خاک ریشہ دارد گیا  
لغت : مغز خاک: یعنی زمین کے اندر۔ ریشہ: جڑ۔ دارد گیا: اصل تھا گیا ہے، شعری ضرورت کے تحت ڈرا گیا۔ یہ صنعت تریخ  
ہے۔ ایک طرح کی جڑی بوٹی۔

ترجمہ : جس کے دل میں تجھ سوز و گداز یعنی سوز و محنت تھا اس کی نبض کی گری سے زمین کے اندر دارو گیا کی جڑ بھل گئی۔

معرف زہر ستم دارد بیاد تو ام سبز بود جاے من در دہن اثر دہا  
لغت : معرف: شمع کرنے کی جگہ، شمع، مطلب، کام۔ سبز بود: جگہ کا سبز ہونا، سب سے پہلے تو انسان کا جسم سبز ہی مائل ہو جاتا  
ہے، مراد زہر پھیلا۔ زہر حق: مراد محبوب کی ستم دانیوں کی تھی۔

ترجمہ : محبوب کی ستم دانیوں کی طرف اشارہ ہے۔ تجوی یاد میں مجھ میں زہر ستم رہا ہوا ہے۔ اثر دہا کے منہ میں میری جگہ سبز ہے۔ مراد یہ  
کہ میں اس قدر ستم خریدا ہوں کہ اثر دہا کے منہ میں اس زہر ستم کے مقابلے میں مجھے آسودگی میرا نہ کی۔

کم مضر گر یہ ام زانکہ بعلم اذل بودہ دریں جوے آب گردش بہت آسیا  
لغت : مضر: مت گن، مت جان۔ آسیا: سات پکیاں، مراد سات آسمان۔ جوے آب: پانی کی ندی، مراد آنسوؤں کی بھڑی۔

ترجمہ : میری گریہ و زاری کو کم یعنی حقیر نہ جان کیونکہ یہ بات علم ازل میں تھی کہ کبھی میرے آنسوؤں کی تھڑکی سے سناٹ آسمان گردش میں رہے۔

سلوہ زعلم و عمل مر تو در زیدہ ایم مستی ما پلیدار بلوہ ما ہشتا  
لغت : در زیدہ ایم : ہم نے اختیار کیا ہے۔ ہشتا بھوک، بھولا آوی جس نے کچھ نہ کھلایا ہونا، مڑا ہوا۔

ترجمہ : ہم علم اور عمل دونوں سے ہماری یعنی دور ہیں، اس حالت میں ہم نے حیرا حق اختیار کیا ہے، ہماری مستی یعنی مستی خلق پر قہر اور قائم رہنے والی ہے جبکہ ہماری شراب افکی ہے، جس میں کسی چیز کے کھلنے پھٹنے والی بات نہیں ہے۔

خلو بہ غالب سپار زانکہ بدان روضہ در نیک بود عند لب غاصہ نو آئین نوا  
لغت : سپار سپرد کر، عطا کر۔ بدان : یہاں، اس میں۔ نیک : اچھا، اچھی۔ روضہ : باغ۔ عند لب : بائیں، مڑا ہوا یعنی طور غالب۔ نو آئین نوا : نئے نئے لگنے والے نئے۔

ترجمہ : (اے خدا) تو ہمارے جنت میرے سپرد کر دے یعنی مجھے اس میں جبکہ سے نواز کیونکہ اس باغ میں نئے نئے لگنے والے باغ ہیں، اچھی رہے گی، مراد یہ کہ میں نئے نئے افکار تخلیق کر رہا ہوں میرے لیے ہمارے جنت میں نوا رہے گا۔

## غزل-2

تعلی اللہ بر صحت شلو کردن بے گناہاں را نخل نپسندو آذر م کرم بے دستگاہاں را  
لغت : تعلی اللہ : سبحان اللہ، اللہ بلند ہے۔ شلو کردن : خوش کرنا۔ نخل : شرم۔ آذر م : شرم۔ دستگاہاں : ہدایت گاہاں۔

ترجمہ : شرم کو چند اشعار نصیب ہیں۔ سبحان اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بر صحت یہی ہے کہ بے گناہوں کو خوش کرتی ہے اور حضور کی شفقت و کرم گناہوں کو شرم و کینہ پہنچ نہیں کرتی۔

خوے شرم گزند دینہ شکوہ رحمت حاصل سبیل و زحرو افتخاندوز سیماروسیابان را  
لغت : خوے : بچہ۔ دینہ : بچہ۔ شکوہ : سانس، بارگ۔ سبیل و زحرو : دوستانوں کے نام ہیں۔ سیماروسیابان : دو سیلاب، مڑا ہوا۔

ترجمہ : آپ کی رحمت کے سامنے گناہ بالخصوص گناہوں کے سامنے سے ہوں چھٹا ہے۔ جیسے سبیل و زحرو جیسے حلوے تک رہے ہوں۔

زبے دردت کہ پایک عالم آشوب بگر خالی دود در دل گدایاں را و در سر پادشایان را  
لغت : زبے : دلدل، کیا کہنے۔ دردت : تھوڑی تھوڑی آپ کا درد محبت و شفقت۔ پایک عالم : بہت زیادہ ایک دنیا۔ آشوب : دکھ۔ بگر خالی : بکھر خالی۔

ترجمہ : حضور آپ کے درد محبت کا کیا کہنا ہے کہ یہ بہت بڑے دکھ کے باوجود گدایوں یعنی عام لوگوں کے دل و سر پادشاہوں کے سر میں ملتا رہتا ہے یعنی ہر کوئی آپ سے اخلاقی محبت و شفقت رکھتا ہے کوئی کسی املا میں کوئی کسی املا میں۔

بگرنے حلقہ در گوش اٹھنی آزار مرادیاں را بخوابے مغز در شور تواری پلین پنہاں را



نعت : بحرے: ایک حرف یعنی بات سے۔۔۔ طوق در گوش انگلی: مراد آپ اپنا کلام اور گویا بنا لیتے ہیں۔۔۔ خواب: ایک خواب سے۔۔۔ بالین بلبان: مراد حوسے سے سوئے ہوئے لوگ۔۔۔

ترجمہ : حضور: آپ اپنی ایک بات یعنی محبت میرے کلام سے آزاد لوگوں کو اپنا کلام یعنی گویا بنا لیتے ہیں، جبکہ خواب میں اگر حوسے سے سوئے ہوئے لوگوں کے سر میں ایک ہنگامہ احرام و محبت پیدا کرتے ہیں۔

زشوقت بے قراری آرزو خارا نساواں را بہرمت لای خواری آہو پرویز جابل را

نعت : غارت: آپ کا خلق۔۔۔ خارا نساواں: مراد سنگدل لوگ۔۔۔ بہرمت: آپ کی بزم یا مجلس میں۔۔۔ لای خواری: گھٹ پینے کا عمل، پانے زمانے میں شراب پینے والے جام کی۔۔۔ کی قروب گداؤں میں پٹت دیتے تھے۔۔۔ پرویز جابل: پرویز کا سامراج رکھنے والے، پرویز، صہران کا مشور بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : بڑے بڑے سنگدل آپ کے خلق میں بے قراری کی آرزو کرتے ہیں، جبکہ آپ کی محفل میں بڑے بڑے مرتبہ و مقام والوں کے لئے گھٹ پینے یعنی دلت و خواروں میں بھی آہو ہے۔

بہ داغت شلوم المازین فبالت چون برون ایم کہ رشکم در تجسیم انگند غلد آرمگاں را

نعت : داغت: حیرا یعنی آپ کا داغ محبت۔۔۔ شلوم: میں خوش ہوں۔۔۔ تجسیم: دوزخ۔۔۔ غلد آرمگاں: غلد آرمگاں کی جمع، جنت میں آرام کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : میں آپ کی محبت پر دھیرے دل میں ہے، اخوش ہوں لیکن اس شرمندگی سے کہ کمر ہٹکا رہا ہوں کہ (میری اس محبت کے سبب) جنت میں آرام کرنے والے کھ سے رشک کرتے اور یوں گویا جہنم میں گر جاتے ہیں۔

بہ داما رینختی یکسر گھستن ہم زین دواں داں کہ نختے بر خم زلف و کلہ زو کج کلان را

نعت : گھستن: ٹوٹا، مراد عاجزی۔۔۔ نختے: ایک گرد آہنی، ایک کلہ۔۔۔ کج کلان: کج کلہ کی جمع، مراد صہین، محبوب (شیر بھی ٹوٹی پڑنا) قدم صہین کی بچان تھی۔۔۔

ترجمہ : آپ نے دلوں میں سراسر توڑ پھوڑ پیدا کر دی، اپنی محبت سے دل سرشار کر دیے اور گویا اللہ ہی کی دین ہے کہ اس نے صہینوں کے زلف و کلہ میں کچھ خم ڈال دیا، یعنی دلوں اور کلہ کے نیچے سے پھینکا، جھکا، گول کٹی اور درہائی کا ہٹ بنادیا۔

بنازم غولی خون گرم محبوبے کہ در مستی کند ریش از کید نما زبان عذر خواہان را

نعت : کند ریش: زخمی کرنا ہے۔۔۔ کید نما: بہت چرمتہ۔۔۔ عذر خواہان: عذر خواہ کی جمع، سفارت کرنے، معافی مانگنے والے لوگ۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایسے گرم جوش محبوب کی غولی پر غرے جو عالم مستی میں ان لوگوں کے ہونٹ چوم چوم کر زخمی کر دیتا ہے جو اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہیں۔ یعنی حضور اکرم صلیا شفتت و محبت ہیں جو سفارت کرنے والوں کو بہت نوازتے ہیں۔ شاعر یعنی مسلمانوں کو آپ کی ذات گرامی پر غرے۔

بہ سے آسائش جانما بدان ماند کہ ناگلان گذر بر چشمہ افتد تشہ لب گم کردہ راہان را

نعت : آسائش: آرام، سکون۔۔۔ ناگلان: اہانک۔۔۔ تشہ لب: لب گم کردہ راہان: راستہ بولے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : شراب سے جانوں کو جو سکون و آرام ملتا ہے وہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی بھلا بھلا ہی اہانک کسی خطے کے پاس سے گزرے۔

زبورش وادری بدم۔ دیوان یک زمین غافل کہ سعی ز شکم از خاطر بدنامش گواہان را  
 لغت : ہر دشنہ اس محبوب کا علم و حتم۔ دیوانہ عدالت۔

ترجمہ : میں اس محبوب کے حتم کے خلاف عدالت میں دعویٰ لے کر گیا لیکن مجھے یہ خیال نہ رہا کہ گواہان مجھ سے شک کی بنا پر اس کاظمیٰ بھول جائیں گے۔

گست تار و پود پر وہ ناموس را نازم کہ دام رغبت نگاہ شد رسوا نگاہان را  
 لغت : گست : ٹوٹ پھوٹ۔ تار پود : نامادہ پودہ نامادہ۔ رسوا نگاہان : رسوا نگاہ کی جمع اپنی بے پاک نظروں کے باعث رسوا ہونے والے۔  
 مراد شوخ چشم نہیں۔

ترجمہ : میں اپنے پروردہ ناموس کی ٹوٹ پھوٹ اور بکھرے پر غزاں ہوں کہ یہ امر شوخ نگاہ مسیوں کے لیے رغبت نگاہہ کا جہل بن گیا ہے،  
 یعنی وہ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

نکلا ہستی حق وارد از مرگ اینم غالب چراغ چمن گل آشفہ نسیم مستطمان را  
 لغت : نکلا : خرقہ شادمانی۔ وارد : نامم۔ مجھے اس میں یعنی محفوظ رکھتی ہے۔

ترجمہ : حق کو جو دماغے غالب مجھے موت کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرے نظروں میں میرا چراغ شمع کی جگہ سے بجھنے کی بجائے،  
 بھول کی طرح اس سے اور بھی زیادہ صاف ہے۔

### غزل-3

خاموشی ماکشت بہ آموز بہان را زمین پیش و گرنہ اثرے بود فغان را  
 لغت : بہ آموز : برا سکھانے والی، گمراہ کرنے والی۔ بہان : جمع بہت، حسین لوگ، محبوب۔

ترجمہ : ہماری خاموشی نے حسینوں کو گمراہ بھی بنی ڈال دیا اگر وہ گمراہ نہ ہو تو اس سے پہلے ہماری آواز فغان میں خاص اثر تھا۔

منت کش تاخیر وفا کیم کہ آخر این شیوہ عیال ساخت عیار دگران را  
 لغت : منت کش : زیر احسان، مہمون۔ شیوہ : انداز، طریقہ۔ عیار : ظاہر۔ عیال : بہنہ۔

ترجمہ : ہم تاخیر وفا کے مہمون ہیں کہ آخر ہمارے اس انداز یعنی وفائے دوسروں کی بہنہ کو ظاہر کر دیا۔ یعنی دوسرے لوگ یا قریب و قاکے  
 اس معیار پر پورے نہیں اترے۔

در طبع بہار این ہمہ آشفگی از حیثیت کوئی کہ دل از نیم تو خون گشتہ خزاں را  
 لغت : آشفگی : پریشانی۔ از حیثیت : کس لیے ہے، کیا باعث ہے۔ ہمہ : سب، خوف۔

ترجمہ : اے محبوب! بہار کی طبع میں یہ پریشانی ہی کیسی ہے۔ غالباً تجھے خوف سے خزاں کا دل ٹون ہو گیا ہے۔ یعنی تجھے حسن کی نازکی  
 و کشش کے آنکے موسم بہار بھی گواہ خزاں ہے۔

موتے کہ بہون نادرہ باشد چہ نماید بیوہ در اندام تو جستم میاں را

نعت : ادا ہے جسم۔ مژدہاں۔۔۔ چشمہ ہم نے تلاش کیا۔۔۔ میان کمر۔

ترجمہ : دل جلا ہوا برقی نہ نکلا ہو، نکلا کیا نظر آئے، مرد محبوب کی پگنی کمر ہے، ہم ترے جسم میں اسے فصول دھونڈتے رہے۔ بہت پہلی کمر میں دو کٹھنی کی خاصیت ہے۔ بھول شاعر

سنا سنتے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟

حالات توانست بہ ہنگامہ طرف شدہ داویم بدست نعت از تانہ عمل را

نعت : طرف شدہ، مقتل ہوئے مرد بدست کرنا۔۔۔ نعت : ناکام۔

ترجمہ : ہم میں حالات نہ تھی کہ ہم ہنگامہ خلق کو بدست کر سکتے، اس لیے ہم نے ہمارے دھن کی ناکام تیرے قم کے ہاتھ میں قصائی۔ یعنی تیرے خلق میں آؤ دھن ہی کرتے رہے۔

آتشاں رازت بہ قنوشی شدہ رسوا چون پردہ بہ رخسار فرو بہشت بیاب را

نعت : شعلہ، محبوب۔۔۔ فرو بہشت، ذلیل کیا۔۔۔ رسوا، مرد بخل۔

ترجمہ : چونکہ تیرے راز کا محبوب اپنی خاموشی کے باعث رسوا ہو گیا، اس لیے اس نے چہرے پر بیان انگوٹھی، کو نقب کی طرح ڈال لیا۔ یہ خانقاہ کے دور سے مشتعل ہے جو ظاہر تو نظر میں آتا لیکن لاکھ کا ذوق اس کے دہر کی گواہی دیتا ہے۔

در مشرب بیدار تو خوں مئے ناب است کز ذوق بہ خیازہ در انگندہ بکمل را

نعت : مشرب، مسک، ذہب، نکات۔۔۔ بیدار، قلم، قلم۔۔۔ عین، خیازہ، انگڑائی۔

ترجمہ : تیرے مسک پیر میں میرا خون، غامض شراب کی طرح ہے، جس (مسک) نے ذوق سے کمال کو انگڑائی میں ڈال دیا ہے۔ نشہ اترنے پر باہر راز ہونے پر بخور جب انگڑائی لیتا ہے تو اس کے بازو کمال کی طرح نظر آتے ہیں۔ مرد یہ کہ محبوب عاشق پر قلم کے تھپہ تھپہ چارہ ہے لیکن اس کا ذوق پورا نہیں ہو سکتا۔

بر طاحین فرخ در عشقیان مسل نازم شب آئینہ ملو رمضان را

نعت : طاحین، حج طائف، مہلت گزار۔۔۔ فرخ، مبارک۔۔۔ عشقیان، عجب مطلق، صابہاں میں دخل۔۔۔ شب آئینہ، ہمد کی رات، مرد بھٹی کا دل۔

ترجمہ : میں ہمارے رمضان میں ہمد کی رات پر ناز کرتا ہوں کہ یہ اعلیٰ مہلت گزاروں کے لیے تو مبارک ہے، جبکہ ادب میں دخل کے لیے سہولت کی حالت ہے۔ یعنی بھٹی کے سبب دل انہ کا زیادہ سے زیادہ مہلت کر سکتے ہیں اور جتنی انہ کا خوب میں کر سکتے ہیں۔

ایک زہ ام ہل تقاضا دو مصرع تمیز معراج دہم سعی بیاب را

نعت : ایک، لواحق۔۔۔ ہل، ذوق، ہمارے اڑنے کے لیے چار ہو۔۔۔ مزہ، خوشخبری۔۔۔ معراج، بلندی۔۔۔ سعی، طائف، مرد زور بیان کی کو خوش۔

ترجمہ : لواحق دو مصرع، یعنی ایک شعر سے تقاضا یعنی اپنے زور بیان کے تقاضا سے اڑنے لگاؤں تاکہ اپنے بیان شاعری کی کو خوش بلندی یا بلندی ہمد کی خوشخبری دوں۔ اپنی شاعرانہ عظمت کی بہت کی ہے۔

زین سلان کہ فرو رفتہ بہ دل پیرو جوان را خرگان تو جو ہر بود آئینہ جاں را

نعت : زین، سلان، اس طرح سے، اس طور۔۔۔ جو ہر، چمک، شیشے کی چمک۔

ترجمہ : تجری بگیں کچھ اس انداز سے بڑھوں اور جانوں کے دلوں میں کھپ گئی ہیں کہ وہ جان کے آئینہ کی ہلک بن گئی ہیں۔ لیکن تجری ہلوں کی دلکشی سب کے لیے دوزخ کی ہلک (سودا کا باعث بن گئی ہے۔

وا داشت سگ کوے تو زین حد نطاشی در پائے تویی خواستم افشاخہ رواں را  
 لغت : دواشت : روکا باز رکھا۔ حد نطاشی : اپنی اوقات یا حیثیت نہ جانے۔ افشاخہ : کھیر یا تھریاں کرنا۔

ترجمہ : میں اپنی حیثیت کو جانے بچانے بھر مجھے قدموں پر اپنی جان قربان کرنا چاہتا تھا لیکن تجری کی کاتناہری اس خواہش کے آڑے آیا۔  
 ہر ترجم از غفل قہر جلوہ فردبار تا خاک کند نویر از آن پائے نکلن را  
 لغت : ترجمہ : میری قرب۔ قہر : قہر قہر۔ نویر : نور، بکر، بھل۔

ترجمہ : تو میری قبر اپنے قدم کے درخت کا جلوہ سایہ ڈال، تاکہ مجھے قدموں کے نشان میری مٹی میں نہ بھر، بھل کا سا ساں پیدا کر دیں۔  
 (محبوب کا ساتھ جاننے کے لیے دلکشی کا باعث بننا ہے اس لیے یہاں)

جستیم سراغ چمن غلہ بہ مستی در گرد خرام تو زہ افلاو گھلن را  
 لغت : جستیم : ہم نے تلاش کیا یا پایا۔ گرد خرام : کسی کے ٹپٹپے پر اٹھنے والی مٹی۔

ترجمہ : ہم حالت مستی میں چمن غلہ (مشت) کا سراغ نکال رہے تھے کہ ادا خیال تجری مٹکی چال سے اٹھنے والی گرد کی طرف چلا گیا۔ کرا  
 محبوب کی چال کیا ہے چمن غلہ ہے جسے دیکھ کر آدمی اس میں غرق ہو جاتا ہے۔

بقول شاعر

رفار تری سے کا برستا ہوا ہلال جس راو سے گزرے تو وہی رگزار مست

اے خاک درت قبلہ جان و دل غالب کز فیض تو چرایہ ہستی ست جہل را  
 لغت : درت : میرا یعنی حضور اکرم کا در مبارک۔

ترجمہ : یہ اور اگلے دو شعر نصرت کے ہیں اے حضور اکرم ﷺ! آپ کے در مبارک کی خاک غالب کے دل و جان کا قبلہ ہے کیونکہ آپ ہی کے فیض سے دنیا کو ہر کی نصرت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اگر حضور نہ ہوتے تو یہ نکلت بھی عدم ہی میں ہوتی۔

تکام تو شیرینی جان دادہ بہ گفتن در خوشیش فرد بردہ دل از امر زہل را  
 لغت : فرد بردہ : بچے لے گیا یعنی روک لیا۔ گفتن : مراد گفتار۔

ترجمہ : چونکہ آپ کا نام مبارک بچے سے میری گفتار میں ایک جیب شیرینی چل پڑا ہو گئی ہے اس لیے میرے دل نے ازاد محبت و احرام زہل اپنے اندر کھینچ لی ہے، لیکن حاشا ہو گیا ہے۔

براست تو دوزخ جلوہ حرام است حاشا کہ شفاعت نہ کنی سونگل را  
 لغت : دوزخ جاہلیہ : جہنم جہنم کا دوزخ۔ سونگل : سونگل کی جمع، جے ہوئے لوگ، گنہگار۔

ترجمہ : آپ کی است پر جہنم کے لیے دوزخ حرام ہے اسلئے گنہگار صرف کچھ عرصے کے لیے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ بھائی  
 کیونکہ ممکن ہے کہ آپ دوزخیوں کی شفاعت نہ کریں گے (یعنی یہی شفاعت نہ فرمائیں گے)

## غزل-4

چون خورشید دارو بند اٹھل ما سادہ پرکار فراوان شرم، اندک سل ما  
 لغت : خدار: گل، رخسار۔۔۔ سادہ: بھولا بھلا۔۔۔ پرکار: ہلاک ہو نیار۔۔۔ فراوان شرم: بہت شرمیلا۔۔۔ اندک سل: تھوڑے سل  
 والا کم سن۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی طرف اشارہ ہے چونکہ ہمارا کم سن محبوب بھولا بھلا ہی ہے، ہلاک اور بہت شرمیلا بھی، اس لیے اس نے اپنے رخسار  
 کی طرح ہمارا بند اٹھل رکھا ہے، یعنی ہم ہر طرح کی گستاخی سے دور ہیں۔

سبیل سبوی دی و سبیلش بسوی چون خودے است آرد از خود رخصش ناگہ بہ استقبال ما  
 لغت : سبیل: رخصت، توجہ۔۔۔ چون خودے: اپنے جیسا (سبیل)۔۔۔ آرد: لاتا ہے، مہرا لائے گا۔۔۔ از خود رخصش: اس کا اپنے آپ میں نہ  
 رہتا ہے خود ہو جاتا۔۔۔ ناگہ: ناگہا، اچانک۔۔۔

ترجمہ : ہماری رخصت تو اس سے ہے لیکن وہ اپنے جیسے کسی حسین کے دام محبت میں گرفتار ہے۔ اس کا اس طرح بے خود ہونا ایک روز  
 اچانک اسے ہمارے استقبال کے لیے لائے گا۔ یعنی اسے اس امر کا احساس ہو جائے گا کہ ہمارا اس سے عشق بچا ہے اور یہ کہ عشق میں کیسے  
 کیسے خست مہمل آتے ہیں۔

حال ما از غیری پر سی و منت می بریم آگهی بارے کہ آگہ نیستی از حال ما  
 لغت : منت می بریم: ہم احسان مند ہیں۔۔۔ فیروز مراد رقیب۔۔۔  
 ترجمہ : تو ہمارا حال رقیب سے پوچھتا ہے، مجھ کو ہم پر یہ احسان ہے۔ جانتا تو ہے حال کیا کہ تو ہمارے حال سے بے خبری کا گہرا اعتراف کرتا  
 ہے۔

بیش وغم در دل نمی استد خوشا آزادی بارہ و خوبہ یکسال است در غمیل ما  
 لغت : نمی استد: نہیں ٹھہرتا ہے۔۔۔ خوب: خوب، خل، خون۔۔۔ غمیل: بھلتی۔۔۔  
 ترجمہ : آزاد روی، آزاد فشی کے کیا کہنے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمارے دل میں نہ تو کوئی غم نکلا ہے اور نہ بیش ہی نکلا رہتا ہے۔ ہماری  
 بھلتی اور دل سے شروب ہو رہا اس خون و خون یکسال صورت میں نکل جاتے ہیں۔

نقش بلور خاطر یا ران دژم صورت گرفت بس کہ رو در ہم کشید آئینہ از تمثال ما  
 لغت : دژم صورت: ٹیڑھی شکل۔۔۔ خاطر: دل۔۔۔ تمثال: شکل۔۔۔  
 ترجمہ : دوستوں کے دل میں ہمارا نقش کچھ ٹیڑھی صورت میں سما ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آئینے نے ہماری شکل سے کچھ زیادہ ہی  
 نہ بچھیر لیا۔ مراد دوستوں نے ہم سے کچھ اختلاف نہیں کی۔

نیشتر سازید و بگدا ازید ہر جایش است خون گرم کو بکن دارو رگ قیغال ما  
 لغت : کو بکن: پھاڑ کھونے والا، مراد فریاد، جس نے اپنی محبوب شہری کی خاطر بلا شاد کے کہنے پر تپتے سے پھاڑ کھوڑا اور ہمارے روز اپلا شاد ہا کی  
 اس بھولی اطلاع پر کہ شہری مر گئی ہے، خود کو تپتے سے مار لیا۔۔۔ قیغال: جس رنگ سے قصہ کھوی جاتی ہے۔۔۔ نیشتر: شتر جس سے قصہ  
 کھولتے ہیں۔۔۔

ترجمہ: جس میں جہاں کہیں کوئی چشمہ نظر آئے اسے پھلکا کر اس کا شکر بنالو، اس لیے کہ ہماری رگ قینال میں فریاد کا سامان کرم ہے۔ یعنی فریاد نے تجھے سے خود کو ختم کر کے اپنے خلق کا خاتمہ کیا تھا اور چونکہ ہم بھی ایسی ہی خون کے حامل ہیں، اس لیے تجھے سے شکر بن کر ہم بھی اپنا خلق ختم یا سطرہ کر لیں گے۔

ماہائے گرم پروازیم فیض ازما بخوی سلیہ بچھو دودو بلا ہی رود ازہلی ما  
لغت: اہل ایک فرضی پردہ کی کہ جو سر سے گردہ جاتے تو وہ بدوشاہین جانا ہے یعنی اس کا سلیہ مبارک سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک فرضی کہانی ہے۔ گرم پرواز: بہت تیز اڑنے والا۔

ترجمہ: ہم بہت تیز اڑنے والے ہیں، ہم سے کسی فیض کی توقع نہ رکھو۔ ہمارے پردوں کا سلیہ دھوئیں کی طرح دھوپ کو جاتا ہے۔  
خضر در سرچشمہ حیوان فرو غلتیدنش لغزش پائے است کش رو دادہ در دہل ما  
لغت: سرچشمہ حیوان: آب حیات کا چشمہ۔ فرو غلتیدنش: نیچے لڑھک یا پھسل جانا۔ دہل: بچھو۔

ترجمہ: خضر کا آب حیات کے چشمے میں لڑھک جانا گواہان کے پاؤں کی پھسل ہے جو ہمارے بچھوے واقع ہوئی۔ ایک فرضی کہانی ہے کہ خضر نور سکندر آب حیات کی تلاش میں نکلے۔ خضر نے وہاں پہنچ کر آب حیات پانی لیا اور بیٹھ کر زندگی پانی جبکہ سکندر اس تک نہ پہنچی پانی اور یوں عکرم رہا۔ مگر یہ کہ خضر نے حیات جلدی تو پانی لیکن دنیا سے کٹ گئے جبکہ انسان ہر لحاظ سے بہت آگے نکل گیا۔

خاک ترا از ابر اورار معین دادہ اند بے سٹے پارینہ بر ماراندہ اند اسال ما  
لغت: اورار: پانی کا بہنا۔ معین: مقررہ۔ بے سٹے پارینہ: بچھلے سال کی یعنی پرانی شراب۔

ترجمہ: خاک کو پانی سے ایک مقررہ حد تک پانی دیا گیا ہے یعنی بارش برہتی ہے جبکہ ہمارا موجودہ سال بچھلے سال کی امر پرانی شراب کے بغیر ہماری طرف دھکیلا گیا ہے۔ آگوا یاں سال پرانی شراب میسر نہیں آئی جو سے خراہوں کو بھاتی ہے ا

با چشین گنجینہ ارزد ارژوہاے ہم چشین حلقہ برگرد دل مازو زبان لال ما  
لغت: گنجینہ: خزانہ۔ حلقہ: گھیرا۔ زبان لال: گواہی زبان، خاموش رہنے والے زبان۔

ترجمہ: ہماری گواہی یا خاموش زبان نے ہمارے دل کے گرد حلقہ ڈال دیا۔ ایسے خزانے کے لیے اسی قسم کا اڑوہا مناسب ہے۔ دل کو خزانے سے اور خاموش زبان کو سناپ سے تشبیہ دی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ان کے زمین میں چھپائے گئے خزانوں پر سناپ بیٹھ جاتا ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے یہ بات کہ کر دل میں محفل افکار و خیالات کے لیے خاموشی کو بہتر چاہا ہے، یعنی وہ ظاہر نہیں ہو پاتے۔

جان غالب! تب گفتاری گمان داری ہنوز؟ سخت بید روی کہ می پری زما احوال ما  
لغت: تب گفتار: بولنے کی حالت۔ گمان داری: توقع رکھتا ہے۔ سخت: بہت۔

ترجمہ: اے جان غالب! اپنی محبوب کیا تو اب بھی ہم سے تب گفتاری کی توقع رکھتا ہے، تو تو بہت خالم ہے جو ہم سے ہمارا حال پوچھ رہا ہے۔ یعنی میرے خلق میں تو ہم پر گواہی قیامت گزر گئی ہے۔ بقول میر:

حال . اپنا جو پوچھ لیتے ہو کبھی پاتے بھی ہو بھال ہمیں

## غزل-5

گریبا کی مست، ناگہ از در گھڑاں ما گل از بایدن رسد ناگوش دستار ما  
لغت : چیدن : آگے بڑھنا ہونا۔

ترجمہ : اگر تو نام مستی میں اچانک امارے گھڑاں کے دروازے میں داخل ہو جائے تو پہل : تیرے شرق میں آگے بڑھیں پھر یس کہ ہماری  
دستار کے کنارے تک پہنچ جائیں۔ غالب ہی کے بقول۔

دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے خود بخود پہنچے ہے گل، گوش دستار کے پاس

دشے در طالع کشاند ما دیدہ است ی پرو چون رنگ از رخ، سایہ از دیوار ما

ترجمہ : چاند کشاند اگر اے خدا کے حضور میں، سائے لے کچھ ایسی وحشت دیکھیں ہے کہ وہ دیوار سے یوں بھاگتا ہے جیسے چرے سے رنگ از  
چاند۔ اپنے گھر کی دیوار کی غالب نے اوردش یوں بیان کیا ہے:

اگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

اور دیوار سے سبزہ گلاب پرانی کی علامت ہے۔

گوش گیرانم و نحو پاس ہاموس خودیم آہوے ما گدا از جوہر رفتار ما

لغت : گوش گیز : کوئے یا چٹائی میں زندگی بسر کرنے والا۔ پاس : لگاؤ۔ ہاموس : عزت و آہود۔

ترجمہ : ہم گوش گیز ہیں اور اپنے ہاموس کا حسیان رکھنے میں کو ہیں۔ ہماری آہود ہماری رفتار کے جوہر کے پھیلنے میں ہے یعنی باہر نکل کر  
پہلے پھرے کی بجائے چٹائی ہی میں ہماری عزت و آہود ہے۔

خستہ بخیزیم دا ز ما ز گنہ مقبول نیست نکلیہ وارو بر شکست تو بہ انتظار ما

لغت : خستہ : زخمی۔ انتظار : گھلے سے توبہ کا کرنا۔

ترجمہ : ہم ما زاری کے بارے میں اس لیے ہم سے تو صرف گھلے ہی قبول کیا جاتا ہے۔ گویا ہماری انتظار کو توبہ ٹوٹے کاسرا حاصل  
ہے۔ دوسرے نقصوں میں شاعر بار توبہ کرنا کہہ رہا ہے توبہ توڑنا چاہا جاتا ہے اور یوں ہر مرتبہ اسے انتظار سے کام لیتا چاہتا ہے۔

خستہ جانم و قشاطر ما زاک است کارگاہ شیشہ پنداری بود کسار ما

لغت : قشاطر : اجڑا، مفلوج، بے ہوش۔ کارگاہ : کارخانہ۔ کسار : ہزار، ہیل مروخت جاتی۔

ترجمہ : ہم ہیں تو خستہ جان لیکن امارے دل کا بھرا ہوا کارخانہ تازک ہے، گویا ہمارا ہزار ایک طرح سے شیشے کا کارخانہ ہے۔ خستہ جاتی کو ہزار  
سے اور تازک دنیا کو شیشے کے کارخانے سے تشبیہ دے کر یہ کہتا ہے کہ جس طرح شیشے کو زرا سی ٹھیس لگے تو وہ ٹوٹ جاتا ہے، کچھ ایسی  
حالت آتی ہے کہ خستہ جاتی کے بعد ہر چاندل معمولی سی ٹھیس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

می فزاید در سخن رنجے کہ بر دل می رسد طوطی آئینہ ما می شود زنگار ما

لغت : می فزاید : بڑھاتا ہے۔ زنگار : زنگ۔

ترجمہ : دل کو کھینچنے والے آزاد کو وہ بات میں بڑھاتا ہے۔ گویا ہمارا زنگ (دنگ) امارے آئینے کا طوطی بن جاتا ہے۔ قدیم میں طوطے کو بولنا

کھانے کے لیے شیشے کے سامنے کھڑا کر دیتے اور طوطے کے پیچھے کھڑے ہو کر لے جی کی طوطا نقل امارا۔ یہ آئینہ فدا سے بنا تھا جس پر پانی پڑنے سے رنگ لگ جاتا۔ مراد شہر کی یہ ہے کہ ہمیں جس قدر بھی دکھ پہنچا ہے وہ ہاتھوں میں آکر یہ دیکھ جاتا ہے۔

از گداز یک جہل ہستی، صہبی کردہ ایم آفتاب صبح محشر، ساغر سرشار  
لغت: صہبی: صبح کی شراب۔ ساغر سرشار: بھرا ہوا پلہ، جام۔

ترجمہ: ایک دھاکے دھوکے کھیلنے سے ہم نے اپنی صبح کی شراب پی ہے۔ گویا صبح قیادت کا خورشید ہمارا لہلہا بھرا ہوا یعنی سستی سے پرہام ہے۔ قیامت کی طرف اشارہ ہے جب پوری کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے گی۔ کائنات کی اس حالت کو ”گداز ہستی“ کا نام دیا ہے اور اسی حوالے سے صہبی اور صبح محشر کے خورشید کو ساغر سرشار کہا ہے۔

سرگراہیم ازوقا و شرمساریم ازجفا کہ از ناگاہی سستی تو درو آزار  
لغت: سرگراہیم: ہم غصا پر ہم ہیں، بے نیاز ہیں۔ آزار: تکلیف پہنچنا۔

ترجمہ: ہم دھاکے لاکھٹے ہیں اور جھلے ہم شرم محسوس کرتے ہیں چونکہ دونوں صورتوں میں عاشق کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، اس لیے یہ کہنا کہ اے محبوب! ہمیں آزار پہنچانے کے لیے تیری کوشش کی ناگاہی پر ہم افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔

چاک "کا" اندر گریبان جہات انگندہ ایم بے جہت بیرون خرام از پردہ پندار ما

لغت: "کا": مراد اللہ کے سوا کوئی سوجود یا سمجھ نہیں۔ جہات: جمع جہت، طریق، یعنی شش جہت اور نیچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے۔ پندار: ٹکڑا ہوا۔ بے جہت: یعنی ہر طرف کسی طرف کی قید کے بغیر۔ چاک: کھڑا، پھانسا ہوا۔

ترجمہ: ہم نے اطراف کے گریبان کو "کا" سے چاک کر ڈالا ہے، یعنی کائنات میں اس کی ذات کے سوا کوئی سوجود سمجھ نہیں، اس لیے تو ہمارے پندار کے پردے سے باہر اطراف سے بے نیاز ہو کر باطن بھر چل۔

دردہ جزور روزان دیوار کشودست بار جنس چنبلی بدزدی پردہ از بازار ما

لغت: پارکشودن: بوجھ اٹھانا۔ روزان: سوراخ، روشن دان۔ بدزدی پردہ: چما کر لے گیا ہے۔ جنس: سوا۔  
ترجمہ: دارنے نے سوائے دیوار کے سوراخ میں اور کہیں اپنا بوجھ اٹھا کر نہیں رکھا، یعنی اس سوراخ ہی میں وہ نکلا رہتا ہے، جبکہ باہر ذات ازلتے پھرتے ہیں جو دستاوی کی علامت ہے۔ اس حوالے سے غالب کہتے ہیں کہ دراصل دردے بازار سے دستاوی کا سودا ہادی منڈی سے کر رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے اپنی دستاوی کی بات ہے۔

از غم باراں شکلا گل بد آموز تو شد گریہ ابر ہماری کردہ آبی کلرا

لغت: بد آموز: بری بات یا برا کھلانے والا۔ شکلا گل: پھول کی تازی۔ آبی کلرا: پانی بکھیرنا، بیکار کرنا۔  
ترجمہ: بارش کی نمی سے پھول میں جو تازی اور لکھن پیدا ہوئی ہے اس نے تجھے غلام بنائی ہے، لیکن محبوب اپنے عاشق کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے پھولوں کی تازی اور منک میں کھ گویا ہے، گویا بیمار کے بدلے ہماری گریہ پر پانی بکھیر دیا ہے۔

غالب از جہانائی اخلاق ظہوری سرخوشیم "پارہ" بیش است از گفتار ما کردار ما

لغت: ظہوری: ظاہری کا مشہور شاعر جس سے غالب حیرتے تھے اور اس کی بعض دسیوں میں انہوں نے غزلیں بھی کہیں۔ اس خلیق کا دوسرا مشہور ظہوری کا ہے۔ صہبہ شراب۔ سرخوش: سرشار، مست۔

ترجمہ: غالب! ہم ظہوری کے اخلاق کی شراب سے سرست ہیں، چنانچہ ظاہری گفتار سے جدا کر دہر کسی قدر زیادہ ہے، اعموری کا بھی



## غزل-6

نئی ختم در عالم نکاطے کاپیں مارا چو نور از چشم تابینا زسافر رفت صبا را

نعت : رفت از چشمینا : بھاڑو بھیرو یا یعنی صاف کر دیا۔

ترجمہ : ہمیں دیبا میں کوئی مسرت و شگفتائی نظر نہیں آتی، یعنی ہم غشیوں سے محروم ہیں۔ ہماری حالت ایسے ہی ہے جیسے آسمان نے تابینا غصہ کی آگ سے نور اور مسافر سے شراب کو صاف کر دیا ہو۔ اپنی ہم راہرو کی حالت کا ذکر ہے۔

مکن ناز و ادا چندین، دے بستان و جلنے ہم دماغ نازک من بر نمی تابد نقضا را

نعت : چندین : اتنے اس قدر۔ بستان : لے لے۔

ترجمہ : تو اے محبوب ہاں! صرف میرا دل بکھیری جان بھی لے لے، لیکن اس قدر ناز و ادا نہ دے کہ میرا نازک دماغ یا نازک طبع نقضا برداشت نہیں کر سکے۔ یہاں نقضا سے مراد محبوب کا مست ناز و ادا رکھنا ہے۔

سراب آتش از افسردگی چون شمع تصویرم فریب عشق بازی ی و ہم اہل تماشا ہا

نعت : سراب : چمکنی ریت جو دور سے پانی معلوم ہو۔ افسردگی : بھٹا ہوا ہوا، مراد غم زندگی۔ سراب آتش : ایسی آگ جو دور سے جلتی ہوئی دکھائی دے، لیکن در حقیقت ایسا نہ ہو، مراد غالب کا غم کا مارا دل ہے۔

ترجمہ : میرا دل افسردگی کی بنا پر گھبرا گیا سراب آتش ہے اور میری حالت تصویر کی شمع کی سی ہے جو جلتی تو نہیں لیکن تصویر میں جلتی نظر آتی ہے۔ یعنی میرا دل تو افسردہ ہے لیکن میں دیکھنے والوں کو اپنی عشق بازی کا فریب دے رہا ہوں۔

من و ذوق تماشاے کسے اکڑ تاب ز خسار ش بگر بر تاپ چہد آفتاب عالم آرا را

نعت : تاپ : تپتا، چمکتا، چمک جاتا ہے۔ کسے : کوئی، مراد کوئی محبوب، حسین۔

ترجمہ : میں ہوں اور ایک ایسے حسین کے نظارہ کا ذوق و شوق ہے، یعنی اس کے حسن میں کھویا ہوا ہوں، جس کے چہرے کی چمک اور نگاہی سے دنیا کو جھلنے والے سورج کا بھی بھر گم تو ہے سے چمک جاتا ہے۔ محبوب کے بے حد حسین ہونے کی بات ہے۔

چہ لب تشنه است خاکم کا تین گردلو من چو اشک از جہو از دوزی دشمن بر چید دریا را

نعت : کا تین : کہ آستین۔ لب تشنه : پیاسی۔ گردلو : گھڑا۔ دریا : سمندر۔

ترجمہ : میری خاک کس قدر پیاسی ہے کہ اس سے اٹھنے والے ٹوکے کی آستین زمین پر سے سمندر کو اس طرح چس لیتی ہے جس طرح چہرے سے آنسو پھلجھ لیے جاتے ہیں۔

خیالش را بساطے ہر ا اندازی جستم پسندیدم بہ مستی فخل خواب ز لختارا

نعت : بساطے : ایک یا کوئی بڑا، چٹائی، پیریا، فرش۔ پانداز : -- ملت جو دھواڑے کے آگے جو تھکاف کرنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔

ترجمہ : میں اس کے خیال کے فرش کے لیے کسی پانداز کی تلاش میں تھا کہ اچانک عالم مستی میں، میں نے زلخا کے بستری فخل کو اس کام کے لئے پسند کر لیا۔ عالم مستی کہنے سے مراد ہے کہ وہ فخل بھی گویا محبوب کے شکار شایہ نہ تھی۔

دل مایوس را تسکین پہ مژدن کی توان دادن چہ امید است آخر فخر و اورس و مسیحا را

نعت : مرنہ۔ اورس : ایک طیر جو حیات جلوں پائے۔۔۔ مسیحا : حضرت مسیحؑ وہ بھی زندہ ہیں۔

ترجمہ : مایوس دل کو مرنے سے تسکین دینی جاسکتی ہے لیکن آخر حضرت فخر، حضرت اورس اور حضرت مسیحا کو اس ضمن میں کیا امید اور توقع ہے۔ مراد یہ کہ ہم مرگے تو ایسی نعمت، لیکن یہ عزت، ایسی صورت میں کیا کرتے ہوں گے؟

بہاران است و خاک از جلوہ گل احتلا دارد بہ رگ شترزن از موج غرام ناز، صحرا را

نعت : احتلا کی حلا بہید کفزا سے یہ ہو کہ خون کا دوش مارا۔۔۔ بہ رگ شترزن : ضد کھول۔۔۔ غرام ناز : غم سے ہلا۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار کی آمد پر خاک، جلوہ گل (سرخ پھولوں کی کثرت) اسے پر ہو گئی ہے، تو ذرا باہر نکل اور اپنی ناز و دلدادہ دلی چال کی لڑے صحرا کی رگ میں شترنگ، یعنی صحرا یا بلخ کا سارا صن تھری اس ضمن چال کے آگے بڑھ جانے کا۔

سرد کاوم بود ساقی کز تندی خویش نفس در سینہ می لرزد و موج بلو، مینارا

نعت : سرد کاوم : مجھے واسطہ حاصل ہے۔۔۔ ساقی : ایک میا ساقی۔۔۔ تندی خویش : مزاج کی تیزی۔

ترجمہ : مجھے ایک ایسے ساقی سے پا چڑا ہے جس کی تھ مڑنی کے سبب مرا کی کچے پیٹے میں موج بلو سے سانس کانپے لگتا ہے۔ مرا کی میں شراب کے اہل باہوش کو ساقی کی تھ مڑنی سے مضروب کیا ہے۔

خلفہ بر ہستی عالم کشیدیم از مرثہ بستی ز خود رفیم و ہم با خویششن بر دم دنیا را

نعت : خلفہ : ایک گھیر۔۔۔ مرثہ بستی : مراد آنکھیں بند کرنا۔۔۔

ترجمہ : ہم نے دنیا کے وجود پر، آنکھیں بند کر کے گھیر کھینچ دی۔ ہم اپنے آپ سے گئے اور یوں اپنے ساتھ دنیا کو بھی لے گئے۔ مراد یہ کہ ہم ہیں تو یہ دنیا بھی ہے، صورت و نگہ دنیا کا کوئی وجود نہیں۔ وہی ہم ہی نہ رہے تو دنیا ہے یا نہیں ہے، اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

در آغوش تقاض عرض یکہ رنگی توان دادن نمی دانم چہ پیش آمد نگاہ بے ملبا را

نعت : آغوش تقاض : غفلت کی گود ہے یا زبانی ہے تو بھی۔۔۔ پہلو نمی کردن : جانہ کھڑا۔۔۔ عرض یکہ رنگی : ایک جیسا ہونے کے اعتبار کی بات۔۔۔

ترجمہ : آغوش تقاض میں ایک جیسا ہونے کی بات رکھی جاسکتی ہے۔ جب تو پہلو نمی یا کھڑا کھلی کر نہا، تو گویا ہمیں جکڑ دے رہا ہے۔ خدا سے خطاب ہے کہ تُو بظاہر نظر تو نہیں آتا لیکن در حقیقت تو ہم میں موجود ہو گیا ہے۔ گویا اس کا فخر نہ آگاہ کی مجھ کو ادا ہے جسے تقاض کا کیا ہے۔

نمی رنجد کہ در دام تقاض می چند صیدش نمی دانم چہ پیش آمد نگاہ بے ملبا را

نعت : نمی رنجد : اسے افسوس نہیں ہوگا۔۔۔ می چند : خرچہ ہے۔۔۔ نگاہ بے ملبا : بے ہنگام دلی جانے والی نگاہ۔۔۔

ترجمہ : اسے اس بات کا دکھ یا رنج ہے کہ اس کا شمار (ماضی) اس کی غفلت یا بھولنے سے تو بھی کے چال میں خرچ رہا ہے۔ خدا جانے اس کی بے باک نگاہی کو کیا حق ہو گیا ہے۔ محبوب کی داشت ہے تو بھی کا ایک طرح سے شکوہ ہے۔ عاشق اس کے عشق میں خرچ رہا ہے لیکن وہ ہے کہ خدا اور تو ہی نہیں کر رہا۔

زمین گو بے است، کو بختون، کہ من بروم غبارم در نورد خود فرو و چید صحرا را

نعت : کہوئے : ایک گیدو۔۔ درنورد خون : اپنی پیٹ میں۔۔ گوی بدلت : بہت لے جانا بہت جلد۔۔ فرہادیجید : پیٹ لیا۔۔

ترجمہ : زمین ایک گیدو ہے۔ بچوں کہاں ہے؟ کہ میں اس گیدو کو میدان سے لے گیا ہوں، یعنی میں نے میدان مار لیا ہے۔ میرے غبار نے صحرا کو اپنی پیٹ میں لے لیا ہے۔ مراد یہ کہ مجھ کو اپنی صحراوردی کے باعث مشہور ہے لیکن میں صحراوردی میں اس سے بہت آگے نکل گیا ہوں اس سے بڑھ گیا ہوں۔

ازمین بیگانگی باہی تراود آشنائی باہی حیائی وروزو و درپردہ رسوا می کند مارا

نعت : بیگانگی باہی اجنبیت، غریبت۔۔ ہی تراود : چلتی ہیں، ظاہر ہوتی ہیں۔۔ حیائی وروزو : وہ حیا اختیار کرتا ہے، حیا سے کام لیتا ہے۔۔ ترجمہ : اس محبوب کے اس انداز غریبت و بیگانگی سے آشنائی اور اجنبیت کا رنگ ٹھنک رہا ہے۔ وہ شرم و حیا سے کام لیتا اور یوں ہمیں درپردہ رسوا کر رہا ہے۔ ظاہر محبوب خود کو عاشق سے لائق ثابت کرتا ہے لیکن اس کی حیا سے صاف ظاہر ہے کہ وہ عاشق کی طرف متوجہ ہے اور اس کا یہ انداز عاشق کی رسوائی کا باعث بن رہا ہے، اس لئے کہ دیکھنے والے فوراً آگاہ جاتے ہیں کہ وہ (عاشق) ظاہر پر مرد رہا ہے۔

خدا از زممرے سینہ آسودہ گن غائب چہ حضرت کا کہ بدلت نیست جان چاکلیبا را

نعت : زممرہ : انسانی سر ہوئے۔ سینہ آسودہ گن : آرام کرنے والوں کا سینہ، مرود و دور سوز محبت سے مادی لوگ۔ غائب : غائب۔ چاکلیبا : چاکلیبا ہے میر۔

ترجمہ : کہتے ہیں زممرہ ایک نہایت سرد جگہ ہے جہاں کافروں کو رکھا جاتا ہے۔ یہ ان کے لئے عذاب ہو گا۔ غائب نے اس حوالے سے یہ کہا ہے کہ تو (وہ غائب) دور و دور محبت سے خالی لوگوں سے بچ کر رہ۔ اس جان چاکلیبا کے دل پر کیسے کیسے احسان ہے۔ جان چاکلیبا! سوز و درد سے ہر دل کی طاقت ہے۔ دل میں سوز و درد ہو تو انسان کی زندگی بہت کچھ سمجھتی ہے ورنہ اس کے بغیر انسان چٹا پھر ماضی کا پتلا ہے۔

## غزل-7

پس از گفتن بخوابم دیدم، نازم بدگمانی را بخود چسبید کہ ہے، دی غلط کردم فلانی را

نعت : گفتن : بارے قتل کرنا۔ نازم : میں ناز کر رہا ہوں، میں قریب ہوں۔ بخود چسبید : اپنے آپ میں مل کھا رہا ہے۔ ہے : ہے، ہائے۔

ترجمہ : مجھے قتل کرنے کے بعد اس (محبوب) نے مجھے خواب میں دیکھا، وہی بدگمانی کے داری چوں کہ اب وہ خود ہی چکاو تب کھا رہا ہے کہ ہائے اسوں کل میں نے فلاں شخص (عاشق) کو یہ نئی، غلطی سے قتل کر ڈالا۔ غائب ہی کا شعر ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے بھاسے توبہ ہائے اس زود پشیم کا پشیم ہونا

دلہ بر منج نامہ داری فرہادی سوزو خداوند! بیامرز آں شہید اچخانے را

نعت : بیامرز داری : دیکھ بڑا شہید نہ کرنے کا مل۔ بیامرز : بخش دے۔۔

ترجمہ : میرا دل فرہاد کے دیکھ اللہ کی سکت نہ دیکھتے رہتا ہے۔ خدا! آنا انکل کے اس شہید کو بخش دیجو۔ فرہاد نے پہلا لڑنے وقت خود کو اپنے ہی چنے سے ہلاک کر ڈالا۔ خدا! گویا بلا شلہ کے غم پر پہلا لڑا خدا فرہاد کے لئے، شیریں سے حلق کے حلقے میں، ایک آنا انکل حسی

دریغ از حسرت دیدار، ورنہ جائے آں دارد کہ بے رویت، بہ دشمن داند باشم ز نہ گلی را

نعت : دریغ : افسوس۔۔۔ جائے آں دارد: حالات کا تقاضا یہ ہے۔۔۔ بے رویت: تجربے دیدار بخیر۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ تجربے دیدار کی مسرت وہ جائے گی ورنہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ میں تجھے دیکھے لیکن اپنی زندگی دشمن یعنی رقیب کی نظر رکھ دوں۔ رقیب چندہ صلیق سے عاری ہے۔ اسے اگر میری طرح عروہی دیدار سے رابطہ نہ کرے تو وہ ہواشت نہ کر پائے گا۔

سرشتم را پیاورد تسمائ از لائش پر پروانہ و منقار مرغ پوستانی را

نعت : سرشتم: میری فطرت۔۔۔ پیاورد: ملو قدرت نے صاف کی۔۔۔ لائش: اس کی لائے یعنی میل بہ بچے چنہ جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میری فطرت و سرشت کو صاف کیا گیا تاکہ اس کی میل سے پروانے کے پر اور بلبل کے پر سے کی چونکی نکلی جائے۔ پروانے کا پر سودی اور پر سے، بالخصوص بلبل کی حصار لہر خواتین کی علامت ہے۔ اس طرح غالب نے اپنی دونوں لطیف خاصیتوں کی بات ہے۔

چو خود را ذرہ گویم رنجہ از حرفم، زبے طالع ز خودی داندم بے مرز نازم صوبانی را

نعت : رنجہ: اسے برا لگتا ہے۔۔۔ زبے طالع: اپنے ضیے کے کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : جب میں خود کو ذرہ (ازدہا) کہوں کہتا ہوں تو محبوب کو میری یہ بات بری لگتی ہے اور ناراض ہو جاتا ہے۔ میری خوش خلقی کے کیا کہنے کہ وہ بے مرنگے ہونے میں سے لگتا ہے۔ مجھے اس کی اس نوازش پر غور ہے۔

بہ پائش جان فشاندم شرمسارم کرو، می دانم کہ داند ارز شے نبود متاع رایگانی را

نعت : جان فشاندم: جان بھڑکانا کہاں کرنا۔۔۔ ارز شے: کوئی قیمت و قدر۔۔۔ متاع رایگانی: مفت کی دولت، سرمایہ۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کے پاس پر جان فشان کرنے کے عمل نے مجھے شرمسار کر دیا۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ مفت کی دولت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

فدایت دیدہ دل، رسم آرائش میرس ازمن خراب ذوق گل چینی چہ داند باغبانی را

نعت : فدایت: تجھ پر قربانی۔۔۔ خراب: بگڑا ہوا۔۔۔ گل چینی: پھول توڑنا چننا۔۔۔

ترجمہ : میرے دیدہ دل تجھ پر فدا ہوں، تو مجھ سے دم آرائش کے بارے میں مت پرہیز۔ بھلاہ شخص پھول توڑنے یا چننے کے ذوق کا مارا ہوا اسے باغبانی یعنی پھولوں کی حفاظت کا کیا علم؟

چہ خیزد گر ہوس، گنج امیدم در دل افشانم درین کشور روئی نیست نقد شلبانی را

نعت : چہ خیزد: کیا ہو گا۔۔۔ گنج امیدم: میری امیدوں کا خزانہ۔۔۔ روئی: نکلے کا پھل۔۔۔ نقد: سکہ۔۔۔

ترجمہ : اگر ہوس میرے دل میں امیدوں کا خزانہ بھی رکھ دے تو اس سے کیا فراق پڑے گا کہ اس دہس میں تو خوشی و مسرت کے نکلے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اپنے احتمالی رنج و غم کا اعتبار ہے۔

نظا لذت آزاد را نازم کہ در مستی ہلاک فتنہ دارد ذوق مرگ ناگہانی را

نعت : لذت آزاد: تکلیف یا دکھ دینے کی لذت۔۔۔ ہلاک فتنہ دارد: مراد متاعی، فتنہ کوئی ہے۔۔۔ مرگ ناگہانی: اچانک موت۔۔۔

ترجمہ : مجھے لذت آزاد اور آزاد محبوب پہنچا ہوا ہے، اکی غرضی پر ناز ہے کہ یہ لذت جب مستی یعنی اتھا کا کھلنے ہے تو اس سے اچانک کی موت کا سارا ذوق خوش فتنہ ہو جاتا ہے۔ اچانک کی موت انسان کو غم و اندوہ سے نجات دلا دیتی ہے لیکن محبوب کی آزاد مرگ سے جو مجھے

نہت ملتی ہے وہ اس موت سے کہیں زیادہ اچھی ہے۔

پیرس از پیش تو میدی کہ دندان و در دل افشون اساس حلقے باشد بهشت جاودانی را

نہت : پیرس : مت پوچھ۔۔۔ دندان و در دل افشون : دل میں دانت چھوڑ کر موت منجھو۔

ترجمہ : ہامیدی میں جو پیش ہے تو اس کا مت پوچھ، کیونکہ احتمالی منجھو غم برداشت کرنا گویا بہشت جاودانی کی بنیاد کو مضبوط کرنا ہے۔ یعنی دنیا میں منجھو غم اٹھانے والا یقیناً بہشت میں جائے گا۔

سراسر غمزه بابت لاوردی بود و من عمرے بہ معشوقی پرستیدم بلاے آسانی را

نہت : لاوردی : علیے رنگہ والے۔۔۔ پرستیدم : میں پرستش کرتا رہا۔

ترجمہ : مجھے غمزه سراسر رنگوں مراد آفت کے حامل تھے آسان نہ تھے۔ انسان پر نازل ہونے والی مصیبتوں کو آسان سے منسوب کیا جاتا ہے اور میں ایک حرکت آسانی مصیبت کو ایک معشوق کی طرح پرستار رہا۔ محبوب کی آواز و رسانی کو آسانی مصائب جیسا قرار دے کر انہیں مصائب کو انکی محبوب ہی کی طرف سے کچھ کرانے سے دل لگائے رکھا۔

بہ جز سوزندہ اشک، گل نہ گنجید در گہبانم بد آموز عظام بر نہ تلم صہنی را

نہت : سوزندہ اشک : جلا دینے والی چنگاری۔۔۔ نہ گنجید : نہیں ٹانگ۔۔۔ بد آموز عظام : میں غائب کی بری عادت کا بار اہو ہوں۔

ترجمہ : میرے گہبان میں، سوائے جلا دینے والی چنگاری کے کوئی پھول نہیں ٹانگا یعنی نہیں ٹانگتا اس لیے کہ (محبوب نے ہر وقت) غائب و سرزدش کر کر کے میری عادت تکو لکی پگڑی ہے کہ اب میں صہنی کی تپ سی نہیں دے سکتا۔

و لم مجبور و زردشت است غالب فاش می گویم بہ خس یعنی قلم من وادہ ام آذر فشان را

نہت : زردشت یا زرتشت : پارسیوں یعنی آتش پرستوں کا نظیر۔۔۔ آذر فشان : آگ برسانے کا فعل۔

ترجمہ : اے غالب میں کہل کر کتا ہوں کہ میرا دل آتش پرستوں کے نظیر زرتشت کا سمجھو ہے، یعنی میرے دل میں جلاؤں کی آگ بھری ہے۔ میں نے تجھے یعنی قلم کو آگ برسانے پر لگا رکھا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میں غم کے ذریعے اس آگ اجڑے کو ادا سے باہر لاتا ہوں۔

## غزل-8

کوکن نقش دوئی از ورق سینہ ما آے نگاہت الف صیقل آئینہ ما

نہت : دوئی : توجہ و محبت کی خدمت۔۔۔ الف صیقل : قدیم میں آئینہ کو بے سے مٹا تھا کہتے ہیں سکندر اعظم نے اچھا کیا تھا۔ جب پانی سے اس پر رنگ لگتا تو اسے پالش کیا جاتا۔ پالش کرنے والے آٹے سے گوا گیری بن جاتی ہے جسے الف صیقل کہا گیا ہے اور الف توجہ کی علامت ہے۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے کہ تجارے دل سے دوئی کا نقش مٹا دے اے وہ ذات کہ تجھی لگا لیکن توجہ تجارے آئینے کے صیقل کا الف ہے۔ یعنی محبوب حقیقی کی توجہ سے دل میں مودعہ ہر طرح کے نقص مٹ جاتے ہیں اور توجہ کا نقش اس اہل عالم میں بچھ جاتا ہے۔

وقف تاراج غم تست چہ بید چہ نفل بھو رنگ از رخ ما رفت دل از سینہ ما

لغت : تدارج: لوث: عارت۔۔۔ پورا دکا ہو۔۔۔ نل: چھا ہوا ہلن۔۔۔

ترجمہ : تدار کیا دکا ہو اور کیا ہلن: دونوں ترجمے غم کی لوث مار کے لینے وقت ہیں۔ جس طرح تارے چرے کارنگ اڑ گیا ہے اسی طرح تارے چنے سے دل بھی عارت ہو گیا ہے۔ محبوب سے اخلاقی محبت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غم کی بات ہے۔ بقول حنیفہ۔

زمانے بھر کے غم یا اک ترا غم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

چہ تماشا است زخود رفت خویش یوں صورت ماشدہ عکس تو در آئینہ ما

لغت : زخود رفت خویش یوں: تیری خاطر اپنے آپ سے خود رفت ہو جا۔۔۔

ترجمہ : تیری محبت میں اپنے آپ میں نہ رہا بھی کیا محب بات ہے۔ تارے آئینے میں ہماری صورت بھی تو عکس ہی کی ہے۔ یعنی محبوب کے خیال میں اسے خود ہو گا کہ غم میں اپنی صورت بھی محبوب کی صورت معلوم ہونے لگی ہے۔

عمر بر الفت اغیار چہ تنگ آمد است خوش فرو رفت طبع تو، خوشا کینہ ما

لغت : عمر تنگ آمد: عمر یعنی جگہ یا میدان تنگ ہو۔۔۔ اغیار: جمع فیر: رقبہ۔۔۔ فرو رفت: ادب گیا سا گیا ہے۔۔۔ خوشا کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : ہماری کیا خوش بختی ہے کہ تارا کینہ تیری طبع میں جگہ ادا ہو گیا ہے کہ اس کی بنا پر اغیار کی الفت پر عمر تنگ ہو گیا ہے۔ یعنی تیرے دل میں اس کینے کے باعث اتنی جگہ نہیں رہی کہ کسی دوسرے کی الفت اس میں سما سکے۔

مقتسم زاور اطراف بساط مدیم گوہر از بیضہ عنق است بہ گنجینہ ما

لغت : مقتسم زاور: صاحب قسمت، عزت و مرتبہ والا۔۔۔ بساط مدیم: ہم کا فرش۔۔۔ گوہر از بیضہ عنق است: ہمارے گہوارے کے بغیر ایک فرضی پرندہ، چنانچہ کسی چیز کے نہ ہونے کے سلسلے میں کہا جاتا ہے "ملاں چھ مٹا ہو گی"۔۔۔

ترجمہ : ہم مدیم کے فرش کے کناروں کے صاحبان قسمت و عزت ہیں۔ تارے گہوارے میں جو گوہر ہے وہ حقا کے اگلے سے ہے۔ فرش کے کناروں سے مراء سرزمین ہے۔ انسان فانی اور مدیم ہے۔ غالب نے حقا کے حوالے سے یہ بات کی ہے۔

بہت مستان ترا تفرقہ بدر وہلال بارہ مستاب بود در شب آئینہ ما

لغت : تفرقہ: دو چیزوں میں فرق ہونا یا کرنا۔۔۔ بدر: چاندروں کا یا مکمل چاند۔۔۔ بارہ: پہلی کا ہار۔۔۔ شب آئینہ: ہر عین بھٹی کی رات۔۔۔ مستاب: ہامانی۔۔۔

ترجمہ : تیرے مستوں کے لینے بدر اور وہلال میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمارے رات کو شراب تارے لینے مستاب ہے۔ شراب کی چمک کو چاند کی چمک قرار دیا ہے۔ بھٹی کے سبب فراغت ہوتی ہے اور یوں حرفے سے بیش و نکلا کا دور چلا ہے۔

غالب اشب ہمہ از دیدہ چکیدن دارو خون دل بود مگر بارہ رویشہ ما

لغت : چکیدن: ٹپکنا۔۔۔ مگر: شاید۔۔۔ بارہ رویشہ: کل یا کچھ رات کی شراب۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! ہماری گزشتہ رات کی شراب شاید ہمرا خون دل تھا جو آج رات پوری طرح آنکھوں سے نچنے لگا ہے۔ وقتی سرت و بیش کے بعد طویل رات کا غم مراء ہے۔

## غزل-9

سوز عشق تو پس از مرگ عیانست مرا رشتہ شمع هزار از مرگ جانست مرا

نعت : عیانست مراد مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ رشتہ شمع و شاکہ موسمِ حق کے اندر ہوا ہے۔

ترجمہ : شمع عشق کا سوز مجھ پر موت کے بعد ظاہر ہوا یا نکلا ہے۔ میری قبر کی شمع کا شاکہ میری مرگ جانست ہے۔ مراد یہ کہ محبوب کے عشق کی گرمی عاشق کے مرنے کے بعد بھی اگلے دل میں قائم ہے۔ جسکی جھل دی گئی ہے کہ شمع سوزا اگلی مرگ جانست سے روشن ہے۔

ی چشم ز طرب در شکن غلوت خویش حلقہ بزم کہ چشم نگرانست مرا

نعت : طرب، خوشی۔ شکن، سدا گوش۔ چشم نگران، مراد بطور دیکھنے والی آنکھ یا چہری طرح حجبہ آنکھ۔ ی چشم، میں نہیں ہاں۔

ترجمہ : یہ کس کا حلقہ بزم میری چشم نگران ہوا ہے کہ میں اپنی عقلی کے گوشے میں خوشی سے پورے میں سادہ محبوب کی بزم کے تصور سے عاشق پر سرت و شادابی کی ہو کیفیت گزرتی ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔

ہر خراشے کہ ز رشک ختم اندہ بدل در سپاس دم تیغ تو زیانست مرا

نعت : خراش، زخم۔ سپاس، تھکر، شکر ہے۔ دم تیغ، تھواری رعدا۔

ترجمہ : ہر زخم یا زخم جو میرے جسم کے رشک سے میرے دل پر لگتا ہے وہ از قضا میری تھواری رعدا کا شکر ہے ہوا کرتے کے لئے میری گویا زبان ہے۔ محبوب عاشق کے جسم پر تھواری چاتا ہے۔ یہ بات عاشق کے لئے باعث لذت اور باعث فخر ہے۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ اس کے دل پر بھی محبوب تھواری چلائے۔ تاکہ اس کامل بھی لذت پائے۔

دل خود از دست و ہم از ذوق خریداری تست ایں ہمہ بحث کہ در سود و زیان است مرا

نعت : از دست، تھرای ہے۔ سود و زیان، نفع و نقصان۔

ترجمہ : (میرا دل تھرای ہے تو یہ ہمیں دل کے حلقے میں نفع و نقصان کی بحث میں لگتا ہوں تو یہ بھی میرے ذوق خریداری ہی کے باعث ہے۔ یعنی میرے اس فعل الذوق خریداری سے مجھے لذت حاصل ہوتی ہے۔

جوئے از بارہ و جوئے ز غسل دارد غلہ لب نعل تو ہم این است و ہم آن است مرا

نعت : بارہ، عری۔ غسل، شہد۔

ترجمہ : محبت میں ایک عری شراب کی ہے اور ایک عری شہد کی۔ میرے لب نعل میں یہ یعنی شہد بھی ہے اور وہ یعنی شراب بھی۔ عاشق کے لئے محبوب کے سرخ ہونٹ ہر طرح کی لذت کا باعث ہیں۔

چوں پری زانو کہ در شیشہ فروزش آرد روئے خویست بہ دل از دیدہ نمان است مرا

نعت : فروزش آرد، اسے نیچے لاتے یعنی اندارتے ہیں۔ نمان، چھپا ہوا۔

ترجمہ : اس پری زانو کی طرح شیشے میں اندارتے ہیں تھرا خود سورت چو میرے دل میں اس طرح چھپا ہوا ہے کہ وہ میری نگاہوں سے چھپی ہے۔ محبوب سے احتمالی محبت کا حلقہ ہے۔ ویسے میری کو شیشے میں اندارتے کے معنی کسی سخت آوی کو دام کرنا ہے

بہ نگ و تازمین افروختن یک دست زور رشتہ امید عیان است مرا

للت : بھگوان، بھگ دوڑ۔ گسستن: ٹوٹنا۔ انوردا پڑھا پڑھا کیا۔ یک دوست: ہاگل ہرا کر۔ مہن: لگام۔

ترجمہ : لگام کے ہاگل ٹوٹ جانے سے میری بھگ دوڑ میں اضافہ ہوا ہے۔ مجھے راستے (یعنی میری محبت میں) رشتہ اسید (اسید کا) مراد اسید یا میری لگام ہے۔ گھوڑے کی لگام ٹوٹ جانے تو وہ اٹھ دوڑتا ہے۔ مطلب یہ کہ محبت میں مہمیدی دہاگانی سے عاشق کی محبت میں کوئی فرق آنے کی بجائے مزید اضافہ ہوتا ہے۔

بے خودی: کردہ سبک دوش، فراغتے دارم کوہ اندودہ رگ خواب گران است مرا

للت : سبک دوش: غرض، بلا۔ فراغت: فراغت، آرام و سکون۔ اندودہ غم، دکھ۔ رگ خواب: مودہ فیر۔ بے خودی: مدوشی، اپنے آپ سے بے خبری۔

ترجمہ : میری بے خودی کے باعث میرا بوجھ (غم کا بوجھ جس کی وجہ سے میں اب سکون میں ہوں) ہٹا ہوا گیا ہے۔ غم کا پہلا میرے لیے مری فیر کا سبب بنا ہے۔ مری فیر کا سبب یعنی غم دائودہ سے بھلتا مل جاتا۔

خاربا ازاثر گری رفتارم سوشت منته بر قدم راحروان است مرا

للت : سوشت: جل، یہ جل سکے۔ منته: احسن۔ راحروان: راہرو کی جگہ چلنے والے۔

ترجمہ : میری تیز رفتاری کے نتیجے میں راستے کے کاٹنے میں جلی گئی اور یہ صورت حال چلنے والوں کے تہ میں پر میرا احسن ہے۔ یعنی ان کے لیے راستے کی رکھت دور ہو گئی۔

رہود تفتہ در رفتہ بہ آرم غالب توشہ رلب جو مانکہ نشان است مرا

للت : تفتہ: پھاڑا۔ در رفتہ: ڈرا ہوا، ڈوب گیا۔ توشہ: ڈاروا، راستے یا سفر کا خرچ۔

ترجمہ : اسے غالب میں ایک ایسا راہرو یا مسافر ہوں جو شدت (تکلی) کے باعث پہلی میں ڈوب گیا ہو۔ توشہ کے کنارے پڑا ہوا میرا توشہ میرے وجود کا نشان ہے۔

## غزل-10

آشنایانہ کسد خار رہت دامن ما کوئی این بود ازین پیش، بہ چراہن ما

للت : آشنایان: واقفوں، آشناؤں کی طرح۔ کوئی: تو، گویا دوسرے نظروں میں۔

ترجمہ : تجھے راستے کا خار دامن اس طرح سمجھتا ہے جیسے خار کوئی پر لٹاٹے دار واقف ہو۔ گویا اس سے پہلے وہ ہمارے چراہن میں رہ چکا ہے۔ مراد یہ کہ عشق میں اللہ ہر داشت کرنا ہمارے لیے نئی بات نہیں۔ ہم مدت سے اس سے دوچار ہیں۔

بے تو چون بارہ کہ در شیشہ ہم از شیشہ جداست نہ بود آمیزش جان در تن ما باتن ما

للت : چون: جلد، ہاتھ، محل۔ آمیزش: ملاط، تعلق۔ شیش: مٹائی۔

ترجمہ : تجھے ہمارے حالت کچھ شرب کی سی ہے کہ وہ مٹائی میں ہوتے ہوئے بھی اس سے جدا ہوتی ہے۔ یعنی تجھے ہر میں ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے جان، جسم میں ہوتے ہوئے بھی ہمارے جسم سے آمیزش نہیں رہتی، یعنی جیسے جسم میں جان نہ ہو۔

سایہ و چشمہ بہ صحرا دم جیشی دارد اگر اندیشہ منزل نشود رجزن ما



لفت : دم بھٹی، سرت و پیش کی حالت و کیفیت۔۔

ترجمہ : سحرانیں سلیہ اور چشم کے نزدیک زندگی بسر کرنا پیش و سرت کا ہمت ہے، ہر ایک فعل کا لغو خیال، ہمارا ہرگز نہ ہے۔ اصل ضرورت سکون و راحت کی ہے۔ وہ ہنگام میں بھی ملے تو قیمت ہے۔

تا رود شکوہ تنج حتم آسمل از دل بخیمہ بر زخم پریشں قنداز سوزان ما  
لفت : بخیمہ : شکوہ، پریشان، متحزن۔۔ تنج : تھک، تھکنا۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ محبوب کی تنج حتم کا شکوہ دل سے آسمل نکل جائے، ہماری سنی اس زخم پر جو شکوہ نگاہی ہے وہ حشر سا اور آگنا سیدھا ہے۔ یعنی الال تو ماضی اپنے محبوب کے جو دم حتم کا شکوہ نہیں کرنا اور اگر کرے بھی تو وہ محض شکوہ برائے شکوہ ہوتا ہے جو دلی طور پر نہیں ہوتا۔

دوست با کینہ ما مر نہیں می ورزد خود ز رشک است اگر دل برداز دشمن ما  
لفت : مر نہیں : چھٹی ہوئی یا غلطی بہت۔۔ می ورزد : اعتبار کرتا ہے۔۔ دل برداز : دل لے جاتا ہے۔۔

ترجمہ : ہمارا محبوب بظاہر تو ہمارے ساتھ کینہ پردی سے کام لے رہا ہے لیکن یہ باطن بہت کا ٹکڑ کرنا ہے، تو اگر وہ ہمارے دشمن یعنی رقیب کامل ازاں ملتا ہے تو یہ محض رشک کی بنا پر ہے۔ یعنی رقیب کی طرف اس کی توجہ دلی طور پر نہیں ہے بلکہ اس میں یہ رشک ہے کہ اس کا چاہنے والا کوئی اور بھی ہو۔

می پرد مور مگر جان بسلامت ہیو تا چہ برق است کہ شد نامزد خرمن ما  
لفت : می پرد : اڑتی ہے۔۔ مور : چوٹی۔۔ تا چہ : مودیکھیں، دیکھیے۔۔ خرمن : کلیمان، تلے کا مور۔۔

ترجمہ : دیکھیں یہ کوئی چلی ہے جو ہمارا کلیمان جلاتے پر مود ہوئی زائے اس کام پر لگایا گیا ہے اور اصل یہ کوئی چوٹی ہے جو اپنی جان بھانے کیلئے دھرم اور اڑ رہی ہے۔ برق کو چوٹی سے تشبیہ دی ہے اور چلی جس میں چٹخنی یا کرتی ہے اس کیفیت کو جان بھانے کا کام دیا ہے۔

دخوئی عشق زہ کیست کہ بدور نہ کند می جہد خون دل ما زرگ گردن ما  
لفت : بدور : بدد، قہیں کرنا۔۔ می جہد : اچھلتا ہے۔۔

ترجمہ : کون ہے جسے ہمارے دوسے عشق پر اعتبار و قہیں نہیں ہے۔ ہماری رگ گردن سے ہمارے خون دل کا اچھل اچھل کر گرنا ہی ہمارے عشق کی باکھود تصدیق کرتا ہے۔

خنن باز لطافت نہ پذیرد تحریر نہ شود گردنہاں ز رم تو سن ما  
لفت : لطافت : نرمی، نزاکت۔۔ نہ پذیرد : قبول نہیں کرتی۔۔ رم : نرمی، نرمی۔۔

ترجمہ : ہماری بات اپنی نزاکت و لطافت کے باعث تحریر قبول نہیں کرتی یعنی اتنی نازک ہے کہ اس کا لکھنا کچھ ممکن نہیں۔ دوسرے سطرے میں مثال سے کی بات واضح کی ہے۔ ہمارے سطرے کوڑے کے دوڑنے سے گردنہاں نہیں ہوتی، نہیں اٹھتی۔

طوطیاں را نہ بود ہرزہ جگر گوں منقار خورود خون جگر از رشک خنن گفتن ما  
لفت : ہرزہ : فضول، مبالغہ، غمی۔۔ گوں : رنگ۔۔ جگر گوں : جگر جیسا یعنی سرخ۔۔ خنن : گفتن : بات کرنا اور شامی۔۔

ترجمہ : یہ جو طوطیوں کی چوٹی سرخ ہے تو یہ فضول یا غمی نہیں ہے اور اصل ہماری شامی اور شیریں جاتی کے رشک سے انہوں نے اپنا

غون جگر ہے جس کے تھیم میں یہ چٹا سرخ ہو گئی ہے اپنی شیریں جالی کی تحریف میں صنعت "حسن ظلیل" سے کام لیا ہے۔

مانہ بودیم بدیں مرتبہ راضی غالب شعر خود خواہش آں کرد کہ گر دو فن ما  
لفت : گردن ہو ہو جائے میں جائے۔

ترجمہ : اے غالب ! تم تو اس مقام و منصب (شاعر ہونے پر) راضی نہ تھے۔ خود شاعری نے یہ خواہش کی کہ وہ ہمارا فن میں جائے۔ اپنی شاعرانہ صنعت کو ہمارا سطح بیان کیا ہے۔

## غزل-11

نقشے زخود براہ گزرد بست ایم ما بر دوست راہ ذوق نظر بست ایم ما  
لفت : عقل بستن : صورت پر نقش ہونا۔ راہ بستن : راستہ کرنا۔ ذوق نظر : اشیاء و نیرا کو دیکھنے کا شوق و ذوق۔

ترجمہ : ہم نے راہ گزرد میں اپنا نقش بٹایا ہے، یعنی اپنی ماضیت و حالت کی یاد گار چھوڑی ہے اور اپنے دوست یعنی محبوب پر ذوق نظر کا راستہ کر دیا ہے۔ یعنی محبوب ہم سے الگ ہے مگر اس کیفیت و حالت کے نقش کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

پابندہ خود این ہمہ سختی نمی کنند خود را بر تو مگر بست ایم ما  
لفت : محن شلہ : تکلیف۔ بست ایم : ہم نے راستہ کیا یا قفل پیر کیا ہے۔ بیرون زبردستی سے۔

ترجمہ : اپنے بندہ یا غلام کے ساتھ ان کا سخت سلوک نہیں کیا جاتا۔ کیا ہم نے تجھ سے کوئی زبردستی قفل پیر کیا یا تجھ سے خود کو راستہ کیا ہے؟ مراد یہ کہ یہ قفل دریا بھل گئی تو قدرت کی طرف سے ہے۔ اس صورت میں کسی ہاتھ والے سے سختی سے پیش آنا مناسب نہیں۔

دل مشکین و دماغ و دل خود نگاہ دار کلین خود ظلم دور و شرر بست ایم ما  
لفت : مشکین : مست توڑ۔ نگاہ دار : دھیان رکھنا، حفاظت کرنا۔ دور : دھواں۔

ترجمہ : تو ہمارا دل مست توڑ اور اپنے دل و دماغ کا دھیان رکھ کیونکہ ہم نے خود کو محسوس نہیں اور چنگاریں کا یہ جلا (یعنی دل) ابھل گیا ہے۔ جو بچ دھو نہیں اور چنگاریں کا مجموعہ ہو گی اسے توڑنے والے کے دل و دماغ پر اس کا اثر ہو گا۔ اسی حوالے سے غالب نے محبوب سے کہا ہے کہ ہمارا دل نہ توڑو نہ تجھے زحمت ہو گی اور دھواں اور چنگاریں سے مراد عشق کا درد و غم۔

بر روے حاسداں درو و دروغ کشورہ رشک از سر خویش جنت درست بست ایم ما  
لفت : کشورہ : کھولا ہے۔ درست : جس کا دروازہ بند ہو۔ رشک : پہلی مراد حسد۔

ترجمہ : رشک نے حاسدوں کے چہرے پر دروغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ہم اپنے لیے درست جنت میں۔ یعنی حاسد ہم سے حسد کے بارے میں رعب ہیں اور ہم اس سے بے پروا ترے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بخیلی کی ضرب المثل ہے کہ ہڈیاں ملے گی تو اپنے کھلے جانتے گی۔

فرہان درو تاجہ روانی گرفتہ است صد جاچو نے بیلا کمر بستہ ایم ما  
لفت : روانی : دماغ، دماغ یا دل کی ہولنے کا عمل۔ چو : ہلنا۔

ترجمہ : میرے درو کا فرہان کس حد تک دماغ پذیر یا دل کو چکا ہے یعنی اس کے ہر چہ چاہے، چاہتا ہے کہ ہم نے ہامری کی طرح ہتھکڑیاں بکھڑکی یعنی بکھڑکے اور فریاد کرنا۔ دیکھی ہے۔ مراد یہ کہ مجھے عشق میں ہر وقت ہلنا و فریاد کرنا ہمارا طبیعت میں چکا ہے۔

سوز ترا دواں ہمہ در خوشی عشق گرفت از دلیج تھمتے پہ جگر بستہ ایم ما

نعت : سوز ترا دواں ہمہ در خوشی عشق کی آگ، جلن۔ دواں دوح۔۔ حسرت، بستی، کسی پر بے جا الزام لگانا۔

ترجمہ : تجھے عشق کے سوز نے دھاری دواں کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہے لیکن ہم نے جگر پہ یہ الزام لگایا ہے کہ یہ سارا سوز اور جلن اس میں موجود دلیج کے سبب ہے۔

گوئی دکاندارو اثر ہم، بما گرائے زین سلوگی کہ دل پہ اثر بستہ ایم ما

نعت : گرائے، دھو جا رہا۔۔ دل بستی، دل لگانا۔

ترجمہ : میں سمجھتا ہوں کہ دکانیں کوئی اثر نہیں ہے، بلکہ ممکن ہے ایسا ہی ہو، تاہم تو دھاری سلوگی رکھو کہ ہم اثر پر دل لگائے ہوئے ہیں، یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ دکانیں اثر ہو گئے۔

نکور دواں خوشی چہ خون در جگر کشیم از کوئے دوست رخت سفر بستہ ایم ما

نعت : دواں، جدائی۔۔ رخت، سلن۔۔ خون در جگر کشیم ہم بے صداقت میں ہیں۔

ترجمہ : دیکھیں اپنے آپ سے جدائی میں ہم کس قدر رخت و دم اٹھاتے ہیں، کیونکہ دوست کے کوٹے سے ہم نے سلن سفر بندھ لیا ہے، یعنی دوست کے کوٹے سے جا رہے ہیں۔ عاشق کے لئے یہ دردناک صورت حال ایسی ہے جیسے وہ اپنے آپ سے جدا ہو رہا ہو۔

ہر جاست نالہ ہمت ماق کرار دوست حزے پہل مرغ بحر بستہ ایم ما

نعت : حق گزار، حق ادا کرنے والا۔۔ حزے، پینہ۔۔ مرغ حزہ، مرغ کا پر، مرغ چھٹاٹا ہے۔

ترجمہ : جہاں کہیں بھی نالہ و فریاد ہے، دھاری ہمت اس کا حق ادا کرنے والی ہے۔ ہم نے مرغ کوڑے پہلوں پر تعویذ بندھ دیا ہے۔ مرغ بحر (بحر مرغ چھٹاٹا یعنی نالہ و فریاد کرتا ہے) کو نظربند سے پہلانے کے لئے ہم نے تعویذ استعمال کیا ہے۔

از خوان نطق غالب شیریں سخن بود کاین مایہ زلہ ہا زلھر بستہ ایم ما

نعت : خوان، نطق، زبان کا دھڑخانا۔۔ زلہ، زلہ کی جھج، مراد چاہو اور اکٹلا یا مٹھی چڑی ہو عام طور پر لوگ کسی دعویت سے وابستگی پر مگر لے جاتے ہیں۔۔ کاین مایہ، کہ ایسی مایہ یعنی اس قدر ہمت زیادہ۔

ترجمہ : یہ جو ہم نے شیریں سے چار اشیا اس قدر سمیٹ لی ہیں تو یہ سب شیریں سخن غالب کے دھڑخانا نطق کی بدولت ہے۔ غالب نے بواسطہ اپنی بے حد شیریں جہلی کا دعویٰ کیا ہے۔

## غزل-12

در گرد غریت آئینہ دار خودیم ما یعنی زبیکسان دیار خودیم ما

نعت : غریت، پردہ میں ہو، مسافرت۔۔ آئینہ دار، آئینہ دکھانے والا، اچھلی برائی ظاہر کرنے والا عکس۔۔ دیار، وطن، ملک، شہر۔

ترجمہ : ہم مسافری کے گرد غم میں اپنی عکس ہیں۔ دوسرے نظروں میں ہم اپنے وطن میں بے یار و مددگار ہیں۔ مسافری کے گرد غم سے مراد سفر کی قہقہیں اور تکیہیں ہیں۔ ظاہر ہے سفر پر پردہ میں سب غم ہو جاتے ہیں۔ غالب نے اس صورت حال کے حوالے سے وطن میں بھی اپنے بے یار و مددگار ہونے کا اظہار کیا ہے۔

دیگر زساز بخودی ماصدا بخودی آوازے از گشتن تار خودیم ما

نعت : دیگر: مزہ آب۔ گشتن: ٹوٹ۔ بخودی: متعلّق، متعلّق، مراد تو قلع نہ رکھ۔

ترجمہ : تو اب ہماری بخودی کے سوازے کسی کو تار کی تو قلع نہ رکھ۔ ہم تو اب اپنے تار ٹوٹنے کی آواز ہیں۔ مراد یہ کہ ہم پر اب خود فراموشی پوری طرح طاری ہے۔ غالب ہی کے اقبال۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

از بسکہ خاطر ہوس گل عزیز بود خون گشتہ ایم وہاں دوبار خودیم ما

نعت : از بس کہ: بہت زیادہ۔۔۔ خون گشتہ ایم: ہم خون ہو گئے ہیں۔۔۔ ہوس گل: پھول سے رغبت یا محبت۔

ترجمہ : ہمیں پھول یا پھولوں سے شدید رغبت و محبت تھی، لیکن پھول پھرنے آئے جس کے نتیجے میں ہم خود غری ہو کر اپنا باغ و بہار بن گئے۔ خون اور پھول اگل یعنی گلاب کا رنگ چونکہ سرخ ہوتا ہے اس لیے یہ کہا کہ ہم اپنا باغ و بہار بن گئے۔ دوسرے لفظوں میں حسرت و افسوس ہی ہم پر چھائی ہوئی ہے۔

باجملہ وقف خویش و دل مانا پر است گوئی اہجوم حسرت کار خودیم ما

نعت : جملہ: پوری طرح، کالہ۔ ہا: بھرا ہوا۔

ترجمہ : ہم پوری طرح اور کھلا اپنے ہی لیے وقف ہو گئے ہیں اور ہمارا دل ہماری ہی ذات سے ہے۔ یوں سمجھو کہ ہم اپنے کام کی حسرتوں کا جہوم ہیں۔ یعنی زندگی میں بہت کچھ کرنے کی آرزو تھی لیکن بہت دنوں تک اور یوں حسرتوں نے ہمیں گھیر لیا۔

از جوش قطره بگو سرشک، آب گشتہ ایم اما ہاں بجیب و کنار خودیم ما

نعت : سرشک: آنسو۔۔۔ آب گشتہ ایم: ہم پانی بنی ہو گئے ہیں۔۔۔ بجیب و کنار: مراد گریبان اور دامن۔

ترجمہ : دریا یا سمندر میں لہریں اٹھنے سے قطرے ابھرتے ہیں اور پھر سمندر میں مل جاتے ہیں، یعنی اپنے الگ وجود کا بھی اٹھنا کر لینے اور پھر اپنے مرکز اور دامن میں گھس جاتے ہیں۔ غالب اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہم بھی قطرے کا سا جوش لے کر اٹھیں لیکن آنسو کی طرح پانی بنی ہو گئے، اس یوں سمجھو کہ ہم اپنا ہی گریبان اور دامن ہیں، یعنی ہم میں وہ جوش تو پیدا نہ ہوا البتہ ہم شرمندگی کے باعث اپنے ہی گریبان و دامن میں اٹک کر رہ گئے۔

مشت غبار است پر آئندہ سو ہو یارب! بدر درچہ شمار خودیم ما

نعت : پر آئندہ: بھرا ہوا۔۔۔ سو ہو: سہو، ہر طرف۔

ترجمہ : امارا مشت غبار ہر طرف بھرا چڑا ہے۔ یارب! دنیا میں ہم کس شمار میں ہیں۔ یعنی انسانی وجود و ہشت ہماری طرح اور ہر بھرا چڑا ہے، آخر اس کا مقصد حیات کیا ہے۔ خدا سے خطاب کر کے انسان کے مقصد حیات سے حقیقی اختلاف ہے۔ ہر صاحب فکر انسان کے دل میں یہ خیال و تجسس پیدا ہوتا ہے کہ وہ آخر دنیا میں کس لیے بھسا کیا ہے۔

بچند توتی سوا ملہ بر خویش منت است از شکوہ تو شکر گزار خودیم ما

نعت : چن توتی: تھو جیلہ۔ سوا ملہ: لین دین، یہاں مراد قرض، رہنمائی۔

ترجمہ : تھو ایسے محبوب کے ساتھ قرض کیا خود اپنے اوپر احسان کرنا ہے۔ سو یہ ہم تھو سے (تھو نے سلوک کے بدلے میں) انکو شکوہ کرتے ہیں تو یہ دراصل اہل خدا خود اپنا شکر گزار ہوتا ہے۔ محبوب عاشق کی طرف توجہ کرنے کے باعث کے لیے اس سے رہنمائی ہی بہت

ہم ہے۔

روے سیاہ غولیش زخو ہم صفت ایم شمع غموش کلبہ تار خودیم ما

لغت : لغت ہم نے چھاپایا ہے۔ کلبہ تار: تدریک، بھوپڑی۔ شمع غموش: بھی ہوئی موسم ہی۔

ترجمہ : اپنا سیاہ چہرہ ہم نے غولائی ہی ذات سے چھپا رکھا ہے۔ گویا ہم اپنی تدریک، بھوپڑی کی شمع غموش ہیں۔ شمع غموش سے مراد وہاں انسان ہے جو اپنے متعدد حیات کو یاد رکھنے میں ناکام رہا اور یہی بات اس کے لئے باعث عرصت ہے، جسے ”اپنے روے سیاہ کو خود سے چھپانے“ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

در کلمہ راست تار ویا در ہواے او پروانہ چراغ مزار خودیم ما

لغت : در کا راست: ہمیں ضرورت ہے، ہمیں درکار ہے۔ ہواے او: اس محبوب کی خواہش، محبت۔

ترجمہ : ہمیں ہمارے دلدار کی ضرورت ہے لیکن ہم اس کی محبت میں اپنے مزار کا چراغ ہی کر رہ گئے ہیں۔ مزار پر دیا جتنا ایک سرسبز گھر پیش کرتا ہے، اسی طرح اس پر جلتے دلا پروانہ اس حالت میں جلتا ہے کہ وہاں اسے کوئی نہیں دیکھتا۔ یعنی شاعر کے مطابق شمع و محبت میں اس کے جلتے کی کیفیت کچھ ایسی رہی کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔

خاک وجود راست بخون جگر خیر رنجین قماش غبار خودیم ما

لغت : قماش: ریشمی لباس، مکر کاسٹل، درخیز۔

ترجمہ : اہلے وجود کی خاک خون جگر سے گوندھی گئی ہے۔ ہم اپنے غبار کی قماش کی رنجین ہیں۔ قماش غبار سے مراد مٹی کا یعنی خاکی لباس ہے۔ اپنے خون جگر سے اسے رنجین حکاکر لگا لگا اپنے وجود پر اپنی ذات کو خون جگر سے۔ یعنی قماشیں اٹھا کر سنوارا ہے۔

ہر کس خبرز حوصلہ غولیش می دہد بد مستی حریف و خمار خودیم ما

لغت : خمار: نشہ نوشنے کی حالت۔ بد مستی: نشہ خمار کی ضد۔

ترجمہ : ہر کوئی اپنے حوصلہ و محبت کی بات کرتا ہے، یعنی ہر کسی کا حریف اس کے طور طریقوں سے، مطوم ہو جاتا ہے۔ ہم حریف یا رقیب کے لئے بد مستی بھی تو اپنے لئے خمار ہیں۔ غالب نے محبوب سے محبت کے حوالے سے رقیب کی کم عمری اور اپنی مالی عمری کی بات کی ہے۔

تار نگہ جود ما سبک گو ہرست رفتار پاسے آبلہ وار خودیم ما

لغت : جود: پیچھے پلے یا آنے والا۔ سبک گو: سوتیلوں کی لڑی۔ پاسے آبلہ وار: پاؤں جس پر چر پلے سے چھالے پڑ گئے ہوں۔

ترجمہ : اہلے پیچھے آنے والے کی نگاہ کا کہ سوتیلوں کی لڑی بن گیا ہے۔ ہم اپنے چھانوں بھرے پاؤں کی رفتار ہیں۔ چھانوں کو سوتیلوں سے تشبیہ دی ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے آنے والا کوئی شخص جب مسلسل اس کے پاؤں پر نگاہ رکھے گا تو کچھ ایسی صورت حال ہوگی جسے اس کی مسلسل نگاہ نہیں جاننے کی اور وہ چھالے، سوتیلی بن جائیں گے۔ رفتار سے مراد راہ و قس چلتا ہے۔

غالب چہ شخص و عکس در آئینہ خیال با خودی شستن یکے و دو چار خودیم ما

لغت : دو چار خودیم: ہم ایک دوسرے کے بائقائل ہیں۔۔۔

ترجمہ : غالب جس طرح آئینہ میں ایک شخص کا عکس اس کے سامنے بائقائل ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں وہ ایک ہی ہوتا ہے اسی طرح آئینہ خیال میں ہم ایک ہوتے ہوئے بھی خود سے دو چار ہیں۔ مراد یہ کہ یہ دنیا جو ایک طرح سے عالم خیال ہے، اس میں جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ گویا ہم ہی سے حلق ہے، ہم سے الگ نہیں ہے۔

## غزل-13

بہ شغل انتظار موشن در غلوت شبہا سر تاہ نظر شدہ رشتہ صبح کو کہتا  
 لغت : موشن : موش یا بادل کی جگہ چاند ایسے چرے والے، صبح : صبح کو کہتا : ستاروں کی لڑی۔

ترجمہ : راتوں کی غفلت میں صبحوں کے انتظار میں ہماری نظر کا اندہ ستاروں کی لڑی یا صبح کا سماں کی گیت۔ ماضی : محبوب کے انتظار میں اپنی رات : انتظار کے گن گن کرنا ستاروں پر مسلسل نظر میں بھار گزارنا ہے۔ اس کیفیت کو تئید کی صورت میں بیان کیا ہے۔ دیکھ بھی منزل ضرب الخلل کے مطابق "الانتظار احد من فصول" (انتظار موت سے بھی زیادہ شدید ہے)

ہم سے برگ گل ناقصہ خجتم نہ چنداوی بہار از حسرت فرصت بدعاں می گزرد کہتا  
 لغت : نہ چنداوی : تو نہ کچھ، کچھ نہ لینا۔ نہ دیکھو، کہیں۔ می گزرد : گاتی ہے، گاتا ہے۔

ترجمہ : یہ نہ بھول کی پتی پر فکر ہے ہے ہیں انہیں کہیں خجتم کے فکر ہے نہ کچھ لینا۔ یہ دراصل حریف صلت نہ ملنے کی حسرت میں موسم بہار : دماغ سے اپنے ہونٹ کاٹ رہا ہے۔ موسم بہار کے اختتام پر دوس پڑا شروع ہو جاتی ہے۔ غالب نے صنعت تخییم (Personification) نیز صنعت حسن تعلیل سے کام لے کر یہ کیفیت بیان کی ہے۔ دماغ سے ہونٹ کاٹنا استعلا حسرت اور دردِ فہم کے باعث ہے۔

بہ خلوت کلام رنگ "لا" زوم خوزرا ستوہ آمد دل از رنگار غوغائے مطلبہا  
 لغت : کلام : کلام، مثنوی، نغمہ، کریمہ۔ "لا" : نہیں، مراد کا۔ ستوہ آمد : نکل دھاواز آگیا ہے۔ مطلبہ : مع مطلب، افراط، غوغائیں۔

ترجمہ : میں نے خود کو "لا" کے بحر کے مثنوی کے مثنوی میں داخل دیا ہے، اس لیے کہ غوغائیں و افراط کے شور و غوغا کے ہنگامے سے دل نکل آگیا ہے۔ مطلبہ کہ انہوں کی غوغائیں جتنی کم ہوں گی، اتنا سے زیادہ سکون و قرار میری رہے گا۔

کند گر فکر تعمیر خرابی ہائے گردوں نیلبد خشت شغل استخوان بیروں ز کاہیا  
 لغت : گردوں : آسمان۔ خشت : تختہ۔ استخوان : ہڈی۔ کاہیا : مع کاہ، زعل، جہم۔

ترجمہ : اگر آسمان ہماری در افتادہ بیداریوں کی تعمیر کی فکر کرتا ہے تو جس طرح جسموں سے ہڈی باہر نہیں نکلتی، بالکل اسی طرح اسے اس تعمیر کے لیے تختہ نہیں ملے گی۔ ایک طرح اپنی استعلا بیداریوں کی بات کی ہے جن کا طعن آسمان کے پاس بھی نہیں ہے۔

خوشا بے رنگی دل دستگاہ شوق را تاہم نمی بلدہ بخوش این قطروہ از طوفان مشربا  
 لغت : خوشا : بہت خوب، کیا کہنے۔ دستگاہ شوق : عشق کا سرمایہ۔ نمی بلدہ : نہیں پورا نہیں آتا۔ مشرب : مع مشرب، مسک۔

ترجمہ : اپنے دل کی بے رنگی کے کیا کہنے، میں سرمایہ شوق پر ناز کرتا ہوں کہ یہ قطروہ (یعنی دل) مسکوں کے طوفان سے اپنے آپ میں نہیں پورا کر نہیں کرتا۔ اکثر لوگ اپنے مسک پر ناز کرتے ہیں، حالانکہ اصل بات محبوب حقیقی سے عشق ہے۔ غالب نے کسی بھی مسک سے اپنی عدم وابستگی اور عشق حقیقی کو اپنے لیے بہت اظہار ہائے ہوئے اسے ایک سرمایہ قرار دیا ہے۔

ندارد حسن در ہر حال از مشاکلی غفلت بود نہ بندی خطہ سبزہ خطہ در تہ بہا

لفت : مٹا لی، بڑا سگدار کرنے کا نل۔۔۔ بدبختی، کپڑے کے پہلے رنگ پر، دوسرا رنگ چھاننا جس سے پہلا رنگ گھرا آتا ہے۔۔۔ ہنر  
 غلا: چرسے پر ہونٹوں کے نیچے ہاتھ کے تانہ تانہ اگتے سے ہنری کی نظر آنے لگتی ہے اسے ہنر غلا کہا ہے۔  
 ترجمہ : حسن کی بھی صورت میں اپنے بڑے سگدار سے غفلت نہیں کرتا، چنانچہ اس کے ہونٹوں کے نیچے جو ہنر غلا ہے وہ در حقیقت غلا  
 کی بدبختی ہے۔ مگر محبوب کے چرسے پر ہنر آتا ہو اس کے حسن میں مزید اضافے کا باعث بنتا ہے۔

خوشامد بخدی و جوش ڈنڈہ رود و مشرب عذشب      بہ لب فغلی چہ میری در سرا بستن مذہبہا  
 لفت : ڈنڈہ رود: استغفار کی ایک بڑی عری جسے ڈنڈہ بھی کہا جاتا ہے، مگر عام عری ڈاودا۔۔۔ مذہب: گوار، خوشگوار، پاکیزہ۔۔۔ مشرب  
 مسک۔۔۔ سرور، تازہ سرور، تن کی جھج، پھٹکی ریت کا صحرا یہ ریت دور سے پانی دکھائی دیتی ہے اور پانی اس کے دھوکے میں آ جاتا ہے۔۔۔  
 ترجمہ : عری اور رود کے خاص طعم ملاتے پانی اور عری (شراب نوشی) کے خوشگوار مسک کے کیا کہنے ہیں، تو قدیموں کے سرورستان میں کیوں  
 پاکیزہ یا سحر رہا ہے۔ رود و لب کے کنارے بننے کرے خواہی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈنڈہ رود کہا ہے۔ مزاد یہ کہ ایک رود فرقہ پر حتی  
 کی محنت سے پاک ہو آئے۔ اس لحاظ سے وہ مذہب کے نام پر انسانوں کو امانت، پہچانے والوں سے بچنے۔

تو خوی چنداری و دانی کہ جان بزم، نمی دانی      کہ آتش در نلوم آب شد از گرمی تبہا  
 لفت : خوی: داغ نہیں بولا جاتا یعنی شے پہنچتا۔۔۔ جان بزم: یعنی میری جان بھگتی۔۔۔ نلوم: میری طبیعت، خلعت، جسم۔۔۔  
 ترجمہ : تو اسے پہنچنا سمجھتا ہو یہ خیال کرتا ہے کہ میری جان بھگتی، لیکن تو شکیہ یہ نہیں جانتا کہ وہ پہنچتا نہیں بلکہ آگ ہے جو عشق کی  
 مسلسل گرمی سے میرے بدن میں پھلتی ہی رہتی ہے۔

مباردا بگو تار سجدہ از ہم بگسلد غلب      نفس با ایں ضعیفی بر تکیہ شور "یارب ہا"  
 لفت : مباردا: خدا نہ کرے۔۔۔ سجدہ: تسبیح۔۔۔ از ہم بگسلد: ہاتھ لٹ جائے، ہاتھ لٹ جائے۔۔۔ نفس: سانس، دم۔۔۔ بر تکیہ: برداشت  
 نہیں کرتا۔۔۔ ضعیفی: کمزوری، بے صلاحیت۔۔۔  
 ترجمہ : غلب: خدا نہ کرے کہ اپنا دم تسبیح کے دھانکے کی طرح ہاتھ لٹنے کے رہ جائے کیونکہ اس ضعیفی میں وہ "یارب، یارب" کے شور  
 کو برداشت نہیں کر سکتا، غلب ہی کے بغیر۔

جاننا ہوں ثواب طاعت و زہد      پر طبیعت اور جسمیں آئیں آتی  
 اس میں واسطہ مل مذہب بالظاہر کی نگہ نظری کی طرف بھی اشارہ ہے۔

## غزل-14

پس از عمرے کہ فرمود عشق پارسلانی ہا      "مگدا" گفت و دمن تن در عداو از خود نمائی ہا  
 لفت : فرمود: میں تمہارے ہو گیا، عشق حال ہو گیا۔۔۔ تن در عداو: توجہ نہ کی، اہتمام نہ کی۔۔۔  
 ترجمہ : جب ایک مدت تک پارسلانی کی عشق کرتے کرتے میں عشق حال ہو گیا اور اس حالت میں محبوب کی طرف کہا تو اس نے اپنی  
 خود نمائی کے سبب میری اس عشق حال کے پیش نظر مجھے تنگ نہ کیا کہ میری طرف کوئی توجہ نہ کی۔  
 فغان زان بوالہوس بر کش، محبت چہ کش کش کز من      رہا یہ حرف و آموزہ دشمن آشفتنی ہا

تلفت : برکتش، مراد بلند کر۔۔۔ پورا ہوس، حقیقت مانگنی، مراد رقیب۔۔۔ رواج: جرات ہے۔۔۔ آسوز: سکھانا ہے۔۔۔

محبت پر عمل کی محبت کرنے والے کو ملے گا۔۔۔

ترجمہ : اس ریب کے ہاتھوں میں وہاں داخل ہونے کے لیے مجھ کو بہت دشمنی ہے مافق کو تو رہا ہے لیکن میرے جیسے ہے مافق کی باتیں اور اس کے چاروں دشمن مافق کو کھاتا ہے۔

بت مشکل پسند از ابطال شیوہ می رنجید      مگوئیدش کہ از عمر است آخر بے وقوفی با

تفت : اہل ذل: مٹھلیاں ہیں۔۔۔ ی رنجیدہ: ناراض ہوتا ہے، برہم ہوتا ہے۔۔۔ فیروز: دھمک، انداز۔۔۔ گونگنڈل: اس نے کوہ۔۔۔

ترجمہ: مشکل پسند مت یعنی محبوب و سہول کے طور طریقوں کو گھٹایا قرار دیتے ہوئے ان سے براہم ہونا یا انہیں پسند کرتا ہے۔ اس سے کہو کہ یہ جو توبے و ناکامی کرتا ہے تو ان میں کون سا ماننا ہیں؟ آخر جو یہ طریقہ تو ایک مدت سے جاری ہے اور اس بنا پر اس میں پرانا نہیں یا اجڑا ہے۔

— ۱۹۱ —

نقد روزے کے سازم طرز اجزائے گہیاں را بدستم چاکما چون شانه مانده از چارسابها

**نکتہ :** سلام طرب یعنی طرس سلام میں گچھا ہاتھوں۔ چاکلا جمع چاک پٹنے ہوئے۔ شاناز، شگفتگی۔ برسائی، جمع بارشانی، برفانی۔



ترجمہ : مجھے کوئی دن ایسا نصیب نہ ہوا کہ میں اپنے بچنے والے گریبان کے ٹکڑوں کو طرہ کی صورت دے سکوں اور اپنا پٹا ہوا گریبان، جو خلق میں شہرت کی علامت ہے، اسی سنگھم چنانچہ میرے ہاتھ میں میرے گریبان کے چاک اٹھی، ماریا سیدیں عین محبت میں ٹٹائی کے سبب بالکل اسی طرح رہ گئے جس طرح کٹھن کے دعوئے ہوں۔ (شائد اسے مراد اس کے دعوئے ہیں)

نیزم القات دزد و رهنما ہے نیازی ہیں محکم را بعبارت داده اند از غاروانجہا

نعت : ہر دم نہ اور دم میں اس قتل کا انکی نہیں ہوں۔۔۔ بھارت وادہ اعدا: انہوں نے لکھا ہے۔۔۔ بارہوی: یہ کارہ فصول چہرے۔۔۔

ترجمہ: ذرا بے نظری ملاحظہ ہو کہ میں چور اور قہیرے کی بھی توجہ کے لائق نہیں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے میری حجاب کو ہتھکڑیاں لگا کر لٹا دیا ہے۔

ہمدرد، رشتہ خیز از جنبش خاکم بر آشوبی تو و یزداں چه سازد کس، بدیں صبر آزمایا

حالت : رشتہ : قیامت -- بر آشیانی : توجہ بخلائی گئی -- توجہ دیا : تجھے خدا کی قسم -- چہ ساز : کیا سواقت کرے ؟ چاہا کرے --

ترجمہ : قیامت کے روز جب میری موزہ خاک میں حرکت پیدا ہوگی تو اسے محبوب اور بھلا شخص کہہ رہا ہو گا۔ اب تجھے خدایٰ قسم تو ہی تھا آخر کب تک کوئی اس صبر آزمائی سے ہلا کرے گا۔ یعنی زندگی بھر تو تیری بے وفائیوں پر صبر کیا اب قیامت کے روز بھی تجھ ایسا روئے کیونکر برداشت ہو گا۔

کدوئے چوں ز سے یابم چمن بر خویشتن یالم کہ چند ارم سر آه روزگار بے نوا میزما

لفت : کدوئے : ایک کدو یعنی پکا ہوا۔۔۔ پر طبعی شش میں خود میں پھولے نہیں سالتا۔۔۔ مرآۃ : فہم ہو گیا۔۔۔

ترجمہ : جب بھی مجھے شراب کا ایک چال میرا آجاتا ہے تو میں خوشی سے پھولے نہیں جاتا کہ کون میں سے سمجھتا ہوں کہ میرا کیسی بے لوثی اور مفلسی کا دروب فتح ہو گیا ہے۔

چه خوش باشد دو شاہ را به بحث ناز و چیدن  
نگہ در نکست زانہا نفس در سرمہ ساقیا



لغت : شاہد، صیغہ، مشوق۔۔۔ بچپن،۔۔۔ البخت۔۔۔ نکو ذاتیہا: سنے لگنے پر اکٹہ۔۔۔ سرور سلجھا: سرور کے سے انداز۔۔۔  
 ترجمہ : وہ موقع کس قدر ہمت سرت ہو گیا ہے جب وہ صیغوں کو بازو اورا سے حلق بھٹ میں الجھا دیا جائے۔ اس موقع پر ان کی نگاہیں  
 ہم کیا کیا نکو آفریں کرتی ہیں اور ان کے سانس ڈانٹوں میں کیسی دکھائی دیتی ہے۔ (آنکھوں میں سرور لگا ہوا تو ان کی دکھائی بڑھ جاتی ہے۔)  
 سخن کویت: مراہم دل بہ تقویٰ مائل است اما زنگ زاہد انقوم بہ کافر ماجراہما

لغت : خلی کویت: خلی کویت، محقق، کفر خیر۔۔۔ تقویٰ:۔۔۔ زہد، بیزنگاری، کفر، برائی:۔۔۔ کانہوں کے سے طور طریقے  
 ترجمہ : محقق یہ ہے کہ دل تو میرا بھی تقویٰ کی طرف مائل ہے لیکن زاہد یا اہل کے چہندہ کردار نے مجھے کانہوں کے سے طور طریقے  
 اپنے پر مجبور کر دیا ہے۔ زاہد اور ملائیں کے طرز عمل نے ہر صاحب شعور کو مذہب سے دور کیا ہے، چنانچہ اکثر شعرا کے یہاں ان سے  
 حلق در عمل نظر آتا ہے۔ بقول اقبالیؒ

زاہد نگ نظر نے مجھے کافر جانا اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں  
 طالبی کا ایک مصرع ہے۔

کافر تقویٰ شد ناچار مسلمان شو (تو کافر نہیں ہو سکتا تو مجبوراً مسلمان ہو جا)  
 بقول حافظ:

زاہدان کلین جلوہ بر مخراب و مضیری کنند چون خلوت می روند آن کار دیگر می کنند  
 یہ زاہد حضرات اور مخراب و مضیری کہلاتے ہیں، جب خلوت میں جاتے ہیں تو وہاں یہ کام کرتے ہیں۔

ترجمہ : مگر بصورت از گدایاں بود ام طالب بدار الملک معنی کی کہ تم فریاد روایہا

لغت : ترجمہ میں ناراض نہیں ہو گیا نہیں تھا۔۔۔ دار الملک: پارہ تخت، دار السلطنت۔۔۔ سنی: باطن، روحانیت اور مضمون آفرین،  
 شاعری۔۔۔

ترجمہ : طالب اگر میں ظاہری طور پر بصورت سے گدا گدوں میں سے نظر آتا ہوں تو کوئی بات نہیں، میں اس کا ہوا نہیں مگر یہ کہ ہم سنی کے  
 دار السلطنت میں میں فریاد روایاں کر رہا ہوں۔ (اس سے ظاہر کیا واضح ہو گیا ہے کہ طالب نے شاعری میں اپنے بلند مقام کی بات کی ہے)

## غزل-15

جان پر تکیہ اسے دل پہنکے ستم را از سینہ ریز پیروں مانند تیغ دم را

لغت : پردہ: پرداشت نہیں کرتی۔۔۔ ریز: گرا کر لوٹے، نکل۔۔۔ دم: سانس، تھکڑ کی دھڑ۔۔۔

ترجمہ : اسے دل، جان اب ہنگام ستم کو پرداشت نہیں کرتی تو جس طرح تھکڑ کی دھڑا باہر نکلتا ہے تو بھی اسی طرح اپنے سینے  
 سے دم سانس باہر نکل دے، خود کو ختم کرے تاکہ ستم سے جان بچوے۔

ازدشت بدوئم، بگر غم دووئم آمیزش غریبے باشد ہوش دم را

لغت : ازدشت بدوئم: صیری یا ہوا کا گھر کی دھڑ۔۔۔ آمیزش غریبہ: ایک عجیب قسم کی آمیزش ملاوٹ۔۔۔ دم: گرد، دھڑ۔۔۔

ترجمہ : تو میری اجہری یعنی چہرے پر لہلاؤں وحشت ہی سے میرے دل فہم کا اندازہ لگائے (میرا یہ بھگن چہرہ دیکھ کر ہی پتہ چل جائے گا کہ میں کتنا فہم زندہ ہوں۔) یہ گویا ہوش (اور رم کی خدمت ہے) اور وہ میں عجیب طرح کی آمیزش ہے۔

گویند می نوسد قائل برات خیرے یارب شکستہ باشد برنام ما قلم را  
لغت : برات خیرے: نیک کام روز، مسکنی بند۔ یارب: اللہ کرے۔

ترجمہ : سنا ہے قاتل یعنی محبوب نے اپنے جانے والوں کی قتل کرنے سے ہاتھ اٹھایا ہے اور اس سلسلے میں وہ مسکنی بند لکھ رہا ہے۔ اللہ کرے جب اہل ایمان آئے تو اس کا قلم ہی ٹوٹ جائے۔ یعنی ایک عاشق کے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو گا وہی خوشی اور بے غمی کی بات ہے۔

بے وجہ در رہت نیست از پانگون من بریدہ می نشام در ہر قدم قدم را  
لغت : از پانگون: از پانگون، پاؤں سے گریہ زمین پر گریہ۔ می نشام: میں خانا ہوں۔

ترجمہ : میں جو تجھے راستے میں گر کر جا رہا ہوں تو یہ بے وجہ نہیں ہے۔ در حقیقت میں ہر قدم پر پاؤں آگے نہیں کر رہا ہوں۔ محبوب جس راہ سے گزر رہا ہے عاشق کے لیے وہ ایک طرح سے مقدس ہوئی ہے، اس لیے وہ پاؤں سے چل کر اس کی بے ادبی نہیں کرنا چاہتا۔

سوگند کشتنم خورد، از غصہ جان سپردم کرام ز بے نیازی خوں در جگر قسم را  
لغت : سوگند: قسم۔ کشتنم: مجھے مار دے قتل کر دے۔ غصہ: کھن، اذیت۔

ترجمہ : اس کا محبوب نے میرے قتل کرنے کی قسم کھائی اور میں نے غم و اندوہ میں جان دے دی۔ میں نے بے نیازی سے اس کی قسم کو جگر میں خون کر لیا۔ قسم اس کے لیے عین عداوت ہے، یعنی اس سے پہلے کہ قتل کرنے کے لیے وہ مجھے ہاتھ لگاتا تھا میں نے اسے اس کا سر قہقہہ میں دیا، غور ہی جان دے دی۔

ورنامہ آ نبشتی بر من نوید قتلے در دل چو ہو رقیق جا دانہ ام رقم را  
لغت : نبشتی: نوشتنی، نوکشت۔ نوید: خوشخبری۔ در ہر جگہ: کھوار کی ہلک، کھن۔ رقم: قرعہ۔

ترجمہ : جب سے (اے محبوب) اتنے اپنے غلام میں مجھے میرے قتل کی خوشخبری سنائی ہے، میں نے تمہاری اس قرعہ کو دل میں اس طرح سو لیا اور جذب کر لیا ہے جس طرح کھوار کی ہلک اس میں سولی ہوئی یا اس کا حصہ ہوئی ہے۔

بیداد گرندادو سوانچہ قواضح تیخت برسم یغرا انا روادہ غم را  
لغت : بیدادگر: ظالم، حتم وصال دہلا۔ قواضح: مزاحیہ، اہکھار۔ برسم یغرا: ٹوٹ مار کے ہلے طور پر۔ انا: جھکاؤ، مزاحیہ، اہکھار۔

ترجمہ : حتم کر اہکھار کی دولت سے محروم ہوتا ہے (اس میں مزاحیہ نہیں ہوئی یا سوائے محبوب) یہ تو تیری کھوار میں غم ہے تو یہ دراصل اہل اسی غم ہے جو اس نے یغرا کے طور پر ہم سے اڑا لیا ہے۔

کاشانہ گشت ویران، ویرانہ دل کشاتر دیوار و دروازہ زندانیان غم را  
لغت : کاشانہ: گھر۔ دل کشاتر: دل کو زیادہ بھانے والا۔ زندانیان غم: زندانیان صبح زندانی، غم کے قیدی، غم کے مارے ہوئے۔

ترجمہ : اپنا گھر تو ویران ہو گیا ہے جبکہ دیوار و دروازہ دل میں بے حد دکھائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غم کے قیدی ہیں کو دروازہ اور اس میں آئے۔ یعنی حالت غم میں وہ دیوار تک میں نہیں تک سکتے اس لیے وہ محروم دیواروں کی راہ لیتے ہیں جس کی اس سے انہیں تسکین حاصل ہوئی ہے۔

مانند خار زارے کاٹش زند و دے سوزد زخم خویست اجزائے ناله ہم را  
 لغت : خارزار: وہی جگہ جہاں بہت گائے ہوں۔۔۔ زخم خویست: تھری ملوث و طبع کے خوف سے۔۔۔ ہم را: ایک دوسرے کو یا ہماری  
 طرح۔۔۔

ترجمہ : جس طرح کسی خارزار کو آگ لگلی جاتی ہے (جس کا گئے قسم ہو جائیں) اسی طرح تھری تھری خلی کے خوف سے خار و فریاد کے اجزا  
 ہماری طرح جل جاتے ہیں۔ یعنی محبوب کی آنکھیں حلائی سے ماضی کا خوفزدہ ہو جاتا ہے کہ وہ خار و فریاد کی جڑ سے ہی نہیں کر سکتا۔  
 در مشرب حریفان منعت خود نمائی بگر کہ چون سکندر آئینہ نیست جم را

لغت : مشرب: مریض۔ ہم را: جنہ کر پنے پالنے والے دوست احباب۔۔۔ سکندر: سکندر اعظم جس نے آئینہ بجا کیا کہ جو لوہے سے تیار  
 ہو تا تھا اسے اس نے سرحدوں پر لگا دیا تاکہ دشمن کی آمد کا پتہ چل سکے، گویا یہ دنیا کا اولین رادار تھا۔ جم: جمعہ، ایرانی بادشاہ جس نے  
 ایسا جام بجا دیا جس میں آنکھ کے حالات نظر آتے تھے، گویا یہ بھی پیشے کی ایک قسم تھی۔۔۔

ترجمہ : حریفوں کے مسلک میں خود نمائی منع ہے۔ دیکھ لے کہ جم کا آئینہ سکندر کے آئینے جیسا نہیں ہے۔ سکندر کے آئینے میں اپنا چہرہ نظر  
 آتا تھا یہ گویا خود نمائی کا اعتبار تھا جبکہ ہم جم میں یہ بات نہ تھی۔ حریفوں سے مراد ہم را: جنہ کر پنے پالنے والے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس شعر  
 کے دونوں حصوں سے سبق لینے چاہئے ہیں۔

زاہر ممتاز چندیں زہارم ارگستی از جہہ ام نذر دد کس سجدہ ضم را  
 لغت : ممتاز: ست، فخر، کرامت، اکڑ۔۔۔ زہار: دھماکا جو خود آواز چھا لگے میں ڈالے رکھتے ہیں۔ اسے خبیث کہتے ہیں، کھڑکی طاعت۔۔۔  
 جہہ: بونٹائی۔۔۔

ترجمہ : اسے زہر تو لے اگر میرا زہار تو ہی دے دے تو اپنے اس عمل پر مت اکڑا، اگلے کہ کوئی بھی میری بونٹائی سے قسم کو کہے ہوئے سجدوں  
 کا نشان نہیں پڑا سکتا، یعنی میں حاکم مہلت میں ظاہری نشان زہار کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس اہمیت کا تعلق دل سے ہے۔

لنگے نماند باقی از فرط گریہ غالب بے رسید و گوئی از دیدہ شست نم را  
 لغت : فرط گریہ: رونے، گریہ و زاری کی کثرت۔۔۔ بے: بے، ایک عمل، طوفان۔۔۔ شست: دھوا۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب از فرط گریہ سے آنکھوں میں ایک انگ نہیں رہا، میں سمجھ کر کہ ایک طوفان آیا اور اس نے آنکھوں سے نمی کو دھو  
 ڈالا، یعنی وہ ہمارے گیدہ انتہائی غم زندگی کا اظہار ہے۔

## غزل-16

من آن نیم کہ دگری توای فریفت مرا فربہش کہ مگری توای فریفت مرا  
 لغت : دگر: دوبارہ، فریب۔ اب:۔۔۔ ی توای فریفت: ملا مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔۔۔ فربہش: میں اسے دھوکے میں رکھتا ہوں۔۔۔  
 ترجمہ : میں اب نہیں رہا کہ مجھے مزہ فریب دیا جاسکتا ہے۔ یہ تو میں محبوب کو فریب دے رہا ہوں کہ مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی محبوب  
 کے فریب میں بھی ماضی کے نیچے سرت کاسلن ہے۔

بحرف ذوق نگہ ی توای رود مرا بوم تب کمری توای فریفت مرا

لفت : ی توں رو د مراد: مجھے اپکا جاسکا یعنی میرا دل موہ لیا جاسکتا ہے۔۔۔ تپ کرنا کرنا م۔۔۔

ترجمہ : ذوق نگاہ کی بات سے میرا دل موہ لیا جاسکتا ہے اور کرکری تپ کے دم سے مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔ محبوب کی پہلی کرکود کھٹی کی مال سمجھا جاتا ہے۔ ایک شاعر کے نزدیک تو مطلقاً ہے۔

ضممنہ سنتے ہیں تیرے بھی کر ہے کہلی ہے؟ کس طرف ہے اور کدھر ہے؟

ذکر مل بکلی می توں گنند مرا ز شاخ گل بہ شری توں فریفت مرا

لفت : مل : شرب۔۔۔ بکلی : گلی میں، ملک میں۔۔۔

ترجمہ : شرب کے ذکر سے مجھے وہم و گلی میں ڈالا جاسکتا ہے یعنی یہ کہ میں نے پی رکھی ہے اور کسی شاخ گل سے مجھے بھل کا فریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی ان دونوں چیزوں میں چونکہ اس کے لیے کشش کا سلسلہ ہے اس لیے ان کا ذکر بھی اس کے لیے بھٹ کشش میں جاتا ہے۔

ز درد دل کہ بہ افسانہ در میاں آید بہ نیم جنبش سری توں فریفت مرا

لفت : نیم جنبش سزا سرکودا ساہلانا۔۔۔

ترجمہ : افسانہ یعنی محبت کی بات کرتے کرتے جو درمیان میں درد دل کا ذکر آجائے تو محض ذرا سہل کر ہی مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی سختے والا محبت کی بات میں کہ معمولی سا بھی سہل دے تو میں کچھ لوں گا کہ اسے درد دل کا احساس ہے۔

سوز دل کہ بہ واگویہ بر ذہن گذرد بہ یک دو حرف حذر می توں فریفت مرا

لفت : واگویہ : دوبارہ بات کرنا۔۔۔ حذر : بچاؤ، ڈر۔۔۔

ترجمہ : سوز دل کے بیان سے جو ہنگامہ نہان پر آجائے، مجھے ”ڈر“ بچاؤ کے ایک دو لفظوں سے فریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی ایسی بات (سوز دل) است کہ۔۔۔

من و فریفتگی، ہرگز آن محل اندیش چرا فریفت اگر می توں فریفت مرا

لفت : فریفتگی، فریفت ہونا، دھوکہ کھانا۔۔۔ آن محل اندیش : وہ یعنی محبوب جو محل کا سوا کچھ ہے۔۔۔ ہرگز : کبھی نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ : میں اور دھوکے فریب میں آجوں؟ نہ ہرگز ایسا نہیں۔ تو اگر مجھے فریب دیا جاسکتا تو اس محل کا سوا کچھ کی کو مشعل کرنے یا سوچنے والے نے مجھے کیوں فریب دیا۔ مراد یہ کہ محبت اور فریفتگی لازم و ملزوم ہیں۔

خند تک جز بہ گرائش کشلہ نپذیرد ازد بزم بگر می توں فریفت مرا

لفت : خند تک : تیرے۔۔۔ گرائش : اس کا میلان یعنی توجہ۔۔۔ کشلہ نپذیرد : کھانا قبول نہیں کرتا یعنی کلن سے نہیں لگا۔

ترجمہ : جب تک محبوب کی توجہ و اعتناء ہو تو ہر کلن سے کل ہی نہیں سکتا۔ بھر بھی یہ کہ کر کہ ”تیرے گئے سے تو سدا بزم بگر“ آگیا ہے ”مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔“

زیادہ ٹھکان نامہ بر خوشم کہ ہنوز بہ آرزوے خبر می توں فریفت مرا

لفت : زیادہ ٹھکان لوٹ کر نہ آتا۔۔۔ آرزوے خبر : مراد محبوب کی طرف سے کوئی اچھی خبر کی آرزو یا توقع۔۔۔

ترجمہ : نامہ بر (میرا خط) محبوب کے پاس لے کر گیا تھا کہ لوٹ کر نہ آئے ہیں خوش ہوں کہ ابھی کسی اچھی خبر کی توقع سے مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔

شب فراق عمارد بحر دے یک چند بہ گفتگو سے بحر می توں فریفت مرا  
 لغت : یک چند : یک دہ کے لئے۔ بحر : صبح۔

ترجمہ : اگرچہ شب فراق کی بحر میں ہوتی (غم فراق کے جب رات بہت طویل معلوم ہوتی ہے) اتنا کم کچھ دیر کے لئے صبح کی بات کر کے مجھے قریب جاسکتا ہے۔ (یعنی صبح ہو کر)

نکلان دوست ندانم جزا میں کہ پردہ دراست ز در بردن در می توں فریفت مرا  
 لغت : نکلان : علامت ہے۔ پردہ در : پردہ پھاڑنے والا، بھانڈا پھوڑنے والا۔ بردن : روٹھنا۔

ترجمہ : مجھے نکلان دوست کی کچھ فراموشی، کچھ پردہ خیزی، سوائے اس کے کہ وہ پردہ ہے۔ چنانچہ بردن سے (دروازے کی بات کر کے) مجھے روزانہ در کا قریب جاسکتا ہے۔

گرسنہ چشم اثر عیسم کہ در روید بہ کیسے نظر می توں فریفت مرا  
 لغت : گرسنہ چشم اثر : دیرا غصہ جو محبت میری نظروں کے اثر کا بھوکا ہو یعنی ترس رہا ہو۔ کیسے نظر : نظر کا کسیر ہو۔

ترجمہ : میں نظروں کے اثر کا بھوکا نہیں ہوں، تاہم دیدار کی رو میں نظر محبوب کے اکسیر ہونے کی بات کر کے مجھے قریب جاسکتا ہے۔

سرشت من پودا میں، ورنہ آں نیم غالب کہ از وفا بہ اثر می توں فریفت مرا  
 لغت : سرشت : فطرت، طبع۔

ترجمہ : میری ذات فطرت ہے کہ میں وفا کو موثر بنا ہوں، ورنہ اسے غالب میں ایسا نہیں ہوں کہ مجھے یہ کہہ کر قریب جاسکتا ہے کہ وفا میں اثر ہوتا ہے۔

## غزل-17

زمن گرت نبود پاور انتظار، بیا بہانہ جوی مہاش و ستیزہ کار، بیا  
 لغت : گرت : اگر تھے۔ پاور : نہیں۔ بہانہ : جوی بہانہ کرنے والا، گل مول کرنے والا۔ ستیزہ کار : توراہ بھڑا ہوا، لڑنے، جھگڑنے۔

ترجمہ : میں جسے انتظار میں ہوں۔ اگر تھے اس کا نہیں نہیں ہے تو آہور دیکھ لے۔ اس ضمن میں بہانے سے متعلق کاشی کر، بے شک، دشمنی، جھگڑنے کا طور پر کرتا۔

بیک دو شیوہ ستم، دل نمی شود خرسند برک من کہ بے ملان روزگار بیا  
 لغت : شیوہ : انداز، طریقہ، طرز۔ خرسند : خوش۔ برک من : تجھے میری موت کی قسم۔

ترجمہ : میرا دل جسے دو ایک انداز سے سے خوش نہیں ہو کہ تجھے میری موت کی قسم تو اس طے میں دل نہ بے ملان لے کر آ۔ یعنی خوب ہی بھر کھ پڑ ستم کر۔

بہانہ جو ست در الزام دہی شوق کچے بر غم دل نامیدوار بیا

لغت : مدی : دعوہ اور رقیب۔ شوق : حیرا مشق۔ برہنہ : برہنہ خلاف۔

ترجمہ : ہمارا دل تجھ نے مشق میں رقیب پر الزام دھرنے کے بدلے سچا رہتا ہے یعنی یہ کہ رقیب تجھے ہماری طرف نہیں آنے دیتا تو بھی یاد رکھنا کہ اس امید دل کی اس سوچ کے برعکس آ۔ غالب ہی کے بقول :

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا آپ آتے تھے مگر کوئی عیاں گیر بھی تھا

ہلاک شیوہ حاکمین بخواد مستل را عیان گشت تر از پایہ نو بار بیا

لغت : حاکمین : دیدہ، فرید، خوش۔ خواہ : مت چاہ۔ عیان گشت : بہت فاش ہوئی لگام۔ یعنی فریاد، جھڑپ۔

ترجمہ : تو اپنے مسخوں یعنی عاشقوں کے لئے یہ مت چاہا مت پسند کر کہ وہ تجھے شیوہ حاکمین کے نتیجے میں ہلاک ہو جائیں۔ تو نو بار کی ہوا سے بھی زیادہ تجزی کے ساتھ آ۔ انعام نوٹ ہائے تو کھنڈا سمیت دوڑنے لگتا ہے۔ مراد یہ کہ غور، مشق، پھر زور ان معاشق کی طرف تجزی سے آخر تجھے مشق میں مست ہیں۔

زما گشتی و با دیگران گروہیستی بیا کہ عہد وفا نیست استوار، بیا

لغت : گشتی : توڑے توڑا۔ گروہیستی : مدد، ہمدرد۔ استوار : حکم، مضبوط۔

ترجمہ : تو نے ہم سے تو بے ایمانی و وفا توڑ لیا اور دوسروں یعنی رقیبوں کے ساتھ یہ عہد باندھ لیا۔ آ کہ تو ہماری طرف آئی کہ عہد وفا کوئی حکم مدد نہیں ہے۔ مراد یہ کہ اگر ہم سے یہ عہد توڑ لیا ہے تو رقیبوں سے بھی توڑا جاسکتا ہے۔ کوئی بات نہیں تو ہماری طرف آ۔

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد ہزار بار ہمد صد ہزار بار بیا

لغت : وداع : جدائی، فراق۔

ترجمہ : فراق اور وصل دونوں میں اپنی اپنی ایک لذت ہے۔ تو ہزار بار یہ یعنی میں فراق سے دو بار کر اور لاکھ بار آ۔ ظاہر ہے وصل کی لذت، فراق کی لذت سے کہیں بڑھ کر ہے، اسی لئے اس کے واسطے لاکھ بار کہا۔

تو طفل سادہ دل و ہشیش بد آموز است جتناہ مگر نہ توکان دیدہ بر مزار بیا

لغت : سادہ دل : مصوم، بھولا بھلا۔ ہشیش : مراد رقیب۔ بد آموز : بڑا اٹنی اٹنی سیدھی سیکھنے والا اور ٹھانے والا۔

ترجمہ : تو ایک بھولا بھلا بچہ ہے (اس بچے کی طرح ہے) اور رقیب تجھے (ہمارے بارے میں) اتنی سیدھی غیباں چھڑا رہا ہے، یعنی ہمارے خلاف ورہمہ رہا ہے۔ سو اگر تو ہمارا جتناہ نہیں دیکھ سکا تو کم از کم ہمارے حواری پر ہی آ جا کہ تجھ ہماری موت تجھ سے مشق ہی کا نتیجہ ہے۔

فریب خوردہ لازم، چمانی خواہم یکے بہ پیش جان امیدوار بیا

لغت : چہ چہ کی چٹ، کیا کیا۔ پیش : پوچھنے کا فعل، مل، احوال پوچھنا۔

ترجمہ : میں ناز و ادا کا فریب خوردہ، یعنی مارا ہوا ہوں، میں کیا کیا نہیں چاہتا یعنی میری بہت سی آرزوئیں ہیں تو ہماری امیدوار جان کا حال احوال تو پوچھئے آ۔ مراد یہ کہ تو آئے گا تو تجھے ہماری خواہشوں کاظم ہو جائے گا۔

زخوئے تست نہاد کلپ نازک تر بیا کہ دست و دلم ی رود ز کار بیا

لغت : نہاد : بنیاد، اصل۔ کلپ : صبر۔ از کار رفتن : بیکار ہو جانا۔

ترجمہ : میری نواکٹ طبع کے انھوں ہمارے صبر کی بنیاد بہت ہی نازک ہو گئی ہے۔ تو آ کہ تجھ سے اس مدد کے باعث میرا دست و دل بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

رواج صومہ ہستی است زہار موہ متاع میکہ مستی ست ہوشیار بیا

لغت : صومہ : گرچہ مہارت خانہ خانقاہ۔۔۔ ہستی : مراد غری، تکبر۔۔۔ زہار : خوردار، اونچے۔۔۔

ترجمہ : خانقاہ خانقاہوں میں غرور و تکبر کا رواج ہے، دیکھو اور مست چاہو (ہرگز اور جہنم جاہ) جبکہ میکہ کی دولت و سرمایہ "مستی" ہے وہاں ذرا چمکناہو کر آ۔ مطلب یہ کہ میکہ میں آنے کے لیے علیٰ غری کی ضرورت ہے۔

حصار مانیختے گر ہوس کنی غالب چو ما بہ حلقہ ردان خاکسار بیا

لغت : حصار : چاروں اطراف شہر کا قلعہ۔۔۔ مانیختے : ایک یا کئی قدر سناحتی و خیریت، سکون۔۔۔ ردان خاکسار : غرور و تکبر سے پاک دلو۔۔۔

ترجمہ : اے غالب ! تجھے اگر کسی مہارت کے قلعے کی خواہش ہے تو تو ہماری طرح اردلان خاکسار کے طبقہ میں آجا۔ مراد یہ کہ ایسے ردان کی صحبت میں بیٹھنے سے سکون و مہارت حاصل ہو آئے اور انسان دنیاوی فہم و اکام کا شگرٹ سے محفوظ رہتا ہے۔

## غزل-18

چوں بہ قاصد بہرم پیغام را رشک نگذا رو کہ گویم نام را

لغت : بہرم : بہرہ میں سپرد کرنا یا جاننا ہوں۔۔۔ نگذا : اجازت نہیں دتا۔۔۔

ترجمہ : جب میں محبوب کے لیے کوئی پیغام قاصد کے ذریعے بھیجا جاتا ہوں تو رشک مجھے اس بات کی اجازت نہیں دتا کہ میں اس کے سامنے محبوب کا نام لوں۔ غالب نے رشک ہی سے حلقہ مردوں میں بھی شعر گایا ہے

پھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

گشتہ در تاریکی روزم نفل گو چرخے تا بجوم شام را

لغت : گشتہ : گھومنا، گھبراہٹ ہو گئی۔۔۔ گو : کہل ہے۔۔۔ بجوم : میں تلاش کروں۔۔۔

ترجمہ : میری شام میرے دن کی تاریکی میں چھپ گئی ہے۔ چرخہ کہل ہے کہ میں شام کو احوالوں۔ دن کی تاریکی سے مراد مقدور یا نیچے کی تاریکی ہے۔ گواہ اس کا دن تاریک رہا کہ شام کی تاریکی بھی اس میں شامل ہو گئی اور یوں شام کا چہرہ چل سکا۔

آں ہم جایہ کہ چون ریزم بیجام زور سے در گردش آرد جام را

لغت : آں ہم جایہ : مجھے ایسی شراب چاہئے۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایسی شراب درکار ہے کہ جب اسے جام میں اڑھیں تو اس کی شدت و تیزی سے جام بھی گردش کرنے لگے۔ جو شراب بخوار کی پسند چاہئے ہے۔

بے گناہم جز دیر از من منج من بہ مستی بستہ ام احرام را

لغت : جز : مگر، کارا، مگر یا انقض پرستوں کا دینی رہنما جو منج۔۔۔ احرام بستن : حج کے موقع پر ایک مخصوص لباس پہننا مراد

اسلام سے وابستگی۔

ترجمہ : اسے جی رہا، مجھ سے خفا نہ ہو، میں بے گناہ ہوں، کیونکہ میں جو احرام باندھ کر پہلی آیا ہوں تو یہ مسکن کی حالت میں باندھ کر آیا۔  
آتش پرستوں کے مذہب میں شراب نوشی جائز ہے اور اسی حوالے سے سنی کو یہ سوال بھی کیا جاتا ہے۔ غالب نے جو کچھ کہا ہے وہ شراب  
پی کے حوالے سے ہو سکتا ہے۔

از دل تست آنچہ برمن می زود می شام ختی ایام را

لغت : آنچہ : جو کچھ۔ می زود : گذر رہی ہے۔۔۔ می شام : میں بچاتا ہوں، خوب جانتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : جو کچھ مجھ پر گزر رہی ہے وہ تجھے دل بھنی گدلی کا نتیجہ ہے۔ میں زمانے کی خلیوں کو انجلی طرح بچاتا جانتا ہوں۔ محبوب کی  
خلیوں کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اس کے جو دم اور ختی ایام میں فرق نہیں ہے۔ بقول حلیقہ ہو شیار پر  
زمانے بھر کے غم یا راک ترا غم یہ غم ہوگا تو کتنے غم نہ ہوں گے

تا نیستد ہر کہ تن پرور بود خوش بود گردانہ نبود دام را

لغت : نیستد : نہ پڑے، جاہل میں نہ پھنسے۔ تن پرور : خود غرض، آرام طلب۔۔۔

ترجمہ : اگر جاہل میں دانہ نہ ڈالا جائے تو یہ انجلی بات ہوگی کیونکہ اس طرح کوئی تن پرور جاہل میں نہیں پھنسے گا۔ مراد یہ کہ دائم محبت میں  
رہی اسیر ہوتے ہیں جو کچے ماشن ہوتے ہیں۔ جنہیں صرف اپنی ذات سے دلچسپی ہو وہ اس دام میں نہیں پھنستے۔

بس کہ ایام بہ غیب است استوار از دہان دوست خواہم کلام را

لغت : بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔ کلام : آرزو، خواہش۔۔۔ دہان : منہ۔۔۔

ترجمہ : میرا غیب پر اعلان بڑا ہی مضبوط ہے۔ میں دوست کے دہان سے اپنی آرزو پر رہی ہونے کا خواہاں ہوں۔ اس میں محبوب کی تنگ  
دہانی کی طرف اشارہ ہے۔ چنگی کر کی طرح تنگ دہانی بھی دشمن کی ایک علامت ہے۔ غیب پر اعلان پر اعلان کی پختگی سے غولہ ثبات کے پورے  
ہونے کی توقع ہے۔ غالب نے دہان محبوب کو بھی غیب قرار دے دیا ہے لیکن وہ اتنا تنگ ہے کہ نظر نہیں آتے اس لحاظ سے اس سے آرزو  
پر رہی ہونے کی خواہش ہے۔

ما کجا او کو، چہ سودا در سر است ز تو ہائے آفتاب آسمان را

لغت : آفتاب آسمان : دھوپ یا سورج کوئی جاننے والے کو دالے۔۔۔ سودا : جتنوں پاگل ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم کئی اور وہ ذات حق کیلئے؟ آفتاب کوئی جاننے والے ذوق کے سر میں یہ کینا اعلان ملتا ہوا ہے۔ ذرے دھوپ میں نظر  
آتے ہیں۔ اگرچہ وہ بعد میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ لیکن نظر نہیں آتے۔ آفتاب آسمان سے مراد یہ ہے کہ دھوپ یا آفتاب کی بدولت ہی  
ان کا وجود کئی رہتا ہے۔ تو ایسی صورت میں آفتاب سے ان ذوق کا دعویٰ حق غلط ہے۔ یہی ہم کئی اور وہ کئی سے مراد ہے کہ  
ہم انسان اس ذات حق سے حق کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں۔

زحت عالم است دائم خاص را عشرتے خاص است ہر دم عالم را

لغت : دائم : ہمیشہ۔۔۔ عشرتے : خوشی و مسرت۔۔۔

ترجمہ : خاص لوگوں یعنی خواص کو صحیحی عشرت گمیرے دھکتی ہیں جبکہ عوام کے لئے عشرت و مسرت عشرت مخصوص رہتی ہے۔ "عالم عموم  
خاص" کی عمر سے شعر میں ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔ یہ مضمون اکثر شعراء نے اپنا حصہ۔ حافظ کے بقول:



اسپ تازی شدہ بخروج بزم پلاں طوق زریں ہمہ در گردن خری تنم  
 (یعنی اپنی اصل گھوڑا تو پان کے نیچے زلی ہو گیا۔۔۔ جبکہ زریں طوق میں گھوڑے کی گردن میں دیکھ رہا ہوں۔)  
 دل ستل در جستم، غالب پُوسہ جوے شوق نہ شناسد ہی ہنگام را  
 لغت: دل ستلہ دل لینے والا محبوب۔ جستم: غم۔ نہ شناسد: نہیں پہچانتا۔ نہیں جانتا۔  
 ترجمہ: محبوب تو مجھے میں ہے اور حالتِ اس سے پوسے کا غالب ہے ایسی جھپ بات ہے بہر حال عشق کسی موقع و محل کو نہیں جانتا۔

## غزل-19

در ہجر طرب بیش کند تب و تبم را مستاب کف لای سیاہ است شمیم را  
 لغت: طرب: خوشی، انگ۔ تب و تبم: میری بے قراری۔ لای سیاہ: کالا ستپ۔ کف: پن۔  
 ترجمہ: فراق کی رات میں خوشی و مسرت کی بات میری بے قراری اور اضطراب میں اضافہ کرتی ہے۔ گویا چاندنی میری رات کے لیے  
 کالے ستپ کا پن ہے۔ چاندنی رات سب کو بھی گنتی ہے لیکن فراقِ زندہ انسان کے لیے مزید بے قراری کا باعث بن جاتی ہے۔  
 آوِخ کہ جمن جستم و گردوں عوض گل در دامن من رختہ پاسے ظلم را  
 لغت: آوِخ: افسوس۔ جستم: غم میں نے و عوضاً تلاش کیا۔ پاسے ظلم: میری طلب یا خواہش کا پاؤں۔  
 ترجمہ: میں تو اپنی کی تلاش میں تھا لیکن افسوس کہ آسمان نے بھول کی بجائے میری بھولی میں میری آرزو کا پاؤں ڈال دیا۔ یعنی مجھے جس  
 چیز کی خواہش تھی وہ میرے حضور میں نہ تھی۔

ساز و قبح و نغمہ و صبا ہمہ آتش یابی ز سمندر را بزم طروم را  
 لغت: قبح: بیاں، شرب کا پیالہ۔ صبا: سرخ شرب۔ سمندر: ایک کیزا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آگ میں رہتا  
 ہے۔

ترجمہ: ساز و قبح اور نغمہ و صبا سبھی آگ ہیں۔ تجھے میری بزمِ کار و سمندر سے یعنی سمندر کے دہلے سے ملے گا۔ مراد یہ کہ  
 مذکورہ اشیاء بظاہر بیش و طرب کا سلسلہ سیما کرتی ہیں لیکن ان سے میرے غم و اندھ کی آگ مزید بڑھ کر اٹھتی ہے۔

در دل ز قتلے قدم بوسی تو شورے ست شوقت چہ نمک دلاہ مذاق اہوم را  
 لغت: قتلے: لذت پیدا کر دی ہے۔ شور: غوغا، ہنگام، ہنگام۔

ترجمہ: میری قدم بوسی کی تمنا میں میرے دل میں ایک جھپ شور و غلظت پڑا ہے۔ قمر نے عشق نے میرے مذاقِ ادب (یعنی محبوب کا ادب) کو  
 کو کھین لذت بخشی ہے۔ کسی کی قدم بوسی کرنے سے مراد اس کا بے حد ادب کرنا ہے۔

از لذت بیدار تو قادر غنواں زیت دریاب عیال گئے بے سببم را  
 لغت: بیدار: بے دروہم۔ دریاب: پالے، پالنے والے، جاننے والے۔ عیال: کوئی۔

ترجمہ: میری بیداری لذت کچھ لگی لذت ہے کہ اس کے بغیر اپنی زندگی کچھ طور پر بسر نہیں ہو سکتی۔ تو میرے بے سبب گو کہ ٹھیک طرح

سے ہلچلے۔ یعنی حمیرے ستم اٹانے میں مجھے لذت ملتی ہے۔ جو اچھے، ستم نہ کرنا میرے گلے کا باعث بننا ہے۔

ترجمہ : کہ وہ نالہ جگر را بدریدان قطع نظر از جیب، بدوزید لیم را۔

لغت : ترجمہ : میں دار آہوں۔۔۔ بدریدان : پھاڑنا۔۔۔ جیب : کیلیں۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جلد کیس جگر کو چاڑھ کر دے گا۔ لہذا اگر یہاں سے قطع نظر کرتے ہوئے تم میرے لب ہی دو۔ (وہ نالہ کر سکن گانہ جگر کو صاف پہنچے گا)۔

از نالہ بہ بغیم بند اے دوست سر انگشت مانند نے اندر سخاں جوے تم را  
لغت : سخاں : استخوان ہڈی۔۔۔ جوے : تلاش کر۔۔۔

ترجمہ : نالہ کے سلسلے میں اے دوست تو میری نہیں پر انگلی دکھا اور جس طرح ہڈی کے اندر سے نکلنا نالہ نکلتا ہے اور اس کی حرارت سید کا پتہ چلتا ہے اسی طرح تو میری ہڈیوں میں سے میری بے قراری تلاش کرنا میرے تب عشق کا اندازہ لگا لے۔

سباقی بہ نئے کز قدح بلوہ پیکانی بر خلد بخندناں لب کوثر ظلم را  
لغت : نئے : ایک قہر۔۔۔ پیکانی : توگرا تکیا پانا ہے۔۔۔ بخندناں : ہنسنا۔۔۔ لب کوثر : لہجہ کا باعث بننا ہے۔۔۔

ترجمہ : اے سباقی ! وہ ایک قہر جو تو پیالے سے لے کر ادا کرتا ہے، مجھے عطا کر کے میرے کوثر طلب کرنے والے ہونٹوں کو خط پر ہنسا دے۔ اس کا لہجہ ادا دے یعنی وہ قہر مجھے مل جائے تو میرے لیے جنت کی نعمتوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ جائی۔

در من ہوس بلوہ طبعی است کہ غالب بیکانہ بہ جشید رساںہ نسیم را  
لغت : طبعی : فطری۔۔۔ جشید : قدیم ایران کا بادشاہ جو شراب نوشی اور اپنے جام کے لیے مشہور تھا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب ! مجھ میں جو ہوس باد ہے تو یہ میری لغت کا لکھنا ہے۔ بیکانہ : بیکانہ میرا حسب نسب جشید سے ملتا ہے۔

## غزل-20

بر نمی آید ز چشم از جوش، حیرانی مرا شد نگہ زناں تصح سلیانی مرا

لغت : زناں تصح : تصح کا رومال۔۔۔ زناں : مورد رومال۔۔۔

ترجمہ : جوش کے سبب میری آنکھوں سے حیرانی باہری نہیں آ رہی، گویا میری نگاہ تصح سلیانی کا رومال میں گئی ہے۔ آنکھوں سے حیرانی کا انداز نہیں ٹوٹ رہا یعنی مسئلہ حیرانی ہے۔

دامن افشاںم بکبب و ماندہ در بند تنم دشتے کو؟ تابوں آرد ز غریانی مرا

لغت : دامن افشاںم : میں نے دامن پھیلایا۔۔۔ گز : کھلی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے گریبان پر اپنا دامن ڈال لیا، گویا کھانک گریبان کو ڈھانپ لیا اور میں جسم و تن کی قدیم رو گیا۔ دشت کھلی ہے؟ جاکر وہ مجھے مرانی سے باہر نکل دے۔ جسم کی قید سے فرادہ دہائی کی طرف توجہ ہے، یہ گویا مرانی ہے۔ دشت عشق کی نکالی ہے، جو دہائیوں سے بے نیاز کر رہا ہے۔

وہ کہ پیش از من بہ پلوس کسے خواہد رسید مجہ شوقے کہ ی ہلد بہ پیشانی مرا

لغت : وہ کیانی اچھا ہو۔۔۔ کی ہلد : انگریز ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ سورج بڑا ہی اچھا ہو گا جب میرا وہ مجہ شوق و پیری پیشانی میں آجیل انگریز ہے اے قرار ہے کسی کی پاسی کے لیے مجھ سے پہلے پہنچ جائے گا۔

ہم چنیں بیگانہ ذی ہاسن دل و جان کسے بدگلن گردم اگر دامن کہ ی دانی مرا

لغت : بیگانہ ذی : فیروں کی طرح زندگی کر رہی ہو۔۔۔

ترجمہ : اے کسی کے جان و دل اتنی محبوب تو میرے ساتھ اسی طرح احسب معمول ایسا توں کی طرح رہا کیونکہ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ تو مجھے جانتا ہے تو میں بدگلن ہو جاؤں گا۔

ہامہ خرمندی ازوے شکوہ ہادارم ہی نامداند صید پڑسہائے پشانی مرا

لغت : ہامہ خرمندی : تمام تر خوشی و مسرت کے ہادارم۔۔۔ پڑسہائے پشانی : مرور ٹھہری ہوئی یاد رہو نوازشیں۔۔۔ پڑش : پوچھ گچھ۔۔۔

ترجمہ : اس کے رویے کے سبب تمام تر خوشی و مسرت کے ہادارم مجھ اس سے کچھ شکوے ہیں تاکہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ لے کہ میں اس کی درپردہ نوازشات کا فکرا ہوں یا ہو چکا ہوں۔

برنیام باروانی ہائے طبع خویشمن سوچ آب گوہر من کردہ طوفانی مرا

لغت : برنیام : میں نہیں چنگ۔۔۔ طوفانی : طوفان میں گمراہا شخص۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی طبع کی دہانوں کے ساتھ کھاتہ نہیں چل رہا یا نہیں چل سکتا۔ میرے گوہر کی چمک کی لمبوں نے مجھے گمراہ طوفان میں اچھا دیا ہے۔ اپنے سخاوت و افکار کی کثرت کی بات استعارے میں کی ہے۔ گمراہ اسے افکار ذہن میں آتے ہیں کہ ان سب کو شعر میں سو نہیں سکتا۔

تا بہ راہست مزوم و نیکرہ بخاکم غلڈی دوزخی گرویدہ اندوہ پشیمانی مرا

لغت : تا بہ : تا جب سے۔۔۔ نیکرہ : ایک مروجہ بھی۔۔۔

ترجمہ : جب سے میں تیری راہ یعنی تیری چال میں مرا ہوں تو ایک دھند بھی میری قبر نہیں آتا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ میرے لیے پشیمانی کا غم گمراہ ایک دوزخ میں گیا ہے۔ عاشق تو محبوب کی محبت میں جاں بہر ہوا اور محبوب نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ پشیمانی اس بات کی کہ کہیں اس نے ایسے سنگ دل سے محبت کی۔

خویش را چون سوچ گوہر گرچہ گرد آورہ ام دل پڑاست از فوق انداز پر افشانی مرا

لغت : سوچ گوہر : مراد موتی کی چمک۔۔۔ پڑافشانی : پڑ پڑا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں نے موتی کی چمک کی طرح خود کو سمیت رکھا ہے لیکن دل بڑھ بھی پڑ پڑا ہوا یعنی اڑنے کے انداز کے ذوق سے بڑھ ہے۔ چمک موتی کے اندر ہوتی ہے۔ شاعر نے بھی اگرچہ خود کو اپنی ذات میں گم کر رکھا ہے لیکن یہ قناری دھندے پڑ پڑا ہونے کے انداز کا ہم را گیا ہے، انسانی بھی اس کے دل میں سوزن ہے۔

تشنہ لب بر سائل دریا ز غیرت جان دہم گر ہموچ آفتد گلن چین پیشانی مرا

ترجمہ : اگر مجھے ذرا سا بھی لطف چ جائے کہ اچھ دیکھ کہ سوچ کی پیشانی پر تل چ گیا ہے تو میں وہیں غیرت کی جاپر سائل دیا پر سائل

جہاں گا۔ اور پہلی کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گا۔ اپنی انتہائی طبیعت کی بات کی ہے۔

با سراج الدین احمد چارہ بجز تسلیم نیست ورنہ غالب نیست آہنگ غزل خوانی مرا

لغت : سراج الدین احمد: کلکتہ کے رہنے والے اور غالب کے دوست تھے، انہی کے ایلام پر غالب نے "گل رعنا" کے عنوان سے اشعار کا انتخاب کیا تھا۔۔ آہنگ:۔۔ اور۔۔

ترجمہ : اے غالب! سراج الدین احمد کی بات ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں ورنہ غزل گوئی کے لئے میرا اپنا کوئی اور نہیں۔ یعنی میں جو شاعری کر رہا ہوں تو اس کے کئے اور اس کے ایلام پر کر رہا ہوں۔

## غزل-21

از وہم قطر گیسٹ کہ در خود گیم ما انا چو وا رسم ہلن قلمیم ما

لغت : قلمیم: قلم، ہوتا ہے قلمرو میں۔۔ وارسم: ہم غور کرتے ہیں۔۔

ترجمہ : یہ ہمارا قلمرو ہیں یا قلمرو ہوئے کا وہم ہے ہو ہم غور میں یا اپنی ذات میں کم ہیں، لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو ہم وہی سمجھ رہے ہیں۔ غالب نے اسی خیال کو اردو میں یوں بیان کیا ہے:

دلی ہر قطرہ ہے ستر انا الہم ہم اُس کے ہیں ہمارا پوچھتا کیا

در خاک از ہوائے گل و شمع فارغیم از توں تو طالب نقشب ممیم ما

لغت : ہوائے گل: پھول کی آرزو، خواہش۔۔ توں: تم کو۔۔

ترجمہ : ہم خاک یعنی قبر میں گل و شمع کی خواہش سے فارغ ہیں، ہمیں ان کی تمنا خواہش نہیں ہے، البتہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قبر پر تیرے گھوڑے کے شمع نقش ہوں۔ یعنی تو کبھی اپنے گھوڑے پر سوار ہماری قبر آ۔

تنگین ما ز چرخ بسکر پیدا رفت خوش دستگاۃ اجمن انجیم ما

لغت : تنگین: عزت، وقار۔۔ بسکر: گھنٹا، بے وقار، اوجھڑا۔۔ دستگاۃ: سہاگہ۔۔ پیدا رفت: ضائع ہو گئی، ہو گیا۔۔ انجمن: جمع ہونا، ملنا۔۔

ترجمہ : اس اوجھے آسمان کے ہاتھوں ہمارا عزت و وقار خاک میں مل گیا ورنہ ہم تو انجم کی شکل کے بہت اچھے سہاگہ ہیں۔

مردم یہ کیہ تکتہ خونی ہند و بس خون ی خوریم چون ہم ازیں مریم ما

لغت : ہند: ایک دوسرے کے۔۔ خون ی خوریم: ہم خون پیچتے ہیں، یعنی ہمیں دکھ ہو رہا ہے۔۔

ترجمہ : لوگ کہتے اور دشمنی کے باعث ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ ہمیں اس صورت حال پر دکھ ہو رہا ہے کیونکہ ہم بھی تو انہی لوگوں میں سے ہیں۔

از حد گذشت شملہ و دستار و ریش شیخ حیران این درازی یال و دیمیم ما

لغت : شملہ: طرب، عذر، سرے پہننے کی شال۔۔ یال: گھوڑے کی گردن کے بال۔۔

ترجمہ : شیخ کا شاعر، بکری اور دراز می ملاحت میں احمد سے بڑھ گئی ہے۔ ہم اس دال اور دم پر حیران ہیں۔ شیخ یا ملاکی اپنی غامبی مانت پر توجہ کدھان اڑایا ہے۔

دشت زما بٹوئی مسیحا کہ زکو خاک آب از تفت نیب صدائے قسیم ما  
لغت : صدائے قم، اٹھ جاکے آواز، حضرت عیسیٰ جب کسی طرف سے گذر کر گئے گئے تو کہتے "قم" یعنی اٹھ۔۔۔ نیب دہشت۔۔۔ تفت : بھاپ، گرمی۔۔۔ سیّد حضرت عیسیٰ کا لقب، زکو کرنے والا۔۔۔ دشت از بٹوئی مراد پانا پاتھ ہم سے اٹھائے۔  
ترجمہ : اے مسیحا! تو ہم سے دست بردار ہو جا ہمیں چھوڑ دے، کیونکہ ہم مٹی کے پیکے (پتھر) کی جڑی صدائے "قم" کی دہشت کی گرمی سے پانی پانی ہو گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہمارے لپٹے اس صدائیں کوئی اثر نہیں ہے۔ اور یہی بات ہماری شرمندگی کا باعث بن رہی ہے۔

پنہاں بہ عالمیم، زبیں عین عالمیم چون قطرو در روانی دریا کیمیم ما  
لغت : زبیں : بے حد، بہت۔۔۔ عین عالمیم : ہم ہو، ہمارے عالم ہیں، خود ایک عالم ہیں۔  
ترجمہ : ہم ایک دنیا کا کائنات میں پنہاں ہیں اور ہم خود ہم سے طور پر ایک کائنات ہیں۔ قطرے کی طرح ہم دریا کی روانی میں گم ہیں۔ قطرے دریا سے باہر ہو تو وہ قطرہ ہے، ورنہ وہ دریا کا حصہ یعنی دریا ہے۔ یعنی انسان اس کائنات کا حصہ ہوتے ہوئے گویا خود کائنات ہے۔  
مرا مدد ز فیض ظہور تجی است در سخن چون جام بادو راجہ خوار قسیم ما  
لغت : ظہوری : قاری کا مشہور شاعر۔۔۔ راجہ خوار : وحید خوار۔۔۔ قم : شراب کا نڈک۔

ترجمہ : شاعری میں ہمیں ظہوری جیسے شاعر کے فیض کی مدد حاصل ہے۔ شراب کے جام کی طرح ہم قم کے دغید خوار ہیں۔ پہلے مصرعے میں ایک بات کی یاد دہانی کیا ہے وہ دوسرے میں حقیقت سے کام لے کر اپنی بات واضح کی ہے۔  
حالت زہند نیست نوائے کہ می کشم کوئی ز اصفہان و ہرات و قسیم ما  
لغت : نوائے کہ می کشم : وہ آواز جس میں نگرہاں، سرو شاعری۔۔۔ قم : ایران کا مشہور شاعر۔  
ترجمہ : اے حالت! امیری شاعری کا تعلق ہوتے نہیں ہے۔ یوں سمجھو کہ اہل اصفہان و ہرات اور قم سے ہے۔ مثنوی میری قاری شاعری اہل زبان کی ہی شاعری ہے۔ اپنی حکیم قاری شاعری کا دعویٰ کیا ہے۔

## غزل-22

بہ گیتی شد عیاں از شیوہ، عجز اضطراب ما زبشت دست ما باشد قفاش روے کلر ما  
لغت : گیتی : زند۔۔۔ شد عیاں : ظاہر ہو گیا۔۔۔ شیوہ انداز۔۔۔ قفاش : اظہار، ہر طرح، شے کا پیر۔  
ترجمہ : ہمارے انداز سے ہماری بے قراری کا لکڑ نسلے میں عیاں ہو گیا۔ ہمارے کام یا معاملے پر جو قفاش ہے وہ ہمارے ہاتھ کی پشت سے ہے۔

بہ ہم آگندہ سے را چارہ رنج خیار ما قدح بر خویشی لرزد ز دست رعشہ دار ما  
لغت : ہم : خوف۔۔۔ قدح : شراب کا پیالہ۔۔۔ لرزد : لرز رہا، لاپ رہا ہے۔۔۔ رعشہ دار : کھپکا ناہو۔

ترجمہ : ہمارے غماری تکلیف کے علاج نے شراب کو خوفزدہ کر دیا ہے، چنانچہ شراب کا پالہ ہمارے کنگیاں ہاتھوں میں لرز رہا ہے۔  
لرزنے ہاتھوں میں ہو چو ہو گی وہ خود بخود لرزنے کی نیکیں شامروں سے مذکورہ علاج (یعنی مزہ شراب نوشی) کے خوف کا نتیجہ نکالے گا۔

خوشا جانے کہ اندوہ ہے فرو گھبرو سراپا پیش ز نو میدی تو اس پڑسید لطف انتظار ما  
لغت : اندوہ : کوئی غم۔ فرو گھبر : چوری طرح پکڑنے کا۔ سراپا : لطف۔

ترجمہ : وہ جان سختی خوش بخت ہے جس میں کوئی غم اندوہ چوری طرح نہ آجائے۔ غامبیدی سے پوچھا جاسکتا ہے کہ ہمارے انتظار میں کتنا  
لطف ہے۔ غامبیدی کے بقول:

رنج سے خوش ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں  
شستن بر سر رولا تھیر عالے دارو کہ ہر کس می رود از خویش، نیگرو دو چار ما

لغت : تھیر : حیرانی، تعجب۔ مالے دارو : ایک کیفیت یا لطف کا حال ہے۔۔۔ ی رود از خویش : جو اپنی ذات سے بے گناہ ہو جاتا ہے۔  
ترجمہ : ہمارا رولا تھیر جس پریشان ایک خاص کیفیت و لطف کا حال ہے۔ چنانچہ جو کوئی بھی اپنے آپ میں گم ہو جائے اپنی ذات سے بے گناہ ہو جاتا  
ہے اس کام سے آسان رہنا ضرور ہو جاتا ہے۔ یعنی شامروں کو خود اس حالت سے دوچار ہے اس لیے اسی حالت میں گرفتار کوئی دوسرا شخص  
اور وہ ایک ہی کیفیت کے حال ہوتے کے سبب باہم دوست بن جاتے ہیں اپنی اپنی باہم ملاقات ہو جاتی ہے۔

چو بوئے گل جنوں نازیم از مستی، چہ ی پڑسی گسستن دارو از صد جا عطارن اعتبار ما  
لغت : جنوں نازیم : ہم جنوں کو نالت و تاراج کرنے والے ہیں یعنی جنوں میں بھی ہم گھوم بھر رہے ہیں۔ گسستن دارو : نوٹے کے  
قریب ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم مستی کے سبب بوئے گل کی طرح جنوں نازیم گھوم بھر رہے ہیں جس طرح پھول کی خوشبو آزادانہ پھیلتی ہے تو ہم سے کیا  
پوچھتا ہے! پس یہ سمجھ لے کہ ہماری عقلی اختیار سو جگہ سے بس نوٹے ہی دہلی ہے۔ کام نوٹے پوچھو سمجھ دوڑنے لگتا ہے! اپنے جنوں  
کی شدت کو اس تشبیل سے واضح کیا ہے۔

فروزد ہر قدر رنگ گل، افزاید تب و تابش کباب آتش خویش است پنداری بیلر ما  
لغت : فروزد : فروزا، چمکنیلا، گھمرا ہے۔۔۔ افزاید : بڑھتی ہے۔ پنداری : تو مجھے، گویا۔ تب و تاب : روشنی، سوز، گرمی۔

ترجمہ : جس قدر رنگ گل میں گھمرا آتا ہے اسی قدر اس کی گرمی و سوز میں اضافہ ہوتا ہے اس طرح رنگ کی بنا پر سوز گرمی کو اس میں سمجھ  
کہ ہماری بیلر بھی وہی ہی آگ میں جلی ہوئی یا جل رہی ہے۔ اپنے اندر کے یا دل کے سوز کی بات کی ہے جس کے لیے کسی باہر کی شے کی  
ضرورت نہیں۔

حریفان شورش عشق ثرا بے پردہ دیدارے بدلائ کر نہ سختے موسم گل پردہ دارو ما  
لغت : حریفان : جمع حریف، دوست، احباب۔ بدلائ : دامن ہے۔۔۔ موسم گل : موسم بہار۔

ترجمہ : اگر موسم بہار اپنے دامن سے ہماری پردہ داری نہ کر لے تو ہمارے شمع عشق میں ہماری شورش و وحشت کو واضح طور پر دیکھ لیتے،  
یعنی یہ سمجھ لیتے کہ ہم شمع عشق میں گرفتار ہیں اور یہ وحشت اس کا نتیجہ ہے لیکن موسم بہار کی آمد سے ان کی اس سوچ پر پردہ پڑ گیا اور  
انہوں نے اس وحشت کو موسم بہار کا نتیجہ بنا دیا۔

ہنوز از مستی چشم تو ی بلد تماشاے بروج بلو ماند پر تو شمع مزار ما

لفت : می ہمارے ڈھیر رہا ہے۔۔۔ قریشی : ایک جھڑا ایک روٹی۔۔۔

ترجمہ : ابھی تک میری مستی چٹم کے سبب ہمارے مہر پر ایک روٹی ہے یا مہر ڈھیر رہا ہے (آخرم ہے اپنا بچہ ہمارے مہر کی شمع کی لومہوج ہادی ہانسی ہوئی ہے۔ محبوب کی عاشق کے مہر پر آدماس کی روٹی کا پاشنی ہے۔

بدیں : جسکین ' حریف دستبرو تانہ تنواں شد بود سبک فلاخن مر صدا را کو سدا ما

لفت : حریف دستبرو تانہ تانہ کا دستقل۔۔۔ فلاخن : وہی کاہندا جس میں چمڑک کر بجھتے ہیں، گوہید۔

ترجمہ : اپنی اس ٹھنکت کے باعث ہم ہلا و فریاد کا مقابلہ نہیں کر سکتے یعنی خفا میں کر سکتے، گویا ہمارا پاؤ (یعنی ٹھنکت) آواز (تلا و فریاد) کی آواز کے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ بھیا کا بھرتے کو بھیا دور پیچک۔ پتا ہے۔

خوشا آوارگی کر در نورد شوق بر بندو بجاو دانے شیرازہ مشت غبار ما

لفت : در نورد شوق : شوق کا سطرے کرنا۔۔۔ شیرازہ بر بندو : شیرازہ بندی کرے۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کی آوارگی کے کیا کہنے ہیں۔ اگر وہ شوق کا سطرے کرتے ہوئے لیکن دورانی فرام ہمارے مشت غبار کی اپنی دامن کے تار سے شیرازہ بندی کر دے تو یہ ہماری خوش بختی ہوگی۔ یعنی وہ ہماری قبر کے قریب سے گزرے تو اپنا دامن جھک کر گزرے اور اس جھک کے نتیجے میں ہماری خاک سے اٹھنے والا ذرا سا غبار وہ دامن میں سمیٹ لے تو بے نصیب۔

بدیں : یک آسماں دُر دانا می بینی، نمی بینی کہ ملو نو شد از سودان کف گوہر شکار ما

لفت : یک آسماں دُر دانا : بے شمار موتی، مروہ ستارے۔۔۔ سو دین : گھٹ۔

ترجمہ : تو (محبوب) آسمان کے ستاروں کو تو دیکھتا ہے لیکن ہماری طرف توجہ نہیں کرنا کہ ہماری موتی جتنے دانی (یعنی آخر عمری) کرنے والی (یعنی ہمیں گھس گھس کر ہلال کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ محبوب کی بے اعتنائی اور اس کے انتظار میں اپنی آخر عمری کی بات کی ہے۔

نہال شمع را بایمان از کاہید نست اسبجا گداز جوہر ہستی ست غائب آیار ما

لفت : بایمان : بڑھتا چھوٹتا۔۔۔ کاہید : گھٹنا کم ہونا۔۔۔ گداز : گھلاہٹ۔

ترجمہ : یہاں شمع کے نہال (اشطر) کا بڑھتا چھوٹنا اس کے گھٹنے یا کم ہونے سے ہے۔ یعنی جتنی شمع جھلنی ہے اتنا اس کا شطر زیادہ ہوتا ہے اس طرح اسے غائب جو ہر ہستی کا گداز ہماری آہاری کرنے والا ہے یعنی انسانی زندگی جوں جوں گزرتی ہے اسی قدر وہ گویا بڑھتی پھرتی یا نشوونما پاتی ہے۔

## غزل-23

چاہا اپنا محبت یاد می آرام نہائے را کہ دل عہد وفا ٹہست وادوم دانستے را

لفت : چاہا اپنا محبت : محبت کے شتم ہونے پر۔۔۔ نہائے : نہا کر، مروہ کرے بغیر۔۔۔

ترجمہ : میں محبت کے اختتام پر وہ نہات یاد کرتا ہوں جب میں نے عہد وفا باندھے بغیر ایک دلیر کو اپنا دل دے دیا تھا۔ مروہ کہ "اب بچاتے کیا ہوتے جب چیزیں چکیں گئیں کہتے۔" محبوب کی بے توہمی اور جوہر شتم پر جو خیالی آیا کہ محبت کرتے وقت یا کرنے سے پہلے محبوب سے عہد وفا باندھ لیا تھا جیسے تھا۔

فسونے کو کہ ہر حالی غریبے دل بدرد آرد بد اندیشے ہاندو عزمیں شکرمانے را

نعت : فسونے کوئی جاوہر محترم۔۔۔ بداندیشے: ایک بڑا سوچنے والا۔۔۔ شکرمانے: ایک خوش ہونے والا۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا جاوہر محترم کیا ہے جس سے عزمیوں یا فتنوں کے غم میں خوش ہونے والے بداندیش کادل کسی بے کس کے حالی زار پر دیکھے گئے۔ یعنی محبوب، عاشق کی طرف توجہ دینا اختیار کرنے لگے۔

ابھارت دلو، بخشش یک دو حرف از درد دل گفتیم پس از دیرے کہ برخود عرضہ داوم دہاتانے را

نعت : عرضہ داوم: میں جان کر آ رہا ہوں۔ بخشش: اس کے سامنے اس کے حضور۔۔۔

ترجمہ : ایک مدت کے بعد جب میں اپنی دہشتناکی غم اپنے آپ ہی سے جان کر آ رہا تو اس محبوبانے مجھے ابھارت دے دی چنانچہ میں نے اپنے درد دل کا کچھ حال اسے سنایا۔

جہل بچ است باوے لا جرم زہنا چہ اندیشہ گر فغم کز فغائم دل زہم پاشد جہلنے را

نعت : جہل بچ است: بچہ نہیں ہے، بیکار یا فصول ہے۔۔۔ لا جرم: یقیناً۔۔۔ زہم پاشد: بڑی طرح پھٹ جانے کا۔۔۔ گر فغم: گر فغم میں نے مان لیا۔۔۔

ترجمہ : میں نے مان لیا کہ میری آواز فتنوں سے ایک دنیا یا اپنی صحت سے اہل دنیا کا کدل بڑی طرح پھٹ جانے کا لیکن اس کی فکر میں تو یہ دنیا یاد دلاوے کچا ہی تھا، اسی باتوں (دل کا پختہ) کے بارے میں وہ کیا سوچے یا خیال کرے۔ یعنی اسے تعجب و حیرت ہے۔

ندارم تآپ ضبط راز وے، ترسم ز رسوائی مگر جویم برائے ہم زبانی بے زبانے را

نعت : ضبط راز: راز دہانے یا چھپانے رکھنا۔۔۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔۔۔ جویم: تلاش کرنا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے راز کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی میں راز افشاں ہونے پر اہم رسوائی ہوئی اس سے بھی ڈرتا ہوں، ہم زبانی کی خاطر میں کوئی بے زبان و صوفیوں کو کوئی بات بتا دیتا ہوں۔ یعنی وہ شخص میری بات سن لے لیکن آگے کسی اور کو نہ بتائے میں میرے دل کا جو چاہی بکلا ہو گا اور رسوائی سے بھی بچوں گا۔

کشادہ شش از سستی غدار دل نشیں تیرے مگر بر من گمارد آہل زوریں کمانے را

نعت : کشادہ شش: کھلا کھینچنا۔۔۔ ششیں: اس کا شیوہ۔۔۔ گمارد: مقرر کرے۔۔۔ آہل زوریں کمانے: جو کمان چلانے میں زور والا ہو۔۔۔

ترجمہ : سستی کے باعث اس محبوب کے کمان میں کوئی دل میں بیٹھے یا گھٹے والا تھوڑا نہیں ہے، بلکہ اگر آہل کمان کوئی کیا چلانے والا طاقتور مجھ پر مقرر یا مسلح کر دے تو کوئی بات ہوگی۔

بیا در گلشن ختم کہ در ہر گوشہ بنما نیم ز جوش لالہ و گل در حنا پائے خزانے را

نعت : بنما نیم یا بنما نیم: میں تجھے دکھائوں۔۔۔ در حنا پائے: خزانے کے پائوں کے مندی لگی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : تو میرے فیض کے گلشن میں آؤ تجھے دکھائوں کہ حوض کس طرح جوش لالہ و گل کے سبب ہر گوشہ میں پائوں کو مندی لگائے بیٹھی ہے۔ پائوں میں مندی لگانے سے مزاح حرکت نہ کرنا۔ یعنی حوض کا موسم لالہ و گل کے جوش کا موسم بہارا کو روکنے کے لئے پائوں پہارے بیٹھا ہے۔ مراد یہ کہ میری بد فیضی کے بدلے کا کوئی امکان نہیں۔

کمال درد دل اصل است در ترکیب انسانی بخون آغشته اند اندر بن ہر موسے جانے را

نعت : اصل: بڑا بنیاد۔۔۔ آغشته: انہوں نے اپنی قتلہ قدرت نے خون سے بھر دیا ہے۔۔۔ بن موسے: بن موسیٰ کی جڑ۔۔۔

ترجمہ : انسان کا وہ دیکھ اس طرح تخلیق ہوا ہے کہ اس کی اصل کمال درد دل ہے۔ قدرت نے اس کی جہن کی ہر بن موسیٰ خون بھر دیا



ہے، یعنی دوستوں کے لئے دوست دل کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ بھل بیرونی

دوست دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کڑبیاں

خورم خوف از تو ہے حد لیکن از زاری چه کم گرو اگر شد زہر آب و ہر اجڑاے فغانے را

نکتہ : خورم خوف: میں ڈرنا ہوں۔ زاری: گریہ، اٹھنا، جاکڑی دے کسی۔ زہر آب: شہوانی ہو، خوفزدہ ہو۔

ترجمہ : میں تجھ سے بے حد خوف کھاتا ہوں لیکن میری زاری سے یہ خوف کیا کم ہو گا اس لئے کہ اگر پہاڑی ہو گیا تو وہ میری غصے کے اثرات کو ہمالے جیسے کم مراد ہے کہ یہ خوف مجھے فریاد بھی نہیں کرنے دے گا۔

شہر از دوست بعد از روزگارے یا قلم غالب ز عنوان خطی کز رلا دور آمدہ نکلنے را

نکتہ : بعد از روزگارے: ایک مدت کے بعد۔

ترجمہ : اسے غالب اچھے ایک مدت کے بعد شہر میں دوست کا عنوان ایک خط کے عنوان سے مل گیا ہو (خطا) اور سے آیا تھا۔

## غزل-24

زنت اگر سناختہ پرداختہ ما کفرے نبود مطلب ہے ساختہ ما

نکتہ : ساختہ پرداختہ: ہمارا بھلا۔ بے ساختہ: بھلا یا کثیف کے بغیر ہے اور۔

ترجمہ : ہمارا بے بھلا تجھ سے ہے، یعنی ہماری تجھ سے پوری وابستگی ہے لہذا اگر (کسی وقت) ہم بے ساختہ تجھ سے کوئی مطالبہ کر بیٹھیں تو وہ کسی کفر کے ذمہ میں نہ آئے گا۔

پروردہ نازیم بہ رحمت کدہ عجز بپاے تو باشد بر افراختہ ما

نکتہ : سرافراختہ: نیچے چڑھا۔

ترجمہ : ہم تجھ کے رحمت کدہ میں عجز کے پروردہ ہیں اسی لئے ہمارا سر تجھ کے پاؤں میں چڑھا ہوا ہے۔ مجھ کو زیادہ اٹھ کو بہت ہے۔ محبوب کے پاؤں پر سر رکھنا ہر نگہ جاکڑی کی طاعت ہے اس لئے یہ دوسری طرف سر ہٹائی کی طاعت ہے۔

ہم طرحی سودا زدگیں تو باشد کاشانہ اغیار بر انداختہ ما

نکتہ : ہم طرحی: ایک قسمی وضع یا فطرت کا ہو۔ سودا زدگیں: سودا گروں کی جمع جتنوں ذرا جتنوں۔

ترجمہ : جتنوں (مشتاق) کا ایک ہی وضع و فطرت کا ہو تا سمیت کا باعث بن گیا اسی بنا پر ہم نے اغیار در قیوں (کاشانہ) گرا کے رکھ دیا۔ یعنی ہم دریاوں یا جتنوں نے مل کر قیوں (کاشانہ) گرا کر ایک سمیت کھڑی کر دی۔

در عشق تو برسات دلت اہل نظر را اہدے تو تجھے بخیال آختہ ما

نکتہ : دلت: غم بہا۔ بخی آختہ: سوچتی ہوئی یا سمجھتی ہوئی کواد۔

ترجمہ : تجھ عشق میں اہل نظر کا خون بہا ہم پر واجب ہے کیونکہ ہمارے قصور میں تجھے اہدہ سمجھتی ہوئی یا سوچتی ہوئی کواد ہیں (تو اہل نظر کا خون بہا رہی ہے) اور چونکہ غم کواد ہمارے قصور کا نتیجہ ہے اس لئے اہل نظر کا خون بہا ہمیں ادا کرنا ہو گا۔

حیرانی ما آئینہ شربت یار است شد جاوہ بکوش نفس باختہ ما  
 لغت : جاوہ بکوش : اس کے کوپے کو جانے والا راستہ۔۔۔ نفس باختہ : پھولی یا اکڑی ہوئی سانس۔  
 ترجمہ : ہماری حیرانی دوست کی شربت کا آئینہ (دو جہاں میں گئی ہے) چنانچہ ہماری پھولی ہوئی سانس اس کے کوپے کی طرف جانے والا راستہ بن  
 گیا ہے۔ ہماری یہ حالت دیکھ کر ہر کوئی اس کے کوپے کی طرف جا رہا ہے تاکہ اس معشوق کا کھلا کر کیا جائے جس کے خوشی نے ہمیں حیران کر  
 دیا ہے۔

وقت است کہ چون گرد ز تحریک نیکے ریزد پر و بل از نفس فاختہ ما  
 لغت : تحریک : حرکت کرنا پھلنا۔۔۔ ریزد : گرے، گریں۔۔۔  
 ترجمہ : اب وقت آگیا ہے کہ جس طرح باغیم کے پتے سے گرد اٹھتی چلتی ہے، اسی طرح ہماری فاختہ کے شجرے سے بل و پر لیے  
 گریں۔

بودیم نظر باز و تو بر دل زوہ ای باز اے دیدہ نوازش ز تو خواستہ ما  
 لغت : نوازش : عزالت : ایسی نوازش جو نہ کی گئی ہو۔۔۔  
 ترجمہ : ہم نظر باز تھے اور تو نے پھر دل پر حملہ کر دیا۔ اے آنکھ تو نے دیکھی نوازش کی ہے جس نے ہمیں نہیں لیا۔۔۔ یعنی ہم تو کھل نظر باز  
 تھے۔ حسینوں کو دیکھا اور آگے نکل گئے لیکن اس محبوب کو دیکھ کر ہمارے دل پر وار ہو گیا ہم اس کے شبنم میں کھو گئے۔ یوں تو یہ نگاہ کی  
 نوازش تھی کہ ایسے حسین پر ہم گئی لیکن اس کے اثرات غم و اندوہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

ہر جاوہ کہ از نقش پے تست بہ کلشن چاکیت بہ جیب ہوس انداختہ ما  
 لغت : جاوہ : راستہ۔۔۔ چاکیت : ایک چاک (پھٹا ہوا)۔۔۔  
 ترجمہ : کلشن میں تیرے نقش پا سے جو بھی راستہ ہے (یعنی تیرے نقش پا سے بنا چلا ہے کہ کوئی حسین گزرا ہے) اور راستہ گویا ہماری  
 ہوس کے گرہن میں چلا ہوا ایک چاک ہے۔ بقول شاعر:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کہ ریتی ہے شوخی نقش پا کی  
 غالب دم افسون اقامت کہ بلائے است دیوانہ زمینہ بدوں تاختہ ما  
 لغت : دم : مت چوک۔۔۔ اقامت : رکنا ٹھہرنا۔۔۔ بند : زنجیر۔۔۔ بدوں تاختہ : باہر نکل کر ہلکا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو اقامت کا جاوہ محزون چوک کیونکہ انکار از زنجیر سے نکل کر ہلکا ہوا اور اب ایک سمیت ہے۔ وہ اسے کو زنجیر میں بکڑ کر  
 رکھتے ہیں لیکن جب اس کا جوڑ جھٹکا جاتا ہے تو وہ زنجیر ٹوٹ کر ہلکا اٹھتا ہے اور اس صورت میں وہ جھوٹا نہیں آتا۔ محبت میں اپنے  
 جوش و خروش کی شرت کی ہلت کی ہے۔

## غزل-25

خوش وقت اسیری کہ برآمد ہوس ما شد روزِ نخستیں سہ گل، نفس ما

لغت : اسیری : قید۔۔۔ برآمد : پوری ہوئی۔۔۔ سہ گل : پھولوں کی توڑی۔۔۔

ترجمہ : ہماری اسیری کی کیا بات ہے یا کتنی اچھی ہے ہماری اسیری کہ اس میں ہماری ہوس پوری ہو گئی، چنانچہ پہلے ہی دن ہمارا نفس پھولوں کی توڑی بن گیا۔ موسمِ بہار میں پھولوں کی کھڑت ہوئی ہے اور ٹیل ان پر اُڑتی پھرتی ہے کہ وہ پھولوں کی عاشق ہے یہاں مراد ہے کہ وہ ٹیل کو شکارتی نے بھڑے میں ڈالا تو ہر موسمِ بہار کا آغاز ہو گیا اور پھول کھل کھل کر بھڑے میں یا بھڑے پر بھی گرنے لگے، یہاں ٹیل کی ہوس یا خواہش پوری ہو گئی۔

مستجاب تمکداری بود بارو مارا اے بے مزہ بے روے تو بزم ہوس ما

لغت : تمکداری : شک کا قول۔۔۔ اے یعنی اے محبوب۔۔۔ بزم ہوس : بیش و بخل کی محفل۔۔۔

ترجمہ : چاہتی ہماری شراب کے لئے تمکداری ہے۔ اچانکی میں شراب پینے میں جفا لگتا ہے اے محبوب تیرے حسین چہرے کے بغیر ہماری بزم ہوس بے مزہ ہے گویا محبوب کا چہرہ چاہتی ہے تو جس طرح چاہتی کے بغیر شراب خوردی بے مزہ ہے اسی طرح محبوب کے وجود کے بغیر عشاق کی محفل بے رونق ہے۔

حیرت زدہ جلوا نیرنگ خیالیم آئینہ عارید بہ پیش نفس ما

لغت : نیرنگ خیال : خیال کی رنگارنگی یا عجیب و غریب ہونا۔۔۔ عارید : مت دکھو۔۔۔

ترجمہ : خیال کی نیرنگیوں کے جلوے نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا ہے اپنے انکار کی گونا گونی اور انوکھے پن کی بات کی ہے اگلے سامنے آئینہ مت دکھو۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر سانس لیں تو اس پر حیرت کی آجالی ہے۔ حیرت زدگی کے وقت سانس میں تیزی آ جاتی ہے اس لئے کہا کہ اگلے یا اگلے سانس کے سامنے آئینہ نہ دکھو کہ وہ کندہ ہو جائے گا۔ گویا ہم کمال کی حیرت زدگی سے دوچار ہیں۔

آوازہ شرع از سر منصور بلند است از شب روی مست شکوہ عس ما

لغت : آوازہ شرع : شرع کی ضرورت اور حوم۔۔۔ منصور : حضور، صلح سے "انصاف" کہنے پر دار پر لکھا گیا۔۔۔ مست : کو توڑ۔۔۔

ترجمہ : شرع یا شریعت کی وحوم منصور کے سر سے بلند ہوئی اے دار پر لکھا ہے شریعت کی اہمیت کا پتہ چلا اسی طرح ہماری شبِ روی (چہرہ) کے لیے رات کو لکھا کے ٹیل کو قوال کی شان بخانی اچہر پکڑا جائے تو یہ کو قوال کی اہمیت و شان کا باعث بنتا ہے

وقت است کہ خون جگر از درد بجوشد چنداں کہ چکد از مژدہ داورس ما

لغت : چنداں : اس قدر اس حد تک۔۔۔ چکد : ٹپکے۔۔۔ داورس : فردا کو پہنچے یا نکلے والا۔۔۔

ترجمہ : اب وقت آگیا ہے کہ دردِ داورس مجھ سے خون جگر اس قدر جوش مارے لگے کہ ہمارے داورس کی بجلیں سے چلنے لگے۔ ہم درد کی بے حد شدت سے دوچار ہیں ہماری حالت دیکھ کر داورس کا بھی دل دیکھنے لگے۔

اے بے خبر از نیستی و ذوق فراغش در حیران باوجود خار و خس ما

لغت : نیستی : فکرم، احساسِ خودی سے ہماری ہول۔۔۔ ذوق فراغ : آسودگی و فراغت کا ذوق۔۔۔ حیران : حیرت، حیرت۔۔۔

ترجمہ : اے غائب تو احساسِ خودی سے ہماری ہولے اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ذوقِ آسودگی سے بے خبر ہے۔ ہمارے

لباس میں ہمارے غلو دشمن نہیں ہوتے۔ نیچر کی حالت میں غلو دشمن یعنی فم و اندوہا ٹھکرات نہیں ہوتے اور چون اس میں آسودگی صبر آئی ہے۔

دو دہر فرو رفتہ لذت نخواستاں بود برقد نہ برشد شیند گس ما  
لغت : فرو رفتہ لذت : لذت میں ڈوبا ہوا۔۔ گس : گس :۔

ترجمہ : دہر میں لذت میں ڈوبا ہوا میں رہا جا سکتا۔ ہماری کسی شہ پر نہیں تھا کہ کھانا پر چلتی ہے۔ قدر چھنے والی کسی تندرست جس پاس رہا جاتی ہے یعنی وہ لذت میں فرق نہیں ہوتی، جبکہ شہ پر چھنے والی کسی شہ پر ہی چلی رہتی ہے۔ گویا وہ لذت میں ڈوب جاتی ہے۔

طویل سفر شوق چہ پڑی کہ دوریں راہ چوں گرد فرو ریخت صدا از جرس ما  
لغت : فرو ریخت : بچے کر کی، مواد چنے کی، بند ہو کی، بھڑکی۔۔ جرس : تھکی، گھڑیال۔۔

ترجمہ : تو سفر شوق کی طوالت کا کیا پتا ہے۔۔ دوسرے لفظوں میں مت پرچو اس لیے کہ اس راہ میں ہماری جرس سے آواز اس طرح بھڑکی یا بند ہو گئی ہے جیسے گرد چنے جلنے۔۔ رلا شوق میں حیل کا قصور نہیں ہے۔

حوران بہشتی کہ ندارد گلایے برخویش فشانند گداہر نفس ما  
لغت : فشانند : بکھیرتی ہیں، بھڑکتی ہیں۔۔ گداہر : سانس کا پھٹنا دل کی کڑی سے۔۔

ترجمہ : بہشت کی حوروں کے پاس کوئی گلاب نہیں ہے، لہذا وہ ہمارے گداہر نفس کو خود پر بھڑکتی ہیں۔ گویا شاعر کا گداہر نفس ان کے لیے خطر ہے۔

ہر جا رم سنگیت در آوردہ بر خویش در بند ہومندی نکل ہوس ما  
لغت : رم سنگیت : کسی ہجر کا وہ ڈھائی ہجرہ والا ہر سنگ۔ ہومندی : ہار آوردی، بھل پانا خوش نصیبی۔۔

ترجمہ : ہماری ہوس کا نکل ہار آوردی کے پکڑ میں، بھل نہیں گئی ہجر سے دیکھنا ہے اپنا سر آگے کر رہا ہے یعنی خود کو پہلو و دست جاننے کا بے حد خواہش ہے۔

باشد کہ بدیں سایہ و سرچشمہ گراید یاران عزیز اند گروہ ز پس ما  
لغت : باشد : ممکن ہے۔۔ گراید : رجعت کریں۔۔

ترجمہ : ممکن ہے کہ ہمارے یاران عزیز اس سایہ و سرچشمہ کی طرف رجعت و توجہ کریں کیونکہ وہ ہمارے پیچھے ایک گروہ ہیں۔ اس سایہ و سرچشمہ سے مراد ہماری ذات یا ہمارے کام سے بعد میں آنے والے فیض حاصل کریں۔۔

خرمندی غالب نبود زیں ہمہ گفتن یک بار بفرمای کہ اے بچ کس ما  
لغت : خرمندی : خوشی، ہاموادی۔۔ بچ کس : کوئی نہیں، ہمیں مراد بچہ کا۔۔

ترجمہ : غالب کی سرب و شادمانی محض یہ سب کہہ کتنے میں نہیں ہے، تو اے محبوب ایک بار اے ہمارے بچ کس "فرماوے کہ اسی میں ہماری ساری شادمانی ہے، محبوب کا براہ راست عاشق کو خطاب کرنا بے تک و احتیاط ہے نہ ہو عاشق کے لیے بہت بڑی شادمانی کا باعث ہے۔

## غزل-26

گھسٹ رنگ آ رسوا نہ سازو بے قراراں را      بگر خون است از نیم نگاہت رازداراں را  
 لغت : گھسٹ رنگ : آڑے قی ہو۔ از نیم نگاہت : تیری نگاہ کے خوف سے۔

ترجمہ : کہیں گھسٹ رنگ بے قراراں (بے قرار مشتاق) کو رسوا نہ کرے۔ تیری نگاہ کے خوف سے رازداراں کا بگر خون ہو رہا ہے۔  
 محبوب کی نگاہوں کو جو گھسٹ (غمسٹ) پیش کی نگاہیں، گھور گھور کر دیکھتا ہیں ان کا بگر اس خوف سے خون ہو رہا ہے کہ مشتاق کی بے قراری  
 جہاں ان کے گھسٹ رنگ سے ان کی رسوائی کا باعث بنے گی وہاں یہ راز فاش ہونے کا خطرہ ہے کہ محبوب کی خشم آلود نگاہوں سے وہ آگاہ نہ  
 ہو جائیگا۔

نہ بیکانہ نمائے بلوک در دل گرم نفس نبود      بہ ریختن چہ جوئی قطره بے آب باراں را  
 لغت : بیکانہ : تھری کٹا۔ چہ جوئی : تو کیا تلاش کرنا یا آزمائے۔ دل گرم : جس دل میں محبت کی گری یا سوز ہو۔

ترجمہ : میرے دل گرم میں تھری کٹا (نفس) نکلتا نہیں ہے۔ تو ریختن میں بارش کے پانی کے قطرے کیا تلاش کر رہا ہے۔ دل گرم کو ریختن  
 سے اور تھری کٹا (نفس) کے نکالنے کو بارش کے قطروں سے تشبیہ دی ہے۔ قشیل کا شعر ہے۔ جس طرح ریختن میں بارش کے قطرے کا کوئی  
 نقصان نہیں رہتا اسی طرح عاشق کے یہ سوز دل میں تھری کٹا (نفس) جل کر بے ہم و نشان ہو جاتی ہیں۔

بود پیوستہ پشت صبر بر کوہ از گراں جانی      چہ انہوں خواندہ ای در گوش دل امیدواراں را  
 لغت : پیوستہ : پیوستہ۔ پشت : بر کوہ : پورن : سب سے بڑا سارا لینے ہوئے ہوئے۔ گراں جانی : سخت جان ہونے کا مکمل۔

ترجمہ : سخت جانی کے سب امیدواراں کی پشت میری پیش پاز پر ہوتی ہے یعنی وہ صبر کا سب سے بڑا سارا لینے ہوئے ہوتے ہیں تو نے ان  
 امیدواراں کے گوش دل میں کیا جلدو پھونک رہا ہے۔ یعنی محبوب، مشتاق سے ہونے والے دھڑکنے کو آواز تسلیم کرتا رہتا ہے اور وہ اس امید  
 میں رہ کر صبر کیے رہتے ہیں کہ محبوب وہاں پر راکٹ لگے۔

کعب خاکیم از ماہ نہ خیزد جز غبار آتجا      فزوں از صرصرے نہ بود قیامت خاکساراں را  
 لغت : کعب خاکیم : ہم مٹی کی مٹی ہیں۔ بہ نہ خیزد : نہ اٹھے گا۔ خاکساراں : خاک جیسے لوگ۔

ترجمہ : ہم مٹی کی مٹی کی مٹی ہیں (اٹھیں) مگر خاک ہیں، چنانچہ قیامت کے روز میدانِ شرم میں ہم سے غبار کے سوا کچھ نہ اٹھے گا اس لیے  
 کہ قیامت، خاکساراں کے لیے آگے سے بڑھ کر کچھ اور نہ ہوگی۔

ترک جاہ گو مار گوش ایام بر خیزد      کہ گلشن تب دائم در نظر دارو بہاراں را  
 لغت : گلشن تب : شہر گرم رکھنے والا۔ مار گوش ایام : مار کا پنجرہ، کبھی خوشی، کبھی غم دینا۔

ترجمہ : جلدو ختم کو ترک کرنے کی بات کرنا (یعنی ترک کرنا) تاکہ گوش ایام کا کٹھن ختم ہو جائے (نہ جلدو ختم ہو گا) اس کے بدلے کا فرمایا  
 دارو بہاراں اس لیے کہ مٹی بیکٹ سوج بدل کو نظر میں رکھتا ہے یعنی وہ گوش ایام سے بے نیاز ہے۔

در آ بے خود بہ بازی گلو اہلِ حسن تا مہنی      بڑے شعلہ، گرم مشتِ جلالاں نے سواراں را

لغت : بے خود : مہوش، اپنے آپ سے بے خبر۔ مہنی : سوزانہ وہ بچے جو چلی کو قتل کرنا یا کراس پر سوار ہوتے ہیں، سوار  
 معصوم ہے۔

ترجمہ : قوال حسن کی بازی گھانا زادہ کی مصلحت میں ذرا مستی کے عالم میں آنا کہ خوشی پر نے سواروں کو تھوڑوڑنے پہنچنے کو دے کی مشق میں سرگرم دیکھے۔ مراد یہ کہ حسین بچپن ہی سے خوش و شگ ہوئے ہیں اور ان کی مصروفیت حرکتیں بھی خوشیاں لینے ہوتی ہیں۔ غالب نے ان کے اس اعزاز کو نے سواروں کے شعلہ پر "مگر مشق بولیں" ہونے سے تعبیر کیا ہے۔

نہ گشت از سجدۂ حق جبر زہد نورانی چنان کافروخت تب بدہ روے بدہ خواراں را

لغت : جبر زہد زہدوں، عبادت گزاروں کی پیشانی۔ چنان : جس طرح۔ کافروخت : کافر وخت : کہ چمکا ہے۔

ترجمہ : زہدوں، عبادت گزاروں کی پیشانیوں پر سجدۂ حق انہماک کے حضور سجدے کے سبب اتنی نورانی نہیں ہیں جس قدر شراب کی چمک بدہ خواروں کے چہروں کو تھکا جاتا ہے۔ مراد یہ کہ زہدوں کی عبادت میں ظاہر حتی کار تک غلباں ہے۔ زہدوں کے اس اعزاز پر چوٹ ہے۔

در بخت آگاہی کافرو کی گرد و سر و بر گشت زمستی بہرہ جز غفلت نہا شد ہوشیاراں را

لغت : آگاہی : لکھی آگاہی۔ در بخت : افسوس کہ۔ سر و گرد : سرور، شگفتگی۔ اس کا سزا دہاں۔

ترجمہ : لکھی آگاہی (افسوس) ملی بصیرت اور افسوس ہے جس کا سزا دہاں اور سزا ہے یعنی تجرید افسوس کی ہو۔ ہوشیار یا ارباب علم کو مستی سے سوائے غفلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روحانی بصیرت کے مقابلے میں علمی بصیرت محض غفلت یا خود سے غافل ہونا ہے۔

ز غیرت می گدازد در فحاشات گاہ تاخیرم زبوں دیدن بہ دست شیشہ بازیاں کو ہوساراں را

لغت : می گدازد : پھٹتا ہے۔ فحاشات : گاہ تاخیرم : میری حاشا ہونے کی جگہ حاشا ہونا۔ شیشہ بازیاں : شیشہ بازی کا جمع، شیشہ سر پر رکھ کر ٹپچنے والے، قریب کار، منکار۔ زبوں دیدن : عاجز دیکھنا۔ کو ہوساراں : کو ہوساری کا جمع مراد یہ ہے کہ لوگ۔

ترجمہ : منکار اور قریب کاروں کے ہاتھوں بڑے لوگوں کو عاجز دے میں دیکھ کر کس انکاری طرح حاشا ہو ناہوں کہ غیرت کے بارے میں کھل کے رہ جاتا ہوں۔

بر نجم غالب از ذوق خن، خوش بوے اربوے مرا نختے شکب و پارۂ انصاف یاراں را

لغت : بر نجم : بر نجمہ میں رنجیدہ ہو ناہوں، مجھے رنج پہنچتا ہے۔ خوش بوے : کیا ہی اچھا ہوتا۔

ترجمہ : اے غالب میں اپنے لائق خن سے رنجیدہ یا آزرہ خاطر ہوں۔ کیا ہی اچھا ہونا کہ مجھے کسی قدر صبر میرا آنا اور دوستوں میں انصاف کی کوئی رخص ہوتی۔ مطلب یہ کہ میری عقیم شامی سے دوستوں کو دکھ پہنچتا ہے اور وہ میرے بارے میں اتنی سیدھی بات کھتے ہیں۔ کاش میں صبر سے کام لوں یعنی ان کی باتوں کا برا نہ منوں اور وہ انصاف کی بات کریں۔ اس میں تاہا ایک ہم عصر شاعر کے ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے غالب کی شامی پر چوٹ کی ہے:

اگر اپنا کے تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے مزہ جب ہے کہ اک اور اس کو دو سرا سمجھے

کلام میر سمجھے یا کلام میرزا سمجھے مگر اپنا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

## غزل-27

پہر دم دوزخ و آن داغہائے سینہ تماش را      سراپے بود در وہ نقشہ برق عکاش را  
لغت : سینہ تپ: چنے کو جلانے والے۔ پہر دم: مراد میں نے ملے کیل۔ داغہ: خطے۔ برق عکاش: اس محبوب کے لمحے کی  
جلی۔

ترجمہ : میں نے دوزخ اور اس کے سینہ کو جلانے والے شعلوں کو ملے کیا دیکھا وہ اس محبوب کی برقی عکب کے پاسوں (محبوب کے  
عکاش) کے لیے مٹھ ایک سراب (چٹکن ریت جو دور سے پات کو پانی نظر آتی ہے) تھی۔ یعنی محبوب کے عکب میں گرمی کی جو شدت ہے  
وہ دوزخ کے شعلوں میں نہیں۔

ترجیدائی تجلپ جلوہ سلاں کرو نش، نازم      کف صہبات گوئی پنہ، جینلے شرادش را  
لغت : ترجیدائی: ظاہر ہونے کے لیے۔۔۔ کف: بھاگ۔ پنہ: روٹی۔۔۔ تجلپ جلوہ سلاں: ایسا تجلپ جس میں ٹھارہ یا جلوہ کی کیفیت  
ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن نے اپنے اعتماد کی خاطر جلوہ دکھانے کے سے انداز کا جو تجلپ اختیار کر رکھا ہے (یعنی پردے میں بھی حسن نمایاں ہے) میں اس  
پر ہار کر آہوں، اس کی یہ کیفیت بالکل اسی طرح ہے جس طرح شراب کا بھاگ شراب کی صراہی پر بطور روٹی ہو۔ صراہی کے متر پر روٹی  
رکھتے ہیں لیکن وہ یوں تھتی ہے جیسے شراب کی بھاگ ہو یعنی شراب پردے میں بھی ہو کر نمایاں ہوتی ہے، نیز اس محبوب کے حسن کی  
کیفیت ہے کہ پردے میں وہ کبھی اس کا جلوہ نمایاں ہے۔

ندائیم آچہ برقی فتنہ خواہ ریخت برہوشم      تصور کردہ ام بکستن بند فطاش را  
لغت : آچہ: اب کون سی۔۔۔ مستحقہ: ٹوٹا۔

ترجمہ : میں نے محبوب کے بند عکب کے ٹوٹنے کا تصور کیا ہے اب خدا معلوم اس تصور کی بنا پر میرے ہوش و حواس پر کون سی برقی فتنہ  
کرے گی۔ محض اس تصور سے یہ حالت ہے تو اگر واقعی محبوب کا بند عکب ٹوٹ جائے یعنی بے پردہ ہو جائے تو اس کا حسن کیا حاست نہ  
دھانے گا۔

درم صبح ہمار این مایہ مدہوشی نمی ارزو      مبار مغز دہر افشاںد گوئی رخت خولاش را  
لغت : نمی ارزو: مناسب نہیں ہے، اچھی نہیں لگتی۔ افشاںد: پھیلاؤ، پھیلاؤ ہے۔۔۔ این مایہ: اس قدر۔۔۔

ترجمہ : صبح ہمار کے وقت اس قدر مدہوشی کوئی اچھی بات نہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے مبار (محبوب) کی رات کی ہوا نے نائے کے مغز پر لپٹا ہوا  
پھیلاؤ بچھا دیا ہے۔ یعنی موسم ہمار میں مبار میں ایسی کیفیت آجاتی ہے کہ ٹوکوں پر فیکہ کی سی مدہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

سولاش داغ حیرانی، غبارش عرض دیرانی      جہان را دیدم و گردیدم آباد و خرابش را  
لغت : سولاش: اس کا گرد و نوح۔۔۔ عرض: ظاہر ہوا، اظہار۔۔۔ گردیدم: میں ہو گیا، میں نے سمجھا۔۔۔

ترجمہ : اس جہان کا گرد و نوح (طاف) آبادی ایک طرح سے دماغ حیرانی ہے۔ اس پر غور کرنے سے انسان پر حیرانی چھا جاتی ہے، جبکہ اس  
کا ظہار دیرانی کا اظہار ہے (یعنی دکھ ہے) میں نے جہان کو دیکھا اس پر غور کیا تو میں نے اس کی آبادی اور دیرانی کو سمجھا لیکن ان میں اٹھکاب  
(آپاہلی) پیدا کر دیا۔





لے کر ختم تک بھی اس کے آئلب کے خرید رہے ہیں۔ مراد یہ کہ کائنات کی ہر شے اس حسی مطلق کے خلق میں گرفتار ہے۔

خیالیں صید دام بچ و تاب شوق بود اما من از مستی غلط کردم بشوخی اضطرابش را  
نعت : صید : غلام۔ اضطرابش : اس کی بے قراری۔

ترجمہ : اس کا خیال اپنی محبوب کا خیال، میرے خلق کے بچ و تاب کے جال میں گرفتار تھا لیکن میں نے مستی کے عالم میں اس (خلق) کے اس اضطراب کو شوقی سمجھ لیا۔ مراد یہ کہ میں نے دل کی بے قراری کو اپنے جذبہ شوق کا نتیجہ جانا جبکہ درحقیقت یہ بے قراری اس محبوب کے خیال کا نتیجہ تھی۔

بہ لقم و نثر مولانا ظہوری زندہ ام غالبہ رگ جہں کردہ ام شیرازہ اوراقی کتلش را  
نعت : رگ جہں کردہ : میں نے رگ جہں جلا لیا ہے، اشر رگ۔ شیرازہ : کتب کی بھری بیابان بڑی۔

ترجمہ : اے غالب ! میں مولانا ظہوری کی نظم و نثر کے اذکھن اعدا سے حیرت ہونے کے سبب زندہ ہوں۔ میں نے ان کی کتب کے اوراق اپنی نظم و نثر کے مجموعوں کو رگ جہں کا شیرازہ جلا لیا ہے، گواہی جان کی شیرازہ بھری کی ہے۔

## غزل-28

دام محرم صبا بود پیاں ما بکرو مر خجیہ است خط ہائے ما  
نعت : دام : پیش۔ محرم : واقف حال واقف۔ خجیہ : است : بنا ہے۔ ہائے : ہائے کے گرد نظر آنے والا مقلد۔

ترجمہ : ہمارا پالہ پیش صبا کا محرم رہتا ہے، یعنی شراب سے بھرا رہتا ہے۔ اس نے سورج کے گرد ہارے بنا دیے، یعنی اس جتنے کی کیر سمجھتی رہی ہے۔ مراد یہ کہ شراب سورج کی طرح چمک رہی ہے اور ہمارا پالہ گویا اس کے گرد ہارے بنا ہے۔

زبے ز گری خجیہ، نفس گراں مایہ گداڑ ہائے ما آبیار ہائے ما  
نعت : خجیہ : خجیہ، خجیہ، مزاج، طبیعت۔ نفس گراں مایہ : نفس گراں مایہ (ہو تا ہے)۔ گداڑ ہائے : بھلاہٹ۔

ترجمہ : خجیہ مزاج کی گری کے کائے کئے ہیں، اس سے ہمارے سانس میں بلبل کی آواز آتی ہے۔ ہمارے تار و تار کا گداڑ ہمارے مزاج ہارے کے لئے آبیاری کا کام کرتا ہے۔ یعنی مستحق کی سحر غری میں بھی عاشق کے لئے سرت کا سامن ہے۔ اس گرم جوشی سے عاشق کے دل میں فریاد بھگتی ہے لیکن نہ نہیں ہوتی بلکہ مزاج فریاد کا مستحق بنتی ہے، جسے آبیاری کا کام دیا گیا ہے، اور یوں عاشق کا سانس بھلا پھرتا ہے۔

چمن طراز جنونیم و دشت و کوہ از ماست بہ ٹھر داغ شقاقتی بود قبلہ ما  
نعت : چمن طراز جنونیم : ہم جنون کے چمن کو چلنے والے ہیں۔ شقاقتی : دل کے پھول۔ قبلہ : کسی ملکیت و فیہ کا سمت ہمارا۔

ترجمہ : ہم جنون و دغ اگی کے چمن کو آہستہ کرتے، چلنے والے ہیں اور اس بنا پر کہ وہ دشت ہمارے ہیں۔ گل ہارے کے داغ کی مراد ہمارا قبلہ ہے۔ عالم ہر دغ اگی میں عاشق کو دیا جان میں گھوٹا ہے، گویا اس کی وجہ سے وہاں کی روشنی ہے۔ دل کے پھول میں داغ ہوتا ہے۔ شاعر نے اس داغ کو سر قرار دیا ہے جو نہ کہ ملکیت (کہ وہ دشت کی) کی سند کا کام دے رہی ہے۔

بدل زخو تو دغاں فشرده ایم و خوشیم ز استخوان اثرے نیست در نواز ما

لفت : دعوائے شہرہ ایم ایم راجپوت کو دیتے چاہتے ہیں یہ علامت ہے کوئی چٹنہ بدو کام کرنے کی۔۔

ترجمہ : تیرے جو روحم کے ہاتھوں ہم دل میں رانت چاہتے ہیں یعنی اس ناگواری کا مکمل کراہندہ نہیں کرتے انھیں ہم خوش ہیں، ہمارے لوہے میں ہڈی کا ہم دشمن بھی نہیں ہے۔ ہڈی سے مراد عقی ہے۔ یعنی دوست کے اس جو روحم پر بھی ہم خوش ہیں۔ دراصل یہ بھی تو دوست کی توجہ ہی کے ظہیل ہے۔ بقول شاعر:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
تو زود مستی و ما راز دلو خوشے تو ایم شراب در کش و پچانہ سخن حوالہ ما

لفت : زود مستی جلد مست ہونے والا تھوڑی سی پی کر ہی مست ہو جانے والا۔۔۔ درکش: چڑھا جانا یعنی پی جانا۔

ترجمہ : تو جلد مست ہو جانے والا ہے اور ہم تیری طبیعت (مزاج) کے رازدار ہیں، تو شراب پی اور پچانہ ہمارے حوالے کر۔ مراد یہ کہ شراب جتنی پیجی جائیے دوست اس سے بہت کم پیتا ہے۔ پچانہ ہمارے حوالے کر کا مطلب ہے کہ ہم تجھے صحیح طور پر پوری مقدار میں پلائیں گے۔

دراز پی شب بھراں ز حد گذشت، بیا فدائے روے تو عمر ہزار سالہ ما

لفت : درازی: اطاعت، ایسی ہو۔۔ عمر ہزار سالہ: مود طولی عمر درازی کے مقابلے میں یہ کہتا ہے۔۔

ترجمہ : شب بھراں کی طوالت حد سے بڑھ گئی ہے۔ ہماری ہزار سالہ عمر تیرے چہرے پر قہاں ہو، اب تو آج بقیہ اقبال:

مینوں صل کے گزریاں کی صورت اڑتے جاتے ہیں مگر گزریاں جُدائی کی گزرتی ہیں مینوں میں

اور بقیہ نظمی:

جنوں پہ ہویہ، پرواز گلشنِ عشید سوار دیدہ آہوست داغ لائے ما

لفت : ہویہ: جنگل۔۔ سوار: سیاح۔۔ آہو: ہری۔۔

ترجمہ : جنوں نے جنگل کو گلشن کی سی بنا دے دی ہے۔ ہری کی آنکھوں کی سیابی ہمارے دل کا داغ ہے جس طرح داغ عاشق جنگل بنایاں میں گھومتا ہے اسی طرح ہریں (جس کا نمائندہ ہی جنگل ہے) جنگل میں گھومتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی سیابی کو دل کے داغ سے تشبیہ دے کر جنگل کو گلشن کی بنا کا حامل قرار دیا ہے۔ اس شعر کا مضمون اسی غزل کے تیسرے شعر کی مختلف صورت میں صواب باز لکھتا ہے۔

ز سنی ہرزہ بہ بے حاصلی علمِ ستھیم چو ہاو، بید پہیہ آمد از لائے ما

لفت : سنی ہرزہ: بیکار کو خوش، بے نتیجہ کو خوش۔۔ علم ستھیم: ہم مشہور ہو گئے۔ لائے: گرامر کی دوسرے الفاظ کو بے بدلہ مثلاً رکاب سے رکب، کتاب سے کتب۔

ترجمہ : ہم اپنی بے نتیجہ کو خوش کی صورت میں بے حاصلی کے سبب شہرت پا گئے۔ گویا ہماری کو خوش کے لائے سے ہاو (ہو) کی طرح بید (ایک درخت جس پر چل نہیں سکتا) ظاہر ہو گیا۔ اپنی بے ثمر کو خوش کو اس طرح واضح کیا ہے کہ ہوا کی حرکت بے جھد ہوئی اور بید بے ثمر ہوا ہے، بید ہماری سنی بیکار رہی اور یہ امر ہمارے فہم میں ہونے کا باعث بنا۔

ہمین گدا حقن است آہوے ما غالب مگر چہ باز فروشد بہ پیشِ شانہ ما

لفت : گدا حقن: بھلا۔۔ چہ باز فروشد: کیا باز گزرا ہے۔۔ شانہ: اولا۔۔

ترجمہ : اسے غالب ۱۱۰ محبت کے سوز و گری میں اپنا کھانا ہی ہماری آمیزہ کاہٹ ہے کہ یہ سوز و گداز ہی زندگی کی اصل ہے۔ اسکا سوتلی ہمارے دل کے آگے کیا باز کر سکتا ہے۔ سوتلی گری سے نہیں پکھلتا جبکہ اور معمولی سی گری سے پکھل جاتا ہے۔ چمک تو دونوں میں ہے لیکن سوز سے پکھلنے کی بات سوتلی میں نہیں ہے۔

## غزل-29

نصفت شوخی بے پردہ شور بنگلش را زبلاہ تندی این باوہ نرود رنگش را

لغت : نصفت : چھپا، چھپائی۔ شور بنگلش : اس کا شور بنگ۔ ایک طرح سے انداز شوخی۔

ترجمہ : اس کی کٹنگے طور پر شخصوں نے اس کے شور بنگ یا غابری انداز شوخی اور رنگوت کو چھپا دیا، اس پر پردہ ڈال دیا۔ اس شراب کی تیزی و تندی نے اس شراب کا رنگ اُڑا دیا۔ مزاد یہ کہ محبوب کی شوخی سے پتا چلتا ہے کہ اس کا شور بنگ کھل نکلتا ہے اور پھولتی بات ہے۔ اس شراب سے مراد شوخی اور اس سے مراد شور بنگ ہے۔

کدام آئینہ با روئے او مقابل شد کہ بے قراری جوہر نیرود رنگش را

لغت : کدام : کون سا۔ رنگش : اس کا رنگ۔ ادم میں آئینہ ہوے کا ہو تا تھا جس پر برسات میں رنگ لگ جاتا کرتا۔

ترجمہ : کون سا ایسا کس قسم کا آئینہ اس محبوب کی چہرے کے مقابل ہوا کہ جو ہر آئینے کی چمک کی طرح سے اس کا رنگ نہ اڑ گیا ہو۔ مطلب یہ کہ محبوب کے حسن میں اتنی چمک ہے کہ جو بھی آئینہ اس کے درمیان آیا اس کی چمک چرپ اٹھی اور یہ چرپ اس کے رنگ کے دور نبوئے کاہٹ گئی۔

چو فتنہ جوش صفایٰ حشش ز بایمان دریدہ برتن نازک قبایہ نگلش را

لغت : بایمان : پھٹا پھولنا، پھریٹنا۔ دریدہ : پھاڑ دینا۔

ترجمہ : کلی کی طرح اس محبوب کے بدن کی صفات و صفات کو اس طرح اچھری کر اس نے محبوب کے تن نازک پر پٹی ہوئی تنگ قبایہ کر ڈالیں۔ کلی کھل کر پھل جاتی ہے۔ یہ اس کا جوش صفا ہے۔ اسی طرح محبوب کا جوش صفا ہے جو اس کے نازک بدن کے باوجود اس کی تنگ قبایہ کے چمک ہونے کاہٹ جاتا ہے۔

ذگری نفس دل در اجتراز آمد شرارہ شیجر پرواز جھشت سنگلش را

لغت : در اجتراز آمد : خوشی سے جنوم اٹھ۔ سنگلش : اس کا چہرہ اس کا دل۔ شیجر : درخت۔ پرواز :

ترجمہ : میرے سانس کی گری یا تپش نے محبوب کے دل پر اثر کیا جس کے نتیجے میں وہ جنوم اٹھا۔ گویا اس محبوب کے چہرہ یعنی دل، محبوب سنگدل ہے اس کے لیے میرا شرارہ اگر کسی غم یا پرواز کا بیج بن گیا تو شہر پر عرصے اڑے ہیں۔ اس جنوم اٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔

نظارہ خط پشت لبش زخوشم نرود ز باوہ نشہ فزوں دادہ اند بنگلش را

لغت : خط پشت لبش : اس کے پشت لب کا سبز خط اور آواز جیانی کی مثالی ہے۔ بنگلش : اس کی بنگ۔

ترجمہ : اس کی پشت لب سبزہ کے نظارہ نے مجھے مدھوش کر دیا۔ گویا قدرت نے اس کی بنگ میں شراب سے زیادہ نشہ رکھا ہے۔ بنگ کا پرواز سبز ہوتا ہے، محبوب کے سبز خط کے حوالے سے بنگ کا خط استعمال کیا ہے۔

عالم نے اس عالم اے کھڑے بھی اپنے ہوش و حواس پر قرار رہنے کا دعویٰ کیا ہے۔

ی ہے اسے کوئی بات ہوئی ہے تو وہ مجھے ہی بارے میں ہوئی ہے۔ یعنی اس طرح ہم مجھے بارے میں اس کی رائے جاننے کے خواہاں ہوتے ہیں۔

حشر، مشاقل اہل بر صورت مرگن بود مرز خاک خویششن چوں سہوی روی رو نیم ما

لفت : حشو مراد موت کے بعد اٹھنا۔۔۔ ی رو نیم کہ ہم گئے ہیں۔۔

ترجمہ : جس طرح چکیں کسی کے دیدار کے لیے اٹھتی ہیں جیسے ہم عاشقوں کا شہر ہے۔ میں ہوں گھوڑے کی سب سے کی طرح اپنی خاک سے اٹھتے ہیں۔ سب سے خاک سے خود بخود اٹھتا ہے اسی طرح عاشق جب کسی معشوق کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنی قبر سے بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اس کو یہ ار کا رکھیں۔

راز عاشق از شکست رنگ رسوا می شود باوجود سخت جانی ہا شک رسوا می

لفت : شکست رنگ : رنگ کا لڑنا پیکا پکانا۔۔۔ شک رسوا می کہ ہم ایسے ہیں جن کا چہرہ فوراً بدل جاتا ہے پیکا پکا جاتا ہے۔

ترجمہ : عاشق کاروزوں کے شکست رنگ سے رسوا افلاں ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہم سخت جان ہیں لیکن شکست رنگ اور راز عاشق ہونے کے واسطے سے ہم شک رسوا ہیں۔

زیر بار آئین نگاہ بُو کہ پذیرد بکے عمر باشد رخ بخوان دیدہ می شو نیم ما

لفت : زیر آئین نگاہ : وہ حسین جن کی نگاہیں ہمارے آئینہ کرتی ہیں۔۔۔ بُو : کالنگے خدا کرے۔۔

ترجمہ : اہی حسیں میں سے، جن کی نگاہیں ہمارے آئینہ کرتے، کالنگے دلی ہیں خدا کرے کوئی ایک ہمیں بھی قبول کر لے کیونکہ ایک موت ہو چکی ہے کہ ہم اپنا چہرہ آنکھوں کے ٹھکانے سے دھو رہے ہیں۔ گویا حسیں کی عدم توجہی نے ہماری یہ حالت کر دی ہے۔ حافظ نے اسی قسم کا شعر ان سے بعد ازاں میں یاد طے:

آئین کہ خاک را بنظر کیما کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے بیا کنند

وہ اپنی نظروں سے خاک کو کیما دیتے ہیں کیا ممکن ہے کہ وہ ذرا ہماری طرف بھی کوٹ چشم کریں گے۔

آفتاب عالم سرکشگی ہائے خودیم می رسد بوسے تو از ہر گل کہ می بو نیم ما

لفت : سرکشگی : حیرتیں۔۔۔ می رسد : پہنچتی ہے۔۔۔ ی رو نیم کہ ہم سو گئے ہیں۔۔

ترجمہ : ہم اپنی حیرتوں کی دنیا کے آفتاب ہیں۔ ہم جو بھی پہل سو گئے ہیں اس میں سے ہمیں تھری می ٹو شیو آتی ہے۔ یعنی محبوب کی ذات سے اتنی وابستگی اور محبت ہے کہ اس کے حشر میں اتنا غم ہو چکے ہیں کہ ہر جہ میں ہمیں صرف اسی کی خوشبو ملتی ہے۔ حیرتوں کی دنیا کا آفتاب سے مراد حیرتوں میں مبتلا ہو کر جا چکے ہیں۔ ہا حیرتوں کی انتہا ہو چکی ہے۔

آ چا مجموعہ لطف ہماراں بودہ الی آہرانو سودہ پائے ما و می بو نیم ما

لفت : چا : کیا کیا یعنی بہت کس قدر بڑا۔۔۔ سودہ : گھس گیا۔۔۔ ی بو نیم کہ ہم چل رہے ہیں۔۔

ترجمہ : تو لطف ہماراں کا کیا بڑا مجموعہ ہے کہ تجھے دیکھتے دیکھتے ہمارے ہاں گھٹوں تک گھس گئے ہیں اور ہم ہیں کہ چوڑ چل رہے ہیں۔ محبوب کے حشر و دلکشی کی انتہا اور اپنی اس میں کلی محبت کی بات کی ہے۔

ز صحت احباب خواں راو غالب پیش ازیں ہرے می گو نیم ہر خوش می گو نیم ما

لفت : احباب : جمع حب دوست۔۔

ترجمہ : اے غالب! احباب یعنی دوستوں کو اس سے زیادہ زمت نہیں بجا سکتی۔ لہذا ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ اپنے لیے کہتے ہیں۔ مراد یہ کہ دوستوں کو ہر وقت اپنے شعر سناتا اور ان سے داد کا غالب ہونا انہیں گواہ زمت دیتا ہے۔ لہذا ہم شعر طوری کہتے اور اپنے آپ کی کونساں اور داد دیتے ہیں۔

## غزل-31

اے روئے تو بھلو در آوروں رنگ را نقش تو گاہہ کردہ بسایا فرنگ را  
 لغت : بھلو در آوروں : روشن کر دیا، چمکایا۔ بسایا فرنگ : چروپ کا کلین، جو بہت خواہورت ہو تا ہے مردِ کمال کا حسن۔  
 ترجمہ : اے محبوب ! تجھے حسین چہرے نے رنگ اور نگہ حسن میں بے حد ہلک پیدا کر دی ہے۔ اور تجھے نقش نے بسایا فرنگ کو نمایاں  
 عطا کر دیا ہے۔ مروا ہے کہ محبوب انکا حسین ہے کہ اس کے چہرے کی چمک رنگ حسن میں گھار پیدا کر دیا ہے اور حسن و جمال کا  
 نقش گاہہ کر دیا ہے۔

از تالہ خیزی دل سخت تو در تہم در عطسہ شررہ مقلن مغز سنگ را  
 لغت : تالہ خیزی : تالے اٹھا تالہ و فیرا کرنے کا عمل۔ در تہم : میں بچاؤ تک میں ہوں۔ عطسہ : پھینک۔ مغز شررہ : مروا چنگاریاں  
 برست۔

ترجمہ : میں تجھے چنگرل کے تالہ و فیرا کے ہاتھوں بچاؤ تک میں ہوں۔ تو بچر کے مغز کو چنگاری کی چمک میں نہ ڈال۔ گویا محبوب خود  
 کسی کی محبت میں گر لگا ہو گیا ہے اور اس کا دل غم محبت میں گر لگا تالہ و فیرا کر رہا ہے۔ عاشق اس کی اس حالت پر بچاؤ تک کھا اور اسے  
 سکھا رہا ہے کہ وہ اپنے چنگرل کو اجواب خود کسی کی محبت میں گر لگا ہے اپنا چنگاریاں بے لطف نہ کرے۔

از عمر فوج عرض برد انتظار و تو در عرض شوق تب نیاری درنگ را  
 لغت : عمر فوج : طولی عمر حضرت نوح علیہ السلام کو بت طویل عمری تھی۔ عرض برد : کم کر تا ہے۔ درنگ : دیر، تاخیر۔  
 ترجمہ : تجھے انتظار کے مقابلے میں تو حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی کم ہے، جبکہ تو عرض شوق میں معمولی تاخیر بھی برداشت نہیں  
 کرتا۔ کسی کا انتظار، یعنی غریب الملک کے مطابق موت سے بھی شدید ہو تا ہے، شاعر نے اسے عمر فوج سے بھی طویل کر کا ہے۔ جب یہ  
 انتظار ختم ہو تا ہے تو عاشق، محبوب سے اعتماد مطلق سکون سے کرنا چاہتا ہے لیکن محبوب سے اس کا یہ سکون یا تو تک رک کر عرض کرنا  
 برداشت نہیں ہو سکتا۔

داغ غم کہ در ہوا ہے بر دامن نسے است در خون من ز تاز فرو بڑہ چنگ را  
 لغت : در ہوا ہے... اڑی، کسی اور کے دامن کا خواہ مخواہ ہے۔ فرو بڑہ چنگ : بچہ نے گھسیٹنا بچاؤ۔  
 ترجمہ : میں اس بات پر اہل رہا ہوں کہ وہ محبوب جس نے تازہ دارا سے میرے خون میں بچہ ڈالا تو کسی اور کا دامن تھامنے کا خواہ مخواہ  
 ہے۔ عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر شک کا اور کوئی موقع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ غالب نے اپنے اسی شدت رنگ کی بات کی ہے۔

در بزم سے بجا، زخرد نہ خورہ اے سنجہ بدشت جلوہ دارغ چنگ را  
 لغت : نہ خورہ : نہ، نہ، جس نے نہ پیا ہو۔ سنجہ : زخم، زخما ہے، جہاز، لپکا ہے۔ دارغ چنگ : بچے کے جسم کے دھبے۔

ترجمہ : وہ شخص جس نے محل میں جام زمو میں شراب نہ پیا ہو، وہ جنگل میں بچے کے دھبوں کے جلوہ کا ہاتھ لگاتا ہے۔ زمو ہوا چمکتا  
 گویا ہے۔ یہاں جام کی چمک مروا ہے، مطلب یہ کہ جس نے جام شراب کی چمک نہیں دیکھی یا اس کا جلوہ نہیں دیکھا ہے اس کی دکاشی کی  
 کیا خبر ہو تو محض بیکار سی شے کی چمک میں سکھایا ہوا ہے۔

جوئی کشوشت ترا تانماندہ آب کاہانہ آورد ز قلم چشم و جنگ را

لغت : جہلی کشور ایک دری کھولی۔۔۔ شہت: حلقہ زلف ایش پر پیش ہو تو معنی دھوون۔۔۔ کائنات: کہ اندازہ۔۔۔ رقم: قہر۔۔۔  
 ترنم : ترنم: حلقہ زلف نے ایک دری کھولی، دہاں کی ایش تک کہ اس میں پانی نہ رہا کیونکہ اندازہ (یعنی اندازے سے کام لیتا) حلقہ زلف  
 قہر آئے۔۔۔ مانا مراد یہ ہے کہ محبوب نے اپنی زلفیں دھوئے پرست پانی استعمال کیا۔ (شعرا واضح نہیں ہے)  
 چوں آئینہ اسے بہ جگر در شکستہ ایم آں چشمہ چشمہ لذت زخم خدنگ را  
 لغت : آئینہ اسے: ایک شیشہ، ایک ایسا شیشہ جو قیاس میں شراب و در عرق گلاب ڈالتے ہیں۔۔۔ خدنگ: تیر۔۔۔  
 ترنم : ہم نے قہر محبوب نے جو ہم پر چلائے کے نظم کی اس بے پناہ لذت کو شیشہ کی طرح اپنے جگر میں توڑ دیا ہے۔ یعنی اس لذت کو اپنے  
 جگر میں کھیر کر محفوظ ہو رہے ہیں۔

در گوشہ اس خزیدہ ز اندوہ بے کسی آں بر شکستہ غلوط دہائے ننگ را  
 لغت : خزیدہ: گھسا ہوا۔۔۔ غلوط: غلطی۔۔۔  
 ترنم : وہ جس نے ننگ دلوں کی غلوط کو توڑ ڈالا غلاب بے کسی (اکیلا پن) کے ظم میں ایک گوشے میں جا کھسائی جی جابجا ہے۔ یعنی وہ  
 محبوب جس نے عشاق کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کیا غلاب خود کسی کی محبت میں گرفتار ہو کر کچلے ہیں کا کفار ہو گیا ہے۔  
 شوشے کہ خود زبام وفا ننگ داشتے بر بار می دیدہ بوقا نام و ننگ را

لغت : شوشے کہ: وہ شرج ہو۔۔۔ ننگ داشتے: اسے مار خمی، مار محسوس کرنا تھا۔۔۔  
 ترنم : وہ شرج جسے دفا کے نام سے مار آتی تھی۔ اب دفا کے نام و ننگ کو چاہ کر رہا ہے۔ اس سے پہلے والے شعر کا مضمون بدل کر دیا  
 ہے۔ محبوب، عشاق کے ساتھ دفا کرنے میں توجہ پا مار محسوس کرنا تھا لیکن اب جب خود کسی کی محبت میں گرفتار ہوا ہے تو اس سے دفا  
 نہ پہنچا و ننگ بہار کر رہا ہے۔

عالم ز عاشقی بہ ندی رسیده ام نازم شگرف کاری بخت و رنگ را  
 لغت : ندی: ہم نشینی، کسی کے ساتھ چلنا۔۔۔ شگرف کاری: ہلکا کام کرنے کی حالت، محب ہو بہ خوب ہو نا۔۔۔  
 ترنم : اسے عالم (میں عاشقی سے ندی تک پہنچا ہوں۔ میں اپنے بخت و رنگ پر غرور ناکر تھا ہوں۔ بخت کی دورنگی یہ کہ عاشق بھی  
 ہوئے ہو کر محب سے دوری کی بجائے اس کا قرب بھی بھرتا آج تک عشق میں ایسی بات کا معمول نہیں ہے۔ دور یہ واقعہ لائق غم و مات ہے۔

## غزل-32

سوز ز بس کہ تپ جہانش، نخب را دانم کہ در میاں نہ پسندو تجلب را  
 لغت : سوز: جلا نا ہے۔۔۔ زبیں کہ: اس قدر کہ بہت زیادہ۔۔۔ تپ: چمک اگنی۔۔۔  
 ترنم : محبوب کے شبن و دھل کی تپ اس قدر ہے کہ وہ نخب کو جلائے دے رہی ہے۔ میں کچھ گیا ہوں کہ اس کا شبن، تجلب یا پردے  
 کو پسند نہیں کرتا کہ محبوب کے شبن کی بے حد چمک دیکھ کاسہا کے ساتھ ذکر ہے۔  
 چراغ از کلن و دما دم ز سلوگی نغریں کند پہ پردہ دری بہتلب را  
 لغت : کلن: ایک نازک کپڑا جس کے پارے میں کما جاتا ہے کہ وہ چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔۔۔ دما دم: بے درپے۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کا لباس نکلتا نکلتا ہوا ہے لیکن اس (محبوب) کی سادگی ملاحظہ ہو کہ وہ چاندنی کو اس کی بہ دوری (لباس کا چھڑا) کرنے پر مسلسل جھجھکا کہ رہا اور نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ جب لباس ہی اس قسم کا ہے تو اس میں لطافت کا کیا تصور ہے۔ اسے جھجھکا کتا سرا سر سادگی کی بات ہے۔

تَا خود شے بہ ہمدی ما بسر برد و در چشم بخت غیر رہا کرد خواب را  
لغت : ہمدی : ساتھ رہنا، ساتھی ہو گیا۔ رہا کرد خواب : رات نیند ڈال دی ہے۔

ترجمہ : ہمارے محبوب نے اس چاہے کہ وہ ایک رات ہماری محبت میں بسر کرے، غیر یعنی رقیب کے بخت کی آنکھوں میں نیند ڈال دی ہے۔ یعنی رقیب کے نصیب میں ایسی شب نہ آئے۔

تا رفتہ دم ز وعدہ باز آدن زند تا در وصال یاد وہ اضطراب را  
لغت : رفتہ : گئے بغیر۔ باز آدن : لوٹ آکر رہیں آئے۔

ترجمہ : وہ محبوب کہیں گئے بغیر ہی اپنی وہ کہیں نہیں جا رہا، لوٹ آئے گا وعدہ کر رہا ہے۔ گویا وہ یہ چاہتا ہے کہ وصال کے موقع پر وہ ہمیں ہمارا اضطراب (جو اس کے کہیں گئے بغیر نہ کر رہا وعدے سے ہم میں پیدا ہوا) یاد دلانے۔ عاشق کے لیے اس صورت حال میں بھی بے قراری کا سلطان ہو جاتا ہے۔

در دل خرو بہ لب و از جاں بدر کشد ویرینہ شکوۂ ستم بے حساب را  
لغت : خرو : گستاخ ہے، راجع ہو گیا ہے۔ لب : خوشامد، پہلچوسی۔ ویرینہ : پڑا ہوا، بہت پھلے گا۔

ترجمہ : وہ دوست یا محبوب خوشامد پہلچوسی کر کر کے ہمارے دل میں جاگزیں ہو رہا ہے اور اپنے اس لعل سے وہ گویا ہم پر اپنے بے حساب ستم سے مطلق ہمارے شکوے کو ہماری جان سے باہر نکال رہا ہے۔ یعنی اپنے اس اعزاز سے وہ ہمارے دل میں گھر کر لیتا ہے۔

بُرات نگر کہ ہرزہ بہ پیش آو سوال گیرم بہ بوسہ زلال لب نازک، جواب را  
لغت : ہرزہ : بیکار، بے غمی۔ پیش آو سوال : سوال کے آنے سے پہلے ہی، یعنی سوال ابھی ذہن میں نہیں آتا۔

ترجمہ : ذرا میری بُرات نہ دیکھو کہ میں بے غمی، سوال ذہن میں آنے سے پہلے دوست سے اس کا جواب حاصل کرنے کی خاطر اس کے لب نازک کا بوسہ لے لیتا ہوں۔

تا دم فروغ بارہ زنگی جمل دوست کوئی فشورہ اند بہ جام، آفتاب را  
لغت : فروغ : چمک۔ فشورہ : اندھا، آنسوؤں نے نچوڑا ہے، یعنی نچوڑا گیا ہے۔

ترجمہ : میں دوست کے جمال کے عکس سے شراب میں پیدا ہونے والی چمک بہ ناز کرتا ہوں۔ یوں سمجھو جیسے جام میں آفتاب نچوڑا گیا ہے۔ محبوب کے حسن کے عکس کا یہ نتیجہ ہے تو ظاہر ہے اس کا حسن کبھی بگاڑا گا۔

سودا ز گرمیش سے و او بچنناں بہ سو ریزو ز آغینہ بسافر شراب را  
لغت : سو : کھیل، کوڑا، مزاح، مزے مڑے مڑے۔

ترجمہ : شراب اس کے حسن کی گرمی سے جل رہی ہے لیکن وہ اسی طرح مڑے مڑے سے یا کھیل کود کے انداز میں اپنے حسن کی تضحیل سے بے نیازا مزاحی سے مزاح میں شراب اچھل رہا ہے۔

آبش دہم بہ بارہ و او ہر دم از تمیز نوشدے و ز جام فرو ریزو تب را



نعت : آتش دہم دہم میں اسے شراب میں پانی ملا کر پیتا ہوں۔۔۔ تیز دو چیزوں میں فرق کرنا فرق کرنے کی ماہریت۔

ترجمہ : میں اس محبوب کو شراب میں پانی ملا کر پیتا ہوں لیکن وہ پہلی تیز کی بنا پر شراب پیچا جائے اور پانی پیچے کرانا چاہیے۔

آسودہ پاؤں خاطر غائب کہ تُوئے دوست آیتن پہ پلور صافی گلاب را

نعت : آسودہ پاؤں خدا کرے آرام و سکون میں رہے۔ آیتن ملا۔ گلاب گل + آب + گل، اسود میں گلاب کا مراد۔

ترجمہ : خدا کرے غالب کامل سکون و اطمینان میں رہے، کیونکہ اس کی یہ بات ہے کہ وہ صاف شفاف یا خالص شراب میں مرقی گلاب ملا کر پیتا ہے۔ یعنی ان دو چیزوں کو باہم ملا کر پیاس کی آسودگی کا باعث بنتا ہے۔

### غزل # 33

تویر القات شوق دادم از بلا جلی را کند جذبہ طوفان شرموم موج طوفان را

نعت : تویر : خوشخبری۔ القات شوق : عشق یا مستحق کی توجہ۔۔۔ شرموم : میں نے کٹائی تھی۔

ترجمہ : میں نے مصائب و آکام کی بنا پر اپنی جان کو القات شوق کی خوشخبری سنائی۔۔۔ دوسرے قصوں میں، تیس موج طوفان کو، طوفان کو اپنی طرف کھینچنے والی کند کھلا مرد یہ کہ عشق میں پیش آنے والے مصائب میرے جذبہ عشق کو دبانے کی بجائے اس میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

پر ستارم بگردر بابت یا رب در دل اندازش ز بیچلی پہ زخم سرنگوں گردن شکداں را

نعت : پر ستارم : میری جھوڑی کہنے والی لڑکی / زس۔۔۔ بگردر بابت : بگردار دل پار بھیجی۔

ترجمہ : میری حالت دیکھ کر میری جھوڑا دل پار بھیجی، امیدداشت نہ کر سکی، مقرر ہو گئی یا خدا! تو اس کے دل میں یہ بہت زائل دے کر وہ اپنی اس جھوڑی کی حالت میں میرے زخم یا زخموں پر شکداں اڑیل دے۔ (زخموں پر شک چلنے سے تکلیف میں اضافہ ہو آ ہے لیکن عاشق کے لیے یہ صورت حال مزید لذت و مسرت کا باعث بنتی ہے۔

چنان گرم است بزم از جلوة ساقی کہ چنداری گداڑ جوہر نگارہ در جام است مستی را

نعت : چنان : جیسے، جگہ اس طرح۔۔۔ چنداری : توجہ، خیال کرے۔ گداڑ : بھلاہٹ۔

ترجمہ : ساقی یعنی محبوب کے جلوے میں محفل اس قدر محو ہے کہ یوں سمجھو جیسے مستوں کے لیے ان کے جام میں نگارہ کے کاسوٹی بھلا ہوا ہے۔ اگر کم گداڑہ کن تو جہ بہ کہ گداڑی کی بجائے محبوب یا ساقی کا جلوہ مستی کے لیے زیادہ مستی یا محبت کا باعث بنا ہوا ہے۔

ندارم شکوہ از غم، باہوم شوق خرمند ز جاہد داشت جوش دل، ہلکا داغ جہراں را

نعت : خرمندہ : میں خوش ہوں۔۔۔ جاہد داشت : جگہ سے اٹھارہ، مزاحمتا رہا۔

ترجمہ : مجھے غم کا کوئی شکوہ نہیں ہے، (غم سے کوئی شکایت نہیں ہے) میں تو کھوٹا، نوق یا عشق کی کثرت سے طوش ہوں کہ اسی کی بنا پر میرے جوش دل نے داغ جہراں کو مٹا کے رکھ دیا ہے۔ جذبہ عشق میں شدت ہو تو عاشق اس میں مست و محو رہتا ہے اور یوں جہرہ غمہ کا خیال یا غم اس کے نزدیک نہیں پہنچتا۔

قضا از نامہ، آہنگ دیدن ریخت در گوشم پہ پشت غنم نہ سترہ نقش روے عنوان را

نعت : آجک دریدان پھاڑے کاروان۔۔۔ نہ حریف نہ حلیا ہوا۔۔۔ نقش روئے عنوان، کتب الہ کو خط میں خطاب کرنے کا انداز۔۔۔  
ترجمہ : ابھی میں نے اپنے پشت باغین سے، خط کے آغاز میں مجھے جن لفظوں سے خطاب کیا گیا تھا، ان میں مطالعہ میں نہیں تھا کہ خط کے میرے  
کاٹوں میں خط پھاڑنے کا ارادہ ڈال دیا۔ یعنی خطاب میں غلط قسم کے الفاظ ہیں تو خط کے متن میں تو اور بھی غلط لہو ہو گا اس لیے ایسے خط  
کا پھاڑنا ہی مناسب تھا۔

بہ تن چپیہ بلزم از نم غولپہ ہر اہن خراش سینہ سطر بنید شد چاک گرہاں را

نعت : غولپہ، غولپہ، خاص خون۔۔۔ چپیہ، چپک چاپٹ کیا۔۔۔

ترجمہ : میرا ہر اہن بھر غولپہ کی نمی سے جسم کے ساتھ چپک گیا۔ گواہی کی خراش چاک گرہاں کے بنی کی سطر بن گئی۔ مولا یہ کہ  
دشمن میں سے کو باغیوں سے کھڑا لیکن خون بہنے کے جب لباس بدن سے چپک گیا اور دشمن کم ہونے کی بجائے برقرار رہی یا بڑھ گئی۔

بہ بزم تب ضبط نالہ باہن داوری دارو زوشنی می شمارو زحرب، دزدیان افغان را

نعت : داوری دارو گرفت کرتا مجھے خط کا کہہ رہا ہے۔۔۔ دزدیان، چڑا، مروجہ۔۔۔ افغان، افغان، فغان، فریاد۔۔۔

ترجمہ : میں نالہ و فریاد کو ضبط کرتا ہوں تو وہ صاحب میری اس قوت برداشت و ضبط کو ظلم خیال کر کے میری گرفت کرتا ہے۔ اور میں جو  
ذریعہ غلغلہ کو دبا ہوں تو وہ اسے میری گستاخی قرار دیتا ہے۔

ہنوز آئینہ ما کی پذیرد عکس صور تما چو تاج شدہ زدا اندر دل افشودیم دغاں را

نعت : ہنوز ابھی، ابھی تک۔۔۔ تاج، فصاحت کرنے والا۔۔۔ اندر دل افشودیم دغاں را ہم ہے۔۔۔ بے گلی اور خرابی کا شکار ہو گئے۔۔۔

ترجمہ : ابھی تک ہمارا آئینہ (معاذ اللہ) صورتوں میں عینوں کی صورتوں کا عکس قبول کر رہا ہے۔ ہماری اس کیفیت پر جب تاج ہمیں  
دیا تو ہم بے حد بے قراری و اضطراب میں ڈوب گئے۔

تکلف بر طرف لب نقشہ بوس و کلمہ ستم ز راہم باز چیں دام نوازشائے پنہاں را

نعت : لب نقشہ، چہرہ یا پتے ہونے والا۔۔۔ باز چیں، اٹھائیں، اٹھالیں۔۔۔ نوازشائے پنہاں، پوشیدہ سراپاں۔۔۔

ترجمہ : تکلف بر طرف، یعنی جی بات ہے کہ میں (ابے محبوب) بوس و کلمہ کا پاسبان ہوں تو میرے راستے سے اپنی ان نظروں آنے والی  
نوازشوں کا بھل اٹھالیں۔ یعنی مجھے وہ بہت نوازشیں کی جاتے تھے ساتھ بوس و کلمہ کرنے کی ہے۔۔۔ خراش ہے۔

بہ مستی گر بہ جنت بگذری زمار نہ فرجی سراپے در رہستی نقشہ دیدار جان را

نعت : زمار، دیکھو، فریاد۔۔۔ سراپے، ایک سراپہ۔۔۔ نہ فرجی، دھوکا نہ کھاؤ۔۔۔

ترجمہ : اگر تو عالم مستی میں جنت سے گزرے تو فریاد دھوکا نہ کھا چکا کیونکہ جو محبوب کے دیدار کے پاس ہیں ان کے لیے جنت محل  
ایک سراپہ ہے۔ (سراپہ، چھٹی دیت ہے۔۔۔ وہ سے پاس کو پانی معلوم ہوتی ہے) مولا یہ کہ اس اجنبی سے آگے محبوب حقیقی کی منزل ہے  
جہاں اس کا دیدار ممکن ہے۔

چمن سلاں جے دارم کہ وارو وقت گل چیدن خراسے کز اوئے خویش پڑ گل کرہ داناں را

نعت : چمن سلاں، جس کا شبنم چمن کی طرح گھٹو وہ گل ہو۔۔۔ گل چیدن، پھول توڑنا، پھنا۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک چمن سلاں بہت یعنی محبوب ہے جو پھول پھٹے وقت تک اس طرح تک تک کر چلتا ہے کہ اس کی اس واسے اس کا دامن  
پھلوں سے بھر جاتا ہے۔ یعنی اس کی ہر ہر دامن پھلوں کی سی دکھائی ہے۔

ہے اندازِ صیحتی چوں بہ گلشنِ ترکاز آری      پریدِ ناسے رنگِ گل، شفقِ گردِ گلشنِ را  
 لغت : صیحتی : شج کی شراب۔ ترکاز آری : خود زہریلے کرنا یعنی تیز چہتا ہے۔  
 ترجمہ : جب تو شج کی شراب پی کر گلشن میں تیز چہتا ہے تو میری اس اداسے پہلوں کے رنگِ بکھ اس طرح اڑا دیتے ہیں کہ میں گنتا ہے  
 جیسے گلشن پر شفق چھا گئی ہو۔

کہلِ نوبهار اندرِ خورشیدِ لالہ کی سوزو      چہ فیضِ ازیمیزبانِ لالہ پیشہ، مصلیٰ را  
 لغت : نوبهار : موسمِ بہار کی تازہ آمد۔ خورشیدِ لالہ : سورج۔ مصلیٰ : میزبانِ لالہ پیشہ : میزبان کی کوئی پروانہ ہو۔  
 ترجمہ : نوبهار لاکھاپ لالہ کے غور میں جل رہا ہے۔ ہلاکسی لالہ پیشہ میزبان سے مصلیٰ کو کیا فیض پہنچ سکتا ہے۔ موسمِ بہار میں لالہ کے  
 سرخ پھول کھلے ہیں یہ گواہِ غورِ جل رہا ہے۔ پھلوں کی جھلکی اور ان کے سرخ رنگ کو آگ سے تشبیہ دے کر گویا یہ کہتا چاہا ہے کہ یہ آگ  
 موسمِ بہار کو جلا رہی ہے۔

چہ دو دہِ دل، چہ موجِ رنگِ درِ ہر پردہ از ہستی      خیالِ شانہ پاشد، طرہ خوابِ پریش را  
 لغت : دہِ دل : دل کا حصہ، فم کے سبب آہ و فریاد۔ موجِ رنگ : رنگ کی لڑ خوشیوں کی لہر۔  
 ترجمہ : کیا وہ دل اور کیا موجِ رنگ زندگی کے ہر پردے میں اپنی فم ہو یا غشی اور فحشا میرا خیال خواب پریش کے طرہ یعنی زلفوں کے  
 لیے کھینچ رہی ہے۔ جس طرح کھینچ رہی ہے منتظر اور ٹھہری ہوئی زلفوں کو سینٹایا آراستہ کیا جاتا ہے، اسی طرح انسانی خیال ذکر و باریں خیالوں  
 کی حقیقتِ تعبیریں کر کے اپنے دل کو تسلی دیتا رہتا ہے۔

بہ شہما پاسِ ناموست ز خوشیم بد گلیں دارد      ز شورِ نالہ کی ریزم شک درویدہ، دریاں را  
 لغت : پاسِ ہوس : تیرے ہوس کا نالہ۔ شور : غل غلنا نیز کھاری شک۔  
 ترجمہ : راتوں کو تیرے ہوسِ اعزّت اور لالچ کا پاسِ دل لٹا کرتے ہوئے میں اپنی زات سے بد گلیں ہو جاتا ہوں چنانچہ میں اپنے نالہ و فہار  
 کے شور کا شک دریاں کی آنکھ میں ڈال دیتا ہوں تاکہ اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ یہ نالہ و فہار کون کر رہا ہے۔

ز مستیِ نحو پاکوبی بود ہر گردبادِ اس جا      رواجِ خانقاہست از کفِ خاکم بیجاں را  
 لغت : پاکوبی : پاؤں کو ناخوشیوں سے رخص کرنا۔ گردباد : گھبراہٹ۔  
 ترجمہ : عالمِ مستی میں ہر گھبراہٹ میں رخص میں محو ہے، مشغول ہے۔ میری محوِ ہر خاک سے بیجاں میں خانقاہ کا سا رواج ہے۔ سرخشا  
 فکد و دہ میں اگر رخص کرتے ہیں۔ گویا چلے تو میں گنتا ہے جیسے ہوا رخص کر رہی ہے۔ عاشقِ بیجاں نوروی میں وہی خاک ہو کے رو گیا  
 ہے۔ اس کی خاک اب ہوا میں اڑتی ہے تو یہ اس کا گوار رخص کرنا ہے۔ اسی حوالے سے غالب نے کہا ہے کہ میری کفِ خاک سے بیجاں  
 میں خانقاہوں کے طور طریقے رواج پانگے ہیں۔

خلیدِ نساے منتظر ہما بر استخوانِ غالب      یکن از عمرے بیادِ رسمِ و راہِ پیکان را  
 لغت : خلیدِ نسا : ست چھنے کی حالت۔ ایک فرض پر عہدہ پیکان کا نام ہے۔ یکن از عمرے : ایک مدت کے بعد۔  
 ترجمہ : اسے غالب امیری بلوں پر حاکی چھنے کی جھین نے ایک مدت کے بعد تجھے پیکان اور بھی یا تھری کوکے کے طور طریقے یاد دلا دیے۔  
 لیکن ہے پیکان سے غالب کی مراد محبوب کی چٹکیں ہیں جو عاشق کے دل میں جھپتی ہیں۔ ظاہر ہے عاشق مرعکاسے اور اس کی چٹکیاں ٹھہری  
 جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ چھنے کا نام ہے۔ یہ صورتِ حال عاشق کو اور خود تو مرعکاسے لیکن اس کا جذبہ شفق زندگی سے ان چٹکیوں کی جھین کی یاد

## غزل # 34

بہ غلوت مژدہ نزدیکی یار است پلورا      فریبِ استخوانِ پاکبازی دادہ ام او را  
لغت : مژدہ : خوشخبری۔۔ پاکبازی : صاف دلا، نیک، سچ، بے غرضی۔۔

ترجمہ : حتمی میں میرے پہلو کے لئے دوست کے قرب کی خوشخبری ہے۔ اسی طرح میں نے اسے پاکبازی کی آزمائش کا دھوکا دیا ہے۔  
ماضی حتمی میں محبوب کے قرب کا تصور کیجئے ہوئے ہے۔ اس حالت میں ظاہر ہے وہ محبوب سے کسی طور پر جھجھکاؤ کرنے سے عاری ہے۔ یہ  
گویا محبوب کو اپنی پاکبازی کا یقین دلاتا ہے۔ جو مذکورہ صورت حال میں سراسر فریب ہے یا اسے خود فریبی کہہ سکتے۔

زنجو پردہٗ محفلِ گلو فریادِ را میرم      کہ می خایہ بہ ذوقِ فتنہٗ شاور وانیِ مشکو را  
لغت : می خایہ : چہا ہے۔۔ فریادِ را میرم : میں فریاد سے آگے ہوں۔۔ شاور وانیِ مشکو : گل یا قہر شعلی کا پر۔۔

ترجمہ : تو مجھ سے (شیریں کی) محفل کے پردے میں کھجولے یا گلو ہونے والے فریاد کی بات نہ کر کہ میں اس سے کہیں بڑھ کر ہوں۔  
(فریاد) تو عشق میں بخون کے باعث قہر شعلی کے پردے یا ساتھیوں کو چہا ہے۔ فریاد کا یہ گل شیریں کو دیکھنے کی غرض سے تھا کہ شاید اس طرح  
شیریں کہیں نظر آجائے۔ شاعر کہتا ہے کہ فریاد کا عشق بس اسی حد تک تھا جبکہ میرا عشق اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لئے میرے سامنے  
اس کی داستان بیان نہ کرو۔

جہانِ ازپادہ و شادمان ماند کہ پنداری      بہ دنیا ازپیکِ آدمِ فرستادنِ مینو را  
لغت : بدامن ماند : مجھ اس طرح لگتا ہے۔۔ مینو : بہشت۔۔

ترجمہ : شراب اور محبوب کے دھوکے کا یہ جہان جوں و کھلی دنیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بہشت اس دنیا میں منتقل کر دی  
گئی ہو۔ بہشت میں شراب طوراً ہوگی اور حوریں ہوں گی۔ اسی حوالے سے شاعر نے دنیا میں شراب اور شہد کے دھوکے میں دنیا کو بہشت  
قرار دے دیا ہے۔

نرمن رنجیدہ با اغیار در ناز است و می خواہد      بہ جنبشِ ہائے اہد ازگرہ پر دازد اہد را  
لغت : رنجیدہ : غامض، برہم۔۔ اغیار : جمع غیر رقیب۔۔ ازگرہ پر دازد اہد را : ازگرہ پر دازد اہد را کے گلے کو درد کر دے۔۔

ترجمہ : مجھ سے تو در رنجیدہ ہے لیکن اغیار کے سامنے ناز دہا کا مظاہر کر رہا ہے اور اس بات کا خواہش ہے کہ اپنے ہاتھوں کی جنبش سے  
اہد کا گلے کو درد کر دے۔ اہد کا گلے مجھے اور برہم کی طاقت ہے اور محبوب کا یہ رویہ عاشق کے ساتھ ہے جبکہ رقیبوں کے ساتھ کہ  
انہی ہاتھوں میں وہیں اس کا رویہ ناز دہا ہوا ہے جسے اہد کا گلے کو درد کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بروزِ تندِ خوئیِ غمگین را رام خود کردن      بہ آتشِ نردوانِ است از موسے تابِ پیشِ سودا  
لغت : تند خوئی : تیز مزاجی۔۔ رام خود کردن : اپنا مسلح کرنا۔۔ غمگین : جمع فتنہ، زخمی دل، مریہ مشفق۔۔

ترجمہ : اپنی تیز خوئی سے زخمی دلوں، یعنی مشفق کو اپنا مسلح بنانا اہل اسی طرح ہے جیسے ہل کو آگ لگا کر اس کے چھوٹے ٹکڑے بنائے جائیں۔  
ہل کو آگ لگے تو وہ باہل قسم ہو جاتا ہے۔ پھر اس طرح اس کے چھوٹے ٹکڑے بن گئے۔

ہائے دیدہ آفاق بین مدہ دستوری انگش چو گوہر رخ کو پیش از مگر منجد ترانو را  
 لغت : حق بین: حقیقت کو دیکھنے ہلے والا۔۔۔ دستوری: علم۔۔۔ گوہر رخ: موتی کو پرکھنے والا۔۔۔ منجد ترانو را: ترانو کا جائزہ لیتا ہے کہ  
 ٹھیک تو ہے یا نہیں۔۔۔

ترجمہ : جب تک لاہو یا آنکھ حق میں نہ ہو اسے گریہ کا خم نہ دے۔ یعنی جس طرح موتی کو پرکھنے والا پہلے ترانو کا جائزہ لیتا ہے کہ آیا ٹھیک  
 تو ہے یا نہیں اسی طرح پہلے دیدہ کا جائزہ لیتا ہے۔ اس کو بھی کیا موتی ہی جنسیں پرکھنے سے پہلے ترانو (دیدہ) کا جائزہ لیتا ہے۔  
 چو بنیشند بہ محفل بگذرا خم در دل انگش کہ رنجہ غیر ازو چوں بے سبب در ہم کشد دورا  
 لغت : بگذرا خم: میں گزارا خم میں۔۔۔ در دل انگش: اسے اپنے دل تک میں۔۔۔ رنجہ: اسے دکھ پہنچے۔

ترجمہ : جب وہ محبوب محفل میں آکر بیٹھتا ہے تو میں اسے اپنے دل تک میں سے گزارا ہوں تاکہ جب وہ گواہے سبب کو پھیرے یا  
 ناک بھوں چہ حالے تو اس کے اس رویے سے رقیب افسردہ دل ہو جائے۔  
 اگر دانہ کہ در نسبت مرا با کیست ہم چشمی کشد دور دیدہ ہر گر دے کہ از رہ خیزد آہو را

لغت : نسبت: تعلق، مشابہت۔۔۔ ہم چشمی: برابری کسی کے برابر دیا ہوا۔۔۔ آہو: ہوں۔۔۔  
 ترجمہ : اگر محبوب کو یہ پتا چل جائے کہ نسبت کے لحاظ سے میری کس کے ساتھ ہم چشمی ہے تو وہ راستے میں اٹھنے والی ہرگز نہ رہن کی آنکھ  
 میں ڈال دے۔ رہن کو اپنا ہم چشم کہنا اس لحاظ سے کہ وہ وحشت کا مارا جنگلی جانور ہے۔ وحشت اس کی آنکھوں سے بچتی ہے۔ کچھ کی حال  
 عاشق کا ہے اور کی بات دونوں میں ہم چشمی کا باعث ہے۔

ہماراں گو، ہر مشاغلہ کوہ و دیلاں شو گل از لخت دل عشقی زبند آن سر کو را  
 لغت : ہماراں گو: ہمارے کو۔۔۔ مشاغلہ کوہ: دیلاں کی مشاغلہ کر اشقی وہاں پھولیں دھیرے سے آراہی کا سلسلہ کر کہ یہ تک اس کو پہنچتی محبوب  
 کے کوپے میں عشق کے دلوں کے گولے کا پھول ہی بنتا ہے۔ دل کا گولہ بھی سرخ ہو تاکہ اس لینے ہو گوا پھول ہی ہے۔

نخل دور است غالب در سخن این شیوہ بس نبود بدیں زواریں کللی می آزہایم دست و بازو را  
 لغت : شیوہ: انداز، طرز۔۔۔ این شیوہ: کئی نہیں ہے۔۔۔ زواریں کللی: ختم، قسم کی کللی۔۔۔  
 ترجمہ : اے غالب! شاعری کا فن (یعنی اس کا ہلکا اور ہے۔ اس میں یہ انداز کئی نہیں ہے۔ میں تو اس ختم کی کللی (یعنی شاعری)  
 سے اپنے دست و بازو کو آزار پہاں۔ یعنی شاعری میں اپنی قوت استعمال کا جائزہ لیتا ہوں۔

### غزل # 35

بارہ شکوے ۶ ہید و کنار کشت ما کوثر و سلسیل ما طوبی ما بہشت ما  
 لغت : کشت: کھیتی۔۔۔ کوثر و سلسیل: جنت کی دو قسمیں۔۔۔ طوبی: جنت کا ایک درخت۔۔۔  
 ترجمہ : ہماری شکوے اور حجاز ہر ایک درخت جس کے نیچے بیٹھ کر شراب پیتے ہیں اور کنار کشت (محبت کا کنارہ) ہی ہمارے لینے  
 کوثر اور سلسیل اور طوبی اور بہشت ہے۔

بس کہ غم تو بڑا ہے اسے تیرے سرشت ما      نسخہ فتنہ می بزد چرخ ز سر نوشت ما  
 لغت : تیرہ : چلی پوئید۔۔ سرشت : طبیعت، فطرت۔۔ سر نوشت :۔۔

ترجمہ : تیرا غم ہماری سرشت میں کہ اس طرح رہا ہے کہ اس کے نوشتہ فتنہ کا نسخہ حاصل کرتا ہے۔ آسمان کے ہارے میں ہے کہ وہ غم و الام پہنچاتا ہے لیکن شاعر کہتا ہے آسمان نہیں پہنچاتا تو میرے عشق میں میں جو غم و الام پہنچا ہے اسے رقم کر کے لے جاتا ہے۔

حسرت وصل ازچہ رو، چوں بخیل سرخوشیم      ابراگر بایستد بر لب جوست کشت ما  
 لغت : ازچہ رو : کس لیے، کیوں۔۔ سرخوشیم : ہم بہت خوش ہیں۔۔ بایستد : ملواریے سے رک جائے نہ رہے۔۔

ترجمہ : ہمیں وصل کی حسرت کیوں ہو۔ ہم تو محبوب کے خیال میں ڈوبے ہوئے اور بہت خوش ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ ہماری کتنی ہی کے کنارے واقع ہے اگر بدل میں بھی برسات تو کوئی پروا نہیں۔ پہلے مصرعے میں جو دعویٰ کیا ہے، دوسرے مصرعے میں تنقید سے اسے واضح کیا ہے۔

نور خرو در آگهی، خواہش تن پدید کرد      صرف ز قویم دوزخ است بایہ در بہشت ما  
 لغت : پدید کرد : ظاہر کی پیدا کی۔۔ ز قویم : ایک خاردار زہریلا درخت جس میں سے دودھ بھی نکلتا ہے، قہر۔۔ بایہ : نوشتہ لڑائی قوت، نشوونما۔۔

ترجمہ : عقل و خود کی مدد سے آگہی یعنی خود آگہی میں تن کی خواہش پیدا کی۔ ہمارے بہشت میں بایہ دوزخ کا زقوم پیدا کرنے میں صرف ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کے باعث کی طرف اشارہ ہے۔ ان میں جب خود آگہی پیدا ہوئی تو نفسانی خواہش ان پر چھا گئی جس کے جب انہیں بہشت سے نکل کر زمین پر بھیج دیا گیا بہشت میں ان کی یہ خود آگہی یا نشوونما ان کے لیے دوزخ کا زقوم بن گئی۔

این ہمہ از عتاب تو ایمنی عود چراست      اے بہ بدی و ناخوشی، خوں تو سر نوشت ما  
 لغت : عتاب : نصرا، پیش۔۔ ایمنی : امن میں ہونا۔۔ سر نوشت : نوشتہ تقار۔۔ عود : دشمن، رقیب۔۔

ترجمہ : یہ جو رقیب تیرے اس عتاب میں بھی حالت امن میں ہے تو کیا کہیں ہے؟ جبکہ ہمارے نوشتہ فقر یا مقدر میں تیری سرشت ہمارے لیے برائی اور ناخوشی ہی کا سلطان کرتی ہے۔ یعنی ہم سے تو بڑا سلوک عتاب سے کہیں بڑھ کر ہے جبکہ رقیب کے لیے تیرے عتاب میں عتاب و اہانت ہی نہیں۔

بڑوہ صد ار بھین بسر بر سر صد ہزار زخم      گر بنی در آفتاب بدو چکر زخشت ما  
 لغت : صد ار بھین : سو چالیس چار ہزار، ملو حشر۔۔ صد ہزار : لاکھ، حشر۔۔ چکر : چکر۔۔

ترجمہ : حشر و زخموں کے ساتھ ہم نے طویل زندگی بسر کی مگر تو ہماری دھت دھوپ میں رکھے تو اس میں سے شراب چنے گی۔ دسٹا مصرعہ کہہ واضح میں ہے۔

بے خطر از خودی بر آلب بہ "انا لھنم" کشا      شیوہ گیرو دار نیست در کنش کشت ما

لغت : "انا لھنم" : میں بہت ہوں۔۔ شیوہ : دار و گیرو چکر، حشر کا انداز۔۔ کنش : کردار، فعل و سوار اصل۔۔ کشت : غیر مسلموں خصوصاً پارسیوں کا عبادت خانہ۔۔ برآ : باہر نکل آنا، نمودار۔۔

ترجمہ : تو بے خوف ہو کر یا کسی خوف اور ڈر میں چڑے بغیر طوری سے نکل کہ ترک کر اور ہو غلام ہے "مکمل الصنم" کے الفاظ لے آئے۔ یعنی "مکمل الصنم" کا منہ ہلکا کر کے ہمارے نکت کے دستور العمل میں کسی قسم کی پکڑ عکس کا کوئی شیہ نہیں۔ سوائے کہ بھی ہمارے آؤ اور روش اختیار کر۔

بارہ اگر بود حرام، بذلہ خلاف شرع نیست دل نہ نمی بہ طوبیٰ باطنہ عزرا بہ زشتیت ما  
لغت : بذلہ، لعلہ، چلا، زدہ، دل کا اندازہ، بذلہ نگی۔ دل نہ نمی: تجھے پہنہ نہیں۔ زشتیت: برا، حقیر۔

ترجمہ : شراب اگر حرام ہے تو بذلہ نگی تو خلاف شرع نہیں ہے۔ اگر تو طہاری، ایگی پات کو یا چچ پینہ نہیں کرنا تو طہاری بری پات ہے تو ہمیں طعنہ دینی نہ کر۔ کسی ذابہ سے خطاب ہے۔ شراب کو ایک ایگی چچ قرار دیا ہے جبکہ بذلہ نگی کو حقیر کہا ہے۔ ذابہ شراب کو حرام قرار دیتا ہے جبکہ بذلہ نگی اس کے نزدیک خلاف شرع ہے۔ اسی حوالے سے غالب نے ذکر و بہت کی ہے۔

گفت بہ حکم صرئی، غالب فستہ اس غزل شلو بہ چچ می شود طبع وفا سرشت ما  
لغت : صرئی: جواب معطلی علیٰ شیعہ صرئی۔۔۔ طبع وفا سرشت: ایسی طبیعت جس کی فطرت میں وفا رہتی ہی ہو۔

ترجمہ : اس معطل کے پس حشر، طالع نے روشنی ڈالی ہے۔ صورت کے ممکن ہے ایک مشاعرے میں غالب نے یہ غزل پڑھی تھی۔ شعلہ کا دوسرا مصد، طریقی مصد ہے۔ حوالی کے الفاظ میں "اب اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم سے جو اس طرح پر غزل لکھنے کی ترغیب کی گئی" ہماری طبعی وفا سرشت، دوست (یعنی صرئی) کے ساتھ ہی الفت سے شلو شلو ہو جاتی ہے۔" (بحوالہ یادگار غالب)

## غزل "36"

دل تپ ضبط تپہ نداد و خدائے را ازنا بجوی گریہ بے ہائے ہائے را  
لغت : تپ: طاعت۔۔۔ خدائے را خدا کے لیے۔۔۔ بجوی: مت تلاش کر، توقع نہ رکھ۔

ترجمہ : ہمارے دل میں ہلا و فدا و عبادہ کرنے کی طاعت نہیں ہے، یعنی ہمارے دل روک لینے کی طاعت۔ خدا کے لیے ہم سے لکی گریہ کی توقع نہ رکھ جس میں "بے ہائے" نہ ہو۔

آید چشم روشنی ذرہ آفتاب برہر زمیں کہ طرح کنی نقش پائے را  
لغت : طرح کنی: نور رکھتا ہے۔۔۔ نقش پائے: قدموں کے نشان، مراد قدم۔

ترجمہ : تو اس جس جگہ اور جہلی جہلی میں اپنے قدم رکھتا ہے وہیں کے ہر جزائے میں لکی روشنی پیدا ہوتی ہے کہ وہ دمپ کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

مشتاق عرض جلوہ خویش است حسن دوست از قرب، مزہ وہ نگہ نا رسائے را  
لغت : مشتاق: خواہشمند، آرزو مند۔۔۔ قرب: نزدیکی۔۔۔ مزہ: خوشخبری۔۔۔ نگہ نا رسائے: کسی نگاہ جس کی خصوصیت رسائی نہ ہو۔

ترجمہ : دوست یعنی محبوب اپنے حسن کے جلوے کی ترغیب کا خواہشمند ہے، یعنی پہناتا ہے کہ لوگ اس کا نقش حسن دیکھ کر اس کی تعریف و ستائش کریں۔ تو اپنی ہر سالہ کا محبوب کے قرب کی خوشخبری سن رہا یعنی جب وہ ترغیب حسن کا خواہشمند ہو گا تو حکم ہے سامنے آئے گا۔ دیکھنے کا سامنے کو، سوجھ بول جائے گا کہ ایک طرح سے اس کے قرب کی طاعت ہے۔

آفتلگی بروج قباہل ی زند اے شعلہ داغ گرد ونگہ دار جاے را

لغت : آفتلگی پریشانی۔ بروج بلدی۔ قباہل ی زند۔ ہلکی انداز میں ہے۔۔۔ داغ گرد۔ داغ ہو جاوے داغ میں ہے۔۔۔

ترجمہ : آفتلگی قباہل بلدی پر انداز میں ہے۔۔۔ اے شعلے تو داغ میں جاوے جگہ کی حفاظت کر لیجی اپنی جگہ پر نگاہ۔۔۔ شعلے میں آفتلگی کی سی کیفیت ہوتی ہے جبکہ داغ اپنی جگہ رہتا ہے۔۔۔ یہاں مراد یہ ہے کہ شعلے میں آفتلگی کو شعلے کی مانند ہے جو نمایاں ہو کر محبت کے جذبہ کو ختم کر دیتی ہے جبکہ داغ جذبہ کو خنک کرنے کی حالت جذبہ محبت کے استحکام و پائیداری کی علامت ہے۔

والمانگی است پے پھر دلاوی خیال شوق تو جاوے گرد رگ خواب پاے را

لغت : والمانگی تھکاوٹ، صحن۔۔۔ پے پھر۔ چلنے والی راہ۔۔۔ رگ خواب پاے۔ سوئے ہوئے پاؤں والی رگ۔۔۔

ترجمہ : صحن دلاوی خیال میں چل رہی ہے۔۔۔ ترجمہ شعلے نے پاے تختہ کی رگ کو راحت دیا۔۔۔ تھکاوٹ سے پاؤں کو راحت دیتے ہیں۔۔۔ مراد یہ کہ دلاوی شعلے میں چلنے چلنے تھکاوٹ نے ہمیں آگیا ہے اور اب تھرا خیالی ہی ہمارے اس سفر شعلے کا راستہ ہی کیا ہے یعنی ہم ترجمہ شعلے میں خیالات میں گم ہوئے رہتے ہیں۔

سر منزل رسائی اندیشہ خوریم درگم است جلوہ پے رہنمائے را

لغت : سر منزل رسائی، پہنچنے کی منزل مقصود۔۔۔ اندیشہ، سوچ، فکر۔۔۔ جلوہ پے رہنمائے را۔ یعنی جلوہ پائے رہنما۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے فکر کی رسائی کی منزل مقصود ہیں۔۔۔ ہمارے راہنما کے پاؤں کا جلوہ ہم میں گم ہے۔۔۔ مراد یہ کہ ہمارا خیال ہمیں کس لے جا رہا ہے اس کی خبر ہمارا نہیں ہے۔۔۔ "راہنما ہم میں گم ہے" سے مراد یہ کہ ہم اس صحن میں خود اپنے رہنما ہیں۔

از چہج و تاب آرزو مند سرکشان انگشت زنبار شمر ہر لوائے را

لغت : آرزو، حرص و ہوس۔۔۔ ستورہ، عاجز و مغلوب ہیں۔۔۔ انگشت زنبار، کسی مخالف سے پتہ مانگنے وقت ہوا انگلی کھڑی کی جاتی ہے۔۔۔ لواء، بھڑا۔۔۔

ترجمہ : سرکش لوگ حرص و ہوس کے چہج و تاب سے تنگ و عاجز ہیں۔۔۔ تو ہر بھڑے کو انگشت زنبار کھ۔۔۔ بھڑے سے مراد سرکش کا بھڑا۔۔۔ یعنی سرکش لوگ بھڑا نہیں اٹھاتے ہوتے بلکہ یہ ایک طرح سے ان کی انگشت زنبار ہے

حسن بتاں ز جلوہ ناز تو رنگ داشت بخود بہ بوسے باد کشیدیم لائے را

لغت : جلوہ ناز، ناز و اراد کا نمایاں ناز و اراد کا مظاہرہ۔۔۔ رنگ داشت، روتق پر ہونا چمک۔۔۔ بوسے باد، بوسے۔۔۔

ترجمہ : ترجمہ جلوہ ناز سے ہمیں یعنی دوسرے مہینوں کے شعلے میں روتق پیدا ہو گئی۔۔۔ ہم نے شراب کی خوشبو کا کہلم بھڑی میں چھت (شراب کی مہل) چھائی لی۔۔۔ محبوب حقیقی کو خالص شراب اور دنیا کے مہینوں اس شراب کی چھت ہیں۔۔۔ شمر کا مطلب یہ کہ ہم بھڑی میں ان کی طرف متوجہ رہے اور اس حسن انانی سے دور رہے۔

گوید تعافل تو کہ رد کردہ توام از پشت چشم ی نگریم پشت پاے را

لغت : تعافل، غفلت ہے تو جی ہے آفتلگی۔۔۔ رد کردہ توام، میں تیرا رد کیا ہوا ہوں۔۔۔

ترجمہ : تیرا تعافل یہ کہتا یعنی بتاتا ہے کہ میں تیرا رد کیا ہوا ہوں۔۔۔ میں اپنی پشت چشم سے ترجمہ پشت پاؤں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ یعنی اچھے سے ملاحظہ ملاحظہ کے قریب سے بدی ہے آفتلگی کے ساتھ گرد گیا ہے۔۔۔ ملاحظہ اس کے پشت پاؤں کے چلنے والے کے پاؤں کا پھلا حصہ سے یہ اندازہ لگتا ہے کہ ملاحظہ نے اس کی طرف توجہ نہ کرنے اسے رد کر دیا ہے۔۔۔ یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ میں جیسے مڑ کر دیکھتا ہوں



تاکہ تجھے اس دھوکے کی چار پوت جلتے کا سہجوں۔

یا رب یہ بلی تنق کہ پرواز کی کند      تنگ است دوش، فرق بلندی گراے را

لغت : بلی چاکر، کس کی تلواریں پر۔۔۔ تنگ: عار۔۔۔ دوش: کندھا۔۔۔ فرق بلندی گرا: بلندی کی طرف مائل سر۔۔

ترجمہ : اے خدا! میرا بلندی کی طرف مائل سر کس کی تلواریں پر سے پرواز کر رہا ہے کہ اس کے لیے کندھا عار کا باعث بن گیا ہے۔  
مستحق، ماضی کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ ماضی کے لیے یہ امر اسٹ فخر ہے، چنانچہ وہ اسے اپنی سر بلندی گردانتا ہے۔

گر چشم اشک از دوست دگر سینہ آؤ از دوست      پاکیزت داوری دل درد آزمائے را

لغت : از دوست: اس سے یعنی محبوب کی طرف سے۔۔۔ داوری: انصاف ظنی، داوری۔۔۔ دل درد آزمائے: دل جو محبوب سے بچنے والے نت نئے درد آزماتا ہے۔۔

ترجمہ : اگر آگہ کے آنسو ہیں، یعنی آگہ اٹھتا ہے اتنا وہ محبوب ہی کی طرف سے ہیں اور اگر سچے میں آہیں ہیں تو یہ بھی محبوب ہی سے ہماری محبت کا نتیجہ ہے۔ پھر خدا جانتے ہمارا درد آزمائے دل کس کے خلاف انصاف ظنی کا فرما رہا ہے۔

موم ز فرط ذوق و قلی نمی شوم      یا رب کیا برم لب خنجر ستائے را

لغت : موم: سرخ۔۔۔ فرط: کثرت، شدت۔۔۔ قلی نمی شوم: قلی نمی شوم، مجھے قلی نہیں ہو رہی۔۔۔ لب خنجر: محبوب کے مجزئی تعریف کرنے والے ہونٹ۔۔

ترجمہ : میں محبوب کے مجزے سے عموماً لطف اندوز ہو کر مر گیا ہوں لیکن خود مجھے قلی نہیں ہو رہی۔ یا خدا! میں محبوب کے مجزئی تعریف کرنے والے اپنے ہونٹوں کو کھل لے جاؤں۔

عالم بریدم از ہم، خواہم کہ زیں پس      کینے گزینم و پھر ستم خداے را

لغت : بریدم: ہرچہ؟ میں کت گیا یعنی دوستوں و فیروے دور ہو گیا یہ قطع تعلق کر لیا۔۔۔ زیں پس: اس کے بعد سے اب۔۔۔ کینے: ایک گوشہ، کونہ۔۔۔ گزینم: چن لوں۔۔

ترجمہ : اے عالم! میں اپنے سب دوستوں و فیروے کت گیا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میں اب گوشہ گیری اختیار کروں اور خدا کی مہارت میں مصروف ہو جاؤں۔

## غزل # 37

تا دوخت چارہ گر بگر چار پارہ را      از بنیہ خندہ بر دم تنق است چارہ را

لغت : دوخت: سیا۔۔۔ بگر چار پارہ: بگر جس کے چار ٹکڑے ہو گئے ہوں۔۔۔ دم تنق: تلواریں و دھار۔۔

ترجمہ : جب سے چارہ گرنے سے بگر کے چار ٹکڑوں یا یعنی بہت زخمی ہو گیا ہے اس وقت سے طالع (ٹکڑوں کا سینا) کوڑا کوڑا ٹکڑے کے خالے سے تلواریں و دھار پر فسی آ رہی ہے۔ مگر یہ کہ زخم محبت کا کوئی طالع چارہ میں۔ ماضی کے لیے تو ایک طرح سے یہ لطف کا سامان ہے۔

با اضطراب دل زہر اندیشہ فارغم      آسائشے است جنبش اس نگاہ اور را

لغت : اندیشہ، فکر۔ فارغ : میں فارغ ہوں یعنی مجھے کوئی پروا نہیں یا میں آزاد ہوں۔ آسانشے : ایک آسانش۔ گہوارہ : گہوارہ۔  
بچے کا گہوارہ۔

ترجمہ : اضطراب دل کے ہونے والے میں ہر طرح کے فکرات سے آزاد ہوں۔ اس جھولے کا پتا آسانش و سکون کا مٹ ہے۔ بچہ جھولے میں پڑا ہونے آرام سے رہتا ہے۔ جھولے کو جھلایا جائے تو وہ اس کے لیچے اور بھی سکون کا سبب بن جاتا ہے۔ یعنی وہ سو جاتا ہے۔ غالب نے دل کو گویا بچے سے اور اضطراب کو جھولے سے تشبیہ دی ہے۔ یوں تو کو ہر طرح کے دیگر فکرات سے بے نیاز ثابت کیا ہے۔  
چون شعلہ ہم ز روئے تو پیدا است خوئے تو آ کے تناب بادہ فرخی نظارہ را  
لغت : زوئے تو : تیرے چہرے سے۔ پیدا است : ظاہر ہے۔ فرخی : تو دھوا کا رنگ۔

ترجمہ : شعلے کی طرح تیرے چہرے ہی سے تیری خصلت نکلیں ہے۔ کب تک تو شراب کی گرمی سے نظارے کو دھوا کا رنگ چہرے کا۔ مراد یہ کہ محبوب کے چہرے کی سرفی زہو شعلے کی طرح ہے اس کی تندہ خوبی کا پتا دیتی ہے جبکہ اسے دیکھنے والے یہ دھوا کا کھاتے ہیں کہ یہ سب شراب کے نشے کی بنا پر ہے۔ غالب یہ کہہ کر اس سے پرہیز کرتا ہے کہ وہ تب تک دیکھنے والوں کو شراب کا پتھر دے گا۔

سرگرم مرشد دل چرخ ستیزہ خو چنداں کہ داغ کرد جبین ستارہ را  
لغت : سرگرم : بھلا مشغول سرگرم کرنا۔ ستیزہ خو : بھڑا، بولا، متکبر۔ چنداں : اس حد تک کہ۔ داغ کرنا : جلا زائل۔  
ترجمہ : بھڑا اور ستکار آملی محبت میں کچھ اس حد تک سرگرم ہو گیا کہ اس نے ستارے کی خوشالی جلا دی۔ آملی کا غم و حزن دھامنے والا کھا جاتا ہے۔ اس کا کسی سے محبت کرنے کا انداز بھی بالواسطہ اسے ثابت ہو گا۔ ستاروں کی خوشالی کو داغ کرنا سے مراد ہے کہ یہ جو ستارے ہیں وہ گویا اس کی محبت ہیں۔

دانی کہ ریگ باد یہ غم رواں چراست این جاگستہ اند عثمان شمارہ را  
لغت : باد یہ غم : غم کا جل۔ جاگستہ : گستاخا، توڑ دلی مٹی ہے۔ این : مہین شمردہ گنتی کی کام۔ مراد مسامتہ۔  
ترجمہ : کیا تجھے کچھ علم ہے کہ غم کے جل کی ریت رواں کیوں ہے یعنی کیوں نہیں رکھی (یہاں باد یہ غم میں) گنتی واعدت کی باگ توڑ دی گئی ہے۔ غم کی ریت رواں ہے یعنی غم کی رود گئی نہیں۔ مسامتہ یا محمد کی باگ تو ٹٹا سے مراد غم کا یا غم کی لہر کا مسلسل چلا ہوا رنہ رکنا ہے۔  
گنتی زگریہ ام تہ و بلاست بعد ازیں جو چہ در میانہ دریا کنارہ را

لغت : گنتی : گنتی، ناک۔ بلاست : دھواک ہو رہے۔ جو چہ : جہاں؛ تلاش کرتے ہیں، تلاش کیا جانے گا۔  
ترجمہ : نہاد میری گریہ سے دھواک ہو گیا ہے، اس کے بعد سے سمندر یا دریا کے وسط میں کنارہ تلاش کیا جانے گا۔ دوسرے لفظوں میں میری گریہ کا طوفان اٹھ اٹھ رہا ہے کہ اس سے سمندر اور ساحل باہم ایک ہی نظر آنے لگے ہیں۔  
اے لذت جھائے تو در خاک بعد مرگ با جہل سرشتہ حسرت عمر دوبارہ را  
لغت : سرشتہ : گوند مٹی ہے۔ مراد بادہ : غی زندگی۔ جہل : بختی۔

ترجمہ : اے محبوب تیری جہاں بھی میرے لیچے اکی لذت ہے کہ اس لذت نے موت کے بعد مثلی یعنی قبر میں جان کے ساتھ دوبارہ عمر کی حسرت کو گوند دیا ہے۔ یعنی غم کے بعد بھی میری یہ خواہش ہو گی کہ مجھے پھر سے غی زندگی ملے اور میں تیری جہاں سے لذت اٹھواؤں گا۔  
رہیں۔

جوہر دمیدز آئینہ دل خستہ آئینا دزدو بخود زخم نگاہت، اشارہ را

لغت : دوسرا، الگ اور جدا۔ دل خست : زخمی دل والا۔ دزدہ : چرانے، چھپانے کا۔ ہم : خوف اور۔

ترجمہ : آئیے سے اس کا ہر اصرار آیا ہے یا بھٹ نکلا ہے۔ آخر وہ زخمی دل اپنی آئندہ اک نیک تحری نگاہوں کے خوف سے اشارے کو خود میں چھپاتا رہے گا۔ مراد یہ کہ محبوب کی نصیحت ہماری نگاہوں نے آئندہ کو بھی خوف زدہ کر رکھا ہے۔

خونم ستارہ بود بدرد فسادگی دل دادو پائے مودی جینخت گزارہ را  
لغت : ستارہ بود رکا ہوا تھا۔ فسادگی : فساد کی اور اسی بجھا ہوا ہوتا۔ پائے مودی : پامودی، دلیلی۔ گزارہ : حد سے نکلنے والی چیز۔  
مستحید۔

ترجمہ : میرا دل فسادگی کے درد کے سبب رکا ہوا تھا یعنی گردش نہیں کر رہا تھا۔ آخر دل نے تحری نگوار کو بہت قوت دلیلی عطا کر دی۔  
یعنی وہ خون کا ہوا تھا مگر تحری نگوار چلنے سے بہ نکلا۔ اور یوں اس کا ٹھکانہ پار کاؤ ختم ہو گیا۔

شع از فروغ چو سلتی درانجمن چون گل بسر دوست زمستی نظارہ را  
لغت : فروغ : روشنی، چمک۔ بسر دوست : ہر دوست، ہر دوست است، سر بہ مارا ہے یعنی سر رکھا ہے۔

ترجمہ : محفل میں سلتی کے چمک کی بنا پر شع نے پہل کی طرح، عالم مستی میں نظارہ کو سر رکھ لیا۔ یعنی محبوب کے شمع کی چمک دیکھ کر شع بھی جو خود روشنی ٹپٹے ہوئی ہے، اس میں محو ہو گئی اور جس طرح پہل کو سر رکھ لیا جاتا ہے اس نے اس نظارہ شمع کو سر رکھ لیا۔ گویا محبوب کے روشن چہرے کے سامنے شع کی روشنی مٹ چکی۔

بگر نشست آتم از جانب کہ بود ہائیش داوری پے داوست خارہ را  
لغت : نشست : پہلے۔ خارہ : خست، تھرا۔ از جانب کہ : کسی کی طرف سے۔

ترجمہ : پہلے تو یہ دیکھ کر ختم کسی کی طرف سے تھا۔ خارہ : بیٹھے کے خلاف داوری کر رہا ہے۔ پہل بیٹھ سے مراد عاشق کا نازک دل اور خارہ سے مراد محبوب ہے جو مشکل ہے۔ ظاہر ہے بیٹھ تو تھرا کہ نہیں تو زسک بھری بیٹھ کو تو زسکا ہے۔ گویا ختم محبوب ہی کی طرف سے ہے۔

داغم زبخت گرہم اوج اثر گرفت آہ از سپر ریخت بفرقم شرارہ را  
لغت : اوج اثر : اثر کی بلندی۔ بفرقم : میرے سر۔

ترجمہ : میں اپنے بخت کے باطنوں میں آرزو ہوں کہ اگرچہ اثر کے لحاظ سے اسے بڑی بلندی ملی لیکن آہ نے آسمان سے میرے سر پر چٹکاری کرادی۔ ظاہر خوش بختی کی بات کی ہے لیکن جہاں مراد یہ ہے کہ آہ نہ صرف بے اثر ثابت ہوئی بلکہ اٹلا اس نے مجھے جلا کے رکھ دیا۔

جانب مرا ذکر یہ نوید شادتے است کلین سحر رنگ داو بنوں، استکارہ را  
لغت : نوید : خوشخبری۔ سحر : سحر، استکارہ : کسی کام کے کرنے سے پہلے قرآن مجید کی آیات چڑھ کر اس کے اطمینان یا برے نتیجے سے احتیاط اشارہ نہیں جاتا۔

ترجمہ : اے جانب اگر یہ سے مجھے شادت کی خوشخبری حاصل ہے کیونکہ اس سحر (مرا ذکر یہ) نے استکارہ کو طوں سے رنگ دیا ہے۔ گویا  
سے مراد آنسوؤں کی قری ہے جو سحر کی بنا پر (استکارہ) سحر کے ذریعے بھی چند دلائل و فیوض چڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ استکارہ کو خوش  
سے رنگین بنانے کا مطلب ہے شمع میں طوں کے آنسو رو اور شادت ہوں ہے کہ عاشق طوں کے آنسو رو رو کر آخر ایک دن اپنی جان  
دے بیٹھے گا۔

## غزل # 38

قضا آئینہ دار مجز خواہد ہر شئی را گھٹنے در نعلوتی اداسے کج کلانی را

لغت : ہر شئی: شہادۂ طائفہ یا شہادۂ ادا نہیں۔۔۔ در نعلوتی: بنیاد یا جڑ میں ہے۔۔۔ کج کلانی: ٹیڑھی ٹوٹی ہوئے سواغور و غور۔۔۔

ترجمہ : قضا اہم خداوندی اور شئی کو اکسار کا آئینہ دار دیکھنا چاہتی ہے، دوسرے اشکوں میں انسان کو بھی کی طرح ہونا چاہیے کہ جتنا اس کا پہل گتا ہے اتنا وہ جگہ جگہ جاتی ہے۔ ورنہ کج کلانی کی اداسی بنیاد یا فطرت میں ٹوٹ پھوٹ ہے۔ دوسرے مصرعے کی وضاحت بھی ایک درشت ہی سے ہوگی۔ سوا کا درست پہل سیدھا ہو تاکہ جگہ سے کوئی پہل نہیں لگے۔ گویا اگر صاحب جلوہ مرتبہ میں اکسار و عاجزی نہیں ہے اور وہ سرباغور و غور ہو گھبرے تو اس کا انجام اچھا نہ ہو گا۔

طبعی نیست ہر جا اختلاط، ازوے حذر خوشتر کم از سوزندہ آتش نیست آب گرم مای را

لغت : طبعی: فطری۔۔۔ اختلاط: ہضم ملنا یا بال بھٹنا۔۔۔ حذر: بچاؤ۔۔۔ سوزندہ: جلا دینے وال۔۔۔

ترجمہ : ہر جگہ یا ہر موقع پر اختلاط کا مسئلہ فطری نہیں ہے۔ اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اس کی مثال یہاں ہے کہ پھل ہر وقت پانی میں دھوئے ہے لیکن گرم پانی اس کے لیے جلا دینے والی آگ سے کم نہیں ہے۔

درشت خواہم آشپارہ دارفت است ی داغ تبم در لرزہ انگند است ہلو صبحی را

لغت : درشت: خروم، میرا بستر۔۔۔ آشپارہ: آتش پارے، چنگاریاں۔۔۔ لرزہ: کھٹی۔۔۔

ترجمہ : صبح کی ہوائ نے میرے بستر سے آگ کی چنگاریاں بھادی یا بھڑادی ہیں لیکن وہ بستر پر کھتا ہے کہ میری گرمی اتنی تری عشق نے اس ہوا پر لگی جارہی کر دی ہے۔

نہ ماند از کثرت داغ غمت آن مایہ جا بلی کہ دانے در فضائے سینہ اندازد سین را

لغت : نہ ماند: نہ رہی۔۔۔ گن مایہ: اس قدر اتنی بھی۔۔۔ دانے: کوئی در سواداغ۔۔۔

ترجمہ : میرے داغ غم کی کثرت کی بنا پر میرے سینے میں اتنی بھی جگہ نہیں رہی کہ کوئی در سواداغ سینے کی فضا میں اپنی سیابی ڈال دے۔ مطلب یہ کہ محبوب کے غم بہت کے علاوہ کوئی اور غم یا غم کا داغ ہمارے سینے میں نہیں ساکتا۔ بھلا فیض امر فیض ۔

تیرا غم ہے تو غم دہر کا شہو کیا ہے

اور حقیقت ہو شمار پوری نے نور ابدل کربات کی ہے

زمانے بھر کے غم یا اک تراغم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

شہیم تاریک و منزل دور و نقش جلوہ ناپیدا ہلاکم جلوہ بقی شراب کد گھی را

لغت : شہیم: جلوارے راستے کا نشان۔۔۔ ناپیدا: غائب نظر نہ آنے والا۔۔۔ گھگھ: کبھی کبھار کی۔۔۔ ہلاکم: میں ہلاک ہوں۔

ترجمہ : میری رات تاریک اور منزل دور ہے جبکہ راستے کا نشان بھی ناپیدا ہے۔ میں کبھی کبھار کی شراب (یعنی جو کبھی کبھار میرا آتی ہے اس کی بجلی کے سے جلوہ پر قربان ہلاک۔ یعنی کبھی کبھار جو شراب میرا آتی ہے اس کی چمک سے میری تاریک رات میں چمک یا روشنی پیدا ہو

جاتی ہے۔ اگر یک رات استفادہ ہے تو عالم سے بڑھتی ہے۔

چہ روئی سازی اسے آئینہ آواز ساوگی ہایت بہ من بگذار گفتم شیوہ حیرت نگہی را  
لغت : چہ روئی سازی تو کیا نہ ہمارا ہے۔۔۔ حیرت نگہی : کسی کو دیکھ کر حیرت نہ پا جرات ہو جائے۔۔۔ گفتم : میں نے، میں نے جو کہہ دیا  
ہے۔۔۔

ترجمہ : اے آئینہ تو کیا نہ ہمارا ہے۔۔۔ میری اس سادگی پر افسوس ہے۔ میں نے جو تجھ سے کہہ دیا ہے کہ حیرت نگہی کا نواز تو مجھ پر چھوڑ  
دے۔ یعنی آئینہ بھی محبوب کا شوق دیکھ کر خود حیرت ہو گیا ہے۔ محبوب کے شوق کی انتہائی دل کشی کی طرف اشارہ ہے۔ طالب کے بقتل۔  
آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا  
بقول سدی ۔

جرم بیگناہ نہاشد کہ تو خود صورت خویش گردد آئینہ بنی برود دل زبیرت  
غیر کا کوئی تصور نہیں ہے کیونکہ اگر تو آئینے میں اپنی صورت دیکھ لے تو تو اپنی تصویر پہلو سے لکل جانتے۔  
اور بعضی کہتے ہیں۔

میں بسیار در آئینہ آن پہ کہ از خود ہم تجاہے کردہ باشی  
تو آئینے میں زیادہ دیکھ، تصویر لے لے بی بی، میرے، کیونکہ اس صورت میں تو خود سے تجاہے کرنے لگے گا۔

واریت بودہ است اندر نملہ بگڑنا نازے جدا از قطره نتوان کرد طوقاں دستچاہی را  
لغت : واریت بودہ است : نظرت کی طرف سے طہ کیا گیا ہے۔۔۔ نملہ : ننلا مرد و طبیعت، نظرت۔۔۔ طوقاں دستچاہی : طوقان کی سی  
صلاحیت و اہلیت ہو جائے۔

ترجمہ : قدرت کی طرف سے ہمارے اکھار و عجز کی طینت میں ناز واریت کیا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے نظریے سے طوقان  
کی سی اہلیت و صلاحیت الگ نہیں کی جاسکتی۔ نظریوں کے مجموعہ ہی سے طوقان بنتا ہے۔ یعنی "نظرہ نظریہ ہم خود دریا" "نظرہ نظریہ دل کردیا  
ہیں جاتا ہے۔

ہلکا کز نو آموزاں در پس رخصتی زانہ بذوق دعویٰ اذیر کردہ بحث بے گنہی را

لغت : ہلکا گویا۔۔۔ نو آموزاں : نو آموز کی طرح، چاہتا ہے، پانچھٹے والے، مبتدی۔۔۔ اذیر کردہ : زلیلی یا کرلی ہے۔۔۔

ترجمہ : اے زلیلا! تو کیا اور پس رخصتی کے چند دنوں میں سے ہے جو تو نے دعویٰ کے ذوق میں بے گنہی کی بحث کر لی ہے۔ زلیلا کو اپنی  
مہارت کا بڑا گھٹن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حوالے سے خود کو بے گناہ سمجھتا ہے۔ یہ شخص اس کا دعویٰ ہے ورنہ اللہ ہی جانتا ہے کہ  
کون بے گناہ اور کون گناہار ہے۔

دلا گرد واری داری چشم سرمہ آلودش غشتم بے زبانی کن بآکار ایم گواہی را

لغت : سرمہ آلود : سرمہ لگی ہوئی، سرمہ لگی۔۔۔ غشتم : پہلے مجھے۔۔۔ بآکار ایم : کام آؤں۔۔۔

ترجمہ : اے دل اگر تجھے محبوب کی سرمہ آلود آنکھوں کے خلاف داری کا خیال ہے تو پہلے مجھے بے زبان کر دے تاکہ میں تجری گواہی  
دے سکوں۔ محبوب کی آنکھوں کی دل کشی دیکھ ہی بھو ہے، جیسا کہ یہ ممکن کہتا ہے۔

غلاف کہ صرف خرابی ہے گردش شب دروز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں جلا کیے

تو جب وہ سر نہیں ہوں تو کیا قسمت نہ احوال ہوں گی۔ بے زبان ہونے اور گوفی دینے سے مراد ہے کہ میری اس ضمن میں خاموشی جو میرے سکود ہونے کی علامت ہے، گواہ بنے گی۔

مراد در محشم کر دستے بدامان تو زد غالب و کیلش من نمی داند طریق داد خوانی را  
 لغت : مراد مت جا۔۔۔ دو خوشی : انصاف پہنچا نہادی ہو۔۔۔ وکیلش من نہ میں اس کو کیلی ہوں۔۔۔

ترجمہ : اگر غالب نے میرے دامن پر ہاتھ مارا ہے تو قہمے میں مت جایا قہمے میں مت آ۔ میں اس کی اگلا کرتا اور جانتا ہوں کہ اسے اعقاب یعنی عاشق کو چاہتا ہوں کہ اسے دو خوشی کا طریقہ نہیں آتا۔ یعنی اگر اس نے شدت محبت میں بخود ہو کر میرے دامن پر ہاتھ مارا ہے تو قہمے میں نہ آ اسے معاف کر دے۔

### غزل # 39

لرزدہ دارو خطر از ہیبت ویرانہ ما میل را پایے سنگ آمدہ درخانہ ما  
 لغت : لرزدہ لگی۔۔۔ پایے سنگ آمدہ : یعنی طوفان کے آگے بڑھنے کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ٹھوکر کھائی۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دیرانے کی ہیبت (خوفناکی) اب تک اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خود خطراً خطرناک اسے دیکھ کر کھپکا رہا ہے۔ گویا عوامان یا سیلاب نے ہمارے گھر میں ٹھوکر کھائی ہے، یعنی وہ بھی ہمارے دیرانے کی یہ ہیبت ناگ حالت دیکھ کر زار کے بازے آگے بڑھنے سے رک گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہماری انتہا پسندی کے سامنے خطر اور سیلاب کی کوئی ہیبت نہیں۔

فنی از برق بلا تعبیر دارو در خویش وین خاک کند آبلہ از دانہ ما  
 لغت : تعبیر دارو : بگیتی ہے۔۔۔ آبلہ : چھلکا۔۔۔ فنی : لکڑی۔۔۔

ترجمہ : لکڑی (یعنی تعبیر) کے ہاتھوں اپنے آپ میں چھپ رہی ہے۔ چھلکا ہمارے دانے سے اپنا خاک کا کرہا بنا رہا ہے۔ اس میں بھی ایک طرح سے اپنے کلام و مصائب کی کثرت کی بات کی ہے۔

چشم بر نازگی شور جنوں دوخت است و در خوں بیش بود مستی دیوانہ ما  
 لغت : دوخت است : مراد جھار کی ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دیوانے نے شور جنوں کی لکڑی پر نظریں جھار کی ہیں۔ خوں میں اس کی مستی اور بھی بڑھ چالی ہے۔ دیوانے ہیں میں۔ ایسا سوں ہماری ہو تا ہے لیکن چونکہ دیوانے کی نظریں جنوں کی شدت (آنکھ) پر لگی ہیں اس لیے وہ ہمارے پکڑی میں نہیں چڑاؤں میں بھی اس کی مستی زور پر دیتی ہے۔

سے بہ اندازہ حرام آمدہ سلتی بر خیز شیشہ خود ہلکن بر سر چاند ما  
 لغت : بہ اندازہ : مراد محدود مقدار میں یا تھوڑی۔۔۔

ترجمہ : اسے سلتی شراب محدود مقدار میں چاہا حرام قرار ملا ہے۔ اس لیے تو اٹھ اور اپنی شراب کی سراپی ہمارے جام کے اوپر توڑا دل۔ مراد یہ کہ ہمیں شراب تھوڑی نہیں زیادہ سے زیادہ ملا۔

تکلیش نام بر آوردہ تماشا دارو در پے مور فرو رفتن کلانہ ما

لغت : قنار داروں : قنبر کی بات ہے، محبوب نگار ہے۔ نام برآورہ : نام پیدا کیا ہے۔ درپے سوزہ : چوٹی کی خاطر کے لیے۔  
ترجمہ : ہمارے گھر کی چلی انگ ہونے پر نام پیدا کیا ہے، یہ بھی کیا خوب نگار ہے کہ ایک چوٹی کے لیے وہ زمین میں چلا گیا زمین میں  
لوٹ گیا ہے۔

ہم چرخے نہ رسیدیم زمین حیرہ سرا / شمع خاموش بود طالع پروانہ ما  
لغت : حیرہ سرا : نزدیک گھر۔ شمع خاموش : بجلی ہوئی شمع۔ طالع : مقدور۔  
ترجمہ : ہمارے نزدیک گھر کو ایک چراغ بھی نہ آتا۔ ہمارے پروانے (جو بجلی شمع پر قربان ہوئے) کے مقدور میں بھی ہوئی شمع ہے۔  
نزدیک گھر فریت کی نشانی ہے۔ پروانہ : بجلی شمع کا ماشق ہے اگر شمع بجلی ہو تو اس کا ماشق بیکار ہے۔ سبز دنیا کی دولت کے پیچھے ہر گنا  
فصل ہے۔

دم تیغ تنگ و گردن ما باریک است / آفرین بر تو و بر دست مردانہ ما  
لغت : تنگ : ڈاک، کمزور۔ باریک : چلی، ڈاک۔  
ترجمہ : تیری تلواریں دھار بھی ڈاک اور کمزور ہے اور ہماری گردن بھی بیکار اسی صوب کی جتنی کمزور و ڈاک ہے۔ تھوہ پر اور ہماری مردانہ  
دست پر آفرین ہے۔ طرہ انداز میں شمش کے ہاتھوں اپنی کمزور جلی کی بات کی ہے۔

دود آہ از جگر چاک و میدان بارو / زلف خیز است زہے دنگ شانہ ما  
لغت : دودا : دھواں۔ میدان : آگہ پھوٹا و بھرت۔ دنگ شانہ : کھٹی کرنے کا عمل۔ زہے : کیا کہنے ہیں۔  
ترجمہ : ہمارے جگر چاک سے آہ کا دھواں اٹھ رہا ہے۔ ہمارے شانہ کرنے (یعنی محبوب کی زلفوں کو ستارنے) کے انداز کے کیا کہنے ہیں  
کہ دود آہ (جو گویا محبوب کی زلفوں کی طرح ہے) کی کھٹی کر رہا ہے۔ یعنی محبوب کی زلفوں تک تو رسائی نہیں ہو سکی، اہت آہوں کے  
دھواں کی سی ایسی کوڑھیں کہ کرم خود کو خوش کر رہے ہیں۔

خوش فروی رود افسون رقیبت در دل / پنہ گوش تو گردد مگر افسانہ ما  
لغت : فروی : رود اترتا ہے، کہتا ہے۔ پنہ گوش : کان کی روٹی جس کی وجہ سے بگڑ جاتی نہیں رہتا۔  
ترجمہ : رقیب کا بلند (یعنی باتیں) تو میرے دل میں خوب کہتا ہے۔ (یعنی اڑ کر آتا ہے) لیکن ہمارا افسانہ (یعنی ہماری باتیں) میرے کانوں میں  
روٹی بن جاتی ہیں۔ یعنی رقیب کی باتوں کا اثر لیتے ہو اور ہماری سنان سنی کر رہے ہیں۔

مو بر آید ز کف دست اگر دہقان را / نیست ممکن کہ کشد ریشہ سراز دانہ ما  
لغت : سراز دانہ : سبز دانہ۔ کف دست : ہتھیلی۔ ریشہ : سرسکھ، جڑ کا سارا کھ، جڑ پھرنے۔  
ترجمہ : اگر دہقان کی ہتھیلی پر اس کی سخت سنت کے نیچے میں، ہل آگ آئیں تو آگ آئیں لیکن ہمارے معاملے میں یہ ممکن نہیں کہ  
ہمارے دانے سے جڑ بھی پھرنے۔ یعنی ہماری سنت کا بار آور ہونا ممکن نہیں۔

دانه بر کھنکی خویش گواہی غالب / دہی ما بزبان خط بیانہ ما  
لغت : خط بیانہ : جام پر لکھی گئی کبیر جس سے شراب کی مقدار معلوم ہو۔  
ترجمہ : اے غالب! ہمارے محلے کے ہمارے بیانے کی کبیر کی زبان سے اپنی کھنکی کی گواہی دے رہی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب کی محدود  
مقدار سے اپنی بات نہیں سنی، ہمیں تو جام پر جام لکھنے والی سے نقل ہوئی ہماری پیاس دور ہوئی ہے۔

## غزل #40

اے گل از نقش کعب پائے تو دایا ترا گل فشان کردہ قبا سرو خرامان ترا  
 لغت : سرو خرامان : فشان ہوا سرو، محبوب کا قد، محبوب۔ گل فشان : پھول برساتے والا، دایا۔  
 ترجمہ : اے محبوب! تجھے کف پا کے فشان سے حیرا دامن پھول بن گیا ہے اور تجھے سرو خرامان نے لہاکو پھول برساتے دلا دیا ہے۔  
 یعنی محبوب کے رونمیں روئیں میں آؤ گی چمک اور خوشبو ہے۔

تا ز خون کہ ازیں پردہ شفق باز دہد روئی شمع بہار است گریبان ترا  
 لغت : ز خون : کس کے خون سے۔ باز دہد : ہار دہا، ہار پھولے۔  
 ترجمہ : دیکھیں کس کے خون سے اس پردے سے ہر شفق پھولے۔ تیرا گریبان شمع بہار کی روئی ہے۔ گریبان کو پردہ کہا ہے۔ خون کے  
 حوالے سے شفق کہا ہے۔ جس طرح موسم بہار کی شمع میں فشان خوشبو کثرت سے ہوتی ہے، کچھ لمبی کیفیت محبوب کے گریبان کی ہے۔  
 ظاہر ہے اس قدر حسن و نقش گریبان کسی نہ کسی عاشق کو لے بیٹھے گا۔

ہر قدر شکوہ کہ در حوصلہ گرد آئدہ بود گوے گردید بہ مستی خم چو گلیا ترا  
 لغت : گوے گردید : گیدہ بن گیا۔ چو گلیا : ایک کھیل جو گھوڑے پر بند کر گیدہ اور چھڑی سے کھیلے ہیں۔ اگر بڑی میں است ہاں کہتے  
 ہیں۔

ترجمہ : ہم میں جس قدر بھی شکوہ کرنے کا حوصلہ تھا، وہ عالم مستی میں تیرے علم چو گلیا بن کر رہ گیا۔ مراد یہ کہ تجھے دیکھ کر شکوہ کرنے کا  
 حوصلہ نہ رہا، تیرے دیدار سے خوش ہونے کی بنا پر شکوہ کرنے کوئی نہ چلا۔ میر تقی میر نے یہ مضمون پس پاندھا ہے:

تقاضی میں ان سے لیے تو کیا کیا نہ کیسے میر پر کچھ کہا گیا نہ غم دل دیا سے آج  
 جذبہ زخم دلم کار گر افلا، مہلو . عطسہ غریب کند مغز شکدان ترا  
 لغت : جذبہ : کشش۔ مہلو : خدا نہ کرے۔ عطسہ : چھینک۔ غریب کند : بھلی کرے۔

ترجمہ : میرے دل کے زخم کی کشش موثر جیت ہوئی۔ خدا نہ کرے چھینک تیرے شکدان کے ملز کو بھلی کرے۔ مراد یہ کہ عاشق کا  
 دل زخمی ہے، محبوب، عاشق پر مزید سختی کرنے کی خاطر اس زخم پر تک چھڑک رہا ہے۔ محبوب کی اس سختی کے باعث درد عاشق کی یہ دعا ہے کہ  
 خدا نہ کرے اسے (محبوب کا) چھینک آجائے اور اس کے تجھ میں شکدان ٹوٹ جائے۔

عبد بوسے کباب از نفس غیر و خوشم ی شنام اثر گری پنہان ترا  
 لغت : بوسے کباب : بٹنے کی خوشبو۔ نفس : رقیب کا سانس۔ ی شنام : میں بچا نہا ہوں، یعنی واقف ہوں۔

ترجمہ : رقیب کے سانس سے بٹنے کی بو میں آ رہی اور میں اس صورت حال پر خوش ہوں کیونکہ میں تیری پوشیدہ گری کے اثر سے آگاہ  
 ہوں۔ مطلب یہ کہ تیری غلی جھٹ کی حرارت کا دل پر گواہ ہو رہا ہے جس کے تجھ میں دل کے بٹنے کی بو سانس سے نکلیں ہوتی ہے، انہم  
 میں خوش ہوں کہ رقیب اس کیفیت سے محروم رہا ہے۔



راحت دائمی ذوق طلب را لازم گرد فناک بود سلیہ خیابان ترا

نعت : ذوق طلب مراد محبوب تک رسائی کا ذوق۔۔۔ گرد فناک نئی دہلی یا محضی گرد۔۔۔

ترجمہ : میں تو تک رسائی کا تجھے پانے کی خاطر مسلسل تک و دو کر رہا ہوں۔ وہ میرے لئے باعث راحت دائمی بھی ہے اور اس پر مجھے غرور بھی ہے۔ اس ضمن میں مجھے جس جس خیابان سے گزرنا پڑ رہا ہے وہاں کی گرد فناک ہونے یا محضی ہونے کے سبب میرے لئے سلیہ کا کام دیتی ہے۔ یعنی میرے حصول میں مجھے جو تکلیف پہنچتی ہیں وہ میرے لئے راحتیں ہیں۔

چشم آفرینہ بخون عین و زخولت بدر آئی ایک ابر شفق اکوہ گلستان ترا

نعت : آفرینہ بخون خون میں تھمتی ہوئی۔ بدر آئی باہر آہ آ۔۔۔ ایک یہ کہ اب۔۔۔

ترجمہ : خون میں ڈوبی ہوئی میری آنکھ زخولت سے باہر نکل کر کیجی۔ یہ تو میرے گلستان کے لئے شفق اکوہ یعنی سرخ بادل ہے۔ خون کے حوالے سے شفق کد۔

آئی از بزم رقیب و بر راحت میرم تا ربکم دل از ناز پشیمان ترا

نعت : بر راحت میرم میرے راحت میں۔۔۔ ربکم: تاکہ میں ازاں یعنی مولوں کی طرف باک کر لوں۔۔۔

ترجمہ : تو رقیب کی محفل سے آ رہا ہے اور میں تیری دلوں میں جان پھلو کر رہا ہوں تاکہ اپنی اس قربانی سے میں میرے دل کو اپنی طرف باک کر سکوں جو میرے ناز و انداز کے ماحول پشیمانی سے دوچار ہے۔ مطلب یہ کہ شاید میری یہ قربانی تجھے میرا کچھ احساس دلانے۔

چ غم از سلی سنگ ستمش کرد کیود سبزہ زار بہت غم طرف خیابان ترا

نعت : سلی: چیز۔ کیود: کیوں۔۔۔

ترجمہ : خدا معلوم کس غم نے اپنے سنگ ستم کے چھترے میرے جسم کو بٹا کر رکھا ہے کہ وہ جسم (میرے خیابان باغ کے کھڑے کا سبزہ زار) بن گیا ہے۔

فرمت باد کہ سر در سر کرات کویم آفتاب لب باہم شبستان ترا

نعت : فرمت باد: خدا تجھے آرام سکون دے۔۔۔ سر در سر کرات کویم: ہم نے تجھے کام یعنی محبت میں سر و حڑ کی بازی لگادی۔۔۔ آفتاب لب باہم: سورج غروب ہونے کے قریب ہو یا انسان کا مرنے کے قریب ہو۔۔۔

ترجمہ : خدا تجھے آرام سکون سے نوازے کہ ہم نے اب تجھے کام یعنی تیری محبت میں سر و حڑ کی بازی لگادی ہے۔ اس پر سمجھو کہ ہم تجھے شبستان کے آفتاب لب باہم ہیں اور ہماری یہ حالت میرے سکون کا باعث بن جانے کی۔

ہر حجابے کہ دید دے بہ ہنگام شوق پردہ ساز بود زمرہ سخنان ترا

نعت : دید دے: وقوع پزیر ہوا ہے، ظاہر ہوا ہے۔ پردہ ساز: ساز کی دھن، لے۔۔۔ زمرہ سخنان: زمرہ سنج کی جگہ، نغمہ لگانے والے۔۔۔

ترجمہ : جو بھی حجاب ہنگام شوق میں ظاہر ہوا ہے وہ میرے نغمہ لگانے والوں یعنی ماستوں کے لئے ساز کی لے ہے۔ مراد یہ کہ شوق میں ظاہر ہونے والا ہر حجاب یا پردہ نہیں ہے بلکہ عشاق کے لئے وہ ساز کی دھن ہے، یعنی ان کے لئے مزید دلکشی کا باعث بھی ہے اور اس سے میری محبت کی حقیقت بھی سامنے آتی ہے۔

کار غش ساخت از حسرت پیکل غالب حق بود بر جگر ریش تو دغائے ترا

نعت : فارش ساختہ : اسے (بکر کا) فارغ کر دیا، بھارت دلا دی۔۔۔ بکر بھل : زخمی بکر۔۔

ترجمہ : اسے غالب تھے اپنے بکر پر محبوب کا تیر کھانے کا شوق تھا جو پورا نہ ہوا اور میں تھے اس کی صرست رہی لیکن میرے داغوں نے تیرے بکر کو زخمی کر کے تھے اس صرست سے بھارت دلا دی، اس لیے داغوں کا اس زخمی جگہ پر اعلان ہے۔ یعنی ناشق کو جو میر جیت کی صرست رہی وہ اس نے اپنے داغوں سے بکر زخمی کر کے پوری کر لی۔

## غزل # 41

نعت در بوجہ دانش گدازد مغز خفایں را . بست تنگ شکر سازد دہان تلخ کھایں را

نعت : بوجہ دانش : عقل و دہرد کی کھلی۔۔۔ مغز خفایں : غم یا دانش سے ماری مغز والے۔۔۔ تنگ : پھولنے سے کارتن، قریب۔۔

ترجمہ : حیرانم جیت غم لوگوں کے مغز کو عقل و دانش کی کھلی میں کھلانا، یعنی اس غم سے ان میں عقل و شعور پیدا ہوتا ہے اور تیرے ہوش تلخ کام لوگوں (غم و آزدگی کے مارے ہوئے) کے دہن کو تنگ شکر بنا دیتے ہیں۔ یعنی وہ تیرے شیریں ہوشوں کے پوسے سے اپنے مارے دہن کو غم بھول کر مسرت و شادمانی کی لذت پا لیتے ہیں۔

نعت در کار با اندازہ ہر کس نگہ دارد . خفایں داوی غم می گمارد تیز گھایں را

نعت : می گمارد : مقرر کرتی ہے۔۔۔ تیز گھایں : تیز قدم یعنی تیز چلنے والے لوگ۔۔

ترجمہ : اندھا دہر تنگ امور میں ہر کس کے حوصلہ و دست اور اہل کت کو چلی غم رکھتی ہے، چنانچہ داوی غم لے کر لے کیلے وہ تیز قدم انسانوں کو مقرر کرتی ہے۔ یعنی غم و الم برداشت کرنا ہر کس کے بس کا رنگ نہیں۔ اس کیلے بڑے حوصلے اور قوت برداشت کی ضرورت ہے۔

نعت : زہستی پاک شوگر مرور دہی، کاندہ ریں داوی . گرانی بہت دخت رہو آلودہ دایں را

نعت : زہستی : زہر و مراد زہلی، طاقی یا بہت سے ربطت۔۔۔ مرور دہی : راستے کا لہر، ساک۔۔۔ آلودہ دایں : مرور لوگ، جن کا دامن دیواری طاقی سے آلودہ ہے۔۔

ترجمہ : اگر تو مرور دہی ہے تو دیواری طاقی سے خود کو آزاد کر لے، کیونکہ اس داوی میں آلودہ دامن رہو اور اس سفریوں کے لیے مسکن سفر بہرہ بھاری ہوتا ہے۔ گویا بہت سے دیواری ایک ایسا بیوہ ہے جو اٹھنا مشکل ہے، بصورت دیگر زندگی میں سکون ہی سکون ہے۔

نعت : دماغ فتنہ می نازد بسلان رسید نما . طوع نشہ گرد راہ باشد خوش خرایں را

نعت : بسلان : رسید نما : مراد شراب کا شرج حالے کا سامان۔۔۔ فتنہ : شر۔۔۔ طوع نشہ : نشہ کا چھتری بسلان رسید نما۔

ترجمہ : فتنہ و شر کے دماغ کو اس بات پر غر ہے کہ اس کے پاس ایسا سامان ہے جو انسان کو نشے میں فتنی کر دیتا ہے لیکن خوش غم لوگوں کے لیے یہ غریبی راہ پر چل رہے ہیں، ایسا فتنہ محض ان کے راستے کی گرد ہے جو پیچھے رہ جاتی ہے اور وہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔

نعت : رسوائی ارباب تقویٰ جلوہ اے سرکن . کتنا بایستانی ساز شہام نیک ثانیں را

نعت : ارباب تقویٰ : پرہیزگار لوگ، زہد۔۔۔ سرکن : مراد کھل۔۔۔ کتنا : وہ ایک اور نرم کپڑا، چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔۔۔ شہام : میرے شہادہ، یعنی محبوب۔۔۔ جلوہ اے : کوئی جلوہ۔۔۔ بایستانی ساز : چھارے۔۔

ترجمہ : اور اب تقویٰ (مرواد پارسل) کے (موجودہ) اس کی ولایت اور سواری کی خاطر اسے میرے محبوب اپنا جلوہ دکھا اور میں ان نام نہاد ٹیک نام لوگوں کی کتابیں چھڑا دیں۔ مطلب یہ کہ جب وہ میرے حسن کا نظارہ کریں گے تو اپنی ساری پارسل بھول کر نظارے میں کھو جائیں گے اور میں ان کی پارسل کا بھانڈا چور اپنے حسن بھوت بنائے گا۔

معرض نازِ خویں رازِ ما بیجاں تر بارو      مٹل از برقِ باشد در ریشِ زاریں ستمیں را  
لغت : معرض ناز : اپنے ناز و دار کے اظہار سے۔۔۔ مٹل : لگم۔۔۔ دریں ستمیں : اہل شکن و شوکت کا دشمن، جن کے گھوڑوں کی لگائیں سونے کی ہوں۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اپنے ناز و دار کو اس طرح دکھائے کہ اس کے راستے میں آنے والے دریں ستم ام سے بھی زیادہ چپ و دھڑلہ ہو کر اپنے گھوڑوں کو سہت و ڈاڑھ دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ بڑے بڑے حسین بھی جب اس کے ناز و دار دیکھتے ہیں تو وہ بھی جھوٹا ہو کر آگے نکل جاتے ہیں۔ کشش کا مکمل باعث بن جاتا ہے۔ بہت ملتی۔

زمت نہ گوشتِ چشمے نہ بچین اہلے      بچہ تم کہ دلِ برہمن زلفِ چون شد  
لغت : زمت : نہ گوشتِ چشمے نہ بچین اہلے کی جگہ یعنی کوئی محبوبانہ اور انیس ہے، میں حیران ہوں کہ برہمن کی طرح اس کو دل دے بیٹھا ہے اور بہت ملتی۔

گل ہو، مست ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر      اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو  
خرائیم و رضائش در خرابی ہائے ما باشد      ز چشم بد نگہدارِ خدا، ما دو مشکلاں را  
لغت : خرائیم : ہم چاہاں ہیں۔۔۔ نگہدار : ملاحظہ رکھے۔۔۔ دو مشکلاں : دو لوگ جن کا مکمل دوست یا دوستوں کے حسبِ خواہش ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم چاہاں ہیں اور اس محبوب کی رضا بھی یہی ہے کہ ہم چاہاں میں کاٹھار رہیں۔ خدا ہم دو مشکلاں کو نظرد سے ملاحظہ رکھے۔ یعنی جب دوست کی یہی خواہش ہے تو ہم اسی میں خوش ہیں اور خدا ہماری اس خوشی کو نظرد سے بچائے (محبوب کی خوشی ہماری خوشی) بسا اناہد سر مست دبا اقلوہ در طاعت      تو دانی تلبہ لطف از خاکِ بزداری کدالیاں را

لغت : بجا بہت سے۔۔۔ طاعت : فرائض و ریاضات۔۔۔ لطف : مہربانی۔۔۔ کدالیاں : وہ کس کس کو۔۔۔  
ترجمہ : بہت سے ایسے ہیں جو تیری راہِ محبت میں سر مست گرے پڑے ہیں اور ان کی ایک ایسی چیز جو تیری طاعت و بندگی میں لگے ہوئے ہیں۔ اب یہ تو ہی جانتا ہے کہ کس کس پر مہربانی کرتے ہوئے تو اسے خاک سے اٹھائے گا۔ مطلب یہ کہ اسی میں سے کون تیری نوازش و توجہ کے لائق ہے اس کا صرف تجھ کو علم ہے۔

ز قائلِ مزوہ زخمے، گل در جیبِ جاں ریزو      نخلِ اکبیز باشد بوجے خوں، خوئیں مشکلاں را  
لغت : مزوہ : غمخیزی۔۔۔ نخلِ اکبیز : سرست و شہدائی یہ جاننے والی۔۔۔ خوئیں مشکلاں : جن کے دماغ میں طون کی بو ہو۔۔۔

ترجمہ : قائل (یعنی محبوب) کی طرف سے مجھے دہم لگائے جانے کی غمخیزی میری روح کے دامن کو پھولوں سے بھر دیتی ہے۔ کچ ہے باگی بہت ہے کہ یہ خوئیں مشکلاں ہیں جن کے لہجے بوجے طون ان کے پیش و دست میں اضافہ کرتی ہے۔  
جہاں را خاص و عامی ست آن مغرور و اس عاجز      بیا غالب ز خاصلِ بگزرو بگززار علماں را

لغت : خاص : خاص لوگ۔۔۔ عامی : عام لوگ۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں خاص لوگ بھی ہیں اور عام لوگ بھی۔ وہ (خاص لوگ) مغرور ہیں تو یہ (عام لوگ) عاجز رہے ہیں۔ اسے غالب ان کو خاص

سے گزر جاؤ اور عوام کو چھوڑو۔ یعنی نہ ان میں خود کو شمار کرو نہ ان سے کوئی تعلق رکھو۔

## غزل #42

گویم تازہ دارم شیوہ جلو بیابان را      ولے در خویش بنم کارگر جانوںے آہن را

لغت : شیوہ انداز۔ جلو بیابان: جن کی شامی میں محدود کشی ہے۔

ترجمہ : میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتا کہ میں جلو بیان شعرا کے طرز شامی کو تان رکھ رہا ہوں یا زہرہ رکھ رہا ہوں، تمام دعا ضرور ہے کہ میں خود میں ان کی سرپائی کو کارگردیہ رہا ہوں یعنی ان کے طرز و اسلوب نے مجھے خاصا متاثر کیا ہے۔

ہلکا پیش کار بخت ناسازم بہ تخیلی      ستوہ آوردہ ام از چارہ جوئی میبایں را

لغت : پیش کار: خدمت گزار۔ بخت ناسازم: میرا ہواشی نہیں۔ ستوہ آوردہ ام: میں نے تنگ دعا کر دیا ہے۔

ترجمہ : میں تخیلی میں اپنے ہواشی و ہمتاں کو قصے لگا کر یاد رکھ رہا ہوں، کیونکہ میں نے اپنے سہیلوں کو ان سے جدا کر دیا تھا خدا کے تنگ دعا کر دیا ہے۔ یعنی ان کے اس طرح تنگ آ جانے سے میں تمہارا اپنی قصی کو سنوارنے میں لگا ہوا ہوں۔

نمدارو حاجت لعل و گمر حسن خدا دولت      عبث در آب و آتش رائدہ ای بازار گلشن را

لغت : نمدارو: ضرورت۔ محبت: پیار، مودت۔ رائدہ ای: تونے ہٹا دیا دیکھا ہے۔ بازار گلشن: بازار گلشن کی جمع سوداگر۔

ترجمہ : میرے خدا و حسن کو کسی لعل و گمر کی ضرورت نہیں، تونے خواہ تو سوداگروں یعنی لعل و گمر کے سوداگروں کو اپنی اور آگ میں دھکیل دیا ہے۔ لعل کا رنگ سرخ ہونے کے واسطے سے آتش کا اور سولی میں جھونک ہوتی ہے، جسے غریب میں آپ کہتے ہیں اس کے واسطے سے کہ بہت شاعر۔

نہیں محتاج زبور کا جسے خلی خدا نے دی

چہ بے برکت است جہل داوان بہ زخمے زاسوم خنجر      بلا کسرم فراخی ہائے پیش سخت جانوں را

لغت : بے برکت: کچھ پلے نہ ہو، صحت نہ ہو۔ بلا کسرم: میں لدا ہوا ہوں۔ سخت جانوں: صحت و صحت والے، جو تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اگلی زخمہ رہتے ہیں۔

ترجمہ : اس محبوب کے گلزنی و دعا کے ایک ہی دلم سے جان دے دیا کہ قدر کم ہتی اور بے غرضگی کی بات ہے۔ میں سخت جانوں کے پیش و صحت کی فراخی و کثرت کا لدا ہوا ہوں۔ اپنی کم ہتی اور سخت جانوں کی بعد بلکہ ہتی کے موازنہ سے انہیں سراہا ہے کہ وہ لوگ غم پہ غم یا تکلیف پہ تکلیف اٹھا کر بھی خود کو ہشاش بشاش اور خوش و غم رکھتے ہیں۔

عوض دارد گر آزار و دلم آزرده می خواہم      بہ قتل خویش، دست و سلسلہ نازک میبایں را

لغت : عوض: بدلہ۔ آزار و دلم: تکلیف پہچانا ہے۔ نازک میبایں: چکی کر والے، یعنی مصروف۔

ترجمہ : اگر مجھے قتل کر کے نازک بیان میرے دل کو آزار پہنچاتے ہیں تو اس کو بدلہ ہے اور میری خواہش یہی ہے کہ ان کے ہاتھ اور گلاں یعنی دست و پاؤں آزرده ہوں۔

سراغ فتنہ ہائے زہرہ سوز از خویشتنِ کیرم رگ اندیشہ نبض کلر باشد کلر دامن را

نعت : فتنہ ہائے زہرہ سوز، محبت کے ایسے فتنے جن سے چاہل جلتے۔ کار دامن : کام جانتے کھٹے والے۔

ترجمہ : میں اپنی حالت ہی سے محبت کے زہرہ سوز فتنوں کا سراغ لگاتی ہوں۔ واقعی جو لوگ کار دامن ہیں انہیں سوچ اور فکر کی رگ ہی سے سانس کی نبض معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی محبت میں جو کچھ مجھ پر گزری ہے وہ سوں پر بھی اسی طرح گزرتی ہوگی۔

بہ لفظ عشق صدرہ کوہ و دریا در میان گفتن بیاموزید تا پیشش برید افسانہ خواہاں را

نعت : صدرہ : سحر جہ، کئی۔ کوہ و دریا : مروجہ معنیوں کے پہاڑ۔ بیاموزید : سیکھو۔۔۔ افسانہ خواہ : افسانہ پڑھنے والا۔

ترجمہ : جب تم عشق کی بات کرو تو اس دور میں بیگلوں مروجہ معنیوں کے پہاڑ کا ذکر کرنا افسانہ خواہوں کو سیکھ دو تاکہ پھر انہیں اس کے سامنے لے جاؤ۔ مروجہ : عشق میں معنیوں کے پہاڑ کاٹنے چڑتے ہیں۔ اس شعر کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ فتنہ کوہ و دریا کی طرح پھر پھر ایک نوجوان نے افسانہ خواہوں تک پہنچا دو تاکہ وہ افسانے سناتے وقت سامعین کو گویا پھر پھر اٹھ کر دیں۔

نہ بینی برگ روز زر گشت و گل کبریت احمر شد کند پائیز گوئی کیسار باغبان را

نعت : برگ روز : انگوڑی کی تل کا پتہ۔ کبریت احمر : سرخ کندھک۔ پائیز : خوں۔۔۔ کیسار : سونا پٹنے والا کسی معمولی حالت سے۔۔۔

ترجمہ : کیا نہیں دیکھا کہ انگوڑی کی تل کا پتہ سونا پڑا اور گل (گلکباب) سرخ کندھک بن گیا ہے۔ گویا موسم خوں نے باغبانوں کو کیسار بنا دیا ہے۔ خوں میں پتہ زرد ہو جاتے ہیں اور گلکباب، خوں میں سرخ کندھک (گلاب) بن جاتا ہے۔ اسے کیسار بنی کا نام دیا گیا ہے۔ خوں میں پھولوں اور پھولوں کی جو حالت ہوتی ہے اسے شاعرانہ انداز اور استعاروں میں بیان کیا ہے۔

سرخ از نادرائی؛ بے نیازی عالمے دارد حکایت با بود با خویشتن، مر بے زبان را

نعت : سرخ : ناراضی مت ہو۔۔۔ عالمے دارد : ایک کیفیت یا شان رکھتی ہے۔

ترجمہ : تو بھاری ہے تو بھی کارنامہ میں بے نیازی کی اپنی ایک شان ہے۔ بے زبان یعنی خاموش رہنے والے کو اپنے آپ سے حکایتیں یاد باتیں کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ خاموشی ظاہر اور محبت بات نہیں لیکن خاموش رہنے والوں کے لیے اس میں ایک خاص لطف اور شان ہے۔

نگیرد دیگران راقی بجزے کر کے غلط سرت گردم شغیے روز محشر دل ستائ را

نعت : حق : خدا اقل۔۔۔ سرت گردم : میرے قربان ہواؤں۔۔۔ دل ستائ : دل لینے والے صمیم۔۔۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ اگر کسی ایک کو اس کے کسی جرم پر بخش دے تو اسی قسم کا جرم کرنے والوں کو بھی وہ بخش دے گا۔ اے محبوب، میرے قربان ہواؤں تو تو روز محشر صمیموں کے لیے ایک شفاعت کرنے والا ہو گا۔ یعنی خدا جب تجھے معافی پر ہر روز قسم کرنے پر بخش دے گا تو اسی بنا پر دوسرے صمیم بھی بخشے جائیں گے اور میں تو شیخ روز محشر قرار پائے گا۔

نداند قدر غم تا در نمائد کس بدای غالب سرت خیزد از تھید پیراں، نوجواہاں را

نعت : پیراں : بڑی کی بیوی، بیوی، تہہ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب جب تک کوئی غم میں جھانے ہو اس وقت تک وہ اس کی قدر سے بلواؤں رہتا ہے۔ نوجواہوں کے لیے پیراؤں کی بڑی سرت کامیاب بنتی ہے۔ غالب ہی کے بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر نہیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

## روایف۔ ب

### غزل # 1

خیز و بے راہ روئے را بر راہے دریاب شورش افزا نگر حوصلہ نگاہے دریاب  
 لغت : بے راہ روئے را کسی راہ بھولے یا غلط راہ پر چلنے والے کو یا جس کا کوئی راستہ نہ ہو۔ نگہ حوصلہ نگاہ ایسی نگاہ جس میں حوصلہ  
 ملایا ہو، حوصلہ مند نگاہ۔  
 ترجمہ : اٹھ اور کسی بے راہ رو کو کسی راستے کے کنارے پالے، دیکھ لے۔ حوصلہ مند نگاہ کو شورش افزا ملامت میں دیکھ۔ مطلب یہ کہ  
 تجھے عشق میں کسی کو اپنی عقل کی خرابی میں وہ سر راہے چلا ہے اور اس کی ان نگاہوں میں جو بڑے حوصلے والے تھے اب اس عشق کے  
 سبب ایک نوجوان کا ہوا ہے۔

عالم آئینہ رازا ست چہ پیدا چہ نمل تب اندیشہ نداری بہ نگاہے دریاب  
 لغت : چہ پیدا کیا ظاہر۔ عالم : کائنات۔ تب اندیشہ : غور و فکر کی طاقت۔  
 ترجمہ : یہ کائنات کیا ظاہر میں اور کیا باطن میں دونوں صورتوں میں اس حقیقت مطلق کے راز کا آئینہ ہے۔ اگر تجھ میں اس کیفیت پر غور  
 و فکر کرنے کی طاقت نہیں ہے تو نگاہوں ہی سے یہ راز پالے۔ مراد یہ کہ کائنات کی ہر ہر شے اس ذات مطلق کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ انسان  
 اگر اس ضمن میں غور و فکر سے کام لے تو کم از کم اس کی نگاہیں اسے اس راز سے آگاہ کر سکتی ہیں۔ بغل سدا۔  
 برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر ورق و فرسیت معرفت کردگار  
 اصحاب عقل و دانش کے لئے سبز درختوں کا ایک چارہ اس کردگار کی معرفت کے لئے ایک بڑی کتب ہے۔

رہ معنی نری جلوہ صورت چہ کم است فہم زلف و شکن طرف کلاہے دریاب  
 لغت : معنی : حقیقت، باطن۔ جلوہ صورت : ظاہر کا جلوہ۔ شکن طرف کلاہے : کسی کلاہ کا شکن، یعنی کلاہ کا ایک طرف کو جھکا ہوا کج  
 کلاہ کی صورت ہے۔  
 ترجمہ : اگر تو حقیقت یعنی حقیقت کی وہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کا ظاہری جلوہ کیا کم ہے یعنی ظاہری جلوے میں بھی بہت کچھ دکھائی دے سکتا ہے۔  
 ہے۔ تو اس ظاہری جلوے کو محبوب کے فہم زلف اور اس کی کج کلاہی جس میں ایک شکن اور دکھائی ہے اس دیکھ اور لف اندوہ ہو۔  
 غم افسردہ گیم سوخت، کجائی اے شوق نسیم راہ پر افشانی آہے دریاب  
 لغت : کجائی، تو کس ہے۔ پراشانی : پریز پراشانا۔  
 ترجمہ : افسردگی کے غم نے مجھے جلا دیا ہے، اے شوق تو کس ہے؟ اور میرے سامنے کو تو کی صورت میں پریز پراشانا دیکھ۔ مطلب یہ کہ  
 شوق مجھے اس افسردگی سے نہات دلائے جس کے سبب میرا سامنے کو کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے۔  
 بر توانائی تار تو گواہیم ز بجز تب بجاہ جذب پر کلاہے دریاب  
 لغت : گواہ : ہم گواہ ہیں۔ بجاہ : جذبہ۔ کج : تب : کتب : قوت۔

ترجمہ : ہم اپنے غلو کی بنا پر تیرے بڑی توانائی پر گواہ ہیں۔ تو یہ کہہ کر اپنی طرف کھینچنے میں ذرا کمزوری طاعت ملاحظہ کر۔ یعنی تیرے بازو دارا میں بڑی قوت ہے جو ایک طرح سے کمزوری کا اندازہ ہے اور ہم گواہ کہہ چکے ہیں کہ یہ کمزوری طرف کھینچ رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں تیرا بازو دارا بھروسہ رکھتا ہے۔ بازو دارا ہی محبوب کو محبوب بناتے ہیں۔ بقول میر۔

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہے  
تاجہا آئینہ حسرت دیدار تو ایم جلوہ پر خود کن و مارا بہ لنگہ دریاب

لفظ : تاجہا کس حد تک۔ جلوہ پر خود کن: اپنے آپ کو جلوہ دکھا۔

ترجمہ : ہم تیرے دیدار کی حسرت میں کس حد تک آئینہ بنے بیٹھے ہیں؟ ادا تو اپنے حسن کا اظہار خود کیج اور ہم پر ایک نظر ڈال۔ یعنی تجھے ہماری اس حالت کا پتا چل جائے گا۔ محبوب کے اختلال و غفلت حسن کا بواسطہ بیان ہے۔ اس ضمن میں خود غالب، سعدی اور فیضی کا ایک ایک شعر پکڑ لیا جائیگا۔ مثلاً خود غالب کے بقول۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا  
ہر سب سے بہت پہلے نکلی گوی لے گیا ہے۔

مردم مکن کہ تو شیفہ تر ز من شوی مگر بگڑی در آئینہ روے چوہ خوش را  
(تو مجھے سرد نش نہ کر کیونکہ اگر تو آئینے میں اپنی ہانہ بھی صورت دیکھے گا تو مجھ سے بھی زیادہ اس کا شیدائی ہو گا)  
عفی کے بقول۔

دامن خویش بیوشد و لب خویش کند چون در آئینہ بیند بیل صورت خویش  
(بہب حسن والے آئینے میں اپنی صورت دیکھ لیتے ہیں تو وہ اپنا منہ چھوڑ دے اور اپنے ہونٹ چھوٹے لگتے ہیں)  
ناصر علی سہروردی

دست خوانم زد بدلتان سکندر روز حشر شوخ لیلی زادہ ام را رشک مجنوں کردہ است  
(میں روز حشر سکندر کا جس نے آئینہ لگا دیا وہ دامن بکڑوں کا جس نے میرے شوخ لیلی زادہ، یعنی حسینؑ کو مجنوں کے لئے قاتل رشک بنا دیا ہے۔)

میر تقی میر!

دیکھ آئینہ کو یار ہوا مجھ، باز کا خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز کا  
تو در آغوشی و دست و دلم از کار شدہ تشنہ ہے دلو و رسن بر سر چاہے دریاب

لفظ : از کار شدہ بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ دلو ڈول۔ رسن: رسی۔

ترجمہ : تو میری آغوش میں ہے اور میرے دست و دلوں بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ تو یوں سمجھو کہ میری حالت اس پراسے کی سی ہے جو چھٹتا تو کوئی کے کنارے ہے لیکن اس کے پاس ڈول اور رسی نہ ہونے کے باعث وہ کوئی سے پانی نہیں ٹھل سکتا اور یوں پیاسا ہی رہتا ہے۔ یعنی ماضی اسی کیف اور سرمت بھل حالت میں ادا کو اور فری ہے کہ اسے اپنا کوئی آغوش نہیں۔ صورت کا شعر ہو تو مطلب یہ کہ خدا اور دگ کے قریب ہے، لیکن اسے پانا ممکن ہے۔

داغ ناکامی حسرت بود آئینہ وصل شب روشن طلی، روز سیاہ دریاب  
 لغت: ناکامی حسرت: حسرت کام راند ہو۔۔ طلی: قزلب کرتا آئینہ چلتا ہے۔۔

ترجمہ: آئینہ وصل حسرتوں کی ناکامی کا داغ ہے۔ قزلب روشن کا مطلب ہے تو روز سیاہ پالے یا روز سیاہ دکھ لے۔ یعنی وصل میں بھی انسان کی حسرت پوری نہیں ہوتی یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے وہ شب روشن کا خواب ہو لیکن اسے روز سیاہ سے واسطہ نہ چلے۔

فرصت از کف مدہ و وقت غنیمت پندار نیست گر صبح بہاری شب ملے دریاب  
 لغت: فرصت از کف: موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔۔ پندار: کچھ جان۔۔

ترجمہ: فرصت یا موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے اور وقت کو قیمت جان، اگر صبح بہاری میر نہیں ہے تو چاندنی رات ہی سے لطف اندوز ہو جا۔ مروجہ کہ جو کچھ میر آجائے اسے قیمت سمجھو اور بجز کے انتقاد میں میر شدہ کتر چڑ کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھو۔ موقع ہاتھ سے جانے دینے کے نقصان پر ملک قتی کا جانا زوردار شعر ہے۔ کتاب ہے۔

رقم کہ خار از پاشم، حمل نماں شود از نظر یک لحظہ غافل شستم و صد سالہ راحم دور شد  
 لغت: رقم: ہمارے ہمارے کا کٹا کٹا کٹا اسے میں حمل نظر دے دور ہو گی۔ میں ایک لمحہ غافل ہوا تھا میرا سو سالہ راحت دور ہو گیا  
 غائب و کشفش بیم و امیدش، وصلت یا بہ تیغ بکش و یا بہ لنگہ دریاب  
 لغت: کشفش: کھینچنا آئی۔۔ وصلت: المیوس۔۔

ترجمہ: غائب ہے اور امید و بیم کی بھی کھینچنا آئی۔ المیوس کی بہت ہے تو اسے یا تو کسی تلواریں سے مار ڈال یا بھراس پر ایک تلواریں سے ڈال کر ہی اسے امید اور بیم کی اس بھی کشفش سے نجات دے۔

## غزل #2

گر بس از جور بہ انصاف گراید، چہ عجب از حیا روے بمانگرنہ نماید، چہ عجب  
 لغت: جور: جرم۔ گراید: مانگ ہو۔۔ نہ نماید: نہ دکھائے۔۔

ترجمہ: اگر وہ محبوب جو جرم کے بعد انصاف پر مانگ ہو تو کوئی عجب کی بات نہیں۔ اور اس حمل میں اگر وہ حیا کے باعث ہمیں چھو نہیں دکھانا تو کیا عجب ہے۔ مطلب یہ کہ وہ عاشق پر اپنے پرانے جرم سے باز کر کے انصاف پر مانگ تو ہو جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے جرم کے بعد اسے عذر دے رکھے گا۔

بودش از شکوہ خطر ورنہ سرے داشت بمن بہ مزارم اگر از سر بناید، چہ عجب  
 لغت: بودش: اسے تھا۔۔ سرے داشت: بمن: اسے مجھ سے رفعت تھی۔۔

ترجمہ: اسے میرے شکوے کا کچھ خطر تھا ورنہ اسے مجھ سے رفعت تھی۔ اگر وہ مجھ سے اس رفعت و محبت کی بنا پر میرے مزار پر آجائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

رسم بیان عیال آمد، خود را نازم گفت باشد کہ ز بستن چہ کشاید، چہ عجب



نعت : رحم بخت! عہد دیوان کی رسم۔۔۔ میان آئندہ درمیان میں لکھی پام ہوئی۔۔۔ گفت پشاد: اس نے سوچا ہو کہ۔۔۔

ترجمہ : ہم دونوں میں عہد دیوان کی رسم لڑا ہوئی ہے۔ مجھے خود پر غائب ہے۔ اس میں قہر کی بات نہ ہو گی تاہم اگر اس نے یہ سوچا ہو کہ عہد دیوان پانچہ لپٹے یعنی کرنے سے کیا فرق پڑے گا۔ اس پر عمل کر لیا اسے پورا کر عہد کی بات ہے۔ وہ سبے انھوں میں اس نے عاشق کو اس عہد دیوان کے بدلے لڑا دیا ہے۔

شیوہ ہا دارد ومن معتقد خوئے ویم شوقم از رنجش اوگر مفرااید چه عجب  
نعت : شیوہ ہا کی اندازہ لگا دو۔۔۔ معتقد خورے ویم: میں اس کی عادت و خصلت کا مستحق ہوں، قائل ہوں۔۔۔

ترجمہ : اس کے بازو کی طرح کے ہیں اور میں اس بنا پر اس کی عادت و خصلت کا قائل ہوں۔ اگر اس کے مجھ سے ناراض ہونے سے میرے شوق و جذبہ عشق میں مزید اضافہ ہو جائے تو کوئی قہر کی بات نہ ہو گی۔ یعنی محبوب کی لڑا کیسی بھی ہو عاشق کے لئے اس میں ہر پرور کشش ہے۔

چون کھڑے کھڑے رشک کہ درپردہ جام از لب خویش آرز بوسہ رہاید، چه عجب  
نعت : کھڑے کھڑے وہ شراب پیتا ہے۔۔۔ کھڑے کھڑے رشک مجھے مار ڈالتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب وہ شراب پیتا ہے تو مجھے اس بات کا رشک مار ڈالتا ہے کہ اگر وہ جام کے پردے میں اپنے لبوں کا بوسہ اڑا لے یعنی اپنے ہونٹ ہٹ لے تو اس میں قہر نہ ہو گا۔ شراب پینے کے بعد سے غوار اپنے ہونٹ کھاتے ہیں۔ غالب نے اسی حوالے سے یہ بات کی ہے۔ شراب پینے کے بعد محبوب کا اپنے ہونٹ چٹا عاشق کے لئے بہت بڑے رشک کا باعث ہے۔

طردہ درہم و جہراہی چاکش نگرید اگر از ناز بخود ہم نہ گراید، چه عجب  
نعت : طردہ درہم: پریشان دلہن۔۔۔ جہراہی چاکش: اس کی بچی ہوئی لیس۔۔۔ نہ گراید: ناکل نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : درہم اس کی پریشان دلہن اور جہراہی چاکش کو دیکھو اگر وہ اس عالم میں ازاد ہوا کے سب خود پر ناکل نہیں ہو گیا اپنی طرف بھی توجہ نہیں کرے تو کوئی قہر نہ ہو گا۔ اگر وہ اپنے بارے میں ایسا رویہ اختیار کرے گا تو ہر مطلق کی طرف کیوں توجہ دے گا۔

ہرزہ میرم شمر و زپے تعلیم رقیب یوقا تعلیم مگر بستاید، چه عجب  
نعت : ہرزہ میرم شمر: وہ مجھے فصول جان دینے والا سمجھتا ہے لڑا ہے مقصد مرنے والا۔۔۔ رقا دھلی: دلدار ہونا۔۔۔ بستاید: تخریف کرے۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے بے مقصد مرنے یا بونہی جان دینے والا سمجھتا ہے، اگر وہ رقیب کو ہلاک بننے کی ترغیب دینے کی خاطر میرے ہلاک ہونے کی تخریف کرے تو قہر نہ ہو گا۔ مقصد یہ کہ میری جان اور میری وفا کی اسے پر دنا نہیں دراصل وہ رقیب کو میرے حوالے سے ہلاک بنانا سمجھتا ہے۔

کاربا مطریہ زہرا نملوے دارم مگر لم ناکہ بہ خنجر سراید، چه عجب  
نعت : مطریہ: زہرا نملوے: ایک زہرا بھی گالے والی (مغلیہ)۔۔۔ خنجر: مرادوش۔۔۔

ترجمہ : مجھے زہرا ایک ستارہ ہے، راقہ شک بھی کتنے ہیں، کی سی خصلت والی ایک مغلیہ سے ملتا ہے۔ سارا میرے ہونٹ ناکہ دفرابھی گالے لٹنے کی صورت میں پھر کریں تو یہ قہر کی بات نہ ہو گی۔

آنکہ چون بخت بہ کیجکی نگیرد آرام گھہ اش در دل اگر دیے نہاید، چه عجب

لغت : دیر تپاؤ: دیر تک نہ رکے نہ گھبرائے، دیر پاؤ۔

ترجمہ : وہ (محبوب) ہرقی طرح ایک جگہ تک کر نہیں رہتا یا آرام نہیں پکڑتا اگر ہمارے دل میں اس سے حلقہ گر و شکر دیر تک نہ رہے یا دیر پاؤ ہو تو یہ کوئی قہج کی بات نہ ہو گی۔ ویسے بھی عاشق کا شکر و گدگد دیر تک نہیں رہتا۔

یا چنین شرم کہ از ہستی خویش باشد غالب از رخ برو دوست نہ ساید چہ عجب  
لغت : از ہستی خویش: اسے اپنے وجود سے۔۔ ساید: گھمے، گھمے۔

ترجمہ : غالب اس شرم کے باعث جو اسے اپنے وجود سے ہے، اگر دوست کی رونا میں اپنے چہرہ نہ بچائے یعنی سر نہ کھودے ہو تو قہج ہو گا۔  
غالب اپنے وجود کو حقیر جانتے ہوئے خود کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ وہ دوست یا خدا کے حضور سر نہ کھودے۔

### غزل #3

جنوں محل بصر اے تھیر راندہ است اشب نگہ در چشم و آہم در جگر دامادہ است اشب

لغت : تھیر: جھڑپا، جھڑپا۔۔ راندہ: اسٹہ، ہانگی ہے۔۔ دامادہ: اسٹہ، تھک کے رہ گئی ہے۔

ترجمہ : میرا جنوں عشق محل کو صحرے حیرت کی طرف لے گیا ہے، چنانچہ میری نگاہ آنکھ میں غور میری آہ بگرن میں تھک کر رہ گئی ہے۔  
محبوب کے تصور میں جس طرح انسان کو جانا تک دلوں جاتا ہے اس کی عکاسی اخلاقی حیرت کے حوالے سے کی ہے۔ نگاہ آنکھ میں غور، آہ بگرن میں تھک جیسا ہی تصور کا نتیجہ ہے۔

بذوق وعدہ سالانہ نشاطے کردہ پند اوم ز فرش گل بروے آتخم ہشتادہ است اشب

لغت : پند اوم: میں سمجھتا ہوں۔۔ ہشتادہ: اسٹہ، بھڑاوا ہے۔

ترجمہ : محبوب نے وعدہ وصل کیا ہے چنانچہ اس وعدہ کے دنوں و راتوں میں میں نے سرت و شانہ کی اسٹان نوکر کیا ہے جس میں اس وعدے کی تاب میں یہ کچھ رہا ہوں کہ اس نے آج رات کو مجھے فرش گل (مراوا آرام و سکون) سے اٹھا کر آگ پر بھڑاوا ہے۔ علیٰ ضرب المثل ہے "الانتظار اشد من الموت" (انتظار موت سے بھی شدید تر ہے)۔ عاشق اب اسی انتظار میں وعدہ وصل کے وہاں لے آئیں شادی و حتراری اور بے چینی کا شکار ہے۔

خیال و دشت از ضعف رواں صورت نمی بندد بیابان برنگہ دایان باز افشاخہ است اشب

لغت : صورت نمی بندد: صورت پذیر نہیں ہو رہا، عمل میں نہیں آ رہا۔۔ افشاخہ: اسٹہ، پھیلا ہوا ہے۔۔ ضعف رواں: رونا و جلن کی کمزوری۔۔

ترجمہ : جلن کی کمزوری اور بے طاقتی کے باعث دشت و دشت کا خیال صورت پذیر نہیں ہو رہا یعنی ہمیں دشت کا خیال ہی نہیں آ رہا۔ میں گننا ہے جیسے بیابان نے آج رات ہماری نگاہ پر دامن ناز پھیلا دیا ہے۔ دامن ناز استوار ہے۔ مروا گیا ہے کہ ہمیں دشت کا خیال تک نہیں آ رہا۔

دل از من عاریت مستد اہل لاف و دانستم مسند راس غریبان دلد عوت خواندہ است اشب

لغت : عاریت: قرض، اہمار۔۔ مستد: جسٹہ، انہوں نے تلاش کیا۔۔ اہل لاف: لٹی یا ایک مارنے والے۔۔ مسند: آگ میں رہنے

وہاں گرا۔ فریاد: پرہی! اجنبی لوگ۔

ترجمہ: ڈنگ مارنے والوں نے مجھ سے میرا دل ابھار یعنی ماضی طور پر مانگا اور میں کچھ گیا کہ سمندر نے ان اجنبیوں یعنی عشق سے ملوانف لوگوں کو آج رات دھست پر ہلایا ہے۔ مراد یہ کہ عشق ایک آگ کی صورت ہے اور کچھ عاشق کو سمندر ہے جو آگ میں درودہا ہے۔ اہل لاف کا ایک عاشق سے دل ماضی طور پر انگلیں ہات کی دلیل ہے کہ وہ کچھ دیر کے لیے آتش عشق کا سزا جھکنے کے خواہاں ہیں۔

زبے آسائش جلدیہ، ہم چون صورت دیبا نیم زخمیا تن دبستر بجم چہا ندہ است اشب

لغت: آسائش جلدیہ: عیش ویش کا مستقل آرام و سکون۔ ہم چون: مثل، مانند۔ بجم چہا ندہ است: باجم چکا دیا ہے۔

ترجمہ: اس آسائش جلدیہ کے کیا کہنے کہ میرے دلم کی تری (ازخوں کا رستہ) نے آج رات میرے جسم اور دبستر کو ہم یوں چکا دیا ہے جیسے دہشتی لباس جسم سے چپک گیا ہو۔ دلموں کے رستے سے جسم دبستر سے چپک جاتا ہے اور اس حالت میں آدمی کے لیے دبستر سے الٹا دھار ہوتا ہے۔ غالب نے اس حالت کو آسائش جلدیہ کا نام دیا ہے۔ دیبا: نقش دار دہشتی کہڑا ہے۔ غالب نے دلموں کی کثرت کو دیبا سے تشبیہ دی ہے۔

بقدر شام ہجرانش درازی باو عرش را فلک نیز از کواکب سحر گردانده است اشب

لغت: کواکب: جمع کوکب، ستارے۔ سحر گردانده است: صبح بھری ہے۔

ترجمہ: اللہ کے شام بھر کی سی طوالت یعنی اس کی مرور (از ہو۔ آسمان نے بھی اس صحن میں آج رات صبح بھری یعنی دما کی ہے۔ شب جہوں با ہم و فراق کا تھوڑا سا عرصہ بھی انسان کو بے حد طویل لگتا ہے۔ اقبال غفری: روز فراق رات شب جلد از پشت دلم (میں نے روز فراق کو طویل اور تاریک رات لکھا ہے۔) اسی طوالت کے حوالے سے غالب نے محبوب کی درازی عمر کی دہلائی ہے۔ اردو میں یوں کہا ہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن بچکاس ہزار

قدیم باری شاعر امیر معری۔

سپر طالع عمرت کشیدہ بر عددے کہ عشرآن عدد آید ہزار بار ہزار

آسمان نے میری عمر کا طالع یا نصیب عدد کے حسب سے لکھا ہے اور اس عدد کا دس ہزار مرتبہ ہزار کے برابر ہے۔ مراد ایک لاکھ سال خطر خرابی۔

تم سلامت رہو قیامت تک اور قیامت خدا کرے کہ نہ ہو

نظام کی رسد بد قیامت کا کہہ لاسستی عالم شوق من بدوے چہ انہوں خواہد است اشب

لغت: نظام کی رسد: دوست میرے خواب میں آتا ہے، نظر آتا ہے۔ چہ انہوں خواہد است: کیا جلد بھونک دیا ہے۔

ترجمہ: دوست سستی کے عالم میں قیامت کو بے ہوشی سے میرے خواب میں آ رہا ہے، اللہ جانے میرے شوق و جذبہ عشق نے آج رات اس پر کیا جلد دبستر بھونک دیا ہے۔

بدست کیست زلفت کایں دل شوریدہ می تالہ سر زنجیر مجنوں را کہ می جنبانده است اشب

لغت: بدست کیست: کس کے ہاتھ میں ہے۔ دل شوریدہ: دلوانہ دل۔ کہ: کس نے کون۔ جنبانده است: ہلایا ہے۔

ترجمہ: میری زلفیں کس کے ہاتھ میں ہیں کیونکہ میرا دلوانہ دل تلوار و زاری کر رہا ہے۔ آج رات مجنوں کی زنجیر کو کون ہلایا ہے۔ دل دلوانہ کو مجنوں سے اور دلموں کو سر زنجیر سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کے علاوہ اور کسے محبوب کی دلموں سے کھینچنے کا موقع ملتا ہے۔

خوش است انسانہ درو جدائی مختصر غالب بہ محشری تو اس گفت آنچہ در دل ماندہ است اشب

نعت : خوش است 'اچھا ہے۔۔۔ در دل ماندہ است: دل میں باقی رہ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب! درو جدائی کا قصہ یہی مختصری بیان کیا جائے تو اچھا ہے، 'باقی' آج رات جو کچھ دل میں رہ گیا ہے وہ روز قیامت بیان کیا جاسکتا ہے۔ یعنی درو جدائی کے بیان کے لیے بہت عرصہ درکار ہے، 'ایک رات میں ایسا ممکن نہیں۔ قیامت کا دن طول ہو گا اور درو کی بات بھی سنی جائے گی، لہذا یہی مختصر اور وہی تفصیل سے بیان کرنا بہتر ہو گا۔

## غزل #4

از آندہ ثبات قلق یکنم اشب گر پر وہ ہستی است کہ شق یکنم اشب

نعت : آندہ ثبات: ناراضی کا اندوہ نہ۔۔۔ قلق یکنم: مجھے دھڑادی ہے، مجھے غم ہے۔۔۔ شق یکنم: شق یکنم میں پھاڑتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : آج رات میں اس تک ناراضی کے غم کے سبب بہت دھڑادی کا ظاہر ہوں۔ آج رات اگر اس کے اور میرے درمیان خود میرے وجود کا بھی پرہہ مائل ہو تو میں وہ چوہی پھاڑ دوں گا۔ مطلب یہ کہ محبوب یا حقیقت تک رسائی کے لیے مجھے اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑا تو میں کھیل جاؤں گا۔

ہن آئینہ بگذار کہ مکم نظربند نظام یککل حق یکنم اشب

نعت : بگذار: چھوڑ دے۔۔۔ نظربند: دھوکہ نہ دے۔۔۔ یککل حق: حق کا یکساں رازدہ ہو۔۔۔

ترجمہ : دیکھ، آئینہ کو چھوڑ دے تاکہ تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے۔ میں آج رات یککل حق کا ظاہر کر رہا ہوں۔ یہ کائنات اس ذات حق کے دھوکا کھس ہے یعنی اس کائنات کی حلقہ اشیا دیکھ کر اس کے وجود کا پتا چلتا ہے۔ صوفیائے مطابق "ہم دوست" اسب کچھ دہی ہے اسدہی کہتا ہے۔

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درختے دفتریت معرفت کردگار

اسب درختوں کا ہر پتہ ادب داخل کے لیے اس کردگار کی معرفت کا ایک دفتریت ہے۔ غالب اس کھس کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اس ذات حق کی یککل کا ظاہر کرنے میں لگے۔

آتش بہ نعلام شدہ آب از آتک مغرم از تب نبود این کہ حق یکنم اشب

نعت : آتک مغرم: میرے دھن کی گرمی سے۔۔۔ نعلام: میری طبیعت ش۔۔۔ حق یکنم: مجھے پیچھا آ رہا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے دھن یا میری سوچ کی تجل دگر کی تجھے میں میری طبیعت کی آگ پانی ہی کر رہی ہے۔ یہ آج رات میں پیسے میں فرق ہوں تو یہ کسی تب (دگر) کا نتیجہ نہیں ہے۔ دراصل یہ وہی پانی ہے جو قندوں کی صورت میں مجھ پر نظر آ رہا ہے۔

جان برہم اندازہ دریا نسیم نیست ازے طلب سد رمق یکنم اشب

نعت : دریا نسیم: میرا سسر رہی جاہ یعنی شراب کثرت سے پی جاتا۔۔۔ سد رمق: مراد توڑی جان رہی ہے اسے چلاتا۔۔۔

ترجمہ : میری جان لوں پر آئی ہوئی ہے لیکن مجھے اپنے کثرت سے شراب پینے کا اندازہ نہیں ہے، میں تو ہر چہ سانس باقی رکھے ہیں اور توڑی جان ابھی باقی ہے، انہیں چلانے کی کوشش میں آج رات شراب نوشی کر رہا ہوں۔

ازہر بن سوچشمہ خوں باز کشلوم آرائش بستر زلفی می کنم اشب

لغت : بن موزہ کی جڑ۔ باز کشلوم : میں نے کھل دیا۔ زلفی : سرور سرفرازی (خون کی سرفرازی)۔  
ترجمہ : میں نے اپنی ہرین موزہ سے طوں کا چشہ کھل دیا یعنی روہا کر دیا ہے۔ میں آج رات اپنے ہمزی آرائش زلفی (خون کی سرفرازی) سے کر رہا ہوں۔ اشب : تم دالم کی کیفیت کی عکاسی ہے۔

سے می پکد از لعل لبش در طلب لعل شتے ز کواکب بہ طبق می کنم اشب

لغت : می پکد : چپتی ہے۔ لعل : شراب نوشی کے بعد داکتہ تبدیل کرنے کی خاطر جو چیز کھائی جائے۔  
ترجمہ : اس کے سرخ ہونٹوں سے حصول لعل کی خاطر شراب نگ رہی ہے۔ میں آج رات اس خاطر چند ستارے توڑ کر قتل میں دکھ رہا ہوں۔ یعنی محبوب کے سرخ ہونٹوں سے شراب کے قطرے کر رہے ہیں جسے غالب نے یوں واضح کیا ہے کہ وہ محبوب کے لعل کے لیے ستارے توڑ کر قتل میں دکھ رہا ہے (ان قطروں کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے)۔

ناوم بخشش را و نیایم جنبش را خوش تفرقہ در باطل و حق می کنم اشب

لغت : خوش تفرقہ : بڑا اچھا امتیاز۔  
ترجمہ : مجھے اس کی ادکھش دہل نہیں رہا ہوں پر ناوم ہے لیکن مجھے اس کا نہ فکر نہیں آیا۔ میں آج رات حق اور باطل میں ایک اچھا امتیاز پیدا کر رہا ہوں۔ محبوب کی انجھ پائی کو حق اور دہن نگ کو باطل (جس کا کوئی دھند نہیں) سے تشبیہ دی ہے۔ چھوڑنا یا دہن نگ، حسن و دلکشی کی علامت ہے۔ اکثر شعرا نے اس پر مضمون بنا دیا ہے۔ ناری کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ دراصل یہ ایک زخم تھا جو اب بستر ہو گیا ہے۔

عمریت کہ قانون طرب رفتہ زیادم آسوزتہ را باز سستی می کنم اشب

لغت : قانون طرب : سرور و شادی کا جھوم و ستور۔ آسوزتہ : نیکی ہوئی۔ باز سستی : کسم پھڑا کر کے دہرا رہا ہوں۔  
ترجمہ : ایک مدت ہو چلی ہے کہ میں سرور و شادی کے طور طریقے بھول چکا ہوں، تمام آج رات میں بولے ہوئے سستی کو بھرتے یاد کر کے دہرا رہا ہوں۔ یعنی آج کی رات اشب و صل (۱۲) اس بھولی ہوئی سرور و شادی کی یاد دلا رہی ہے۔

غالب نبود شیوہ من قافیہ بندی نعلی است کہ بر نکلک و ورق می کنم اشب

لغت : شیوہ : طریقہ، انداز۔ قافیہ بندی : خیال آفرین شاعری کی بجائے محض قافیوں کے استعمال پر توجہ ہوئے۔ نکلک : نکلے۔ ورق :  
ترجمہ : غالب : قافیہ بندی میرا انداز شاعری نہیں ہے۔ یہ تو ایک علم ہے جو میں آج رات قلم اور کتہ پر زحار رہا ہوں۔ محض قافیہ بندی جس میں خیال آفرین نہ ہو، بیکار قسم کی شاعری ہے۔ غالب نے اپنے حوالے سے دراصل محض قافیہ بندی کرنے والے شاعروں پر طنز کیا ہے۔

## روایف پ

سحر دمیدہ و گل در دمیدان است، غلب جہاں جہاں گل نظارہ چیدان است، غلب

لغت : دمیدان : اکھ۔ غلب : مت س۔ چیدان : چننا پھول توڑنا۔ جہاں جہاں : جہاں سے زیادہ۔  
ترجمہ : صبح طلوع ہو گئی ہے اور پھول خوب کھل رہے ہیں۔ اب مت س۔ اب کھڑت سے گل نظارہ دیکھنے کا وقت ہے، مت س۔ موسم

بدن میں شج بھول کھٹے سے ہر طرف دھنوں کی ہنک اور خوشبو بکلی ہوتی ہے۔ یہ وقت سونے کا نہیں بلکہ اس دھنش ظاہر سے لطف اندوز ہونے کا ہے اور اس سے قدرت کی طرف بھی انسان کی توجہ ہوتی ہے۔

مشام رابہ شیم گلے نوازش کن صیم غلیہ سا در وزیدن است، غلب  
 لغت : مشام : دماغ۔ شیم : خوشبو۔ غلیہ : سرد خوشبو جی۔ وزیدن : چلنا۔ صیم : شج کی بو۔

ترجمہ : اس وقت (شج) کے وقت اپنے دماغ کو کسی بھول کی خوشبو سے نوازیں بھول سو گتہ اور اس کی خوشبو سے دماغ کو معطر کر۔ اس وقت خوشبو جی یعنی خوشبو سے ہماری باو صیم مل رہی ہے اس سے لطف اٹھائیے وقت سونے کا نہیں۔

زطویش خشن طلب ہیں و در صبوحی کوش سے شبانہ زلب در چکیدن است، غلب  
 لغت : حسن طلب : کوئی چیز مانگنے کا اچھا طریقہ۔ صبوحی : شج کی شراب۔ کوش : کوش : کوشل کر۔ سے شبانہ : رات کی شراب۔ چکیدن : نکلتا۔

ترجمہ : اپنے آپ سے حسن طلب کو دیکھ (یعنی تیری ذات تجھ سے بگڑنا لگ رہی ہے۔ وہ کیا ہے؟ اس کا ذکر اگلے ٹکڑے میں ہے) اور شج کی شراب پینے کی طرف توجہ کر۔ ابھی تو رات کو ہی ہوئی شراب ہونٹوں سے نکل رہی ہے، لیکن ابھی سستی قائم ہے اور یہ جاری رہتی چاہئے جو شج کی شراب سے ملنے ہے۔ یہ سونے کا وقت نہیں آئے۔

ستارو سحری مژدہ سنج دیدار نیست عین کہ چشم فلک در پریدن است، غلب  
 لغت : ستارہ سحری : شج سور سے بہت چمکے والا ستارہ۔ مژدہ سنج : خوشخبری دینے والا۔ چشم پریدن : آنکھ ہلکانا جس سے عموماً یہ مراد لی جاتی ہے کہ کوئی صاف آ رہا ہے۔

ترجمہ : شج کا ستارہ کسی کے دیدار کی خوشخبری دے رہا ہے، اٹھ اُمت سوا اور دیکھ کہ آسمان کی آنکھ ہلکان رہی ہے۔ ستارے شج کے قریب ہنک ہنک کر غروب ہوتے چلے جاتے ہیں جو شج کی آمد کی دلیل ہے۔ غلب نے اسے آنکھ ہلکانے سے تعبیر کیا ہے۔

تو نحو خواب و سحر در تلمذ از انجم بہ پشت دست بدعاں گزیدن است، غلب  
 لغت : نحو خواب : گویا نیند سوا ہو۔ تلمذ : اتنوس۔ پشت دست بدعاں گزیدن : ہاتھ کی اٹنی طرف دائیں سے لکڑا مارا اتنوس کرنا۔

ترجمہ : تو گویا نیند میں غرق ہے اور اور شج تجھے اس حال میں دیکھ کر، عالم اتنوس میں اپنے ہاتھوں کو دائیں سے گھٹ رہی ہے۔ یہ سونے کا وقت نہیں، اٹھ اُمت سوا۔ ستاروں کو غلب دھوپ رہے ہیں دائیں سے تھپتھپ رہی ہے۔

نفس زلالہ بہ سنبل درودن است، بخیز زخون دل مژدہ در لالہ چیدن است، غلب  
 لغت : درودن : لکڑا فصل دینا یا کا۔ سنبل : ایک خوشبودار اور ملی کھلا ہوا پودہ۔ بخیز : اٹھ۔

ترجمہ : اٹھ اور دیکھ کہ سانس، ہار و فربہ کے سبب کس طرح شج و نوب کا رہا ہے جیسے سنبل لٹ کے رکھا جا رہا ہو اور خون دل کے نیچے سے مڑھ کی یہ حالت ہے جیسے کوئی لالہ کے بھول ہن رہا ہو۔ مت سو۔ ہمارے موسم میں سانس کے شج و نوب کھانے کی کیفیت کو سنبل سے اور خون دل کے بگلوں سے نیچے کو لکڑا جو دل کی علامت ہے لالہ دھو سرخ رنگ کا ہوتا ہے اچھے سے تھپتھپ رہی ہے۔

نکلا، گوش بر آواز قلقل است بیا، چشم براہ کشیدن است، غلب  
 لغت : نکلا : سرخ، لطف۔ گوش بر آواز : آواز پر کان لگائے ہوئے۔ قلقل : ہلکل۔ صراہی کے اندر سے پانی یا شراب نکالنے کی آواز۔ چشم

بڑا کھیل: سرو پہ جانے کا بے حد خطر۔

ترجمہ: آلودہ کچے کا موسم بہار میں خوشی و مسرت فطرت کی آواز پر کلن لگاتے ہوئے ہے اور یہ حال بڑی بیتابی سے اس بہت کا خطر ہے کہ اس میں پڑی ہوئی شراب پی لی جائے۔ ایسا موقع نہ ملے گا نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ موسم بہار بھی دکھلا اور پتے پانے کا موسم ہے موسم کا نہیں۔

نشانی زندگی دل، دیدن است، بایست جلاے آئینہ چشم دیدن است، غلب

لغت: دیدن: دوزخ حرکت میں رہنا۔ بایست: مت روک مت ٹھہر۔ جلاے چمک۔ دیدن: دیکھنا۔

ترجمہ: حرکت میں رہنا دل کی زندگی کی علامت ہے، مت ٹھہر۔ دیکھنا آنکھ کے آئینہ کی چمک کا باعث ہے تو مت سو، آنکھیں بند نہ کر دل کا متحرک رہنا اس کی زندگی ہے۔ اسی طرح آنکھوں کی چمک ان کے کھلے رہنے سے ہے۔ سو یہ یعنی آنکھیں بند نہ رکھنا اور غیر متحرک نہ رہنا بلکہ قسم کی زندگی گزارنے کی علامت ہے۔

نزدیک سو حریفان کشودن است، بند ز دل مژدہ عزیزان تعین است، غلب

لغت: کشودن: کھانا۔ بند: مت بند کر۔ تعین: ترتیب۔

ترجمہ: احباب یا حریفان کے لئے آنکھیں کھلی رہنے میں فائدہ ہے لہذا آنکھیں بند نہ رکھو (یعنی سوانہ نہ) مژدوں کی ہمارا ہی ہوا ان کا سفارہ اسی میں ہے کہ وہاں حرکت رکھو سو تو مت سو یعنی آنکھیں بند مت کرنا پھر دو۔

بذکر مرگ شے زندہ داشتن، فو قیست گرت فسانہ غالب شنیدن است، غلب

لغت: شے زندہ داشتن: کوئی رات جاگ کر رہ کرنا۔ فو قیست: ایک دلوں، ایک منہ ہے۔

ترجمہ: موت کا ذکر کرتے ہوئے کوئی رات جاگ کر گزارنے میں بھی ایک منہ ہے۔ اگر تو غالب کی داستان سنا چاہتا ہے تو مت سو۔ مطلب یہ کہ غالب کی داستان زندگی ایک طرح سے موت کا ذکر ہے۔

## روایف ت

### غزل #1

حق جلوه گر زطرز بیانِ محمد است آریے کلام حق بزبانِ محمد است

لغت: حق: ذات خداوندی۔ طرز بیان: بیان کرنے کا انداز۔ آریے: ہاں واقعی۔

ترجمہ: جیسا کہ دیکھو سے واضح ہے یہ غزل نبیہ غزل ہے۔ حقیقت مطلقہ کا حضور اکرم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انداز بیان سے ملتا ہے واقعی کلام حق اس سے قرآن کریم بھی مراد ہو سکتی ہے اور خدا کی باتیں یا فرمودات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوا ہو گا۔

آئینہ دار پر تو صراحت بہتاپ نشانِ حق آشکار زشبانِ محمد است

لغت: آئینہ دار: کسی چیز کا عکس آئینہ دکھانے والا۔ پر تو: کھس مہلے۔ آشکار: ظاہر واضح۔ صراحت: صریح۔

ترجمہ : ہمارے سورج سے روشنی لیتا ہے، اس بنا پر کہ اس کا مقصد سورج کے عکس کا انعکاس دار ہے، تو جس طرح آفتاب سے آفتاب کی روشنی یا صلیب کا چا پتا ہے، بالکل اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے خدا کی عظمت و شان کا چا پتا ہے۔

ترجمہ : ہر ایک ہر ایک در ترقی حق است اما کشادگان زکلیان محمد ست  
حکمت : ہر ایک ہر طور۔۔ کشادہ تیر کا چا پتا۔۔ ترقی : وہ خلج جس میں تیر رکھتے ہیں۔

ترجمہ : خدا کا تیر ہر طور یا بشیرہ حق ہی کے ترقی میں ہو آپ، یعنی خدا خدا ہی کی مرضی یا رضا کا نام ہے، لیکن یہ تیر حضور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے پتا ہے، مطلب یہ کہ خدا کی جو رضا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے۔

دانی، اگر یہ معنی "مولاک" واریسی خود ہرچہ از حق است از آن محمد ست

حکمت : "مولاک" : حدیث ترقی خدا کی وہ بات جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت سے ہم تک پہنچی ہے کہ اگر تو ہو تو میں اس کائنات کو پیدا کرنا۔۔ از آن محمد ست : محمدی کا ہے۔

ترجمہ : اگر تو "مولاک" کے معنی پوری طرح کھ لے تو تھو پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ خدا کا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہے۔

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است، می خورد سو گداز کردگار بجان محمد ست

حکمت : بدانچہ : یہ کن چہ کا خلیفہ اس چیز کی جو۔۔ سو گداز : قسم۔۔ کردگار : خدا تعالیٰ۔

ترجمہ : ہر کوئی اس چیز کی قسم کھاتا ہے جو اسے عزیز ہوتی ہے، چنانچہ خدا تعالیٰ جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاتا ہے۔

واعظ حدیث سالیہ طوبیٰ فرد گذار کاینجا سخن ز سرود روانا محمد ست

حکمت : طوبیٰ : جنت کا ایک درخت جس کے سائے میں جنتی رہیں گے۔۔ فرد گذار : پھوڑے۔۔ حدیث : لغوی معنی بات، اصطلاحاً بمعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات۔۔ سرود روانا : چلتا ہوا سرود مراد تو۔

ترجمہ : اسے واعظ (طوبیٰ کے سائے کی بات پھوڑے، کیونکہ میل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرودوں اور مبارک اکی سے ہو رہی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کے آگے طوبیٰ کی اہمیت نہیں ہے۔

بگر دینے مستحق بلو تمام را کلن میر جنت ز بنان محمد ست

حکمت : دینے مستحق : وہ کوئے ہوگا۔ میر جنت : معمولی حرکت ذرا سا ہلا۔۔ بنان : انگلیں۔

ترجمہ : تو تو اللہ کامل (پورا خدا) کے دو کوئے ہوتے دیکھ، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے درمیان اشارے یا پٹے کا نتیجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مجربے کی طرف اشارہ ہے۔

ور خود ز قفل مہر نبوت سخن رود آن نیز نامور ز نشان محمد ست

حکمت : در : دار کا خلیفہ، اور اگر۔۔ قفل : مہر نبوت۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر ایک تھوڑی نشان یا نشانے مہر نبوت کھا جاتا ہے۔

ترجمہ : اور اگر مہر نبوت کے نشان کے بارے میں بھی بات ہو تو یہ واضح رہے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے نامور ہوا۔ یعنی مہر نبوت کو جو عظمت ملی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے فضل کی۔

غالب شکے خواجہ بہ یزدان گزاشتم کل ذات پاک مرتبہ دانی محمد ست



لغت : مجھ تعریف و نعت۔۔ کانہ کہ آفت کا مختلف کردہ۔۔ مرتبہ دانہ مقام و مرتبہ یا عظمت کو صحیح طور پر جاننے والا۔۔

ترجمہ : اسے غالباً ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کا سلسلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ ولادت پاک ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے صحیح معنوں میں آگاہ ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو تمام انسان کے اس کی بات نہیں۔  
غالب سے سب پہلے علی المدینی (مضامین) نے وقت 3000 ہجری نے یہی بات کی ہے بلکہ دیگر۔

خود خاطر شاعرے چہ سنجہ نعت تو سزاے تو خدا گفت  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو خدا کسی شاعر کے دل سے کہیں ممکن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت تو خدا نے  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب شان کی ہے اور اس کے بعد سجادہ سبحانی (پی) اور وقت 17 ویں صدی عیسوی نے کہا۔  
خدا نعت ختم دانہ و بس نیاید کار یزداں از دگر کس  
خدا ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت سے آگاہ ہے اور کسی انسان سے خدا کا کام ہو نا ممکن نہیں

## غزل #2

گلشن بفساے چمن سبز ما نیست ہر دل کہ نہ زخمے خورو از خج تو وانیست

لغت : بفساے چمن : ہمارے چنے کے چمن کی فضا جیسا۔۔ وانیست : کھلا نہیں ہے۔۔

ترجمہ : گلشن ہمارے چنے کے چمن کی ہی فضا کا حامل نہیں ہے۔ ہر وہ دل جسے تیری محبت کی نگاہ سے کوئی زخم نہیں لگاؤ کھلا نہیں۔ ماضی کا سبز زخموں سے بھرا چڑا ہے۔ جس کی بنیاد اسے چمن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ماضی بلغم میں بھول زیادہ تر موسم بہار میں کھلتے ہیں اور بس! جبکہ ماضی کا سبز زخموں کے لحاظ سے، سدا بہار ہے اس لئے اس کا سبز یا دل گلشن کے پھولوں سے تشکیک حاصل نہیں کر سکتا اور وہی دل کھل سکتا تشکیک حاصل کر سکتا ہے جس پر تیری محبت کی نگاہ خوب چلی ہو۔

ی سوزم و ی ترسم از آسیب زوالتش آویخ کہ در آتش اثر آب بقا نیست

لغت : ی ترسم : میں ڈرتا ہوں۔۔ آسیب : دکھ، تکلیف، گمراہی۔۔ زوالتش : محض، خود کی وجہ سے۔۔ آویخ : افسوس۔۔

ترجمہ : میں آگ میں جل رہا ہوں اور محض کی وجہ سے اس (آگ) کے گمراہ سے بھی ڈرتا رہا ہوں۔ افسوس کہ آگ میں آپ حیات کا سا اثر نہیں ہے۔ محض اور محض کو یاد دہندہ چیزیں ہیں اور محض، محض کی راہ میں دوزخ کی صورت ہے۔ غالب محض کی کے حوالے سے آگ کی بات کر کے افسار افسوس کرتے ہیں کہ لاش اس میں آپ حیات کا سا اثر ہو تا تو وہ اسی میں جلتے رہتے۔

عمرے است کہ ی میرم و مردان خوانم در کشور بیدا تو فرمان قضا نیست

لغت : عمرے است : ایک مدت ہو چلی ہے۔۔ مردان خوانم : میں مرخصی سکتا۔۔ فرمان قضا : حکم خداوندی، موت کا حکم۔۔

ترجمہ : ایک مدت سے یا ایک عمر ہو چلی ہے کہ میں مردانوں لیکن میں مرخصی سکتا لیکن مرے کی کو خوش کے باوجود ایک طرح سے جان کنی کے عالم میں ہوں! گویا میرے وجود کو قسم کی حکمت میں قضا کا فرمان نہیں چلے محبوب کے وجود کو قسم سے ماضی پر جو گزرتا ہے وہ جان کنی کی صورت ہے اور یہاں وہ نہ زخموں میں جھرتا ہے اور نہ مردان میں۔

ہفت اختر نہ چرخ خود آخر پچہ کارند بر قلل من این عریدہ یا یار روا نیست

لغت : ملت، اقرباء، سات، ساتھ۔۔۔ نہ چرچ، نو آسمان۔۔۔ بچہ کار، کس کام کے لیے ہیں۔۔۔ مراد: بھلا، افسانہ۔۔۔

ترجمہ : یہ سات ساتھ اور نو آسمان آخر کس کام کے لیے ہیں۔ میرے قل پر میرے محبوب سے یہ بھلا افسانہ منسوب نہیں ہے۔ ساتوں اور آسمان کی گردش کو انسان کی فکر سے وابستہ کیا جاتا ہے، یعنی وہ غم یا خوشی ہے اس کا تعلق اور سے ہے۔ سو بہ یہ صورت حال ہے تو اگر دوست نے مجھے قتل کر دیا ہے تو پھر اس پر گرفت کیوں ہو۔

عمرے سہری گشت و تامل پر سر جو راست گویند بھلا را کہ وفا نیست، چرا نیست  
لغت : سہری گشت: گزر، رگزی۔۔۔ پر سر جو راست: جو در حتم جاری رکھے ہوئے ہے۔۔۔ چرا نیست: کیوں نہیں ہے، مراد: چاہتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک مدت گزر رہی ہے کہ محبوب پر ستور اپنا جو در حتم جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہوں یعنی سینوں میں وہاں کا منظر نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے، یعنی یقیناً ہے۔ گویا محبوب کا عاشق پر مسلسل جو در حتم کرتے رہتا بھی وفا کی ایک علامت ہے کہ وہ ایک ذکر پر وقار کم ہے اس لئے اسے یہ وفا نہیں کہا جاسکتا۔

جنت بکنند چارہ افسردگی دل تعمیر باندازہ ویرانی ما نیست  
لغت : افسردگی دل: دل کا بھابھا بھاسار، یہ اس کا مرعوب یا رہتا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دل کی افسردگی کا علاج جنت نہیں کر سکتی۔ جس قدر دکھاری ویرانی ہے اس کے سلاخی تعمیر نہیں ہے۔ جنتی ویران جگہ ہوگی اسی حد تک اس پر جگہ تعمیر ہو سکتا ہے۔ ویرانی دل کی افسردگی اور تعمیر جنت ہے۔ یعنی بے شک جنت میں ہر طرح کا سکون اور ہر طرح کی آسائش کا سامان ہو گا لیکن ہمارے دل کی افسردگی اس حد تک ہے کہ وہیں بھی اس کی دوری یا ختم ہونے کا سامان نہیں۔

باخصم زبوں غیر ترحم چه توان کرد من ضامن تاثر اگر بلا رسائیت  
لغت : خصم زبوں: غبار و غموس یا گھٹیا دشمن۔۔۔ ترحم: رحم کرنا۔۔۔ بلا رسائیت: بلا کا اثر نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک گھٹیا دشمن (یعنی رقیب) پر ترس کمانے کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اگر بلا و فساد رسائیت ہے تو میں اس کی تاثر کی ضمانت دیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ عاشق کی فساد اس کے اپنے حق میں اگرچہ بے تاثر ہوئی ہے لیکن ایک نڈر یا سائل دشمن یا رقیب کے حق میں اس (عاشق) کی فساد بے اثر نہیں ہو سکتی۔

فراہ ز زخمی کہ شک سود نباشد ہنگامہ بیفرواہی کہ پدشش بسوا نیست  
لغت : شک سود: جس پر شک چھڑا لیا گیا ہو۔۔۔ ہنگامہ بیفرواہی: مراد جو در حتم میں اضافہ کر۔۔۔ پدشش: پیر، مہمان، مال پر سی کرنا۔۔۔

ترجمہ : ایسے زخم کے ہاتھوں فراہ ہے جس پر شک نہ چھڑا لیا ہو، تو اسے محبوب (مہم پر اپنے جو در حتم میں اضافہ کر کے گھر پر شش حال بھی چاہئے، ورنہ نہیں ہے۔ عاشق کے لیے محبوب کا جو در حتم کسی ایک طرح سے احوال بدی ہے، یعنی یہ بھی گویا عاشق کی طرف ایک توجہ ہے۔ بقول شاعر۔

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
سو محتاجم جیسے گائی زبان توجہ کی بات ہوگی۔

گر مراد گر کہین ہم از دوست قبول است اندیشہ جز آئینہ تصویر نما نیست  
لغت : کہین: کیونکہ، دشمنی۔۔۔ اندیشہ: خیال، فکر۔۔۔ آئینہ تصویر نما: آئینہ جس میں عکس پورے طور پر نمایاں ہو۔۔۔

ترجمہ : دوست کی طرف سے خواہ بھت کا طرز عمل ہے اور خواہ دشمنی کا، ہم دونوں صورتیں قبول ہیں۔ اگر اندیشہ تو ایک آئینہ ہے

جس میں محبوب کا عکس پرے طور پر لٹایا ہوا ہے یعنی نظر آتا ہے۔ مراد یہ کہ

سر تسلیم خم ہے ہو مزاج باد میں آئے

میتاے سے از تندی این سے بگدازد پیغام غمت درخورد تحویل مبانیت

نکتہ : میتاے سے : شراب کی مراد ہے۔ تندی : تیزی۔ بگدازد : بکھلتی ہے۔ درخورد : مبتلا کچھلی رات کی ہو۔ تحویل : سپرد کرنا۔

ترجمہ : شراب کی مراد اس شراب کی تندی سے بکھل جاتی ہے۔ مہا اس لائق نہیں ہے کہ تیرے خم کا پیغام اس کے سپرد کیا جائے۔ جس شراب کا شانہ پیغام خم کی طرف ہے۔ جس میں اتنی تیزی و تندی ہے کہ میتاے سے بھی اس سے بکھل جائے۔ خم یعنی خم محبت کا پیغام تو "دل کو دل سے رادہ ہوتی ہے" کے مصداق ہے۔

ہر مرطہ از دہر سراب است لے را کز نقش کف پاٹے کسے بوسہ رہا نیست

نکتہ : ہر مرطہ : یعنی ہر قدم، ٹھکانا۔ دہر : نلکا، دلیا۔ سراب : چمکتی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے، دھوکا۔ نقش کف پا : زمین پر چلنے سے پاؤں کے نقش بننے ہیں۔

ترجمہ : اس دنیا کی زمین کا ہر ٹھکانا ایسے لوگوں کے لئے سراب کی حیثیت رکھتا ہے جنہوں نے کسی اپنی محبوبہ کے نقش کف پا کو بوسہ نہ دیا ہو۔ زمین پر کسی حینہ کے قدموں کے نشان مٹانے کے لئے زمین کی دل کشی کا پھٹ بننے ہیں چنانچہ وہ انہیں چوم کر اپنی عقلی محبت دور کرتا ہے، بصورت دیگر یہ زمین ایسے پیاسے کے لئے مصل ایک سراب ہے۔

از ناز دل بے ہوس مانہ پسندیدہ دل ننگ شد و گفت "دریں خانہ ہوا نیست"

نکتہ : دل بے ہوس : حرص سے خالی دل۔ نہ پسندیدہ : اس نے پسند نہ کیا اچھا نہ جلتا۔ دل ننگ : افسردہ۔ ہوا : یہاں مراد ہوا بھی ہے اور حرص بھی۔

ترجمہ : اس نے اپنے ناز و نوا کے جب جملے محبت سے خالی دل کو اچھا نہ جلتا پسند نہ کیا۔ دل ننگ ہو کر نوا کے اس گھر میں تو ہوا نہیں ہے۔ جس گھر میں ہوا نہ ہو وہاں انسان کا دل کھرا نہ ہے۔ عاشق کا دل محبت سے خالی ہے جو محبوب کے نزدیک ہوا سے خالی گھر کی مانند ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ محبوب کو عاشق سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ غالب نے ہوس کے حوالے سے اس کیفیت کو ہوا کے ذریعہ استعارہ (مجاز) کے ذریعہ اسے واضح کیا ہے اور یہ صفت تمام کی ایک دلچسپ مثال ہے۔

بر کشش مژگان تو از روئے عتاب است کاکرد و لم از غلجی جا یک مژہ جا نیست

نکتہ : بر کشش مژگان : جھکوں کا بھر جانا ہے، رفتی کا اٹھنا۔ از روئے عتاب : غصے کی بنا پر۔ کاکرد : کھانا۔

ترجمہ : تیری جھکوں یا ٹھکروں کا بھر جانا یعنی تیری بے رفتی عتاب کے سبب ہے، کیونکہ میرے دل میں غلجی جا کے باعث ایک جھک کے ملنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کا دل استغنی افسردگی کا شکار ہے جس کے سبب وہ معشوق کا خیال دل میں لانے سے عاجز ہے یعنی اس کے دل میں اس کے لئے جگہ نہیں ہے۔ محبوب اس بات سے باخبر ہو کر عتاب کی بنا پر اس سے بے رفتی اختیار کر لیتا ہے۔

در یوزہ راحت نتوان کرد ز مرہم غالب ہمہ تن خستہ یار است گدا نیست

نکتہ : در یوزہ : درجہ ذلیل۔ خستہ : خستہ، ناتوان۔ دوست کا زخمی دوست کی محبت کا لہر ہوا۔

ترجمہ : مرہم سے راحت و سکون کی ہلکی نہیں باقی جا سکتی ہے۔ مرہم زخموں پر گھنے سے زلی کو سکون دیتا ہے۔ غالب تو مرہم دوست کا

دلچی ہے کوئی گداگر نہیں ہے۔ ذمہ جہت پر مرام نہیں لکھا ہوا۔

### غزل # 3

بلکہ دہریں دلاوری ہے اثر اقلہ است      انکے تو کوئی مرا از نظر اقلہ است

نعت : دلاوری : اخصاف متکلمے جہت۔۔۔ از نظر اقلہ است : نظروں سے گر گئے یعنی خود ہو گئے ہیں، بے قدر ہو گئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اس دلاوری یا جہت میں میرے آنسو بہت ہی بے اثر ثابت ہوئے ہیں اور میرے لشکروں میں میرے آنسو نظروں سے گر گئے ہیں۔  
عاشق نے محبوب کی جہت میں جو آنسو گرائے ان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آنسو آنکھوں سے گرتے ہیں، غالب نے ملامت استعمال کر کے دلچسپی پیدا کی ہے۔

عکس حشش را در آب لرزه بود ہم ز موج      نیم نگاہ خوش کارگر اقلہ است

نعت : لرزه : کھٹی۔۔۔ ہم : جہت خوف اور۔۔۔

ترجمہ : پانی میں لہریں اٹھنے کے باعث اس کے جسم پر کھٹی طاری ہے۔ گویا اس کی اپنی نگاہوں کا خوف کارگر جہت ہوا ہے۔ پانی میں لہریں اٹھنے سے اس میں موجود شخص کا عکس قدرتی طور پر ہلے گا۔ غالب نے محبوب کے عکس کے ہلنے کی طبع محبوب کا محبوب بتائی ہے۔ اس طرح اس نے صنعت حسنِ تعلیل سے کام لیا ہے، یعنی جب کچھ اور ہے اور ظاہر ہے کہ سراسیمہ ظاہر کیا ہے۔

ناله عداوت کہ من شطہ زباں می کشم      ہرچہ ز دل جہتہ است در جگر اقلہ است

نعت : شطہ زباں می کشم : میں شطہ ضائع کر رہا ہوں۔ جہت است : گویا، نکالنا، ہٹانا ہے۔

ترجمہ : نالہ کہیں ہے نہ کچھ کہ میں شطہ ضائع کر رہا ہوں، جو کچھ یعنی جو آگ دل سے نکل چکی وہاں پھیل کر تکرار میں جا کر رہی ہے۔ مطلب یہ کہ جہت میں فریاد کا اثر ہوتا ہو دل کی گرمی یا دل کے ہوش و دلاوی میں کمی نہیں آتی۔

خاطر بلبل بجوی قطره چشمم گوی      کز پس گوش گل نالہ تر اقلہ است

نعت : بجوی : تلاش کر۔۔۔ خاطر جہتہ : دلاوری کرنا۔ گویا : مت کہ۔۔۔ پس گوش گل : پھول کے کان کے پیچھے یا کان کے پردے پر۔۔۔

ترجمہ : تو بلبل کی دلاوری کر رہا ہے، جو چشم کے قطرے پھولوں پر پڑے ہیں انہیں قطرہ چشم نہ کہ بلکہ یہ تو بلبل، جو پھول کی عاشق ہے، کا نالہ دریافت ہے، جو تیرا پھول کے کان کے پردے پر پڑا ہے۔ اس شعر میں بھی غالب نے صنعت حسنِ تعلیل سے کام لیا ہے۔ یعنی چشم کے قطرے پھول پر گرنے کی طبع کچھ اور ہے اور پھول اور پھل کی ہے۔

ہرچہ ز سرمایہ کشت در ہوس افروز ایم      ہرچہ ز اندیشہ خاست در خطر اقلہ است

نعت : کشت : گتہ گتہ کیا کہ ہوا۔ افروز : اندھ ہم نے اضافہ کر دیا، بڑھا دیا۔ خاست : اٹھا پڑا ہوا۔ اندیشہ : فکر، تردد، سوچ۔۔۔

ترجمہ : جو کچھ سرمایے سے کم ہوا ہم نے اس کی جگہ ہوس میں اضافہ کر دیا، کیونکہ جو چیز بھی اندیشہ سے پیدا ہوگی، جان لو کہ وہ خطرے کا فکار ہو جائے گی، یا خطرے میں پڑ جائے گی۔

از نگہ سرخوشت کام تمنا کند      آنکہ سلوہ دل دیدہ در اقلہ است

لغت : سرخو : اچھی یا شوق بھری نگاہ۔۔۔ کلام قضا کا ذہنی آئندہ پوری کرتا ہے۔۔۔ دیدہ و درہ کی نظر والا۔۔۔ سلو و دل، صاف دل، بھولا بھلا۔۔۔

ترجمہ : تیری شوق بھری نظروں سے وہ اپنے دل کی قضا پوری کرتا ہے۔ یہ صاف دل اور بھولا بھلا آئینہ بھی کتاب صاحب نظر یا کسی نظر والا راجع ہوا ہے۔ معشوق آئینہ پرے شوق سے دیکھ رہا ہے۔ یہ گویا آئینے کے لینے اس کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ اس لحاظ سے آئینہ صاحب نظر قرار پایا۔ اس شعر میں صنعت تخییم (Personification) ہے یعنی بے جان چیز کو جاندار دکھایا گیا ہے۔

اودنے از ما گداشت و این نخست گرم سناست  
ناله ما از نگاہ شوق تر افتاده است  
لغت : گداشت : بھلا دیا۔۔۔

ترجمہ : اس نے یعنی تیری نگاہ نے اہل دل بھلا دیا اور اس نے یعنی اہل دل سے اہل دلیاؤں نے تجھے راسخ کو گرا دیا۔ گویا اہل دلیاؤں نے تیری نگاہ سے زیادہ شوق نگاہ۔ معشوق کا عاشق پر ایک نظر والا اس عاشق کا دل گدا کر رہا ہے اور عاشق کی فرباہ کا معشوق کے دل کو گھٹاتا ہے یہ ہم کرتا ہے۔

خون ہوس پیشکش خوش نمود رہنختن  
تغ انا پارہ اسے بدگر افتاده است  
لغت : ہوس پیشکش : مراد حریص لوگ۔۔۔ رہنختن : گرا رہا۔۔۔ پارہ اسے : کسی قدر۔۔۔ بد گرا : بد طبیعت، مراد جو اچھے لوگ کے ساتھ ہو۔۔۔  
ترجمہ : حریص لوگوں کا خون بہا کوئی اچھی بات نہیں۔ تیری ناز و داد کی تھوڑی قدر بد گرا واقع ہوئی ہے۔ معشوق اگر عاشق پر ایک نگاہ بھی ڈالے (جو ناز و داد کا انداز ہے) تو وہ ہوس ڈھیر ہو جاتا ہے۔۔۔

کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے  
لیکن حریص لوگوں پر اس تھوڑا سا ناز و داد چلنے سے سوئے، کیونکہ ان پر تو اس کا اثر ہی نہیں ہوتا۔

دخک دیانت گداشت فقیہ گل چوں شکفت  
دیدہ کہ از روی کار پردہ ہر افتاده است  
لغت : شکفت : کھلا۔۔۔ گداشت : بھلا دیا۔۔۔ از روی کار : معطل پر ہے۔۔۔ پردہ ہر افتاده است : پردہ اٹھ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب کلی کھل کر پھول ہی گئی تو واضح ہو گیا کہ اسے حیرت دہن تک پردہ رخ افتادہ اس نے بھلا دیا ہے، کیونکہ اس نے دیکھ لیا کہ معطل پر ہے پردہ اٹھ گیا ہے۔ کلی اور معشوق کے دیانت تک کو ہم تشبیہ دی چلتی ہے۔ یہی یہ کہایا ہے کہ کلی کو اس پر رخ کیا تھا لیکن اس کے کھلنے سے گوار تک کا پردہ چاک ہو گیا۔

ہر فرومانگی داد فرومانہ گل  
سایہ در افتادگی وقف ہر افتاده است  
لغت : فرومانگی : خستہ حالی، غم۔۔۔ داد و دان : حسین و آفرین کرنا، بھلا کرنا۔۔۔ الفتادگی : کرے ہوئے ہونے کی حالت۔۔۔

ترجمہ : جو لوگ کرے چنے اور خستہ حال ہیں ان کی فرومانگی کی داد دے۔ دیکھ کہ سایہ کس طرح الفتادگی میں ہر کرے چنے انسان کے لیے وقف ہے، لیکن انسان کا وہ ساتھ دتا ہے اور وہ اس طرح کہ آدمی کھڑا ہو تو اس کا سایہ نہیں پرچتا ہے اور اگر وہ گر چے تو وہ سایہ گویا اس سے چمٹ جاتا ہے (اس حالت میں سایہ تو نہیں رہتا لیکن شاعر نے انداز میں یہ کہایا کہ وہ ساتھ دیتا ہے)

مستی دل دیدہ را محرم اسرار کرو  
بے خودی پردہ دار پردہ در افتاده است  
لغت : محرم اسرار : والوں سے واقف۔۔۔ پردہ دار : پردہ پہنانے والی، راز افشا کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : دل کی مستی نے تو آنکھوں کو محرم اسرار کیا لیکن بے خودی نہ پردہ دار پردہ رکھنے والی، راز افشا کرنے والی، خفیہ پردہ دار ہی

مکی۔ دل کی مسکن کی کیفیت تو آنکھوں کے اندر بھی رہی لیکن بخودی کچھ حد سے بڑھی تو اس مسکن کا راز فاش ہو گیا۔

آن ہم آزادگی دیں ہمہ دل دادگی حیف کہ غالب زخویش ہے خبر افتادہ است

لغت : حیف: افسوس۔ آزادگی: آزاد فشی۔ دل دادگی: قربانی، عشق۔

ترجمہ : وہ سراسر آزادگی اور بے سراسر دل دادگی افسوس کہ غالب اپنے آپ سے بے خبر واقع ہوا ہے۔ یعنی غالب میں یہ دونوں باتیں ہیں اور یہ دونوں باتیں انسانی زندگی کے لئے ایک نعمت ہیں۔ جسے یہ میر ہوں وہ خوش بہت انسان ہے اور غالب کو اپنی اس خوش بختی کی خبر نہیں جس پر وہ افسار افسوس کرتا ہے۔ یہ معلوم بھی ہے کہ عشق کرنے سے پہلے کیا آزادانہ زندگی بسر ہو رہی تھی لیکن عشق کے بعد وہ بات نہ رہی۔

## غزل #4

در گردنہ داری دل رزم نگاہ کیست خونے کہ می دود بشرائیم سپاہ کیست؟؟

لغت : رزم نگاہ: میدان جنگ۔۔۔ می دود: دود رہا ہے۔۔۔ بشرائیم: شرانوں میں، ہلکے دھنی رگوں میں۔

ترجمہ : نگاہ و فریاد کی گرد میں دل کی داری کس میدان جنگ بنی ہوئی ہے۔ وہ خانہ جو شرانوں میں دود رہا ہے، کس کی فرج ہے۔ عاشق کے دل میں محبت کے جذبات نے جو رنگہ کھڑا کر رکھا ہے اس کے نتیجے میں اس کے دل سے فریادیں اٹھ رہی ہیں جسے میدان جنگ کا نام دیا گیا ہے۔

حسن تو در حجاب ز شرم گنگاہ کیست؟ جا بر کمرشہ نگ ز جوش نگاہ کیست؟

لغت : حجاب: پردہ۔۔۔ کمرشہ: آنکھ کا اشارہ، اشارہ۔

ترجمہ : تیرا حسن جو پردے میں ہے تو یہ کس کے گنگاہ کی شرم کے باعث ہے۔ اور یہ جو کمرشہ وازر جبکہ نگاہ کی ہے تو یہ کس کی نگاہ کے جوش کا نتیجہ ہے۔ (یعنی محبوب بخود ادا نہیں دیکھا سکتا۔ جوش نگاہ کا مطلب ہے عاشق کا مشتاق کو زوردار اور اڑھان میں دیکھنا جو ایک طرح سے گستاخی ہے یا کہل ہے، چنانچہ عاشق کو اس کہل سے بچانے کے لئے اس نے حجاب اختیار کر لیا ہے جس کے نتیجے میں حسن کی کمرشہ ساریں گوا ختم ہو گئی ہیں۔

مست است و رخ کشادہ بہ گلزار می رود خوں در دل بہار ز ناخبر آہ کیست؟

لغت : رخ کشادہ: چہرہ کھلا رکھ کر بے حجاب ہو کر، غلبہ اٹھا کر۔

ترجمہ : وہ عالم مسکن میں اور چہرہ کھلا رکھے یا غلبہ اٹھا کر گلزار کی طرف جا رہا ہے۔ کس کی آہ کی ناخبر کے نتیجے میں بہار کامل خون ہو رہا ہے۔ یعنی اس کے بے غلبہ حسن نے، جس کی جلوہ نشانی اب نگہ اور میں ہو رہی ہے، بہار کے دل میں دھلک پیدا کر دیا ہے جس کے سبب وہ بدل اٹھتا ہو گیا ہے۔ تو یہ کس کی آہ کی ناخبر کے سبب ہے ناخبر ہے عاشق کی آہ کی ناخبر مراد ہے۔

ما با تو آشنا و تو بیگانه ای زما آخر تو و خدا کہ بنائے گوہر کیست؟

لغت : تو خدا: تجھے خدا کی قسم۔

ترجمہ : یا ہم تو تجھ سے آشنا ہیں اور تو ہم سے بیگانہ ہے، آخر تجھے خدا کی قسم یہ تاکہ دیا کس کی گواہ ہے۔ یعنی دنیا و مافیہا کو ہماری قسم سے ہے

جدوا بھلی کا اور تیری ہم سے بہہ دفن کیا ہے تو جی کاظم ہے۔

مور نہاد میں ہم سچ و خم و شکن زلف تو روزگار بخت سیاہ کیست؟

نعت : برکتدار برداشت میں کرتے کر سکتے۔۔۔ روزگار بخت سیاہ غلطی یا بد نصیبی کا روزگار ہے۔ اناجی۔۔۔

ترجمہ : تیری زلفوں میں اس قدر سچ و خم اور شکن ہیں کہ بال مزید سچ و خم برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ جان کہ تیری زلفیں کسی کی سیاہ غلطی کا روزگار ہیں؟ اور سرے گفتگوں میں یہ سیاہ اور بے حد سچ و خم والی زلفیں ایسی ہیں جیسے عافیت کی سیاہ غلطی کی تصویر ہوں۔ زلفوں کی سیاہی کے جواسے سے اپنی سیاہ غلطی کا ذکر کیا ہے۔

زیستگار کہ سر بر گل و رہبان و سنبل است طرف چمن نمونہ طرف گلہ کیست؟

نعت : زری سارہ اس طرح۔۔۔ سرسبز سراسر بہنیکوٹ۔۔۔

ترجمہ : یہ چمن میں گل اکھب ۶ رہبان اور سنبل کی کھڑت ہے تو یہ کس کے گوش گلہ کا نمونہ ہے؟ ممشوق کے گلہ کی طرف اشارہ ہے جس میں گل کارگل رہبان (نارنگا) کی سی خوشبو اور سنبل کے سے سچ و خم ہیں۔

دھک آیدم بدوشی دیدہ ہائے غلط دانستہ ام کہ اذ اثر گردو دلو کیست

نعت : دانستہ ام میں نے جان لیا ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے لوگوں کی آنکھوں کی چمک اور بدوشی پر دھک آ رہا ہے۔ میں کچھ کیا ہوں کہ یہ چمک کسی کی گردوا کا نتیجہ ہے۔ محبوب جس راستے سے گردا ہے وہاں اس کے پٹے سے گرداؤ کر لوگوں کی آنکھوں میں پڑی، اس سے ان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور یہ بات عاشق کے لیے دھک کا باعث بنی ہے۔

بامن بخواب ناز و من از دھک بدگل تاعمرہ خیال عدد جلوه گلہ کیست

نعت : بخواب ناز ناز کی نیند میں ہے ناز سے سوا ہوا ہے۔۔۔ عمرہ خیال عدد دشمن کے خیال کا میدان یعنی رقیب کا تصور و خیال۔۔۔

ترجمہ : وہ میرے ساتھ ناز سے سوا ہوا ہے اور میں اس دھک کے باعث بدگل ہوں کہ آخر دشمن یعنی رقیب کے تصور و خیال کا میدان کسی کی جلوه گاہ بنا ہوا ہے۔ عاشق کو محبوب کا اصل میرے لیکن دھک کے باعث وہ یہ برداشت نہیں کر سکا کہ محبوب کا خیال تک بھی رقیب کے ذہن میں آئے۔ دھک سے متعلق اور وہیں ہیں کسے۔

چھوڑا نہ دھک نے کہ تیرے گھر کا ہم لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ ہر کو میں

بتول صرت سوچتی ۔

مجھ سے پوچھنا نہ گیا ہم و نشان بھی ان کا جستجو کی کوئی تمید اٹھائی نہ مہنی

بجلوہ بوقت فرح تمیدان گنہ من دانستہ دشمنہ تیر نہ کردان گنہ کیست؟

نعت : تمیدان ترچہ۔۔۔ دانستہ جان بوجہ کر۔۔۔ دشمنہ تجز۔۔۔

ترجمہ : میرے گل کے موقع پر میرا تصور وہ کر چکا ہے شہد میرا تصور ہے لیکن جانتے بوجھے تجز کو تجز نہ کرنا کسی کی خطا ہے؟ یعنی تیری خطا ہے۔

غالب حساب زندگی از سر گرفتہ است جانا بہ من جو کہ نعت عمر کلو کیست؟

لفت : از سر گرفتہ است: نئے سرے سے شروع ہوا ہے۔۔۔ جلا: اسے جانے اسے محبوب۔۔۔ عمر کا زمانہ گزرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب نے صلب زندگی کے سرے سے شروع کر دیا ہے۔ جان میں! مجھے یہ تو بتا کہ حیرانم کی عمر گزرتا ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ کچھ عاشق ایسے ہیں جو ہم پر اکیلا صحت کے ہم کو برداشت نہیں کر سکتے اور جلدی جان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے، جبکہ غالب ایک ایسا عاشق ہے جو سخت جان ہے اور ہر قسم بدلتی ہو گئی زندگی کو برداشت شروع کر دیتا ہے۔

## غزل 5

در تہم از خیال کہ دل جلوہ گاہ کیست ؟      داغم ز انتظار کہ چشمش براہ کیست ؟

لفت : در تہم: میں بچاؤ، آب میں ہوں، متحرک ہوں۔۔۔ داغم: میں جل رہا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اس تصور و خیال سے بچاؤ، آب میں ہوں یا متحرک ہوں کہ اس (محبوب) کا دل کسی کی جلوہ گاہ ہے یعنی کون اس کے دل میں نمایا ہوا ہے اور اس انتظار میں جل رہا ہوں کہ اس کی نگاہیں کسی کی راہ پر گئی ہوں ہیں، یعنی وہ کس کے انتظار میں چشم براہ ہے۔

از تار خیزی دل چشمش در آتشم      کلین سنگ پر شرر ز جھوم نگاہ کیست

لفت : تار خیزی: تار و تار پلندہ ہونا۔۔۔ در آتشم: میں آگ میں ہوں، جل رہا ہوں۔۔۔ کلین: کلین، کبیرہ۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے سخت دل سے تار و تار پلندہ ہونے سے آگ میں جل رہا ہوں (یعنی رنگ کی آگ میں) اور سوچ رہا ہوں کہ کس کی کثرت نگاہ سے اس (محبوب) کے ہر حصے دل سے یہ پتھر پیاں اٹھ رہی ہیں۔ محبوب کسی اور پر عاشق ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں وہ ان کیفیات سے دوچار ہے۔ ساری غزل اسی موضوع پر ہے۔

چشمش پڑ آب از تہم سر پری و شے است      من در گھاں کہ از اثر دود آہ کیست

لفت : تہم: گری۔۔۔ سر پری و شے: کسی پرانی ایسے صحنے کی محبت۔۔۔ دود: دھواں۔۔۔

ترجمہ : کسی پرانی دھن کی محبت کی گری سے اس کی آنکھیں پر آب ہیں۔ (آنسو آنکھوں سے چھک رہے ہیں) میں اس گل کا شکار ہوں کہ آخر کس کی آہوں کے دھوئیں کا یہ اثر ہے۔ ظاہر ہے یہ خود اس عاشق کی آہوں کا اثر ہو گا۔

خالم تو در شکایت عشق این چہ ماجراست      ہارے من جو کہ دولت داو خواہ کیست

لفت : خالم تو: یعنی خالم تو خود ہے۔۔۔ اے: آخر، آخر کار، غیر۔۔۔ داو خواہ: افسانہ کا طالب۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! خالم تو خود ہے، پھر عشق کی شکایت؟ یہ کیا بات ہوئی۔ خیر تو مجھے یہ بتا کہ تو کس کے عشق کے ہاتھوں (یعنی عشق میں پھنسنے والے تم و اہم کے ہاتھ) اور خواہ ہے؟

در خود گم است جلوہ برق عتاب تو      این تیرگی بہ طالع مشت گیاہ کیست ؟

لفت : جلوہ برق عتاب: نیا اور نئے کی بجلی کی ہلک۔۔۔ تیرگی: تاریکی، سیاہی۔۔۔ طالع: نصیر، مقدور۔۔۔

ترجمہ : میری برق عتاب کا جلوہ اپنے آپ میں گم ہے (یعنی تو نے جو کسی سے عشق اختیار کیا ہے اس کے نتیجے میں میرا سارا عتاب عتاب ہو گیا ہے) اب یہ تاریکی (یعنی عتاب کی ہلک) کے حوالے سے تاریکی کہاں کس کے طبعی بحر عمیق کے حقدار امرا، سیاہی، غلٹی کے ہٹ ہے۔

خیرنگ عشق شوکت رعنائی تو بدو      در طالع تو گردش چشم سیاہ کیست ؟



نعت : نیرنگ : جسم، پہلو۔۔۔ روحانی : حسن، خوبصورتی۔۔۔ گردش چشم : آنکھوں کا گھومنا۔

ترجمہ : نیرنگ خلق نے تیری روحانی کی شکن و شوکت مجھ کو لے کر لے ڈالی ہے، تیرے مقدس میں کسی کی سیلہ آنکھوں کی گردش ساکنی ہے۔  
روحانی یعنی حسن کی ہنک کے حوالے سے چشم سیلہ کا اور چشم سیلہ پرے حسن کی علامت ہے۔ گویا وہ اب خود عاشق ہو کر اپنے معشوق کی  
چشم سیلہ کی گردش میں گھوما ہوا ہے۔

گوید ز غم ز چوں تو خدا باشناس، حیف بایچوں خودی کہ داور گیتی گواہ کیست؟

نعت : چوں تو خدا باشناس : تجھ جیسے خدا سے عارف، خدا سے نہ ڈرنے والا۔۔۔ داور گیتی : خدا تعالیٰ۔۔۔ چوں خودی : اپنے جیسا۔

ترجمہ : افسوس کی بات ہے کہ اب تجھ جیسے خدا باشناس بھی، عالم اکبر میں اپنے جیسے سے یہ کہہ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کس کا گواہ ہے، یعنی  
شاعر کا محبوب اب اپنے محبوب سے یہ کہہ رہا ہے کہ تو جو غم تجھ پر ڈھا رہا ہے، اس کا گواہ خدا ہے، وہی انصاف کرے گا۔

با ایں ہمہ شکست، درستی آوازے دوست رنگ رخت نمودن طرف کلاہ کیست؟

نعت : شکست : ٹوٹ پھوٹ، مڑا پڑے کے رنگ کا اڑنا۔۔۔ درستی : صحیح ہو، چرے کا دکھل ہونا۔۔۔ طرف کلاہ : کلاہ کا نیڑھا رکھا جس  
سے ٹھن پیدا ہوتا ہے لیکن دل کٹی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ترجمہ : اس تمام ز شکست رنگ کے بلو جو تیرے چرے میں ایک دکھلی کی ادا ہو جو ہے۔ یہ تاکہ تیرے چرے کا رنگ کسی کی طرف کلاہ  
کا نمود ہے۔ غور قبول غالب!

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا رنگ کھل جائے ہے جوں جوں کہ اڑ تبا جائے ہے

با تو بہ چہ، حرف بہ سخن، گناہ من با من بخلق، غلبہ بد عیون، گناہ کیست؟

نعت : چہ : نصیحت۔۔۔ حرف بہ سخن : عقلی سے بات کرنا۔

ترجمہ : میں مان لیتا ہوں کہ میں تجھے نصیحت کرتے وقت جو کبھی عقلی سے بات کر رہا ہوں تو یہ میری خطا ہے لیکن میرے ساتھ، خلق کے  
ساتھ میں، دعوے کے ساتھ غلبے کا اظہار کر رہا ہوں اپنے عاشق ہونے کے سلسلے میں اس کی خطا ہے؟ انکار ہے محبوب ہی کی خطا ہے!

غالب کنوں کہ قبلہ او کوئے دلبر است کے کی رسد بدیں کہ درش سجدہ گواہ کیست؟

نعت : کنوں : آنکھوں میں۔۔۔ کوئے دلبر : معشوق کا کوچہ۔۔۔ کے کی رسد : اب کیا ضرورت ہے، کیا پوچھنا۔

ترجمہ : غالب اب جب کہ معشوق کا کوچہ اس کا قلب میں چکا ہے یہ پوچھنے یا ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ اس کا پناہ دوان کسی کی سجدہ گواہ  
ہے؟ اس سے مراد عاشق یا غالب ہے۔ یعنی جب وہ خود کسی کے خلق میں جلا ہو چکا ہے تو اب اسے ہماری کیا پروا ہے۔

## غزل #6

یاد از عدد نیارم ویں ہم ز دور بینی است کلندر دلم گزشتن با دوست ہم نشینی است

نعت : یاد نیارم : یاد نہیں کرتا، یاد نہیں کرتا۔۔۔ ویں : وہیں، دوری۔۔۔ ز : از یعنی کے باعث۔۔۔ کلندر : کلندر کہ اندر۔۔۔

ترجمہ : بھول جاتی، غالب یہ کہہ رہا ہے کہ میں جو رقیب کا خیال دل میں نہیں لانا تو یہ دور بینی کی بات ہے، کیونکہ میرے دل میں ہر وقت

دوست رہتا ہے۔ اگر رقیب کا خیال دل میں آئے گا تو گویا رقیب دوست کے ساتھ ہم ٹھیں ہو جائے گا۔ مراد یہ کہ جیسے ہی رقیب کے بارے میں سوچیں گا تو یوں لگے گا کہ وہ دوست کے پاس بیٹھا ہے اور جوں میں اذیت کا ظہور ہوں گا لہذا میں اس کا خیال ہی دل میں نہیں لاتا۔

در عالم خرابی از خیل منعمانم سلیم پرخت شوئی، برقم بخوشه چینی است

لغت : خیل : گروہ۔ منعمان : منعم کی جمع، امرا۔ سلیم : سلیم میں طمان ہیں، سلیم ہوں، سلیم ہوں۔ خوش چینی : خوش اڑت۔

ترجمہ : جہاں تک میری دنیا کی دیرانی و دلچسپی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں میں بڑے ریسوں میں شامل ہوں۔ میرا سلاب تمام بل واسباب ہمارے جانا اور بجلی میرے غرضیں پر گر کر اسے جلاتے ہیں لگی رہتی ہے۔ دوسرے نظروں میں میں دنیا کا اختلاقی بدل حال انسان ہوں۔ بل سے مراد موت کا سلاب، اسی طرح بجلی یعنی برق موت۔ یعنی یہ سب حلق و موت ہی کا نتیجہ ہے۔

میرم دے ہرسم کز فرط بدگمانی دانکہ کہ جان سپردن از عافیت گزینی است

لغت : میرم : میرا، میں مرنا ہوں۔ ہرسم : ہرسم، ڈرنا ہوں۔ فرط : کثرت۔ سپردن : دے دینا۔ عافیت گزینی : آرام غمی۔

ترجمہ : میں مرنا ہوں یا میں مرنے کو ترجیح دوں لیکن ڈرنا ہوں کہ وہ بدگمانی کا شکار ہے، یعنی محبوب بیاد کون ہے انہیں یہ نہ کچھ لے کہ میرا یہ اتمام محل آرام و سکون کے حصول کے لیے ہے۔

در جلد ویرستم آری زخمت جانی است در غمزد زود رفتی، آری ز نازنی است

لغت : ویرستم : میں دیر سے مست ہو رہا ہوں۔ آری : آری، ہاں۔ غمزد : ناز غم۔ زود رفتی : توجہ ناراض ہو جانا ہے۔

ترجمہ : میں بد شراب بنا کر دیر سے مست ہو رہا ہوں تو یہ میری ختم جانی کے باعث ہے اور تو جو ناروا دکھانے میں جلد ناراض ہو جانا کیا کر جاتا ہے تو یہ میرے ناز میں ہونے کے سبب ہے، یعنی دونوں صورتوں (غمزد اور زود رفتی) میں تیری اور انہیں دل سوہ لینے والی ہیں۔

من سوے او خستم، دانکہ زبے حیائی است او سوے من نہ، سیند دانم ز شرم کیستی است

لغت : سوے : اس کی طرف۔ شرم کیستی : احساس شرم۔

ترجمہ : میں جو اس کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ اسے میری بے حیائی سمجھتا ہے اور وہ جب میری طرف نہیں دیکھتا تو میں کچھ لیتا ہوں کہ یہ اس کے احساس شرم کے باعث ہے۔

ذوقے است در ادایت قاصدا تو و خدایت در حبیب من بیفشاد طلدے کہ آستینی است

لغت : ذوقے است : ایک خاص لطف و کشش ہے۔ تو و خدایت : تو اور میرا خدا یعنی تجھے خدا کی قسم۔ بیفشاد : ڈال دے۔

آستینی است : ہو آستین میں ہے۔

ترجمہ : اے قاصد تیری اور میں ایک خاص لطف و کشش ہے، تجھے خدا کی قسم جو طلع غیری آستین میں ہے وہ میرے دامن میں ڈال دے۔ یعنی قصداً، محبوب کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہے۔ قاصد کے طور طریقوں سے پتا چلتا ہے کہ یہ پیغام بد حال خوش کن ہو گا۔ شاعر نے اسے طلع یعنی بخت کا نام دیا ہے۔

زیر خونچکال توام درباب ماجرا با ہنگامہ ام اسیری، اندیشہ ام حزینی است

لغت : خونچکال : جن سے خون لگے۔ درباب : باب، کھلے۔ ہنگامہ : اسیری، حالت قید۔ حزینی : حالت حزن و ملال۔

ترجمہ : تو میری ان خوں چکال تو امرا، فریادوں سے میری صورت حال کو کھلے، یعنی کھلے پر کیا کیفیت رہی ہے۔ میرا سدا ہنگامہ یا دلولہ

اسی ہے، جبکہ میرا سر سراسر وزن و مل ہے۔

دردِ شکست دل را رام صدائِ نغم سازِ شکایت من تارِش ز موسے چینی است  
 لغت : شکست دل کا ٹوٹنا۔ رام صدائِ آواز کا مطیع یعنی آواز کا پیار۔ موسے چینی سی جھری جو پائے میں آجاتی ہے اور  
 جس کے سبب پائے کو کھڑکانے پر بھی آواز پیدا نہیں ہوتی۔  
 ترجمہ : میں نہیں چاہتا کہ میرے دل کے ٹوٹنے کی صدا پیدا ہو۔ میری شکایت کے ساز کا نام موسے چینی سے ہے۔ یعنی میں نہیں چاہتا کہ  
 اپنے دل کے ٹوٹنے کا کوئی شکار ہو۔

نازم ہزود یابی، ناز و گروش و گردان چندان کہ ابر نیسل در گوہر آفرینی است  
 لغت : ہزود یابی جلدی جانے پر۔ گروش و گردان کلن اور گردن پر۔ ابر نیسل موسم بہار میں برسنے والا پل جس سے بچے کے اندر  
 موتی بنتے ہیں۔

ترجمہ : میں تو اس کے جلد ملنے پر ناز کرتا ہوں اور اسے اپنے کانوں اور گردن پر بالکل اسی طرح ناز ہے جس طرح ابر نیسل موتی پیدا کرنے  
 میں فکر کرتے۔ کلن اور گردن میں جو زخ و راجہ (موتیوں کا پادرو فیضان) ڈال رکھے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

سوزم دے کہ یارم یاد آورد کہ غلب در خاطرش گذشتن یا غیر ہم نشینی است  
 لغت : سوزم میں جتا ہوں۔ دے کہ اس وقت جب۔ در خاطرش گذشتن اس کے دل میں آنا۔

ترجمہ : اے غالب! جب میرا دوست مجھے یاد کرنا ہے تو میں مل لیتا ہوں، کیونکہ اسے میرا یاد آتا رہتا ہے جیسے میں رقیب کے ساتھ بیٹھا  
 ہوں۔ یعنی محبوب کے دل میں تو ہر وقت رقیب ہی کا خیال رہتا ہے، اس لیے جب وہ عاشق کا خیال دل میں لانے کا تو یہ گمراہ عاشق کی رقیب  
 کے ساتھ ہم نشینی ہوگی جو عاشق کے لیے دکھ کا باعث ہے۔

## غزل 7۴

لب شیریں تو جانِ شک است دین کہ گنتم پہ زبانی شک است  
 ترجمہ : تیرے شیریں اور دینے والے ہونے شک کی جان ہیں اور یہ جو میں نے کہا ہے تو یہ شک کی زبان سے ہے۔ شیریں کے مقابلے میں شک  
 کا ذکر صنعت تضاد ہے۔ مطلب یہ کہ تیرے ہونے میں شیرینی اور شک کی جانشینی ہے۔ اور خود شک اس کی اس قدر جانشینی کو جان شک کہ  
 رہا ہے۔

دردِ نالو شک از رشکِ بہت بہت شورے کہ فغانِ شک است  
 لغت : نالو فطرت، طبیعت۔ شورے شور کے علاوہ شک کے بھی معنی ہیں۔

ترجمہ : تیرے ہونے کے رشک کے سبب شک کی فطرت میں ایک شور مچا ہے جو فغانِ شک ہے۔ یعنی شک میں جو شک ہے یا واقعہ آیا  
 ہے وہ تیرے ہونے پر اس کے رشک کا نتیجہ ہے۔  
 اے شہدِ لطفِ غلبت ہمہ ناز ناز در عمد تو کانِ شک است  
 ترجمہ : اے محبوب! تجرا لطف و کرم اور تجرا محبت سراسر ہوا ہے، چنانچہ ناز تیرے دور میں کانِ شک ہی گیا ہے۔ جس طرح شک کی کان

سے شک ختم نہیں ہو تاہی طرح محبوب کے بازو اور صورت میں، خواہ وہ لطف کی صورت میں ہوں اور خواہ محراب کی صورت میں، ہر قرار رہتے ہیں۔

ناز سراپہ دیگر ز تو یافت شک خوان تو خوان شک است

لغت : سراپہ دیگر: دو سراپا، مردانہ شکل و شوکت۔

ترجمہ : بازو کو تیری وجہ سے ایک نئی شان و شوکت میری کئی ہے بلکہ دیگر تیرے خوان میں ہر شک ہے، وہ خود خوان شک کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ خلی شک کی اور بات ہے لیکن خوان شک شان میں اس سے بڑھ کر ہے۔ شک خوان سے مراد ہے ناز۔

شوربا صرف فغانم کردند شک از حسرتان شک است

لغت : صرف فغانم: میری فغان میں ڈالنے کے ہیں۔ حسرتان: حسرت کی جمع حسرت کے بارے ہوئے، اہل حسرت۔

ترجمہ : میری آہ و فغان میں ادا شور و مراد شک ڈالا گیا ہے لیکن قدرت کی طرف سے ڈالا گیا ہے، کہ خود شک بھی شک کے حسرتوں میں سے ہے، یعنی شک میں بھی یہ حسرت ہے کہ وہ ایک شک بنتے۔

زخم ما چنبہ مرہم دارد زیں سفیدی کہ نشانی شک است

لغت : چنبہ: روئی مراد، پھیلا یا پھلا جس پر مرہم لگا کر زخم پر چپکاتے ہیں۔

ترجمہ : ہمارے زخم پر مرہم کی روئی ہے، اس کی وجہ وہ سفیدی ہے، ہر شک کا بھی نشان ہے۔ روئی سفید ہوتی ہے اور شک بھی سفید ہوتا ہے، اس حوالے سے یہ بات کی۔ مطلب یہ کہ ہمارے زخم پر شک چلنے سے بظاہر ہماری تکلیف تو بڑھتی ہے لیکن زخم بہت کماتے سے اس تکلیف کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ سکون و راحت کا باعث ہے۔

گر شک سود کئی زخم دلم شود زخم است و زیان شک است

لغت : شک سود کی: تو شک چلنے۔ سود: فائدہ۔ زیان: نقصان۔

ترجمہ : اگر تو میرے دل کے زخم پر شک چلنے کے تو یہ زخم کا فائدہ ہو گا جبکہ خود شک کے لئے نقصان کا باعث ہو گا۔ زخم کا فائدہ یوں کہ عاشق کے لئے یہ باعث راحت ہے (وہی بات جو اس سے پہلے شعر میں کی گئی ہے) جبکہ شک کا نقصان اس صورت میں کہ وہ بار بار زخم پر چلے گا جسے تو ظاہر ہے اس میں کمی آجائے گی۔

گفتی الماس فشاندم تو دحق نازش من پہ گلن شک است

لغت : الماس: ہیرا۔ فشاندم: میں نے نکھیرا ہے۔ تو دحق: تجھے حق یا خدا کی قسم یا تو نے سچ کہل۔

ترجمہ : تو نے کہا ہے کہ میں نے تجھے پہ الماس نکھیرا ہے۔ تو نے سچ کہا یا کھو گا لیکن میں تو شک کے گلن میں باز کر رہا ہوں۔ الماس کا کوئی زخم زخم میں پڑے تو وہ زخم کو چرے پھا جاتا ہے۔ لیکن میں یہ کھ کر فکر کر رہا ہوں کہ تو نے میرے زخم پر شک چلے گا۔

نفلت من، مایہ من بس غالب خود شک گوہر کلن شک است

ترجمہ : اے غالب! میری زبان یعنی میری قوت بیان ہی میرا بس بکھ ہے، یہی میرا سارا سرمایہ ہے گویا خود شک ہی گلن شک کا گوہر ہے۔

یعنی شاعر اپنے ہی فن کو سراہتا ہے۔

## غزل #8

چہ فتنہ با کہ در اندازہ ممکن تو نیست قیامت است، دل دیر مہربان تو نیست

لغت : دل دیر مہربان: ایسا دل ہو کہی پر ایک مدت کے بعد مہربان ہو۔۔۔ چہ: یعنی کون کون سے دیکھے کیسے۔۔۔

ترجمہ : کیسے کیسے فتنے ہیں جو تیرے ممکن کے اندازے میں نہیں ہیں، یعنی تیرے تصور میں مدت سے فتنے جاگزیں ہیں، اور تیرا دیر مہربان دل، دل نہیں، ایک قیامت ہے۔ عاشق پر محبوب طرح طرح کے فتنے ڈھاتا ہے لیکن کبھی ایسا سوچ بھی آجاتا ہے کہ وہ اس (عاشق) کی طرف توجہ کرے، تاہم اس عرصے میں عاشق پر گویا قیامت گزر جاتی ہے۔

فریب آشتی وہ و این ظفر مبارک باد دل ستم زدہ در بندہ امتحان تو نیست

لغت : آشتی: صلح۔۔۔ ظفر: رخ کا پھل۔۔۔ بندہ امتحان: آزمائش کی قید۔۔۔

ترجمہ : صلح کا فریب دے اور یہ کامیابی تجھے مبارک ہو، میرا ستم زدہ دل اب تیری آزمائش کی قید میں نہیں ہے۔ یعنی اس آزمائش سے آزاد ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب اپنے ظلم و ستم سے عاشق کی وقار داری کی آزمائش کر آ رہا ہے۔ اب وہ صلح کی طرف آ رہا ہے تو یہ اس کا فریب ہے جسے عاشق کامیاب قرار دیتا ہے۔ عاشق کامل باہمی کا شکار ہے۔ چنانچہ وہ اسے کہتا ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو، لہذا اب کوئی یا فریب سوچ بظاہر ہے، وہ محبت ہی کا فریب ہو سکتا ہے۔

مگر ز پارو ستم کہ ریزوت دم تیغ بکشت، حشر من زبان تو نیست

لغت : پارہ ستم: میں چرکا کھڑا ہوں۔۔۔ ریزوت دم تیغ: تھری گھوڑی دھار غراب کرے گا۔ بکشت: مار ڈال، قتل۔۔۔ حشر من: ستم ڈور۔۔۔

ترجمہ : میں شاید چرکا کوئی کھڑا ہوں جو میری گھوڑی دھار غراب کرے گا۔ تو بالکل نہ ڈار اور مجھے قتل کر دے کیونکہ میرے قاتل کے میں تیرا نقصان نہیں ہے۔ عاشق کے لیے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو کر اس کی خوش بختی ہے۔

دلہ بہ عہدِ وفاے فریفت نامہ سپار خوش است وعدہ تو گرچہ از زبان تو نیست

لغت : فریفت: فریفتہ کیا، میرا دل لپکا۔۔۔ نامہ سپار: خط جس کے سپرد کیا جائے، نامہ بر۔۔۔

ترجمہ : میرے نامہ بر نے میری طرف سے وفا کے عہد کی فریفتا کر میرے دل کو اس پر فریفتہ کر دیا۔ تیرا یہ وعدہ اچھا ہے، اگرچہ تیری زبان سے نہیں ہے۔ عاشق کو اعتبار نہیں ہے لیکن یہ بات اگرچہ نامہ بر نے سنائی ہے، ہر بھی عاشق کے لیے بات سرت ہے۔

فلکے رنگ تو از عشق، خوش تماشا ایست بہارِ دہر بہ رنگینی خزان تو نیست

لغت : فلکے رنگ: انا ہوا رنگ۔ خوش تماشا ایست: ایک اچھا نظارہ ہے۔۔۔ دہر: زمانہ، دنیا۔۔۔

ترجمہ : عشق کے باعث میرے چہرے کا انا ہوا رنگ بھی ایک دلچسپ نظارہ بن جائے گا۔ چنانچہ دنیا کا موسم بہار میرے خزان کی رنگینی کا مقابلہ نہیں کر سکتا، محبوب کسی کو دل دے بیٹھا ہے، جس کی وجہ سے اس کا رنگ انا اڑا سارہتا ہے، جسے خزان کھلی گیا ہے۔ عاشق کے لیے اس خزان میں بھی ایک رنگینی ہے، لہذا رنگینی جو عام موسم بہار میں بھی نہیں۔

شبا ہے است مراں را کہ بر نیامدہ است و گر نہ موسے بہ ہار کی میان تو نیست

لغت : شبا ہے است: ایک مثلث ہے، شکل و صورت میں ایک جیسے ہیں۔۔۔ بر نیامدہ است: آگاہ نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے یعنی تیری کرن کو اس (اے) اور اگلی اکائی ہے، ایک مضمت ہے لیکن بحر بھی اہل تیری کر جتنا چاہا یا ایک نہیں ہے۔ محبوب کی پہلی کردہ کٹھی کا باعث ہے۔ اس کے اس پہلے ہیں کو شعوائے، غالب سمیت، ظہور کی صورت میں یعنی بے حد مبالغے کے ساتھ بیان کیا ہے بغل شاعر!

ختم ختم ہیں تیرے بھی کر ہے کہیں ہے، کن طرف کو ہے، کدھر ہے؟  
ذوق مریخ و در اہدو ز خشم، چھیں مقلن خوش است رسم دفا کرچہ در زمانہ تو نیست

لغت : حق: پہلی بات۔۔۔ مریخ: ناراض نہ ہو۔۔۔ چھیں مقلن: اہدو پر حق نہ ڈال۔۔۔

ترجمہ : تو پہلی بات سے ناراض نہ ہو اور مجھے کے عالم میں اپنی اہدو پر حق نہ ڈال (جو مجھے کی طاقت ہے)۔ رسم دفا: ایک انجی رسم ہے، وہ الگ بات کہ تیرے دور میں یہ رسم نہیں ہے۔ یعنی تو یہ دفا ہے۔

غلب و سر قزاشانیان، حوصلہ اندہ بہ بیچ عہدہ، اندر شہ رازدان تو نیست

لغت : قزاشانیان: قزاشی کی جمع منظرہ کرنے والے۔ عہدہ: لڑائی بخنہ ہنگام۔

ترجمہ : تیرا فضا و غلب اور تیری بہت دوراصل ہمارے باعاشق کے حوصلے کے قزاشی ہیں اور نہ تیرے کسی بھی ہنگامے یا عہدہ میں ہماری سوچ تیری طبیعت کا راز نہیں دے سکتی۔

رواں فدا کے تو کام کہ بدو ای نامح زبہ لطافت ذوق کہ در بیان تو نیست

لغت : رواں: درجہ جان۔۔۔ کام کہ بدو ای: تو نے کس کام لیا ہے۔۔۔ لطافت ذوق: ذوق کی مرگ۔۔۔ زبہ: کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : اے نامح! میری درجہ تھو پر فدا ہو تو نے کس کام لے لیا ہے۔ کیا کہنے ہیں اس لطافت ذوق کے جو افسوس کا تجربے بیان میں نہیں ہے۔ نصیحت کرنے والا عاشق کو اس کے معشوق کے حوصلے سے، عشق سے باز رہنے کی نصیحت کر رہا ہے۔ عاشق اس کے حوصلے اپنے محبوب کا کام سن کر ہی ہلکا کر رہا ہے۔ نامح کا انداز کہتے ہیں کہ ذوق لطافت سے غلط کیا گیا ہے۔

بقول سومرا!

نہ مانوں گا نصیحت، پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا کہ ہر ہر بات میں نامح تہسارا نام لیتا تھا

ہماری کا ایک شاعر کہتا ہے۔

مقصود عاشقین نام تو بود است گاہے ز نامح اور ختمے گوش کہو ام

اگر میں نے بھی نامح کی بات سنی ہے تو ہمارا مقصد صرف تیرا نام سننا تھا۔

دل از خوشی طعت اسیدار چرست چہ گفتہ ای بہ زبانی کہ در دہان تو نیست

لغت : طعت: تیرے ہونے، تیرے آپ صحتی۔۔۔

ترجمہ : میرا دل تیرے ہونے کی خاطر ہی ہے کیوں اس قدر توجہ رکھے ہوئے ہے۔ تو نے انکی زبان سے جو تیرے حوصلے میں ہے کیا کہہ دیا ہے۔ محبوب نے تو خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور عاشق اس کی اس خواہش بھی ہلکا کر رہا ہے۔

گمان زبست بود بر منت زبہ دردی بد است مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

لغت : زبست: زبانی۔۔۔ بر منت: تیرا گھر ہے۔۔۔

ترجمہ : تو جو مجھ پر دیر رہنے کا گمان کر رہا ہے تو تیرا یہ گمان تیری بے دردی کی وجہ سے ہے۔ یہ گجے کہ کہ موت ہی جتنے بھی تیرے

اس گلن سے بدتر نہیں ہے۔ محبوب کے ظلم و ستم کی طرف اشارہ ہے جس نے اسے موت کی طرف دھکیل دیا ہے لیکن محبوب اب بھی عاشق کو زندہ رکھ رہا ہے۔ اس کے اس طرز عمل کو اس کی بے دردی قرار دی ہے۔

عیار آتش سوزاں گرفتہ ام صد بار بہ سینہ تپتی دلخِ غم نہاں تو نیست

نعت : عیار گرفتہ ام : میر نے جانچا ہے۔ آتش سوزاں : جلا رہنے والی آگ۔ سینہ تپتی : سھنے کی گری۔

ترجمہ : میں نے جلا دینے والی آگ کو سو مرتبہ بجھنے کی مرتبہ جانچا اور آندھا ہے۔ وہ تیری محبت کے پوشیدہ ظلم کے دلخِ غم کی سینہ تپتی اسجے یا دل میں حرارت دگری پیدا کرنے کا عمل کے برابر نہیں ہے۔

تھافل تو دلیل تجھان افتاد است تو و خداے تو غالب زبندگانِ تو نیست؟

نعت : تھافل : جان و جو کر غفلت سے کام لیتا۔ تجھان : تجھانے ہو سکتے ہے خدای کا اعتبار کرنا۔

ترجمہ : تمہارا تھافل تمہارے تجھان کی دلیل غفلت ہوا ہے۔ تجھے خدا کی قسم یا یہ بتا کیا غالب تمہارے عقلموں میں سے نہیں ہے۔ وہ میرے مصرعے کا انداز سوا ہے۔ مطلب یہ کہ معشوق کو ظلم ہے کہ غالب اس پر خدا ہے اور میں اس کا ظلم ہے لیکن وہ تجھانِ عارفانہ سے کام لے رہا ہے۔

## غزل #9

اے کہ گفتی غمِ درون سینہ جاں فرسات بہت خاشم اما اگر دلی کہ حق بااست بہت

نعت : جان فرسا : جان کو اکت پہلانے والا۔ خاشم : غم خاصوش ہیں۔ حق بااست : ہم سچے ہیں ہم حق بجانب ہیں۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے یہ جو کہا ہے کہ سچے یا دل میں موجود غم جان فرسا ہو گیا ہے تو ایسا ہی ہے۔ ہم خاصوش ہیں لیکن اگر تو یہ جان لے کہ ہم سچے ہیں یا حق بجانب ہیں تو سہلہ واقعی ایسا ہی ہے۔ یعنی عاشق محبوب کے غم کے سبب جان فرسا بنی کا اشارہ ہے لیکن اس کا اعتبار نہیں کرنا اور اندر ہی اندر بھرا رہنا ہے۔

این سخن حق بودو گا ہے بر زبان ماند رفت چوں تو خود گفتی کہ خوباں در اول از خارا است بہت

نعت : حق : سچ۔ ماند : ایک مدت ختم کا ہجر۔

ترجمہ : یہ بات حق تو نے اب خود کی کہ حسینوں کا دل ختم ہجر کا ہو گیا ہے تو واقعی یہ سچ تھا اور یہ ایک حقیقت ہے لیکن ہم نے بھی اپنی زبان سے اس کا اعتبار نہیں کیا۔

دیدہ نالِ خون شدن کز غم رولت می کنی گر جویم کایں غنچیں موج کن دریا است بہت

نعت : رولت : رولت کی کڑ تو بیان کر رہا کہ رہا ہے۔ غنچیں موج : پہلی لہر۔

ترجمہ : تو یہ یہ کہہ رہا ہے کہ ظلم محبت میں عاشق کا آنکھوں سے دل تک سب خون ہو جاتا ہے تو اگر میں یہ کہوں کہ یہ اس سمندر یعنی ظلم محبت کی پہلی لہر ہے تو یہ سچ ہے۔ یعنی آنکھوں سے خون کا بہنا اور دل کا ٹپنا ہو جانا آغاز عشق کی بات ہے۔ بقیہ اشارہ

ابتدائے عشق ہے رونا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

دیدنی آخر کا انتقام خشکان چوں می کشد آنکہ می گنشم با کامروز را فرواست، هست  
لغت : کاغذ : کہ انتقام۔ عظمیٰ : خد کی حق یعنی دلی، مریوز دلی دل عشق۔ کامروز : کہ امروز۔

ترجمہ : تو نے آخروں کے لیے کہ دلی دل عاشقوں کا انتقام کس طرح لیا جاتا ہے یہ ہم کہہ سکتے تھے کہ قریح کے بعد کل کی آمد ہوگی تو یہ بج  
ہے، یا ایسا ہی ہے۔ مطلب یہ کہ ان عظمیٰ پر جو بیت رسی یعنی ان پر محبوب جو غم و حتم و حار رہا ہے وہ آخر ایک دن رنگ لانے لگے۔

ہم وفا ہم خواہش ما پہنچ پرشش عیب نیست آنکہ می گفتمی کہ خواہش در وفا چاہست، هست  
لغت : پہنچ پرشش : کوئی پوچھ گچھ کہ احوال پر سی کرنا۔

ترجمہ : عاشقوں کے ملنے ہم طرہ و طریقہ کرتے اور خودی اس وفا کی خواہش رکھتے ہیں، سو اگر تو ہماری کوئی احوال پر سی نہیں کرتا تو یہ کوئی  
بری بات نہیں، اور تو نے یہ جہ کہ کہہ دلائیں خواہش یا اظہار خواہش بے جا ہے تو واقعی ایسا ہی ہے۔

یارے از خود گو کہ چونی در زمین پر سی پیرس بخت سازاست آوے یار بے پرواست، هست  
لغت : چونی : تو کیا ہے، تیرا کیا حال ہے۔ در : اور اگر۔ ساز : موافق۔ آوے : آئے۔ ہاں۔۔۔

ترجمہ : خیر تو اپنے پارے میں تاک کر تیرا کیا حال ہے، اور اگر تو میری احوال پر سی کرنے کا خواہش ہے تو پوچھ لے، میری اس پرشش کا یہ جواب  
ہو گیا ہے کہ اپنا بخت موافق ہے اور یار ہماری طرف سے بے پروا ہے، اور معاملہ ایسا ہی ہے۔

خوئے یارت را تو دانی ورنہ از حسن و جمال زلف خبر بویست اوارد، عارض زیباست، هست  
لغت : خوئے یارت : میرے یار کی خلعت۔ خبر : خبر بھی خوشبو دلی۔ عارض زیبا : حسین گل، چہرہ۔۔۔

ترجمہ : اپنے دوست کی خلعت و نفرت کے پارے میں تو خودی جانتا ہے (یعنی وہ کیا ہے) ورنہ جہاں تک حسن و جمال کی بات ہے تو  
واقعی اس کی زلفیں خبر کی خوشبو دلی اور اس کے گل حسین ہیں اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔

صبر و انگاہ از تو، پندارم نہ آدینست و اینکه می گوئی بظاہر گرم استغناست، هست  
لغت : انگاہ : اور پھر اور وہ بھی۔ گرم استغنا : بہت بے نیاز۔ پندارم : میں سمجھتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : صبر و بردباری بھی تجھ سے، یعنی جس طرح تو اظہار میر کر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسان کے اس کی بات نہیں ہے، اور یہ جہ تو کہ  
رہا ہے کہ محبوب بظاہر بڑی بے نیازی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو واقعی یہ سچ ہے مطلب یہ کہ بے نیازی دے تو ابھی محبوب کی نفرت میں شامل  
ہے۔

پانچیں عشقے کہ طوفان با می خواہش چون بہ بنی کل شکوہ دلبری برداست، هست  
لغت : طوفان با : مسیحتوں کا طوفان۔ می خواہش : می خواہی، ایش، تو اسے کہتا ہے۔ برداست : اپنی جگہ پر ہے، برقرار یا قائم ہے۔۔۔

شکوہ دلبری : مشکوٰۃ شام۔۔۔  
ترجمہ : ایسے عشق کے ہوتے ہوئے جسے تو مسیحتوں کا طوفان کہتا ہے، جب تو یہ دیکھے گا کہ حسن کی وہ مشکوٰۃ شام اپنی جگہ قائم رہے تو قرار  
ہے تو۔ طوفان با بھی انتہائی رہے گا، یعنی یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

وہ گزارت در اول و جاں ہم چنل فرش است ہاں جلوہ گاہت راز جاں با زائل ہاں غوغاست، هست  
لغت : راز گزارت : میری گزرت گاہ۔ فرش است : بچھا ہوا ہے۔ ہم چنل : اسی طرح۔ جاں با زائل : جاں پر کھیلنے والے، مطلق۔۔۔

ہاں دیکھو۔۔۔



ترجمہ : تجربے راستے میں تجربے متعلق کے دل وہاں اسی طرح یعنی حسب معمول لپکے ہوئے ہیں اور تجربی جلوہ نگاہ میں من جاں بازوں کا وہی خود رونما جاری ہے جو پہلے بھی تھا۔

نظم : دینر شورش انگیزے کی یلید بخواد اے کی پیڑ سی کہ غالب در سخن یککاست هست  
لغت : شورش انگیزے : جو ہنگامہ برپا کر دے۔ بخواد : بلکہ۔ اے : بلکہ۔ یلید : یل پر سی : تو بچہ رہا ہے۔  
ترجمہ : تو بچہ رہا ہے کہ کیا غالب شعر و شاعری میں بے مثل ہے تو وہ واقعی ہے، ہاں اگر تجھے شورش انگیز نظم و نثر کی خواہش ملے ضرورت ہے تو تو اس سے طلب کر۔ یعنی جب تو اس کی نظم و نثر چمے گا تو تجھ پر کھل جائے گا کہ وہ واقعی بے مثل ہے۔

## غزل # 10

سینہ بکھوریم و نشتے دید کا سبھا آتش است بعد ازیں گویند آتش را کہ گویا آتش است  
لغت : بکھوریم : ہم نے کھولا۔ نشتے دید : لوگوں نے دیکھا۔ گویا آتش است : جیسے آگ ہو، یعنی جگمگاتی آگ نہ ہو۔

ترجمہ : جب ہم نے اپنا سینہ کھولا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس میں تو آگ بھری ہے اور جب اس کے بعد انہوں نے آگ پر نظر ڈالی تو کہا کہ یہ جیسے آگ ہو۔ یعنی محبت کے نتیجے میں عاشق کے سینے یا دل میں جو جہش و حرارت ہے آگ کی حرارت و گرمی اس کے آگے بڑھ چکی ہے۔

انتظار جلوہ ساقی کہ ہم ی کند سے بہ ساغر آب حیوان و بہ مینا آتش است  
لغت : کہ ہم ی کند : گھمبوں رہا جارہا ہے۔ آب حیوان : آب حیات۔

ترجمہ : ساقی کے جلوہ کا انتظار گھمبے ہی طرح جاری رہا ہے۔ شراب پیالے میں ہو تو وہ گویا آب حیات ہے اور ساقی میں ہو تو آگ ہے۔ ساقی آکر شراب پلے گا چنانچہ اس کی آمد کے انتظار میں سے غار جیسے آگ میں جل رہا ہو۔ ویسے بھی عربی ضرب المثل کے مطابق "الانتظار اشد من الموت" انتظار موت سے بھی شدید تر ہے۔ سو جب ساقی پیالے میں شراب ڈال کر دے گا تو یہ بخوار کے لیئے آب حیات ہو گا ورنہ ساقی میں چڑی ہوئی شراب پیکار ہے جسے آگ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اسے اس حالت میں دیکھ کر غار کا دل جلتا ہے۔

گریہ است در عشق از تاثیر دور آہ ماست افک در چشم تو آب و در دل ما آتش است  
لغت : گریہ است : گریہ، تھراؤ، دھڑکنا، گریہ و زاری۔ دور آہ : دوری، آہوں کا دھڑکنا۔

ترجمہ : تو جو عشق کی بنا پر گریہ و زاری کر رہا ہے تو یہ دراصل ہماری آہوں کے دھڑکنے کی تاثیر ہے۔ تیری آنکھوں میں آنسو تو پانی کی صورت میں ہیں لیکن ہمارے دل میں وہ آگ ہیں۔ محبوب کسی کے عشق میں جھکا ہو گیا اور اب گریہ و زاری کر رہا ہے جسے عاشق اپنی آہوں کا نتیجہ قرار دے رہا ہے۔ دھڑکنے والی آنکھوں کو گئے تو آنکھوں سے پانی نکلے گا۔ گویا دل صنعت ایہام سے کام لیا گیا ہے۔

اے کہ می گوئی جتنی گاہ نازش دور نیست صبر شتے از خس و ذوق تماشا آتش است  
لغت : جتنی گاہ نازش : اس کے ناز و دہائی جلوہ گاہ۔ شتے از خس : شتے از خس : نکلنے کی ایک مٹھی۔

ترجمہ : تو جو یہ کہہ رہا ہے کہ اس (محبوب) کے نازی کی جلوہ گاہ دور نہیں ہے تو یہ ٹھیک ہی ہو گا لیکن بات یہ ہے کہ میری آنکھوں کی ایک مٹھی ہے جبکہ ذوق تماشا آگ ہے۔ آنکھوں کو آگ جلد لگ جاتی اور ان میں غم کڑی ہے۔ مزاحیہ کہ دوست کے جلوے کے بھڑکے گا ذوق میر کا

بے تکلف در بلا ہوتا بہ از نیم جلاست قعر دریا سلسیل و روے دریا آتش است

لغت : در بلا ہوتا: مصیبت میں گرفتار ہونا ہو جانا۔ ہم خوف۔ بے تکلف: کسی ڈر خوف کے بغیر۔

ترجمہ : مصیبت میں کسی ڈر خوف کے بغیر کوہ پڑنا مصیبت کے خوف سے کہیں بچتا ہے، کیونکہ سمندر کی گہرائی تو سلسیل اور اس کی پانی کی سطح آگ ہے۔ اسی قہر کے مطلق میں مٹی کے شعلہ کی ہمت ہوتی ہے۔ یہاں مٹی کا وہ سراسیمہ ذرا بدل ہوا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سمندر کی لہروں کو دیکھ کر خوف آتا ہے لیکن جب آری اس میں چھلانگ لگاوے تو یہ خوف جاتا رہتا ہے۔ گویا مصیبت کا خوف خود مصیبت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

پردہ از رخ برگرفت و بے محابا سو ختم بادہ بلاست آتش او را و مارا آتش است

لغت : برگرفت: اٹھایا۔ بے محابا: بے خوف و شرم ہے و حرکت۔

ترجمہ : اس نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور ہم بے حرکت اٹھ گئے۔ شراب اس کی آگ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ ہمارے لئے آگ ہے۔ اس کی آگ سے مروجہ محبوب کا شوق و عمل ہے جو محبوب کے شراب پینے سے اور بھی چمک اٹھتا ہے یا شعلے کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس میں عشق اٹھ جاتا ہے۔

ہم بدین نسبت ز شوقی در دست جا کردہ ایم فاش کو نیم از تو سنگ است آنچہ ازما آتش است

لغت : بدین نسبت: اس حقیقت سے۔ فاش کو نیم: ہم کھل کر کہتے ہیں۔

ترجمہ : ہمارے اور ہمارے درمیان ایک حقیقت ہے اور اسی بنا پر ہم نے شوقی سے حیرے دل میں جگہ کر لی ہے، حیرے دل میں دماغ میں کئے ہیں، ہم صاف صاف اور کھل کر کہہ دیں کہ جو کچھ ہمارے لئے آگ ہے وہ حیرے لئے پتھر ہے۔ محبوب سنگدل ہے، اس لئے ہماری ہمت کی۔ پتھر سے آگ نکلے ہے اور عاشق آتش محبت میں جلتا ہے، گویا اس حوالے سے چہرہ اور آگ میں ایک ہی نسبت ہے۔

گریہ اسے دارم کہ تا تحت اثری آب است و بس نالہ اے دارم کہ تا لوج شریا آتش است

لغت : تحت اثری: پانی، زمین کاسب سے نچوڑ۔ لوج: بھڑی۔ شریا: وہ حالت جس سے ہم حاصل ہیں۔

ترجمہ : میری گریہ و زاری کچھ اس وجہ کی ہے کہ اس کی وجہ سے تحت اثری تک میں پانی ہی پانی ہے اور میرا دل و قلوب اس اہواز کا ہے کہ اس کے ہمت شریا کی بھڑی تک پوری لٹا گویا آگ کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے اپنی کثرت گریہ اور کثرت جلتا، جس میں جلی تپش ہے، کی ہمت کی ہے۔

پاک خور امروز و زنگار از پے فردا منہ در شریعت بادہ امروز آب و فردا آتش است

لغت : پاک خور: مروجہ خلافت ساری پانی جلتا۔ منہ: مت رکھ۔ زنگار: خرد اور کھو۔

ترجمہ : آج ساری شراب پانی کا اور کچھ کھل کے لئے بھاگے نہ رکھا، کیونکہ شریعت کے مطابق شراب آج یعنی دنیا میں تو پانی ہے اور کل یعنی قیامت کے روز یہ آگ ہوگی۔ بے خوار قیامت کے دن دن میں دیکھنے جائیں گے اس لحاظ سے شراب دہلوان کے لئے آگ ہوگی جبکہ یہاں دنیا میں وہ محض ایک چیز یعنی پانی ہے۔

راز بدخواں منتقن برنگہد بیش ازیں پردہ دار سوز و ساز ہست ہرجا آتش است

لغت : بدخواں: بد فطرت لوگ۔ منتقن: چمکانا۔ برنگہد: برداشت نہیں کرتے تب نہیں۔

ترجمہ : بدخو لوگوں یعنی مشوقوں کے عہد چھانے کی اس سے زیادہ قوت برداشت نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی آگ ہے وہاں سے سوز و ساز کی بددور ہے۔ مطلب یہ کہ ان کی طبیعت کی گری گویا آگ ہے جسے ہر کوئی برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا جبکہ ایک عاشق اسے بڑے حوصلے اور خاموشی سے برداشت کرتا اور اس کلیتہً بے راز کو دل میں چھپائے رکھتا ہے۔ یہ حالت بادور سے انھوں میں یہ آگ عاشق کے دل میں محبت کے سوز و ساز کی حالت بن گئی ہے۔

گشتہ ام غالب طرف با شرب عتی کہ گفت "روے دریا سلسیل و قعر دریا آتش است"

نکتہ : طرف گشتہ: مشعل ہوئے۔ شرب: مذہب عقیدہ (طریقی معنی پانی کا گھٹا یا بکڑ)۔ سلسیل: ایک جھتی چٹر۔ قعر: گہرائی۔

ترجمہ : اے غالب! عقیدے کے لحاظ سے میری سوچ مٹی کے برعکس ہے، جس نے یہ کہا ہے کہ دریا کی اوپر کی سطح تو سلسیل ہے جبکہ اس کی گہرائی گویا آگ ہے۔ دو سرا مصوع عقیدہ دور کے مشورہ شعر مٹی کا ہے۔ اس کا اصل شعر یہ ہے۔

ہم سمندر باش و ہم مٹی کہ در جیون عشق روے دریا سلسیل و قعر دریا آتش است

ترجمہ : آگ میں رہنے والا کیڑا بھی مٹی اور چمچ بھی مٹی، کیونکہ عشق کے دریا میں اوپر کی سطح سلسیل اور گہرائی آگ ہے۔ جیون: دھڑکی کا ایک دریا جہاں مراد محض دریا۔ اسی غزل کے ایک شعر میں غالب نے دو سرا مصوع ذرا بدل کر استعمال کیا ہے۔

## غزل # 11

بخود رسید عشق از ناز بس کہ دشوار است چو بادام حتمائے خود گرفتار است

نکتہ : بخود رسید عشق: اس کا خود تک پہنچنا اپنی ذات کو پہنچنا خود شناس ہوئے۔ چو بادام حتمائے: چو بادامی طرح۔ بس کہ: بہت۔

ترجمہ : اپنے ناز و لہو کے باعث اس کا خود شناس ہو جانا دشوار ہے کیونکہ وہ بھی طاری طرح اپنی حتمہ کا شکار ہے۔ جس طرح عاشق نت نئی حتمائیں کا شکار رہتا ہے اور اس کی کوئی حتمہ پوری نہیں ہوتی اس طرح مشوق اپنی ذات کی حتمائیں کھو رہا ہے اور ناز و لہو کی صورت میں ہے اور مشعل اپنے ظلم و جور سے اس کا بے خبر ہوا ہے۔

تمام زخمہ از ہستم چہ می پڑی ز جسم لاغر خویشم بہ چرخن خار است

نکتہ : تمام زخمہ: تمام زخموں میں سر ہلا دھمت ہوں۔ چہ می پڑی: کیا کیا ہوتا ہے۔ ز جسم لاغر: کمزور یا چمکادیاں، نحیف و نزار بدن۔

ترجمہ : تو میرے دھور دھوری ہستی کے بارے میں کیا کیا ہوتا ہے، بس یہ سمجھ لے کہ میں سر ہلا دھمت ہوں اور اپنے نحیف و نزار بدن کی بنا پر لباس میں گویا کائنات کی صورت ہوں۔ محبوب کے جو روح نے عاشق کے دھور کو سرا سر دھمت چا دیا ہے اور اس کا لاف زخم اس کے لباس میں کائنات کی بنا دھمتا ہے۔

صلائے قتل وہاں فغانی مائیں برائے کشتن عشاق وعدہ بسیار است

نکتہ : صلائے قتل: قتل کی دھمت عام مٹی جو قتل ہونا چاہتا ہے وہ آہستہ۔ جلی فغانی: جان قربان کرنا جان دینا۔

ترجمہ : تو اپنے عاشقوں کو قتل کی دھمت عام دے اور بھر دو کہ جس فغانی میں تارا ہند کس قدر بلند ہے۔ دیے تو نے عشاق کو قتل

کرنے کے کئی وعدے کیئے ہیں۔ (گوارا دے دھوئے دھوئے ہیں)۔ مطلب یہ کہ جب تو یہ ملائے عام دے گا تو تجھے پتا چل جائے گا کہ حیرا سچا عاشق کون ہے۔

ستم کش سر ہاوس جوئے خوش قسم کہ تا زہیب پر گد پہ بند دستار است  
 لغت : ستم کش: ستم برداشت کرنے والا اٹھانے والا۔ سر ہاوس جو: ایسا سر سے عزت و تکیہ بنائی کی تلاش ہو۔۔۔ بہ بند دستار: دستار کی قمری۔

ترجمہ : میں اپنے ہاوس جو سر کے ہاتھوں ستم اٹھا رہا ہوں جو زہیب و گریباں کی فکر سے لگا ہے یعنی اس کی یہ فکر ختم ہوئی ہے تو وہ بکری کے پکر میں پڑ جائے۔ یعنی عزت و ہاوس کے لینے نہ ہی خواہشات مجھے (دوسرے انھوں میں عام انسان کو) دھتوں کا شکار بنائی راتی ہیں۔

بہ شب حکایت قلم زغیر می شنود ہنوز فتنہ بہ ذوق فسانہ بیدار است  
 لغت : زغیر می شنود: وہ غیر یعنی رقیب سے سنتا ہے۔ ہنوز: ابھی تک۔۔۔ ذوق فسانہ: اٹھانے والے شے کا ذوق و شوق۔  
 ترجمہ : رات کو وہ (محبوب) میرے قلم کی داستان رقیب سے سنتا ہے۔ گویا ابھی تک اس کے سر میں اٹھانے والے شے کے ذوق و شوق کا فتنہ بیدار ہے۔ یعنی اس قسم کے اٹھانے میں کوئی لطف نہ ہوتا ہے۔

بہ قامت من از آوارگی است چربے کہ خار رہ گذرش پود و جاہ و اش تار است  
 لغت : بہ قامت من: میرے قدم یعنی بدن پر۔۔۔ چربے: چھوڑنا؛ یعنی تار پود و جاہ و اش تار۔

ترجمہ : میرے تن بدن پر آوارگی کا ایسا لباس ہے کہ جس کا تار بگذر کے کاٹنے میں جبکہ نکاس کا راست ہے۔ عشق کے نتیجے میں عاشق دیوانہ وار اور حیران ہو جاتا ہے اور اسے اپنے تن بدن کا ہوش نہیں۔ راستے کی خاک اور کاٹنے گویا اس کا لباس بنے ہوئے ہیں۔

بیا کہ فصل بہار است و گل بہ مچن چمن کشلو روئے ترا ز شہدان بازار است  
 لغت : کشلو روئے: کھلے پھلے والے پائے ٹھپ، مراد نکلا ہوا۔ شہدان بازار: بازاری حسین۔

ترجمہ : اسے (دوست) آگے موسم بہار کا آغاز ہو گیا ہے اور مچن چمن میں پھول، بازاری حسینوں سے کہیں زیادہ کشلو روئے ہیں۔ پھولوں کے کھلنے کو کشلو روئے کہا جاتا ہے ٹھپ ہونے کی علامت ہے۔ بازاری حسین ٹھپ کے بغیر ہوتے ہیں اس لئے پھولوں کو ان کے مقابلے میں زیادہ کشلو روئے کہ۔ موسم بہار میں محبت کے جذبہ ہوا میں ہو جاتے ہیں (اسی طرح عاشق) محبوب کو دوست نکلتا چمن اسے رہا ہے۔

غم شنیدن و فتنے بخود فرو رفتن خوشا فریب ترم چہ سلاہ پر کار است  
 لغت : غم شنیدن: میرا غم نہنا۔ فتنے: یکہ در کے لئے۔ بخود فرو رفتن: اپنے آپ میں ڈوب جانا یعنی غم ہو جانا۔ ترم: ترم، ترس کھانا۔۔۔ سلاہ پڑنا: بھار بر سنا، لیکن چلاک۔

ترجمہ : میرا محبوب میری داستان غم میں کرچکے در کے لئے یا کسی قدر غم میں کھ جاتا ہے، خوشحالت ہو جاتا ہے، جیسے اسے مجھ سے بڑی ہمدردی ہو۔ اس کے اس فریب ترم کے کیا کہنے ہیں۔ بھار ہو کھ کھانا ہے لیکن در حقیقت بجا چلاک ہے۔

فناست ہستی من در تصور کمرش چو فتنہ اسے کہ ہنوزش وجود در تار است  
 لغت : در تصور کمرش: اس کی کمر کے تصور میں۔ ہنوزش: ابھی اس کا۔

ترجمہ : اس کی کمر کے تصور میں میری ہستی اس لمحے کی طرح فنا یا کم ہے جس کا وہ ابھی تار یعنی ماز میں ہے اور وہ نکلتا نہیں۔ محبوب کی

یہ دیکھ کر کہ طرف اشارہ ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ مضمون شفق اور انیس آگیا ہے۔

ز آفرینش عالم غرض جز آدم نیست بجز نقطہ ما دور ہفت پر کار است

نعت : آفرینش لاکھتہ : خلقی لاکھتہ۔ غرض : مقصد۔ دور : بکرا گروش۔ ہفت پر کار : عوارضات اسلم۔

ترجمہ : خدائے حق یہ لاکھتہ خلقی کی ہے تو اس کا مقصد انسان کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ ہمارے یعنی انسان کے وجود کے گروہات انسان کی گروش کام کر رہی ہے۔ مطلب یہ کہ انسان افضل مخلوق ہے اور اس لاکھتہ میں اس کے علاوہ کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے وہ اسی کی خاطر ہے۔

نگار خیر و شہاد پر تو رخش غالب تو گوئی آئینہ ما سراب دیدار است

نعت : از تو رخش : اس کے چہرے کے نقش یعنی چمک سے۔ سراب : مرید و محراب فریب۔ سراب دیدار : عین دیدار و عطا ہر نہ ہو۔

ترجمہ : اے غالب اس محبوب کے چہرے کی چمک و شک سے ہماری نگاہیں خیر و ہر کے رہ گئی ہیں، میں سمجھ کر ہمارا آئینہ یعنی آنکھیں ہر اس کا چہرہ دیکھ رہی ہیں اور اصل دیدار کا فریب ہے۔ یعنی اس کے شہنشاہی چمک ہے کہ آنکھیں اسے برداشت نہیں کر سکتیں، ہمارا یہ دیدار دیدار نہیں بلکہ فریب دیدار ہی کیا ہے۔

## غزل\* 12

سُکوم وادی امکان زبیں بگر تب است گداز زہرہ خاک است ہر کیا آب است

نعت : سُکوم : گرم ہوا۔ وادی امکان : یہ دنیا۔ بگر تب : بگر جانے والی۔ زہرہ خاک : مٹی کا پتہ۔

ترجمہ : اس دیکھائی گرم ہوا یعنی ہی بگر سو ہے۔ مٹی، مٹی کہیں بھی پانی نظر آ رہا ہے، وہ پانی نہیں بلکہ خاک کا پتہ کھیل کر یہ صورت اختیار کر گیا ہے۔

مرنج از شب تار و بیا بہ بزم شکلا کہ چنید بر سر میثاقی بادہ مستاب است

نعت : مرنج : بادہ آلودہ ہو۔ شب تار : تاریک رات۔ چنید : چنید، روٹی کا واسطہ۔

ترجمہ : تو تاریک رات سے آلودہ خاطر نہ ہو اور بزم میں دیکھنا میں آئی کیونکہ شراب کی صراحی کے منہ پر رکھی ہوئی روٹی مستاب ہے۔ ہمارے سب رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے۔ مذکورہ سفید روٹی کو چاندنی قرار دے کر گویا تاریکی کی دوری کا سامان کیا ہے، یعنی محل میں دیکھنا میں تاریکی شب کا احساس نہیں رہتا۔

بہ خواب آمدنش جزستم غریبی نیست خدا نخواستہ باشندہ غیر ہم خواب است

نعت : آمدنش : اس کا آنا۔ حتم غریبی : ذاتی ذاتی میں غم کرنا۔ خدا نخواستہ باشندہ : خدا کرے۔

ترجمہ : محبوب کا ہمارے خواب میں آنا کھل اس کی حتم غریبی ہے، خدا کرے، خدا کرے، خدا کرے، ساتھ ہم خواب ہو، اسوا ہوا ہو، یعنی در حقیقت وہ رقیب کے ساتھ تو خواب ہے اور ہمیں خواب میں اپنا جلوہ دکھانا، ہمیں رُخا ہوا ہے۔

ز وضع روزان ویاوری تو اس دانست کہ چشم غم کدو ما براء سیلاب است

نعت : روزانہ : روشن دن۔ غم کدو : غم کدو، چشم براء سیلاب : سیلاب کی شکر۔

ترجمہ : ہماری گہری دہلیز کے روشن دہلیز کی صورت حال سے یہ جانا جا سکتا ہے یا یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری غم کدے کی یہ آنکھ سیلاب کی خطرے۔ روشن دہلیز کو آنکھ سے تشبیہ دی اور کسی سیلاب کے حوالے سے اپنے گمراہ جلد نکلیا جاوے ہو جانے کی بات کی ہے۔  
زبان کا یہ اشک لوفتو، دل خوں پاو ز شرم ہے اثریما فغان ما آب است  
لغت : لوفتو : آڑا ہے۔۔۔ دل خوں پاو : خدا کرے خدا دل خوں ہو جائے۔۔۔

ترجمہ : آؤ فریاد سے مسئلہ اب آسوں کی پر آچا ہے۔ خدا کرے یہ دل خوں ہو جائے جس کی وجہ سے ہماری آؤ لعل ہے اثری اور اس ہے اثری کی شرم سے وہ لعل پانی پانی ہو گی۔ "شرم سے پانی پانی ہو گا" علامہ ہے "اور غالب نے لعل اشک کے حوالے سے فغان پانی پانی ہو گا اور اس طرح اپنی ہے کسی کی بات کر دی۔

ز وہم نقش خیالی کشیدہ ای؟ ورنہ وجود خلق چو عتقا بہ ویر ثلیاب است  
لغت : نقش خیالی کشیدہ ای؟ تو نے ایک خیالی نقش بنا لیا ہے۔۔۔ حلقہ ایک فرضی پرندہ، جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : تو نے وہم کی بنا پر ایک خیالی نقش بنا لیا ہے ورنہ وہاں میں خلق کا وجود حقیقی طرح ثلیاب ہے۔ صوفیائے سنیان "ہمراہ" یعنی سب کچھ اسی کی ذات ہے پانی کسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اسی بات کو غالب نے اردو میں یوں کہا ہے۔

ہستی کے مت قریب میں آ جائیو اسد عالم تمام حلقہ وام خیال ہے  
نگہ ز شطہ صفت چہ طرف برسدو چنین کہ طاقت مارا بنا ز سیلاب است

لغت : چہ طرف برسدو : کیا فائدہ اٹھائے۔۔۔ سیلاب : پارہہ ہر وقت بہتا رہتا ہے۔۔۔ بنا : بنیاد۔۔۔

ترجمہ : ہماری نگاہیں تجھے شطہ حسن سے کیا فائدہ اٹھا سکتی ہیں؟ اس لئے کہ ہماری قوت برداشت کی بنیاد پارے پر ہے۔ یعنی اپنی ہمتی کے باعث ہم تجھے حسن کی چمک دکھ سے کما حقہ فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ اپنی نظروں اس شطہ حسن پر مسلسل نہیں ٹکا سکتے۔

یہ عرض دعوے ہم طرقتی تو خوبیاں را نگہ در آنکہ ہم چوں غمے پہ گرداب است  
لغت : ہم طرقتی : جن میں راز ہو۔۔۔ خوبیاں : جمع خوب، صین۔۔۔ گرداب : ہمنور۔۔۔

ترجمہ : جب دوسرے صین، حسن میں تجری برابری کا دعویٰ کرتے ہیں تو آئینے میں ان کی نگاہوں کی حالت دیکھی ہوتی ہے جیسے ٹھکی حالت ہمنور میں ہوتی ہے۔ ہمنور میں مسلسل چکر کھاتا رہتا ہے۔ جب دوسرے صین کو دیکھ دعوئی کرتے ہیں تو ان میں اپنے اس دعوے کی تکذیب کا وہی وقت پائی جا تا ہے جب وہ آئینے کے ساتھ کھڑے ہوتے یا آرائش کرنے لگتے ہیں۔ اس موقع پر حسن کے تصور ہی سے ان کی نگاہیں پکڑا اٹھتی ہیں۔

فمن ز نقش سم قوس تو ساغرزار ہوا زگرد رہت شیشہ سے تاب است  
لغت : قوس : گھوڑا۔۔۔ ساغرزار : جلی سے ساغر ہوں یعنی کثرت شراب۔۔۔ شیشہ : خالص شراب۔۔۔

ترجمہ : زمین تجھے گھوڑے کے سواں سے ساغرزار اور فضا تجھے راستے کی گود سے خالص شراب کی صراحی ہی مگی ہے۔ یعنی محبوب کا حسن ہر برے پر ایک نشہ ساطری کر دیتا ہے۔

قوی قنارہ چو نسبت ادب بحر غالب ندیدہ الی کہ سوے قبلہ پشتہ عراب است  
لغت : قوی قنارہ : مضبوط و قہم ہے۔۔۔ نسبت : قہم، ادب بحر : یعنی ادب کے مہلکت میں نہ چ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب جب ہم دونوں میں ایک مضبوط و قوی حقیقی قہم ہے تو پھر تو ادب کے پھر میں نہ چ۔ کیا تو نے دیکھا نہیں عراب کی پشت



اور ان سے بہت پہلے ایک فارسی شاعر نے کہا۔

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی      دوست من گھیر اس جام را کز خوبه شستن رقم  
سوا کا دھرا مریخ اس شعر کے دوسرے مصرعے کا مکمل ترجمہ ہے۔ پورا مصرعہ :  
اے ساقی تیری گردش چشم نے میرا کام تمام کر دیا۔

یک چند بجم سناست باکام گذشتیم      من عشوه نہ پذیر قم و او ناز نہ دانست  
لغت : یک چند : کچھ، کچھ دیر کے لئے۔ بجم سناست : باجم موافقت کی، باجم ملے۔ نہ پذیر قم : نہ قبول نہ کیا۔

ترجمہ : ہم دونوں کچھ دیر باجم ملے لیکن باجم گذر گئے۔ اس لمحے کہ میں نے اس کے ناز خیزے کا اثر نہ لیا اور وہ بھاریا دل موہ لینے کا انداز  
فرہوش کر لیا۔ شمن میں کشش باز دلی سے ہے۔ بقل میر۔

کل ہو، مستب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر      اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو  
بقل امر عدم قافیہ !

وہ کشش کچھ اور ہی چیز ہے جسے شمن کہتے ہیں اہل دل      نہ جمل ماض و چشم و لب نہ کمال ہست قبلی ہے  
از شاخ گل افشاں و زخارا گبر انگیخت  
لغت : افشاں : بکھیرے، یعنی اگائے۔ زخارا : سخت جگر۔ انگیخت : اٹھائے، پیدا کیے۔ اور خور پرواز چمک کے لائق۔

ترجمہ : قدرت نے شاخوں سے تو پھول بکھیرے (شاخوں پر پھول اگائے) اور سخت جھروں سے موٹی پیدائشیں لیکن اٹھائے یعنی آئینہ  
دل کو اس قتل نہ سمجھا کہ اسے جھیل کرے یعنی اس میں روشنی اور چمک پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں ادا دل نہ کیوں میں نہ ادا۔

گریم کہ ہر موج خوں خواب کش را      در بلہ مرا دوست ز آواز نہ دانست  
لغت : گریم : میں دو تا ہوں۔ خواب کش : اس کی سونے کی جگہ۔

ترجمہ : میرے بلہ و فراہ سے، میرے محبوب نے میری آواز کو نہ پہچانے لگھے اب اس بات پر دونا آ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو میرے خون میں  
آنسوؤں کی لہر اس کی خواب گاہ کو بہا کر لے جائے۔ جب معشوق فراہ میں مبتلا ہو پھر عاشق پر بیادوت آنے کے کہ وہ خون کے آنسو روکنے  
لگتا ہے۔ اس حالت کو موج خوں (خون کی لہر) یا سحاب کی ترکیب سے واضح کیا ہے۔

ہدم کہ ز اقبل نویر اثرم داور اندوا نگاہ غلط انداز نہ دانست  
لغت : اقبل : خوش بختی۔ نویر : خوشخبری۔ اندوا : غم۔ غلط انداز : بوجھ سوجھ نہ ہو، مریخے رفتی کی نظر۔

ترجمہ : میرے محبوب نے مجھے بے رفتی سے دیکھ کر میرے ساتھی یا دوست نے یہ کچھ کر کے کہ محبوب اب مجھ سے اعتبار نہ رہا ہے لیکن یہ  
اس سے میری محبت کا اثر ہے، تو اس نے مجھے خوش بختی کی خوشخبری سنی (مہربان دلی) لیکن در حقیقت اسے (ہدم) غم (کہ محبوب کی اس نگاہ  
غلط انداز کے نتیجے میں مجھے پہنچنے والے غم کا انداز نہ ہو۔

خمنور مکافات بہ غلط و ستر آویخت      مشاق عطا شطر زگل باز نہ دانست  
لغت : خمنور : نقشوں کا دیا ہوا۔ مکافات : افعال کا بدلہ۔ ستر : دوزخ۔ عطا : بخش۔

ترجمہ : مکافات کے لئے میں نے دیا اور انسان جنت اور دوزخ کی بحث یا پھر میں نے کیا لیکن خدا کی بخشش کے عطا نے شطرے اور پھول میں کوئی  
فرق نہ سمجھا۔ مطلب یہ کہ جن لوگوں کا طے قلبی کی بخشش و رحمت پر عمل لیکن ہے (یعنی وہ ذات سر بار رحمت ہے ان کے لئے اس رحمت



کی طرف سے ہر صاحبِ رحمت ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو اپنی ظاہری عبادات یا نیک اعمال پر فخر ہے وہ منافقات کے خیال سے، دونوں اور جنت کے الخیروں میں ڈپے ہوئے ہیں۔

غالب خن از بند بردوں بر کہ کسی ایس جا سنگ از گھر و شعبہ زانگاز نہ دانست  
نعت : بردوں پر باہر لے جا۔ شعبہ : جلد کا کھیل۔۔۔ انجاز : مجھڑ۔

ترجمہ : اے غالب تو اپنی شعری ہمت سے باہر لے جا، کیونکہ یہاں اپنی ہمت کسی میں پھر اور موتی میں فرق اور شعبہ اور مجھڑ میں امتیاز کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ اپنے کلام کو گمراہ اور مجھڑ فنی کہا ہے جبکہ بالواسطہ اور سب سے شعرا کے کلام کو پھر اور شعبہ نامی کا نام دیا ہے۔ مانگایہ اس قصے کے جواب میں کہا گیا ہے جو غالب کے خلاف کسی نے کہا تھا اور جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ ایک مصرع !  
مگر اپنا کہا یہ آپ کبھی یا خدا مجھے

## غزل # 14

ہر درد کو جلوہ خشن یگانہ است کوئی ظلم شش بہت آئینہ خانہ ایت

نعت : خشن یگانہ : یکساں، اچھی حسن، ذات خداوندی۔ شش بہت : چھ طریقے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، مڑا ہے۔ کانکت۔۔۔ آئینہ خانہ : ایسی جگہ جہاں بہت سے آئینے ہوں اور جب اس میں کوئی داخل ہو تو اسے اپنے بہت سے عکس نظر آئیں۔  
ترجمہ : اس کانکت کا ہر درد اس خشن یگانہ کے جلوے میں گم ہے، میں سمجھو کہ یہ ظلم شش بہت ایک آئینہ خانہ ہے۔ جس طرح آئینہ خانہ میں ایک شخص کے کئی عکس نظر آتے ہیں، اسی طرح اس کانکت کی ہر رشتہ میں اس کا جلوہ خشن موجود ہے۔ ایت اس جلوے کے ظاہرے کے لئے ہوش و حود کی ضرورت ہے۔ بقول سعدی :

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درختی دفتریت معرفت کردگار

(ایک صاحبِ عقل و شعور کے لئے سبز درختوں کا ایک ایک چھاس کر دگاری معرفت کی ایک کتاب ہے)

حیرت بہ دہر ہے سرزبانی برد مرا چون گوہر از وجود خودم آب و دانہ ایت

نعت : دہرا : دہلا کانکت۔۔۔ بے سروپا : حیران و بے نشان، جس کا کوئی سرچرہ نہ ہو۔۔۔ آب و دانہ : پانی و خوراک۔

ترجمہ : اس شعر میں بھی پہلے شعروں کی بات زبانی کر دی گئی ہے۔ حیرت مجھے اس کانکت میں بے سروپا سمجھنے لیتے جا رہی ہے۔ گویا موتی کی طرح میرے اپنے وجود سے میری خوراک کا سلن ہو رہا ہے۔ موتی، سمی میں پیدا ہوا اور اسی میں اس کی تنگ و تنگ جاتی ہے۔ یہ گویا اس کا اپنے وجود سے اپنی خوراک کا بندوبست کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان جب اس کانکت اور اس کی تخلیق پر غور کرتا ہے تو سبب حیرت بن جاتا ہے۔

ناچار با متعاضل متلو ساختم چنداشتم کہ حلقہ دام، آشیانہ ایت

نعت : ساختم، مواصلت کی۔۔۔ چنداشتم : میں نے جہاں میں نے سمجھا۔۔۔ حلقہ دام : جال کا قطر۔

ترجمہ : میں نے مجھڑ امیاد کی غفلت سے مواصلت کر لی۔ دراصل میں اس غلط فہمی کا افکار ہو گیا کہ حلقہ دام کوئی آشیانہ ہے۔ غلطی کسی پر نہ کہ کو جہاں میں پھنسانے کے بعد گویا ڈرا سسلنے لگتا ہے جو ایک طرح سے ان کا متعاضل ہے اور جہاں میں پھنسا ہوا پرند، جب کچھ وہ

یہ نئی جہل میں جا رہا ہے تو کلمہ ہے جسے وہ آئینے میں ہو۔ یہ گواہ استعارے میں بات ہوئی ہے۔ سیارہ مشرق ہے اور جہل میں اس پر عدا  
ماشق جو مشرق کی بے یاری سے موافقت کیے ہوئے ہے۔

پایستہ نور و خیالی، چو داری ہر عالم دیگر فلسفہ الیست  
حلت : پایستہ : جس کے پاؤں بندھے ہوں، البموز کا مفکر۔۔ داری : تو پہنچ، تحقیق کرنے، تک پہنچ، نور کرے۔۔

ترجمہ : تو ہم کے پیکر میں البموز ہوا ہے، لیکن اگر تو خود دگر سے کام لے تو تجھ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہر عالم ایک دوسرے جاتے  
عالم کی داستان ہے۔ ساری کائنات میں ایک ہی رابطہ ہے جسے صرف ادب تصور و ادراک ہی سمجھ سکتے ہیں۔

خود داریم بہ فصلی بہاراں عقل کیست  
حلت : خود داریم : میری خودداری۔۔ عقل کیست : کام تو زراعی ہے کام ہو گی۔۔ عقلوں شوق : شوق کا ہلکا گھوڑا شیریں کے  
گھوڑے کا نام تھا۔

ترجمہ : موسم بہار آنے پر میری خودداری بے کام ہو گی، بات یہ ہے کہ شوق کے گھوڑے کے لئے رگ گل (پھولوں کا ٹکڑا) چاہیے بن  
گی۔ گل کے حوالے سے نگاروں، نگار، گوں، سرخ رنگ کا یا پھول جیسا اور بتوئے کے حوالے سے رگ گل کا خاص سے شعر میں شعری  
ظہار پیدا ہو گی ہے۔ مطلب یہ کہ موسم بہار ایک ایسا موسم ہے جس میں عاشق کے جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں۔

ہر سنگ عین عجب اے آئینہ اے ہر رگ ملک قفل در شمرہ خانہ الیست  
حلت : عین : بالکل سراسر۔۔ عجب اے : ایک جہت کرنے والا۔۔ آئینہ : صوابی۔۔ ملک : انگوڑی کی تل۔۔ شمرہ : تل، شراب۔۔  
ترجمہ : ہر ہر سنگ، ہر پارے پر ایک صوابی (شراب کی) عجبت ہو رہا ہے اور انگوڑی کی تل کا ہر پتہ گواہ شمرہ خانہ (شراب خانے) کے  
دروازے کا نام دیا ہوا ہے۔ موسم بہار میں قدرت کے جسمیں مناظر میں اتنی دلکش ہے کہ انسان انہی میں خود مست ہو جاتا ہے، چنانچہ اس  
صورتحال میں کسی شراب خانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ چونکہ انگوڑے سے شراب بنی ہے اس لئے اس کے چاؤ کو شراب خانے کے  
دروازے کا قفل کہا۔

ہر ذرہ در طریق وفاے تو منزلی ہر قطرہ از محیط خیالت کرانہ الیست  
حلت : طریق : راست۔۔ محیط خیالت : میرے خیال کا سمندر۔۔ کرانہ : کنارہ۔۔

ترجمہ : میری وفا کے راستے میں ہر ذرہ ایک منزل ہے اور میرے خیال کے سمندر کا ہر قطرہ ایک کنارہ ہے۔ مطلب یہ کہ شوق و محبت  
میں عاشق کو دینے کا مست طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے اور اس راہ کا ہر ذرہ عاشق کے لئے گواہ منزل محبوب معلوم ہوتا ہے اور اس کے تصور  
کا ہر قطرہ عاشق کے لئے ساحل کی صورت ہوتا ہے کہ یہ بھی منزل کے پہنچنے کی علامت ہے۔

در پردہ تو چند کشم ناز عالمی داغم ز روزگار و فراقت بہانہ الیست  
حلت : چند : کچھ، کب تک۔۔ داغم : میں دغم خورد ہوں۔۔ فراقت : ہجرا ہجر۔۔

ترجمہ : میں کب تک میرے حوالے سے ایک دنیا کی باز خوردی کرتا رہوں؟ میں تو دنیا کے ہاتھوں دغم خورد ہوں اور اس سلسلے میں ہجرا  
ہر محل ایک بہانہ ہے۔ لیکن عاشق کے لئے محبت کے فہم و عالم کے ساتھ ساتھ دنیا کے فہم بھی الیست رکھتے ہیں۔ حلیفہ ہر شمارہ دہی نے یہ  
بات درجہ اول کر رکھی ہے۔

زبانے بھر کے غم یا اک ترا غم یہ غم ہو گا تو کہتے غم نہ ہوں گے

اور پتلا نہیں رہتا۔

تیرا غم ہے تو غم دہر کا شکوہ کیا ہے

وحشت چو شہداں بنظر جلوہ می کند گرد رہ و ہوا سر زلف و شانہ ایست

نعت : شہداں : رخ شہد، حسین۔ شانہ : شکھی۔

ترجمہ : وحشت، حسینوں کی طرح نظروں میں جلوہ گر ہے، گویا راستے کی گرد ایک زلف ہے اور ہوا اس کی شکھی کر رہی ہے۔ عاشق، وحشت و دلچسپی کے عالم میں عیالوں میں محو رہا ہے۔ اس حالت میں بھی محبوب گویا اس کے سامنے ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے محبوب ہی کے حوالے سے وحشت کو ایک ایسی حید قرار دیا ہے کہ جس کی زلفیں ہیں اور ہوا ان کی شکھی کر رہی ہے، ظاہر ہے اس لحاظ سے یہ نظر بدامین و نکلیں ہے۔

غالب دگر زخماں آوارگی پیرس گنہگار کہ چہ را ہوس آستانہ ایست

نعت : غمناک : آرزو خواہش۔ پیرس : مت پرچہ۔ گنہگار : میں نے کہا میں نے کہا میں نے کہا۔ چہ : پشیمان، ہمت۔

ترجمہ : غالب، میری آوارگی کی آرزو کے بارے میں مزید مت کہہ دیجئے، میں نے کہا کہ ہو رہا ہے کہ میری پشیمانی کو، مجھ کی خاطر کسی آستانے کی ہوس ہے۔ یعنی میں جو احوال و محو رہا ہوں تو یہ صرف اپنے مطلوبہ آستانے کی تلاش کے باعث ہے جس میں سر بہبود ہو کہ دنیا کے بھیلوں سے بے نیاز سکون و اطمینان سے پران ہوں۔

## غزل # 15

ہرچہ فلک خواہست چچ کس از فلک خواست غریب فقیہ سے نصیحت باوہ ماکڑک خواست

نعت : ہرچہ : ہر کہ۔ خواہست : خواہش، تمہیں چاہا ہے۔ نصیحت : تلاش نہ کی۔ ماکڑک : کوئی بھی ایسی لذت شے جو بخوار نہ کاڑا کھدے کے لئے کھینچے ہو۔

ترجمہ : ہر کہہ فلک نے تمہیں چاہا ہے، کسی نے فلک سے اس کی توقع نہیں رکھی ہے (یعنی وہ کہہ اس سے نہیں مانگا ہے) فقیہ (علم دین) ہائے دنیا کے غریب نے شراب نہ آئی اور ہماری شراب کو گڑک کی ضرورت نہ پڑی۔ فلک سے مراد قدرت و قدرت قادر ہے۔ مطلب یہ کہ قدرت ہر کسی کو اس کی اہلیت یا اس کے حقوق کے مطابق کچھ عطا کرتی ہے۔ اس بات کو اس مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ فقیہ چہ کچھ شراب نہیں پیچاس لیئے اسے وہ نہ لی اور ہم چہ کچھ پیچے ہیں اس لئے ہمیں ان کی کمی کی ضرورت نہ رہی۔

غریب بہ سوجہ تب خورد نقشہ ز جلد آب خورد زحمت چچ یک نداد، راحت چچ یک خواست

نعت : غریب : روئے والا۔ آب خورد : پکڑا بھیجے کھائے۔ جلد : جلد کا ایک دریا، مراد دریا۔

ترجمہ : روئے والے نے سوچوں کے بھیجے کھائے، بجگہ پیاسے نے اسی دریا سے خوب پانی پیا۔ روئے والے نے کسی دوسرے کو زحمت نہ دی اور پانی ٹوب پیچے والے نے کسی دوسرے کی راحت کی طرف توجہ نہ دی۔ یعنی دنیا میں ہر کوئی دیکھ اٹھے اور ہر کوئی سکھ پائے، وہ دنیا ہی رہتا ہے۔ کوئی دوسرا تو کوئی کھانا کھانے والے کا کھانا کھاتا ہے اور نہ سکھ پانے والے سے سکھ کا کچھ حصہ لے سکتا ہے۔

جہاں ز علم ہے خبر، علم ز جہاں ہے نیاز ہم فلک تو ز زمین، ہم ز زمین فلک خواست

نفت : طبعاً مستطیل و مربعی۔۔۔ کے ٹانگے بے پردہ۔۔۔ ٹکڑے کسول۔۔۔

ترجمہ : مقام و مرتبہ (درجے) علم سے ہے تجربیں، جبکہ ادیب علم مقام و مرتبہ سے بے پردہ ہیں۔ تجربی (اصحابِ جہل) کو کسفی نے سوانہ دیکھا اور میرے سوانے کو کسفی کی ضرورت نہ تھی۔ سوانے سے مراد دولتِ علم ہے جس سے ادیب شہین و مرتبہ محروم رہتے ہیں، اور تک سے مراد عام دولت ہے جس سے ادیب علم بے نیاز ہوتے ہیں۔

شعرت دهر بر ملا هر چه گرفت، پس نداد کلاب بخت در رخا هر چه نوشت، حک خواست

نفت : تختہ درخت زائے آگ و تہل ، مہلو خوردنادر -- بر ملا : کھلے ہندوں ، ملاپ -- خفا : پوشیدہ -- حک : خواست : نہ کرنا نہ ملنا --

ترجمہ : زمانے کے کو تو اہل نے جو کچھ عالمی لیڈروں کو تھا نہیں ازانہ اعلیٰ لوٹ مار و دستبرد واپس نہیں کر سکا جبکہ کتاب فقہ نے ایک مرتبہ انہوں کو یہ فیصلہ طور پر گنہ روا سے بھر دیا نہیں۔ دنیا میں انسان سے جو کچھ چھین جائے وہ اسے بھر نہیں سکتا جبکہ فقہ کا کھٹا تھا نہیں۔

خون جگر بجائے ہے مستی ما قبحِ عداست      بلائِ دل نوائے نے، رامش ما پمکِ خواست

نعت : تعزیر پاد۔۔۔ راضی ہو سقے ہووے کامل، نفع و ضرر۔۔۔ بھگت سداگی۔۔

ترجمہ : ہمارے مقدور میں شراب کی بجائے خون پھر چنا تھا اس لیے ہماری مستی یا ہمارے نشہ کو کسی پیالہ و جام کی ضرورت نہ پڑی۔ اسی طرح ہمارا دل گویا ہنسی کی آواز یا لے تھا اور ہمارے نشہ کو کسی سارگی ضرورت نہ پڑی۔ یعنی ہم خون پھر چنے میں اپنی مستی و سرشاری کا سامان کرتے رہے۔ بلکہ ہمارا دل و فرائد ہمارے لیے تھرا رہا۔

زاهد تو ورزش سجود آه ز دعوتی وجود تا نزد ابرمن رمش بدرقه ملک نخواست

قلت : در زشت نمودن محمود کی در زشتی و حرام او را محمولی است که در دعوی وجود مراد از آنست : غرور و تکبر -- ابر من شیطان --

رہا۔ مکہ (مشتہ)۔ تہذیب و تمدن: جب تک اسے گمراہ نہ کیا۔

ترجمہ : ذہن اور اس کی یہ مسلسل سجدہ و عزیزوں اور اپنی اس مہارت پر اس کا یہ خود و تکبر یا اس کے اس تکبر و غرور پر افسوس ہے۔ اس لئے کہ جب تک وہ اپنے اس غرور و مہارت سے دور رہا اور شیطان نے اسے گمراہ نہ کیا اس (ذہن) نے فرشتے کو اپنا ہتھیار بنانے کی کوشش نہ کی۔ شیطان سربراہِ غرور ہے جبکہ فرشتے یا فرشتوں کی مہارت اس برائی سے پاک ہے۔

سے متعلق رہا تو میں نے اس کا یہ قطعہ ملاحظہ کیا۔

زادہ تجھے مبارک تیری پانچ وقتی ورزش یہ زباں بھی ہو مبارک ہو چھری سے کم نہیں ہے

تھے کیا خبر کہ کہا ہے وہ درسم النور والفت  
تجرا دل ہے رخشون، تیری آنکھ نم نہیں ہے

محمّد بن ابی بکر و عمر و عثمان و علی و فاطمه و حسن و حسین و آل

[illegible]

کام نام میں مجبوروں کا بلوغ سما جس پر حضرت غلام علیؑ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں درافت کا دعویٰ کیا

[illegible]

مرد جنگ جمل سے جس نے حضرت یاکوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمل بر سوار ہو کر حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گئی تھیں۔

حضرت سیدہ افسانہ کاظمہؓ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔۔۔۔۔ اور افسانہ کاظمیٰ کیا تھا۔ یہ دونوں جھگڑے میں جملہ ان دشمنانِ خدا

کے جس جن پر مٹی شیعہ حضرات میں بیش تر اور واقعی ہے۔

گشتہ در انتظار پورہ دیدہ چہ رہ سفید در رہ شوق، ہم رہی دیدہ ز مردک نخواست  
 لغت : پورہ چنا۔ چہ رہ۔ مردک خنجر و زحہ قرآنی تلخ کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی  
 طرف اشارہ۔ سفید: اندھی۔ مردک: آنکھوں کی تکی۔

ترجمہ : حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی دعو کے سے لے گئے تھے (مشورہ واقعہ ہے)۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے  
 انتظار میں رہ رہ کر اپنی چٹائی کو پیٹتے تھے۔ غالب اس حال سے کہتے ہیں کہ بیٹے کے انتظار میں چہ رہا حضرت یعقوب کی آنکھیں سفید ہو  
 گئیں۔ بیٹے سے محبت کی راہ میں انہوں نے آنکھوں کی تکی کی بھاری بھی پسند نہ کی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ  
 السلام سے بے پناہ محبت کی طرف اشارہ ہے۔ (یہ واقعہ سورہ یوسف میں تفصیل سے بیان ہوا ہے)

خشن چہ کام دل دہد چوں طلب از حرف نیست شست نگاہ گر بجز خست ز لب تک نخواست  
 لغت : چہ: کیا۔ کام دل: دلی کی آرزو۔ شست: زخمی کر دیا۔ خست: زخمی۔ حرف: بدقتل یعنی حلق۔

ترجمہ : جب حرف یعنی حلق کی طرف سے کوئی گھٹنای نہیں ہوا تو خشن اس کی کٹائی آرزو پوری کرے گا۔ اگر مستحق کی نگاہ نے عاشق  
 کا بیکر زخمی کر دیا ہے تو زخمی یعنی عاشق نے ہاتھوں سے لیکن بول کر مستحق سے شک نہ لگا۔ مطلب یہ کہ عاشق اپنے زخمی بیکر پر مستحق سے  
 شک چھڑکوانا چاہتا ہے لیکن اس کی یہ خواہش غامضی کی صورت میں ہے اور مستحق یہ جان کر کہ عاشق کو طلب نہیں کر رہا اس کی یہ  
 آرزو پوری نہیں کر رہا۔

خرقہ خوش است در برم پر دو چش خشن خوش است عشق بخار خار غم چہ ہم تک نخواست  
 لغت : خرقہ: گدازی۔ در برم: میرے پہلو میں میرے جسم پر۔ چش خشن: اس قسم کا کھردراخت۔ چہ ہم تک: میرا بٹا لباس۔  
 ترجمہ : میرے جسم پر گدازی جیسا لباس ہی بھلا لگتا ہے اس لیے کہ یہ وہی قسم کا سونا اور کھردرا اچھا ہوتا ہے اور اسی طرح عشق نے یہ  
 پسند نہ کیا کہ میں غم کے انھوں شرچے ہوئے بٹا پہنا لباس پہنوں۔ مطلب یہ کہ میرا لباس میرے غم عشق کے لیے ایک پردہ ہے جس سے یہ  
 غم پردی طرح چھپ گیا ہے۔

رہ ہزار شیوہ را طاقت حق گراں نبود ایک صنم بسجود در ہمیر مشترک نخواست

لغت : رہ ہزار شیوہ: ایسا کہ جس کی زندگی کے کسی پہلو میں یعنی وسیع شرب۔ بسجود: سجدہ اور: سجدے میں۔ ہمیر: ہامیر۔ چٹائی۔  
 ترجمہ : ایک وسیع شرب دیکھ کر خدا کی عبادت کو گراں نہ تھی اور نہ تھی لیکن صنم یا دوست نے یہ بات پسند نہ کی کہ اس کے آگے  
 مجھے سجدہ کرنے والی چٹائی کسی دوسری شخصیت یا ذات کو بھی سجدہ کرے۔

سمل شمر و سرسری تا تو زنجیر نشری غالب اگر بدادری داد خود از لک نخواست

لغت : شمر: گناہ یعنی گناہ۔ سرسری: عاجزی ہے ہی۔ زنجیر: تو خیال نہ کرے۔ بدادری: انصاف کی خاطر۔  
 ترجمہ : اگر غالب نے اصول انصاف کی خاطر لک کی طرف توجہ نہیں کی یعنی اس سے انصاف نہیں چاہا تو تو اسے کہیں اس کی بچاوری  
 و عاجزی کا باعث نہ سمجھتا ہے اس نے تو اس امر (دو طرفہ) کو معمولی اور بھول جاتے ہوئے اس طرف توجہ نہیں کی۔

## غزل 16

ما لا فریم کر کر یار نازک است فرقتے است در میانہ کہ بسیار نازک است

نعت : لا فریم : ہم کنوڑیا پکے دے ہیں۔ فرقتے است : ایک باغس فرق۔  
ترجمہ : اگر دوست یا محبوب کی کمر نازک اور پکے ہے تو ہم بھی لا فریم۔ البتہ دونوں میں یہ فرق ہے کہ اس کی کمریت ہی نازک ہے۔  
بغل شمار

صنم سختے ہیں حیرے بھی کر ہے کھل ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے

دارم دلے ز آبلہ نازک نملو تر آہستہ پانچم کہ سر خار نازک است  
نعت : آبلہ : چھل۔ نازک نملو : نازک بنیاد یا غفلت والا۔ مروست نازک۔

ترجمہ : میرا دل (میرے پاؤں کے) چھلے سے بھی زیادہ نازک ہے، کیا وجہ ہے کہ میں کانٹے کی لوک پہ بھی پاؤں آہستہ رکھتا ہوں کیونکہ وہ بھی نازک ہے۔ عاشق کے پاؤں میں جتنی حلق میں گھونٹے پھرنے سے پاؤں میں چھلے پڑ گئے ہیں، جو کانٹوں پہ پٹنے سے بہت سختے ہیں لیکن نازک دل عاشق یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے پاؤں سے کانٹے کو اسی طرح کھٹکے۔

از جنبش نسیم فرد روئے زہم مارا چو برگ گل در و دیوار نازک است

نعت : فرد روئے زہم : ہام کر پڑتے ہیں۔ جنبش : ہلچل حرکت کرنا۔

ترجمہ : ہمارے گھر کے اندر دروازے اور پھل کی تکی کی طرح نازک ہیں، چنانچہ ہلچل کی زبردستی گرنے پڑتے ہیں۔

پتلا ام زسنگ ولی ہائے خود مناز عاقل قماش طاقت کسار نازک است

نعت : مناز : نازا، غرمت کر، مت آکر۔ قماش طاقت : طاقت کا لباس، سلطان۔ کسار : مروا ہوا۔

ترجمہ : میں جو جادو، فریاد کرنا ہوں تو تو اس سلسلے میں اپنی سنگدل پست آکر، غرمت کر، یعنی اسے سن کر اپنی سنگدل کارڈ نہ جان اور یہاں اپنے غر کا سلطان مت سمجھ، عاقل ولی کسار کی قماش طاقت، یعنی طاقت تو بہت نازک ہے۔ یعنی یہ جو قوائی سنگدلی کے تجربے میں ملتا ہے تو یہ بہت ہی نازک ہیں، ان کی ہم پر کیا بوجھ پڑے گی اور جو ہم اس کے خلاف کیا فرما دیں گے۔

زحمت کشیدہ آن مژہ بر گشت ہم چنل ماحت جان ولذت آزار نازک است

نعت : بر گشتہ : لوٹ گئی، واپس اصل حالت پر آگئی، آگئی۔ آزار : تکلیف۔

ترجمہ : اس محبوب نے بگیں اٹھا کر ہمیں دیکھا اور بھرا پائی بگیں اصل حالت پر لے آئے۔ اس نے جو غمی زحمت اٹھائی، اس لیے کہ ہم سخت جان ہیں اور لذت آزار نازک ہے۔ یعنی وہ جو ہماری دل آزاری کرنا ہے تو اس میں ہمارے لیے آزار کا کوئی پہلو نہیں، کیونکہ

ہرچہ از دوست رسد خوب است

(دوست کی طرف سے جو بھی ملے، اچھا ہوتا ہے۔)

رسوائی مہلو خود آراہی ترا گل بر وزن کہ گوشہ دستار نازک است

نعت : رسوائی : ایک پاکلی رسوائی۔ مہلو : خدا کرے نہ ہو، خدا کرے کہ ہو۔ گل بر وزن : پھول سے لگا زیادہ ہیں نہ لگا۔

ترجمہ : خدا نہ کرے تمہاری خود آراہی تمہیں رسوائی کا شکار ہو جائے اس لیے گوشہ دستار زیادہ پھول نہ لگا کہ وہ (گوشہ دستار) نازک ہے۔

خود را بی بینی اپنی زینب و زینت کو جب حد سے بڑھانے کے قورگ اس کا مذاق اڑائیں گے اور یوں یہ قصیدی رسوائی کا باعث بنے گا۔  
ترجمہ: تپش زندہ ہوں انگنہ مرا تپ کند کاکل خمدار نازک است  
نعت: ترجمہ میں دار ناہوں۔ تپش: گرمی، حرارت۔ کاکل خمدار: چنگار دھنیں۔

ترجمہ: اس معشوق کی خمدار دھنوں کی کند کے چنگ ہڑک ہیں، لہذا مجھے یہ وار ہے کہ کہیں میرے دل کی حرارت دگرنی اس کند کے ہند نہ  
پھلاوے اور جس جگہ ہمارے پیچک ہے۔ عاشق کی بے تکی و جھڑپ کے نتیجے میں خشن معشوق اس پر اپنی گرفت اچلی کر سکتا ہے۔  
از جلوہ ناگداغفن و رو نہ سافغن آئینہ را ہیں کہ چہ مقدار نازک است  
نعت: ناگداغفن: نہ پھلاوے۔ رو نہ: رو نہ سافغن: شرم نہ کرنا۔ چہ مقدار: کس حد تک، کس قدر۔

ترجمہ: آئینے کو ذرا دیکھو کہ وہ معشوق کے جلوے کی گرنی اسے پھٹتا بھی نہیں اور اپنی اس ہمت پر شرم بھی محسوس نہیں کرتا۔ وہ (آئینہ)  
کس قدر نازک واقع ہوا ہے۔ گویا معشوق کے خشن میں اتنی گرمی ہے کہ دیکھنے والا پھل کے وہ جا آئے لیکن آئینے پر اس کا کوئی اثر نہیں  
ہوتا۔

می رنجہ ار تحمل ما بر جفاے خویش ہاں شکوہ اے کہ خاطر و لہار نازک است  
نعت: می رنجہ: خفا یا ناراض ہونا ہے۔ تحمل: برداشت کرنا۔ ہاں: دیکھو۔ خاطر: دل یا مزاج۔

ترجمہ: ام تو اس محبوب کی جفا کو برداشت کر لیتے ہیں لیکن وہ ہے کہ اس پر بھی ہم سے ناراض و خفا ہو جاتا ہے۔ دیکھو یعنی ضروری ہے کہ  
اس سے ہم ذرا شکوہ کریں کہ اس (محبوب) کا مزاج نازک واقع ہوا ہے۔

از بازوانی جگر و معدہ پاک نیست غالب دل و دماغ تو بسیار نازک است  
نعت: بازوانی: کھڑی، بے طاقتی۔ پاک نیست: کوئی راز نہیں، خوف کی ہمت نہیں۔

ترجمہ: جگر و معدہ اگر نکال دیں تو یہ کوئی پریشان ہونے یا ڈرنے کی ہمت نہیں، لیکن اسے غالب! حیران دل اور دماغ دونوں ہمت ہی  
نازک ہیں۔

## غزل #17

اشب آتشیں روے گرم ژند خوانی ہست کز بلیش لوا ہر دم در شرر فغانی ہست

نعت: اشب: آج رات۔ آتشیں روے: آگ جیسے چہرے والا (آگ کی طرح روشن)۔ گرم: مصروف، مشغول۔ ژند خوانی: ژند خوانی:  
کلب ژند پڑنے کی حالت۔ ژند: آتش پرستوں کے ذخیرہ درخت اور درخت بھی کہتے ہیں، آگ کی کلب۔ شرر فغانی:  
چنگاریاں پھینکنا۔

ترجمہ: آج رات ایک ایسا آتشیں روہ ایران کے نعل از اسلام کے قدیم ذخیرہ یا پانی آئین درخت کی کلب ژند پڑنے میں مصروف ہے کہ  
اس کے ہاتھوں سے نکلنے والی نواہر کو شرر فغانیاں کر رہی ہے۔ آتش پرستوں کے ذخیرہ کے حوالے سے معشوق کے آتشیں روہ اور اس کی  
نوا کو شرر فغانیاں سے تعبیر کیا ہے۔

تاوہ آب اقلوہ عکس قد دلجویش چشمہ بھو آئینہ فارغ از روانی ہست





ترجمہ : تو میری قبر کے قریب سے بیٹھ نہ چھا کر گذرنا ہے، ہمارے خدا دشمن اتوی بتایے کسی بدگلیاں ہیں۔ عاشق کی تو یہ حالت ہوئی ہے کہ

میں تو سر کر بھی مری جان تجھے جاہوں کا

جس مشق کی اس نے اختلا اس کے مرنے کے بعد بھی برقرار رہتی ہے، جسے بدگلیاں کا کیا ہے۔

شونیش در آئینہ نحو آں وہن دارد چشم سر پردازش باب نکستہ در زیہاست

نکتہ : چشم سر پردازش : اس کی بڑھ کر آگے۔۔۔ نحو : کم، کسی خیال میں غرق ہو جاؤ۔۔۔

ترجمہ : اس کی شرفی اسے آئینے میں اپنا منہ دیکھنے میں خود کو کھن ہے، جبکہ اس کی جاوہ بھری آنکھ نکستہ دایوں کا ایک پہ ہے۔ اس کی نظروں کے حلقہ انداز ہیں جنہیں نکستہ دایوں کا کیا اور چونکہ نظروں کا تعلق آنکھ سے ہے اس لیے اسے باب کے استعارے میں واضح کیا ہے۔

باجو عتابستی وز منش حجابستی وہ چہ در لہائی ہا ہی چہ جاں مستجابست

نکتہ : عتابستی : فیتہ کا رویہ۔۔۔ حجابستی : پردے میں ہوئے پردے کا انداز۔۔۔ جاں مستجاب : کسی کی جان لینے۔۔۔

ترجمہ : دشمن یعنی رقیب کے ساتھ تو وہ فیتہ کا رویہ اپناتے ہوئے ہے جبکہ مجھ سے اس نے پردہ کر رکھا ہے۔ کیا کہنے ہیں ایسی دلہائیں کے اور کیا خوب جاں مستجاب ہیں۔ مشق اور رقیب پر عتاب کہے تو عاشق کے لینے وہ در لہائی کا باعث ہے جسے جب وہ عاشق سے طلب اختیار کرنا ہے تو یہ عاشق کے لینے کو امانت ہے۔

باجنیں تھی دستی بہو چہ بود از مستی کار ما ز سرمستی آستیں فخر زیہاست

نکتہ : تھی دستی : خلیا ہاتھ ہوئے پے کچھ نہ ہوئے۔ آستیں لفظ : آستیں بھانجنا کسی چیز سے ہے یا زہر جانا خلیا ہاتھ ہونا۔۔۔

ترجمہ : اب پہ ہمارے پے کچھ نہیں ہے تو اس صورت حال میں زندگی سے کیا فائدہ حاصل؟ چنانچہ اب ہمارا کام ہی رہ گیا ہے کہ عالم سرمستی میں ہم آستیں بھانجتے رہتے ہیں۔ یہاں یہ علوہ نقوی معنی میں استعمال ہوا ہے، یعنی پے کچھ نہیں ہے اس لیے خلی آستیں بھانجتے رہتے ہیں۔

اے کہ اندر میں داوی مژدہ از ہما داوی بر سرم ز آزادی سایہ را گر زیہاست

نکتہ : ہذا ایک فرضی پردہ جس کے سر اس کا سایہ چاہئے وہ بدشاہی جانتا ہے۔۔۔ گر لہائی : موجود ہو گا اور ہیں۔۔۔

ترجمہ : اے نکلیں تو نے بد ہمیں اس داوی میں ہاکی مسجد کی کی خوشخبری سنائی ہے تو بہت ہے کہ میں آؤں طبع ہوں اور میرے سر سایہ بھی بہت گہری گذرنا ہے۔ یعنی کسی کا بھی کسی بھی صورت میں احسان مجھے قبول نہیں۔

ذوق فکر غالب را بردہ زانچمن ہیوں با ظہوری وصائب نحو ہم زیہاست

نکتہ : بردہ : لے گیا۔۔۔ انجمن : سراپد شعرو۔۔۔ ظہوری وصائب : دونوں مشہور فارسی شعرا۔۔۔

ترجمہ : فکر و تجلی کا ذوق غالب کو یہ شعروے ہاں لے گیا چنانچہ وہ ظہوری اعلیٰ دور کے رجم ملک غالب کا درباری شاعر اور صائب (وفات 1080ھ) بہت اہم شعرا کے ساتھ ہم زمانی میں تھے۔ غالب ان شعرا سے بہت متاثر تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے ان کا انداز اپنانے کی کوشش کی جس کے لیے ”ہم زمانی“ کی ترکیب استعمال کی گئی ہے۔

## غزل\* 18

جیب مڑا عددز کہ بودش نمائندہ است      نگرش زہم گشت و پوش نمائندہ است  
لغت : عددز: متی۔ پوش: اس کا دور۔ نگرش: اس کا نگاہ۔ زہم گشت: لوث کیا بھر گیا ہے۔

ترجمہ : میرا گریبان مت ہی کیونکہ اس کا دور نہیں رہا ہے، اس اگر گریبان کا لٹکا لٹکتا کر بھر گیا اور پٹا نہیں رہا۔ عاشق نے عشق میں اپنا گریبان اس حد تک چاک کیا کہ اس کا لٹکا پٹا اور دور دور بھٹم ہو گئے۔

سر گری خیال تو اذتلا باز داشت      دل پارہ آتشے است کہ دودش نمائندہ است  
لغت : بازداشت: روک۔ پارہ: آتشے است: آگ کا ایک ایسا ٹکڑا ہے۔

ترجمہ : تیرے خیال یعنی تصور میں سرگرمی (بے حد مشغول ہونے) مجھے تار و قریار سے روکے رکھا۔ میرا دل ایک ایسا آتش پارہ ہے جس میں دھواں نہیں رہا۔ یعنی عاشق، معشوق کے تصور میں اس حد تک کھو رہا کہ اسے قریار کا ہوش نہ رہا۔ سرگرمی کے حوالے سے دل کو آتش پارہ اور قریار کو دھواں سے تشبیہ دی ہے۔

دلو از تھلمے کہ پہ گوشت نمی رسد      آہ از توفے کہ وجودش نمائندہ است  
لغت : تھلمے: دہلی، قریار۔ گوشت: حیران۔

ترجمہ : السوس ہے اس دہلی اور دلو سے یہ جو تیرے کانوں تک نہیں پہنچا اور نہ کہ ہے اس توفیق پر جس کا دور نہیں رہا۔ عاشق دہلی و قریار قریار کر رہا لیکن محبوب نے کوئی توفیق نہ دی، بے انتہائی دہلی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عاشق کی وہ امید ختم ہو گئی جس کی وہ اس کی قریار سے معشوق کے وجود مست ختم کرنے سے متعلق تھی۔

چوں نقطہ اختر یہ از سیر باز ماند      گوئی دگر ہیوط و صعودش نمائندہ است  
لغت : سیر: گردش۔ باز ماند: رہ گیا، رک گیا۔ ہیوط: بچے گریہ، مراد غروب۔ صعود: بلندی پر چڑھنا، مراد طلوع۔

ترجمہ : ہمارے عقیدہ کا یہ ستارہ نقطے کی طرح گردش سے رکا رہا ایک ہی جگہ پر نگاہ رہا، گویا اس کا طلوع و غروب ہونا ختم ہو چکا ہے۔ عقیدہ کا ستارہ گردش میں رہے تو آدمی کو کبھی خوش اور کبھی غم سے واسطہ چڑتا ہے لیکن اگر وہ ایک جگہ تک جائے تو ظاہر ہے کوئی ہی ایک بات برقرار رہے گی چنانچہ عاشق کے عقیدہ کا یہ ستارہ اس کے لیے مستقل یہاں غمتی کھلتا کر رہا ہے۔

مکتوب بابہ تکر نگاہ تو عقده الیت      کزچ رو امید کشورش نمائندہ است  
لغت : عقده الیت: ایک گرہ ہے۔ کزچ روز: کہ کسی طرح بھی۔ کشورش: اس کا ملک۔

ترجمہ : ہمارا خط تیری تکرنگہ کے لیے ایک ایسی گرہ ہے جس کے کھلنے کی کسی بھی صورت کوئی امید باقی نہیں رہی۔ یعنی معشوق، عاشق کا جذبات محبت سے محروم خط چھ کر اس میں کھو جائے کہ عقده اگر ہمارے حوالے سے تکرنگہ کا کیونکہ تکرنگہ لگادی جائے تو وہ بحر نہیں کھلتی۔

دل را بہ وعدہ تنے ی توای فریفت      بازے کہ بروقاسے تو بودش نمائندہ است  
لغت : ی توای فریفت: فریفت کیا جا سکا ہے، وعدہ کا دیا جا سکا ہے۔ بودش: اسے یعنی دل کو۔

ترجمہ : ہمارے دل کو تیرے جو وعدہ کے وعدے ہی سے فریب دیا یا خوش رکھا جا سکا ہے، اس لیے کہ اسے تیری دعا پر ہوا باز قیاب

میں رہا۔ مطلب یہ کہ وہ اس دوسرے قسم کی ایک نیکو کار اور دل تو:

"ہرچہ اندوشت رسد خوب است" کے مصداق اس دوسرے پر بھی خوش ہو گا۔

انقلابی فہم دلی بتوان ماست درد سر قیام و قعودش نمائندہ است

نعت: انقلابی کرے چے ہونے کی حالت۔۔ قیام: نماز میں کھڑے ہوئے۔ قعود: نماز میں بیٹھنے کی حالت۔۔

ترجمہ: حالت غم و اہم میں ہادی انقلابی ہی ہمارے بتوان یا کمزور دلی کی نمائندہ اس لئے کہ اسے اب قیام و قعود کا درد سر ہتی نہیں رہا۔  
غالب یہ سوادے کہ دلی دلی کی تمام تر توجہ ذات حق کی طرف ہوتی ہے اور وہ ظاہری مہارت کا خیال نہیں کرتا۔

دل جلوه می دهد ہنر خود در انجمن رہے مگر بچان خسودش نمائندہ است

نعت: جلوه می دهد: دکھاتا ہے۔۔ ہنر خود: اپنا ہنر۔۔ خسودش: اس کے حاسد۔۔

ترجمہ: ہمارا دل محفل محفل خلق میں کھلم کھلا اپنے ہنر کو دکھا رہا ہے۔ شاید اسے اپنے حاسدوں کی جہان پر ترس نہیں آ رہا۔ یعنی وہ (دل) مراد خود عاشق جس خود انکسار و اگر رہا ہے کہ حاسدوں کے لئے دکھ کا باعث ہے۔

دل در غم تو مایہ بہ رہزن سپردہ است کار از زیاں گزشتہ وسودش نمائندہ است

نعت: رہزن: راندہ، شیراز۔۔ سودش: اس کا مصلح، فائدہ۔۔

ترجمہ: ہمارے دل نے تجربے غم میں اپنا سرمایہ رہزن کے حوالے کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے نقصان کے غم کا سلسلہ تو پیسے ہی ختم ہو گیا  
اور مصلح ہتی نہیں رہا۔ کوئی سرمایہ انسان کے پاس ہو تو زور ہو آجے کوئی خیر اوست نے کا لیکن جب وہ سرمایہ خود خیرے کو دے دے تو اس کا  
یہ اربابانہ ہوتا ہے۔ گویا عاشق نے محبوب کو دل دے دیا ہے اس لئے وہ غم و گھر سے آزاد ہو گیا ہے۔

غالب زبلی بریدہ و آگندہ گوش نیست اما دماغ گفت و شنودش نمائندہ است

نعت: زبلی بریدہ: کٹی ہوئی زبان والا۔۔ آگندہ گوش: جس کے کان بند ہوں۔۔ گفت و شنود: گفتاور سنت۔۔

ترجمہ: غالب کی کوئی زبان نہیں کٹی ہوئی اور نہ اس کے کان بند ہیں (یعنی بات کر سکتا اور سن سکتا ہے) لیکن اب اسے گفت و شنید کا انداز یا  
چٹا نہیں رہا۔ اگر لیکن بات غالب نے مرد عشق کی ہے۔

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

بہل مرتبہ انسان پر کچھ ایسی کیفیت گذرتی ہے جس کے سبب وہ خاموش رہنے ہی میں مصطمت جاتا ہے۔

## غزل #19

لبیل دلت بہ تارہ خونیں بہ بند نیست آسودہ زی کہ یار تو مشکل پند نیست

نعت: بہ بند نیست: پابند نہیں ہے، کی قید میں نہیں ہے۔۔ آسودہ زی: سکان سے، حوض سے زندگی بسر کرتا۔۔

ترجمہ: اے لبیل! سمجھا دل غم میں بل کا پند نہیں ہے، حوض کی زندگی بسر کر کہ تیرا دوست مشکل پند نہیں ہے۔ ایک عاشق کو کسی قسم  
کے جو درد و غم و اہم و غم سے واسطہ چڑتا ہے جو مشق کی مشکل پندی کا نتیجہ ہے، جبکہ لبیل کا مشق بھول ہے جس میں ہمارے  
مشق جیسی مشکل پندی نہیں ہے۔

اندازہ گیر ذوق غم در مذاق من تھلپ کرے را شک زہر خد نیست

نعت : تھلپ کرے آنسوؤں کی جلی (احسن)۔ زہر خد: نصیب یا شرمندگی کی بات۔ ذوق غم: غم کی لذت۔

ترجمہ : تو میرے مذاق سے میرے ذوق غم کا اندازہ لگا لے۔ میرے آنسوؤں کی جلی میں زہر خد لٹک نہیں ہے۔ یعنی ماضی اگرچہ غم میں ڈوبا ہوا ہے لیکن اس کے ہونٹوں پر زہر خد کی جلی نہیں ہے کہ اسے غم میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

عبد وفا زسے تو نا استوار بود بکشتی و ترا بہ گلشن گزند نیست

نعت : نا استوار: جو مضبوط یا پکا نہ ہو۔ بکشتی: قلعے توڑ دینا۔ گزند: تکلیف دہ۔

ترجمہ : قلعے و فکا کا جو عبد کیا اور پناہ نہ تھی۔ قلعے تو نے خود دودھ توڑا اور تجھے اس دودھ غلٹی پر کوئی دھک نہیں دیا۔ غالبی کے بقول !

تری نازکی سے چٹا کہ بندھا تھا عبد بودا کبھی تو نہ توڑ سکا اگر استوار ہوتا

از دوست میل قرب بہ کشتن قیمت است گر تیغ و ر کلان بہ نکلان کند نیست

نعت : میل قرب: قرب ہونے کی رغبت۔ کشتن: مارنے۔ ر: اور اگر۔ نکلان: خوشی، لطف۔

ترجمہ : دوست کی قیمت کی خاطر میں اس کے ہاتھوں قتل ہو بیٹا قیمت ہے۔ وہ ایک بہت کم کار اور کلان: اس میں حیرت کہ کسی کو مارا جاتا ہے اس میں لطف نہیں ہو کہ میں ہے۔ مشرقی اگر ماضی کو خلق کی کند میں امیر کر لیتا ہے تو اس سے دور دور بگڑا ہے، لیکن ماضی کو قتل کرنے کے لئے ظاہر ہے کہ اس کے قرب آتا ہے اور ماضی کے لئے یہ قرب بہت قیمت ہے۔

برباد تو کدام پری خواں بخور سوخت کو شرمسار دعوت پاسود مند نیست

نعت : کدام: کون سا۔ پری خواں: معزجہ کر پری کو پلانے والا سار۔ بخور: خوشبو۔ پاسود مند: بے لالہ۔

ترجمہ : تیری باری میں کس پری خواں نے خوشبو جلائی (معزجہ کر خوشبو جلاتے ہیں تاکہ پری آجائے) وہ اپنے اس بے لالہ جلائے پر شرمسار نہیں ہے۔ مشرقی کو پری سے تھکے تو ہی ہے لیکن وہ پری نہیں جو معزجہ کرنے اور بخور جلاتے سے حاضر ہو جائے۔

آں لایہ ہای ہر فردا را عقل نہ ماند بر خواں خود "مان یکلو" کہ مارا سپند نیست

نعت : لایہ ہای: روزانہ محبت میں اضافہ کرنے والی خوشدیں۔ عقل: موقع، وقت۔ ہر فردا: ہر روز۔ سپند: بڑا، بڑا۔

ترجمہ : اب محبت میں اضافہ کرنے والی وہ چاہیے ہیں اور خوشدیں کا موقع نہیں رہا تو خود "مان یکلو" چھو لے کہ نگہ داریت پاس نظرید سے بچنے کے لئے نکال داند نہیں ہے۔ یعنی تو آگ سے بچنے کے لئے یہ کہت چھو کہ اب ہم خود کو آگ کی خار کرنے کے لئے اس میں خود جلتے کو تیار ہیں۔

بختو بہ زیر سایہ طوبی غنود اند گلبرہ ر ہردان تننا بلند نیست

نعت : طوبی: جنت کا ایک درخت۔ غنود: اونچے ہیں۔ گلبرہ: سروں کے درمیان لگایا جانے والا خوبصورت کاشور ہلکا ہوا ہے۔

ترجمہ : دنیا کی راہ کے سفر طوبی کے زیر سایہ عالم بے غوری میں اونگھ رہے ہیں اسی لئے ان کا گلبرہ بلند نہیں ہے۔ محبوب سے خلق ماضی کی تمام حقائک دل ہی دل میں جو حق رہتی ہیں یہ کینیت گویا خاموشی کی محاسن ہے۔ اس لحاظ سے ماضی کی حالت ایسی ہے جیسے وہ خاموشی اور تنہائی کی حالت میں طوبی کے زیر سایہ چلا ہو۔

ہنگامہ دل کش است نویدم غلہ پیست؟ اندیشہ بے غش است نیازم بہ پند نیست

لغت : قندہ : میرے لیے خوشخبری۔۔۔ ہے قندہ صاف آلودگی سے پاک۔۔۔ اور قندہ فکر سوچ۔۔۔ چہا نصیحت۔۔۔  
 ترجمہ : ہنگامہ دل کش ہے میرے لیے ظہر کی خوشخبری کیا ہے۔ میری سوچ اور فکر ہر طرح کی آلودگی سے پاک ہے اس لیے مجھے کسی چہرہ  
 نصیحت کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی دنیا کی دولت میں بڑی دل چسپی ہے میرے لیے یہیں محبت کا سلسلہ ہے اس لیے مجھے اس کی خوشخبری سے  
 دلچسپی نہیں، میرا اپنے پاکیزہ خیالات کی نگاہ مجھے کسی دھند و نصیحت کی ضرورت نہیں۔

سے نوش و تکیہ بر گرم کردگار کن خطہ پیالہ را رقم چون و چند نیست  
 لغت : تکیہ کرنا: سدا اظہار محروم سا کرنا۔۔۔ خطہ: کیر۔۔۔ رقم: خور۔۔۔ چون: چھتا: کیا اور کتنا کیف و کم۔۔۔  
 ترجمہ : تو شراب پی اور اس پر دردگار کی بخشش و نصیحت پر محروم سا کر، جام شراب کی کیر کوئی لکھی خور نہیں جس کا مطلب کیا اور کتنا ہو۔  
 جام پر اندازے کی خاطر کچھ ملا سکتے ہوتے ہیں تاکہ جو بخوار جتنی پینا چاہے پی لے۔ مطلب یہ کہ جس قدر چاہو پیو، خاص مقدار کی قید  
 نہیں، جتنے دلی روایات اقدس ہے۔ جام نے خوب پینے کی ہمت یوں بھی کی ہے۔

پی جس قدر لے شب مستب میں شراب اس بلخی مزاج کو گرمی ہی راں ہے  
 غالب من و خدا کہ سر انجام پر مشکل غمراہ شراب و انہ و برقلب و قد نیست  
 لغت : من و خدا مجھے خدا کی قسم۔۔۔ پر مشکل: برسات۔۔۔ انہ: آم۔۔۔ برقلب: غصہ اپانی۔۔۔ سر انجام: نتیجہ۔۔۔  
 ترجمہ : غالب مجھے خدا کی قسم یعنی خدا کو اسے کہ برسات میں شراب آم برقلب اور قد کے اعلیٰ بات نہیں بنتی۔ یعنی یہ موسم ایسا ہے کہ  
 اس میں غمراہ غمراہ ان چیزوں کے کھانے پینے کوئی چاہتا ہے۔

## غزل # 20

منع ما ازبہد عرض احتسابے بیش نیست  
 لغت : احتساب: کوئی احتساب کوئی بارو کیر۔۔۔ محسب: کو تو دل۔۔۔ انشورہ انگور: انگور کا رس، شراب۔۔۔  
 ترجمہ : اے کو تو دل! میں شراب نوشی سے روکنا تو خود ان کی ایک بارو کیر ہے ورنہ انگور کا رس پانی سے زیادہ تو کوئی چیز نہیں۔ کو تو دل یا  
 محسب کا کام ہے کہ وہ مصرع اشیا کے استعمال پر پکڑ رکھ کر کہ۔۔۔ غالب نے شراب نوشی سے منع کرنے پر اس دلیل سے اپنا دھار کیا ہے کہ  
 شراب بھل انگور کا رس ہے اور اس لحاظ سے پانی ہے۔

رنج و راحت بر طرف، شہد پر ستائم ما روزخ از سرگرمی نازش عجبے بیش نیست  
 لغت : شہد پر ستائم: ہم حسیوں کے ہر ستار یا عاشق ہیں۔۔۔ سرگرمی نازش: اس محبوب کے بازی حرارت و گرمی۔۔۔  
 ترجمہ : رنج و راحت کی بات چھوڑ دو ہم تو محبوب کے ہر ستار ہیں عاشق ہیں۔ دلی روزخ کی بہت تو وہ اس محبوب کے بازی حرارت و گرمی  
 کی بنا پر ایک عجب سے جوہر کر اور کہ نہیں ہے۔ ایک عاشق کے لیے رنج اور راحت بے معنی چیز ہے اس کی تو کلام تو خود اپنے محبوب کی  
 طرف ہے اس میں اسے دکھ پہنچے یا راحت کا سلسلہ ہو اس سے اسے کوئی دلچسپی نہیں۔

خارج از ہنگامہ سرآسہ پر بیکاری گذشت رشتہ عمر خضر بد حسابے بیش نیست  
 لغت : سرآسہ: سر اسرار ہی طرح۔۔۔ خضر: باہر عقل۔۔۔ رشتہ: دھاک سلسلہ۔۔۔  
 ترجمہ : خارج از ہنگامہ سرآسہ پر بیکاری گذشت رشتہ عمر خضر بد حسابے بیش نیست

ترجمہ : فخر کی حیات چلوں کا سلسلہ سراسر چنگوں اور نقوں سے ظلی بکاری میں گذرا گذر رہا ہے، گویا اس کا ریشہ مریض ایک دھاب ہے۔ (دو دلی کیر جو دھاب میں کھینچ کر اس کے نیچے سے دھاب گھٹا شروع کرتے ہیں۔ دھاب نے مریض سے حلقہ خوب کہا ہے۔

ہمارے عمر طاقتوں دوستداران است چہ حظ برد خضر از عمر چلوں، تھا  
(زندگی کی ہمارے دوستوں سے میل دھاب میں ہے، مریض غلی کی اس حیات چلوں سے کیا لطف اٹھائے گا)  
قطرہ و موج و کف و گرداب، بیگون است و بس ایس من و مائی کہ یی بلند دھابے بیش نیست  
لغت : کف پانی کے اوپر بننے والی جھاک۔ گرداب، بھنور۔ بھنور، مراد سمندر۔ من و مائی میں اور ہم ہوئے۔ یی بلند، فکر کرتا ہے۔

ترجمہ : قطرہ، موج، کف اور گرداب بھی سمندر ہی ہیں اور بس یہ ہیں اور ہم پر پھولے نہ ملایا فکر کرنا محض ایک دھاب ہے۔ قطرہ وغیرہ کا وجود سمندر ہی کے حلقے سے دور نہ ہو، کیونکہ بھی نہیں ہیں اسی طرح ہمیں اور ہم کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے، اگر ہمارے تو وہ لاکھت کے حلقے سے ہے جس کی تخلیق اس خالق و مانی نے کی ہے۔

خویش را صورت پرستار ہرزہ رسوا کرد اند چلوہ یی نامند و در معنی نقابے بیش نیست  
لغت : صورت پرستار، ظاہر پرست لوگ۔ ہرزہ، فتنہ، بے فنی۔ چلوہ یی نامند، اسے چلوہ کہتے ہیں۔ در معنی، حقیقت میں۔  
ترجمہ : ظاہر پرستوں نے خود کو بے فنی رسوا کر لیا ہے کیونکہ جسے وہ چلوہ کہتے ہیں وہ حقیقت میں ایک نقاب سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔ گویا نام ہے کہ لاکھت کی ہر برتے میں اس محبوب حقیقی کا جلوہ کار فرما ہے۔ سعدی کے بقول۔

برگ درختان بجز چیش خداوند ہوش ہر درتے و فرہیت معرفت کرا مگر  
یہ دراصل ایک آیت کا شعری ترجمہ ہے۔ یعنی ہر برتے میں وہ جلوہ فرما ہے۔ نقاب اسے جوہ کی بجائے نقاب کا نام دیتا ہے۔ گویا لاکھت کی ہر برتے اس ذات کے من کا ایک پر ہے۔

شوقی اندیشہ خویش است سراپاے ما نگوہ پود ہستی مانج و تابے بیش نیست  
لغت : شوقی اندیشہ خویش، اپنی سوچ اور فکر کی شوقی۔ سراپا، سراسر۔ پود ہستی، پودہ ہستی مانج و تابے بیش نیست۔  
ترجمہ : یہ سراسر ہماری اپنی سوچ کی شوقی ہے، دور نہ ہماری ہستی یا خدا اور پود ہستی مانج و تابے سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ یعنی انسان کی حقیقت اور اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے یہ ایک ایسا الجھا ہوا سوال ہے جسے آج تک کوئی حل نہیں کر سکا۔ خود بقل غالب!

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد عالم تمام حلقہ دام خیال ہے  
محقق شیرازی نے ذرا بدل کر یہی بات کی ہے۔

کس نہ دانست کہ منزل کہ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جر سے یی آید  
کسی کو یہ خبر نہیں کہ ہماری منزل خصوصاً کئی ہے، اہل بیت کے حلقے کی تمنی کی کوئی اور نہ ملے دے رہی ہے۔  
زخم دل لب تشنہ شور تبسم ہائے قست ایس نمکد انما بہ چشم ما سراپے بیش نیست

لغت : لب تشنہ، پیاسہ۔ شور، شک۔ سراپے، ایک لہجہ نظر۔  
ترجمہ : (حقیقت یہ ہے کہ) انما زخم دل میرے تبسم کے شک کا بھاسا ہے، دور نہ یہ جو عالم حلقہ ان ہیں یہ ہماری نگاہوں میں محض ایک

فریب نظر ہیں۔ عاشق کو محبوب کی طرف سے پہنچنے والے دلم دل لذت کا باعث بنتے ہیں۔ اس کا سکرانا کو عاشق کے دلم دل پر محسوس ہوتا ہے جس سے عاشق لطف اندوز ہوتا ہے، عام تک میں یہ بات کمال؟

نامہ بر از پیشگاه ناز مکتوب مرا پائے آورده است اما جوابے بیش نیست  
 لغت : پیشگاه : ناز کا پادشاہ، فرش۔ پائے : ایک جواب۔ آورده است : لایا ہے۔ جوابے : مراد صاف یا کورا جواب۔

ترجمہ : نامہ بر اس (محبوب کی) بارگاہ ناز سے میرے خط کا جواب تو لایا ہے لیکن وہ جواب محل صاف یا کورا جواب ہے۔ یعنی محبوب نے اپنے عاشق کے مکتوب کو اس قدر نفی میں سمجھا کہ اس کا مطلب جواب دیا جائے بلکہ اس نے واضح طور پر رخا دیا ہے۔

جلوه کن، منت منہ، از ذرہ کمتر میستم حسن با این تکیاکی آفتابے بیش نیست  
 لغت : جلوه کن : سامنے آ کر اپنا نظارہ دکھا۔ منت منہ : احسان نہ دھر۔ تکیاکی : چمک دکھ۔

ترجمہ : سامنے آ کر اور اپنا جلوہ دکھا، مجھ پر کوئی احسان نہ دھر، آخر میں ذرے سے کمتر تو نہیں ہوں۔ اگرچہ حسن میں چنی چمک دکھ ہے لیکن وہ سورج سے تو بڑھ کر نہیں ہے۔ سورج نکلا ہے ذرے وجود میں آجائے ہیں۔ عاشق خود کو ذرہ اور محبوب کو آفتاب قرار دیتا ہے۔ تو جس طرح سورج نکلنے سے ذروں کو وجود ملایا ان میں جتن چلی ہے اسی طرح محبوب اگر عاشق کو اپنا جلوہ دکھائے تو اس سے عاشق کو گواہی زندگی ملے گی۔

چند رنگیں بکشت و کش، تکلف بر طرف دیدہ ام دیوان غالب انتخابے بیش نیست

لغت : رنگیں بکشت و کش : دل کو بھانے والی باریک یا کمری باتیں۔ تکلف بر طرف : کسی بات یا شخص کے بطور، صاف صاف کہنا ہوں۔

ترجمہ : تکلف بر طرف میں نے غالب کی شامی میں چند رنگیں و کش بکشتے پائے ہیں، چنانچہ میں نے اس کا دیوان دیکھا ہے وہ سراسر ایک انتخاب ہے۔ انتخاب و کش و سحر کا کیا جانا ہے۔ غالب نے قیل سے کام لیتے ہوئے اپنے پورے دیوان کو در کش و رنگیں نکلتا کا مجموعہ قرار دیا ہے۔

## غزل # 21

لذت مستم ز فیض بے نوائی حاصل است آن چہنک ننگ است دست من کر چنداری دل است

لغت : فیض : برکت، فائدہ، عقل۔ بے نوائی : بے سلائی، بھگدستی، غم۔ چنداری : تو خیل کرے، گواہ۔  
 ترجمہ : مجھے جو عشق کی لذت حاصل ہے تو یہ میری بے نوائی کے عقل ہے۔ میرا ہاتھ اس قدر ننگ ہے کہ جیسے وہ دل ہو۔ بھگدستی، عقلی و فطری حسرت ہے بلکہ ننگ دل، غم و اندوہ کی۔ غالب نے ہاتھ اور دل کے ساتھ ننگ کا اضافہ کر کے اپنی دونوں حالتوں کی گواہی دکھائی ہے۔

ہم بقدیر جو خوش دریا غمناک است موج تیغ سیراب از روئی ہائے خوں بیکل است

لغت : جو خوش : جتنا خوش پانی کے صیغے۔ غمناک : غمناک۔  
 ترجمہ : دریا یا سمندر میں جس قدر خوش و غلام ہو گا گراہی قدر کا قہر اور زور و بار ہو گی۔ چنانچہ اسی طرح بیکل کے خون کی روانوں سے

حقیراب ہے۔ اصل بات یہ کہ مشق کے ہاتھوں مائع کے قتل ہونے کے خوف وجہ یہی ہے کہ وہ اس میں قوت آتی ہے اور سرے سرے میں کہ اس کی وضاحت کے لئے مثال پہلے مصرعے میں دے دی۔

وایے لب گردل ز آب تشنگی نہ گدازدم سے گساراں مستو من مخور و ساقی غافل است  
نعت : وایے لبہ ہونٹوں پر انوس۔۔۔ سے گساراں سے طور۔۔۔

ترجمہ : بخور تو نئے میں دمت چڑے ہیں میں غدار کا لہرا ہوا ہوں، جبکہ ساقی کوئی توجہ نہیں کر رہا اب اگر اس صورت حال میں میرا دل پیاس کی حد تک وگرنے سے بکھل نہ جائے تو میرے ان پیاسے ہونٹوں کی حالت پر انوس ہو گا۔

ورغم بنیو تغافل عالم از بیدارو عمر پردہ سارو فغانم پشت چشم قاتل است  
نعت : تغافل غفلت ہے تو بھی۔۔۔ بیدارو علم، فغانم۔۔۔ پردہ، سو سستی کی اصطلاح یعنی سزلے۔۔۔ پشت چشم: عرواۃ العید غفلت۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے قاتل (محبوب) کی غفلت اور بے توجہی کی نیند میں بکرا ہوا ہوں، جس کی وجہ سے میں اپنی زندگی کے علم و حرم (میر و کرم) فغان کے ہاتھوں بھٹا ہوں۔ میری فریاد و غل کے ساری لے قاتل کے تغافل کا نتیجہ ہے۔ یعنی اگر قاتل غفلت سے کام نہ لے اور مجھے قتل کر دے تو دکھوں سے میری جان بھوت جائے گی۔

بسکہ ضبط عشق غم فرسود اعضاے مرا راز دل از ہم تشیانم خشن مشکل است  
نعت : فرسودہ گھسا دینے، نکوڑ کر دینے۔۔۔ خشن: چھپانا۔۔۔

ترجمہ : میں نے عشق غم یعنی غم کو اس حد تک برداشت کیا کہ میرے اعضا کھن کے رہ گئے، نکوڑ و بھٹا ہو گئے۔ ظاہر ہے اس حالت میں میرا اپنے غم خیزوں سے راز دل چھپانا مشکل ہے۔ یعنی میری یہ حالت دیکھ کر وہ خود ہی جان جائیں گے کہ میں کسی کے عشق میں گرفتار ہوں۔

شہری دل نیست مگر حسرت مرا این جازچہ رو چشم اہل دل زبان دانی لکھو ساقی است  
نعت : ازچہ رو: کس لئے، کس بنا پر۔۔۔ ساقی: سوال کرنے والا۔۔۔ زبان دانی: زبان جاننے والا، راز سے آگاہ۔۔۔

ترجمہ : اگر حسرت، دل کی شہری (دل میں رہنے والا) نہیں ہے تو پھر میں کس بنا پر اہل دل کی آنکھ ساقی کی نگاہ کی زبان دانی ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی کسی نہ کسی آرزو کے پوری نہ ہونے کی حسرت کا شکار ہے۔ چنانچہ جب ایسے دو شخص کا آپس میں آگاہی ہو جائے تو ایک دوسرے کی نگاہوں سے یہ جان جاتے ہیں کہ فلاں اپنی کسی آرزو کی حسرت کا شکار ہے۔ میں ایسے شخص کے لئے ساقی کا کلمہ استعمال ہوا ہے۔

پایہ فروچی از دے کام دل نخواست گرفت نقشہ ماہر کنار آب جو پا در گل است  
نعت : کام دل: دل کی آرزو، حلقہ۔۔۔ پا در گل: گچڑ میں داخل میں جھنسا ہوا پاؤں، ہوا اپنی جگہ سے اٹ نہ سکے، لاپرواہ۔۔۔

ترجمہ : (اس محبوب سے) تمام تر قوت کے بلکہ ہمارے دل کی حفاظت سے پوری نہیں ہو سکتی۔ گویا ہمارے پیاسے یعنی دل کی حالت اس پیاسے کی ہی ہے جو ندی کے کنارے پاؤں گل ہو اور پانی قریب ہوتے ہوئے بھی وہ پیاسہ نہ سکے۔

در نور و مشکو از آگهی وایماند ایم قیچ و آب رو نکلان دوری سر منزل است  
نعت : نور: دلچسپی۔۔۔ وایماند: ایم پیچہ رہ گئے ہیں۔۔۔ سر منزل: اصل منزل میں پہنچنا اور مقصد۔۔۔

ترجمہ : ہم غلامی میں ایمان کر حقیقت سے آگاہی کے سلسلے میں پیچہ رہ گئے ہیں، یعنی حقیقت کو جانیں سکتے۔ دوسرا مصرعہ عقیدت کا ہے۔



راستے کے بچہ و دم اصل حمل کی دودی کا نشان ہیں۔ راست میں جس قدر بچہ و دم ہوں گے اسی قدر حمل تک کا سفر بڑھ جائے گا۔ سو علامت حقیقت کی آنکھ کے راستے میں بچہ و دم کی حیثیت رکھتی ہے۔

عقل در اثبات وحدت خیرہ می گردد چرا ہرچہ جز ہستی است بچہ و ہرچہ جز حق باطل است  
نعت : اثبات حیت کرہ ہوئے۔ خیرہ حیران و ہٹلن۔۔۔ باطل : بھوت جس کا کوئی وجود نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : عقل اس بات وحدت (توحید) میں کیوں ہٹلن و حیران ہے (یعنی حمل کیوں اس ذات حق کی توحید کو تسلیم کرنے سے ہٹکار رہی ہے) یہودی بھی بات ہے کہ اگر کچھ ہستی (یعنی ہستی مطلق) وجود خداوندی کے علاوہ ہے، وہ بچہ ہے اس کا ردی نہیں اور ہر کچھ حق کے علاوہ ہے، وہ باطل ہے۔ سب کچھ دی ہے باقی جو کچھ ہے وہ بھی اسی کو دے دے۔ فلسفہ وحدت الوجود کی بات کی ہے۔

ماہل عین خودیم، اما خود ازو ہم دلی در میان ما و غالب بلو غالب حاکم است  
نعت : تہا : دی۔۔۔ عین خودیم : باطل یا ہم ایک ہیں۔۔۔ دلی : دو ہوئے ایک ایک وجود ہوئے۔۔۔ حاکم : رکھتے، مانع۔۔۔

ترجمہ : ہم بھی ایک دوسرے کا عقل ہیں لیکن دلی کے وہم کا شمار ہونے کے سبب ہم خود کو ایک دوسرے سے الگ سمجھتے ہیں۔ دوسرے نظروں میں تہا ہے اور غالب کے درمیان ہم اور غالب کا قصور رکھتے ہیں اور ہے۔ ورنہ ہم غالب سے الگ کوئی دوسرے انسان نہیں ہیں اور نہ غالب ہم سے الگ کوئی اور ہے۔

## غزل # 22

ہم وعدہ و ہم منع ز بخشش چہ حساب است جاں نیست کمر ز نواں داد، شراب است  
نعت : چہ حساب است : یہ کیا بات ہوئی، کیا حساب ہے۔۔۔ کمر : دہلہ۔۔۔ وعدہ : عہدہ خدمت میں شراب بطور کا وعدہ۔۔۔

ترجمہ : (بجست میں شراب بطور دی جانے گی) اس کا وعدہ بھی ہے اور اس (ہم شراب) سے منع بھی کیا جا رہا ہے، یہ کیا بات ہوئی۔ یہ کوئی جان تو نہیں جو وعدہ نہیں دی جا سکتی یہ شراب ہے۔ آخر آخرت میں اگر شراب ملے گی تو یہی دنیا میں شراب پر پابندی کی کیا معنی؟

در مژدہ ز بوسے فصل و کلخ ز مو چیزے کہ بہ دل بنگلی ارزدا سے ناب است

نعت : فصل : شہ۔۔۔ مژدہ : خوشخبری۔۔۔ کلخ : گل۔۔۔ بہ دل بنگلی ارزدا : دل کو سہ لینے کے لائق ہے۔۔۔ سے ناب : خاص شراب۔۔۔  
ترجمہ : بخت میں شہ کی باری یا شہرہ کی اور دھو کے گل ہوں گے، بلاشبہ یہ بہت ہی خوشخبری ہے، بلاشبہ ہر چیز دل کو سہ لینے والی ہے، وہ خاص شراب (شراب بطور) ہے۔ غالب ہی کے بقول۔

وہ چہ جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز سوائے بارہ گفام مشکبو کیا ہے؟

لہواسپ کا رفیق و ہویز کبابی آتھکدہ ویرانہ و میخانہ خراب است

نعت : لہواسپ : قدیم ایران کے کبابی خانہ کا ایک بادشاہ۔۔۔ ہویز : خسرو ہویز شیریں کا شوہر اور قدیم ایرانی خاندان ساسانی کا مشہور بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : لہواسپ تو کمال چاہیے اور ہویز تو کس جگہ یا کس لیے؟ آتھکدہ ویرانہ چاہے اور اسی طرح میخانہ بھی ویران کا شمار ہے۔ لہواسپ کا تعلق آئین ہست لہاسپ سے تھا جبکہ خسرو ہویز کی شراب نوشی مشہور ہے، اسی لئے لہواسپ کے واسطے آتھکدہ اور ہویز کے لیے

ہو گئے کے لگا استعمال کیجئے ہیں۔ یعنی اس دنیا میں کسی کو ہا نہیں۔ بقول مرزا شوق گھنٹی:

موت سے کس کو رشتہ گاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے  
اونچے اونچے ممکن ہیں جن کے آج وہ ننگ گور میں ہیں پڑے  
از جلوہ بہ ہنگامہ کھلیبا سزاں شد لب نقشہ دیدار ترا خلد سراب است

لغت: کھلیبا: مبرا، تسکین۔ لب نقشہ: جامہ۔ سراب: فریب نظر۔ ہنگامہ: مردودیت کی گماں۔

ترجمہ: اس صحنہ انہی کے جلوہ سے قطع نظر کرتے ہوئے ہنگامے سے دل کی تسکین ممکن نہیں۔ مجھے دیدار کے پاتے کے لئے جنت کی حیثیت سراب سے بڑھ کر نہیں ہے۔ سراب دور سے دور سے پانی نظر آئے۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب حقیقی کا دیدار سب کچھ ہے۔

ہائیں ہمہ دشوار پسندی چہ کند کس تپاوردہ بر انداختہ در بند حجاب است

لغت: پردہ برداختہ: پردہ اٹھایا۔

ترجمہ: اپنی تمام تر دشوار پسندی کے باوجود کوئی کیا کرے کہ اس محبوب حقیقی نے ہمارے حرم سے پردہ تو اٹھالیا ہے لہٰذا بنو حجاب میں ہے۔ یعنی کائنات کی ہر جہت میں اس کا جلوہ کار فرما ہے جو گویا پردہ اٹھانے کے بعد اُن کی ذات و صفات خود سامنے نہیں آتی جو گویا حجاب ہے۔

دوشینہ بہ مستی کہ کید است لبش را؟ کامروز بہ چہانہ سے در شکر آب است

لغت: دوشینہ: گذشتہ رات۔ کید است: کید، است مہین چہ سارے۔ کامروز: کامروز کے آج۔ شکر: شیرینی، مٹھاس۔

ترجمہ: گذشتہ رات کس نے عالم مستی میں چاند شراب کے ہونٹوں کو چہ سارے کہ آج اس کی دج سے شراب کے دانے میں مٹھاس آگئی ہے۔ "کس نے" گویا تجھ کو مار قند کی مثال ہے۔ یعنی یہی عاشق کی مردودیت ہے جس نے اپنے شیریں لہو سے جام کے کنارے کوچ سا اور یوں شراب کا ذائقہ شیریں مٹھاس والا ہو گیا۔

آں قلوبم را ہم کہ ہما ز جنم چنداں کہ قند صافدہ پاراں در آب است

لغت: قلوبم: سندر۔ دل: بچے کا کھنکھ۔ چنداں: جس قدر۔ قند: کرے۔ صافدہ: غلی، شعلہ برقی۔

ترجمہ: ہم صفت کے داغوں کو، سندر دہی کہ ہم پر دوزخ سے جس قدر بھی غلی کے شعلے کریں، وہیوں گھس کے جیسے پانی پر بارش ہو رہی ہو۔ یعنی مطلق حق کی جس آگ میں جلتے ہیں، اس کے مقابلے میں جنم کی آگ ان کے لئے گویا خط کہ کاہٹ ہے، جسے پانی پر بارش کا نام دیا گیا ہے۔

سرگرمی ہنگامہ ظلمات نہ دارم فتنے کہ من از دل ظلم بوع کہاب است

لغت: ظلمات: جمع ظلم، صوفی کی لاف و کراف اپنی کرامات کے بارے میں ان کی دھمکی۔ سرگرمی: حرارت۔

ترجمہ: مجھ میں صوفی کی سی اپنی جہد میں اور لاف و کراف باتوں کی حرارت و گرمی نہیں ہے۔ میں تو اپنے دل سے جس فیض کا طلبگار ہوں، بوع کہاب ہے۔ بوع کہاب سے مراد صفت میں دل کاہٹ جتنا ہے۔ جو عاشق کے لئے لذت کاہٹ دیتا ہے۔ عاشق، صوفی کی طرح بوع کہاب چاہتا ہے نہیں کرتا۔

ہم چشمی آئینہ لگند از نظر ما باراکہ ز بیداری دل دیدہ بہ خواب است

لغت: ہم چشمی: ہم مرتبہ ہو، ایک جیسے ہو۔ لگند: گرگی۔

ترجمہ : آجینے کی ہم ناشی ہماری نظروں سے گر گئی، اس لیے کہ ہماری بیوہ اری دل کی وجہ سے ہماری آنکھیں خیرہ میں کھوئی ہوئی ہیں۔ یعنی ہماری آنکھیں آجینہ نہیں دیکھتیں بلکہ ہمارا دل بیوہ ہے جس پر سب احوال میل ہو جاتے ہیں۔

آ غلب مسکین چہ جمع بود از تو برداشتہ ای آں چہ خود از چہوا غلب است  
نعت : قحط، قحط، قحط، قحط حاصل کر۔ برداشتہ ای: تو نے اٹھ لیا ہے۔

ترجمہ : غلبا غلب مسکین تجھ سے اپنی تیرے جلوہ حسن سے اکیلا قحط اٹھا سکتا ہے، اسے کیا تکمل مل سکتا ہے، اس لیے کہ تو نے جو کچھ اپنے چہرے سے اٹھا لیا ہے وہ خود ایک غلب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ یعنی کائنات کی برکت میں اس محبوب مطلق کے جلوے کا فرما ہیں۔ یہ گویا چہرے سے غلب اٹھانے کی حالت ہے لیکن وہ ذات مطلق خود سامنے نہیں آئی، نظر نہیں آئی، جو گویا غلب کی ایک صورت ہی تھی ہے۔

## غزل # 23

بس کہ از تپ نگہ تو ز آسودن رفت  
بلوہ چوں رنگ خود از شیشہ پالودن رفت

نعت : تب نگہ نگہ کی مدت، گری، چمک۔ آسودن: آرام کر۔ پالودن: آلودہ ہونے سے۔

ترجمہ : تجری نگاہوں کی چمک سے بے حد حائر ہو کر شراب کا آرام و سکون چاند لہو رو اپنے رنگ کی طرح سرائی کی آلودگی سے ماف ہو گئی، یعنی اس میں کوئی گندگی نہ رہی بلکہ خوب چمک اٹھی۔

ایں سفال از کف خاک جگر گرم کہ بود؟  
دست شستیم ز سہبا کہ بہ بیودن رفت

نعت : سفال: مٹی، مود جام سفلیں، مٹی کا پلہ۔ دست شستیم: ہم نے ہاتھ دھو لئے، یعنی عروم ہو گئے۔ بیودن: بچا، یعنی لاپلا۔

ترجمہ : یہ جام سفلیں کس (مرد ناشی) کے جگر گرم کی مٹی، بھر خاک سے بنا ہوا تھا کہ ہم نے جو شراب اس میں ڈالی، اس (جام) نے جذب کر لیا اور ہم شراب سے عروم ہو گئے۔ یعنی گری جگر سے وہ بالکل خشک ہو گئی۔

خیز و در دامن بلوہر آویز بہ عذر  
گر بشت تیرہ بہ دلیخ مرزا نکشودن رفت

نعت : خیز: اٹھ۔ در دامن: دامن سے لپٹ جا۔ بشت: تجری رات۔ عذر: تدریک۔ نکشودن: نہ نکلتا۔

ترجمہ : اگر تجری سیاہ رات، چنگیں نہ کھولنے کے فم میں گندہ گی اپنی تو ساری رات کو خواب رہا تو کوئی بات نہیں، اب تو اٹھ اور اسی بلالے مٹی کی ہو اگر دامن قائم ہے۔ یعنی رات تو سوتے میں گن گئی، اب مٹی کی ہو اور خطر سے بچا، عذر ہو۔

ہرچہ از گریہ فغانم بہ لشردن ریخت  
ہرچہ از نالہ رسانم بہ نشودن رفت

نعت : فغان: ہم نے پلڑا نہ آسو بلانے۔ لشردن: نہ گئے ہوئے۔ ریخت: گرائے۔ رسانم: ہم نے پہنچایا۔ نشودن: نہ نہ۔

ترجمہ : ہم نے جس قدر بھی آنسو بہا، وہ کھٹی کے بغیر گرے۔ یعنی پکار گئے، اور اپنا ہر دیکھو اور غما، نالہ و فریاد کے دھیلے سے اس محبوب تک پہنچایا، پہنچانے کی کوشش کی، وہ سنا لیا نہ ہو گئی۔ یعنی نہ تو ہماری گریہ پر اور نہ نالہ و فریاد، کسی نے توجہ کی۔

ریگ در پلویہ عشق روان است بنوز  
تا چہا پایے دریں راہ بفرسودن رفت

لفت : رنگہ ریت۔۔۔ بدیا محراب۔۔۔ غرسورہ گھٹنے سے۔۔

ترجمہ : عشق کے محراب میں ریت ابھی تک رواں ہے، اٹھا جانے اسی روا عشق میں کتنے پتوں پلے پلے گھس کر رہ گئے۔ یعنی کتنے ہی عشق، مالم روا کی میں، محرابوں میں محرم محرم کر گئے، لیکن بدیا عشق کی گری و فیض اسی طرح برقرار ہے۔

باخت از بس کہ زلفا بہ تماشاے تو رنگ از حیا بدور زنداں بہ گل اندودن رفت

لفت : باخت : اڑ گیا۔۔۔ از بس کہ : بہت زیادہ اس قدر کہ۔۔۔ گل اندودن : مٹی کی لپائی کرنا۔۔۔ زنداں : قید خانہ، مہرہ جلی حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کیا گیا تھا۔۔

ترجمہ : تھو جلاہ حسن و دلکہ کر زلفا ابھی عشقی حسینا کے چہرے کا رنگ اس قدر اڑ گیا (اڑوڑ گیا) کہ وہ شرم کے مارے قید خانے کی طرف چلی گئی تاکہ اس کے دواڑے پر مٹی کی لپائی کر دے۔ زلفا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں سفیدی کر دی تھی، شاعر کے مطابق محبوب کے جلوہ حسن سے بے حد حائر ہو کر اس نے وہی مٹی کی لپائی، جس کا رنگ زرد ہو گیا ہے، کر دی۔

برنگ . ما . بکم رحم کہ یک عمر گنلا ہم بتاراج سبک دستی بخشودن رفت

لفت : رنگ : گیم، میری نگ دستی۔۔۔ بتاراج سبک دستی : ہاتھوں کی چستی یا صلاحت کی کوٹ ماریں۔۔۔ بخشودن : بخشہ بخش کرنا۔۔

ترجمہ : میری نگ دستی پر رحم ہو کہ گناہوں میں بسر میری عمر کا کھتہ سانسہ یعنی سہاگہ بخش کی سبک دستی کی نذر ہو گیا۔ یعنی میں تو عمر بھر گناہ کرتا رہا اور اس ذات کہ میں نے میرے گناہوں کی بخشش فرما کر میرے اس سہانے گنلا کو کوٹ لیا۔ اپنی گناہگاری کو زخا کی بخشش و رحمت کی بات کی ہے۔

داغ ترستی اشکم کہ زافسردن دل ہرچہ درگریہ فزودم در افروزدن رفت

لفت : ترستی : کسی چیز میں باہر ہو یا مرو چستی۔۔۔ افروزدن : بخشنہ افروز ہونا۔۔۔ فزودم : ہم نے یا علیاً اضافہ کیا۔۔۔ افروزدن : بڑھانا۔۔

ترجمہ : میں اپنے اشکوں کی ترستی کے ہاتھوں داغ ہوں، مل گیا ہوں کہ ہم نے اس میں سے دل کی افروزی کے باعث جس قدر گریہ و زاری یا رونے دھونے میں اضافہ کیا وہ اضافہ کرنے میں تکب ہو گیا۔ عاشق افروز کی دل کا شکار ہے اور دھڑا دھڑا آنسو بہا رہا ہے۔ وہ اب دل میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے لیکن جو چند آنسو بقی رہ گئے تھے وہ اس کو شش میں ختم ہو گئے۔

شت دشو مشغلہ شوخی ایر کرم است دژم آں غرقہ کہ با داغ نیالودن رفت

لفت : شت دشو : دشو یا ک صاف کرنا۔۔۔ دژم : غمناک، افسوسناک۔۔۔ نیالودن : آلودہ نہ ہو یا گندنا نہ ہونا۔۔

ترجمہ : اس ذات کہ میں در غم کے ایر کرم کا یہ شرع مشغلہ ہے کہ وہ دھڑا دھڑا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے دھم و کرم سے گناہوں کی آلودگی کو صاف کر دیتا ہے گناہ صاف کر دیتا ہے) اس کو زنی کی حالت افسوسناک ہے جو کسی داغ (داغ گناہ) کی آلودگی کے بغیر ختم ہو جائے۔ یہ گناہ اس کی بخشش سے محروم ہونے کی علامت ہے۔

دعای خواست رود بر اثر من غالب ہرچہ تو بود بہ سوداے چو من بودن رفت

لفت : دعای : دعا، دعا، دعا، رقیب، حریف۔۔۔ بر اثر من : میرے پیچھے پیچھے میری پیروی میں۔۔۔ تو : انا، اس کا اس کے پاس۔۔

ترجمہ : غالب حریف نے میرے پیچھے پیچھا چاہا، یعنی میری پیروی کرے اٹھن شعریں بھی ہو سکتی ہے اور جذبہ عشق میں بھی، لیکن اس پیروی کے بجز میں اس کے پاس اپنے ہو کہ خواہو بھی ناچار رہا۔ یعنی میری پیروی میں وہ میری طرح اہم ہو کر اپنا سب کچھ کو بیٹھا۔

## غزل # 24

نگہ چشم نل و زجرہ بھیں پیدا است      شگونی توز انداز، سر و کیں پیدا است

لغت : نل: بھی ہوئی، پوشیدہ۔۔۔ زجرہ: پھسل۔۔۔ شگونی: شگونی، شگونی۔۔۔ کیں: دھنسی، عداوت۔۔۔

ترجمہ : تجوی نگہ تو آنکھوں میں پوشیدہ ہے اور تجوی پوشی پر شگونی نہیں ہے۔ تجرے محبت اور عداوت کے انداز سے تھا، انوکھی نہیں لیاں ہے، ظاہر ہے۔ نگہ کا آنکھ میں چھپے ہوئے یعنی مستور کا عاشق کی طرف چوری چوری دیکھیں سے دیکھنا محبت کی علامت ہے جبکہ ہاتھ پر تجریوں اس کے فیتہ و فہر کی علامت ہیں۔ دوسرے لفظوں میں "اجعل خدیجی" اور "ہم تکلف چریں کا ایک جگہ جمع ہونا محبوب کی طبیعت کے انوکھے پن کا ظاہر کرتا ہے۔

نظارہ عرض جہالت ز نو بہار گرفت      شگوبہ صاحب فرمن ز خوشہ بھیں پیدا است

لغت : عرض: بیان کرنا، اندازہ لگانا۔۔۔ شگوبہ: شگونی و شوکت۔۔۔ صاحب فرمن: غلے وغیرہ کے ذخیرہ گاہک۔۔۔ خوشہ بھیں: گرے ہوئے کچے پادارنے افغانے، دھنسی حاصل کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : نگارے نے نو بہار (آٹھار ہزار) سے تجرے حسن و عمل کا اندازہ لگایا۔ صاحب فرمن کی شگنی و شوکت کا پچا ٹوٹ بھیں سے چٹا ہے۔ خوشہ بھیں سے بیل مراد عاشق کی نظر میں ہیں اور فرمن کا ایک محبوب ہے۔ بہار میں خوشہ کھل اور حسن و دلکشی ہے عاشق کو اس میں محبوب کا سا جلوہ نظر آتا ہے، چنانچہ اس کی نگاہیں اٹھ نکلتی ہیں، اسی سے خوش ہو جاتی کرتی ہیں۔

رسید تیج توام بر سر د ز سینہ گذشت      زبے شگونی دل کہ از جہیں پیدا است

لغت : رسید: پہنچی، گئی۔۔۔ گذشت: گذر گئی۔۔۔ زبے: کیا کہنے، بہت خوب۔۔۔ شگونی: ناہکی، شگولی۔۔۔

ترجمہ : تجوی نگارہ صرف سر پہنچی اور سینے یا دل سے گذر گئی۔ ہماری پوشی سے ظاہر ہونے والی شگونی دل کے کیا کہنے ہیں۔ محبوب کی نگاہ عاشق کے سر گئی ہے جس سے اس کا دل گویا باغ بلبا ہو گیا ہے اور یہ کلیت عاشق کی پوشی سے ظاہر ہو رہی ہے۔

بجزم دیدہ خوں بار کشتہ ای مارا      ترا ز دامن و مارا ز آستیں پیدا است

لغت : خوں بار: خون برسائے دلی۔۔۔ کشتہ ای: تو نے مارا ہے، قتل کیا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو نے میں ہماری خوں بار آنکھوں کے جرم میں قتل کیا ہے۔ یہ امر تجرے دامن اور ہماری آستیں سے ظاہر ہے۔ عاشق کی آنکھیں خون کے آنسو ہو رہی تھیں، محبوب نے اس جرم میں قتل کیا جس سے اس کے دامن پر خون کے چھینٹے پڑ گئے اور عاشق چونکہ خوئی آنسو آستیں سے صاف کرنا نہ ہوا اس لئے ان دونوں جگہوں سے یہ امراض ہو گئے۔

زبے لطافت پرداز سخی ابر بہار      کہ ہرچہ در دلی بلا است از زمیں پیدا است

لغت : لطافت: خوبی، مہرگی، نرمی۔۔۔ پرداز: آراستگی، اظہار۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار کے ہل کی سخی دکھائی کی پردازی خوبی و مہرگی کے کیا کہنے ہیں، کیونکہ جو کچھ ہوا کے دل میں ہے وہ زمین سے ظاہر ہے۔ موسم بہار میں ہل بل بلرتا ہے تو زمین پر پھول کھڑے سے نکل اٹھتے ہیں اور زمین کی آراستگی ظاہر ہوتی ہے۔

فقیہہ رگ جہاں سر بسر گداشتہ شد      ز تیج و تاب نفسی پیدا است

لغت : فقیہہ: حق۔۔۔ گداشتہ: پھیل گئی۔۔۔ خصلے: آئینے۔۔۔ آگ کی طرح گرم سانس، فوارہ۔۔۔

ترجمہ : ہماری آنکھیں سانسوں (اکھروں) فریادوں کے بیچ دو تپ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ہماری رگ جہاں کاغذ مل کر ہری طرح پھیل چکا ہے۔ رگ جہاں کوئی گناہ ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کی جہاں ایسی آنکھیں آہیں بھر بھر کر اور فریادیں کر کے ختم ہو گئی ہے۔

نفس گداختن جلوہ در ہوائے قدش زخوے فطانی آں روے ملا نہیں پیدا است  
لغت : گداختن : بھلاؤ۔ ہوا : فضا۔ خوے فطانی : بیدار۔

ترجمہ : گناہ ہے کہ اس کے (انکھوں) اتنی فضا میں جلوہ یعنی نگار، حسن، طرز پھل کے رو گیا ہے اور یہ بات اس مشق کے باطنی حیرے سے چھپنے والے سینے سے مٹوم ہو رہی ہے۔ محبوب کے دھنسل تہ کی مٹائی مٹاؤ آؤں سے کی ہے۔

عیار فطرت حشیشیں ز ما خیزد صفایہ بارہ ازیں دُرو تہ نفس پیدا است  
لغت : عیار : ہوا۔ حشیشیں : سیار۔ حشیشیں : جمع حشیش، قدم یا پلے گدے ہوئے لوگ۔ دُرو : آہستہ۔ عی : چھپنے۔

ترجمہ : پرانے لوگوں یا استبداد شعرو کی فطرت کا سیار ہمارے ہی دم سے نکلا ہے۔ شراب کی پاکیزگی اس دھنیں جھٹ سے ظاہر ہے۔ غالب نے استبداد فن کی پاکیزہ شراب سے اور خود کو درد دھنیں سے تھپہ دی ہے۔ یعنی غالب نے استبداد فن سے اپنی نسبت چکی ہے ہر چہ وہ ان کے مقام تک نہیں پہنچا۔

ذہے شکوہ تو کاندہ طراز صورت تو زخود برآمدن صورت آفریں پیدا است  
لغت : کاندہ : کہانہ۔۔ طراز : صورت۔ شکل۔ صورت کے شکل و نگار۔ صورت : کائنات۔۔ صورت آفریں : صورت پیدا کرنے والا خدا خالق۔۔

ترجمہ : مجھے (حسن) کی شان و شوکت کے کیا کہنے؟ گناہ ہے کہ تجھی شکل و صورت کے ستارے میں خالق صورت انداز خود باہر آیا ہے۔ باہر اپنی ذات سے باہر آیا ہے۔ یعنی میرے حسن سے اس خالق کائنات کے حسن کا پتا چلا ہے۔ جب تو اس قدر حسین ہے تو اس کا حسن کس قدر عظیم و دلکش ہو گا۔

نملو نرم ز شیرینی خن غالب بلبان موم ز اجزائے انگبین پیدا است  
لغت : نملو نرم : نرم فطرت۔ بلبان موم : موم کی طرح۔۔ انگبین : شہ۔

ترجمہ : اے غالب! ہماری نرم فطرت و طبیعت، ہمارے کام کی شیرینی سے اس طرح روشن و فحلا ہے جس طرح شہ کے اجزاء سے موم کا پتلا جاتا ہے۔ یعنی ہمارے کام سے پتلا چل جاتا ہے کہ ہم نرم طبیعت کے مالک ہیں۔

## غزل # 25

گر بار نیست، سایہ خود از بید بود است بارے بگو کہ از تو چہ امید بود است

لغت : بار : بھل۔ بارے : آخر، آخر کار، بہر حال۔

ترجمہ : اگرچہ بید کے درخت کو بھل تو نہیں لگا لیکن سایہ تو خود اس کا رہا ہے، بہر حال تو یہ خاک تھو کہ کیا امید ہو سکتی ہے۔ بید کا بھل نہ سمجھ اس کے سامنے تو آدمی بیٹے کر آدم کر سکتا ہے، لیکن محبوب سے تو سامنے کی بھی توقع نہیں۔

شلوم ز درد دل کہ بہ منظر ٹھیک ریخت گرائی زلفی۔۔۔ رامت جلدی: پیش پیش کی رامت۔۔۔

ترجمہ: میں اپنے درد دل سے خوش ہوں کہ اس نے میرا قہقہہ کے بدلے میں ایک ایسی ٹامپیدی ڈال دی یعنی پیداکردی ہے جس سے میری رامت جلدی کا سلطان ہوا ہے۔ جب کوئی امید پوری ہو جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے، بصورت دیگر عاشق کی توجہ بہ متور معشوق کی طرف رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انسان کی کوئی امید پوری نہ ہو تو اسے افسوس ہوتا ہے اور دیکھو، ہم سی کاٹھک ہو کر سکون سے رہنے لگتا ہے۔

خالم ہم از نملو خود آزادی کشد بر فرق ازہ، اورہ تشدید بودہ است

لغت: نملو طور: اپنی غفلت و طبیعت و خود۔۔۔ آزادا: ٹھک۔۔۔ فرق: سر۔۔۔ ازہ: آری جو دماغ سے دار ہوتی ہے۔۔۔ تشدید: شد جس کی فعل (دماغ) اور انہوں کی صورت میں ہے۔۔۔

ترجمہ: خالم خود اپنے وجود اور اپنی غفلت و طبیعت سے یہ دکھ اٹھاتا ہے، یعنی اسے اپنی ذات ہی سے اس کے کینے کی سزا مل جاتی ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح آدے کے سرے تشدید ہے۔ آدے کے سرے تشدید کا مطلب ہے کہ اس کا تشدد تشدد کی طاقت سے ہے اور تشدد بھی چونکہ دماغ سے دار ہے اس لیے آدے کے سرے ایک اور آدے یعنی وہ آدے پر آدے کی طرح چل رہی ہے۔

شیرا کند ز روے تو درپوزہ ضیا مد کاسر گدائی خورشید بودہ است

لغت: درپوزہ: بیک۔۔۔ ضیا: روشنی۔۔۔ کاسر گدائی: سگڑول جس میں فقیر بیک بیک ہاتھ لگاتا ہے۔۔۔

ترجمہ: ہمارے راتوں کو میرے چہرے سے روشنی کی بیک بیک ہاتھ لگتا ہے، یعنی اس میں جو روشنی ہے وہ تھکے سے حاصل کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمارا ایک سگڑول کی صورت ہے جس میں وہ سورج سے روشنی کی بیک بیک حاصل کرتا ہے۔ معشوق کا ٹھکانہ مکتا چروا گویا سورج ہے جس کے سامنے چاند کی کوئی حیثیت نہیں۔

خج است خج رشک قہقہے خویشترن شلوم کہ دل ز وصل تو نومید بودہ است

لغت: خج: کردہ خجی والا۔۔۔ نومید: امید ناپس۔۔۔

ترجمہ: مجھے جو اپنی قہقہہ پر رشک ہے تو اس میں تمہیں ہی تمہیں ہیں۔ ہم مجھے اس بات کی سرت ہے کہ میرا دل تجھ سے وصل سے امید ہے۔ یعنی اس امید کی وجہ سے تجھے میں قہقہہ ہو گئی اور یوں اس پر جو رشک تھا اس کی تمہیں سے مجھے بھٹکا دل کہتا۔

دور ما روزہ طرہ پریشاں چہ کی روی سے خوار کہ در زمانہ شب عید بودہ است

لغت: طرہ پریشاں: جس کے ہاں کھڑے ہوئے ہوں اور اس شخص کی پریشاں مٹی کی طاقت ہے۔۔۔

ترجمہ: تو رمضان کے مہینے میں جل کھڑے ہوئے کیا بار بار ہے؟ یعنی تجھے کوئی پریشاں لاش ہے؟ شربابی کہ آخر دنیا میں عید کی رات بھی تو ہوتی ہے۔ یعنی باغی میں پریشاں سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، مشکل حل نہیں ہوتی، خوشی خوشی زندگی بسر کر۔

از رشک خوش نوا کی ساز خیال من معراب نے بنائمن ناہید بودہ است

لغت: خوش نوا کی: اچھی طرز اور نے۔۔۔ معراب: وہ چھوٹا سا کہ جس سے حجاب ہوتا ہے۔۔۔ ناہید: ایک ستارہ جسے مطربہ یا خنجر اور دھڑلک بھی کہلاتا ہے۔۔۔

ترجمہ: میرے خیال کے ساز کی خوش نوا کی کے رشک سے ناہید کے ہاتھ میں باغی کی معراب ہے۔ اپنے بلند تھیل کو ایک ایسے ساز سے تشبیہ دی ہے جس سے جو بے دگل نئے نئے نکلتے ہیں، ناہید اچھے زہرہ بھی کہتے ہیں اور مطربہ لک بھی ہے، وہ ان لفظوں پر رشک کرتی اور اپنے

باغی میں مضرب پہن گئی ہے۔

ہر گونہ حسرتے کہ ز ایام کی کشیم ڈرو : پیالہ امید بودہ است ۔

نعت : ہر گونہ ہر طرح کی ہر قسم کی۔۔۔ ایسا : معنی عموماً مراد نکلتا۔۔۔ ڈرو : پیالہ کی دھ میں بیٹھی ہوئی چمکت (مٹل)۔۔۔  
ترجمہ : ہر قسم کی حسرت، جس کام نہانے کے افسوس دکھار ہو رہے ہیں وہ امید کے پالنے کی بودہ طبیعت ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ ہم کچھ توقعات اور امیدیں لپٹے ہوئے ہیں جن کے پورا نہ ہونے کی صورت میں ہمارے دل میں حسرتیں رہ جاتی ہیں۔ گویا جتنی امیدیں کم ہوں گی اتنی حسرتیں کم ہوں گی۔

حق را ز خلق جو کہ نوا آسوز دید را آئینہ خانہ کتب توحید بودہ است

نعت : جو : حلق کر دھو۔۔۔ نوا آسوز : پایا یا پکھنے والا جلدی۔۔۔ آئینہ خانہ : جہاں سے آئینے ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو حق یعنی خالق کو اس کی مخلوق ہی میں تلاش کر، کیونکہ ایک نوا آسوز کے لئے آئینہ خانہ کتب توحید ہے۔ آدمی آئینہ خانے میں داخل ہو تو کسی آئینے ہونے کے سبب اس ایک کی کئی صورتیں نظر آئیں گی۔ گویا یہ کائنات ایک آئینہ خانہ ہے، جس میں اس ذات اقدس کے ہزاروں عکس نظر آتے ہیں۔ اس کی توحید کا ارادہ کرنے کے لئے ان پر غور کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کائنات کے وجود پر غور کرنے والے پر آخر اس کی توحید کا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کائنات اس کے لئے توحید کا کتب ہے۔

تاواں حریف مستی غالب مشو کہ او ڈردی کش پیالہ حبشید بودہ است

نعت : حریف : مقابل۔۔۔ مشو : مت ہو۔۔۔ دوردی کش : چمکت پینے والا۔۔۔ حبشید : ابرہان کا ایک قدم بدشاہ جس کے نام سے ”ہام جم“ مشہور ہے۔ اس کو کھانے پر آنے والے واقعات نظر آتے تھے۔ یہاں محفل ہام شراب مراد ہے۔۔۔

ترجمہ : اے تاواں! تو غالب کی مستی کا مقابلہ نہ کر، تو حبشید ایسے عظیم بدشاہ کے جام کی چمکت پینے والا ہے۔ یعنی وہ توڑی سی لہر کی مست نہیں ہو جاتا بلکہ مسلسل کی ہام چمکانے کے بعد اس پر مستی طاری ہوتی ہے۔

## غزل # 26

یار در عہد شبام بکنار آمد و رفت ابجو عیدے کہ در ایام بہار آمد و رفت

نعت : عہد شبام : میری رات کا وقت۔۔۔ بکنار : پہلو میں۔۔۔

ترجمہ : میرا محبوب میری رات کے نہانے میں میرے پہلو میں آیا اور چامکے باگل اس عید کی طرح ہر ہمارے دنوں میں آکر مٹی گئی۔ ایک عید اور وہ بھی موسم بہار میں ہو تو دہری ٹوٹی ہوئی ہے۔ دوست کو عید سے اور اپنے عہد شبام کو موسم بہار سے تشبیہ دی ہے۔

تاغیر باغشہ پیچ و پی شیعہ کیست تک ہارے کہ بتا راج غبار آمد و رفت

نعت : شیعہ : انداز طریقہ۔۔۔ تک ہار : پیچ و پی۔۔۔ تاغیر : جس کا سانس اکڑا ہو اور اس کا ہوا۔۔۔

ترجمہ : یہ جو آگہی، غبار یا شمع و شمشک کو قدرت کرنے یعنی اٹھانے پالنے کے لئے آئی اور مٹی گئی ہے یہ آگہی کے ہار واد کی پیروی میں حواس باختہ ہو رہی ہے۔ محبوب کو تک ہار سے تشبیہ دی ہے جو محبوب کی طبیعت کا گہرا گھس ہے۔ جس طرح آگہی یا طوفان سے غبار



اڑنے لگتا ہے، اس طرح محبوب کے بازو اور کے طول میں کی مشاق اڑ جاتے ہیں۔

سجھ گردان اثر ہائے وجود و مست خیال ہرچہ گل کرد تو گویا شمار آہ و رفت

نعت : سجھ گردان: تسبیح پھیرنے والا۔ اثر: نکتہ۔ گل: کنہ ظاہر ہوا۔

ترجمہ : خیال و وجود کی نکتوں کی تسبیح پھیرنے والا ہے۔ ہرچہ: جو کچھ ظاہر ہوا میں سمجھوں، گنج میں آیا اور چلا گیا۔ یعنی اس کائنات کا وجود محض ایک خیال ہے۔ انسان آثار کائنات کو تسبیح کے دانوں کی طرح سمجھتا ہے، جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے وہ اس کے وجود کو گنج میں لے آتا ہے، لیکن پھر وہ وجود سامنے سے ہٹ جاتا ہے۔

طالع نعل ما میں کہ کماندار اڑے پارہ اے بر اثر خونِ شکار آہ و رفت

نعت : طالع: خنجر، قصیر۔ نعل: زخمی۔ پارہ: اسے کچھ حصہ، یعنی کچھ دور تک۔ اثر: نکتہ۔ زپہ: اڑے، پیچھے ہے۔

ترجمہ : ہارے نعل کا مقدور دیکھو کہ کمان دار، یعنی شکاری کچھ دور تک اپنے شکار کے پیچھے اس کے خون کے نکلنا اور زمین پر خون کرنے سے چڑے اویکے دیکھ کر آیا اور پھر چلا گیا۔ نعل: نعل سے مراد خود عاشق ہے اور شکاری یا کماندار، محبوب ہے۔ اس کائنات جانا عاشق کی برہمنی ہے جسے طالع کہا گیا ہے۔

شکاری و غم ہمہ سرگشتہ تر از یک دیگر اند روز روشن یوں شب تار آہ و رفت

نعت : شکاری: طوطی۔ سرگشتہ تر: زیادہ آوارہ و حرج۔ یوں: رخصت کرنے کو۔ شب تار: تاریک رات۔

ترجمہ : طوطی اور غم دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر آوارہ و حرج ہیں۔ روشن دن: تاریک رات کو رخصت کرنے آیا اور چلا گیا۔ دوسرا مصرع فطیل کا ہے۔ آوارہ و حرج آدمی کیسے تک کر نہیں چشت۔ کبھی کیسے چلا جاتا ہے اور کبھی کیسے، یہی مصلحہ طوطی یا غم کا ہے۔ آج کوئی طوطی سے سرشار ہے تو کل وہ غم کا شکار ہو گا جس طرح دن طوطی ہونے پر رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور طوطی کی طاعت ہے اور پھر دن ختم ہونے پر رات آ جاتی ہے اور غم کی طاعت ہے۔

ہرزہ مشاب و پے جلوہ شناساں ہزار اے کہ در راہِ سخن چوں تو ہزار آہ و رفت

نعت : ہرزہ: بیکار، بے غمی۔ مشاب: چلی نہ کر، حیرت انگیز نہ دکھائے۔ پے: پیچھے، عقل قدم۔ جلوہ شناساں: راستے سے واقف لوگ۔ استعارہ۔

ترجمہ : اے ہزار اتوم، تھی اپنی حیرت انگیزی کا مظاہرہ نہ کر، وہ شناس لوگوں کے پیچھے رہن کے عقل قدم پر چلی، کیونکہ وہ سخن میں تو تھ بیسے ہزاروں آئے اور چلے گئے، یعنی فنی شامی میں کمال حاصل کرنے کے لیے استخوان فنی کی چوڑی ضروری ہے اور نہ بیکار کی شامی ہو گی۔

ہرق تشیل سراپاے قوی خواست کشید طرز رفتارِ ثرا آئینہ دار آہ و رفت

نعت : تشیل: تصویر۔ سراپا: سر سے پاؤں تک، ہر راہ و جور۔ آئینہ دار: شکار کے وقت آئینہ دکھانے والی عورت، مراد کسی دوسرے کائنات یا انداز چلی کرنے والا اور ہلی۔

ترجمہ : آسانی چلی تیرے سراپا کی تصویر کھینچتا ہستی قوی لیکن وہ صرف تیری رفتار کے انداز کائنات چلی کر کے چلی گئی۔ یعنی معشوق کی چال چلی کی سی ہے، جس طرح وہ ابھی چنگی ابھی عتاب ہو گئی، اسی طرح وہ (چال) ابھی سلنے اور کبھی عتاب ہو جاتی ہے اور معشوق دیدار کی صورت لینے رہ جاتے ہیں۔ عتاب ہی کے بتوں!

بکلی اک کو نہ گئی آنکھوں کے آگے تو کیا بات کرتے کہ میں لب تشنہ تفریح بھی تھا

بلکہ عاقل زبہاراں چہ طمع داشتہ ای  
گیر کاسل بہ رنجین پار آہورفت

حالت : بلکہ : دیکھو، خود را، نگاہ جینے۔۔۔ گمراہ پکڑ لے یعنی سمجھ لے، جان لے۔۔۔ کاسل : کہ اسل، کہ اس سال۔۔۔ پار : گذشتہ سال۔۔۔  
ترجمہ : ارے عاقل خدو تو بہار سے کیا طمع رکھے ہوئے ہے۔ تو یہ جان لے کہ وہ اس سال گذشتہ سال کی سی رنجین کے ساتھ آئی تھی اور  
چلی گئی۔ یعنی انسان بلکہ کائنات کی ہر شے کی طرح سو مسوں کو بھی چھوٹا نہیں ہے۔ اصل میں مرعوم نے پارمہ کے ساتھ کی جہانے "پارمہ" کے  
ساتھ لکھا ہے، جس کا یہاں موقع و محل نہیں ہے۔

بغریب اثر جلوہ قاتل صد بار جاں بہ پرواگی شیخ مزار آمد و رفت  
 لغت : بغریب : بہ فریب و دھوکے میں۔۔ جلوہ قاتل : مراد محبوب کا جلوہ۔۔ پرواگی : قربان ہوئے۔  
 ترجمہ : عاشق کی جان اس دھوکے میں کہ اس کی قبر پر جو شیخ جل رہی ہے وہ دراصل قاتل محبوب کا جلوہ ہے، بیچکنوں مزار باہر آئی اور  
 اس شیخ پر قربان ہو کر چلی گئی۔

جانباً یمن حزمین است بہ پنجہار ہودز موج ایں بحر کمرہ بہ کنار آمد و رفت  
نفت : حزمین، ثم کیم، ثم ناک۔ - پنجوار: سیدھا راستہ، روش، فائدہ۔۔۔ مدونہ باہر نکلتے کا یہ ہوتا۔  
ترجمہ : اسے جانب! ایک ہی روش پر چلنا سراسر ماٹِ ثم ہے۔ (دیکھ لو!) اس سندھ کی سرحد پار ساحل کی طرف آئی ہو پہلی گئی۔ ایک ہی  
روش پر چلنا جو کہ علامت ہے جو کسی صورت بھی لائقِ تحسین نہیں ہے۔

خزل # 27

اخترے خوشتر از نیم بہ جہاں می بایست      غم و سر مرا بخت جہاں می بایست

نکات : خوشتر زیادہ اچھا۔ از نیم از میں مراد یعنی مجھے اس سے اچھا سمجھتا ہوں۔ خودیہ بوزمی محل۔

ترجمہ : دنیا میں میری قسمت کتنا اچھا ہے زیادہ اچھا ہونا چاہیے۔ غم میری بوزمی محل کے لئے بخت جہاں ہونا چاہیے۔ غم۔ اگر ”خودیہ“ مراد ہنر و صنعت کے ساتھ نہ ہو تو پھر ترجمہ ہو گا۔ اے میری بوزمی محل۔۔۔ خوش غلٹی کی آرزو کا قلم ہے۔ محل اگرچہ بوزمی ہو چکی ہے لیکن نصیر جہاں ہو تا تو خوب قلم۔

بہ زمینے کہ بہ آہنگ غزل، حسینم خاک گل پوی و ہوا مشک فضاں ہی پایست  
 لغت : آہنگ : اورو۔۔۔ مشک فضاں : خوشبو بکھیرنے، پھیلائے والی۔  
 ترجمہ : جس سرزمین پر میں غزل سراہی کے لئے بیٹھوں اس کی خاک گل پوی و ہوا مشک فضاں کی سی خوشبو بکھیرے والی ہوئی چاہیئے تھی۔ یعنی  
 ہونی چاہیئے۔ اہل غزل سراہی کی عمر کی ہی جہاں سے تعریف ہے۔

برہنہ کام ہے سب سے پہلے ذہن دور آور دینا۔ خانہ من بھر کوئے مغال ہی پابست  
 لعل : برہنہ کام میں برداشت نہیں کرتے کہ سب کوئے مغال : سنی کا کہ ہے۔۔۔  
 ترجمہ : میں یہ برداشت نہیں کرتا کہ جام میں شراب دور سے آئی جائے، میرا گھر تو سنی کی گلی میں ہوا چاہیے تھا۔ یعنی مجھے مسلسل  
 شراب چاہیے یا برداشت چاہیے، جس وقت چاہوں فوراً سنی سے لے لوں۔

پہ گریٹش خوشم لیا پہ نمائش خوارم پڑے چند ز یارم پہ زہاں می بایست  
 لغت : گرائش : ناکل ہونے کی کیفیت، رغبت۔ لٹش : دکھانا۔ پڑے چند : احوال پر سی حال پر چمکا۔  
 ترجمہ : دوست کے میری طرف ناکل ہونے یا مے اس کی رغبت پر میں خوش ہوں لیکن چونکہ اس کی اس رغبت میں دکھانا ہے اس  
 لیے میں خوار ہو گیا ہوں۔ اسے بھی تو زبان سے میری احوال پر سی کہنی چاہیے تھی۔ مشعل کا اس طرح کا دکھانے کا سلوک، جس میں  
 ظلم نہ ہو ماضی کے لیے ذلت کا باعث ہے۔

تپ مرم نہ کند خستہ دلے در وہ شوق نوے گرے ز رفیقان بہ میاں می بایست  
 لغت : تپ مرم : میری محبت کی برداشت۔ خستہ دلے : کوئی ذہنی دل بین ماضی۔ نوے گرے : کوئی گرم دوا چرے کی گرم جوشی  
 واد۔

ترجمہ : وہ شوق میں کوئی خستہ دل میری محبت (پے تپ) محبت کی تپ نہیں لاسکا اس سطر میں تو ایسے ماضی ہم سفر ہونے چاہئیں جن  
 کے چروں پر محبت کی گرم جوشی نمایاں ہو۔ یعنی ایسے لوگ ہی وہ محبت میں پورے جذبے کے ساتھ چل سکتے ہیں اور انہی کے ساتھ ہم  
 سفری کالف بھی آتا ہے۔

نہ رسد بندہ در اندیشہ سبب ہاست بے پرس و جوئی ز عزیزاں پہ گمراہی بایست  
 لغت : نہ رسد : نہ پہنچ، نہیں آتا۔ اندیشہ : سوچ، فکر۔ پرس و جوئی : پرس و جوئی، پہچان۔

ترجمہ : دوست کی طرف سے کوئی غلط فہمی آ رہا جس کے نتیجے میں میرے ذہن میں کئی سبب آتے ہیں، انکی گمراہی پیدا ہوتے ہیں لہذا اس  
 صورت حال میں اپنے عزیزوں سے بکھر چکا ہوں کیونکہ ہونا چاہیے تھا یا چاہیے یعنی مزاحمتیں کہ دوست کی طرف سے غلط نہ آنے کے کیا سبب  
 ہیں۔

ہرزہ دل بر در و دیوار نمودن نتواں شویم از روزنہ چشمے گلراں می بایست  
 لغت : شویم : سونے من، میری طرف۔ روزنہ : روزنہ، روشنی والی۔

ترجمہ : دل کی جی و دیوار پر نہیں دکھا سکتا میری طرف تو دشمنان سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہوئی تو ٹھیک تھا۔ یعنی محبوب کے دیوار اور  
 پر دیوار نظریں مجھے دیکھ رہے ہوں اگر محبوب میری طرف روزنہ سے جھانکے تو کوئی بات بھی ہوئی۔ روزنہ سے جھانکنا اپنے ماضی کی  
 طرف توجہ کرنا ہے۔

ساز ہستی کنتم و دل پہ فوسم گیزد ہم در اندیشہ خد غم بہ نشان می بایست  
 لغت : ساز ہستی : کائنات میں زندگی کا سلسلہ کرنا ہوں۔ دل پہ فوسم گیزد : میرے دل کو فوسم ہو گیا ہے۔ خد غم : میرا غم۔

ترجمہ : جب میں زندگی کا سلسلہ کرنا ہوں تو میرے دل کو فوسم ہو گیا ہے اس بات کا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میرے فکر یا تصور میں ایسا تصور  
 ہونا چاہیے تھا جو نکلتے پریشانی۔ یعنی میرے دل میں کوئی خاص شخص ہونا چاہیے اور نہ اس کے بغیر میری ساری سوچ اور سلسلہ ہستی بے کار  
 ہے۔

یا قنقارے من از غلہ بریں نہ گذشتے یا خود امید گئے در خور آں می بایست  
 لغت : غلہ : بشت کاسب سے اوچا پھرتا، فردوس۔ در خور : لائق۔ امید گئے : کوئی امید لگا۔

ترجمہ : یا تو میری قنقارے سے آگے نہ گذرنا یا پھر کوئی ایسی امید لگا ہونی چاہیے تھی جو میری اس بات کے لائق ہوئی۔ قنقارہ کا غلہ

ہریں سے آگے نکلے سے مراد بلند تھا ہے۔ امید گاہ بھی بلند ہوتی۔ انسان کا آخری مقصد وہاں جنت ہے۔ غالب کی کتابوں سے یہ دور کہے  
جنگ اس سے آگے کوئی اور مقام نہیں ہے۔ چونکہ شاعر کی نظروں میں اس مقام کی اہمیت نہیں ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ اس سے بھی  
آگے کوئی مقام ہو جس پر میں نظر بٹاؤں یعنی اپنی حقیقت کے لائق سمجھوں۔ یہی بات غالب نے خود میں یوں کہی ہے۔

مشرک اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے پرے ہونا کاشکے مشکل اپنا  
تاکم مایہ بہ در پوزہ خود آوا نہ شود نرغ پیایہ گفتار گراں ی ہایست

نعت : شک مایہ کم مایہ۔۔۔ در پوزہ: ہیک۔۔۔ خود آوا: اپنے آپ کو چلانے والا۔۔۔ پیایہ: لباس، آرائش و زیبائش۔۔۔

ترجمہ : کلام کی آرائش و زیبائش کا نرغ گراں ہونا چاہیے تھا ہونا چاہیے، تاکہ کوئی کم مایہ اسے ہیک میں مانگ کر خود کو اس سے آراستہ نہ  
کرسے۔ یعنی شعر کا کام فکر و فن کے لحاظ سے اس قدر بلند و عالی ہونا چاہیے کہ کوئی چھوٹی قسم کا شاعر اس اکام کی نقل کر کے خود کو بلکہ فکر  
نہ سمجھنے لگ جائے۔

قدور انقباس گرم در نظر سے غالب در غم دہر در غم بہ فغاں ی ہایست

نعت : انقباس: طبع نفس سانس۔۔۔ گرم در نظر: اگر در غم، اگر میری نظر میں۔۔۔ قدور: قیمت، عزت، سزا کا۔۔۔ اہمیت۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میری نظر میں ان سانسوں کی کوئی اہمیت ہے تو میں نے جو غم دنیا کے انھوں ان سانسوں سے فراہم کی ہیں انہیں  
مجھے انھوں سے کرنا چاہیے۔ یعنی انسانی سانسوں کی بڑی قدر و قیمت ہے جن کے آگے غم دنیا کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس صورت میں سانسوں کا یہ  
اصرف و تکلیف حقیقی نہیں، لائق انھوں سے ہے۔

## غزل\* 28

از فرنگ آمدہ در شر فراواں شدہ است جبرہ راویں عوض آرید سے اوزاں شدہ است

نعت : فرنگ: یورپ۔۔۔ فراواں: بہت، کثرت سے۔۔۔ جبرہ: گھونٹ۔۔۔ عوض: بدلہ، بدلے میں۔۔۔

ترجمہ : یہ یعنی شراب یورپ سے آئی یا بالکل گئی اور شہر میں کثرت سے لی رہی ہے۔ اس کے ایک گھونٹ کے عوض دین لے آ کر یہ  
سستی ہو گئی ہے۔ یعنی دین بچ کر اس کا صرف ایک گھونٹ بصر آئے گا۔ اس میں خطر ہے۔

چشم بد دور چہ خوش ی چم اشب کہ ہوا نفس سوختہ در سینہ پریشاں شدہ است

نعت : ی چم: میں چپ رہا ہوں، جل رہا ہوں۔۔۔ نفس سوختہ: جلا ہوا سانس۔۔۔ چشم بد دور: بھاری نظر سے پہلے۔۔۔

ترجمہ : چشم بد دور: آج رات میں کس حوسے سے جل رہا ہوں یعنی جلا ہوں کہ دن کے وقت میرا جلا ہوا سانس جتنے میں بکھر گیا ہے۔ یا  
پریشان ہو گیا ہے۔

در دلش جوئی د در دیر و حرم نشانی تپہ رو واو کہ در زاویہ پنہاں شدہ است

نعت : جوئی: تلاش کرنا ہے۔۔۔ دیر و حرم: عہدت گاہیں۔۔۔ تپہ آخر: چہ رودان: کیا ہوا ہو گیا ہے۔۔۔ زاویہ: گوشہ۔۔۔

ترجمہ : تو اس (رات) کو ادھل میں تلاش کر رہا ہے اور دیر و حرم میں اسے نہیں پہچانتا۔ آخر کیا ایسا ہوا گیا ہے کہ وہ رات کسی گوشے  
میں چھپ گئی ہے۔ یعنی وہ تو ہر جگہ موجود ہے اس میں دیر و حرم مسلوں کی عہدت گاہ اور حرم مسلوں کی عہدت گاہ کی بھی کوئی قید نہیں

ہے اس کے جلوے کے ٹھارے کے لیے قہمی نظریں خودت ہے اسے دل میں تلاش کرنا کیا معنی؟

لب گرزو بیخود و بانخود شکر آہے دارو      تاجہ گفت است کہ ازگفتہ پشیمان شدہ است  
لغت : لب گرزو ہونٹ کا تاجہ ہے۔ شکر آہے: بھلائی، مراد محبوب کے شریں ہونٹ۔

ترجمہ : وہ (محبوب) بخود ہی کے عالم میں اپنے ہونٹ کاٹ رہا ہے، حالانکہ اس کے پاس شکر آہ ہے، خدا معلوم وہ کون سی ایسی بات کہ  
چاہے جو اب وہ پشیمان ہو رہا ہے (ہونٹ کاٹنا چیرائی کی حالت ہے)

داغ از سوز و نظر بازی شوقش بہ شکر      کش بود پویہ بدال پائے کہ مڑگل شدہ است  
لغت : داغ: میں جلتا ہوں، مجھے دھک آتا ہے۔ سوز: قہقہہ۔ پویہ: تیز چلتا۔ شکر: مٹھی چڑ۔

ترجمہ : مجھے قہقہہ اور اس کی عالم شوق میں شکر کی طرف نظر بازی پر دھک آتا ہے کیونکہ وہ ان پازوں سے اس شکر کی طرف تیزی سے  
چلتی ہے جو بکلیں بن چکے ہیں۔ قہقہہ کے پازوں باریک ہوتے ہیں، انہیں مڑگل کہا ہے۔ یعنی وہ اپنے مشوق (شکر) کی طرف آنکھوں یا بکلیں  
کے تل میں چل کے جاتی ہے جو شاعر (عاشق) کے لیے ہمارے دھک ہے۔

گفتہ بہرمان گردی      گفت و شوار کہ مردان بتو آسلا شدہ است  
لغت : بہرمان: مرنے سے۔ شوار گردی: تو خوش ہو گئے۔

ترجمہ : میں نے محبوب سے کہا کہ تو میرے مرنے پر جتنی خوش ہو گا اس نے جواب میں کہا کہ یہ بات کہ تو آسانی سے مرنے کا گوارا مشکل  
ہے۔ یعنی نہ تو تو مرے گا اور نہ میری خوشی کا کوئی سلطان ہو گا۔

درد و دغین بہ چراغ و کدور سے بہ ایلغ      ناخود از شب چہ بجا ماند کہ مہماں شدہ است  
لغت : درد: دھکی میل۔ کدور: میل، مراد چمٹ۔ ایلغ: پیالہ۔

ترجمہ : چراغ کی دھکی میل اور پیالے میں شراب کی چمٹ بقی رہ گئی ہے۔ مہماں رات کے ساتھ سلطان سے جاتی کیا جاتا ہے  
جو وہ (محبوب) مسلمان بن کے آیا ہے۔ مہماں کے حوالے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ رات بھر محفل میں رہی جس کے نتیجے میں چراغ کا تیل ختم  
ہو گیا اور جام میں شراب نہ رہی۔ اس صورت حال میں دوست کا مہماں بن کے آنا کیا معنی؟

شاہد و سے زبیاں رفتہ و شلوم بہ خن      کشتہ ام بید دریں بلیغ کہ ویراں شدہ است  
لغت : شاہد: محبوب، حسین۔ کشتہ ام: میں نے ہوا ہے۔ خن: شعرو شامی۔

ترجمہ : شاہد اور شراب دونوں نہیں رہے اور میں شعرو شامی ہی میں خوش ہوں۔ گویا میں نے ایک ایسے بلیغ میں بید کا درخت ہوا ہے جو  
ویران ہو چکا ہے۔ یہ کہ بھل نہیں لکھ بھریں اور ان ہے، مطلب یہ کہ اس دورِ زوال میں میں شامی کر رہا ہوں جو گویا ہے حاصل شوق  
ہے۔

شہر تر گر بہ مثل ماندہ گردو، بنی      کہ برآں ماندہ خورشید شملکداں شدہ است  
لغت : ماندہ: دھڑلوان۔

ترجمہ : اگر میری شہرت، شفا و دھڑلوان کی صورت اختیار کر لے تو تو دیکھے گا کہ اس دھڑلوان پر سورج، شملکداں کے طور پر ہو گا۔ اپنی  
شامانہ عظمت کے سناٹے کی صورت میں بیان کیا ہے۔ خورشید سے مراد جلی شخصیت یا شخصیت۔ یعنی وہ غالب کی عظمت کے برابر نہیں  
ہوتا۔

غالب آذرہ سروشے است کہ از مستی قرب ہم بدایں وحی کہ آذرہ فزول خواں شدہ است  
 لغت : سروشے : ایک فرشتہ وحی لانے والا فرشتہ۔ جبریل۔ آذرہ : تھمکن، افسردہ، خاطر طول۔  
 ترجمہ : غالب ایک ایسا افسردہ خاطر فرشتہ ہے جو قرب کی مستی سے اقرب مقام کے سبب بدست ہونے کی وجہ سے اس وحی سے 'آذرہ' لے کر کیا قہ فزول خواں (اشامہ) ہو گیا۔ اپنی شاعری کو وہی کارچہ دیا ہے۔ چنانچہ آذرہ میں غالب نے یہ مضمون عیاں ادا کیا ہے۔  
 آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں غالب صریحاً خام، نواسے سروش ہے

## غزل # 29

فغاں کہ برق عکب تو آں چنانم سوخت کہ راز دردل و مغز اندر استخوانم سوخت  
 لغت : فغاں : فدا۔ آں چنانم : مجھے اس طرح مجھے ایک۔ عکب : فدا، فطی۔ استخوانم : میری ہڈی۔  
 ترجمہ : فدا ہے، چاہے میرے جسم کی کھلی لے مجھے اس حد تک جلا دے کہ میرے دل میں سوہو راز اور میری ہڈی کے اندر مغز جل کر رہ گئے ہیں۔ محبوب کے اشتیاق فطی کی مٹا س ہے۔  
 بہ ذوق خلوت ناز تو خواب گشت تنم قضا بہ عہدہ در چشم پاسبانم سوخت  
 لغت : خلوت : تنہا، ناوی تنہائی۔ بہ عہدہ : جھگڑے، لڑائی۔ چشم پاسبانم : میری جھپٹیاں، آنکھیں۔  
 ترجمہ : تنہائی خلوت ناز کے شوق میں میرا جسم نیدیں کیا لیکن قضا نے مجھے جھگڑے، لڑائی سے میری جھپٹیاں آنکھوں میں جلا دیا۔ عاشق کا جسم سو گیا تاکہ محبوب کی خلوت ناز کے تصور میں گم ہو جائے لیکن قضا نے آنکھوں سے نیدی اڑا دی۔  
 ششیدہ اکی کہ بہ آتش نہ سوخت ابراہیم یہیں کہ بے شرر دشتطی تو انم سوخت  
 لغت : ششیدہ : آگ، توتے، تپا ہے، اس رکھا ہے۔ یہیں : دیکھ، اڑا دیا۔  
 ترجمہ : توتے یہ تو تپا ہے کہ حضرت ابراہیم کو آگ نے نہ جلا دیا نہ جلا سکی لیکن تو یہ دیکھ کر میں شرور دشتطی کے بطریقی جل سکا ہوں۔  
 قرآنی صحیح ہے۔ نمود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا لیکن خدا کے حکم سے وہ گھڑا رہی گئی۔ غالب نے محبت میں اپنے جلنے کی بات کی ہے۔ ظاہر ہے محبت میں دشتطی اور شرر نہیں ہوتے۔

شرار آتش زردشت در نملوم بود کہ ہم بہ داغ مغل شیعہ دلبرانم سوخت  
 لغت : زردشت : زرتشت بھی کہتے ہیں، آتش پرستوں کا پیغمبر۔ مغل : شاکی، جھج، آتش پرستوں کے مذہبی رجزہ، ساقی، شراب ساز۔  
 مغل شیعہ، دلبران : ایسے حسین، جن کا ملازمت کا ساہواری کے بازو اور کافروں کے سے ہوں۔  
 ترجمہ : زردشت کی آگ کے شرارے میری فطرت میں بھی تھے، چنانچہ اسی بنا پر میں مغل شیعہ، صیغوں کے محل، داغ، یعنی داغ محبت اسی سے جل گیا۔ عاشق کی فطرت میں آگ ہونے کے سبب معمول سے داغ لے کر پوری طرح جلا دیا۔  
 عیار جلوه نازش گرفتن ارزانی ہزار بار بہ تقریب استخوانم سوخت  
 لغت : عیار : عیار، پرکھ۔ ارزانی : سستا، سستا، معمولی ہوئے۔

ترجمہ : میں تو اس محبوب کے جلوہ باز کو معمولی سمجھے ہوئے تھا لیکن اس کی ہر کہ اور آزمائش کے پتھر میں میں جوار مرجہ مل گیا۔ یعنی محبوب کا جلوہ باز معمولی چیز نہیں ہے۔ ہر کوئی اس کی لب نہیں لاسکتا کیونکہ وہ ہر سانس آنے والے کو جلا رہا ہے۔

مرا ویدیاں گل۔ درگاہ گلند امروز کہ باز بر سر شلخ گل آشیانم سوخت

لغت : ویدیاں گل : پھول کا چھوٹا کھنڈ۔ باز : پھر۔

ترجمہ : آج تب پھول کھلے تو مجھے یہ گمان گذرا کہ شلخ پر میرا آشیانہ پھر مل اٹھا ہے۔ گل (گلک) کا سرخ رنگ کا پھول کی سرنی کو آگ سے تشبیہ دی ہے۔

زگل فروش نہ عالم کز اہل بازار است چاک گرمی رفتار باغبانم سوخت

صفت : گل فروش : پھول بیچنے والا۔ نہ عالم : نہ عالم میں ہوں نہیں ہوں۔ آزدہ نہیں ہوں۔ چاک : مراد گرم جوشی، تپش۔

ترجمہ : میں پھول بیچنے والے سے آزدہ خاطر نہیں ہوں اس لیے کہ اس کا تو تعلق ہی بازار سے ہے یعنی گل فروش اس کا پیشہ ہے میں تو باغبان کی گرمی و زندگی تپش سے مل گیا ہوں۔ یعنی باغبان دھڑا دھڑا پھول توڑ رہا ہے اور یہ سحر میرے لیے اذیت کا باعث ہے۔

چہ مایہ گرم بہوں آمدی ز غلوت غیر کہ شکوہ در دل و بیچارہ بر زباںم سوخت

لغت : چہ مایہ : کس قدر۔ گرم آمدی : گرم گرم جوشی سے آیا۔ بیچارہ : طعنہ، طنز۔ غیر : مراد رقیب۔

ترجمہ : تو رقیب کی غلوت سے کہہ اس قدر گرم گرم جوشی سے باہر آیا کہ میرے شکوے میرے دل ہی میں مل کے رہ گئے اور اسی طرح طعنے میری زبان پر ہی مل گئے۔ یعنی میری اس گرم جوشی کو دیکھ کر میں تجھے کہہ بھی نہ کر سکا۔

چو وارید فلک کلب در ستائم نیست ز جوش گرمی بازار من دکانم سوخت

لغت : وارید : آگیا۔ فلک : آسمان۔ کلب : درجہ حرارت۔ ستائم : سوز و غم کی مسکن تجارت۔ کلب : کہ آپ، کہ پانی۔

ترجمہ : جب آسمان پر یہ بات کھل گئی کہ میری دکان کی سترج میں پانی نہیں ہے تو اس نے میری گرمی بازار کی شدت سے میری دکان ہی جلا ڈالی۔ شاعری میں اپنی شہرت کی بات کی ہے جو آسمان کو پتہ نہ آئی اور میں یہ شہرت طالب کے لیے انا کا وقت کا باعث بنی۔

نفس گداختگی ہائے شوق را بازم چہ شمع با بہ سراپدہ بیانم سوخت

لغت : نفس گداختگی : سانس کی کھلاؤٹ۔ سراپدہ : گرمی کی چادر یا ریشم کی چادر۔ سوخت : جوشی سے ہو کر۔

ترجمہ : شوق کے ہاتھوں یعنی اس کی گرمی سے میرا ہر سانس گداؤ ہو گیا ہے تو مجھے اس پر پتہ ہے۔ میرے بیان کے سراپدہ میں بھی کبھی نہیں ٹھنسی ملتی ہیں۔ یعنی گداؤ نفس کی وجہ سے میری شاعری جھک اٹھی ہے۔ بیان سے مراد شاعری ہے۔ غالب سی کے بقول۔

حسن فروش شمع خن دور ہے اسد پہلے دل گداخت پیدا کرے کوئی

نویہ آدنت، رشک از قفا دارو شکفتہ روئی گلبائے بوستانم سوخت

لغت : نویہ : خوشخبری۔ آدنت : میرا آنہ میری آدم۔ شکفتہ روئی : گھٹتہ روئی، توند چھوڑا ہوا توندو کی۔

ترجمہ : مجھے آنے کی خوشخبری کے پس سحر میں رشک کا بھی ایک پہلو ہے۔ رشک کے پھولوں کی توندناگی نے مجھے جلا دیا ہے۔ محبوب باغ کی طرف جا رہا ہے، پھولوں تک یہ بات پہنچی ہے تو وہ خوشی کے بارے میں کھل کھل لگے ہیں اور یہ صورت حال عاشق کے لیے رشک میں پلنے کا باعث بنی ہے۔

کسے دریں کف خاکسرم مباد انبار چہ شد گر آتش بسلیہ خانامم سوخت

نعت : مباد: مت ہو خدا نہ کرے ہو۔ انبار: شریک۔ خانامم: میرا گمراہ۔

ترجمہ : خدا کرے کہ اب میری اس علمی بحر خاکسراہ گمراہ چلنے کے سبب بلی میں میرا کوئی شریک اور سامعین نہ ہو۔ بسلیہ کی آگ نے اگر میرا گمراہ جلا دیا ہے تو کیا ہوا۔ دوسرے مصرعے کا ترجمہ پہلے آئے گا۔ مطلب یہ کہ میرے لیے اب صورت حال ایسی ہو گئی ہے کہ میں بالکل الگ تنہا رہنا پسند کروں گا۔

مگر پیام غائبے رسیدہ است از دوست شکستہ رنگی یارالیا راز دامن سوخت

نعت : غائب: کوئی یا خاص غائب، غائب۔ شکستہ رنگی: اڑا ہوا رنگ ہوا۔

ترجمہ : شاید دوست کی طرف سے مجھے کوئی غائب کا پیغام آیا ہے۔ میرے رازوں و دوستوں کو اس کا علم ہونے کے سبب ان کے چہروں کے رنگ اڑ گئے ہیں اور اس بات سے میں آڑ گیا ہوں کہ دوست کی طرف سے معاملہ گزیرا ہے اور میں مجھے اذیت پہنچی ہے۔

خبر دیدم بہ قاتل کہ ہجری کشدم ز ہاتھ چہ منت برم کنانم سوخت

نعت : ہجری کشدم: مجھے مار دیا ہے۔ منت برم: اصل انھاؤں۔ کنانم: میرا کون، ایک یا باریک کپڑا جو چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔

ترجمہ : قاتل جی مجھ کو ہجری خبر پہنچاؤ کہ ہجر مجھے مار دیا ہے۔ میں تمہارا چاندنی کا کیا اصل انھاؤں کہ میرا کون پھٹ چکا ہے۔ یعنی قاتل کو اب مجھے قتل کرنے کی ذمت اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے مصرعے میں قاتل کو ہاتھ سے اور خود کو کٹائی سے تشبیہ دی ہے۔

خنن چہ عطر شرر بر دماغ زد غالب کہ تب عطسے اندیشہ مغز جانم سوخت

نعت : عطر: چھینک۔ عطر شرر: چنگاریوں کا عطر خوشبو۔ تب: گری۔ اندیشہ: فکر، تخیل۔

ترجمہ : غالب خنن یعنی شعور شاعری نے میرے دماغ پر کیا چنگاریوں کا عطر بھڑکا ہے کہ میرے تخیل کی چنگیوں کی گری نے میری جان کے مغز کو جلا دیا ہے۔ خوشبو سونگھنے سے آدی کو چھینکیں آتے تھتی ہیں۔ گویا شاعری کے سبب میرے فکر و تخیل میں ایک ہنگامہ بھا ہے جس کی گری مجھے جلا رہی ہے۔

### غزل # 30

گفتیم بہ روزگار خنور چو من بے است گفتہ اندر میں کہ تو گفتی، خنن بے است

نعت : بہ روزگار: زمانے میں۔ خنور: شاعر۔ خنن بے است: خنن بے است: بہت باتیں ہیں، یعنی بہت بگو کہا جاسکتا ہے۔

ترجمہ : میں نے کہا کہ زمانے میں میرے جیسے خنور بہت ہیں۔ اس کا مجھے یہ جواب ملا کہ تمہاری اس بات کے حلق بہت بگو کہا جاسکتا ہے۔ مطلب یہ کہ غالب نے تو بظاہر افسانہ سے یہ کہا ہے کہ مجھ جیسے شاعر بھی ہوں گے لیکن جواب کے وہ مطلب یہ کہتے ہیں کہ آپا غالب شاعر بھی ہے یا نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر وہ شاعر ہے تو اور بھی اس جیسے شاعروں کے۔ اور وہیں غالب نے یہی کہا ہے۔

ہیں اور بھی دنیا میں خنور بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیان اور

معنی غریب مدعی و خانہ زاد ملت ہر جا حقیقی نادر و اندر یکن بے است



نعت : معنی : مراد شعر کوئی، نکتہ آفرینی، معنی آفرینی۔۔۔ غریبہ : انجمنی۔۔۔ خاکہ : نازک مراد غلام، لوطی۔۔۔ حقیق : ایک سرخ قسم کا پتھر۔۔۔  
 ترمذ : کہ باب۔۔۔ مدنی : دوسرے دراصل۔۔۔

ترجمہ : معنی : مدنی کے لیے ایک انجمنی ہے جبکہ وہ ہمارے گہری لوطی ہے۔ حقیق : دیا میں ہر جگہ میں کم باب ہے جبکہ نکتہ میں بہت  
 دستیاب ہے۔ یعنی شاعری میں نکتہ آفرینی مدنی کے بس کی بات نہیں جبکہ غالب اس ضمن میں بے مثل ہے۔ خود کو نکتہ میں سے اور نکتہ آفرینی  
 کو حقیق سے تشبیہ دی ہے۔

مقلدیں غزالہ ہا کہ نہ بنی پہ پتچ دشت در مرغزار ہائے خفا و خشن بے است  
 نعت : مقلدیں غزالہ : وہ ہرگز جن کے بغیر سے ملک (خوشبو) نکلتی ہے۔۔۔ مرغزار : چراگاہ۔۔۔ خفا و خشن : شبوں کے نام۔۔۔

ترجمہ : تجھے کسی بھی جنگل میں ملک پیدا کرنے والی ہرگز لانا ہرگز نہ آئیں گی، جبکہ یہ ہرگز خفا اور خشن کی چراگاہوں میں بکھرت  
 ہوئی ہیں۔ ان دونوں علاقوں کی شہرت انجمنی ہرگز کی وجہ سے ہے۔

در صفحہ ام نبود ہمہ آنچہ در دل است در برم کتراست گل و در چمن بے است

ترجمہ : میرے صفحے یا درونی پر وہ سب کچھ نہیں ہے جو میرے دل میں ہے، بالکل اسی طرح جس طرح پھول محل میں دم ہوتے ہیں لیکن  
 چمن میں وہ بکھرت پائے جاتے ہیں۔ یعنی دل میں جو کچھ ہے وہ چوری طرح یا عینہ کھتر پر اتارا نہیں جاسکتا اور نہیں کیا جاسکتا۔

لیلیٰ پہ دشت قیس رسیدت ناگہاں در کارواں ہمازہ محل قفن بے است

نعت : دشت : جنگل۔۔۔ قیس : لیلیٰ کے عاشق بہوں کا اصل نام۔۔۔ ہمازہ : محل قفس : محل کو گرانے والی اونٹنی (مقام)۔۔۔ ناگہاں : اچانک،  
 اناج۔۔۔

ترجمہ : لیلیٰ، قیس کے جنگل میں (محل قیس) لیلیٰ کے عشق میں سرگرداں رہتا ہے (اتفاق سے آج بھی ہے) ورنہ قافے میں قفس کو گرانے  
 والی اونٹنی بہت ہیں۔ بعض اونٹنی کی تیز رفتاری کے سبب ان پر دیکھی نہیں کر جاتی ہیں۔ اسی حوالے سے بات کر کے غالب نے  
 دراصل ہمارے بہوں کے عشق کی کشش کا ذکر کیا ہے جو لیلیٰ کو لوہے کی آلی۔

بلیہ بہ غم نہ خوردن عاشق معاف داشت آں را کہ دل ربودن و نہ شناختن بے است

نعت : بلیہ : چاہیے۔۔۔ دل ربودن : دل ایک لیتا۔۔۔ نہ شناختن : نہ پہچانتا۔۔۔

ترجمہ : اس (عسکری) عاشق کو جو لوگوں کے دل ایک لیتا ہے اور ہمارے پہچانتا ہے نہیں، یعنی اس میں ان لوگوں کو اپنی توجہ کے وقت  
 نہ دیکھنے کی بہت عادت ہے؟ عاشق کا غم نہ کھانے پر معاف کر دیتا ہے۔ جو دل ایک لیتا اور پھر توجہ بھی نہیں کرتا وہ بلا عاشق کا غم کیا  
 کھانے کا اس لیے اسے اس سلسلے میں کچھ کٹا ہی نہیں جاتے۔

زور شراب جلوہ بہت کم شمرہ ایم اناظر بہ حوصلہ برہمن بے است

نعت : کم شمرہ : کم شمرا، ہم نے کم شمرا ہے، معمولی سمجھا ہے۔۔۔ نظر : توجہ۔۔۔

ترجمہ : ہم نے بہت کم شراب کی جلوہ کے زور یا عجز کو معمولی خیال کیا ہے لیکن ہماری توجہ یا نظر برہمن کے بہت زیادہ حوصلہ پر ہے۔  
 ہمارے نزدیک اس شراب میں کوئی خاص معنی نہیں ہے اس کے باوجود برہمن کا یہ حوصلہ قابلِ داد ہے کہ وہ اس کے عشق میں محو ہے۔  
 غالب نے یہاں بڑی مافی کے اس شعر سے استفادہ کیا ہے۔

ز بت ڈا گوشہ چشمتے نہ چمن ابدی بھر تم کہ دل برہمن زلف چوں شد

ہات میں نہ گوشہ چشم دلی بات ہے اور نہ اہودہ دل، جس دلی مجھے حیرت ہے کہ درمیں اس پر کیسے عاشق ہو گیا؟  
گر در ہوائے قرب تو بتسیم دل، صریح خود ناکشود جانی در آن ابھمن بے است  
لغت: بتسیم دل: ہم نے دل نکال دیا۔ ہوائے قرب: قریب ہونے کی خواہش۔ ناکشود جانی: وہ شخص جس کے لیے محفل میں ہرگز نہ ہو  
بنی بلایا مسلمان۔۔۔

ترجمہ: اگر ہمارے دل میں تجھے قریب ہونے کی آرزو پیدا ہوئی ہے تو تو ناراض نہ ہو، کیونکہ تجری محفل میں تو بہت سے بنی بلایا مسلمان  
ہیں جن کے لیے اس محفل میں ہرگز نہیں ہے، سو ہم بھی اگر اس محفل میں شریک ہو جائیں تو کیا فرق پڑے گا۔

تاشیر آہ و نالہ مسلم، ولے حرس مارا جنوز عروہ با خواہشتم بے است  
لغت: مسلم: تسلیم شدہ مانی ہوئی۔ حرس: مت دار۔ عروہ: لڑائی، جھگڑا، الجھناؤ۔۔۔

ترجمہ: یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ آہ و نالہ میں اثر ہوتا ہے، تاہم تو کوئی طرف نہ کیا کیونکہ ابھی ہم اپنے آپ ہی سے بہت الجھ رہے  
ہیں۔ یعنی جب ہمیں اس الجھناؤ سے فرمت ملے گی تو پھر آہ و نالہ کی طرف آئیں گے۔ گویا بقل فیض:

اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا  
کراج الدین باغری (امجدی صدی جہری):

جز غم عاشقی و خجائی صد ہزاراں غم و گر دارم  
غالب نہ خورد چرخ فریب اور ہزار بار گفتیم ہر روزگار خنور چو من بے است

ترجمہ: اے غالب! اگرچہ میں نے غم ہزار مرتبہ یہ کہا کہ دنیا میں مجھ جیسے اور بھی بہت سے خنور عاشقاں ہیں لیکن آسمانی میرے اس دعوے  
میں نہ آیا۔ ظلم کو شعرا کو غلام قرار دیتے ہیں جو کسی کو خوش یا غلام مرتبہ نہیں دیکھ سکتا۔ غالب نے اسی حوالے سے "ایک طرح سے" اپنی  
شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے جو ظلم کو پسند نہیں۔

### غزل # 31

چو صبح من زینبسی بہ شام ماند است چو گوئیم کہ زشب چند رفت یا چند است  
لغت: چ: چڑھا، چب۔ چو گوئیم: چو گوئی ام، تو مجھ سے کیا کہتا یا کیا پہنچتا ہے۔۔۔

ترجمہ: جب میری صبح ہی اپنی ندر کی دوسری کے باعث رات کی ماند ہے تو پھر تو مجھ سے کیا پہنچتا ہے کہ رات کتنی گزرا چکی اور کتنی باقی  
ہے۔ صبح کا تذکرہ ہو ناہر صبح کی علامت ہے۔

بہ رنج از پنے راحت نگاہ داشت اند ز شکست است کہ پائے شکستہ در بند است  
لغت: از پنے راحت آرام کی خاطر۔ پائے شکستہ: نواہ یا زخمی پاؤں، ٹانگ۔۔۔ در بند است: یعنی اسے پائی بندھی ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ: راحت و سکون ہی کی خاطر نگاہیں رداشت کی جاتی ہیں۔ تو یہ جو زخمی ٹانگ پر پائی بندھی ہوئی ہے تو اس میں کی سخت کد فرما  
ہے۔ زخمی ٹانگ پر پائی کا بندھنا تکلیف کا باعث تو ہے لیکن پھر اسی کی بدولت زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ "دراصل صبح فطرت کا ہے۔ فطرت بدلتی

نے دوسرے رنگ میں یہ بات کہی ہے۔

غم بھی گدھنسی ہے، خوشی بھی گدھنسی کرم کو اختیار کہ گدھے تو غم نہ ہو

دراز دستی من چاکے اور گلند، چہ عیب زینش، دلق ودرع با ہزار بیعداست

نعت : دراز دستی، مرد ہاتھ چھاکر کسی پر مارے غم، زاری۔ چاکے: کوئی ہاک، کپڑے وغیرہ کا پٹا ہوتا۔ زینش: پہلے ہی سے۔ دلق: گدڑی، جس میں کی بچ مرگے ہوتے ہیں۔ درع: زندہ پارسل۔

ترجمہ : اگر میری دراز دستی سے پارسل کی گدڑی کہیں سے چھٹ گئی ہے تو اس میں کوئی سی عیب کی بات ہے، کیونکہ اس میں تو پہلے ہی حشرات مر گئے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ پارسل محض ایک دھکڑا ہے اور اسی بنا پر اس میں کی خامیاں یا قباہتیں ہیں۔ غری اور اندو کے تقریباً تمام شعراء ہم نواز اور ساقی پر چٹن کی ہیں۔

نہ گفتہ ای کہ بہ تخی بساز و چند پذیر؟ برو کہ بادہ ما تلخ تر ازیں پداست

نعت : بساز، مبالغت کر کے برداشت کر لے۔ چند پذیر: نصیحت قبول کر لے۔ برو: چاہو تو اس بات کو۔

ترجمہ : کیا تو نے خود ہی یہ نہیں کہا کہ اتنی تخی برداشت کر اور نصیحت قبول کر لے ہم چاہو تو اس بات کو کہ تیری اس نصیحت سے کہیں زیادہ غری شراب میں تخی ہے۔ یعنی مارے لیے نصیحت کی تخی کی نسبت شراب کی تخی کہیں بہتر ہے۔

وجود اوامہ حسن است و مستم ہمہ عشق بہ بخت دشمن و اقبال دوست سوگند است

نعت : مستم، میری ہستی، میرا وجود۔ ہمہ، سارے سراسر۔ اقبال: خوش تخی۔ سوگند: قسم۔

ترجمہ : مجھے قسم ہے دشمن کے بخت (واید تخی) اور دوست کی خوش تخی کی کہ اس (محبوب) کا سارا وجود حسن ہے (اور سرتاپا حسن ہی حسن ہے) جبکہ میرا سارا وجود عشق ہے۔ محبوب حسن میں کامل اور میں عشق میں کامل ہوں۔

نگاہ سر بہ دل سر نہ داوہ چشمہ نوش بہوز عیش بہ اندازہ شکر خند نیست

نعت : سر نہ داوہ، یعنی نہیں گرا۔ چشمہ نوش: چٹھا چشمہ۔ شکر خند: ہلکی ہنسی۔

ترجمہ : اس محبوب کی صحبت بھری نگاہوں کا ٹھٹھا چشمہ مارے دل میں نہیں گرا۔ چنانچہ ابھی تک ہمارا عیش یعنی خوشی و مسرت کا لطف شکر خند سے نہیں بڑھا۔ یعنی محبوب نے ابھی سحرگاہ ہنسی طرف دیکھا ہے جبکہ ہم اس کی ہر عمر نگاہوں یا صحبت بھری نگاہوں کی امید دل میں لیے بیٹھے ہیں۔

زینم آل کہ مہلدا میرم از شکوی نہ گوید ارچہ بہ مرگ من آرزو مند است

نعت : زینم، خوں، زار۔ مہلدا، خدا نہ کہے کہ میرا میں مر جاؤں۔ شکوی: خوشی۔ ارچہ: اگرچہ۔

ترجمہ : اگرچہ (محبوب) میری موت کا آرزو مند ہے لیکن اس زار کے مارے وہ زبان سے اپنی اس آرزو کا اظہار نہیں کرے گا کہ کہیں میں اس خوشی ہی سے نہ مر جاؤں۔

شمار کج روی دوست در نظر دادم دریں قورہ نہ دانم کہ آسان چندا است

نعت : شمار، گنتی۔ کج روی: نیز چاہا چلا۔ قورہ: لورہ، لپیٹ، سلسلہ۔

ترجمہ : دوست کی کج روی کی گنتی میری نظر میں ہے، یعنی وہ کس حد تک کج روی (اور عاشق کی آرزو کے برعکس چلا ہے)۔ اس سلسلے میں اس لپیٹ میں خدا جانے آسان کا کتنا ہاتھ ہے۔ آسان کی گردن آسانی آرزوؤں کے برعکس ہوتی ہے، گوہار کج روی ہے۔ اقبال نکلا!

بھلا گردش فلک کی جہنم دیتی ہے کسے اٹھا  
مجھ سے دوست کی کج دہلی داغ پر جو دوحتم تو واضح ہیں البتہ یہ پتا نہیں چٹاکہ آسمان کی طرف سے مجھ پر کتنے عور و حتم ہو رہے ہیں۔

اگر نہ ہر من، از ہر خود عزیزم دار کہ بخود، خوبی اور خوبی خداوند است  
نعت : ہر من: میرے لئے، میری خاطر۔ عزیزم دار: مجھے عزیز رکھنا عزیز جان۔ بخود: نظام، نوکر۔ خداوند: آقا۔  
ترجمہ : اس لیے کہ نظام میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اس کے آقا کی طرف سے بھیجی جائے گی۔ یعنی وہ اپنے آقا کی طویل پاپٹنے کی کوشش کرنا ہے۔ ماضی کو نظام ہے اور محبوب آقا۔

نہ آن بود کہ وفا خواہ از جہاں غالب بدیں کہ پر سود و گوید ہست، فرستاد است  
نعت : نہ آن بود: ایسا تو نہیں ہے، یہ بات تو نہیں۔ پر سود: پڑھے۔ فرستاد: خوش۔  
ترجمہ : یہ بات تو نہیں کہ غالب دیا ہے کسی وفا کا خواہش ہے، ہاں اتنا ہے (یعنی اس کی یہ خواہش ہے کہ اگر محبوب اس (غالب) کے بارے میں پڑھے تو لوگ کہیں کہ وہ ہے یعنی بخود زندہ ہے، غالب کے لیے یہی بدلی خوشی کی بات ہو گی۔

## غزل # 32

ساخت از راستی بہ غیر، ترک نسو نگری گرفت زہر بہ طالع عدد شیوہ مشتری گرفت  
نعت : ساخت: ساختہ، موافقت کر لی۔ راستی: سہلی۔ ترک نسو نگری گرفت: ترک فراموشی گرفتہ۔ دوسروں پر جلد کرنا پھر ڈرا۔ زہر اور مشتری: دو مبارک ستارے، جب یہ دونوں ہم قریب ہوں تو وہ وقت مبارک سمجھا جاتا ہے۔  
ترجمہ : دوست نے صدق دل سے غیر ارقیب سے موافقت کر لی اور اسے سکھ کرنا پھر ڈرا (یعنی اس کے سامنے اپنے بازو دار کا مظاہرہ ترک کر دیا)۔ میں سمجھ کر ستارہ زہر نے رقیب کے مقدور میں مشتری کا کاردار کیا۔ یعنی محبوب کا رقیب سے یہ چاہتا تھا کہ اس (ارقیب) کی خوشی غمی کی علامت ہے۔

شہ بہ گدا کہار سند زان کہ چہ فتنہ روی داد خاتم دوست دیو بود، کشور دل، پری گرفت  
نعت : کہار سند: گدا کہار کیسے پہنچ سکتا ہے۔ دی داد: داغ دیا جاتا ہو۔ خاتم: خاتمہ، انکو غمی۔  
ترجمہ : بھلا پتھر گدا کہار کیسے پہنچ سکتا ہے، اس لیے کہ جب کوئی فتنہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ہاتھ کی انکو غمی تو بے اڑا لے جاتا ہے اور دل کی شکست پر ہی قابض ہو جاتی ہے۔ قرانی صلیح کا پیر وسط حال ہے، یعنی حضرت سلیمان کی انکو غمی (یعنی "خاتم جم" کہتے ہیں) نے چرائی غمی اور ملک سہا بھیجس کے حسن کے چہ سے ان کا دل حائر ہوا تھا۔ بعد میں بھیجس ان پر ایمان لے آئی اور ان سے شکوہ کر لی۔

ترک مرا ز گیدو دار شغل غرض بود، نہ سود فریب اگر نہ یافت صید، خرد بہ لاغری گرفت  
نعت : گیدو دار: پکڑو حکم۔ ترک: مرو محبوب۔ سود: فائدہ۔ فریب: موافقت۔ صید: فائدہ۔ خرد بہ لاغری گرفت: غمزدہ گرفتہ، نقص یا عیب نکالے۔  
ترجمہ : میرا محبوب پکڑو دار صاحب پا پکڑو حکم کرتا ہے تو یہ مصلحت اس کا شغل ہے، وہ اس (عالم) سے کوئی فائدہ اٹھانے کا خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی سوا فائدہ اس کے ہاتھ نہیں لگاؤ اور پتا نہ لگاؤ فل کیا تو اس نے اس کے پتے ہیں کے عیب یا نقص نکالنے شروع کر دیے۔

دوسرے مصرعے میں محبوب کو شکاری ظاہر کیا ہے۔

آئندہ و از وہ غرور بوسہ بہ غلو تم نہ داد رفت و در انجمن زغیر مزد نوآوری گرفت

لغت : از وہ غرور: تکبر کی وجہ سے۔۔۔ بہ غلو تم: میری عقل کو۔۔۔ میرا: اجرت، مزدوری، صلہ۔۔۔ نوآوری: نیا بنانا۔۔۔

ترجمہ : وہ میری طرف آیا تو کسی لیکن اس نے از وہ تکبر میری عقل کو بوسہ نہ دیا، جبکہ میں سے وہ عقل میں چاہتا تھا اس لئے سب کے سامنے اپنے کانٹے پہلے کاٹا جاہلوں کے رقیب سے اس کا صلہ وصول کیا۔ یعنی اس نے عاشق کی ہجرت و محبت و قبول نہ کی، لہذا رقیب کی بھری عقل میں اپنا ہتھکڑیا۔

اے کہ دستِ غصہ سوخت مشکونہ و زخوفاست و ز مزد آن کہ سرکشی گیر کہ سرسری گرفت

لغت : و ز غرور: ناشکی۔۔۔ و ز داکر کا لطف: اور اگر۔۔۔ مزد: حساب ہے۔۔۔ سرکشی: اٹھار کرے۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ تجھ کو دل رنج و غم سے جل گیا یا ز حال ہو گیا ہے تو شکوہ کرنا وفا کی شہنشاہ کی لائق نہیں اور اگر مناسب موقع اس کے اظہار آتا بھی جائے تو تو یہ سمجھ لے کہ محبوب نے اسے سرسری لیا ہے، یعنی اسے بے مقصدی بات سمجھ کر مل رہا ہے۔

جلوہ ششاس کوئے خصم بودم و دوست راہ جوئی منکر ذوق ہم رہی خرد بہ رہبری گرفت

لغت : جلوہ ششاس: راستے کا ششاس جانے والا۔۔۔ خصم: دشمن، رقیب۔۔۔ راہ جوئی: راستہ تلاش کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میں رقیب کے کوپے سے واقف تھا اور دوست کو اس راستے کی تلاش تھی، لیکن وہ چونکہ میری راہی کے ساتھ چلنے کے ذوق کا منکر تھا اس لئے اس نے میری راہبری میں قصص لکھ لئے شروع کر دیے۔ یعنی پہنچ نہ کیا کہ میں کوپہ رقیب تک اس کی رہنمائی کروں۔

مستی مرغ شمع دم بر رخ گل بہ بوی تست ہرزہ ز شرم باغبان، جسہ گل تری گرفت

لغت : بہ بوی تست: میری بو یعنی خوشبو سے ہے۔۔۔ ہرزہ: بوجھ، بے لگاہ، ہیکار۔۔۔ جسہ: چھٹی۔۔۔ تری: تر ہوا۔۔۔

ترجمہ : شمع کے پرندے اسراغ میری بار پھول کے سامنے جو مستی ملادی تھی تو یہ میری خوشبو یا میری یاد کے باعث تھی، جبکہ پھول کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ مستی اس کی وجہ سے ہے، چنانچہ وہ شہوا گیا کہ باغبان خدا جانے کیا کہے، اور یوں اس کی عقل تری ہو گئی، اس خیال سے اسے بھینسا آیا۔ شمع پھول پر جو جھیم چلتی ہے اسے شرم کے باعث پیسے کا نام رہا ہے۔ وقت شمع ٹپک لیل کے ایسے پھول پر چھلنے کی طرف اشارہ ہے۔

رائے زوم کہ بار غم ہم بہ رقم ز دل دود نامہ جو مستش بہ بل مرغ سبک پری گرفت

لغت : رائے زوم: میرا خیال تھا۔۔۔ بار غم: غم کا بوجھ۔۔۔ رقم: تھوڑا کھیت۔۔۔ نامہ: خط۔۔۔ مستش بہ بل: میرا نامہ کے پردوں سے ہوا تھا۔۔۔ سبک پری: یعنی تیز اڑنا۔۔۔

ترجمہ : میرا خیال تھا کہ میں محبوب کو خط میں اپنا حال لکھوں تو میرے دل کا بوجھ بگاڑ جائے گا چنانچہ میں نے خط لکھ کر جیسے ہی مرغ سبک پر کے پردوں کے ساتھ چڑھا تو وہ غنائیں گویا تیرے لگے محبوب کی طرف تیزی سے اڑنے لگا۔

غالب اگر بہ بزم شعر دیر رسید، دور نیست کش بہ فراق حسرتی دل ز خنثوری گرفت

لغت : حسرت: کہہ۔۔۔ حسرتی: غائب، حسرتی غل، چھٹتہ، وفاداری میں حسرتی ٹھہر کر رہے۔۔۔

ترجمہ : غالب اگر شعر و شاعری کی محفل میں دیر سے پہنچا ہے تو یہ کوئی حیران کن بات نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حسرتی کے فراق میں اس کا دل شعر و شاعری سے اچلتا ہو گیا ہے۔ غائب، حسرتی غل سے غالب کے کہے ہوئے ہیں۔ ان کی وفات پر غالب کو جو دکھ اور غم پہنچا اس کا

### غزل 33

دل بردن ازیں شیوہ عیان است و عیاں نیست      دانی کہ مرا بر تو ممکن است و ممکن نیست

لغت : دل بردن : دل ڈالنا۔ شیوہ : انداز، مزاج، رویہ۔ ممکن : شہ۔ عیاں : ظاہر۔

ترجمہ : اس ناز و لہذا سے میرا دل اڑا لینا مجھ کو ظاہر بھی ہے اور ظاہر نہیں بھی ہے۔ تجھے یہ خبر ہے کہ مجھے اس سلسلے میں تھو پر شہ ہے اور یہ شہہ نہیں بھی ہے۔ یعنی پہلے کہہ دیا کہ معلوم ہیں ہے مگر کہہ دیا "چلو چلو دینی"۔

در عرض غمت بیکر اندیشہ لالم      پاتا سرم انداز بیان است و بیاں نیست

لغت : عرض : اظہار۔ بیکر : بھر۔ لالم : لال، رنگ بھر پل نہ سکے۔ اندیشہ : فکر خیال۔

ترجمہ : تجھے غم محبت کے اظہار کے سلسلے میں فکر خیال کا ایک خاموش بھر ہوں (یعنی میں بولتا تو نہیں لیکن میرا سر ہکا انداز بیان ہے اور بیان نہیں ہے۔ میں اگرچہ اظہار غم نہیں کرتا لیکن میرے پرے دور سے میری حالت غم ظاہر ہے اور اس میں جان کی سی صورت نہیں ہے۔

فرہان تو بر جان من و کار من از تو      بے پردہ بسر پردہ روان است و رواں نیست

لغت : بے پردہ : ظاہری طور پر۔ بسر پردہ : ہر دے میں وظیفہ طور پر۔ رواں : روانہ جاری۔

ترجمہ : میرا فرہان میری جان پر ظاہری صورت میں بھی اور بے پردہ صورت میں بھی جاری ہے لیکن میرا کام تجھے دھنوں رواں میں رہا۔ یعنی میں تو ہر طرح سے تجھے فرہان کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہوں لیکن تجری طرف سے میری کوئی خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔

نازم بہ فریبے کہ دہی اہل نظر را      کز بوسہ پیاسے بہ دہان است و دہان نیست

لغت : نازم : غلام، میں فکر کرتا یا دارو چاہوں۔ دہان : پیسہ، دہن کا جوہر، دہن ہے انگ دہن۔

ترجمہ : میں تجھے اس فریب پر "جو تو اہل نظر کو دے رہا ہے" تجھے دارو چاہوں" تجھے دہن سے اہل نظر کو بوسے کا تو پیغام مل رہا ہے لیکن دہن سے ہی سے نہیں ہے۔ محبوب کا دہن نگہ دکھائی کا حامل ہے۔ دہی کے ایک شاعر نے تو اس سلسلے میں مہارت سے کام لیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ دہی گویا محبوب کے چہرے پر ایک زخم قاتلہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ بوسے کے پیغام سے مولود دہن محبوب کی دکھائی ہے جس کے سبب دیکھنے والے کو کئی چھپتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اسے چوم لے۔

دافنم ز گلشن کہ بہار است و ہا چچ      شادیم بہ گلشن کہ فرہان است و خزاں نیست

لغت : دافنم : ہم مل رہے ہیں، ہمیں دک ہے۔ شادیم : ہم خوش ہیں۔ گلشن : بہار، آنکھوں۔

ترجمہ : ہمیں اس بات کا دک ہے کہ گلشن میں بہار تو ہے، یعنی ہم مل رہا آئی تو ہے لیکن وہ مستقل نہیں ہوتی، اسے ہا میں ہے۔ جبکہ ہم آنکھوں سے خوش ہیں کہ اس میں خوش ہے اور خزاں نہیں ہے۔ گلشن میں بھی بہار ہے تو کبھی خزاں جبکہ آنکھوں اس تبدیلی سے محظوظ ہے۔

سرمایہ ہر قطرہ کہ گم گشت بہ دریا      سو دے ست کہ مانا بہ زبان است و زباں نیست

نفت : تم ٹھنڈے گرم ہو گیا، روپ گیا۔۔۔ سوئے سنے ایک لمحہ ہے۔۔۔ ہاتھ گواہ، ظاہر۔۔۔

ترجمہ : ہوا بھی قلعہ سمندر میں گرم ہو گیا، یعنی اس کا دھڑ ختم ہو گیا اس کا سرمایہ ایک ایسا قلعہ ہے جو ظاہر نقصان ہے لیکن یہ نقصان نہیں ہے۔ قلعہ سمندر میں گرم ہو کر گواہ بن کر دیکھ رہا ہے لیکن اسے سمندر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے جو گواہ بن کر دیکھ کے نقصان سے بہت بچا قلعہ ہے۔ بقول غالب !

حضرت قلعو ہے دریا میں ڈا ہو چلا

دور ہر مژدہ برہم زدنِ ایں خلقِ جدید است      نظارہ سنگد کہ تہاں است و تہاں نیست

نفت : مژدہ برہم زدن، آنکھ ہچکچانے۔۔۔ قلعہ، کائنات۔۔۔ سنگد، خیال کرنا ہے۔۔۔ نظارہ، مریض نظر ہے۔۔۔

ترجمہ : ہماری ہر مڑبہ آنکھ ہچکچانے پر یہ کائنات ایک نئی صورت اختیار کر لیتی ہے جبکہ ہماری نگاہیں یہ تصور کرتی ہیں کہ یہ مہر دی ہے حالانکہ وہی نہیں ہے۔ یعنی کائنات ہر لمحہ تغیر پر ہے۔ غالب ہی کے بقول !

رات دن گردش میں ہیں سلتِ آسمان      ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبراہٹیں کیا

دورِ شلخ بود موجِ گل از جوشِ بہاراں      چوں باور بہ مینا کہ نہاں است و نہاں نیست

نفت : موجِ گل، پھول کی لہر۔۔۔ نہاں، چھپا ہوا، چھپی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : موسمِ بہار کے جوش سے موجِ گل شلخ کے اندر موج دھو رہی ہے، بالکل اس شراب کی طرح جو صراحت میں چھپی ہوئی ہے اور نہیں بھی چھپی ہوئی۔ بہار میں پھول کھلتے ہیں۔ ظاہر ہے گلے سے پہلے گھٹنوں کے اندر ان کی نشوونما لاپرواہی کا اور دی ہوئی ہے جو نظر نہیں آتی۔

ناکس ز غوغائی ظاہر نہ شود کسی      چون سنگِ سرور کہ گران است و گران نیست

نفت : ناکس، گھٹیا۔۔۔ غوغائی، قوی، سونگڑ، طاقتور۔۔۔ کبھی، کوئی، مریض، اعلیٰ، عظیم۔ گران، بڑھل۔۔۔

ترجمہ : ظاہری غوغائی سے ایک گھٹیا آدمی، ایک عظیم انسان نہیں بن جاتا، یعنی نہیں بن سکتا۔ اس کی مثال راستے میں چلے ہوئے اس چمڑکی سی ہے جو بڑھل تو ہوتا ہے لیکن بڑھل نہیں ہوتا کہ مطلب یہ کہ انسان کو عظمت اس کی خوبیوں اور اعلیٰ کردار کے سبب حاصل ہوتی ہے، ظاہری شور و گھٹل سے نہیں۔

پہلو شگافید و سینید دلم را      ناچند گویم کہ چہاں است و چہاں نیست

نفت : شگافید، چرو۔۔۔ ناچند گویم، میں کب تک کہتا ہوں گا۔ چہاں است، کہا ہے۔۔۔

ترجمہ : تم میرا پہلو چروالو اور پھر دل نکال کر اسے دیکھ لو تاکہ تم پر دل کی کچھ حالت واضح ہو جائے اور نہ میں کب تک یہ کہتا ہوں کہ یہ کتنا یاد آ رہا ہے کہ میرا دل کہا ہے اور کہا نہیں ہے۔

غالب بلکہ نظارگی خویش توں بود      زیں پرورہ ہوں آگہ چنان است و چنان نیست

نفت : نظارگی، مریض نظارہ کرنے والا۔۔۔ چنان است، ایسا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب اپنی ذات کا نظارہ خود کیا جاسکتا ہے۔ تو اس پر دے سے ابرا آ جاتے ہیں یہ بات چھوڑ دے کہ ایسا ہے، اور ایسا نہیں ہے۔ مریض یہ کہ انسان اپنی حقیقت کے بارے میں مختلف قسم کی قیاس آرائیوں سے کام لیتا ہے جبکہ اس طرح یہ مسئلہ حل ہونا ممکن نہیں، پہلی اگر وہ اپنی ذات یا شخصیت کی قید سے ابرا لگے تو پھر اسے یہ نظارہ میرا نہ سکتا ہے۔

## غزل # 34

دل بُرد و حق آن است کہ دلبر نتوان گفت  
بیداد توں دید و شکر نتوان گفت

نعت : حق آن است: یعنی بات یہ ہے، کچھ پر ہمو۔۔۔ بیداد: جو روح۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب نے ہمارا دل اڑا لیا یا جھین لیا لیکن کچھ پر ہمو تو اسے دلبر نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے جو روح تو برداشت کیے جاسکتے ہیں لیکن اسے حتم کر نہیں کہا جاسکتا۔ یعنی یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان کا کچھ ہی ثبوت کوئی نہیں جس کی بناء پر اسے دلبر کہا جاسکے اور اس کی حتمی چونکہ ہماری محبت کی بنا پر ہے اس لیے اسے حتم نہیں کہہ سکتے، محبت میں حتم نہیں ہوتا۔

دو رزم کش تاج و خنجر نتوان برد  
دو بزم کش کش پاد و ساغر نتوان گفت

نعت : رزم کش: اس کا میدان جنگ۔۔۔ تاج: جھوٹی کلاڑی۔۔۔ بزم کش: اس کی بزم، محل۔۔۔

ترجمہ : اس کی رزم نگاہیں، جو گویا شمشیر اور عشق کے دو میدان جنگ کا میدان ہے، کھلاڑی اور بزم کش نے جلا جاسکتا یعنی اس میدان جنگ میں یہ آلات کام نہیں آتے، وہاں تو ہار و ہار کے دائرہ ہوتے ہیں، جبکہ اس کی محفل میں پاد و ساغر کی بات نہیں کی جاسکتی یعنی اس محفل میں محبت کا نشہ طاری ہوتا ہے اور محبوب کا شمس اور مست آنکھیں عاشق کے سرور و نشہ کا مٹ جاتی ہیں۔

رخشدگی ساند و گردن نتوان جست  
نہجہ کی یارہ و پر گر نتوان گفت

نعت : رخشدگی: چمک۔۔۔ ساند: کلائی۔۔۔ نہجہ کی: خوبصورتی، زیبائش۔۔۔ یارہ: گلن۔۔۔ پر گر: گوند جو قیمتی چھوٹے بڑا ہوا۔۔۔

ترجمہ : کلائی اور گردن کی چمک تلاش نہیں کی جاسکتی اور یارہ اور پر گر کی خوبصورتی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ یعنی محبوب کی کلائی اور گردن کی ایسی چمک ہے جس سے اس پر بارہ اور پر گر کی خوبصورتی کی اساتے پہ سامنے والی بات ہے۔

بچوستہ دہ پاد و ساقی نتوان خواند  
ہموارہ تراشدیت و آذر نتوان گفت

نعت : بچوستہ: بچہ۔۔۔ ہموارہ: بچہ۔۔۔ تراشد: تراشتا ہے۔۔۔ آذر: بھٹ، ہاتھ والا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام جو مشہور بت مرقہ۔۔۔

ترجمہ : وہ بچہ شراب پاتا ہے لیکن اسے ساقی نہیں کہا جاسکتا، وہ بچہ بت تراشتا ہے لیکن اسے آذر کے ساتھ بچ، دال کے ساتھ یعنی آگ، انہیں کہا جاسکتا۔ محبوب کے شمس میں اتنی دلکشی ہے کہ دیکھنے والا مست ہو جاتا ہے، جبکہ اس کا ہر جزوہ ادا دل کو مس، لینے والا گویا ایک نیا بت ہے۔

از حوصلہ یاری مطلب صاعقہ تیز است  
پروانہ شو ایں جا ز سمندر نتوان گفت

نعت : مطلب: مت، ایک، طلب نہ کر۔۔۔ صاعقہ: بجلی۔۔۔ سمندر: ایک کیراڑو آگ میں بہتا ہے۔۔۔

ترجمہ : بجلی میں بجی تیز ہے، اس سے بچنے کے لیے حوصلے سے ڈونڈنا تک ممکن حوصلے کا سارا زلے۔ یہاں تو پروانہ ہی جا سمندر کی بات نہ کر۔ یعنی محبوب کے شمس میں بجلی کی سی تیز ہے جس سے بچنا ممکن نہیں، اس پر تو پروانہ ہی کہ جہاں قربان کرنے کی ضرورت ہے، سمندر بچنے کی نہیں۔

ہنگامہ سر آمد چہ زنی دم ز نظم  
مر خود تھے رفت بہ محشر نتوان گفت

نعت : سر آمد: ختم ہو گیا۔۔۔ نظم: نظم کے خلاف قیاد۔۔۔



ترجمہ : ہنگامہ فزع ہو گیا اب اس کے غم دور کے خلاف فریاد کیجیے۔ اگر کوئی حتم ہوا بھی ہے تو وہ ایسا حتم ہے جس کے خلاف غم میں فریاد نہیں کی جاسکتی۔ ہنگامہ سے مراد محبت کا ہنگامہ ہے جو چاہو کہ فزع ہو گیا۔ پھر ہنگامہ اس کے خلاف فریاد کیجیے؟

در گرم روی سایہ و سرچشمہ نہ جو نیم ہما خشن از طوئی و کوثر نتواں گفت  
لغت : گرم روی: تجر و لذت کی۔ نہ جو نیم: ہم غلام میں کرتے۔ طوئی: جنت کا ایک درخت۔ کوثر: جنت کی ایک نہر۔

ترجمہ : ہم اپنی تجر و لذت کی میں سامنے اور سرچشمہ کے پتھر میں نہیں چڑتے، ہم سے طوئی اور کوثر کی بات نہیں کی جاسکتی۔ یعنی ہم حیل پر جلد بچنے کے شوق میں تجر بھل رہے ہیں، ہمیں راستے میں تھکاوٹ کے سبب کسی درخت کے سامنے میں آرام کرنے اور غصے کے پانی سے پیاس بجھانے کی ضرورت نہیں۔ طوئی سے مراد سایہ اور کوثر سے مراد سرچشمہ ہے۔

آں راز کہ در سید زمان است نہ وعظ است بر دار توں گفت و بہ منبر نتواں گفت  
لغت : زمان: چمپا ہوا۔ دار: سولی۔ حیز: وہ چمپا ہوا سانپ جس پر چڑھ کر دھکا کرتے ہیں۔

ترجمہ : وہ راز جو میرے بچے میں غفل ہے وہ کوئی وعظ نہیں ہے کہ اسے منبر پر چڑھ کر سنایا جائے، وہ تو سولی پر ہی چابی لٹکا ہوا ہے۔ راز سے مراد راز حق یا حقی بات ہے جسے سرعام بیان نہیں کیا جاسکتا۔ منصور نے اسے کیا بیان کیا؟ حق کہا تو اسے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ بھول صاحب کی بات آزار کا باعث بنتی ہے، جب حرف حق بلند ہوا تو وہ دور ہی جاتا ہے۔

گفتار راست باعث آزار می شود چو حرف حق بلند شود داری شود  
مخالف کا ایک صوفی شاعر طبعی شاہ کہتا ہے۔

کج آنکھیاں بھائیڑ لدا اے

(کج کہنے سے آنکھ کا طوق اٹھ کر آتا ہے)

کارے عجب افتو بدیں شیفتہ مارا موسن نہ بود غالب و کافر نتواں گفت  
لغت : شیفتہ: دھوکہ۔ کارے: عجب اللہ! ایک عجیب کام آچا ہے، واسطہ آچا ہے۔

ترجمہ : اس دھوکے (یعنی غالب) سے نہیں کچھ عجیب واسطہ پڑ گیا ہے، غالب موسن تو نہیں ہے لیکن اسے کافر بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اگرچہ ظاہر طور پر غالب میں موسنوں والی کوئی بات نہ تھی اور اس نے موسن ہونے کا کبھی دعویٰ بھی نہ کیا تھا، چنانچہ اپنے مقدمے میں اس نے جج کے سامنے خود کو آدمی مسلمان کہا تھا یعنی میں شراب پیچا ہوں، میں نہیں کھیتا، تمام اس کے بعض اشعار جو اسے اس کی دین سے وابستگی کا پتہ دیتے ہیں۔

## غزل # 35

اندوہ ہے دانے دوس پر کلاہ فرد ریخت چوں برگ شقایق بگر از نالہ فرو ریخت

لغت : اندوہ: ہمارا ہوا اہلیا ہوا۔ کلاہ: کھانا۔ فرد ریخت: بچے گر گئے۔ شقایق: مرغ عقیدہ اللہ بھول۔

ترجمہ : داناؤں (انسانوں) سے لیے ہوئے دو تین کلوٹے بچے گر گئے۔ ہمارے فریاد کے سبب ہمارا بگر لالہ کی چشموں کی طرح بچے گر کر بکھر گیا۔ یعنی محبوب کی ہے تو قہری اور ہر قسم کے خلاف فریاد کی پیش نے ہمارا بگر جانے کے رکھ دیا۔

آتشکدہ خوی تو لازم کہ از طوفان رنم شرور و داغ گل دلالہ فرو ریخت

لغت : خوی تو: تیری جلالت، عظمت، مزاج۔ رنم: میں نے بھڑک اٹھی۔ (ادب جلی)

ترجمہ : میں تجھے آتشکدہ مزاج، یعنی گرم مزاجی، یاد دلاتا ہوں کہ جب بھی میں نے اس کی کسی طرف سے چنگاریاں دور داغوں کی بھڑک اٹھی تو وہاں سے گل دلالہ گرے، یعنی دوست کی گرم مزاجی میں بھی عاشق کے لیے ایک لطف کی بات ہے، جیسے اس کے سامنے پھول گر رہے ہوں۔

بر سادہ دلانت بہ وفا جلوہ ہمی داور بیدار تو آب از سرخ دلالہ فرو ریخت

لغت : سادہ دلانت: تجھے سادہ دل، یعنی سادہ لوح عاشق۔ آب از سرخ فرو ریخت: پانی چہرے سے نیچے کر گیا یعنی اس کی آمد جاتی رہی۔ دلالہ: مستحق کی صفات بیان کرنے والی۔

ترجمہ : تجھے سادہ لوح عاشقوں کے سامنے دلالہ تیری وفا کی تعریف کر رہی تھی، لیکن تجھے جو دھم نے اس (دلالہ) کی آمد کھودی، (دلالہ) شرمندگی سے اس کے چہرے پر پھیند آگیا۔ مراد یہ کہ اس کی یہ صفت سرانی محض ایک قریب خدا

لغت : زک: ذکر، پرسم: خبر، عمر: گزشتہ، سلق: بہ قدر، پادہ: وہ سادہ فرو ریخت

لغت : زک: ذکر، کس سے۔۔۔ قدر: خیال۔۔۔ کنتم: میں نے کہا میں نے سوا۔

ترجمہ : میں اس سوچ میں تھا کہ میں اپنی عمر گزشتہ کے بدلے میں کس سے ملوم کروں کہ سلق نے پیالے میں دس سال پرانی شراب ڈال دی۔ دس سال پرانی شراب کا مطلب ہے کہ وہ جو خفیہ پی دی رہی، انعام کسی نے اسے اتھوڑ لگا، قند سلق نے جو پیالے میں یہ شراب ڈالی تو اسے یہ جتنا قصور تھا کہ تیری زندگی کا بھی حصہ اس شراب، وہ سادگی طبع حصول گذر گیا، ضائع ہو گیا۔

بے سنی نگہ، مستی آں چشم فسونگر خونم بہ سیہ مستی دنہاہ فردر ریخت

لغت : سنی: کوشش۔ چشم فسونگر: جلوہ گر آنکھ، ہر آنکھ۔ دنہاہ: سرے کی نگہ، آنکھ سے باہر نکلتی ہوتی ہے۔

ترجمہ : آنکھوں کی کوشش کے بغیر بے سنی آنکھوں کی مستی نے اپنے دنہاہ کی سیاہ مستی (دنہاہ) سے میرا خون گرا دیا۔ محبوب کی آنکھیں بہت مست ہیں جس کی وجہ سے لہو، کام نہیں کر رہی، لیکن ان پر لگی سرے کی لکیری نے عاشق کا گویا کام تمام کر دیا، یعنی اس سے پہلے کہ عاشق، محبوب کی مست آنکھوں کے مدد سے دہری جانے، سرے کی سیاہ مستی ہی پر وہ قربان ہو گیا۔

مشاطہ بہ آرائش آں حسن خدا داد گل در چمن و قند بہ رنگار فزو ریخت

لغت : مشاطہ: دوسری عورتوں کو چھلنے اور آرامت کرنے والی عورت۔ حسن خدا داد: ایسا فطری حسن جو ظاہری آرائش و زیبائش سے بے نیاز ہو۔۔۔ قند: شیرینی۔

ترجمہ : اس یعنی تجھے حسن خدا دادی آرائش و زیبائش کے وقت مشاطہ نے پھول توپوں میں پیچک دینے اور شیرینی بکال میں (یعنی بہت دور) پیچک دی۔ مطلب یہ کہ۔۔۔ حاجت، مشاطہ غیبت، رو سنے، دل آرام

نہیں تھک زوار کا جسے خوبی خدا نے دی

با موج خرامش سخن از پادہ گوئید کلب رخ این جوہر سیالہ فرو ریخت

لغت : خرامش: اس کا نامہ اس کی رفتار۔۔۔ گوئید: مت کہو۔۔۔ جوہر سیالہ: بر جالنے والا جوہر، شراب۔

ترجمہ : اس کی موج تمام کے سامنے شراب کی بہت مت کہو، کیونکہ اس موج تمام نے اس جوہر سیالہ کی آمد گھنٹی ہے۔ یعنی محبوب

نہ مست رہا میں حاشی کے لیے جو نکلے وہ شرب میں بھی نہیں۔ (بغل شاعر)

رفتار تری سے گا برستا ہوا بدل جس راہ سے گزروے تو وہی راہگز مست

چوں انجم و خورشید ز برق دم گرم شیرازہ جمیت تجملہ فرد ریخت

نعت : انجم : جمع نجم مستلزم دم گرم : میری آنکھیں آہیں سانس۔ شیرازہ : بدخشی بندھے ہونے کی حالت تری بندی۔ تجملہ : جھلک کی گرمی سے لہو لپٹنے والے پھلنے والے۔ جمیت : اکٹھا ہونا۔

ترجمہ : میری آنکھیں ناسوں (آنہوں) کے پھٹ تجملہ کی جمیت کا شیرازہ ستاروں اور سورج کی طرح نکلنے کے رو گیا۔ راہوں کے حوالے سے ستاروں کی بات کی ہے۔ یعنی میری آہوں میں اتنی بخش و گرمی تھی کہ یہ دانے جل کے رہ گئے۔

رنگ خط روے تو گر افشرد بدیں رنگ جینی کہ مر از دائرہ ہلا فرد ریخت

نعت : خدا روے تو میرے چہرے کا سبز و آفتاب وانی کی طاعت ہے۔ افشرد : چمڑا۔ بدیں رنگ : اس طرح۔ جینی : توبہ کیے یعنی توبہ کیے گا۔ ہلا : وہ دائرہ جو زمینی عمارات کے سبب چاند کے گرد ظاہر ہوتا ہے۔

ترجمہ : میرے چہرے کے سبز و آفتاب کی اگر یہی کیفیت رہی تو تو دیکھے گا جینی وہ وقت آنے والا ہے جب چاند ہلا کے دائرے سے بچے اگرے گا۔ محبوب کے سبز و آفتاب سے اس کا شہنشاہی طرح متاثر ہوا ہے اور اس کے چہرے پر یہ خط و لکھن دکھائی دیتا ہے جیسے چاند کے گرد ہلا ہو۔ محبوب کا چہرہ چاند ہے اور سبز و آفتاب۔

در قالب نثار اثرش پردہ کشا شد خاک کے کہ قضا در تن گوسالہ فرد ریخت

نعت : قالب : وضاحت۔ پردہ کشا شد : پردہ کھولنے والا۔ نثار : نثار کرنے والا۔ گوسالہ : گائے کا مچھڑا۔ ترجمہ : قضا نے مجھ کے جسم میں جو خاک گرانی تھی اس کے اثر کا لازماً مجھ کے وضاحتی کی صورت میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی یہ علامتیں گائے کے مچھڑے کی ہیں وہی علامتیں ظالمی ہو جاتی ہیں۔

دزدیدہ سر اہل سخن از نیم تو غالب گوئی رگ ابر قلمت ڈالہ فرد ریخت

نعت : دزدیدہ : سر چھپائے ہوئے۔ رگ : رگ قلمت : میرے قلم کے بدل کی رگ۔ ڈالہ : ادا ہونے کے چھوٹے چھوٹے۔ ترجمہ : اے غالب میرے اہل سخن اپنے سر چھپائے ہوئے ہیں۔ گویا قلم کے بدل سے اولے برس رہے ہیں۔ قلم یعنی اپنی تعریف کا شعر ہے۔ یعنی غالب کی شاعری ایسی عظیم شاعری ہے کہ دوسرے شعرا اس کا مقابلہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔

## غزل # 36

خواست گزار نجد و تقریب رنجیدن نہ داشت جرم خیرا ز دوست سیدیم در سیدان نہ داشت

نعت : خواست : اس نے چاہا۔ رنجید : ناراض ہو۔ تقریب : موقع۔ جرم : سیدیم ہم نے پوچھا۔ سیدان نہ داشت : پوچھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

ترجمہ : دوست نے ہم سے ناراض ہونا چاہا لیکن اس کے پاس اس کا کوئی بلات نہ تھا ناراض ہونے کا کوئی موقع نہ تھا۔ (دوسری طرف) ہم

لے دوست سے رقیب کی غلامی بھی تو اس بہت ناکولی جواز قلم بین دونوں طرف سے ہے گل و موخ اور کسی چرا کے بیلیا نہیں ہوئی۔  
 آند و از غنچی جا جبر پڑ جیسی کرد و رفت بر خود از ذوقی قدوم دوست باییدن نہ داشت  
 الفت : غنچی جا محفل میں جگہ کی کمی۔ جبر پڑ جیسی کرد : پیشانی پر تل ڈال لینے (شعبے کی حالت)۔ قدوم دوست : دوست کی آمد۔۔۔ بر خود بایدن : اپنے آپ پر چڑھنا۔

ترجمہ : میرا دوست محفل میں آیا لیکن وہاں غنچی جا کی بنا پر وہاں سے تل ڈالنے (یعنی شعبے کی حالت میں لوٹ گیا)۔ اصل محفل میں تھا کہ وہ اپنے دوست کی آمد کی خوشی میں خود پر چڑھنا چاہتا تھا جبکہ اس محفل میں اس کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ لیکن اپنے دوست کو وہاں نہ پا کر وہ غنچی جا کے بدلے لوٹ گیا۔

شد فگار از نازی چنواں کہ رفتارش نہ ماند نازیں پایش بہ کوے غیر بوسیدن نہ داشت

لفت : فگار : زخمی۔ چنواں : اس قدر اس حد تک۔۔۔ نازیں پایش : اس کے نازک پاؤں۔۔۔

ترجمہ : نازی کے باعث اس کے پاؤں اس حد تک زخمی ہو گئے کہ اس میں چلنے کی صحت نہ رہی اور یوں اس کے نازیں پاؤں کو یہ موقع میرے آسنا کہ وہ کوچہ رقیب کو چوم لے۔ محبوب کی اختلائی نواکت کی عکاسی کی ہے۔

گل فراواں بود سے پڑ زور دو شم بر سلا خود بخود پیانہ کی گردید و گردیدن نہ داشت

لفت : فراواں : کثرت سے، بکثرت۔۔۔ دو شم : کل میری۔۔۔ سلا : فرش، مگر کا سبب، مروجہ غلطی۔۔۔ کی گردید : گردش کر رہا تھا۔۔۔ پیانہ : جام۔۔۔ گردیدن : مواد واپس نہ آنا پلٹ کر نہ آنا۔

ترجمہ : کل رات میرے طوط خالے میں پہلے فرش پر بکثرت بھرے پڑے تھے اور شراب اس قدر بخور تھی کہ پیانہ خود بخود گردش کرنے لگا اور اس کے واپس آنے یا پلٹ کر آنے کی بات نہیں بن رہی تھی۔

دیر خواندی سوے خوش و زود فہمیدم در بچ بیش ازیں پایم ز کرد را و جبین نہ داشت

لفت : خواندی : قوتے پایا۔۔۔ زود فہمیدم : میں جلد سمجھ گیا۔۔۔ در بچ : الموس۔۔۔ جبین : تل کھانا بچ و آب کھانا۔

ترجمہ : قوتے مجھے (خاصی اور کے بعد پایا اور میں جلد سمجھ گیا کہ اس سے جو متحد کیا ہے لیکن الموس کہ میری ناکوں میں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ وہ اس سے زیادہ راستے کی گرد میں تل کھا سکیں یا بچ و آب کھا سکیں۔ یعنی عاشق، محبوب کی راویں چلتے چلتے اس قدر خست اور تھکا تھکا ہو گیا کہ اس کے لیے چٹا گولا دھڑک رہا تھا۔ محبوب کو اس بہت کاظم ہو گیا اور اس نے بدلنے سے اسے اپنی طرف بلا لیا لیکن اس کی حالت مزید خراب ہو گئی، عاشق نے عذرت کر لی۔

جوش حسرت بر سر خاکم زبیں جا تنگ کرد ہم چو نبض مرودہ دود شمع بجنبدن نہ داشت

لفت : زبیں : ازبیں بہت زیادہ۔۔۔ نبض مرودہ : ایسی نبض جو چل نہ سکے۔۔۔ بجنبدن : جلنا۔

ترجمہ : میری خاک یعنی قبر حسرتیں اس قدر جوش مار رہی ہیں، یعنی ان کی کثرت ہے کہ وہاں جگہ تنگ ہو گئی ہے، چنانچہ صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ میری قبر کی شمع کا دھواں بھی مرودہ نبض کی طرح جلنے سے رو گیا ہے۔ یعنی میری قبر حسرتیں چلتی ہوئی ہیں اور اتنی جگہ نہیں کہ وہاں شمع جل سکے۔

گر منافق وصل ناخوش ورموافق بھر تلخ دیدہ داغم کرد روے دوستاں دیدن نہ داشت

لفت : دور : داکر اور اگر۔۔۔ موافق : ساتھ دینے والا، موافقت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ (محبوب) موافق ہے (یعنی کتا کتا کرنا کہہ رہا ہے) تو اس کا اصل اہمیا نہیں یا نہ کہہ دینے والا ہے اور اگر وہ موافق ہے تو اس کے جہر میں تکیوں ہی تکیوں ہیں۔ اس احساس کے نتیجے میں بھی آنکھیں جل گئیں اور چوں میں دوستوں اور اسباب کا چہرہ دیکھنے سے غروم ہو گیا۔ مولانا حلی نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ "دوستوں کا نہ دیکھا اور ان سے حشر پیدا کرنا نہیں چاہئے تھا کیونکہ جو موافق ہیں ان کا کلام ناگوار ہے اور جو موافق ہیں ان کی بدالی ملتا ہے۔"

مرد قوم از امانت ہرچہ گردوں بر داشت      ریخت سے بر خاک چوں دو جام گنجیدی نہ داشت  
نعت : امانت : قرآنی مجمع ہے جس کے موافق قربان خداوندی ہے۔ ہم نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت رکھی لیکن انہوں نے اسے امانت سے انکار کر دیا اور اس سے خوف زدہ ہو گئے جبکہ انسان نے اسے امانت رکھنا نہ چاہا، رشک و عاقل اور جاہل ہے۔۔۔ بر داشت : نہ امانت، نہ رکھنا۔۔۔ گنجیدی : سلاخ۔

ترجمہ : قوم نے وہ ہر امانت امانت امانت کی تک آسمان نہ اسکا۔ دوسرے لفظوں میں جو شراب، جام میں نہ سلائی وہ خاک پر گر گئی یا اگر ادا کی گئی۔ گویا آسمان، زمین اور پہاڑ کو تو اصل معیت سے نوازا گیا لیکن امانت بھی چیز انسان کے لیے ناممکن دی۔ حلی نے امانت ذکر کی ہیں بات کی ہے۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید      قرہ قل نام من دیوانہ زود  
آسمان بار امانت نہ امانت چنانچہ قرہ قل ہم دے اے یعنی انسان کے نام نکلا۔ میر کے مطابق۔

کی عرض جو متاع امانت ازل کے بیج      جب اور لے سکے نہ، خریدار ہم ہوئے  
سدا نے اشاروں میں بات کی ہے۔

مرا گنہ خواست ار ملامت تو یرم      کہ عشق بار گراں بود من ظلم و جہول  
راکرم میں تیری ملامت امانت یا یہ ہوں تو قصور میرا چاہے کیونکہ عشق امانت ایک مست بیماری جو جہاد میں قصور ظلم و جہول۔

گر نیم آزلو خود را در تعلق با شتم      سود زیر کوہ دلائے کہ بر چیدن نہ داشت  
نعت : نیم : میں نہیں ہوں۔۔۔ با شتم : میں نے ہار دیا، میں ہنس گیا۔۔۔ سود : گھس گیا۔۔۔ بر چیدن : اٹھانا، تعلق ختم کر لینا۔

ترجمہ : میں اگر آزاد نہیں ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خود کو تعلق میں ہار دیا تھا یعنی دنیاوی ملاق میں الجھ کر رہ گیا۔ جو دامن اٹھانا نہ کیا وہ پہاڑ کے لیے اگر گھس گیا یعنی انسان اپنی عظمت کے لحاظ سے باغیر غائب ہو رہا ہے وہ دنیاوی ملاق سے دور رہتا۔ دامن کا پہاڑ کے لیے اٹھانا اگر گھس جاتا مجبوری کی علامت ہے۔ میر نے افسانہ مجبوری کا ذکر کیا ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے تنہا کی      چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو حبشہ نام کیا  
نامرادی بود نوے آہو غالب، دریغ      در ہلاک خویش کو شیدیم و کوشیدیم نہ داشت

نعت : نوے : ایک طرح کی۔۔۔ کوشیدیم : ہم نے کوشش کی۔۔۔ کوشیدیم نہ داشت : کوشش یا بات نہ تھی۔

ترجمہ : غالب : ہم نے اپنی طاقت کی بھرپور کوشش کی لیکن بات نہ بن سکی، یعنی ہماری کوشش بے فائدہ رہی، افسوس کہ ہمیں اپنی اس نامرادی (یعنی ناگاہی) کو اپنی آہو سمجھ لینا چاہیے۔ حالات سے مجبور ہو کر انسان اپنے دل کو تسلی دینے کی خاطر اپنی ناگاہی کو جو بوجہ کمالی سمجھ لیتا ہے۔

موزل #37

ہیں کہ درگلی و مل جلوہ گر برائے تو کیست؟ مپوش ویدہ زحق طالب رضائے تو کیست  
 لغت : مل : شرب۔ مپوش : مت و صاف مت بند کر۔۔ کیست : کون ہے۔۔

ترجمہ : ذرا دیکھ! خود کہا کہ پھول اور شراب میں کون تیرے لیے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے، تو حق سے انھیں مت بد کہنا، پھر اس دیکھ کہ تیری مرضی کا طالب کون ہے (تیری مرضی یا تیری خواہش کو پورا کرنے والا کون ہے)۔ اس کا نظاوت کا ذرہ ذرہ اس ذات حق کے جلوں کی قیادہ ہے، بس ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بقول سعدی!

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر ورقے و فرشتے معرفت کردگار  
ایک صاحب شعور و دانش کے لئے سبز ورقوں کا ایک ایک پتہ اس ذات کی معرفت کا ایک پتہ فرشتہ ہے۔

چہ ناکسی کہ ز درد فراق می غلی غلی رسی کہ دریں پرده ہمنواسے تو کیست  
 گفت : چہ ناکسی تو کتنا گھٹیا ہے۔ غافل ہے۔۔۔ می غلی غلی دلداری کر رہا ہے۔۔۔ غلی رسی تو نہیں پہنچتا یعنی بات کی۔۔۔ تک نہیں پہنچتا

ترجمہ : تو اس قدر جانتی ہے کہ بھر کے دکھ پر تلے ولاری یا گریہ ولاری کر رہا ہے۔ تو اس بات کی یہ تک پہنچنے کی کوشش میں کرنا کہ اس پہلو سے میں تمہارا ہم نوا کونسا ہے۔ یعنی انسان اس ذات حق کی تلاش میں سرگرداں ہے اور اس کے بظاہر نہ ملنے پر اسنو، خاطر ہے، جبکہ اس ذات کا یہ قربان ہے کہ "میں انسان کی شہ رگ کے قریب ہوں، تم مجھے کاروں میں اس کا جواب دوں گا" گویا وہ انسان کا بہتر ہے۔

کلید بستی ت غم، بھوش اے دل تو گر چین نہ گدازی گرہ کشائے تو کیست

علت : کلید : چابی، سنجی۔۔۔ بھگی : بند ہونے کی حالت، ٹھن۔۔۔ گرہ کشہ : مواد اس ٹھن کو دور کرنے والا۔۔۔ جنیں نہ گوازی : قویوں میں۔۔۔

ترجمہ : اے دل تیری جو گھٹن ہے اس کی چلی یعنی اسے دور کرنے کی چلی، فم ہے۔ تو طوفان بہا کر یعنی غموں کا طوفان اٹھا۔ اگر تو اس طرح یعنی فم سے اگلا لائن ہو گا تو پھر تیرا گرو کشا کوں ہے، اگر یہ مشکل حل کرے گا۔ غالب ہی کے بقول:

رہج سے خوشگوار انسان تو مٹ جاتا ہے رنج

مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گھٹیں

تو آشنای کہ ای خواجہ و آشنائے تو کیست

نہایت : نہ فروشی نہ بیچا یعنی نہیں کرتا۔۔۔ عشاء اے نہ فری : کوئی غزوہ نہیں فرید تہ راو نہیں جتا۔ کہ ای : کس کا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے ہونٹوں پر نہ تو کسی مستحق کا یعنی اس کے ظلم و جور کا کوئی شکوہ ہے اور نہ تو کسی کے جڑوں اور اسی کا درد ہے۔ تو پھر تو یہ تو کیا کہ تو کسی کا آغوش ہے اور تیرا آغوش کون ہے؟ خواجہ کا لفظ ازراہ تلفظ استعمال ہوا ہے۔ مراد مخاطب ہے۔ یعنی جو نہ تو کسی کا بھرا ہے اور نہ اس نے کسی کو اپنا کیا ہے بھلا اس کی زندگی میں کیا لطف ہو گا۔

موترا کے موج گل ناگر بود دریاہ کہ غرق غلوں پہ در پوستل سراے تو کیست

نکتہ: سوجھ بوجھ کی کثرت۔۔۔ دریا بہنے والے و معلوم کر۔۔۔ جو سناں سرتہ پانچ۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تو اب کوئی نیک چھوٹوں سے لدا ہوا ہے، ذرا یہ تو دیکھ یا معلوم کر کہ تجھے یہ مسئلہ کے دروازے پر خون میں ڈوبا ہوا کون

جڑا ہے۔ محبوب کی بے نیازی وہ بے اعتدالی کی بات ہے۔ یعنی خود تو وہ پہلوؤں سے لہا پھندا ہے لیکن اسے عاشق کے خون میں نہانے کی کئی خبر نہیں۔ گل اکل رنگ کا پھول، دھور خون کی سرخی میں یکہ نیست بھی ہے۔

بلا بہ صورت زلف تو رو بہ ما آورو بہ بندر محضی دہریم، جھکائے تو کیست  
لغت : بلا : مصیبت۔ محضی : دشمنی۔ رو بہ ما آورو : ہماری طرف رخ کیا۔

ترجمہ : مصیبت نے میری زلفوں کی صورت میں ہماری طرف رخ کیا، ہم پر دھور ہوئی، ہم تو نہانے کی دشمنی کی قید میں پھنسے ہوئے ہیں، بھلا میرا جھکا عاشق، قیدی، کون ہے۔ یعنی میرے عشق کے سبب ہم تو دنیا کی مصیبتوں میں لکڑ کر رہ گئے۔ یعنی ہماری حالت تو یہ ہے کہ اور بھی غم ہیں نہانے میں محبت کے سوا راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا بھلاہ کون خوش بنتے ہے جو صرف میرے عشق ہی کا غم لیتے ہوئے ہے۔

تراست جلوہ فراواں دریں بساط، ولے حریف پلہ سے خوارہ آزمائے تو کیست  
لغت : فراواں : ست، کثرت۔ بساط : فرش، مہر، بزم۔ پلہ سے خوارہ آزمائے : شراب خوار کو آزمائے، دلی شراب۔

ترجمہ : اس بزم میں میرے جلوہ کی کثرت و فراوانی ہے، لیکن میرے سے خوار کو آزمائے، دلی شراب کا حریف کون ہے؟ یعنی کون ہے جو میرے ہن جلوہ کی تک لاسکتا ہے۔ اس کا جواب واضح ہے کہ کوئی نہیں ہے۔

ز وارثان شہیداں ہر اس؟ یعنی چہ؟ قوی است دست قضا کشتہ اوارے تو کیست  
لغت : ہر اس : خوف، ڈار۔ کشتہ اوارے تو : میری اداؤں کا لہا ہوا۔ یعنی چہ؟ کیا مطلب، کیوں، کیا۔

ترجمہ : شہیداں یعنی شہیدان عشق کے وارثوں سے خوف و ہراس؟ کیا مطلب؟ یعنی شہید کے وارث جو قصاص لیتے ہیں، اس کا ڈار خوف ایہ تو قصا کے ہاتھ قوی ہیں، بھلا میری اداؤں کا شہید کون ہے۔ یعنی اگر میری اداؤں پر کوئی مرچا ہے تو اس میں تمہارا قصور ہے جو تجھے قصاص کا ڈار ہے یہ تو سارا کام قصا کا ہے، بھول شاعر۔

کسی بہت کی ادا نے مار ڈالا بہانے سے خدا نے مار ڈالا  
بہ انتظار تو درپاس وقت خوشم فریب خوردہ نیرنگ وعدہ ہائے تو کیست

لغت : پاس : لگاؤ، خیال۔ نیرنگ وعدہ : وعدوں کی جیب و فریب کیفیت۔ خوردہ : خوردہ، جو دھوکے میں آیا ہو۔

ترجمہ : مجھے تو میرے انتظار میں اپنے وقت کا پاس ہے۔ میرے جیب و فریب وعدوں کا فریب خوردہ کون ہے؟ یعنی ہم اگر میرا انتظار کرتے ہیں تو یہ کیفیت ہمارے لئے سرت و شکنجہ کی کامیابی ہے، ہم میرے وعدوں کے فریب میں نہیں آتے۔ "فریب خوردہ کون ہے؟"۔ یعنی کوئی اور ہو گا ہم نہیں ہیں۔

زالال لطف تو سیرابی ہوساکن کچے بہیں کہ جگر نقشہ بھائے تو کیست  
لغت : زالال : بھٹا اور شفاف پانی۔ ہوساکن : حریف، حاکم۔ کچے بہیں : زراں، نکو۔

ترجمہ : میری ہوساکن کے زالال سے اہل ہوس کی تو سیرابی ہوئی ہے، یعنی ان کی خوشی کا سلسلہ ہوتا ہے، لیکن اس بہت کا بھی زراں جاتا رہے کہ میری بھٹاؤں کا جگر نقشہ بچا سا کون ہے۔ اہل ہوس تو میری نوازشت سے خوش ہوں یا خوش ہوں کے لیکن ہمیں میری بھٹاؤں ہی میں لطف و خوشی ملتا ہے۔

ترا ز لال ہوس ہر کچے بھائے من است تو خداے تو شاہم، مرا بھائے تو کیست

لغت : تو خدا ہے تو تجھے خدا کی قسم۔ شاہ: میرے بادشاہ، میرے بادشاہ حسن۔

ترجمہ : میرے لیے اہل ہوس میں سے ہر کوئی میرے جیسا ہے۔ لیکن تو مجھے بھی اپنے اہل ہوس میں شمار کرتا ہے انگوٹیاں بھی اہل ہوس ہوں۔ میرے بادشاہ تجھے خدا کی قسم زرا یہ تو جانتا کہ میرے لیے میرے سوا اور کون ہے؟ لیکن میری تمام تر توجہ تو صرف اور صرف تیری ہی طرف ہے۔ صرف تو ہی میرا محبوب ہے۔

فرشتہ معنی "من ربک" نفی فہم بہ من بگوئی کہ غالب بگو خداے تو کیست لغت : "من ربک"؟ تیرا رب کون ہے۔

ترجمہ : اے فرشتے! میں "من ربک" کے معنی نہیں سمجھتا تو مجھ سے یہ پوچھ کہ میں غالب! میرا خدا کون ہے؟ قبر میں منگر کبیر سو سے سوال کریں گے۔ ایک سوال یہ ہے کہ "من ربک"۔ غالب نے لطیفہ یہ پڑا کیا ہے کہ میں مل نہیں جانتا تو تیری میں پوچھ۔ سوال مجھ بھی کیا ہے اور نہ سمجھنے کی بھی بات کر دی ہے۔

### غزل # 38

یہ دادی کہ در آں خضر را عصا خفت است بہ سینہ یی ہرم رہ اگرچہ پا خفت است

لغت : عصا خفت است: عصا کو گایا ہے لیکن درختی اور لاشی، بیکار ہو گئی ہے۔ یی ہرم رہ راستے کرنا ہوں۔ پا خفت است: پاؤں سو گئے ہیں، چلنے سے رہ گئے ہیں۔

ترجمہ : جس دادی میں خضر کا عصا سو گایا ہے وہاں میں سینے کے بل چلی کر راستے طے کرنا ہوں اگرچہ میرے پاؤں سو گئے ہیں۔ خضر بھولے بھولوں کو راستہ دکھاتے ہیں، گویا وہ رہنما ہیں۔ یہی دادی سے مراد وہی عشق ہے جس میں ایک عاشق ہی سزا کر سکتا ہے (یعنی سزا عطا کرے اور خضر سے سفر کرنے سے عاجز ہیں۔

بدیں نیاز کہ باتست، نازی رسد م گدا بہ سایہ دیوار پادشا خفت است

لغت : باتست: تھ سے ہے۔ نازی رسد م: مجھے ضرورت ہے۔ پادشا: پادشاہ یعنی ضرورت کے وقت مدد فرما دے۔

ترجمہ : یہ وہ مجھے تھ سے نیاز مند ہے (یعنی میں وہ عاجزی کا اظہار کرنا ہوں تو) مجھے اس پر غور ہے۔ بس ہیں کچھ لو ایک گدا پادشا کی دیوار کے سائے میں سوا ہوا ہے۔ خود کو گدا کہتا ہے اور محبوب کو پادشا کی دیوار کا سایہ، جو گدا کے لیے ہلاکت ہے۔

بہ صبح خشر جنین خست، رویہ خیزد کہ در شکایت درو و غم روا خفت است

لغت : جنین: ایلا۔ خست: زخمی تیار۔ رویہ: زلت کا اظہار ہوا۔ خفت است: مراد قبر میں سو گیا ہے۔

ترجمہ : ایسا شخص جو ہر طرح اپنی خست حالی کے سبب دکھ درد کا شکار کرنے اور دعا کے غم میں کھو رہا ہو اسی حالت میں قبر میں جاسا (امریکا) وہ روزِ محشر روایا ہو کر اٹھے گا۔ سچا عاشق ہر طرح کے شوق و شکایت سے دور رہتا ہے بلکہ اسے اسی میں سکون ملتا ہے۔ اس کے برعکس ہر وقت درد و غم کا شکار کرنے والا خود کو بھی پہنچ نہیں اس لیے وہ گویا اپنی حالتِ غراب کرتا ہے۔

خروش حلقہ رنداں ز ناز میں پسرے ست کہ سر یہ زانوے زاہد بہ یارِ پا خفت است

لغت : خروش: شور و فغا۔ ناز میں پسرے: ایک خوبصورت لڑکا۔



ترجمہ : یہ چار راتوں کے حلقے میں شور مچا ہوا ہے تو یہ اس باعث ہے کہ ایک ظاہر صورت کو توڑنا زیادہ کے زائچہ پر مبنی ہوا ہے۔ نام نادر زائچہ راتوں کو اپنی کشتہ چٹخیں کا ٹکڑا ہاتھ دے رہے ہیں، لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ لوٹنوں سے مشت کرتے ہیں۔ یعنی "دیکھیں را صحت خود یہاں صحت"۔

ہوا مخاف دشب تار و بحر طوقاں خیز گشت نظر کشی و ناخدا غفقت  
 لغت : شب تار: رات اندھیری ہے۔۔ گشت نظر کشی: کشی کا لکڑت کیا ہے۔۔ ناخدا: ملاح۔۔

ترجمہ : ہوا مخاف جل دی ہے رات اندھیری ہے اور سمندر میں موجوں کا طوقاں اٹھ رہا ہے اور کشی کا لکڑت کیا ہے اور ناخدا سوا ہوا ہے۔ غالب کے پیش نظر یقیناً حلقہ کا یہ شعبہ رہا ہو گا۔

شب بگریک وجم موج گردا ہے چٹیں حاکل کجا دانند حال ما جسکاران ساطلا  
 (تاریک رات ہے، لہوں کا خوف ہے اور ایسا زبردست، سمندر رکوت بنا ہوا ہے، مہلا ساطوں پر بیٹھے بے فکران کو ہماری حالت کا کیا احوال، مسافر جس ٹوناگ صورت حال سے دوچار ہیں، اس کی عکاسی کی گئی ہے۔ اور اگر اسے سیاسی رنگ دیا جائے تو اس وقت تھا تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملت و قوم تو کھائی ہوئی زخموں کی عکاسی ہے، جبکہ رہنما ایذا دہان کام ہاتھلے لگ رہے ہیں۔)

غمت بہ شر شیطوں زبائل بہ بنگ غلق عس بہ خانہ و شر در حرم سرا غفقت  
 لغت : شیطوں: رات کو حمل کرے۔ بنگ: بنگا، گمراہ نکالے۔ عس: کوفیل، قہقیدار۔۔

ترجمہ : حیرانم یعنی غم بہت راتوں کو لوگوں کے گھروں پر حملے کر رہا ہے یا زائچہ کے ذہن رہا ہے لیکن یہ قہقیدار ہے وہ تو اپنے گھر میں اور بد شکلو اپنے حرم سرا میں مڑے کی فیز سو رہے ہیں۔ بد شکلو اور کوفیل کا کام ہے کہ وہ ان کو دیکھو کو کھجوں رکھے اور انہیں کھلی چھٹی لے دے لیکن محبوب ایک ایسا آدمی ہے جس کا غم بہت عشق کی خیمہ دھڑلے سے چرا رہا ہے اور وہ چاروں اس غم کے ہاتھوں راتیں جاگ کر گزار رہے ہیں اور یہ قیاد بخشنے والے ہیں وہ اس سے بے فکر سوئے پڑے ہیں۔

دلہم بہ سجد و سجود و روا لرزد کہ دزد مرطہ بیدار و پارسا غفقت  
 لغت : سجد: سجد۔۔ سجود: سجد۔۔ روا: چار۔۔ دزد: چور۔۔ دزد مرطہ: رڈین۔۔

ترجمہ : سجد، سجد اور چار کی حالت دیکھ کر میرا دل کھپ رہا ہے، اس لیے کہ رڈین تو بیدار ہے اور عہدت گزار آدمی سوا ہوا ہے۔ یعنی عہدت گزار یا پارسا کا کام ہے کہ وہ راتوں کو عہدت میں محو ہو جبکہ یہاں مسئلہ یہ ٹھس ہے، یعنی وہ بے خبر چار سوا رہا ہے، چور کے رات کو جاگنے کے معاملے سے نام نادر پارسا کو اس پر چوٹ کی ہے۔

ورازنی شب و بیداری من ایں ہمہ نیست ز بخت من خبر آرید تا کجا غفقت  
 لغت : ورازی: طویل ہو یا لمبی ہو یا۔۔ ایں ہمہ نیست: یکا سب کچھ نہیں ہے۔۔ خبر آرید: خبردار، معلوم کرو۔۔

ترجمہ : راتوں کا طویل ہو یا ناویرا ساری ساری رات جاگتے رہنا تو کوئی خاص بات نہیں ہے، تو را یہ معلوم کرو کہ میرا تعہد کہاں سوا ہوا ہے۔ عاشق کا رات کو جاگنا ہر کے غم کے سبب ہے اور چونکہ وصل کی کوئی توقع نظر میں آئی، اس لیے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا تعہد بھی گمراہی خیمہ سوا ہوا ہے۔

ہیں ز دور و جگر قرب ش کہ منظر را در بچہ باز و بہ دروازه اژدہا غفقت  
 لغت : جگر: مت تلاش کرو۔۔ منظر: گھر کی گلی میں دروازے کے باہر کا جگہ جس میں تین کھڑکیاں ہوتی ہیں۔۔

ترجمہ : تو بادشاہ کو اس دوری سے دیکھ لے اور اس کی قربت کا خیال چھوڑ دے، کیونکہ مہر کا درجہ تو نکلا ہے لیکن دروازے پر اثر ہوا سوا ہوا ہے۔ بادشاہ سے مراد بادشاہِ شمس ہے اور اثر ہوتا ہے مراد پاسان ہے۔ یعنی مہر خاص نگارہ پیش کر رہا ہے، جس سے ہی دیکھ لینا چاہئے اور بادشاہ کے قرب کا سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ کہ اس راہ میں سخت رکاوٹیں ہیں۔ لیکن ہے غالب نے اس وقت کے بادشاہ، بہادر شاہ ظفر کے محل کے مہر کو سامنے رکھ کر یہ شعر کہا۔

یہ راہِ فتنی من ہر کہ بنگر و دانہ کہ میر قافلہ درکاروں سرا غنقت  
لغت : فتنی، سونا۔ بنگر، دیکھے۔ میر قافلہ، قافلے کا سردار۔

ترجمہ : ہر کوئی بھی مجھے راستے میں سوا ہوا دیکھے گا وہ یہ جان لے گا کہ اس قافلے کا سردار، کارواں سرا میں سوا ہوا ہے۔ جب قافلے کا سردار غنیمت میں غرق ہو تو قافلہ کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ غالب کے ان دو تین شعروں کو اس دھج کی صورت حال کے پیش نظر، خواہ خواہ سیاسی رنگ دینے کوئی چاہتا ہے مراد یہ ہے کہ راجشاہِ غنیمت کا شمار ہیں اور قومِ دلت و بھاری کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

دگر ز اینکسی راہ و قرب کعبہ چہ خط مرا کہ ناز ز رفتار ماند و پا غنقت  
لغت : اینکسی، اس میں ہونا محفوظ ہونا۔ خط، لطف، سزا۔ ناز، اونٹنی۔ ز رفتار ماند، چلنے سے رہ گئی ہے۔

ترجمہ : اب جب کہ میری اونٹنی چلنے سے رہ گئی ہے اور خود میرے اپنے پاؤں سگئے ہیں، اگر راستہ محفوظ ہے اور کعبہ بھی قرب ہے تو مجھے اس سے کیا خوشی ہو سکتی ہے یا میں اس سے کیا لطف اٹھا سکتا ہوں۔ یعنی اصل بات مسافر کی است پر منحصر ہے، منزل کی قربت یا راہ کی اینکسی میں نہیں۔ بلکہ صحت مسافر ہی منزل کو پہنچاتا ہے۔

یہ خواب چوں خودم آسودہ دل دماں غالب کہ خست غرقہ بہ خوں خست است تا غنقت  
لغت : چوں خودم، تو مجھے اپنی طرح۔ آسودہ دل، پرسکون دل، مطمئن دل۔

ترجمہ : اے غالب! تو مجھے سوا ہوا دیکھ کر اپنی طرح آسودہ دل نہ چل، اس لیے کہ خست دل آوی تو سوا ہوا میں یوں لگتا ہے جیسے وہ خون میں ڈوبا ہوا سو رہا ہو۔ گویا زخمی دلوں کی غنیمت بھی ان کی نگاہی کی طرح باعثِ لذت ہوتی ہے۔

## غزل # 39

کشتہ را رشک کشتہ دگر است من و زخمی کہ بر دل از بکراست  
لغت : کشتہ، مارا ہوا۔

ترجمہ : مارے ہوئے (یعنی محبت کے مارے ہوئے) کو دوسرے کشتہ کا رشک ہے۔ میں ہوں اور وہ زخمی جو بکرے (انہوں) سے دل پر لگا ہے۔ یعنی دل اور بکرہ اگرچہ دونوں محبت کے کشتہ ہیں لیکن بکرے دل پر رشک کا زخم بھی لگا دیا ہے۔

رد اجزائے روزگار زہم روز و شب در قفلے یک دگر است  
لغت : رد، بھانجے ہیں۔ زہم، اذہم، ایک دوسرے سے۔ در قفلہ، پیچھے، عقب میں۔

ترجمہ : زمانے کے اجزاء ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہیں، یعنی ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح دن اور رات ایک دوسرے کے عقب میں ہیں۔

مستی انداز لغزش دارو جف پائے کہ آنکس ز مر است

قلت : لغرضیہ ایک پھلنی (کلمہ)۔۔۔ جینے المرس۔۔۔ اقل : اس کی حیثیت۔۔۔

**ترجمہ :** مستی میں غلوں کا سامنا ہوا ہے۔ افسوس ہے اس بات پر جس کی مصیبت کا باعث مرے، تھیں مستی تو سرس ہوئی ہے لیکن مست انسان کے پاس آگ لگانے نکلنے ہیں۔ گویا "مکرے کوئی بھرے کوئی" کا مکر جائے اور میں والا پکڑ جائے منجھ والا

تالہ را مال دار کرو اثر دل شخص دکان شیشہ مگر است

ترجمہ : اٹھارہ روز فراوانی اپنے اثر کے باعث بھلا ہو گیا ہے۔ یعنی محبوب کا خوش دل، شیشہ گر کی دکان میں گیا ہے۔ دوسرے اشعار میں اس کا دل شیشے کی طرح نرم ہو گیا ہے۔ (پتھر کی نسبت شیشہ نرم ہو تا ہے کہ ذرا پتھر اس پر چڑا اور وہ پتھر چادر ہو گیا۔ پتھر پتھر کے ٹکڑے میں شیشہ ایک فیصق (دھلت) ہے۔) اس طرح اس کی قیمت بڑھ گئی ہے اور اس کا ہی فرائد بھلا ہو گئی ہے۔

دوستان دشمن آمد و رفت تمام تیغ او تیز و خون ما در است

ملت : ہمام: کیشورنت۔۔۔ دراست: ضابطہ ہے، راہیں ہے، شمس کا کوئی قصاص نہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دوست ہی ہمارے دشمن ہیں، وہ نہ بخیر ہے اس محبوب کی تمنا رہ جو ہے اور ہمارا وطن وہاں ہے۔ جس کا قصاص نہیں ہے۔ یعنی ہمارے دوست ہی نہیں چاہتے کہ ہم اس کے ہاتھوں قتل ہوں جو ہمارے لیے خوش خلقی کا اسٹ ہے۔

عیب جو درپردہ او نوک کلم ز دشنہ تیز تراست

وقت : صبح چار : قصص تلاش کرنے والا : صبح ٹکائے والا :-- ویرانہ : اس کا بحال ہونا :-- تفکر : میرا فکر :-- وقت : صبح :--

ترجمہ: میرے قلم کی نوک، تجھ پر بھی نہیں زیادہ تیز ہے۔ (مجھ میں) ایسا قلم تلاش کرنے والے کا پرہیز اسی کا (نوک) قلم کا پچھلا ہوا ہے۔  
 حرفت: حرفتوں کی اس عیب جہلی کا راز میرے قلم نے فاش کیا ہے۔

محل و دس پردہ ای دل و جلی تیز آنچہ ملا تا نہ پردہ ای خبر است

نعت: محمد اے تو نے کہا ہے۔۔۔ آجیہ جو کہو۔۔۔ خیر مہروراز۔۔۔

ترجمہ : تو نے نہ صرف ہندوی عقل اور ہندو دین اڑا لیا ہے، بلکہ ہندو اہل دہن بھی بھین لیا ہے۔ اہیت ہندوی ایک چیز جو تو ہم سے نہیں بھاگتا اور خبر ہے۔ خبر سے مراد راز ہے۔ یعنی یہ سب کچھ جیسے کارا ز صرف ہم تک محدود ہے، دوسرا کوئی بھی، بلکہ تو خود بھی اس راز سے واقف نہیں ہے۔

شہ جرم وگدا لباس پہنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قطع کردند ام نظر است

نعت : حریر، ریشم۔ علامہ : ملک اور راجا کا نام الاز۔۔ قطع کر کے اس میں ۱۲ کا عدد قلم ۱۲۱ سے۔۔

ترجمہ : بادشاہ نے تو رستم کو پھاڑ مارا اور گدے پلاس کو اور میں نے جو قلعہ کیا ہے وہ خنجر ہے۔ قلعہ کہہ کسی چیز سے قلعہ بنا دیا۔ مگر نہ روکتا یعنی ہر کوئی خواہ وہ بیادشاہ کسی نے قلعہ قلعہ کر لیا ہے، میرے پاس صرف ایک خنجر ہی، سو میں نے اس سے قلعہ قلعہ کر لیا۔ وہ میرے لقموں میں ہر چیز سے قلعہ قلعہ کر لیا۔

مفت از دل نمی توای برداشت شکر ازو که تارے اثر است

ترجمہ: دل کا احسان نہیں اٹھایا جاسکے خدا کا شکر ہے کہ میرا دل دنیا ہے اثر ہے۔ یعنی اگر اس میں اثر ہو تو ظاہر ہے۔ یہ ہم پر دل کا احسان ہوتا۔ ویسے تو بغیر اقل۔ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، لہذا جو اس نے میرا دل پر کیا اسے اثر ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ

اسان سے چاہیہ۔ ہے اثری اس وجہ سے کہ عاشق نے دل کی کمرائی سے فریاد نہیں کی اور محبوب کے علم و دور میں بھی اسے لطف بھرا رہا۔  
 قفس و دام را گناہے نیست ریختن در نیاہل و پر است  
 ترجمہ: یہ جو ہل و پر کہ جاتے یا جھڑ جاتے ہیں تو یہ ان کی نظرت میں ہے، ان کے جھڑنے میں بھڑے یا جاہل کا کوئی قصور نہیں۔ مطلب یہ کہ جاہل یا قفس میں قید پرندہ ہر نکلنے کے لیے جب پر پاز بھڑاتا ہے تو قدرتی طور پر کچھ ہل و پر جھڑنے کے اور اگر وہ اس قید میں نہیں ہے تب بھی اس کے پر جھڑنے کے یہ امر بھڑے یا جاہل سے مخصوص نہیں ہے۔

ریزو آں برگ وایں گل افشاہ ہم خزاں ہم بہار در گذراست  
 لغت: ریزو آں: وہ یعنی خزاں کمرائی ہے۔ گل افشاہ: پھول نکھیتی ہے۔ آں: یہ، مولو موسم بہار۔۔۔ در گذراست: گزرا جانے والی ہوا ہے۔۔۔  
 ترجمہ: اس یعنی خزاں میں تو درختوں کی پودوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں جبکہ اس میں یعنی بہار میں پھول نکھرتے ہیں، طوب کھلتے ہیں، آہم دونوں کو بچا نہیں ہے۔

غم بھی گدھن ہے خوشی بھی گدھن  
 کم خود گیر و بیش شو غالب قطره از ترک خویشتن گمراست  
 لغت: کم خود گیر: خود کو حیران یعنی خود کو یا اپنی خوبی کو ترک کر دے۔ بیش شو: زیادہ ہو جا اپنی عزت و مرتبت میں اضافہ کر لے۔  
 ترجمہ: اسے غالب تو خود کو کمتر سمجھ لے اور اس طرح بیشتر ہو جا۔ (دیکھ لے کہ قطره اپنی ذات کو ترک یا غم کر کے موتی بن جاتا ہے۔ یعنی انسان اپنی خوبی کو ترک کر کے عقل حاصل کرتا ہے، جس طرح معمولی قلعہ بھی میں داخل ہو کر اپنا دروازہ کھولتا لیکن موتی بن جاتا ہے۔ صوفیائے خوبی کو ترک کرنے کا درس دیا ہے، کیونکہ یہ غرور و تکبر کی علامت ہے، جبکہ علامہ اقبال نے خوبی کے اور معنی لیے اور اسے بلند کرنے کا درس دیا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

## غزل #40

بند را رنہ سخن پیش گناہے ہست اندوہیں دیر کن میکدہ آتشاے ہست  
 لغت: رنہ: پیشہ، شامی جس کا پیشہ عاشق ہو۔۔۔ دیر کن: آتش پرستوں کی پرانی عہدیت گناہ۔۔۔ میکدہ آتشاے: ایک میکدہ بنی جانے والا۔  
 بہت شراب پیئے والا۔۔۔  
 ترجمہ: بند میں ایک رنہ پیشہ گناہ ہے جو گناہ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس دیر کن میں ایک ہر شراب خانہ بنی جانے والا بیخشاہ۔ آتش پرست شراب کو حلال سمجھتے تھے اسی بنا پر میکدہ کے لیے دیر کن گناہ۔ یعنی شامی میں غالب گم رہا اس کے ہم صوفیوں نے اس کی عقل کو تسلیم نہ کیا لہذا یہ گناہ۔

مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا مجھے

بھارتے خراب بھی اتنی میر نہ آئی جو اس کی خواہش کے مطابق ہوتی۔

خسروی پادہ دریں دور اگر کی خواہی پیش ما آئی کہ نہ جرمہ از جاے ہست

لغت : خسروی پادہ : خسرو پوج کی شراب۔ نہ جرمہ : جام کے نیچے بیٹھا ہوا قلعہ شراب۔

ترجمہ : اگر تجھے اس دور میں خسروی پادہ کی خواہش ہے تو ہماری طرف آگے ہمارے پاس ایک جام کا نہ جرمہ ہے۔ خسرو پوج کی سے نوشی اور میاشی مشور ہے۔ غالب نے اپنے دور میں عیش و نشاط کی کمی کی بات کی ہے یعنی اب وہ دور خسروی نہ گیا۔ اب اگر کوئی پینے پلانے کی طرف مروج ہے تو وہ ہم سارے ہست جس کے پاس گوچرہ قطرے شراب سہی تمام وہ پادہ خسروی کے جام سے پیو کر نہ کرے اور دش ہے۔

نہ از سوز درونم بہ رقم سوزت شد قاصد ار دم زند از حوصلہ پیچائے ہست

لغت : سوز و نہ : میرا اندرونی سوز۔ بہ رقم : کتنے ہوئے۔ ار دم : زندہ از حوصلہ : اگر حوصلے کا دعویٰ کرے۔

ترجمہ : میں محبوب کی طرف خط لکھ رہا تھا لیکن ہوا یہ کہ میرے سوز و نہوں کی سبب اس کی تحریر ہی جل گئی یا وہ خط ہی جل گیا۔ اب اگر قاصد حوصلے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر میری طرف سے محبوب کے لئے ایک (ذہنی) پیغام ہے۔ گویا عاشق کے جذبات و احساسات جیٹ تحریر میں نہیں آسکتے۔ ہاں اگر قاصد اس کے خیالات یا اس کی باتیں سن سکتا ہے، اس میں سننے اور آگے جا کر جاننے کی ہمت و طاقت ہے تو پھر ذہنی پیغام محبوب کو بھیجا جاسکتا ہے۔

چند و آزادی جلوبہ ہا را لازم کش بہ ہر سو کشے از چمن دایے ہست

لغت : چند : چھٹا۔ ہا : ایک فرضی پرندہ اس کا سایہ جس کے سر پر چاہئے وہ بادشاہین جاتا ہے۔ کش : کشے کہ اسے۔

ترجمہ : اے وہ اور اس کے لئے آزادی جلوبہ ہے، یعنی وہ اس لائق نہیں کہ اسے پھانسی کے لئے کوئی جیل بچائے، ہاں مجھے ہمارے ہاڑے کہ اس کے پھانسنے کے لئے ہر طرف جیل بچائے جا رہے ہیں اور اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہاکی تو کوئی اہمیت ہے اس لئے ہر کوئی اس کی طرف مروج ہے، ہاں کو کون نہ لگائے یا اسے بچوے کہ یہ بیکار کا سودا ہے۔ یہ بھی سنی ہو سکتے ہیں کہ جیل ہر دو قسم کے لوگ سے لگتی کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ اہل دانش و کمال کی کو دعویٰ سمجھنے میں سے واسطہ رہتا ہے۔

گفتہ اند از تو کہ بر سلوہ دلائل بخشائی بہتہ کاری است کہ بار طبع خائے ہست

لغت : بخشائی : توصیف کر دے۔ بہتہ کاری : مست : تجرہ کاری ہے۔ طبع خائے : ایک کچی خواہش یعنی جو چوری نہ ہو۔

ترجمہ : مجھے ہارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ تو سلوہ لوح کو کون کو صاف کر دیتا ہے یہ ہماری بہتہ کاری ہے کہ ہم طبع خام لینے ہوئے ہیں۔ طبع خام کے ہارے میں یہ قبیح رکھنا کہ وہ چوری ہو جائے گی، سلوہ دلی کی دلیل ہے کہ عاشق نے چر کہ محبوب کی مذکورہ صفت کا سن رکھا ہے، اس لئے یہ اس کی بہتہ کاری ہے کہ وہ طبع خام رکھتا ہے۔

کہ رخ آرائی و گہ زلف سیہ کتب دی یاد ناری کہ مرا تیرہ سرا نجامے ہست

لغت : آرائی : تو آراستہ کرتا ہے۔ کتب دی : کتب دی تو دل دیتا ہے۔ یاد ناری : یاد دہانی، تجھے یاد نہیں رہتا یا تو یاد نہیں رکھتا۔ تیرہ سرا نجام : سیارہ نجام۔

ترجمہ : تو کبھی اپنے چہرے کو آراستہ کرتا ہے اور کبھی اپنی سیاہ دھنوں کو دل دیتا ہے تو یہ بات یاد نہیں رکھنا کہ میرا نجام سیارہ ہے۔ یعنی تیری اس آرائش و زیبائش سے میرا دل برا ہو جاتا ہے۔ عاشق اس کے اس انداز پر گویا مر جاتا ہے۔

بے تو گر زیت ام تلخی این درو منجہ بگذر از مرگ کہ وابستہ بہ ہنگامے ہست

لغت : زینۃ امہ میں جیسا کہ میں نے زندگی بسر کی ہے۔۔۔ منجہ: توفیق یعنی اعزاز کر۔۔۔

ترجمہ : اگر میں تجربے بغیر زندہ رہا ہوں تو تو میرے اس دکھ کا اعزاز کرنے کے میں کیونکر اس حالت میں زندہ رہا۔ باقی رہی موت کی بات تو اسے چھوڑ دو کیونکہ موت کا ایک وقت ضرور ہے۔ یعنی یہ خیال مت کر کہ میں اب تک مرا کیوں نہیں، البتہ یہ دیکھ کہ اس غم بھر میں جس میں بڑی اذیت ہے، میں کیونکر زندہ رہا۔

کیست در کعبہ کہ رطلے زینبزم غلڈہ در گرد گل طبلد جامہ احرامے ہست

لغت : کیست : کون ہے۔۔۔ رطلے: شراب کا ایک پیمانہ۔۔۔ غلڈہ: جو اور کچھ دے تیار کر، شراب (کچھ) جو بعض فقہاء کے نزدیک حلال ہے۔۔۔

گرد گل: گرد و گل ہوئی چیز۔۔۔ روز اور اگر۔۔۔ جامہ احرام: وہ لباس پہنا کر اذان پڑھنا اور باوجود شمع ہونے پر مانی پختہ ہیں۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا شخص ہے جو کعبہ میں مجھے نیلے کا ایک جام عطا کرے۔ اگر وہ اس سلسلے میں مجھ سے کوئی چیز طلب کرے جو اس کے پاس گرد و گل کی جلتے تو میں اسے اپنا جامہ احرام پیش کر دوں گا۔ یعنی بخوار کیسں بھی یا کسی بھی مقدس مقام پر جو اس کے لئے شراب عطا کرے۔

سے صافی ز فرنگ آید و شہد ز خمار ماندہ دایم کہ بغدادے و بطلایے ہست

لغت : سے صافی: صاف و روشن شراب۔۔۔ فرنگ: یورپ۔۔۔ بغدادے و بطلایے: بغداد اور بطلام نام کے دو شہر عراق کی شہر۔۔۔

ترجمہ : ہم تو صرف ادا جانتے ہیں کہ سے صاف یورپ سے آتی ہے اور صحن آباد سے، باقی رہے بغداد اور بطلام تو یہ دنیا میں کوئی شہر ہوں گے، ہمیں اس سے کیا۔ یعنی ہمارے لئے تو اہمیت اور توجہ کی بس وہی چیزیں ہیں، شراب اور مشق۔ (اذا راہ کھن، شراب اور تہابہ کی نعمت انگریز ہی لائے تھے)

بر دل نازک دلدار گرانی مکتوب خواہش ما کہ بگر گوشہ ابرائے ہست

لغت : گرانی مکتوب: خدا نے کرانی ہو، گراں نہ گذرے۔۔۔ ابرائے: بگر گوشہ: بہت مزہ۔۔۔

ترجمہ : خدا نے کرے کہ ہماری خواہش جو ہماری اصرار کرنے والی نظرت کو بہت مزہ ہے، محبوب کے نازک دل پر گری گذرے۔ عاشق کی خواہشوں سے محبوب کا تنگ آ جاتا ہے، غریب امر ہے۔ عاشق دعا کرتا ہے کہ ہماری ان خواہشوں سے محبوب گرانی محسوس نہ کرے۔

شعر غالب نبود وحی و گونیم ولے تو ویزاں، نقول گفت کہ الہائے ہست

لغت : تو ویزاں: تجھے خدا کی قسم۔۔۔

ترجمہ : غالب کی شاعری کسی وحی کا نتیجہ نہیں ہے اور ہم ایسا کہتے بھی نہیں۔ ہم تجھے خدا کی قسم کہیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی شاعری الہام ہے، نقل کا شعر ہے۔ اپنی شاعری کو ہمارے الہام کہا ہے۔

## غزل # 41

لعل تو خستہ اثر التماس کیست . بخت من از تو شکوہ گزار سپاس کیست؟  
 لغت : لعل تو: سرخ ہونٹ۔ خستہ: زخمی۔ شکوہ گزار: شکوہ کرنے والا۔ سپاس: شکر۔

ترجمہ : تیرے سرخ ہونٹ کسی کی التماس کے اثر سے عقلی کاغذ ہیں اور میرا عقیدہ کسی کے شکوے کے نتیجے میں شکوہ گزار ہے۔ رقیب کی مسلسل التماس پر مشوق اسے بوسے دیتا ہے جس کے سبب اس کے ہونٹ زخمی یعنی بہت سرخ ہو جاتے ہیں۔ رقیب اس کا شکوہ لہا کرنا ہے، دوسری طرف عاشق اس سے محروم رہتا اور رقیب کے شکوے کا شکوہ کرتا ہے۔

گیرم ز داغ عشق تو طرفے نہ بست دل . اینم نہ بس بود کہ جگر روشناس کیست  
 لغت : گیرم: میں نے ہاں لیا۔ طرفے نہ بست دل: دل نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اینم: میرے لئے یہی۔

ترجمہ : میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ تیرے عشق کے داغ سے دل نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا لیکن کیا میرے لئے یہی کافی نہیں کہ میرا جگر کسی کا روشناس ہے، ظاہر ہے محبوب کا روشناس ہے یعنی ہمیں وہاں کوئی صلہ نہ ملا، ہم جگر پر اس کا داغ محبت ثبت ہو گیا ہے۔

لرزم بہ کوئے غیر ز چنابی نسیم . کاندہر امیدواری بوسے لباس کیست  
 لغت : لرزم: میں کانپتا ہوں۔ کاندہر: کاندوڑا۔

ترجمہ : میں رقیب کے کوپے میں بد نسیم کے ہتھوڑی سے پٹے کے ہاتھوں کاپ رہا ہوں کہ وہ وہاں کسی کے لباس کی خوشبو کی امیدوار ہے۔ یعنی محبوب اس وقت رقیب کے بھلے سے اور نسیم جو متقرر ہے تو وہ محبوب کے لباس کی خوشبو کی تلاش کے سبب ہے (ایسے صبح کی ہوا پٹے سے بھول نکلتے اور خوشبو بھیجتی ہے اشارے تک اس حوالے سے لباس کی خوشبو کی بات کی ہے)

باد بہ ساز وصلے و ہاسن . حرم قتل آہ از امید غیر کہ ہم چشم یاس کیست  
 لغت : باد بہ ساز: سازت کرنے میں۔ ہم چشم: مرو متقل، حریف۔

ترجمہ : محبوب اس اپنی رقیبہ کے ساتھ تو وصل کی سواقت کا سوچ رہا ہے اور اوہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہوسر کی رقیب کی امید کسی اپنی عاشق کی غامدی کی حریف ہے۔ محبوب کی توجہ تو رقیب کی طرف ہے جس کے سبب عاشق یاس کاغذ ہے۔

از بے کسین شرم و از ناکسین دہر . گر کشتہ ای، سر تو سلامت، ہر اس کیست  
 لغت : بے کسین: بے کسی کی وجہ جن ناکسین نہ ہو۔ ناکسین: ناکس کی جمع، گلیا، حقیر لوگ۔ ہراس: خوف۔

ترجمہ : میں شرم کے یکسوں اور نڈلے کے حقیر لوگوں میں سے ہوں۔ تو اگر تو نے مجھے قتل کر دیں گا ہے، تو کوئی بہت نہیں تو سلامت رہ، طرف کسی بہت کہ خوف تو قصاص کی وجہ سے ہو آئے تو جو بے ہی بیکس اور حقیر اس کے قصاص کے لئے کون آگے بڑھے گا۔

از پر نیال بہ عروہ راضی نمی شود . خار رہ ، تو چشم برلاہ پلاس کیست  
 لغت : پر نیال: ریشم۔ عروہ: پشم براد، خنجر۔ پلاس: ٹانگ، پورا۔

ترجمہ : تیرے راسے کا کاغذ ریشم کے ساتھ لڑنے یعنی الجھنے پر راضی نہیں ہو رہا، آخر وہ کسی کے ٹانگ پر لڑا کا انتقاد کر رہا ہے۔ گویا محبوب کے راسے کا کاغذ اس عاشق کے گلیا قسم کے کپڑوں کے روپے ہے۔

لغت : ہفتہ از ہوس بے شکو من شوقم بہ ناکہ از ستم بے قیاس کیست

ترجمہ : حیرت دہن پہلی، میری بے شکو ہوسوں یا خواہشوں کے ہاتھوں شکوہ کٹل ہے، اور میرا شوق کس کے ہے اور ستم جو رستم کے ہاتھوں نہ کٹل ہے۔ یعنی محبوب، عاشق کی خواہشات پر قوج نہیں دے رہا اور اس کھٹائی کے بجائے عاشق، عشق کی حشری ہو رہا ہے۔

گیرم کہ رسم عشق، من آرد وہ ام بہ دہر نظم آفریدہ دل با حق شماس کیست

لغت : آفریدہ پیدا کیا ہوا۔۔۔ دل با حق شماس : حقیقت کو صحیح طور پر نہ جاننے والا دل۔۔۔

ترجمہ : میں نے جان لیا کہ دنیا میں عشق کی رسم کا آواز میں نے کیا لیکن یہ تو تھا کہ نظم کس کے با حق شماس دل کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے میرا یعنی محبوب کا پیدا کیا ہوا ہے۔

مغن چمن نمونہ بزم فراغ تو باو سحر علاقہ ربط حواس کیست

لغت : بزم فراغ : آسودگی، سکون و اطمینان کی محفل۔۔۔ ربط : تعلق۔۔۔ ربط حواس : حواس کا باہمی ربط جو سکون قلب کی علامت ہے۔

ترجمہ : مغن چمن بھی بزم فراغ کا نمونہ ہے، اور یہ جو شمع کی جوا ہے یہ کس کے حواس کے ربط کا علاقہ ہے۔ یعنی باغ میں جو سکون و فراغت کا سلسلہ ہے تو وہ بالکل محبوب کے قلب و ذہن کا سا ہے جو سکون اور فراغت کے حامل ہیں۔ اور شمع کی جوا اور حرے حرے سے جل رہی ہے تو وہ رقیب کی خوش خرامی کا سحر چل کر رہی ہے۔

غالب بت مرا نگہ ناز، قلم نیست تا با بخش مضائقہ چندیں بہ پاس کیست

لغت : قلم : لکھنے کی۔۔۔ با بخش : اسے میرے ساتھ۔۔۔ مضائقہ : غل۔۔۔ بہ پاس : لگاؤ کی خاطر۔

ترجمہ : اے غالب میرے محبوب میں نگاہ بازی کی نہیں ہے، انکم میرے ساتھ جو وہ اسے نگاہ باز کرنا حتی غل کے ساتھ اشتغال کرتا ہے تو یہ کس کا دل دیکھنے کی خاطر ہے۔ ظاہر ہے رقیب کی خاطر ہے۔

## غزل # 42

اں کہ بے پردہ بہ صد داغ فلیانم سوخت دیدہ پوشیدہ و گیل کرد کہ پنہانم سوخت

لغت : صد داغ فلیانم سوخت : مجھے بیٹھکوں فلیان داغوں سے جلا دیا۔ پوشیدہ : چھپا لیا۔۔۔ پنہانم سوخت : مجھے چھپ کر جلا دیا۔

ترجمہ : وہ محبوب جس نے کٹے بندوں مجھے حشد فلیان داغوں سے جلا دیا تھا اس نے ان داغوں سے آنکھیں دھاپ لیں، پنہانم سوخت کی جگہ پر وہ یہ خیال کیا کہ اس نے مجھے چھپ کر چپکے چپکے جلا دیا ہے یعنی عاشق اور دوستوں کو اس کی خبر تک نہیں دے دے۔

نہ بدرجست شرار و نہ بجلاندہ رملو سو ختم لیک نہ دائم بچہ عنوانم سوخت

لغت : بدرجست : اچھی یا اہمیری اڑی۔۔۔ رملو : راکھ۔۔۔ بچہ عنوانم سوخت : بچہ عنوانم سوخت : مجھے کس طرح جلا دیا۔

ترجمہ : نہ تو کوئی چنگاری ہی اڑی اور نہ کوئی راکھ ہی کہیں چڑی ہوئی نظر آئی، یعنی میں جل تو گیا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا اس نے مجھے کس طرح جلا دیا۔ آتش عشق میں جلنے کے نشانات چنگاری، راکھ وغیرہ اکٹلا جاتے ہیں، نہیں ہوتے۔



سینہ از انگب جدا دیدہ جدا می سوزد . ایں رگ ابر شرور باد پریشاںم سوخت

نعت : ابر شرور باد پریشاںم بر سائے دلہا بدل۔۔۔ پریشاںم سوخت مجھے حشر کر کے جلا دیا۔۔۔

ترجمہ : آنسوؤں سے سینہ الگ جل رہا ہے اور آنکھیں الگ جل رہی ہیں۔ اس شرور باد بادل کی رگ آنکھیں آنسوؤں کے تارے نہ مجھے حشر کر کے جلا دیا ہے۔ "اگ الگ" کے حوالے سے پریشان کہا۔ آنسو آنکھوں سے نکلے ہیں، آنکھیں آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں کا جتنا تو واضح ہے لیکن انہوں نے سینے یا دل کو بھی جلا دیا ہے۔ سینے یا دل ہی سے یہ آگ نکل کر آنسوؤں کی صورت میں باد، آگلی ہے۔

حالت الفت پہ روزم زیبای بہ چراغ دل بہ بے رونقی سر درخشاںم سوخت

نعت : بہ روزم میرے دن کو۔ زیبای تاریکی کے سبب۔۔۔ سرور بخش: چمکتا ہوا سورج۔

ترجمہ : مجھے دن کے وقت تاریکی کے سبب چراغ (پھانسی) کی ضرورت پڑ گئی۔ میرا دل آفتاب درخش کی بے رونقی پہ جل اٹھا۔۔۔ عاشق، بادل جلا ہوا ہے اس کے لئے آفتاب درخش میں کوئی کشش نہیں ہے یا یہ کہ وہ اس کے لئے بے رونق ہے، اسی لئے وہ اس کے وقت چراغ یعنی اپنا دل جلا رہا ہے۔

سودم از ارزشم افزوں بوداں خار و شرم کز پے پشہ توں در چنناںم سوخت

نعت : سودم، میرا تلخ۔۔۔ ارزشم، میری قیمت۔۔۔ افزوں: بڑھ کر زیادہ۔۔۔ پشہ: پھر۔۔۔

ترجمہ : میں وہ خار و خش (کھاس) پھر نہیں بیکار رہا ہوں جس کا تلخ اس کی قیمت سے بڑھ کر ہے کیونکہ مجھے ایک پھر کے لئے ہنسنا چاہا جاسکتا ہے۔ خار و خش بیکار ہی بیخ ہے لیکن پھروں سے محفوظ رہنے کے لئے اسے جلا یا جاسکتا ہے۔ جو پشہ بہت لائق کی بات ہے کافر خشم و دوزخ بخود درخورد من غیرت گرمی ہنگام صنعاںم سوخت

نعت : درخورد، لائق، مناسب۔۔۔ صنعاںم سوخت: صنعاں نے مجھے جلا دیا۔۔۔ غیرت: رشک۔۔۔

ترجمہ : میں کافر مشتعل ہوں، دوزخ میرے لائق، مناسب مقام نہیں ہے۔ مجھے تو تلخ صنعاں کی گرمی ہنگام (سرور) عاشق سرگرمیوں اور رشک نے جلا دیا ہے۔ لیکن کا ایک شرم صنعاں تلخ۔ وہاں کے رہنے والے کو صنعاں یا صنعاں کی جگہ ہیں وہاں کے ایک بہ کڑیا تلخ اپنی تمام تر مہارتوں کے باوجود ایک آتش پرست حید کو دل سے پیٹھے۔ روایت کے مطابق یہ حضرت نوح علیہ السلام رحمت اللہ علیہ ن بدرد ما کا حجب قدیم ان کی مخلص ہو گئی۔ غالب کو دوزخ کی یہ خاصیت دوزخ کی تلخ کی عاشق سرگرمیوں کے رشک میں جل رہا ہے۔

پایم از گرمی رفتار نمی سوخت بہ راہ در قدم سوختن خار و بیاباںم سوخت

نعت : گرمی رفتار: تیزی سے چلنے کی حالت۔۔۔ سوختن: جلا۔۔۔

ترجمہ : میرے پاؤں راستے میں میری گرمی رفتار سے تو نہیں جلے بلکہ میرے پاؤں کے نیچے آنے والے جنگلی کانٹوں کے سے تھکے رہے۔ عاشق عالم دنیا کی میں بیابان میں اور ہر جگہ ہر جگہ دوڑ کر رہا ہے جس سے پاؤں خوب گرم ہو گئے ہیں۔ اس حالت میں نہ کانٹے اس کے پاؤں کے نیچے آئے وہ اس کے جلنے یا اس کی حالت کا باعث بنے۔

تاندہ دانی بہ فسون تو در آتش رنم خود بہ داغ تو دل دیر پشیمانم سوخت

نعت : تاندہ دانی: کسی تو نہ کچھ لینا۔۔۔ فسون تو: تیرا غرور، جلا۔۔۔ دل دیر پشیمان: میرے دیر سے پشیمان ہونے والے دل نے۔۔۔

ترجمہ : تو کہیں اسے محبوب ایہ نہ کچھ لینا کہ میں تیرے حشر کے اثر سے آگ میں کوداں کہ تیرے داغ محبت کے ہاتھوں خود میرے دل۔۔۔

چشمیں ہونے والے دل نے مجھے جا دیا۔ ہاتھ تو ایک ہی ہے کہ محبوب کی آفتل محبت عاشق کے ہٹنے کا باعث بنی ہے۔ خواہ وہ باعث کسی بھی صورت میں ہو۔

کروم از سنگ بگرتا نہ شوم خست عشق ہم بدال سنگ بہم خوردن پیکانم سوخت

لغت : از سنگ بگرتا: پتھر کا بگرنے۔ ہم خوردن: کھرا جانا۔ پیکان: نیزے کی اُلی۔

ترجمہ : میں نے اپنے ہاتھ بگرتا کر لیا تاکہ میں عشق کا وہم خورد نہ ہوں، لیکن میرا ہی ہاتھ سے پیکان کے کھرا جانے نے مجھے جا دیا۔ پتھر سے برنجی یا نیزے کی اُلی کھرانے تو اس اجترائیس سے قطعاً ہے۔ گویا عاشق کا بگرتا ہوا ہے اور محبوب کی نگاہیں پیکان ہیں۔

وگر از خاتمہ کفرچہ گویم غالب من کہ رخشنگی جو ہر ایام سوخت

ترجمہ : اے غالب! میں کہ جسے جو برائیاں کی چٹک نے جا دیا ہے، بھلا اب کفر کے خاتمے کی کیا بات کروں۔ ایمان کی حلت سے ہماری طرہ متاثر ہونے کے بعد کفر کا ذکر تک بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔

## غزل # 43

در بذل لائی و زقم دست کریم است نے نے، نے نگم رگ مرگانی جیم است

لغت : بذل: بخشش، سخاوت۔ لال: جمع ٹوکڑیاں۔ زقم: نہیں نہیں۔ نے نے نگم: میرے گم کی نے۔

ترجمہ : سوتیلوں کی سخاوت کرنے (لا لالے میں) میرا دوق ایک تھی کے ہاتھ جیسا ہے، میں نہیں گم کی نے، دراصل، جیم کی ہڈی کی رگ ہے۔ پہلے اپنی شاعری کو چند اور سوتیلوں سے تشبیہ دی ہے جنہیں وہ شعروں کی صورت میں لارہا ہے مگر ان میں جیم کی جگہ سے تشبیہ دی ہے جو اکثر آنسو بہاتی رہتی ہیں۔ گویا یہ شعر میں کرم آنسو ہیں۔

رخ کف جم می پکد از مغز سفاطم سیرابی ظلم اثر فیض حکیم است

لغت : رخ: چہلہ تفرہ۔ می پکد: نیچے ہیں۔ کف جم: جمیدہ اقدیم، اہل بادشاہ کا ہاتھ۔ مغز سفاطم: میرا منی کا جام۔ فیض حکیم: یعنی خدا تعالیٰ کا فیض۔

ترجمہ : میرے جام سفاطم سے جو تفرے نیچے ہیں وہ ہیں گھوڑے جمیدہ کے ہاتھوں سے ٹک رہے ہیں۔ میری زبان کی سیرابی نے خدا تعالیٰ کے فیض کا اثر ہے۔ پہلے سرمے میں اپنے شعروں کی تاثیر کی بات کی ہے اور دوسرے میں اسے فیض الہی کا نتیجہ کہا ہے۔

از آتش لوراسپ، نکلن می دہد اموز سوزے کہ بہ خاکم ز تو در عظم ریم است

لغت : لوراسپ: قدیم ایرانی آتش پرست بادشاہ۔ عظم ریم: گلی سڑی ہڈیاں۔

ترجمہ : تیری محبت کے سبب قبر میں میری گلی سڑی ہڈیاں میں، جو آگ بھڑک رہی ہے وہ آج آفتل کوہ لوراسپ کا پکڑے رہی ہے۔ آتشکدہ میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور آتشکدہ لوراسپ تو بہت بڑا آتشکدہ تھا گویا محبوب کی آفتل محبت عاشق کے مودہ جسم میں بھی خوب جل رہی ہے۔

از حرف من اندیشہ گلستان ظلیل است از رویے تو آئینہ کف دست حکیم است

لغت : اندیشہ: فکر، افکار، خیالات۔ حرف: مراد اشعار۔ گلستان ظلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبر، نمود نے انیس آگ میں ۱۱

تو وہ غم خداوندی سے گھٹن بن گئی۔۔۔ کب دست نکلیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ بڑا روشن ہاتھ جو ان کا جلوہ تھا۔۔۔

ترجمہ : میرے اشعار سے میرے فصاحت و افکار میں گھٹن ظیل کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے، جبکہ میرے چہرے کے عکس سے آئینہ حضرت کلیم اللہ کا یہ بیضا مسلم ہو رہا ہے۔ اپنے اشعار میں افکار کی تیز کی و کھٹکی کی بہت سی ہے اور محبوب کے چہرے کی چمک کا یہ بیضا کما ہے۔ حضرت موسیٰ جب اپنا ہاتھ بھل میں دبا کر باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہو کر دونوں مصرعوں میں قرآنی فصاحت سے استغلا کیا ہے۔

چشم و نگشت گردش جائے ز نیبذات کلک و در قلم تب کھلے بر ادیم است  
لغت : نگشت : تیری نگاہ۔۔۔ نیبذ : ہو کی شراب۔۔۔ ادیم : چڑا۔۔۔ کھلنے ایک ستارہ۔۔۔ تب : چمک مروشنی۔۔۔

ترجمہ : تیری آنکھیں اور نگاہیں لٹکی ہیں جیسے جام شراب گردش میں ہو اور قلم میرا عمو اور درقی اشعار ایسے ہیں جیسے چمکے پر ستارے کی چمک یا مروشنی پر دی ہے۔ ادیم وہ چڑا جس سے خوشبو آئے اور یہ چڑا طائف احباب میں بہت ہے۔ اس کی خاص شہرت ہے۔ پہلے مصرعے میں محبوب کی مست نگاہوں کی اور دوسرے میں اپنی شاعری کی دلکشی کی بہت سی ہے۔ مست نگاہی سے حلق سورا کا شعر ہے۔

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں  
در جستن مانند تو نظارہ زبون است در ذاون ہمتاے من اندیشہ عظیم است

لغت : جستن : تلاش کرنا۔۔۔ نظارہ : عمو نظریں۔۔۔ ذاون : چٹا۔۔۔ ہمتاے من : میرا ہم پلہ، میرا سر۔۔۔ عظیم : ہاتھ عورت، جس کے ہاں کچھ پیدا نہ ہو۔۔۔ ذاون : عاجز ہے اس۔۔۔

ترجمہ : تجھ سے جیسا ممکن محبوب تلاش کرنے میں نظریں عاجز ہو کر رہ گئی ہیں، اپنی حسن میں تجھ کوئی غلی نہیں، جبکہ میرا سر سیدھا کرنے میں تصور کی حالت ہاتھ عورت کی سی ہے اپنی میرے جیسا عظیم شاعر اور کوئی نہیں ہے اور نہ میرے جیسا عاشق ہی کوئی ہے۔

ذوق بلبت جنبش از اے بہار است شور خشم رعشہ اعضاے نسیم است  
لغت : ذوق : لطف لذت۔۔۔ جنبش : گردش، حرکت۔۔۔ شور خشم : میرے سانس کا شور۔۔۔ رعشہ : کھٹکی۔۔۔

ترجمہ : تیری تلاش و جستجو میں ایسا لطف ہے جیسے ہمارے اڑا کر گردش میں ہوں (محبوبوں کا کھٹکا خوشبو کا پھیلاؤ وغیرہ) جبکہ میرے سانس کا شور ایسا ہے جیسے ہاریم کے اعضا پر کھٹکی مل رہی ہو۔ (حیم کے پٹنے سے بھی خوشبو پھیلتی ہے)۔

در نطق، سبھا و دم، از خشم چہ پاک است در خواہ ز خودی ری از غیر چہ نیم است  
لغت : نطق : زبان، گویائی۔۔۔ سبھا و دم : میں حضرت عیسیٰ کا سانس، چمک ہوں جس سے عمو زندہ ہو جاتا تھا۔۔۔ ز خودی ری : ز خود سے بہا کرتا ہے، تجھ پر جموادی غاری رہتی ہے۔۔۔

ترجمہ : گویائی میں میں سکلام ہوں، پھر مجھے دشمن سے کیڑا تو اپنے تیرا دامن خود سے بھی دور ہو جاتا ہے اس لئے غیر اپنی رقیب کا تجھے کیا خوف۔ گویا محبوب اپنے ناز و دار کے لئے میں سرشار رہتا ہے اور عموں کی طرف توجہ کرنے میں ہی بے نیاز رہتا ہے۔

بے پردہ ستم کن، زخشت از پاؤں دو رنگ است بے صرفہ بتالم، دلم از غصہ و دم است  
لغت : بے پردہ : بھل کھل کر۔۔۔ زخشت : تیرا چہرہ۔۔۔ بے صرفہ : بے فائدہ۔۔۔ غصہ : غم، غم۔۔۔

ترجمہ : تو کھل کر جو دم کہ تیرا چہرہ شراب کے باعث دو رنگ ہو گیا ہے (مجھے کے سبب چہرے کی اپنی سرخی، پھر شراب کا اثر) یعنی پتا نہیں چلا کہ تو غم میں ہم پر ستم کر رہا ہے (کہے کہ ہمیں اس سے لطف نہیں آ رہا) تو واقعی ستم اعلان کا خواہشمند ہے۔ اسی کو گویا کیفیت کے باعث میں بے فائدہ ناکہ دخل کر رہا ہوں اور اس غم کے ہاتھوں میرا دل دو ٹکڑے ہے۔ "دو رنگ" اور "دو نیم" بالکل توجہ ہے۔ گویا

ساری غزل میں اسی طرح کا سوا نہ پایا جاتا ہے۔

مختتم نہ وہم کام دل غمزہ غالب  
گوئی لب یار است کہ در یوسر لیم است

لغت : کام : آرزو، خواہش۔۔۔ لیم : کجوس۔

ترجمہ : اے غالب! میرا نصیب میرے غم زدہ دل کی آرزو پر ہی نہیں ہونے دیا، اگر ایسا میری بد قسمتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نصیب غالب یار کی طرح ہے جو یوسر دینے میں کجوس ہے۔ وہی آرزو نہیں پوری نہ ہونے پر اپنی قسمت کو لب یار سے تشبیہ دیتی ہے۔

## غزل # 44

در بند تو چشم از دو جہاں دوختہ اے بہت  
بشار کہ شہباز تو آموختہ اے بہت

لغت : چشم دوختہ اے : آنکھیں بند کئے ہوئے ہے، نیاز ہے پرہیز۔ بشار : ہوشیار، خبردار۔ آموختہ : سدا علیا ہوا۔

ترجمہ : تجری رحمت کی یاد میں ایک ایسا انسان ہے جس نے دونوں جہاںوں سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں، یعنی ان سے بے نیاز ہو چکا ہے، اسے ان جہاںوں کی کوئی پروا نہیں۔ ہم دیکھیں، ہوشیار رہ کہ تجھ شہباز سدا علیا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق ایک سدا علیا ہوا شہباز ہے جو غبار کرتا ہے۔ ایسا شہباز اپنے ساحلِ اُویس سے تو بے نیاز رہتا ہے لیکن غبار کی طرف اس کی پوری توجہ ہوتی ہے۔ نیز عاشق دنیا سے تو بے نیاز ہو سکتا ہے لیکن محبوب سے نہیں۔

افغان مرا بے ہشی ساختہ اے نیست  
در زمزم یوسے جگر سوختہ اے بہت

لغت : افغان : افغان، فریاد۔ بے ہشی ساختہ : بھلی یا دھوکے کی دھواں۔۔۔ زمزم : نذر۔

ترجمہ : میری فریاد دھوکے کی دھواں نہیں ہے، یعنی وہ دہلی دہلی سی تو ہے لیکن اس میں بیوقوفی یا دھوکا نہیں ہے اس لئے یعنی فریاد میں بے ہوشی ہوئے جگر کی رو ہے۔ مطلب یہ کہ میری فریاد دل سے نکلتی ہو میری آتشِ محبت کا پتھر ترقی ہے۔

در دیدہ ز رخ پردہ بر انداختہ اے نیست  
در سینہ دو صد عہدہ اندوختہ اے بہت

لغت : پردہ بر انداختہ اے : کوئی ایسا انسان جس نے پردہ اٹھا رکھا ہو۔۔۔ عہدہ اندوختہ اے : کوئی ایسا شخص نے جھگڑے چھڑا رکھے ہوں۔

ترجمہ : ہماری نگاہوں کے سامنے کوئی ایسا محبوب نہیں جس نے اپنے چہرے سے لہجہ ہٹا رکھا ہو، وہ ایسا محبوب ہے جس نے ہمارے خلاف اپنے سینے داخل میں بیٹھ کر لڑائی جھگڑے سمیٹ رکھے یا چھڑا رکھے ہوں۔ یعنی محبوب اپنے عاشق کو دیکھ کر تو کھانا پند نہیں کرتا لیکن اس کے خلاف دل میں فتنہ و فتنہ کا طوفان لگے ہوئے ہے۔

زماں سوے بہ میدان وفا تاختہ اے نیست  
زس سو ہوس چلی پیری توختہ اے بہت

لغت : زماں سوے : اس طرف سے۔۔۔ تاختہ اے : محلہ کرنے والا، کوئی لوٹ مار کرنے والا، بھاگ دوڑ کرنے والا۔۔۔ چلی پیری : چلی چاری، جاہن ریل۔ توختہ اے : جھج کرنے پر ردا کرنے والا۔

ترجمہ : اس طرف سے میدانِ وفا میں کوئی لوٹ مار کرنے والا یا بھاگ دوڑ کرنے والا نہیں ہے جبکہ اس طرف کوئی چلی چاری کی ہوس جھج کیے بیٹھا ہے۔ یعنی محبوب تو وفا کی طرف مائل ہی نہیں جبکہ عاشق اس پر اپنی جان تک قربان کرنے کی ہوس رکھتا ہے۔

در راہ ثوابش قد افراختہ اے نیست  
در جزم عتابش رخ افروختہ اے بہت

ترجمہ : اس کی راہِ نواب میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنا قد بلند کر سکا ہو، لیکن محبوب کا لطف و معیت کسی کو بھی نہیں فائدہ دے گا کہ وہ سر اٹھا کر یا غرور و غش سے چل سکے، جبکہ اس کی بزمِ عتاب میں ایک لڑکا ہو یا چروہ سرحد ہے۔ یعنی وہ لطف و معیت سے تو نہیں البتہ قہر و غضب سے جہنم آتا ہے۔

در تب مزہ غالب اگر چہ وہ گردو در کوے تو کوئی سنگ پا سوختاے ہست

خفت : در تکبیر مزہ کر لی میں مت جائی فیض میں نہ آ۔۔۔ پھونک پیسوں۔۔۔ تنگ پاسوختا ہے: ایک پاؤں جلا آتا۔۔۔

ترجمہ : اگر غالب کسی چودکی کا مظلوم کرتا ہے تو پیش میں نہ آئیوں سمجھ لے کہ تجربے کو پہے میں ایک چھوٹا سا پہلا ہے۔ یعنی وہ پہلا ہے۔  
 صوبہ نمک رہا ہے۔ ماضی نے غور کو کنگ باؤنڈ سے تھپک دی ہے۔

غزل 45

ہاں کہ عاشق، سخن از ننگ و دامِ حیات در امر خالص حجت دستور عام حیات

ترجمہ: میں کہ ایک عاشق ہوں میرے ساتھ نگ و نام کی بات کہ کیا مطلب؟ ایک خاص معاملے میں عام دستور کی دلیل لایا گیا مطلب؟ عاشق نگ و نام کے معاملے سے بالکل بے نیاز ہے ۱۰ سے نگ و نام کی کوئی پروا نہیں۔ لہذا عشق کو عام دستور کے مطابق جانچنا بے معنی بات ہے۔

مستم زخون دل کہ دو ہاشتم از آن پڑاست      مگوئی بخور شراب و نہ بنی بچام مست

ترجمہ : میں اپنے خونِ دل سے مست ہوں اور میری دونوں آنکھیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ تو مجھے یہ تو کہتا ہے کہ شرابِ مستِ نبی جیسا کہ تو نہیں دیکھا کہ جامِ میں ہے کیا؟ ماضی اپنا خونِ دل لپکا کر مست ہوا بیٹھا ہے، اس خون کی سرفرازی اس کی آنکھوں سے لپٹا ہوا ہے۔ دیکھنے والا یہ کہتا ہے کہ یہ شراب پیچے بیٹھا ہے حالانکہ اس کے جام میں خونِ دل بھرا ہوا ہے۔

با دوست هر که باشد به غلوت خورد خام      دانند که خور و دار السلام چیت

تلفیت : امام بخش شریف۔ دارالسلام : سلاطین ناگہ مراد بخش۔

ترجمہ: جو کوئی بھوک اپنے محبوب کے ساتھ غلطی میں مبتلا کر شراب پیچا ہے ۱۲ے مظلوم ہے کہ حور کیا ہے، کو شکیا ہے اور محبت کیا ہے؟  
یعنی اس کے لئے محبوب کو کیا حور ہے، شراب کو شور غلطی محبت ہے۔

دل خستہ، محسوس و پورے ہوائے باغستانِ حدیث، طلال و حرامِ حدیث

نکتہ: دل خود فہم نہ ہو، ہم فہم کے ہاتھوں دل خود میں (ذاتی دل)۔۔۔ صحت: ہوتی۔۔۔

قرصہ : ہم غم یا غمِ صحت کی وجہ سے دل خست ہیں اور دھڑکا علاج شراب میں ہے۔ شراب ہماری دوا ہے؟ زمینی دلوں کے ساتھ طحالی اور حرام کی بات کیا ہے یعنی حق کے لئے حرام، طحالی بے معنی باتیں ہیں۔ مگر جو حق دوا کے طور پر استعمال کی جائے وہ حرام بھی ہو تو طحالی قرصہ پاتی ہے۔ شاعر نے اپنے لئے حرام شے کو طحالی سمجھنے کے لئے دوا کا کلام اڑا دیا ہے۔

در روز تیره از شب تارم نه مانده بهم چون صبح نیست، خود چه شامم که شام چیست؟

لفت : روزِ جمعہ نہریک دن۔۔۔ شب نہر نہری سہارات۔۔۔ صبح: طرفِ دُور۔۔۔ چہ شام: کیا پہاڑوں، جاہوں۔۔۔

ترجمہ : میرا دن نہریک ہونے کے سبب مجھے اپنی سہارات سے کوئی خوف نہ رہا، جب اپنی شجہ ہی نہیں ہے تو میں کیا جاہوں کہ شام کیا ہوئی ہے۔ دن غشیوں اور سورتوں کی اور رات فوس رکھوں کی طاقت ہے، گویا عاشق مسلسل رکھوں کا نظارہ ہے۔

باشیل موری ری ازی رہ خوش است فل قاصدِ جوگز آن لب نوشیں پیامِ پیست  
لفت : مثلِ سورہٴ جوتین کا جہوم۔۔۔ ری ری: تو بھلی رہا ہے۔۔۔ لب نوشیں: شیریں دھنٹھے ہوت۔۔۔

ترجمہ : اے قاصدِ تجھے ساتھ جو نہیں کا ایک جہوم آ رہا ہے، اور طارے لگے یہ گویا اچھی نل ہے۔ اب تو یہ تاکہ ان شیریں لبوں کی طرف سے ہمارے لئے کیا پیغام آیا ہے۔ لب شیریں کے حوالے سے جوتینوں کی بات کی ہے۔

حقیقی "قصِ خوش است تو اں پل و پر کشود" بارے علاجِ عشقی بند دامِ پیست؟  
لفت : خوش است: اچھا، اچھی جگہ ہے۔۔۔ عشقی: حقیقت، ثبوت، ہلانا، نکودہ چاہنا۔ بارے: بنا، چلو۔۔۔

ترجمہ : تو نے یہ دیکھا ہے کہ "قصِ ایک اچھی جگہ ہے" اس لئے کہ اس میں پل و پر کو لے جاسکتے ہیں۔ "چلو، خسی خسی" یہ بھی تو تھا دے کہ پل کے بند نوٹنے یا نکودہ چلنے کا کیا علاج ہے؟ گویا ہمارے پل و پر کو لے یا پھر پھلانے سے جال کے بند نوٹ سکتے ہیں اور ہم آزاد ہو سکتے ہیں لیکن پھر وہ تجھے نفس کی لذتِ قید سے عروسی طاراً متھدے گی۔

از کاسہ کرام نصیب است خاک را تا از فلک نصیب کاسِ کرامِ پیست  
لفت : کاسہ کرام: نئی لوگوں کا پیالہ۔ عیب کی ایک مشہور شخصیت، معنی دیکھیری قبر، اس کے سامنے آکر شراب پیا کرتے اور جو محبت جہنم اسے سچوت کے طور پر قبر پر کراویٹے۔ اس پر مشہور عیب شاعر جہنم نے ایک شعر کہا تھا جس کے دو سرے مصرعے کا ترجمہ ہے۔ نہیں کے شراب کے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے، اور فلاوض من کاس الکرام نصیب۔"

ترجمہ : خاک کو کاسہ کرام سے کچھ حصہ ملتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ فلک سے کاسِ کرام کے مقدس میں کیا ہے؟ (اگلی پیالہ) اصرافی مرحوم کی کتب میں یہ شعر چاپ ہے۔

نگی زنت از تو نخواہم مزوکار و رخو بدیم کار تو ایم، انعامِ پیست؟  
لفت : زنت: تھو ہے، ہمیری طرف سے ہے۔۔۔ مزوکار: کام کی اجرت، صلہ۔۔۔ بدیم: ہم رہے ہیں۔۔۔

ترجمہ : نگلی تو اے خدا تمہاری طرف سے ہے، یعنی اگر ہم کوئی ننگی کرتے ہیں تو یہ تمہارا ہم پر فضل ہے، انعامِ ننگی کر کے اس کا کوئی صلہ تجھ سے نہیں مانگتے، اور اگر ہم رہے ہیں تو یہ بھی تمہاری ہی طرف سے یا تمہاری ہی کام ہے، ہم اس کی سزا گئی؟ بہت افسوس۔

بارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشش آں بیج بود لطف و عطای تو کجاست  
اگر تو ہمیں طاعت کے بدلے میں بہشت عطا کرے تو پھر تو یہ بیج دانی بات ہوئی، تمہارا لطف و عطا کر کم کمال ہے۔

خدا ہی کے بقول ۔

ناکردہ گناہ در جہاں کیست جو دانکس کہ گزہ نکرو چوں زیست جو  
من بد کنم و تو بد مشکلات دہی پس فرق میان من و تو پیست جو؟

دنا میں ناکردہ گناہ کون ہے، ذرا اچھا اور جس نے گناہ نہیں کیا وہ کیونکر جہاں کر میں بدی کرنا ہوں اور تو اس کا بار ادا کرتا ہے تو پھر تجھ میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔ ذرا اچھا۔

نائب اگر نہ فرقہ و مصحف بہم فردست پڑسود چرا کہ فریخ سے لعل غام چسیت؟  
 لغت : مصحف : قرآن۔ فرقہ : گمراہی۔ بہم فردست : اگلے چلے۔ سے لعل غام : خالص یا سرخ رنگ کی شراب۔  
 ترجمہ : اگر نائب نے فرقہ اور مصحف دونوں ہی بچ نہیں ڈالے تو پھر وہ یہ کیوں پوچھ رہا ہے کہ خالص شراب کس بھلا یک رہی ہے؟  
 دوسرے لفظوں میں اس کی توجہ مذہب کی ظاہری باتوں کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ اسٹیجنگ کر شراب خریدنے کا خواہشمند ہے۔

## غزل # 46

گل را بہ جرم عہدہ رنگ دیو گرفت راہ خن بہ عاشق آذر م جو گرفت

لغت : عہدہ رنگ دیو : رنگ دیو کا بھڑکا۔ فریب : آذر م جو : خالص طلب، صلہ پسند۔  
 ترجمہ : پہلے کو رنگ اور خوشبو کا فریب دینے میں بھڑکا اور یوں صلہ پسند عاشق کی بات کا سلسلہ نکلا۔ پہلے مصرع میں عہدہ (بھڑکا) فریب (اک) کی بات ہے تو دوسرے میں آذر م جو کی۔ قائل کوئی ہے؟ واضح نہیں ہے۔

لطف خدا کی ذوق نشاط نئی دید کافر دلے کہ با تم دوست خو گرفت

لغت : ذوق نشاط : اسے بیش و سرور کا لطف۔ کافر دلے : مراد ختم دل یا منکر دل۔ خو گرفت : ملای ہو گیا۔  
 ترجمہ : اس کافر دل کو جو محبوب کے ظلم و ستم کا ملای ہو چکا ہو، خدا تعالیٰ کی رحمت و مہربانی کوئی ذوق نشاط عطا نہیں کرتی۔

چوں اصل کار در نظر ہم نشین نہ بود بیچارہ خردہ پر روش جستجو گرفت

لغت : اصل کار : کام یا معاملے کی نیند۔ خردہ : گتہ چینی، اعتراض۔ جستجو : تلاش۔  
 ترجمہ : چونکہ اس پر سام نہیں کے پیش نظر معاملے کی بنیادی فرض و رعایت نہ تھی لہذا اس سے بے خبر تھا اس لئے اس چارے نے میری جستجو کے انداز پر گتہ چینی شروع کر دی، تب کوئی کسی دوسرے یا اپنے کسی ساتھی ہی کے اصل قصائد یا فرض و رعایت سے بے خبر ہو تو وہ خواہ قوالہ گتہ چینی شروع کر دیتا ہے۔

در غلطوئے کشود خیالم رہ دعا کز غنکی بسلط نفس در گلو گرفت

لغت : کشود : کھولا۔ نفس در گلو گرفت : سانس لگے میں ایک کیا۔ بسلط : فرش، جگہ۔  
 ترجمہ : میرے خیال یا تصور نے ایک ایسی غلطی میں دعا کی راہ کوئی جلی بسلط کی غنکی کے سبب میرا سانس لگے ہی میں ایک کر رہ گیا۔ یعنی ایسی صورت حال میں دعا گنا گنا چلی کہ وہ ہونٹوں تک آتے آتے رہ گئی۔

شرمندہ نوازش گردوں فلکدہ ام گر چاک دوخت جلد بہ مزو رفو گرفت

لغت : نوازش : مہربانی، احسان۔ گردوں : گردوں آسمان۔ چاک دوخت : پھانسا اور کھینچا۔  
 ترجمہ : میں آسمان کے احسان کا شرف نہیں رہا کیونکہ اس نے اگر میرا کوئی چاک لہاس یا بھی تو اس کی اس سلائی کی اجرت (مصلے) لے  
 طور پر وہ لہاس ہی لے لیا۔ (کچھ سخت ہی بات کہی ہے) مطلب یہ کہ غلطوہ کی طرف سے اگر کسی کو کچھ مٹا ہوا ہے تو اس سے زیادہ وہ اس  
 لے لیا جاتا ہے۔

با خوشنقش چہ مایہ نظر باز بودہ است کز من دل مرا بہ ہزار آرزو گرفت  
ترجمہ: وہ (عینی میرا محبوب) اپنے ساتھ یعنی اپنے حسن کے غلام کے سلسلے میں کس قدر نظر باز رہا ہے کہ اس نے ہزار آرزوؤں کے ساتھ میرا دل لے لیا (مجھ کو لیا)۔ ہزاروں آرزوؤں سے مراد محبوب کے ہزار ہا ہیں۔ گویا محبوب اپنے حسن کی دلکشی کے باعث اس بات کا خواہش ہے کہ اس کا عاشق اس کی ہر ہر بات پر جان بکری کرے۔

خوش بلو حال دوست کہ عالم کو گرفت  
لفظ: مثالیہ، دیکھتے۔ بخشش: مراد رحم، ترس۔ خوش باز: اللہ کرے اچھا ہے۔ گو گرفت: اچھا بنا۔  
ترجمہ: میرا خیال تھا کہ جب دوست میرا حال (حالت) دیکھے گا تو اسے میرے اس حال پر ترس آئے گا اور وہ اس کی بھری طرف توجہ کرے گا لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے خوش حال رکھے کہ اس نے میری حالت کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ غالب ہی کے بقول:

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے  
ازیک سیوست بلوہ وقسمت جدا جداست جمید جام بود و قلندر کدو گرفت  
لفظ: سبھا، ہوا، چٹا۔ جمید: مشہور قدیم ایرانی بادشاہ۔ کدو: بڑا سا پلو۔ جس میں فقیر بیکہ مانتے ہیں۔  
ترجمہ: شراب تو ایک ہی صراحی یا چٹا ہے لیکن ہر ایک کو اس کی قسمت کے مطابق توڑی یا بامت ملتی ہے۔ مثلاً جمید جیسے بادشاہ کے ہتھوڑے میں تو ایک جام تھا جبکہ قلندر نے اس صراحی سے اپنا کدو بھر لیا۔ یعنی قدرت ہر کسی کو اس کے ہتھوڑے کے مطابق اپنی نعمتیں عطا کرتی ہے اور اس سلسلے میں کسی کی بددلی یا کثرت کو نہیں دیکھتی۔

فرہاں روا نہ گشت مسلک بہ پنج قصر گرفت  
لفظ: روا: آتش پرستوں کا مذہبی رہنما سنی۔ ترسہ: آتش پرست۔ گرفت: بند گرفت۔  
ترجمہ: مسلک کو بھی کسی محل میں فرہاں (محم) جانا کا سوچ میرے لیے چنانچہ بیکہ ہے اگر دنیا بھر میں چلا گیا تو اس کی جگہ ترساہ کا بدلہ لے لیا۔ یہاں محل سے مراد بیکہ ہے۔ مثلاً اور ترساہ کا وہ مقام و محل ہی بیکہ ہے جبکہ مسلک (جس سے مراد نام نہاد یا یہاں کی دہلی تک پہنچے حکم نہیں۔ دوسرے نظروں میں ملایا نہایت نکلیا ہے جبکہ مسلک و ترساہ اعلیٰ ظرف ہیں اسی لئے بیکہ سے اس کا انکار کیا گیا ہے۔

ایک اکر بہ خوف و رجا کرم استوار اخلاص در نمود و قلم، دو رو گرفت  
لفظ: رجا: امید۔ استوار: مضبوط، محکم۔ نمود و قلم: میری دعا کا اظہار۔ دو رو: دو زبانی، منافقت۔  
ترجمہ: اگر میں نے اپنے اہلکار یا اہلکار کی بنیاد کو خوف اور امید پر استوار کیا ہو گا تو اس صورت میں میری دعا کے اظہار کا اخلاص و منافقت یا دو زبانی کا اظہار ہو گیا ہو گا۔ جنت کی امید اور دوزخ کا ڈر دو زبانوں سے باتیں ہیں جن کی بنا پر عام لوگ اظہار اہلکار کرتے ہیں، جبکہ غالب ان سے بے نیاز محض غلام سے یہ اظہار کرتا ہے۔

ہر قندہ در شکار و شمع آورو مرا گوئی فلک بہ عہدہ خنہار او گرفت  
لفظ: شمع: منہ صوفی کا قولی و فیہ شکار اور پردہ میں آئے۔ خنہار: اس کا بیانی محبوب کا طور طریقہ۔  
ترجمہ: آسمان کی طرف سے ہاتل ہونے والا ہر قندہ میرے لئے خوشی و مسرت اور وہ کابعد ہوتا ہے۔ میں گناہ جیسے عین لہو یا دھن



کا طور طریق اس (آئین) نے اسی محبوب سے سیکھا ہے۔ گویا واسطہ محبوب کے فتنہ پرور مزاج کی بات کی ہے۔

رضواں چو شہد و شیر بہ غالب حوالہ کرو بچارہ باز دلو و سے مشکبو گرفت

نعت : رضواں جنت کا دار و فہ۔ باز دلو : واپس کر دیا اور بلایا۔

ترجمہ : جب رضواں نے غالب کو شہد اور دلو دیا تو اس بچارے (غالب) نے دونوں چیزیں رضواں کو دلہن کر دیں اور ان کی جگہ سے مشکبو لے لی۔ "بچارہ" کہہ کر جاننا کہ ان کا اختیار کیا ہے اور جنت کی وہ اہم چیزوں کی بجائے اپنے مطلب کی چیز لے لی۔ کیا کہنے ہیں اس بچارگی کے۔

## غزل # 47

غبارِ طرفِ مزارم بہ بیچ و تابے است ہنوز درِ رگ اندیشہ اضطرابے است

نعت : دردِ گہ اندیشہ : خیال یا خیالات کی رگ میں 'خیالات' میں۔ اضطرابے : ایک یا خاص شکاری۔

ترجمہ : میرے مزار سے اٹھنے والا گرد و غبار بیچ و تاب میں ہے، کیونکہ ابھی تک میرے خیالات میں بے چینی اور شکاری ہے۔ یعنی عاشق اپنے محبوب کے عشق میں مہلت دینے والی جنگوں محروم کی خاک چھاتہ رہا آؤنگ اس دنیا سے رخصت ہو گیا لیکن عاشق کے دل کا کیا علاج کہ وہ اس عالم میں بھی جنوں اور خیالات میں ڈوبا رہتا ہے۔ اس کی قبر سے اٹھنے والا گرد و غبار اس کی دلیل ہے کہ وہ بیچ و تاب میں رہتا ہے۔

بہ بانگِ صو در سر از خاک بر نمی دارم ہنوز در نظرم چشمِ نیم خوابے است

نعت : بانگِ صو در : قیامت کے روز صو در کی آواز سے صو سے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چشمِ نیم خواب : وہ آنکھ جو بند میں اور کھلی رہے یہ مستی کا انداز ہے۔

ترجمہ : میں بانگِ صو در بھی ابھی قبر سے سر نہیں اٹھائی گا کیونکہ ابھی تک میری نظروں میں محبوب کی چشمِ نیم خواب ہے۔ یعنی محبوب کی نیم باز آنکھوں میں جو مستی ہے اس میں میں اس قدر ڈوبا ہوا ہوں کہ صو در کی آواز بھی مجھے قبر سے اٹھانے لگے گی۔ میری حقیر کے بقول !

میر ان نیم باز آنکھوں میں ساری مستی شرب کی سی ہے

ز سر دی نفس بندہ بر قواں دانست کہ نارسیدہ چاک مرا جو ابے است

نعت : سر دی نفس : مراد غمزدی آپس۔

ترجمہ : بندہ برقی غمزدی آہوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ محبوب تک میرے نہ پہنچے ہوئے خط کا کھواب ہے۔ عاشق نے محبوب کے نام اپنا خط قصہ کے ساتھ لکھوایا ہے۔ محبوب نے خط کو پڑھا تو غمزدی بغیر قصہ کے ساتھ سخت درد لپٹا ہے جس کے سبب وہ عالم بچارگی میں دلہن آیا اور غمزدی آپس بھر رہا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ محبوب کی طرف سے "صاف جواب" ہے۔

بہ ہرزہ جال بہ غلط دلو م و نہ دانستم کہ یار دیر پندے و زودیا ہے است

نعت : بہ ہرزہ : بیکار و بے خبری۔ دیر پندے : ایسا شخص جو کسی شے یا انسان کو دیر سے پسند کرے۔ زودیا ہے : ایسا انسان جو کسی شے کو جلدی سے حاصل کرے۔ یہاں مراد عاشق کی جان اسے جلد مل گئی۔

ترجمہ : میں نے بیکار اور بے فائدہ اپنی جان دے دی لیکن محبوب پر ٹار کر دی۔ (انہوں نے کہا مجھے اس بات کی خبر نہ تھی کہ میرا محبوب دیر

پسند اور نفور اب ہے۔ دوسرے انھوں میں کچھ عرصے کے بعد اسے میری قربانی کا احساس ہو گا اور خاص ہے وہ بے فائدہ ہو گا۔

نظر فروز ادا ہے دشمن ارزانی ہے من چاراگر داغ سینہ تاج ہے

ملکت : نظروں کو چمکائے یا روشن کرنے والی۔ اور زانیہ: دے دے، مٹا کر دے۔ سینہ نامہ: جیسے کو جانے اور جیسے کو روشن کرنے والا اور نویں معنی بخنے والا۔

ترجمہ : تو اپنی نظر افروز اور انہیں تو دشمن یعنی رقیب کو حاکم کر دے اور اگر کوئی سید تپ درخ ہے پس ہے تو مجھے حاکم کر دے! یہ کہہ کر روئے۔ یعنی ماشن کو دوست کی طرف سے دھک جینے کو جلاتے والا درخ ہی تھے اس کے لئے وہ بھی قیمت ہے کہ یہ بھی دوست کی توجہ کی علامت ہے۔ بقرہ شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شادہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

ز شوری شک پیش نمی آید اگر ما بگر فتنه قلب است

ملت : شوری ملک سرحدی۔ پرسش نعلی: پوشیدہ پرچہ کچھ اعلیٰ پرسی۔ تھکے تھکے:۔۔ کسی ملک کا پاس

ترجمہ : اگر میرا جگر تیرے کسی خطاب کا پراسا ہے تو یہ بھی تجھی نوازش و مہمانی ہے، اس لئے کہ اس کا باعث تیرے اس خطاب میں تیرھی پھر عہدہ طور پر حال ہی کی نمک دہی شامل ہے۔ اس کا مطلب بھی وہی "روشنی سے دیکھئے ہیں" --- --- --- ہے۔

خود اویس قدح سے ہوش و ساقی نشو کہ آثار از طرف تست مگر حجابے ہست

ترجمہ : سب سے پہلے تو خود شراب کا جامہ پہنی لے اور پھر ملاحی بن جا یعنی ہمیں شراب پلانا کچھ تک اس ضمن میں مگر ہم دونوں میں کوئی پردہ ہے تو خود تحری ہی طرف سے ہے اور یہی پردہ کا جواب جو خلی مل چھو کر دینے چاہئے سے دور ہو گا۔ جانب کی کے ہوتی ہے!

ہم سے کھل جائے۔ وقت سے پرتی ایک دن

مکر دہم جگر تھنہ را دلے پہ دروغ      نکلن دہید بہ راہش اگر سراپے ہست

تھکتے ہوئے یہ دو بچہ بھولتی تھیں۔۔۔ سڑاپ: کوئی رشتہ تو دور سے چٹکی خنجر آتی ہے اور کیا سارا سے پانی سمجھ کر اس کی طرف لپکتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اگر محبوب کی راہ میں کوئی سرب ہے تو مجھے اس کا پتا دو تاکہ میں اپنے پیارے جگر کو وہ سرب (سراب) دکھا کر شاید جھوٹی قتل دے سکوں، اس کی تحقیر کا ساملاں کر سکوں۔

زمرہ مری امام یسٹم نژاد کہ در خرابہ ما روے آتاپے است

حکمت : سزا میں : بے توجہی : غیور : رنجیدہ : غلام : قربان : دہرائی : غلام : مگر ۔۔

ترجمہ: ہم زمانے کی سوداگری سے ریجنیہ خاطر نہیں ہیں، اس لئے کہ اور کچھ نہ سہی، ادارے دیر لان دیر لا کر میں دھوپ تو آ جلتی ہے۔

یعنی یہ بھی قدرت کی ایک طرح سے ہماری طرف توجہ ہے۔ جسے ہم نصیحت سمجھتے ہیں۔ منظور ضرب المثل کے مطابق ”گندم اگر کچھ زبرد جس نصیحت است“ (اگر گندم پھر نہیں ہے تو جس بھی نصیحت ہے)۔

مار ہند بود پر شکل، ہاں غالب دریں خزاں کدہ ہم موسم شرابے ہست

**نکتہ:** برطانوی فوجوں کو وہ فوجی کاغذات جن میں موسمِ فوجوں کی پہچان ہے۔

ترجمہ : ہاں! اے غالب ہند کی برسات کی یہاں کا موسم بدل رہا ہے اور اس غزل کے وہاں بھی شرباب کا ایک موسم ہے۔ موسم بدل رہا ہے۔

خوب پڑھتے ہیں۔ جو نتیجہ ہے موسم کی دلکشی کا۔ جبکہ ہمیں برسات کا موسم بہت دلکشی کا حامل ہوتا ہے اور بھولہوں کے لئے اس میں پہلے پانے کی بہت ترغیب ہے اس لئے اسے بار کا۔

## غزل # 48

تکبہ سویم نظر لطف ہمیں تاسمن است ہنرہ ام نگین و خارم گل و خاکم چمن است  
 لغت : حسن تاسمن: ہنرہ قاسم کو زرقا۔ اسکی مدح میں غالب نے دو ایک قصے بھی کہے ہیں۔ غلط ہو کہلات غالب صفحہ 20۔  
 ترجمہ : اس غزل میں غالب نے گور زکی مدح کے ساتھ اپنے رنگ و لہم بھی بیان کئے ہیں۔ صوفی مرحوم نے اس طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔  
 جب سے ہنرہ قاسم کی مجھ پر نظر حلیت و لطف ہے میرے ہنرہ کو کیاری کی حیثیت حاصل ہے، میرا لاکھا گویا پھول اور میری خاک ہمیں ہے۔ یعنی اس کی نظر حلیت سے میری زندگی میں ہماری ہلد ہے۔

اے کے تا نام تو آرائش عنواناں عظیمہ صفحہ ثانیہ بہ شادابی برگ سخن است  
 لغت : اے: (یعنی صمدی)۔ آرائش عنوان: عنوان کی زیبائش۔ شادابی: تازگی۔

ترجمہ : اے صمدی! جب سے تجرا نام میرے خط کے عنوان کی زیبائش بنا ہے میرے خط کے ورق یا سطح میں چنبیلی کے پھل کی سی تازگی کی۔

گلہم از تازگی مدح تو دوبارہ خویش شارح "النبیۃ اللہ لبنا حسن" است  
 لغت : گلہم: میرا گلہم۔ شارح: تخریج کرنے والا۔ "النبیۃ اللہ لبنا حسن: اللہ تعالیٰ نے اے سے بھلا پھل دیا۔  
 ترجمہ : میرا گلہم تجری مدح کی تازگی کے سبب اپنے بارے میں "نبیۃ"۔۔۔۔ کی شرح کرنے والا بن گیا ہے۔ یعنی تجری مدح میں اتنی تازگی ہے۔ کہ میرا گلہم گویا مجھ کو "نبیۃ"۔۔۔۔ دہرا رہا ہے۔

گھر انشائی مدح تو بہ جنبش آورد خلد ام را کہ کلید در صحن سخن است  
 لغت : گھر انشائی: موتی بکھیرے۔ بہ جنبش آورد: محرک کر دیا جنبش میں لے آئی ہے۔

ترجمہ : تجری مدح کی گھر انشائی سے میرے قلم میں جنبش آگئی ہے، میرا قلم جو شعرو سخن کے ترسے کی کتنی ہے۔ اپنی شاعری کی عظمت کی بات کی ہے۔ گویا میرے اس قلم نے تجری مدح میں موتی بکھیرے ہیں، اگر گھر انشائی کی ہے

ہر دم از رائے منیر تو کند کسب ضیا مر تابلہ کہ فرد زندہ این الجمن است  
 لغت : رائے منیر: روشن رائے۔ کسب ضیا: روشنی کا حصول۔ فرد زندہ: روشن کرنے والا۔

ترجمہ : یہ چمکا سورج جو اس الجمن یعنی کائنات کو روشن کرنے والا ہے، ہر لکھ تجری روشنی رائے سے روشنی حاصل کرنا ہے۔

خیال تو بہ مستطاب حکیم کہ مگر نکس روے تو دریں آئینہ پر تو فلک است  
 لغت : حکیم: میں حکیم بنانا ہوں۔ بہ تو فلک: عکس یا سایہ ڈالنے والا۔

ترجمہ : میں تجھے خیال کا تصور میں چمکائی یا چمکا کر تو کچھ کر حکیم بنانا ہوں، اس لئے کہ شاید اس آئینے (چمکا میں) تجھے چمکے کے عکس کا سایہ پر رہا ہو۔



دامن پر نہیں ٹپک رہے اور میرے بکریں وہ کانا کھک رہا بیچہ رہا ہے جو میرے لباس میں ہے۔ اپنی حالت زار اور غم و اندوہ کے بارے میں بتلائے۔

نیکسی ہائے من از صورت عالم دریاب مودہ ام بر سر راہ و کف خاکم کفن است  
 لغت : دریاب: پائے کو لے اٹھانہ کرلے۔ کف خاکم: خاک کی مٹی میرا کفن ہے۔  
 ترجمہ : تو میری نیکسیاں (یعنی نیکسی) کا اندازہ میری صورت حال سے کر سکتا ہے۔ میں کچھ کر میں راستے میں پڑا ہوا ایک مودہ ہوں اور مٹی بھر خاک میرا کفن ہے۔

حیف باشد کہ دلم مودہ و پرش نہ کنی بہ جہاں پرش ماتم زود رسم کنن است  
 لغت : حیف باشد: افسوس ہے۔ دلم مودہ: میرا دل مہنگا ہے۔ ماتم زود: سوگوار۔  
 ترجمہ : بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرا دل مودہ ہے اور تو میری حال پر ہی نہیں کر رہا مگر وہ دنیا میں کسی غم زود یا سوگوار انسان کی حال پر ہی ایک پرانی رسم ہے۔ لیکن ایسے انسان سے ہر کوئی اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

چشم دارم کہ فرستی بہ جواب غزلم آن رضا نامہ کہ از لطف تو مطلوب من است  
 لغت : چشم دارم: مجھے امید ہے، میں توقع کرتا ہوں۔ مطلوب من: مجھے وہ کار ہے، میری ضرورت ہے۔ رضا نامہ: قیامت جس میں کھینے والے نے کسی بات کی پائی بھری ہو۔

ترجمہ : مجھے توقع ہے (میں امید کرتا ہوں) کہ میری اس غزل کے جواب میں تو مجھے وہ رضا نامہ بھجوائے گا۔ جس کی مجھے، تجھری مہربانی کی بدولت، ضرورت ہے (میں تجھے وہ کار ہے)۔

غالب خستہ بہ جاں جاے بر آں در دارو گر بہ تن مشکک گوشہ بیت الحزن است  
 لغت : مشکک: مہلت کرنے کے لئے کہنے میں چیلنے والا۔ بیت الحزن: غمناک، غمگین۔

ترجمہ : اگرچہ غالب خستہ، ہسٹلی طور پر ایک حکمہ کے گوشے کا مشکک ہے (یعنی حکمہ سے میں وہ رہا ہے) لیکن روحانی طور پر یا ذاتی طور پر اس کا حکمہ اس دردناک ہے (یعنی میرے صدموں کو دردناک کر دے)۔

## غزل 49

نہ ہرزہ بچکونے از مغزم استخوان خالیست کہ جائے ناکہ زارے دریں میاں خالیست  
 لغت : مغز: گودہ۔ استخوان: ہڈی۔

ترجمہ : میری ہڈی یا ہڈیاں یا ہڈی کی طرح، مغز سے بے خمی یا بے قاعدہ شکل میں ہڈی ہیں بلکہ ان میں ناکہ و زاری کے لئے جبکہ غل و رکھی ہوئی ہے۔ گویا عاشق کی ہڈیاں تک ناکہ و زاری کر رہی ہیں۔

ردم بہ کعبہ زکوے تو و زحق غلظم ز سجدہ جبر و از پوزشم زباں خالی است  
 لغت : غلظم: میں شرمندہ ہوں۔ جبر: پوزش۔ پوزشم: میری سذورت، سہانی۔

ترجمہ : میں اسے محبت، محبت کے کہے سے کعبہ کی طرف جا رہا ہوں لیکن حق (یعنی خدا تعالیٰ) سے شرمندہ ہوں کہ میری پوزش تو مجھوں

کے ٹکٹن سے اور میری زبان مغفرت لٹا رہی ہے۔ غالب نے اور میں اس دمک سے یہ بات کی ہے۔

کعبہ کس شے سے جاؤ گے عجب

شرم شرم کو کمر نہیں آتی

ہجوم گل بہ گشتیں ہلاک شوقم کرو کہ جانے مانگو و جائے تو ہم چہاں نہایت۔

نعت : ہلاک شوقم کرو مجھے میرے شوق نے مار ڈالا۔۔۔ ہانہ مانگو کوئی جگہ غلی نہیں رہی۔۔

ترجمہ : ہلاک میں پھولوں کی کھڑت دیکھ کر میرے شوق کی خطراری نے مجھے گویا مار ڈالا اس لئے کہ پھولوں کی اس کھڑت کے سبب ہلاک میں کوئی جگہ غلی نہیں رہی لیکن میری جگہ غلی پڑی ہے۔ موسم بہار میں ہلاک کا فائدہ احتمال داخل ہو تا ہے لیکن ایک عاشق کے لئے یہ کھلی اس وقت ہوتی ہے جب اس کا محبوب بھی وہاں ہو۔

گر یستم شکر مستی بہنوں جہم اموز ز پارہ جگر م چشم خوں چکاں خالیست

نعت : گر یستم میں رویا۔۔۔ شکر مستی : تو نے نہیں دیکھا میں گر مستی خلا ہو گا۔۔۔ پارہ جگر : میرے جگر کا ٹکڑا۔۔

ترجمہ : میں رویا لیکن میرے لئے رویا لیکن تو نے دیکھا تک نہیں، کوئی توجہ نہیں کی، جس کی وجہ سے آج میں خون میں ڈوب رہا ہوں اور میری حالت یہ ہو گئی ہے کہ میری خون دوسے والی آنکھیں میرے جگر کے ٹکڑوں سے غلی پڑی ہیں۔ محبوب کی انتہائی بے توجہی کا ٹکڑا ہے جس کا اثر عاشق پر یہ ہوا کہ اس نے اپنا سارا خون دودھ کر دیا۔

نہ شہدے بہ تمنا نہ بید لے بہ نوا ز غنچہ بھگین و از بلبل آشیل خالیست

نعت : شہدے : کوئی مستحق۔۔۔ بید لے : بھگین : پھولوں کی کھڑی۔۔

ترجمہ : نہ تو کوئی مستحق اپنے حسن کا فائدہ پہنچ کر رہا ہے اور نہ کوئی عاشق اپنی جان و فراہ کر تاخیر آ رہا ہے۔ گویا پھولوں کی کھڑی غنچے سے اور آشیل بلبل سے غلی ہے۔ غنچے سے مراد مستحق اور بلبل سے مراد عاشق ہے۔ دوسرے مصرع میں صنعت فحش ہے۔ جس ناول میں یہ دو مصرعے ہیں اس کی فدا کی فاضح ہے۔

کسٹم بہ جنبش دل شیش از پری لہرز سرم ز بلو فسوں نخی زبیاں خالیست

نعت : لہرز : پر ہوا ہوا۔۔۔ بلوسوں نخی زبیاں : زبان کی بحر طرازی (خوش گفتاری) کا انوار۔۔

ترجمہ : میں تو دل کی جنبش سے شیشے کو پری سے پر کر لیتا ہوں لیکن پری کو شیشے میں اندک لیتا ہوں میرا سر زبیاں کی خوش گفتاری بحر طرازی سے غلی ہے۔ پری کو شیشے میں آنکھوں کے لئے جلو مخرے کام لیتے ہیں۔ گویا عاشق اپنی زبان کا بلور بنا کر محبوب کو رام نہیں کر سکا بلکہ اپنے ظلموں میں اسے اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔

گرش بدین من گریہ رو نہ دلا چہ جرم نمل آتش شوق من از دخال خالیست

نعت : گرش : اگر اسے۔۔۔ گریہ رو نہ دلا : گریہ جاری نہیں ہوئی۔۔۔ نمل : نیلا۔۔۔ دخال : دھواں۔۔

ترجمہ : اگر میری حالت دیکھ کر محبوب کی آنکھوں سے آنسو نہیں کے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں، اس لئے کہ میری آتش شوق کی غلظت میں دھواں نہیں ہے۔ دھواں اگلے تو قریب بیٹھے یا کھڑے انسان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ آتش شوق میں صرف عاشق جلتا ہے اس کا محبوب پر اثر انداز ہوتا یا نہ ہوتا ایک الگ بات ہے۔

پر از سپاس اداے تو دفتر سے دارم کہ یکسر از رقم پرش نمل خالیست۔

نعت : سانس نہ لے۔ دفترے : ایک دوسرا ایک کلب فرست۔ نیکمز پوری طرح سراسر۔

ترجمہ : غلط فہمی یا جھگڑا ہوئی احوال پر ہی مراد کسی اور میں عاشق کی طرف معمولی سی توجہ کا اظہار۔۔

ترجمہ : میرے پاس بھی ناز و ہوا کے شکبے کی ایک طرف لہرست ہے یعنی میں تجھے ناز و ہوا کا بے حد معنون ہوں لیکن (اطوس) کہ اسے لہرست پریشانی کی طرح سے بالکل خالی ہے۔ یعنی عاشق تو اس کی اوروں پر مراد اور شکر گزار ہے لیکن محبوب کی ایک بھی اور ایسی نہیں جس سے عاشق کی طرف معمولی سی بھی توجہ کا اظہار رہا ہو۔

امام شہر بہ مسجد اگر رہم نہ دید نہ جائے من بہ نیایش کہ مغف خالیست ؟  
نعت : نیایش کہ: سٹیشن کی جگہ، مرد عبادت گاہ۔

ترجمہ : اگر امام شہر مجھے مسجد میں داخل ہونے سے روکا ہے تو کیا ہوا کیا میرے لئے مغف کی عبادت گاہ میں جگہ خالی نہیں ہے؟ یعنی میں وہاں جا سکتا ہوں۔ قصہ تو اس پر دور دراز کے حضور سر جھکا ہے اس میں جگہ کی یا کسی خاص عبادت گاہ کی قید نہیں۔ بقول مولا:

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ  
عاشق خود اسلام کا ہے خود کفر کا دونوں پکار ہیں۔ پروانہ تو صرف چراغ پر مارتا ہے اس کے لئے حرم و دیر کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ خود کو سنی کے مطابق!

شیخ مستغنی بدین و برہمن مغرور کفر مست حسن دوست رہا کفر و ایمان کا رعیت  
اشعار اپنے دین میں بے نیاز اور ہر دین اپنے کفر سے آزاد ہیں جبکہ حسن دوست کے عاشق کو کفر و ایمان سے کوئی سروکار نہیں ہے ا  
خراب ذوق بر و دوش سبکسم غالب؟ کہ چوں بلبل سر پایم از میاں خالیست

نعت : نیرہ سیز۔ دوش: کندھ۔ برودوش: مرد جسم بدین۔ خراب: بگڑا یا مارا ہوا۔ سر پایم: میرا پیچھا دو۔

ترجمہ : اے غالب میں کس کے برودوش کی خدمت کا مارا ہوا ہوں کہ میرا وجود حال کی طرح درمیان سے خالی ہے۔ یعنی کسی موقع پر محبوب اپنے عاشق کی آغوش میں حاضر ہو یہ عاشق کی بہت بڑی خوش بختی تھی۔ اب اس کے جانے کے بعد بھی عاشق اسی تصور میں جھکا بیٹھا ہے اور جس طرح بلبل اندر سے خالی ہو گا ہے اسی طرح اس کا بھگا ہوا بدن (محبوب کے دور سے) خالی ہے۔

## غزل # 50

زمن گستی و پیوند مشکل اتلا است مرا گیر بہ خونے کہ در دل اتلاست  
نعت : گستی: تونے توڑا۔ پیوند: جڑنا۔

ترجمہ : تونے مجھ سے محبت کا تعلق توڑ دیا، جس کا بھی زمانہ یعنی تونے ہوئے تعلق کا اب مشکل ہو گیا ہے۔ تو اس خون پر میری گرفت نہ کر جو دل میں گر گیا ہے۔ یعنی یہ تعلق تونے سے میرا دل طویل ہو گیا ہے تجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔

رسد دے کہ فحالت کشم ز گرمی دوست ز خصم داغم و اندیشہ باطل اتلاست

نعت : رسد دے: دولت آ رہا ہے، قریب ہے۔ گرمی: دوست، محبوب کا خوش بخت۔ باطل اتلاست: محبت یا غلط ہو کے رہ گیا ہے۔

ترجمہ : وہ وقت قریب ہے جب مجھے اپنے محبوب کی گرم ہوش سے شرمندگی اٹھانے کی، یعنی وہ محبت سے خوش آئے گا اور مجھے اس کی وہ فائزوں کے شکرے پر فائز ہوگی۔ عاشق اپنے اس خیال میں کھو گیا تھا لیکن جلد ہی اسے رقیب کا خیال آ گیا، چنانچہ اسے کناچا کر میں رقیب کے ہاتھوں جل رہا ہوں، کیونکہ اس کی وجہ سے یہ لاف کوہ تصور باطل ہو کر رہ گیا ہے۔

بہ قدر ذوق تہیدن بہ کشتہ جا بنفشہ خن بہ مٹکہ در کیش قاتل اقلداست  
لغت : ذوق تہیدن : ترپنے کی لذت۔۔۔ مٹکہ : مراد عدالت۔۔۔ کیش : مذہب، مسلک۔۔۔

ترجمہ : محنت والی یعنی عاشق کو اس کے ترپنے کے ذوق کے مطابق جگہ دار میں کرنے کی جگہ ادنیٰ چاہی ہے۔ عدالت میں قاتل کے مذہب یا مسلک کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے۔ یعنی وہ اصول و محبوب کی کیا عدالت ہے کہ اس کا محنت والی ترپنے میں بھی خوب لذت پاتا ہے، گویا یہ قاتل کا اس پر احسان ہے۔ لہذا اس پر گرفت کیسی؟

شکلی ار جگر ذرہ نم بموں نمد بہ وادی کہ مرا پائے در گل اقلداست  
لغت : شکلی : ترچہ، پہاڑے۔۔۔ نم بموں نمد : وادی بھی نمی باہر نہیں آئے گی، ایک قطرو بھی نہیں نکلے گا۔

ترجمہ : جس وادی میں ایسی حق کی وادی یا میرے ہاتھ کیچڑ میں پھنس کر رہ گئے ہیں وہاں اگر تو ذرے کا جگر چرے تو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی باہر نہیں کرے گا یعنی عاشق کی آتش عشق نے اس وادی کی خاک کو جا کر بالکل خشک کر دیا ہے۔

دریں روش بہ چہ امید دل توں بستن میان من و او شوق حائل اقلداست  
لغت : دل توں بستن : دل لگایا جاسکتا ہے۔۔۔ میان من و او : اس کے اور میرے درمیان۔۔۔ حائل : رکاوٹ۔۔۔

ترجمہ : اس صورت حال میں کہ میرے اور اس (المحبوب) کے درمیان شوق حائل ہے، اس سے کہ ٹھکر لگایا جاسکتا ہے۔ یعنی ہم تو عشق کے ہاتھوں مرے جا رہے ہیں اور وہ اس سے بیزار ہے، یعنی عجب ہی کے بقول!

ہم میں مشتق اور وہ بیزار یا اٹھی یہ ماجرا کیا ہے؟  
بہ ترک گریہ بدم دہشت اثر ز دلش کہ خود زشب روی تار غافل اقلداست

لغت : دہشت اثر : یعنی بھری گریہ و زاری کے اثر کا خوف۔۔۔ شب روی : رات کو چلتی رات کے وقت (کی گریہ و زاری)۔۔۔

ترجمہ : میں تو پہانتا ہوں کہ اپنی گریہ و زاری ترک کر دوں تاکہ محبوب کے دل سے اس کے اثر کا خوف جاتا رہے لیکن اوجہ محبوب ہے کہ وہ میری راتوں کو اتنے اتنے کہ فریاد و فغان کرنے سے بالکل بے خبر ہے۔ تو تب وہ عاشق کی اس گریہ و زاری سے غافل ہے تو اس کا کیا اثر اور محبوب کا اس (اثر) سے خوف نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

بہ صبر کم خیم اما عیار ایوبی بقدر آں کہ گرفتہ کمال اقلداست

لغت : کم خیم : کم نہیں ہوں۔۔۔ عیار ایوبی : حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا عیار، صبر و عیاں مشہور ہے، قرآنی صبر۔۔۔

ترجمہ : میں صبر میں کم نہیں ہوں، تمام صبر ایوبی علیہ السلام جتنا بھی پرکھا وہ اپنے انداز میں کمال رہا۔ یعنی صبر ایوبی ایک مثالی صبر ہے، تمام صبر ایوبی اپنی جگہ کمال صبر ہے، وہ سب نقصوں میں صبر ایوبی سے کم نہیں۔

چرو تنگ و سمندر در آب و آتش من ختم بہ قلمزم و کشتی بہ ساحل اقلداست  
لغت : تنگ : گہرے۔۔۔ سمندر : آگ کا کینڑا۔۔۔ چرو : چر آئے۔۔۔

ترجمہ : گہرے میرے پانی اور سمندر میری آگ میں چر رہے ہیں، یعنی آگ کی خوراک کا سامن میرے جسم سے ہو رہا ہے۔ جو سمندر میں ڈوبا



ہوا ہے، جبکہ میری منجی ساحل پر کھڑی ہے۔ مطلب یہ کہ ماضی اپنی گریہ و زاری یا آنسوؤں میں ڈوبا ہوا اور اقل خلق میں مل رہا ہے اور یہ دونوں چیزیں آب و آتش ان جانوروں کی خوراک ہیں۔

بروئے صید تو از ذوق استخوان حشش ہا ز تیزی پرواز، بھل افتواست  
 لغت: صید: شکار۔ استخوان: ہڈی، ہڈیاں جو ہاکی خوراک ہیں۔ بھل: زخمی۔

ترجمہ: ہا شہر کے شکار یعنی ماضی کے جسم کی ہڈیوں کے خونی میں جی تیزی سے اڑ کر اس طرف آیا اور زمینی ہو کر اس پر گر پڑا۔ یعنی ماضی کی ہڈیوں میں اچھی لذت ہے کہ ہمارے اس کی خاطر خود کو زخمی کر لیا۔

چو اندر آئینہ با خویش لب ساز شوی زخود بکوی کہ ماراچہ در دل افتواست  
 لغت: لب ساز: چھلپسی کرنے والا، مراد فریفتہ ہونے والا۔

ترجمہ: جب تو آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اپنے ساتھ چھلپسی کرنا چاہی تو اس وقت ذرا یہ بھی دیکھ لیا یا خیال کر لیا کہ ہمارے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ آئینے سے حلقی یہ دو شعر بھی ملاحظہ ہوں، سہو!

جرم بیگنہ نہ باشد کہ تو خود صورت خویش گر در آئینہ جی برود دل زہرت  
 (تجے دل دینے والوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ جب تو آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے گا تو ترے سینے یا بلو سے دل نکل جائے گا)  
 عربی!

وہن خویش بوسند لب خویش کند چوں در آئینہ بیند تباں صورت خویش  
 (اب صہین اپنا چہرہ آئینے میں دیکھتے ہیں تو اپنا منہ چوسنے اور اپنے ہونٹ چوسنے لگتے ہیں)

حریف ماہر بے بذلہ سے خورد غالب گمرز خلوت واعظ، بہ محفل افتواست  
 لغت: بے بذلہ: ذمہ داری یا خوشی طبع کے بغیر۔ حریف: مراد ساتھی، ہم کار، ہم پیش۔

ترجمہ: اے غالب! ہمارا حریف کسی قسم کی ذمہ داری اور خوش طبعی کے بغیر شراب لیا رہا ہے، چپ سروسے بیٹھا ہے گستاخے جیسے دورِ ماضی کی غلوٹ سے اٹھ کر اس محفل (مکمل اور دل کی محفل) میں آیا ہے۔ گویا واعظ کی ظف طبعی کا بھی اس پر اثر ہے، ورنہ دعووں کی محفل میں شراب کے ساتھ ساتھ لطیفے چلنے بھی چلتے ہیں جو ان کی ذمہ داری کی نشانی ہے۔

## غزل # 51

اختم از مرگ تا حیف جراثیم بار است روزی ناخوردہ ما در جہاں بسیار است  
 لغت: اختم: ہم اسم میں ہیں، مخلوق ہیں۔ جراثیم: زہم برسانے یعنی لگانے والی۔ روزی ناخوردہ: بد نصیب لوگ۔

ترجمہ: جب تک تیری کھوار جراثیم بار ہے، ہم موت سے محفوظ ہیں۔ دنیا میں ہم جیسے اور بھی بہت سے بد نصیب لوگ ہیں۔ یعنی محبوب کی کھوار ماضیوں پر مل رہی ہے، وہ زہم پر زہم کھا رہی ہے اور تیرے ہی لیکن موت ان کے نزدیک نہیں پہنچ رہی۔

ما و خاک رگدذر بر فرق عریاں رہ بخش گل کے جوید کہ اورا گوشہ دستار است

لغت : فرق مہار : نگار۔ رہنمائی : کرنا۔

ترجمہ : ہم ہیں اور ہمارا فضل اپنے ننگے سر رکھ کر کی خاک ڈالنا ہے۔ پھول تو وہ تلاش کرے جس کے پاس دستار ہے۔ عاشق چاہا تو دیوانگی کی حالت میں اور مدح محکم رہا ہے۔ رکھ کر کی خاک اس کے ننگے سر پر رہی ہے اسے دستہ کھلی نصیب پرانے لوگ بکری کی سہولت کے لئے اس کے ایک کونے میں پھول چھپایا کرتے تھے۔ اسی حوالے سے پھول اور گوشت دستار کہا ہے۔

پارہ امید وار ستم، تکلف بر طرف باہر بے التفاتی درد مند آزاد ہست

لغت : پارہ : پارہ اسے، کچھ، تھوڑا سا۔ وار ستم : وار ستم : امیدوار۔ بے التفاتی : بے توجہی، بے یقینی۔ درد مند آزاد : دلی لوگوں کو آزاد پہنچانے والا۔

ترجمہ : گلی لپٹی بغیر صاف صاف کہتا ہوں کہ میں اس محبوب کی طرف سے کسی قدر محبت کی بھی اس لگائے دیتا ہوں۔ وہ جو اپنی تمام تر بے یقینی وہ بے توجہی کے وجود و وسوسوں، استغنیٰ کو دکھ پہنچانے والا ہے۔ یعنی ایسے محبوب سے یہ توقع ہے کہ شاید وہ کبھی تھوڑی سی محبت کا بھی اظہار کرے۔

بر سر کوئے تو با مرم بہ جنگ آرد بھی اس نجوم ذرہ کلندر روزان دیوار ہست

لغت : بر سر : سورج کے ساتھ جیسے۔ بہ جنگ آرد بھی : جنگ کی طرف لانا ہے، مجھے دھک دلاتا ہے۔ کلندر : کلندر کو اندر۔

ترجمہ : جب میں تجھے کوہے میں جاتا ہوں تو تجھے روزان دیوار میں ذروں کا نجوم رکھ کر دھک کے مارے سورج سے جنگ کرنے پر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ سورج کی وجہ سے ذرے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ ذرے اب محبوب کے دوشیزان سے اندر جا رہے اور گویا محبوب کا دیوار کر رہے ہیں، عاشق کے لئے یہ ذرے دھک کا ہٹ ہے، چنانچہ وہ انہیں ایک طرح سے دھک دیتے ہوئے سورج سے آواز جنگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ذروں کو یہ موقع ملتا ہے۔

در خوشی تلاش روئے عرقاش نگر تاچھا ہنگامہ سرگرمی گفتار ہست

لغت : تلاش : چنک۔ روئے عرقاش : اس کا پیٹھ سے بھرا چہرہ۔ سرگرمی : کھڑکی، کھڑکی کی کڑت۔

ترجمہ : محبوب غامضی اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس حالت میں ذرا اس کے عرقاش چہرے کی چنک تو دیکھو، اللہ اعظم (اور اس کی اس غامضی میں بھی سرگرمی گفتار کے کتنے ہنگامے سامنے ہوئے ہیں۔ محبوب جب بولتا ہے تو اس کے چہرے پر خوب چنک آنے لگتی ہے۔ جب غامضی میں اس کے چہرے کی چنک اس قدر ہے تو میں لگتا ہے جیسے وہ خوب بول رہا ہو۔

بے نواہی میں کہ کر در کلب ام باشد چراغ بخت را نازم کہ ہامن دولت بیدار ہست

لغت : کلب ام : میری بھوپڑی۔ بے نواہی : بے سروسلائی۔ دولت بیدار : ایسی دولت جس سے قائم، اطمینان ملے۔

ترجمہ : میری ذرا بے سروسلائی ملاحظہ کر کہ اگر میری بھوپڑی میں چراغ جل رہا ہو تو میں اپنے پیچھے یا فرش بخٹی پر ناز کروں گا کہ میرے پاس دولت بیدار ہے۔ اپنی اطمینانی بے سروسلائی کی بات کی ہے۔

دور پر ستم و در کلام جوئی استوار پلوشہ را بندہ کم خدمت و پر خوار ہست

لغت : پر ستم : مہلت۔ کام جوئی : آرزو نہیں پوری کرنا۔ بندہ کم خدمت : پر خوار، خدمت کم کرنے اور زیادہ کھانے والا غلام۔

ترجمہ : میں خدا کی مہلت کرنے میں مست اور خواہش پوری کرنے کے سلسلے میں میں بڑا چست ہوں، یعنی اس کی مہلت تو نہیں کرتا، البتہ اس کی نعمتوں سے خوب لطف و فائدہ اٹھاتا ہوں۔ گویا میری حالت پلوشہ کے اس غلام کی سی ہے جو خدمت تو کم کرتا ہے (خدمت کرنے میں مست ہے) لیکن کھانا کھاتا ہے۔ اور وہ میں اپنی اس سستی کا میں اظہار کیا ہے۔

جاننا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت اور نہیں آتی  
راز دیدن با بخوی و از شنیدنما گوئی نقشبنا در خانہ و آہنگا دستار بہت

نعت: بخوی بہت طاعت کر۔ شنیدنما شہنشاہ کی صورت میں۔۔ گوئی بہت کر۔۔ آہنگا: سرانجام آہنگ۔۔

ترجمہ: تو دیکھنے کا راز دست و وضو اور سننے کی بات مت کر، اپنی دیکھنے اور سننے کی حقیقت کا راز دست پر چھ۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی قدرت کے قلم میں دستار نقش ہو چکا ہے اور ابی طرح دستار سر پہ جو ستار کے تلمیذ چھپے ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال کے مطابق:

یہ کائنات ابھی ختم ہوا ہے شاید کہ آری ہے دادم صداے "کن فیکون"

نیز علامہ کی کہ بقول!

اگر کوئی شے نہیں ہے پس تو کیوں سراپا طاعت ہوں میں

گر نمودار بہت نقش سجدہ بریسا دروغ و رنجان منیدیت، دوش خستہ زہار بہت

نعت: نمودار بہت اگر کچھ آفکار ہے۔۔ سجدہ پوشانی۔۔ رنجان منیدیت: کوئی نکلان والی شے۔۔

ترجمہ: اگر پوشانی پر جہدوں کے نکلان نکلان و آفکار ہیں تو یہ الموس کی بات ہے اور اگر کوئی نکلان والی شے ہے تو وہ زہار کے برہمت تھا ہوا کتہہ ہے۔ پہلے مصرعے میں اپنی مہلت کی ناکامی یا دکھانے کی مہلت پر اظہار الموس کیا ہے۔ دوسرے میں زہار کے حوالے سے یہی بات کی ہے۔ زہار وہ دھماکا جو جہدوں اور جہل کے درمیان پڑھتا ہے۔ یہ بھی مذہبی طاعت ہے۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زہار میں دکھانا نہیں اس سے تو کدے سے مسلسل رو بہ رہتا ہے۔

دور باش از ریہہ ہائی استخوانم اے اما کایں بسایط دعوت مرتبان آتش خوار بہت

نعت: دور باش: دور رہ۔۔ ریہہ ہا: گلوے۔۔ کایں: کہ اس۔۔ آتش خوار: آگ کھانے والے۔۔

ترجمہ: اے اہل قیامت! میری ہڈیوں کے درجوں سے دور رہ، کیونکہ یہ دسڑنوں آتش خوار ہوں کی دعوت کے لئے ہے۔ ہا کی خود راگ ہڈیاں ہیں۔ عاشق آتش خلق میں بھل ہوا ہے۔ ظاہر ہے اس آگ کا اثر اس کی ہڈیوں پر بھی ہو گا جس لئے وہ اپنے مودہ داخلے کو آتش خوار ہونے کی دعوت کا دسڑن خوار قرار دیتا اور ہا کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

کشتہ نقل بازہ از مصرصر زیبا افکارہ ام خاکم ار کلوی جنوزم ریشہ در گنزار بہت

نعت: زیبا افکارہ: نیچے گر پڑا ہوں۔۔ مصرصر: تیز آنکھی، بھڑک۔۔ ار کلوی: ار کو کھوے۔۔ ریشہ: جڑ۔۔

ترجمہ: میں ایک پرانا نقل بازہ ہوں جو بد مصرصر سے نیچے گر پڑا ہے۔ اگر تو میری خاک کو کھوے تو تو کچھ لے گا۔ ابھی میری جڑ گنزار میں ہے۔ مراد یہ کہ میں گویا زحما ہوں یا ملامت لے چکے ہو زحما کر دیا ہے لیکن میری طبیعت کی تشنگی و ناگہانی بھی تک پر قرار ہے۔

باد بزد آن "تسخیر باد آورد" و عتاب را بنور تالہ الماس پاش و چشم گویہار بہت

نعت: تسخیر باد آورد: ہوا کا لایا ہوا غبار، خسوف و ج کے ملت غباروں میں سے ایک غبارے کا نام۔۔ باد الماس پاش: الماس بکھیرنے والی قزاق۔۔ عتاب: سخت چہرہ کا لایا ہوا چہرہ جانے تو جسم کو زخمی کر دیتا ہے۔۔ گویہار: موتی پر سنانے والی۔۔

ترجمہ: ہوا تو تسخیر باد آورد کو اڑا کر لے گئی، یعنی وہ دولت تو ہوا ہو گئی لیکن عتاب کی الماس بکھیرنے والی قزاق ہیں اور موتی یعنی آنسو پر سنانے والی آنکھیں ابھی تک وہی یا اسی طرح پر قرار ہیں۔ (باد الماس پاش) ایسی قزاق ہیں جنہیں سن کر لوگوں کے دل پھل جائیں۔ گویا یہ دونوں

## غزل # 52

چشم از ابر انگبار تر است از عرق جبر بہار تر است

ترجمہ: میری آنکھیں بال سے زیادہ انگبار ہیں۔ پسے سے سرم بہار کی چٹائی تر ہے۔ یعنی مافق کی انگباری دیکھ کر بہار کا بال شرمندہ ہو گیا ہے کہ اس بال کا درد جو اس انگباری کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

گریہ کرد از فریب و زارم کشت نگہ از تیغ آبدار تر است

لغت: زارم کشت: مجھے بری طرح ہار دلا۔۔۔ آبدار تر: زیادہ تیز۔۔۔

ترجمہ: اس محبوب اے فریب سے آنسو بہانے اور عین مجھے بری طرح ہار دلا۔ اس کی نگاہ تو تلوار سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ آنسوؤں کے خالے سے آبدار کہ۔ یعنی آنسوؤں سے بھیگتی ہوئی اس کی آنکھوں سے نکلنے والی نگاہوں میں تلوار کی کث سے بھی زیادہ تیز ہیں۔ اردو میں صاحب نے یہی بات یوں کی ہے۔

کرے ہے قتل لگوت میں تیرا رو دنا کوئی تری طرح تیغ نگہ کو آب تو دے

ی برا نگیزش بہ کشتن من دشمن از دوست انگبار تر است

لغت: برا نگیزش: اے یعنی محبوب کو آکسانا ہے۔۔۔

ترجمہ: رقیب اے میرے قتل پر آکسانا ہے۔ گویا دشمن تو دوست سے بھی زیادہ انگبار طبع ہوا۔ مافق کے لئے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونا بہت ہی ہلکا مرتبہ ہے لیکن محبوب اس طرف توجہ نہیں کر رہا کہ مافق کی حالت زار سے لطف اٹھا رہا ہے۔ تاہم یہ رقیب کا سے مافق کے قتل پر آکسانہ مافق کی واسطے انگباری قرار پاتی ہے کہ اس طرح وہ دیکھوں سے بہت پابانے گا۔

دی گھر مست بودہ ای کامروز شکر از شکوہ ناگوار تر است

لغت: دی: دی شب، کل رات۔۔۔ کامروز: کہامروز، کہ آج۔۔۔ ناگوار تر: زیادہ برا زیادہ بے تحاشہ۔۔۔

ترجمہ: کل رات تو محبوب شاید مست کی حالت میں تھا کہ آج میرا شکر، شکوے سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔ یعنی کل رات محبوب نے غیر حرج طور پر مافق سے اشتہار پائی ہے جو مافق کے لئے محبوب کے شکوے کا باعث بنی ہے۔ دوسرے روز اس تلخ فحش یا شک کا اظہار ہو جاتا ہے کہ محبوب اس وقت مست ہو گا کہ اس نے مجھ پر توجہ کی، چنانچہ اس شک کی بنا پر اس کے شکوے میں شکوے کی ہی حقیقت پیدا ہو گئی ہے۔

اے کہ خوے تو بچو روے تو نیست دیدہ از دل امیدوار تر است

لغت: خوے: تو، تجری خلعت، خلعت۔۔۔ بچو: بازو، شکل، جھنڈی۔۔۔

ترجمہ: اے (محبوب یا تجری خلعت تجھے چرے چمکے نہیں ہے۔ میری آنکھیں، دل سے زیادہ امیدوار رہا امید ہیں۔ یعنی تجری فخر خلعت کا صحیح اندازہ دل ہی کر سکتا ہے جبکہ آنکھیں تجری ناہی صورت اور تجری خلعت کے برعکس ہے اپنی سے دھوکا کھا کر تجھ سے اس لگاؤ میں، لیکن دل اپنے اس انداز سے کی بنا پر تجھ سے کوئی توقع نہیں رکھتا۔

نو بہ دولت رسیدہ را نگرید غفلت از زلف مشکبار تر است

لغت : نو بہ دولت رسیدہ یعنی نو رو بہ یا نو رو بختی، جسے غفلت کے بعد دولت ملی ہو۔۔ غفلت اس کا ہنرہ خط۔۔

ترجمہ : ذرا اس نو رو بختی کو تو دیکھ کہ اس کا ہنرہ خط اس کی زلفوں سے زیادہ خوشبودار اور سیاہ ہے۔ محبوب کے چہرے پر آنکہ تازہ ہنرہ خط آگاہ ہے جس سے اس کے حسن میں مزید دلکش پیدا ہو گئی ہے۔ شاعر نے اس کا ہنرہ خط محبوب کے حسن کو نو رو بختی کہا ہے نیز اس لئے بھی کہ یہ ہنرہ خط زلف کے مقابلے میں زیادہ دلکش ہے۔

ظفلی و پڑ دلبر می ظفنی آہ عمدے کہ استوار تر است

لغت : ظفنی : تھپ ہے کہیں۔۔ پڑ دلبر : بہت ہی دلبر، عذر۔۔ استوار تر : زیادہ مضبوط۔۔

ترجمہ : تو کہیں ہے لیکن انہوں نے کہ تو کیا عمدے کرنے میں پڑا دلبر ہے جو دھماکا جتا استوار ہے یا تو ایک استوار عمدہ بنا دلبرانہ توڑ رہا ہے۔ عمدے سے مراد عمدہ رہا ہے۔ کہیں کے ہاٹ وہ جلد ہی عمدہ پائندہ بھی بنے گا ہے اور اسی کا ہنرہ خطی سادگی سے وہ عمدہ توڑ بھی دیتا ہے۔

بہم بجز و نیاز می خواہند زار تر ہر کہ حق گزار تر است

لغت : بہم : سبھی، ہر کوئی۔۔ بجز و نیاز : بجز و نیاز، ہر اکمل۔۔ حق گزار : حق ادا کرنے والا، حق پہچانے والا۔۔

ترجمہ : سبھی، بجز و نیاز کے طالب ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ چارہ حق گزار سب سے زیادہ مصیبت کا شکار ہے، یعنی وہ کس کس کے سامنے عاجزی و اکمل کا اظہار کرے۔

خستہ از راد دور می آیم پا ز تن پارہ اے نگار تر است

لغت : خستہ : تھکا ہوا۔۔ پارہ : پارہ پارہ، کسی قدر۔۔ نگار تر : زیادہ زخمی۔۔

ترجمہ : میں تھکا ہوا ہوں اس لئے کہ دور سے آ رہا ہوں چنانچہ میرے پاؤں میرے جسم سے بھی کسی حد تک زیادہ زخمی ہیں۔ عاشق نے حالت درج آگئی یعنی کثرتِ شوق میں حیران و دیوانہ کی ہے جس سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔

شکوہ از خوئے دوست نکلاں کرد پارہ تنہ سازگار تر است

ترجمہ : دوست سے اس کی غفلت و طبیعت کا شکوہ نہیں کیا جاسکتا یعنی اگلے لئے تجھ شراب ہی سازگار ہے۔ گویا دوست کی حدِ مروتی ایک عاشق کے لئے ہاں حد کی حیثیت رکھتی ہے۔

می رسد گر بہ خویشتر، نازد طالب از خویش خاکسار تر است

لغت : نازد : قریب کرنا ہے۔۔

ترجمہ : طالب کو اگر اپنے آپ تک رسائی ہو جائے یعنی وہ اپنی ذات کو پہچان لے تو نہ فکر کرنا یا فکر کرنے لگا ہے۔ اے چاہل جانے گا کہ اپنی ذات سے حلقے اسے جو احساس ہے اس سے وہ زیادہ خاکسار ہے۔ احساس خاکساری بھی اپنی جگہ عظمت انسانی کی دلیل ہے۔

غزل # 53

نکود بخشش حق را ذریعہ بہ سببست و گرنہ شرم گنہ ور شمار ہے ادبیت

ترجمہ : حق تعالیٰ اپنے بندوں کی بخلش و مغفرت کسی سبب یا وجہ کے بغیر فرماتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے حضور کسی گناہگار کا اپنے گناہوں پر تادم ہونا ایک طرح کی بے ادبی ہے اس لئے کہ وہ تو غفور و رحیم ہے اور سبب و وجہ نہیں دیکھتا۔

زکیر و دار چہ علم چوں بہ عالمے کہ ختم بنو ز قصہ طواج حرف زیر پیدہ۔

لغت : کیوڑا نہ پکڑو حکم، عاصی۔۔۔ قصہ طواج: حضور طواج کواٹھ۔ اسے "طواج" کہنے کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

ترجمہ : مجھے کسی قسم کے عاصیہ کا کیا علم یا خوف! اپنی نہیں ہے اس لئے کہ میں جس مقام پر ہوں وہاں بنو ز حضور طواج کا قصہ حرف زیر لکھی ہے ابھی زبان پر نہیں آیا مشنیں نے مذکورہ دوسرے کو کنگر کھر قرار دیا تھا۔ غالب کا مطلب ہے کہ مجھ میں ابھی وہ حالت پیدا نہیں ہوئی۔ گویا ابھی میں عرفانِ ذات کی تکمیل سے دور اور حیرت و بے خودی کے مقام پر ہوں۔

رموز دین نہ شناسم درست و معذورم نہاد من عجبی و طریق من در بیست

لغت : رموز و رمزی مع، ہمد، اصول، اشارہ۔۔۔ نہاد: فطرت، نیاؤ۔۔۔ عجبی: غیر عرب۔

ترجمہ : میں دین کے اصولوں سے صحیح طور پر واقف نہیں ہوں لہذا میں قائل حقائق ہوں انجھے مجبور سمجھا جا رہا ہے اس لئے کہ یہ انجھی طور پر تو میں عجبی ہوں جبکہ میرا مذہب عربی ہے۔

نشاط جم طلب از آسلی نہ شوکت جم قسح مہاش ز یا قوت باہر گر غنیست

لغت : نشاط: جم، جمیدہ جیسا پیش و نشاط۔۔۔ قسح مہاش ز یا قوت: ایک جام یا قوت کا نہ ہو۔۔۔ غنی: انگری۔

ترجمہ : تو آسلی سے نشاط جمیدہ، جمیدہ کی شان و شوکت نہیں۔ جام اگر یا قوت کا نہیں تو کیا ہو! شراب تو انگری یعنی خالص شراب ہے۔ اصل شے تو شراب ہے یہ میرا جائے تو گویا نشاط جم میرا کیا۔ شوکت جم یہ ہے کہ جمیدہ یا قوت کے پالے میں شراب یا کرنا تھا تو اس کی شوکت کی دلیل تھی۔ یعنی سرور و مسرت تو شراب سے حاصل ہوتی ہے، یہ بلا کسی قسم کا بھی ہو۔

بہ انقلاص نیرزم در آرزو چہ نزاع نشاط خاطر مفلس ز کیمیا طلیست

لغت : انقلاص: توجہ، مہمانی، اعتناء۔۔۔ نیرزم: کے لائق نہیں ہوں۔۔۔ چہ نزاع: کیا بحث، کیا جھگڑا، گفتار۔

ترجمہ : میں تو خود کو اس محبوب کی توجہ کے بھی لائق نہیں سمجھتا بلکہ میرا آرزو کی کیا بحث (آرزو کا کیا اعتناء)۔ مفلس انسان کے دل کی خوشی تو اس میں ہے کہ اسے کیمیا ل جائے کیمیا ایسی دوا ہے جسے یا عقل و دلیو کو سونا بنادے۔ یعنی اگر محبوب ہیں توجہ کے لائق نہیں سمجھتا تو نہ کسی اس کی اس توجہ کی آرزو کرنے میں کیا مزہ ہے۔

بود بہ طالع ما آفتاب تحت الارض فروغ شمع ازل در شراب نیم شبیست

لغت : تحت الارض: زمین کے نیچے یعنی غروب۔۔۔ فردغ: روشنی، چمک۔۔۔ شراب نیم شبی: وہ شراب جو آدمی رات کے وقت پی جائے۔

ترجمہ : ہمارے بخت کے زائے میں جام شراب گویا آفتاب تحت الارض (غروب شدہ سورج) ہے جو طلوع ہونے کے قریب ہے اور سرے لشکروں میں وہ ہمارے اٹل بخت پر سے ظاہر ہو گا۔ ہماری نیم شبی شراب میں جو چمک اور روشنی ہے وہ شمع ازل کی روشنی ہے۔

نہ ہم بیا لگی زاہداں بلاے بود؟ خوش است گرے دغش خلاف شرع نبیست

لغت : ہم بیا لگی: ہم مل جڑ کرنا۔۔۔ دغش: خالص شراب جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو، محض شراب۔

ترجمہ : خوشی کی بات ہے کہ شراب شرع پی کی رو سے حرام ہے ورنہ کیا زاہداں کے ساتھ مل جڑ کرنا ایک طہاب یا معصیت نہیں ہے۔

زادوں کا ہم پرال ہونا سراسر معیبت ہے۔

ہر آنچہ در گمری جز بہ جنس مائل نیست عیار نیکی ما شرافت نسبی است  
لغت : در گمری : توڑ پھوس ہے۔۔ مائل : حوجہ۔۔ عیار : ہیکسی ۔۔ شرافت نسبی : خاندانی شرافت۔۔

ترجمہ : مولانا مائل کے مطابق: جس کو دیکھیے اپنی جنس کی طرف مائل ہے، چونکہ شرافت نسب میں کوئی میری مثل میں اس لئے میری طرف کوئی مائل نہیں اور یہی میری نیکی کی وجہ ہے۔

کسے کہ از تو فریب و فاختور و داند کہ بے وقافتی گل در شمار بوالہجی است  
لغت : بوالہجی : خلعت، بددلی۔۔

ترجمہ : جس کسی نے تجھ سے وفا کا فریب کھلیا ہو، وہ بے ہمت، بخوبی جانتا ہے کہ گل کی بے وقافتی کا شمار لب طرح کی بددلی میں ہوتا ہے۔ یعنی پھول تو واضح طور پر بے وفا ہے کہ وہ آج ہے اور کل نہیں، اور یہ گواہ اس کی بددلی ہے ورنہ وہ بھی محبوب کی طرح وفا کا فریب دے سکتا تھا۔

میان غائب و واعظ نزع شد اسے ساقی بیا بہ لاپ کہ بیجان قوت غضبی است

لغت : لاپ : چالچی، فرشتہ۔۔ بیجان : جوش۔۔ قوت غضبی : انسان کی جن قوتوں میں سے ایک قوت، ہائی وہ یہ ہیں۔ قوت عقل اور قوت شہوی۔۔

ترجمہ : اسے ساقی، غائب اور واعظ کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا ہے (دونوں باہم لڑ رہے ہیں) تو ذرا چالچی کی کہ انداز میں دھمکاؤ کیونکہ یہ اچھے دونوں کی قوت غضبی کے جوش کے سبب ہے۔ واعظ شراب پینے سے دوکٹا ہے اور غائب کو یہ ناگوار گذر رہا ہے اور اس نزع پیدا ہو جاتا ہے، جسے ساقی اپنی چالچی سے ٹھمکا سکتا ہے۔

## غزل # 54

نظا معتویاں از شراب خانہ قوت فسون پالیاں فیلے از فسادِ قوت

لغت : معتویاں : معنوی کی جمع، اہل حق، اہل طریقت۔۔ پالیاں : ہڈی کی جمع، ہڈی (مراق) کے رہنے والے جو جانور اور شراب کے لئے منظور تھے۔۔

ترجمہ : اہل طریقت بھی میری ہی شراب (یعنی شراب معرفت) سے سرشار ہیں، جیکہ اہل ہڈی کا سارا جلوہ کا کھیل بھی مجھے ہی افسانے کا ایک باب ہے۔ یعنی حق و صداقت اور کفر و باطل کے سب ہنگامے اسی بات پر حق سے وابستہ ہیں۔

بہ جام و آنکہ حرف جم و سکندر چیت کہ ہر چہ رفت بہ ہر عہد در زمانہ قوت

ترجمہ : جام اور آئینے کی بات کرتے ہوئے جم اور سکندر کا حوالہ دیا گیا ہے (یعنی ایسا کہیں ہے) اس لئے کہ ہر دور ہر عہد میں جو کچھ بھی گذرا یا واقع ہوا وہ مجھے ہی زمانے سے متعلق تھا۔ جام کا ذکر آتے ہی جوشید کا ذکر شروع ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی شراب نوشی منظور ہے اور آئینے کے مسئلے میں سکندر کا ذکر آ جاتا ہے، اس لئے کہ آئینہ اس نے ایجاد کیا تھا، کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ملک کی سرحدوں پر آئینے لگا رکھے تھے تاکہ دشمن کی فوج کی آمد کا پتا چل سکے۔ گویا یہ دنیا کا پہلا راز تھا۔ مطلب یہ کہ اس قسم کے حوالے لانے کی کیا ضرورت ہے، ہر دور میں جو کچھ بھی ہوا وہ سب مجھے ہی زمانے میں ہوا یعنی اسے خدا پر نفاذ جموادی زمانہ ہے۔ اس ساری غزل میں خدا

کے حوالے سے بائیں ہوئی ہیں۔

فریب حسن بھلا شوکتش اسیر تو ایم اگر خلعت و گر خل، دام و دانه تست  
ترجمہ: ہم جو بھلا کے صحن کے فریب کا شکار ہیں تو یہ نکل ایک بلانہ یا وسیلہ ہے، ورنہ حقیقت میں تو ہم تیری ہی محبت کے اسیر ہیں،  
حیثیوں کے یہ کھلا اور خل تیرے ہی تو دام و دانه ہیں۔ صوفیائی اصطلاح میں ”کھلا“ حقیقت کا بل ہے۔ ”میر تقی میر نے اور انداز میں بہت کی  
ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے مختاری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بدنام  
اور بتول درج

مت کو مختار ہم سے جبریوں کو تم کہ آہ چشم و دل چہ بھی نہ اپنے، اختیار اپنا ہوا  
ہم از احاطہ تست ایں کہ در جہاں مارا۔ قدم بہ بیت کدو و سر بر آستانہ تست  
ترجمہ: بتول مطلق۔ مگر جو تمام عالم پر محیط (یعنی چھایا ہوا ہے) تو یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہیں تو بت کہے میں مگر ہمارا سر تیرے آستانے پر  
ہے۔ ”بت ہر جگہ کریم ہے کہ ہم کہیں بھی اور کسی بھی انداز میں عبادت کریں، تو چونکہ ساری کائنات میں اسی کا نور حضور ہے، اس لئے  
ہماری وہ مہلت اسی کے آستانے پر ٹکڑ ہوگی۔

سپر را تو بازار مالگشتہ اسی نہ ہرچہ دزد ز ما بود در خزانہ تست؟  
لفظ: سپر: آسمان۔ بازار: لوٹنے یا غارت کرنے کے لئے۔ مالگشتہ: لوٹنے مقرر کیا ہے۔

ترجمہ: تو نے آسمان کو ہمیں لوٹنے پر مقرر کر رکھا ہے، لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ چور ہو کچھ بھی ہم سے لوٹ کر لے گیا وہ تیرے ہی  
خزانے میں ہے۔ تمام کائنات پر خدا کی حکومت اور ہر جگہ اس کی سوجھ بوجھ کی کھلی جان کیا جا رہا ہے۔ اس شعر میں بلا سا طرز بھی  
ہے۔

مراچہ جرم گر اندیشہ آسماں پیاست نہ تیز گاہی تو سن ز تازیانہ تست؟  
لفظ: آسماں: آسمان کی سر کرنے والا طے کرنے والا۔ تیز گاہی: تیز رفتاری۔ تو سن: گھوڑہ۔

ترجمہ: اگر میرا عقل آسمانوں کی سر کرنے والا ہے تو اس میں میرا کیا گنہ یا میری کیا خطا ہے۔ کیا یہ تیرا ہی جہاک نہیں ہے جو میرے عقل کے  
گھوڑے کو تیز رفتار کئے ہوئے ہے۔ یعنی یہ سب تیری خطا ہے کہ میرا عقل بلند یوں پر ہے یا آسمانوں کے رموز اور اسرار جاننے میں لگا رہا  
ہے۔

کمال زچرخ و خدنگ از بلا و پر ز قضا خدنگ خورہ ایں صید کہ نشانہ تست  
لفظ: خدنگ: تیر۔ خدنگ خورہ: جسے تیر لگا ہو۔ صید: مہم گاہ، شکار گاہ۔

ترجمہ: آسمان کمان کی مانند ہے تو سمجھیں تیری صورت میں جبکہ خدا اس تیر کے پر ہیں۔ اس شکار گاہ (یعنی دنیا) میں تیر کمانے والا تیرے  
ی نشانے کی زد میں ہے۔ مطلب یہ کہ ہم تو آسمان اور بلا و قضا کے لئے جاتے ہیں لیکن در حقیقت تیر چلانے والی تیری ہی ذات ہے۔ بتول  
شاعر۔

کسی بت کی ادا نے مار ڈالا بمانے سے خدا نے مار ڈالا



سپاس جو تو فرض است آفرینش را دریں فریضہ دو گنجی ہاں دو گانہ تست

لغت : سپاس، شکر۔۔۔ جوڑ، ملوث، بختل۔۔۔ آفرینش، مراد مخلوق۔۔۔ دو گانہ، دو گن۔۔۔

ترجمہ : اس مخلوق یا کائنات کا یہ فرض ہے کہ وہ میری بختل کا شکر بجالائے، چنانچہ اس فریضے میں یہ دو گن مل کر اس شکرانے کے دو گن مل جاتے۔

تو اے کہ جو سخن معسرتان پیشینی مہاش منکر غالب کہ در زمانہ تست

لغت : سخن معسرتان پیشینی، پہلے کے یعنی پرانے شعرا، استاد شعرا۔۔۔ مہاش، مہم۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو جو قدیم استاد شعرا کی شاعری کے مطالعے میں جو رہتا یعنی ان کے کلام کا راجع ہے تو غالب کا منکر نہ ہو جو میرے مدد میں ہے۔ یعنی تجھے غالب کی شاعری اور کمال فن کا محض اس خیال سے منکر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ میرے ہی دور کا ایک شاعر ہے۔ غالب نے واسطہ اپنی شاعری کی عظمت کی بات کی ہے۔ یعنی وہ قدیم استاد شعرا سے کم نہیں ہے۔

### روایف-ث

## غزل "1"

جو خداست لیک نہ چوں من، دریں چہ بحث اوچوں خودے نداشتہ دشمن، دریں چہ بحث

لغت : دریں چہ بحث، اس میں کیا بحث، یعنی ٹیک ہے، اختلاف کیا ہے، قائل ہر جگہ غلط محلوں میں آیا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب اپنی ذات میں کھویا ہوا ہے لیکن میری طرح میں اس میں بحث کی ضرورت نہیں یعنی ٹیک ہے۔ اس لئے کہ اسے دشمن میں اپنے جیسے کسی دشمن سے پتا نہیں چلا۔ یعنی وہ دشمن میں کسی کو اپنے جیسا نہیں سمجھتا بلکہ میں اس کے دشمن میں کھویا ہوا ہوں۔

افسانہ گوست غیر، چہ مر انگنی بد غم بر نہ آباد این ہمہ گفتن، دریں چہ بحث

لغت : چہ مر انگنی بد، تو اس پر کیا مہم بھلا کر رہا ہے۔۔۔ بر نہ آباد، برداشت نہیں کرتا۔۔۔

ترجمہ : رقیب محل المانے گزرتا یعنی باقی کر رہا ہے اس میں بے حلق والی بات نہیں، تو کیوں اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ چاہا حلق تو باقی نہیں ممانہ تو صاف ظاہر ہے کہ غم حلق میں ڈوبا ہوا ہے، وہ محض باقی برداشت نہیں کر سکتا۔

جنگون و نیل نیست، دل است، از خدا بجزس گریست خون دیدہ بدامن، دریں چہ بحث

لغت : جنگون، ذیل، اور انصرا، دھڑکے، مشہور دریا۔۔۔ بدامن دریا۔۔۔ بقرس، ذر۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو خدا سے ڈر رہے میرا دل ہے کوئی جنگون و نیل نہیں ہے۔ اگر میری آنکھوں سے خون کے آنسو دامن پر نہیں ٹپکے تو یہ کون سی بحث والی بات ہے، (تو کیا ہوا)۔ محبوب یہ سمجھتا ہے کہ عاشق کو اس سے کوئی حلق نہیں، صورت دیگر اس کی آنکھوں سے خون کے آنسو دامن پر چلتے۔ عاشق اسے خدا کا خوف کرنے کو کہتا اور اپنی مسئلہ میں یہ دلیل داتا ہے کہ میرا دل ہے کوئی دریا نہیں کہ جس سے خون کے دھارے پانی کے دھاروں کی طرح ہوں۔

بچا رہ میں کہ جاں بہ شکر شکوہ دارہ است خورشیدش از روند بہ شیون، دریں چہ بحث

نعت : شکر خدا، الٰہی نبی یا مکرہات جس میں دکنی ہو، شیریں نبی۔ خوشنصیب، اس کے عزیز و اقارب۔۔

ترجمہ : بے چارے عاشق کو دیکھو کہ وہ محبوب کی شیریں نبی پر ہی جان دے بیٹھا، ظاہر ہے اس صورت میں اس کے عزیز و اقارب غلام اور فریاد کریں گے۔ اس میں تو کوئی ٹھکانہ وال ہلت نہیں۔

بے پردہ شو بہ قصہ و الزام وہ مرا  
مکنتم کہ گل خوش است بہ گلشن دریں چہ بحث

نعت : بے پردہ شو: چہرے سے غلب اٹھاوے۔۔ الزام: مولا مجھے قصور وار رکھ۔۔

ترجمہ : میں نے جو یہ کہہ دیا کہ بھول جاؤں، بہت خوبصورت اور چارے لگتے ہیں تو یہ واقعی بھری خطا ہے تو میری اس خطا پر ناراض ہو کر مجھے سزا اس طور دے کہ اپنے چہرے سے غلب اٹھاوے۔ عاشق نے محبوب کے ساتھ بھول کے صحن کی بات کی جو اسے ناگوار گذری۔ عاشق اپنا جرم تسلیم کرتے ہوئے اپنے لئے جو سزا تجویز کرنا ہے وہ گواہ اس محبوب کے صحن چہرے کے غلام کی ہوا اسطرح طرہا ہے۔ اسے صحن طلب بھی کہہ سکتے ہیں۔

مژگن بہ دل نہ ذوق نگہ می رود فرغ  
بے رشتہ نیست جنش سوزن دریں چہ بحث

نعت : می رود فرغ: نیچے اتر رہی ہیں۔۔ رشتہ: دھانگ۔۔ جنش سوزن: سوز کی حرکت، ہلکا۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی پلکیں، ذوق نگہ کے جب (یعنی محبوب کی نگاہ کے ذوق میں) عاشق کے دل میں اتر رہی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ سوزی دھانگے کے بغیر حرکت میں نہیں آتی۔ پہلے صبر سے کی بات دوسرے صبر سے جنبتی صورت میں کہی ہے۔ لیکن دل میں اترنے والی یہ پلکیں دراصل محبوب کی دل کش نگاہیں ہیں جو اتر رہی ہیں۔

بہت رابہ جلوہ دیدہ و برجانی ماندہ است  
گر بحث می کنم بہ برہمن دریں چہ بحث

نعت : برجانی ماندہ است: اپنی جگہ پر لٹا ہوا ہے یعنی کوئی اثر نہیں۔۔

ترجمہ : برہمن بہت کو حالت جلوہ میں دیکھ رہا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی جگہ پر برہمن ہے یعنی اس پر اس دیدہ و لاکھڑی وڑ نہیں۔ اس سے اگر میں اس صورت میں پر بحث کروں تو اس میں کیا حرج ہے؟ یعنی محبوب کا جلوہ ہو اور عاشق اس سے بے نیاز رہے، تو وہ پھر عاشق نہیں۔

ہمسایہ ناخوش است، خوشم، ہم نفس خوش  
گر نامہ ام نملو بودن دریں چہ بحث

ترجمہ : اگر اس محبوب نے میرا خطہ روٹھوا یا پر رکھ دیا ہے تو اس میں کیا سفید ہے، لیکن اس بات سے ہمسائے کو خوشی نہیں ہوئی، ناخوش ہے، جبکہ مجھے بہت خوشی ہے۔ لہذا اے ہم نفس! تو اس معاملے میں غماص نہ۔۔

بعد از حزیں کہ رحمت حق بر روانش باد  
ما کردہ ایم پرورش فن، دریں چہ بحث

نعت : حزیں: مفید دور کا مشہور قادی شاعر علی حزیں، جس کی زندگی کا زمانہ از حصر بر صغیر میں گذرا۔۔

ترجمہ : حزیں کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس کے بعد ہم ہی نے، بدکارانہ، فن شعرو سخن کی پرورش کی ہے۔ حزیں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی شاعری کو بھی ہوا اسطرح سراہا ہے۔

اوجہ جہ غلب و من دستہ دستہ ام  
عنی کسے است لیک نہ چوں من دریں چہ بحث

نعت : جہ جہ: مراد تھوڑا تھوڑا کسی قدر۔۔ دستہ دستہ: مرقعہ یا یہی مفید دور کا مشہور شاعر ہے۔۔

ترجمہ : وہ (یعنی مرقعہ) کسی قدر تھوڑا تھوڑا غلب ہے اور میں چوری طرح باہمت (غالب ہوں) لیکن صاف بات ہے وہ میرے ہائے کا نہیں۔ یعنی مرقعہ اپنی جگہ ایک عظیم شاعر سی لیکن میرے مقابلے میں وہ کسی حد تک عظیم ہے۔

## روایف ج

### غزل ۱۰

نغمہ گرفتہ دوست، نمودن چہ احتیاج آئینہ مرا بزندان چہ احتیاج

نعت : نمودن : دکھانا ظاہر کرنا۔ چہ احتیاج : کیا ضرورت ہے یعنی ضرورت نہیں۔۔۔ نمودن : مانجانا صاف کرنا۔

ترجمہ : میرے دوست نے میرا عقل اختیار کیا ہے یعنی اس میں میرا رنگ آ گیا ہے اس کے اظہار یا ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے آئینے کو صاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ معرفت کا شعر ہے۔ نمودان کے معنی انسان کامل جتنا صاف ہو گا اتنا اس میں محبوب حقیقی کا عکس صاف نظر آنے کا یکن با یک آگاہ ہے کہ جب وہ دل ہی میں جا جائے تو پھر اس آئینے یعنی دل کی منظر کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔

بلیز کن ز ناز فروی رود بہ دل بند قبلے دوست کشودن چہ احتیاج

نعت : فروی رود : اتر آئے۔ کشودن : کھولنا۔

ترجمہ : دوست اپنے ہی کن کے ساتھ ہی اپنے ناز و روا کے باعث اٹارے دل میں اتر رہا ہے۔ پھر بھلا انکی صورت میں اس کے بند قبا کھولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی اس محبوب کے خواہشات بدن کے قفل و نگار لباس میں بھی نمایاں اور دلکش کامیاب ہیں۔

چوں می توان بہ رہگذر دوست خاک شد بر خاک راہ نامیہ سودن چہ احتیاج

نعت : نامیہ سودن : خوشی اور گزرتا۔

ترجمہ : جب عاشق اس محبوب کی راہ گزروی میں خاک ہو سکتا ہے تو اس صورت میں اس محبوب کی خاک راہ پر ہاتھ اکھٹلے یا رگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

بگر کہ شعلہ از نغمہ بل بی زند دیگر من فسانہ شنودن چہ احتیاج

نعت : بل بی زند : پر مارنا پھانسی لگانا ہے۔ اور مر رہا ہے۔ فسانہ شنودن : کوئی فسانہ سننا ناجائز سننا۔

ترجمہ : تو راہ دیکھ کر (آنکھ ملنے) عشق کی طاہرہ شعلے میرے سانس سے اور رہے ہیں۔ پھر بھلا مجھ سے عشق میں میرے جتنے کامیاب بننے کی کیا ضرورت ہے؟ جو سامنے نظر آ رہی ہو اس کے بارے میں کچھ سننے کی ضرورت نہیں رہتی۔

از خود بہ لذت زمزمہ اسے می توان گذشت چندیں ہزار پردہ سودن چہ احتیاج

نعت : زمزمہ اسے : ایک یا کوئی نغمہ۔ پردہ لے کر۔۔۔ سودن : گانا۔

ترجمہ : جب ایک ہی نغمہ سن کر آدمی اس سے لطف اندوز ہو سکتا اور اس پر بخودی بخاری ہو سکتا ہے تو پھر اس بخودی کے لئے اسے ہزاروں سرگین تھے گانے کی کیا ضرورت؟ یعنی صوفیانہ وجد و حال کی خاطر کئی تھے سنتے ہیں اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ دل متوجہ ہو تو ایک ہی پر آخر نغمے سے انسان پر وجد و مل بخاری ہو سکتا ہے۔

در دست دیگرے ست سفید و سیاہ ما با روز و شب بہ عودہ بودن چہ احتیاج

نعت : سفید و سیاہ : بھلائی برائی، اچھائی برائیتی سب کچھ۔۔۔ عودہ بودن : لڑنا جھگڑنا، ٹھوکنا کرنا۔

ترجمہ : اٹھارہ اچھائی برائیتی بخاری قسمت کا اچھا یا برا ہو گا کسی اور (یعنی دیگر) تقدیر و قدر کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی صورت میں دن اور رات کی

گردش سے ادا کیا جاتی؟ یعنی اس کا شہ کرنے کی کیا ضرورت؟ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مذکورہ گردش کے نتیجے میں انسانی قسطن بدلتی ہیں۔ چنانچہ اسی لئے اس گردش کو برا بھلا کہا جاتا ہے جبکہ فقیر سے اس گردش کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خود غالب ہی کے بقول!

رات دن گردش میں ہیں ملت آملی ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرا نہیں کیا  
تاب کشودہ ای مزہ در دل دودہ است بوس لب ترا بدودن چہ احتیاج

لغت : دودہ است: دوڑ گیا یعنی اتر گیا ہے۔ بوس لب بدودن: لبوں کا بوسہ اتر گیا یعنی چومنا۔

ترجمہ : تو نے ابھی ہونٹ کھولے ہی تھے کہ اس کا مزہ دل میں اتر گیا۔ اس صورت میں بھلا تجھے ہو توں کا بوسہ لینے کی کیا حاجت؟ یعنی بوسہ تو درود کی بات ہے محبوب کے ہونٹ کھولنے ہی میں عاشق کے لئے لائق کا ملنا ہے۔

ہنگن در آتش و تب و تلم نظارہ کن غم بھر مرا بکشودن چہ احتیاج  
لغت : ہنگن: اہل دے۔ تب و تلم: بھری ترپ اور شغرافی۔ بکشودن: کھولنے کی۔

ترجمہ : تو میرا غم بھر (دہ غلا جس میں اپنے درد و غم کا نظارہ کیا ہے) آگ میں ڈال دے یا پیچک دے بھرا درامیری ترپ اور شغرافی کا منظر کر غم بھر کو کھولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی تو یہ غلا کھولے بغیر آگ میں ڈال کر میری تب و تلم کا اندازہ کر لے گا۔

آن کن کہ در نگاہ کسلی عشقم شوی بر خویش ہم ز خویش فزودن چہ احتیاج  
لغت : کسلی: کس کی جگہ لوگ۔ عشقم شوی: تو صاحب شست بنے۔ فزودن: مڑاؤ کرنا۔

ترجمہ : تو ایسے کارنامے انجام دے کہ جن کی بنا پر تو لوگوں کی نظروں میں صاحب شست ٹھہرے، لوگ تجھے عزت و احترام کی نظر سے دیکھیں اور نہ ہی اپنے آپ پر اترنا اور خود کو عظیم جاننا بے سنی بات ہو گی۔

خواب است وجہ بہت آوارہ بیشنل نحو رخ ترا بہ غفودن چہ احتیاج  
لغت : آوارہ بیشنل: آوارہ دیکھنے والے یعنی کبھی اور عمار اور کبھی اور عمارت کے والے۔ غفودن: لوگنا ہونا۔

ترجمہ : نیند تو ان لوگوں کی بہت کامیابی ہے جو آوارہ نظریں اپنی ان کی نظریں ایک محبوب پر نہیں ہیں اور نہ جو عاشق ترے چہرے کے حسن و دلکشی میں کھو جاتا ہے اسے نیند یا غفودگی سے کیا سروکار؟

تاب سموم قندہ گر این است غالباً کشت امید را بدودن چہ احتیاج  
لغت : سموم: گرم ہو ۶ زہری ہو ۱۔ کشت: کھینچ، فصل۔ بدودن: کٹنا۔ قندہ: ہموافق ملاط۔

ترجمہ : اے غالب! اگر ہموافق ملاط کی بد سموم کی گرمی کچھ اسی وجہ کی ہے تو اس صورت میں امید کی فصل کٹا کر گر چکی ہے۔ یعنی جب ملاط کے انہوں کسی امید و آرزو کے چرے ہونے کی توقع ہی نہیں ہے تو کیوں خواہ مخواہ اس لگائے بیٹھے رہیں۔ غالب ہی کے بقول!

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

## غزل ۲۸

جلوہ می خورایم، آتش شو، ہوائے مانج دستکد خویش میں و مدعاے مانج

لفت : مسخ : مت ذل اعجاز نہ لگا۔۔۔ دھکا خویش : اپنی استطاعت اپنی بہت و حوصلہ بہلا۔۔۔

ترجمہ : ہم تجربے جلوسے کی خواہش رکھتے ہیں تو سر پہ آتش بن جاؤ آتش بن کر سامنے آنا اور ہماری خواہش کا اعجاز نہ لگا۔ تو اپنے من کی وسعت و بہلاؤ پیش نظر رکھنا ہمارے دعا گو نہ دیکھ۔ یعنی تو اپنی آتش حسن کو خوب بھرا اور اس میں ہمارے جلنے کی پروا نہ کر۔

گر خودت میرے بچھو کلام مشکاں بدہ ورنہ نیوے قضا اندر رضاے ماسخ

لفت : میرے بچھو : محبت ہمارے آکسے۔۔۔ کلام مشکاں بدہ : عاشقوں کی آرزو پوری کر۔۔۔ نیوے قضا : قضا کی طاقت۔۔۔

ترجمہ : اگر خود تجربے دل میں محبت کا جذبہ پیدا ہو تو اپنے عشاق کی آرزو پوری کر۔ ان کی دلجوئی کی ورنہ ہماری رضا خواہش کے معاملے میں یہ اعجاز مست لگا کر قضا و قدر سے پرہیز کرے گی۔ یعنی اس مسئلے میں ہماری آرزو نہیں پوری کرنے میں اقتصاد و قدر حکم ساتھ دے گی۔ ایسا مست سوج۔

ہم نشین دارو وہ و دل در خداے پاک بند می روی از کار ورو ہے دواے ماسخ

لفت : دارو : دوا۔۔۔ درو ہے دوا : ایسا ہم جس کا کوئی علاج نہیں اور دارو۔۔۔

ترجمہ : اے ہم نشین! تو ہمیں دوا دے دے اور خداے پاک سے دل دلا دے کہ لے یعنی اس پر بھروسہ کر۔ تو ہمارے درو دارو کا اعجاز لگانے کی کوشش نہ کرو نہ تجری یہ کوشش بیکار ثابت ہوگی۔ یعنی تو اپنی طرف سے ہمارے اس درو دارو (اشق) کا چارہ کر لے ورنہ جب تک خدا ہی کو منظور نہ ہو گا اس کا علاج کسی بھی چارہ کرے ممکن نہ ہو سکے گا۔

مرگ مارا تاکہ تمہید شکایت کردہ است رنج و اندوہ ہے کہ دارو از برائے ماسخ

لفت : کہ : کون۔۔۔ تمہید : آغاز مراد ہمارے۔۔۔

ترجمہ : وہ کون ہے جس نے ہماری موت کو شکایت کا بہانہ بنا لیا ہے۔ موت میں ہمارے لئے کیا کیا رنج و غم ہیں ان کا اعجاز نہ لگا۔ یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے۔ وہ کون ہے جسے ہمارے دکھ درد کا خیال ہے تو اس کا خیال نہ کر۔ یعنی عاشق کی موت پر محبوب کو شکایت کا نشانہ بٹھا کیا۔ حالانکہ شکایت کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ زندگی میں ہمیں کیا کیا دکھ تھے جن سے اس موت نے نجات دلائی تو اے محبوب! ان کی شکایت کا خیال نہ کر۔

اے کہ فحش ماہری، پندارم ازما بودہ ای دسترو او چہ داری، خون بہاے ماسخ

لفت : پندارم : میں خیال کرتا ہوں۔۔۔ ازما بودہ ای : تو ہم میں سے ہے۔۔۔ دسترو : مزدوری اجرت۔۔۔

ترجمہ : (اے طالب) تو جو ہماری فحش اٹھائے جا رہا ہے، میرا خیال ہے یا میں سمجھتا ہوں کہ تو ہم ہی میں سے ہے (یعنی ہمارا چاہا کوئی واقف کار ہے)۔ اچھا تو یہ بتا کہ تجھے اس محبوب سے ہماری اس دانش اٹھانے کی کیا مزدوری ملی ہے۔ تو ہمارے خون بہا کی بات مست سوج کا اس کا اعجاز نہ لگا۔

خویش را شیریں شمری، غصم را پرویز گیر سرگذشت کو بہن با ما جرای ماسخ

لفت : غصم : دشمن رقیب۔۔۔ پرویز : عزیز خسرو پر دوز بگھ لے۔۔۔ کہ کن : ہمارا کہو نے والا فریاد شیریں کا عاشق تھا۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے خود کو شیریں سمجھا ہے (پرویز ہی سی) مگر تو رقیب پر دوز بگھ لے، ہم فریاد کے امیرا کے ساتھ ہمارے امیرا کو نہ ملا یا اس سے ہمارے امیرا کا اعجاز نہ کر۔ یعنی عاشق خود کو فریاد سے کہیں بدہ کر سمجھتا ہے البتہ خود کو خسرو پر دوز (جو شیریں کا شوہر تھا) کا ہم پہلے کہلانے میں اسے کوئی ماریں۔



اے حسن گرازا راست نہ رنجی خنہ ہست باز اس ہمہ، یعنی چہ، کمریچ و دہاں چچ  
لغت : نہ رنجی، تو ناراض نہ ہو۔۔۔ کمریچ، یعنی کمر نہیں ہے، پہلی کمر۔۔۔ دہاں چچ، تنگ نہ۔۔۔

ترجمہ : اے حسن! یعنی محبوب! اگر تو چاہے بات سے ناراض نہ ہو تو ایک بات کہوں؟ یہ جو تو آواز کرنا ہے تو کس پرستے؟ میری کمر ہے تو وہ  
نظر نہیں آتی اور دہاں ہے تو وہ تنگ ہے۔ محبوب کی پہلی کمر اور تنگ دہاں کی دلکشی کی بواسطہ بات کی ہے۔ بقول شاعر۔

میاں خنہ ہیں تیرے بچی کمر ہے کہاں ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟

دور راہ تو ہر موج غبارے ست روانے دل تنگ نہ گروم نہ ہر افشاخاں جاں چچ  
لغت : روانے، ایک دوح۔۔۔ زیر افشاخاں جاں، ہر مرتبہ جاں دینا۔۔۔

ترجمہ : میری راہ میں کرو غبار کی ہوا ہر افسانی ہے، وہ ایک دوح ہے اذیہ ہے اس لئے میں تیری راہ میں ہر مرتبہ جاں نثار کرتے سے دل  
تنگ نہیں ہوتا نہیں گھبراؤ۔

بر کرے بیخود، نہ دل ہرچہ فرد ریخت در عشق بود تفرق سود و نیاں چچ  
لغت : بیخود، یا نفرد، یا بھلیا۔۔۔ فرد ریخت، بچے اڑا کر وہ کم ہوا۔۔۔ تفرق، فرق پیدا کرنا، بھڑکا۔۔۔

ترجمہ : ہر کچھ بھی گھارے دل سے (عشق کے نتیجے میں) کم ہوا، اسی قدر اس نے ہماری گریہ و زاری میں اضافہ کیا۔ (حقیقت یہ ہے کہ،  
عشق میں فطرت اور نقصان کا کوئی بھڑکا نہیں ہے۔ "کم" اور "اضافہ" کے حوالے سے سود و نیاں (فصل و نقصان) کی بات کی ہے۔

تن پروری مطلق فزوں شد ذریاخت بر گرمی افکار نہ دارو رمضان چچ  
لغت : تن پروری، جسم کی پرورش، جسم پر زیادہ توجہ دینا۔۔۔ گرمی افکار، خوش و خوش سے روز کو لے کر اس وقت خوب کھا پینا۔۔۔

ترجمہ : ریاضت (یعنی روزہ رکھنے) سے لوگوں کی تن پروری میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ رمضان (گرمی افکار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یعنی  
سارے دن کی لذت کشی کے بعد افطار کے وقت معمولی ایلکا پھلکا کھانا ہوا چاہئے لیکن لوگ آغا کھا لیتے ہیں کہ سارے دن کی کسر نکل جاتی ہے۔

دنیا طلبیں عہدہ مفت است بخوشد آزادی ما چچ و گرفتاری نیاں چچ  
لغت : دنیا طلبیں، دنیا کے خواہشمند، ہوا پرست۔۔۔ عہدہ، لڑائی بھڑکا۔۔۔ بخوشد، سرگرم ہو جاؤ، خوش و خوش سے کام لو۔۔۔

ترجمہ : اے دنیا کے طالبو! یہ لڑائی بھڑکا کس بات پر ہو رہا ہے۔ تم جس خوش و خوش سے طالب دنیا بننے پائیں رہے ہو اسے جاری رکھو،  
اگر ہم خود کو دنیا سے آزاد سمجھتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اور اگر تم اپنی دنیوی خواہشات کا فخر ہو تو پھر کیا؟ یعنی تم اپنی دنیا طلبی میں  
مست رہو اور ہم دنیا سے اپنی بے نیازی میں مست رہیں، گویا "تم اپنے کمر غرض میں اپنے کمر غرض"

پیکانہ دنگے است دریں بزم گبوش استی ہمہ طوقان بہار است، خزاں چچ  
لغت : دریں بزم، مراد اس دنیا میں۔۔۔

ترجمہ : اس دنیا کی محفل میں رنگ کا ایک جام ہر وقت گردش میں رہتا ہے۔ زندگی تو سراسر مسلسل بہار کا طوقان ہے، جبکہ خزاں کا یہاں  
کوئی وجود نہیں۔ موسم بہار میں بزم سے میں پیکانہ زباں گردش کرتا ہے۔ اسی حوالے سے زندگی کو طوقان بہار اور دنیا کو بزم کما جبکہ پیکانہ  
رنگ سے مراد بہار اور ہوا استی ہے جو دنیا میں گھومتی کسی صورت میں برقرار رہتی ہے۔

عالم ہمہ مرآت وجود است، عدم حدیت؟ آثار کند چشم، محیط است و کراں چچ  
لغت : مرآت، آئینہ۔۔۔ عدم، محض، وجود کا نہ ہونا۔۔۔ محیط، سمندر۔۔۔ کراں، کدھر، ساحل۔۔۔

ترجمہ : یہ کائنات مکمل طور پر وجود کا آئینہ ہے، عدم کیا ہے؟ یعنی وہ کچھ نہیں، یحییٰ کے حوالے سے بھی "کچھ نہیں" کے سنی جاتے ہیں۔ جس تک نگاہ کام کرتی ہے، زندگی یا وجود ایک سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔ (وہی اس سے پہلے والے شعر دہلی بات)۔

دور پردہ رسوائی منصور نوائے است رازت نہ شتودیم ازیں خلوتیاں بیچ  
لغت : منصور، جس نے "منازلت" کا تھاغاش خدا ہوں۔ خلوتیاں: عثمانی میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے۔

ترجمہ : منصور کی دور پردہ بدنامی میں بھی ایک نوا ہے (یعنی اس میں بھی نفوس بات ہے) اس نے کوئی آواز تو بلند کی، جبکہ وہ خلوتیوں سے ہم نے حیرے راز یعنی حیرتی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں بتا۔ خدا سے خطاب ہے کہ اگر کم منصور نے صحیح معنوں میں "منازلت" کر کے تو حیرتی حقیقت سے ہمیں آشنا کیا، وہ الگ بات کہ اسے سولی پر چا کر رسوا کیا۔ یہ خلوتی تو صرف ظاہری عبادت ہی میں کمر بستہ رہتے ہیں۔

غالب زگر قاری اوہام بیدوں آہی ہائے جمل بیچ و بد و نیک جمل بیچ  
لغت : اوہام: جمع وہم۔ ہائے: خدا کی قسم۔

ترجمہ : اے غالب! تو اوہام کا نظار ہے ان سے باہر، یعنی وہم اور فکر و مشاغل سے اپنا دامن چلا۔ خدا کی قسم یہ کائنات بھی بیچ ہے یعنی اس کا کوئی وجود نہیں اور اسی طرح اس تک دیدا دیکھنے پرے کا بھی کوئی وجود نہیں۔ "مونا" وحدت الوجود کے قائل ہیں یعنی اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔ صرف وہی ذات اقدس مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے۔ لیکن ہے غالب کے پیش نظر بھی یہی نظریہ ہو۔

## غزل 2<sup>م</sup>

اے کہ نبوی، ہرچہ نبرد در تماشا پیش بیچ نیست غیر از سیما عالم، بہ سوالش بیچ

لغت : نبوی: نہ یوی، تو نہیں ہے، تیرا وجود نہیں ہے۔ بیچ: مست اہل۔ سیما: دامن اور طہائی چمکیں، جی کا وجود نہ ہو، نظر کا حوالہ۔ سوالش: اس کا ہون، اس کی محبت۔

ترجمہ : تیرا اپنا کوئی وجود نہیں ہے، لہذا جس نے کاہدہ نہیں ہے اس کے نگارے میں مست اہل، یہ کائنات قریب نگر کے سوا کچھ نہیں ہے، اس کی محبت کے پیکر میں نہ چڑ۔ (وہی پہلے دہلی بات)

موجب از دریا، شعل از مرز حیرانی چراست کھو اصل دعا ہاش و بر ازایش بیچ

لغت : حیرانی چراست: حیرانی کیوں ہے، حیرانی کی کیا بات ہے۔ کھو ہاش: کھو جا، ہم جو اصل دعا: اصل حقیقت۔

ترجمہ : کہوں! کا عقل سمندر سے ہے، یعنی ان کا وجود سمندر سے ہے، اسی طرح کہوں کا وجود سورج سے ہے، تو اس میں حیرانی کیسے؟ تو اصل حقیقت میں کھو ہو جا یا اس کی طرف مائل ہو جا اور اس کے اجزاء کے پیکر میں نہ چڑ۔ یعنی ذات برحق یا حقیقت، عقوہ صرف ایک ہے اس کی طرف حوالہ ہو، اپنی کائنات کا مست سورج۔

آسپہں دہم است از برہیں و کیوانش گوی نقش ما بیچ است بر پنہان ویدایش بیچ

لغت : برہیں دیکھو: دو سیارے (مشتری اور زحل)۔ ویدایش: پیدائش، اس کا ظاہر۔

ترجمہ : آسمان ایک طہائی چیز یا وہم ہے، اس کے سیارے، ستاروں، برہیں اور زحل کی بات نہ کرنا لیکن سب آسمانی مخلوق، ستارے، ہمارے سورج وغیرہ، انہما عقل یعنی وجود بھی کچھ نہیں ہے، لیکن ہے ہی نہیں، اس لئے اس کے باطن اور ظاہر کی بات نہ کرنا، ظاہر باطن کے سنگے



آخر ازینا بچام و پایہ افزوں نیستی بندہ ساقی شو و گردن ز ایملش میج

لغت : بچاؤ پایہ : مقام و مرتبہ میں۔۔۔ افزوں : بڑھ کر۔۔۔ ایملش : اس کا اشارہ اس کی رضا۔۔۔

ترجمہ : تو مقام و مرتبہ میں صراحتی (خواب کی صراحت) سے بڑھ کر تو نہیں ہے، لہذا ساقی ہو جا اور اس کی رضا یا اس کے اشارے سے گردن نہ بچھرا سرنہی نہ کر۔ اس سے جو بھی حکم ملے یا جو بھی وعدہ اشارہ کرے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

صورتے پایہ کہ باشد نفز و زیبا روزگار گو بہ اسوئش میوش و گو بہ دیملش میج

لغت : نفز : اونچی و عیش۔ نفزو زیبا روزگار : دنیا یا زندگی کو دیکھ کر حسین بنانے والی۔۔۔ بہ اسوئش : اسے جتنی سانس میں۔۔۔ میوش : مت پسند، مت پسند۔۔۔ بہ دیملش : اسے کڑا بہ۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسی (حسین) صورت ہوئی کہ چاہے جو نالے یا زندگی کو دیکھ کر دنیا بھارے۔ اس (حسین) صورت کو جتنی سانس میں نہ پسند (نہ پسند) اور نہ اسے کڑا بہ میں پسند۔ یعنی حسین صورت کا پورا جوئی زندگی کی دلگلی و زیبائی کا باعث ہے، جتنی لباس نہیں۔

نامہ عنوائش بنام تست، زان رو تازہ است دلاغ غم دارد سواش بر سراپائش میج

لغت : زان رو : ازاں رو، اس لئے۔۔۔ سواش : اس کی قرین۔۔۔ سراپائش : مراد اس کا آئینہ و اختتام۔۔۔

ترجمہ : میرے نامہ محبت کا عنوان یہ جو کہ تجھے نام سے ہے اس لئے اس میں لکھا ہے، لیکن چونکہ اس کی تحریر میں میرے دلاغ غم ہیں، اس لئے تو اس کے آئینہ و اختتام میں مت الہ۔ محبوب کے نام سے خط میں صحت پورا ہوا ہے، جبکہ مضمون میں بیان غم ہے۔ یہاں کے حوالے سے دلاغ غم کی بات کی ہے، یعنی یہاں تشبیہ سے کام لیا ہے۔

دل از آن تست و نفعت ہائے الوائش تراست خست در ہم چوں سلاط خوان یغملش میج

لغت : از آن تست : میرا ہے۔۔۔ نفعت ہائے الوائش : اس کی رہنمائی و نصیحت۔۔۔ سلاط خوان : لوت مار کے بل کا سحر خوان۔۔۔

ترجمہ : (میرا دل) میری ہی ملکیت ہے اور اس کی رہنمائی نصیحتیں بھی میری ہی ہیں۔ تجھے ہی لئے ہیں۔ تو اسے (ان نفعتوں کو) خوان سلاط کے سحر خوان کی طرح مت پسند۔ یعنی یہ سب دل بھرائی کے نام سے تو اسے میرا محبت سے رکھ، اس پر توجہ کر، اسے لوت مار کا مال نہ سمجھ۔

اے ہوس کارت ز گشتانی بہ بے رمی کشید ناز کی ہائے میائش میں، بیلائیش میج

لغت : کارت : کارخانہ، حیرا سلاط۔۔۔ میائش : اس کی کر۔۔۔ بیلائیش : اس کے قہر و سختی میں۔۔۔

ترجمہ : اے ہوس حیرا سلاط اپ گشتانی سے گزرد کر بے رمی تک جا پہنچا ہے، (میں) ہوس پہلے محل گشتانی میں اب بے رمی بھی ہو گئی ہے۔ تو اس (محبوب) کی گمراہی خزانوں پر نظر رکھ اور اس کے جسم کی لہلی چو لانی میں مت الہ یعنی کسی ہوس و حرص کے بغیر محبوب کے حسن کی خزانوں (لطفوں) سے لطف اندوز ہونا چاہئے۔

چیش ازیں کے بود ایں ہم اتھائے بودہ است این قدر بر خود ز رنجش ہائے بیلائیش میج

لغت : کے بود : کب تھا۔۔۔ اتھائے : خاص توجہ، مہربانی۔۔۔ رنجش ہائے : محبوب کی بے سوج و رنجشیں۔۔۔

ترجمہ : تو محبوب کی بے جا رنجشوں نے اپنے آپ میں اس قدر بچو کہ اب مت کہہ یعنی آذروں خاطر نہ ہو، اس سے پہلے بھی تو کہہ لینی ہی صورت حال تھی یہ بھی ہمارے لئے اس کی مہربانی اور توجہ کی علامت تھی اور ہے، یعنی بھلا شکر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

فعلی غالب ہم جنس پر جاگذاڑا خوش است خیز و در کھلے پرند گویا آتش میج  
 لغت : ہم جنس: اسی طرح اسی حالت میں۔۔ کل پرند: سیاہو ریشم۔۔ گویا آتش: سوچوں سے بھرا ہوا۔  
 ترجمہ : رات کا وقت ہے تو غالب کی لاش کو بوجھ کر ایک ہی جگہ چڑا رہے دے۔ انھو اپنی بہت جاہور سے لاش کو سوچوں بھری سیاہ  
 رنگی چادر میں مست لپیٹ۔ سوچوں سے مراد ستارے اور کل پرند کا مطلب رات کی سیاہی ہے۔ لیکن یہاں تشبیہ سے کام لیا گیا ہے۔

## روایف ح

### غزل # 1

بلوہ پر تو خورشید و ایارغ دم صبح منت آتھن کہ در آئند بہ بلرغ دم صبح  
 لغت : پر تو خورشید: سورج کا بلیا، گھس، مراد سورج کی طرح روشن۔۔ ایارغ دم صبح: صبح کے سانس کا پال۔۔ منت آتھن: ان لوگوں  
 کے لئے ملت ہے، ان کا ستارہ ہے۔

ترجمہ : صبح کے سانس (نارہ ہوا) کا جام ہو اور اس میں سورج کی کرنوں کی شرب ہو تو یہ نعمتیں ان لوگوں کو بھر آتی ہیں جو صبح کے سانس  
 یا آذکی کے بلرغ میں آتے ہیں۔ یعنی جو لوگ صبح سویرے بلرغ کی سرک جانتے ہیں ان کو وہاں نارہ ہوا سے بہت سرور حاصل ہو تا ہے جس پر ان  
 کا کچھ فرح نہیں ہوتا۔

آفتابیم بجم دشمن و ہمدرد اے شمع ما ہلاک سرشامیم و تو داغ دم صبح  
 لغت : بجم دشمن: آپس میں دشمن۔۔ سرشامیم: شام کا آفتاب۔۔

ترجمہ : اے شمع ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہیں اور ہمدرد بھی۔ ہم گواہ صبح ہیں کہ اور سرشام ہوئی اور ہم ہلاک ہو گئے اور  
 تو صبح کے انھوں ماری جاتی ہے، یعنی صبح آنے پر جھ جاتی ہے۔ شام کا مطلب ہے شب فراق جو عاشق کے لئے گواہیام مرگ ہے اور صبح  
 رات کو ملتی ہے اس لئے دونوں بجم دشمن ہوئے اور بجم ہمدرد اس بنا پر کہ عاشق شب فراق اسورج غروب ہونے پر اس کے ہاتھ اور شمع  
 سورج کے طعنے ہونے پر اس (سورج) سے دکھ اٹھاتے ہیں۔

بعد آتھن کہ قریب اند بہ بہ نوبت ہاست آخر کلفت شبہاست فراغ دم صبح  
 لغت : کلفت شبہ: راتوں کی دکھ تکلیف۔۔ نوبت: ہادی۔۔ فراغ: آرام، سکون۔۔

ترجمہ : ان لوگوں کے بعد جو ہمارے قریب ہیں، ہماری ہادی ہے، راتوں کی کلفت کے ختم ہونے پر ہی صبح کا آرام و سکون میرا آتا ہے۔  
 ان لوگوں نے آرام و سکون دیکھ لیا، طویشیں دیکھ لیں اب ہماری خوشیوں کا وقت ہے۔

زویں سپس جلوہ خور جائے چراغیں کبود شب اندیشہ ز ما یافت سراغ دم صبح  
 لغت : زویں: پس: اس کے بعد سے۔۔ جلوہ خور: خورشید کا جلوہ روشنی۔۔ اندیشہ: خوف و حرج کا غمزدگی۔۔

ترجمہ : ہماری غمزدگی کی رات کو ہمارے ہی دیکھنے سے صبح کے آغاز ہونے کا سراغ ملتا ہے۔ اب اس کے بعد جو ہمیں کی جگہ جلوہ  
 لے لے گا۔ یعنی غمزدگی کی رات کا آغاز ہو گا، خوف و حرج کے ختم ہوں گے اور امیدوں کا سورج طلوع ہو گا۔ امید!

و شیل نصیب ہوں گی۔

چش ازیں بلو بہار ایں ہمہ سرست نہ بود خشم بامت کہ ترکوہ دماغ دم صبح  
ترجمہ : اس سے پہلے موسم بہار کی ہوا میں اس قدر سرستی نہ تھی یہ تو ہماری خشم طبیعت کی نازکی ہی ہے جو صبح کے دماغ کو ترک کرنے کا  
بامعنی بنی ہے۔ یعنی اگر ہماری اپنی طبیعت میں تشنگی ہے تو قدرتی طور پر صبح بھی ہمیں تڑپنا اور گھٹکتے لگے گی۔

خن ما ز لطافت ہمہ سر جوش میے است کہ فرو ریختہ از طرف ایلاخ دم صبح  
نعت : سر جوش میے است : ایسی شراب جو صاف ہے و غائص شراب۔ فرو ریختہ : ٹپک چڑی ہے۔  
ترجمہ : ہمارا کام اپنی لطافت کی بنا پر ایک ایسی شراب غائص ہے جو صبح کے پالے اجسام سے ٹپک چڑی ہے۔ یعنی صبح کی نازکی کی کیفیت  
نے ہمیں بھی حاشا کیا اور یوں ہم شعر گوئی میں مست و دلو ہو گئے۔

نورق مستی زہم آہنگی بلبل خیزد مقلن آواز بر آواز کلاغ دم صبح  
نعت : ہم آہنگی ہم آواز ہو یا ہم نوال۔۔۔ مقلن : مت اہل نہ لگ۔ کھڑا نہ لگ۔  
ترجمہ : مستی کا ذوق تو بلبل کی ہم نوالی سے پیدا ہوتا ہے اس لئے تو صبح کے کتے کی آواز پر آواز نہ لگ۔ اصل بات ہم نوالی ہے جو ہم  
نوازیں اس سے دور رہو۔

حق آل گرمی ہنگامہ کہ دارم، بشاش اے کے در یزم تو ماتم بہ چراغ دم صبح  
ترجمہ : تو میری اس ہنگامہ خیزی (طبیعت میں جذبات کے جوش) کے حق کو پہچان جس کا باعث صبح کلاکت ہے یعنی اس کی قدر کر، لیکن تیری  
مصلحت میں تو صبح کے چراغ سے ماتم کی یہ کیفیت نظر آ رہی ہے ایسا کیوں ہے، یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

بوسے گل گر نہ نوید کرمست داشت، چہ داشت اے بہ شب کردہ فراسوش جہلغ دم صبح  
نعت : نوید کرمست : تیری بخشش کی خوشخبری۔ جہلغ : مراغے کے چنے کی ہڈی وہ نرسہ جو دھبے کی رنگب میں ہوتا ہے۔ جہلغ دم صبح :  
صبح کے دم کا سیدھا۔

ترجمہ : اگر پہلوں کی خوشبو میں تیرے کرم کی خوشخبری نہ تھی تو اور کیا تھا یعنی خوشخبری ہی تھی تو نے رات کے وقت صبح کے چنے سے  
اگر بے دماغی کے سانس کو فراموش کر دیا۔ صبح کے وقت پہلوں کے بھٹنے والی خوشبو کو صبح کے چنے سے لگنے والے خوشبودار سانس تھا جو  
تیرے کرم کی خوشخبری تھی جسے رات کی آواز تو نے بھلا دیا۔

عالم امروز بوجھے کہ صبحی زوہ ام چیدہ ام ایں گل اندیشہ ز بلغ دم صبح  
نعت : صبحی زوہ ام : میں نے صبح کی شراب پی ہے۔۔۔ چیدہ ام : میں نے چنے پیے ہیں تو اے ہیں۔ گل اندیشہ : غم و تخیل کے پھول۔  
ترجمہ : عالم! آج صبح میں نے صبح کی شراب پی لی اس کا اثر ہوا اس کے نتیجے میں میں نے صبح کے پھل میں شام و قصور و تخیل کے یہ  
پھول چنے، یعنی ایک تو شراب کا زور سے صبح کی آواز دم نفا کیا وہ نواں نے مجھ سے یہ اشارہ کھلوایا۔

## غزل #2

آہے بہ عشق قاتلِ خیر کنیم طرح در گنبد سپر مگر در کنیم طرح

نعت : قاتلِ خیر: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔ کنیم طرح: ہم بنیاد رکھیں۔۔ در گنبد سپر مگر در کنیم طرح یعنی دروازہ کھل جائے۔۔

ترجمہ : ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق میں آہ بکھینچیں، شاید ہماری اس آہ سے آسمان میں کوئی دروازہ کھل جائے، یعنی ہماری آہ میں اتنی گری ہو کہ آسمان میں شکاف پڑ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی یہ حدِ عقیدت کا اظہار ہے۔ جیسا کہ ملاحظہ ہو گا شرواع کے دو ایک شعر چھوڑ کر اس غزل کے باقی تمام اشعار میں ایک طرح کا تسلسل ہے۔ یعنی غالب نے اپنی بات کے حلق حلق تصورات پیش کئے ہیں جو ان کے احساسِ اخلاص کے عکاس ہیں۔

در فصل دی کہ گشتِ جہلی زمرے ازد بشکی کہ آبِ گردشِ سفر کنیم طرح

نعت : فصل دی: غزاں کا موسم۔۔ زمر: خستہ سرد۔۔ آبِ گردشِ سفر: سفر کا گردش کرنے والا پانی، شراب۔۔ کنیم طرح: مروا چلی گردش میں آئیں۔۔

ترجمہ : موسمِ ٹھون میں، جبکہ دنیا اس موسم کے سبب خستہ سردی کا شکار ہے، آیا ہم مل، بیٹھیں اور جامِ شراب کو گردش میں لائیں یعنی شراب پیئیں کہ اس سردی کا توڑ شراب کی گری ہی سے ہو گا۔

آچند نشوئی تو و مانسب حال خویش انسانا ہائے غیر مکر کنیم طرح

نعت : آچند: کب تک۔۔ غیر مکر کنیم طرح: وہ (انسان) ہوا دہرائے نہیں جاتے، نت نئے (انسان)۔۔

ترجمہ : تو کب تک ہماری داستانِ فم نہیں سنے گا اور ہم کب تک تجھے جاننے کے لئے اپنے حسبِ حال نت نئے انسانے تراشتے رہیں گے۔ حقیقت حال تو ایک ہی ہے لیکن جب تو توجہ نہیں دیتا تو ہمیں غلط انداز میں وہ حقیقت بیان کرنا پڑتی ہے کہ شاید اس طرح تو ہماری داستانِ فم سن لے۔

مارا زبوں گھیرا، گر از پا در آیم از ما عجب مدار گر از سر کنیم طرح

نعت : زبوں گھیرا: ہمیں جہاں حالِ ناخیر نہ کھ۔۔ از پا در آیم: ہم نیچے گر پڑے ہیں۔۔ عجب مدار: تعجب نہ کر۔۔ از سر کنیم طرح: ہم سر کے بل چل جائیں۔۔

ترجمہ : اگر ہم (تیری راہ میں پٹے پٹے) گر پڑے ہیں تو اس سے ہمیں حیرت نہ کھ۔ اگر ہم اس صورتِ حال کے بعد سر کے بل چلے گئیں تو اس پر تعجب نہ کہہ یعنی ہم سر کے بل بھی چل سکتے ہیں۔

ہوئے بہ چرخِ دوان گردوں بر آوریم بھٹے بہ داغِ کردن آخر کنیم طرح

نعت : ہوئے بہ: مستند ٹھوہ۔۔ بہ چرخِ دوان: پکڑ رہے گھمٹا۔۔ داغِ کردن: جگہ مراد رنگ سے جگہ۔۔

ترجمہ : ہم آسمان کو پکڑ رہے ہیں اسے، رقص میں لاسنے کے لئے ایک ٹھوہ مستند بنا کر لیں، یعنی ہماری یہ ٹھوہ اسے رقص پر مجبور کر دے اور ہم ایک ایسا میٹھ کر لیں، یعنی ہم میٹھ دیکھنا چاہیں جس کے رنگ سے سارے جل جائیں۔ یعنی اس پر ہم کی چمک، دھک، شراب کی وجہ سے آگے آگے ستاروں کی چمک مل رہی ہے۔

خود را بہ شہدای پیر شہیم زیریں پس در راہ عشق جاہ دیگر کنیم طرح

تحت : یہ شہدای معشوق ہیں۔۔۔ پیر شہیم ہم پر متعلیٰ کریں۔۔۔ زیریں ہیں۔ اس کے بعد ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کے بعد سے یعنی آئندہ ہم خود معشوق بن کر آپ اپنی پر متعلیٰ کریں اور اس طرح عشق کی راہ میں ایک نئے راستے کی بنیاد رکھیں۔ ہر وقت دوسرے معشوق سے مل کر اگر غم ہو جائے تو آپ ہم پر متعلیٰ کریں کہ ہم خود کو معشوق تصور کر کے خودی عاشق بن جائیں اور یوں ایک نئے انداز محبت کا آغاز کریں۔

از داغ شوق پردہ نقشے نشان دہیم در زخم رشک روزنہ در کنیم طرح

تحت : نشان دہیم یعنی دکھائیں۔۔۔ روزنہ روز : کامیابیاں اور رخ جس سے اندر جھانکا جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے داغ شوق کو ایک پردہ نقوش محبوب دکھائیں اور داغ دل میں ہے اس لئے پردہ نقوش دکھائیں کہ اگر اپنے زخم رشک میں ایک روزنہ دور کی بنیاد رکھ دیں، یعنی زخم رشک کو روزنہ در قرار دے لیں۔ زخم کا نہ ہو جانا ہونے کے باعث روزنہ در کہہ پاؤ گے دیگر اس سوراخ سے اس پردہ نقوش محبوب کو جھانکا کریں۔

از تار و پود نالہ غلبے دہیم ساز وز بود سینہ زلف مغنیر کنیم طرح

تحت : ساز و پود : نکلنا۔۔۔ غلبے دہیم ساز : ہم ایک غلبہ پائیں۔۔۔ وز بود : سینہ جیسے کا دھول۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے تار کے نکلنے سے ایک غلبہ تیار کریں اور سینے کے دھول سے خوشبودار دھولیں پائیں۔ یعنی تار کو اس محبوب کا غلبہ اور دھول کے انھوں سینے سے ملنے والے دھول سے اس کی خوشبودار دھولیں قرار دے لیں۔

برگ حلق زشطہ آذر ہم نیم بجایہ از شرارہ و اشکر کنیم طرح

تحت : برگ حلق : لہاس کا سبز سلاخ۔۔۔ آذر : آگ۔۔۔ ہم نیم : ہم سیا کریں۔۔۔ اشکر : چنگاری۔۔۔

ترجمہ : ہم اس محبوب کے لہاس کا سبز سلاخوں اور آگ سے سیا کریں یا تیار کریں اور اس لہاس کی آتشیں چنگاریاں سے کریں۔

از زخم و داغ، لالہ و گل در نظر کشیم از کوہ و دشت جلہ و منظر کنیم طرح

تحت : در نظر کشیم : ہم نظروں میں لائیں۔ تصور کریں۔۔۔ جلہ : دھولیں کا پھیرک اٹھان۔۔۔ منظر : درجہ۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے دل کے دھولوں اور داغوں کو لالہ و گل دکھائیں، قرار دے لیں جبکہ پہاڑ اور پہاڑوں سے جلہ و دھول کی بنیاد رکھیں یعنی کوہ دیہاؤں کو جلہ اور منظر دکھائیں۔

از سوز و ساز محرم و مطرب کنیم جمع از خار و خارہ ہائش و بستر کنیم طرح

تحت : محرم : راقص حال۔۔۔ ہم : مطرب : گانے والا۔۔۔ منی : خار : خارہ : ہائش : سہا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے سوز و ساز محرم سے ایک طرح سے ہم دہم دہم لیں اور مطرب ہوں، جبکہ کانٹے سے بستر اور خار سے بچنے کی بنیاد رکھیں۔ یعنی کانٹوں کو بستر اور خار کو بچنے کی بنیاد رکھیں۔

آئین برہمن بہ نہایت رساندہ ایم غالب بیا کہ شیوہ آذر کنیم طرح

تحت : بہ نہایت رساندہ ایم : ہم نے آخر تک پہنچا دیا ہے مکمل کر دیا ہے۔۔۔ آذر : آگ کے ساتھ۔۔۔ اگر ذہ کے ساتھ ہو تو ہمیں آگ جیسا کہ اس سے پہلے ایک شعر میں آیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ، بعض کے نزدیک چاندی بت تراش تھے۔

ترجمہ : اے غالب! ہم نے برہمن کے آئینے کی تو تمہیل کر دی اب تو اگر ہم آذر کا اندازا مسلک اختیار کریں۔ یعنی پہلے جوں کی تو جانا

## ردیف-خ

### غزل #1

اے جہلی تو بتا راجِ نظر با گستاخ دے خرام تو پہاڑی سرا گستاخ  
 لغت : بتا راجِ نظر : نظروں کو کونٹے میں۔۔ گستاخ : بے ادب، دلیر، بڑا۔۔ دے : دے۔۔ پہاڑی : پاؤں تلے تلے میں پہاڑ کرنے  
 میں۔۔ خرام : چل، چلنا۔۔

ترجمہ : اس سے پہلی غزل کی طرح یہ بھی ایک مسلسل غزل ہے جس میں قاطب محبوب ہے اے محبوب! تیرا حسن دیکھنے والوں یعنی  
 عاشقوں کی نظروں کو کونٹے میں بچا دلیر ہے اور تیری (مستند) چال عشاق کے سر ہل کرنے میں بے ہاک ہے۔ حسن اور چال کی استغنیٰ دلکشی  
 کی عکاسی ہے۔

دل شوق تو بہ آرائشِ دلہا سرگرم زخمِ تیغ تو پہ گل گشتِ بکر با گستاخ

لغت : سرگرم : بہت مصروف۔۔ گل گشت : پھولوں کی پیریزنگ کی چیز۔۔  
 ترجمہ : تیرے حلق کا دارِ عاشقوں کے دلوں کی آرائش و زیبائش میں سرگرم ہے جبکہ تیری کھوار سے لگا ہوا زخم ان کے بھگدوں کی  
 گل گشت میں گستاخ ہے۔ مراد یہ کہ عشاق کو دل تیری محبت سے سرشار ہے اور تجھے زخمِ محبت میرے بکر کو اپنا گلستان بناتے ہیں۔

مردم از درد تو دور از تو و داغِ از غیر کہ رساند بتو این گونه خبر با گستاخ

لغت : مردم : لوگوں میں سرگیا۔۔ داغِ از غیر : رقیب پر لگے دھک آنا ہے۔۔ رساند : پہنچانا ہے۔۔  
 ترجمہ : میں اس حالت میں کہ تجھ سے دور ہوں تجھے دردِ محبت کے ہاتھوں سرگیا ہوں (تجھے دردِ محبت کا مارا ہوں) اور مجھے رقیب پر  
 دھک آنا ہے! میں اس کے ہاتھوں مل رہا ہوں کہ وہ میرے بارے میں اس قسم کی خبریں کس دلیلی اور بے ہنگامی سے تجھ تک پہنچاتا ہے۔

با خبر باش کہ دروے کہ ز بید روی تست نالہ را کرد در افسارِ اثرا با گستاخ

لغت : با خبر باش : خبردار یا متنبہ ہو جا۔۔ بید روی : بے پردہ جسم۔۔  
 ترجمہ : تو ذرا متنبہ ہو جا خبردار ہو جا کیونکہ تجھے جو دردِ جسم میں جس دردِ دہم کا شکار ہوں اس دردِ دہانے نالہ و فریاد کو افسار کے افسار پر  
 دلیہ کر دیا ہے۔ یعنی میرے نالہ و فریاد میں بڑا اثر آگیا ہے جس کے نتیجے میں تو بھی اس دردِ دہم کا شکار ہو سکتا ہے۔

خواہش وصلِ خود از غیر ز اخلاصِ منجی کایں گداے است بہ دریا زہ در با گستاخ

لغت : ز اخلاصِ منجی : اخلاص پر مبنی نہ سمجھ۔۔ کایں : کہ ایں۔۔ دریا زہ : دھبہ۔۔  
 ترجمہ : رقیب جو تجھے وصل کی خواہش کا افسار کر رہا ہے اس کی اس خواہش کو اخلاص پر مبنی نہ جان اس لئے کہ وہ رقیب ایک ایسا  
 گدا ہے جو دردِ دہ سے بھیک مانگے میں نے شرم ہے۔ یعنی وہ جگہ جگہ اپنے حلق کا افسار کرتا ہے لیکن اس میں حلق نہیں ہے۔

شلو گروم کہ بہ غلو ت نہ رسید است رقیب نیش چوں بہ تو در رولہ گدو با گستاخ

حالت : نہ رسید اسے نہیں پہنچا ہے۔۔۔ متعلق : میرا ہے دیکھنا ہوں۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ دلچسپ تہری غلط میں نہ پہنچا اسے تہری غلط بھرتہ آئی، کیونکہ میں جب اسے تہرے ساتھ راستوں میں دیکھتا ہوں تو اس کا انداز گستاخانہ ہوتا ہے۔۔۔ یعنی وہ باتیں غلط میں کرنے کی ہوتی ہیں وہ سرور کرتا ہے۔

گریہ اور ذاتی آں دل کہ بہ نیو ہاشد بہ شلورزی سیلاب خطر ہا گشتخ  
حالت : اور ذاتی آں دل : اس دل کا صہ ہے۔۔۔ نیو : حالت۔۔۔ شلورزی : تہرہ غلطے لگاتار۔

ترجمہ : گریہ و زاری آنسو بہاتا اسی دل کے نصیب میں ہے یا اسی کا صہ ہے وہ غلوں کے سیلاب میں تہرے میں بھاؤ بھروہ غوطے والا ہو۔۔۔ یعنی محبت میں گریہ و زاری کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

ہائے ایں پنجہ کہ باریب کشاکش دارو بود ہا دامن پاکت چہ قدر ہا گشتخ  
حالت : کشاکش دارو : کھینچا لٹی کر رہا ہے اللہ رہا ہے۔۔۔ پنجہ قدر ہا : کسی حد تک بہت۔۔۔

ترجمہ : کس قدر دکھ کی بات ہے کہ میرا یہ ہاتھ دامن سے الگ رہا ہے، مگر تہرے پاک دامن کو کسی حد تک یا کسی قدر نہ لگاؤ تھا ہے جو بے قدر۔۔۔ یعنی پہلے وہ تہرے پاک دامن کے ساتھ گشتخ یعنی کرتا تھا خود مجھے نشانہ بنا رہا ہے۔

ناز دہائے نزارش چہ مھلبا ہاشد سر زلفے کہ بہ تنچید بہ کمر ہا گشتخ  
حالت : دہائے نزار : مراد عاشقوں کے کمزور دل۔۔۔ مھلبا : غوصلہ مند۔۔۔ تنچید : ہلچلی ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کی زلف جو عاشقوں کی کمر کے ساتھ چلی ہے باقی سے لپٹی ہے، اس کا اپنے ان عاشقوں کے کمزور دل پر پڑ کر اس کے غوصلے کی دلیل ہے۔۔۔ یعنی محبوب بظاہر پیار کا اظہار کرتا ہے لیکن یہ پیار غلوں سے غلا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو غلبہ انداز سے شکار خوش ہو تا اور ناز کرتا ہے۔

طوطیاں در شکر آئید بہ غالب کلر راست لے از نطق بتاراج شہما گشتخ  
حالت : کلر راست : کہ اور راست کہ اس کے ہیں۔۔۔ نطق : زبان، قوت گوئی۔۔۔ بتاراج : لوت مار کرنے میں۔۔۔ طوطیاں : حق غوطی، خوش نوا پرندے۔۔۔

ترجمہ : غالب کے پاس شکر کی خاطر خوش نوا پرندے آتے ہیں کیونکہ اس کے ہونٹ ایسے ہیں جن کی قوت گوئی (لے) کی طاقت (شیریں) کو نئے میں چلی دلی ہے۔ مطلب یہ کہ غالب کی شاعری اپنی شیرینی میں بے مثل ہے اور اس کی اس شیریں جانی بہت سی شیریں پہنچا کر چھینا ہیں۔

## غزل #2

تا بشوید نملہ ما ز دح گشت گرلبہ ساز از دوزخ  
حالت : دوزخ : جہنم کی آگ۔۔۔ نملہ : نرم و لطیف۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ (فاتات اللہ) اس کے ہاں کو گشتوں کی آگ کی سے صاف کر دے اس نے دوزخ کو صاف بنالیا ہے۔ یعنی دوزخ گشتوں کے گندہ دھوا لے گا یا انہیں گشتوں سے پاک کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔

تکچہ بخشہ درجن دگر کشمکش ترا چمن برونخ

لغت : جہان دگر : دوسری دنیا آخرت۔۔ برونخ : جنت اور دوزخ کے درمیان کا حصہ۔۔

ترجمہ : مجھے حق کے باروں کے لئے تو چمن، برونخ ہے، دیکھیں! اُمّیں آخرت میں کیا عطا ہو گا۔ یعنی عاشق تو چمن زادوں جیسے احمقوں و کھٹ مٹا کر والے عقائد سے خوش نہیں ہیں، آخرت میں انہیں کیا خوشی ہو گی۔

وہ کہ از کشتر از امیدم بہرہ مور نیز بد ملخ

لغت : کشتر : فصل، کھیتی۔۔ بہرہ : حصہ، نصیب۔۔ مور : چوٹی۔۔ ملخ : کھڑی ٹڈی۔۔

ترجمہ : وہ اور اسی امید کی فصل سے چوٹی کا حصہ بھی ٹڈی اڑائے گی۔ اپنی بد قسمتی کی بات کی ہے۔ ”خوش ٹڈی کا حصہ“ سے مراد بھوسٹی سے بھوسٹی آرزو، جبکہ ٹڈی کا وہ حصہ اڑائے جانے سے مراد ہے آؤند پوری نہ ہو۔

دلہم اجڑاے نالہ را مدفن درت اشخاص بقدر را مسلخ

لغت : مدفنہ : دفن ہونے کی جگہ، قبر۔۔ درت : تیار اور دانہ۔۔ اشخاص : وہ لوگ جنہیں محبوب کے گھر میں باہر طلبی حاصل ہے۔۔ مسلخ : مسلح قتل کا۔۔

ترجمہ : میرا دل میرے مال و فراہ کے اجڑا (یعنی وہ حشر و زحمت کا مدفن ہے جبکہ تیار اور اشخاص جھڑکی قتل کھاتے ہیں۔ یعنی میرے دل میں نہ شہر فراہیں ہیں، اور جنہیں تو باہر پالی عطا کرتا ہے انہیں اپنے کمرہ دار سے گویا قتل کر دیتا ہے۔

از دل آرم بساط من آتش از تو گویم برات من بر رخ

لغت : از دل آرم : یعنی میرا دل کھاتا ہے۔۔ بساط : مراد کھانا۔۔ از تو گویم : میں تجھی طرف سے کہتا ہوں۔۔ برات : نصیب۔۔

ترجمہ : میرے دل کا کھانا ہے کہ میرا کھانا آگ میں ہے، جبکہ میں تجھی طرف سے کہتا ہوں کہ میری برات (عاشق کی برات) برف پر ہے۔ یعنی میرا دل جس قدر تجھی آتش حق میں جل رہا ہے، تجھی طرف سے اتنی ہی دوسری کامیاب ہو رہا ہے۔

ہوس ما و دانہ از یک دست نفس ما و دام از یک رخ

لغت : از یک دست : مراد ایک ہی طرح کے۔۔ رخ : دھارا۔۔ ہوس : مراد خواہشیں۔۔ دام : جال۔۔

ترجمہ : ہمارا ہوس اور دانہ ایک ہی طرح کے یا ایک ہی قسم کے ہیں، اور ہمارا سانس اور جال ایک ہی دھارے سے جڑے ہوئے ہیں۔ یعنی انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ آرزو نہیں اور خواہشیں دل میں لانا اور پھر ان کے پیچھے لگ جانا ہے، اور ایک طرح سے جال میں پھنسنے والی بات ہے۔

برگ درخورد است فلک است چہ می زخم زرخ

لغت : درخورد : لائق۔۔ چہ می زخم زرخ : ہم کیا ضروری مارتے ہیں یعنی ہلوس اور شہوہ دگر کس لئے۔۔ برگ : سادہ سلمان۔۔

ترجمہ : جو بھی سادہ سلمان ہمیں ملتا ہے یعنی جو کہ بھی ہمارے حقد میں ہے وہ فلک کی است کے مطابق ہے، پھر اس پر ہمیں شہوہ و فحشیت کرنے کی کیا ضرورت ہے اور ہلوس کا کیا مقام۔ یعنی جس کے جو نصیب میں ہے وہی اسے ملتا ہے۔ مگر شہوہ اور ہلوس بھلا ہے۔

مور چوں ساز میزبانی کرد بہ سلیس رسید پائے ملخ

لغت : ساز میزبانی : دعوت کا انتظام۔۔ رسید : پہنچا، انہیں مل۔۔ پائے : کھڑی کی ٹانگہ۔۔

ترجمہ : اتر آئی مجھ سے استقبال کیا ہے، اب تو جی نے جب میری ٹانگہوں کا انتظام کیا اور دعوت کا انتظام کیا تو حضرت سلیس کے پاس کھڑی کی ٹانگہ بھیجی۔





لغت : جلد آلہ سرخ لباس۔۔ دگر: حیرت اور۔۔

ترجمہ : اب میں سوچ رہا ہوں کہ فریب میں آکر جن دنوں دریا کی کاشکار نہیں ہوں گا اس لئے کہ وہ اب ہر اب میرے لئے مصلحت ایک ایسا سرخ پہلو اور سرخ لباس ہے جس میں خون کی بو نہیں ہے۔ یعنی عاشق کا دل افسردہ ہے اور اسے ہمارے کوئی کیلے دوسرے نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے جنوں کا اندازہ ممکن نہیں۔

گستہ تار امیدم، دگر بہ خلوت انس بہ زخمہ گلہ، سلام نوا ہوں بندہ  
لغت : گستہ: ٹوٹ گیا ہے۔۔ زخمہ گلہ: شکوہ کی معذرت۔۔ نواز: لے کر۔۔

ترجمہ : میری امید کا تار ٹوٹ چکا ہے اب انس و محبت کی خلوت میں شکوے شکوے کی معذرت سے میرے ساز کا ساز سننے سے کوئی نفرتا نہیں نکلتا۔ یعنی عاشق افسردہ خاطر رہنے کے باعث محبوب سے کسی قسم کا شکوہ لگ نہیں کرنا چاہتا۔

زقائے بعدلیم کہ قح و خنجر را بھگم دوسرہ زہر آب بے شکوں بندہ  
لغت : بعدلیم: میں ظالم میں ہوں۔۔ بھگم دوسرہ: دوسرے کی خاطر۔۔ زہر آب: زہر کا پانی۔۔ شکون: قاتل لیتا۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسے قاتل کے ہاتھوں ظالم ہوں جو مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں دوسروں انکسوں میں پڑا ہوا ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنے چار و پنج کو شکوں کے بغیر زہر آب تک نہیں دے رہا۔ زہر آب دینے سے قح و خنجر کا دار کلاہی ہو گا۔ محبوب عاشق کو سخت جان سمجھ کر پہلے قاتل تھا ہے کہ وہ کس طرح مرے گا اور اسی دوسرے نے اسے تھوڑا زہر آب تک دینے سے روک رکھا ہے جس کے نتیجے میں عاشق بجاوہ زندوں میں ہے نہ مردوں میں۔

بداں پری ست نیازم کہ ہر تنغیرش زمرہ دل بڑیاں رخصت فسوں بندہ  
لغت : ہر تنغیرش: اسے رام کرنے کے لئے۔۔ زمرہ: محبت کے باعث۔۔ لہو: چادر، عطر جس سے پری کو رام کیا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : میں اس پری (یعنی محبوب) کا نیاز مند ہوں جسے رام کرنے کی خاطر میں چادر سے کام لیتا چاہتا ہوں لیکن میرا دل محبت کی وجہ سے میری زبان کو اس چادر کی اجازت نہیں دے رہا۔

جنوں گو، لوبش نیست، بلکہ خوداری ست کہ تن بہ ہم دی عقل ذو فہوں بندہ  
لغت : عقل ذو فہون: کئی فہوں ہندوں دلی عقل، چاک اور مکار عقل۔۔ لوبش نیست: اسے بہتوں کو باور نہیں ہے۔۔ ہندی: ساتھی

ترجمہ : ایسا مت کہہ کہ جنوں، اب سے عاری ہے نہیں ایسا نہیں ہے یہ تو دراصل میری خوداری ہے جو عقل ذو فہوں کی دوستی پر ماضی نہیں ہوتی۔

کفیل ہوش خودم وقت سے پہ بزم حبیب بشرطہ آنکہ ز یک قلزم فزوں بندہ  
لغت : کفیل: ضامن، دوسرہ دار۔۔ ز یک قلزم: مجھے ایک سمندر دے۔۔ فزوں: فزاد۔۔

ترجمہ : میں دوست کی عقل میں بخوداری کے موقع پر اپنے ہوش میں رہنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں لیکن اس بشرطہ پر کہ مجھے شراب ایک سمندر سے زیادہ دی جائے۔ ہر اوسط بہت شراب کی خواہش کا اعتبار ہے۔

پہ بوسے گلشن گزیدم خراب، ورنہ جنوں پہ ہرزہ ذوق دل آویزی سکوں بندہ  
لغت : گزیدم: آگ پر چلی، میں نے چہ اختیار کیا۔۔ ہرزہ: بے فہمی، فحش، بیکار۔۔ خرابہ: دیران جگہ، غیر آباد جگہ، پرانے زمانے میں

لوگ آبادی سے دور کسی دور اسے میں اپنی دولت زمین میں چھپا کرتے تھے۔۔۔  
 ترجمہ: مجھے خواہنے کی بوجھ آئی جس پر میں دور اسے میں چھپا آیا۔ ورنہ جنوں تو سکون کی دل آویزی کا لائق ہی نہیں رہتا۔ ایک تو غلامانے کا  
 غلام ہے میں ہو یہ دوسرے دج انوں کا غلام کی طرف لکل چتا کہ اس سے انہیں مل سکون میرا آقا۔ دوسرے عاشق کے پیش نظر یہ دونوں  
 باتیں وہی ہیں۔

شریک کار نیاوردو تاب ختی کار جواب نالہ مانیر "بے ستوں" عہد  
 لغت: شریک کار: ہیکار کسی کام میں ساتھی، ہم دم۔۔۔ تاب: تپ، است و حوصلہ۔۔۔ ستوں: وہ پاؤں فریاد لے کا تھا اور ہمارے پیشہ مار کر  
 وہیں خود کو غم کر لیا تھا۔ ختی کار: غم کی ختی، محبت میں پیش آنے والے رنگی دالم مصائب۔۔۔  
 ترجمہ: اہل اہم ختی کار کو برداشت کرنے کا مست و حوصلہ نہیں رکھتا اسی لئے وہ دھڑلے نالہ جواب "ستوں" کے سوا نہیں رہتا۔ یعنی  
 وہ ہمارے نالہ و فریاد سن کر کہہ دیتا ہے کہ میں فریاد کو چھوڑ دو تم بھی فریاد کا ستوں والا طریق اختیار کر۔

بہ من گرائی و وفا جو کہ سارو برہمنم بہ سنگ ہر کہ وہ دل بہ غمزد چوں عہد  
 لغت: بہ من گرائی: میری طرف متوجہ یا مائل ہو۔۔۔ وفاق: وفا و عہد، عاشق کر۔۔۔ غمزد: نازدارا کرشمہ۔۔۔  
 ترجمہ: تو میری طرف توجہ کر اور وفا عاشق کر، کیونکہ میں ایک سید صاحبزادہ بھی ہوں (جو ہجر کے بچوں کو پڑھتا ہے) سو جو شخص ہجر کو دل  
 دے سکتا ہے، یعنی ہجر کے بہت پر عاشق ہو سکتا ہے وہ بھلا نازدارا کو کیوں دل نہ دے گا۔ یعنی محبوب کے نازدارا میں، نگہی ہی عاشق کو اس پر  
 فریاد کرتی ہے۔ بقل میرا

گل ہو، مست ہو، آئینہ ہو، نور شید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو  
 بقل ابو عم کاہی

وہ کشش، کچھ اور ہی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں اہل دل نہ بھل عارض و چشم و لب نہ کمال چست قبلی ہے  
 ترا بہ حربہ چہ علامت، نہ آں بود غالب کہ جان بہ لذت آویزش دروں عہد  
 لغت: حرب: اجساد۔۔۔ چہ علامت: کیا ضرورت ہے، کیا فانی ہے۔۔۔ آویزش دروں: پوشیدہ جنگ، جنگ محبت۔۔۔  
 ترجمہ: تجھے اختیار استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس لئے کہ غالب ایسا شخص نہیں ہے جو آویزش دروں کی لذت میں جان نہ دے۔  
 جو شخص محبت میں اپنی جان محبوب پر لگا کر کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہو، اس کے لئے اختیار (عروق، گھوڑا وغیرہ) اٹھانے کی کیا ضرورت  
 ہے۔

## غزل #2

نگاہش ار بہ سرہارہ وفا ریزو سواد صفی ز کلفہ چو تو تیا ریزو  
 لغت: سرہارہ وفا: وفا کے غلام۔۔۔ ریزو: چڑے۔۔۔ سوار: سیاح۔۔۔ تو تیا: سرور۔۔۔  
 ترجمہ: اگر اس کی نگاہ میرے بلکہ واپس پڑ جائے تو اس کے اثر میں، پاس کی تاثیر سے کلفہ کے صفی کی سیاحی سرے کی طرح گر پڑے۔  
 محبوب کی نگاہ کے حوالے سے سرے کی بات کی اور اس کی چشم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر وہ ٹھنڈے کی نظر ہے، دیکھ لے تو روقہ کے عشق

تک مٹ جاتے ہیں۔

ہے فرق ما اگرش ناگمل گذار افتد چو گردہ سلیہ ز بل وپ ہا ریزو  
لغت: فرقہ: سر۔ اگرش: اگر اسے۔ ناگمل: اچانک۔

ترجمہ: اگر بھی اچانک اس کا گذر ہمارے سے ہو تو ہمارے بل وپ سے سلیہ گرد کی طرح گر پڑے، بھڑ جائے۔ ہا: کامیاب سر پر چڑھتے  
طوفانِ غمی کی علامت ہے۔ کہتے ہیں جس کے سر پر سلیہ پڑنا ہے وہ بد شادی جاتا ہے اور اساطیر میں سے ہے یعنی ایسی بات یا چیز جس کا حقیقت  
میں وجود نہ ہو جبکہ ماضی کی یہ تصویر تھی ہے کہ ہا کامیاب بھی اس کے حق میں منہ نہیں۔

خوشا بریدن راہ دفا کہ در ہر گام جبین ز پائے بہ انداز نقش پا ریزو  
لغت: بریدن راہ: راہ دفا کا راستہ طے کرنا۔ گام: قدم۔ نقش: پاؤں کے نشان۔

ترجمہ: راہ دفا طے کرنا بھی کسی قدر اچھا ہے لیکن اس میں خاص سزا ہے کہ اس میں چلنے والے کی پیشانی ہر قدم پر یوں زمین پر گرتی ہے  
جس طرح زمین پر پاؤں کے نشان پڑتے ہیں۔ پیشانی کا زمین پر گرنا گواہی دے گا کہ اس کا سہجے کرنا ہے۔ لیکن ماضی راہ دفا میں چتا ہے تو اسے یوں گناہ  
ہے جیسے اس کی پیشانی ہر قدم پر سہجے کر رہی ہے۔

زناں ریخت جگر پارہ ہلے داغ آلود چو برگ لالہ کہ در گلشن از ہوا ریزو  
لغت: جگر پارہ ہلے داغ آلود: زخموں سے بھرے جگر کے ٹکڑے۔

ترجمہ: ہمارے ہار و فدا سے جگر کے داغ آلود ٹکڑے ہوں گے جیسے گلشن میں لالہ کی پتیوں ہوائے ٹھکرائی ہیں۔ ہار و فدا کی شادی  
کر لی کی بات کی ہے۔ ٹکڑوں کا گرنا ماضی ٹھکرائے۔

تجسسے ست بہ بلبین کشنگان خودت کہ گل بہ جیب تھمے خون بہا ریزو  
لغت: بلبین: سراپا نکیر۔ کشنگان: خون تجسسے اپنے ہارے ہوئے۔ گل بہ جیب: ریزو: بھولی میں بھول بھرتا ہے۔

ترجمہ: تو اپنے کشنگانِ محبت کے سراپے جھڑ کر کہو اس انداز سے مسکرا رہا ہے کہ اس سے خون بہا کی تھکائی بھولی بھولوں سے بھری جا  
رہی ہے۔ خون بہا سے مراد کسی کو مارنے یعنی اس کا خون بہانے کا صلہ ہے۔ گویا محبوب کی یہ مسکراہٹ ایک طرح سے خون بہا ہے جو  
کشنگانِ محبت کے لئے کیف و سرور کا سامان کرتا ہے۔

دماغ نا ز جلائی رسد مگر ساقی گدا ز زہرہ ما در ایلیخ ما ریزو  
لغت: دماغی رسد: بہت خوش ہونا ہے۔ گدا: بکھاہٹ۔ زہرہ: پتہ۔ ایلیخ: پالہ۔ مگر: شاید۔

ترجمہ: ہمیں مصائب و آلام سے بہت سہمت و شہدائی ہوتی ہے۔ شاید ساقی ہمارے چے کا گدا ہمارے جام میں داخل رہا ہے۔ شاید وہ  
ہمارے چے کو بکھلا کر جام میں ڈال رہا ہے۔ چے کا گدا کو خون بکھرے۔ یعنی ہم اپنا خون بکھری کر جولت محسوس کرتے ہیں اس سے ہمیں  
صحیحی بھول جاتی ہیں۔

خوش آں کہ بجز منش بر سر عتاب آرد شک بہ جیہن شعلہ جفا ریزو  
لغت: بجز منش: میری عاجزی اسے۔ بر سر عتاب آرد: اسے غصہ دلا کر برم کرتا ہے۔ شک بہ جیہن: شکاہتیں۔ جفا: جفا۔

ترجمہ: یہ ایک اچھی بات ہے کہ میری عاجزی و بیزار محسوس سے وہ (محبوب) ابرہم ہو جاتا ہے۔ گویا اس طرح اس کے جفا کے

شعلے مزید بھڑک اٹھتے ہیں۔ یعنی وہ میری طرف متوجہ یا آگي ہونے کی بجائے اور بھی جھڑکتے کام لیتے لگتا ہے۔

بہشت خوشی تو کتنی شعلوں؟ اگر داری دے کہ خون شود و رنگ بدعا ریزو

نعت : تو انی شعلوں تو ہو سکتا ہے۔ رنگ بدعا ریزو یعنی آرزوئیں اور خواہشوں سے بے نیاز ہو جائے، ترک کر دے۔

ترجمہ : اگر مجھے بچنے میں ایک ایسا دل ہے جو ظلم ہو جائے لیکن خواہشات ترک کر دے تو اس صورت میں تو اپنی بہشت آپ ہو سکتا ہے۔ یعنی دل پر جو کچھ بھی ہے وہ برداشت کرے لیکن خواہشات اور آرزوئیں کا شکار نہ ہو تو اس کے لئے یہ دنیا ہی جنت ہے۔

بروز وصل در آغوشم آن چہاں بختار - کہ بے من از لب من شکوہ تو وا ریزو

نعت : آن چہاں اس طرح اس قدر۔۔۔ بختار: بھیج لے۔۔۔ واریزو: گر جائے، دور ہو جائے۔

ترجمہ : وصل کے دن تو مجھے اپنی آغوش میں اس طرح اس قدر بھیج کہ میرے پیغمبر ہی (یعنی مجھے چاہی نہ چلنے پاسے) اور میرے ہونٹوں سے تیرا شکوہ خود بخود دور ہو جائے۔ یعنی تیرے جبر و فراق میں میں نے جو غمیں، تجلیں، وہ تیرے اس طرح سے مجھے سمجھنے پر، میں بھول جاؤں گا اور میں شکوہ شکایت خود بخود غم ہو جائے گا۔

ہر چارہ درو تو اکسیر بے نیاز سہست کہ دل گدازد و در قالب دوا ریزو

نعت : چارہ علاج۔۔۔ اکسیر: مصلوحو مفید دوا جس سے مرض ختم ہو جائے۔۔۔ قالب: ڈھانچہ ساہیبا۔

ترجمہ : تیرے درو (محبت) کے علاج یا چارہ گری میں بے نیازی گویا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ (یعنی اس درو کی کوئی چارہ گری نہ کی جائے) تاکہ وہ درو (دل) کو بچھا کر دوا کے سائے میں داخل دے۔ گویا درو محبت کا مہربان قالب گدازی ہی میں ہے۔

بروے عقدہ کارم بہ شکل برگ خراس ز لرزه ناخن دست گرو کشا ریزو

نعت : عقدہ کارم: میرے کامیاب مسئلے کی محی (گروہ)۔۔۔ لرزه: کھینچ۔۔۔ گرو کشا: محی سلجھانے والا مسئلہ حل کرنے والا۔

ترجمہ : جب میرا گروہ کشا (محبوب) اپنے ہاتھ سے میرے عقدہ مشکل کو حل کرنے لگتا ہے تو اس کے ہاتھ میں کھینچ کی وجہ سے اس کا ناخن دست میرے اس عقدہ پر بالکل اس طرح گر پڑتا ہے جس طرح خراس میں پتھر زلزلے سے ہلکا ہوا ہے، کھینچ کر جاتے ہیں۔ یعنی وہ میری محی سلجھانے کی کو مشق کرتا ہے لیکن گھبراہٹ وغیرہ کی وجہ سے نہیں سلجھا سکتا۔

غبار شوق بہ غولابہ امید سرشت دے کہ خواست قضا طرح اس بنا ریزو

نعت : غولابہ: غولابہ (غلاب) غافل خون۔۔۔ سرشت: گوشت۔۔۔ دے کہ: باب جس وقت۔۔۔ طرح: یہ چاہو۔۔۔

ترجمہ : باب تھا تو قدر نے یہ چاہا کہ وہ اس (عشق و محبت) کی بنیاد رکھے تو اس نے غبار شوق کو امید کے غافل خون میں گوندھا (گولابہ بنا دیا)۔ گویا عشق و محبت میں انسان کو ہر طرح کی امید و آرزو سے ہاتھ دھوئے پڑتے ہیں۔

شباب و زہد چہ تاندروانی ہستی ست بلا بہ جان جو امان پارسا ریزو

نعت : شباب: جوانی۔۔۔ زہد: پارسائی، تقویٰ۔۔۔ جو امان پارسا: متقی اور پرہیزگار نوجوان۔۔۔ تاندروانی: کسی چیز کی قدر و اہمیت کو نہ سمجھنا۔

ترجمہ : جوانی اور پارسائی و تقویٰ؟ یہ تو زندگی کی بڑی تھوڑی بات ہے۔ خدا امان متقی نوجوانوں پر کوئی آفت و مصیبت نازل فرمائے۔ لیکن انہیں قدرت کی طرف سے اس تھوڑی بات کی سزا ملے کہ شباب میں یہ زہد و تقویٰ گویا زندگی میں بھڑکی صورت ہے اور اس سے انسان جلد و کوشش سے اپنی دنیا کو خوب صورت بنانے سے ملای ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا کو خوب صورت بنانا بھی ایک انسانی فریضہ ہے۔ شباب کی

بددعا اس لئے کہ شاید اس سے ایسے لوگوں زندگی کو بچ سکتی ہیں جنہیں کے لائق ہو جائیں۔

یہ سجدہ ہر درویش اور یتیم تا غلبہ خط جہیں چو غبار از جبین ما ریزد  
لفت : او قلم ہم کرتے ہیں۔ خط ہمیں چھوٹی کی کیر وغیرہ۔

ترجمہ : اے عجب اہم جو درویش سجدے کے لئے کرتے ہیں تو اس لئے کہ ہماری خوشنویسی کی جو خوش نقش ہے وہ اگر وہی طرح ہماری خوشنویسی سے گر جائے بھڑ جائے۔ اس خوش سے مراد ہر درویش ہی ہو سکتا ہے جس میں ماضی مسلسل جھٹا رہتا ہے، خوش کا بھڑا گویا اصل کی امید ہو سکتی ہے۔

### غزل #3

یہ بند پرش عالم نمی تو اس افتو تو اس شہادت ز بندے کہ ہر زہل افتو  
لفت : یہ بند پرش عالم: میری احوال پر ہی کی قید میں، یعنی احوال پر ہی کے پیچھے نہ جاؤ۔ بندے کہ: وہ گرو جو بندہ ہوگا۔

ترجمہ : میری احوال پر ہی کے پیچھے نہیں چڑا جا سکتا، یعنی اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میری زبان پر جو گراگ گئی ہے، یعنی یہ جو میری زبان چپ ہے، خاموش ہے تو اس سے میری حالت کا غیبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بقول اقبال:

نہیں منت کش تک شہیون داستاں میری خوشی گفتگو ہے، بے زہلی ہے زہل میری  
فغان من دل غلق آب کرو دونہ ہنوز نہ گفتہ ام کہ مرا کار پا فلاں افتو

لفت : دل آب کرو: دل پانی کر دیا یعنی خراب دیا۔

ترجمہ : میری فریاد و فغان نے تو لوگوں کے دلوں کو خراب دیا ہے، روز میں نے ابھی تک اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ مجھے فلاں سے ساتھی چڑا ہے، یعنی میری یہ ساری فریاد و فغان فلاں محبوب سے محبت کے باعث ہے۔

من آں نیم کہ بتانم کنند دل بھوئی خوشم ز بخت کہ دلدار بدگماں افتو

ترجمہ : میں وہ نہیں ہوں یا ایسا نہیں ہوں کہ مجھ میری دلجوئی کریں۔ میں اپنے نصیب پر خوش ہوں کہ میرا دلدار بدگماں واقع ہوا ہے۔ جن سے مراد دوسرے حسین ہیں۔ محبوب کا بدگماں واقع ہونا اس لئے کہ اسے دوسروں کی دلجوئی پر شک ہے، اس لئے وہ کسی کا قریب آنا پسند نہیں کرتا جبکہ میری وہ دلداری کرنا ہے اور اس کا بھی کل میری خوش عشق کی طاقت ہے۔

ز رشک غیر بہ دل خوں فتو ناگہ و من بہ خود چم کہ چہ افتو تاچناں افتو

ترجمہ : رشک کے بارے میں رشک کے باعث میرے دل میں اہانک بگو ایسا طوفان اٹھا کہ میرا دل خون ہو کر رہ گیا اور میں اب اس صورت حال پر غلوں میں تڑپ رہا ہوں (سجدہ شکراری کا اظہار ہوں کہ آخر ایسی کون سی الفت آجڑی تھی جو یہ حالت ہوئی۔) ناگہ اس حاکم کہ محبوب کی اب فزا، ترقی و رقیب کی طرف ہے۔

ہم از تصرف چٹائی زلفا ہو بہ چاو یوسف اگر رہ کارواں افتو

لغت : القرف : اعتبار و عقل، کرم سے، عروا تاخیر۔۔۔ چاند کنوں۔۔۔ رو کا دریاں الفتو: قافلے کا گزرا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اگر قافلے والوں کا گزرا حضرت یوسف علیہ السلام کے کنوئیں کے قریب سے ہو تو یہ رنگا رنگی شکاری یعنی شہید محبت کا نتیجہ تھا۔ اس شعر میں قرآنی صلیح سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھوں نے انھیں کسی کنوئیں میں گرا دیا تھا۔ اتفاق سے ایک قافلے کا دوسرے گزرا ہوا۔ پہلی کی ضرورت چڑی قورہ کو تھیں، آئے تب ان کا پانچ۔۔۔ بعد میں انھیں دلی مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا جس رنگا رنگ کے دام محبت میں گرفتار ہو گئی۔ غالب نے قافلے کے گزرا کو گزرا کو رنگا رنگی شہید محبت کا اثر قرار دیا ہے۔

حدیث سے یہ دف و چنگ در میاں داریم کنوں کہ بکار پہ شیخ نفستہ واں الفتو

لغت : حدیث : بات۔۔۔ دف : زقل، چل۔۔۔ چنگ : پانچ۔۔۔ شیخ نفستہ واں : وہاں راستے چھٹی باتوں کا چارہو تار ہے۔۔۔

ترجمہ : اب جبکہ ہمارا واسطہ با مسئلہ شیخ نفستہ واں سے آچرا ہے تو اب ہم شرب کی بائیں دف و چنگ کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی پہلے ہم چمپ کر پیا کرتے تھے اب اب ہمارے نوٹی کارا نکھل گیا ہے تو ہم باعمل با بے کی قورہ کے ساتھ، یعنی حکم کھلا پیئے گئے ہیں۔

قورہ نیلوم از بس کہ بیخودم پہ طلب ہزار ہار گذارم بر آشیان الفتو

لغت : قورہ : قورہ : میں بچے نہیں اترتا۔۔۔ از بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی طلب یعنی خواہش کے معاملے میں اس حد تک بخود ہوں کہ اگرچہ میرا گزرا ہزار مرتبہ آشیانے پر ہے ہوا لیکن میں بچے نہیں اترتا۔ گویا خواہشات با طلب میں بہت پلے پلے پر پرواز کرتا رہا۔

پہ کوئے یار ز پنا اقم و کسم فریاد ہواں در بخی کہ دانند ناگاہاں الفتو

ترجمہ : میں محبوب کے کوئے میں پہلی ہو کر گر کر پناہوں اور کچھ اس دردناک آواز میں بچی افسانوں کو لوگ یہ سمجھیں کہ میں ہمارا گم کر گیا ہوں۔ لیکن دوست کے کوئے میں کچھ دیر ٹھہرنے کی خاطر میں کرنے کا بہانہ بنا تا ہوں تاکہ لوگ کسی شک میں نہ چلیں۔ مسکینی نے اس سطر میں یہ نکتہ دیا ہے:

تیرے کوئے ہر بہانے مجھے دن سے رات کرنا کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

شب ارچہ باتو پہ دعویٰ نمائنی داشت بہ روز طشت مر از ہم آسپاں الفتو

لغت : ارچہ : اگرچہ۔۔۔ دعویٰ نمائنی داشت : برائی کا یہ دعویٰ مقل ہونے کا دوسرے وار تھا۔ طشت : ہانک کا قتل۔ یعنی خود ہانک۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ رات کے وقت ہانک، جس میں میری برائی کا دوسرے وار تھا لیکن دن کے وقت وہ آسپاں کی محبت سے بچے اترتا۔ دوسرے نفلوں میں ہانک کا سن صرف رات تک ہی ہے۔

نفس شرارہ فشان است و نطق شط درو زحرف خوی کے باز آشتیم بہ جاں الفتو

لغت : شرارہ فشان : چنگاریں پکھلنے والا یا نکھرنے والا۔۔۔ شط درو : شیطانی کائنات والا۔۔۔ باز : پھر۔۔۔

ترجمہ : میرا سانس چنگاریں نکھیر رہا ہے جبکہ میری زبان فشان کی فصل کٹ رہی ہے۔ یہ کسی کی نگرانی کی بات ہے مجھے پھر آتش نہیں اچس کی جاں آگ میں چڑی ہو، میرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نگرانی کے ذکر ہی سے عاشق کے سانس میں گویا چنگاریں سے بھر جاتی ہیں۔ محبوب کی نگرانی کے حوالے سے چنگاریں، فشان اور آگ کی بات کی ہے۔ اس میں منہج مرادۃً اظہار آگاہی ہے۔

غریبم و تو زبان دان من نہ ای غالب بہ بند پریش عالم نمی توان الفتو

لغت : غریبہم میں مسافر پر دیکھی ہوں، اجنبی ہوں۔۔۔ زبان دانہ کسی دوسرے کی زبان کو جانتے سمجھتے والا۔۔۔  
 ترجمہ : اسے غائب میں ایک پر دیکھی ہوں اور تو میری زبان سے واقف نہیں ہے تو میری زبان نہیں سمجھ سکتا، لہذا میری احوال پر ہی کی  
 قید میں نہیں رہا ہاں سکتا۔ یعنی جب تو میری زبان ہی نہیں سمجھتا تو میری احوال پر ہی کیا ضرورت ہے۔ یہ بیکار کی بات ہو گی۔

## غزل #4

غم چو بزم در انگنہ رو کہ مراد می دہد دانہ ذخیرہ می کند کلو بیلو می دہد  
 لغت : بزم در انگنہ بڑی طرح گراوے ہے اس کر دے۔۔۔ دانہ چاہی کوئی بات نہیں۔۔۔

ترجمہ : غم اگر تجھے ہے بس کر دے یعنی اپنی اکتا کو بچنے جانے کو کوئی بات نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں تجھے قری مراد ملے گی اتنا  
 مقصد حاصل ہو گا۔ یہ (غم) دانے جمع کرنا اور گھاس پھوس کو ہوا میں اڑا دینا ہے۔ دانوں سے مراد ابھی باقی دانگیں ہیں اور گھاس مراد  
 برائیاں۔ گویا غم کی بدولت انسان ذکیہ عس کی طرف آتا ہے۔

آخر منزل نشت خوے تو راہ می زند اول منزل دگر پوے تو راہ می دہد  
 لغت : آخر منزل نشت پہلی منزل (پہلو) کے آخر میں۔۔۔ راہ می زند : راہی زندہ : لوٹا ہے۔۔۔ اول منزل دگر : دوسری منزل کے آغاز میں۔۔۔ پوے  
 تو راہ می دہد : تھری پوشیدہ، سیاہ سراغ۔۔۔ راہی زندہ : راہی زندہ یعنی مسافر بننا ہے۔۔۔

ترجمہ : پہلی منزل کے آخری سرے میں تیری راہ حلالی لوثی ہے (یعنی راکھت فتن ہے) جبکہ دوسری منزل کے آغاز میں تھرا سراغ زاد راہ  
 عطا کرتا ہے (زاد راہ میں جاتا ہے)۔ آغاز فتن میں عاشق کو مست سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن پھر محبوب کا سراغ ملنے پر اس کا سر  
 فتن بڑھنے لگتا ہے۔

اے کہ بدیدہ نمزدست کوے کہ بدیدہ غمزدست بازش غم کہ ہم دست خاطر شدای دہد  
 ترجمہ : اے محبوب! یہ تو میری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں تو یہ تیری ہی وجہ سے ہے اور یہ جو میرے سینے میں غم نے ڈیرا ڈال رکھا ہے  
 تو یہ بھی تیری ہی وجہ سے یعنی تجھے عشق کے باعث ہے، اور اس غم پر جو مجھے مارے وہ بھی تیری ہی بدولت ہے۔ اور یہ بازش غم میرے  
 لئے دل سرحد شعلہ کی کاہٹ بناتا ہے۔

شوقی دل کشا حنت برگ نبات می زند خنقی بے وفا دولت رزق جملو می دہد  
 لغت : حنت : تیرا بدن، جسم۔۔۔ برگ نبات : نبات کا پتہ سبز۔۔۔ جملو مراد بدولت، وہ چیز جس پر آگ نہیں سکتی، چمروغیر۔۔۔ شوقی : شوقی  
 چمک، تیز رنگ، لطافت۔۔۔

ترجمہ : تیرے جسم کی دل کشا شوقی (مراد لطافت) سبز و روئی کی کاملاً کرتی ہے جبکہ تجھے بے وفا دل کی خنقی بدولت کو رزق عطا کرتی  
 ہے، یعنی میرا جسم تو لطافت و نزاکت کا حامل ہے جب کہ تیرا دل بھرا ہے یعنی خنقی میں بھری مانت ہے۔

مست عطاءے خود کند، ساقی مانت مست سے راہ ز یاد می برد بسکہ زیاد می دہد  
 لغت : راہ ز یاد می برد : جو کچھ یاد ہو گیا ہے وہ بھول جاتا ہے۔۔۔ بسکہ : اس حد تک۔۔۔

ترجمہ : اگر اساقی ہمیں شراب سے نہیں بلکہ اپنی عطا سے مست کرتا ہے۔۔۔ وہ اس قدر شراب عطا کرتا ہے کہ جو اس نے ہمیں پہلے شراب



دوست ز رفتہ بگذرد، لیک غبار ما هنوز در رهش از فزون سری مالش جاری بود  
فزون سری با مراد از فزون-- مالش: ملت مراد کان کنیچه سزاو کان مراد کان کو شلی کنی--

ترجمہ : دوست تو جو بات گذر گئی اسے بھول جاتا ہے لیکن اس کے رستے میں ہونے والے جو اپنی اکڑوں اسرار و نچا کر کے ہر کھلی اس کی وجہ سے ہمارا غماز ابھی تک اس (ہمارا) کی باطن کر رہا ہے۔ محبوب رستے سے گھٹرا ہے، ہوا کے پھلنے سے اسے کچھ دھمت ہوئی ہوگی، جبکہ عاشق کا غبار ہوا میں اڑ رہا ہے ہر ایک طرف سے ہوا کو سوس رہا ہے۔

آنچه به من نیش ای نیست ز نامہ بر نعل شوخی نامہ در کفش نامہ کشای نامہ  
 لغت : نیش ای : نوشتن ای، تو نے لکھا ہے۔ نعل : نعل چمکا ہوا۔ نامہ کشای : وہ نامہ کو کھول رہی ہے۔

ترجمہ: جو کہ (محبوب) نے مجھے دکھایا ہے وہ جلد بڑا کامد سے جلی مٹیں ہے کیونکہ حیرتِ خط کی شوقی اس کے ہاتھ میں خط کھولے دے رہی ہے۔ لیکن خط کا جو ہر شیوہ مضمون ہے، خط کی شوقی اسے فائل کر رہی ہے۔

میں دیکھ رہی تھی کہ وہ اسے کب تک چاہتا ہے۔

اب وہ اسے ایسا فضا کوئے کہ یا وہی دہر؟

فت : یہ دیکھ تو لیجئے دیتا ہے۔ کوئے کا، کس کے کوئے کی۔۔

تقریباً : اے خدا تو مجھے بہشت میں تو جگہ دے رہا ہے لیکن تیرا دم کہاں ہے ؟ اس لئے کہ یہ دیکھ اس فضا بہشت کی قب ہوا کس کے کوپے کی یاد دلائی ہے۔ یعنی بہشت عاشق کے لئے بالکل محبوب کا کوچہ ہے لیکن چونکہ محبوب وہاں نہیں ہے اور وہ اس کی یاد میں تڑپ رہا ہے۔ اس لئے اسے بہشت میں جگہ دینا کا حکم ہے اسی بنا پر خدا سے کہنا کہ تیرا دم کہاں ہے ؟ یعنی تجھے دم نہیں آتا۔

خوبہ جھاگرفتہ را آوازہ کند خراش دل . ورنہ بہانہ جوے من چیت کہ دلاوی دہد  
 غرض دل کا زخم۔۔ خوبہ جھاگرفتہ جھانڈت کرنے کا دلاوی، یعنی عاشق۔۔ بہانہ جوئے، بہانے تلاش کرنے والا۔۔

ترجمہ : میرا ہاتھ جو محبوب مجھے جانا داشت کرنے پر داؤد جا ہے اور اس طرح میرے دل کے زخم کو کھیرے گا، تازہ کر دیتا ہے۔ یعنی جو نگہ اور صوفی پر حقیقتیں کرنے کے لئے ہمارے حائل کر آ رہا ہے اس لئے وہ ایسا کرتا ہے (داؤد جا ہے) اور نہ وہ مجھے داؤد بنے والا کوئی ہو گا ہے۔ دلوں کے ہمارے دل میرے دل زخم تل تازہ کر کے گویا جتنا کرتا ہے۔

تو من کلک غالباً مصرع فیض عثمان است۔ "منجھ چو ترک مست من شیشہ کشادی دید"۔  
تو من کلک: تو من کلک نامور و عینِ قلم۔۔ مصرع فیض عثمان۔ فیض مصرع اس کی گام۔۔ شیشہ کشادی دید: مرا جی کو کھو دے۔

ترجمہ : اسے غالب فیضی کا یہ مصرع میرے قلم کے گھوٹنے کی لگام ہے، یعنی یہ مصرع چارہ کر میرا قلم خوب چٹا ہے۔ فیضی کہتا ہے۔ صبح کے وقت جب میرا دست ترک یعنی مٹھائی صراخی کو گھوٹتا ہے۔ فیضی اکبری دور کا مشہور شاعر اور اراکین فضل کا بھائی تھا۔ یہ مصرع اس کی ایک غزل کے مطلع سے ہے۔ پورا شعر یہ ہے۔

صبح کہ ترک مست من شیشہ کشاوی دید عقل بختاک می زند صبر بہاؤ میدید  
 زمرہ : اشع کے وقت۔۔۔۔۔ عقل کو علی میں ملا دینا اور میر کو ختم کر دینا ہے۔ اشع مرعوم نے ہر اشع میں ہزار اکملات یعنی

## غزل # 5

دل اسباب طرب گم کر دہ در بند غم میں شد زراعت نگاہ و حقل می شود چوں باغ ویراں شد

لغت : اسباب طرب: خوشی و مسرت کا سامان، ذریعہ۔۔۔ بند غم میں: روٹی کے غم کی تپید، روٹی کا فکر۔۔۔ ویراں: کھالی۔

ترجمہ : میرا دل خوشی و مسرت کے سب وسیلے اور ذریعے بھول کر یا کھ کر روٹی کے غم میں جکڑا ہو گیا۔ اسے روٹی کی فکر لاحق ہو گئی۔ اب تو ایسا ہی ہے جیسے جب کوئی باغ ویراں ہو جاتا ہے تو وہ وحشت کا مکتب بن جاتا ہے۔ عقل کا شعر ہے۔ عقل میں مل چکا ہے۔ کہا باغ کی شاوہیاں اور کھا مکتب کا غیر مانوس ماحول۔ مطلب یہ کہ انسان جب غم روزگار کا شکار ہو جائے تو خوشیاں اس سے دور ہو جاتی ہیں اور طبیعت کی عقلی قسم ہو جاتی ہے۔

گر غم کز تحافل طاقت ما باج می گیرد حریف یک نگاہ بے محلبای تو خواں شد

لغت : گر غم: میں نے کیا۔۔۔ تحافل: دانش و خلعت پرچہ ہے تو جی کرنا۔۔۔ باج می گیرد: نکس لیں یعنی بدھتی ہے۔

ترجمہ : میں یہ مان لیتا ہوں کہ میری دانش و خلعت سے ظہری قوت برداشت میں اضافہ ہو گا ہے لیکن پھر بھی ہم میری بے باک نگاہوں کے و حقل نہیں بن سکتے۔ یعنی عاشق، محبوب کے تحافل کو برداشت کر لیتا ہے کہ اس میں بھی اس کے لئے ایک اداس ہے لیکن اس کی بے باک نگاہوں کو برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ میر غم میں نے کسی اور رنگ میں یہ بات کی ہے:

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر میری آنکھوں نے ہیں تباہ کیئے

تو عشرتی بسیرا دام و از رشک گرفتاری کف خاتم برنگ قمری بسمل پرافتخار شد

لغت : عشرتی: تو نے بچھا۔۔۔ بسمل: دھلی۔۔۔ پرافتخار شد: پر ہلکا ہوا۔۔۔ کف خاتم: طعی ہر خاک جو مرہ ہوئے کی طاقت ہے۔

ترجمہ : تو نے میرا صبر ٹکڑے کی خاطر بھل جلا۔ میری کف خاک اس جہل میں پھنسنے کے رشک کی وجہ سے دھلی قمری کی طرح پر ہلکا ہوا۔ یعنی میری کف خاک کو یہ پند نہ آیا کہ اس کی جگہ کوئی اور اس جہل میں گرفتار ہو چکا ہے اس رشک نے اسے بے قرار کر دیا۔

جنوں کو دیم و مجنوں شہرہ شغیم از خرد مندی ہوں دادیم راز غم پہ عنوانے کہ نہیں شد

لغت : جنوں کو دیم: ہم دجائے ہو گئے۔۔۔ شہرہ شغیم: مشہور ہو گئے۔۔۔ پہ عنوانے کہ: اس طور کہ۔۔۔ ہوں دادیم: ہم نے ظاہر کیا۔

ترجمہ : ہم دجائے ہو گئے یا ہم نے دجائے ہو گئے اختیار کر لیا اور دیم جنوں (یعنی دجائے ہو گئے) کے طور پر ظہری شہرت ہو گئی۔ گویا ہم نے اپنا راز غم کہ اس طرح ظاہر کیا کہ وہ در حقیقت چھپ گیا۔ راز غم سے مراد غم عشق کا راز ہے۔ عشق کے باعث یہ غم ہمیں لاحق ہوا لیکن ظاہر دجائے ہوئے اسے اسے راز پر پردہ ڈال دیا۔

بدیں رنگ است گر کیفیت مردان خوشا حسرت لب از ذوق کف پایے تو عشرت خانہ جاں شد

لغت : بدیں رنگ است: اس طرح یا اس طور ہے۔۔۔ مردان: مرث۔۔۔ خوشا حسرت: حسرت (یعنی حسرت کی حسرت) کے کیا کہنے۔۔۔ عشرت خانہ جاں: جان کے لئے بیش و مسرت کا گھر۔

ترجمہ : اگر مرث کی کیفیت بیکہ اسی (حسرت) کی ہے یعنی اس میں خاص لذت ہے تو مرث کی حسرت کے کیا کہنے (یہ حسرت بھی کیا خوب ہے)!

اس لئے کہ میرے کب پا کر بننے کے ذوق میں میرے لبِ محبتِ خانہ جاں بن گئے، یعنی اس ذوق میں وہ پارے طور پر جاں بن گئے۔  
 سراپا زحمت خوشنم، از ہستی چہ می پرسی      نفس بدولت، دم شمشیر و دل در سینہ چیکل شد  
 لغت : دم شمشیر: تلوار کی دھار۔۔۔ چیکل: نیزے کی لٹ، تھوڑا بڑھتی کی لٹ۔۔۔

ترجمہ : تو تلواری زندگی کے پارے میں کیا پہنچتا ہے۔۔۔ پس یہ کچھ لئے کہ ہم اس کے ہاتھوں سرا سر زحمت ہیں۔ ہمارا سانس، دل پر گویا  
 تلوار کی دھار ہے۔ جبکہ ہمارا دل سینے میں گویا چیکل ہے۔ اپنی زندگی کے مصائب و آفات کا کر ہے۔

فراغت بر عبادت مشکل پسند دامن      زو شواری بھلی می افتدم کارے کہ آسناں شد

لغت : بر عبادت: برداشت میں کرکٹ، تپ نہیں دے سکتی۔۔۔ بھلی می افتدم: میری جان پر آئے، میری جان کا غلاب بن جاتا ہے۔۔۔  
 ترجمہ : میری مشکل پسند دست، آرام و سکون کی تپ نہیں دے سکتی، چنانچہ ایک آسان کام میرے لئے دشوار کام بن جاتا اور جو میری جان  
 کے لئے ایک غلاب کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اپنی انتہائی دشوار پندگی کا اظہار کیا ہے۔

چہ پرسی دچہ حیرانی کہ ہنگام تماشاہیت      نگاہ از بے خود رسادست و پاگم کرد و مڑنگل شد

ترجمہ : تو کیا پہنچتا ہے اور کس لئے حیران ہو رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ میرے نگاہ کے وقت (یعنی جب میں تجھے دیکھتا ہوں) تو میری  
 نگاہیں، بخودی کا اس حد تک غبار ہو جاتی ہیں کہ ان کے ہاتھ پاؤں گم ہو جاتے ہیں اور وہ بچوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں (بچکیں بن جاتی  
 ہیں)۔ نگاہوں کا تجلیں بٹان کا سنا ہے یعنی وہ بچوں سے آگے نہیں بڑھتی۔۔۔ دوسرے لفظوں میں مشوق کو دیکھ کر عاشق پر ایسی بخودی  
 طاری ہوتی ہے کہ وہ فخریں و فخراتے نہیں دیکھ سکتا۔

زنا گرم است اس ہنگامہ نگر شور ہستی را      قیامت می دید از پردہ خاک کے کہ آسناں شد

لغت : این ہنگامہ: یعنی کائنات میں جو رونق ہے۔۔۔ ی خدا: آگئی یعنی ابرہتی ہے۔۔۔ پردہ خاک: انسان کا وہ رو منی سے رہا ہے، اس لئے  
 پردہ خاک کہا۔۔۔ استی: وجود، زندگی۔۔۔

ترجمہ : زندگی یا وجود کے شور و غل پر غور و امل یہ سارا ہنگامہ ہماری ہی بدولت رہا ہے۔ اس خاک کے پردے سے، جو انسان بنی گئی ہے،  
 کبھی کبھی قیامتیں ابرہری ہیں۔ یعنی اس کائنات یا دنیا میں جو ہنگامے اور جو رونقیں ہیں وہ سب انسان کی بدولت ہیں۔

نقلہ انگیزی انداز سنی چاک را نازم      بہ بیواہن نمی گنجد گریبانے کہ دامن شد

لغت : نقلہ انگیزی: خوشی، مسرت کا بہت جھٹ۔۔۔ سنی چاک: یعنی گریبان چاک کرنے کی کو خوش۔۔۔ نمی گنجد: نہیں تاکہ۔۔۔  
 ترجمہ : مجھے اپنا گریبان چاک کرنے میں خوشی و مسرت اور لذت حاصل ہوتی ہے اور اس پر مجھے غرے۔ جو گریبان چاک ہو کر دامن بن  
 گیا ہے وہ میرے لباس میں پھولے نہیں تاکہ۔ یعنی گریبان چاک ہو جانے تو ظاہر ہے وہ بیواہن میں کیونکر تاکے گا۔ یہ حالت رشتہ کی  
 شدت ہے۔ عاشق دیا آگئی میں اپنا گریبان اس حد تک چاک کر دیتا ہے کہ بیواہن میں نہیں تاکہ۔

شب فربت ہانا شیوہ فخر اسبے دارو      کہ ہم در ماتم شیخ وطن زلفش پریشان شد

لغت : شب فربت: مسافرت کی رات، جو رات پر دہلی میں گزرتی۔۔۔ ہانا گویا۔۔۔ شیوہ فخری: وہ سوں کا خم کھانے کا انداز۔۔۔  
 وہ سوں سے اوردی کرنے کا انداز۔۔۔

ترجمہ : شب فربت میں بھی فخر و خاوی و اوردی کا ایک انداز ہے، چنانچہ شیخ وطن کے سوگ میں اس کی زلفیں پریشان ہو گئی ہیں۔ مطلب  
 یہ کہ رات سیاہ ہوتی ہے اور زلفیں بھی سیاہ ہوتی ہیں۔ رات کی بھلی ہوئی تاریکی کو زلفوں سے تشبیہ دے کر صنعت حسنِ تخلیل سے کام لیا

یہ کہ رات سیاہ ہوتی ہے اور زلفیں بھی سیاہ ہوتی ہیں۔ رات کی بھلی ہوئی تاریکی کو زلفوں سے تشبیہ دے کر صنعت حسنِ تخلیل سے کام لیا



ترجمہ : جس طرح کسی کار از اس کی سستی کی وجہ سے اس کے دل سے فاش یا ظاہر ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح موسم بہار میں عباسے تھری خوشبو آتی ہے۔ یعنی بہار میں جو تازگی و شکفتگی اور دلکشی ہے وہ تیرے حسن کی دلکشی و شکفتگی کی یاد دلاتی ہے۔

جلوہ اسے داغ کہ ذوق زنگ می خیزد مژدہ اسے درد کہ نظم ز دوا می آید  
ترجمہ : اسے داغ اپنا جلوہ دکھا لیاں ہو کیونکہ تنگ سے میرا ذوق ابھر رہا ہے۔ اسے درد تیرے لئے ہے خوشخبری ہے کہ تجھ دوا سے مار آتی ہے۔ ذوق پر تنگ پڑنے سے تکلیف ہوتی ہے لیکن عاشق کو اسی میں لطف آتا ہے اس کے لئے درد و عشق کا علاج باعث تنگ ہے، وہ تو اس درد میں دوا مار رہا چاہتا ہے۔ خود بقول غالب :

درد منت کش دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا  
سود عاشرت زوکی ہائے غمت را نازم کہ نفس می رود و آہ رسائی آید  
لغت : سود عاشرت زوکی: لوت ملد کھا کھا۔۔۔ نفس: سانس۔۔۔ آہ رسائی: آہ کی آواز پڑا ہو۔

ترجمہ : مجھے تیرے لمبوں کی لوت مل رہی ہے فخر ہے کہ چونکہ سانس تو چا چا جاتا ہے لیکن آہ رسا آجاتی ہے۔ سانس کا پھان زوکی کا کوئی لازم ہوتا ہے۔ دوسری طرف غم میں اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے ضائع شدہ سانس، آہ رسائی صورت اختیار کر لیتا ہے جو اس غم کے طبع ہونے کی دلیل ہے۔

زیستم ہے تو دوزں تنگ نہ کشتم خود را جان فدائے تو میاگز تو حیا می آید  
لغت : زیستم: میں جیا زندہ رہا۔۔۔ دوزں تنگ: اور اس دلت کے سبب۔۔۔ میاگز مت آئے۔۔۔

ترجمہ : میں تیرے بغیر زندہ رہا اور یہ سمجھ لے ہاٹ تنگ تھا اسی لئے میں نے خود کو جان سے نہ مارا۔ میری جان تجھ پر فدا ہو تو اب مت آئی کہ تجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔ شرم اس بات کی کہ محبوب کے فراق میں کیونکر زندہ رہا۔

دعوی گم شدگی محضر رسوائی ہست کز پے مورد بہ ویرانہ ما می آید  
لغت : محضر رسوائی: رسوائیوں کا محم بندہ۔۔۔ مورد: چوٹی۔۔۔ کز پے مورد: کہ ایک چوٹی کے پیچھے۔۔۔

ترجمہ : گمشدگی کا دعویٰ ایک طرح سے رسوائیوں کا محم بندہ ہے کہ یہ شخص ایک چوٹی کے پیچھے مارے دیرانے میں آ رہا ہے۔ تاکہ عاشق کے دل یا جگر کا کوئی ٹکڑا زمین پر گر گیا ہے جو اسے مل نہیں رہا اور وہ یہ سمجھ کر کسی چوٹی کی تلاش میں نکل گیا ہے کہ اس نے نہ اٹھا لیا ہو۔ اور یہ بات اس کی رسوائی کا باعث ہے۔

راز از سینہ بہ مضرب نہ ویزم بیروں ساز عاشق ز شکستن بعدا می آید  
لغت : مضرب: حصار بجانے کا آکر جو چھلے کی صورت میں ہوتا ہے اور اس سے حصار کے اندر پر ضرب لگا کر آواز پیدا کرتے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنا راز عشق، مضرب سے باہر نہ نکالوں گا اس لئے کہ عاشق کے ساز میں ٹوٹے سے صدا پیدا ہوتی ہے۔ ساز عاشق سے مراد عاشق کا دل ہے جس کے ٹوٹنے سے خود بخود آواز نکلتی ہے اس لئے اسے اپنا راز غم و محبت کسی مضرب سے فاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بوسے گل پرو سازاست تهنائے ترا بوکہ دریافته باشی چه نوای آید  
لغت : بوکہ: شاید، ممکن ہے۔۔۔ پرو: مراد ساز لے۔۔۔ دریافته باشی: تو مجھ گیا ہو گا۔

ترجمہ : بھول کی خوشبو تیری تھنا کے ساز کی لے ہے تو شاید مجھ گیا ہو گا کہ اس لے سے کیا نغمہ پھٹ رہا ہے۔ یعنی بھول کی خوشبو، محبوب کی خوشبو کا بارے دیتی ہے۔ یہی بات غمخیزی نے یوں کہی ہے:

ہوے بار من ازیں ست وفا ی آید کلم از دست گیرید کہ از کار شدم  
(مجھے اس ست وفا پھول سے دوست کی خوشبو آ رہی ہے، یہ پھول میرے ہاتھ سے بکڑ لو کہ میں کرنے لگا ہوں۔)

در ہم افشون اندام تو چوں مای خواست خندہ بر خنگی آغوش قہای آید  
لغت : در ہم افشون: خوب بچھنا۔ اندام: جسم۔ قہا: ایک لباس۔

ترجمہ : مجھے تو تیری قہا کی آغوش پر ہنسی آئی ہے کہ اس نے ہماری طرح میرے جسم کو خوب بچھنے کی کوشش کی ہے۔ محبوب و محب  
یاد رکھو کہ اس پر نگ اور دست لباس۔ مروہ یہ کہ محبوب عاشق کی کھلی آغوش میں تو سنا نہیں، اس میں کیجئے سار جلا ملنے کا۔

رفتہ در حسرت نقش قدمے عمر بسر جاوہ اسے را کہ بسر منزل مای آید  
ترجمہ : وہ راستہ (پگھڑی) جو ہماری منزل کی طرف آتا ہے اس کی ساری عمر اس صبر میں گزر گئی کہ کبھی اس پر کوئی نقش قدم بھی پڑے۔  
کوئی پاس کی کا نقش قدم سے صاف واضح ہے کہ محبوب کا نقش قدم مروہ ہے، جس (محبوب) نے کبھی عاشق کے گھر کے راستے کی طرف رخ  
نہیں کیا۔

اتفاق سطر انقلاب چیری غالب آنچہ از پاسے نیلہ ز عصای آید  
ترجمہ : اسے غالب! ہمیں بوجھ ہے میں سطر کا اتفاق ہو گا جو کہمیں اس سے نہیں ہو گا وہ اب عصا الجہم دے رہا ہے۔ صاف واضح ہے جس  
کے سادے پوڑھا انسان پتا ہے۔ لیکن جب بولی تھی اور جسم میں چلنے بھرنے کی طاقت تھی اس وقت یہ ضرور غصہ نہ ہو اب صاف  
سارا ایتنا پڑ رہا ہے۔ اس شعر میں غالب کے سطر کلکتہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اسے تلخیف انقلابی تھیں۔ اس سطر کی یاد آخر تک  
رہی، چنانچہ اس سطر میں اس کا یہ شعر لکھنا چاہتا ہے:

گلستے کا جو ذکر کیا تو نے ہمیشہ اک تیر میرے دل پہ وہ مارا کہ ہائے ہائے

## غزل #7

خوش است آنکہ بانویں جز غم ندارد دلے خوشتر است آنکہ این ہم ندارد  
ترجمہ : وہ محض خوش قسمت ہے جس کے پاس غم یا غم کی دولت کے سوا کچھ نہیں ہے، تاہم وہ انسان اس شخص سے بھی زیادہ خوش قسمت  
ہے جس کے پاس یہ (غم) بھی نہیں ہے۔ عاشق کے لئے تو غم بہت بڑی دولت ہے لیکن عام انسان ہر طرح کے غم سے محفوظ ہو تو وہ بجا خوش  
سمت ہے۔

قوی کردہ پیوند باور ہشکل گرانایہ زخمی کہ مریم ندارد  
لغت : قوی کردہ: ہشکل: اسے مضبوط سدا دیا۔ باور: اچھا نہ ہونے والا غم۔

ترجمہ : وہ زخم بڑھای گرانایہ (جنتی) زخم ہے جس کا کوئی مریم نہیں، اس لئے کہ باور کا پیوند اس کو مضبوط سدا دیتا ہے۔ لیکن وہ زخم کبھی  
اچھا نہیں ہو گا۔ یہ اشارہ ہے زخم بہت کی طرف۔

سراپے کہ رخت پہ دیرانہ خوشتر ز خستے کہ وایہ غم ندارد

لفت : رخت: چٹکتا ہے۔۔ خوشتر زیادہ اچھا۔۔ جواب: آرائش۔۔ سراپ: چٹکتی رخت ہو دور سے پہلی معلوم ہوتی ہے۔۔  
ترجمہ : کسی درانے میں چٹکنے والا سراپ اس آنکھ سے کہیں زیادہ اچھا ہے جس آنکھ میں ظم کی آرائش نہیں ہے۔ یعنی ظم محبت سے غل  
ہونے کے سبب اس میں آنسوؤں کی چٹک نہیں ہے۔

بجوش عرق رنگ و رہانت رویت گل از نازکی تب خشم ندارد  
لفت : بجوش عرق: پینے کی شدت۔۔ رنگ و رہانت: رنگ اڑ گیا۔۔

ترجمہ : پینے کی شدت کے سبب ترے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ گویا پھول اپنی نازکی کی وجہ سے خشم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ محبوب کے  
چہرے کو پھول سے اور پینے کو خشم سے تشبیہ دی ہے گویا یہ صفت حقیقی کا شعر ہے۔

چہ ناکس شمر آنگہ خوں ریخت مارا بہ تیغی کہ ترکیب او خم ندارد  
لفت : چہ ناکس شمر: کتنا گھٹیا جاہل۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) نے ہمیں کتنا گھٹیا سمجھا کہ مارا خون ایک ایسی تلوار سے بھلا ہمیں ایسی تلوار سے قتل کیا جس میں کوئی ظم نہ تھا۔ ظم  
یا ہتھکڑی کسی کی عزت افزائی کی علامت ہے۔ عاشق کو یہ لگتا ہے کہ محبوب خود تو عاری عزت افزائی نہیں کرنا چاہتا اس نے ہمیں ایسی تلوار  
سے قتل کیا جو اس علامت (ظم) سے غلیظ تھی، یعنی ہم محبوب کی نظروں میں بہت گھٹیا ہیں۔

ز ماتم نہ باشد یہ پوش زلفت کہ ہندو بدیں گونہ ماتم ندارد  
لفت : ہندو: یہ عام آدمی، چٹھی، یہاں خود ہندو بھی مراد ہے۔۔ بدیں گونہ: اس طرح سے اس طور۔۔

ترجمہ : تجری زلفوں کا سیاہ پوش ہونا کسی کے ماتم کے سبب نہیں ہے کیونکہ ہندو اس طور ماتم نہیں کرتے۔ یعنی وہ ماتم میں سیاہ لباس نہیں  
پہنتے۔ محبوب کی زلفوں کے قدرتی رنگ سیاہ کے حوالے سے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس پر کسی کے ظم کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سراسر مطلب یہ ہے  
کہ یہ قدرتی رنگ محبوب کے حسن کی دھن میں اضافہ کرتا ہے۔

نگہ دار خود را وز آئینہ بگذر نگاہ تو پرواے خود ہم ندارد  
لفت : نگہ دار: توجہ کر۔۔ وز: واز۔۔

ترجمہ : تو اپنی زلفت کی طرف متوجہ رہ اپنی ہی زلفت میں گھبرا کر اور آئینہ کو بھڑکے، اس لئے کہ تجری نگاہوں کو تو اپنی بھی کوئی پروا  
نہیں ہے۔ جب انہیں اپنی پروا میں تو آئینے سے انہیں کیا ناگہی ہو گی۔

خمن نیست در لطف اس قطعہ غالب شستہ بود ہند کا دم ندارد  
لفت : خمن نیست: ہمت نہیں ہے، کوئی شک نہیں۔۔ قطعہ: ٹکڑا، شعر کی ایک صنف، یہاں مراد ہمت ہو سکتی ہے۔۔

ترجمہ : اس قطعے کے پر لطف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہند ایک ایسی جگہ ہے جہاں آدمی نہیں ہے۔ یعنی ہند کے ہارے میں نہ کوہ  
ہستہ جس کسی نے بھی کسی ہے اپنی دلچسپ ہے۔

## غزل #8

مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند شمع کشیدہ د ز خورشید نظام دادند

نعت : جہو شہل ماریکہ رانیں۔۔۔ شمع کھنڈ : شمع بجھادی گئی۔۔۔  
ترجمہ : ان ماریکہ رانوں میں مجھے شمع کی خوشخبری سنائی گئی (قضا قدر نے یہ خوشخبری سنائی۔ شمع بجھادی گئی اور مجھے خورشید کے طلوع ہونے سے آگاہ کیا گیا۔ یعنی قیوں کی رات کٹ گئی خوشی کا دن طلوع ہوا۔)

۔۔۔ رخ کشودند لب ہرزہ سراہم بستند  
دل ربودند و دو چشم نگرانم دادند  
نعت : لب ہرزہ سراہم : میرے فصول گوہنٹ۔۔۔ دل ربودند : دل اڑا لیا گیا دل جھین لیا گیا۔  
ترجمہ : انہوں نے (محبوب حقیقی نے) اپنا چہرہ کھولا اپنی جلوہ دکھایا اور میرے فصول گوہنٹ بند کر دیئے۔ میرا دل جھین لیا گیا اور اس کے بدلے میں مجھے غور دیکھنے والی دو آنکھیں عطا کر دی گئیں۔ یعنی اس محبوب حقیقی کے جلوے نے مجھے حیرت زدہ کر کے مجھے غامض کر دیا اور محبت میں دل کے بدلے میں، ایسی آنکھیں عطا کیں جن میں غور دیکھنے اور حقیقت شناسی کی قوت تھی۔

سوخت آتکدہ ز آتش نظم خلیدند  
رجعت بت خانہ ز ناقوس فغانم دادند  
نعت : خلید : عطا کیا گیا۔ ناقوس : کسی جانور کا بھنگ جسے باجیلا کر بندہ مندروں میں بجاتے ہیں۔۔۔  
ترجمہ : آتکدہ جل گیا اور اس کی آگ میرے سانس کو عطا کی گئی۔ بت خانہ گر گیا تو اس کے ناقوس نے مجھے فریاد فغان مل گئی۔ یہ ساری غزل مسلسل ہے اور اس میں داخل قضا قدر ہے۔ غالب نے اس غزل میں، تلف انداز میں، اپنی شاعرانہ عظمت اور شخصیت کے تلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

گھر از دست شہلایں بزم پر پیوند  
خامہ گنجینہ فغانم دادند  
نعت : دست : جھڑا ہرچ۔۔۔ بزم : فیروب اس میں برصغر ابرہن، ترکی و دیرو آتے ہیں۔۔۔ خامہ گنجینہ فغان : موتی نکھرنے والا قلم۔  
ترجمہ : (قضا قدر نے) گم کے بادشاہوں کے پرچوں سے موتی چنے یعنی انارے اور اس کی جگہ مجھے اپنا قلم عطا کیا جو موتی نکھرنے والا ہے۔

افسر از تارک زکون ہشکی بروند  
چہ خن نامیرہ فر کیا نم دادند  
نعت : افسر : تاج کلفتی۔۔۔ تارک سر۔۔۔ زکون ہشکی : ہشک، توران کے بادشاہ انوشیرواں کے باپ کا نام تھا مراد دگر ترک۔۔۔  
نامیرہ : پڑھائی۔۔۔ زکون : قدیم ابرہن کے ایک شہنشاہان اکیلی کی سی شان و شوکت بادشاہ۔۔۔  
ترجمہ : ہشکی زکون کے سر سے تاج انار لیا گیا اور شامی میں مجھے کیلی عاکران والے دیدہ کی پوشائی عطا کی گئی۔ یعنی جو شہنشاہ دیدہ کیانتوں کو حاصل تھا شامی میں وہ میرے مقدور میں کھ دیا گیا۔

گوہر از تاج گسستہ و بدائش بستند  
ہرچہ بروند بہ پیرا بہ ناسم دادند  
نعت : گسستہ : انہوں نے توڑے توڑے گئے انار لے گئے۔۔۔ پیرا : ظاہر، کھل کر، کلم کھلا۔۔۔  
ترجمہ : تاج سے موتی انار لے گئے اور انہیں داخل (ظلم) میں جڑوا گیا جو کچھ کلم کھلائے چلا گیا یا نوٹا گیا وہ مجھے پوشیدہ طور پر دے دیا گیا۔ یعنی قضا قدر نے مجھے ظلم و انصاف کے موتیوں سے نوازا۔

ہرچہ در جزیرہ ز کبریاں سے تاب آوردند  
بہ شب جمعہ ماہ رمضان دادند  
نعت : جزیرہ : ایک خاص ٹکس جو اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے ان کی حفاظت و فیروہ کے ضمن میں لیا جاتا تھا مراد ٹکس۔۔۔ کبریاں : کبریاں، حج، آتش بہت۔۔۔



ترجمہ : آتش پرستوں سے جڑے میں جو خالص شراب و صول کی کٹی روٹھے دار و مضامین میں جس کی شب عطا کی گئی۔ جسہ بھلی کاران ہونے کے سبب اس میں اطمینان و مزہ سے بخواری ہوئی تھی۔

ہرچہ از دستگہ پارس پہ یغما بردند تاجانم، ہم از اس جملہ زبائیم دادند  
نعت : پہ یغما بردند: غوث کر لے گئے۔ پارس: سرور ایران، گم۔

ترجمہ : جو کچھ پارس کے سرہانے یا پختی سے لوٹ لیا گیا تھا، موزوں کی فوجات میں ان کی طرف بٹا رہا ہے، اس میں سے مجھے زبان عطا کی گئی تاکہ میں فریاد کر سکوں۔ زبان سے مراد قاری زبان ہے جس میں غالب نے شاعری کی اور جسے یہاں فریاد کہا گیا ہے۔

دل ز غم سرور و من زندہ، دکھائیں مرگ بود از زندہ بہائم کہ انانم دادند  
نعت : دکھائیں گویا کہ۔ از زندہ بہائم: میرے نام کے صاحب مال۔

ترجمہ : میرا دل غم سے مرہ کا ہے جسکی میں زندہ ہوں، گویا یہ موت میرے نام کے صاحب مال تھی جس کے سبب مجھے اس سے بچا لیا گیا تاکہ وہ میرا نام کہتی رہی۔

ہم ز آغاز بخوف و خطر ستم غالب طالع از قوس و شمار از سرطام دادند  
نعت : طالع: قسمت، نصیب۔ قوس: آسمان کا انحنی برج، کمان۔ سرطام: کھڑی سے بٹا جاتا ایک قلی کھڑا و میزک سے پہرہ کا ہوتا ہے، آسمان کا برج تھا۔

ترجمہ : غالب میں آغازی سے خوف و خطر کا فکرا ہوں۔ مجھے مقدور قوس (المنی) کا لالہ اور میرا شمار سرطام سے ہوا۔ تاکہ مراد یہ ہے کہ مجھے بدلتی سے پہنچی میں تاکہ کہ گویا انحنی برج سے پڑے برج پر اور میرے لئے خوف و خطر کا باعث بن گیا ہے۔

## غزل # 9

تاجیم دور شکایت ز بیاں بر خیزو بزبان آتش کہ شنیدن زمیں بر خیزو

نعت : تاجیم: تاج، مہم، کب تک میرے۔ دور: دھواں۔ شنیدن: سنا۔ زمیں: زمین، درمیان سے اٹھ جائے، غم ہو جائے۔

ترجمہ : کب تک میرے جان سے شکایت کا دھواں اٹھتا رہے گا، میری ہے کہ اتے آگ لگے تاکہ اس دشمن و شکایت کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ یعنی آگ پوری طرح نہ بجنے سے دھواں اٹھتا ہے، شاعر کا مطلب ہے کہ عشق میں میرا درد و غم اٹھا کو نہیں پہنچا اسی لئے شکایت کر رہا ہوں گویا یہ شکایت دھواں ہے۔ تو میرے درد و غم پر صاف ہے تاکہ یہ شکایت ختم ہو جائے۔

ی ری از من دلتے بہ گمان ست ز تو بے محابا شو و ہشیش کہ ممل بر خیزو

نعت : ی ری: تو، تم، تاج۔ بے محابا شو: بے خوف ہو جا۔

ترجمہ : تو مجھ سے بھاگ رہا ہے اور تو کب میرے اس بھاننے سے غلامی کا فکرا ہو رہے ہیں، اک کیا چکر ہے یا کوئی گز رہا ہے۔ اس لئے تو بے خوف ہو کر میرے پاس آؤ، تاکہ لوگوں کا یہ شک و شبہ اور غلامی دور ہو جائے۔

گر دہم شرح غمکے کہ بہ دلما داری دور از کار کہ شیشہ مگراں بر خیزو

نعت : غمکے کہ: وہ غم جو، وہ عقل ہو۔ کار کہ شیشہ: شیشہ بنانے والوں کا کارخانہ۔

ترجمہ : تو اپنے چاہنے والوں کے اہلوں پر جو غفلت یا غم خانہ ہے اگر میں اس کی شرح کرتے گوں یعنی اسے تحصیل سے جان کرلوں تو بیشک سازوں کے کارخانے سے دھواں اٹھنے لگے۔ دل پیشہ کی طرح نازک ہے "اسی حوالے سے کارگاہ پیشہ گراں کی بات کی۔ مطلب یہ کہ اس عجب کاس کر پیشہ ساز بھی زور جائیں اور توبہ توبہ "پکارنے لگیں۔

بلذت سرو چو شخصے ست کہ ناگہ یک بار بے خود از جا ز بھوم غفلت برخیزد  
لغت : ناگہ : ناگہا ناگہ۔۔ بھوم غفلت: غفلت کی شدت، غفلت تنہا بخار یا بیماری کے نتیجے میں بیمار کے دل کی دھڑکن کا تیز ہو جانا اور اس کا بیمار پر دلچسپی کی سی حالت طاری ہو جانا۔

ترجمہ : تیرے قدم کے سامنے سرواچے بلند و رفت کی کیفیت اس شخص کی سی ہے جو غفلت کی شدت کے سبب ناگہ ایک مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو۔ یعنی محبوب کو دیکھ کر سرو غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔

بچہ گیر نہ عیار ہوس و عشق دگر رسم پیداوار مہلدا ز جہل برخیزد  
لغت : بچہ گیر نہ کس طرح کریں گے۔ عیار: پرکھ۔۔ مہلدا: خدا نہ کرے۔۔

ترجمہ : آخر ہوس اور عشق کو باہم کس طرح کیا کرے کہ خدا نہ کرے دنیا سے پیدا کی رسم اٹھ جائے۔ محبوب جو دھم اپنے عاشق پر کرتا ہے۔ عاشق کے لئے اس میں بھی ایک لذت ہے، یعنی بقول شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
تجہ ہوس پرست اس جو دھم سے دور بھاگتا ہے۔ اس لئے کہا کہ خدا نہ کرے پیدا کی رسم ختم ہو کہ اس سے بچے عاشق اور ہوس پرست کی پرکھ ہوتی ہے۔

کشتہ دعویٰ پیداہی خوششم ہمہ دوائے گر پردہ ازس راز نعل برخیزد  
لغت : پیداہی: ظاہر ہوئے ظاہری دھور۔۔

ترجمہ : ہم سب اپنے اس ظاہری دھور کے دعویٰ کے بلے ہوتے ہیں۔ اگر اس پر پردہ راز سے (یعنی انداز دھور ہے یا نہیں) پر پردہ اٹھ جائے تو افسوس کی بات ہوگی یعنی انداز دعویٰ ختم ہو جائے گا۔ صرفاً "محدث الوجود" کے قائل ہیں، یعنی اپنا کوئی وجود نہیں سب اور ہر جگہ خدا ہی جلو کر ہے۔ لہذا انسان کا اپنے وجود کے ظہور و ہم میں گرفتار ہونا حقیقت سے دور کی بات ہے۔

زہبار از تعب دوزخ جلویہ حرس خوش ہمارے ست کزو نیم خزاں برخیزد  
لغت : زہبار: خوردار ہو نہ کہو۔۔ تعب: سختی، عذاب۔۔ خوش ہمارے ست: وہاں بھی ہمارے۔۔

ترجمہ : دیکھ! تو دوزخ جلویہ عذاب سے کوئی خوف نہ کہہ دو، ہمارا بھی ہے جس سے ترس کا خوف جاتا ہے۔ یعنی دوزخ میں مسلسل جلتے رہنے سے جلتے کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہیں عذاب نے اور اٹھک سے بات کی ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انسل تو مت جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں  
نار بر خاست دم بہشتی آتش زبند کو شکر نے کہ چو ما از سر جہل برخیزد

لغت : دم بہشتی: اچھے وقت۔۔ چہرہ: ہرل کا دھڑکتے آگ میں جلاتے ہیں۔۔ کو شکر نے: کہیں گیب بہت ہو۔۔

ترجمہ : ہرل نے آگ سے اچھے وقت نار و زہار شہرہ کر دیا۔ کیا ہی گیب بہت ہو کہ وہ ہماری طرح جان ہی دے دے۔ یعنی جس طرح ایک عاشق بڑے سکون سے اپنی زندگی کو خرید کر دیتا ہے اگر ہرل کا دھڑکتا بھی اپنی زندگی کو سکون کے ساتھ خرید کر دے تو یہ گیب بہت ہو

کی۔

جزوے از عالم و از ہمہ عالم چشم بچو موسے کہ قتل را ز میاں برخیزد

نکت : جزوہ ایک حصہ۔۔۔ چشم میں زبان ہوں۔۔۔ موسے: ہاں۔۔۔ یہاں: کمر۔۔

ترجمہ : میں اس کائنات کا ایک حصہ ہوں اور تمام کائنات سے زیادہ بڑھ کر ہوں، بالکل اس بل کی طرح جو حیثوں کی کمر سے ابھرتا ہے۔  
محبوب کی کمر کو بہت بڑک کہا جاتا ہے بلکہ ایسی کمر جس کا کوئی دھند نہیں۔ بہت شامرا

میاں سنتے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

مطلب یہ کہ اس کائنات کا اپنا کوئی دھند نہیں اور یہ "وحدت الہیہ" کی بات ہے۔ پہلی بات یہ محض وہم و گمان ہے۔ ظاہر ہے انسان اسی کائنات کا ایک حصہ ہے۔ تو وہب کائنات کا دھند نہیں تو انسان کا دھند بھی پھر وہی ہے۔ جس طرح محسوس کی کمری نہیں تو اس سے ابھرنے والا بل بالکل سے آئے۔ گمانی سب وہم و گمان ہے۔

عمرہا چرخ بگردد کہ بگر سوختہ اے چو من از دورہ آذر نفساں برخیزد

نکت : چرخ بگرد: آسمان گردش کرتا ہے۔۔۔ بگر سوختہ اے: کوئی دل جلایا بگر جلا۔۔۔ دورہ: خاندان۔۔۔ آذر نفساں: وہ لوگ جن کے سانس سے آگ تلخی ہو یعنی آفتیں فساد کرنے والے۔۔

ترجمہ : آسمان دھن گردش کر رہا ہے تاکہ مجھ کو یہ کوئی بگر سوختہ پیدا ہو جس کا تعلق آذر نفسوں کے خاندان سے ہو۔ یعنی مجھ کو یہ آفتیں نفس بگر سوختہ عاقل پیدا ہونے کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ طائر اقبل نے کسی دوسرے رنگ میں یہ بات کی ہے

ہزاروں سال زنگس اپنی بے نوری پہ روئی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وریدا

اور بقتل سدی۔

میر بسیار بیاید پدر بزرگ را تا دگر بلور گیتی چو تو فرزند بزیاید

گرد ہم شرح شملے عزیزاں غالب رسم امید ہلا ز جہاں برخیزد

ترجمہ : اے غالب! اگر میں اپنے عزیزوں کا دھند و رسم تحصیل سے بیان کرتے لوں تو میں سمجھ کر دنیا سے امید کی رسم ہی اٹھ جائے۔  
مطلب یہ کہ دھند و رسم میں دھندلے کم ہی دھندلے ہیں تاہم عزیزوں کے ہاں سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کسی وقت محبت سے بھی پیش آئیں گے۔ غالب نے اردو میں بھی مضمون اس طرح بیان کیا ہے:

کہوں کہا خوبی لوضاع ابلے زماں غالب بدی کی اس نے جس سے کی تھی ہم نے بار بار بنگی

ہم کے بقتل ۔

### دیکھا جو تیر کا کے میکن گاہ کی طرف

سودی نے گھنٹاں الپ محل دکھایت 27 میں اسی موضوع پر یہ قلمد کیا ہے۔

یا وفا خود نبود در عالم یا مگر کس دریں زمانہ نگر

کس نیا موصفت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نگر

(ا تو اس دنیا میں وفا کا دھند ہی نہ تھا یا پھر شاید ہمارے زمانے میں کسی نے نہیں کی۔ جس کسی نے بھی مجھ سے علم جو تیر کا آخری

## غزل # 10

گویم خنہ گرچہ شنیدن نقشاند  
مے ست طہم را کہ دمیدن نقشاند

نعت : شنیدن نقشاند : روشنے سے واقف نہیں۔۔۔ دمیدن : پھونکا، طوطا ہوا۔

ترجمہ : میں ایک بات کہہ رہا ہوں، اگرچہ اسے سننے سے کوئی آشنا نہیں اپنی سننے کو تیار نہیں اور وہ بات یہ ہے کہ اسمیری رات کی ایک ایسی طبع ہے جو طوطا ہونے سے نا آشنا ہے۔ یعنی میری غم و اندوہ کی رات کی کوئی شج نہیں۔ رات درد و غم اور دکھوں کی جگہ دن خوشیوں سرخوں کی طاعت ہے۔

از بند چہ بکشاید و از دام چہ خیزد  
ما نیم و غزالے کہ دمیدن نقشاند

نعت : غزالے : ایسا ہرن۔۔۔ دمیدن : دوزخ بھانکا۔

ترجمہ : تیرے کیا کھلے گا یعنی کیا حاصل ہو گا اور جالی سے کیا اٹھے گا یعنی کیا فائدہ ہو گا اس لئے کہ ہم جس ہرن (یعنی محبوب) کو دام میں پھنسا چاہتے ہیں وہ تو بھانکا نہیں چلتا۔ یعنی ہرن اپنے تیز دوڑنے کے بدلہ جالی میں پھنس ہی جاتا ہے لیکن محبوب کو ایسا ہرن ہے جو دوزخ بھی نہیں اور کسی جالی میں بھی نہیں پھنستا۔ یعنی اس کے دل کو رام نہیں کیا جاسکتا۔

گوہر چہ شکست کند از بے پر و بلی  
ما نیم و سرنگے کہ چکیدن نقشاند

نعت : ما نیم : ہم ہیں۔۔۔ سرنگے : وہ آنسو۔۔۔ چکیدن : ٹپکتا۔

ترجمہ : سوئی اپنے بے پردہ جالی ہونے کی کیا شکست کر رہا ہے۔ ہماری طرف دیکھو کہ ہم ہیں اور ہمارے آنسو جو ٹپکتی نہیں جانتے۔ اپنے آنسو کے حوالے سے سوئی کی بات کی ہے۔ سوئی میں آنسو کی سی چمک ہے لیکن آنسو اور سوئی دونوں ڈالنے سے عاجز ہیں کہ ان کے پردہ جالی نہیں ہیں۔ ”چھپنا نہیں جانتے“ کا مطلب ہے کہ عاشق انہیں خدا کرتا ہے بلکہ ”کسی پر نہ اپنا جال کھلے“

سلی چہ شگرتی کند و باد چہ تندی  
خوں بد دماغے کہ دمیدن نقشاند

نعت : چہ شگرتی کند : کیا کرشمہ دکھائے۔۔۔ خوں بد : اللہ کرے خون ہو جائے۔۔۔ دمیدن : پھنکا، پھنکا ہوا مراد سرشار ہوا۔

ترجمہ : سلی اپنا کرشمہ دکھائے اور شراب اپنی تندی دکھائی لایا مٹا رہا کرے۔ اللہ کرے وہ دماغ خون ہو کر رہ جائے جو سرشار یا سرمست ہوا نہیں چلتا۔ مٹا کر اپنی طرف اشارہ ہے کہ ہمیں تھوڑی شراب سے تسلی نہیں ہوتی۔

ما لذت زیدار ز پیغام گر تہم  
مشتاق تو دیدن ز شنیدن نقشاند

ترجمہ : ہم نے تیرے پیغام ہی سے تیرے دیدار کی لذت حاصل کر لی۔ تیرا عاشق دیکھنے اور سننے میں فرق نہیں کرتا۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کی طرف سے زبانی پیغام ملنا بھی اس کے دیدار کے برابر ہے۔

بے پردہ شو از باز و میدیش کہ مارا  
چون آینه چشمے ست کہ دیدن نقشاند

نعت : میدیش : مت فکر کر مت سوچ۔۔۔ دیدن : دیکھنا۔

ترجمہ : تو تیرا دارا کی حالت میں ذرا اسے غلبہ ہو جاوے ہم سے فکر نہ ہو نہ دارا اس لئے کہ ہماری آنکھ ایک ایسی آنکھ ہے جو آنکھ کی طرح دیکھنا نہیں جانتی۔ یعنی ہماری آنکھیں تیرے حسن کی چمک و دک کی تاب نہیں دیکھتی۔

نیم چہ بلا بر سر جب و کفن آرد دستہ کہ بجز جامہ دریدن نشاند  
نعت : چہ بلا آرد کیا صیبت و حالت۔۔۔ جامہ دریدن : لباس پہناؤ۔۔۔

ترجمہ : دیکھیں وہ ہاتھ جو صرف کپڑے پہناؤ جانتا ہے (یعنی اگلی کے عالم میں ایسا کرتا ہے) جب و کفن پر کیا صیبت و حالت۔ یعنی اسے اور کچھ نہیں آتا تو ہمارے کفن کا بھی وہی مشورے گا۔

بیوست رواں از مرثہ خون جگرستم رنگے ست رخم را کہ پریدن نشاند  
نعت : بیوستہ بیستہ مسلسل۔۔۔ پریدن : اڑنا۔۔۔

ترجمہ : میری ہڈیوں سے مسلسل خون جگر بہتا رہتا ہے اور میرے چہرے کا رنگ اڑنے سے ہوا بنتا ہے۔ یعنی خون جگر بہنے کے بل بوتہ پر میرے چہرے کا رنگ بدستور قائم رہتا ہے۔

شوخم سے گلگوں بہ سیوی زند اشب پیانہ ز سلقی طبعین نشاند  
نعت : سے گلگوں : گلاب کی طرح سرخ رنگ کی، یعنی غاص شرب۔۔۔ طبعین : طلب کرنا، مانگنا۔۔۔

ترجمہ : میرا شوق آج رات غاص شرب جام میں ڈال رہا ہے اس لئے کہ اسے ساقی سے پار یا جام مانگنا نہیں آتا شوق سے مراد شوقِ مستی ہے، گویا عاشقِ شوق ہی میں اس قدر ڈوبا ہوا اور سرمست ہے کہ اسے کسی ساقی اور جام و نیوی کی ضرورت نہیں۔

بلذت اندوہ تو در ساخت غالب کوئی ہمہ دل گشت و تپیدن نشاند  
نعت : در ساختہ : موافقت کرنا ہے، گویا ایسا برداشت کر لیا ہے۔۔۔ تپیدن : تپنا۔۔۔

ترجمہ : غالب نے تیرے دروغم (یعنی عشق کا نتیجہ ہے) کی لذت سے ہلا کر لیا ہے اسے گویا کر لیا ہے میں کچھ کہ وہ سراپا دل بن گیا ہے لیکن ایسا دل جو تپنے سے آتش ہے۔ یعنی تیرے دروغم کو خوشی سے برداشت کر رہا ہوں۔

## غزل # 11

ہر دم ز فطام دل آزاد بجند ناکبست دریں پردہ کہ بے باو بجند  
نعت : فطام دل : سرت و دھولائی سے مراد دل۔۔۔ بجند : ہلکے پر قفس کرنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا آزاد دل ہر لمحہ سرت و دھولائی سے قفس کر رہا ہے۔ خدا جانے اس پردے میں کون ہے جو یہ (پردہ) کسی ہوا کے بغیر ہی دل رہا ہے۔ دل کو پردہ کہا ہے اور ”مکون ہے“ سے مراد ظاہر ہے، محبوب ہے جو دل میں حل ہوا ہے اور جس کی وجہ سے دل میں رقص نکلتا ہے۔

برہم زدن کار من آسان تر از آست کز باد سحر طرہ شمشاد بجند  
نعت : برہم زدن : بگاڑنا، برہم کرنا۔۔۔ طرہ شمشاد : درخت شمشاد کی زلفیں یعنی شاخیں اور پتے۔۔۔

ترجمہ : تب شیخ کی ہوا چلتی ہے تو شمشاد کی شاخیں و نیوے لٹے گتی ہیں۔ اسی حوالے سے یہ کہا ہے کہ میرے کامِ صحبت کے بندوں کو برہم کرنا شمشاد کی اس حالت سے بھی زیادہ آسان ہے۔

خواہم از تو آزردگی غیر چو بنم عرق صد خاطر باشو بجنبہ

لغت : آزردگی ظالم۔ عرق صد : صد کا بیٹا۔ خاطر باشو : باغوش دل۔

ترجمہ : جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ رقیب کی طرف تیری توجہ ہے اور اس کی وجہ سے اس میرے خاطر باشو سے صد کا بیٹا باغوش لگا ہے یعنی میں اسے بدداشت نہیں کر سکتا تو میری یہ خواہش ہوتی ہے یا میری یہ خواہش ہے کہ تو رقیب سے ایسا رویہ اختیار کر کہ اس کا دل آزرد ہو جائے۔ یعنی اس طرح تو مجھ سے دور ہو جائے۔

مردم بہ دم و دافم از آن صید کہ در دام تھے پے مشغولی صیاد بجنبہ

لغت : مردم بہ دم : میں ایک لمحے میں مر گیا۔ دافم مجھے دھک ہے۔ تھے پے : تھے پکے، تھوڑا سا۔

ترجمہ : میں تو ایک لمحے ہی میں مر گیا لیکن مجھے جاں میں بچنے ہوئے اس شکار پر دھک آتا ہے جو شکاری کی مشغولیت یعنی دل بہلاوے کے لئے جاں میں بہک جاتا یعنی قربان ہے۔ صیاد سے مراد محبوب ہے اور شکار سے مراد عاشق۔

ہاں شیخ پری خواں سے گلگوں بہ قعر ریز تا در نظرت بلی پر پزادو بجنبہ

لغت : پری خواں : ایسا شخص جو کوئی جلد متحرک ہو کر رقیب سے پری کو کھالے۔ بہ قعر ریز : پیالے یا جام میں ڈال، انڈیل۔ پر پزادو : پری کی نسل سے مراد محبوب، کوئی حسین۔ بلی : بلی، پر، پہلی مراد زلیخا۔

ترجمہ : ہاں اسے پری خواں شیخ آتے تو اسے گلگوں پیالے میں انڈیل تاکہ تجھے اس میں کسی پر پزادو کی زلیخا لڑائی ہوئی نظر آئیں۔ یعنی اصل پری تو دل بہلانے والی صید و مشوقہ ہے۔

برقے بخشار آرم و ابرے بتراوش زان دشن کہ اندر کف جلدو بجنبہ

لغت : بخشار آرم : میں بھیج لیتا ہوں۔ بتراوش : ہارش برسانا ہوں۔ دشن : دشنہ، نجر۔

ترجمہ : میں اس نجر سے جو جلد کے ہاتھ میں مل رہا ہے، آسانی بخلی کو بکڑیجہ بھیج لیتا ہوں، بکھ جلد کا بیٹا جو کس سے ہارش برسانا ہوں۔ مطلب یہ کہ میری نظر میں جلد کا نجر بخلی سے کہیں زیادہ ہے قرار اور خون بہانے میں جلد سے بچ کر ہے۔

از رشک بہ خون غلغم و از ذوق بر غم زان پیشہ کہ در پنچہ فریاد بجنبہ

لغت : بہ خون غلغم : میں خون میں غوطہ میں ڈر رہا ہوں۔

ترجمہ : میں اس پیشہ پر، جو فریاد کے ہاتھ میں مل رہا ہے، رشک کے بارے خون میں غوطہ میں ڈر رہا ہوں۔ یعنی خون میں غوطے سے جو لذت محسوس ہوتی ہے اس کی بنا پر غصے کرنے لگتا ہوں۔ شیریں کے عاشق فریاد نے دوستوں کا ہاتھ پیچھے سے کاٹا اور میر شیریں کی موت کی بھونکی خبر اسی پیشہ سے اپنا کام تمام کر لیا تھا۔

اے آنکہ در اصلاح تو ہرگز ندید سود چون طبع بکبت را رگ بیداد بجنبہ

لغت : سود ناہم۔ طبع بکبت : میری نیز محض طبیعت۔ چون چو کہ اس لئے کہ۔

ترجمہ : اے طالب! چونکہ میری اپنی یا نیز محض طبیعت کی رگ بیداد اہم و حتم کی رگ ایمان کی رہتی ہے اس لئے میری اصلاح میں کوئی فائدہ نہیں۔ رگ پر کڑی شرارت پر آمادہ ہونا ہے۔ چونکہ طالب یا مشوق کی طبیعت ہی غم پر حتم پر آمادہ رہتی ہے تو اس کی اصلاح کیونکر ممکن ہو سکتی ہے یا اسکی اصلاح بے سود ہے۔

ہر پویہ کہ گرد دل آنگہ بگردو ہر چارہ کہ در خاطر استلو بجنبہ

لغت : پیہ : دلی چال، نرم رفتاری، مرو نرم گفتاری۔۔۔ دل آلود، دلائل، دلائل انسان۔۔۔

ترجمہ : اس سے پہلے شعر اور یہ شعر دونوں قطعہ بند ہیں۔ پہلے میں یہ جو کہ ایک تیری اصلاح ممکن نہیں تو اب اصلاح کے طریقوں کی تلاش کی بات کی ہے، لیکن نہ تو کسی دعا کی نرم گفتاری ہی، جو اس کے دل سے ہوتی ہے، تیری اصلاح کر سکتی ہے اور نہ وہ اس چارہ کار شی سے ممکن ہے جو کسی استاد یعنی تجربہ کار انسان کے دل و دماغ میں آتا ہے۔

وصل تو بہ نیوے دعا نیست ازیں بعد خون پلا زبانی کہ بہ اور او بچند

لغت : نیوے دعا، طاقت کی دعا۔ اور او، درد کی، صبح و غلطی، رہا۔ خون پلا، زبانی کہ بہ خون ہو جائے، بیکار ہو جائے۔

ترجمہ : اب آئیں، یعنی کراچ کے بعد سے، دعا کی طاقت سے تیرا وصل ممکن نہیں رہا۔ خدا کرے وہ زبان خون ہو کے رہ جائے جو اس سلسلے میں وغیرہ طواری کرتی ہے۔ لیکن ایسی صورت حال میں جب دعاؤں سے بات نہیں بن رہی، وصل کا مقصد حاصل نہیں ہو رہا تو پھر وہ دعا اور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بیکار مشغلہ ہو گا۔

عالم قلمت پردہ کشائے دم عینی ست چون بر روش طرز خدا داد بچند

لغت : دم عینی، حضرت عیسیٰ کے سانس کا یہ بھڑکا کہ جس مریض کو پھر تک مارتے وہ صحت مند ہو جاتا، مرده زندہ ہو جاتا۔ طرز خدا داد، خدا کا حکم کہ وہ انداز، طبعی انداز۔۔۔ پردہ کشائے پردہ کو لئے دلائے راز کا ظاہر کرنے والا، مرو اس سانس جیلا۔

ترجمہ : عالم، جب تیرا قلم طرز خدا داد کی روش پر چلے گا ہے تو وہ حضرت عیسیٰ کے بھڑکاؤں کی یہ پردہ کشائی کرنے لگا ہے۔ یعنی اس قلم میں بھی وہی دم عینی دل بات آ جاتی ہے۔ گویا عالم کی شامی ایسی ہے جو مرده لوگوں میں تکرہ روح پھر تک رہتی ہے۔

## غزل # 12

خوبای نہ آن کنند کہ کسی را زبانی رسد دل بد تو آ وگر چہ ازاں ولسان رسد

لغت : خوبای، خوب کی جمع، عین، عینا کہیں۔۔۔ زبانی رسد، قصصا پہنچے۔۔۔ نہ مرده دیکھیں۔۔۔

ترجمہ : عینیں، عینا کہم نہیں کرتے جس سے کسی کو کوئی قصصا پہنچے۔ وہ محبوب، بہادر دل لے گیا ہے، اب دیکھیں اس کے بدلے میں ہمیں اس ولسان (دل) پہنچے والا محبوب اسے کیا کہتا ہے۔

دارو خبر در بلخ و من از سلگی بنوز تنم ہی کہ دوست مگر ناگہی رسد

لغت : دارو در بلخ، انوس کر کہ مراد گرج کرنا ہے۔۔۔ تنم ہی، اسی تنم، میں تو کہوں، میں سوچتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : وہ (محبوب) خبر یعنی پیام تک بھیجے سے بھی گرج کرنا ہے، اور میں اپنی سلگی کی بنا پر بھی تنکے یہ خیال کر رہا ہوں، یعنی اس غلط فہمی کا شکار ہوں کہ میرا دوست شاید کسی وقت اچانک آجائے۔

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم جہدہ ہاں آستان رسد

ترجمہ : دیر و حرم سے ہمارا مقصود اس محبوب حقیقی کے سوا اور کوئی نہیں ہے، مقصود ہم کیس بھی جہدہ کریں وہ اسی کے آستان پر پہنچے گا۔ اصل مقصود تو وہ خالق کائنات ہے اس کی طرف توجہ یا بھروسے کے لئے کسی جگہ کی قید نہیں ہے۔ بہلول معنی؟

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چرخ حرم و دیر خدا

ماضی کا تعلق خواہ اسلام سے ہو خواہ کفر سے، دونوں صورتوں میں وہ بیکار ہے کیونکہ پرانا چرخ کاما ماضی ہے وہ حرم دور کے پتھر میں نہیں چرتا۔ ایران کے ایک جدید شاعر کا کڑا لہجہ صمیم شہزاد کے بتوں۔

بکوسے عشق یا قصر شہاں یا کلبہ و دلش فروغ دوست کی خواہی تو خواہ آنجا و خواہ اسنجا  
اگر تجھے جلد دوست یعنی محبوب حقیقی کی خواہش ہے تو اسے خواہ کچھ عشق میں پہنچا خواہ بدشاہوں کے گل میں اور خواہ درویش کی  
بوسہ پڑی میں۔

دُردی کشاں پہ میکدہ درہم قنارہ اند نازم پہ خوارینی کہ سخن زیں میاں رسد  
لغت : دُردی کشاں : دُردی کش کی جگہ، گھٹ پڑنے والے۔ درہم قنارہ : آئین میں اللہ پڑے ہیں۔ خوارینی کہ : ایسی دلت جو۔۔  
ترجمہ : میکدہ میں گھٹ پڑنے والے آئین میں اللہ پڑے ہیں۔ گھٹے اپنی اس دلت و دُردی پر ناز ہو گا تو گھٹے اس خطے میں حاصل ہو۔ یعنی  
گھٹے شراب مل جائے خواہ اس کے لئے دلت ہی کیوں نہ اعلیٰ پڑے۔

گم شد نشان من چو رسیدم پہ کنج دیر مانند آن صدا کہ بگوش گراں رسد  
لغت : کنج دیر : دیر کا گنہ، گنہ۔ گراں گراں : ہوا گراں۔

ترجمہ : جب میں گوشہ دہر میں پہنچا تو میرا نشان اس صدا کی طرح گم ہو گیا جو میرے کلاں میں پہنتی ہے۔ میرے کلاں میں کسی بولنے  
والے کی آواز نہیں پہنتی یعنی وہ سن نہیں سکتے۔ مولانا علی مرحوم نے اس شعر کی وضاحت یوں کی ہے۔ "شعراے حصولین اور دُردیاب  
اور میکدے سے اکثر غلط فہمیاں اور مقام ہیں خوراک کی تعلیم دی جاتی ہے، مراد لیتے ہیں۔ اپنا نشان دہر میں پہنچ کر گم ہو جانے سے مراد قاف ہے۔  
اس کی تفسیر اس صدا سے جو میرے آبی کے کان تک پہنچ کر گم ہو جاتی ہے، کس قدر بلیغ تفسیر ہے۔"

درد دام بہر دانہ نیمغم مگر قفس چنداں کنی بلند کہ تا آشیان رسد  
لغت : نیمغم : میں نہیں کر رہا نہیں پہنتا۔ کنی ہاں اگر۔۔۔ چہاں : اس حد تک۔۔

ترجمہ : میں دانے کی خاطر بل میں نہیں چھنوں گا ہاں اگر تم بچرے کو اس حد تک بلند کر دو کہ وہ آشیان تک پہنچ جائے۔ مولانا بل نے  
اس شعر کی بھی تفسیر کی ہے۔ "ان کے مطابق "کچھ افراد قفس کا افسار ہے، یعنی اگر عزت کے ساتھ قید کرو تو گھٹے قید ہونے سے انکار  
میں نہیں، یہ امید رکھو کہ میں دانے کے لالچ سے جاں میں آچھنوں گا نہیں بلکہ قفس کو اتنا اونچا کرو کہ میرے گھونسلے تک پہنچ جائے۔  
میں قفس میں فوراً چلا جاؤں گا۔"

راہے کہ تا من است آہانا نہ ایمن است خون می خورم کہ چوان بخورم سے چہاں رسد  
ترجمہ : جو راستہ مجھ تک پہنچا ہے وہ بے شک و شبہ محفوظ نہیں ہے اور میں اسی غم میں اپنا خون پی رہا ہوں کہ شراب مجھ تک کیسے پہنچے گی  
اور میں کیونکر پی سکوں گا۔ یہاں "چوان" بپ کے معنی میں نہیں بلکہ سالیہ انداز میں ہے یعنی کیسے، کیونکر۔ ظاہر ہے شراب پلانے سے  
آنے کی جہن راستہ ہی محفوظ نہیں ہے تو اس (شراب) کا ذخیرہ تک پہنچنا ظاہر ہے۔

رقیم سوے دے و مرہ اندر بگر غلید زان پشتر کہ سینہ بنوک سناں رسد  
لغت : غلید : غلیہ، جھجی۔۔۔ سناں : بڑے کی اپنی نوک۔۔

ترجمہ : ہم اس کی طرف گئے اور اس سے پشتر کہ اندر سینہ بڑے کی اپنی نوک کی زد میں آئے اس (محبوب) کی چٹکیں ہمارے بگڑیں ہوجھ  
گئیں۔ لیکن ہمیں مارنے کے لئے کسی نیزے کی ضرورت نہ پڑی وہی کلم اس کی دھنک چکولے کر دیا۔



تیر ٹھٹھٹ رائلا انداز گفتہ ام اے وائے گرتہ تیر وگر بر نشان رسد  
 لغت : لفظ انداز : ہر صحیح نکلنے پر نہ گئے۔

ترجمہ : میں نے (محبوب کے) پہلے تیر کو "لفظ انداز" کہا ہے۔ بڑے اطوس کی بات ہو گی، اگر دو سوا تیر بھی نکلنے پر نہ لگے۔ یعنی عاشق، محبوب کے تیر کا نکلنے بننے پر خوش ہو آئے لیکن اگر تیر لفظ نکلنے پر گئے تو یہ عاشق کی بد قسمتی ہے اور اگر محبوب کا دو سوا تیر بھی اسی طرح لفظ انداز ہو تو وصف کا ہر ہے محبوب نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور اپنے عاشق کی طرف سے کوہِ راضی کیا۔

امید غلبہ نیست، بہ کیش مغال در آئی سے گر بہ جز یہ دست خدا در مغال رسد

لغت : کیش : سلطان، آفتل پرستوں کا مذہب جس میں شراب حلال ہے۔۔۔ سلطان : شاہ کی جمع، آفتل پرست چاری۔۔۔ اور مغال : خفہ۔  
 ترجمہ : اگر آفتل پرستوں (پارسوں) پر غلبے کی امید نہیں تو ان کا مذہب اختیار کر لے، تاکہ شراب اگر چاہے میں نہیں ملی تو تجھے کے طور پر مل جائے گی۔ غلبہ سے مراد حکومت ہے۔ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے ان کی گھبلی و حفاظت و رفہ کے سلسلے میں ٹکس لیا جاتا تھا جسے چاہے کچھ تھے۔

خوارم نہ آں چہاں کہ در مژدہ وصل بلور کنتم اگر ہمہ از آہاں رسد

لغت : خوارم : میں ذلیل و خوار ہوں۔۔۔ آں چہاں : اس جگہ۔۔۔ بلور کنتم : چھین کر لوں۔۔۔ وگر : ایک اور دوبارہ۔۔۔  
 ترجمہ : اب اگر وصل کی خوشخبری آہاں سے بھی نازل ہوئی تو میں اس پر یقین نہ کروں گا اس لئے کہ پہلے جو ایسی خوشخبری پہنچی تھی وہ بھولی جاگت ہوئی اور میں میری دولت و خوار و کلاہت سی تھی۔ سو میں ایسا بھی خوار نہیں ہوں کہ دوسری خوشخبری پر یقین کر لوں۔

صاحبقران مثالی اگر در جہاں نمااد گفتار من بہ ثانی صاحبقران رسد

لغت : صاحبقران : حلیہ سلطہ پوشاد شاہجہاں کا لقب۔۔۔ محکمہ من : میری شامی۔۔۔ ثانی صاحبقران : مراد سلطہ دور کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر۔۔۔

ترجمہ : اگر صاحبقران حلیہ و ثانی میں نہیں رہا تو کوئی بات نہیں، میری شامی تو اس کے حلیہ تک پہنچی ہے۔ اپنے معصوم بادشاہ ظفر سے صلہ و داد کی واسطہ توجہ کا اہتمام کیا ہے۔

چوں نیست تب برق تجلی کلیم را کے در سخن بہ غالب آفتل بیاں رسد

لغت : برق تجلی : قرآنی صبح، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنا جلوہ دکھانے کو کہا "رب ادنیٰ" جس کے جواب میں ارشاد ہوا "اھلن ترانی" (تو دیکھ یا بادشاہت میں کرسکے۔ جب موسیٰ کلیم اللہ نے اسرار کیا تو طور پر بجلی چلی اور موسیٰ دھواں ہو گئے۔

ترجمہ : جب کلیم (یعنی حضرت موسیٰ) جن کا لقب کلیم اللہ تھا اللہ سے باتیں کرتے وہاں میں برق تجلی بادشاہت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ محکمہ میں آفتل بیاں غالب تک کیے کر بھیج سکتے ہیں۔ برق کے حوالے سے آفتل بیاں کہہ اپنی شامی سے متعلق بہت بڑی قلی سے کام لیا ہے۔

## غزل # 13

عاشق چو کنش کہ ہوا زود می رود بازم بخوانجی غضب آلودی رود

لفت : چہ کنکشن : جب تو نے اس سے کہا۔ ہر دہ۔ خواہی : بڑی، تکبر و غرور۔ نصب : اکون پیش میں بھرا ہوا۔

ترجمہ : جب تو نے عاشق سے کہا کہ ”چلا جا“ تو فوراً چل پڑا ہے۔ نام لگے اس پر غرور کہ وہ عاشق یعنی میں یا بڑی شکست کے ساتھ پیش بھرے انداز میں جا رہا ہے۔

اشتب : بہ بزم دوست کے نام مانہ ہر دہ کوئی سخن از طالع مسعود می رود  
لفت : اشتب : گج رات۔ طالع مسعود : مبارک نصیب، خوش بختی۔

ترجمہ : آج رات محبوب کی محفل میں کسی نے ہمارا نام تک نہ لیا۔ لگتا ہے گویا اس محفل میں خوش بختی اور خوش نصیبی بہت ہوئی رہی۔ اپنی وہ نصیبی دو بختی کا ذکر پاداسطہ کیا ہے۔

از بلہ ام مرغ کہ آخر شد ست کار شمع خوشم و ز سرم دود می رود

لفت : مرغ : آذر دہ نہ ہو۔ آخر شد ست کار : محفل ختم ہو چکا ہے۔ شمع خوشم : میں بھی ہوئی شمع ہوں۔ سرم دود می رود : سرم دود دہ دہ مراد لگے بے حد دکھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔

ترجمہ : میرے ہاتھ و قریا سے تو آذر دہ نہ ہو کیونکہ اب تو محفل ہی ختم ہو گیا ہے۔ میں بھی ہوئی شمع ہوں اور میرے سر سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ شمع بجھنے پر ذرا سی دیر تک دھواں اٹھتا ہے۔ یہ ہر کار کا محفل ختم ہو چکا ہے کہ جس طرح وہ دھواں جلد ختم ہو جاتا ہے اسی طرح میری فراد بھی تک دیر کے لئے ہے کیونکہ شمع دود و سرم کے ہاتھوں میں اب ختم ہو رہا ہوں۔

شلام بہ بزم و عطا کہ رامش اگرچہ نیست بارے حدیث چنگ و نے و عود می رود

لفت : شلام : میں خوش ہوں۔ رامش : فقر۔ حدیث : بات۔ چنگ و نے و عود : تین مختلف سازوں کے نام۔

ترجمہ : میں و عطا کی محفل میں خوش ہوں کہ اس میں اگرچہ فقر تو نہیں ہے تاہم چنگ و نے اور عود کی بات تو ہو رہی ہے۔ و عطا ان سازوں کے خلاف و عطا کر رہا ہے لیکن موسیقی کے شیدائی کے لئے ان سازوں کا برم و عطا میں ذکر ہوا بھی سرست کا باعث ہے۔ موسیقی نے ایک اور رنگ میں بہت کی ہے:

نہ مانوں گا نصیحت، پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا  
یہی مضمون قادی کے اس شعر میں ہے۔

مقصود مانشین نام تو بود است گلے ز ناصح ارغنے گوش کردہ ام  
(اگر ہم نے بھی ناصح کی کوئی بات سنی ہے تو محفل اس لئے کہ ہمارا مقصد تو یہ نام سننا تھا)

فردوس جوئے عمر بہ وسواس دانہ را سرمایہ نیز در ہوس سود می رود

لفت : فردوس : فردوس تلاش کرنے والا فردوس کا خطاب۔ سرمایہ : سرمایہ وسواس دانہ : جس کی زندگی دہم یا وسوسوں میں گذری ہو۔

ترجمہ : فردوس کا خطاب اپنی زندگی ایک مہووم امید، جس کا وہ نہ ہوا پر گزار دیتا ہے اور یہاں سورا مصالح کے لٹکی میں اصل سرمایہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ یہ ذہب کی طرف اشارہ ہے جو محفل جنت کے لٹکی میں زندگی کی دوسری قسموں سے بھی خود کو محروم کر لیتا یا ہو جاتا ہے۔ جنت ملتی ہے یا نہیں ملتی یہ تو ہر کی بات ہے۔

فخوت نگر کہ می غلط اندر دلش ز رشک حرفے کہ در پرستش معبود می رود

لفت : غرور : غرور، تکبر۔ غلط : غلط ہے، جھٹکتا ہے۔ پرستش : معبود خدا کی عبادت۔ معبود : جس کی عبادت کی جائے۔

ترجمہ : ذرا اس محبوب کا گھر دیکھو کہ اس کے دل میں ارتکب کے باعث اور اتفاق نکلتے ہیں (یا ناگوار گزرتے ہیں) اور سچے سچے سیدوں کے جلتے ہیں۔ یعنی وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ایسے الفاظ اس کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی استعمال ہوں۔

ماہم بہ اللغ ذیلابہ تسلی شویم، کاش نادان ز ہرم دوست چہ خشود می رود  
لغت : لغ ذیلابہ : خوشگوار اور بھلی باتیں۔ خشود خوش خوش۔ نادان : ہمارے رقیب ہوا ہے۔

ترجمہ : کاش ہم بھی محبوب کی چال چوسی اور بھائی یا دیکھوے کی باتوں سے مطمئن ہوں۔ نادان رقیب دوست کی عقل سے لٹی باتیں سن کر کیا خوش خوش جا رہا ہے۔ دوست کی سب باتیں دیکھوے کی ہیں اور ان میں حقیقت نہیں۔

رکش وفا نکر کہ بہ دعویٰ کہ رضا ہر کس بگونہ در پے مقصود می رود  
فرزند زیر تیغ پدر می نمود گلو گر خود پدر در آتش نمود می رود  
لغت : دعویٰ کہ رضا : مراد حلیم و رضا کا شیوہ۔ بگونہ : کس طرح۔ در پے مقصود : حصول مقصد کی خاطر۔

ترجمہ : قرآنی صحیح مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ پدر : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم پر اسماعیل کو ذبح کرنا چاہا لیکن میں وقت پر خدا کی طرف سے نزع کرنے کے لئے ذبح بھیج دیا گیا۔

ترجمہ : (یہ دونوں اشعار ماہم مربوط ہیں)۔ ذرا (محبوب حقیقی کے عاشقوں کا) باہمی رشک و قاطعہ ہو کہ ان میں سے ہر کوئی حلیم و رضا کا شیوہ اور کس طرح حصول مقصد (محبوب حقیقی تک رسائی) کے لئے تھک دو کر رہا ہے (دوسرے شعریں اس کی مثال قرآنی صحیح سے دی گئی ہے)۔ اگر باپ اپنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حلیم و رضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے نمود کی آگ میں کود جائے تو جتنا بخیر حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی حلیم و رضا کا شیوہ بنتے ہوئے باپ کی نگرانی کے نیچے اپنا سر رکھ دیتا ہے۔ رشک و قاطعہ ہے کہ محبوب حقیقی کے عاشق حلیم و رضا کے طریق کو بخیر شیوہ حقیقی قرار دیتے ہوئے ایک دوسرے سے رشک کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

غالب نزش است فرصت مودوم و فکر عیش تارے کہ نیست در سر این پود می رود  
لغت : فرصت مودوم : ایسا موقع یا فراغت جس کا وجود نہ ہو مثالی۔ تارے : تار و دھنکلا ہوا۔

ترجمہ : غالب! ایک خیالی یا مودوم فراغت اور پھر اس میں عیش کا تصور بھی خوب بات ہے۔ یہ ایک تار ہے جس کا کوئی وجود نہیں اور جو اس پود کے پیچھے چنایا لپکتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی زندگی میں فراغت کا تصور ایک دھم دھپال ہے اور اس میں عیش کا تصور گویا خود کو دھوکہ دینے والا بات ہے۔ انسان اس سلسلے میں یعنی کسی خوش کرنے کی خاطر ایک مودوم سا ناکامیابی لیتا ہے۔

## غزل # 14

وانست کز شلو تم اسید حور بود بر کشتم ز دین دم بسمل ضرور بود

لغت : وانست : اسی نے کہا جانتے۔ بر کشتم : زنجیر دین سے ہیرا بھر جانا۔ دم بسمل : ڈھکی ہوئے یعنی باجکی کے وقت۔

ترجمہ : اس نے میری موت سے یہ اعلان کر دیا کہ میں نے حور کی امید میں جان دی ہے (مگر) تم نے دین سے ہیرا بھر جان دی تھی! چنانچہ مجھے جان کنی کے وقت اپنے دین سے لانا پڑ گیا ہو گا۔ یعنی دین سے میری اس برکتی سے اس پر واضح ہو جائے کہ مجھے حور و حسن

سے کوئی رشتہ نہیں، میں نے تو صرف اس کی خاطر جان دی ہے۔

رفت آنکہ باز حسن، دارا طبع نسیم سر رشتہ در کیف "ارنی" گوے طور بود

نکت : عمارت عمارت، خاطر ذرا مضع۔ طبع نسیم: یعنی ہم خواہش کریں۔ "ارنی" گوے طور: مراد حضرت موسیٰ جنہوں نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی خواہش کی تھی۔ "سر رشتہ" "ارنی" "اے رہ گئے اپنا جلوہ دکھا جواب ملاصل ترانی" (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا)۔

ترجمہ : ہمیں حسن سے عمارت کی جو خواہش یا توقع تھی وہ ختم ہو گئی اس لئے کہ اس کا سر رشتہ یا اختیار کلی طور پر "ارنی" کہنے والے کے ہاتھ میں تھا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلوے سے حلق جو صاف جواب ملا اس کی بنا پر ہم بھی محبوب کے حسن کے جلوہ کی توقع نہیں رکھ سکتے۔

مجرم مسخ رنہ "انالحن" سراسے را معشوقہ خود نمائی و نگہبان غیور بود

نکت : رنہ "انالحن" سراسے: حسین بن منصور جس نے "انالحن" (میں خدا ہوں) کا نعرہ لگایا اور اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ترجمہ : تو "انالحن" کا نعرہ لگانے والے رنہ یعنی حسین بن منصور کو لٹکا دیا گیا تاکہ اس کا سر رشتہ نہ سمجھ اس لئے کہ معشوقہ تو خود خاتمی اور حسن کا عجبیا، بیعت مند تھا۔ اس صورت میں حسین کا کیا تصور۔ مضافیہ قایہ تصور ہے کہ اس محبوب حقیقی کا جلوہ ہر جگہ کار فرما ہے۔ انار اچہ کوئی بچہ نہیں جس میں بچی غصے نے جو "انالحن" کہا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ میرے اندر خدا بول رہا ہے، لیکن اس دور کے علم تقدیر علی لے اس فکرے کو خالص شریعت سمجھ کر اسے پھانسی دلوادی۔

سالمک، نہ گفتہ ایم کہ منزل شناس نیست بے جاوہ مانہ رنہ از آن رو کہ دور بود

نکت : سالمک: چلنے والا یعنی خدا کی راہ میں چلنے والا۔ منزل شناس: جسے اپنی منزل کا صحیح علم ہو۔ بے جاوہ مانہ رنہ: راستے سے دور۔ "نہ" ہو سکتا۔ "از آن رو" اس وجہ سے۔

ترجمہ : ہم نے یہ نہیں کہا کہ سالمک کو منزل (یعنی محبوب حقیقی تک رسائی کی منزل) کا صحیح علم نہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ راستہ دور یعنی کھنکھن اور بے حد دشوار گزارا ہونے کے سبب طے نہ ہو سکتا۔

نازم بہ امتیاز کہ بگذشتن از گنناہ با دیگران ز غفرو و بجا از غرور بود

نکت : امتیاز: فرق کرنا، تمیز کرنا۔ غفرو: معافی، رحم۔ بگذشتن از گنناہ: گناہ سے دور گذر کرنا، گناہ معاف کرنا۔

ترجمہ : مجھے اس امتیاز پر ناز ہے کہ گناہوں سے دور گذر کرنے کے معاملے میں خدا نے دوسرے گناہگاروں کو تو غلو یا رحم کی بنا پر بخش دیا اور ہماری بخشش ہمارے غرور کی بنا پر کی۔ یعنی ہمیں اپنے گناہوں پر غرور تھا اور ہماری اس ادا کو خدا نے پسند کرتے ہوئے ہماری مغفرت فرما دی۔

اے آنکہ از غرور بہ تھم نمی خری زان پایہ بازگویی کہ پیش از تصور بود

نکت : یہ تھم: مجھے مفت میں۔۔۔ زان پایہ: اس مقام کے بارے میں۔۔۔

ترجمہ : اے (خدا) تو جو مجھے غرور کی بنا پر "مفت میں بھی خریدنے کو تیار نہیں" ذرا اس مقام کے بارے میں غور و تصور سے پہلے تھا۔ تاہا اشارہ ہے اس وقت کی طرف جب انسان الکی وجہ دہی نہیں آیا تھا۔

درو و لم بہ حشر ز شدت نفقت مانہ خوں باز نالہ اے کہ ہم آہنگ تصور بود

نکت : نفقت مانہ: چھارہ گیا۔ خوں باز: خدا کے خون ہو جائے، چلا ہو جائے۔ ہم آہنگ تصور: تصور کا ہم آواز، مورد و سمجھ جو

قیامت کے روز بجایا جائے گا اور جس کے طور پر مولا اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

ترجمہ : مختصر میں میرا دہل اپنی شدت کے باعث پھار پھار کھڑا کرے دو دھلا غارت ہو جو صور کا نام آواز تھا یعنی میرے بلے و فریاد میں صور کا مشاوری تھا جس کے سبب میں اپنا دہل جان جان کرنے سے عاجز رہا اور یوں دہل ہی میں پھار پھار۔

دل از تو بود و تو پے الزام ما ز ما بردی نخست آنچه ز جنس شعور بود  
نفت : بردی تو نے کیا تو نے مجھ سے لیا۔ نخست : پہلے۔ پے الزام : ہمیں الزام دینے کی خاطر۔ جنس شعور : عقل و دانش، ہوش و شعور۔

ترجمہ : اہل اہل تو میرا ہی تھا یا میرے ہی لئے تھا لیکن تو نے ہمیں الزام دینے کی خاطر پہلے ہی ہماری جنس شعور اڑا لی۔ یعنی محبوب نے عاشق کو اپنے جلوہ حسن سے محصور کر دیا عاشق اس کے اس جلوے میں کھو گیا یہ گویا عاشق کا دل چمکے گا کامل تھا وہ محبوب نے اختیار کیا اور انا عاشق پر یہ الزام دھرا کہ اس نے اس محبوب کی لذت کھو لی ہے۔

قطع پیام کردی و دانستم آشتی ست دلالت خو بردی و دلم تابو بود  
نفت : قطع پیام کر دی، پیام ختم کر دیا تو نے پیام کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ آشتی : دوستی اور صلح کی بات۔ دلالت : کھنی، مراد پیام لانے والی۔

ترجمہ : تو نے پیام کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میں یہ سمجھا کہ یہ دوستی اور صلح کی بات کی ہے یا سوالی کی ہے۔ میں کیا کرنا کہ میری دلالت خو بردی ختمی اور میرا دل میرے ہادی تھا۔ اچھا تھا یعنی عاشق کی توجہ فرہم و دلالت کی طرف ہو گئی جس پر محبوب نے سلسلہ پیام ختم کر دیا۔

یادوی صلاے جلوہ و غلب کنارہ کرد کو بخش آں گدا کہ ز غوغا نفور بود  
نفت : صلاے جلوہ : عام دعوت۔ کنارہ کرد : ایک طرف ہو گیا۔ کھنی اختیار کرنا، ہٹ گیا۔ کو : کہاں ہے۔ بخش : بخشا۔ غوغا : شور شرابا۔ نفور : نفرت کرنے والا، بھاگنے والا۔

ترجمہ : تو (محبوب) نے اپنے حسن کی جلوہ نمائی کی عام دعوت دے دی، جس کے سبب غالب نے کنارہ کھنی اختیار کر لی۔ اب اس گدا (یعنی غالب) کا حال یہ ہے کہ شور شرابے سے نفرت ہے یا شور شرابے سے دور رہتا ہے۔ محبوب کی اس دعوت پر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ غالب نے اس عام ہجوم میں شریک ہونا اپنی توہین جانا۔ چنانچہ وہ محبوب سے اپنا حال مانگ رہا ہے، یعنی غوغا میں اس سے کئے کا خواہش ہے۔

## غزل #15

ز گرمی نکت خون دل پہ جوش آمد ز شادی ستم سینہ در غروش آمد

نفت : نکت : تیری نگاہ۔ شادی : خوشی۔ ستم : محاسن۔ غروش : غوغا، شور۔

ترجمہ : مجھ کی نگاہ کی گرمی سے میرا خون دل جوش میں آ گیا اور مجھ سے جو درد ستم کی خوشی سے میرے سینے میں ایک غوغا کی گواہی دے جوش پیدا ہو گیا۔ یعنی محبوب کا ہر فعل اور اس کی ہر بات عاشق کے لئے مسرت و شادی کی گواہی دیتی ہے۔

پہ چل نوید کہ شرم از میانہ اے ہم رفت بہ پیش مرثہ کہ دقت وداع جوش آمد

لفت : قویہ : خوشخبری۔۔۔ ازمنہ انہ سے ہم رفتہ درمیان سے اٹھ گئی۔۔۔ دوش ہوش : دوش دھواس جاتے رہتا۔۔۔

ترجمہ : ہماری چاہ کو خوشخبری ہو کہ ہم (ماشوق اور محبوب) کے درمیان شرم کا پیر اٹھ گیا ہے اور بیش کو خزا ہو کہ اب عاشق کے ہوش دھواس جاتے رہنے کا وقت آ گیا ہے۔ ظاہر ہے جب عاشق کو اس قسم کا سوچ ہاتھ لگے گا تو وہ اختلالِ عرشِ مسرت سے اپنے ہوش دھواس قائم نہ رکھ سکے گا۔

خیال : یار در آغو شرم آں چہاں . مشرد کہ شرم از شکوہ ہائے دوش آمد

لفت : آں چہاں : مشرد : کہو اس طرح اس حد تک بھم گیا۔۔۔ اشمہ : آج رات بھگے۔۔۔ دوش : گذرا ہوا کل یا گذری ہوئی رات۔۔۔  
ترجمہ : محبوب کا خیال یہ کہ اس حد تک میری آغوش میں داخل ہو گیا یا نہ گیا کہ مجھے آج رات اپنے گل کے کئے ہوئے شکوہ پر عداوت ہوئی۔ یعنی دوست سے عداوت نہ سہی اس کا خیال ہی (یا تصور ہی) میری محبوب کا عاشق کی آغوش میں ہونا عاشق کے لئے بڑی بات ہے اس لئے وہ ہم وصل کی جو شکایت کرتا ہے اس تصور کی بنا پر نہ اس پر عداوت ہوئی ہے۔

بہ آستین بلبلان وہ بہ تیغ خوش بردار کہ جاں خہار تن و سر دیال دوش آمد

لفت : بہ آستین بلبلان : آستین سے بھاڑ دے۔۔۔ خوش بردار : اچھی طرح یا آرام سے اٹھا دے۔۔۔ اڑا دے۔۔۔  
ترجمہ : میری جان میرے جسم کا نگہبانی ہوئی ہے اور میرا سر میرے کندھوں کے لئے دیال بنا ہوا ہے تو میرا یہ نگہبانی آستین سے بھاڑ دے اور نگہار سے اس سر کو اچھی طرح اڑا دے، کندھوں سے الگ کر دے۔

قدائے شیوہ رحمت کہ در لباس بہار بہ عذر خواہی دندانِ بارہ نوش آمد

لفت : قدائے شیوہ : رحمت : خدا کی رحمت کے انداز پر قربان۔۔۔ در لباس بہار : یعنی بہار کی صورت میں۔۔۔ عذر خواہی : معذرت کہہ رہا۔۔۔

ترجمہ : اس رات رحیم کے انداز رحمت پر قربان جاؤں، جو رحمت بارہ نوش دندان کی عذر خواہی کی خاطر لباس بہار میں آگئی ہے۔ یعنی موسم بہار کی دلکش و تازگی دندان کے لئے یہاں نوشی کا انداز اور نظائیر آگئی ہے۔

ز وصل یار قناعت کنوں بہ پیغام است خزان چشم رسید و بہار گوش آمد

لفت : کنوں : آنکھوں : اب۔۔۔ رسید : پہنچی : آگئی ہے۔۔۔  
ترجمہ : اب ہم نے محبوب کے وصل کے سلسلے میں اس کے پیغام پر ہی قناعت کر لی ہے، مگر اب آنکھوں کے لئے فزوں کا اور کانوں کے لئے بہار کا موسم ہے۔ دوست کا وصل میری سمجھ میں جس کے سبب آنکھیں اس کے آواز سے محروم ہیں اور صرف پیغام نے ہی کانوں کے لئے سرفروشی کا سامان ہے۔

زہام حوصلہ نہ گرفت و کوہکن جان دار چہ نرم شانہ گذشت و چہ سخت گوش آمد

لفت : زہام : لگام۔۔۔ کوہکن : کوہ کن، پہاڑ کو ہونے والا، فریاد۔۔۔ نرم شانہ : گزرا گذشتہ حالتوں کی برہمت پر چین کر لینے والا۔۔۔ سخت گوش : سخت سمجھنے کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : کوہکن نے حوصلے کی لگام نہ تھامی (یعنی حوصلے سے لگام نہ لیا) اور جان دار چہ نرم شانہ گذشتہ حالتوں کی برہمت پر چین کر لینے والا۔۔۔ سخت گوش : دے دی اور وہ کس حد تک سخت گوش تھا۔ اپنی محبوبہ شیریں کے شوہر کے کہنے پر فریاد نے پہاڑ کو ہونا شروع کر دیا۔ خسرو نے شیریں کی مسرت کی بھولی خبر اس تک پہنچی۔ فریاد نے چین کر لیا اور اسی چنے سے خود کو ہلاک کر لیا۔ اس بھولی خبر پر چین کر لینا گویا اس کا نرم شانہ ہو گیا تھا اور پہاڑ کو ہونا اس کی سخت گوش کی سخت گوش تھی۔

شمید چشم تو کشتم کہ خوش خن گوے ست ہلاک طرز لم شو کہ پڑ خموش آمد  
 لغت : خوش خن کوہ: بڑی اچھی باتیں کرنے والی۔ طرز لم: میرے ہونٹ یعنی ہونٹوں کا انداز۔  
 ترجمہ : میں تیری آنکھوں کا شہید ہوں کہ کیا اچھی اور طبعی باتیں کہنے والی ہیں، تو میرے ہونٹوں پر تھا کہ کس قدر خاموش ہیں۔  
 محبوب کی آنکھوں کے مختلف انداز میں گردش کرنے یا اشاروں کو طبعی باتیں کہنے اور اس کے جو رد و ستم پر بھی عاشق کا خاموش رہنا ایک  
 اچھا انداز ہے۔ اگر ”پر خوش“ ہو تو مطلب ہو گا۔ میرے ہونٹ کس عمدہ انداز میں فیرا کرتے ہیں۔ یعنی میں تیری آنکھوں پر مرتا ہوں تو  
 میری فیرا کی داد دے۔

ترا جمل و مرا بیہ خن سازی ست بہار زینت دنگن گل فروش آمد  
 ترجمہ : تجھے حسن و عمل سے نوازا گیا ہے تو میرا سرمایہ شامی ہے۔ بہار یعنی محبوب کا حسن و عمل گویا پھول بیچنے والے کی دکان کی زینت  
 ہے۔ جس طرح موسم بہار میں گل فروش کی دکان پر چڑے ہوئے ناز و گلستاں پھول ایک بڑی دھنسل نظر پیش کرتے ہیں اسی طرح محبوب  
 کے حسن و عمل میں بھی تازگی و گلستاں کے باعث بڑی دل کشی ہے۔ غالب نے باواسطہ اپنی شامی کو بھی سراہا ہے۔

پھرں وجہ سوار سفینہ با غالب خن بہ مرگ خن رس سیاہ پوش آمد  
 لغت : پھرں: میرں: مت پرچہ۔۔ سوار سیاہ: تحریر۔۔ سفینہ: بیاضیں جن میں شعر لکھے جاتے ہیں۔  
 خن رس: شامی کو گچھ سٹوں میں لکھنے والا خن شمس۔۔ سیاہ پوش آمد: نامی لباس پہنے ہوئے ہے۔

ترجمہ : اے غالب! اشعار کی بیاضوں کی سیاہی کا سبب مت پرچہ ہیں کچھ کہ شامی اپنے خن شمس کی موت پر سیاہی اتنی لباس پہنے ہوئے  
 ہے۔ اشعار سیاہی سے لکھے جاتے ہیں اسے نامی لباس سے تشبیہ دی ہے۔ خن شمس کی موت سے مراد ہے کہ اب وہ لوگ نہیں رہے جو  
 شامی کو گچھ سٹوں میں لکھ سکیں۔

## غزل #16

بہ عشق از دو جہاں بے نیاز باید بود  
 لغت : بے نیاز: جسے کسی چیز کی ضرورت نہ ہو۔ بے طبع۔۔ جہاں: جو حقیقت نہ ہو۔۔ حقیقت گداز: حقیقت کو جلا دینے یا بھلا دینے والا۔  
 ترجمہ : عشق میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہونا چاہئے، گداز دینا ہونا چاہئے جو سوز بھی ہو اور حقیقت گداز بھی۔ دوسرے مصرعے کا یہ  
 ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ گداز دینا سوز ہو جو حقیقت گداز ہو۔ یعنی گچھ سٹوں میں عاشق وہی ہے جو گداز حقیقت یا گدازی اور حقیقت دونوں  
 باتوں سے بے نیاز ہو۔

بہ جیب حوصلہ نقد نکلا باید ریخت بہ جان شکوہ تھافل طراز باید بود  
 لغت : نقد: نقدی۔۔ باید ریخت: ڈالنی چاہئے۔۔ تھافل طراز: ایسا انداز جس میں غفلت ہو، بے نیازی۔  
 ترجمہ : حوصلے کی جیب میں غشی و رشوائی کی نقدی ڈالنی چاہئے اور جان میں ایسا شکوہ ہو جو تھافل طراز ہو۔ یعنی زندگی میں انسان حوصلے  
 سے کام لے تو اس کے لئے مسرت و شادابی کا باعث بنتا ہے اور شکوہ و فکر کے سلسلے میں بے نیازی سے کام لیتا ہے۔

چو لب ز ہرزہ توایان شوق نواں شد  
 چو دل ز پردہ سرایان راز باید بود

نعت : ہرزہ نوایا بہ ہرزہ نوای جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والا۔۔۔ ہرزہ سرایا : ہرزہ سرای جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : ہونٹوں کی طرح : حلق میں ہرزہ سرانی کرنے والوں میں سے نہیں ہوا جاسکتا۔ دل کی طرح راز کا خزانہ اپنے دلوں میں سے ہونا چاہئے۔ یعنی حلق میں ہونٹوں پر انگریزی سیدھی باتیں آجاتی ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ دل راز حلق چھپائے ہی میں مصلحت سمجھتا ہے۔ اور یہی کردار اچھا ہے اسے اپنانا چاہئے۔

چو ہدم عشرتیاں، تازہ رو توں جو شید چو شمع غلو تیاں جاں گداز باید بود

نعت : عشرتیاں : عشق کی جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والے۔ غلو تیاں : غلو تیاں جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والے۔ جاں گداز : جان کو بھولنے والا۔۔۔

ترجمہ : اہل عشرت کی عقل کی طرح غفلت و دور نگاہی ہو جاسکتا ہے، یعنی ایسا ہونا چاہئے اور اہل غلو تیاں کی شمع کی باتیں جان گداز ہونا چاہئے۔ یعنی آتش عشق میں اپنی جان کو بھولنا چاہئے جس طرح اہل غلو تیاں کی شمع ساری ساری رات جل کر تلو کو بھولتی ہے۔ یعنی زندگی میں دلوں کو بھولنے چاہئے۔

کمر نغمت بہ تاراج خویش باید بست شریک مصلحت سنی ناز باید بود

نعت : کمر نغمت : کام کے لئے آگاہ ہو جانا چاہئے۔ نغمت : بھپ کر رہنا۔۔۔ بہ تاراج خویش : خود کو کھوئے میں۔۔۔ مصلحت سنی : ناز، تاراج وادی کو عشق کی انجلی توجہ۔۔۔

ترجمہ : اپنے آپ کو کھوئے میں غمخیز طور پر یا دور پر تاراج رہنا چاہئے اور حسن کی تاراج وادی کو عشق کی مصلحت میں شریک ہونا چاہئے۔ حسن اپنے تاراج وادی سے عاشق کا دل لواتا ہے، عاشق کے تاراج وادی کو کھوئے میں یہی مراد ہے یعنی وہ حسن کی اس تاراج وادی کو عشق کا ساتھ دے کر خود کو تاراج کرنے، اپنا دل تاراج دے۔

چو شوق جاں کشاید، توں بنو باید چو ناز جلوہ گراید نیاز باید بود

نعت : جاں کشاید : پر کھولنے والے، پرواز کرے۔ بنو بنو : خود پر غور کرنا۔ جلوہ گراید : جلوہ نکال کرے، جلوہ گر ہو۔۔۔

ترجمہ : جب شوق یعنی عشق پرواز کرے تو خود پر غور کیا جاسکتا ہے، یعنی عشق میں جیسے جیسے استفادہ ہو وہاں غور و فکر ہوگی اور جب ناز یعنی حسن جلوہ نکال کرے تو عاشق کو نیاز اختیار کرنا چاہئے۔ یعنی محبوب کے تاراج وادی کے سامنے نیاز و معذرت سے کام لیتا چاہئے۔

بہ گمن میکدہ سر مست ی توں گردید بہ کنج صومرہ وقف نماز باید بود

نعت : ی توں گردید : گویا ہمارا جاسکتا ہے۔ کنج : کونہ گوشہ۔ صومرہ : عبادت خانہ، خانقاہ۔۔۔

ترجمہ : میکدہ کے گمن میں سر مستی کے عالم میں گویا ہمارا جاسکتا ہے جبکہ عبادت خانے کے گوشے میں نماز میں غور ہونا چاہئے۔ یعنی بھی

بلکہ ہر وہاں اسی ماحول کے مطابق زندگی گذارنی چاہئے۔

بہ خون تمیدہ ذوق نگاہ نخواست زیست شمیم آل مرثہ ہائے دراز باید بود

نعت : بہ خون تمیدہ : خون میں ترچے ہوئے۔ نخواست زیست : زہر، مسموم رہنا جاسکتا۔۔۔

ترجمہ : صرف اپنے خون میں ترچے ہوئے ذوق نگاہی کے ساتھ زندگی بسر نہیں کی جاسکتی بلکہ اہل دراز چلوں پر بھی قربانی ہونا چاہئے۔ یعنی محض ذوق نگاہی نہیں بلکہ اس سے کام لیتے ہوئے محبوب کی درگاہ اور دراز چلوں پر قربانی ہونا بھی عشق کا تقاضا ہے۔

نگہ ز دیدہ پیدار جو کہ ساکن را بہ گدیہ طالب در ہائے باز باید بود



نعت : جو، تلاش کرنا لگ۔ سائل : سوال کرنے والا، کو اگر۔۔۔ گریہ : بھیک۔۔۔ دیدہ بدار : چشم بصیرت۔۔۔  
ترجمہ : تو چاہتی آنکھوں یعنی چشم بصیرت سے نگاہ تلاش کرنا لگ، کیونکہ سائل کو بھیک مانگنے کے لئے کئے دو داناؤں کا طالب ہونا چاہئے۔  
چشم بصیرت کو کئے دو داناؤں سے تعبیر دی ہے۔

چہ بر ز راحت آزادی خوری غلب ترا کہ این ہر با برگ و ساز پایہ بود  
نعت : چہ بر۔۔۔ خوری : تو کیا پھل کھا گیا، سو در ہو گیا ہے۔۔۔ برگ و ساز : ساز و سامان۔۔۔ این ہر : یہ سارا بہت ہے۔۔۔  
ترجمہ : اے طالب! تو آزادی کی راحت کھا گیا پھل کھا ہے، جبکہ تجھے تو یہ ساز و ساز و سامان در کار ہے۔ غلب نے اس غزل میں زندگی کے  
مشکل دواؤں کی ایک طرح سے نشان دہی کی ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی زندگی کو کیسے کیسے گھمبیشوں سے واسطہ چڑنا  
ہے۔ اس صورت حال میں آزادانہ زندگی کی راحت کیونکر بھرا سکتی ہے۔ اس شعر میں یہ جو کھا گیا پھل کھا ہے "تو اس سے بھی مراد  
ہے کہ ایسی راحت کا بھرا نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔"

## غزل # 17.

نفس از ہم خوشت رشتہ و چیدہ را ماند نگاہ از تب رویت سوئے آتش دیدہ را ماند  
نعت : اذ ہم خوشت : ہماری تیری طبیعت کے خوف سے۔۔۔ رشتہ و چیدہ : جھلک زہر یا الجھا ہوا دھلا۔۔۔ تب رویت : تجھے چہرے کی  
بھلک، سرخ چہرہ و آگ کی طرح چلنے کے۔۔۔ سوئے آتش دیدہ : جلا ہوا پھل۔۔۔

ترجمہ : ہماری تیر طبیعت و فطرت کے خوف سے میرا سامن اچھے ہوئے دھلا کے گی ماند ہے (یعنی بننے کی میں رک جاتا ہے) اور نگاہ تجھے  
چہرے کی کتابی سے ملے ہوئے پھل کی مانند ہے، یعنی اس کتابی سے جل جاتی ہے اور میرے لفظوں میں اسے پھر سنا آ جاتا ہے۔

ز خوش دل بنو زش ریشہ در آب است پنداری بہ مڑھن قطرہ خوں، غنچہ ناچیدہ را ماند  
نعت : بنو زش : ابھی اسے۔۔۔ ریشہ : جڑ۔۔۔ پنداری : تو خیال کرے تو کہجے، گویا۔۔۔ غنچہ ناچیدہ : نہ توڑی ہوئی کلی۔۔۔

ترجمہ : میری جگہ پر خون کا قطرہ، یعنی خوں اس طرح ہے جیسے دھلائے نہ توڑی ہوئی کلی ہو، گویا خوش دل کے باعث اس کی جڑیں  
ابھی تک پالی میں ہیں۔ مطلب یہ کہ خوں اس میری مڑھن تک تو پہنچ چکے ہیں لیکن تک نہیں ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ آنسو ابھی  
دل ہی میں ہیں اور دل میں گریہ زور سے جاری ہے۔

ز بس کز لالہ و گل حسرت ناز تو می جو شدم خیابان محشر دہلے خوں گردیدہ را ماند  
نعت : ز بس : انہی بہت زیادہ۔۔۔ می جو شدم : ابھی ہے، خوش رہتی ہے۔۔۔ خیابان : پھولوں کی کھارنڈ، جدید فارسی میں خیابان : روڈ  
(Road) کو کہتے ہیں، مثلاً خیابان اقبال۔۔۔ دہلے خوں گردیدہ : بدول خوں ہو گئے ہیں۔۔۔ محشر : مراد بھڑکھٹک۔۔۔

ترجمہ : لالہ و گل سے میرے ناز حسن کی حسرت، بلکہ اس قدر خوش مار رہی ہے کہ کھارنڈ میں لگتی ہے جیسے اس میں ایسے دلوں کا ٹکڑا ہے  
جو خون ہو کر رہ گئے ہیں۔ لالہ و گل دونوں سرخ رنگ کے پھول ہیں، محبوب کا چہرہ بھی سرخ ہے لیکن پھولوں میں وہ ناز و ناز نہیں جو محبوب  
میں ہے، گویا یہی بات ان کی حسرت کا باعث ہے۔ ان کی قدرتی سرفروشی کو انوں گردیدہ دلوں سے اور ان کی کثرت کو محشر سے تعبیر دی ہے۔

خوشا دل دادہ چشم خودش بودن در آئینہ ز سر گری، نگہ صبا آہو دیدہ را ماند

لغت : دلدادہ : عاشق، فریفتہ۔۔۔ عیار آلودہ : وہ دکھاری جس نے ہرگز کوئی کیا ہو۔۔۔ سرگرمی : محبت۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کا نود کو آئینے میں دیکھ کر اپنی آنکھوں پر فریفتہ ہو نا بھی کیا اچھا خطر ہے اور وہ اس میں اتنا خوب ہے کہ میں گناہ ہے جیسے اس کی دکھائی دکھائی کی طرح ہو جس نے جگہ میں ہرگز دیکھ لیا ہو، یعنی اس کی نظریں اس کو دہاتے ہوئے ہرگز کو کسی تیزی کے ساتھ محسوس محسوس کر دیکھ رہی ہوں۔ محبوب بھی نظریں تھما کر آئینے میں اپنے حسن کا دکھار کر رہا ہے۔

غبار از جلوہ تا اوج سپر سلوہ، می بالد ز جوش و خشم حملا دل رنجیدہ را ماند

لغت : جلوہ : راست، سڑک۔۔۔ اوج : بلندی۔۔۔ می بالد : یعنی بھیل رہا ہے۔۔۔ دل رنجیدہ : آزرده خاطر۔۔۔

ترجمہ : راستے سے غبار سادہ آسمان کی بلندی تک بھیل رہا ہے۔ میرے جوش و خروش دشت جوں کے باعث حملا میں گناہ ہے جیسے وہ کوئی آزرده دل ہو، یعنی حملا میں عاشق جوں جوں میں اوج اور سرور ڈ رہا ہے جس سے وہاں یوں غبار اٹھ رہا ہے جیسے حملا کا دل بھی عاشق کے آزرده دل کی طرح ہے اور اس کی آہیں غبار کی صورت میں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔

بہر جانی خرابی، جلوہ است در ماست چندیاری دل از آئینہ داری ہائے شوق تویدہ را ماند

لغت : بی خرابی : خوشگوار، چلتا ہے، چلتا ہے۔۔۔ در ماست : ہم میں ہے۔۔۔ آئینہ داری : دکھائی کرنا، ظاہر کرنا۔۔۔ شوق : تیز عاشق، یعنی تیزا خلق، تیزی محبت۔۔۔ چندیاری : تو خیال کرے، گویا۔۔۔

ترجمہ : تو جہاں کہیں بھی چلتا ہے یا چلتا ہے، تیرا جلوہ ہم میں یعنی ہمارے دل میں ظاہر ہوتا ہے، گویا ہمارا دل تیرے خلق کی آئینہ داریوں میں آنکھ کی مانند ہے۔ محبوب حقیقی نظر میں آتا لیکن کائنات میں اس کا جلوہ ہر جگہ کار فرما ہے، گویا وہ عاشق کو کھر آئے پائے آئے اس کا عکس اس عاشق کے دل میں ظاہر رہتا ہے۔ احباب محبوب کے بارے میں بھی یہ بات ہو سکتی ہے۔

چہ غم ز افکندگی با چون رواں پلاست اندوہ تن از مستی بہ کویت جان آرمیدہ را ماند

لغت : افکندگی : گم ہونے کی حالت جو بے بسی کی علامت ہے۔۔۔ رواں پلا : روح سے پناہ ہو۔۔۔ اندوہ : تیرا غم، اندوہ۔۔۔ کویت : تیرے کو کہے میں۔۔۔ جان آرمیدہ : پر سکون روح۔۔۔

ترجمہ : جب تیرا درد و غم میری روح میں رہا ہے تو پھر مجھے اس بے بسی کے عالم میں (تیرے) کو کہے میں مارے دے ہوئے کا کیا غم (یعنی کوئی غم نہیں) میرا جسم سرستی کے باعث تیرے کو کہے میں ایک پر سکون روح کی مانند ہے۔ یعنی اگرچہ عاشق، محبوب کے کوہ میں افکندگی کا دکھار ہے، تاہم اسے محبوب کے قرب کا احساس ہے جس کے لئے بے سکون کا باعث ہے۔

بہار از رنگ و بو در پہ چنگ جلوہ بازی گدایان نثار از وہ گذر بر چیدہ را ماند

لغت : چنگ : چنگ، ڈھول، یا مکان وغیرہ کا گھڑ۔۔۔ نثار : نثار یا صدف کے چیز سے سڑک پر بھیک دیتے ہیں۔۔۔ گدایان نثار : از رنگ و بو گذر : بر چیدہ : وہ بھیک گئے جنہوں نے نثار کی چیز سڑک سے اٹھائی ہو۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار اپنے رنگ و بو کی بنا پر اس کے جلوہ بازی کے پیش میں ان گدایوں کی مانند ہے جنہوں نے سڑک پر سے کوئی نثار یا صدف کی چیز اٹھائی ہے۔ یعنی محبوب کے حسن میں ہر شکل و رنگ کی چیز ہے وہ بہار میں بھی نہیں۔

ریش بردہ از راہ و وفا بگر کہ نور خشم غبار راہ او مزکن بر گردیدہ را ماند

لغت : بردہ : از راہ : از راہ بردن، کسی کو راستے سے ہٹا کر یا لٹا کر راہ پر مل دینا۔۔۔ مزکن : مزکن بر گردیدہ : گھڑنے یا گھومتے والی جلیسی۔۔۔

ترجمہ : ریش نے تو اسے راستے سے ہٹا کر لیکن میری وفا کا خط ہو کہ میری آنکھوں میں اس کے راستے کا غبار گھومتے والی جلیسی کی مانند بن گیا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کے راستے کا غبار بھی اس کے جلوہ حسن کا مظہر ہے اور یہی دعا ہے۔

جبل وودیت از سودا کہ می گرداندش غالب تو گوئی گنبد گردوں سرشودیدہ را ماند  
 لغت : وودیت : دودے است، ایک دھواں ہے۔۔ سرشودیدہ : دیا نہ ہو۔ گنبد گردوں : گردش کرنے والا آسمان۔۔ تو گوئی : گویا تو  
 کہے۔  
 ترجمہ : اے غالب! یہ دیا جنوں کا ایک دھواں ہے جو اسے گنبد گردوں کو گردش میں لاتا ہے، گویا اسی طرح یہ آسمان گردش میں رہتا  
 ہے۔ (دودیت کا لفظ صحیح طور پر نہیں چھا گیا اور صوفی مرحوم کی کتاب میں یہ اور اس سے پہلا شعر غالب ہے۔ ثانی صحیح کی ہے۔)

## غزل # 18

شلام پہ خیالت کہ ز تلم بدرد آورد - از کشکش حسرت خوارم بدرد آورد  
 لغت : ز تلم : مجھے بھڑکاری ہے۔۔ بدرد آورد : نکل دیا، نجات دلائی۔۔ حسرت خوارم : میری خید کی حسرت۔۔  
 ترجمہ : میں تجھے خیال یعنی تیری یاد سے خوش ہوں کہ اس نے مجھے بھڑکاری سے نجات دلائی اور میری خید کی حسرت کی کشش۔۔ بھی  
 مجھے آزاد کر دیا۔ یعنی محبوب کے تصور میں رات بھر جاگتا ہوں کہ اس سے کہ عاشق رات بھر بخند کو ترستا رہے۔  
 فریاد کہ شوق تو بہ کاشانہ زد آتش دانگاہ پہے بردان آرم بدرد آورد  
 لغت : دانگاہ اور بھر۔۔ پہے بردان آرم : مجھے پانی لانے کے لئے۔۔ بدرد آورد : باہر نکل دیا، بھیج دیا۔  
 ترجمہ : فریاد کہ مجھے شوق نے پہلے تو میرے گھر کو آگ لگائی اور پھر مجھے پانی لانے کی خاطر باہر بھیج دیا۔ گھر سے مراد دل اور پانی سے مراد  
 آنسو ہو سکتے ہیں۔ یعنی محبوب کے غم خونی میں عاشق آنسو بہاتا ہے۔  
 رسوائی من خواست مگر کایں ہمہ سرست دور فلک از بزم شرابم بدرد آورد  
 لغت : خواست : چاہی۔۔ دور فلک : آسمان کی گردش۔۔ از بزم شرابم : مجھے محل شراب ہے۔۔  
 ترجمہ : یہ جو آسمان کی گردش نے اس قدر سرمستی کی حالت میں مجھے بزم شراب سے نکل دیا تو اس سے اس کا مقصد شاید میری رسوائی  
 پہنچا تھا۔ بزم شراب سے سرمستی کے عالم میں باہر نکلتا نکلتا کی رسوائی کا باعث بن سکتا ہے۔  
 انگنہد بہ جیوں، فلک از وادی و شلوم کز چچ وطم موج سرلام بدرد آورد  
 لغت : انگنہد : گریہ والا۔۔ جیوں : مراد وادی۔۔ موج سرلام : مجھے سیراب کی لہروں (ہے)۔  
 ترجمہ : فلک نے مجھے وادی (زمین) سے اٹھا کر وادی میں داخل دیا اور میں خوش ہوں کہ اس طرح اس نے مجھے موج سراب کے چچ وطم سے  
 نکل دیا، محبت دلائی۔۔ موج سراب سے مراد یہ دینا ہو سکتی ہے۔ جس طرح سراب سے ایک پیاسا اسے پانی سمجھ کر دھوکا کھا جاتا ہے، اسی  
 طرح یہ دنیا بھی دھوکے کا گھر ہے جس میں رہنے کی بجائے وادی میں فرق ہو جاتا ہے۔  
 جان بر سرکتوب تو از شوق فلشانان از عمدہ تحریر جوارم بدرد آورد  
 لغت : فلشانان : نار کٹ۔۔ از عمدہ : تحریر جوارم : مجھے جواب لکھنے کی ذمہ داری ہے۔۔  
 ترجمہ : میں نے اختیاری شوق کے عالم میں تجھے خط لکھ کر اپنی جان نثار کر دی اور میں اس خط کا جواب لکھنے کی ذمہ داری سے نجات پائی۔  
 یعنی محبوب کے خط کا جواب لکھنے کے لئے بے حد احتیاط کی ضرورت ہے اور یہ احتیاط ایک طرح سے دھمت ہے۔ سو جواب نہ لکھ کر عاشق



گئے۔ یعنی کسی سنان کے اچانک پہنچنے پر بھوکے آدمی پر جو کیفیت طاری ہو سکتی ہے اس کی نسبت اس کا کھانے سے مرعہ اور کچھ بڑھ ہے۔

نفس بہ گرد دل از مری چند بہ فرات چو طائرے کہ بسوزانی آشیانیش و لرزد

نعت : ی چند : خراب ہے۔۔۔ بہ فرات : مجھے فراق میں۔۔۔ بسوزانی : توجھ ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا سانس، محبت کی وجہ سے، تجھے بھریں، پھرے دل کے گرد اس پرے کی طرح تڑپ رہا ہے جس کے آشیانے کو تو چلاوے اور وہ کاچے گئے، لرزے گئے۔ سانس کا تڑپا اور اصل دل کا تڑپا ہے۔ اس سانس کو پرے سے جس کا آشیانہ مل گیا ہو، جبکہ دل کو پہلے ہوئے آشیانے سے تشبیہ دی ہے۔

غم بہ وصل پہ گنجینہ راہ یافتہ دزدے کہ در خمیر بود نیم پاسبانش و لرزد

نعت : گنجینہ : خزانہ۔۔۔ دزدے : کٹی چور۔۔۔ نیم پاسبانش : اسے چوکیدار کا زور۔۔۔

ترجمہ : مجھے وصل میں میری حالت اس چور کی سی ہے جو کسی خزانے تک تو پہنچ گیا ہو لیکن ساتھ ہی اس کے خمیر میں خزانے کے پاسبان کا خوف جاتا ہو اور وہ کھپ رہا ہو۔

وگر بہ کلام خود اسے دل چہ بسوا برد توانی زسوار اسے کہ زنی بوسہ بر میانیش و لرزد

نعت : یہ کلام خود اپنی آرزو میں، آرزو کے مطابق۔۔۔ بسوا : صراحتاً۔۔۔ میانیش : کوئی سوار، کوئی سوار طبع میں۔۔۔

ترجمہ : اسے دل اتنا ایک ایسے سوار طبع محبوب سے، جس کا تو بوسے اور وہ کاچے گئے، اپنی خواہش کے مطابق خود کیا کچھ یا کیا کچھ سکتا ہے۔

نترسد از ز گسستن خدا نخواست باشد چرا رسد سراں طرب بر میانیش و لرزد

نعت : نترسد : نہیں ڈارتا۔۔۔ گسستن : ٹوٹنا۔۔۔ چرا رسد : کیوں پہنچتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کی ذلت کا سرا اگر ٹوٹے سے نہیں ڈارتا اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ یعنی وہ ٹوٹے تو پھر اس (محبوب) کی حرکت کیوں بچ کر کاچے لگتا ہے۔ محبوب کی بے حد جلی کر کی طرف بلا واسطہ اشارہ ہے۔

ز شور بلالہ دل دارو، اضطراب روانم چو رائضے کہ ز کف در رود عنانیش و لرزد

نعت : روانم : میری روح۔۔۔ رائضے : کوئی چابک سوار، گھوڑا پھرانے والا۔۔۔ عنانیش : اس کی لگام۔۔۔

ترجمہ : میرے بلالہ دل کے شور سے میری جان، اضطرابی اور تڑپ سے بالکل اس گھڑ سوار کی طرح ہوا ہے، جس کے ہاتھ سے گھوڑے کی لگام نکل گئی ہو اور وہ کاچے گئے۔ جان کو رائضے سے لہر دل کو لگام سے تشبیہ دی ہے، جبکہ شور بلالہ گویا لگام کا ہاتھ سے لگتا ہے۔

ز جنبش مژدہ بلانی، دم نگاہ بہ مستے کہ بے ارادہ چند تیر از کمانیش و لرزد

نعت : بلانی : تیرا ہے، کی طرح ہے۔۔۔ جفا : لگتا ہے، نکل گیا ہو۔۔۔ دم نگاہ : دیکھنے وقت۔۔۔

ترجمہ : جب تو دیکھتا ہے تو میری پلکیں کچھ اس طرح حرکت کرتی ہیں جیسے کسی مست کی کمان سے بے ارادہ تیر نکل جائے اور وہ کاچے گئے۔ محبوب کو مست آدمی سے جنبش مژدہ کو کمان سے لہر نگاہ کو تیر سے تشبیہ دی ہے۔

ز شیخ وجد بہ ذوق تشکلا نغمہ نیایی مگر بہ دل گذرد مرگ ناگمانیش و لرزد

نعت : ذوق تشکلا : نغمہ کے سوار کی لذت۔۔۔ بہ دل گذرد : مرگ ناگمانیش : اسے اچانک کی موت (کا خیال)۔۔۔

ترجمہ : تشکلا نغمہ میں جو لذت دیکھ ہے اس سے تو شیخ کو وہ میں نہ رہا ہے گا۔ (اس پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی)۔ شاید اس کے دل میں

اہانک کی موت کا خیال آگیا ہے جس کے سبب دل لرز رہا ہے۔ یعنی فتح تو ہار سا آگئی ہے وہ لمحہ میں کروہ میں نہیں آیا بلکہ کانپ رہا ہے۔  
 نغصا ز فحلت صراف کم عیار کہ ناگہ بر آورد زو قلب از دلکش و لرزو  
 لغت : فحلت : شرم کی عرامت۔ صراف کم عیار : سونے چاندی کی مچھر کہ نہ دیکھنے والا صرف۔۔۔ زو قلب : نفی سوچ۔  
 ترجمہ : اس کم عیار صراف کی عرامت لائق اطوس ہے جس کی دکان سے اہانک نکلے یا کھوٹا سونا برآمد ہو اور وہ کانپے گئے۔ یعنی اسے تو  
 کمرے کھولنے کی پہچان ہی نہیں، پکڑے چلے پر اسے اس کا پتا چلتا ہے اور میں وہ احساس عرامت سے کانپے لگتا ہے۔  
 گر از فحلتان جاں شور نیست در سر غالب چرا بہ سجود نمود سر بر آستانش و لرزو  
 لغت : فحلتان جاں : جاں نثار کرنا۔ بہ سجود نمود : سر جھکے میں سر رکھنا۔  
 ترجمہ : اگر غالب کے سر میں جاں نثار کرنے کا سودا نہیں چاہا ہو تو پھر وہ اس محبوب کے در پر جھکے میں کیوں سر رکھ رہا اور کانپ رہا  
 ہے۔ یعنی اس کا یہ کھپکا خوف کے باعث نہیں بلکہ اس سلاط کے نصیب ہوئے پر ہے جو شگفتگی کے سبب ہے۔

## غزل "20"

آئین کہ وصل یار ہی آرزو کنند پایہ کہ خویش را بگذازند و تو کنند  
 ترجمہ : جنہیں دوست کے وصل کی آرزو ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو گواہ کر کے (بگھلا کر) دین جائیں۔ یعنی اپنی ذات یا  
 خودی کو ترک کر کے اس کی ذات میں قابو جائیں۔ اس طرح گواہ خود دوست بن جائیں گے۔ اس کی مثال قطب کی سی ہے کہ وہ مستور  
 یاد رہا میں قابو کر دیا میں جاتا ہے۔ یہ معرفت کا شعر ہو سکتا ہے۔

وقت است کز روانی سے ساقیان بزم پیانہ را حباب لب آب جو کنند  
 ترجمہ : اب وقت آگیا ہے یا ساقب موقع ہے کہ بزم کے ساقی شراب کا وہ داس تیزی سے چلائیں کہ ان کے پائے باہل اس طرح ہو  
 جائیں جیسے عی کے کندے چلیے ہوتے ہیں۔ یعنی عی کے کنارے پانی پر جس تیزی سے چلیے جتے اور پھٹتے چلے جاتے ہیں اسی طرح شراب  
 سے پائے بہرتے اور غل ہوتے چلے جائیں۔ اصنافی مروجہ کی کتاب میں "حباب کی بجائے" "حباب" ہے جو کچھ غیر حلقہ ماعظم ہوتا  
 ہے۔

می ٹلی از بے کہ بہ ناخن شکست اند اے وائے ناخن بہ دولت گر فرو کنند  
 لغت : می ٹلی : تیرا تپا، آؤ و نکل کر آئے۔ بے کہ : وہ پچاس ہو۔۔۔ اے وائے : اطوس کی بات ہے، تو ہار گیا ہو۔۔۔ بہ ناخن شکست  
 اند : انہوں نے ناخن میں دھجھولی ہے یعنی اٹکا پایا ہوا ہے۔

ترجمہ : اگر اتھن سے تیرے ناخن میں کوئی پچاس چھو گئی ہے تو تو ہار و زاری کرنے لگا ہے، اور اگر اندھو کرے، تیرے دل میں کوئی ناخن  
 چھو جائے تو تو کیا کرے کہہ دل میں ناخن چھوٹا یا ناخن کا دل میں اترا چاہتا ہے، رو کی علامت ہے اور یہ گواہ درد خلق ہے۔ تو جو انسان معمولی  
 تکلیف برداشت نہیں کر سکا، درد خلق کیونکہ برداشت کر سکے گا۔

وچانہ وچہ رشتہ ندارد مگر بہان تیرے کشتہ ز حبيب کہ چاکے رفو کنند  
 لغت : وچہ رشتہ : دھلکے کی رقم یعنی ٹھٹھٹ۔۔۔ مگر بہان : ہاں یہی ہے کہ۔۔۔

ترجمہ : دوانے کے پاس دھاگا لکھا ہے (یعنی نہیں ہے) ہاں میں ہے کہ وہ اپنے گردن سے ایک لہر کھینچ لے اور اس سے اپنا کوئی ہاک روکا کر لے۔ دوانے سے مرو عاشق ہے۔ مرو یہ کہ عشق کا ہاک تو رو تو ہونے سے رہا اٹھا اس رو کی کو عشق مرید ایک ہاک پیدا کر دے گی۔

خون ہزار سلوہ پہ گردن گرفتہ اند آہن کہ گفتہ اند کھوپیاں نکو کنند

لغت : کھوپیاں : کوئی بیچ اچھے لوگ یا نہیں۔ سلوہ : مرو عاشق جو بھولا بھلا ہے۔ نکو کنند : اچھا کرتے یعنی دفا کرتے ہیں۔

ترجمہ : جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حسین یا مستحق اچھا کرتے ہیں (یعنی دفا کرتے ہیں) وہ ہزاروں بھولے بھولے عاشقوں کا خون اپنے سر لے لیتے ہیں۔ یعنی محبوب دفا نہیں کرتے جبکہ لوگوں کی یہ بات سن کر بعض بھولے بھولے کسی کے عشق میں ڈوب کر خود کو خاک کر لیتے ہیں۔

لب تشنہ جوئے آب شمارد سراب را می زبلبلد ار بہ ہستی اشیا غلو کنند

لغت : لب تشنہ : پیاسا۔ شمارد : سمجھتا ہے۔ می زبلبلد : اچھا لگتا ہے۔ غلو : اختلالی مبالغہ۔

ترجمہ : پیاسا آدمی سراب (جنگلی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے) کو پانی کی غری سمجھتا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اگر اشیا کے وجود کے بارے میں اسی طرح اختلالی مبالغے سے کام لیا جائے۔ اشیا سے مراد کائنات میں ہر کچھ ہے۔ یعنی انسان حقیقت کی غلاف میں فطری طور پر بے چین رہتا ہے جس کے سبب وہ سراب کو پانی سمجھ لیتا ہے اور اسی خطر آری اور جتنوں کے چپے میں وہ اس کائنات کے مادی مظاہرات کو حقیقت سمجھ لیتا اور یوں دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے۔

از بس بہ شوق روئے تو مست است نو بہار بوے سے آید ار دامن غنچہ بو کنند

ترجمہ : تجھے چہرے کے دیدار کے شوق میں نو بہار اسوم ہمارا اس حد تک مست ہے کہ اگر کالی کے منہ کو سونگھا جائے تو اس میں سے شراب کی بو آئے۔ ہمارے پھولوں کی کھٹکی و تانگی دیکھ کر انسان پر جب کیفیت طاری ہوتی ہے یہ دامن غنچہ ایسا ہی جیسے کوئی شراب پی کر مست ہو جائے۔ شاعر نے اسے محبوب کے گفتگو و تانہ حسن کے دیدار کے شوق میں ہمارے مست ہونے کا نام دیا ہے۔

میکانہ را بہ نام صبا نشانندان است اے وای گر ز خاک وجودم سید کنند

لغت : صبا : صبح کی شراب۔ سید : پالہ، جام۔ اے وای : افسوس کی بات۔

ترجمہ : اگر میرے وجود کی خاک سے کوئی مکانہ نکالے گا تو یہ میسا ہی ہو گا جیسے مکانے کو شراب کے نام میں شادیاں کیا ہو۔ یعنی زندگی بھر شراب نہیں پی۔ مرنے پر اگر ہماری خاک سے ہاتھ نکالے گا تو وہ بھی غلیں ہی رہے گا۔ گویا واسطہ اپنی قسمت کی عمروی کی بات کی ہے۔

آلودہ ریا نرواں بود غلبا پاک است خرقہ اے کہ بہ سے شست و شو کنند

لغت : آلودہ : ریا۔ ریا سے متعلق ہوا خرقہ : خنجر۔

ترجمہ : اے غالب! میں ریاکاری سے آلودہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جس خرقہ آلودہ کو شراب سے دھوا جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ یعنی ہر لوگ شراب نہیں پیئے، بظاہر وہ ہمارے سامنے ہیں لیکن وہ حقیقت ان کا پارسل سے دور کا تعلق بھی نہیں ہو تا اور یہی وہ بات ہے کہ ریاکاری کھاتی ہے۔ غالب کے نزدیک ایسی ریاکاری کی نسبت شراب خوری بہتر ہے کہ کم از کم اس سے انسان اس قسم کی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

## غزل # 21

چوں گویم از تو بر دل شیدا چہ می رود  
ننگ بر آگینہ ز خارا چہ می رود  
نعت : چہ می رود کیا گذری ہے۔۔ آگینہ : پیشہ بلور۔۔ خارا : پتھر۔۔

ترجمہ : میرے دل شیدا پر ہمیشہ محبت کے سبب ہو کہم گذری ہے وہ کیا بیان کروں میں یہ دیکھ لے کر پیشے پر پتھر کے ہاتھوں کیا گذری ہے۔ یعنی پتھر پیشے پر پڑے تو وہ چور چور ہو جائے۔ سو ہمیشہ محبت میں میرے دل سے یا عاشق دل کی گلی کی حالت ہے۔

خوابیدہ است تاکہ بہ گویت رسیدہ است  
گر سر رود بہ راہ تو از پا چہ می رود  
نعت : خوابیدہ است : سوا ہوا ہے۔۔ تاکہ : جب جب ہے۔۔

ترجمہ : تیرے کوپے میں بھیج کر تاکہ اسے پہن سکے ہیں۔ اگر تیری راہ یعنی تیری راہ محبت میں (ناروا) سر جا رہا ہے تو پاؤں کا کیا جائے۔ یعنی راہ محبت میں پاؤں ٹھک جائیں تو ٹھک جائیں گے بہت کاوش نہیں جاسکتا۔

گوئی مہلو در شکن طوطو خون شود  
دل ز آن تست از گمراہ چہ می رود  
نعت : مہلو : خزانہ کرے۔۔ زان تست : تیرا ہے۔۔

ترجمہ : تو کہتا ہے کہ خزانہ کرے تیرا عاشق کامل زلف کے شکن میں پھنس کر خون ہو جائے مگر تجھے اس کی کیا فکر۔ یہ (ناروا) دل تو تیرا ہی ہے اگر ایسا کہم ہو آہ تو ہماری کرے کیا جائے گا۔

پیدا است بے نیازی عشق از فکے ما  
گر زور سے شکست ز دریا چہ می رود  
نعت : پیدا است : ظاہر ہے واضح ہے۔۔ زور سے : کوئی باریک بینی۔۔

ترجمہ : ہمارے ظاہر جانے سے عشق کی بے نیازی واضح ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے دریا میں کوئی کشتی ٹٹ جائے تو اس سے دریا کا کیا ہانا ہے اور یا کو کیا نقصان پہنچا ہے۔ عشق کو دریا سے اور عاشق کو کشتی سے تھپہ دی ہے۔ حقیقت کا شعر ہے۔

آئینہ خانہ ایست غبارم ز انتظار  
او جانب چمن بہ تماشا چہ می رود  
ترجمہ : محبوب کے انتظار میں میرا غبار آئینہ خانے (میں) کی آئینے ہوں کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ وہ (محبوب) اہلجامن کے نظارے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یعنی ہم عاشق امر کو رو خاک ہو کر بھی بدستور اس کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ گواہ دیکھنے کی شے تو ہم ہیں، ہمیں دیکھنے والوں میں ایسا کون سی دیکھنے کی چیز ہے۔

گر جلوۂ رخ تو بہ ساغر نہ دیدہ ایم  
چندیں بہ فراق پلہ دل از جا چہ می رود  
ترجمہ : اگر ہم نے تیرے چہرے کا جلوہ (کھس) ساغر میں نہیں دیکھا ہے تو پھر ہمارا دل اس قدر ذوق و شوق سے شراب کی طرف کیوں کھینچا جا رہا ہے یا اسے دیکھ کر کیوں بے فکر ہو جا رہا ہے۔ منظر نے ہی مضمون میں بانٹ دیا ہے۔

ما در پیالہ نکلش رخ نیاز دیدہ ایم  
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما  
ترجمہ : ہم نے پیالے میں محبوب کے چہرے کا کھس دیکھا ہے تو ہماری اس پیشہ کی تنواری کی لذت سے بے خبر ہے۔ یعنی ہم اسی لئے پیچھے رہتے ہیں کہ ہمیں محبوب کا کھس پیالے میں نظر آتا ہے۔



ہلا کہ کو لذت پیدا گشتہ ایم دیگر خن زمر و مدارا چہ ی رود  
ترجمہ : ہم جو تیرے دوست کی لذت میں مست یا کھوئے ہوئے ہیں ہم سے مروت اور عادات کا ذکر کیا کرنا؟ یعنی عاشق کو تو محبوب کے  
جو دوست ہی میں لذت ملتی ہے۔

یک رو اگر بہ داری بختوں گند گذار از ساربان نائقہ لیلا چہ ی رود  
لغت : یک رو ایک بار ایک مرتبہ۔ ساربان : اونٹنی یا گھوڑا۔ نائقہ : اونٹنی۔

ترجمہ : اگر ہڈی لیلی کا ساربان ایک بار داری بختوں میں سے گذر جائے تو اس کا کیا کلوے گا۔ یعنی اس کے اس داری میں سے گزرنے سے  
اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ بخت بختوں کو اپنی محبوبہ کا وہ معاملہ ہو جائے گا۔ داری بختوں وہ صحرا ہیں بختوں نے ٹھکانا کر رکھا تھا۔

اے شرم باز داشتہ از جلوہ سازیت از پشت پا بر آئند آیا چہ ی رود  
لغت : از جلوہ سازیت : تجھے جلوہ نمائی کرنے سے۔ باز داشتہ : روکے رکھا۔ چہ ی رود : کیا گزری ہو گی۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے شرم و حجاب نے جلوہ نمائی سے روکے رکھا ذرا خیال کر کے تیرے پشت پا سے اچھے کے اچھے کے سامنے سے  
پلٹ جائے برا آئینے پر کیا گزری ہو گی۔ آئینے کی پلٹ کر کے دراصل عاشق نے محبوب کے غلامے کے لئے اپنی بے قراری کی پلٹ کی ہے۔

بخت آسلی بہ گردش و ما در میانہ ایم غالب دگر پھر س کہ برما چہ ی رود

ترجمہ : ساتوں آسلی گردش میں ہیں اور ہم اس گردش میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اے غالب تو اس حالت میں اب ہم سے مت بچو کہ ہم  
پر کیا گزری رہی ہے۔ یعنی بقول شاعر

بھلا گردش فلک کی جمن دیتی ہے کسے اٹکا

## غزل #22

نہ از شرم است کز چشم دے آسلی بر نمی آید نگاہش با درازی ہلے مرنگی بر نمی آید  
لغت : بر نمی آید : باہر نہیں آتی۔

ترجمہ : یہ ہر اس (محبوب) کی نگاہ آنکھوں سے باہر نہیں آتی یا نگاہ تو اس سبب اس کی شرم نہیں ہے بلکہ اس کی لمبی بکوں کے  
باعث ہے۔ محبوب کی مرنگی دراز کی نگاہ کی واسطہ پلٹ کی ہے۔

ازیں شرمندگی کز بند سلاں بر نمی آید سر شوریدہ ما از گریہاں بر نمی آید  
لغت : بند سلاں : سلاں کی قید، موارد ذرازی علاقہ میں الجھے رہنا۔

ترجمہ : یہ ہر ہندو سر شوریدہ عاشق و محبت میں دوا کی انگارہ سرا گریہاں سے باہر نہیں آتا یہ بند سلاں کی شرمندگی کے باعث نہیں آ رہا۔  
یعنی دماغی خواہشات و طاقت میں الجھنے سے اگلی گریہاں ہاکی نہیں ہو رہی یہ عقل میں ہوتی چاہئے۔

گر از رسوائی ناز تو پورا نیست عاشق را چرا دل غول نمی گرو چہا جاں بر نمی آید

ترجمہ : اگر عاشق کو تیرے ناز و دوا کی رسوائی کا کوئی احساس باہر نہیں ہے تو پھر اس کا دل کیوں خون نہیں ہو رہا اور اس کی جان کیوں نہیں

تلقی۔ یعنی عاشق کو محبوب کی رسوائی باز کا پر راجہ راجہ احساس ہے، اسی لئے اس کا دل خون نہیں ہو رہا اور جان نہیں گل رہی۔ اگر ایسا ہو جائے تو ظاہر ہے یہ محبوب کے بازو اور کی رسوائی کا باعث بنے گا۔

بہ بزم سو سخن دو از چہ انکس بر نمی خیزد بہ باغ خوں شدن، یو از گشتن بر نمی آید

نعت : سو سخن نہ جاتا۔ بر نمی خیزد: نہیں اٹھتا۔ خوں شدن: خون ہو جاتا۔

ترجمہ : جیلے کی محفل میں چہ انکس سے دھواں نہیں اٹھتا اور خون ہو جانے والے باغ میں گشتن سے طوبیو نہیں آتی۔ "بزم سو سخن" اور "باغ خوں شدن" سے مراد عاشق کی محفل ہے جہاں عشق کی وجہ سے دل جلتے اور خون ہوتے ہیں۔ دھواں سے مراد آہیں ہیں جو عاشق جذبہ کرتے ہیں، اسی طرح دل خون ہونے کی بو نہیں آتی۔

سرت گروم یزان تیغ و درے بر روے دل بکشا دلم نگ است کھر از زخم پیکل بر نمی آید

نعت : سرت گردن: تیرے دارے، قربان جاؤں۔ پیکل: تھوڑے بڑے کی الٹی، ٹوک۔

ترجمہ : تیرے قربان جاؤں تو کھوار چلا اور دل کے اوپر ایک دردناک کھول دے۔ میرا دل نگ ہے اور پیکل کے زخم سے بات نہیں بنے گی۔ یعنی میرے سینے کو کھوار سے چاک کر کہہ دل کے لئے دردناک کھل جائے۔ "دل نگ ہے" سے مراد ہے "دل تم نہ ہے" اس کی یہ شکل یا زخم زدگی پیکل سے دور ہونا ممکن نہیں۔

گفتش عرض چہاںی ست ہاں اے غنچہ ی داخم دولت بانہ مرغ سحر خواں بر نمی آید

نعت : گفتش: کھانا۔ عرض چہاںی: چہاں کا کھانا۔ دولت بر نمی آید: تھوڑا سا نہیں آتا تو نہیں کھتا۔

ترجمہ : اے مجھے کھانا ایک طرح سے بے کچی، شہراری کھانا ہے، ہاں میں یہ جانا ہوں کہ مرغ حرکتے چلا یا نفا سے تھرا دل کیوں باہر نہیں آتا۔ یعنی تو کیوں نہیں کھتا۔ غنچہ کھلے تو پھول بن جاتا ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کے نہ کھلنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کھلے ہوئے پھولوں پر مرغ سحر خواں کے نغمہ خواں ہونے سے اس کی شہراری کا پتہ چلتا ہے، ویسی کیفیت غنچے میں نہیں ہے اور شہر نہیں ہے۔ اس شعر میں دراصل صنعت حسن تعلیل ہے۔ یعنی غنچہ جب تک نہیں کھتا اور اس کے کھلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اور غنچہ ہی رہتا ہے۔ شاعر نے اس کی علت اس کا شہر سے نکلنا بتائی ہے۔

اہل خون گردن و از دیدہ بیوں ریختن دارد دلے کز عمدہ غم ہاے پنہاں بر نمی آید

نعت : از عمدہ بر نمی آید: دیر داری نہیں بھانا، عمدہ بر آ نہیں ہوتا۔

ترجمہ : وہ دل جو غم ہاے پنہاں سے عمدہ بر آ نہیں ہوتا۔ اس کے عقد میں خون ہو کر آنکھوں سے باہر نکلتا ہے۔ غم ہاے پنہاں سے مراد عشق و محبت کے غم۔ گویا وہ دل محبت کے جذبات اور غموں سے خالی ہے وہ ایک طرح سے بیکار ہے جس کا کوئی مصروف نہیں۔

مگر آتش غم دیوانہ اے مژد از اسیرانت کہ دود از روزن دیوار دندان بر نمی آید

نعت : آتش غم: جس کے سامنوں میں آگ کی گری ہو۔۔۔ از اسیرانت: تیرے اسیروں میں سے۔۔۔ دندان: قید خانہ۔۔۔ روزن: روشن دان۔

ترجمہ : شاید تیرے اسیروں میں سے کوئی آتش غم دیوانہ مر گیا ہے جو قید خانے کے دندان دیوار سے کوئی دھواں نہیں اٹھ رہا۔ آتش غم کے حوالے سے دھواں کی بات کی ہے۔

چہ گیرائی ست کاین تار ز مو ہار یکتر دارد کے از دام این نازک میاں بر نمی آید

نعت : گمراہی بڑا گرفت۔ کایں، کہ اس کے ہے۔۔۔ زمانہ از سواہل سے۔۔۔ نازک میاں نازک کمر والے یعنی مشق۔۔۔  
ترجمہ : اس ہل سے بھی زیادہ باریک نڈا مراد کرا میں کون سی ایسی یا کیسی گرفت ہے کہ اس نازک گمراہ باریک کمر والے صیغوں کے جہل سے کوئی بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ محبوب کی پتلی کمر شاہوں کے نزدیک بڑی دلگہنی کا باعث ہے، چنانچہ اس پر ہر شاعر نے اپنے انداز میں مضمون آفرینی کی ہے۔ جہل شاعر!

میاں سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے  
مجر آسودگی گر مرد رانی کلہدریں وادی چو خار از پاہر آمد پا ز دایاں بر نمی آید

نعت : مجھ، مت تلاش کرو، خواہش نہ ہو۔۔۔ مرد رانی تو مرد راء ہے، زندگی کی دلاہ پر چلنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر تو مرد راء ہے تو آرام و سکون کی تلاش میں نہ رہ یا اس کی خواہش نہ کر، کیونکہ اس دلاوی (زندگی کی دلاوی) میں کانٹا پاؤں سے نکل جائے تو پاؤں دامن سے باہر نہیں آتے دامن میں الجھ جاتا ہے۔ یعنی زندگی کے تھکیمیں سے آدمی کا آزاد ہونا ممکن نہیں۔ ایک تھکیرا نظم ہو تا ہے تو دوسرا اس کی جگہ شروع ہو جاتا ہے۔ ملک قبی نے پاؤں میں کٹنے کے حوالے سے زبردست بات کی ہے۔ کتابے میں نے جا ہاک کانٹا پاؤں سے نکال لوں لیکن راستے میں محل غمروں سے دور ہو گئی۔ میں ایک لمحہ غافل ہوا حقہ میو کا سواہل راہ دور ہو گئی۔

رقم کہ خار از پا شتم محل نماں شد از نظر یک لختہ غافل شستم و صد سالہ را ہم دور شد  
برم پیش کہ یارب شکوہ اندوہ دل خگی نفس، چنداں کہ می یالم، پریشاں بر نمی آید

نعت : برہنہ میں لے جاؤں۔۔۔ پیش کہ: کس کے پاس۔۔۔

ترجمہ : یارب میں اپنی دل خگی کے درد و غم کا شکوہ کس کے پاس لے جاؤں (یعنی کس سے کہوں) کیونکہ میں جس قدر بھی بد و فدا کرتا ہوں میرا سانس پریشان ہو کر باہر نہیں آتا۔ اپنی بے حد دل خگی یا دل کی محنت کی بات کی ہے۔ گویا دل میں اتنی کمین ہے کہ سانس باہر نہیں آ سکتا۔

چہ دوش خلق، خشم عبرت صاحب دلاں باشد پچائے خود کسے از کوسے جانیں بر نمی آید  
ترجمہ : لوگوں کے کدھے پر میری خلقِ دلِ دل کے لئے عبرت کا باعث ہے۔ اس لئے کہ جو کوئی ایک دفعہ محبوب کے کوسے میں چلا جائے تو پھر وہ اپنے پاؤں پر باہر نہیں آ سکتا یعنی اس کی لاشیٰ لوگ اٹھا کر لاتے ہیں۔ یعنی عاشق، محبوب کے کوسے میں جا کر اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔

بر آرد از بزم بحث اے جذبہ توحید غالب را کہ ترک سواہ ما با قیصل بر نمی آید

نعت : بر آرد نکال۔۔۔ ترک سواہ: اہل ایمان بھلا ترک یعنی خود غالب۔ قیصل: فقیر کی جمع جہان شریعت جاننے والے۔۔۔

ترجمہ : اے جذبہ توحید! صوفی مروجہ کے یہاں توحید کی پہلے توفیق ہے (یعنی فعل خدا کا احساس تو غالب کو بحث مباحثے کی محفل سے باہر نکال دیا کیونکہ ہمارا یہ بھلا بھلا ترک (خود غالب) ترک فعل سے قضا اہل فقہ سے نہیں نہت سکتا اس سے پورا نہیں آ سکتا۔ یعنی اہل فقہ بحث مباحثے ہی میں الجھے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس میں الجھا رکھتے ہیں۔

## غزل #23

چہ پیش از وعدہ چون باور ز عنوانم نمی آید  
ہوئے گفت "می آیم" کہ می دادم نمی آید  
لغت : باور نمی آید: یقین نہیں آتا۔ ہوئے گفت: اس نے کہا اس انداز سے کہ۔

ترجمہ : اس محبوب کے وعدے سے مجھے بھلا کیا سرت و شان ملنی ہو سکتی ہے کہ اس کے انداز وعدہ ہی سے مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اس نے کہا اس انداز سے کہ کہ "میں آؤں گا" میں کچھ کیا کہ وہ نہیں آئے گا۔

بدویر لئی خوشم لیکن حسیلوں بے توفیر ان راست  
اگر باشم بہ چھین یاو از بیابانم نمی آید  
ترجمہ : مجھے بدویر لئی (غیر آبد ہند) پسند ہے لیکن چونکہ میرے لئے یہ دنیا میرے غمزدہ رہا ہے اس لئے اگر میں چھین (مشہور ملک) میں بھی ہوں تو مجھے بیابان کی یاد نہیں آئے گی۔ لیکن میرے لئے تو حیرا قرب ہی سب کچھ ہے اگر یہ نہیں تو میرے لئے یہ دنیا ہی وہاں ہے اس میں کسی ملک یا بیابان کی تخصیص نہیں۔

گداز شتم زانکہ بر زخم دل صد بارہ خوں گریہ  
خود لورا خندہ بر چاک گریبانم نمی آید

لغت : دل صد بارہ: جس دل کے سوجھنی کی ٹھکے ہوں۔۔۔ خوں گریہ: وہ یعنی محبوب خون کے آنسو بہائے۔۔۔ خود لورا: خود لڑا ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات لاکھوں گیل نہیں کہ وہ میرے صد بارہ دل کے زخموں پر خون کے آنسو بہائے (میں اس سے دور گزر کر تا ہوں) لیکن اسے تو میرے چاک گریبان پر بھی ہنسی نہیں آتی۔ لیکن وہ اتنا بے اعتدال ہے کہ میرے لئے خون کے آنسو بہا تو دور کی بات ہے اسے میری ریاگی پر ہنسی تک نہیں آتی۔

دوش نہ گسستہ و در سایہ دیوار نہ نشستہ  
بہ کوشش رشک بر سر درخشانم نمی آید

لغت : دوش نہ گسستہ: اس (سورج) نے دلا نہ توڑی نہ بدلی۔۔۔ بہ کوشش: اس کے کوشے میں۔۔۔ سر درخشانہ: مجھے چمکتے سورج (پہ)۔۔۔

ترجمہ : اس کے کوشے میں مجھے سرور و نشاط نہ کوئی رشک نہیں آتا کیونکہ اس نے نہ تو اس کو پہ میں اپنی دلا نہ میں کی کی ہے اور نہ اس (محبوب) کے سایہ دیوار میں بیٹھا ہے۔ عاشق کو کوچہ محبوب میں اس کے سایہ دیوار میں بیٹھنے سے سرت و راحت ملتی ہے۔ سورج دوش نہ ہے اس لئے اس کے ہوتے سایہ دیوار نہ ہو گا۔ ایسی صورت میں عاشق سورج پر کیونکر رشک کرے گا۔

دعائے خیر باشد و رحق من نفیرس بجان کردن  
ز نظرن بس کہ می رنجد بہ لب جانم نمی آید

لغت : نفیرس بجان کردن: کسی کو برا بھلا کہتا ہو اس کے مرنے کی دعا کہ۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کو نفیرس سے بہت چاہئے کہ وہ (ز نظرن پسند نہیں کرتا) اسی لئے وہ مجھے برا بھلا نہیں کہتا اور میرے مرنے کی دعا نہیں کرتا اور نفیرس سے اس کی یہی چاہ میرے حق میں دعائے خیر ہو گی لیکن میری جان لوں تک نہیں آری اور میں زندہ ہوں۔

از آں بد خو ندانم چو وہد دلالہ در پیدا  
نویدے کز نوازش ہائے پسانم نمی آید

لغت : بد خو: بُری فطرت یا طبیعت والا۔۔۔ دلالہ: کسی کی طرف سے دلالت کرنے والی صورت۔۔۔ نویدے: کوئی خوشخبری۔۔۔ در پیدا: کھلے طور پر 'طمانیہ'۔۔۔

ترجمہ : اس بد خو کی جانب سے 'خدا مظلوم' دلالہ کو نہ طمانیہ پیغام خوشخبری ملا سکتی ہے، ایسی خوشخبری جو اس کی درپردہ نوازشوں سے بھی

نہیں ملی۔ یعنی محبوب انکا بد نظرت ہے کہ اگر کبھی وہ در پہ بھی کوئی نوازش دے گا تو اس میں کسی قسم کی خوشخبری داخل بات نہیں ہوئی۔ تو پھر بھلا طالع یہ پیغام کیا ہو سکتا ہے۔

بہ راہ کعبہ زلوم نیست شلوم کز سبک باری بر فتن پائے بر خار مغیلا نم نمی آید  
 لغت : زلوم : میرے لئے سلاطین سطر۔ سبک باری : ہلکا بوجہ ہونا۔ مغیلا : بھانپنا۔

ترجمہ : میرے پاس کعبہ کے سطر کا زلوم نہیں ہے اور یہ بات میرے لئے سرت کا ہارٹ ہے کہ چلنے بوجہ کی وجہ سے میرے پاؤں خار مغیلا پر نہیں چڑتے۔ کعبہ کے سطر کا زلوم تو توئی اور ہار سٹی و پر پڑ گا رہی ہے۔ یہ اپنے پاس نہیں اور جس اس سطر سے بچ گئے۔ اور وہ میں غالب نے یہی بات ایک اور رنگ میں کی ہے:

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی  
 دلش خواہد کہ تم اسوے من روی آورد لیکن فریب ہم رہاں ز اندام نمی آید

لغت : روی : بار آورنا۔ حوہ ہو، آئے۔ ہم رہاں : ہم رو کی جمع ہمراہی ساتھ چلنے والے۔ ز اندام : میرے ٹھکان سے اسیروے مجھ پر کوہ۔

ترجمہ : محبوب کاتراں چاہتا ہے کہ وہ میری طرف بھاگے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے ٹھکان بڑا بھولے بھالے اکو میریوں کو فریب دینا نہیں آتا۔ یعنی ریب اس کو اس طرح کعبہ رکھے ہیں کہ وہ کسی بھلنے بھی ان سے الگ ہو کر اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا۔

ویرم، شاعرم، رندم، ند علم، شیوہ با دارم گر قسم رحم بر فریاد و انعام نمی آید

لغت : ویرم : میں اکتاہہ راز ہوں (اسطیہ دور دور اس سے پہلے بھی دوبار کے مٹی یا تکراری کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا تھا۔) شیوہ با دارم : مجھ میں کی اوصاف ہیں۔ گر قسم : میں نے مہم میں تسلیم کرنا ہوں۔

ترجمہ : میں نے مان لیا کہ تجھے میری فریاد و غلغلہ پر رحم نہیں آتا لیکن یہ دیکھ کہ مجھ میں اور بھی کی اوصاف ہیں (یعنی میں صرف عاشق ہی نہیں بلکہ اکتاہہ راز بھی ہوں، رند بھی ہوں، ایک اچھا تم قلمیں بھی ہوں۔) اپنے یہ اوصاف گواہ کر محبوب کو ایک طرح سے رحم پرما کی کہہ کی کو خوش ہے۔

شود بر ہم دے نر مہر چہ دارو کہ در خولم شے کلواز تاہیدن ز زندانم نمی آید

لغت : نر : نرہ۔ چہ دارو : کھتا ہے، خیال کرتا ہے۔ کلواز تاہیدن : کوہنے کی آواز۔

ترجمہ : اگر کسی رات میرے رونے پینے کی آواز قید خانے سے بلند نہیں ہوتی (یا میری مٹتی دیتی آواز) تو وہ برہم ہو جاتا ہے اور اس کا یہ برہم ہونا کسی محبت یا ہمدردی کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں سوچا ہوا ہوں۔ گویا اسے خیال میں بھی یہ گوارا نہیں کہ مجھے کوئی آرام نصیب ہو (سوچا آرام و سکون کی علامت ہے)

ندارم بارہ غالب گر مھر گاہش سر رہاے بہ جنی مست، دانی کز شہستانم نمی آید

لغت : مھر گاہش : اسے شمع کے وقت۔ شہستانم : میری خواب گاہ۔

ترجمہ : غالب! میرے پاس خواب نہیں ہے۔ سو اگر شمع کے وقت تیرا اور اس کا سر وہ آگنا سا سا ہوا جائے اور وہ مستی کی حالت میں ہوا تو کبہ لیا کہ وہ میری خواب گاہ سے نہیں آیا۔ یعنی ظاہر ہے کہ وہ ریب کے بھلے سے جام صبوحی پی کر آ رہا ہے۔

## غزل # 24

چوں پہلی بر زمین چرخ زمین تو شود خوش ہشتے ست کہ کس راہ نشین تو شود  
لفت : پہلی : پہلے تو پہلا ہے۔۔۔ راہ نشین : راستے میں بیٹھنے والا۔۔۔

ترجمہ : جب تو زمین پر پہلا ہے تو آسمان تیری زمین بن جاتا ہے۔ تیری راہ میں بیٹھنے والے کے لئے یہ ایک مودہ بہشت ہے۔ محبوب سے خطاب ہے۔ یعنی اس کے حسن میں اتنی کشش ہے کہ اسے دیکھ کر آسمان بھی نیچے اتر آئے اور جو اس کی راہ میں بیٹھتا ہے اس کے لئے وہ راستہ گوا بہشت بن جاتا ہے۔

لبم از نام تو آں مایہ پڑ استے کہ اگر بوسہ بر غنچہ زخم غنچہ نگین تو شود  
ترجمہ : میرے ہونٹ میرے نام سے اس قدر پر ہیں کہ اگر میں ٹپکے کو چوموں تو وہ میرا نگین بن جائے۔ یعنی ہر وقت میری نام میرے لبوں پر رہتا ہے چنانچہ کئی کو چوم لوں تو اس پر میرا نام کندہ ہو جائے۔

چوں بہ سجد کہ نہ آست بکام از شرم بلا یک چند ببالہ کہ جبین تو شود  
لفت : سجد : سجدہ : ہاتھ بٹکار کرنا ہے۔۔۔ بکام : گتہ جاتا ہے۔۔۔ یک چند : کچھ دیر عرصہ۔۔۔ ببالہ : بکرا ہے۔۔۔

ترجمہ : چاہے کچھ مدت (چند روز) اپنی چمک دکھ کر فکر کرتے ہوئے تیری خوشامیختی نہا چاہتا ہے لیکن جب وہ اس کا ہاتھ لگتا ہے اور اسے بادل جاتا ہے کہ وہ ایسا صلیب بن سکتا تو وہ شرم سے گتہ جاتا ہے۔ یعنی محبوب کی خوشامیختی کی چمک اور کشش کے سامنے چمک بھی کچھ نہیں۔ چاہے اپنی چہرہ میری رات کے بعد کھٹا شروع ہو جاتا ہے۔ شاعر نے اس کی علت نہ کہ وہ شرم بھلی ہے۔ اس لحاظ سے اس شعر میں صنعت حسن تعلیل آگئی ہے۔

صد قیامت بگدا ازند و بجم آمیزند تاخیر دل ہنگامہ گزین تو شود  
لفت : بگدا ازند : بکھلائی جائیں۔۔۔ بجم آمیزند : انہیں اکٹھا ملا دیا جائے۔۔۔ ہنگامہ گزین : ہنگامہ بند۔۔۔

ترجمہ : سو قیامتوں کو بکھلا کر انہیں اکٹھا ملا دیا جائے تو پھر اس سوار سے میرے ہنگامہ بند دل کا فیروزہ روئے گا کہ محبوب کی طبیعت قیامت سے بھی زیادہ کرے بے حد مہلتے کا شعر ہے۔

آب ہنگامہ درد آرم و گویم زیست چہ کنم تاخیر ہر تو یقین تو شود  
لفت : آب : طاقت برداشت۔۔۔ آب آرم : میں برداشت کر رہا ہوں۔۔۔ زیست : عیش و عشرت۔۔۔ یقین تو شد : تجھے یقین آجائے۔۔۔

ترجمہ : میں درد و غم کے ہنگامے کو برداشت کر رہا ہوں اور کتنا ہوں کہ ہائے کیا کروں یا کیا طریق اختیار کروں؟ چاہے تجھے میرے غم بھرا یقین آجائے۔ یعنی محبوب کے فراق میں عاشق پر کیا غم کے پھاؤں سے چلتے ہیں لیکن محبوب کو چھیننے کا خواہش

بہ سخن بیکم و اندوہ گساروش گردم۔ برم از غیر دلے را کہ حسین تو شود  
لفت : بیکم : میں پستلا ہوں۔۔۔ اندوہ گساروش : اس (دریغ) کا غم گسار۔۔۔ برم دلے : دل لے لیتا یا جھین لیتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں دریغ کو پاؤں سے پستلا پستلا ہوں اور اس کا غم گسار میں جاتا ہوں اس کی ٹھکری یا اس سے اظہار ہمدردی کر رہا ہوں اور اس طرح میں اس (دریغ) کا دل بھر میرے غم محبت میں بھٹکا ہے، جھین لیتا ہوں۔ عاشق اپنے سوا کسی اور کو محبوب سے ملحق کرتے دیکھنا نہیں چاہتا چنانچہ وہ دریغ سے ظاہر غم گساری کر کے اسے اس راہ سے بھرتا ہے۔

جلوہ جز دل آنگہ برایت نکند من در آتش ختم از ہر کہ قرین توشو  
 لغت : برایت نکند: نہیں آتا۔۔۔ دل آنگہ: جس دل کو محبوب کا مرقع حاصل ہو۔۔۔ ختم: اتم، میں کر آہوں۔۔۔ قرین توشو: مجھ سے  
 قریب ہو، تمرا قریب اسے حاصل ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن کا جلوہ ہوائے دل آنگہ کے اور کسی دل میں نہیں آتا یعنی صرف عرقان دوست سے سرشار دل ہی میں حسن کا جلوہ برایت  
 کر آتا ہے۔ میں تو ہر اس کسی سے جسے تمرا قریب حاصل ہونے لگے، رشتہ کے بارے آگ میں چڑھانا یعنی جلتے لگتا ہوں۔ گویا عاشق نہیں  
 چاہتا کہ اس کے خواہی اور کو محبوب کا قریب میرا آئے۔

چشم و دل پانہ ام داو ہنر خواہد داو آنگہ چوں من ہمہ دان و ہمہ بین توشو  
 لغت : پانہ ام: کھو بیٹھا ہوں۔۔۔ ہمہ دان: پوری طرح آنگہ چاہنے والا۔۔۔ ہمہ بین: پوری طرح دیکھنے والا۔۔۔  
 ترجمہ : میں (مجھ سے عشق میں اپنے چشم و دل کو بیٹھا ہوں اور میرے اس بھری دلوں کی دے گا جو میری طرح تمرا ہمہ دان اور ہمہ بین ہو  
 گا۔ یعنی محبوب کہ جیسا کہ وہ ہے، پوری طرح جانتا اور اسی طرح پورا دیکھتا عاشق ہی کا کمال ہے اور اس کی دلوں کی دے سکتا ہے جو عاشق کی  
 طرح ہو، ظاہر ہے کہ ایسا اور کوئی نہیں ہے۔

کفر و دین چیت؟ جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین توشو  
 لغت : آلائش پندار: خود را احساس خودی و انانی آلودگی۔۔۔

ترجمہ : کفر اور دین مجھ سے خود خودی یا احساس انانی آلودگی کے سوا اور کیا ہے؟ یعنی تمرا یہ خود را احساس ہی کفر اور دین ہے۔ تو اس  
 آلودگی سے پاک ہو جاؤ کہ تمرا کفر بھی تمرا دین والی بات بن جائے۔ یعنی یہ سب تفرقہ خود انسان ہی کا پیدا کردہ ہے اور نہ بغول عقلی

عارف ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ  
 عارف خواہ اسلام کا ہے خواہ کفر کا دونوں فضول ہیں، پروانہ چراغ کا عاشق ہے وہ اس کے لئے دیر و حرم کو بخش نظر نہیں رکھتا اور خود  
 بقل غالب!

مقصود باز دیر و حرم جز حیب نیست ہر جا کنیم سجدہ بدار آستان رسد  
 ترجمہ: گورہ نکا ہے۔

دوزخ تافتہ اے بہت نہایت غالب آہ از ال دم کہ دم باز پسینہ تو شو  
 لغت : دوزخ تافتہ: ایک کے سوا۔۔۔ دوزخ: نہایت تیزی طبعیت، تمرا دوزخ۔۔۔ دم باز پسینہ: نزع کا عالم۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تمرا دوزخ کا دھوکا کئی اجتم ہے۔ گویا دھوکا دینے کے وقت یعنی آخری سانس ہو گا۔ گویا غالب کا ہر سانس جنم  
 کی آگ کا ایک شعلہ ہے، تو اہل صورت گتہ آخری سانس کی قیامت کا دھوکا

## غزل # 25

دیگر از گریہ بہ دل رسم نفل یاو آمد رگ چنانہ زدم شیشہ بہ فریاد آمد

لغت : دیگر : ایک بار پھر۔۔۔ رنگ بیاں نہ دہم : میں نے جانے کی رنگ کو بھڑکا۔۔۔ رسم فغان : آؤ دیکھو کا احساس۔۔۔

ترجمہ : ایک مرتبہ پھر گریہ و زاری کرنے سے میرے دل میں آؤ دیکھو کا احساس بیدار ہو گیا۔ میں نے جانے کو ہاتھ لگایا تو سراپی فریاد کرنے لگی۔ یعنی غم عشق میں رونے سے غم میں کمی ہونے کی بجائے آؤ دیکھو کا زور ہو گیا۔ اور جب غم بلند کرنے کی خاطر شراب کو ہاتھ لگایا تو سراپی چیخا لگی۔ گویا شراب سے بھی اس غم کا مداوا نہ ہو سکا یا یہ کہ شراب بھی مداوا سے غم نہیں۔

دل در افروختش منت دامن کشید شلوم از آہ کہ ہم آتش و ہم باز آہ

لغت : در افروختش : اس (آگ) کو بھڑکانے میں۔۔۔ منت کشید : احسان نہ اٹھایا۔۔۔

ترجمہ : دل نے اپنے جلنے میں دامن کا احسان نہ اٹھایا۔ میں اپنی اس آہ سے خوش ہوں کہ جو آگ بھی نئی ہو رہی تھی۔ آگ جلاتے وقت اسے تیز کرنے کی خاطر دامن کی ہوا کا سہارا لیا جاتا ہے اور آگ بجھے کی ہوا کا اس حوالے سے عاشق کی آہ دل کو جلاتے دلی آگ بھی ہے اور اس آگ کو تیز کرنے والی ہوا بھی اور اس بنا پر اسے کسی دامن نہ بچنے کا ممنون نہیں ہونا پڑا۔

تآمدانی جگر سبک کشودن بدر است قیشہ داند کہ چما بر سر فرہاد آمد

لغت : کشودن : کھولنا پھاڑنا۔۔۔ بدر است : بیکار ہے۔ رانگاں ہے۔۔۔

ترجمہ : تو کہیں یہ نہ سمجھ لیا کہ جگر کا جگر چرنا ایک بیکار یا رانگاں سا معاملہ ہے یہ تو قیشہ کو چاہے کہ فرہاد کی کیا کیا بگو گزری۔ فرہاد نے شیون پہاڑ کو جس قیشہ سے نکالنا شیریں کی موت کی بھرتی نہیں کر اس نے اسی قیشہ سے خود کو ہلاک کر ڈالا۔ گویا فرہاد کو شیون کا جگر چھنے کی سراپی۔

داغ از گری شوق تو کہ صدور بہ دلم ہم چہاں بر اثر شکوہ بیدار آمد

لغت : صدور : سوجھ، کٹی مرتبہ۔۔۔ دلم : براش کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ۔۔۔

ترجمہ : میں جی گری بہت کی آگ میں جل اٹھا ہوں جو سوجھ یا کٹی بہاؤں سے میرے دل میں شکوہ بیدار کئے پیچھے پیچھے یا ساتھ ساتھ آتی رہی۔ گویا عاشق ایک طرف تو اس کے ہور و حتم پر شکوہ و فریاد کرتا ہے اور دوسری طرف محبوب سے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں وہ کیا کرے۔

خیز و در ماتم ما سرمہ فرو شوے ز چشم وقت مشاکلی حسن خدا داد آمد

لغت : فرو شوے : دھواں۔۔۔ مشاکلی : آؤ لٹ۔۔۔ حسن خدا داد : خدا کا عطا کردہ حسن یعنی قدرتی حسن۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب اٹھ اور ہمارے ماتم میں اپنی آنکھوں سے سرمہ دھواں۔ اب قدرتی حسن کی آؤ لٹیں لاؤقت آیا ہے۔ آنکھوں سے سرمہ دھواں یعنی وہ گویا اس غم ناک صورت حال میں محبوب کے چہرے کا حسن اور بھی گھر آئے گا۔

رفتہ بودی دگر از جا بہ خن سازی غیر منت از بخت کہ خاموشی ما یاد آمد

لغت : خن سازی : باتیں چنا چلائی کرنا۔۔۔ از جا رفتہ بودی : تو راستے سے ہٹک گیا تھا۔۔۔ منت : احسان۔۔۔

ترجمہ : تو پھر رقیب کی چالاکی میں آکر یا اس کی باتوں میں آکر ہٹک گیا تھا وہ تو کہہ کر گیا تھا یہ تو ہمارے بخت کا احسان ہے کہ تجھے اس موقع پر ہماری خاموشی یاد آگئی۔ یعنی رقیب تو بھلی باتیں کر رہا ہے اور عاشق خاموش ہے۔ اس سے محبوب کو احساس ہو گیا کہ جو چاہا عاشق ہے وہ باتیں نہیں کر رہا خاموش رہتا ہے۔

خنگ و تر سوزی این شعلہ تماشای دارد عشق یک رنگ کن بندہ و آزاد آمد



نعت : فلک و زمینی و فلک اور قسب کو جلا دینا۔ لاشاوارہ دیکھنے کی چیز ہے۔ ایک رنگ کہہ ایک رنگ کا کرنے والا برابر بنا دینے والا۔۔۔

ترجمہ : اس طے یعنی آتش خلق کا فلک اور ترددوں کو جلا دینا ایک دیکھنے کی چیز ہے۔ (یہ لفظ قتل دینے ہے)۔ خلق نظام اور آزاد دونوں کو ایک جیسا بنا دینا ہے۔ فلک سے مراد نظام یا فطرت ہزار ہا تر سے مواد آزاد یا فطرتی ہے۔ اگرچہ علامہ اقبال کا یہ شعر کچھ اور صورت حال کا ماحول ہے تاہم یہاں بھی لکھا جاسکتا ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و لیاذ  
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز  
دین پر رنکتہ و از تقسم کرد آزاد  
رحم در طینت خالم ستم ایچلو آمد

نعت : پر رنکتہ پر بھڑکنے ہیں۔۔۔ طینت: فطرت۔۔۔ رحم ستم ایچلو: ہمارا رحم جو کسی ستم کا باعث بنے۔۔۔

ترجمہ : اس نے دیکھا کہ میرے پر بھڑکنے ہیں تو اس نے مجھے بھڑے سے آزاد کر دیا۔ اس خالم کی فطرت میں رحم بھی ستم اچالنے والا ہے۔ یعنی پر بھڑنے سے پرندہ اڑنے کے قائل نہ رہا۔ اس صورت میں اسے بھڑے سے آزاد کرنا بھی ایک طرح کا ظلم ہے۔ گویا محبوب نے جو عاشق کو قید محبت سے آزاد کیا تو یہ بھی اس پر ایک ظلم ہے کیونکہ یہ آزادی ایک طرح سے قطع تعلق ہے۔

بر دو یار چہ غوغاست، عزیزاں بدوید  
خون بجا مزد سبک دستی جلاز آمد

نعت : بدوید: جلا یعنی معلوم کر۔۔۔ مزدوری اجرت۔۔۔ بدکستی: چابکدستی، پھرتی اور تیزی سے ہاتھ چلانا۔۔۔

ترجمہ : عزیز و دوستو جانورا معلوم کر کہ محبوب کے دہرے کھارو غوغاست۔ میرا خون بجا استحکام کے عزیزوں کو ملنے والی رقم جلا کر چابکدستی کی اجرت بنی گیا اس کی غرور ہو گیا۔ یعنی محبوب چاہتا تھا کہ عاشق کو یکدم نہ ہلاک کیا جائے بلکہ اسے خوب اڑتی دے دے کہ مارا جائے۔ جلا دینے پھرتی دکانی اور عاشق کو فوراً قتل کر دینا جس پر محبوب نے پیش میں آکر خود جلا کر دیا کہیں کیا۔ اس طرح عاشق کی جان بھی گئی اور خون بجا بھی گیا۔

دلورہ خویش نفسی درس خیالم غالب  
رنگ بر روے من از سلی استاد آمد

نعت : سلی: تہیز، مٹانے۔۔۔

ترجمہ : اے غالب مجھے درس خیال نے خویش غصہ عطا کیا۔ یعنی محبوب کے تصور میں میں نے جو سانس لئے وہ خون سے بھرے تھے جس کے سبب میرے چہرے پر رنگ آ گیا یعنی سرفی آگئی اور یہ سرفی گویا ایسی سرفی تھی جو استاد کے تھوڑے شاکر کے چہرے پر آجاتی ہے۔ گویا درس خیال استاد اور عاشق شاکر ہے۔

## غزل # 26

دوش کز گردش ختم تھک بر روے تو بود  
چشم سوے فلک و روے خن سوے تو بود

نعت : بر روے تو: تیرے سامنے۔۔۔

ترجمہ : کل جب میں تیرے سامنے اپنے بخت کی گردش کا لکھ کر رہا تھا تو میری نظریں آسمان کی طرف تھیں اور میرا روئے خن تیری طرف تھا یعنی باتیں تھک سے کر رہا تھا۔ گویا عاشق کی بد نصیبی جس میں آسمان کا تھکا ہے، محبوب کے ظلم و ستم کی بھی مثال ہے۔

آنچہ شب شمع گمل کردی و رفتی بہ غلاب      نغمہ پردہ کشائے اثر خوں تو بود  
لغت : گمل کردی : تو نے خیال کیا کہا۔ بہ غلاب : مجھے میں، پیش میں۔

ترجمہ : کل رات جس چیز کو تو نے شمع سمجھا اور مجھے میں چلا گیا وہ شمع نہ تھی، بلکہ میرا سانس تھا جس نے تیری نظرت کے اثر کی وجہ سے گمل کی تھی۔ یعنی محبوب آنکھیں مزاج ہے اور اس کے اس مزاج کے اثر سے عاشق کی فدا دہی کر دیا آنکھیں ہو گئی تھی جسے محبوب نے شمع سمجھ لیا اور مجھے میں چلا گیا۔

چرخ کج پاشت عن در خم دام تو گلند      نعل داؤدوں بلا حلقہ گیسوے تو بود  
لغت : کج پاشت : نیزھی چل چل گیا۔ نعل داؤدوں : انی یا محسوس نعل (بد قسمتی کی علامت) خود داؤدوں کے معنی محسوس کے بھی ہیں۔

ترجمہ : آہن مجھ سے نیزھی چل چل گیا جو اس نے مجھے تیرے چل (دام عشق) میں پھنسا دیا۔ چنانچہ تیری داؤدوں کے چرخ در خم میرے لئے مصیبت کی انی یا نیزھی نعل ثابت ہوئے۔ یعنی شب سے تیرے عشق میں گرفتار ہو انا اس رنج و دام کا ظار ہو رہا ہوں۔

دوست دارم گر ہے را کہ بکارم زو اند      کایں دہانت کہ بچست در اہرے تو بود  
لغت : دوست دارم : میں پسند کرتا ہوں۔ کایں : کہ ایسا کہ یہ۔ بچست : بچست۔

ترجمہ : میرے کام میں جو گرہ زالی کی بنا پڑی ہے، مجھے وہ پسند ہے، اس لئے کہ یہ وہی گرہ ہے جو بیش تیرے اہرے میں پڑی رہتی تھی۔ اہرے میں گرہ چنانچہ مزاج کی برسی کی علامت ہے۔ کام میں گرہ چنانچہ اپنی کام میں رکاوٹ آیا کام نہ بناتا اور یہ بد قسمتی کی علامت ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کی بد قسمتی کی وجہ محبوب کا اس سے برہم رہنا تھا۔

چہ عجب صانع اگر نقش دہانت گم کرد      کو خود از حیران رخ نیکوے تو بود  
لغت : چہ عجب : تعجب کی کیا بات ہے یعنی تعجب نہ ہو کہ۔ صانع : بنانے والا، خالق۔ کو : کہ لو کہ وہ۔ حیران : حیران کی جمع حیرت میں ڈوبے ہوئے۔ رخ نیکو : حسین چہ۔

ترجمہ : اگر خالق کائنات نے تیرے دامن کا نقش گم کر دیا یعنی بنا دھول کیا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ خود تیرے حسین چہ و حیرت زدہ ہونے والوں میں سے تھا۔ محبوب کی نگہ دہی کا باعث خود خالق کا اس (محبوب) کے حسن پر فریفتہ ہونا تھا۔ محبوب کی نگہ دہی میں بھی عاشق کے لئے بڑی دکائی ہے۔

شب چہ دانی ز تو در بزم بہ خوبی چہ گذشت      خاصہ بر صدر نشینے کہ بہ پہلوے تو بود  
لغت : چہ گذشت : (ان پر کیا گذری)۔ خاصہ : خاص طور پر۔ صدر نشین : اونچا بیٹھنے والا، محل میں سب سے نمایاں شخصیت۔

ترجمہ : کل رات تجھے کیا مسموم کر تھی وجہ سے محل میں حسینوں پر، خاص طور پر تیرے پہلو میں بیٹھنے والے صدر نشین پر کیا گذر گئی۔ یعنی سبھی اس (محبوب) کے حسن پر فریفتہ ہو گئے۔

مردان و جان بہ تنائے شہوت داوان      ہم ز اندیشہ آزدون بازوی تو بود  
لغت : مردان : مرد۔ آزدون : تکلیف دہ۔ جان و جان : جان و جان۔

ترجمہ : میرا مہر اور شہوت کی تنائیں مردانہ اندیشے کی وجہ سے تھا کہ کبھی تیرے بازو کو تکلیف نہ ہو۔ یعنی اگر محبوب کے ہاتھوں کل ہو اتنا اس کے بازو کو تکلیف ہوئی اس لئے عاشق اس (محبوب) کے ہاتھوں شہید ہونے کی تنہائی میں مر گیا۔

خدا را از نفس شطہ فطری می بوزم تا نہ دانند حریفان کہ سر کوے تو بود

لغت : شطہ فطری : شطہ تکبیر ہے۔۔۔ حریف : حریف کی جمع، و شطہ۔۔۔

ترجمہ : میں خدا کو اپنے آنکھیں سامنے سے ہارادوں تاکہ میرے حریفوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تیرا کو چہ ہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کے کوچے کو خدا سے تشبیہ دی ہے۔

دوش باد بہاری بہ گمانم انگند کایں گل و غنچہ پے قافلہ بوے تو بود

لغت : بہ گمانم : گمان : مجھے خدا حسی میں ڈال رہا ہے۔ شہدہ ہوا۔

ترجمہ : موسم بہاری ہوا کی رفتار نے مجھے اس شے میں ڈال دیا کہ یہ جو پھول کلیں ہیں وہ تیری خوشبو کے قطرے کے پیچھے جا رہے ہیں۔ بہار میں پھولوں کی کثرت ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہوا سطر ہو جاتی ہے۔ یعنی حسن محبوب میں جو شگفتگی و آذنی ہے وہ پھولوں میں بھی نہیں اسی لئے وہ اس کے پیچھے پلٹے یعنی اس کے حسن پر فریفتہ ہیں۔

بہ کف باد بہار ایں ہمہ رسولی دل کاخر از پردگیان حسن موے تو بود

لغت : بہار : خدا نہ کرے۔۔۔ کاخر : کہ آخر۔۔۔ پردگیان : پردگی کی جمع، پردہ، لٹکیں۔۔۔ حسن : حسن و زلفوں کے پیچ، خم۔

ترجمہ : خدا نہ کرے کہ یہ ہوا ہمارے دل کی رسولی کا مٹ ہے اس لئے کہ آخر وہ ذرا تیری زلفوں کے پیچ و خم کے پردہ نشین ہیں۔ سے خدا یعنی ہوا پہلی جس سے محبوب کی زلفوں کی خوشبو پھیل گئی اور یہ بات خوشبو کا پہلا ماحض کے دل کی رسولی کا مٹ ہی سکتی ہے جو ان زلفوں کے پیچ و خم میں گر لگا۔ یعنی ان پر فریفتہ ہے۔

ہم از آن چش کہ مشالہ بد آموز شود نقش ہر شیوہ در آئینہ زانوے تو بود

لغت : مشالہ : حسن کی آرائش کرنے والی عورت۔۔۔ بد آموز : برا سکھانے والا، ایسی بی بی چاہنے والی۔۔۔ شیوہ : ناز و دلوا۔۔۔ آئینہ زانو : آئینہ کی طرح زانو، ایسی ہنک والا کہ اس میں دیکھنے والے کو اپنا عکس نظر آئے۔

ترجمہ : اس سے پہلے کہ مشالہ تجھے ایسی بی بی چاہتی تھی تجھے ناز و دلوا سکھائی، ہر ناز و دلوا کا نقش تجھے آئینہ زانو میں موجود تھا۔ یعنی ہفتوں اس کے کہ مشالہ تجھے حسن کی آرائش کر کے تجھے ناز و دلوا سکھاتی، یہ سب اعداد حسن کے قصور میں پہلے سے موجود تھے۔

لالہ و گل ود از طرف مزادش پس مرگ آ چھا در دل غالب ہوس روے تو بود

لغت : ود : اکتے ہیں، پھوٹے ہیں۔۔۔ پس مرگ : موت کے بعد۔۔۔ آچھا : کس قدر ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب کے دل میں تجھے حسین چہرے کو دیکھنے کی کس قدر ہوس (خواہش) تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے حصار کے ارد گرد لالہ و گل (سرخ رنگ کے پھول) کھل اٹھے، پھوٹ چکے۔

## غزل # 27

گر چش ناز تو آلودہ بغرا ماند بہ سکندر نہ رسد ہرچہ ز دارا ماند

لغت : آلودہ : لوث کا لال، مال نصیب۔۔۔ سکندر : سکندر، غلام۔۔۔ دارا : قدیم ایران کا بادشاہ جسے سکندر نے شکست دی تھی۔

ترجمہ : اگر تجھ ناز و دلوا ایسی نصیب ہرچہ آلودہ ہاتھ جو کچھ دارا سے بچا تھا وہ سکندر کو بھی نہ ملے گا۔ سکندر کا فتح تھا اور دارا مطلق۔۔۔ مراد یہ کہ

تھوڑے باز حسن کی لوث مار کر یہ فی رقی قوسب کہہ اس لوث مار کا ظہر ہو جائے گا اور کسی کے لئے بھی کچھ نہ بچے گا یا وہ سکھو کہ بھی نہ مل سکے گا۔

دل و دینے پہ بہائے تو فرستم، حاشا دام گمیر آئندہ ز بیچاند سودا ماند

لغت : بہائے تو میری قیمت۔۔ بیچاند : کسی سوے میں دی گئی جنگی رقم۔ دام گمیر : بطور قرض وصول کر لے۔

ترجمہ : میں نے اپنا دین دل (میری قیمت) کے سوے میں بطور قیمت کے بیچا دیا یعنی دے دیا ہے۔ مگر بھی اگر اس سوے کے بچانے میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو وہ تو مجھ سے قرض کی صورت میں وصول کر لے۔ یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ میری قیمت میں سب کچھ لٹا دیا ہے اس ایک جان بقی رہ گئی ہے وہ بھی تو کسی بہانے لے لے۔

بہم پہ سودائے تو خورشید پرستم، آریے دل ز مجنوں برد آہو کہ یہ لیلیا ماند

لغت : خورشید پرستم میں خورشید کی پوجا کرتا ہوں یا کرتے والا ہوں۔ دل برد : دل چھین لیا یا لے جاتا ہے۔

ترجمہ : میں جو تحریے خلق میں سورج کی پرستش کرتا ہوں تو یہ دراصل میری ہی پرستش ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہر ایک مجنوں کا دل اٹا لیتا ہے اس وجہ سے کہ وہ لیلیا سے ملتا جلتا ہے۔ یعنی اس کی آنکھیں لیلیا کی آنکھوں جیسی ہیں اور مجنوں اسی خیال سے اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ تو عاشق جو سورج کی پرستش کرتا ہے تو اس وجہ سے کہ اس میں اس کے محبوب کے چہرے بھی چمک دک ہے۔

با وجود تو دم از جلوہ گرمی نتوان زد در گلستان تو خلاص بہ علقا ماند

لغت : با وجود تو : تحیرے ہوتے ہوئے۔ دم نتوان زد : دھوئی نہیں کیا جاسکتا۔ خلاص : مور۔۔ علقا : ایک فرضی پرندہ جس کا کوئی وجود نہیں ملتا ہے۔

ترجمہ : تحیرے ہوتے ہوئے کوئی اور اپنے حسن کی جلوہ گرمی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تحیرے گلستان میں مور علقا کی مانند ہے، یعنی نہیں ہے۔ مور ایک ظہور رح پرندہ ہے لیکن محبوب کے حسن کے مقابلے میں اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

شکوہ دوست ز دشمن نتوانم پوشید، گر فہم بجز چشیں حوصلہ فرسا ماند

لغت : نتوانم پوشید : میں چھپا نہیں سکتا۔ حوصلہ فرسا : حوصلہ گھٹانے والا ہے صبر کروینے والا۔

ترجمہ : اگر فہم بھرا ہی طور حوصلہ نہ ہا تو میری دوست (کی بد نظمی) کا شکوہ دشمن سے بھی نہ چھپا سکوں گا۔ یعنی میری قوت خفا جو اب دے جانے کی اور میں دشمن سے بھی شکوہ دوست کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

ساز آوازہ بدنامی رہزن شدن است آہ از آں خستہ کہ از پیوہ بردہ وا ماند

لغت : رہزن : گھیرا۔ خستہ : تھکا ہوا۔۔ بردہ وا ماند : راستے میں تھک کر مارا ہوا ہے۔ پوہ : چلتا۔

ترجمہ : افسوس ہے اس مجھے بارے مسافر پر جو راستے میں چلتے سے رہ جائے تھک کر راستے ہی میں بیٹھ جائے، اس لئے کہ اس کی یہ حالت لیرے کی بدنامی کے شہر کا ساز بننے کی بجائے اس کی بدنامی کا چہ چاہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مسافر کا لٹا رہزن کے لئے ہے جو آسان ہے اور یہ اس کی بدنامی ہے۔

بندہ اے را کہ بہ فرمان خدا راہ رود نہ گذارند کہ در بند زلفا ماند

لغت : بہ فرمان خدا : خدا کے حکم کے مطابق۔۔ راہ رود : چلتا یعنی فرمان پر عمل کرتا ہے۔ نہ گذارند : نہیں چھوڑتے یعنی اسے (چھوڑنے) نہیں دیتے۔ زلفا : قدر اسے چھوڑنے سے بچاتا ہے۔

ترجمہ : جو انسان اللہ کے فرمان پر چلا ہے یعنی اس کے مطابق عمل کرتا ہے اسے خداوند خداوندانہ کی قید میں نہیں سمجھتے رہتا۔ حضرت یونس علیہ السلام سے حلق قرآنی جمع ہے۔ چونکہ حضرت یونس علیہ السلام تلخ فرمان خداوندی تھے اس لئے ذائقہ کی قید میں رہتے ہوئے بھی یاس کے ظلم ہوتے ہوئے بھی آزاد تھے۔

مرد بہ بلخ از افق سرو شے کرد طلوع سرو گفتند بدان ماہ سراپا ماند  
لغت : افق سرو کے پیچھے سے۔ ماہ سراپا چاند کے سے سراپا والا یعنی محبوب۔ سراپا: سرتاپا۔

ترجمہ : ایک رات چاند سر کی پچھلی جانب سے طلوع ہوا تو سب نے کہا کہ یہ سرو تو سراپا اس ماہ کی مانند ہے۔ محبوب کے قہ کو سرو نے تشبیہ دی جاتی ہے اور اس کے صحن کی چمک، دمک کو چاند سے۔ چاند کی روشنی سرو پر پڑی تو دیکھنے والوں نے اسے محبوب قرار دے دیا۔

بعد صد شکوہ بہ یک عذر تسلی نہ شوم کایں چنین سر ز سروی بہ دادا ماند  
ترجمہ : میں نے سیکڑوں شکوے کئے ہیں، لیکن کے جواب میں ایک معذرت سے میری تسلی ممکن نہیں، کیونکہ اس قسم کی محبت اپنی سروسری کی بنا پر محض ظاہری دلدراست (مصلحہ مثالی) ہے۔

در بغل دشت نعل ساخت غالب امروز مگذارد کہ ماتم زوہ تنہا ماند  
ترجمہ : غالب نے آج اپنی نعل میں نجر چھپا رکھا ہے۔ آج اس ماتم زوہ یعنی فہم زوہ (غالب) کو علانہ رہتے رہتے یعنی ڈر ہے کہ اکیلا رہا تو علم کے انھوں کہیں خود کو ہلاک نہ کر دالے۔

## غزل #28

در کلبہ ما از جگر سوختہ بو برد بلا گلہ سنجید و شہادت بہ عدد برد  
لغت : کلبہ : بھونچڑی۔ گلہ سنجید: گلہ شکوہ کیا۔ شہادت کسی کی بد حالی پر خوش ہونا۔

ترجمہ : محبوب کو ہماری بھونچڑی (غضب خطنے) سے ہمارے چلے ہوئے جگر کی بو آئی تو اس نے اس ضمن میں ہم سے تو گلہ کیا کہ آیا کیوں ہو؟ نہ ہونا چاہئے تھا، بلکہ رقیب کے پاس جا کر رخصت کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ محبوب کی حتم غرضی بھی ہے اور معصفت بھی۔ خواہم کہ برد نالہ غبارم ز دل دوست چوں گریہ تن زار مرا زان سر کو برد

لغت : برد : لے جانے، نکال دے۔ غبار زہا: میرا غبار، میری کمزوری۔

ترجمہ : چونکہ میری گریہ و زاری کے سبب آنسوؤں کا سیلاب میرے تحفہ جسم کو بہا کر اس کے کپے سے باہر لے گیا اس لئے میں اب چاہتا ہوں کہ میرا دلہ فریاد محبوب تک پہنچ کر اس کے دل سے میرے بارے میں کمزوری کو دھو دالے۔ یعنی اس کے آگے دو کر اپنا حال زار خطنے سے تو اس کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوگا، اب فریاد کر کے بھی دیکھ لیتے ہیں کہ شاید اس فریاد سے اس کا دل نرم پڑ جائے۔

بمرو روش کوثر و حوریں کہ دم مرگ ذوق سے ناب و ہوس روے نگو برد  
لغت : بمرو روش: اس کے ساتھ چلتی ہیں۔ روے نگو: حسین چہرہ۔

ترجمہ : جو شخص میرے وقتے خاص شراب کا ذوق اور حسین چہرے کی ہوس لے کر اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے، کوثر اور حوریں اس کے ساتھ جاتی ہیں۔ یعنی سے ناب اور روے نگو میں ہمیشہ کی سی کیفیت ہے سے ناب گویا کوثر اور روے نگو حور ہے۔

بستد رو جرد آہے یہ سکندر در پوزہ گر میکدہ صبا پہ کدو بد  
 لغت : جرد آہے پانی کا ایک گھونٹ۔۔۔ درج ذلہ گر: بیکہ مانگے والا۔ ہنگامی۔۔۔

ترجمہ : سکندر (ع علیہ السلام) کو پانی کے ایک گھونٹ کا راستہ بد کروا گیا جبکہ میکدہ کا ہنگامی اپنا کدو یا مشکول شراب سے بھر کر لے گیا۔  
 (سکندر مختصر کے ساتھ آپ حیات کی حالات میں کیا تھا لیکن مٹھرنے والی لایا اور سکندر محروم رہا۔) میکدہ کا تفسیر شراب بھی قابل چچ کا تو نہا  
 بھر کر لے گیا۔ مطلب یہ کہ بد شاہوں کو دولت نصیب نہیں ہو غلطی کے اوئی گدائوں کو نصیب ہے۔

دی دند پہ ہنگامہ فحل کرد عس را سے خورد و ہم از میکدہ آہے بہ سپو بد  
 لغت : فحل کرنا: شرمندہ کر دینا۔۔۔ عس: کو قاتل، قاتلیدار۔۔۔ سپو: پیالہ۔۔۔

ترجمہ : کل ایک دند نے ہنگامہ کر کے (یعنی سکندروں کے شور شرابے نے) کو قاتل کو شرمندہ کر دیا۔ اس لئے کہ اس (کو قاتل) نے شراب  
 پانی اور جانی دھن پیالے میں پانی لے کر لیا۔ کو قاتل کا فرض ہو ا تھا کہ وہ سکندروں کی سرزنش کرے اس کی پکڑ عکڑ کرے، لیکن کو قاتل اپنا  
 یہ فرض بھول کر خود سکندروں کے شور شرابے میں غم ہو گیا اور اس نے اپنی شراب پانی جو اس کی شرمندگی کا باعث بنی۔ جاتے وقت اس کا  
 پانی لے جاتا اس بات کی دلیل ہے کہ یا تو فتنے میں اس نے پانی کو شراب کھ لیا یا پھر شرمندگی کے باعث اسے مزید شراب مانگتے کا نہ سدا۔

۱۰۱۔

بر ما غم تبار دل زار سر آمد دیوانہ ما را صنم سلسلہ مو بد  
 لغت : تبار: کسی مریض کی دیکھ بھل اور احوال پر سی۔۔۔ سر آمد: ختم ہو گیا۔۔۔ سلسلہ مو: تھکری پانی زلفوں والا۔ محبوب۔۔۔

ترجمہ : ہمیں اب اپنے دل زار کی تبار داری کا فہم یا فریضہ ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے دل دے ائے، یعنی دل دیا نہ کو تھکری پانی زلفوں والا محبوب امیر  
 کر کے لے گیا ہے۔ سلسلہ دیکھ کر کہتے ہیں۔ اس حالے سے زلفوں کے چچا دم کے لئے سلسلہ کا قطعہ استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارا دل  
 اس کی زلفوں کا امیر ہو گیا ہے۔

ما را نہ بود ہستی و او را نہ بود صبر دستے کہ زاشت بہ خون کہ فرو بد

لغت : ہستی: وجود، جان، مراد طاقت یا سکت۔۔۔ دست: شستہ ہاتھ دھوا، دست بردار ہوا۔۔۔ بہ خون کہ: کس کے خون میں۔۔۔ فرو: ذلیل رہا۔۔۔

ترجمہ : ہم میں اب وجود و رحم برداشت کرنے کی صفت و طاقت نہیں رہی اور اس میں صبر نہیں ہے ابھی محبوب غم و حتم کے بغیر ہمیں سے  
 نہیں چھٹ سکا۔ دیکھتا ہے کہ وہ ہم سے دست بردار ہو کر امیں چھڑا کہ اب کس کے خون میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے یعنی کس کے خون کا  
 پیاسا ہے۔ یہ صورت حال ماضی کے لئے باعث رشک ہے کہ محبوب کسی اور کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔

دلدار تو ہم چوں تو فریبہ نگارے ست در حلقہ وفا یک دلم آورد و دو رو بد

لغت : چوں: تو، ہماری طرح۔۔۔ فریبہ نگارے: ایک فریب دینے والا یا دلربا، معشوق۔۔۔ حلقہ: محفل، ہجوم۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تیرا دلدار بھی تیری طرح ایک دلربا معشوق ہے۔ مجھے جب وفا تیری ہوم میں لائی تو میرا دل ایک قاتل اور اب کہ  
 واپس جا رہا ہوں تو میں دو رو ہوں یعنی میری توجہ دو طرف ہے ایک تیری طرف اور دوسری تیرے دلدار کی طرف جس نے مجھے بھی اپنی  
 محبت کے جال میں اسیر کر لیا ہے۔

یک گریہ پس از ضبط دو صد گریہ رضا آں زہر تو انم ز گلو بد

لغت : رضا: اجازت دے۔

ترجمہ : میں نے دو سو مرتبہ (یعنی کئی مرتبہ) گریہ و زاری کو ضبط کیا ہے۔ اب اس کے بعد ایک مرتبہ تو رونے کی اجازت دے دے تاکہ اس زہری (یعنی گریہ) میں گلے سے ٹھل سکیں۔ یعنی رونے سے یہ زہری ختم ہو جائے۔

نادر : کنویاں زمرقادی غالب گوئی ہے گرو پرو دے را کہ ازو بود  
لغت : کنویاں : حینوں میں۔ گرو : گروہ، گروہی، رہیں۔

ترجمہ : وہ محبوب، غالب کی، اس کی محبت میں گرفتاری پہ حینوں کی مٹھل میں بند کرنا ہے، گویا وہ دل (یعنی عاشق کا دل) اور اسی کا تھا، اسی کی ملکیت تھا، اس نے غریب رکھا تھا۔ یعنی جب غالب کا دل ہی اس کا تھا تو پھر غالب کی اس سے محبت پر نادر کرنے کا کیا شک تھا۔

## غزل # 29

نواں صنم من روش کارِ ندانم بر ہر کہ کند دم سر از بارِ ندانم

لغت : نواں : سرور، ہلاکت، سید، حسانا۔ روش کار : کام، لاطیف، لالچ۔ سر از بارِ ندانم : سرور و بوج میں لڑتی نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : میرے سونے والے، مجھے بے محبوب کو کام لالچ نہیں آتا۔ وہ جس کسی پر دم کرتا ہے اس کے سرور سے مجھ میں لڑتی نہیں کر سکتا۔ یعنی محبوب کسی پر دم کرتے ہوئے اس کے سرکار و بوج بٹا کرنے کی بجائے اس کا سری اٹکھ دیتا ہے۔ گویا اس طرح وہ سمجھتا ہے کہ اس نے اس شخص کے سرکار و بوج بٹا کر دیا ہے۔

بے دشت و خنجر نبود معتقد ز غم دہائے عزیزاں ہے غم افکارِ ندانم

لغت : دشت : چھری، خنجر۔ معتقد : اعتقاد کرنے والا، قائل۔ عزیزاں : عزیز کی جمع، یعنی پیارے مراد محبوب کے چاہنے والے۔ افکار : زخمی۔

ترجمہ : محبوب صرف دشت و خنجر کے لگائے ہوئے دلوں کا قائل ہے اور کسی دوسرے دغم کا معتقد نہیں، جب کہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں موجود غم کے دغم کے بارے میں لاطم ہے یا یہ کہ ان دلوں کو وہ دغمی ماننے کو تیار نہیں۔

برقش لب بادیہ سوزد دلش از سر اندود جگر تکتے دیدارِ ندانم

لغت : برقش لب بادیہ : بیابان میں چلنے والا پیاسا۔ جگر تکتے دیدار : دیدار کا بے حد پیاسا۔

ترجمہ : بیابان کے پیاسے دھن پر تو محبت کے باعث اس کا دل، جتنا ہے جبکہ دوسری طرف اسے دیدار کے پیاسے یعنی عاشق کے غم و اندود کا پتا نہیں۔ یعنی دور دلوں اور معمولی تکلیف دلوں کے لئے تو اس کے دل میں جی محبت یا جذبہ ہمدردی ہے اور عاشق کے درد سے ہمدردی اس کے دیدار کی خاطر بڑھ چلا ہو رہا ہے، وہ بالکل ناخوش ہے۔

گویم سخن از رنج و بہ راحت کندش طرح روز سے از سایہ دیوارِ ندانم

لغت : راحت کندش : طرح سے راحت کچھ لیتا ہے۔

ترجمہ : میں اس سے اپنے دکھ و درد کی بات کرتا ہوں لیکن وہ اسے راحت کچھ لیتا ہے، گویا اسے تکیہ دن اور سایہ رات میں لڑتی کرنا نہیں آتا۔ تکیہ دن سے مراد نچوٹم اور سایہ رات سے مراد راحت ہے۔

دل را بہ غم آتش کدہ راز نہ سنجہ دم را بہ آف نالہ شرور بار نداند

لغت : نہ سنجہ : نہیں جانتے، یعنی اندازہ نہیں کرتے۔ آف جلہ : فریادی گری۔۔۔ شرور بار : چنگاروں پر سالے لگے۔۔۔

ترجمہ : وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ عاشق کا دل غم کے باغوں آنکھوں رازیں جانتا ہے، جبکہ اس عاشق کی فریادی گری سے اس عاشق کے سانس کے شرور باریں جلنے لگیں اسے کوئی علم نہیں ہو سکتا ہے، محبوب کی عاشق سے بے حد بے اعتنائی اور بے نیازی کی دلیل ہے۔

عنوان ہوا داری احباب نہ بیند پلایان ہونٹاکی اغیار نداند

لغت : عنوان ہوا داری : غیر خواہی کی بچان۔۔۔ پلایان : اہلام۔۔۔ احباب : احب یا محبوب کی جمع، دوست، خاص دوست۔۔۔ اغیار : قبر کی جمع، دوسرے لوگ، رقیب۔۔۔

ترجمہ : اسے نہ تو اپنے خاص دوستوں کی بچان ہے اور نہ وہ رقیبوں کی ہونٹاکی کے اہلام سے آگاہ ہے۔ ظاہر ہے خاص عاشق کا عشق ہوس سے خالی ہو گا ہے، جبکہ رقیب کا عشق صرف اپنی ہوس پر مبنی کرنا ہو گا ہے اور جس کا اہلام اچھا نہیں ہو گا۔

دشوار بود مردان و دشوار تر از مرگ آنست کہ من میرم و دشوار نداند

ترجمہ : اگرچہ مرد دشوار ہے لیکن موت سے بھی زیادہ دشوار یہ بات ہے کہ میں میرم اور وہ اسے دشوار نہ سمجھے۔ عاشق محبوب کی خاطر موت کو گلے لگاتا ہے یہ موت دشوار کام ہے لیکن محبوب ایسا حتم طرف ہے کہ اس کے نزدیک یہ کوئی دشوار کام نہیں۔

دائم کہ نہ دانست و نہ دانم کہ غم من خود کمتر از آن است کہ بسیار نداند

ترجمہ : میں جانتا ہوں کہ اسے (محبوب کا میرے غم کی خبر نہیں لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرا غم بھی اس مرحلے میں نہیں آیا جس میں اس غم کے مزید بڑھنے کی توقع ہوتی ہے۔

از ناکسی خویشی چہ مقدار عزیزم در عیدہ خوادم کند و خوار نداند

لغت : ناکسی : گھٹیا، حقیر ہونا۔۔۔ عزیزم : عزیز میں عزت والا ہوں۔۔۔ عیدہ : لڑائی، کشمکش۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی ناکسی کی وجہ سے کس قدر عزت والا ہوں کہ وہ (محبوب) مجھے خاص محبت میں دلیل و خوار کرنا ہے لیکن میری مجھے دلیل و خوار نہیں سمجھ سکتا، ممکن ہے اس کی یہ وجہ ہو کہ وہ مجھے دلی طور پر عزیز سمجھتا ہے۔

گرم سر آوازہ آزلوگی خویش صدورہ ندیم بند و گرفتار نداند

لغت : آوازہ : شہرت۔۔۔ آزلوگی : آوازہ دہی۔۔۔ صدورہ : سوجھ۔۔۔ ندیم بند : وہ مجھے امیر کرنا ہے۔۔۔ گرم سر : قربان جانوں۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی آوازہ دہی کی شہرت، قربان جانوں کے محبوب مجھے سوجھ یا سوجھ سے اپنا امیر کرنا ہے اور میری مجھے امیر نہیں سمجھتا۔ یعنی محبوب عاشق کو اپنے دام محبت میں پھنسانے کے لئے جو بھی طریقہ یا انداز اختیار کرنا ہے عاشق کے لئے اس میں ہدیہ دہی دہی ہے اسی لئے عاشق اپنی آوازہ دہی، قربان جانوں کو تیار ہے۔

فصلے ز دل آشوبی برسانید تاچند بخود عظیم و فخرار نداند

لغت : فصلے : کوئی باب، کوئی فصل۔۔۔ دل آشوبی : دماغ سے دل کو پریشانی لاحق ہونا۔۔۔ بخود عظیم : اپنے آپ میں کڑھار ہوں، بڑھاپا و کب دکھا کر ہوں۔۔۔ تاچند : کب تک۔۔۔ برسانید : پڑھو، لکھو۔۔۔

ترجمہ : دماغ سے دل کو کھ پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کا ہی تو راز اس قدر (فصلے) پڑی کتاب کا ایک باب یعنی کچھ حصہ اس لئے کہ میں کب تک اپنے آپ میں کڑھار ہوں گا اور میرا غم خوار میری اس حالت سے بے خبر رہے گا۔ شاید اس ذکر سے میرے دل کو کچھ سکون



بھرا آجائے کہ میرے اس دردِ غم کا علاج ممکن نہیں۔

چنانچہ بر آں رندِ حرام است کہ غالب در بخودی اندازۂ گفتار = خدائے  
ترجمہ : اے غالب! اس رند پر ہم شرابِ حرام ہے جسے سنی کے عالم میں اپنی گفتار کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یعنی اس حالت میں اسے آداب  
مکتھویانہ دین اور یادہ کوئی پر اتر آئے۔

### غزل # 30

خوشاک گنبد چرخ کس فرو ریزو اگرچہ خود ہمہ بر فرق من فرو ریزو

نعت : خوشاک اچھی بات ہے۔۔۔ گنبد چرخ کہنے پرانے پے کا گنبد، مراد آسمان۔

ترجمہ : بڑی خوشی کی بات ہوگی اگر گنبد چرخ کس گر پڑے، اور چنگ وہ سارا میرے ہی سر پر آ پڑے۔ انسان کے حقد کو گردشِ آسمان  
سے داپڑے کیا گیا ہے اور یہ گردش کسی کی بھلائی اور خوش خلقی نامیائیں کم ہی دیکھ بھی میں کرتی۔ اسی لئے شعر آسمان کے گرنے کی تمنا کا  
اعتماد کرتا ہے۔

بریدہ ام رو دورے کہ گر پشاشم بجائے گردِ رواں از بدن فرو ریزو

نعت : بریدہ ام میں نے طے کیا ہے۔۔۔ رو دورے: اتنی طویل راہ مت لہا راست۔۔۔ پشاشم: میں بھانوں۔

ترجمہ : میں نے اس قدر طویل اور لہا راست طے کیا ہے کہ اگر میں اپنے بدن کو بھانوں تو اس سے گرد کی بجائے جان بھڑ جائے۔ بھول  
حال۔ "یہ فحش ہے اس محنت و مشقت کی جو فکر شعر اور تخیل فنِ سخن میں قائل نے کی ہے۔"

ز جوش شکوہ بیداو دوست می ترسم مہلو مر سکوت از دامن فرو ریزو

نعت : می ترسم: میں ڈرتا ہوں۔۔۔ مہلو: خزانہ کرے۔۔۔ مر سکوت: خاموشی کی مر۔

ترجمہ : میں محبوب کے جو روح کے شکوے سے اس حد تک پر ہوں کہ ڈرتا ہوں کہیں خاموشی کی مر سے نہ گر جائے۔ یعنی میرے  
لئے اس شکوے کو خنیا کرنا مشکل ہے اور ڈرتا ہے کہ نہ سے یہ شکوہ نہ نکل جائے اور یوں میری خاموشی ختم ہو جائے۔

دہد بہ مجلسیں بارہ و بہ نوبت من بہ من نماید و در انجمن فرو ریزو

ترجمہ : ہل محل کو تو وہ (محبوب) شراب دیتا ہے اور جب میری باری آتی ہے تو وہ مجھے دکھا کر شراب لے کر ادا ہے۔ محبوب کی حتم  
عمر کی بات کی ہے۔

مرا چہ قدر بہ کسے کہ ناز نیل را غبار بادید از بزمین فرو ریزو

نعت : بہ کسے کہ: اس کو کسے میں جاں۔۔۔ بادید: محروم یا بلیں، جنگ۔

ترجمہ : اس کو کسے میں میری کیا قدر ہوگی جس جڑ نیل کے لہاس سے بیلان کا گرد و غبار بھڑ جاتا ہے۔ چاہا یہ کتنا قصور ہے کہ میں تو اس  
گرد و غبار سے کم حیثیت کا ہوں بلکہ میری دہلی کیا قدر ہوگی۔

ز خار خار چمن کس چہ نالی کہ شک بہ رشت خواب گل و یاسمن فرو ریزو

نفت : ہمارے کوئی طاقت۔۔۔ ایک آگ۔۔۔ رحمت طواریہ بہتر۔

ترجمہ: ایسے (محبوب) کی خلعت کی جیٹن ٹانگیاں تھو، جو کل دوا من کے بستریں لائے گئے تھے۔ گویا حسین اور نازک انعام محبوب کے عظم ویدہ اویں بھی بڑا لطف ہے۔

ترا کہ عالم نازی پر غمزدہ بستاید کسے کہ گل چہ کنار چمن فرو ریزو۔

نعت : عالم بازی: تو ہر ناز و ادرا کی دنیا ہے یا مجموعہ ہے۔۔۔ نغمہ: ہر نغمہ آواز کا اثر ہے۔۔۔ ہستی: تعریف کرے۔۔۔

ترجمہ : جو عالم ناز ہے، ترجمے نازدارا کی اسی تعریف کرے گا جو جن میں پھول گرا نا ہے۔ چاکا مراد ہے کہ جو صحیح معنوں میں حسنِ شائس اور ادا شائس ہے وہی ترجمے نازدارا سے متاثر ہو کر تعریفِ تعریف کرے گا۔

کمن ۛ پرچشم از شکوه منع کاین خویش که خود را زظم دم دو نقش فرد و یزد

ملّت : چہرہ شرم، صبری اور دلیری کر کے۔۔ کہیں کہ ہیں، کہ یہ۔۔۔ دو نقش: سنا۔۔

ترجمہ: تو میری احوال پرسی کر کے مجھے شکوہ گاہ کرنے سے مت منع کر دیا کہ یہ وہاں خون ہے جو زخم کو بچنے وقت زخم سے خوب جاتا ہے۔ احوال پرسی گویا زخم کا سہارا ہے اور شکوہ گویا خون کا سہارا ہے۔ یعنی عاشق کے سہارے شکوہ خود بخود نکل جاتا ہے۔

یہ من بے باز و بدال غنہ ہے یہ جام مرز کہ ہوشم از سر و تیم ز تن فرد روز

لغت : ہمارا، موافقت کر۔۔۔ غمزہ : آنکھوں کا اشارہ، مراد غمزہ کرنے والی نظریں۔۔۔ مزہ : مت ذلیل، مت احمق۔۔۔

ترجمہ : تو میرے ساتھ موافقت کر، صلح و آشتی سے کام لے اور اپنے اس غم کو سے جام میں شراب نہ ڈال لیکن اپنی مست اور نشہ آور نظریں مجھ پر نہ ڈال، اس لئے کہ اس سے میرے سر سے ہوش جا نازتا ہے اور بدن میں تک و تواس نہیں رہتی۔ بقول میر معینؔ !

تلا کہ صرف خرابی ہے گردش شب دروز کہ گھر کے گھرتیری آنکھوں نے ہیں چاہ کے

یہ نوبت ہوا کہ ابھی آپ در دہن کر رہے تھے کہ خورہ مرا از دہن فہو ریخت

نفت : زیس : ازیس بہت زیادہ۔۔۔ آپ درد بھی گرو : میں پانی پھر نہ لکے ہے یعنی میں پانی پھر آتا ہے۔۔۔ عے غور وہ جو شراب  
 دیکھائی نہ لگے۔۔۔

ترجمہ : شراب کے ذائقہ میں یا شراب کی لذت کو یاد کر کے میرے حوصلے میں اس قدر پانی بھر آتا ہے کہ گھٹکا ہے میرے منہ سے وہ شراب گر رہی ہے جو ابھی میں نے نہیں پی۔ شراب سے انہی نے حد دلچسپی کا کر لیا ہے۔

بهری از آنگه به محشر ز طرد طرار دل شکسته ام از هر شکن فرد ریخ

الفن : الفرس : ذو - طوطا : مقلد للطيور - فكل : علم : حج -

ترجمہ : اس بات سے ڈار کہ روزِ محشر تیری شکستہ حالیِ دافنوں کے ہر ہر چچا و دم سے میرے نوٹے ہوئے دل کا ایک ایک ٹکڑا کرے گا۔ لیکن جب روزِ محشر محبوب کی دافنوں کے چچا و دم ہو جائیں گے اور اس کے نتیجے میں اگلے ہوئے دل گر جائیں گے تو محبوب پر اس وجہ سے گرفت

وہ اسے جواب اور جواب پہنچانے لگا۔

روایت غالب اگر در قافض کوئی که از جس ز

نات : ذرا غلطی اس کے ہوتے ہوئے موتی۔۔۔ رداست : رداست جانکو ہے رداست ہے۔۔۔  
 قریم : اسے غالباً محبوب کے ہونوں سے مضحکہ کے موقع پر، جس رداست سے باتیں لگتی ہیں تو اگر انہیں بولتے ہوئے موتی کے تو جابہا

### غزل # 31

اگر بہ دل نہ غلط ہو چہ از نظر گذرو زبے روانی عمرے کہ در سطر گذرو

نعت : نہ غلط : نہ چپے مرہو بھلے۔۔۔ از نظر گذرو : نظر سے گذرنا ہے، نظر دل میں آتا ہے، دکھائی دیتا ہے۔۔۔ زبے : خوب۔۔۔  
ترجمہ : مولانا دل کے سلاخی۔۔۔ مر کا سطر میں گذرنا ملت ہو ہے۔ بطوریکہ جو کہہ نظر سے گذرے اس پر انسان فریفتہ نہ ہو جلا کرے۔  
بہ وصل لطف بہ اندازہ قفل کن کہ مرگ نقشہ بود آب چون از سر گذرو  
نعت : لطف : مہربانی۔۔۔ قفل : قوت برداشت۔۔۔

ترجمہ : وصل کے موقع پر مہربانی و اسی کی جتنی برداشت کر سکیں کیونکہ پیاسے کے لئے وہ پانی موت کا باعث بن جاتا ہے جو سر سے گذر جائے۔ یعنی اگر زیادہ مہربانی کی تو اس کے نتیجے میں زیادہ دہلی خوشی موت کا باعث بن جائے گی۔۔۔ دوسرے مصرعے میں مثال سے بات واضح کی ہے۔ گویا اس میں صفت تشبیہ کی ہے۔

ہلاک تار خوشم کہ در دل شبسا دود بہ عہدہ چنداں کہ از اثر گذرو

نعت : دود : دھڑا ہے۔۔۔ بہ عہدہ : لڑنے کے لئے، لکھنے کے لئے۔۔۔ در دل شبسا : آدمی آدمی رات کے وقت۔۔۔  
ترجمہ : میں اپنے ہی تار و تار کا مارا ہوا ہوں جو آدمی آدمی رات کے وقت مجھ سے لکھنے کے لئے اس ہیڑی سے دودھ آتا ہے کہ اس کا اثر جاتا رہتا ہے۔ نلے کا آدمی رات کے وقت عاشق سے الگ ہوا گویا نلے کی بے اثری ہے اور یہی ہے اثری تار و تار کرنے والے یا عاشق کو لے اڑتی ہے۔

ازیں اوریب نگاہں حذر کہ ٹلوک شل بہ ہر دے کہ رسد راست از جگر گذرو

نعت : اوریب : نگاہیں یا اوریب نگاہیں : ترجمہ : نگاہوں والے، حسین۔۔۔ حذر : بچاؤ۔۔۔ راست : سیدھا۔۔۔  
ترجمہ : ان ترجمہ نگاہوں والے حسینوں سے بچاؤ لے کر کیونکہ ان کا حیر جس دل پر بھی چڑھتا ہے سیدھا بکر کے پار ہو جاتا ہے۔ ان نگاہوں میں اتنی دلکشی ہے کہ دیکھنے والا ہے حد فریفتہ ہو جاتا ہے۔ یا بقیل میر مثنوی!

غلط کہ صرف قربانی ہے گردش شب دروز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہمیں تباہ کئے

سوتا کا اس سے ملتا جلتا ہے شعر ہے!

ٹلوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

نفس ز آبلہ ہلے دلم بر آرد سر چنانکہ رشتہ دو آسمون از کر گذرو

نعت : آبلہ : چھلکا۔۔۔ بر آرد سزا سزا کا ہے، امر ہے۔۔۔ چنانکہ : جس طرح۔۔۔ رشتہ : دھاک۔۔۔ آسمون : پروردگار۔۔۔  
ترجمہ : میرا سانس میرے دل کے چھلکوں سے ہوں سزا کا ہے، امر ہے، ایسے سوتی پر دتے وقت دھاک موتیوں میں سے گذرنا ہے۔ یا باہر آتا ہے۔ چھلکے کو سوتی سے تشبیہ دی۔ یہ بھی صفت تشبیہ کی ہے۔

حریف شوقی اجڑا ہے نالہ نیست شرور کہ آں بھوں جمد و اس ز خارہ در گذرو

لغت : حریف: حریف، مقابل۔ بھوں جمد: باہر نکلا ہے۔ خارہ: خنجر۔ اس: یعنی تیر۔

ترجمہ : شرور ہمارے ہاں کے اجڑا کی تیزی کا حریف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ تو اشرار پتھر سے ابھر کر باہر آتا ہے ابھر کر نکلا گئے تو چنگاریاں نکلتی ہیں، جبکہ ہمارا تلہ خنجر میں سوراخ کر کے گذر جاتا ہے۔ اپنے تلے کی انتہائی تیزی کی عکاسی کی ہے۔ پتھر شہت کی فریاد ہے۔

کنہ خدنگ تو قطع خصوصت من وغیرہ مرا خود از دل و اورایم از نظر گذرو

لغت : خدنگ: خنجر، سوراخ کا تیر۔ خصوصت: دشمنی۔ کنہ: قطع: کاٹنا یا ختم کرنا ہے۔

ترجمہ : تیری تلہ کا تیر میری اور رقیب کی باہمی دشمنی ختم کر دیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ تیر جہاں میرے دل کے پاؤں ہو جاتا ہے وہیں اس (ارقیب) کی نظر سے گذر جاتا ہے۔ یعنی عاشق تو ان نگاہوں پر کار ہو جاتا ہے جبکہ رقیب ان اکائی اثر میں لیتا نظر سے گذرنا یعنی کوئی چیز سامنے سے گذرتے ہوئے نظر آئی اور آگے نکل گئی۔

ز شطہ خیزی دل بر مزار باچہ عجب کہ برق مرغ ہوا را ز بل و پر گذرو

لغت : شطہ خیزی: شطہ اٹھنا۔

ترجمہ : ہمارے دل سے جو شطے اٹھ رہے ہیں ان کی بنا پر اگر وہ مزار پر نظر آ رہے ہیں، کوئی عجب کی بات نہ ہوگی اگر بجلی یا مین ان سطحوں کی بجلی ہو ا کے پرندے کے بال و پر سے گذر جائے۔ مرغ ہوا سے مراد خود ہوا ہے۔ یعنی ان سطحوں میں اتنی تیزی ہے کہ ان سے ہوا بھی بل جائے۔

فکست باب عدم نیز ہم چہاں پیدا ست بہ صورت سر زلفے کہ از کمر گذرو

لغت : عدم: نہی۔ ہم چہاں: اسی طرح۔ پیدا ست: ظاہر ہے۔ فکست: ٹوٹ پھوٹ، شکلی۔

ترجمہ : عدم میں بھی ہماری شکلی اسی طرح نکلیں گے جس طرح محبوب کی زلف اس کی کمر ا جس کا ہوا نہیں ہے، یعنی نہایت چمکی کمر میں سے گذر جائے اور اس (ازلف) کا ٹھکانہ بال ہن بدستور برقرار رہے۔ محبوب کی ہنکی کرہ ہر شاعر نے اپنے رنگ میں بات کی ہے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے۔

میاں سنخے نہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے کس طرف کو ہے، کدھر ہے

خوشا گلے کہ بہ فرق بلند بلا نیست وہ ز شلغ و ازیں سبز کلغ بر گذرو

لغت : فرق: سر۔ خوشا: خوب ہے، خوش قسمت ہے۔ بلند بلا: بہت اونچا مراد محبوب کا اونچا ہونا۔ سبز کلغ: سبز عمل، مراد آسمان۔

ترجمہ : وہ پہل کس قدر خوش قسمت ہے جو بلند بلا محبوب (مراد) محبوب کے سر پر لگا ہوا ہے، اس لئے کہ وہ شلغ سے پہرہ اور اب اس صورت میں وہ آسمان سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ محبوب کے لیے تو کی انتہائی دلکشی کی بنا پر اس کے سر پر لگے ہوئے پہل کو طوف بہت کہا ہے۔

دلغ عمری دل رساندن آسں نیست چہا کہ بر سر خاردا زیشہ گر گذرو

لغت : دلغ: رساندن: بہت خوش ہونا۔ عمری: طے: دل کا وطن، مسرت۔ خاردا: خنجر۔ چہا: کہاں یا کدھر، کس قدر۔ زیشہ گر:

شیش جاتے والا۔۔

ترجمہ : دل کے عرقان کی ہے حد نہرست و لذت کا سلسلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ دیکھ لو کہ شیش گر کے ہاتھوں سخت ہجر کیا کیا کچھ گذرتی ہے۔ یعنی ہجر کو بکھار کر شیش جاتے ہیں۔ کسی مرتبہ اسے بکھلانے کے بعد وہ صحیح شیش بنتا ہے، گویا اس عرقان و نہرست کے لئے انسان کو بڑے نفس سرے لے کر رہنے پڑتے ہیں۔

حریط منت احباب نیستم طالب خوشم کہ کار من از سعی چارہ گر گذرد

لغت : منت : احباب۔۔ چارہ گر : علاج کرنے والا۔۔ حریط : مقلد، مواہر وراثت کرنے والا۔۔

ترجمہ : اے طالب! مجھ میں دوستوں کے احسان اٹھانے کی ہمت نہیں۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میرا معاملہ اب کسی چارہ گر کی کوشش سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ خود بقول طالب :

درد منت کشی روا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

## غزل # 32

شوقی چشم صیب فتنہ ایام شد قسمت بخت رقیب گردش صد جام شد

لغت : فتنہ ایام : نائنے کا تھ۔۔ گردش صد جام : سو جاموں کی گردش، جاموں کی مسلسل گردش۔۔

ترجمہ : محبوب کی شریخ نکلی دینا والوں یعنی ہر شخص کے لئے تھکے پیرا کر دی ہے جس پر اسکی شریخ نکھڑتی ہے وہ عجب فتنہ ہے۔ چنانچہ رقیب کے صیب کی حالت اس بزم و دناں کی سی ہے جس میں سو جام گردش میں ہیں اور جوں اس بزم میں ایک ہنگامہ بڑھا ہو۔ یعنی رقیب محبوب کی نظروں کا دھڑکا ہے، محبوب کی یہ شریخ نکلی ہو کسی کو حناڑ کر دی ہے گویا ہنگامہ بڑھا کر دی ہے۔ اس صورت میں رقیب کب تک اس کی اس نگاہ کے ساتھ ساتھ گھومتے گا اس کے لئے تو یہ سو جاموں کی گردش ہو گئی۔

تا تو بہ عزم حرم ہاتھ گنگندی برآ کہب ز فرش سیاہ مرومک احرام شد

لغت : حرم : ارادہ۔۔ کہب : ہاتھ گنگندی برآ تو نے اونٹنی کو چلایا۔۔ مرومک : آنکھ کی پگلی۔۔ احرام : جس نے آنکھ کی پگلی کا احرام کہب کے خلاف کے وقت مای جو چادر پہنتے ہیں پہنا ہوا۔۔

ترجمہ : جب تو (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرم کے ارادے سے اپنی اونٹنی کو چلایا تو کہب نے اپنے سیاہ فرش کو اپنی آنکھوں کی پگلی یعنی آنکھوں کا احرام پہنا لیا۔ مرومک کہب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہب کی طرف گئے تو کہب نے آپ کے انکار و احتیال کی خاطر اپنی آنکھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرش دلا دیا۔

تجہ دشمن و سنگھ کرد فزوں حرمں جاہ ریشہ چو آہ بڑوں دانہ ما دام شد

لغت : تجہ : چھوڑنا۔۔ سنگھ : الجھناؤ۔۔ الجھناؤ : دھکا۔۔ ریشہ : اصل و دولت۔۔ حرم جاہ : رجب یا عظمت کا لالچ، دولت کا لالچ، ہوس۔۔

ترجمہ : اصل و دولت کی الجھنوں نے انسان کی عظمت یا عزت و دولت کی ہوس میں اضافہ ہی کیا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کسی دانے سے جڑیں نکلیں تو وہ پھینک کر گویا جلی ہی نکلیں جس میں ہم پھنس گئے۔ یعنی انسان جس قدر بھی دولت و ثروت یا مقام و مرتبہ کی ہوس میں

کر لار ہو گا جی ای اس کے لئے الجھنیں اور صحیحی پیدا ہوں گی۔

است غلوت بے ہم ز رطب نأ نینذ لذت دیگر دہد یوسہ چہ دشام شد

لغت : غلوت: فرق۔ رطب: کجور۔ نینذ: کجور سے پکائی ہوئی شراب۔ دشام: گل۔

ترجمہ : کجور اور نینذ میں ہام جزا فرق ہے اپنی کجور چلی ہے جبکہ اسی سے چار کردہ نینذ میں کڑواہٹ ہوتی ہے اس وقت یوسہ کی لذت کچھ اور بڑھ جاتی ہے جب وہ گل کی صورت میں اس کے ہوشوں سے نکلتا ہے۔ یوسہ کو رطب سے اور دشام کو نینذ سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح نینذ کڑوی ہے لیکن کیف آور ہے اسی طرح محبوب کی گل بھی تلخ ہونے کے باوجود عاشق کو عجیب لذت عطا کرتی ہے۔

اے کہ ترا خواستم لب ز یکدن فکار خود بلم اندر طلب خستہ ابرام شد

لغت : خواستہ میں نے چاہا۔ یکدن: چوتھا۔ فکار: زخمی۔ خستہ ابرام: اصرار کے تھکے ہوئے اصرار کی وجہ سے زخمی ہونے والے۔

ترجمہ : اے محبوب! میں نے تو چاہا تھا کہ میں تجھے ہونٹ استے چوسوں کہ وہ زخمی ہو جائیں، لیکن لگتا ہوا یہ کہ میرے اس اصرار کے باعث خود میرے اپنے ہونٹ زخمی ہو گئے۔ یعنی عاشق اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے مسلسل اصرار کرتا رہا لیکن بات نہ بنی، محبوب نہ ملا۔ یہ مسلسل اصرار عاشق کے اپنے ہوشوں کے زخمی ہونے کا باعث بنا۔

گر ہمہ میری بود و رہم چشمنی غلب شمع امید مرا روزیاد شام شد

لغت : ہمہ میری: تو میرا سورج ہے۔ و رہم: اور اگر۔ چشمنی: تو سراسر آگ ہے۔ غلب: سوچا۔

ترجمہ : اگر تو میرے طور پر سورج ہے تو چاہا جاوے اگر تو میرا آگ ہے تو سوچا آگ بڑھ کر لے لے اس لئے کہ میری شمع امید کے لئے میرا روزیاد سیاہ (ختمی) شام بن گیا ہے۔ میرا یہ کہ میں ایک بد قسمت یا سیاہ بچہ عاشق ہوں جس کے لئے تجھے صحن کی چمک دکھ اور تجری آنکھوں کی کشش سب بے کیف ہیں۔

سلاوہ دلم در امید خشم تو کیرم بہ مر یوسہ شود درلم ہرچہ ز بیخام شد

لغت : سلاوہ دلم: میں سلاوہ دل یا میرا دل ہلا ہوں۔ خشم: فضا، طیش۔ کیرم: کجور، میں لیتا ہوں یعنی کہتا ہوں۔ مر: مزہ، محبت۔

ترجمہ : میں امیدیں باندھنے یا آرزوئیں تخلیق کرنے میں ایک سلاوہ دل انسان ہوں، چنانچہ میں تجھے خشم کو بھی تجری محبت ہی کچھ لگتا ہوں۔ مگر اس طرح تجھ سے کچھ امیدیں وابستہ کرنے لگتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ تجری طرف سے جیسا بھی (یعنی مجھے) کامیاب پیغام آئے وہ میرے لبوں کو بوسے کا لقب دیتا ہے۔

ہجو طے کش شرر چوہ کشائی کند صورت آغاز ما معنی انجام شد

لغت : طے: خطہ، وہ خطہ۔ کش: کھینچنے۔ چوہ کشائی: کد، ظاہر یا نمایاں کرنا ہے۔ صورت: ظاہری چیز۔ معنی: حقیقت، دلی شے، حقیقت اور صورت کی ضد ہے۔

ترجمہ : جس طرح چنگاری ایک ٹکڑے کو لٹیلیں کرتی ہے (کھلا ایک بے حد معمولی شے ہے۔ چنانچہ جب اسے چنگاری دکھائی جائے تو اس کی حیثیت مکمل کر سامنے آ جاتی ہے) اسی طرح ہمارے آغاز کی صورت ہمارے انجام کی حقیقت بن گئی۔ گویا انسانی زندگی دیکھنے میں ایک نکلا (بے حیثیت) ہے اور حقیقت میں چنگاری (جو فوراً ختم ہو جاتی ہے) ہے اور یہ دونوں کیفیتیں یا صورتیں بے کار و بچ ہیں۔

دیگر از روزگار شکوہ چہ درخور بود نالہ شرر تب شد اشک جگر قام شد

لفت : دیگر ما اب مجھے اب میرے لئے۔۔۔ چہ کیا مراد تھی۔۔۔ درخور لائق مناسب۔۔۔ شرمگاہ : آگ پر سنانے والے۔۔۔ بکر نام : بکر کے سے رنگ کا خون بکر۔۔۔

ترجمہ : میرے لئے اب زمانے کا شکوہ کرنا کیا مناسب ہو گا جین مناسب نہیں اس لئے کہ اب میرے پاس ذرا سے تو آگ برس رہی ہے بلکہ میرے آنسوؤں سے خون بکر لگ رہا ہے۔ ایک عاشق کی فریادیں یہ شدت بخش اور آنسوؤں کا غریب ہونا دونوں اس کی کہانی کی دلیل ہے اسی لئے وہ زمانے کا شکوہ کرنا مناسب خیال نہیں کرتا۔

اے شدہ غالب ستائی دشمنی بخت میں خود صفت دشمن است آنچہ مرا نام شد

لفت : غالب : غالب کی تعریف کرتے والے۔۔۔ غالب : غالب نے غلبہ پانے والا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو مجھ کی تعریف کر رہا ہے تو ذرا میرے بخت کی دشمنی ملاحظہ کر کہ جو میرا نام ہوا ہے وہ تو میرے دشمن کی صفت ہے۔ دوسرے اشعار میں میں تو فقط نام کا غالب ہوں اصل غالب (غلبہ پانے والا) تو مجھ کا دشمن ہے۔

### غزل #33

نیت دتے کہ بہ ما کاشے از غم نہ رسد نوبت سو فتن ما بہ جنم فرسد

لفت : نیت دتے کہ : کوئی عبادت نہیں جب۔۔۔ کاشے : کوئی کاش، نقصان، ضرر، کھینچ۔۔۔ فتن : فتنہ۔۔۔

ترجمہ : کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہو تا جب ہمیں غم کے ہاتھوں کوئی نقصان و ضرر نہ پہنچا دے یعنی ہم ہر وقت یہ غم برداشت کرتے ہیں چنانچہ ہمارے بطنے کی نیت و نوازش تک نہیں پہنچتی۔ گویا عاشق آمل غم میں اس طرح مسلسل جتا رہتا ہے کہ دوزخ کو اسے جلائے کا مروج ہی نہیں ملتا۔

دوری درد ز دریاں نشانی، بشاد کہز تپیدن دل انگار بہ مرہم فرسد

لفت : دریاں طالع چارہ۔۔۔ نشانی : تو نہیں پہچانتا یعنی نہیں جانتا۔۔۔ بشاد : ہوشیار ہو جا سوج ہو یاد رکھ۔۔۔ تپیدن : ترنہ۔۔۔ دل انگار : دھیمی دل۔۔۔

ترجمہ : تجھے یہ علم نہیں کہ درد طالع سے کتنا دور ہے یاد رکھ کہ رشے سے بھی زخمی دل مرہم تک نہیں پہنچتا یعنی زخمی دل کو کسی مرہم یا دوا کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کا چارہ تو اس کی طرف تو یہ دور وصال پر ہی ہے جو محبوب کی طرف سے ہو۔

سے بہ زہلو مکن عرض کہ ایں جو ہر ناب پیش ایں قوم بہ شور اب زمزم فرسد

لفت : زہلو : جمع زہلو، پرہیزگار، متعلیٰ لوگ۔۔۔ مکن عرض : پیش نہ کر۔۔۔ ناب : غاص۔۔۔ شور اب : شجائی۔۔۔

ترجمہ : تو زہلوں کو شراب مت پینی کہ تو گر ان لوگوں (زہلوں) کے نزدیک یہ غاص ہو ہر لذت زمزم کے شجائی سے کہیں کمتر ہے۔ مراد یہ کہ ان پرہیزگاروں کو شراب بھی اہم اور پر کیف شے کی اہمیت کا علم نہیں وہ تو جس آب زمزمی کے دوا و شفا ہیں۔

خواجہ فردوس بہ میراث تمنا دارد دے گر در روش نسل بہ آوم فرسد

ترجمہ : بقال مولانا علی۔۔۔ خواجہ کاظم قادری میں اکثر ایسے مقام پر ملتے ہیں جہے طرح کے مروج پر اردو میں تیرے غصے کے لئے آپ یا حضرت پر ملتے ہیں۔ کتاب ہے کہ آپ آدم کی محدث میں فردوس کے طلبگار ہیں چنانچہ ہو اگر آپ کا سلسلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ

ہے کہ آپ کے اطلاق و عظمت انسانیّت سے اس قدر بڑھیں کہ ممکن ہے (آپ) آدم کی نسل سے نہ ہوں۔

صلو و عزو میں پیش کش کہ در ریش عالم لاله از دلاخ و گل از چاک پہ خنجم نرسد

لغت : صلہ و عزو : کام کی اجرت اور جزاوری۔۔۔ میں پیش کش : مت سوچ مت خیال کر۔۔۔ ریش عام : عام فیض۔۔۔

ترجمہ : تو کسی کام کی اجرت اور جزاوری کے بارے میں مت سوچ، نہ کہہ کہ فیض عام میں لالہ اور گل (گلکباب) پر جو خنجم پڑتی ہے وہ اس وجہ سے نہیں پڑتی کہ لالہ کے دل میں دلاخ اور گلکباب کا سیدھا چاک ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اسے جو کچھ مل رہا ہے وہ اس کی محنت کا پھل ہے بلکہ یہ تو اس پروردگار کی بخشش و عطیہ عام کا نتیجہ ہے۔

بہرہ از سر خوشیم نیست و انعم عالی ست پادہ گر خود بود از میکدہ جم نرسد

لغت : بہرہ : حصہ، نصیب۔۔۔ از سر خوشیم : مجھے سرخوشی سے۔۔۔ میکدہ : جم، قدیم ایرانی بادشاہ جسیج کا شراب خانہ، جسیج اپنی سے نوشی اور میں و حضرت کے لئے مشہور ہے۔

ترجمہ : میں و مسرت میرے نصیبے میں نہیں تاہم مجھے قدرت کی طرف سے عطا ہونے والی عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ اگر شرب جسیج کے پیکارے سے بھی ہو تو وہ مجھ تک نہیں پہنچے گی (مجھے نصیب ملے گا) میرے نصیب میں نہ ہو گی اگر کوئی بیش و مسرت کے مقابلے میں شاعر کے لئے عطا ہونے والی نصیبیں بہتر ہے۔

ہرچہ بینی بہ جہاں حلقہ زنجیرے ست بچ جا نیست کہ ایں دانہ باہم نرسد

ترجمہ : جو کچھ تو دنیا میں دیکھتا ہے وہ ایک ہی زنجیر کا حلقہ ہے اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں یہ دانہ یا حلقہ باہم ملا ہوا نہ ہو۔ یعنی جس طرح زنجیر میں کسی حلقے یا کڑے ہوتے ہیں اور وہ سب باہم ملے ہوئے ہیں، اسی طرح اس کائنات کی ہر شے باہم مربوط ہے اور اس نظام سے اس کا لٹکانا ممکن نہیں۔

فرخا لذت بیدار کزیں راہ گذر کہ کسلی می رسد آن کس کہ بخود ہم نرسد

لغت : فرخا : بہت خوب، کیا کہنے، بہت اچھی ہے۔۔۔ کسلی : کس کی وجہ، عام لوگ، ہر کس و کس۔۔۔

ترجمہ : اس لذت بیدار کے کیا کہنے بہت اچھی لذت ہے کہ اس وسیلے سے اس مسئلے میں وہ شخص (یعنی محبوب) ہر کس کے پاس تو پہنچتا ہے لیکن خود تک نہیں پہنچ پاتا۔ مطلب یہ کہ محبوب کو دوسروں پر جو دو ستم و حملے میں بدگفتہ آتا ہے، چنانچہ اس خاطر وہ ہر کس و کس کے پاس پہنچتا ہے لیکن اپنے بارے میں وہ بے نیاز ہے۔ اس کا دوسروں پر ظلم و اظہار اس کی اپنی ہر توجہ کا قافز ہے جو عاشق کے لئے خوشی کی بات ہے کہ چلو اسی ہمارے ایک حلقہ تو پیدا ہو۔ بقل شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

ہر کہا دشمن شوق تو جرات بارہ جز خراشے بہ جگر گوشہ او ہم نرسد

طوبی فیض تو ہر جا گل و بار افشانہ جز نیسکہ بہ پرستش کہ مریم نرسد

لغت : ہم : ہمہ، مراد ابراہیمؑ، آدم، نوحؑ کے بادشاہ تھے، طبیعت میں انتخاب پیدا ہوا تو بدشاہت چھوڑ کر فخر و عقیدہ کر لیا اور جسے اولیاء میں شمار ہوئے۔ مریم : حضرت مریمؑ جنہوں نے ایک گوشے میں جا کر مہلت کی اور حضرت یحییٰ کو جنم دیا۔

جرات بارہ : زخم برسانی ہے۔۔۔ طوبی : جنت کا درخت۔۔۔

ترجمہ : میرے (خدا تعالیٰ) شوق کی پھری جہاں کس زخم برسانی ہے ان دھنوں میں سے اور ابراہیمؑ، آدم، نوحؑ کے جگر کو صرف ایک طراش سے



زیادہ نہیں پہنچتی، صرف ایک خراش پہنچی اور میرے فیض کے طوفانی سے جو پھول اور پھل پھلنے لگے ہیں ان میں سے ہوا کے ایک جسم کے سے زیادہ سرمے کے گوشہ وحدت تک نہیں پہنچتا (صرف ایک جسم نکالنا چاہتا ہے)۔ یعنی ابراہیم بن ولیم میں جو یہ عظیم انقلاب آباد ہو چکی وقت القدس کا ایک معمولی گوشہ تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ جس مقام عظیم پر پہنچیں وہ بھی میرے ہی فیضان کی ایک اونٹنی سی جھلک تھی۔ سولا کریم کی کسی انسان پر معمولی سی توجہ بھی اس انسان کو عظیم مقام عطا کر دیتی ہے۔

سوزد از تپ سموم دم گرم غالب دل گرش تازگی از اشک دلام نرسد  
لغت : سوزنا جلتا ہے۔۔۔ تپ: گرمی، تپش۔۔۔ سموم: گرم زہریلا ہوا۔۔۔ گرش: اگر سے۔۔۔ دلام: مسلسل۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میرے دل کو میرے مسلسل ہونے والے آنسوؤں سے آگے نہ پہنچتی رہے تو وہ میرے گرم سانس کی سموم کی تپش سے جل جائے۔ یعنی میری آہوں میں آگ کی اور تپش ہے کہ اس سے میرا دل جل سکتا ہے لیکن ساتھ ہی آنسو مسلسل بہ کر اس تپش کو دور کر دیتے ہیں۔

### غزل # 34

آزادگی ست سازے اما صدا ندارد از ہرچہ در گذشتیم آواز پا ندارد  
لغت : آزادی: آزاد روی، آزاد فکری، مطلقیت سے بے نیازگی۔۔۔ آواز: آہن۔۔۔ ہرچہ: در گذشتیم: جو کچھ ہم نے چھوڑ دیا۔۔۔  
ترجمہ : آزادی کا ایک ایسا ساز ہے جس میں آواز نہیں ہے۔ جو کچھ ہم نے چھوڑ دیا اس کے بدلے سے اس کی آواز پا بھی نہ آئی۔ دنیاوی مطلقیت سے بے نیاز یا آزاد رہنے والے اس دنیا کا صبر ہوتے ہوئے بھی، یعنی اس میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے آزاد ہوتے ہیں اور دوسرے دل دنیا کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

عشق است و ناتوانی حسن است و سرگرائی ہور و بجا نکلام سر و وفا ندارد  
ترجمہ : اور عشق ہے اور اس کی ناتوانی ہے جبکہ دوسری طرف حسن ہے اور اس کی سرگرائی ہے، یعنی میں عاشق ہونے کے ساتھ ناتوانی کا فکار ہوں جبکہ محبوب اپنے حسن کے فورا و ٹھہر میں محو ہے۔ میں (یعنی عاشق) جو دو جہاں داشت نہیں کر سکا اور وہ (محبوب) ہے کہ اسے سرور دے گا پتا نہیں، سرور دے دے۔

فارغ کسے کہ دل را با درد وا گذارد کشت جہاں سراسر دارد گیا ندارد  
لغت : وا گذارد: چھو کر دے۔۔۔ کشت: کھینچ، فصل۔۔۔ سراسر: پوری طرح کوئی۔۔۔ دارد گیا: ہوا کی ہوئی۔۔۔  
ترجمہ : دنیا میں پر سکون اور آسودگی کی زندگی وہی گذار سکتا ہے جو دل کو درد کے چھو کر دے اس لئے کہ دنیا کی کھینچ میں ہوا کی کوئی ہوئی نہیں ہے۔ یعنی درد و عالم غامضی سے بچنے ہی میں سکون ہے کہ اس کا طعن کوئی نہیں ہے یا یہ کہ انسان بھراس کا طعن ہو نا چاہتا ہے اور انہیں محسوس نہیں کرتا۔ غالب ہی کے بتلے!

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں  
در ہم فشار خود را تا در رسد دلتے در بزم ما ز شگلی بیاند جا ندارد  
لغت : در ہم فشار: ہماری طرح دہلے، ٹھوڑے۔۔۔ در رسد دلتے: سرستی و سر خوشی ملے۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے آپ کو ہری طرح دبا کر پارس چمکے، نکل لے تاکہ تجھے خوشی و سرسستی حاصل ہو اس لئے کہ ہادی محفل میں تھی کی وجہ سے پانے کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اپنی بے باکی کی بات کی ہے۔

اے سبزہ سر رہ از جور پا چہ نلی در کیش روزگاراں گل خوں بہا ندارد  
لغت : جڑ پاؤں کی خلی پائوں کا قسم۔۔۔ چہ غلی کیا فریاد کرتا ہے، کیوں فریاد کرتا ہے۔۔۔ کیش: مذہب، قانون، دستور۔۔۔ روزگاراں: روزگار کی جگہ، یعنی زمانہ، دنیا۔۔۔ خون بہا: قاتل کی طرف سے محفل کے اقربا کو سبے جانے والا، قتل۔  
ترجمہ : اے رانے میں اچھے والے سبزے تو پاؤں کے قسم کے خلاف کیا فریاد کر رہا ہے، اس دنیا کے دستور میں پھول کے ٹوٹنے کا بھی کوئی صلہ یا جلت نہیں۔ سر رہا اچھے والی گھاس پر لوگ چلے پھرتے ہیں جسے جور پا کہا گیا ہے۔ سر رہا اچھے والے سبزے کے اس حال سے دراصل گل دنیا کی قسم کھانے کی بات کی گئی ہے۔

صدورہ دریں کشاکش پگدشتہ در ضمیرش رنجور عشق گوئی آہ رسا ندارد  
لغت : صدورہ: سو مرتبہ، کئی بار۔ کشاکش: کھینچنا، نکالنا، نکالنا۔ رنجور: مریض۔۔۔ در ضمیرش: اس کے محبوب کے دل میں۔  
ترجمہ : تو یہ کہتا ہے کہ مریض عشق کی آہ میں تاثیر نہیں ہے یا اس کی آہ آہ رسا نہیں ہے، ایسا نہیں ہے، اصل بات یہ ہے کہ مریض عشق نے جس انداز میں اپنی آہ ضبط کی ہے یا اس کی آہ ضبط کرنے کی کوشش میں وہ آواز سو مرتبہ اس (محبوب کے دل میں سے گزرتی ہے۔ گویا عاشق کی آہ ضرور اثر کرتی ہے وہ الگ بات کہ وہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

ہر مطلعے کہ ریزد از خامہ ام فغانے ست جز نغمہ محبت سازم نوا ندارد  
لغت : مطلع: وہ مطلع، نواز کا پہلا شعر۔۔۔ ریزد: ٹپکتا ہے۔۔۔ سازم: میرا ساز، میری شامی۔

ترجمہ : میرے قسم سے جو بھی مطلع، یعنی شعر ٹپکتا ہے وہ ایک فریاد و فغان ہے۔ میرے ساز میں نغمہ محبت کے سوا اور کوئی نواز لے، سزا، نوا نہیں ہے۔ یعنی میری شامی سراسر محبت کی شامی ہے اور عاشق ہونے کی بجائے اس میں فریاد و فغان کا عنصر شامل ہے۔

جان در غمت فغانوں مرگ از قفا ندارد تن در بلا گنگون بیم بلا ندارد  
لغت : فغانوں: چڑکاہ، ڈر کرنا۔۔۔ قفا: پیچھے، تھو۔۔۔ گنگون: ڈانٹنا۔

ترجمہ : میرے غم محبت میں جلیں نہ کرنے کا نتیجہ موت نہیں ہے، اسی طرح اس محبت میں جسم کو مصیبت میں ڈالنے سے مصیبت کا خوف نہیں ہوتا۔ محبت میں غم اور مصیبت محسوس نہیں ہوتے۔ یا محبت کا کوئی غم، غم نہیں ہے، نہ کہ نہیں ہے۔

برخویشتم بجنا کستم دگر تو دانی دارم دلے کہ دیگر تب جفا ندارد  
لغت : برخویشتم: بخندنا، اپنے آپ کو صاف کر، خود پر دم کر۔۔۔ دگر: دیکر، مزید، اب۔

ترجمہ : میں نے تو تجھے کہہ دیا ہے کہ تو اپنے آپ ہی پر دم کر اور کھنگھو، نہ کہ اپنی تو جانے اور تو راہم آگاہ ہے کہ میرے دل میں اب جفا برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یعنی اس حالت میں تجری جھکنا کی وجہ سے میں فریادوں کا گارڈ میری فریادوں سے تجھے تکلیف پہنچے گی۔

کشتن چنانکہ گوئی نہ شافغن ست مارا ہی با تمام لطفے کز شکوہ دا ندارد  
لغت : کشتن: قتل کرنا، مار ڈالنا۔۔۔ شافغن: بچاؤ۔۔۔ ہی یا بچہ: افسوس۔۔۔ با تمام لطفے: ایسی اور عورتی مہربانی۔

ترجمہ : جیسا کہ تو کہہ رہا ہے کہ ہمیں قتل کرنے پر کسی نے ہمیں نہیں بچاؤ، یہ محفل یعنی عاشق کون ہے؟ افسوس کہ یہ ایک ایسی

اور جوری مہلانی ہے جس کے شکریے لگے کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔ مطلب یہ کہ عاشق یعنی شکایت کرنے والا تو نقل ہو گیا اب شکایت کوئی کرے۔ اسے شاعر نے محبوب کی اور جوری مہلانی کا نام دیا ہے۔

مرش ز بے دماغی ممانست با تقاضی یارب شتم مبارک بر ما روا ندارد  
 لغت : مرش : اس کی محبت، مہلانی۔ ممانست : ماند ہے، ملتی جلتی ہے۔ تقاضی : جان بوجہ کر کے تو جی کا اعتبار۔  
 ترجمہ : اس کی محبت اور مہلانی بھی اس کی بے دماغی اور کچے پن یا بے نیازی کے سبب تقاضی کی مانند ہے۔ اسے خدا آپ کیسے دیکھتا ہو کہ وہ ہم پر جو رحم کرنے کو بھی روانہ جائے۔ یعنی کسی صورت تو ہم پر توجہ رکھے، ہم سے بالکل بے اعتنائی نہ کرتے۔ یاد دہانی ہی سے دیکھے، دیکھے تو کسی، کہ عاشق کے لئے یہ بھی غرض ختمی کی بات ہے۔ بھول شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شکر ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
 چشمے سیاہ دارد یعنی بہ ما نہ بیند روے چو ما دارد اما بہ ما ندارد  
 لغت : چشمے سیاہ : ایک بے نور آنکھ۔ بہ ندارد : یعنی روئے ندارد، جلدی طرف رخ نہیں کرتا۔  
 ترجمہ : اس محبوب کی آنکھ سیاہ ہے، گویا بے نور ہے، یعنی وہ ہمیں یا جلدی طرف نہیں دیکھتا اس کا چہرہ چاند کی طرح پر نور ہے لیکن وہ چہرہ یعنی رخ جلدی طرف نہیں کرتا۔ محبوب کی بے توجہی کی بات کی ہے۔

چوں لعل تست فچہ اما سخن ندارد چوں چشم تست زگرں لا حیا ندارد  
 لغت : چوں : جیسے، لعل : لعل، مراد محبوب کے ہونٹ۔  
 ترجمہ : فچہ جیسے لب لعل کی طرح ہے لیکن وہ جھری طرح بول نہیں سکتا اسی طرح زگرں جھری آنکھ کی طرح ہے لیکن اس میں جھری بھی حیا نہیں ہے۔ یعنی جو جھری آنکھوں میں ہے زگرں (مشہور بول) اس سے محروم ہے۔

آتش گداز خاکے پدش تف بخارے دلی بہ مرگ غالب آب وہوا ندارد  
 لغت : گداز خاکے : بجھل ہوئی مٹی۔ تف بخارے : بھپ کی حرارت۔ بہ مرگ غالب : غالب کی موت کی قسم۔  
 ترجمہ : غالب کی موت کی قسم دلی شرمیں آب دہوا نہیں ہے۔ اس کا پانی ہے تو جیسے بجھل ہوئی مٹی ہو اور اس کی ہوا ہے تو جیسے بھاپ کی حرارت ہو۔ دلی شرم کی تکلیف وہ آب دہوا کی عکاسی مختصر انداز میں کی ہے۔

### غزل # 35

شوقم ز چند بر در فریادی زند بر آتش من آب دم از پادی زند  
 لغت : چند : نصیحت۔ دم از پادی زند : ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔  
 ترجمہ : میرا شوق (اشق) یا جوش محبت نصیحت سے فریاد کا دروازہ کھٹکتا ہے، یعنی جب کوئی مجھے نصیحت کرتا ہے تو میرا جوش محبت فریاد کرنے لگتا ہے اور میری آتش (آتش محبت) اپنی پانی ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یعنی میری اس آتش محبت کا دروازہ کھٹکتا ہے۔ نصیحت گویا آتش محبت کو بجھانے میں پانی کا کام کرنے کی بجائے ہوا کی طرح اسے اور بھڑکانے کی ہے۔

تا انگلی چہ ولولہ اندر نہاد ما کلینے از تو موج پری زادی زند  
 لغت : ولولہ : ہوش۔۔۔ نلکہ : غلظت، روح۔۔۔ نیکہ : مرہ، دیکھ، انداز، کر۔۔۔ موج پر پڑنا : پری زادی کی طرح ہر داز۔۔۔ از تو : تجھ سے، یعنی  
 مجھ سے کس سے۔۔۔

ترجمہ : جب آئینے میں مجھ کا عکس پڑتا ہے تو وہ ایک پری زادی کی طرح ہر داز کرنے لگتا ہے، یعنی اس میں ایک عجیب ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو  
 جب آئینے کا یہ حال ہے تو تو اسی سے اندازہ کر لے کہ تو اپنی مجھ جیسا خلق (مخلوق) روح میں کیا کیا ولولے پیدا کر رہا ہے۔

از جوئے شیر و عشرت خسرو نشان نہاد غیرت هنوز طعن پہ فرہادی زند  
 لغت : جوئے شیر : دودھ کی ندی (نہر) فرہاد نے یسوعن کو، کریمائی تھی۔۔۔ خسرو : خسرو، روح، ایران کا قدیم بادشاہ اور فرہادی کا مشوق شیریں  
 کا شوہر۔۔۔ نشان نہاد : نشان نہیں رہا یہ واقعات مٹ گئے ان کا ہم نشان نہیں رہا۔

ترجمہ : دودھ کی ندی اور خسرو پر ج کے پیش و عشرت کا ہم نشان دینا سے مت چکا ہے لہٰذا عزت ابھی تک فرہاد پر طعن زنی کر رہی ہے۔  
 یعنی اس نے خسرو (نہر) کو اس کا قریب غصہ کی خواہش پر دودھ کی ندی (نہر) اور بحرِ فلکِ خیر پر خود کو پاک کر لیا۔ یہ عاشق کی غیرت کے حال  
 بہت تھی۔ اس کی اس پاکت سے تو خسرو کے منہ ہو گئے اسے مزید پیش و عشرت کا موقع ملا۔

ہرگز مذاق درو اسیری نبودہ است با تلمہ اسے کہ مرغ قفس زادی زند  
 لغت : مذاق : لذتی لذت۔۔۔ درو اسیری : قید ہونے کا لفظ۔۔۔ مرغ قفس زادی : وہ چندو بخیرے میں پیدا ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک قفس زادی پر غم جب لگتا کہ اسے تو اس کی اس فریادیں و درو اسیری کی قطعاً لذت نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ ایسا پر غم تو بخیرے  
 ہی میں پیدا ہوا اسے درو اسیری کا کیا پتہ۔ یہ لذت تو اس پر غم سے کی فریادیں ہوتی ہے جو آزاد و ضامیں اڑ رہا ہو اور بحرِ جہاں میں پھنس کر قفس  
 میں ایسا رہ جائے۔

ممنون کلاش مژہ و نیمستر نیم دل موج خون ز درو خدا دلوئی زند  
 لغت : ممنون : احسان مند۔۔۔ کلاش : جھین۔۔۔ نیمہ : میں نہیں ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں (اس محبوب کی) پانچوں کی جھین اور اس کی نگاہوں کے شکر کا احسان مند نہیں ہوں اس لئے کہ میرا دل جو موجِ خون میں تڑپ  
 رہا ہے تو یہ خدا اور درو کی وجہ سے ہے۔ یہ صرف کا شعر ہو سکا ہے، یعنی شاعر نے کہنا چاہتا ہے کہ اس کے دل میں جو درو ہے وہ قدرت کی  
 طرف سے اسے ملے اور یہ درو اس محبوبِ انسانی سے میری محبت کے باعث ہے۔

خونے کہ دی بہ نیم ازو خار خار بود امروز گل بہ دامن جلادی زند  
 لغت : دی : کل رات، گزری ہوئی رات یا دن۔۔۔ خار خار بود : خار کی جھین تھا۔۔۔ امروز : آج۔۔۔

ترجمہ : کل جو خون میرے گریبان میں کھلنے کی جھین بنا ہوا تھا آج وہ (خون) خار کے دامن پر پھول لگا رہا ہے۔ خار کے دامن پر پھول لگانا  
 اس (دامن) کو آرامت کرنا ہے۔ عاشقِ خار کے ہاتھوں شہید ہوا ہے اور چونکہ یہ خون عاشق کے لئے ایک طرح سے دہلی تھا خار نے عاشق  
 کو اس دہلی سے نبیلت دلا دی اور اس طرح یہ خون خار کے دامن کی نعت ہے۔

اندر ہواے شمع ہانا ز ہاں و پر پروانہ دشنہ در جگر ہادی زند  
 لغت : ہانا : گواہ۔۔۔ دشنہ : چھری، سحر۔۔۔ ہوا : خلق، شوق۔۔۔

ترجمہ : شمع کے شوق میں پروانہ گواہ اپنے ہاں در سے ہوا کے جگر پر سحر چلا گیا ہے۔ ہوا اپنے شوخ بھ جاتی ہے، جبکہ پروانہ اپنے پر باز کرتا



## غزل # 36

بلد ز سے ہر آئند پرہیز گفتہ اند آری "دروغ مصلحت آمیز" گفتہ اند  
 لغت : ہر آئند ہر طرح سے بہ طور لانا۔۔۔ آری ہاں واقعی۔۔۔ دروغ مصلحت آمیز: مشورہ غریب اہل "دروغ مصلحت آمیز۔  
 ترجمہ : اور اسی قدر انگریز "ہر چاند کا بائٹ" ہر اس سے وہ جھوٹ سترے جس سے بہتری کا سامنا ہو یا جس سے نفاذ قہم ہو۔۔۔  
 ترجمہ : لوگ کہتے ہیں کہ شراب سے ہر صورت پرہیز کرنا چاہئے، واقعی انہوں نے "دروغ مصلحت آمیز" دانی بات کی ہے۔ یعنی یہ ایک  
 بھائی بات ہے۔

فصلے ہم از حکایت شیریں شمرہ لیم آں قصہ شکر کہ بہ پرویز گفتہ اند  
 لغت : شمرہ لیم: ہم نے کھا ہے، کھا ہے۔ حکایت شیریں: فرید کی مشہور شیریں کی داستان، میٹھی حکایت۔۔۔ قصہ شکر: شکر کا میٹھی  
 کے بغل پرویز بات کرنے میں "شکر پر" قصہ یعنی شکر چھان چھو شکر کھارہ۔  
 ترجمہ : وہ جو خسرہ پر وچ اشیریں کا شہرہ ہے حلق شکر کا قصہ مشورہ ہے، اسے بھی ہم نے حکایت شیریں ہی کی داستان کا ایک باب سمجھا  
 ہے۔ شیریں کے سخی میٹھی کے بھی ہیں اور یہی انھی معنی میں ہے۔ شاعر انھوں پر لکھا ہے۔ کہانیہ چاہتا ہے کہ پرویز کے بارے میں جو  
 باتیں جان کی جاتی ہیں، وہ ایک طرح سے میٹھی داستان ہیں۔

خوں رہختن بہ کوئے تو کردار چشم بابت موم ترا برائے چہ خوں ریز گفتہ اند  
 لغت : رہختن: گرانا۔۔۔ کردار، عمل، شیوہ، انداز۔۔۔ موم: لوگ۔۔۔ خوں ریز: دوسریں کا خون بہانے والا۔۔۔  
 ترجمہ : میرے کوہے میں خوں بہانا تو ہماری اپنی آنکھوں کا کردار ہے، لوگ تجھے کس لئے خون ریز کہتے ہیں۔ ماضی، محبوب کے کوہے میں  
 خون کے آنسو بہاتا ہے۔ لوگ، وہی خون دیکھ کر محبوب کو "خون ریز" کہتے تھے ہیں۔ شاعر، محبوب کو اس عمل سے بری اندازہ قرار دیتا ہے۔  
 گویم ز سوز سینہ و گوید کہ ایں ہمہ ناخود نہ گشتہ آفتل دل تیز گفتہ اند  
 ترجمہ : میں اپنے سینے کی تپش کی بات کرتا ہوں تو محبوب جواب میں کہتا ہے کہ یہ بات اس وقت کی جاتی ہے جب تک خود آفتل دل تیز نہ  
 ہو جاتی۔ مطلب یہ کہ ماضی کے دل کی آگ تیز ہونے پر تو وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے، لہذا سوز سید کی بات کر کے دراصل اس نے اپنے  
 عام سوز حق کا مظاہرہ کیا ہے۔

تنگدلت دل ز بلا، تو گوئی دروغ بود از نو بہار کس چہ بہ پاییز گفتہ اند  
 لغت : تنگدلت: نہ کھلا، تروتازہ نہ ہوا۔۔۔ دروغ: جھوٹ۔۔۔ آں چہ: وہ جو کہ۔۔۔ پاییز: خزاں۔۔۔ ہاں ہوا۔  
 ترجمہ : بہار کی ہوا سے میرا دل نہ کھلا، تروتازہ نہ ہوا، میں سمجھو کہ یہ جو خزاں میں بہار کے بارے میں کہا گیا ہے تو یہ جھوٹ ہے۔ یعنی یہ  
 کہا جاتا ہے کہ خزاں میں تو نہیں، موسم بہار میں دل تیز ہوتا ہے لیکن اپنا دل تو تھکتا ہے اور انا ماضی سوز حلق کا مظاہرہ ہے اس کا دل  
 کیو کر کھلایا تھکتا ہو گا، اس لئے یہ جھوٹ بات ہے۔ ماضی مرحوم نے بہار ہوا کی بجائے یاد کھسپا ہے، جس سے بہت واضح میں ہوئی۔  
 انداخت خار در رہ و انداز گفتہ اند ایچخت گرد قند و انگیز گفتہ اند

لغت : انداخت: گرایا، پھلائے۔۔۔ انداز: مراد ناز و ہوا۔۔۔ ایچخت: اٹھایا۔۔۔ انگیز: اڑا، ہوا، اڑا، انگیزی۔۔۔  
 ترجمہ : اس نے راستے میں کانٹے پھلائے تو اس کے اس عمل کو اس کے ناز و انداز کا کام دیا گیا، اس نے قند کی گرد اٹھائی، اٹھانے کا کام دیا، لہذا

اسے شخص کی اثر انگیزی کہایا۔ یعنی محبوب کے بازو اور ایسے ہیں کہ وہ چلے لوگ بھی اس کے حلق میں جھکا ہو جاتے ہیں اور یہی کیفیت اس کے شخص کی ہے کہ لوگ اس پر وادی ہو ہو جاتے گویا ہوتے ہیں۔

گفتا سخن ز بے سرو پایاں نہ ذریعہ کی مست با قیس رہ نوروی شہدین گفتہ اند  
 لغت : بے سرو پایاں : بے سرو پایاں کی چیز، بیکار قسم کے یا پریشان حال لوگ۔ قیس : بھنوں۔ ذریعہ : چھندی۔ رہ نوروی : راستے طے کرنا۔ شہدین : سیاہ رنگ کا گھوڑا شیریں کے گھوڑے کا نام، یہ گھوڑا اس نے خسرو پدید کو دیا تھا۔  
 ترجمہ : محبوب نے کہا کہ بے سرو پایاں لوگوں کے بارے میں بات کرنا کوئی چھندی نہیں ہے، یہ تو کیا ہے جسے بات بھنوں کی اور رہی ہو تو اس میں شہدین کی رہ نوروی کا ذکر کیا جائے، یعنی یہ بے محل اور غیر حلقہ بات ہوگی۔

نازے بہ صد مضائقہ بخڑے بہ صد خوشی مگر از تو گفتہ اند نہ ما نیز گفتہ اند  
 لغت : بہ صد مضائقہ : بڑی دقت سے۔ بخڑے : بڑا عمدی۔ بہ صد خوشی : سو خوشیوں سے، یعنی بے حد خوشی سے۔  
 ترجمہ : میری طرف سے ناز و کرشمہ کا اظہار ہوتا بھی ہے تو نہایت دقت و تامل سے، جبکہ ہم بخیر عمدی کا اظہار بے حد خوشی و مسرت سے کرتے ہیں۔ سواگر تیرے بارے میں نازی بات کا چاہا ہے تو ہماری اس بخیر عمدی کی بات کا بھی شوق ہے۔ گویا اگر محبوب خود حسن کا شمار ہے تو عاشق سراپا نیاز مند ہے۔

عالم ترا بہ دیر مسلمان شمرہ اند آری دروغ مصلحت آمیز گفتہ اند  
 لغت : دیر : غیر مسلموں کی مہلت گوارا بہ حدود۔ شمرہ اند : انہوں نے کہا ہے۔  
 ترجمہ : عالم تجھے اہل دین کے مسلمان کہا ہے، اہل انہوں نے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا ہے۔ گویا!  
 بقول اقبال!

زادہ تنگ نظر نے مجھے کافر بتایا اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

### غزل # 37

شیخ است خوش بود قدے پڑ شراب زد یا کوث ہارہ بر فود آفتاب زد  
 لغت : فود : (اب کے ساتھ) مکہ، دہلی، اس کے قوس کے سونے یا ہاندی کا ورق جو چھینے کی چمک لٹکیاں کرنے کے لئے اس کے نیچے لگاتے ہیں۔ یا کوث ہارہ : خزاں یا کوث جیسی مرغ شراب۔  
 ترجمہ : شیخ کا کوث ہے، اس موقع پر شراب کا گڑھا اور یا پال یا مازے کی بات ہے، اور یا کوث ہارہ کو سورج کے چہرے پر چاٹتے ہوئے ذرات پر لگا دینا چاہئے۔ گویا سورج کی چمک سے شیخ میں بھی چمک پیدا ہوتی ہے جیسی اس وقت اگر شراب کا دروہ چل جائے تو اس چمک میں مزید اضافہ ہوگا۔

نشر بہ مفرز پنہر مینا فرو برید کائنات استلا ز بجوم صاحب زد  
 لغت : پنہر مینا : دریا کا لکڑا ہر صراحی کے منہ پر رکھتے ہیں۔ فرو برید : بھروسہ، بھروسہ دینا چاہئے۔ کائنات : کائنات، کہ آفاق، کہ کائنات۔ استلا : ٹھونکنا۔ بجوم : صاحب، پال، اور۔  
 ترجمہ : ہاروں کے گھرم اکثرت کے باعث دنیا استلا کا کار ہو گئی، اس لئے صراحی کی روٹی کے منہ میں نشر چھو دینا چاہئے۔ مزارع ہے

بدلوں کی کثرت سے غذا پیری کو آشکار ہو سکتی ہے اس لئے صرانی کاٹھ کھولنا چاہئے یعنی شراب کا دور چلے۔

نورق سے مخاند زکروار باز داشت کہ از فسون ديو کہ راقم بہ آب زود  
 لقت : سے مخاند : آفتل پرستوں والی شراب محض شراب۔۔ کروار : عمل : چٹا محل۔۔ لسون : چلو عمر۔۔ راقم بہ آب زود : مجھے پانی  
 میں لوتا۔۔ باز داشت : روکا۔

ترجمہ : مجھے شراب کے ذائقے نے عمل سے روکے رکھا، افسوس کہ وہ (معاذ شراب) نے جہاد سے مجھے ہٹا دیا۔ گویا میں گویا سے گویا کی طرح بن گیا۔

تا خاک کشمکش فریب وقایے کیست      کاندر ہزار مرحلہ موج سراپ زور  
نفت : کشمکش : کشی کی جمع بارے ہوئے، مقبول۔۔ سراپ : چمکتی دھندل جڑود سے چلی معلوم ہوتی ہے۔۔

ترجمہ : یہ جو چہرہ سرطوں پر سراپ کی موج المرقی ہے تو یہ کہیں کے قریب وفا کے مارے ہوؤں کی خاک ہے۔ سراپ کے حوالے سے یہ کہنا چاہا ہے کہ یہ سراپ جس سے کہی پہلی کا دھوکہ کھاتا ہے، اور اصل ان لوگوں کی خاک ہے جو کبھی محبوب کی وفا کا بھوکا کھاکر مٹی میں دفن ہوئے۔

رنگے کہ در خیال خود اندوختن ز دوست      تا جلوه کرد چشک برق عجب زو

نعت : رتھے : اپنا رنگ دینا۔ مھر۔۔۔ اور قسم : میں نے جمع کیا تھا یعنی حاصل کیا تھا۔۔۔ جلوہ گرہ : ظاہر ہوا۔۔۔ چٹک : غرور چمک۔۔۔ برق حب : طیش کی بجلی۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے تصور میں محبوب سے متعلق ایک عقارہ یا منظر قائم کیا تھا جسی محبوب یہ ظاہر ہوا تو یہ بات کلی کہ یہ (عقارہ) تصور حقیقت محبوب کی ہر حق مطلب کی کہ ایک چمک یا جھلک تھی۔ یعنی محبوب کے بارے میں عاشق اپنی جہش خوش فہمی کا عقارہ ہوا عقارہ جلد دور ہو گئی۔

لفٹ : مگر باز کن : مشکل حل کر کے اچھا دور کر مگر کھول دے۔۔۔ جبر : پیشانی۔۔۔ ناشتہ : نہ کھانا کھولے بغیر۔۔۔

ترجمہ: میں نے محبوب سے کہا کہ تو میرے دل و دماغ کی گرد کو کھول دے اس نے اپنی چٹائی سے ٹوکرو نہ کھول، بلکہ اسے بند کر دیا۔ دل و دماغ کی گرد کھولنے سے مراد عاشق کی اس بے چینی کو دور کرنا ہے جو محبوب کے چہرے کا دھبہ اور نہ ہونے کے باعث محسوس ہوتا ہے۔ محبوب، عاشق کی بات سن کر اپنی چٹائی پر تل ڈالا اور غصہ برکھ لگا دیا ہے تاکہ عاشق اس کا چہرہ بالکل نہ دیکھ سکے۔

گر ہوش ما بساط اداسے خرام نیست نقشے توہں پہ صفحہ دیہائے خوابِ فرد

تفت: یہاں: فرش: ہوش: بیداری کی حالت۔۔۔ ہوائے خرام: فٹفٹے یا زورکت سے چلنے کی آواز۔۔۔ وجہ خواب: خواب کا رازم۔۔۔  
 ترجمہ: اگر ہمارا ہوش یعنی ہماری بیداری کی حالت کا فرش اس لائق نہیں ہے کہ تو اس پر ناز و ہوا سے چلے لیکن ہماری بیداری میں تو اس طرح چلے تو کم از کم خواب کے رہنمی صفے پر تو ایک تھقل سمجھنا چاہیے۔۔۔ مزید یہ کہ اگر تو اس طرح ہمارے سامنے نہیں آتا تو کم از کم خواب ہی میں ہمیں ایسے اس انداز سے شلو کام کرے۔

تاور هجوم ناله قص باشم به کوه سگ از گداز خویش به رویم گلاب زد

نفس باطمینان: میرا سانس اکڑ گیا۔ گہرا اذہ پکھا ہٹ۔ ہر دویم: میرے چہرے پر۔۔۔ گلاب: زود! گل آب یعنی عرق گل چڑھا۔  
ترجمہ: جب میں نے پاؤں پر جلد و فراہ کی اور کھڑکٹ ٹانگی کی وجہ سے صبراء میں سانس اکڑ گیا تو پھر نے اپنی پیکھا ہٹ سے میرے چہرے پر



کلاب چمکا۔ چمکی بھلاہٹ سے مزاد ہے، فریاد میں شدت، تپش یا گرمی سے ہزار کے چمک بھی پھل گئے، سانس اکڑ گیا، بھنی میں ہے ہوش ہو گیا۔ اس بھلاہٹ نے مجھے ہوش میں لانے کے لئے صحت چمکے پر موزنگ چمکا کر ہوش میں لانے کے لئے اس کے چمکے پر موزنگ چمکا کر لے۔

اے لالہ پر دلے کہ یہ کرو ای، مٹا، داغ تو بر داغ کہ بوسے کباب زد

لغت : مٹا، ست، اکڑ، فزون، کڑا، تیز کر۔۔۔ بر داغ کہ: کباب کے بر داغ پر۔۔۔ بوسے کباب زد: چمکے کی بو آئی، مزور کیا اثر ہو۔

ترجمہ : اے لالہ کے چہرے کو اپنے دل کو اچلا کر سیاہ کر لیا ہے تو اپنے اس دل پر فزون کر۔۔۔ یہ جو صحت کے دل میں داغ آ گیا ہے اس سے کباب کے بر داغ میں کباب کی خوشبو آئی ہے۔ یعنی صحت سے اس داغ کو دل میں چمکے سے کباب نے اثر کیا۔ کسی نے بھی نہیں۔ اس شعر میں صنعت حسن، ظہیل، لالہ میں لکھائی طور پر داغ ہونا ہے، اشارے سے دل چمکے سے تشبیہ دی ہے۔

غم مشرباں بہ چشمہ حیاں نمی دہند موبہ کہ دشت در جگر از چہج و کباب زد

لغت : غم مشرباں: غم مشرب کی جگہ، غم کے بارے لوگ، یعنی عاشق۔۔۔ چشمہ حیاں: آب حیات کا چشمہ۔

ترجمہ : غم و الم میں ڈوبے ہوئے عاشق اپنی اس سوچ کو جو کباب و چہج و کباب کی جگہ سے ان کے جگر میں اٹھتی ہے، چشمہ حیاں کے بدلے میں بھی نہیں دیتے۔ یعنی عاشق محبت کے نتیجے میں۔۔۔ جن غم و الم کا شکار ہوتے ہیں، ان میں وہ عزیز یا گوارا ہیں اور اس طرح وہ جان دے دیں گے لیکن آب حیات کی طرف دیکھیں بھی نہیں۔

عالم کسل ز جمل کمالش گرفتہ اند بے دانستی کہ طعنہ بر اہل کتب زد

لغت : کسل: کس کی جگہ، لوگ۔۔۔ کمالش گرفتہ اند: اسے عقلی یا عقلی کمال لیا ہے۔۔۔ بے دانستی کہ: وہ جانتے ہیں۔۔۔ اہل کتب: آسمانی کتابوں اور سنت، انجیل، زبور، راہ، اہل ان رکھنے والے۔

ترجمہ : اے عالم! عام لوگوں نے اپنی بلوائی کے باعث ایسے بے عقل شخص کو عقلی کمال لیا ہے، اہل کتب اور اہل عقلی، یہودی اور مسیحی۔۔۔ بے دانستی کہ: عقلی یا عقلی کتب پر عقلی کمال سے تشبیہ کرنا ہے، جو اس کی بے عقلی کی دلیل ہے، عام لوگ اگر کسل کی بجائے عقلی ہو تو عقلی کمال لیا لوگ، ناقص عقل والے لوگ۔۔۔ اسے عقلی قرار دے دیتے ہیں جو ان کی حماقت کی دلیل ہے۔ یعنی اہل کتب کو برا بھلا کہنا بھی بات نہیں۔ خود قرآن کریم میں ارشاد ہے (گھوڑے حکم دیں، انہیں غم اپنے دین پر قائم رہو، میں امراء حضور اکرمؐ اپنے دین پر قائم ہوں۔

## غزل 38

تنگ فریادم بہ فرسنگ از وفا دور انگند عشق کافر شغل جان دادن بہ مزور انگند

لغت : تنگ فریادم: فریاد کے تنگ (بند) ہونے لگے۔۔۔ فرسنگ: کوس، کئی میل۔۔۔ مزور: اٹھا ہے فریاد کی طرف، جس نے خسرو پر دوز کے دربار میں پیش پاز کی کھائی کی۔

ترجمہ : کافر عشق جان قربان کرنے کا فضل مزور کے سپرد کر دیتا ہے۔۔۔ میں ادب ہے کہ فریاد کی بند پائی مجھے راہ وفا سے میلوں دور، یہ تنگ دہی ہے۔ یعنی عشق، میل ڈاری کا کام ہر کس و نامس کے سپرد کر دیتا ہے، حاکم کہ یہ خاص شخصیت کا کام ہے، عشق کے کافر کی اس بات سے عاشق کی غیرت جوش مارتی ہے اور دور راہ وفا سے بہت دور لکل جاتا ہے۔

شلوم از دشمن کہ از رشک گدازم و دولش نیست زخمی کن، چکیدن طرح ہامور انگند  
 لغت : شلوم : میں خوش ہوں۔۔ چکیدن : کنک۔۔ کن گدازم۔۔ طرح ہامور انگند : ہامور کی بنیاد ڈالنے، ہامور بننے۔۔  
 ترجمہ : میں رقیب سے خوش ہوں کہ میرے گدا از ہمت کے رشک سے اس کے دل میں ہی ان کی ایک دلم بھی نہیں لگتا ہامور بن کر چلے  
 اپنے گئے۔ یعنی رقیب پر حق کا گمراہ نہیں ہوتا۔ ہامور سے مراد ہے زخم حق کا دیر پا ہوتا۔

قربتے خوانم بہ قاتل کا شخوان سینہ ام قرعہ فالے ہمام زخم ساطور انگند  
 لغت : کا شخوان : کہ شخوان، کہ بڑاں۔۔ قرعہ فالے انگند : کوئی قاتل نکالے۔۔ ساطور : چمڑی۔۔  
 ترجمہ : میری خواہش ہے کہ تجھے قاتل کی اتنی قربت حاصل ہو کہ میرے سینے کی بڑیاں چمڑی کے زخم کھلنے کی قاتل نکالیں۔ قاتل سے مراد  
 محبوب ہے۔ یعنی عاشق کی خواہش ہے کہ وہ محبوب کے اتنا قریب ہو جائے کہ محبوب اس کے سینے میں چمڑی کو پلے۔ گویا عاشق کے  
 لئے اس میں بھی بڑی لذت ہے۔

از شہیدان دیم کز نیم برق خنجرش لرزد در خور افتد و جام از کف خور انگند  
 لغت : دیم : میں ہوں اس کے۔۔ لرزد : کھپکھپانے کی حالت۔۔  
 ترجمہ : میں اس قاتل محبوب کے شہیدوں میں سے ہوں جس کے خنجر کی چمک (تیزی) کے خوف سے خور، لرزد طاری ہو جاتا ہے اور اس  
 وجہ سے اس کے ہاتھ سے جام گر پڑتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میرے محبوب کے جان لیوا دشمن میں جو کشش ہے وہ خور کے دشمن میں بھی  
 نہیں۔

شرم جوہر خاص خاص اوست لیکن در خواب چوں فرو ماند خن در رسم جمہور انگند  
 لغت : بخور : طریق، انداز، شیوہ۔۔ فرو ماند : رہ جائے، مانا، آجائے۔۔ در رسم جمہور : عام لوگوں کی طرح۔۔  
 ترجمہ : شرم دیا اس محبوب کا خاص خاص یعنی جو اسی سے مخصوص ہے اشیوہ ہے۔ تاہم جب اس سے کبھی بہت کا خواب میں نہیں پاتا  
 وہ عام لوگوں کا انداز اختیار کر لیتا یعنی ان کی طرح باتیں کرنے لگتا ہے۔ گویا خواب کے سلسلے میں اس کی یہ عادی یا بے ہوشی اسے شرم و حیا  
 سے بے نیاز کر کے اسے دھڑلے سے باتیں کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔

چوں بگوید کام تانتے پر ستاری کینم خویش را بردخت خواب ناز رنجور انگند  
 لغت : بگوید کام : آرزو تلاش کرنا ہے، یعنی اس کی خواہش ہوتی ہے۔۔ پر ستاری : چادر کی چمک وادی، دیکھ بھل۔۔ بردخت خواب ناز : ناز  
 و ادا کا سہتر۔۔ رنجور : بیمار۔۔ تانتے : تپتے، کھمکھمکی قدر۔۔

ترجمہ : جب محبوب کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ میں اس کے قریب رہ کر اس کی چمک وادی یا خدمت کروں تو وہ خود کو چادر ظاہر کر کے بہتر ناز  
 پر دراز ہو جاتا ہے۔ گویا محبوب عاشق سے اپنی خدمت کرانے کے لئے نئے نئے انداز اور کرنے لگتا ہے۔

وقت کار ایں جنبش غفلت کاہر ساق تست حلقہ اے قربت بگویش خون جین منہصور انگند  
 لغت : جنبش : حرکت، ہلنا۔۔ غفلت : باتیں، باتیں کا ایک زنجیر۔۔ ساق : پنڈل۔۔ حلقہ : کڑا چم۔۔

ترجمہ : اگرچہ ہر شعر میں محبوب سے مراد محبوب ہی ہے لیکن ترجمہ و تفسیر میں عموماً اس کے لئے کہ کامیابیاں حاصل کیا جاتا ہے۔ اس شعر  
 میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس میں واضح طور پر سینہ سونٹ ہی میں بات ہوگی اسے محبوب! جب تو کام کرتی ہے تو میری پنڈلیں میں پڑی  
 ہوتی باتیں لگتے اس انداز میں جتنی ہیں کہ غرض جین منہصور کے کات میں رخصت کا چمک ڈال دیتی ہیں۔ یعنی منصور کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی

ہے کہ کاش وہ سولی پر چڑھ کر اسی پھل سے لڑا تب اسے پاک ہو سکے۔

گر قصداً سر از سلاخی درخور عشرت کند آہ ازاں خونِ نایاب کا اندر جامِ فغفور انگند

نعت : سلاخی : ہلاک قرار دینا۔ درخور : کے لائق، سلاخی : فریاد، خالص خون۔۔۔ فغفور : قدیم حکم کا بادشاہ، قدیم مہینی بادشاہوں کا لقب۔ جام کے حوالے سے جامِ حبشیہ بھی مراد ہو سکتی ہے، قافیے کی خاطر فغفور استعمال ہوا ہے۔ اب ان کے ایک بادشاہ کا بھی یہ لقب تھا۔

ترجمہ : بادشاہوں نے دنیا میں جو عشرت کیا ہے اگر قصداً قدر اٹھارت اس کے سلاخی ان سے بدلہ لینے کے لئے تو خدا جانے فغفور کے جام میں کتنا خون اٹھا جائے جو اسے پیانے پر قصداً قدر ہر کسی کو اس کے اعمال کے سلاخی جزا و سزا دیتی ہے۔

گر مسلمان کیے ہیں زارتست ست آنکھ او اختلافتی در میان ظلمت و نور انگند

نعت : زارتست : یادداشت اور زارتست : آفتل پرستوں کا لقب۔۔۔ ظلمت : تاریکی۔۔۔ کیے ہیں : وحدت دیکھ۔۔۔

ترجمہ : ملو وحدت کو چٹھی نظر رکھ اگر تو مسلمان ہے۔ جسے چٹھی نظر وحدت یعنی حاکم مطلق یا خالق کائنات صرف ایک ہے اور وہ خدا ہے اور ہونی چاہئے یہ زارتست خدا جس نے تاریکی اور نور میں تفریق پیدا کی۔ زارتست نے وہ خدا اس کا قصور بخش کیا تھا ایک نیکوں کا خدا یعنی خدا اس اور دوسرا یعنی اچھا یعنی اچھے میں اور مسلمانوں کے نزدیک اچھے ہے۔ مسلمان کا ایمان توحید پر ہے وہ اس قسم کی دلی سے دور ہے۔

آدم پر راہ و غالب گزے دل می گردوم لغزش پائے کہ باز از جاوہ ام دور انگند

نعت : می گردوم : میرے دل میں انکسوم رہا ہے۔۔۔ لغزش پاؤں کی پھسل۔۔۔

ترجمہ : غالب میں رہا پر تو آگیا ہوں، لیکن میرے دل میں ایک ایسی لغزش پا رہی ہے (یا دل میں اس کا احساس ہو رہا ہے) جو مجھے راہ سے دور ہٹائے گی۔ راہ سے غلط راہ راست ہے۔ لغزش پاؤں سے گڑاؤ کسی غلط راہ سے گمراہی کی طرف راہ ہوتا ہے۔ شاعر کو یہ ڈر ہے کہ ایسی لغزش پاؤں سے ہمارے راہ راست سے نہ ہٹا دے۔

### غزل # 39

بہر بافتش پائے خوشم از غیرت سرے باشد کہ ترم دوست جو یاں درابہ گویش رہبرے باشد

نعت : بافتش پائے خوشم : مجھے اپنے فعل پا۔۔۔ سرے باشد : غراور میں جانا ہے۔۔۔ ترم : میں ڈر تاہوں۔۔۔ دوست جو یاں : دوست یا محبوب کی تلاش کرنے والے، عاشق۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کے کوچے کی طرف جانے ہوئے اپنے فعل پا سے غیرت آتی ہے اور میں ڈر تاہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے (محبوب) کی تلاش کرنے والوں (عشاق) کے لئے میرے یہ فعل پاؤں کی رہنمائی کا باعث بن جائیں۔

نہی گیری بخونِ فتنے ہے پروا نگاہی را تواند بود یا رب بعد محشر مجھ سے باشد

نعت : نہی گیری : تو کچھ نہیں کرتا۔۔۔ ہے پروا نگاہی : ہے پروا نگاہ کی طرح۔۔۔ محشر میں جس کی بے باک نگاہیں شہرِ عالمی ہیں اور ان میں کوئی پروا نہیں ہوتی۔۔۔ تو اندر ہو سکتا ہے، گھس ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے خدا تعالیٰ غلط بنانے کے سلسلے میں تو ان بے پاک نگاہوں والے حسینوں کی پکڑ نہیں کرنا (اسواقہ ضعیفہ کرنا، ممکن ہے مضر کے بعد وہاں ایک اور محضر پڑا ہو جائے اور یہ حسین کوئی پنگامہ کھڑا کرویں۔ حسینوں کی مست نگاہی کی بے حد دلکشی کی عکاسی ہے۔ ممنون کے اہول :

غلام کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں تہہ کیئے

چہ گویم سوزِ دلِ بچوں تو غمِ بلیویدہ بدستے      مثلے دانایم گر کہابِ داغِ کمرے باشد

ملکت : قوم باریہ : جس نے قوم دیکھ کر اسے قوم سے واسطہ نہ دیا۔۔۔ والہالم : دکھانا ہوں، بتانا ہوں۔۔۔ انگڑے : کوئی چنگاری۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایسے علم ملنا چاہیے اور بدست کے سامنے اپنا سوز و دل کیا بیان کروں ، مگر کوئی کتاب اور چنگاری کا آگ ہو تو میں اپنی یہ بات ان کی عقل سے واضح کروں۔ خود کو کتاب اور محبوب کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے۔ آگ کو کیا جانے کہ اس پر رکھے ہوئے کتاب کا کیا حشر ہو رہا ہے۔

رسد ہر روزم از خلد بریں ناخواندہ مسمانی      تخم من گر از داغ جُستے چکرے باشد

نقشہ: دوسرا: کاچنگا ہے، آتا ہے۔۔۔ ہر روز دم: ہر روز میرے پاس۔۔۔ باغیچہ، مسالے: کوئی بنی جاوا مسالہ۔۔۔ نیمیم: دوسرا کاچنگا ملتا ہے۔  
خواب و نوح۔۔۔ بیکر: جسم، چہرہ، شکل۔۔۔

ترجمہ : اگر میرا دونوں ہفت کے درخت سے ایک ٹکڑی کر لی جائے تو میرے بدل ہر روز ایک بن بلیا مسلمان آنا شروع ہو جائے۔ یعنی میری وجہ سے دونوں فیل بھی (اس درخت ہشت کی بنا پر) اتنی بول نکلی ہو کہ لوگ ہشت ہمو ذکر میری طرف آئے لگیں۔

نخواہد بود رسم آنجاہ دیوان داری ہمدان مگر قسم کشور مر و وقار داورے باشد

ملکت : داغ اس : عدالت : پچہری : داوری جہان : مقدمہ لے جانا : داوری : کوئی منصف : کر قسم : میں مان لیتا ہوں : فرض کیا : کشور : ملک : طاقت :

ترجمہ : فرض کیا کہ صرود والے ملک میں کوئی منصف ہو گا تو وہاں عدالت میں مقدمہ لے جانے کی رسم نہ ہوگی۔ یعنی غیبت میں بھی محبوبہ کی بے وفائی کے خلاف اپنے کسی حق کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ غیبت ایسی عدالت نہیں جہاں کوئی منصف یا جج، محبوب کے خلاف مقدمہ چلے۔

تو ایں میقل بے قی قاتل ہم ادا کریں ۔ اگر فصلہ را در دہر مزد نشترے باشد

نعت : میٹل بڑا میٹل کی مزدوری یا اثرات (میٹل چمکا پاش کرے)۔ فساد : فساد کھولے والا۔ دہڑ : ڈانک۔

تقریر : اگر دنیا میں خصلوں کے لیے کھڑے نہ ہوتے تو دنیا کی اجرت یا مزدوری دی جاتی ہے تو پھر قاتل کی تلوار کو میٹھا کرنے کی بھی مزدوری دلائی جا سکتی ہے۔ نھوڑ کھڑے چار کافرہ فوجی (Dak) ہے جس کا اسے ملوٹہ دیا جاتا ہے۔ شاعر اسی حوالے سے ایک عاشق کے شوق قتل کی بہت کرتا ہے کہ اسے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کا آقا شوق ہے کہ وہ اس تلوار کو میٹھا کرنے کی بھی اجرت دے گا تو تیار ہے۔

مکیدم آن قدر کز بوسه و دشنام خلی شد لب یار است و حرفے چند گویا دیگرے باشد

ملفت : مکیدم : میں نے چرما۔ دشنام : گالی۔۔

قریباً : میں نے محبوب کے لبوں کو اس قدر چوسا کہ وہ بوسہ اور دھام سے خالی ہو گئے، چنانچہ اب محبوب کے ہونٹ ہیں اور چند آنکھیں، اگرچہ وہ بھی کبھی انور کے ساتھ ہیں، کوئی اور محرم و رقیب!۔ لیکن چہ سنے سے محبوب کے ہونٹوں میں اتنی طاقت نہ رہی کہ ان کا بوسہ لیا جاسکے یا وہ گلی دے سکے۔ مگر وہ چند ایک نظروں لئے کے قابل ہے تو وہ بھی صرف رقیب کے ساتھ بول سکتا ہے۔

بذوق لذتے کز خارہ و خار است پیلورا      بیالم ہم چنین گر ہم ز نسیم ہستے باشد

نعت : خارہ : جگر۔ بیالم : میں فریاد کرتا ہوں۔۔۔ نسیم : ایک سفید پھول۔۔۔

ترجمہ : (یہ اور اگلا شعر قطعہ بند ہیں) پتھروں اور کانٹوں پر لیٹنے سے میرے پلو کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کی بناء پر اگر میرا ہستہ نسیم کے پھولوں کا بھی ہو تو میری بھی ایسی طرح فریاد کرے یا پیٹنے چلانے لگوں گا۔ گویا پتھروں کی سختی اور کانٹوں کی جھین حاصل کے رک وریختہ میں ملتی ہوئی ہے۔ چنانچہ میری یہ فریاد (اگلا شعر ملاحظہ ہو)

یہ جانے کر خود از کوہ است دروے لرزہ اندازد      بہ چشمے گر خود از سام است گرد انگشتے باشد

نعت : لرزہ اندازد : کھپکی ماری کرے۔۔۔ سام : حضرت لوح کے نیچے اور رستم پہلوؤں کے دہان کا نام۔۔۔

ترجمہ : چنانچہ میری یہ فریاد پہاڑ کی سطح پر بھی کھپکی ماری کر دیتی ہے اور وہ سام کی آنکھ ہی کیوں نہ ہو اس میں امیری فریاد انگشتہ کا نہاد رہی جاتی ہے۔

ستایم حق شناسی ہائے محبوبے کہ در محفل      دلش با چشم پڑخوں ویش با ساغرے باشد

نعت : ستایم : میں تحریف کرتا ہوں، یاد دیتا ہوں۔۔۔ چشم پڑخوں : خون سے ہماری آنکھ۔۔۔

ترجمہ : میں ایسے محبوب کی حق شناسی کی یاد دیتا ہوں اس کی ستائش کرتا ہوں جس کا دل محفل میں چشم پڑخوں پر ہوتا ہے اور ہونٹ جام بندہ سے لگے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کی توجہ غمزہ عاشق پر بھی ہوتی ہے اور اپنی سے نوشی سے بھی غفلت نہیں برتا۔

نہود از پیشہ پیدا سر بہ تنگی ی زوم لیکن      حتم باشد کہ در بے ہودہ میری ہمسرے باشد

نعت : ار : اگر۔۔۔ پیدا : ہمسرا۔۔۔ بے ہودہ میری : فضول یا بیکار جان دے دیا۔۔۔ ہمسرے : کوئی مد مقابل، برابر کا۔۔۔

ترجمہ : اگر پیشہ ہمسرہ آتا تو میں جگر سے سر پہوڑ لیتا اور اس طرح جان دے دیتا لیکن یہ حتم کی بات ہوتی کہ اس طرح بے ہودہ جان دینے میں میرا کوئی ہمسرا ہو جائے۔ میں ہمسرا شدہ ہے فریاد کی طرف جس نے بغل چاہے بے ہودہ جان دی۔

بیاید ہم زمن آنچہ از ظہوری یا حتم غالب      اگر جاوہ بیابان را ز من وایس ترے باشد

نعت : ظہوری : قدرتی یا مشہور شہر۔۔۔ بیاید : ہائے، پائے گا۔۔۔ جاوہ بیابان : جمع ایسے شہر جن کی شاعری میں جاوہ کا ذکر ہو،

سو بیان (یا بیاید) وایس ترے : لیکن بعد میں آنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر جاوہ بیابان شہر میں سے کوئی میرے ہوا آئے تو وہ مجھ سے وہی بیابان حاصل کرے گا جو میں نے ظہوری سے حاصل کیا ہے۔ غالب : ظہوری سے بہت متاثر تھا چنانچہ اس نے ظہوری کی بعض غزلوں کے جواب میں غزلیں بھی کہی ہیں، لیکن اسی رابطہ و تعلق میں جس میں ظہوری کی غزلیں ہیں۔

## غزل # 40

دل نہ تھماز فراق تو فغل ساز دہد      رفتن نکس تو از آئینہ آواز دہد

نعت : فغل ساز دہد : فریاد و فغل کرتا ہے۔۔۔ رفتن نکس تو : میرے نکس کا ہٹ جانا۔۔۔

ترجمہ : نہ صرف میرا دل میرے فراق میں غلہ و فغل کرتا ہے بلکہ جب اے محبوب! مجھ کو نکس آئینے سے ہٹا ہے (یعنی تو آئینے سے پرے

ہو جاتا ہے، تو اس سے بھی گہرا آواز آئے لگتی ہے، یعنی تھری بہ اپنی اسے بھی محسوس ہوتی ہے۔ گویا محبوب کے شمس میں آجی دکلائی ہے کہ عاشق تو ایک طرف آئینہ جیسی ہے جان بچ گئی اس پر تو ہو جاتی ہے۔

مغز جاں سوخت ز سودا و بہ کلام تو بنوز زہر رسوائی ما چاشنی راز دہ  
 لغت : سودا: جنون، دج، انجی جس کا باعث فحش ہے۔۔۔ کلام: طلق، ٹکھا۔۔۔ چاشنی: ذائقہ، مزہ۔

ترجمہ : دج، انجی کے باعث ہمارا مغز جاں بھل گیا لیکن ہماری رسوائی کا زہر اب تک میرے حلق میں راز کا مزہ دے رہا ہے۔ یعنی عاشق کو تو رسوائی جو عشق کی وجہ سے ہوئی، ان کی تحریروں سے واسطہ چڑا ہوا ہے اور محبوب کی کچھ رہا ہے کہ ابھی کسی کو اس عشق کا طعم نہیں گویا یہ ابھی راز کی بات ہے۔

خاک خُون ہلہ کہ در معرض آثار وجود زلف و فرخ در سخل و سخل و گل باز دہ  
 لغت : آثار و عورت: وجود کی نشانیوں، عزاو عالم سحر و جادو، کائنات۔۔۔ خون باز: خُون ہو جائے سرا جمل ہو۔۔۔ معرض: غور، ہونے کی جگہ۔ عزاو میں۔۔۔ در سخل: کھینچ لی یا چھین لی جاتی ہے۔۔۔ زلف و فرخ: عزاو مسکین چہرے۔۔۔  
 ترجمہ : اس خاک کا برا حال ہو کہ اس کائنات یا عالم وجود میں کس طرح زلف و فرخ چھین کر اس کی جگہ سخل و سخل دے دیتی ہے۔ یعنی کیسے کیسے مسکین چہرے اس دنیا میں آکر آخر خاک کی ذرا ہو جاتے ہیں اور وہاں ہمارے سخل اٹکتے ہیں۔ حالت ہی کے بغیر:  
 سب کہاں کچھ لالہ و گل میں ٹھایاں ہو گئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پھسل ہو گئیں  
 میرزا شوق کھنکھری:

اُوچے اُوچے نچے مکان تھے جن کے آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے  
 داغم از پرورش چرخ کہ در بزم امید سر شمعے کہ فروزہ بدم گاز دہ  
 لغت : داغم: میں بھل گیا ہوں، ٹھکے ڈکھ ہو آئے۔۔۔ چرخ: آسمان۔۔۔ فروزہ: جلتی ہے، روشن ہوتی ہے۔۔۔ گاز: چھینی۔۔۔ بدم گاز دہ: کلت ڈالتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اس آسمان کے طرز پرورش پر جلا ہوں، ٹھکے ڈکھ ہو آئے، اگر امید کی محفل میں جو شمع روشن ہوتی ہے، اسے وہ چھینی سے کلت دیتا ہے۔ یعنی گردش لطف کسی کی امیدوں کو بچہ مان نہیں ہونے دیتی، اور جب کوئی امید بڑی ہونے کی توقع ہونے لگتی ہے تو وہ جلد اسے ختم کر دیتی ہے یعنی امید کی شمع بجھا دیتی ہے۔

دل چو سیند ستم از دوست نکلا آغاورد شیش سازے ست کہ تہنگند آواز دہ  
 لغت : نکلا: تھکوا: اسے ٹوٹتی ہوئے لگتی ہے۔۔۔ تہنگند: برب نوئے تو۔۔۔

ترجمہ : دل، جب محبوب کے ہاتھوں جو دو ستم برداشت کر آئے تو اسے ٹوٹتی دسرت ہونے لگتی ہے۔ یوں سمجھو کہ شیش (مرورل) ایک ایسا ساز ہے کہ جب وہ ٹوٹتا ہے تو اس میں سے آواز نکلتی ہے، یعنی سر ٹککتے ہیں جو عاشق کے لئے سرت و شکرانی کا باعث بنتے ہیں۔

ہائے پرکاری سلتی کہ بہ ارباب نظر سے بہ اندازہ و چنانہ بہ انداز دہ  
 لغت : پرکاری: چالکی۔۔۔ ارباب نظر: گہری نظر رکھنے والے، اہل نظر، شمس پرست۔۔۔

ترجمہ : ذرا سلتی کی چال کی ملاحظہ ہو کہ وہ اہل نظر کو شراب خاص مقدار میں یا محدود مقدار میں دیتا ہے اور جب پیمانہ انہیں دینے لگتا ہے تو ایک خاص انداز سے یعنی بڑے دلکش انداز کے ساتھ دیتا ہے۔ گویا شراب تو خود ہی ہوتی ہے لیکن محبوب اس سلتی کے انداز وہی اہل نظر کو

بہت مست کر دیتے ہیں۔

طرہ : است ملک بہ امان ضمیمہ افشاخہ جلوه است گل بہ کف آئینہ پر دواز دہ  
لغت : طرہات : تیری ڈالیں۔۔۔ افشاخہ : چڑکی ہیں، بھڑکی ہیں۔۔۔ جلوه است : تجر افکار۔۔۔ آئینہ پر دواز : آئینے کو چمکانے والا جادو ہے  
والا۔۔۔

ترجمہ : تیری ڈالیں، ضم (ہوا) کے دامن میں ملک چڑکی ہیں اور اس ملک سے بھڑکی ہیں اور تجر افکار آئینہ پر دواز کے ہاتھوں میں چھوٹ  
رکھ دیتا ہے۔ یعنی ہوا کے پتے سے محبوب کی ڈالوں کی خوشبو اس (ہوا) میں پھیل جاتی ہے اور اس کے نظارہ حسن سے آئینے میں گویا شگفتگی  
دیکھ پیدا ہو جاتی ہے۔

سعی نہیں بال فغانی بکرم سوخت دریغ کاش آہے ز نم تجلت پرواز دہ  
لغت : سعی : کوشش۔۔۔ بال فغانی : از پر بجز بڑا۔۔۔ دریغ : افسوس۔۔۔  
ترجمہ : افسوس کہ میری اس اڑنے کی کوشش نے میرا بکر جادو کاش اس پرواز کی عمارت کا کھینچ دیا میری اس آتش بکر پر پانی ڈال  
دے۔ یعنی اس سعی بکرم پر جو عمارت ہوئی اس سے میری اس آتش بکر کا اس دھک کا دوا ہو جائے۔

اے کہ بر خوان وصل تو قناعت کفر است ہاں صلائے کہ مرا حوصلہ آرز دہ  
لغت : خوان : دسرخوان۔۔۔ صلائے کہ : انکی دعوت جو۔۔۔ آرز : ارجح، حرص۔۔۔

ترجمہ : تجھے وصل کے خوان پر قناعت سے کام لینا کفر ہے۔ ہاں! تو اس اعزاز سے دعوت دے کہ تجھ میں حرص کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔  
یعنی محبوب کے وصل سے عاشق کبھی بڑی طرح تسکین نہیں پاسکتا زیادہ سے زیادہ وقت محبوب کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ جو عقیدہ وصل پر  
قناعت کرتے ہیں وہ بد قسمت ہیں۔ لیکن ہوتا ہے کہ وصل کی گزریاں خواہ کتنی طویل ہوں، عقبر معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ بقول امیر  
میںائی۔

وصل کی شب اور اتنی مختصر دن گئے جاتے تھے اس دن کیلئے؟  
بقول طہارہ اقبل

میں وصل کے گھر یوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں مگر گزریاں جدائی کی گذرتی ہیں مینوں میں  
ایک جدید ایرانی شاعر اکبر حسین شیرازی نے یہ لطف قلم کیا ہے:  
شبے کلن باہن بودی خستہ کلید صبح بچھا انگنہ ایم اشب کہ در بند است ماہ اسبجا  
خدا قسم کہ ہم از غم شب تازہ ہوں خورشید کہ نکلدار ز غیرت ماہ رانا مچھاہ این جا  
ارادت جب وہ یعنی محبوب میرے پاس تھا تو میں کتا تھا کہ میں نے صبح کی چالی کو میں میں پیچک دی ہے لیکن یہ بات تھا کہ شام  
آدمی رات ہی کو نکل آئے گا اور غیرت کے بارے میں کو صبح تک یہاں نہیں رہنے دے گا۔

من سر از پانچام بر سعی و سپر ہر دم انجام مرا جلوه آغاز دہ  
لغت : سر از پانچام : تجھے سر اور چہر کی تصویر نہیں ہوتی۔۔۔ سپر : آسمان۔۔۔ جلوه آغاز دہ : آغاز کا جلوه دیتا ہے، یعنی تجھے آغاز نظر آتا  
ہے۔۔۔

ترجمہ : کوشش کی راہ پر میں اس حد تک تیری سے چمکاؤں کہ تجھے اپنے سر اور چہر کا چائیں چہاں جبکہ آسمان ہر لمحہ میرے انجام کار کو اس

طرح ظاہر کرنا ہے کہ یہ آغاز کار ہے۔ سنی سے مراد فہمت ہو سکتی ہے۔ یعنی عاشق کے لئے عشق میں احتیاط کوئی تصور نہیں اس کے لئے احتیاط بھی ایک طرح سے ابتدا ہے۔

پردہ داران پہ نے و ساز فطارش وارند تامل ہی خواست کہ شرح ستم باز دید  
 لغت : پردہ داران: پردہ دار کی جمع، ایک معنی پردے میں رکھے والے، دوسرے معنی جو پہلی مقصود ہیں فہم پردہ دار۔ فطارش داران: دہانہ میں لے آئے، بھیج دیا، دہانہ۔

ترجمہ : تامل اور فطارش محبوب کے بازو اور کے جو رو ستم کی تفصیل بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن فہم پردہ داروں (یا عشقوں) اے اسے نے اور ساز (کی آواز) میں دہانہ۔ یعنی نے وسارے ہو آواز بلند ہو رہی ہے وہ در حقیقت عاشق ہی کا تامل و فطارش ہے جو اس صورت میں اظہار پایا ہے اور عاشق پر محبوب کے ستم بازی کی تفصیل بیان کر رہا ہے۔

ہر شکے کہ زکوے تو بخاکم گذرد یادم از ولولہ عمر سبک باز دید  
 لغت : بخاکم گذرد: میری قبر سے گذرتی ہے۔۔۔ ولولہ: جوش۔۔۔ عمر سبک: آواز، تیز رفتار زندگی، جلد گذر جانے والی زندگی۔۔۔  
 ترجمہ : تجھے کوپے سے جو بھی ہوا میری قبر سے گذرتی ہے وہ تجھے تیز رفتار زندگی کے ولولے یاد کرا دیتی ہے۔ یعنی اس میں ایک تو محبوب کے حوالے سے بات ہے کہ اس کے کوپے میں عاشق کس ولولے کے ساتھ جلیا کرتا تھا لیکن زندگی اتنی تیز رفتار ہے کہ یہ باتیں گویا خواب بن گئی ہیں اور محبوب کے کوپے کی ہوا مرود عاشق کو وہاں یاد کرا دیتی ہے۔ دوسرا حوالہ صوفی ہے کہ زندگی گذرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ہر حال پہلا حوالہ بنیادی حوالہ ہے۔

چوں نثار و سخن از مرحت دہر بخویش کہ مرد عرفی و غالب پہ غرض باز دید  
 لغت : مرحت دہر: زمانے کی حمایت و مصلحتی۔۔۔ چوں نثار: کیوں نثار نہ کرے، فخر نہ کرے۔۔۔

ترجمہ : شامی زمانے کی مصلحت و مصلحتی پر کہیں اپنے آپ میں پٹوئے نہ ملنے کہ وہ (نثار) عقی جیسے شاعر کو لے جاتا اور اس کے بدلے میں غالب جیسا شاعر دے دیتا ہے۔ عقی ایک عظیم فارسی شاعر تھا اس لحاظ سے غالب بھی عظیم فارسی شاعر تھا۔ صوفی مرحوم نے یہ مد معنی لے جاتا ہے کہ پہلے پر رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ آگے لفظ غرض ہے اور اس کے مطابق برہنہ بھی ہے۔

## غزل # 41

کو فنا تا ہمہ آلائش چہار ہر از شور جلوہ و از آئینہ زنگار ہر  
 لغت : آلائش: آلودگی۔۔۔ چہار: غمزد، تکبر، انا۔۔۔ شور: صورت کی حق و مظاہر کائنات۔۔۔ زنگار: رنگ، قدیم میں آئینہ فولاد سے بناتا تھا جس پر برسات میں زنگ لگ جاتا تھا جسے دور کرنے کے لئے آئینے کو صیقل کرتے تھے۔۔۔

ترجمہ : فنا کہیں ہے کہ وہ غمزد و تکبر یا انا کی تمام آلودگی کو دور کر دے اور مظاہر کائنات کا وجود نہ دے اور آئینے کا صیقل ہو جائے۔ وحدت اور خود کی طرف اشارہ ہے۔ صوفیوں کے نزدیک اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں صرف وہی ذات حق ہر جگہ جلوہ فرما ہے۔ گویا شاعر نے یہ کہا ہے کہ انسان جس طور کی یا انا کے تکبر کا افکار ہے اس سے بچے اور اپنی ذات کو ذات حق میں فنا کر دے۔

شب زخود رقص و بر شعلہ کشودم آغوش کو بد آموز کہ چہارہ پہ دلدار ہر



لغت : زخورد: خم: میں بے طور ہو گیا۔ کشودم آفوش: میں نے آفوش پا کر دکھلی۔ بد آسوز: برا سکھانے والا، اپنی سیدھی مٹی پڑھانے والا کو کہیں ہے۔۔۔ پتھر: طعنہ۔

ترجمہ : رات میں بے طور ہو گیا اور اس بے طوری کے عالم میں میں نے شیطے پر آفوش کھول دی، یعنی شیطے پر کوہ چڑا تاکہ خود کو چاروں۔ بد آسوز رقیب کہاں ہے کہ وہ جا کر محبوب کو طعنہ دے۔ رقیب غلطی محبوب کو چڑھا تھا یہ کہ عاشق رہا ہے دیر ہے، عشق میں چاہئیں نور محبوب بھی بج میں لیتا تھا لیکن اب میری اس حالت کے حوالے سے محبوب کو طعنہ دے کہ دیکھو وہ تو چاہا عاشق تھا جس نے شکاری خاطر میں جان اسے دی۔

گفتہ پاشی کہ بہ ہر حیلہ در آتش گفتش      غیر می خواست مرا بے تو بہ گفتار بد  
لغت : گفتش: اسے آگ میں ڈال۔۔۔ بہ ہر حیلہ: ہر طور جس طرح بھی ممکن ہو۔۔۔  
ترجمہ : رقیب کی یہ خواہش تھی کہ وہ مجھے تیرے بغیر پا میں لے جائے، مثلاً تو نے اس سے کہا کہ اسے ہر طور آگ میں ڈال دے۔ یعنی محبوب کے بغیر پا میں جانا آگ میں جلنے کے مترادف ہے۔

باز چہیدہ لب از جوش حلاوت باہم      مرگ مشکل کہ زما لذت گفتار بد  
لغت : چہیدہ: چپک گئے ہیں۔۔۔ حلاوت: مٹھاس، شیریں۔۔۔ جوش: غرور، کثرت، بہمت۔۔۔  
ترجمہ : اگلے ہونٹ پر کثرت حلاوت سے اس قدر باہم چپک گئے ہیں کہ موت کے لئے مشکل ہے کہ وہ ہم سے ہماری لذت گفتار بچیں سکے۔ محبوب کے لبوں میں بے حد حلاوت کی بات کی ہے جن کے بوسے سے عاشق کے لبوں کی یہ حالت ہوئی۔ اس حلاوت کا اثر عاشق کی گفتار پر بھی پڑا ہے۔

عشورہ: مرحمت چرخ مخر کلاں عیار      یوسف از چاہ برآورد کہ بیا زار بد  
لغت : عشورہ: یار، خواہ، آگھوں کے اشارے۔۔۔ مرحمت: عطیت و مہربانی۔۔۔ چرخ: آسمان۔۔۔ مخر: متعجب، غریب، غریب میں مت آ۔۔۔ برآورد: لانا ہے۔۔۔ کہ: تاکہ۔۔۔ بیا زار بد: مارکیٹ یا منڈی میں لے جائے۔۔۔ عیار: چلاک، منکار۔۔۔  
ترجمہ : تو آسمان کی عطیت و مہربانی کا ثبوت غریب یعنی اس کی نوازشات کے قریب میں مت آ کیونکہ یہ قریب کار حضرت یوسف کو کہیں سے اس لئے لانا ہے کہ ان کی فروخت کا سامان کر سکے۔ بھار کہیں سے لانا ہو روٹی کا اٹھنا ہے لیکن بعد میں فروخت کرنا تو ہیں یا ظلم کی حالت ہے۔ حضرت یوسف کی قرآنی تصحیح کے حوالے سے شاعر نے آسمان کی مہربانی کی بات کی ہے۔

شوق گسترخ و تو سرست بدایں رسوائی      ہاں اوائے کہ دل و دست من از کار بد  
لغت : گسترخ: بے جاگ۔۔۔ بدایں رسوائی: یعنی جس رسوائی کا عاشق کو سامان کرنا پڑ رہا ہے۔۔۔ اوائے کہ: ایسی ادا ہو۔۔۔ از کار بد: بیکار کر کے رکھ دے، وہ کبھی کام کے نہ دیں۔۔۔

ترجمہ : امارت خلق بے جاگ ہے اور تو ہماری رسوائی کے باعث سرست ہوا جیٹا ہے، یعنی عاشق نے جذبہ نفرت کی بنا پر بے جاکی کا مظاہرہ کیا جو اس کی رسوائی کا اور محبوب کی سرسختی کا باعث بنا۔ اب عاشق اس سے گزارش کر رہا ہے کہ اسے محبوب اپ کوئی ایسی ادا دکھاو جو اسے دست و پا دل دونوں کو کام کے لائق نہ رکھے تاکہ کبھی بے جاکی جذبہ کی بنا پر اور کبھی دست و پا دل کا سامان نہ رہے۔

خوں چکان است نسیم از اثر ناله من      کیست کز سخی نظر پے بہ در یار بد  
لغت : خوں چکان: خوں پھیلانے والی۔۔۔ کیست: کون ہے۔۔۔ سخی نظر: غم کی کو خش سے۔۔۔ پے بہ در یار بد: دوست کے دور تکم پھاں لے جائے۔۔۔ تیری وہاں تک پہنچے۔۔۔

ترجمہ : میرے دل و فرما کے اثر سے ہر ضمیمہ خون پر ماری ہے، اس صورت حال میں کون ہے جس کی نظریں محبوب کے دور تک پہنچ سکیں، یعنی میں پہنچ سکتی، کیونکہ وہ کورہ صورت حال (ہوا میں خون کی بارش) میں نظروں کا وہاں پہنچا نہیں۔

تو نیالی بہ لب ہام و بکوائے تو دام دیدہ ذوق نگہ از دوزن دیوار بد  
لفت : تو نیالی : تو نہیں آتا ہے۔۔۔ دام : بھٹ۔۔۔ دوزن دیوار : دیوار کا سورہ رخ ہوا کے لئے رکھا جاتا ہے، روشن دان۔۔۔

ترجمہ : اے دوست! تو بھی لب ہام نہیں آتا چنانچہ بھٹ ہماری آنکھیں اپنی نگاہ کا دوزن دوزن دیوار سے حاصل کرتی ہیں۔ یعنی تیرا جلوہ سامنے تو نظر نہیں آتا البتہ دوزن دیوار ہی سے تجھے دیکھ کر ہم اپنی حسرت دیدار پوری کر لیتے ہیں۔

ناز را آئینہ ما کیم بغیرا تا شوق جو از جانب ما مژدہ دیدار بد  
لفت : ما کیم : ہم ہیں۔۔۔ بغیرا : تو قرعہ حکم کے اجازت دے۔۔۔

ترجمہ : ہم میرے ناز و آئینہ ہیں، تو ہمیں اجازت دے تاکہ ہمارا ہنر عشق ہماری طرف سے تجھے دیدار کی خوش خبری پہنچا دے۔ یعنی عاشق، محبوب کے جلوے یا دیدار سے محروم ہے لیکن اپنے جذبہ عشق کی بناء پر اس کا دل تصور میں محبوب کے ناز و کرشمہ کا آئینہ بنا ہوا ہے۔ یعنی ناز و ادا دیکھ لیتا ہے اسی لئے وہ اس سے کہتا ہے کہ تو خود اگر ہمارے دل میں اپنے ناز و ادا کا عکس دیکھ لے۔

مژدہ ات سفت دل و رفت رنگ تو فرد کز خمیرم نگہ سرزنش خار بد  
لفت : سفت دل : دل پیڑا۔۔۔ رفت فرد : چلے اتر گئی، دل میں اتر گئی۔۔۔ کز : کہ از۔۔۔ سرزنش : ذرا تہمت، غلطی۔۔۔

ترجمہ : میری آنکھوں نے میرا دل پیڑا اور میری نگاہیں دل میں اتر گئی ہیں تاکہ میرے دل سے کانٹے کی غلطی کا ٹھکانہ دور کر دیں۔ گویا عاشق کے دل میں محبوب کی غبت کی غلطی کانٹے کی طرح مخصوص ہوتی تھی جس کی دو شکایت کرنا رہتا تھا۔ محبوب نے توجہ کی آنکھوں کا دل کو چرنا اور نگاہوں کا دل میں اترنا توجہ کی علامت ہے تو یہ نگہ ٹھکانہ دور ہو گیا۔

خاکے از دہگدور دوست بہ فرقم ریزید تا ز دل حسرت آرائش دستار بد  
لفت : یہ فرقم ریزید : میرے سر پر ڈالو۔۔۔ آرائش دستار : دستار کی جھلک کی تخت۔۔۔

ترجمہ : کوئی میرے سر پر دوست کی دہگدور کی خاک ہی ڈال دے تاکہ میرے دل سے دستار کی آرائش کی حسرت دور ہو جائے۔ دستار کی جھلک کے لئے اس میں پھول لٹکا کرتے تھے لیکن عاشق کو باخت حال ہے، اسے پھول میر نہیں ہیں اس لئے محبوب کی خاک دہگدور ہی اس کی آرائش دستار کا سامان کر دے گی۔

ی زند دم زفا غالب و تکیکش نیست بو کہ توفیق ز گفتار بہ کردار بد  
لفت : ی زند دم زفا : فدا کی باتیں کرنا ہے۔۔۔ تکیکش نیست : اے تکیوں یا قلی نہیں ہے، اطمینان نہیں ہے۔۔۔ بو کہ : اے کہے۔۔۔

کردار : عمل، ایسی بات پر عمل کرنا۔۔۔  
ترجمہ : غالب فدا کی باتیں کرنا رہتا ہے لیکن اے تکیوں یا قلی نہیں ہے۔ خدا کرے کہ اسے سمجھ کی بجائے کردار کی توفیق ملے۔  
یعنی مقام کا حامل ہونے سے ملے نہیں ہو کہ مزار ہے محبوب حقیقی کی ذات میں تھا تو اس کے لئے تو ایسے اہل کی ضرورت ہے جن سے تکیوں قلب کا سامان ہو۔

## غزل # 42

چاک از بھیم بد اماں می رود      تانچہ پر چاک از گریبان می رود  
لغت : چاک : کٹو۔ نا، یعنی بڑا سطوم۔ چ : کہل۔ می رود : گذرتی ہے، گذر رہی ہے۔

ترجمہ : میرے گریبان کا چاک اب اس کی طرف جا رہا ہے، سطوم شمس گریبان کے ہاتھوں چاک پر کیا گذر رہی ہے۔ گویا عاشق حالتِ دلِ آگاہی میں اپنے کپڑے چاڑ رہا ہے۔ پہلے گریبان پہاڑا اب اس سے بھی آگے بڑھ کر دامن تک فوج آ رہی ہے جو اس دلِ آگاہی میں اضافے کی علامت ہے۔

جو ہر لبیم درخشان است یک روزم اندر ابر پنہاں می رود  
لغت : لبیم : میری طبیعت۔ درخشان : روشن۔ ایک : لیکن۔ پنہاں : چھپا ہوا۔

ترجمہ : میرا ہر طبع روشن ہے لیکن بد قسمتی سے میرا دن بالوں میں چھپ کر گذر رہا ہے۔ دن کا اس طرح گذرنا فیصیحہ کا تاریکی میں ہونا ہے۔ یعنی شاعر اپنی قدرتی ذہانت و فطرت کی بات کرتا ہے جو فیصیحہ کی تاریکی میں چھپ کر رہ گئی ہے۔ یعنی اس کا یہ ہر دو دن تو ہے لیکن بد قسمتی اس کے افسوس میں مانج ہے۔

گر بود مشکل منج اے دل کہ کار چوں رود از دست آساں می رود  
لغت : منج : مت آزرہ ہو۔ کار از دست رود : معاملہ ہاتھ سے نکل جائے، اپنے بس میں نہ ہو۔

ترجمہ : اے دل اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو آزرہ خاطر نہ ہو کیونکہ جب کوئی معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے یا بس میں نہیں رہتا تو وہ آساں ہو جاتا ہے۔ یہی بات اردو میں ذرا دوسرے رنگ میں کی ہے:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جانا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں  
جز خن کفرے و ابلنے کباست خود خن در کفر و ابلان می رود  
لغت : جز خن : سوائے باتوں کے۔ کباست : کہل ہے، یعنی نہیں ہے۔

ترجمہ : سوائے باتوں کے کفر و اور ایمان کا کھدو کہل ہے اور یہ باتیں بھی تو کفر و ایمان کا کھدو طہارت کرنے ہی کی خاطر کی جاتی ہیں۔ یعنی ہم کفر و ایمان کے بارے میں تو دودھ دہاؤں کرتے ہیں لیکن عمل کے لحاظ سے ہم ان سے بہت دور ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ:

اقبال بڑا ابلے تنگ ہے من باتوں میں سو لیتا ہے      گفتار کا غازی بن تو گیا کروار کا غازی بن نہ سکا

ہر گھمے را مشائے در خوردست بوسے چہرا بمن بہ کشتان می رود

لغت : غمیم : خوشبو۔ مشام : یعنی دماغ۔ بوسے چہرا بمن : لباس کی خوشبو اٹھا رہے حضرت یوسفؑ کے لباس کی طرح جو انہوں نے مصر سے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو کھان بھجوا تھا۔ در طورہ : لائق، مستحق۔

ترجمہ : ہر خوشبو کے لئے اس کے لائق دماغ ہونے کی ضرورت ہے، یعنی جس معیار کی خوشبو ہے اسی معیار کا مشام ہو۔ چنانچہ لباس کی خوشبو کھان کا لائق ہے۔ حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے کی جدائی میں دودھ کر دہائی کو پیٹتے تھے، جب حضرت یوسفؑ وطن مصر سے واپس آئے غلام بنائی کھان میں قند کی بناؤں مصر کھانہ لئے گئے تو حضرت یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا۔ قصہ یہ کہ انکی دہائیں پر اپنی قمیص آئیں دی۔ جب حضرت یعقوبؑ نے وہ قمیص سوتھیں تو ان کی دہائی بھال ہو گئی۔ یہ قرآنی حلیج ہے۔

آید و از ذوق فکھام کہ کیست تا رود پداشتی جان می رود

لغت : فکھام : میں نہیں بچاؤ، نہیں بچاؤں سکا۔ کیست : کون ہے۔ پداشتی : تو نے کھلا۔ تہ : جب۔

ترجمہ : جب محبوب میری طرف آتا ہے تو مجھ پر ذوق و عشق اور جذبے کی بجائے ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ میں اسے بچاؤ نہیں سکتا اور جب وہ جاتے تو میں سمجھ کر میری جان پٹی گئی۔ لفظ جان ذوق معنی صنعت و سامان کا حامل ہے۔ ایک سنی تو عاشق کی مدوح اور ذوق مرے سے مژدہ محبوب ہے۔

می رود اما نہ یک جا می رود پریشانی رود

لغت : می رود : وہ لے جاتا ہے۔ اما : لیکن۔ پریشانی : سرگرمیاں جاتا ہے، آشفتہ حالی میں جاتا ہے۔

ترجمہ : وہ کھٹکے لے جاتا ہے لیکن ایک جگہ نہیں لے جاتا۔ وہ جاتا تو ہے لیکن سرگردانی کی حالت میں جاتا ہے۔ یعنی جدھر مراد اٹھو مرید مل دیا۔ ایک جگہ نہیں لے جاتا۔ اس سے یہی واضح ہو تا ہے کہ وہ گویا ہرجائی ہے۔

ہر کہ سینہ در رہش گوید ہی قبلہ آتش پرستانی رود

لغت : در رہش : اسے راستے میں۔ گوید ہی : کہنے لگتا ہے، کہتا ہے، کہتا ہے۔

ترجمہ : جب کوئی اسے راستے میں چلنے دیکھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ (محبوب) آتش پرستوں کا قبلہ جا رہا ہے۔ یعنی محبوب کے خشن میں اتنی چمک دک ہے کہ لگتا ہے اس کے پیرے سے شعلے اٹھ رہے ہیں۔

اول ماہ است و از شرم تو ملہ آخر شب از شبستان می رود

لغت : شبستان : رات گزارنے کی جگہ، خواہگاہ۔ ماہ : مہینہ۔ دو سر ماہ : چاند۔

ترجمہ : مہینے کا آغاز ہے اور چاند میری شرم سے رات کے آخری نصفے میں غراب گھومتے جا رہا ہے۔ چاند شروع کے چند دن غروب ہو کر جلد غروب ہو جاتا ہے۔ شاعر نے اس کی یہ علت پیش کی ہے کہ وہ دراصل محبوب کے خشن کی چمک دیکھتا ہے تو اس کے مقابلے میں اسے اتنی چمک کتنا معمولی معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے شرم آجاتی ہے اور وہ جلد چلا جاتا ہے، غروب ہو جاتا ہے۔ صنعت خشن القیل کا شعر ہے۔

بگذر از دشمن دلش سخت است سخت آید وے تیغ و پیکانی می رود

لغت : بگذر : گزرو، گزرو جا ہمو دے، توجہ نہ کرو۔

ترجمہ : توجہ دشمن از قیب (اکھٹو دے۔ یعنی اس کی طرف توجہ نہ کرو اس کا دل سخت سخت ہے۔ اس پیکانی سے توجہ مشق کو پاک کر کہ اس عاشق کے لئے اس میں لذت بھی ہے اور فکر کی بات بھی ہے۔ نیز اس سے تیر و پیکانی آیدو گی وہ جانے کی بجائے قیب بھرنے والے کے پامٹ مکمل دیکھ لذت اٹھا سکتا ہے اس طرح یہ گویا تیر و پیکانی کی توجہ کی بات ہو گی۔

کیست تا گوید بداں ایوان نشیں آنچہ بر غالب ز درہاں می رود

لغت : کیست : کون ہے۔ بداں : یہاں اس سے۔ ایوان نشیں : محل میں بیٹھا ہوا یعنی محبوب۔ آنچہ : جہاں۔

ترجمہ : کون ہے جو جا کر اس محل نشیں محبوب کو بتائے کہ اس محبوب کے درہاں کے ہاتھوں غالب پر کیا کچھ گذر رہی ہے۔ اور میں غالب نے درہاں کے حلقوں میں کہا ہے:

گدا سمجھ کے وہ چپ تھامری جو شامت آئے اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسوں کے لئے

یعنی وہ پہلی عاشق کی خوب پائی کرتا ہے کہ اس کی اسی برائت کر بدل اگر محبوب سے ملاقات کی کہ خوش کرنا ملاقات کے لئے کتاب ہے۔

### غزل # 43

نومیدی ما گردش ایام ندارد روزے کہ یہ شد سحر و شام ندارد

نعت : نومیدی : غامیدی، باغی سی۔ گردش ایام : دنوں کی گردش ایام سے زمانے میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں، انقلاب آتے ہیں۔

ترجمہ : ہماری باغی سی کا گردش ایام سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہر دن ٹکریک ہو جائے اس کی بھر شام و سحر میں ہوتی۔ گردش ایام سے دنیا میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، انقلاب آتے ہیں، لیکن شام و سحر باغی سی کا ہوا ہے، باغی سیوں کا ظہار ہے، اسے اب باغی سیوں میں تبدیلی کی کوئی توقع نہیں، یعنی کوئی امید ہی رہی ہوئے کی توقع نہیں۔ غالب سی کے بقول:

کوئی امید ہر نہیں آتی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی

یوسف لب دلدار و گزیدہ نوازم نرم است دلم حوصلہ کلام ندارد

نعت : یوسف : میں چوستانوں۔ گزیدہ : گہ پر زور کا نام۔ حوصلہ کلام : آواز یا خواہش کی صفت۔

ترجمہ : میں محبوب کے ہونٹ چو چو ہوں لیکن میں انہیں راتوں سے کٹ نہیں سکتا۔ راتوں سے کاٹا فردا نوبت و جذبہ شوق کی علامت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنی خواہش تو یہی ہے لیکن میرا دل نرم ہے اس لئے اپنی یہ خواہش پوری کرنے کا مجھ میں حوصلہ نہیں۔

مفرست بطوف حرم دوست نصیحتی کز نکلت گل جامہ احرام ندارد

نعت : مفرست : مست بھیج۔ نصیحتی : خوشبو۔ جامہ احرام : وہ چادر یا مٹائی جگ کے موقع پر پہنتے ہیں۔

ترجمہ : حرم دوست کے طواف کے لئے کوئی ایسی نصیحتی نہیں جو انہیں بھیج جس کا جامہ احرام بھول کی خوشبو کا نہ ہو۔ یعنی جو مضر اور پکڑو نہ ہو۔ خدا سے خطاب ہے، دوست سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جام محبوب کے لئے یہ اصطلاحات طواف، جامہ احرام، استعمال نہیں ہو سکتیں۔ اگر غالب کے پیش نظر جام محبوب ہے تو یہ گستاخانہ بات ہوگی۔

ہر ذرہ خاکم ز تو رقصاں بہ ہوا یکست دیوانگی شوق سرانجام ندارد

نعت : رقصاں : رقص کر رہا ہے، مہلج رہا ہے۔ سرانجام : انتہا۔ ہوا : فضا۔ ذرہ : اذوق، تھری وہ ہے، تھری نوبت میں۔

ترجمہ : میری خاک کا ہر ذرہ تھرتھرتے شوق کی باغی فضا میں رقصاں ہے۔ شوق کی دیوانگی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنی جس طرح ذرے ہوا میں بوجھ و حرارت سے رہتے ہیں اور کسی جگہ رکتے یا ٹھہرتے نہیں ہیں، بالکل ہی حال دیوانگی شوق کا ہے، اس کی بھی کوئی حوصلہ نہیں ہے اور وہ بھی ذروں کی سرگردانی میں رہتی ہے۔

رو تن بہ بلا وہ کہ دگر عین بلا نیست مرغ قفسے کشککش دام ندارد

نعت : رو : تپ۔ تن بہ بلا : تپ رہا ہوں، مصیبت پر راضی ہو چکا۔ دگر : بلکہ۔ عین : ہم، خوف۔

ترجمہ : تجھ پر مصیبت نہ ہے اس پر تو راضی ہو چکا یا خود کو مصیبت کے سپرد کر دے کیونکہ اس طرح بلکہ کسی مصیبت کا اور نہیں رہتا۔ اس کی مثل اس ہے کہ یہ خدا جب نفس میں قید ہو جائے تو وہ چل میں رہے پھر کئے کی کشککش سے آزاد ہو جاتا ہے۔ صنعت کشککش کا شعر ہے اردو میں غالب نے یہ بات اس رنگ میں کی ہے:

رنج سے فوگر ہوا انس تو مٹ جاتا ہے رنج  
مظہلں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں  
بے مہلجا در بلا ہوں بہ اذیم ہلاست

صیبت میں بے خطر کو ہذا صیبت کے خوف سے بہتر ہے۔

قاصد خبر آورد و ہلن خشک دایم عرف قدحش رشحہ پیغام نثار  
نعت : ہلن : وی، ویای۔ خشک دایم : میں غار زہا ہوں، افسوس خاطر ہوں۔ عرف قدحش : یعنی اس کے چالے۔ رشحہ پیغام : پیغام کا قندہ یعنی دل کو معمولی سا بھی خوش کرنے والا پیغام۔  
ترجمہ : قاصد، محبوب کی طرف سے پیغام تو لے کر آیا ہے لیکن میں ابھی ویسے کاویلی آذر و دل ہوں، اس لئے کہ قاصد کے چالے میں پیغام کا کوئی نقص نہیں ہے۔ یعنی پیغام کیا بھی ہے تو ایسا نہیں کہ جس سے طبیعت کھل اٹھے، دل خوش ہو جائے۔ گویا یہ پیغام باجوس کن ہے۔

بے نقش وجود تو سراپاے من از ضعف چوں بستر خواب است کہ اندام نثار  
نعت : سراپاے من : میرا درد بدن۔ ضعف : بھڑائی، کمزوری۔ اندام نثار : جس پر کوئی جسم نہ ہو، یعنی کوئی سویا یا لٹا ہوا نہ ہو۔  
ترجمہ : تیرے وجود کے نکل کے بغیر میرے بھڑاؤں و دردِ جسم کی حالت اس بسترِ خواب کی سی ہے جس پر کوئی لٹایا سویا ہوا نہ ہو۔ یعنی اس ذاتِ حقیقی کے وجود کے دم ہی سے اس کائنات کا درد قائم ہے۔

گر دید نشانما ہدف تیر بلاحا آسائش عطا کہ بجز نام نثار  
نعت : ہدف : نشان۔ آسائش عطا : ایسی آسودگی جس کا کوئی مدد نہ ہو۔ عطا : میرا ایک فرضی پروردگار جس کا کوئی دہا نہیں۔  
ترجمہ : گر دید نشانما : یعنی وہ وہاں بھی وہ مصائب کے تیروں کا ہدف بن گئے ہیں یعنی اکام و مصائب میں گھرے رہتے ہیں اور سکون و راحت گویا عطا ہے جو کھنسی نام ہی نام ہے اور اس کا کوئی مدد نہیں ہے۔

بلبل بہ چمن بنگر و پردانہ بہ محفل شوق است کہ در وصل ہم آرام نثار  
نعت : بنگر : دیکھ۔ آرام نثار : اسے سکون میں ہے۔  
ترجمہ : شوق وصل میں بھی آرام و سکون سے محروم ہے۔ چنانچہ اس حلقے میں تو بلبل کو بلبل میں اور پردانے کو محفل میں دیکھ لے۔ بلبل بنگر کی عاشق ہے۔ باغ بنگروں سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن بھر میں بلبل گویا جلا و غفلت کرتی رہتی ہے جو محبوب سے دوری کی علامت ہے۔ اسی طرح پردانہ شوق کا عاشق ہے۔ شوق محفل میں جل رہی ہے اور پردانہ اس پر بے قراری کے عالم میں پرواز کر رہا ہے۔ ان دونوں کو محبوب کا وصل میر ہے۔ لیکن ان کی بے قراری بدستور قائم ہے۔

سرخ است رگ ذوق کبابے کہ بسوزد زان دھک کہ سوز جگر خام نثار  
نعت : رگ ذوق : ذائقے کی رگ، مزاج ذائقہ۔ کہ بسوزد : جو جل جائے۔ سوز جگر خام : یعنی شوق کی آگ سے نیم نکل ہوئے والا جگر۔  
ترجمہ : اس جلے ہوئے کباب کی رگ ذوق اس دھک کی بجائے سرخ ہے کہ اس کباب میں وہ جگر خام والا سوز کیوں نہیں ہے۔ عاشق کے لئے

مثنیٰ کی آگ میں جل کر خم نکل ہوئے میں ایک خاص لذت ہے، جب کہ کھلب جا بھی ہے، لیکن اس کے لئے لذت کا کوئی سلسلہ نہیں ہوا۔ چنانچہ اسی رنگ کے سبب اس میں جلی ہے۔ شاعر نے چلے ہوئے کھلب کی کڑواہٹ کے لئے مذکورہ علت پیدا کی ہے، اس طرح اس شعر میں صنعت حسن تحلیل آئی ہے۔

آیا بہ دولت ولولہ کب ہوا نیست یا آنکہ سراسے تو لب بام ندارد  
لغت : ولولہ : شوق، خواہش۔۔۔ کب ہوا : ہوا حاصل کرنا، ہوا جذب کرنا۔۔۔ سراسے تو : سراسر، بھرپور۔

ترجمہ : کیا تجربے وال میں ہوا کے حصول یا ہوا جذب کرنے کا کوئی ولولہ نہیں ہے یا ویسے ہی تجربے مگر کا کوئی لب بام نہیں۔ محبوب ہوا اپنے کی خاطر لب بام آنے تو عاشق کو اس کا وہیاد میرا کہتا ہے، لیکن شاعر کا محبوب گویا بھی لب بام نہیں آتا، جس کے شاعر کے نزدیک، وہ سب ہو سکتے ہیں۔ اول محبوب کو تازہ ہوا اپنے کا شوق نہیں، یا میرا اس کا کھلب ہم نہیں رکھتا۔

ہوے کہ درپایند بہ مستی زلب یار نفز است ولے لذت دشنام ندارد  
لغت : ہوے کہ : دور ہو۔۔۔ درپایند : اڑاتے ہیں، لپکتے ہیں، لیا جاتا ہے۔۔۔ نفز : انوکھا، ٹوب، مہر۔

ترجمہ : عالم مستی میں محبوب کے یوں کا جو ہوس لیا جاتا ہے وہ ہوتا تو بہت پر لطف ہے لیکن اس میں دشنام کی لذت نہیں ہوتی۔ محبوب مستی کے عالم میں ہے، عاشق اس کی اس حالت سے قانع نہ تھا، اس کے یوں کا ہوس لے لیتا ہے، لیکن محبوب بے خبر رہتا ہے، بیکہ ہوس کے علاوہ عاشق کے لئے محبوب کی دشنام طرازی میں بھی ایک خاص لذت ہے جس سے وہ محبوب کی اس حالت کے باعث، محروم رہتا ہے۔

ہر رشتہ بہ اندازہ ہر حوصلہ ریزند سے خانہ توفیق ختم و جام ندارد  
لغت : بہ اندازہ ہر حوصلہ : ہر حوصلے کے مطابق، مناسب۔۔۔ سے خانہ توفیق : توفیق، اپوری کامیابی۔۔۔ رشتہ : رشتہ، مزار، شراب۔

ترجمہ : ہر پہنچنے والے کو اس کے حوصلے اور ظرف کے مطابق شراب ملتی ہے اس لذت حقیقی خداوندی کی عطیہ و بخشش کے بخلانے میں سراہی اور جام ہم کی کوئی چیز نہیں۔ خدا سے بزرگ و برتر ہر کسی کے حوصلہ و ظرف کے مطابق اس پر اپنی نوازشت فرماتا ہے۔

غالب کہ بہ است از غزل، مصرع، استوار ہوام صفائے گل ہوام ندارد  
ترجمہ : غالب میری اس سادہ غزل سے استوار کا یہ مصرع کہیں بہتر ہے اور وہ یہ کہ ہوام میں گل ہوام کی سی سفاک پاکیزگی نہیں ہے۔ جتنی گل ہوام کے حسن میں دکھائی ہے، ویسی خود ہوام میں نہیں۔

## غزل # 44

چہ خیزد از شخے کز درون جاں نبود بریدہ باو زبانے کہ خوں چکلی نبود

لغت : کز : کہ از۔۔۔ درون جاں : جان کے اندر، یعنی دل سے۔۔۔ بریدہ : ہار، خدا کرے کٹ جائے۔۔۔ خوں چکلی : خوں پھانے والی۔۔۔

ترجمہ : اس بات سے کیا حاصل ہے جو دل سے نہیں نکلتی، خدا کرے ایسی زبان کٹ جائے جو خوں چکلی نہ ہو۔ یعنی دل سے نہ نکلے والی بات میں اثر نہیں ہوتا اور وہ زبان بیکار ہے جو دھندلے دود سے نکلی ہو۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں اس طرح اظہار خیال کیا ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں، لذت پرواز مگر رکھتی ہے

حکیم، ساقی و سہ سدا و سن ز بد خوئی ز رطل بارہ بہ صتم آہم ارگراں نبود  
 لغت : سدا : سوز۔ بد خوئی : بری عادت۔ رطل : پیالہ۔ بہ صتم آہم : بہ صتم آہم میں آجاتا ہوں۔ ارگراں : گراں : بھاری  
 پوری طرح بھرا ہوا۔

ترجمہ : سوادِ حال کے مطابق حکیم سے مزارِ خدا ہے۔ کتا ہے کہ ساقی تو اہلِ ازے سے زیادہ نہیں دیتا اور شرابِ دولت ڈالتا ہے، مگر میں  
 اپنی بد خوئی اور زیادہ طلبی سے اگر شراب کا پیالہ پکھانا ہوں تو ہفتے میں آتا ہوں۔

گفتہ ام ستم از جانب خداست دلے خدا بہ عمد تو بر خلق مہربان نبود  
 لغت : گفتہ ام : میں نے یہ تو نہیں کہا۔ بہ عمد تو : تیرے دور میں تیرے زمانے میں۔

ترجمہ : میں نے یہ تو نہیں کہا یا میں یہ تو نہیں کتا کہ جو بد ستم خدا کی طرف سے ہے لیکن اٹکا خود ہے کہ خدا تیرے دور میں خلق پر مہربان  
 نہیں ہے۔ محبوب کے بے عمد جو بد ستم کی بات کی ہے۔ یعنی اگر خدا اپنے بندوں پر مہربان ہوتا ہے تو مجھے ان پر اس جو بد ستم کی کھلی بھٹی نہ  
 ہوتی۔

ز نازکی سخاوت نفست راز مرا خیال بوسہ بر آں پاسے بے شکل نبود  
 لغت : سخاوت : نفست : نہیں چھپا سکتا۔ بر آں پاسے : اس پاس۔

ترجمہ : وہ اپنی نزاکت کے باعث میرا راز نہیں چھپا سکتا حتیٰ کہ میرے خیال بوسہ سے بھی اس کے پاس پر نشان چڑ جاتا ہے۔ محبوب کی  
 انتہائی نزاکت طبع کی عکاسی کی ہے۔ راز اپنی خیال بوسہ ہے۔ یعنی عاشق نے ابھی اس کا بوسہ تو کیا نہیں اسے صرف بوسے کا خیال ہی آیا ہے  
 کہ محبوب کی نزاکت کے باعث اس کے پاس پر بوسے کا نشان چڑ گیا ہے اور یوں عاشق کا راز فاش ہو گیا ہے۔

چو عشرتے کہ کند فاسق تنگ مایہ ز زخم و خون بہ زبان لیسیم ار رواں نبود  
 لغت : چو عشرتے : اس عشرت کی طرح۔ فاسق : بدکار، بدو، گویہ میاش۔ تنگ مایہ : کم عرق۔ لیسیم : چاہتا ہوں۔

ترجمہ : جس طرح ایک کم عرق میاش ہوتی اور وہ بھی قسم کی میاشی کرتا ہے، تنگ مایہ بھی میرا حال ہے۔ یعنی اگر میرے زخم و خون نہ  
 ہتے تو میں اس زخم کو زبان سے چائے لگ جاتا ہوں۔ مگر یہ ایک طرح سے کلیا قسم کی میاشی ہے۔

ز خویش رفتہ ام و فرستے طبع دارم کہ باز گردم و جز دوست اور مغل نبود  
 لغت : ز خویش رفتہ ام : میں بے خود ہو چکا ہوں۔ فرستے طبع دارم : کسی موقع کی تلاش میں ہوں۔ باز گردم : میں لوٹوں، واپس  
 آؤں۔ اور مغل : خلع۔

ترجمہ : بھلا مولانا عجلۃ القدر ہے کہ جب آدمی سطر جاتا ہے تو وہاں سے کچھ سوچت و چیدہ و اور مغل لے کر وطن میں واپس آتا ہے۔  
 کتا ہے کہ میں اپنے آپ سے توجہ پانچا ہوں، اب یہ چاہتا ہوں کہ وہاں بل کر اپنے آپ میں آؤں تو دوست یعنی حق کے سوا کوئی سوچت لے  
 کر نہ آؤں۔

ز نام ناتہ بدست تصرف شوق است بسوے قیس گرائش ز ساربان نبود  
 لغت : ز نام ناتہ : اونٹنی کی لکام۔ تصرف شوق : عشق کا طہر۔ گرائش : دھن، کسی چیز کی طرف مائل ہونے کی حالت۔

ترجمہ : اونٹنی کی لکام عشق کے اختیار میں ہے۔ وہ اونٹنی ہو قیس یعنی بھوں کی طرف رواں دواں ہے تو یہ ساربان کی وجہ سے نہیں۔ یعنی  
 بھلی کی اونٹنی کو ساربان ہلک کر قیس کی طرف نہیں لے جا رہا بلکہ قیس کے جذبہ عشق میں اتنی کشش ہے کہ ہڈ بھلی خود بخود اس کی طرف



ہل دی ہے۔ جذبہ عشق کی انتہائی کشش کی عکاسی کی ہے۔

فرو برد نفس سرور من جنم را اگر نشاط عطاے تو درمیاں نبود

نعت : فریاد: نکل جائے۔۔۔ نشاط عطاے تو: میری بخشش و عطیت کی سرحد شادمانی۔۔۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے اگر میری بخشش و عطیت کی سرحد درمیان میں نہ ہو تو میرا سرور نفس جنم کو نکل جائے۔ یعنی ہمیں خوشی و سرور اس بات کی ہے کہ جنم بھی میری ہی عطا ہے۔ بصورت دیگر میرے عطیے نفس سے جنم سراپا جائے۔

مرا کہ لب پہ طلب آشنا نہ خواستہ ای روا مدار کہ شہد خمیر داں نبود

نعت : طلب آشنا: خواہش پسند۔۔۔ نہ خواستہ ای: تو نے نہیں چاہا ہے۔۔۔ روا مدار: روایا جائز نہ سمجھتا ہے۔۔۔ خمیر داں: دل کا پیچہ چائے والا۔۔۔

ترجمہ : اے خدا اگر تو نے یہ نہیں چاہایا ہے پس کیا کہ تجھے طلب آشنا ہونٹ لٹے تو پھر یہ بھی روا نہ جان کہ ہمارا محبوب ہمارے دل کے راز ہی سے واقف نہ ہو۔ گویا اگر ہمیں طلب آشنا نہیں عطا تو کم از کم محبوب ہی کو ہمارے دل کی باتوں سے آگاہی کا شعور دے دیا ہوگا۔

امید بواہوس و حسرت من افزوں شد ازین نوید کہ اندوہ چلو داں نبود

نعت : بواہوس: بہت ترسناک انسان رقیب۔۔۔ افزوں شد: بڑھ گئی۔۔۔ نوید: خوش خبری۔۔۔

ترجمہ : اس خوش خبری سے کہ غم و اندوہ ہمیشہ نہیں رہے، بواہوس رقیب کی امید ہی بڑھ گئیں اور میری حسرت میں اضافہ ہو گیا۔ عاشق کی یہ آرزو تھی کہ عشق میں رقیب غم و اندوہ کا مسلسل مظاہر ہو تاکہ وہ عشق سے باز آجائے لیکن اس خوش خبری نے اس کی امیدوں پر پانی بکھیر دیا۔

بہ انقلاک نگارم چ جائے حسنینت است دعا کیند کہ نوے ز احتیاج نبود

نعت : انقلاک: توجہ، سہولتی۔ نگارم: میرا محبوب۔۔۔ حسنینت: حسنت، بہادر کہلا۔۔۔

ترجمہ : اگر محبوب نے میری طرف توجہ کی ہے تو اس میں مبارک باد کی گون سی بات ہے (اگر مبارک باد کا کیا سوچ ہے ایسا دعا کہ کہ اس کی یہ سہولتی کسی قسم کی آزمائش نہ ہو۔ یعنی محبوب کبھی عاشق کی طرف توجہ کرنا ہے یہ توجہ جو ہوئی ہے تو خود عاشق کی کسی آزمائش کی خاطر ہوگی۔

عجب بود سر ہم خوابی کسے غالب مرا کہ باش و بستر ز پرنیاں نبود

نعت : سر ہم خوابی: کسی کے ساتھ ہم خواب ہونے کی خواہش۔۔۔ باش: سہلہ۔۔۔ پرنیاں: ریشم۔۔۔

ترجمہ : اے غالب میری کسی کے ساتھ ہم خواب ہونے کی خواہش ایک عجیب بات سی ہوگی اس کو یکے میرا سہلہ اور بستر ریشم کے نہیں ہیں۔ یعنی محبوب کا بھی وہ بستر تو ریشم کے ہیں وہ بھلا کب میرے سہلہ یا بستر یا بستر کو پسند کرے گا۔

## غزل #45

بتان شہز حتم پیشہ شہزادان اند کہ در ستم روش آموز روزگاراں اند

نعت : بتان شہز شہز کے صاحب۔۔۔ حتم پیشہ: خاتم، ختم کرنے کے عادی۔۔۔ شہزادان: شہزاد کی بیٹی، یار شہز شہز کا دوست یعنی پادشاہ۔۔۔

روشن آموز: طریقہ سکھانے والا۔۔۔ روزگاروں: جمع روزگار، زمانہ۔۔۔

ترجمہ: شمر کے حسین جو رو ستم اٹھانے والے بادشاہ ہیں۔ وہ نہ صرف خود ستم اٹھاتے ہیں بلکہ زمانے والوں کو بھی ستم اٹھانے کے انداز بتاتے ہیں یعنی ان طریق سے ستم اٹھانے۔

برندہ دل: بہ ادا سیلے کہ کس گل نہ بدو فغان زہرہ نشیناں کہ پردہ داران اند  
لغت: برندہ دل: دل اٹھا لیتے، بھین لیتے ہیں۔۔۔ یہ ادا سیلے کہ: کسی ایسی بات سے کہ۔۔۔ گل نہ بدو: غیل تک نہیں کرتے چاہی نہیں چلے۔ فغان: فغاہ ہے۔۔۔ پردہ داران: راز چھپانے والے۔۔۔

ترجمہ: ان پردہ نشین حسینوں کے ہاتھوں فریاد ہے جو کسی کا دل اس بات سے اڑاتے ہیں کہ اسے خبر تک نہیں ہوتی اور یہ پردہ نشین اس راز ازل چھپاتا پردہ چارہ دیتے ہیں، یعنی کسی پر یہ راز افشا نہیں کرتے یا نہیں ہونے دیتے۔

بہ جنگ تاجہ بود خوے دلبریں کایں قوم در آشتی تنک زخم دل فکاراں اند  
لغت: کایں: کہ یہ۔۔۔ آشتی: صلح، جنگ کی ضد۔۔۔ دل فکاراں: دل فکار کی جمع، زخمی دل والے۔۔۔

ترجمہ: یہ حسین لوگ جو صلح کی ضرورت میں زخمی دلوں کے لیے تنک ہیں۔ خدا جانے جنگ کی ضرورت میں ان کے حوج کا کیا عالم ہوتا ہو گا۔ جنگ سے مزاد دشمنی اور مخالفت ہے۔ یعنی جب صلح و آشتی میں وہ عشق کے زخمی دلوں پر تنک بھڑکتے ہیں تو ظاہر ہے دشمنی کی ضرورت میں ان کا دورہ کسی قدر خالصت ہو گا۔

نہ زرع و کشت شناسند نے حدیقہ و باغ زہر بلوہ ہوا خواہ بلوہ باراں اند  
لغت: زرع: کھیتی عملی لفظ ہے۔۔۔ کشت: کھیتی، کاری۔۔۔ حدیقہ: باغ، مہلی میں۔۔۔ باغ قاری لفظ۔۔۔ ہوا خواہ: غیر خواہ، بھلائی چاہنے والا۔۔۔ شناسند: پہچانتے ہیں۔۔۔

ترجمہ: ہوا اور بادش نہ تو زرع اور کشت کو پہچانتے ہیں اور نہ حدیقہ اور باغ کو کھیتی نہ تو ہوا ان کی شناسائی کے لیے جتنی ہے اور نہ بادش اس خاطر رہتی ہے بلکہ ان کا پہنا اور رختا تو محض اس لیے ہے کہ شراب نوشی کا لطف ان کے بغیر ممکن نہیں۔

ز وعدہ گشتہ پشیمان و بسر دفع طلال اُمید وار بہ مرگ اُمید واران اند  
لغت: گشتہ: ہو گیا۔۔۔ بسر دفع طلال: رات کو غم دور کرنے کی خاطر۔۔۔ اُمید واران: جمع، مزاد مشتاق۔۔۔

ترجمہ: حسین وعدہ تو کر بیٹھے لیکن اب پشیمان ہو رہے ہیں کہ ہم نے کیا کیا کیا چاہا تو وہ اس سلسلے میں پیدا ہونے والے اپنے رنج و ملال کو دور کرنے کی خاطر اُمید واران یعنی عاشقوں کی موت کی آس لگاتے بیٹھے ہیں تاکہ وہ مری تو انہیں اُمیدوں کو وعدہ تو مار کرنے سے نجات مل جائے۔

ز روے خوے و منش نور دیدہ آتش بہ رنگ و بوے بگر گوشہ بہاراں اند  
لغت: خوے: طبع، مزاج۔۔۔ منش: عادت۔۔۔ نور دیدہ آتش: آگ کی آنکھوں کا نور۔۔۔ بگر گوشہ: تخت بگر۔۔۔

ترجمہ: یہ حسین اپنی طو فصلت اور مزاج کے لحاظ سے تو نور دیدہ آتش ہیں یعنی گرم مزاج بگر گوشہ کے لحاظ سے بگر گوشہ کے تخت بگر ہیں۔ حسینوں کی گرم مزاجی اور ان کے حسن کی تشنگی اور چمک دکھ یعنی ان کے باطن کی گرم مزاجی اور ظاہر کی عکاسی کی ہے۔

تو سرمہ بین و ذوق در نور و دم در کش ہمیں کہ سحر رنگاں سیاہ کاراں اند  
لغت: در نور: پسند دے، اہل دے۔۔۔ دم در کش: سانس روک لے، خاموش ہو جا۔۔۔ ہمیں: میں، مت دیکھ۔۔۔

ترجمہ : تو ان صیغوں کا سرور دیکھ اور بات میں نظم کر دے اور خاموشی اختیار کر لے۔ یہ مت دیکھ کہ یہ جلوہ گاہ حسین وطن میں سیاہ کار ہیں۔ صیغوں کی آنکھیں پہلے ہی بدگسل ہوتی ہیں وہ ان میں سرور ڈال کر افسوس گواہ بھی جلوہ بھری دیتے ہیں۔ شاعر کا مطلب ہے کہ ظاہر میں ان کی نگاہیں سیاہ ہیں تو باطن میں وہ سیاہ کلر خالص ہیں۔ شاعر لفظ سیاہ پر کھیل رہا ہے۔

زویہ و دلاور مزین حرف، خرد سلاواں اند  
بگرو راہ منہ چشم نے سواواں اند  
لغت : مزین حرف: بات نہ کر۔۔۔ خرد سلاواں: خرد سالی کی جمع، پھوٹی عمر والے، کم سن۔۔۔ منہ چشم: آنکھ مت رکھ، انتقاد نہ کر۔۔۔ نے سواواں: نے سوار کی جمع، بچے چھڑی لے کر اسے گھونٹا جاتے اور اس پر گویا سواری کرتے ہیں وہ ان کی کمسنی کی علامت ہے، مزاح کمسن۔

ترجمہ : تو ان صیغوں کے نظارے اور دھار کی بات نہ کر کیونکہ ابھی وہ پھوٹی عمر کے ہیں۔ اسی طرح ان کی راہ میں اڑنے والی گرد کا خطرہ نہ دیکھو کہ خشن کے یہ شہسوار ابھی نے سوار بنی کمسن ہیں۔ کمسن محبوب کے بارے میں کبھی کا شعر ہے۔

ابھی کم سن ہو رہے دو کہیں کھو دو گے دل میرا  
شہسارے ہی لئے رکھا ہے لے لینا جواں ہو کر

ز چشم زخم بدیں حیلہ کے رہی غالب  
دگر گلو کہ چو من در جہاں ہزاراں اند  
لغت : چشم زخم: نظر لگنا۔۔۔ بدیں حیلہ: اس طریقے سے کہ دینے سے۔۔۔ کے رہی: تو کیونکر بچے گا۔۔۔ دگر گلو: اب مت کہ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو اب مت یہ کہہ کہ دنیا میں کچھ ایسے اور بھی ہزاروں حضور ہیں، اس طرح کہنے سے تو نظربد سے کیونکر بچ سکے گا بھئی صیغے بچ سکتے۔ گویا حضور ہی میں غالب کی ہر منفرد حیثیت ہے اسے نظربد لگنا ہونی شہنی ہے، لگ کر رہے کی۔ غالب نے اردو میں اپنی انفرادیت کا پس انداز کیا ہے:

ہیں اور بھی دنیا میں حضور بہت اچھے  
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

## غزل # 46

دل ستاواں بکل اند ارچہ جفا نیز کند  
از وفا ہے کہ نہ کووند حیا نیز کند

لغت : دل ستاواں: دل جتنی کی جمع، دل لینے والے حسین۔۔۔ بکل اند: لائق ستائی ہیں۔۔۔ ارچہ: اگرچہ۔۔۔

ترجمہ : دل اڑنے والے حسین لائق ستائی ہیں اگرچہ وہ جفا بھی کرتے ہیں، لیکن یہ بھی ہے کہ وہ جودہ نہیں کرتے تو اپنے اس طرز عمل پر شرم ساد بھی ہوتے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے وہ لائق ستائی ہیں۔

بچوں پہ بیخند ہتر مند و بہ پرواں گردند  
رحم خود نیست کہ بر حال گدا نیز کند

لغت : ہتر مند: ڈوٹے ہیں۔۔۔ بہ پرواں گردند: خدا سے رنج کر رہے ہیں۔۔۔ گدا: غریب، محتاج۔۔۔

ترجمہ : جب وہ عاشق کی حالت دیکھتے ہیں تو ڈر جاتے ہیں اور خدا کی طرف حجاب ہو جاتے ہیں، خدا سے رنج کر رہے ہیں۔ تو ان کا گدا کے نسبت پر رحم کرنا صیغے کا غلط فہم، بلکہ خدا کے خوف کے سبب ہے۔

خست آ جاں عہد وعدہ دیدار دہند  
عشوہ خواہند کہ در کار قضا نیز کند

لغت : خست : رنجی، خستہ حال۔۔۔ نا، جب تک۔۔۔

ترجمہ : جب تک خستہ حال مانتے ہیں نہیں دے دیتے یہ صحنیں اس سے دیدار کا وعدہ کرتے رہتے ہیں۔ گویا وہ قضاء و قدر کے معاملے میں بھی مشورہ و باز رکھتے ہیں۔ یعنی زندگی اور موت تو قضاء و قدر یعنی خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ صحنیں اس سلسلے میں بھی اپنے مشورہ و باز کا اظہار کر کے قدرت کے کاموں میں غل جاتے ہیں۔

خونِ ناکہاں سی سالہ ہر خواہد بود مر با ما اگر از ہر خدا نیز کنند

لغت : سی سالہ : تیس برس کا بہت مدت کا۔۔۔ ہر خواہد بود : ضائع جائے گا۔۔۔ از ہر خدا : خدا تعالیٰ کے طور پر۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ صحنیں مصلحت خدا تعالیٰ کے طور پر بھی ہم سے اعتبار نہ کرتے ہیں تو ہماری تیس سالہ یعنی مدد کی ناکاہی کا خون ضائع ہو جائے گا۔ مانتے اپنی اس غریب ناکاہی پر خوش ہے لیکن اسے اس بات کا شدید احساس یا فک ہے کہ خدا تعالیٰ کی مشورت میں محبوب کا اظہار غیبت اس کی ناکاہی کی لذت و خوشی کو ضائع کر دے گا۔

اندو آں روز کہ پریش رود از ہرچہ گذشت کاش با ما سخن از حسرت مانیز کنند

لغت : پریش : پرچہ، جگہ، صاحب کلب۔۔۔ آں روز : مقرر قیامت کا دن۔۔۔

ترجمہ : قیامت کے دن جب ہمارے سب اعمال کا صاحب کلب ہو گا تو خدا کہے، اس موقع پر ہماری حسرت کی بھی بات ہو جائے یعنی ہماری حسرتوں کے بارے میں بھی پوچھ لیا جائے۔ غالب نے اپنے اردو شعر میں خود بھی اس شعر کی وضاحت کر دی ہے:

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے دار یا رب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

از درختانِ غزاں دیدہ نہ باشم کلین با ناز بر تازگی برگ و نوا نیز کنند

لغت : غزاں، دیدہ : جن پر موسم غزاں گذرا ہو۔۔۔ کلین : کہیں، یا کہ اس کی یاد کرے۔۔۔ برگ و نوا : برگ و ہوا، بچے اور بچل۔۔۔

ترجمہ : میں غزاں دیدہ و درختوں میں سے نہیں ہوں، اتنے جیسا نہیں ہوں کیونکہ یہ درخت اپنے برگ و ہوا کی تشکیل پر بھی تاز کرتے ہیں۔ یعنی غزاں میں ان کی پت جھڑو جاتی ہے، جبکہ موسم بہار میں یہ تازہ برگ و ہوا سے لدہ جاتے ہیں، جبکہ عاشقِ ظلم کی زندگی گویا سراسر غزاں دیدہ ہے۔

گر بود کوئی از عمر تو دانی و اہل گفتہ ای کار بہ ہنگام روا نیز کنند

لغت : کوئی : کوئی، کسی۔۔۔ ہنگام روا : مناسب وقت پر۔۔۔ اہل : اہل، سوت۔۔۔

ترجمہ : اے خدا اگر زندگی میں کوئی کسی ہے یعنی یہ شخص ہے تو تو جانتے یا سوت، یعنی تو ہی ان باتوں کو جانتا ہے جبکہ خود تیار و تیار ہے کہ ہر کام مناسب وقت پر کیا جاتا ہے، یعنی قضاء و قدر ہر کام مناسب وقت پر کرتے ہیں، لیکن اس سلسلے میں یہ بس ہے۔

نہ شوی رنج ز دندان بہ صبوحی کایں قوم نفس باد خنر عالیہ سا نیز کنند

لغت : رنج : آزار، خاطر، رنجیدہ۔۔۔ صبوحی : صبح کی شراب۔۔۔ عالیہ سا : خوشبودار، معطر۔۔۔

ترجمہ : دعا جو صبح کے وقت شراب پیتے ہیں تو ان کے اس عمل شراب نوشی پر رنجیدہ نہ ہو یہ لوگ آخر اس شراب کی خوشبو سے صبح کی ہوا کے سانس یعنی خود ہوا کو معطر بھی کر دیتے ہیں۔ یعنی ان کی یہ شراب نوشی صبح کی نعمتیں خاص و کلیں کا باعث بنتی ہے۔

گفتہ باشی کہ ز ما خواہش دیدار خطاست این خطا کیست کہ در روز جزا نیز کنند

لغت : گفتہ باشی : تو نے کہا ہو گا۔۔۔ خطاست : غلطی، غلط بات ہے۔۔۔ روز جزا : قیامت کے دن۔۔۔

ترجمہ : اسے خدا تو نے یہ کہا ہو گا کہ ہم سے دیواری خواہش کرنا لاپرواہی ہے تو یہ تو ایسی لعلی ہے جو قیامت کے دن بھی کی جائے گی۔ اس میں اشارہ ہے حضرت موسیٰ کی خواہش کا حربہ اپنی ”اے میرے رب مجھے اپنا جہاد دکھاؤ جس پر ارشاد ہوا ”میں قرانی“ تو تمہیں دیکھ سکے گا۔“ کو یاد دلانی سہی لیکن ترجمہ بدلے تو دور قیامت بھی اس خواہش کا اظہار کریں گے۔

خلق غالب نگر و دشمن سعدی کہ سرود خورویان جفا پیشہ وفا نیز کنند  
لغت : نگر : دیکھ۔ دشمن سعدی : مشہور شاعر سعدی کی پھری ”مزار معص۔۔۔ سرود : گایا، معص : کہا۔۔۔ طرب رویان بخاوش : وہ حسین جن کا ہم ہی جانا کرتا ہے جو دوستم کرتا ہے۔

ترجمہ : تو غالب کا گواہ دیکھ اور سعدی کی پھری ملاحظہ کریں اس سعدی نے یہ معص کہا کہ بخاوش حسین وفا بھی کیا کرتے ہیں۔ یعنی سعدی کے اس معص نے غالب کے خلق پر پھری چلا دی ہے مطلب یہ کہ اسے اس بات پر یقین نہیں آیا۔ کہ ”مزار معص سعدی“ کا یہ ”بخاوش“ بڑا شاعر بن گیا ہے۔

خورویان جفا پیشہ وفا نیز کنند بہ کسلی دور فرزند و دوا نیز کنند

## غزل #47

دلخ اہل فنا نشر بلا دارو بہ فرقم آرد خلوع پر تما دارو

لغت : اہل فنا : وہ لوگ جو اپنی ذات سے بے خبر ہیں۔۔۔ بہ فرقم : میرے سر۔۔۔ آرد : آری۔۔۔ خلوع : چڑھنا اور ہونا۔

ترجمہ : اہل فنا کا دلخ معیتوں ہی میں مست رہتا ہے، خوش رہتا ہے، چنانچہ میرے سر آری کا پتلیوں کا ہے جیسے اس پر ان کا سایہ چڑھا ہو۔ اور کہ اہل فنا کا یہ یعنی عاشق جو عشق میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ان کا سایہ خوش بختی کی علامت ہے۔ یہ ایک فرضی پردہ ہے۔ اس کا سایہ جس کے سر پر ہے وہ بلا شک ہی جاتا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے مصائب و آگام اس کی خوش بختی کی علامت ہیں۔

بہ وعدہ گاہ خرام تو کرد فناکم بیا کہ شو قم از آوارگی حیا دارو

لغت : وعدہ گاہ : ایسی جگہ جہاں آنے پانے کا وعدہ کیا گیا ہو۔۔۔ کرد فناکم : مجھے بھید آگیا۔

ترجمہ : وعدہ گاہ میں ترجمہ غرام نے مجھے فناک کر دیا ہے۔ تو آگ میرے عشق کو آوارگی سے حیا آتی ہے۔ محبوب وعدہ گاہ کی طرف بڑے بازو دار کے ساتھ چل رہا ہے جس سے عاشق کو خرام کے مارے بھید آگیا ہے کیونکہ وہ مستحق کے اس خرام کو آوارگی سمجھتا ہے۔

کشوشت اداے تو دل نشین مست اگر خدنگ تو ور دل نشست جا دارو

لغت : کشوشت ہوا : تو میری ادا کے نکلنے پانے کا وعدہ۔۔۔ خدنگ : تیر۔۔۔ جا دارو : پاگل مگی یا مناسب و سوزوں ہے۔

ترجمہ : تیری ادا کے نکلنے پانے کا وعدہ ہی میرے لئے جا دل نشین ہے۔ اس صورت میں اگر تجھ کو میرے دل میں اتر گیا ہے تو پاگل سوزوں و مناسب ہے۔ یعنی جب یہ انداز ہی دل نشین ہو گا تو اصل بات تیر کا پتلا اور دل میں اتر جانا تو عاشق کے لئے مزہ دل بختی کا باعث ہے۔

زمن حرس کہ ناگہ بہ پیش قاضی حشر نجوم نالہ لہم را ز نالہ وا دارو

لغت : حرس : مست ڈر۔۔۔ ناگہ : ناگہا، اچانک۔۔۔ قاضی حشر : دور محشر خدا۔۔۔ وا دارو : روک دے گا۔

ترجمہ : تو مجھ سے صبر دار کیونکہ اگر قیامت کے روز داور محشر کے سامنے میرے لبوں پر جلد و فربہ کا طوق بھی اٹھ کر ہوا تو وہ ہمارے نہیں آئے گا وہیں رک جائے گا۔ گویا عاشق، محبوب کو قتل دے رہا ہے کہ وہ قیامت کے روز خاصی محشر کے سامنے اس محبوب کے جو وہ بھائی شکایت نہ کرے گا اس لئے اسے گھبراہٹ میں چاہئے۔

دلم فرد، بیفرا بہ وعدہ ذوق وصال چراغ کشتہ بیل شعلہ خوں بہا دارو  
لغت : فرد، بھ گیا۔ بیفرا، بے اضافہ کر۔ چراغ کشتہ، بجھا ہوا چراغ۔

ترجمہ : میرا دل تجھے وعدہ وصال کے بغیر راز نہ کرنے کے سبب بجھ گیا ہے تو میرے وعدہ وصال کر کے میرے ذوق وصال میں اضافہ کر دے۔ مجھے ہونے چاہئے کہ اس میں شعلہ آجائے۔ افسردہ دل کو چراغ کشتہ سے تھیر دی جاوے اور خوں بہا سے محروم رہا۔ وعدہ وصال ہے کہ جس سے عاشق کے دل میں آتش شوق بھڑکتی ہے۔

تیم ز رشک بہتا بہ جنتوے کسی ست کہ خور ز تب خود آتش بر سر پا دارو  
لغت : تیم، میں جل رہا ہوں۔ جنتوے کے، کسی کی تلاش میں۔ خور، خوردہ، خوردہ، خوردہ۔ آتش، بر سر پا دارو، اس لئے پاؤں کے نیچے آگ ہے۔ یعنی وہ بہت بے قرار ہے۔ جلا گیا۔ تب خود، اپنی تیش۔

ترجمہ : میں اس رشک سے جل رہا ہوں کہ خوردہ جو اپنی ہی تیش سے بے قرار ہے اور اصل کسی کی تلاش میں ہے۔ خوردہ کی تیش ایک ظلم ظلمت ہے۔ شاعر نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ وہ کسی بھی محبوب کی تلاش میں بے قرار ہے۔ یہ صنعت حسن لطیف کا شعر ہے۔

پے عتاب بہتا بہتا می طلبد شکایت کہ ز ما نیست ہم پہ ما دارو  
لغت : پے عتاب، عتاب کرنے کی خاطر۔ بہتا بہتا، کسی بہانے کی تلاش میں ہے۔ بہتا بہتا، ہم سے عصب کر رہا ہے۔  
ترجمہ : محبوب ہم پر عتاب بادل کرنے کے لئے گویا بہانہ وضع کر رہا ہے، چنانچہ جس شکایت کا ہم سے کوئی تعلق ہی نہیں یعنی ہم نے نہیں کی اسے وہ ہم سے منسوب کر رہا ہے۔ گویا وہ پروہ چاہتا ہے کہ ہم اس سے شکوہ شکایت کریں۔

خوش مست دھوی آرائش سرو دستار ز جلوہ کف خاکے کہ نقش پا دارو  
لغت : خوش مست، اچھا ہے۔ آرائش، سجائو۔ کف خاکے، وہ مٹھی بھر خاک، وہ خاک۔ نقش پا، پاؤں کے نشان۔

ترجمہ : جس خاک پر میرے پاؤں کے نشان ہوں اس خاک کا نظارہ بھی جلوے سرور و جلالی دستار کی آرائش و زیبائش کا باعث بنتا ہے۔ یعنی اس نظارے سے متاثر ہو کر عاشق وہیں میں شکایت پر سر ہکا دے گا۔ اور وہی کہتا ہے:

جہل تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں  
ز جور دست تھی تار از غلام دست نئے کہ برگ تدارو تار دارو  
لغت : دست تھی، غلط بات ہو رہی تھی۔ از غلام دست، میری طبیعت سے پہلے وہ مرا۔ نئے کہ، وہ ہانسی ہانسی کا۔

ترجمہ : جی دینی کے علم پر میری طبیعت سے تار ابرو بالکل اسی طرح جس طرح اس ہانسی سے صرف نوازی ابروی ہے، اچس کا کوئی پتہ ہو۔ نئے کا بے رنگ ہونا کوئی غلط بات ہونے کی علامت ہے۔ اس سے جو سر ہٹا ہے، شاعر نے اسے فربہ سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ اپنی جی دینی کا نتیجہ اس نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کی طبیعت سے فربہ ہیں ابروی دینی ہیں۔

ز سادگی رد از حرف خشن و من بہ گیل کہ دوست تجربہ سے دارو از کجا دارو  
لغت : رد، روزانہ ہے مگر جس سے گھبراہٹ ہے۔ سادگی، سادگی۔ حرف خشن، حرف خشن کی باتیں۔

ترجمہ : وہ اپنے بھائی کی وجہ سے عشق کی باتوں سے گھبرا رہا ہے اور میں اس مکان میں جھلا ہوں کہ محبوب کو عشق کا کوئی نیا تجربہ حاصل ہوا ہے تو یہ تجربہ اسے کہاں سے ہو کر کیڑ کر ہوا ہے۔ محبوب کے اس رویے پر یہ سوال عاشق کے دل میں کلک رہا ہے اور یہ محفل اس کا وہیم ہے۔ ورنہ محبوب تو اپنی سادگی کی بنا پر عشق کی باتوں سے گھبرا رہا ہے۔

بہ خوں تیرین گلیا نشان یک رنگی ست چمن عزائے شہیدان کر بلا دارو  
لغت : تیرین : ترناب۔ نشان یکہ : رنگی : ایک ہی رنگ کے ہونے کی علامت۔۔۔ عزائے : عزائے۔۔۔

ترجمہ : پتھروں کا خون میں ترنابوں کی یکہ رنگی کی علامت ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے چمن شہیدان کر بلا کا نام کر رہا ہے۔ شمع رنگ کے پتھروں (گلاب) ہر جگہ کھلے ہوئے ہیں۔ ان کی کثرت کے باعث یوں لگتا ہے جیسے وہ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ شاعر نے خون کے حوالے سے اس بات کی بات کی ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چمن گویا کر بلا کا منظر پیش کر رہا ہے۔

فغان کہ رحم بد آموز یار شد غالب روا نہ داشت کہ بر ما ستم روا دارو  
لغت : بد آموز : برا سمجھنے والا اپنی بی جا حوالے والا۔۔۔ روا نہ داشت : اس نے مناسب یا جائز نہ سمجھا۔۔۔ روا دارو : مناسب سمجھے۔۔۔

ترجمہ : غالب افسوس کہ رحم نے دوست کو اپنی بی جا صلاحی یعنی اسے کہہ کر دیا چنانچہ محبوب نے اب یہ مناسب نہ سمجھا کہ ہم پر جو روستم کو روا چلے۔ یعنی عاشق کے لئے تو محبوب کے جو روستم میں بھی ایک لذت ہے۔ جب محبوب و مہرل ہو گیا تو عاشق کی یہ لذت ختم ہو گئی جس پر وہ فغان کر رہا تھا۔ اور دشمن غالب نے یہی بات یوں کی ہے:

وا حسرتا کہ یار نے کہینا ستم سے ہاتھ ہم کو حرص لذت آزار دیکھ کر

## غزل #48

غالب دار کہ آئین رہنی دارو ہمل یوسفی و فر بہمنی دارو

لغت : غالب دار : محبوب جس نے غالب کو لڑھکھا ہے۔۔۔ آئین رہنی : راہداری یعنی لوٹنے کا دستور۔۔۔ ہمل یوسفی : حضرت یوسف کا ساتھی۔۔۔ فر بہمنی : بہمن کی بی شان و شوکت اور دیبہ بہمن قدیم ایران کے بادشاہ اسفند یار کا بیٹا جس کی سلطنت مدت وسیع تھی۔۔۔

ترجمہ : یہ وہ دار محبوب جو آئین رہنی رکھتا ہے، یعنی جو اپنے حسن و لباس سے اپنے عاشقوں کے دل لوٹتا ہے اس کا حسن، حسن یوسف کا سا ہے اور اس کی شان و شوکت و دیبہ بہمن کی شان و شوکت جیسی ہے۔

وفا سے غیر کرش دل نشیں شد است چہ غم خوشم ز دوست کہ با دوست دشمنی دارو

لغت : کرش : اگر اس کے۔۔۔

ترجمہ : اگر محبوب کے دل میں فیرا رہیب کی وفا کا طیل بندھی گیا ہے تو پھر کیا ہو ۶ میرے لئے اس میں غم کی کوئی بات نہیں بلکہ میں تو اپنے محبوب سے خوش ہوں کہ وہ اپنے دوست یعنی مجھ سے عاشق سے دشمنی کر رہا ہے۔ آج اس سے دشمنی کر رہا ہے تو کل رہیب سے بھی کہے گا وہ عاشق کے لئے خوشی کی بات ہوگی۔

چہ ذوق رہودی آن را کہ خار خارے نیست صو بہ کعبہ اگر راہ ایمنی دارو

لغت : رہنوی : راستہ چلانے والا۔ خار غارے ہیست : کوئی غلط یا غلطو نہیں۔۔۔ مراد: مست ہے۔

ترجمہ : ایسے طریق کیا اغلب جس میں کوئی لذت یا تکلیف نہ پہنچے، کوئی غلطو نہ ہو۔ لہذا اگر کعبہ کا راستہ بھی پر امن ہے تو یہ سزا چھڑانے کا۔ یعنی جب مسافر راستے کی تکلیف اٹھا کر وہی منزل مقصود پہنچتا ہے تو اسے جو مسرت و شادمانی حاصل ہوئی ہے وہ پر امن راستے والے مسافر کو نہیں ہوتی۔

پہ ذل فرجی من گرم بحث و سود منست نگاہ تو بہ زبان تو ہم فنی دارد  
لغت : سود : فائدہ۔۔۔ ہم فنی دارد : ایک ہی فن کی ہے یعنی دونوں ایک بھی ہیں۔۔۔ گرم بحث : بحث بحث کرنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو میرے دل کو فریب دینے کے سلسلے میں گر گرم بحث کر رہا ہے، تاہم اس میں جیواہی فائدہ ہے کہ یہ نگہ تجوی نگاہ تجوی زبان کی ہم فنی ہے۔۔۔ ذل فرجی : دل بھلانے کے لئے بھی مستقل ہے۔۔۔ مزاجیہ کہ محبوب جس انداز میں بات کر رہا ہے اور عاشق کی طرف دیکھ رہا ہے وہ انداز ہی عاشق کے لئے بڑا دل فریب ہے۔

پہ پادہ گر بودم میل، شاعر م، نہ فقیر خن چہ تنگ ز آلودہ دامنی دارد  
لغت : گر بودم میل : اگر تجھے دغمت ہے۔۔۔ تنگ ز دست : ہدائی۔۔۔ آلودہ دامنی : گناہ گار ہونا۔

ترجمہ : اگر تجھے شراب سے دغمت ہے تو کیا ہوا میں شاعر ہوں، کوئی فقیر تو نہیں ہوں، شاعری کے لئے یہ آلودہ دامنی کیو کر بدنامی کا باعث بن سکتی ہے۔ یعنی فقیر چہ کہ شری قوانین سے آگاہ ہے اور شرع کے مطابق شراب حرام ہے اس لئے فقیر شراب سے دور رہے، شاعر کو بھلا کیا ضرورت پڑی کہ وہ حلال و حرام کے پتھر میں پڑے۔

خوشم بہ بزم ز اکرام خویش و زیں عاقل کہ سے نہ ماند و ساقی قروتی دارد  
لغت : اکرام : عزت، انفرادی، تعلیم۔۔۔ وزیں : دلازیں، اور اس سے۔۔۔ قروتی دارد : عاجزی و کھاد ہے۔۔۔

ترجمہ : محفل میں میری ہو عزت انفرادی ہو رہی ہے تو اس سے میں خوش ہو رہا ہوں، لیکن اس بات سے بے خبریوں کہ محفل میں شراب ختم ہو چکی ہے اور ساقی اس بنا پر عاجزی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ساقی اپنے اس اہمکاری کی ضرورت میں دراصل معذرت کر رہا ہے کہ شراب ختم ہے اور شاعر بچوے نہیں سارہا کہ اس کی تعلیم ہو رہی ہے۔

نہ باشدش سخنے کشن تو اس بہ کافہ برد برد کہ خواجہ مگر ہائے معنی دارد  
لغت : نہ باشدش : اس کے پاس نہیں ہے۔۔۔ کشن : کہ اسے۔۔۔ برد : جاد۔۔۔ خواجہ : بلداہ کوئی۔۔۔

ترجمہ : خواجہ یا فلاں معزز کے پاس شعرو خن کے موتی نہیں ہیں جو وہ کافہ پر تحیر کئے تو چاہیں اس کی شاعری کے بارے میں مست سوجھ اس کے پاس تو کائن سے لگے ہوئے موتی ہیں۔ یعنی فلاں صاحب بلداہ تو ہیں لیکن شعرو خن سے، سہوہ وہ نہیں ہیں۔

بیادید مگر ایں جا بود زبان دانے غریب شر خن ہائے عنفتی دارد  
لغت : بیادید : لے آؤ۔۔۔ زبان دانے : کوئی زبان دان، زبان جاننے والا۔۔۔ غریب شر : ہر کسی۔۔۔ خن ہائے عنفتی : کہنے کے لائق باتیں۔۔۔

ترجمہ : اگر یہاں کوئی زبان سمجھنے والا ہے تو اسے لے آؤ کہ اس پر کسی یا مسافر کو کلمہ کہنے کے لائق باتیں کہنا ہیں۔ اس شعر میں حالت نے باواسطہ اپنی شاعری کی نازک طبعیت کی بات کی ہے، جسے سمجھا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی لئے اس نے خود کو غریب شر کہا ہے۔ مسافر کسی دوسرے شہر میں جانے تو وہاں کے لوگ اس کی زبان نہیں سمجھتے۔ اس حوالے سے غالب نے یہ کلمہ چاہا ہے کہ کوئی ایسا زمین و فہم مخلص لکھو میری شاعرانہ نازک خیالیوں کو صحیح معنوں میں سمجھ سکے۔



مبارک است رفیق اور جنیں بود غالب ضیاء نیر ما چشم روشنی دارد  
 لغت : اور : اگر۔۔ رفیق : ساتھی دوست۔۔ ضیاء : روشنی، ہلک۔۔ ضیاء نیر : مراد قواب ضیاء اللہ ہی نیر درخشش جو غالب کا دوست اور  
 محسن تھا نیز ایک اچھا شاعر۔۔ چشم روشنی : ایک یا خاص روشنی آگے مڑا کر دیکھتے۔۔  
 ترجمہ : اے غالب اگر رفیق اور دوست اس قسم کا ہو جیسا کہ ضیاء نیر ہے تو یہ ہماری خوش بختی کی بات ہے، کیونکہ وہ کرنی سمیت کا مالک  
 ہے۔ ضیاء کے نام کے حوالے سے غالب انھوں پر لکھا ہے۔ یعنی ضیاء بمعنی روشنی، نیر بمعنی شمع بھی ہے اور اس کے ساتھ چشم روشنی  
 کہہ نیر درخشش غمزہ کو شاعر ہونے کے علاوہ صاحب سمیت و ذوق سلیم بھی تھا۔

## غزل # 49

زرنگ است ایں کہ در عشق آرزوے مودنم باشد تو جان عالی حیف است گر جاں در ختم باشد  
 لغت : آرزوے مودنم : مجھے مرے کی آرزو۔۔ جان عالی : تو، دنیا کی جان ہے۔۔ حیف است : افسوس کی بات ہوگی۔  
 ترجمہ : میں جو عشق میں مرے کی آرزو کر رہا ہوں تو یہ دلک کی بنا پر ہے کیونکہ تو جان عالم ہے، اس صورت میں اگر میرے جسم میں جان  
 رہے تو یہ افسوس کی بات ہوگی۔ یعنی عاشق نہیں چاہتا کہ کوئی اور بھی اس محبوب سے نجات کرے۔ جان عالم سے مراد ہے کہ بڑی دنیا اس  
 سے نجات کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب محبوب حقیقی بھی ہو سکتا ہے۔

زہے قسمت کہ ساز طالع عیشم کند آں را اگر خود جزوے از گردوں بکام دشمنم باشد  
 لغت : زہے قسمت : مقدور کے کہا کہنے، کیا خوش بختی ہے۔۔ ساز طالع عیشم : میرے پیش و نکلا کے لیے ساز و سامان۔۔ جزوے :  
 کوئی ٹکڑا۔۔ گردوں : آہل۔۔ بکام : دشمن۔۔ آرزو کے مطابق۔۔

ترجمہ : اگر آہل کا کوئی ایک ٹکڑا بھی میرے دشمن یعنی قریب کی آرزو کے مطابق ہو تو میری یہ خوش بختی ہوگی اگر اسے میرے پیش کے  
 لیے ساز و سامان بنا دیا جائے۔ جزوے از گردوں سے مراد آہل کی کسی قدر گردش ہے۔ چنانچہ عاشق اسی حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ جو  
 کچھ رقیب کو میرے۔۔ اے بھی عطا ہو جائے خواہ وہ گردش قلب ہی کسی تو یہ اس کی بہت بڑی خوش بختی ہوگی۔

بیایا ساجے تا بر دم تیغ گلو سلام کہ از خود نیز در گفتن حقے بر گردنم باشد  
 لغت : بیایا ساجے : کچھ دم آرام کر لے۔۔ دم تیغ : جیڑی تلواری رحلہ۔۔ گلو سلام : اچھا گلو سلام، ارگنوں۔۔

ترجمہ : تو جو مجھے قتل کرنے لگا ہے تو ذرا رک جاؤ ذرا آرام کر لے تاکہ میں جیڑی تلواری رحلہ پر اپنا گلو سلام کہہ دے تاکہ مارنے یا قتل کرنے  
 میں خود میری گردن پر چین خود میرا بھی قتل ہے۔ گویا یہ حق اپنی گردن پر احسن کرنا ہے دوسرے لفظوں میں عاشق کو قتل ہونے میں جو  
 لذت ملتی ہے اس کا اظہار ہے۔

شام سہی بخت خویش در نامروانی ہا بلرزم بر گلشن گر گلے در دامنم باشد  
 لغت : شام : شام، میں پہچانتا ہوں۔۔ سہی : خوش۔۔ بلرزم : میں لڑتا ہوں۔۔

ترجمہ : ہمراہوں کے حلقے میں میں اپنے لیے شام کی خوشی کوئی دلی طرح جانتا پہچانتا ہوں، چنانچہ اگر کبھی گلشن میں کوئی پھل میرے دامن

میں آجائے تو میں گھٹن کی اس غیر متوقع موافق پہ گھٹکتا ہوں۔ اپنی انتہائی بد قسمتی کی بات کی ہے۔

تو داری دین و ایمانے ہنس ار دیو و نیرنگش چو نمود تو شہ را ہے چہ پاک از رزہ نرم باشد

لغت : ہنس : ڈر، خوف، کھد۔ دیو : شیطان۔ نیرنگش : اس کا ہار و سحر، فریب۔ تو شہ را ہے : سلطان مفر۔

ترجمہ : تو صاحب دین و ایمان ہے یعنی تجھے پاس دین و ایمان کی دولت ہے اس لئے شیطان اور اس کے فریب سے ڈر۔ دینی اپنی بات تو جو کچھ اپنا سلطان مفری نہیں ہے اس لئے تجھے داہن کا کیا خوف۔ ناپاد و عابد کے ساتھ اپنا موازنہ کیا ہے۔ اس کے دین و ایمان کو سراہیہ قرار دیا ہے جس سے شاعر محروم ہے، ظاہر ہے شیطان صاحب سر ہدیٰ کو لوٹتا ہے۔

بہ ذوق عافیت یا رماں رود از خویش و چون من ہم ظلمہ در پا ہے من خارے کہ در ہوا ہضم باشد

لغت : ذوق عافیت : آسودگی کی لذت۔ رود از خویش : اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ظلمہ : چہرے، ہچمتا ہے، نکھتا ہے۔ چوں : جب۔

ترجمہ : یا ر لوگ تو عافیت کی لذت کے حصول کی خاطر اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں جبکہ اپنا یہ حال ہے کہ اگر کتنا صبرے لباس میں بھی ہو تو وہ صبرے پاؤں میں چھپنے یا نکھٹنے لگتا ہے۔ مگر وہ کہ یا ر لوگوں کا اور اپنا موازنہ کیا ہے۔ یہ لوگ عافیت خوش ہیں جبکہ ظلمہ اس سے صبرے دور ہے کیونکہ معمولی سی چیزیں بھی غلو اور کسی ضرورت میں ہو، اس کی عافیت کوئی نہیں رکھتے ہی جاتی ہے۔

بدان تا با من آوریو چو حرف رنگ و بو گوید و لم با او سے اما زبان با کھنم باشد

لغت : با من آوریو : مجھ سے الگ نہ رہے۔ با من : اس خاطر اس لئے۔ آد کہ :۔۔۔ ہوتے : اس کی طرف یا اس کے ساتھ ہو تے۔

زبان با کھنم باشد : میری زبان گھٹن کے ساتھ ہوتی ہے، یعنی میں گھٹن کی باتیں کرتا ہوں۔

ترجمہ : جب وہ محبوب رنگ و بو سے متعلق باتیں کرتا ہے تو میرا دل اس کے ساتھ ہو تے ہیں یعنی دل طور پر میں اس کی بات میں ہاں ملاتا ہوں، لیکن عقل اس خاطر کہ وہ مجھ سے الگ نہ رہے میں زبان سے گھٹن کا کلمہ کہ بچھڑ دیتا ہوں۔ گویا محبوب پر برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے رنگ و بو کے مقابلے میں گھٹن کے رنگ و بو کی بات ہو، چنانچہ یہ بات عاشق سے اس کے اچھے کا ہمت ہی نکلتی ہے۔

بدیں آہنگی کے پست نواں غم ہوں دادن مگر حضور قیامت ساز شور شیونم باشد

لغت : شیونم : میری فریاد۔ مگر ہاں اگر۔۔۔

ترجمہ : ان کچھ سوں سے تم کا افسار شکن نہیں ہاں اگر قیامت کے دن پھر لگا جانے والا حضور میری فریاد کے شور کا ساز میں جانے تو یہ افسار شکن ہے۔ حضور کی قیامت بند ہو گی جس سے سوزے قبول سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ اس میں فریاد کی آواز نہ جانے تو میری گھٹنوں میں میرا افسار قائم ہو سکے گا۔ اپنی انتہائی غمزہ کی گایان ہے۔

بہ سودایت ہاں انداز از خود رفتی دارم اگر چوں نالہ زنجیر بند از آہنم باشد

لغت : بہ سودایت : میرے بخون یعنی عشق میں۔۔۔ از خود رفتی : اپنے آپ میں نہ رہنا۔

ترجمہ : اگر بار زنجیر کی باہر میری قید لوہے کی ہو، یعنی اس قید کے لئے لوہے کا سلاخ ہو تو بھی میری فوجت میں میرے جوش و ہوا کی کا انداز اپنے آپ میں نہ رہنے والا ہو گا۔ زنجیر لوہے کی ہوتی ہے۔ وہ بے تو اس سے آزاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس کے زنجیر سے نکل جاتی ہے، تاکہ وہ اپنی جگہ سے نہ بٹے کہ اس کے دوسروں کو لکھنے کا غلو ہو تے۔ یعنی وہ اسے عاشق کو اگر زنجیر بھی پہناتی ہے تو اس کا جوش کم نہ ہو گا اور وہ اپنے آپ سے باہر نکل جائے گا۔

یہ زور ہدوش قاروں قفٹن از دوں بہتی خیزو      بیا تا در خن وچیم کہ غالب ہم فہم باشد  
 لغت : ہدوش : بیدار یا سر۔۔۔ قفٹن : سوٹ۔۔۔ روں بہتی : گہا پست بہتی۔۔۔ وچیم : میں پٹ جوں۔۔۔  
 ترجمہ : دولت کے معاملے میں قاروں کا سر ہو کر سو پست بہتی کی علامت ہے۔ تو آنا کہ میں شاعری سے پٹ جوں کیونکہ غالب میرا ہم  
 فن ہے۔ قاروں قدم نہانے کا بہت دولت مند جس کے خزانے کی اونٹوں پر لدے جاتے تھے۔ وہ اپنے عزیزوں سمیت زمینی میں دھنسی کیا  
 تھا۔ غالب ایسے انسان کا سر ہونے کو برا سمجھتا ہے۔ یہ گہا پست بہتی ہے۔ میں تو غالب (یہاں خود کو ایک تیسرا شخص قرار دیا ہے) کا سر ہونا  
 پسند کرتا ہوں کیونکہ فن شاعری میں ہم دونوں یکساں ہیں۔

## غزل "50"

حور ہشتی ز یاد آں بت کشمیر برو      بیم صراط از نوا آں دم شمشیر برو  
 لغت : زیاد برو : بھلا برو۔۔۔ بیم صراط : صراط کا خوف۔ صراط وہ پہلی جو دونوں اور بہشت کے درمیان پہل سے زیادہ پار یک اور تھوڑے سے  
 زیادہ تیز جاتا ہوا ہے۔۔۔ دم شمشیر : تھوڑا کی دھار۔۔۔  
 ترجمہ : اس کشمیری حینے نے تو ہمیں طور کوڑ بھلا دی اور تھوڑی دھار نے صراط کا خوف دل سے دور کر دیا۔ کشمیری حینے کے حسن کی  
 بے حد دل کھلی طور کوڑ کے حوالے سے یہاں کی ہے اور چونکہ شاعر طور کوڑ کو بھول گیا ہے اس لئے اسے صراط پر سے گزرنے کا بھی ڈر نہ  
 رہا تو تھوڑے سے بھی زیادہ تیز ہے۔

شب روی غمزہ اسے صبر و دل و دیں ریزو      جان کہ ازو باز ماند شخند تقدیر برو  
 لغت : شب روی : رات کو چلتا سڑا لوٹ مار۔۔۔ ریزو : اڑانے گیا۔۔۔ ازو باز ماند : اس یعنی محبوب سے بچا گئی تھی۔۔۔ شخند : کو توال۔۔۔  
 ترجمہ : کسی کے غمزہ و ادا نے ہمارا صبر و دل و دیں اڑا لیا، جھین لیا۔ جان جو اس رہزن محبوب سے بچا گئی تھی اسے تقدیر کا کو توال (تھوڑا  
 لے گیا۔) محبوب کے حسن و گلشن نے عاشق کو بے قرار کر دیا اور اس احتمالی بے قداری میں وہ جان سے اتھوڑ دھو بیٹھا۔

بلہ در ایوار شوق توشہ را ہے نداشت      بست بہ عکالت کمر فرصت کشمیر برو  
 لغت : ایوار : سپر کے وقت کا سفر۔۔۔ توشہ را : سامان سفر۔۔۔ عکالت : طعنہ طعنہ سے ذرا پہلے کا سفر۔۔۔  
 ترجمہ : ایوار شوق میں ہماری فریاد کے پاس سامان سفر نہ تھا اس نے لوٹ مار بھر کر نہ ہی اور شوق کے سفر کی فراغت بھی جھین لی۔ یعنی ہم  
 سپر کو توال و فریاد نہ کر سکے تھے لیکن شوق اس نے زور پکڑا اور وہیں ہمارا سکون و آرام عکالت ہو گیا۔

شوق بلندی گراے پایہ حسین      حوصلہ نارسا ہے بہ سر تیر برو  
 لغت : بلندی گراے : بلندی کی طرف نکل۔۔۔ حسین : حسینہ۔۔۔ حوصلہ نارسا : نہ پہنچنے والا حوصلہ پست  
 حوصلہ۔۔۔ ہے بہ برو : کا بچا گیا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے شوق کو مقام منصور کی ہی بلندی کی تلاش و خواہش تھی لیکن ہماری پست حوصلگی نے تیری نوک کا بچا لیا۔ منصور سبلی پر  
 چڑھا اور جان دے دی یہ گویا اس کی بلند مقام تھی۔ جبکہ میر کاٹنے کے لئے کبھی حوصلے کی ضرورت نہیں وہ خود بخود آکر لگتا اور دم لگاتا

زو گشت بر دلم مخزن اسرار دید خواست کلیدش برد طاقت تقریر برد

نعت : زو گشت: تھری بلکہ پڑی۔ مخزن اسرار: رازوں کا مخزن۔ خواست: اس نے چاہا۔ کلیدش: اس کی چابی۔

ترجمہ : تھری بلکہ میرے دل پر پڑی تو اسے وہاں بھیدوں، رازوں کا مخزن نظر آیا۔ اس نے اس خزانے کی چابی لے کر چاہا، چابی تو نہ لے جا سکی البتہ میری طاقت گویا اس لئے کی قوت (اے لکھی۔ رازوں سے خزاں ہلنی اسرار ہیں جو انسان کے دل میں چھپی ہوئے ہیں اور جو انسان کی قوت گویا ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔

جنش ابرو نبود از پے قلم ضرور غمزہ زبے طاقی دست بہ شمشیر برد

نعت : جنش: حرکت۔ ابرو: اپنے قلم: میرے قلم کے لئے۔ بے طاقی: کمزوری، نراکت۔

ترجمہ : میرے قلم کی خاطر ابروؤں کی جنش ضروری نہ تھی۔ یہ تو محبوب کے خار و ادویا آنکھوں کے اشادوں نے اپنی کمزوری کے باعث گھرا ہاتھ میں اٹھائی۔ ابرو کی شکل تکرار کی طرح کسی قدر غماز ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق تو ایسے ہی محبوب پر قربان ہونے کو تیار رہتا ہے، لیکن محبوب کے شر میں شاید وہ کشش نہ تھی جس کے باعث اس نے اپنی شمشیر غمزہ سے یہ کام اقل عاشق ایا۔

روشنی داشت عشق چاشنی داشت مر آں خس از آتش گرفت ایں شکر از شیر برد

نعت : روشنی: ایک یا خاص روشنی۔ چاشنی: ایک یا خاص چاشنی۔ آں: مراد عشق۔ ایں: مراد مر۔

ترجمہ : عشق میں ایک خاص روشنی اور مراد مراد اس میں ایک خاص چاشنی تھی۔ اس یعنی عشق نے آگ سے نکال لیا اور اس یعنی مر نے دودھ سے یہ شکر، چاشنی، مٹھاس لے لی۔ غالباً مراد یہ ہے کہ عشق سر پہا سوز ہے اور شمع کی روشنی گویا دودھ کی سفیدی کی مانند ہے۔

خانہ زبور شد کلب ام از دست چرخ بس کہ ز آب و قلم رغبت تغیر برد

نعت : خانہ زبور: مجازاً کاچھتا۔ کلب ام: میری بھوپڑی، میرا غریب خانہ۔ ز آب و قلم: میری فطرت سے۔

ترجمہ : آسمان نے میری فطرت سے حیر کی رغبت کچھ اس حد تک ختم کر دی کہ میرا گھر مجھوں کا چھتائی گیا یعنی وہاں ہو گیا۔ قیہ پانی اور مٹی سے ہوئی ہے، اسی لئے فطرت یا طبیعت کے لئے آب و گل کی ترکیب و استعمال کی۔ گردش لک کی تم رانی کی بات کی ہے۔

سردی مر کے آب رخ شطہ ریخت گرمی نبض دلم عرض جاشیر برد

نعت : سردی مر: سردی، بے قوتی، بے اقبال۔ آب ریخت: ہلک ختم کر دی، روتق ختم کر دی۔ عرض: آہ، ناخوش۔ جاشیر: ایک دریا۔

ترجمہ : کسی یعنی محبوب کی سردی نے شطہ کے چہرے کی ہلک ختم کر دی، جبکہ میرے دل کی گرمی کی باعث جاشیر کی تاثیر پہا رہی۔ شطہ سے مراد شطہ فہمت ہے۔ یعنی محبوب کی بے اقبالی کے باعث عشق کی گرمی ختم ہو گئی اور جاشیر کی تاثیر ختم ہونے سے مراد ہے عاشق کا دل بھ گیا۔ سردی، گرمی، آب اور شطہ میں صنعت تھا ہے۔

عشق ز خاک درت سرمد نیش گرفت یارہ در آمد ہوس فسخ اکسیر برد

نعت : درت: تھرا اور روانہ۔ نیش: چٹائی، بصیرت۔ یارہ در آمد: بے ہودہ کر آئی، لغو و فضول۔ اکسیر: مراد نہایت موثر دوا۔

ترجمہ : عشق کو تھیرے در کی خاک سے سرمد بصیرت حاصل ہو کر جبکہ بے ہودہ کر آئی، لغو و فضول ختم کی ہوس آئی اور فسخ اکسیر لے گئی۔ یعنی عشق کو تو اسی خاک کی بدولت بصیرت تھی دولت نصیب ہوئی اور ہوس اکسیر کے پتھر میں پڑی رہی۔

با خودش افکار کار پاک ز غائب مدار فراق فغاٹش ز دل ورزش تاثیر برد

لغت : پاک و عجب دار: غالب سے مست ذر۔۔۔ یا خودش اللہ کار: اے اپنے آپ سے کام چڑ گیا ہے، یعنی وہ اپنی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔۔۔ غافل: اس کی فریاد۔۔۔ دروش: کوئی کام مسلسل کرنا۔  
ترجمہ : غالب اپنی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا ہے تو اس سے کسی قسم کا خوف نہ کر۔ اس کے فریاد کے ذائقہ نے دل سے تاثر ختم کر دی ہے۔  
یعنی اس کے مسلسل فریادیں کرنے سے اس کی فریادیں بے اثر ہو گئی ہیں۔

## غزل # 51

تا چند ہو الہوس سے و عاشق ستم کشد کو فتنہ تا بہ دلوری ہم علم کشد  
لغت : گماچہ: کب تک۔۔۔ ہو الہوس: اپنی حسیں۔۔۔ کشد: کیجئے، اٹھائے۔۔۔ ہے: کشد۔۔۔ شرب پیئے کو: کس ہم۔۔۔ دلوری ہم: پانی، اوصاف۔۔۔ علم کشد: پر چڑھ کر ہے۔۔۔ فتنہ: خزاں، مصائب۔  
ترجمہ : کب تک ہو الہوس شراب نوشی اور عاشق ستم برداشت کرتا رہے گا۔ فتنہ کس ہے کہ وہ ان دونوں میں اوصاف کی خاطر پرچم بلند کرے۔ خزاں یہ کہ عاشق تو عشق میں مصائب کا سامنا بعد خوشی کرتا ہے لیکن ہو الہوس بھاگ جاتا ہے، اسی لئے یہ کہا کہ مصائب کس ہیں، تاکہ دونوں میں فرق واضح ہو جائے۔

دل را بکار باز چہ سرگرم کردہ ای یعنی بہ خویش ہم کند و از تو ہم کشد  
لغت : سرگرم کردہ ای: تو نے مشغول کر رکھا ہے۔۔۔ بہ خویش ہم کند: یعنی وہ خود پر بھی ناز کرتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : تو نے میرے دل کو ناز و ادا کے معاملے میں کیا مشغول کر رکھا ہے، یعنی وہ خود پر بھی ناز کرتا ہے اور تجھے ناز بھی اٹھا رہا ہے۔ گویا عاشق کا دل اس بنا پر کہ وہ محبوب کا چاہنے والا ہے، خود پر ناز کرتا ہے اور محبوب کی ناز برداری تو عاشق کی فطرت میں ہے۔

دشک است و دفع دغل مقدر، عشاق پیدیت بگذار در دلم مژدہ چندانی کہ غم کشد  
لغت : دفع دغل مقدر: مقدور کی مداخلت، یعنی اڑ کو دور کرنا۔۔۔ عشاق پیدیت: فتنہ کس بات کہ۔۔۔ چندانی کہ: اس حد تک کہ۔۔۔  
ترجمہ : دشک ہے اور صبیحے کے اڑ کو زائل کرنے کی کو خوش، اس میں فتنہ کس بات کہ تو میرے دل میں اپنی نیکیں اس گمراہی تک ادا کر دے کہ اس میں کمی آجائے۔ پورے کی ہزاروں کو پائی دین تو اس نمی سے وہ بھٹا پھرتا اور اپنی جگہ پر ٹکا رہتا ہے۔ اس حوالے سے عاشق پہلے دشک کی بات کرتا ہے کہ محبوب کبھی اور یعنی رقیب پر متوجہ ہے، عاشق اپنے فتنے کے اڑ کو دور کرنے میں لگا ہے۔ چنانچہ وہ محبوب سے گزارش کرتا ہے کہ وہ اپنی نظر سے اس کے دل میں گاڑ دے، اس طرح وہ گویا کبھی اور کی طرف متوجہ نہ ہو سکے گا۔

صیدت ز نیم جلی نہ مد بلکہ می روو تا دشت راز شوق در آغوش رم کشد  
لغت : صیدت: تھرا، تھار۔۔۔ نہ مد: نہیں بھانگا۔۔۔ آغوش رم: بھاگنے کی آغوش۔  
ترجمہ : تھرا تھرا اپنی جان کے خوف سے نہیں بھانگا بلکہ وہ تو بیاہلی کی طرف جاتا ہے تاکہ جذب عشق کی بنا پر وہ اسے ایذا پہنچا کر اپنی آغوش رم میں لے لے۔ صید سے خزاں عاشق ہے، اس کا بیاہلی کو اپنی آغوش میں لینا اسے ایذا پہنچا کر کہتا ہے تاکہ محبوب کو اس کے تھار میں آسانی رہے کیونکہ بیاہلی کے سینے پر تھار کے نیچے کا مکان نہیں رہے گا۔

دشوار نیست چارہ پیش گریز پائے دور قدح چہ سلسلہ گر سر بیم کشد

لغت : بیش گریز پناہاگ جانے والا یعنی عارضی اور وقتی بیش۔ ہمارا : علاج۔ دور قدح : ہام کی گروش۔ سلسلہ : زنجیر۔  
سرجم کشد : ایک ڈوسرے سے مل جانے، ملحقہ بن جانے۔

ترجمہ : اگر دور ہام زنجیر کے حلقوں کی طرح ہام مل کر قہم چلا رہے تو عارضی بیش و مسرت کا چارہ مشکل نہ ہو گا۔ یعنی بخوار حلا ہونے سے پیٹنے ہوں اور ہام ان میں ایک سے ڈوسرے ڈوسرے سے تیسرے تک، مل جاتا ہے ایسا، مسلسل گروش کرتا رہے اور شراب چلا رہے تو پھر یہ بیش گریز نہیں رہے گا نہیں ہمارے گانیکہ بخوار کا قدر بن جانے لگا۔

آئی کہ تب جذبہ ذوق رنگا تو رنگ از گل و سے از روز و صید از حرم کشد

لغت : آئی : قود ہے۔ روز : انگور، انگور کی تیل۔ حرم : چار دیواری، مزاحکہ جہاں شکار کرنے کی اجازت نہیں۔

ترجمہ : قوائے محبوب وہ ہے کہ حیرت ذوق رنگا کی کشش کی تیزی بخول سے رنگ انگور سے شراب اور حرم سے شکار کو باہر کھینچ دیتی ہے۔ یعنی محبوب کے خن میں اتنی کشش و تاثیر ہے کہ جس چیز پر بھی اس کی نگاہ جانے وہ چیز اس کی طرف کھینچ آتی ہے۔

شو قہم کہ روشناس دل نازنین تست کے منت نوشقن و باز قہم کشد

لغت : روشناس : چہرے کو پہچاننے والا، واقف، آغوش۔ کے : کب، کیونکر۔ نوشقن : کھلے۔

ترجمہ : میرا خلق یا شوق نہایت تیرے نازنین دل سے بخوبی آشنا ہے اس ضرورت میں بھلا قہم اور قہم کے ناز انگھنے کی کیا ضرورت ہے۔  
یعنی اس شوق کے اعتبار کے لئے کسی قہم یا قہم کی ضرورت نہیں۔

زشت آں کہ تا ز دشت پشت و شکم رہد ہم رنج کار سازی پشت و شکم کشد

لغت : زشت : بر۔ مزاحکہ قسمت۔ زشت پشت و شکم : پیٹہ اور پیٹ کی تکلیف، دکھ، مزاحکہ ڈنڈا کی حاجتیں۔ رنج کار سازی : دساکلی میا کرنے کا دھوکہ۔ رہد : بھلت پانے۔

ترجمہ : وہ شخص کتابہ قسمت ہے جو ڈنڈا کی حاجتوں، علاقائی زندگی سے بھلت پانے کی خاطر ڈنڈا کی دساکلی میا کرنے کی دشت انگھنا کرتا ہے۔ مزاحکہ کہ ڈنڈا کی زندگی کی ضروریات کسی حد تک ہوں اور وہ پی پی ہوئی رہیں تو یہ سکون و آسائش کا باعث ہو گا جیسا جیسے ضروریات یہ ہیں گی، رنج و غم نہیں رہنا پڑے گا۔

صبا حلال زاد شب زندہ دار را اما بشرط آں کہ ہنہ مبہوم کشد

لغت : صبا : شراب۔ شب زندہ دار : راتوں کو جاگ کر بھلت کرتے والا۔

ترجمہ : زاد شب زندہ دار کے لئے شراب حلال ہے لیکن اس شراب پر کہ وہ شراب شمع کے وقت ہے۔ ظاہر ہے راتوں کو جاننے والا صبح کے وقت سو جاوے گا۔ گویا نہ کہ شراب رکھ کر زاد شب زندہ دار کے لئے شراب حلال قرار دینا ایک طرح سے طوطہ خستہ ہے۔

از تازگی بہ دہر سحر نہی شود نقشے کہ کلک غالب خونین رقم کشد

لغت : دہر : دن۔ سحر : دوبارہ۔ کلک : قہم۔ خونین رقم : جس کی تحریر طعن و دل ہو، مزاحکہ دل کی گمراہی سے غلج ہوئی تحریر۔

ترجمہ : خونین رقم غالب اپنے قہم سے جو نقش کھینچتا ہے اسے وہ دہر میں تازگی کی بنا پر دوبارہ نہیں کھینچتا۔ یعنی اس کی شادی میں سحر نہیں ہوتی، بلکہ ہر مرتبہ وہ ایک نئی بات کے مضمون والا شعر کہتا ہے۔

## غزل # 52

ذوقش پہ وصل گرچہ زہنم زکار ہو لب در ہجوم بوسہ زپائش نگار ہو  
 لغت : زکار ہو: بے کار کر کے دکھادی۔ ہجوم بوسہ: بوسوں کی کثرت۔ زپائش: اس کے پاؤں سے۔ نگار ہو: منہ کی صاف کر  
 دی۔ منہ کی کارنگ مٹ گیا۔

ترجمہ : اگرچہ اس کے وصل کے ذوق نے میری زبان بیکار کر کے دکھادی لیکن میرے ہونٹوں نے اس کے پاؤں کے بے شمار بوسے لے  
 کر اس کی منہ کی کارنگ اڑا دی۔ یعنی وصل میں دلوں جذبہ کی بنا پر عاشق نے بولنے یا باتیں کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں کی بس محبوب کے  
 پاؤں چومنے ہی میں لگا رہا۔

تا خود پہ پردہ روا نہ دیدہ کلم جو بے را در پردہ عشق نمود و دل از پردہ دار ہو  
 لغت : تا: تاکہ۔ اس لئے کہ۔۔۔ کلم جو بے را: کسی خواہش مند کو۔۔۔ پردہ دار: راز دار۔۔۔ دل ہو: دل موہ لیا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ پردے میں رہتے ہوئے کسی خواہش مند کو باہر دے اس نے پردہ ہی میں اپنا چہرہ دکھایا اور پردہ دار کا  
 دل موہ لیا۔ یہ شعر محبوب عقلی کے بارے میں ہے یعنی وہ پردے میں ہے لیکن کچھ عشق یافتہ دلوں کو اس کا جلوہ پردے ہی میں مختلف  
 طوروں میں نظر آجاتا ہے۔ عام انسان جسے کلم جو کہایا ہے اس دینار سے بغیر باپ نہیں ہو سکتا۔

گفتہ خود و کوثر و دلوں ذوق کثر منع است نام شبہ و سے آشکار ہو  
 لغت : ذوق کار: عمل کا ذوق و شوق۔۔۔ آشکار: کھل کر۔۔۔

ترجمہ : عشاق و قدر کی طرف سے خود و کوثر کی بات کی تھی اور ان کے حصول یا ان تک رسائی کی خاطر انسان کو ذوق عمل داتا۔ محبوب  
 اور شراب کا ہم کھل کر لینے سے منع کر دیا گیا۔ گویا خود و کوثر کو پانے کے لئے انسان میں طلب و جستجو کا جذبہ پیدا کیا گیا۔ دوسرے سمرے  
 میں خود و کوثر کے حوالے سے گویا واسطہ یہ کہایا ہے کہ انسان محبوب اور شراب کی طلب میں لگا رہے۔

نفس مرا بسوز، کم از برہمن نیم تنگ نسوختن نتواں در عزار ہو  
 لغت : بسوز: جلادے، جلا ڈال۔۔۔ نیم: کم نہیں ہوں۔۔۔ تنگ نسوختن: جس نے جلاتا یا محسوس تنگ ہو۔۔۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی  
 پیشوا۔۔۔

ترجمہ : میں برہمن سے کم نہیں ہوں تو میری لاش کو جلادے۔ جو نہ جلنے کے لئے ذلت و آوارگی میں نہیں لے جایا کہ سکے۔ یعنی عاشق  
 آتش حق میں جلنے ہی میں اپنی جگہ اور محنت سمجھتا ہے۔ ہندوچ نک مرے کی لاش کو جلاتے ہیں اس لئے شاعر برہمن کا حوالہ دیا۔

گل چہرہ بر فروخت بدایں سالی کہ ہاردا پروانہ را ہوس بسر شاخسار ہو  
 لغت : بر فروخت: چھپایا۔۔۔ بدایں سالی: اس طرح ہے کہ اکیس سال۔۔۔ ہاردا: کئی مرتبہ۔۔۔

ترجمہ : گلاب نے اپنا چہرہ تنگ اس طرح یا اس حد تک چھپا کہ پروانے کو ہوس کی مرتبہ شرف لے سکی۔ گلاب کی بے حد شرم کی مہارت  
 آمیز بلکہ تلویح حد تک عکاسی ہے۔ گلاب کے پھول کی اس قدر شرم کی باعث پروانے کو اس پر شک کا کہن ہونا یا ہارودہ شرف پر پہنچ جانا

داوم چہ بوسہ جان و خوشم کل بماند جوے ز رخس دو چند کرد و شرفی بکار ہو

گفت : کل : کہ آن کہ وہ۔۔۔ بڑا ہو : بچے ہمارے تلاش کرنے والا۔۔۔ ترغل : اس کا بیٹن ہوئے کا رخ۔۔۔ دو چہ کرو : دکھا کر دیا دیکھا دیا۔۔۔ شگرتی نگار ہو : اس نے انکے گھر میں سے کام لیا۔

ترجمہ : میں نے محبوب کا سر لے کر کہاں دے دی اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس بڑا ہونے ہوئے کا رخ دکھا کر دیا اور اس طرح انکے گھر میں کاٹا ہوا کید عاشق کو خوشی اس بات کی ہے کہ وہ اسے کا رخ دکھا ہونے کے باعث اب کوئی اور سوچ لینے کی جرأت نہ کر سکے گا۔

سے دلو و پذلہ جست مگر ابر و قلمیم کلورو قطرو و مگر شہوار برد  
گفت : پذلہ جست : خوش طبعی کی بالطف بات چاہی شعر قلم۔۔۔ مگر شایہ۔۔۔ قلمیم : ہم سمجھ رہیں۔۔۔ کلورو : کہ آور د کہ وہ والا۔۔۔ مگر شہوار : جیتی موتی۔

ترجمہ : اس بات نے ہمیں شراب دی اور اس کے بدلے میں پذلہ کوئی غلب کی۔ شاید وہ اللہ بدل ہے اور ہم سمجھ رہیں کہ وہ قطرو نا اور جیتی موتی لے جاتا ہے۔ اور خیال اس موسم ہمار کا بدل کے رہنے سے بچی اصداف کے غلب میں ہو قطرے جاتے ہیں وہ موتی بن جاتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ کہنا ہمارے کہ بخاری کے نتیجے میں اگلے شعر تحقیق ہوتے ہیں۔

تافتہ راز گردش چشم سیاہ گفت کیئے کہ داختم بدل از روزگار برد  
گفت : کیئے کہ داختم : وہ کینہ جو مجھے تھا۔ بدل : بدل دل میں۔۔۔ تا : جب سے۔۔۔

ترجمہ : میرا خیال تھا کہ ہمیں دو برس فتنوں ہنگاموں سے واسطہ پڑنا ہے تو یہ سب اس دنیا کی پیداوار ہیں لیکن جب سے مجھے نے اس کی چشم سیاہ کی گردش کارز افلا کیا ہے میری زمانے سے دشمنی جو میرے دل میں تھا ختم ہو گئی ہے۔ محبوب کی چشم سیاہ کی گردش کو عاشق کو بھڑکا رہی ہے۔ امیر معین کے بقول:

نظارہ کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ مگر کے مگر تیری آنکھوں نے ہیں چلا کے  
چشم از آن میرں کہ پرسی و اہل کوئی گویند خست زحمت خود زیں دیار برد  
گفت : میرں : پرچہ توجہ کر۔۔۔ پرسی : تو ہم مجھے۔۔۔ خست : دشمنی خست مل عاشق۔۔۔ زحمت خود : اپنی زحمت۔۔۔ زیں دیار برد : اس شہر سے لے کر کہا ہے، یعنی دنیا سے اٹھ گیا ہے۔

ترجمہ : اس سے پہلے کہ تو میرے بارے میں معلوم کرے اور اہل کوچہ بتائیں کہ وہ خست مل تو دنیا سے اٹھ گیا ہے تو میرے مل پر توجہ کر یعنی میری انکی حالت ہونے سے پہلے پہلے مجھ پر التفات و توجہ کر۔

نازم فریب صلح کہ غالب زکوے تو ناکام رفت و خاطر امیدوار برد  
ترجمہ : مجھے نمونے اس فریب صلح پر ہے کہ غالب نے اسے کہے سے ناکام کیا لیکن وہ امیدوار دل کے ساتھ گیا۔ یعنی محبوب نے تو صلح و اخلاص کا پتہ دیا جس کی وجہ سے غالب نے عاشق ناکام کیا لیکن اہل میں اس صلح و اخلاص کی امید ہی لے گیا۔

## غزل # 53

اگر دافعت وجودم را در اکسیر نظر گیرو سرپائے من از جوش بہاراں بردہ بر گیرو  
گفت : دافعت : حیرانم، داغ فبت۔۔۔ در اکسیر نظر گیرو : نظر کی اکسیر میں لے یعنی اکسیر دال نظریں ڈالے۔۔۔ سرپائے من : میری ڈال



دھوہ۔۔۔ پردہ پر گہرہ پردہ اٹھا دے۔۔۔

ترجمہ : اگر تیرا دل غنیمت میرے دھوہ پر اکسیر بھری نظریں والیں تو میرا سر پہ جتنی بھلائی سے پردہ اٹھا دے۔ یعنی میرا چہرہ اور وجود جو شب بھلائی میں جاتے۔ بھلائی بھول بھولت کھلتے ہیں۔ اس حوالے سے ان اکسیر بھری نظروں کا نتیجہ یہ قرار دیا ہے کہ محبوب کی غنیمت کے دواغ کو بھول ہی جاسی گے جو رعبوں کے گاہچے بدل آئی ہو۔

پہ عرض ہر گسستن کز نفس ہلد ز چیل خیا لم الفت مرغولہ سویاں را ز سر گہوہ  
فت : گسستن : ٹوٹنا۔ کز نفس ہلد : کہ سانس سے بھونٹنا ہے۔ مرغولہ سویاں : مرغولہ سوئی جیج، ٹھنکریالی ڈانٹوں والے، صیبن۔۔۔ دسر گہوہ : سے سرے اختیار کرنا ہے۔

ترجمہ : میری بے قراری کے باعث میرا جو سانس ٹوٹ جاتا ہے، آنکھ اکڑ جاتا ہے تو اس بنا پر میرا خیال ہر مرتبہ ان ٹھنکریالی ڈانٹوں والے صیبنوں سے الفت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ عاشق بے قراری کا شکار ہے۔ سانس رک رک کر آ رہا ہے۔ اور جس وقت بھی اسے ذرا سانس آتا ہے تو وہ ان صیبنوں کی غنیمت میں کھ کھ جاتا ہے۔

دل از سوداے حزنگانے کہ خوں گردید کز مستی بذوق رخنہ از ہر قطروہ رہ بر بیشتر گہوہ  
فت : کہ : کہیں کی۔ خوں گردید : ٹوٹا ہو گیا ہے۔۔۔ رخنہ : سوراخ، چھید۔

ترجمہ : میرا دل کس کی پلکوں، چمکی پلکوں کے جھون میں ٹوٹا ہو گیا ہے کہ سنی کی حالت میں اس کا ہر قطرہ سوراخ کے ذوق میں نشتر کی طرف پڑتا ہے۔ محبوب کی پلکیں چمکی ہیں، دل عاشق ان کی غنیمت میں ٹوٹا ہو چکا ہے اور اس پر ایسی سنی طاری ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس میں کی سوراخ ہو جائیں اور خوں کا ہر قطرہ یعنی نشتر ان پلکوں کی طرف لپکے۔

چشم مدعی ہم چوں چراغ روز بے نورم چراغم گر بغرض از پر تو خورشید در گہوہ  
فت : مدعی : دعوے والا، رقیب۔۔۔ چراغ روز : دن کو بجھنے والا چراغ، سورج کی وجہ سے جس کی مدد گنی بند پڑ جاتی ہے۔۔۔ پر تو خورشید : سورج کا ٹھکس یعنی روشنی۔

ترجمہ : اگر فرض کر لیں کہ میرا چراغ سورج کی روشنی حاصل کر کے بھی روشن ہو جائے تو بھی رقیب کی نظروں میں میں بے نور چراغ روز ہوں۔ لگے ہوئے کہ رقیب کسی بھی صورت میں عاشق کو نصیحت کے وارث نہ بنائے گا۔

د مشن نظارہ را از رقص بمل در جہنم چہکند غمش آئینہ را از چہرہ عاشق بہ زر گہوہ  
فت : د مشن : اس کا دونا ڈھکنا، محبوب کی تیز خرابی۔۔۔ رقص بمل : زمینی کا رقص۔

ترجمہ : محبوب کی تیز خرابی سے اہل نظارہ کی آنکھیں کچھ اس طرح ترسپنے لگی ہیں جیسے جہنم میں کوئی بمل رقص رہے ہو۔ یعنی دیکھنے والے اس کی تیز خرابی کے نظارے میں کھ کھ جاتے ہیں جبکہ اس کا غم عاشق کے چہرے کے ٹھکس سے آئینے کو بھی زور دے رہا ہے۔ غم عشق کے باعث عاشق کا چہرہ زور ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ آئینے میں دیکھتا ہے تو لگتا ہے آئینہ زور ہو گیا ہے۔

مہر و دے زر شنگ است ابنگہ خزاں سے فی خواہم کہ ترسم یابد اور را ہر کہ از عالم خبر گہوہ  
فت : مہر : مہر، مہر کوہ۔۔۔ خزاں سے : کوئی بہرہ۔۔۔ ترسم : میں ڈرنا ہوں۔

ترجمہ : میں اس کی ذات میں کم ہوں اور یہ جو شے کسی کم خواہی خواہش میں ہے تو یہ رشک کی وجہ سے ہے کیونکہ میں ڈرنا ہوں کہ جس کسی کو میرا حال معلوم ہو گیا کہ اس محبوب تک پہنچ جانے کا یعنی عاشق میں چاہتا کہ اپنی اس حالت کا بار کسی پر افشا کرے کہ ایسا کرنے میں دوسرا شخص بھی اس محبوب کی طرف مائل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس اور دوسرے میں بھی رشک کی بات ہے :

چھوڑا نہ دھنک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ نہ جاؤں  
سرت گردم اگر پائے نزاکت در میاں نمود ختم از لاغری صد خوردہ بر موسے کمر گیرو

نعت : سرت گردم : تیرے قربان ہاؤں۔ لاغری : کمزوری، بھڑکی۔ خوردہ : بکھیر دینی کرے، نقص نکالے۔

ترجمہ : تیرے قربان جاؤں اگر نزاکت کا پس منظر یعنی مسئلہ درمیان میں نہ ہو تو میرا جسم اپنی بھڑکی کی بنا پر تیری بال بھی باریک کر میں  
نقص نکالے۔ نزاکت سے مراد محبوب کی بچی کر میں ایک شخص ہے۔ اگرچہ عاشق کا جسم بھی اس کر کے طرح چتا ہے لیکن اس میں شخص  
کمال اس لئے محبوب کی کر میں، نقص کیے مگر کمال نکلتا ہے۔

نوردم نامہ و دل بار بار از بدگمانی ہا نمد نقش تو پیش روے و خود را نامہ بر گیرو

نعت : نوردم : میں نے لیجے = کیا۔ نمد : رکھتا ہے۔ بار بار گیرو : بار بار کھ لیتا ہے۔

ترجمہ : میں غلط گھر کر رہا تھا لیکن میرا دل ہر بار بدگمانوں کی بنا پر تیرا نقش یعنی قصور سامنے لے آتا ہے اور خود کو نامہ بر کھنے لگا  
ہے۔ بدگمانی اس بات کی کہ قصور کو خطا دیا تو وہ ہمارے محبوب سے بات کرے گا اور عاشق یہ گوارا نہیں کرے پتا چلے وہ محبوب کو قصور ہی میں  
سامنے لگا کر اس سے خود باتیں کرنے لگا ہے۔

خوشم گر استواری نیست ہم چوں موج کاوم را کہ ہر دم از شکست خود روئی بیشتر گیرو

نعت : خوشم : میں خوش ہوں، مجھے ٹوٹی ہے۔ استواری : مضبوطی، پائیداری۔ شکست : ٹوٹ، پھوٹ، رکاوٹ۔

ترجمہ : اگر میرے کام میں موج کی طرح مسلسل نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، میں ٹوٹ ہوں کیونکہ انہی رکاوٹ کے باعث اس کام میں ہر لمحہ  
روانی برہمتی ہے۔ کام سے مراد جذبہ عشق ہے جسے موج سے تشبیہ دی گئی ہے۔ روایا میں موج ابھرتی اور نوبتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ  
ساتھ اس میں تیزی آجاتی ہے۔ یہی حال عشق کا ہے کہ یہ جذبہ اپنے ہر انداز صوفیہ میں کم ہونے کی بجائے مزید تیز ہوتا جاتا ہے۔

محببت ہر دے را کز نزاکت سرگراں یا بد سبک در دام فداق نالہ مرغ بحر گیرو

نعت : سرگراں : بوجھل سرور، مطلوب، خواہش بھرا۔ سبک : ہلکا، ہزار جلدی سے ہٹاؤ۔

ترجمہ : محبت ہر اس دل کو جسے اپنی نزاکت پر بڑا غور ہو، جی آسانی سے مرغِ بحر کے لہو کے جال میں پھنسا لیتی ہے۔ نزاکت  
سے مراد ہر اک اصالت ہیں تو ایسا دل یا ایسا صاحبِ دل شیخ کو چھلانے والے ہرے کی چھکھٹ سے بہت متاثر ہو آئے۔

خوشا روزے کہ چوں از مستی آویزم بد لالیش کہ از دستم کشد، گاہم بروے چشم تر گیرو

نعت : خوشا روزے کہ : وہ دن بڑا مبارک دن ہو گا۔ آویزم بد لالیش : میں اس کے دامن سے لپٹ جاؤں۔

ترجمہ : وہ دن بڑا مبارک دن ہو گا جب میں عالمِ مستی میں اس کے دامن سے لپٹ جاؤں اور کبھی تو وہ اسے دامن کو میرے ہاتھ سے کھینچ  
لے گا اور کبھی میری آنکھوں پر رکھے گا یعنی میرے آنسو پونچھے۔ دامن کھینچنا ٹھننے کی اور آنسو پونچھنا ہمدردی اور صوفیائی کی علامت ہے یعنی  
محبوب اس صورت حال میں کبھی عاشق پر مداخلت اور کبھی صبر کا ہو گا۔

رفیض نطق خوشم با نظیری ہم زہاں غالب ”چراغے را کے دودے مستور سر زور در گیرو“

نعت : نطق طوغم : میں اپنی زبان۔ نظیری : نظیری نیشابوری، عظیم زور کا مشہور شاعر۔ ہم زہاں : ایک جیسی زبان والا یعنی کسی  
دوسرے بھی بات کرنے والا۔ دودے : بیست، کچھ دھواں ہے۔ سر زور در گیرو : جلد جمل اٹھاتا ہے۔

ترجمہ : اے غالب میں اپنی زبان یعنی اپنے شعری ذوق کے رفیق سے نظیری جیسے شاعر کا کام زبان ہوں جس نے یہ کہا ہے کہ جس چراغ میں

زادہ صوفی اور عقیقہ دار بھی بجا ہوا۔ وہ بہت جلد آگ پکڑ لیتا یعنی جل جاتا ہے۔ غالب نے یہ قول نظیری کی ایک غزل کی زمیں میں رکھی ہے جس کے مطلع کا یہ دوسرا مصرع ہے۔ نظیری کا کلام راسخ و پختہ ہے:

نہایت در دل غم دیدہ الفت بیشتر گیدو چرخے را کہ دودے بہت در سر زود و گیدو  
غم دیدہ دل میں نہایت بہت اثر کرتی ہے جس کی مثال یہ ہے۔ غالب نے نظیری سے حاض ہونے کی بات کی ہے۔

## غزل # 54

تنگ است دلم حوصلہ راز ندارد آہ از نے تیر تو کہ آواز ندارد  
لغت: تنگ: گھٹا ہوا۔ حوصلہ: طاقت۔ نے تیر: وہ نے جو تیری لوک پر لگی ہوئی ہے، مٹرونگھوں کے تیر۔  
ترجمہ: تیری نگاہوں کے تیر کس قیامت کے ہیں کہ ان میں آواز تک نہیں ہے، جبکہ میرا دل گھٹا ہوا ہے اور اس میں اتنی طاقت نہیں کہ اس راز کو چھپا سکے۔ نے ہنسی کو بھی کہتے ہیں، چنانچہ یہاں صنعت ایہام سے کام لیتے ہوئے آواز کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا بے حد رکتل حسن، ماضی پر گویا خاموشی سے ترچھا ہے جسے ماضی برداشت نہیں کر پاتا۔  
ہر چند عدد در غم عشق تو بسازست دانی کہ چو ما خالغ ہاساز ندارد  
لغت: ہر چند: اگرچہ۔ عدد: دشمن، رقیب۔ بسازست: سرایہ والا ہے۔ دانی: تو جانتا ہے، تجھے علم ہے۔ خالغ ہاساز: ہوا افق، فوجیہ، بد قسمتی۔  
ترجمہ: اگرچہ رقیب تیرے غم عشق میں بڑا سرہانے والا یعنی اسے بڑا غم ہے لیکن تجھے علم ہے کہ وہ ہماری طرح بد قسمتی کا شکار نہیں ہے۔ رقیب اور ماضی کا موازنہ ہے۔ یعنی رقیب کتنا ہی محبوب کے عشق میں گویا ہوا ہو، جسے ماضی جیسا نہیں ہو سکتا۔  
دیگر من و اندوہ رنگ ہے کہ تکلف شد کجفتی کہ عدد حوصلہ آواز ندارد  
لغت: دیگر: اب۔ اندوہ: غم۔ رنگ ہے کہ: وہ لگتا ہے۔ تکلف شد: خالغ ہو گئی۔ آواز: اشتہائی قزاق، حرص۔  
ترجمہ: تو نے یہ کہا ہے کہ رقیب میں کتنا کہ حوصلہ نہیں ہے تو اس حباب تجھے اب اس لگاؤ کا غم ہے جو تک ہو گئی۔ محبوب کی نہایت بھری نظریں رقیب پر پڑتی رہیں۔ لیکن رقیب میں ماضی والا فانی جذبہ ہی نہ تھا اور نہ تکلف شناسی تھی جو وہ ان نگاہوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اس طرح محبوب کی فکر گویا خالغ ہو گئی جس کا ماضی کو دکھ ہے۔  
در حسن بیک گو نہ ادا دل خواں بہت لعلت مزہ دارد اگر اعجاز ندارد  
لغت: بیک گنہ: ایک طرح کی ایک جھٹی۔ دل خواں بہت: دل نہیں لگایا جاسکتا۔ لعلت: یعنی تیرے ہونٹ۔ اعجاز: معجزہ، سحرانی، عجیب، جتنی بھوک سے مراد کو زندہ کرنا حضرت جی کی کا جھرو۔  
ترجمہ: حسن کی ایک جھٹی اور ایک طرح کی ادا سے دل نہیں لگایا جاسکتا یعنی دل کی ادا میں نہیں فرقت ہوتا۔ خیر تیرے ہونٹوں میں ایک حلو تو ہے وہ الگ بات کہ ان میں سحرانی نہیں ہے، ہونٹوں میں حلو سے مزاد عام حلو سے بہت کریم بھی گویا ایک ادا ہے۔  
گسترخ زند غیر سخن با تو و شلوم مسکین سخن از تو در آغاز ندارد  
لغت: غیر: رقیب۔ شلوم: میں خوش ہوں۔ گسترخ زند سخن: بے باکی سے یا مستحاضہ انداز میں بات کرنا ہے۔ مسکین: عجز،

ترجمہ: رقیب مجھ سے ساتھ بڑی بے باکی سے باتیں کرتا ہے، تاہم مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میری طرف سے اس بھارت کے لئے انگٹھ کا اظہار بھی نہیں ہوا۔ گویا رقیب کو محبوب کے ساتھ بے تکلفی سے کام لے رہا ہے لیکن اس کے جواب میں محبوب گویا عاشقی ریت رہا ہے۔

حصہ ۱: حسین برہمن دلم از کفر بگرداند • سخاوت ہے خانہ بر انداز ندارد  
 لغت: حسین: حسین، دلم: دلم، کفر: کفر، بگرداند: بگرداں کرے، بگرداں کرے بگرداں کرے بگرداں کرے۔ خانہ بر انداز: گھراں کھولنے یعنی چاہ کرنے والا۔

ترجمہ: سخاوت میں برہمن کو بڑے لطافت سے بیجا کچھ کر بھرا دے کفر سے بھر دے۔ گناہ ہے بت غلطی میں ایسا کوئی بت نہیں جو اسے بہت غلطے کو اچھ کرے دیکھ دے۔ مزید یہ کہ بت اگر صحیح ہو تو برہمن کی کیا اہل کہ وہ یوں لطافت سے بیجا ہو۔ بت سے مراد اگر کوئی حسین لیں تو ظاہر ہے اس کے سامنے کوئی عاشق ایسی بڑا بت نہیں کر سکتا۔

ما ذرہ و او سز، اہل جلوہ اہل دید آئینہ ما حاجت پرداز ندارد  
 لغت: اہل: اہل، ذرہ: ذرہ، دید: دیدار، حاجت: حاجت، پرداز: پیشانی کی ضرورت۔

ترجمہ: ہم یعنی انسان ذرہ ہیں اور وہ خود شیدائہ یعنی جلوہ ہے اور وہی دیدار بھی ہے اس لئے ہمارے آنکھ کو کبھی پیشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سے ضرورت باری تعالیٰ ہے۔ ذرات فضا میں موجود تو رہے ہیں لیکن نظر صرف سج کی روشنی میں آتے ہیں گویا سورج سے ان کا وجود برقرار ہے بالکل اسی طرح انسان کا وجود بھی اس ذات باری ہی سے قائم ہے۔ اس میں مسئلہ وحدت الوجود کی بات ہوتی ہے یعنی جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے اس میں اسی ذات کا جلوہ کار لہا ہے یعنی وہی سب کچھ ہے۔

ہر دل شدہ از دوست در انداز سپاست است مانا کہ رنگم غلط انداز ندارد

لغت: دل شدہ: دل شدہ، مانا: مانا، سپاست: سپاست، انداز: انداز، سپاست: سپاست، مانا: مانا، رنگم: رنگم، غلط: غلط، انداز: انداز۔

ترجمہ: ہر عاشق اپنے محبوب کا منوں انسان ہے۔ یقیناً اس کی نظر دل میں بے رخی نہیں ہوتی۔ دوست سے مراد محبوب حقیقی ہے جو اپنے بد دل سے بے رخی برتنے کی بجائے اپنی نظر کرم رکھتا ہے۔

بے حیلہ زخوہاں نتواں چشم ستم داشت رحم است بر آں خستہ کہ نماز ندارد  
 لغت: حیلہ: حیلہ، ستم: ستم، داشت: داشت، رحم: رحم، است: است، بر: بر، آں: آں، خستہ: خستہ، نماز: نماز۔

ترجمہ: حیلوں سے، کبھی حیلہ و حکم کے بغیر جو ستم کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ اس خستہ حال عاشق کی حالت چھٹی رحم ہے جس کی پھل خوری کرنا کوئی نہ ہو۔ یعنی جب کوئی محبوب کو عاشق سے بد معنی کرنے والا نہ ہو کہ محبوب کی طرح عاشق پر ستم ڈھانے کا جبکہ عاشق کے لئے محبوب کے ستم میں ایک خاص لذت ہے اور مذکورہ ضرورت میں وہ اس لذت سے محروم رہ جائے گا۔

در عہدہ چشمک زدن و لب گزند از ناز مکیوسہ لبم را ز طلب باز ندارد

لغت: عہدہ: عہدہ، لب: لب، گزند: گزند، از: از، ناز: ناز، مکیوسہ: مکیوسہ، لبم: لبم، را: را، ز: ز، طلب: طلب، باز: باز۔

ترجمہ: جب وہ محبوب مجھ سے ملتا ہے تو مجھے کی حالت میں چٹک لاتی بھی کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ ناز و لہذا سے اپنے ہونٹ بھی دانتوں میں دبانا چاہتا ہوں تاکہ میرے ہونٹ اس کے بوسے کی طلب سے باز نہ آئیں۔ دوسرے لفظوں میں میرے ہونٹ اس کا بوسہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

ہو جائیں۔ اس ضرورت میں کہ اس نے اپنے ہونٹوں کو کھلے اور عاشق اذہر ہو رہی انہیں چہرے پر منے لگے۔

پانچویں بحر شیوہ جداگت دو چار است پرواے حریفان نظر باز ندادو

لغت : پانچویں دو چار است: اپنے آپ ہی سے دو چار ہے، اپنی ذات ہی کے آنے سانسے ہے۔۔۔ حریف: حریف کی جمع، دو متقابل۔  
حریفان نظر باز: کسی پرست حریف، یعنی مشرق۔

ترجمہ : دو محبوب تو ہر انداز میں اور ہر بل اپنی ہی ذات سے دو چار ہے اسے اپنے نظر باز عاشقوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یعنی ان سے بے نیاز ہے۔ اگر یہ محبوب حقیقی کی طرف اشارہ ہو تو اس ذات ہدی کی بے نیازی کی بات ہے۔ یعنی اذہر احمد۔

کیفیت معنی طلب از طینت غالب جام دگر اں بلوہ شیراز ندادو

لغت : معنی: عقیدہ دور کا مشورہ شاعر معنی شیرازی۔۔۔ طینت: لطافت، طوبیت، مزاج۔۔۔ بلوہ شیراز: شیراز کی شراب، یعنی معنی شیرازی کی شامی کارنگ۔

ترجمہ : تو اگر معنی کے نقشے کی کیفیت کا طالب ہے تو اسے غالب کی طینت نے طلب کر، کیونکہ دوسروں کے جام میں بلوہ شیراز نہیں ہے۔  
بالت: معنی کے کلام سے بہت متاثر اور اس کا بے حدودان تھا۔ اس کا یہ شعرا اس کی تصدیق کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ معنی کے کلام کارنگ اگر دیکھتا ہو تو غالب کے کلام میں دیکھو، دوسرے شعرا کے کلام میں یہ رنگ اور انداز نہیں ہے۔

## غزل 55

بم از زمزمہ یاد تو خاموش مہلو غیر تفتل تو نقش ذوق ہوش مہلو

لغت : زمزمہ: غزل۔۔۔ خاموش مہلو: خدا کے چپ رہیں۔۔۔ تفتل: بیک، مضرت، قصور۔۔۔ ہوش: ذہن۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے کہ میرے ہونٹ چھری یاد کے نقشے لکھانے سے چپ نہ رہیں، یعنی چھری یاد کے نقشے میرے ہونٹوں پر چاری رہیں اور تھری ضرورت کے قصور کے سامنے ذہن کے ذوق پر کوئی اور نقش نہ بنے۔ مطلب یہ کہ میرے لبوں پر ہر بل اور ہر گونہ تھری عام ہو اور ذہن میں تھری قصور قائم ہو۔

کلی کش پہ ہزار آب نہ خویند ز انک محرم جلوہ آں طبع خاکوش مہلو

لغت : کش: کراش، کراہے۔۔۔ نہ خویند: نہ دھوئیں نہ دھویا جائے۔۔۔ محرم: واقف، حل۔۔۔ خاکوش: کلن۔۔۔

ترجمہ : جس لنگہ کو آنسوؤں کے پانی سے ہزار مرتبہ نہ دھویا گیا ہو، خدا کرے کہ لنگہ اس محبوب کی خاکوش کی چمک کے جلوے یا بھارے کی محرم نہ ہو۔ یعنی اس سے لذت اندوز نہ ہو۔ شبن کے قطرات کے لئے لنگہوں کا پاک ہو، ٹائیک ازلی امر ہے۔ اسی حوالے سے غالب کہتا ہے کہ وہ محبوب کا جلوہ اس وقت تک نصیب نہیں ہو تا جب تک درد دل سے آنسو نہ بجائے جائیں اور ان آنسوؤں سے لنگہیں پاک نہ ہو جائیں، بادل جلد شیرازی۔

فصل در انک زوم کلل طریقت گویند پاک شو اول و پس دیدہ بدکل پاک انداز

میر نے آنسوؤں سے فصل کیا کہ اہل طریقت کا کہنا ہے کہ پہلے پاک ہو پھر اس ذات پاک ہو لگاؤ اہل۔

ہوس چادر گل گر تہ خاکم باشد خاکم از نقش کف پائے تو گل پوش مہلو

لغت : چادر گل : مزاح چٹھوں کی وہ چادر ہر سو کے کوٹن کرنے کے بعد اس کی لاش پر ڈالتے ہیں۔ گل پوش : چٹول ہے۔  
ترجمہ : اگر مجھے خاک قبر میں چادر گل کی ہوس ہو تو خدا کرے کہ میری خاک قبر سے نکلتی کھ پیاسے گل پوش نہ ہو۔ یعنی مجھے چادر گل کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ میری قبر قبر سے قبروں کے ٹکڑوں ہوں جو میرے لیے چٹول ہوں گے۔

دعویٰ گردیدہ وفا طرہ پریشانے را یارب اشب بہ درازی نخل از دوش مہلو

لغت : طرہ پریشانے : جس کی ڈالٹیں پریشان ہوں۔ اشب : آج رات۔ نخل : شرمندہ۔ دوش : کندھ رات۔

ترجمہ : پریشان یا کھری ہوئی ڈالٹوں والے محبوب کا وعدہ وصل پورا ہو گیا۔ خدا کرے آج کی رات طوالت یا درازی میں گل کی رات سے شرمندہ نہ ہو۔ آج کی رات سے مروت وصل اور دوش سے مروت وصال فرق ہے۔ ہر کی شب کو طویل اور شب وصل مختصر بھی جاتی ہے۔ مثلاً بقل امیر چٹل :

وصل کی شب اور اتنی مختصر دن گئے جاتے تھے اس دن کئے  
ماشق کی دعا ہے کہ شب وصل جو میرا آئی ہے تو وہ طویل ہو۔

غیر گردیدہ بدیدار تو محرم، دارو فارغ از اندہ محرومی آغوش مہلو  
لغت : دارو : ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں۔۔۔ اندہ : اندوہ، رنج و غم۔

ترجمہ : اگر رقیب میرے دیدار کا محرم ہوئی کیا ہے۔ یعنی اسے محروم یا نصیب ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔ اللہ کرے وہ اب آغوش کی محرومی کے غم سے فارغ نہ رہے۔ یعنی اگرچہ رقیب کو محروم یا بدیدار بھرا لیا ہے، لیکن اس کی آغوش تجھ سے محروم رہے، غل رہے اور میں وہ میرے وصل کے لیے غم و اندوہ کا شکار رہے۔

گہرے کش نظر از بہت پاگل نبود صرف ہیرایہ آں گردان و آں گوش مہلو  
لغت : گہرے : گہرے، گہرے، سوئی۔۔۔ ہیرایہ : آرا نگل۔۔۔ صرف : لا متقابل ہو نہ۔

ترجمہ : جس سوئی میں پاک لوگوں یا اہل صفائی کی نظر یعنی چمک نہ ہو، خدا کرے وہ اس محبوب کی گردن اور بہار کی آرائش کے کام نہ آئے۔ عورتیں اپنی آرائش و زیبائش کی خاطر سوچوں کے ہارنگے میں ڈال لیتی اور کان میں سوئی نکالتی ہیں۔ اس حوالے سے از شاعر نے یہ کہنا چاہا ہے کہ ایسے سوچوں میں یا کینہ و اہل لوگوں کی نظروں میں چمک ہو تو یہ گنج محض میں آرائش کے لائق ہیں۔

ہر کرا رخت نمازی نبود از غم سے جالیے در حلقہ زندان قدح نوش مہلو

لغت : ہر کرا : ہر کرا، ہر وہ شخص جس کا۔۔۔ رخت نمازی : مزاح اور دامن۔۔۔ غم سے : شراب کی نمی۔

ترجمہ : جس بھی کا دامن شراب کی نمی سے آلودہ ہو، اللہ کرے اسے بخوار و معدوں کے حلقہ میں کوئی جگہ بھرنے آئے۔ شراب کی نمی سے مزاح محل شراب ہے اور جگہ بھرنے آئے سے مزاح یہاں شخص اس حلقہ میں بار بار پانی پائے معدوں میں ٹھانہ ہو۔

وہو بدیہ شوق سبک سیرانہ بار سر نیز دوسری مرحلہ بدوش مہلو

لغت : بدیہ شوق : شوق کا بیان۔۔۔ سبک سیرانہ : چڑچڑے والے ہیں، ہلکے ہو جوالے ہیں۔۔۔ بار سر : سر کا ہوا ان کے کندھوں پر سر کا کاہو جو۔۔۔

ترجمہ : بدیہ شوق کے مسافر ہلکے ہو جگہ بہت تیز رفتار ہیں۔ خدا کرے کہ اس مرحلے پہل شوق میں ان کے کندھوں پر سر کا ہو جو بھی نہ رہے۔ مطلب یہ کہ عاشق و مطلق دونوں سے بے نیاز ہو کر شوق کا سطر اختیار کر آئے۔ اس کی یہ بے نیازی گویا بلا ہو ہے یہاں

تک کہ اس کے لئے سر بھی ایک راجہ ہے اسی لئے یہ دعا کی ہے کہ اس کے کندھوں پر یہ راجہ نہ رہے۔

مفتیاں باد عزیز است مرزید بخاک جوشد از پردہ دگر خون سیاوش مہاو

لغت: مفتیاں: ملحق کی جگہ فتویٰ دینے والے۔۔۔ عزیز: مست: بہت پیاری، لائق عزت ہے، گریں قدر ہے۔۔۔ مرزید: مست گراؤ۔۔۔

سیاوش: توران کے قدیم بادشاہ افراسیاب نے اپنے والد سیاوش کو بے گناہ لہذا لٹا تھا۔ اس بے گناہ خُون کے وہاں میں اس کی پادری سلطنت میں کشت و خُون ہو گیا۔۔۔

ترجمہ: اے مفتی! شرابِ مرز ہے اسے زمین پر مست گراؤ۔ خدا نہ کرے کہ ایک مرتبہ بھر روئے سے سیاوش کا خُون جوش مارنے لگے۔

ملحق شراب کو حرام قرار دیتے ہو اس لئے زمین پر گرا دیتے ہیں۔ ان کے اس عمل کو شاعر نے سیاوش کے خون کی طرح خُونِ باحق کہا ہے۔

بعد گر میوه فردوس بہ خوانت باشد غالب آن انبہ بنگاہ فراموش مہاو

لغت: بہ خوانت: تیرے دستِ خوان پر۔۔۔ انبہ بنگاہ: بنگال کا نام۔۔۔

ترجمہ: اے غالب! اگر تیرے دستِ خوان پر فردوس کے تمام پھل رکھے ہوں پھر بھی خدا نہ کرے کہ بنگال کا نام تو بھول جائے یعنی بنگال کے نام میں یہ لذت ہے وہ تجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔

## غزل # 56

ہر ذرہ را فلک بہ زمیں بوس می رسد گر خاک راست دعویٰ ناموس، می رسد

لغت: می رسد: پہنچتا ہے۔۔۔ خاک راست: خاک راستہ، خاک کو ہے۔۔۔

ترجمہ: آسمان ہر ذرے کی خاطر زمیں بوس (زمین کو چومتے ہوئے) تک گرا آتا ہے، یعنی ہر ذرے کو چومنے کے لئے جگہ جاتا ہے۔ اگر خاک کو اپنے ناموس کا کوئی دعویٰ ہے تو وہ (فلک) پہنچتا ہے، یعنی اگر خاک کو اپنے ناموس کا پاس ہے تو آسمان بھی اس کی عظمت کے آگے ہٹ جاتا ہے۔

زماں سے کہ صاف آں بہ تیاں وقف کردہ اندر درو بہ پیالہ بہ کلاؤس می رسد

لغت: زماں سے: اس شراب سے۔۔۔ درو: ٹہلٹ، جام کی د میں بٹی ہوئی محلِ شراب۔۔۔ کلاؤس: اسی اہرِ قدیم کا ایک عجیب بادشاہ۔۔۔

ترجمہ: وہ شراب جو صاف ہے، جتن جتنی چیزوں کے لئے وقف کی گئی ہے، جبکہ پیالے کی د میں بٹی ہوئی ٹہلٹ کلاؤس جیسے بادشاہ کو ملتی ہے۔ گویا بادشاہ کے مقابلے میں چیزوں کی ذرا اہمیت ہے۔

زیں سہاں کہ خوگر فتہ عاشق کشی مست حسن مرشیع را شکایت فانوس می رسد

لغت: زیں سہاں: انہی سہاں اس طرح سے۔۔۔ خوگر فتہ: عاشق چمکی ہے۔۔۔ مرزا: اس کے اپنے کوئی سنی نہیں، انگریزی لفظ "وئی" (The)

کی طرح یہ بھی آگاہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ: حسن کو عاشق کشی، عاشق کو مار مار کر قتل کرنا کی جگہ اس قدر محنت چمکی ہے کہ اب شیخ فانوس کی شکایت کرتی ہے۔ فانوس شیشے کی وہ قدیم دھن میں شیخ دھن جاتی ہے۔ ظاہر ہے شیخ فانوس میں ہو تو پروردگار اس تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے وہ فانوس کے خلاف شاک ہے کہ وہ اس حالت میں وہ اپنے دلے کو جگایا مار نہیں سکتی۔

خود پیش خود کفیل گرفتاری من است بر دم بہ پیش دل مایوس می رسد

لغت : کفیل : کفالت کرنے والا، خاص۔۔۔ پیش : جلو، پہنچنا۔

ترجمہ : محبوب خود ہی مجھے اپنے مشق میں گرفتار رکھا کرتا اور خود ہی میرا خاص بنتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر مل بھرے مایوس دل کی انوال ہی سی کے لئے آتا ہے۔ فانی دہائی نے اس مضمون کو ذرا بدل کر پیش کیا ہے:

خود مسیحا خود ہی قاتل ہیں تو وہ بھی کیا کریں زخم دل اچھا کریں یا زخم دل پیدا کریں

بیروں میا ز خانہ بہ ہنگام نیمروز رشک آیدم کہ سایہ بہ پایوس می رسد

لغت : میا : متا۔۔۔ ہنگام نیمروز : آدھے دن یعنی دہر کے وقت جب دھوپ عروج پر ہوتی ہے۔۔۔ رشک آیدم : مجھے رشک آتا ہے۔۔۔ پایوس : پاؤں پر چلنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو دہر کے وقت گھومتے باہر نہ نکل کیونکہ مجھے اس بات پر رشک آتا ہے کہ تیرا سایہ میری پایوس کے لئے آئے گا۔ دہر کو عروج میں وسط فلک میں ہوتا ہے جس کے سبب دفن کا سایہ اس کے پاؤں پر پڑتا ہے۔ شاعر اسی بنا پر محبوب کو اس وقت باہر نہ نکلنے کے لئے کہتا ہے کہ اس سائے پر اسے رشک آتا ہے۔

ارباب چلو را ز رعونت گریز نیست کلین نشہ از شراب ختم کوس می رسد

لغت : ارباب : رب کی حق، مالک، صاحب۔۔۔ ارباب چلو : مقام و مرتبہ والے لوگ۔۔۔ رعونت : غور، انگیز۔۔۔ کلین : کالی، کہ ایسی کہ ہے۔۔۔ کوس : زعم، بقدرہ۔۔۔ گریز : فرار، بچنا، اجتناب۔۔۔

ترجمہ : ارباب چلو کہ لئے رعونت سے بچنا ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ نشہ تو نکارے کے ٹٹکے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ فقہاء ایک طرح سے شربت کے اطلاق کا زور ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نشہ جب ہو جائے تو وہ کیونکر نہ غور و فکر کا مظاہرہ کریں گے۔

مغفتم بہ وایم پیش جہت برائے چہ گفتا ز طوف دشمہ کلوس می رسد

لغت : طوف : طوفانی، کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔۔۔ دشمہ : پارسیوں کا قبرستان، مقبرہ، گمبوت۔

ترجمہ : میں نے وایم یا قصور سے بچا کہ جہت کی پیش کش کی ہے۔ یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے: میں نے بچا کہ جہت کی پیش کش وایم میں کس لئے ہوتی ہے۔ اس نے تمہارے کلوس کے مقبرے کے طوف سے آتی ہے۔ ظاہر مطلب یہ ہے کہ کلوس جیسا عظیم بادشاہ آج د خاک چاہے اور یہ جہت کا سامنا ہے۔ بقول میرزا شوق گمشوئی:

جائے عبرت سرائے فانی ہے مورد مرگ تا گمانی ہے

لونچے لونچے مکان خستہ جن کے آج وہ ننگ گور ہیں پڑے ہیں

مشقوی ذہر عشق

سجادہ رہن سے نہ پذیرفت سے فروش کلین را نسب بہ خرقہ سلوس می رسد

لغت : رہن : گرو، گروئی۔۔۔ نہ پذیرفت : قبول نہ کیا۔۔۔ سجادہ : صلی۔۔۔ خرقہ سلوس : تھکروای کی گدڑی، لباس۔۔۔

ترجمہ : میں نے شراب کے حصول کے لئے اپنا سجادہ شراب فروش کے پاس گروئی دکھنا چاہا لیکن اس نے قبول نہ کیا اس لئے کہ اس کے بقول یہ تھکروای کے لباس کی نسل سے ہے۔ یعنی یہ سجادہ رکھوای کی مہلت سے تعلق رکھتا ہے اور رکھوای کی مہلت تھکروای ہے۔



خوں موجزن زعفرانِ رگ چل نہ دیدہ ای دانی کہ از تراوش کیوس می رسد  
 نصت : موج زن: خاص میں مارنے والا، خوب ہنسنے والا۔۔۔ دانی: تو جانتا ہے تجربے خیال میں۔۔۔ تراوش: لچکنا پھونکا۔۔۔ کیوس: وہ  
 زلفی شے جو معدے میں کھانا ختم ہونے کے پھر پیدا ہو۔۔۔

ترجمہ : تو نے میری رگ چل کے اندر سے خون موجزن ہوتے نہیں دیکھا۔ تجربے خیال میں یہ کیوس کی تراوش ہے۔ یعنی محبوب عاشق  
 کی حالت زار کو اہمیت ہی نہیں دے رہا ہے ایک معمول بات سمجھ رہا ہے۔

شنگ است گر دماغ و ریح غالباً چہ غم کز ذوق سودان کف افسوس می رسد  
 نصت : دماغ: زہد و پرہیزگاری۔۔۔ سودان کف افسوس: کف افسوس ملنا افسوس کرنا بچھڑنا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر دماغ و ریح شنگ ہے تو خلاف کس کہنے اس لئے کہ اس کی یعنی زہد و پرہیزگار لوگوں کی شنگ عافی کف افسوس ملنے  
 کے باعث ہے۔ یعنی یہ زہد و عابد لوگ دنیاوی لذتوں سے محروم ہونے کے باعث اس کیفیت (افسوس کرنا بچھڑنا) سے دوچار ہیں۔

## غزل # 57

ورنہا کہ کام و لب از کار ماند خنباے تا گفتہ بسیار ماند  
 نصت : ورنہا: افسوس۔۔۔ کام: مطلق نہیں۔۔۔ از کار ماند: بیکار ہو کے رہ گیا۔۔۔ خنباے: ناگفتہ: ہونہ کسی بھی ہو ان کی۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ زبان اور ہوش بیکار ہو کر رہ گئے ہیں جن کے نتیجے میں بہت سی باتیں ان کی رہ گئی ہیں۔ یعنی بہت سی باتیں دل ہی  
 میں رہ گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عاشق محبوب سے کچھ گلے ظلمے کر رہا چاہتا ہے لیکن جب وہ جانتے آتا ہے تو عاشق سب کچھ  
 بھول جاتا ہے۔ بھول میر تقی میر:

تھاجی میں ان سے ملنے تو کیا کیا نہ کئے میر پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج  
 گداہم نفل خانہ اے راکہ در دے در از بنگلی با بدو ار ماند

نصت : گداہم: میں گدا ہوں۔۔۔ نفل خانہ: اے راکہ! ایک ایسے پوشیدہ گھر کا۔۔۔ بنگلی با: بند ہونا، خلت ہونا۔۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسے پوشیدہ گھر کا گدا ہوں یعنی بھورت گدا اور پرکھڑا ہوں جس کا دردانہ کچھ اس شدت سے بند ہے کہ لگا ہے کہ یہ  
 دردانہ نہیں رہ رہا ہے، یعنی محبوب عاشق کی طرف قصداً توجہ دینے کو چار نہیں اور اس نے اس طرح دردانہ بند کر رکھا ہے کہ کبھی گدا  
 (عاشق) کی آواز تک اندر نہ جائے۔

جنوں پر وہ دار ست مارا کہ مارا ز آشتلی سر پہ دستار ماند

ترجمہ : جنوں (جنوں) مارا ہے کیونکہ ہمیں دماغی کے باعث سر اور دستار ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ یعنی یہ درحقیقت جنوں مطلق کی کار  
 فرمائی ہے کہ عاشق سر اور دستار میں فرق کرنے سے عاجز ہے اور اس حالت میں وہ اپنا سر دستار کی طرح اٹارتا چاہتا ہے۔

نگہ را یہ خلل طرف عذارش پہ ترغابی رہو آزار ماند  
 نصت : یہ خلل: کاٹ۔۔۔ طرف عذارش: اس کے گلہ پر۔۔۔ ترغابی: راستے میں ٹپکس یعنی حصول وصول کرنے والا۔۔۔ رہو آزار: رہو آزار:

مسافر کو تکلیف پہنچانے والا سنا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے گل پر کھاتے عاشق کی نگاہ کے لئے اس خطائی کی طرح ہے جو حصول وصول کرنے کی خاطر مسافروں پر غلی برقا اور انہیں آگے نہیں بڑھتے۔ گویا محبوب کا یہ قی عاشق کو اس قدر ٹھوکر دیتا ہے کہ کبھی دوسری طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

ادایحیت او را کہ از دل ربائی  
نخستین ز شوخی بہ انتظار ماند  
لغت : چھپا۔ بہ انتظار ماند: انتظار سے مٹا جاتا ہے۔

ترجمہ : اس محبوب کی ادائیگی اس انداز کی اور لگی دل ربانہ ہے کہ اگر وہ اسے شوخی سے چھپائے بھی تو وہ گویا انتظار کی طور سے ہی جاتا ہے۔ یعنی وہ جتنا اپنی ادائیگی چھپاتا جتنا ہے اتنا اس چھپانے کے انداز میں دل ربائی آجاتی ہے۔ سبھی ذرا بدل کر یہ بات کرتا ہے:

تخا نہ وہ باتوں کی جتا لے گئی دل کو  
چہ جویم مزلو از شکرے کہ او را  
نخستین ز شوخی بہ انتظار ماند  
لغت : چہ جویم: میں کیا تلاش کروں یعنی کیا جاؤں۔ شکرے: اذکارہ جیز طرار محبوب۔ نخستین: پہلا۔

ترجمہ : میں ایک ایسے شرف و شک محبوب سے اپنی آرزو چوری ہونے کی کیا توقع کروں جس کا شوخی سے جتنا دلزدگی بچہ ہے۔ یعنی وہ تک کر چھپتا نہیں گویا بہ قرار ہے، پھر انکی صورت میں اس پر کیا نظر آئے اور کیا تعجب کی بات ہو۔

در آئینہ ما کہ بنام از عجب  
خط نکس طوطی بہ زنگار ماند  
لغت : بنام از عجب: ہم ناموافق بہت والے یعنی بد نصیب ہیں۔۔۔ زنگار: ہزرنگ جو آئینہ میں آجاتا ہے۔

ترجمہ : ہم وہ بد نصیب ہیں کہ ہمارے آئینے میں طوطی کے عکس نکلا: نگاریں جاتا ہے۔ قدیم میں طوطی کو آئینے کے سامنے ٹھاکر خود شیشے کے پیچھے لٹکے ہوتے۔ طوطا اپنے عکس کو دیکھ کر اسے اپنا حریف سمجھتا اور یہاں باتیں کرنے لگتا اور بولنے والے کی باتوں کا جواب دیتا۔ صوفیائے آئینے سے مراد وہ کیا ہے جس میں طوطی یعنی محبوب حقیقی کا عکس نہ آتا ہے۔ مائلانے کہا ہے:

در پس آئینہ طوطی مستم داشتہ اند  
آنچه استاد ازل گفت بگوئی گویم

اختصار و قدر نے مجھے طوطی کی طرح میں آئینہ رکھا ہے، استاد ازل جو کچھ کہتا ہے میں وہی کچھ کہتا ہوں۔۔۔ مرمویہ ہے کہ اگر قلب انسانی آلودگیوں سے پاک ہو تو اس میں محبوب حقیقی کا عکس نہ آتا ہے یعنی وہ اس دل میں سوجھ دے۔ صورت دیگر اس طوطی کے عکس کا ہزرنگ آئینے کا نگاریں جاتا ہے یعنی وہ آلودہ دل میں جلوہ گر نہیں ہوتا۔ غالب نے اسی حوالے سے بات کی ہے یعنی وہ ایسا بد نصیب ہے جس کے دل میں اس محبوب حقیقی کا عکس جلوہ نما نہیں ہے۔

گرو ہے است در دیر ہستی کہ کن را  
ز پیش نغضا بہ زنگار ماند

لغت : دیر: دیر بہت غارت۔۔۔ پیش: غل کھانے کی حالت۔۔۔ زنگار: جنمو: وہ حاکم ہندو گنگے میں اور کنکھ سے پر ڈالے رہتے ہیں۔  
ترجمہ : اس دیر ہستی میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی سانسیں غل چھچھ کھانے کے باعث زنگار کی جگہ ہیں۔ سانس سے غراؤ اگر باتیں لی جائیں تو مطلب یہ ہو گا کہ ایسے لوگوں کی باتیں واضح نہیں بلکہ الجھوٹا دکھائی دیتی ہیں۔

بجز عقدہ غم چہ بر دل شمار  
زبانے کہ در بند گفتار ماند

لغت : عقدہ غم: غم کی گراں الجھوٹا۔۔۔ بند گفتار: گفتاری کی تہ۔۔۔ شمار: گئے شمار کرے۔  
ترجمہ : وہ زبان جو گفتار یا گفتگو کی تہ میں چڑ جانے والے پر چڑنے والے غم کی گراں ہیں گنگے کے سوا اور کیا کر سکتی ہے۔ گویا زبان کی زبان غم

کا اہتمام کرتے ہوئے گریٹھلی یا مسئلہ حل کرنے سے عاجز ہے تاکہ وہ ایسی مزید گریں ڈالے گی۔

ز قحط خشن مایہم خامد غائب بہ نخلے کز آوردن بار ماند

لغت : مایہم خامد : میرا گھم بڑا جتنا ہے۔۔۔ کز : کہ از۔۔۔ آوردن بار ماند : بچل دینے کے قائل نہ رہا ہو۔۔۔

ترجمہ : اے غائب قحط خشن کی وجہ سے میرا گھم اس درشت کی وجہ سے بڑھ چکا ہے جو بچل دینے کے قائل نہ رہا ہو۔۔۔ بواسطہ اس امر کا فکروہ ہے کہ لوگ میری شامری کو نہ سمجھنے کے باعث کوئی نصیحت نہیں دیتے۔

## غزل 58

ترا تو بند عاشق و دشمنی آ رہے چنیں باشد ز رشک غیر باید مرا گر صبر تو کیس باشد

لغت : عاشق و دشمنی : تو عاشق کا دشمن ہے۔۔۔ آ رہے : آ رہے ہیں اور آتی۔۔۔ چنیں باشد : ایسا ہی ہو گا۔۔۔ کیس : کیسے اور دشمنی۔۔۔ صبر : صبر۔

ترجمہ : رشک کہتے ہیں کہ تو دشمن عاشق ہے۔۔۔ میں ایسا ہی ہو گا۔ اگر تیری نفبت اور دشمنی ہی ہے تو پھر ہمیں رقیب پر رشک کرتے ہوئے مر جانا چاہیے۔۔۔ یعنی محبوب رقیب سے نفبت کرتا ہے تو یہ دراصل دشمنی ہے جس سے عاشق محروم ہے۔۔۔ اسی لیے عاشق کو رقیب پر رشک آ رہا ہے کیونکہ وہ عاشق چاہتا ہے کہ محبوب اس پر دشمنی کی بنا پر اسی طرح قسم ڈالے جس طرح رقیب کو عاشق سمجھ کر اس پر ڈھا رہا ہے۔

از آں سراپاے ٹوپی بہ وصلم کلام دل جستن بدال ماند کہ مورے خرمنے را در کیس باشد

لغت : سراپاے ٹوپی : حسن و ٹوپی کا سراپا ہے۔۔۔ کلام دل جستن : دل کی آواز دے چاہتا۔۔۔ بدال ماند : اس کی مایہم ہے۔۔۔ مورے : مورے کی چوٹی۔۔۔ خرمنے : کھسی کھلیاں، قلعے کا مایہم۔۔۔ در کیس باشد : کھات میں ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن و ٹوپی کے اس سراپاے یا خزانے یعنی محبوب سے میرا عالم وصل میں دل کی انگلیں، خوبیاں یا دلی ہونے کی توقع رکھنا چاہیے ہی ہے جیسے کوئی چوٹی خرمن کی کھات میں ہو یعنی اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔۔۔ خرمن سے مراد خواہشات کی کھرت ہے۔۔۔ گوا وصل میں بھی عاشق کی سب خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔

نحبت ہرچہ با آں قیشہ زن کرد از ستم نبود جنیں افتد چو عاشق سخت و شاہد ناز میں باشد

لغت : قیشہ زن : کھڑکی چلانے والا غڑا فریاد۔۔۔ جنیں افتد : ایسا ہی ہوتا ہے ایسی کچھ ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : نفبت نے اس قیشہ زن یعنی فریاد سے جو کچھ کیا وہ ستم کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ جب عاشق سخت جان اور محبوب ناز میں ہو تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔۔۔ شہرین اور فریاد کے واسطے یہ کہنا چاہا ہے کہ نفبت میں اٹھانے والے ستموں کو ستم نہیں کہا جاتا۔

ہر دے کش شے با مدتی باید بسر بردن بہمن ضالغ کند گر صد رنگہ خشکیں باشد

لغت : ہر دے : ہر دوزے اس دوزے۔۔۔ کش : کہ اس باب اسے۔۔۔ مدتی : مدتی۔۔۔ ضالغ کند : ضالغ کرتا ہے۔۔۔ رنگہ خشکیں : خشک بھری نظر ہیں۔۔۔

ترجمہ : جس دوزے اسے محبوب کو رقیب کے ساتھ رات بسر کرنا ہوتی ہے وہ اپنی بیچلوں خشکیں لکھیں گے۔۔۔ ہر دے کہ گوا انہیں ضالغ کر کے پاتا ہے۔ یعنی وہ اپنے منظم و محکم کی سب لکھیں اور ہی صرف کر جاتا ہے تاکہ رقیب پر ایسی نظریں ڈالنے کی گنجائش ہی نہ رہے اور

یوں وقت مزے اور فحش سے گزروے۔

نہ سوزد بر خودم دل گر بسوزد برقی خرمین را کہ دائم آنچہ از من رفت حق خوش چیس باشد  
 لغت : نہ سوزد: نہیں جلا کر جھٹا۔ بسوزد: جلا دالے۔ خوش چیس: وہ شخص جو فصل کٹنے کے بعد زمین پر کرتے ہوئے خوشے چن لیتا ہے۔

ترجمہ : اگر بجلی میرے خرمی کو جلا دالے تو میرا دل اس پر ذرا نہیں جلا کر جھٹا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ میرا کیا ہے وہ میرا نہیں کیا بلکہ خوش چیس کا کیا ہے۔ یعنی اگر بجلی خرمی کو نہ جلائی تو اسے خوش چیس نے جاگایا یہ نقصان خوش چیس کا ہوا ہے۔

یہ سچ خالصہ در روضہ یک جا خوش توں بودن بشرط آنکہ از ما باوہ وز شیخ انگلیں باشد  
 لغت : سچ خالصہ: خالصہ کا بزرگ۔ خوش توں بودن: خوش رہا جاسکتا ہے۔ بشرط: بشرطہ۔ از ما باوہ: مقہرہ سزاوار ہزار ہشت۔

ترجمہ : سچ خالصہ کے ساتھ ہشت میں ایک سی جگہ خوشی سے بیٹھا جاسکتا ہے بشرطیکہ ہمارے پاس شراب اور شیخ کے پاس شہد ہو۔ یعنی ہمیں تو شراب ملے اور شیخ شہد کی مدی سے شہد ہے۔ یعنی وہیں ہم دونوں کو ہمارے طرف کے مطابق پینے کی اشیاء ملیں۔

جنا باے ترا آخر وفا یے ہست پندارم دریں میکان صاف ہے بہ ہم داییں باشد  
 لغت : وفا یے: کوئی وفا۔ پندارم: میں خیال کرتا ہوں جانتا ہوں۔ ہم داییں: آخری جام۔

ترجمہ : میں سمجھتا ہوں کہ تیری جفا میں آخر ایک دن وفا کی صورت اختیار کر میں گی یعنی تو وفا پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ اس مکان نے اپنی عشق کے آخری جام میں صاف شراب ملتی ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی ہر طرح کی جھڑک پر بھی جب عاشق صحت قدم رہتا ہے تو محبوب اس کے غلوں سے حائر ہو کر اس سے التفات برتنے لگتا ہے۔

بری از شمنہ دل تاخوں بریزی بے گنا ہے را نہ ترسی از خدا آئین بے باکی نہ میں باشد  
 لغت : بری: تو چیلینا ہے سوہ لیتا ہے۔ شمنہ: کوئل۔ بے گنا ہے: وہ کسی بے گناہ کہ۔ نہ ترسی: تو نہیں ڈرتا۔

ترجمہ : تو کوئل کا دل اس لئے سوہ لیتا ہے تاکہ تو کسی بے گناہ یعنی عاشق کا خون ہلاک نہ کرے۔ بے باکی بے خوفی کا یہ دستور یا انداز تو نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا خوف نہیں ہے۔ ظاہر ہے جب کوئل کو خود پر فریفتہ کرے گا تو اس کی طرف سے اسے محبوب کو کھلی چھٹی مل جائے گی اور وہ خدا ترسی سے بے نیاز ہو کر عاشق کو قتل کر دالے گا۔

چہ رفت از زہرہ با باروت خاکم در دین باوا تو مریم باشی و کار تو با روح الامین باشد  
 لغت : زہرہ: ایک ستارہ جسے دھماکہ بھی کہتے ہیں۔ باروت: باروت اور باروت اور فرشتے اور زہرہ کے عشق میں جلا ہوئے اور ان کی وجہ سے زہرہ آسمان پر ستارہ بن گئی۔ خاکم: میں۔ دین: خدا کی عطا ہوا اور ارضیں چاہ باطل میں انا نکلا گیا جہاں وہ آج تک اسی حالت میں مقید ہیں۔ مریم: حضرت مریم۔ خاکم: وہ بھی بلایا: میرے خدا میں خاک گستاخانہ بات کرتے وقت یہ عمارت چلا جاتا ہے۔

ترجمہ : زہرہ کے ہاتھوں باروت اور باروت پر کیا گذری تھی زہرہ سے عشق کے باعث ان پر عذاب ابھی باطل ہوا۔ میرے خدا میں خاک تو مریم ہے اور تجھے روح الامیں حضرت جبرئیل سے واسطہ چڑا ہے۔ گویا خود زہرہ وہ بھی تجھے عشق میں گرفتہ ہو کر اسی انجام کو نہ پہنچ جائیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت جبرئیل کی وادعت کے سلسلے میں حضرت مریم کے پاس دلی لائے تھے۔ شرمے قرآنی تعلیمات کے حوالے سے واقعی گستاخانہ بات کی ہے اور یوں اپنے محبوب کے احتمالی دل میں شرم کی بواسطہ تعریف کی ہے۔

ازاں گردے کہ در راہش شیند بر رخ غالب چہ خیزد چوں بہاؤ من رخ ہم از من آستیں باشد

لغت : در راہش شیند : اس محبوب کی راہ میں تلخ ہے۔۔۔ بر رخ : میرے چہرے پر۔۔۔ چہ خیزد : کیا اٹھتا ہے، یعنی کیا فائدہ۔۔۔

ترجمہ : اے صاحب اس گردے، جو اس کی راہ میں میرے چہرے پر پڑ جاتی ہے مجھے کیا فائدہ ہے اس لئے کہ چہرہ بھی میرا ہے اور آستیں بھی میری۔ عاشق کے چہرے پر جو نہ کوہ گرد پڑی ہے اسے وہ اپنی ہی آستیں سے صاف کرتا ہے، ظاہر ہے اس سے اسے کیا معاملہ ہو؟ لطف تو تب تھا جب محبوب خود آگے بڑھ کر وہ صاف کرتا اور میں عاشق وہ لطفیں بھول جاتا ہوں اسے اس راہ میں اٹھنا ہی تھی۔

## غزل 59

از رنگ کرد آنچہ بمن روزگار کرد در سختی نکلنا مرا دید، خوار کرد

لغت : سختی : محنت، تکلیف، مشقت، غم۔۔۔ نکلنا : خوار کر دینا۔۔۔ دید : نظر کرنا۔۔۔

ترجمہ : مجھ پر زمانے کے ہاتھوں جو کچھ گزاری وہ اس زمانے کے رنگ کی بنا پر گذری کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ میں مصائب میں بھی ٹوٹ رہا ہوں تو اس نے مجھے اکیلے و طوار کر دیا۔ مطلب یہ کہ اب اس حالتِ ذلت و خوارگی میں میں ٹوٹ رہا ہوں۔

اور دل تھی زینتش من کیند داشت چرخ چوں دید کل نہ ماند نہیں، آشکار کرد

لغت : زینتش : سوار، بصیرت، دانائی۔۔۔ کیند داشت : دشمنی رکھتا تھا۔۔۔ کل : کہ اس کو۔۔۔ نہ ماند : نہیں رہی۔۔۔ آشکار : کھل کر، ظاہر۔۔۔

ترجمہ : میری بصیرت و دانائی کے باعث آسمان کے دل میں میرا کینہ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا یہ کینہ اب غلی نہیں رہا یعنی لوگوں کو اس کاظم ہو گیا ہے تو وہ مجھ سے کھل کر دشمنی پر اتر گیا۔

بد کرد چوں سپر بمن، گرچہ بمن بدم باید بدیں حساب ز نیل شام کرد

لغت : بد کرد : برا کیا۔۔۔ بدیں حساب : اس حساب سے، اس لحاظ سے۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں ایک برا انسان ہوں اور ایک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن چونکہ آسمان نے مجھ سے برا سلوک کیا اس لئے ضروری ہے کہ میرا شمار ایک لوگوں میں ہو۔ مطلب یہ کہ آسمان ایسے لوگوں ہی کو اپنی دشمنی کا نشانہ بناتا رہتا ہے، چنانچہ شاعر سے بھی اس کا یہی رویہ ہے۔ لہذا شاعر پرچہ برا کسی اس لحاظ سے توہینوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔

لنگر گست صرصر و کشنی شکست موج دانا خورد و رنج کہ نلاں چہ کار کرد

لغت : صرصر : تیز ہوا، آواز۔۔۔ خورد و رنج : خور و رنج، افسوس کرتا ہے۔۔۔ لنگر : وہ دریا زنجیر جو کشنی یا ہڈا کو روک رکھنے کے لئے کبھی بھاری چیز سے باندھ رکھتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : میری کشنی یا لنگر تو ضرور جبکہ کشنی موجوں کا نشانہ بن گئی یعنی ٹوٹ گئی۔ میری اس ضرورت حال پر دیکھو کہ افسوس ہوا کہ مجھ نلاں نے یہ کیا کیا۔ ظاہر ہے یہ جو کچھ ہوا اس میں میرا کوئی دخل نہ تھا یہ تو سدا متحرک یا ہڈا کا مرض تھا۔ مطلب یہ کہ قصداً توہر کے آگے انسان ہے اس سے۔

از بس کہ در کشاکش از کار رفت دست بند مرا گسستن بند استوار کرد

نعت : ابراہیم کہ : اس حد تک بہت زیادہ۔۔۔ درکش کلم : کھینچا کئی میں میرا۔۔۔ از کار رفت : بیکار ہو گیا۔۔۔ گسستن بند : بند یا ذخیرہ توڑنا۔۔۔ استوار کرد : اور بھی مضبوط کر دیا۔۔۔

ترجمہ : کھینچا کئی میں میرا ہاتھ تک اس حد تک بیکار ہو گیا کہ میرے بندھن توڑنے کے عمل نے انہیں بندھنوں کا اور بھی مضبوط کر دیا۔ کھینچا کئی سے مراد زندگی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کی کوشش ہے۔ گواہی ان سے آزاد ہونے کی پاس تھوڑا سا دھڑکا ہے اسی تھوڑا انہیں اضافہ ہو چکا جاتا ہے۔

عمرے پہ تھری بسر آوروہ ام کہ مرگ شلوم پہ روشنائی شمع مزار کرد  
نعت : تھری : تھری۔۔۔ عمرے : ایک عمر کا خاصہ۔۔۔

ترجمہ : میں نے زندگی کا بیشتر حصہ تک اس طرح تھری میں یعنی غم و کام میں گذرا ہے کہ جب موت نے آکر میری شمع مزار روشن کر دی تو اس نے مجھے ٹوٹ کر دیا۔ آدمی کہتا ہے کہ موت سے اسے غم و کام سے بھلائی مل جاتی ہے لیکن حقیقت ذوق :

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پلایا تو کہہ مر جائیں گے  
تمہے پہ رخم من فدا از دست من بخاک افراط ذوق دست مرا رخشہ دار کرد

نعت : پہ رخم من : میرے برخلاف یعنی میری آرزو کے برعکس مرنا بہت ہی زیادتی، بہتت۔۔۔ رخشہ دار : رخشہ والا لکھی یا قمر قمر بہت والا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ میری آرزو کے برعکس مرنا بہت ہی زیادتی سے زمین پر گر جائے، ذوق و عشق کی زیادتی و کثرت نے میرے ہاتھوں میں لکھی پیدا کر دی۔ مطلب یہ کہ میں تو بخور کا چاٹا دواہوں لیکن تھرت کو میری یہ عادت پسند نہیں۔

کوہ نظر حکیم کہ گھٹتے ہر آینہ نقوش فزوں ز حوصلہ جبر اختیار کرد  
نعت : کوہ نظر : کوہ نظر، نگ نظر، کم غم۔۔۔

ترجمہ : وہ منظر کوہ نظر تھا جس نے یہ کہا کہ اپنے حوصلے سے بڑھ کر جبر اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی طبیعت پہ اتنی جبریاتی ہو جاتا ہے برداشت کر لے، غالب اس قول کو غلط قرار دیتا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبیعت پہ زیادہ سے زیادہ جبری اسے طاری ہوتا ہے اور یوں اس کے بے جبر جبر نہیں رہتا یہ حکیم کون ہے؟ اس کا پتا نہیں چل سکا۔ ممکن ہے غالب نے اپنی بات میں زور دینا کرنے کی خاطر یہ حوالہ دیا ہو۔

نومیدی از تو کفر و تو راضی نہ ای بہ کفر نومیدیم وگر بتو امیدوار کرد  
نعت : نومیدیم : میری ناامیدی۔۔۔ نہ ای : تو نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : میری بات سے ناامید ہو نا کفر کے براہ ہے اور کفر تجھے پسند نہیں، اسی لیے میری ناامیدی نے مجھے تجھ سے امیدوار کر دیا ہے۔ یعنی بظاہر میں ناامید ہوں لیکن حقیقت میں دوست سے دوست نہیں ہوں۔ تو کفر کہم کی صحیح ہے۔ ایک آیت میں یہ کہا گیا ہے۔ "لا تقسطنوا من رحمۃ اللہ" اللہ کی رحمت سے بائیس نہ ہو۔

غالب کہ چرخ را بہ نوا داشت در سماع اشب غزل سرود و مرا بے قرار کرد  
نعت : بہ نوا نغمہ سے۔۔۔ داشت در سماع : وہ میں لایا۔۔۔ غزل سرود : غزل گاؤں غزل کی۔۔۔

ترجمہ : غالب نے، جو اپنی نغمہ سرائی سے آسمان کو بھی وہ میں نے کیا وہ آج رات غزل گاؤں لکھی اور مجھے بے قرار کر دیا۔ غزل کہنے

سے مڑاؤ غزل تخلیق کرتا ہے اور یہاں مڑاؤ ہی غزل ہے۔ غزل نے خود کو تیسرا قص (واحد غائب، قرار دے کر جس سے قراری کی بات کی ہے) واسطے اس سے مڑاؤ اس غزل کی بے حدال نکلی ہے۔

## غزل # 60

بہ ذوقے سر زمستی در قفاے وہ رواں دارو کہ پنداری کند یار بچوں مار جاں دارو  
لغت : سر در قفاے وہ رواں دارو : وہ چلنے والوں کا بچھا کرتی ہے۔۔ پنداری : تو کچھ گویا۔۔ مار : سناپ۔۔ کند یار : مڑاؤ محبوب کی ڈانٹیں جو کند کی طرح ہیں۔۔

ترجمہ : محبوب کی ڈانٹیں ایک خاص ذوق کے ساتھ اور عالم مستی میں وہ چلنے والوں کا ہتھکڑا اس طرح بچھا کرتی ہیں گویا ان میں سناپ کی طرح ہاں ہے۔ یعنی جس طرح سناپ وہ چلنے والوں کو گائے کے لئے لٹکا ہے اسی طرح اس کی ڈانٹیں ان پر لگتی ہیں تاکہ انہیں اپنا امیر و شہنشاہ نہ لیں۔

ختم ساز تمنائے است کز ہر زخمہ دروے ہمارا مست آواز شکست استخوان دارو  
لغت : ختم : ختم : میرا قسم۔۔ کز : کہ از۔۔ زخمہ دروے : درد کی معرپ یعنی نہیں۔۔ شکست استخوان : ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ۔۔ ہمارا ایک فرضی پروردگار خدا کا ہے۔۔

ترجمہ : میرا بدن تمنا کا ایک ایسا ساز ہے کہ جو درد کی ہر معرپ پر جاگ اٹھتا ہے ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی آواز سے مست کر دیتا ہے۔ یعنی درد کی ہر ضرب پر نہیں اٹھتی ہے اور ہڈیاں ٹوٹتی ہیں۔ ہمارا کاس آواز پر مست ہونے کا مطلب ہے کہ وہ خوش ہے اب یہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں اس کے جھٹے میں آئیں گی۔

ہو اے ساقی دارم کہ تپ ذوق رفتارش صراحی را چو طاووسان بسل پر فشاں دارو  
لغت : ہو اے ساقی : ایک ایسے ساقی کی خواہش، تمنا۔۔ طاووسان بسل : ذمی سور۔۔ طاووسان : طاووس کی تاج۔۔ پر فشاں : پھل پھڑپھڑاتا۔۔

ترجمہ : اٹھ اے ایک ایسے ساقی کی تمنا ہے جس کی چال کی لذت کی گرمی سے صراحی اس طرح پھل پھڑکتے گئے جیسے ذمی سور پھل پھڑپھڑاتی رہ رہے ہوں۔ محبوب کی دلکش چال کی طرف اشارہ ہے۔ اسکی چال سے متعلق یہ شعر ملاحظہ ہوا

رفتار تری سے نکا برستا ہوا ہادل جس راہ سے گذرے تو وہی راہ گذر مست  
بیازم ساوگی طفل است و خوں ریزی نمی دانم بہ گل چیدن ہاں ذوق شکر کشنگں دارو

لغت : بیازم ساوگی : میں محبوب کے بھول پنا پر ہرگز نہ ٹوٹا ہوں۔۔ طفل : بچہ۔۔ گل چیدن : پھول توڑنا۔۔ چنا : ہنسی : دینا ہی۔۔ شکر کشنگں : مارے ہوں کی گنتی۔۔

ترجمہ : مجھے محبوب کے بھول پنا پر ہرگز نہ کہ وہ ابھی کم سن ہے اور عشاق کے ٹوٹن ہانے کے ادھک سے واقف نہیں، اس کا پھول توڑنے کا انداز ایسا ہے گویا وہ اپنے کشنگں کی گنتی کا ذوق نہ راکر نہاد۔۔ کم سن محبوب طرح پھول توڑ کر گن رہا ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کا یہ عمل اپنے عشاق کشنگں کی گنتی کرنے کے برابر ہے۔ یعنی اسی کم سن میں وہ پھول اپنے ذوق نہ راکر رہا ہے۔

دل از ہم ریز و حسرت اساسِ تھکے خواہد غم آذر جزو و طاقت قماش پر نہیں دارد  
 لغت : دل از ہم ریزو : دل ریزہ ریزہ ہو رہا ہے۔۔۔ اساس تھکے : ایک مضبوط ٹیلا۔۔۔ آذر جزو : آگ برسا رہا شطِ نقوشی کر رہا ہے۔۔۔  
 قماش پر نہیں : ریشم کی سی فصلت۔۔۔

ترجمہ : دل تو ریزہ ریزہ ہو کر گر رہا ہے جب کہ حسرت مضبوط بنیاد کی طلب ہے اور غم شطِ تعمیر رہا ہے اور ہماری قوت برداشت ریشم کی  
 فصلت کی سی ہے۔ یعنی حشر میں برداشت کرنے کے لئے ایک مضبوط دل کی ضرورت ہوتی ہے اور پہلا دل اتنا قوی نہیں رہا۔ حشر میں  
 اسے تباہ کر دیا ہے اور جس طرح ریشم فوراً آگ بکڑ لیتا ہے اسی طرح پہلا دل غم کی آگ میں جل جاتا ہے یعنی یہ آگ برداشت نہیں کر سکتا۔  
 ہر دم بدم گیم از سوچ : دامن زیر کوہ آمد غم گرداب طوفانِ تاجہ ر ختم روا گراں دارد

لغت : ہر دم بدم گیم از سوچ : میں نے کل سوچوں سے نکال لی یعنی طرد کو کہا کہ سے چھایا۔۔۔ تاجہ : کس حد تک نکلا۔۔۔ غم گرداب :  
 بھونک رہی تھی۔۔۔ ر ختم : میرا لباس اسٹلن۔۔۔ گراں : بوجھل۔۔۔

ترجمہ : میں نے خود کو سوچوں میں پلاک ہونے سے تو چھایا لیکن میرا دامن ہاڑ کے دامن کے نیچے آ گیا۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ طوفان  
 کے بھونک رہی تھی نے میرے لباس کو کس قدر بھاری کر دیا۔ مطلب یہ کہ انسان دنیوی طاقت سے بچنے کی کوشش بھی کرے تو بچ نہیں سکتا  
 کیونکہ ان طاقت کا ایک ایسا سلسلہ جاری رہتا ہے جس میں وہ ایک سے لگ کر دوسرے میں پھنس جاتا ہے۔

برنجہ از دم تیغ تو صید و در رسید نما بہ امید تلانی چشم بر پشت کمان دارد  
 لغت : برنجہ : رنجیدہ یا آزرده ہوتا ہے۔۔۔ دم تیغ : تھوار کی دھار۔۔۔ صید : شکار۔۔۔ رسید نما : رسید نما : زمین کی جھج بھانکتا۔۔۔ تلانی : کی پڑی  
 کرنا۔۔۔

ترجمہ : تیرا شکار یعنی عاشق تیری تھوار کی دھار سے تو رنجیدہ ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ بھانکتے ہوئے اپنی نگاہیں کمان کی پشت پر اس امید  
 میں لگائے ہوتا ہے کہ شاید اس طرح وہ تھوار والی کی پڑی ہو جائے۔ یعنی کوئی تیرا لگے۔ تیرا لگ جائے تو ذکورہ کی پڑی ہو جائے گی۔  
 دلم در حلقہ دام بلا می رقصہ از شادی ہانا خویشستن را در غم ز نقش گمان دارد

لغت : حلقہ دام بلا : مصائب و کلام کے جال کا حلقہ۔۔۔ می رقصہ : ناچ رہا ہے، خوش ہو رہا ہے۔۔۔ ہانا : گویا۔۔۔  
 ترجمہ : میرا دل مصائب و آگام کے جال میں پھنسا ہوا خوشی سے یوں ناچ رہا ہے جیسے وہ اس محبوب کی آنکھوں کے چچ و دم میں گرفتار ہو۔  
 گویا عاشق کے لئے محبوب کی شکل پرانی آنکھوں کا تصور بھی اسے مصائب سے بھرتا دلاتا ہے۔

بہ گل باے بہشتم مرثوہ توں داو در راہش من و خاک کے از نقش کف پائے نقش دارد  
 لغت : بہ گل باے بہشتم : مجھے بہشت کے پتھروں کی۔۔۔ مرثوہ : خوش خری۔۔۔

ترجمہ : اس کی راہ میں چلے ہوئے مجھے بہشت کے پتھروں کی خوش خری نہیں دی جاسکتی۔ یعنی مجھے ایسی کسی خوش خری کی کوئی  
 خواہش نہیں ہے۔ میں ہوں اور اس کی راہ کی خاک جس پر اس کے قدموں کے نقش ہیں۔ یعنی میرے لئے تو محبوب کے نقش قدم بہشت  
 کے پتھروں سے کہیں زیادہ محض ہیں اور میں بھی بہشت میں کی ہے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں  
 بہ شمع آویز و حق کی جو کم از بختوں نہ ای بارے دلش با محمل است اما زباں با سارہاں دارد

لغت : بہ شمع آویز : شمع سے دوڑتا رہا۔۔۔ حق کی جو : حق کی تلاش کر۔۔۔ بارے : بارے : آخر۔۔۔



ترجمہ : تو شرع سے بھی دلاست وہ اور حق یعنی محبوب حقیقی کی بھی تلاش میں رہا۔ آخر تو جنوں سے تو کم نہیں ہے جس کا دل تو عمل میں ہے لیکن زبان اس کی سادہان کے ساتھ ہے۔ یعنی اس کی ساری قوت و اپنی عمل لائق محبوب لیلیٰ کی طرف ہے لیکن باتیں وہ سادہان سے کر رہا ہے۔ شرع کو سادہان سے اور حق کو عمل سے تنبیہ دی ہے۔ مل کے مطابق یہ شعری انداز سے ہے۔ (تحلیل کا سوئی)۔

رحم زان ترک صید اقلن کہ خواہم صرف من

گردو

لغت : رحم : میں بہانہ کرتا ہوں۔۔ ترک : ترکہ محبوب۔۔ صید اقلن : غلام کرانے والا یعنی غلامی۔۔ مستحق ہائے عتاب : لگام کا ٹھٹھا۔ پھوٹ اور تیز رفتاری۔ لگام ٹوٹ جانے تو ساری کے جانور کو روکنا مشکل ہوتا ہے اور وہ بھاگنے لگتا ہے۔

ترجمہ : میں اس غلامی ترک سے اس خاطر بھاگ رہا ہوں کہ اس کی لگام میں جتنی بھی بے اندازہ تیز رفتاریاں ہیں وہ انہیں میرے تعاقب میں داخل کر لے۔ یعنی عاشق کسی در کدے سے نہیں بھاگ رہا بلکہ اس کا مقصد محبوب کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔

خدا را وقت پر عشق نیست منتقم بگذر از غایت

لغت : خدا را : خدا کے واسطے۔۔ عشق : پرچہ بگم۔۔

ترجمہ : خدا کے واسطے میں کے دجاہوں کی یہ وقت کبھی پرچہ بگم یعنی حال پر ہی کا نہیں ہے تو غایت کا خیال بھڑوڑے اس لئے کہ اس کی جان لہو تک آئی ہوئی ہے اور اس کی زبان پر بہت سی داحتیں بھی ہیں۔ یعنی غایت کی حال پر ہی کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس نے اپنی داحتیں اپنے فم سے خارج کیں تو کہیں ایمان نہ ہو کہ وہ اسی ہی نگاہ سے اور اس کی جان نہ لگے اور وہ بھرے فموں میں ڈوب جائے۔

## غزل # 61

صاحب دل است و مہرور، منتقم بہ سلسل خوش نہ کرو

لغت : صاحب دل : نچیت بھرا دل رکھنے والا۔۔ مہرور : مہرور نام والا مشہور۔۔ آشوب پیدا : ظاہری ہنگامہ آرائی۔۔ اندوہ چنل : پاشیدہ فم۔۔

ترجمہ : وہ محبوب صاحب دل بھی ہے اور مہرور بھی اسے میرے خلق کا مہرور سلسل ہونا پسند نہیں آیا یعنی اسے عاشق کا مہرور نہیں ہونا اس کی نمود و نمائش اور اسی طرح اس کی نچیت کا اعتبار پسند نہیں۔ اس لئے کہ خلق و نچیت کی ظاہری ہنگامہ آرائی اس کے لئے ہاٹ تنگ ہے اور پاشیدہ فم اسے پسند نہیں۔ یعنی محبوب کو یہ بات گوارا نہیں کہ عاشق اپنے خلق کا مہرور اس کا چہرہ اور نہ اسے یہ پسند ہے کہ عاشق کا فم اس کے دل میں چھپا رہے اس لئے کہ وہ خود صاحب دل بھی ہے اور مہرور بھی یعنی وہ اس کیفیت سے گذر رہا ہے اس لئے عاشق کو تذکرہ جان کی ضرورت نہیں۔

داست بے حس ناختم، الماس زور بریش من

لغت : بے حس : بے حس، من و حرکت نہ کر سکے۔۔ شست : نکالنے۔۔ ریش : زلم۔۔ خبیث : اس نے بنایا۔

ترجمہ : اس نے میرے ہاتھوں کو بے حس بنایا چنانچہ اس نے میرے زلم پر الماس چمڑا دیا۔ اس نے اپنے نکالنے کو اتنا زور دیا جتنا کہ

حیر کے آگے اپنی نگاہ سے اچھٹا نہ لگے۔ دلوں پر باخبر ہمارے ہائیں تو وہ پھیلے جاتے ہیں اسی طرح اگر دلوں کے اندر میرے کی گئی چلی جائے تو وہ دلوں کو گمراہ کر دیتی ہے۔ گویا محبوب نے عاشق کے دلم ہانے دل کو اٹھا کر گمراہ کیا کہ اسے حیر کی انی سے دلم لگانے کی ضرورت نہ رہی۔

آں خود بہ بازی می برد ویں راود جو می نشرد  
لغت : بہ بازی می برد: فنی مذاق میں جھگڑ لیتا ہے۔۔۔ راود جو می نشرد: دودھ کی لعلرود: دودھ کے برابر بھی میں جانتا حقیر جانتا ہے۔۔۔ نشود مش: میں نے اسے دکھایا پیش کیا۔۔۔ آور د مش چل: اس کے پاس چلنا لایا یعنی جان پیش کی۔

ترجمہ : محبوب کو جب میں نے اپنا دلیان پیش کیا تو وہ فہم دلا یعنی اس کا تحسین دلا لیا اور اسے اپنی جان پیش کی تو اسے میرا یہ اقدام اچھا نہ لگا اس لئے کہ جان تو وہ مذاق مذاق ہی میں اڑا لیتا کالے لیتا ہے جبکہ دین دلیان کو وہ حقیر یا بے اہمیت جانتا ہے۔۔۔ دراصل غالب نے خود ہراسطہ دین کو بے اہمیت قرار دیا ہے۔

در بزم تا بنوشش کز شہر پنہاں می روم  
لغت : بنوشش: میں نے اسے کھانا۔۔۔ پنہاں می روم: چھپ کر یعنی غاسوشی سے جا رہا ہوں۔۔۔ دل بست: اس کے دل کو اچھا لگا۔۔۔ بنوشش: آواز میں۔

ترجمہ : میں نے اس محبوب کے نام اپنے خط میں کھانا کہ میں شہر سے چوری چھپ یا غاسوشی کے ساتھ جا رہا ہوں۔۔۔ میری یہ خبر تو اس کے دل کو پہنچی لیکن خط کے آواز میں کھانا میرا وہ نام اسے اچھا نہ لگا۔ گویا عاشق کا شہر سے چلے جانا محبوب کو اس لئے اچھا لگا کہ اس کے ہاتھوں سے اس محبوب کی جان بچ گئی۔

دارم ہوا سے آں پر ی کو بس کہ نفرد سرکش است  
لغت : کو: کو: کہ اور کہ وہ۔۔۔ نفز: اچھا، خوب، پسند۔۔۔ سرکش: رام ہو گئی۔۔۔ پر ی خواں: جو بعض قرائی آیات چھ کر ہی پر کھوپا یا تاپا اسے رام کرتا ہے۔

ترجمہ : مجھے اس پر ی کو بس کی محبوب کی آرزو ہے کہ وہ بے حد مصفا میں ہو اور سرکش بھی۔۔۔ جو جلد سے تو رام ہو جاتی ہے لیکن پر ی خواں کا بندہ ایک طرح سے اٹھتا ہے اسے اچھا نہیں لگتا۔ مطلب یہ کہ محبوب صحیح معنوں میں وہ ہے جو عاشق کے زہد و پرہیز گاری سے نہیں بلکہ اس کی گہنی نیت سے متاثر ہو۔

فریاد زان شرمندگی کارند چوں در محشرم  
لغت : کارند: کہ آواز، لائیں کے لایا جائے گا۔۔۔ در محشرم: مجھے محشر میں۔۔۔ ایک: یہ رہا۔۔۔ خود سرا سر رہا۔

ترجمہ : آہ میرے لئے وہ ساری سکتی ہوئی شرمندگی کا باعث ہو گا کہ میں محشر میں مجھے اس بات ہادی کے حضور پیش کرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ اس سر ہمارے ہنگے نے دوست (محبوب حقیقی) کے فریاد کو اچھا نہ جانتا یعنی قبول نہ کیا۔ مراد یہ کہ اس محبوب حقیقی سے نیت کا دعویٰ بھی کیا جائے اور اس کے احکام پر عمل بھی نہ کیا جائے تو ظاہر ہے یہ ایک شرمناک بات ہوگی۔

عام است لطف دلبر آں جز عام نہ نمود دل بر آں  
لغت : نہ نمود دل بر آں: اس پر دل نہیں لگا کہ فریاد نہیں ہو گا۔۔۔ زحماش: اس کے خواہش میں سے۔۔۔ ماں: مت جان۔۔۔ حیاں: فہم، انداز۔

ترجمہ : حسیوں کا لطف و محبت اور مہربانی عام ہے اور صرف عام لوگ ہی ان کے اس انداز پر فریاد کرتے ہیں۔ تو ایسے عاشق کو اس کے خواہش میں سے مت بچو کہ وہ فہم و انداز کو اچھا نہیں سمجھتا۔ یعنی نیت میں عاشق اگر فہم و انداز کو اچھا نہیں سمجھتا اور ان سے بچتا ہے تو وہ سچا

ماحق نہیں۔

شرع از سلامت: عقلی عشق مجازی بر سلامت

لغت: سلامت عقلی: سلامتی، مصائب و آلام سے بچ کر رہنا۔ برکت: برداشت نہیں کیا۔ کج: کوہا کوٹ۔ صومہ: صومہ، عبادت کیا۔ غرقائے سلطان: سلطان کا شور شرابہ حسن کی بجائے آرائی۔

ترجمہ: شرع یعنی دین واری اپنی سلامت پسندی کی بنا پر، عشق مجازی کو برداشت نہ کر سکی، چنانچہ زہد عبادت خانہ کے گوشے میں بیٹھ گیا اس لئے کہ شاہانہ بجائے آرائی اسے پسند نہ تھی۔ مطلب یہ کہ عشق مجازی میں عاشق کو آلام و مصائب کا سامنا رہتا ہے، جنہیں زہد اور پرہیزگار لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔

ہاشم میاویز اسے پھر فرزند آذر را نگر ہر کس کہ شد صاحب نظر دین بزرگ گل خوش نہ کرو  
لغت: میاویز: مت اللہ۔ فرزند آذر: مراد حضرت ابراہیمؑ آذر بہت عبادت تراش دیت پرست تھا بعض کے نزدیک وہ حضرت کاچا تھا۔ صاحب نظر: نظر والا، صاحب بصیرت و دانش۔

ترجمہ: اے ہاپ مجھ سے مت اللہ، نگران آذر: آذر آذر کے بیٹے کو دیکھ۔ ہاپ بہت عبادت تراش اور چٹا غیر دونوں میں اختلاف رہتا تھا جو کوئی بھی صاحب نظر ہو گیا اسے اپنے بزرگوں کا دین اچھا نہیں لگا۔ مراد یہ کہ نوجوانوں اور بزرگوں میں سوچ کا اختلاف ہو سکتا ہے اور نوجوان کی سوچ اور فکر اپنے جوں سے ممتاز ہو سکتی ہے۔

گویند صنعاں توبہ کرد از کفر طواص بندہ اسے

لغت: صنعاں کے ایک بزرگ تھے جن کے سات سو مرید تھے۔ شیخ فرید الدین بھی ان کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؒ کی بدذات سے ایک آنٹ پرست لڑکی پر عاشق ہو گئے اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ آخر غیبی ہدایت نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بحرِ مقدسِ کوش اسلام ہو گئے۔

ترجمہ: کہتے ہیں صنعاں نے کفر سے توبہ کر لی تھی، کیا مومن انسان تھا جسے دین کی خود فروریوں کے باعث خدا کی طرف سے بخشا بھی نہ گی۔

غالب بہ فن گفتگو نازد بدیں ارزش کہ او

لغت: نازد: نازد فرماتا ہے۔ ارزش: عزت۔ مصطفیٰ علی: نواب مصطفیٰ علی شینو۔

ترجمہ: غالب اپنے فن گفتگو یعنی فنِ شعر کوئی پر نازد فرماتا ہے اور وہ اس لئے کہ جب تک نواب مصطفیٰ علی شینو اس کی کوئی غزل پسند نہ کرے وہ اسے اپنے دماغ میں دوج نہیں کرتا۔

## غزل # 62

قدر مشتاقاں چہ دانند دور ما چہش بود

لغت: چہش: اسے کتلا۔ دائم: بیش۔ کارا بود: واسطہ بن گیا ہے۔ دلہائے لڑخند: اسے خوش دلوں سے۔

ترجمہ: دور انسان جسے بیش زندہ دل اور خوش رہنے والے انسانوں سے واسطہ بن گیا ہے اسے عاشقوں کی قدر و اہمیت کی کیا خبر ہو سکتی ہے اور

اسے ہم عاشقوں کا دھوکہ دہر کس حد تک ہو سکتا ہے۔ عشاق بیٹ غم و الم کا شکار رہتے ہیں۔ اس کا احساس تو اس کو ہو سکتا ہے مگر طو اس راہ گارہی ہو۔

شاید ماہم نفسیں آرا و رنگیں محفل است لاجرم در بند خویش است آنکہ در بندش بود  
 لغت : ہم نفسیں آرا؛ ہم نفسیوں کو آراستہ کرنے والا۔ رنگیں محفل؛ محفل کو رنگین بنانے والا۔ لاجرم؛ بلاشبہ، یقیناً۔ در بند  
 خویش است؛ وہ اپنی ذات کا اسیر ہے۔ آنکہ در بندش بود؛ جو اس سے وابستہ ہو گیا۔  
 ترجمہ : ہمارا محبوب ہم نفسیں آرا بھی اور محفل کو رنگین بنانے والا بھی ہے۔ بلاشبہ جو بھی اس سے وابستہ ہو گیا وہ اپنی ذات کا اسیر ہو گیا۔  
 یعنی جس طرح وہ محبوب خود کو آراستہ کرتا ہے اسی طرح اس کے پاس بیٹھے والے بھی اپنی انداز اختیار کرتے اور محبوب ہی کی طرح  
 رنگین محفل کا باعث بنتے ہیں۔ گویا اس کا سرا محبوب ہی کے سر ہے۔

در نگارین روضہ فردوس نہ کشاید دلش آنکہ در بند دروغ راست باجہش بود  
 لغت : نگارین روضہ؛ رنگیں باغ۔ دروغ راست باجہش؛ اس کا جگہ کی جگہ بھوت۔ نہ کشاید دلش؛ اس کا دل خوش نہیں ہو گا۔  
 ترجمہ : جو عاشق محبوب کے جگہ کی جگہ بھوت کا اسیر ہو گیا اس کا دل فردوس کے رنگیں باغ میں خوش نہیں ہو گا۔ محبوب اس طرح بھوت  
 ہوا ہے کہ عاشق اسے جگہ سمجھنے لگتا ہے۔ اس کا یہ انداز گویا سبز باغ دکھانے کی جگہ ہے۔ شمعوں نے اس حوالے سے جنت کے رنگیں باغ کی  
 بات کی ہے، مطلب یہ کہ محبوب جو سبز باغ دکھاتا ہے عاشق کے لئے اس کے مقابلے میں باغ جنت کی کوئی اہمیت نہیں۔

آں کہ از فتنی بہ خاموشی دل از مای بود وائے گرچوں ما زبان نکشتہ پیو خوش بود  
 لغت : فتنی؛ خوشی۔ دل از مای بود؛ ہمارا دل اڑا لیتا ہے، ہمیں اپنا فریضہ کر لیتا ہے۔  
 ترجمہ : وہ محبوب جو اپنی خوشی اور اسے خاموشی کے ساتھ ہمیں اپنا فریضہ کر لیتا ہے، انوس کی بات ہو گی اگر اس کی زبان ہماری طرح نکو  
 کھج ہو۔ جس کی خاموشی میں اتنی دل کشی ہے کہ عاشق ہے ساتھ اسے دل سے بیٹھتا ہے تو اگر وہ نکو کھج پر اتر آئے تو ظاہر ہے ہوا سے  
 عاشق پر کیا قیامت نہ گذر جائے گی۔

در ستم حق پائشش گفتن از انصاف نیست آنکہ چندیں نکلیہ بر علم خداوندش بود  
 لغت : حق پائشش گفتن؛ اسے حق یا حقیقت کو نہ بچانے والا کہنا۔ چندیں؛ چندیں، اکابر۔ نکلیہ؛ علم، ہر ماہی، عقل۔  
 ترجمہ : وہ محبوب جسے اپنے خدا کے علم پر بھروسہ ہے اسے حق پائشش گفتن کا انصاف کی بات نہ ہو گی۔ "وَلَا تَعْلَمُ جِہم" اور "اللہ تعالیٰ ہر ماہی  
 ہے" اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہونے کی بنا پر انسان کی خطاؤں اور زیادتیوں سے درگزر کرتا ہے تو محبوب بھی اگر خدا کی  
 اس صفت کا سارا لے کر مطلق ہو جو در ستم کرنا رہتا ہے تو اسے حق پائشش گفتن کا انصاف کی بات نہ ہو گی۔

بچہ دانی اس ہمہ شور عتاب از ہر چیت آجگہا تھنہ موج شکر خدش بود  
 لغت : بچہ دانی؛ کچھ بچہ خبر ہے۔ شور؛ ہنگامہ، کھ۔ موج شکر خدش؛ اس کی مٹھی بھی کی لہر۔  
 ترجمہ : کچھ بچہ خبر ہے کہ محبوب کا یہ فقا و غضب کا ہمارے کس لئے ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ مٹھل کے داہن میں اس کی موج شکر خد  
 کی مٹھی ہو۔ یعنی ان کی یہ خواہش بھی تو بھری ہو کہ محبوب عتاب بھرا کر اپنی مٹھی کسی سے ان کی طرف متوجہ ہو۔  
 نازم آں خود ہیں کہ ناپید غیر خویشش در نظر گر تباک رہ گزار دوست سوگندش بود

لغت : خود ہیں؛ خود کو دیکھنے والا اپنی ذات میں خود کو کھو گیا ہو۔ غیر خویشش؛ اسے اپنے سوا۔ سوگندش بود؛ اسے قسم دلائی جائے۔

نہایت : خود کو دیکھنے والا اپنی ذات میں خود کو کھو گیا ہو۔ غیر خویشش؛ اسے اپنے سوا۔ سوگندش بود؛ اسے قسم دلائی جائے۔

ترجمہ : میں اس خود پس انسان کا معترف ہوں جسے اگر دوست کی راہ گزرد کی خاک کی قسم دلائی جائے تو اسے اس خاک میں اپنے سوا اور کچھ نظر نہ آئے۔ یعنی وہ کچھ خود ہی راہ گزرد دوست کی خاک ہے اور یہ امر محبوب سے اس کی انتہائی غیبت کی علامت ہے۔

اگر کہ خواہد در صف مردان بجائے نام خویش خون دشمن سرخ تر از خون فرزندان بود  
تنت : مردان : موی حق و دلیہ علی عرف جنس۔۔۔ بجائے نام خویش : اپنے نام کا نام، مثلاً۔۔۔

ترجمہ : وہ انسان جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کا نام پیش کے لئے ہر مسئلہ اور علی عرف دشمنوں کی غرست میں شامل ہو اس کے نزدیک دشمن کا بھی خون اس کے اپنے بیٹے کے خون سے کہیں زیادہ مرغ ہو تا ہے۔ یعنی وہ انکا علی عرف ہوتا ہے کہ دشمن کا بھی خون بہلا اچھا نہیں سمجھتا اور ایسے قتل کو وہ اپنے بیٹے یا مزے کے قتل کے برابر سمجھتا ہے۔

باخود گفتم نشان اہل معنی بازگو گفت گفتارے کہ با کردار بچندش بود  
تنت : اہل معنی : اہل حقیقت و مراقب۔۔۔ بازگو : تا۔۔۔

ترجمہ : میں نے عقل سے کہا کہ تجھے یہ تاکہ اہل معنی کی نشانی کیا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ اہل معنی وہ لوگ ہیں جن کی سمجھنا ان کے کردار سے رہتا ہو۔ یعنی ان کے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو جو کہیں اس پر عمل کریں۔ لیکن عام لوگوں کی روش کچھ اس طرح ہے :

اقبال بڑا اچھا شیک ہے من باتوں میں سوہ لیتا ہے گفتار کا عازمی بن تو کیا کروار کا عازمی بن نہ سکا  
خالہا زمار بود از ما بخون ما گیر قاتل ما را کہ حاکم آرزو مندش بود

تنت : زمار : خیر وادار دیکھو۔۔۔ آرزو مندش بود : اس کا آرزو مند ہو اس کا چاہنے والا ہو۔۔۔

ترجمہ : اے جانب دیکھ اہل ہمارے ہیں یعنی ہمارے قتل کے بعد ہمارے قتل کے مسئلے میں اس قاتل کو قصاص نہ پہنچا دیا جائے نہ کچھ جس کا چاہنے والا حاکم بھی ہو۔ یعنی قتل کی ہر پر س تو حاکم نے کہنے ہے اگر وہی اس محبوب کے دم نجات میں گرفتار ہو گا تو وہ بہلا خشاری فریاد کھ مگر تے گا اس لئے غامضی بہتر ہو گی۔

## غزل # 63

بہر خواری بسکہ سرگرم خلاشم کردہ اند پارہ اے نزدیک در ہر دور باشم کردہ اند

تنت : پارہ اے : کہیں نہ تک پہنچ۔۔۔ دور باش : دور رہ، ہلچل، شکی ساری کے آگے چلے دلا تعجب کواد لگاتا ہے تاکہ لوگ اس سواری سے دور رہیں۔۔۔

ترجمہ : میری ذلت و خواری کے لئے قصاص قدر نے مجھے خلاش و تنہا میں ہے مد مصروف کر دیا ہے، چنانچہ مجھے ہر دور باش کے بھی قدر نزدیک کر دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ہر آدمی شکی سواری کے نزدیک جانے گا اسے ذلت و ذلت چنے گی اور ذلیل کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ خلاش و تنہا کی راہ میں قدر نے مجھے جو اس قدر سرگرم رکھا ہے تو اس سے اس کا مقصد میری ذلت و خواری ہے جسے وہ ہر طور پر را کر رہی ہے۔

ترجمہ از رسوائیم آخر، چیشلی کشد رازم و اس شہد ان مست فاشم کردہ اند

تنت : از رسوائیم : از رسوائی ہم میری رسوائی سے۔۔۔ چیشلی کشد : چیشلیاں ہوں گے۔۔۔ فاشم کردہ اند : مجھے فاش کر دیا کہوں دیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اٹھے دار ہے کہ میری رسوائی سے آخر انہیں پشیمان ہونا پڑے گا کیونکہ میں ایک راز ہوں جو ان سرست حبیبوں نے مجھے قائل کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا راز حقیقی اگر فاش ہو گیا تو میری رسوائی ہو گی اور چونکہ مجھے ان حبیبوں سے عشق ہے اس لئے ان کی سرحتی اس رسوائی کا باعث بنے گی جس پر آخر انہیں پشیمان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

چرخ ہر روزم غم فردا بخوردن می دید تا قیامت فارغ از فکر معاشم کردہ اند  
لغت : ہر روزم : ہر روز مجھے۔ بخوردن می دید : کھانے کو دیتا ہے۔ غم فردا : آنے والے کل کا غم۔

ترجمہ : آسمان ہر روز مجھے غم فردا کھانے کو دیتا ہے۔ گویا مجھے قیامت تک کے لئے فکر معاش سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ غم کو معاش سے تفریق دی ہے۔ مقدور میں مجھے گئے اپنے نت سے تموں کی بہت کی ہے، جنہیں رزق یا روزی کا نام دے کر خود کو گویا تسلی دینے کی کوشش کی ہے۔

غیر گفتی روشناس چشم گوہر بار بہت راز دان تالہ الماس پاشم کردہ اند  
لغت : روشناس : واقف آشنا۔ گوہر بار : موتی پرستانے والی۔ تالہ الماس پاشم : مجھے الماس ریزی کرنے والے کے تالہ کا۔

ترجمہ : تو (محبوب) نے کہا ہے کہ رقیب موتی پرستانے والی آنکھ سے آشنا ہے یعنی عشق میں آنسو بہنا چاہتا ہے تو یہ ٹھیک سی ہو گا لیکن مجھے تو فکر دت لے الماس پاش تالہ و فریاد کا راز دان بنایا ہے۔ الماس کی کسی زخم پر دے تو اسے گمراہی کی بجلی جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ رقیب تو صرف دوتا ہے، جبکہ میرے آدھ تالہ الماس کے رچے بکھیرے ہوئے دل و جگر کو کچھ تے چلے جاتے ہیں۔

ہرچہ از بے طاقتی مزد شایم دادہ اند ہرچہ از اندوہ صرف انتعاشم کردہ اند  
لغت : مزد : اجرت، صلہ۔ ثابت : ثابت قدمی۔ صرف انتعاشم کردہ اند : میری کاروش یا جوش و دلولہ پر طبع کیا گیا۔

ترجمہ : جس قدر بھی ہمتا ہوں تمہیں وہ میری ثابت قدمی کے صلے میں مجھے عطا ہو نہیں اور جس قدر غم و دکھ میرے جوش و دلولہ پر صرف ہوئے۔ گویا عاشق ٹہنت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے دکھ و درد احتمالی میری عقل سے برداشت کر رہا اور اس سلسلے میں اس کا جوش و دلولہ دبا بھی کم نہ ہوا۔

از آف داغت بہ دل دوزخ سر شتم خواندہ اند وز دم تیغیت بہ تن سینو قاشم کردہ اند  
لغت : آف : گری۔ داغت : حمواری، زخم۔ دوزخ سر شتم : مجھے دوزخ کی سی خصلت والا۔ سینو قاشم کردہ اند : مجھے بہشت کے لباس والا بنایا گیا ہے۔

ترجمہ : تیری ٹہنت کے نتیجے میں میرے دل میں جو دوزخ غم گئے ہیں ان میں اتنی گری ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے دوزخ کی خصلت والا کہا گیا ہے اور میرے بدن پر تیری تھواری (حاملہ) جو زخم لگائے ہیں ان سے میں سینو قاش بن گیا ہوں، یعنی میرے جسم پر وہ زخم جنس کی رقیبوں کا سحر چل کر رہے ہیں۔

ہم بہ سحر اے جنوں مجنوں خطلام دادہ اند ہم بہ کوہ بیستوں خارا تراشم کردہ اند  
لغت : کوہ و سحر : وہ پہاڑ جسے فریاد نے خسرو ہرج کے کہنے پر کاٹا تھا۔ خارا تراش : سخت جھرا گئے والا۔

ترجمہ : وہ اگلی کے سحر میں مجھے جنوں کے خطاب سے نواز آیا۔ یوں مجھے کوہ و سحر بن جائیں گئے یا تو نے والا بنایا گیا۔ یعنی جوش ٹہنت میں جنوں نے جنوں کی طرح حمواروں کیوں دہل فرمادی طرح بہت سختیاں بھی جھیلیں۔

چشم نہ یوم ازچہ رو خارم بکبیب افتخاندہ اند دل نایم تا چرا رزق خراشم کردہ اند  
لغت : چشم نہ یوم : میں آنکھ نہیں ہوں۔ ازچہ رو : کبھی لئے، کبھی وجہ سے۔ رزق خراش : یعنی خراشوں کی ذرا کے حوالے۔

ترجمہ : میں کوئی آنکھ نہیں ہوں، پھر کس لئے میرے دامن میں کائے بھر دیئے گئے ہیں۔ میں کوئی دل نہیں ہوں، پھر کس لئے غرضوں کے حوالے کیا گیا ہے۔ نجات میں اٹھانے جانے والے تم دالم اور غیبیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی قدرت کی طرف سے مجھ پر یہ سب کچھ واضح ہوا ہے۔

ازچہ جانب خواجگی ہائے جہاں تنگ مست      مگر نہ باسلمان و پوزر خواجہ تاشم کردہ اند  
لغت : ازچہ : کس لئے کہیں۔ خواجگی ہائے جہاں : دنیا کی عظیمیں، دولتیں۔ سلمان و پوزر : حضرت سلمان فارسی اور حضرت پوزر دونوں صحابہ کرام حضور اکرمؐ میں سے تھے جن کی دوستی اور فقر ضرب اہل بیتؑ میں پکے ہیں۔ خواجہ تاشم : ایک ہی آکا کے دو یا زیادہ خطاب۔ بدلتے۔

ترجمہ : اے جانب اگر میں فقرو و دوستوں میں حضرت سلمانؑ اور حضرت پوزرؑ کا خواجہ تاشم نہیں ہوں، ان جیسا نہیں ہوں تو پھر دنیا کی عظیمیں اور غرضیں کس لئے میرے لئے ذات کا باعث ہیں، یعنی میں انہیں اپنے لئے باعث تنگ کہیں سمجھتا ہوں۔

## غزل 64

کسے باہن چہ در صورت پرستی حرف دیں گوید      ز آذر گفت، دالم گرز صورت آفریں گوید  
لغت : صورت پرستی : ظاہری صورت کی پوجا یا بہت پرستی۔ حرف دیں : دین کی باتیں۔ ز آذر گفت : اس نے آذر کے ہارے میں کہا ہے۔ صورت آفریں : خدا در صورت تخلیق کرنے والا ہے یہاں مراد بت تراش بھی ہے۔  
ترجمہ : کوئی میرے ساتھ صورت پرستی کے سلسلے میں دین کی باتیں کیونکر کر سکتا ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی صورت آفریں کی بات کرنا بھی ہے تو اس سے اس کی مراد قدیم بت تراش آذر ہے جس نے بت تو تراشے، لیکن خود غرض تخلیق نہیں کیں، صورت آفریں تو صرف خدا ہے۔

دلم و رکعب از غلی گرفت، آوارہ اے خرابم      کہ باہن و سعت بت خانہ ہائے ہندو جیس گوید  
لغت : دلم گرفت : میرا دل آٹکایا تنگ پڑ گیا۔ آوارہ اے خرابم : مجھے کسی ایسے آوارہ کی تلاش ہے، خواہش ہے۔  
ترجمہ : میرا دل کعب کی غلی یعنی تنگ دیواری سے آٹکایا اب مجھے کسی ایسے آوارہ، مروجہ انسان کی تلاش ہے جو مجھ سے ہندو اور مجھ کے بت خانوں کی وسعت کی باتیں کرے۔ یعنی خدا تو ہر جگہ موجود ہے، ماسعود و مالاظہر، لیکن ہم نے اسے کیسے کی چار دیواری میں محصور کر رکھا ہے اس میں غلی بت میں تو کافر مشن ہونا نہیں سہجے۔

بہ حکم ہامزای گوید و از لطف گفتارش      گلیل دالم کہ حرف دل نٹھنے بعد ازیں گوید  
لغت : بہ حکم : غصہ میں مجھے۔ ہامزای : ہامزائی، برا بھلا۔ حرف دل نٹھنا : دل کو بھانے والی کوئی بات۔  
ترجمہ : وہ محبوب مجھے میں برا بھلا کہتا ہے، تاہم میں اس کے لطف گفتار سے یہ خیال کرنا یا اندازہ لگانا نہیں کہ وہ اس کے بعد مجھ سے دل نہیں ہائیں کرے مجھ غصے کی حالت میں جس کی گفتار میں ایک خاص لطف ہے اگر وہ عام حالت میں بات کرے تو وہ بات کس قدر دل نہیں ہوگی۔ عاشق اسی امید میں اپنا دل خوش رکھ رہا ہے۔

شناسد جائے غم دل را و خود را دل ریا دالم      عجب دالم اگر دل دادہ خود را نہیں گوید

لغت : شامدا : وہ بچکان یعنی جاتا ہے۔۔۔ دلدادہ خود را یعنی اپنے عاشق کو۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کو یہ تو خبر ہے کہ دل فہم کی جگہ ہے یعنی فہم دل میں سما گیا ہے پھر وہ خود کو دل برابر اڑائے، پیچھے وہ یعنی محبوب بھی لکھتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنے دلدادہ کو غزوہ کے قوت سے اپنی اس بات پر تعجب ہو آئے۔ اس کا یہ انداز ایک طرح سے تجاہل مارقاندہ کی علامت ہے۔

چو خوانم داو از فہم در جو لہ لب فرو بندو      و گر گویم کہ جاں خوانم بہ فہم داو آفرس گوید

لغت : در جو لہ : میرے جواب میں۔۔۔ لب فرو بندو : ہونٹ بند کر لیتا ہے، چپ ہو جاتا ہے۔ آفرس : شہناش۔۔۔

ترجمہ : جب میں محبوب سے اس کے حلق میں اٹھائے جانے والے فہم کی دل دہا ہوتا ہوں تو وہ غامضی اختیار کر لیتا ہے لیکن اگر میں یہ کہوں کہ میں تم سے فہم لہجہ میں جان دے دوں گا تو وہ جواب میں آفرس کہہ دیتا ہے۔ گواہ چاہتا ہے کہ عاشق جلد اپنی اس بات پر عمل کرے۔

رام افکارہ ہر دانہ سوے دام صیادے      کہ حرف ذبح با ہمزاز خویش اندر کہیں گوید

لغت : رام افکارہ : اٹھنے جانا پڑا ہے۔۔۔ صیادے : ایسا افکاری۔۔۔ ہم راز : ساقی۔۔۔ کہیں گا، کھلت، چل افکاری چپ کے ڈھنسا ہے۔۔۔

ترجمہ : اٹھنے والے کی خاطر ایک ایسے صیاد کے جاں کی طرف جانا پڑا ہے جو کھلت میں بیٹھا اپنے ساقی سے اٹھنے اپنی غبت کے جاں میں پھنسا کر دہلی کی ہراس میں اٹھنے لگا کر چاہتا ہے۔

از چہلی ہر داز خویش آستین دروش      گر بہل آنچہ دید از دست گریا آستیں گوید

ترجمہ : اگر میرا کہیں میری آستیں کو وہ سب کچھ تارے جو میرے ہاتھوں میں پر گندری ہے تو آستیں بے قراری کے عالم میں میرے ہاتھ کو طور سے در ہینک دے۔ عاشق دیوانگی کی حالت میں ہر بار اپنا کہیں جاکر آئے۔ آستیں اس حالت سے ڈر کر کہیں عاشق کا ہاتھ اس کا بھی یہی مشورہ کر دے اسے خود سے الگ کر دے گی۔ حلق میں اپنی استہلا دیوانگی کو غلو (بست بجا سہارا) کی صورت میں جان کیا ہے۔۔۔

دل از پیلو ہر داز آرم بخش جام خود انگارو      و گر تجھے بر افشانم سلیمانش نکلیں گوید

لغت : بخش : جم یعنی ایران کا قدیم بادشاہ جیسے اسے۔۔۔ انگارو : کچھ۔۔۔ تجھے : ایک کلا۔۔۔ بر افشانم : پھینک دوں

سلیمان : حضرت سلیمان اسے۔۔۔ نکلیں : گویا، طراور، خاتم یا انگوٹھی جس سے حضرت سلیمان جن دی کو اپنے حضور طلب کر لیتے تھے۔۔۔

ترجمہ : میں اگر اپنا دل پیلو سے باہر نکلوں تو میری اسے دیکھ کر اپنا جام کچھ۔ جیسے کا جام جلی نہ مشورہ ہے جس میں اسے دنیا نظر آتی تھی اور اگر اپنے دل کا ایک کٹھا باہر پھینکوں تو حضرت سلیمان اسے اپنی خاتم کا گویا جائیں۔

گذاور آنچہ برق از خرمن اندر دشت بگذاورم      کہ ترسم چوں بخشم کس طہرزم خوشہ چیں گوید

لغت : گذاور : چھوٹی ہے، بچ جاتا ہے۔۔۔ بگذاورم : چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ بخشم : بخشہ میں بخشاؤں۔۔۔ طہرزم : تجھے طرے۔۔۔

ترجمہ : بجلی میرے کھلیں سے جو کچھ چھوڑتی ہے لیکن جو چھوٹنے سے بچ جاتا ہے اسے میں جنگل یا کھیت ہی میں چھوڑ کر آتا ہوں کیونکہ مجھے اس بات کا شہ ہو گیا ہے کہ اگر میں یہ توڑی دیں گی ہوتی فصل انگاروں کو کوئی مجھے طرے خوشہ میں نہ کہنے لگے بقول صلی مرحوم : جین جب ہستی کا اصل سرمایہ لٹ جاتا تو ہائی ہاتھ کو سینا ہاتھ عرف کے کر شکان ہے۔



چرا رائدہ غالب را از آں در بر بردے باید کہ راز خلوت شد با گدائے رو نہیں گوید  
 لغت : رائدہ : دھکار دینا لوٹا کر لیا۔ خلوت : تنہائی۔ شد : شکلا ہوا شاد محبوب۔ گدائے رو نہیں : راستے میں بیٹھا ہوا فقیر مسزاد  
 عاشق عاشق۔  
 ترجمہ : غالب کو اس دور سے کہیں دھکار دیا گیا اس میں کیا راز فضا کیا کوئی ایسا ہر دے جو اس شاد خوش کی خلوت کے راز سے اس وہ نہیں  
 گواہ کو آگاہ کر دے۔ راز خلوت بھی ہو سکتا ہے کہ محبوب کے پاس رقیب آیا ہوا ہے اور اس ضرورت میں وہ نہیں چاہتا کہ عاشق اس کے  
 قریب بھی آئے۔ محبوب کو شکلا اور خود کو گدا کہ کر صنعت تشابہ سے کام لیا ہے۔

## غزل # 65

من بہ وفا مدام د رقیب بدر زد نیر لبش انگبین و نیر تمبر زد

لغت : مدام : میں مر گیا۔ بدر زد : نکل گیا بچ گیا۔ تمبر زد : مصری۔

ترجمہ : غالب نے اس ساری غزل کی شرح خود کی ہے لیکن چونکہ یہ شرح طویل ہے اس لئے پہلے اپنا ترجمہ پھر اس شرح کا خلاصہ پیش کیا  
 جاتا ہے۔ میں تو فلاں مر گیا اور رقیب بچ کر نکل گیا۔ محبوب کے قہر سے ہونٹ خند اور آڑھے مصری ہیں۔ یعنی مصری کو باغداد توڑ کر اس  
 سے احتفال کرتے ہیں۔ کبھی مطالع کی عاشق ہے جو بھی مصری پر بیٹھے وہ جب چاہے بے تکلف اڑ جائے اور جو بھی خود پر بیٹھے گی اس کے  
 پر خود میں لپٹ جائیں گے اور وہ مر جائے گی۔ گویا میرے مشوق کے ہونٹ شیرینی میں میرے واسطے خند ہو گئے اور رقیب کے واسطے  
 مصری یعنی وہ ہونٹ کاٹھ لٹا کر بچ کر اور سالم چلا گیا اور میں بچ کر وہیں مر گیا۔

در نقش بین و احوال نفوذش کر بہ سے انگنہ ہم بزخم بگر زد

لغت : احوال نفوذش : اس کا اثر پر مجھ رہا ہوں۔ بزخم بگر زد : بکر کے زخم پر جا لگا۔

ترجمہ : بقول غالب تو میرے مشوق کے شک کو دیکھ اور دیکھ کہ شک کے نفوذ پر کتنا مجھ رہا ہے۔ اگر وہ اس شک کو شراب میں ڈال  
 دیتا ہے تو وہ اس میں نہیں ملتا۔ شراب میں شک ڈالیں تو اس کا اثر جاتا رہتا اور وہ سرکہ بن جاتی ہے اور زخم بکر پر جا لگتا ہے۔ یعنی اگر بے  
 عمل بھی کرے۔ بکنا ہے تو ہوا کام کر رہا ہے۔

کیست در اس خانہ کز خطوط شعاعی مہر نفس ریزہ ہا بہ روزان در زد

ترجمہ : بقول غالب یہ خیال ہے یعنی ایک گھر میں اس کا محبوب بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ کون ہے مگر طریق تھیل بھولائی کر  
 پوچھتا ہے کہ آیا اس گھر میں ایسا کون ہے کہ میری آنکھ نے اپنی سانس کے ٹکڑوں کو روزانہ در پر دے مارا ہے۔ خطوط شعاعی کارونڈاں میں  
 پڑتا اور خطوط شعاعی یعنی شمع کی کرنیں بصورت سانس کے ٹکڑوں کے ظاہر ہے۔

دعوی لو - را بود دلیل بدلی خندہ دندان نما بہ حسن مگر زد

لغت : دلیل بدلی : واضح اور نفوس دلیل۔ خندہ دندان نما : لکھی نہیں دانت نظر آنمی، حکر اہٹ سے چہ کر نہیں۔

ترجمہ : مشوق متوجہ کی حسن پر ہوا اور ہنسا کوئی اس چیز پر ہے جس کو اپنے نزدیک دلیل سمجھ لیتا ہے۔ یعنی میرا مشوق متوجہ پر ہوا  
 گویا اس نے دعوی کیا مگر ہنسا تو میری نہیں۔ اس دعوے کی نفوس دلیل یہ ہے کہ جب وہ ہنسا تو اس کے دانت نظر آئے اور دوسرے ٹکڑوں

میں وہ خوبصورتی اور حسنِ سوچوں میں نہیں جو مشرق کے راجوں میں ہے۔

غیرت پروانہ ہم ہموزا مبارک نالہ چہ آتش بہ بل مرغ سرزد

ترجمہ : میں تو ہوں راتِ عشق میں جلا ہوا، رات کو جو پروانہ ہوا اور کھتا تھا تو مجھ کو اس پر دھک آتا تھا۔ دن کو کوئی ایسا نہ تھا کہ مجھ کو اس پر دھک آوے۔ خواب وہی غیرت وہی دھک جو پروانے پر لگنے شب کو خوابِ دن کو بھی مبارک ہو، یعنی میرے صبح کے بچوں سے مرغِ لیلیٰ پرندہ کے پروں میں آگ لگ گئی اور اچھی سستی اور بے غوری میں میں یہ نہیں جانتا کہ یہ میرے بچے کے سبب ہے۔ مجھ کو اور رات کو اور غصہ نازہ ہو گیا جو رات کو پروانے کو کچ کر کھاتا تھا۔ اب مرغِ سرزد کو کچ کر چڑھوں کہ اسے یہ کون ہے جو میری طرح جلتا ہے۔

لشکر ہو شرم پرزور سے نہ لگتے غمزہ ساقی فحشت راہ نظر زد

فلت : غمزہ : آگہ کا اشارہ، نازدار۔ فحشت : پہلے۔ راہِ نظر زد : نظر کو روچھ لیا۔

ترجمہ : میں ایسا نہ تھا کہ شراب کی تپ نہ لانا اور شراب پی کر بے ہوش ہو جائے مگر کیا کروں کہ پہلے غمزہ ساقی نے لگا کر خوبصورتی مطلوب کر دیا پھر اس پر میں نے شراب پی لی، اگرچہ خودی کی حالت پہلے ہی پیدا ہو چکی تھی اب بظاہر ہوش جلتا رہے۔

زلاں بت نازک چہ جائے دخوی خون است دست دے د دانے کہ اوہ کمر زد

ترجمہ : اس مشق سے کہ وہ بہت نازک ہے، خون کا دعویٰ کیا کریں کہ اس نے مجھے قتل کرنے کا بہانہ کیا اور اس کے لئے اپنا دامن سمیٹا تو اسے وہ صدر پہنچا کہ اس کا ہاتھ ہے اور وہ دامن جو اس نے تمھارے کمر پر باندھا تھا اس سے اس کی کمر کو ایسا چکا : چٹا کہ وہ آپ اپنے دامن پر دو خواہ وہ رہا ہے۔ بس اس سے کوئی خون لایا جاوے کرے۔

برگ طرب سا شہم د بارہ گر فہیم ہرچہ ب طبع زانہ پسندہ سرزد

شاخ چہ بلند گر ارمغان گل آرد ناک چہ نازد اگر صلاے شمر زد

فلت : یہ دونوں شعر قطع بند ہیں۔ برگِ طرب : پیش و سرت کا سلاخان۔ ارمغان : خند۔ ناک : انگوڑی کی تیل۔۔۔ چہ نازد : کیا ناز کرے۔۔۔ چہ بلند : کیا چڑھنے لگے۔۔۔ سرزد : ظاہر ہوا۔

ترجمہ : جو کہہ لگی زبان کی طبیعت سے جو حق ظاہر ہوا اسے ہم نے اپنے پیش و سرت کا سلاخان بنالیا۔ یعنی انگوڑی سے شراب پھلی۔ اگر شاخ اس بات پر اترتی ہے کہ اس نے پھول کا عقدہ دے تو اس میں اترانے کی کیا بات ہے، اسی طرح انگوڑی کی تیل نے اگر پھل کی دعوت دی ہے یعنی انگوڑی دے تو یہ کسی کوئی غریب بات نہیں۔ مطلب یہ کہ یہ پھل اور پھول وغیرہ سب جانست ہیں جو قدرتی طور پر زمین میں پودوں کی شکل پا کر باہر ظاہر ہوتی ہیں۔ شاخ کو کیا فکر کہ پھول میں کیا غریبی ہے، اسی طرح ناک کو انگوڑی کی غریبی کا علم نہیں۔ گویا انسان نے اپنے زورِ عقل سے انگوڑی کی شراب پھلی اور پھول کو ہر پردہ تک میں اپنے کام میں لایا۔

کام نہ بخشیدہ ای گنہ چہ شامی غالب مسکین بہ التفاتِ نیرزد

فلت : کام نہ بخشیدہ ای : تو نے آرزو نہ کی۔۔۔ چہ شامی : کیا گنہ رہا ہے۔۔۔ بہ التفاتِ نیرزد : میری توجہ یا التفاد و ملاحظت کے لائق نہیں۔

ترجمہ : یہ کشتیاں اپنے پودوں کو سے کہتا ہے کہ جب اس عالم میں تو نے میری دلوں دی اور میری خواہشیں پوری نہ کیں تو میں اب مطمئن ہوا کہ میں لائقِ التفات نہ تھا۔ پس جب میں لائقِ توجہ نہیں تو اب عالمِ حقیقی میں میرے گناہوں کا مواخذہ کیا ضروری ہے۔ جب ہمارے مطالب آپ نے ہم کو نہ دیئے تو ہمارے معاشی کو بھی شمار نہ کیجئے، ہم میں التفات کی اراش ہی نہیں ہے۔

## غزل # 66

غم من از نفس پند گو چه کم گردد      بر آتش چو گل و لاله باد دم گردد  
 لغت : نفس : سانس، مراد صیحت۔۔۔ پند گو : ناخ، صیحت کرنے والا۔۔۔ باد دم گردد : ہوا پھونک رہی جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : ناخ کی نصیحتوں سے میرا غم کیا کم ہو گا جس تو گل و لاله کی طرح آگ ہے ہونا آگ میں جل رہا ہوں اور ہوا میرے لئے پھونک رہی ہے۔ ہوا پھانک ہے تو گلاب اور لالہ کے شرع پھول کھل اٹھتے ہیں۔ لہذا یہ عرقی گویا آگ ہے جس میں وہ جل رہے ہیں۔ پھونک مارنے سے آگ میں تیزی آجاتی ہے۔ گویا ناخ کی نصیحتوں سے عاشق کی آتش غم کو ہونے کی بجائے اور بھڑک اٹھتی ہے۔

بدایں معاملہ او بے دماغ و من بیدل      خوش آنکہ معذرتے صرف ہر ستم گردد  
 لغت : بے دماغ : بے ہنار، بے پرواہ۔۔۔ بیدل : مراد عاشق جو غم کا شکار ہو۔۔۔ معذرت : معافی چاہنا۔۔۔

ترجمہ : ہم دونوں کا کچھ عجیب معاملہ ہے وہ فحشا رہے پروردار میں ہوں غمزہ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کے ہر قسم میں ایک معذرت کر لوں۔ یعنی اپنی بے نیازی کے باعث محبوب اپنے ستموں پر کیونکہ اعتبار انہوں سے دعا مست کرے گا اس لئے عاشق اگر معذرت کرنے لگے تو مناسب ہو گا۔

تراختے مست کہ بروے من، خشک باشد      مرادے مست کہ دروے نشاط، غم گردد  
 لغت : تراختے : تھکے، ایک ایسا جسم۔۔۔ خشک : خش، سوکھی گھاس، خشک۔۔۔ من : چٹیلی کا پھول۔۔۔

ترجمہ : میرا جسم ایک ایسا جسم ہے جس پر چٹیلی کا پھول بھی خش و کھالی رہتا ہے اور میرا دل ایسا ہے کہ اس میں آگلی ہوئی مسرت و شادمانی بھی غم میں بدل جاتی ہے۔ محبوب کے صحن جسم کو کتنا شادی دل کشی اور اپنی فہم نہ دیتی کا اعتبار کیا ہے۔

نہ ماندہ لب، غمش، خاطر رقیب بگو      کسے چہ در پے صید گستہ دم گردد  
 لغت : لب : لب، غمش : غم برداشت کرنے کی صفت۔۔۔ خاطر رقیب بگو : رقیب کا دل نہ کھلے۔۔۔ صید گستہ دم : ایسا شکار جو شکاری کے خوف سے سر پہ دوڑے اور دوڑتے دوڑتے اس کا سانس ٹوٹ جائے اور اس کو خود بخود میدانے سے چھوڑ دے۔۔۔

ترجمہ : رقیب میں غم حلق برداشت کرنے کی اب طاقت نہیں رہی، اس لئے تو اس کا دل کھلنے کی کوشش نہ کر۔ کھلانے والے ہوئے سانس والے شکار کے پیچھے کوئی کیا جائے۔ یعنی اس کا پیچھا نہیں کرنا۔ گویا رقیب اس حالت میں ٹوٹے ہوئے سانس والا شکار ہے اور محبوب شکاری اور پیچھا کرنا گویا دل کھلا ہے۔

ز ذوق گریہ پر ستم دل و توی گری      نگہ مبارک ز بار سرشک غم گردد  
 لغت : ز : پر ستم دل : دل پر ستم، مراد دل بھرا ہوا ہے۔۔۔ مبارک : کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔ سرشک : آنسو۔۔۔

ترجمہ : میرا دل ذوق گریہ سے بے پرواہ تو کیجیے رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے آنسوؤں کے بوجھ سے تجری نگاہ جک جائے۔ مطلب یہ کہ عاشق اور محبوب آمنے سامنے ٹھکے ہیں۔ عاشق کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس کے اندر آنسوؤں کا طوفان ابھر رہا ہے، جس کی وجہ سے اسے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ اگر آنسو بہا کر ہلک چلے تو وہ محبوب کے دیدار سے کما حقہ لطف اندوز نہ ہو سکے گا۔

بدیں قدر کہ لے تر کنی و من بکلم      ترا ز بارہ نوشین چہ مایہ کم گردد  
 لغت : بدیں قدر : اس قدر اس حد تک۔۔۔ بکلم : بکلم، میں چوں۔۔۔ بارہ نوشین : مایہ یا خالص شراب۔۔۔

ترجمہ : اگر تو شراب سے اپنے ہونٹوں کو کسی قدر ڈکڑے اور میں اقبیس پس لیں تو اس خالص شراب سے جو کیا کم ہو جائے گا یعنی حیرا کیا بکڑ جائے گا۔ محبوب اگر شراب سے صرف ہونٹ ڈکڑے تو عاشق کا طبع ہو خوں اور شراب سے دردلا ہو جائے گا۔

پہ غصہ راضیہ اما بہ دشمنہ دریاہی دے کہ سینہ و ناخن ہلاک ہم گردو  
لغت : غصہ : شدید عھنی، دیکھ تکلیف۔ راضیہ : میں راضی ہوں۔ دریاہی : تو جان لے گا۔ دے کہ : اس وقت۔ ہلاک ہم گردو : ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں۔

ترجمہ : میں درد و غم پر راضی ہوں لیکن جب تو ٹھنڈے پائے یا میرے سینے میں گھونپ دے تو تجھے پاپے گا کہ میرا سینہ اور میرے ناخن دونوں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یعنی غم و اندوہ کے باعث ناخن، سینے کی جھل سے جل رہے ہیں اور سینہ ناخنوں کی خراش سے ہلاک ہو رہا ہے۔

رسیدہ ایم۔ بہ کوئے تو، جائے آں دارد کہ عمر صرف زمیں یوی قدم گردو  
لغت : رسیدہ ایم : ہم آپہنچے ہیں۔ جائے آں دارد : مناسب یہ ہے۔

ترجمہ : ہم تیرے کوئے میں آپہنچے ہیں، اب یہی مناسب ہے کہ ہماری خراسی میں بسر ہو کہ ہمارے قدم تیرے کوئے کی زمیں کو چومے رہیں۔ یعنی عاشق کے لئے کوئے محبوب کی زمیں کو چومنا بہت بڑی خوش قسمتی اور مسرت و شگفتگی کی بات ہے، اسی لئے وہ ساری خراسی کلام میں گزارنے کا خواہاں ہے۔

تو پا بہ چشمن من کردہ خاکی و ترسم کہ خاک پائے تو تاج سر قسم گردو  
لغت : چشمن : پوچھ بچھ، مزاج پر سی۔ پا کردہ خاکی : زمت اعلیٰ، چل کر آیا۔

ترجمہ : تو میری حال پر سی کے لئے چل کر آیا ہے اور میں اس خدشے سے دوچار ہوں کہ تیرے پاؤں کی خاک، یعنی قدموں کے نشان کہیں کسی کے سر کا تاج بن نہ جائے۔ یعنی عاشق اس دفعہ کا خیال ہے کہ کل لوگ قدموں کے ان نشانوں کی قسم کھایا کریں گے کہ یہ اس محبوب کے ہیں جس نے اپنے آئروہ خاطر عاشق کی چشمن کے لئے زمت اعلیٰ تھی۔

سبک سری ست بہ در یوزہ طرب رفتن خوشا دلے کہ بہ امدود مختتم گردو  
لغت : سبک سری : ہلاکین، دولت و سولگی۔ در یوزہ : بیکہ۔ مختتم : عزت و شہرت والا۔

ترجمہ : خوشی و مسرت کی بیکہ اچھے کے لئے چلتا سرا سر سولگی کا باعث ہے۔ وہ دل بڑا مبارک یا خوش ہے جس کے نزدیک غم و اندوہ عزت و شہرت کا باعث ہے۔ یعنی خوشی کی خاطر کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے والے شخص کی نسبت غم و اندوہ برداشت کر لینے والا انسان ایک باعزت انسان ہے۔

رے کہ در نظر ستم بہ جلوہ گل پاشد تھے کہ در جگر ستم بہ دیدہ غم گردو  
لغت : در نظر ستم : در نظر ستم، میری نظر میں ہے۔ گل پاشد : پھول پھڑک رہا ہے۔ تھے کہ : وہ آگ جو۔ در جگر ستم : در جگر ستم، میرے جگر میں ہے۔

ترجمہ : وہ جو میری نظر میں ہے وہ اپنے جلوے سے پھول کھیر رہا ہے اور وہ آگ جو میرے جگر میں ہے وہ میری آنکھوں میں آکر لی یعنی آنسو بن جاتی ہے۔ جو یعنی محبوب کا سینہ وہ گھل چو ہے اور جگر کی آگ سے مواد حق کے باعث آتش غم ہے۔

گرفتہ خاطر غالب ز بند و اعیانش براں سر است کہ آوارہ عجم گردو

نعت : گرفتہ خاطر: دل گرفتہ ہو گیا ہے۔ اول نکلیا ہے۔ ایمان: اس کے ایمان یعنی سرکردہ لوگ۔

ترجمہ : غالب ہندو اور اس کے سرکردہ لوگوں سے دل گرفتہ ہو گیا ہے اب وہ یہ ارادے رکھ رہا ہے کہ یہاں سے ہر ان جانکر آوارہ گردی کرے۔ اس دل گرفتہ کا باعث بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شاعری، بالخصوص فارسی شاعری کی ہند میں کوئی قدر نہیں ہوئی۔ ممکن ہے ہر ان ہندو اس کی قدر کریں۔

## غزل # 67

بیدل نخل اور دل پہ بت خلیہ سو داو      گوئی نگر گل دل کہ زمین بدو بدو داو  
نعت : اور اگر۔ خلیہ سو: خوشبودار یا حیرت انگیز دلوں والا۔

ترجمہ : اگر اس محبوب نے کسی حیرت انگیز دلوں والے کو دل دیا ہے تو وہ بیدل نہیں ہوا۔ یعنی اس پر عاشقوں والی بیدلی طاری نہیں ہوئی۔ یوں لگتا ہے کہ وہ دل جو اس نے اس اپنے محبوب کو دیا ہے وہ دراصل اس کا اپنا نہیں بلکہ وہ دل تھا جو اس نے مجھ سے اڑایا تھا۔ محبوب کسی اور زمین پر عاشق ہو گیا ہے لیکن اس کے اپنے عاشق کے مطابق وہ عشق کرنا ہی نہیں جانتا۔

خست است دل غیر و گر از ننگ نہ گوئی      ہر شستن مژگن تو گوید کہ چہ رو داو  
نعت : ہر شستن مژگن: ہلکیں پلٹے آنکھوں کا پھر جانا۔ چہ روداد: کیا واقعہ ہوا۔

ترجمہ : رقیب کا دل خست ہے اور اگر تو شرم کی بنا پر یہ بات کہنے سے گھبرا آئے تو میری ہلکیں کا پلٹنا یا آنکھوں کا پھر جانا رہا ہے کہ کیا واقعہ ہوا کیا صورت حال تھی۔ یعنی محبوب نے رقیب پر نظریں ڈالیں۔ اس نے اپنی خست دلی کے باعث ان کا اثر لیا جس پر محبوب شرمسار ہو گیا اور اب اس کی آنکھیں اس صورت حال کی فحاشی کر رہی ہیں۔

شائستہ ہمیں ما و تو بودیم کہ تقدیر      مارا سخن نفز و ترا روے نگو داو  
نعت : شائستہ: مناسب، لائق، سوزوں۔ ہمیں: میں، مرادو:۔ سخن نفز: خوش گویا، اچھی شاعری۔

ترجمہ : تقدیر کے نزدیک فقط ہم دونوں ہی اس دنیا میں اس بات کے لائق تھے کہ اس نے ہمیں سخن نفز سے اور تجھے حسین و دل بخش چہرے سے نوازا۔ گویا شاعری، سخن کا حسن، فطری اور محبوب کا حسن ظاہری حسن ہوا۔ اس حسن کی بدولت تجھے کے لئے خداوند نے شاعری بخشی کی۔

ساقی دگر ہم بدو پہ بھٹانہ زمسجد سے یک دو قدح بود و فرہیم پہ سبو داو  
نعت : دگر ہم بدو: تجھے پہلے کیا۔ فرہیم دو: تجھے فریب دیا۔ سبو: سراپی۔

ترجمہ : ساقی تجھے پھر مسجد سے بھٹانے میں لے گیا۔ اس نے تجھے یہ پتھر دیا کہ وہاں بھٹانے میں شراب کی سراپی بھری پی پی ہے یا سراپیاں بھری پی پی ہیں، جبکہ وہاں پہنچنے پر پتھر دیا کہ شراب کے صرف دو ایک ہی جام تھے۔ گویا شاعر کو بھٹانے میں بھی اس کے عرف یا خواہش کے مطابق شراب نہ ملی۔

ہر خیز کہ دل جوئی من بر تو حرام است      اے آں کہ نہ دانی خبرم ز آں سر کو داو  
نعت : ہر خیز: ہر چیز، اٹھ اٹھ جا۔ ز آں سر کو: اس جیٹی محبوب کے کوسے کی۔

ترجمہ : تو یہاں سے اٹھ جا میری دل بدلتی کرنا کچھ پر حرام ہے۔ تو تو وہ ہے کہ جس نے اس کو سچے کے بارے میں کچھ کوئی بات ہی نہیں کہی، میں تانا۔ مانتا اپنے ہاں کر سے قاطب ہے۔ مطلب یہ کہ اگر چاہو کہ کو مانتے سے کوئی بد روی ہوئی تو محبوب کے کو سچے کی ضرور کوئی خبر آئے۔

ترجمہ : سلامہ دلی داد کہ چوں دید بہ خواہم ترسید خود و مرده مرگم بہ عدد دلو لغت : داد : قیود۔ ترسید خود : وہ آپ تو ڈر گیا۔ مرده مرگم : میری موت کی خوش خبری۔

ترجمہ : محبوب کے اس بوجھ کے ہاتھوں فریاد ہے کہ جب اس نے مجھے سوا ہوا دیکھا تو خود تو ڈر گیا لیکن رقیب کو اس نے میری موت کی خوش خبری باطلی۔ جبر میں مانتے کے لئے سونا لیکن نہیں اسی بنا پر محبوب نے اسے مرده سمجھ لیا اور ڈر گیا لیکن یہ جو رقیب کو خوش خبری باطلی تو یہ اس کی حتم غریبی کی غلامی کرتا ہے۔

ترجمہ : حسن تو بہ سلتی گری آئیں نہ شامد مست آمد ویک بار دو ساغر ز دو سو دلو لغت : نہ شامد : نہیں پہچان پانچ نہیں۔ زو سو دلو : دو طرف سے دیا۔

ترجمہ : تیرا حسن سلتی گری کے آداب سے آگاہ پایا نہ نہیں ہے۔ وہ (حسن) صفتی کے عالم میں آیا اور ایک ہی وقت میں اس نے دو ساغر دونوں طرف سے دے دیئے، پادریئے، پھٹنے یا شراب کی محفل میں سلتی ہر ایک بخوار کو اس کی پہاڑی پر ایک ایک جام دیتا ہے اور یہ دور ایک ہی طرف سے چلتا ہے۔ اس حوالے سے محبوب کے حسن کا اور طرف سے جام دینے کا مطلب ہے کہ اس کی دلکشی نے سب کو مست کر دیا۔

ترجمہ : در گشتم و آرم ازاں روے نگو یاد دز دوزخم و خواہم ازاں سندی خود دلو لغت : آرم یاد : یاد کرنا ہوں۔ سندی خود : طبیعت کی کھلی و جبری۔ دلو : آئین، حسین۔

ترجمہ : میں جب گشتم میں ہوں تو اس صلیں چہرے کو یاد کرنا ہوں اور جب نیت کے دوزخ میں جتا ہوں تو اس محبوب کی سندی خودی ہے اور قاطب ہوتا ہوں۔ گشتم کے حوالے سے دے دے گواہ اور دوزخ کے حوالے سے سندی خودی کی بات کی ہے۔

ترجمہ : گفتن سخن از پایہ غالب نہ ز ہوش است امروز کہ مستم خبرے خواہم ازو دلو لغت : پایہ : مرتبہ مقام۔

ترجمہ : غالب کا مقام و مرتبہ ایسا ہے کہ ہوش کی حالت میں اس پر بات نہیں کی جاسکتی۔ آج میں مست ہوں اس کے بارے میں کچھ بھلاؤ گا۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ شاعری میں مقام اعلیٰ ہے کہ بتانے والے کے ہوش اڑ سکتے ہیں۔

## غزل # 68

ترجمہ : نیم جیس پہ درش آستل بگردانہ شینش پہ سر رہ محل بگردانہ لغت : نیم : نیم، میں رکھوں۔ درش : اس کا گردانہ۔ آستل بگردانہ : دلچسپ چمکے گا اور چمکے کرتا ہے۔ محل بگردانہ : باگ سوزا کرتا ہے یعنی شمع جل جلتا ہے۔

ترجمہ : میں اس کے گردانے پر چمکتی رکھوں تو وہ اپنی چمکے گا اور چمکے کرتا ہے اور اس کے راستے میں بیٹھوں تو وہ کھڑے

کی لگام سوز لیتا ہے یعنی اپنا رخ بدل لیتا ہے یا مڑ جاتا ہے۔ محبوب کی راستی ہے الفت کی بات ہے۔

اگر شفاعت من در قصورش گذرد بہ بزم انس و رخ از ہواں بگرواند

لغت : شفاعت : گناہوں یا غلطیوں کی معافی کی سفارش۔۔۔ در قصورش گذرد : اس کے قصور میں آجائے۔۔

ترجمہ : اگر اس کے قصور میں بھی یہ بات آجائے کہ اس کا کوئی گہم اس سے میری سفارش کرے گا تو وہ بزم انس یعنی محفل نعت میں اپنے ہواں سے رخ سوز لیتا ہے۔

بہ بزم باور بہ نسائی گری از وچہ عجب کہ بجز صومعہ را در میاں بگرواند

ترجمہ : بزم باور میں اگر وہ نسائی گری کا فریضہ انجام دے رہا ہو تو کوئی عجب کی بات نہ ہوگی اگر وہ بجز صومعہ کو اس محفل میں گھومتا ہے۔ یعنی بجز صومعہ کسی شخصیت سے بخت و ابرو کی خدمت کرے۔

اگر نہ مائل بوس لب خود است چرا بہ لب چہ تشنہ ما دم زباں بگرواند

ترجمہ : اگر وہ اپنے ہونٹوں کا بوسہ لینے پر آمادہ نہیں یا اپنے نہیں چاہتا تو پھر کس لیے بوسہ کی طرح ہونٹوں پر زباں بکھیر رہا ہے۔ یعنی اسے خود اپنے ہونٹوں کی لذت کا احساس ہے۔

بہ بند دام بلاے تو صومعہ را گردوں تا بہ گرد سر آشیای بگرواند

لغت : صومعہ : عموماً چڑیا سے پرانے جس کی لمبی دم ہر وقت تیزی سے ہلکی رہتی ہے۔۔

ترجمہ : آسمان تیری مسیحتوں کے جال میں پھنسے ہوئے صومے کو دیکھ کر کہہ گا آشیائے کے گرد گھمرا ہے۔ یہ صومے کا تھکا کر آتا ہے اظہار یہ مسموم ہوتا ہے کہ تم اس کے تھکا کے لیے آشیائے کے گرد گھوم رہا ہے، لیکن حقیقت میں کہتا یہ قصود ہے کہ وہ بھی محبوب کے اس دام بایا دام نکتہ میں اسیر ہونے کا آرزو مند ہے۔

چو غمزہ تو فسون اثر فرو خواند بلاے راہ زن از کارواں بگرواند

لغت : فرو خواند : چڑھتا ہے، چھوٹتا ہے۔۔۔ راہ زن : خیرہ، ڈاکو۔۔

ترجمہ : جب جہرا غمزہ اثر کا ہند پھر نکلتا ہے تو قافے والوں کے سر سے راہزن کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ یعنی محبوب کے غمزہ و دعا میں واقعی دکھائی ہے کہ رہزن اس سے حذر ہو کر قافے کو ٹونے کی جرات نہیں کرتا۔

بہار را ز رخت تپچہ رنگ در نظر است کہ دمدم ورق ارغواں بگرواند

ترجمہ : موسم بہار کی نظر میں جیسے بہار کا کون سا رنگ ہے یعنی کون سا رنگ اسے پسند ہے کہ وہ ہر لمحہ رخ و رنگ پلٹ رہا ہے۔ ارغواں : رخ رنگ کا ایک پھول بھی ہے۔ رخ و رنگ پلٹنا بہار کی پہلی بذلتی رنگینیاں اور آواز کی طرف اشارہ ہے۔ اس صورت میں اگر موسم بہار محبوب کے ہرے کانوں کی رنگ اپنا لپٹا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے مقابلے میں محبوب کے شبنم کی بازی رو دکھائی نہیں دیتا ہے۔

توبال از غلہ خار و شگری کہ سپر سر حسین علی \* برستان بگرواند

لغت : توبال : قزاق کہ لٹا ہوا ہے۔۔۔ غلہ خار : کانٹے کی ٹوک۔ حسین علی : یعنی حسین ابن علیؑ میں کانٹے کے لیے منافات ہے یہ منافات اپنی کلماتی ہے۔۔

ترجمہ : تجھے ایک کانٹے کی ٹوک زرا بھی ہے تو تو ادا کرنے لگا ہے، تو یہ نہیں دیکھتا کہ نیزہ تو حضرت علیؑ کے بیٹے امام حسینؑ کا سر و خیرے کی ٹوک پر رکھ کر گھمرا ہے۔ دائرہ کرنا کی صحیح سے استعمال کیا ہے۔

ہو، پہ شادی و اندوہ دل منہ کہ قضا چو قرعہ بر نعل احتفال بگواند  
مزید را پہ بساط خلیفہ نشانند کلیم را پہ لباس شبان بگواند

لغت : ہمد : جا۔۔ شادی و خوشی، مسرت۔۔ دل منہ : دل نہ لگا۔۔ بر نعل احتفال : آزمائش کے طور پر۔۔ شبان : گزرا۔۔

ترجمہ : دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ ہاورد و نیای ٹوہیں اور غصوں پر توجہ نہ کر کیونکہ قصا و قد و جب آزمائش کے طور پر قرعہ نعل حملائی یعنی قرعہ اندازی کرتی ہے تو مزید کو خلافت کی گوی پر شادی ہے اور کلیم حضرت موسیٰ کو گزرا دیں کے لباس میں بگوانی ہے۔ مزید کو سولہ نے دستور کے خلاف اپنا جانشین یعنی خلیفہ عالم تھا جس پر حضرت امام حسینؑ نے احتجاج کیا اور پھر واقعہ کربلا پیش آیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے سر حضرت شعیبؑ کی خدمت گزرا دیں کر کی یعنی ان کے بھینڑوں کے گنگے کی رکھوالی کیا کرتے تھے۔

اگر پہ بلغ ز قلم سخن رود غالب نسیم روے گل از باغبان بگواند

لغت : ز قلم : میرے قلم کے بارے میں۔۔ سخن : روز، بات، چلنے، بات ہو۔۔

ترجمہ : اے غالب اگر بلغ میں میرے قلم کے بارے میں بات چلے تو بہ نسیم پھولوں کا دلخ باغبان سے پھیرے۔ یعنی میرے قلم کے بارے میں دھمیں اٹھانے لگتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں پھولوں کو اپنی ساری دھمیں و آذکی بھول جائے۔ باغبان سے رخ پھیرنے سے مراد پھولوں کا اس دھمیں اٹھانے خود کو کمتر سمجھنے ہوئے ٹھہرنا ہے۔

## غزل 69

چو زہ پہ قصد نفل بر کمال بجناند چہ ز رشک دلم تا نفل بجناند

لغت : زہ : کمان کا پل جس میں تیر کا کرکٹ لگایا جاتا ہے۔۔ بجناند : وہ بلا آتا ہے۔۔ چہ : ترقی ہے۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب نکلنے لگے کہ دل سے سے کمان پر نہ کولا آتا ہے تو سہرا دل رشک کے بارے میں ترقی شروع ہو جاتا ہے تاکہ وہ نکلے جاوے۔ یعنی عاشق کی خواہش ہے کہ محبوب اسے اپنے تیر کا نکلنے دے، چنانچہ جب وہ اسے کسی اور طرف نکلے دیتا ہے تو رشک کر اس کا وہ نکلنے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

وہا کد ام وچہ دشنام، تھکے غنیم بکام ہست زباں چوں زباں بجناند

لغت : کد ام : کون سی، کیسی۔۔ دشنام : گلی۔۔ بکام ہست : ہماری آرزو کے مطابق۔۔ کام : ملن کو بھی کہتے ہیں چنانچہ زبان کے حوالے سے قطع کام میں ایسا ہے۔۔

ترجمہ : وہا کیسی اور کمال کی دشنام، ام تو اس کی طرف سے بات کے بجائے ہیں، چنانچہ جب وہ زبان بلا آتا ہے تو اس کا یہ بلا نا زبان کی حرکت ہماری آرزو کے مطابق ہو آتا ہے۔ عاشق کو وہا بکلی سے کوئی غرض نہیں وہ تو محبوب کو بولتے دیکھنا چاہتا ہے طو اس کا بلا نا کمال کی صورت میں ہو یا وہا کی صورت میں۔

ز قلم غیر چہ خواہد گرش غرض شغل است گو بلہو سرم بر سناں بجناند

لغت : گرش : اگر اسے اس کی۔۔ بلہو : سرم کے طور پر۔۔



ترجمہ : رقیب کو قتل کرنے سے اس کا کیا مقصد ہے۔ اگر وہ محض قتل اور تفریح کے طور پر اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی تفریح کی خاطر اسے قتل کرنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ اس کی تفریح کے لئے عاشق ہی کا سر مناسب ہے۔ اس موضوع پر امیر خسرو کا شعر خوب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دشمن کے مقتول میں تیری تمنا سے ہلاک ہونا نہ ہو۔ دوستوں کا سر سلامت رہے تاکہ تو ہجرت آنا نہ کرے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغیت سر دوستان سلامت کہ تو نسیخ آزدانی

ز غیر نیست دشمن است کش مجاہد لدا کہ لب بہ زمزمہ الامان بجناب

نعت : کش کہ اس کہ اسے۔ الامان : پناہ ہے۔ خدا کی پناہ۔

ترجمہ : یہ جو رقیب نے الامان الامان پکارنے کے لئے اپنے ہونٹ نہیں ہائے تو یہ اس کے خبہ کا کمال نہیں ہے۔ یہ تو تمہارا دشمن ہے جس نے اس میں اس کی صحت و جرات پر یقین نہ کیا۔ یعنی رقیب اگر محبوب کے جوہر و دم پر وارے نہیں کرتا الامان نہیں پکارتا تو یہ درحقیقت محبوب کے دشمن کا دم ہے جو اس پر چلایا ہوا ہے اور اسی لئے وہ خبہ کے ہوئے۔

بناہ ذوق سماع از تو چشم نخواست داشت اگر بہ جنبش سر آسماں بجناب

نعت : چشم نخواست : توقع نہیں کی جا سکتی۔ جنبش : حرکت رفت۔ سر : سر۔ حرکت میں نخواست کے معنی میں ہے۔

ترجمہ : اگر ہمارا دل و فہم اپنی رفت نخواست سے آسمان کو ہلا دے تو ہمارے لیکن تھو سے اس بار و فردا کے سنے کے ذوق کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ مطلب یہ کہ ہمارے دل میں جلی آثار ہے کہ وہ آسمان کو بھی ہلا سکتا ہے لیکن محبوب کی اختلائی بے غازی اس کا کوئی اثر نہیں لیتی۔

کہ رفت از در زنداں کہ بے قراری من کلید در بہ کف پاساں بجناب

نعت : کہ : کوں۔ زنداں : قید خانہ۔ کلید : کچی۔ پاساں : چوکیدار، پیرے دار اور رہن۔

ترجمہ : قید خانے کے دروازے سے کوں گذر رہے کہ میری بے قراری کے باعث زنداں کے درہن کے ہاتھ میں دروازے کی کچی بٹھے گئی ہے۔ گویا کوں سے مولا خود عاشق ہے جو زنداں میں جانے کے لئے بے تپ ہے اور اس کی یہ بے قلبی درہن پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

بہ خافتہ چہ کند تا پری و شے کہ بہ باغ ز غمزاں خوں بہ رگ ارغواں بجناب

نعت : پری و شے : کوئی پری کے ہرے جیسے حسین۔ ارغواں : مرغ رنگ کا پنچل۔ چہ کند : کیا کرے۔ یعنی کیا کچھ نہ کرے۔ کیا قیامت نہ ڈھائے۔

ترجمہ : ہر پری و شے باغ میں جا کر اپنی ناز و نغمے دہلی بگھوں سے ارغواں کی رنگوں میں خون کی لہر دوڑاتا ہے۔ اگر وہ خافتہ میں چلا جائے تو وہاں کیا قیامت نہ ڈھائے گا۔ ارغواں قدرتی طور پر مرغ رنگ کا ہے۔ شاعر نے یہ طبع پیدا کی ہے کہ محبوب کی شرم بگھوں نے اس کی رنگوں میں خون کی لہر دوڑادی ہے۔ اس لحاظ سے یہ صنعت حسن تعلیل کا شعر ہے۔

پسر از رخ نداشت تو شرمش باد کہ نکس باد در آب رواں بجناب

نعت : نداشت : نہ دھلا نہ دھوا ہوا۔ شرمش باد : اے شرم آئے، آئی جا ہے۔

ترجمہ : آسمان کو جو جتنے ہوئے پانی میں چاند کے عکس کو ہلا رہا ہے، تیرے ان دھلے ہرے سے شرم آئی جا ہے۔ پانی میں چاند کا عکس پڑتا ہے تو پانی کی روانی کے سبب وہ جتا رہتا ہے۔ آسمان نے اس عکس کو گویا لٹکایا کیا ہے، جب کہ شاعر کے مطابق چاند کے اس دھلے ہوئے ہرے کے مقابلے میں محبوب کا آن دھلا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ تو آسمان نے ایسا کر کے محبوب کے دشمن کو جو غرور انداز کیا ہے تو یہ اس کے لئے باعث شرم ہے۔

جنوں بے خبری زانکہ جس پر در تو نہ سوراہم چنل کاسل بجنباہ

نعت : جبر : پیشانی۔ ذ سورہ لم : ہم نے نہیں دگری ہے نہیں کھائی ہے ہاتھ نہیں دگر۔

ترجمہ : ابھی تو اس بات سے بے خبر ہے کہ ہم نے قبر پر اس انداز میں اس شدت سے ہاتھ نہیں دگری کہ جس سے تھرا آجیل دلیز ال کے وہ جائے۔ جس ہے اس احساس کی وجہ سے اس طرح نہیں جلتی نہ کی ہو کہ محبوب کو کہیں تکلیف نہ پہنچے۔

نعت : ام بہ وہ دوست، پر تو دوست، مباد کہ کس بمن رسد و ناگس بجنباہ

نعت : پڑ دوست : دوست سے بھرا ہوا یعنی اس کے خیال میں پوری طرح کھرا ہوا، ذوا ہوا۔

ترجمہ : میں دوست کے راستے میں اس کے قصور میں پوری طرح کھرا ہوا بیٹھا ہوں۔ خدا نہ کرے کہ کوئی میرے قریب پہنچ کر مجھے ہا دے۔ یعنی عاشق دوست کی یاد میں انداز ہوا ہے کہ اسے اڑے کہ کوئی اسے ہا کر اس کی یہ محبت غم نہ کر دے۔

خبر ز حال امیران بلخ چوں نبود مرا کہ چیدن رام آشیان بجنباہ

نعت : چیدن رام : جال بچھا۔

ترجمہ : مجھے املا امیران بلخ کی حالت کی خبر کیونکر نہ ہو گی کہ میرا تو آشیان ہل بچھانے پر ہی ملال تھا ہے۔ یعنی جس پر میرے لا آشیان میرا کے جال بچھانے پر ہی مجھے گئے وہ امیران بلخ کی حالت سے کیونکر بے غرور حنا ہونے بغیر نہ سکا ہے۔

جنون ساختہ دارم چہ خوش بود غالب کہ دوست سلسلہ احوال بجنباہ

نعت : جنون ساختہ : بھڑکی جنون یعنی جو ظاہری ہو اور اس میں اصل کیفیت نہ ہو۔۔۔ سلسلہ : زنجیر۔

ترجمہ : اے غالب میرا جنون بھڑکی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ دوست آنا کس کی زنجیر بگاڑے۔ یعنی وہ اس سلسلے میں میری آسائش کرنے لگے اور میں میرا جنون اصل صورت اختیار کر لے۔

## غزل # 70

تینخت ز فرق تپہ گلویم رسیدہ ہا شوقی زحد گذشت زباہم بریدہ ہا

نعت : تینخت : تیری تھوہ۔۔ فرق : سر۔۔ گلویم : میرا گلا، منہ۔۔۔ بریدہ ہا : خدا کے کٹ جانے، کٹ جانے۔۔۔

ترجمہ : کاتنگے تیری تھوہ میرے سر پر کہ میرے منہ تک پہنچ جائے۔ شوقی حد سے بچہ گی ہے خدا کے میری زبان ہی کٹ جائے۔ یعنی عاشق کی یہ خواہش کہ محبوب کی تھوہ اس کا سر کٹ کر منہ تک پہنچ جائے ایک گستاخی ہے اور محبوب سے گستاخی کرنا ایک ایسی خطا ہے جس کی سزا لگتا ہے۔

گر رفتہ ام زکوے تو آسای زرفتہ ام اپس قصہ از زبان عزیزاں شنیدہ ہا

ترجمہ : اگر میں قبر سے بچا گیا ہوں تو آسائی ہا کون سے نہیں کیا اس سلسلے میں میری داستان میرے عزیزوں سے سنی جائیگی ہے۔ یعنی اس کو بچے سے آئے پر میری ہو حالت ہوئی اس سے یہ عزیز ہی آگاہ ہیں۔

نفری و خود پسند، بہ چشم چہ ی کئی یا رب بدبر بچو توئی آفریدہ ہا

لغت : قزوی : قزوب یعنی حسین ہے۔۔۔ ازرب : بظاہر خدا سے خطاب ہے لیکن یہاں یعنی خدا کرے۔۔۔

ترجمہ : تو حسین و جمیل بھی ہے اور خود پسند بھی۔ خدا کرے کہ دنیا میں تھے سا کوئی اور حسین بھی پیدا ہو جائے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تو کیا کرتا ہے۔ ظاہر ہے دوسرے حسین کی موجودگی میں کون اس کی طرف توجہ کرے گا اور میں اس کی ساری خود پسندی چاہی رہے گی۔

مردان ز راز داری شوقم نجات دلو صدر رنگ لالہ زار ز خاکم دمیدہ بلو

ترجمہ : میرے مرنے نے مجھے میرے شوق کی راز داری سے نجات دلا دی۔ خدا کرے میری خاک سے بیچوں رنگ کے لالہ زار اٹکیں۔  
لالہ سرخ رنگ کاہو کر ہے۔ عاشق نے اپنی عاشقانہ زندگی میں کتنی آرزوئیں کیں جو خون ہو کر وہ گئیں یعنی پوری نہ ہوئیں۔ انہی خون خدا آرزوئیں کے حوالے سے اپنی خاک پر لالہ زار اٹکے کی دعا کی ہے۔ شوق کی راز داری کیا ہے کہ عاشق اپنی نجات کو چھپا کر رہا۔

بروئے دوسوی پر تو بیشش نجات است در عرض شوق دیدہ طلب گار دیدہ بلو

لغت : بیشش : بچائی۔ نجات است : نہ نجات نہیں جگتی ہے۔۔۔

ترجمہ : ہماری بچائی کا کس اس کے چہرے اور ذہنوں پر نہیں چمکانا نہ چمک سکے خدا کرے کہ ہمارے اعداد شوق کے موقع پر ہماری آنکھیں مزہ آنکھوں کی طلب گار ہوں۔ مراد یہ کہ محبوب کے حسن کے نظارے کے لئے یہ وہ آنکھیں ہلائی ہیں۔

آتش بہ خائل زوہ اسے خواست مصرعے کفتم نسیم، گشت بہ گلشن وزیدہ بلو

لغت : آتش بہ خائل زوہ اسے : اپنے گمراہ کو آگ لگانے والے کسی نے، کسی خائل پر ہونے۔۔۔ مصرعے : کوئی محدود چیز ہو جس میں آواز ہوتی ہے، آواز می۔۔۔ نسیم : ہوا نرم ہونے کے جب اس میں آواز نہیں ہوتی۔ وزیدہ بلو : چلتی رہے۔۔۔

ترجمہ : اپنے گمراہ کو جلانے والے کسی شخص نے مصرعی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر یہ نسیم جلی پڑے تو کیا صریح ہے۔ وہ یہ نسیم کو بل نہیں چلتے۔ وہ۔ گویا آواز می سے آگ اور بجڑ کر سب کچھ جلا ڈالے گی۔ یعنی ایک عاشق شوق و جنت میں اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے کہ کتنا چاہتا ہے کہ اسی میں اس کے لئے لطف و کامیابی ہے۔

مرگم امل دہلا کہ از شوق بر خورم ایں شعلہ بچو خوں بہ رگ خس دیدہ بلو

لغت : مرگم : میری موت۔۔۔ امل دہلا : ہٹا دے۔۔۔ بر خورم : پاؤں ماروں۔۔۔ دیدہ بلو : دوڑ جائے۔۔۔

ترجمہ : کاش مجھے موت سے ہٹا دل جائے تاکہ میرا محبوب کے دیدہ اور کاشق پڑا رہا ہو جائے۔ کاش یہ شعلہ خون کی طرح خس کی رگ میں دوڑ جائے۔ خود کو خس کما ہے۔ آتش شوق، عاشق کو تنگی کی طرح جلا دیتی ہے۔ اسی حوالے سے خود کو خس کمال مطلب یہ کہ آتش شوق عاشق کو جلانے کی بجائے اس کے رگ و ریشہ میں زندگی کی لہریں جلائے۔

ذوئے ست ہدی بہ فغان، بگذرم ز رنک خار رہت چاہے عزیزاں غلیدہ بلو

لغت : ہدی بہ فغان : ہمارے فریاد کرنے میں ایک دوسرے کا ہم ہونا۔۔۔ غلیدہ بلو : چھ جائے۔۔۔

ترجمہ : خود فغان میں دوسروں کا میرے ساتھ ہونا بھی ایک لطف کا باعث ہے۔ اس لئے میں رنک سے باز آیا۔ خدا کرے کہ تیرے راستے کا لٹکا اپنے عزیزوں کے ہاتھ میں بھی چھ جائے۔ عاشق کو یہ گوارا نہیں ہو گا کہ کوئی اور بھی اس کے محبوب کے شوق میں جھکا ہو، لیکن بہت سنا کمال کہ خود فغان کرنا لطف دیتا ہے، اس لئے عاشق کی خواہش ہے کہ وہ عزیزوں و حوٹوں کو بھی شوق کا پتلا بنائے، تاکہ اسے اس بات سے بہک سکیں گے کہ اس درد شوق میں اس کے کچھ اور ساقی بھی ہیں۔

چوں دیدہ پاے تلمرم تفتہ کے ست دل خوں شلو و ازین ہر موچکیدہ بلو

لغت : پائے تھرم: میرے سر سے پاؤں تک۔ ٹون شوار: خدا کرے ٹون ہو جائے، کالنگے۔ انہیں ہرمون: ہرمائی کی جڑ سے۔ پکپک: ہلکے پڑے۔

ترجمہ : آنکھوں کی طرح میرا سر پہا بھی کسی کا پانی سا ہے۔ خدا کرے کہ میرا دل ٹون ہو جائے اور میرے ہرمائی کی جڑ سے بنے گئے۔ آنکھوں سے ٹون رہتا ہے، عاشق کی خواہش ہے کہ ٹون صرف آنکھوں ہی سے نہیں، بلکہ اس کے ہر عین سوسے بنے گئے تاکہ اس کا پورا دہود اس سے شرب ہو جائے۔ عشق کی گویا تھما کی بہت ہے۔

غالب شراب قدی ہندم کلب کرد زیں بعد بلاہ ہلے گوارا کشیدہ بلا  
لغت : شراب قدی: شرک سے بنے دلی شراب جو نگوارا ہوتی ہے۔ ہند میں چار ہوتی ہے۔  
ترجمہ : اے غالب ہند کی شراب تو نے مجھے جلا کے رکھ دیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی گوارا شرابیں کشیدہ ہونی چاہئیں بلکہ اچھی بالخصوص انگور کی شراب بنے کوٹے۔

## غزل # 71

پروا اگر از عروہ دوش نکرودن اشب چہ خطر بود کہ سے نوش نکرودن

لغت : عروہ: لڑائی جھگڑا ہنگام۔ دوش: گزری ہوئی کل رات۔  
ترجمہ : کل رات جو ہنگام ہوا تھا اگر اس کی پروا نہیں کی گئی تو آج رات کو نہ ایسا غمزدہ دوش تھا جو شراب نہیں پی گئی۔ بھوہوں کی فصل میں ہنگام ہوا ہو گا اس حال سے یہ کہتا ہے کہ آج کیل دور شراب نہیں چلا۔

در تنج زدن منت بسیار نکلودن ہرودن ہر از دوش و سبکدوش نکرودن

لغت : تنج زدن: تکرار چلانا۔ منت: امن۔ ہرودن: سرے گئے یعنی سرکٹ دیا۔ سبکدوش: چکے ہو جو دیکھ فارغ اہل۔  
ترجمہ : محبوب نے تنج زنی کر کے ہم پر بلا حسیں دھروہ یعنی ہمارا سرفراز کر لیا لیکن ہمیں جوچ سے ہنگام کیا۔ مطلب یہ کہ عاشق کا سر اس کے لئے بہت بڑا ہو جو حقائق محبوب نے تھوڑے سے آثار کر یہ جوچ ہٹا کر دیا۔ لیکن اب اس کے اس امن کا جوچ اس عاشق کے سر پر ہے اسی لئے کہتا ہے ہمیں سبکدوش نہ کیا۔

از تیرگی طرہ شبرنگ نظر ہ پرواز درآں شج ہا گوش نکرودن

لغت : تیرگی: تاریکی، سیاہی۔ طرہ شبرنگ: رات کی طرح سیاہ دھنسی۔ شج ہا گوش: کلاں کی لیلی کی شج، مرہ چمکتی ہوئی ہا گوش۔

ترجمہ : محبوب کی رات ایسی سیاہ دھنوں کے ہماٹ نکلیں اس کی شج ہا گوش پر توجہ نہ کر سکیں۔ محبوب کی سیاہ دھنوں کی دھنکی اور چرسے پر ان کے بھرنے کے سبب مشتاق کی دھنیں ہا گوش کی طرف توجہ نہ ہو سکیں۔ شب اور شج کے اتفاق میں صنعت تھا ہے۔

داغ دل ماشطہ فشان ماندہ بیری ایں شج شب آخر شدہ خاموش نکرودن

لغت : شط فشان ماند: شطے بھرنے دھارہ۔ بیری: بھلیا۔ شج خاموش نکرودن: شج بھلیا نہ گئی۔  
ترجمہ : جو حال ہے میں بھی، نہایت کے نتیجے میں، انداز دل شطے ہی برسانا رہا۔ رات تو گذر گئی، لیکن یہ شج نہ بھلی گئی۔ شج سے مراد

دارغ دل ہے۔ مرد ہے کہ زندگی ختم ہونے کو ہے لیکن فحشہ کا جذبہ ہمارے دل میں اسی طرح برقرار ہے۔

روزے کہ پہلے زور و بہنے شور و خفتہ اندیشہ بکار خرو و ہوش نکردند

نعت : خفتہ : انہوں نے پہلی اپنی فقاہت قدرنے بھرا۔ اندیشہ : خیال۔

ترجمہ : جس روز فقاہت قدرنے شراب میں زور اور ہنسی مراد تقدیر میں شور و کھلا بھرا اس کے پیچھے آویست ہو کر ہوش کو بھٹکا ہے اسی طرح فخر آدمی کو بے خود کر دیتا ہے۔ غالب ہی کے بقول ۔

مطلب بہ نغزل خوانی و غالب بر سماغ است

گرداغ نعلوند و گر در و فروزند نازم کہ بہ ہنگامہ فراموش نکردند

نعت : نعلوند : رکھا گیا۔ فروزند : انہوں نے بوسلایا یعنی بوسلایا گیا۔

ترجمہ : خواہ میرے دل پر حسیوں کا داغ لگایا اور خواہ میرے درد عشق میں اضافہ کیا گیا دونوں صورتوں میں مجھے اس بات پر ناز ہے کہ ہنگامہ کو فراموش نہ کیا گیا۔ مطلب یہ کہ ہر حالت میں میرا ہنگامہ عشق پر قرار رہا۔

خون می خورم از حسن کہ اس گنج رواں را در بکار حتی دستی آغوش نکردند

نعت : گنج رواں : چنانچہ آواز نہاد۔ حتی دستی : غلیظ ہاتھ ہوتا۔ درکار نکردند : کام میں لا صرف میں نہ لایا گیا۔ خون می خورم : مجھے دکھ پہنچتا ہے۔

ترجمہ : میں جب حسن کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس بات کا دکھ ہوتا ہے کہ اس گنج رواں حسن کو غلیظ آغوش کے مصرف میں نہیں لایا گیا۔ یعنی محبوب حسن کا ایک چنانچہ آواز نہاد ہے مجھے دیکھنے والے راحت محسوس کرتے ہیں لیکن عاشق کی آغوش اس سے غلیظ ہے، یعنی وہ اس خزانے کا محبوب ہے تاکہ انھان سے محروم ہے۔

آنکوں خطرے نیست کہ تا پر نقد از دل خود چاہ ز نغدان تو خس پوش نکردند

نعت : چاہ ز نغدان : ٹھوڑی کے نیچے چھوٹا سا گڑھا چاہ دقن۔۔۔ چاہ خس پوش : ایسا کنواں جس کے سرے خس و خشاک ڈال کر اسے ادا کیا گیا ہو۔ عموماً شکاری اس قسم کا کنواں چار کر کے شکار کو اس طرف کھینچتے تھے تاکہ وہ اسے نہیں سمجھ کر اس پر سے گزرے اور اس میں گر پڑے۔

ترجمہ : جب تک میرا دل تجھے چاہ دقن میں گر نہیں چاہتا اور اس سے وہ چاہ دقن بڑ نہیں ہو گیا اسے خس پوش نہیں کیا گیا۔ سو اب جب میرا دل اس میں نہیں بھس ہی گیا ہے تو پھر کس بات کا غصہ رہا۔ یعنی اب کوئی غصہ نہیں۔ چاہ دقن کے خس پوش ہونے سے مراد محبوب کے رخصت ہونے پر مینو خط کا کاغذ ہوتا ہے۔ جس سے حسن کی دلکشی کسی قدر مٹا دیا جاتی ہے۔

گر خود پہ غلای نہ پذیرند گدا باش بر در بزن آں حلقہ کہ در گوش نکردند

نعت : نہ پذیرند : قبول نہ کریں۔ گدا باش : ہلک سا گناہ۔ حلقہ : کڑا چھوٹا حلقہ غلام کے کان میں ڈالا کرتے تھے۔

ترجمہ : اگر مجھے نہ غلای میں قبول نہ کریں تو گدا ہی جاؤ اور اس دردناکے چہ چاکر وہ حلقہ نکھٹاؤ جس نے کان میں نہیں ڈالا گیا۔ یعنی محبوب اگر عاشق کو اپنا غلام یا حلقہ گوش نہیں چاہتا تو عاشق کے لئے اس کے درد کا گدا ہو نا بھی خوب ہے۔

غالب ز تو آں بد کہ خود گفت نظیری در کاسہ ما بدہ سر ہوش نکردند

ترجمہ : غالب تجھے مجھے میں وہ شراب قتل ہے جس کے متعلق خود نظیری نے کہا تھا کہ ہمارے جام میں بدہ سر ہوش یعنی صراحتی کے لہجہ کی

ساک خراب نہیں ڈالی گئی۔ ہمارے قدر میں ایسی شراب تھی۔ گویا نظیری کو کچھ شراب میسر نہ آئی وہ غالب کو ملی۔ دوسرا مصرع داری کے مشہور شاعر نظیری کا ہے۔ اس کا پورا شعر یوں ہے:

ما رزہ ازیں ماندہ برچنگ کشلیم در کاسہ ما بارہ سر جوش نگرند

## غزل # 72

آجر شوق بدایں رہ بہ تجارت نہ رود کہ رہ انجلد و سرمایہ بغارت نہ رود  
لغت : بدایں رہ: اس راستے سے۔۔۔ انجلد: ختم ہو جائے۔۔۔ بغارت نہ رود: نہ لوٹا جائے۔۔۔

ترجمہ : مصلحت کا آجر بھی اس راستے سے تجارت کرنے نہیں چاہتا پلٹے پلٹے ختم ہو جائے اور اس میں اس کا سرمایہ بھی نہ لوٹا جائے۔ بغال مال شوق سے مراد شوقِ افنی ہے۔

چہ لو ستم بہ تو درنامہ کز انہوی غم نیست ممکن کہ روئی ز عبادت نہ رود  
لغت : انہوی غم: غموں کی کثرت، بھرمار۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے خدا میں کیا گھسوں کہ غموں کی اتنی بھرمار ہے کہ ممکن نہیں میری عبادت میں روانہ و جھلسل پر قرار نہ سکے۔ گویا غموں کی اتنی کثرت ہے کہ ان کا گھٹنا ممکن نہیں ہے۔

از حیا گیر نہ از جور گر آں مایہ ناز کشتہ تیغ ستم را بہ زیارت نہ رود  
لغت : از حیا گیر: حیات کا باعث بگم۔۔۔ مایہ ناز: ناز و ادا کی دولت، سرمایہ ناز و ادا، محبوب۔۔۔ کشتہ تیغ ستم: محبوب کے ستموں کی تھوڑا کھار

ہو ۹۹ حورو۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ مایہ ناز اپنے کشتہ تیغ ستم کو دیکھنے نہیں چاہتا تو اس کی سختی اور بے رحمی پر محمول نہ کر بلکہ وہ مصلحیابی کا پرہیز کرے۔  
وصل دلدار نہ غلط ستم، ہاں بہ بھوم کہ گونگی خن و عرض بشارت نہ رود

لغت : عرض: عزت و ناموس۔۔۔

ترجمہ : اے بھوم محبوب کا وصل کوئی غلط نہیں ہے اس لئے بہتری ہے کہ تو اس کی بہت نہ کرے اور بشارت کی عزت و ناموس ضائع نہ ہو۔ مطلب یہ کہ ہشت کی خوش خبری اور محبوب کے وصل کی خوش خبری دونوں یکساں نہیں ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے ہشت کی خوش خبری تو پوری ہو جائے لیکن وصل محبوب کا کوئی امکان نہیں۔

دل بدایں گوند چالای کہ در خواہش دید دیدہ خوں گرد و از دیدہ بصارت نہ رود  
لغت : بدایں گوند: اس طرح سے اس طور۔۔۔ چالای: دہشت کر لے۔۔۔

ترجمہ : تو دل کو محبوب سے اس طور دہشت کر لے کہ دیدہ کی خواہش میں آکھیں خوں ہو کر وہ جانیں لیکن آنکھوں کی بصارت پر بھی قائم رہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کے دیدہ کا شوق پر قرار رہے۔

قصر و مہمل کدہ حاتم و کسری بگدا از نام از رفتن آثار عبادت نہ رود

نعت : صماں کدو: صماں کو مٹانے کی جگہ۔۔۔ قلعہ: محل۔۔۔ حاتم: مشہور قدیم نئی۔۔۔ کسری: ایران کا قدیم بادشاہ جس کے کلمات کی شان و شوکت بہت مشہور ہے۔۔۔ رفیق آچار عمارت: عمارتوں کے ٹکڑاں مٹ جاتے۔۔۔

ترجمہ : تو حاتم کے صماں خالصے نور کسری کے کلمات کی بات چھوڑ۔ عمارتوں کے آچار مٹ جانے سے ہم نہیں مٹا کرے۔ یعنی اگرچہ یہ عمارتیں مٹ چکی ہیں لیکن حاتم و کسری کے ہم ان کے کاسوں کی وجہ سے جوڑ زندہ ہیں۔ عمارتیں اپنی جگہ کچھ نہیں ہیں اصل چیز اچھے کام ہیں۔

حج درویش طمع پیشہ نیرزد مقبول تاکہ اندوختہ گدے بغارت نہ رود

نعت : طمع پیشہ: لالچی حرصیں۔۔۔ نیرزد: اس لالچی نہیں۔۔۔ اندوختہ گدے: بھیک سے حاصل کی ہوئی دولت۔۔۔

ترجمہ : لالچی درویش کالج قبول ہونے کے لالچی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسے یہ غور ہے کہ اس کا بھیک سے حاصل کردہ سرمایہ کیسے نہ جائے۔ درویش طمع پیشہ سے مروہ آدمی جو دوسروں سے حج کے لئے دولت اکٹھا ہے۔ یہ ایک طرح سے اس کے لالچی اور حرص کی علامت ہے کہ چونکہ وہ حج کی نیت سے نہیں بلکہ دولت جمع کرنے کی خاطر گیا کر رہا ہے۔

تو بیک قطره خوں ترک وضو گیری و ما سیل خوں از مژہ رانیم و طہارت نرود

نعت : سیل خوں: خُون کا سیلاب۔۔۔ رانیم: بہاتے ہیں۔۔۔ طہارت نرود: پاکی نہیں باقی۔۔۔

ترجمہ : تمہارا تو ایک قطرہ خُون یہ بہانے ہی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ اپنی حالت یہ ہے کہ ہم اپنی جگہوں یعنی آنکھوں سے خُون کا سیلاب بہاتے ہیں تو کسی اور کی طہارت پر قرار دیتی ہے۔ مرو یہ ہے کہ غبت میں خوشی اٹک بھانسا جس انسان کی طہارت کا باعث بنتا ہے۔

رمز بختیاس کہ ہر نکتہ اداسے دارو محرم آنست کہ وہ جز بہ اشارت نہ رود

نعت : رمز بختیاس: اشارہ کچھ۔۔۔ محرم: راز دار۔۔۔ راز سے آگاہ۔۔۔

ترجمہ : بقول ملی ہر نکتے یعنی ہر چیز کی رمز کو بھننا چاہئے کیونکہ محرم راز وہی ہے جو بغیر اوامر کے اشارے کے ایک قدم نہیں اٹھاتا۔ یعنی قدرت کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرنا۔

زادہ از حور بختی بجز ایں نغساند کہ شود دست زد شوق و بکارت نہ رود

نعت : دست زد شوق: شوق کے زیر مشق ہو۔۔۔ بکارت: کوناریاں، عفت۔۔۔

ترجمہ : بقول ملی عوامہ مطلب یہ کہ زادہ شریعت کے تمام افلاک سے ان کے حقیقی معنی مروا لیتا ہے اور کسی بات کو مستحکم اور کھاسے پر محمول نہیں کرتا۔ گویا زادہ حور کا وہ حقیقی کچھ کہ اس سے اپنے فضل کے پاکیزہ ہونے کی توجیہات بھی نہیں کرتا ہے۔ غالب کے نزدیک حور کا وہ محض حسی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

غالب خستہ بکوسے تو رہیں تپتے است کہ بہ ششای نشیند بہ وزارت نہ رود

نعت : رہیں تپتے است: ایسی تڑپ کا مہو میں ہے کہ وقف ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب خستہ تیرے کو بے میں تڑپ کا مہو میں ہو گیا ہے یعنی تڑپ کے لئے وقف ہو گیا ہے۔ اسی لئے وہ نہ تو کسی شے پر تپتے، پھینچے کا خواہش مند ہے اور نہ ہی وہ کسی وزارت کے منصب کے لئے بھاگ رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کے لئے تیرے کو بے میں اس حالت میں رہنا ہی سب سے بہتر راز ہے۔

## رودیف-ڈ

زبس تب خرام نکلم آؤر بیڑو از کلفہ      ہوا اندوڑم از دودے کہ ہر دم خیزو از کلفہ

لغت : تب گرم؛ خرام: ٹھکانا۔ آؤر بیڑو: آگ بجھتی ہے۔ ہوا: سیلی۔ اندوڑم: میں بیچ کر ہوں۔

ترجمہ : میرے قلم کے نیچے سے کلفہ سے آگ چھٹے گئی ہے۔ چنانچہ کلفہ سے ہریں ہوا میں اٹھایا لٹا ہے اسے میں سیلی کے طور پر بیچ کر ہوں، تاکہ کھیت کے کام آئے۔ گویا عاشق کے اظہار شوق میں اتنی گرمی ہے کہ اس کے لئے کوئی بات بھی لکھنا ممکن نہیں کیونکہ اس کے قلم اٹھانے سے اس گرمی کے باعث کلفہ ہی جل جاتا ہے۔

نداغم تاجہ خواہد کرد با چشم و دل دشمن      دم نکلم کہ در جنبش غبار انگیزو از کلفہ

لغت : دم نکلم: میرے قلم کا دھڑلہ یعنی تیز چلنا۔ جنبش: ہلنا حرکت کرنا۔ انگیزو: اٹھاتی ہے۔

ترجمہ : میرے قلم کی تیز رفتاری جو جنبش میں کلفات سے غبار اٹھاتی ہے، خدا معلوم وہ دشمن کے چشم و دل کا کیا حال کرے گی۔ یہاں غالب نے شعر گوئی میں اپنی تیز رفتاری کی بات کی ہے جو اس کے دشمن کے لئے حسد کا سامان کرتی ہے اور اس کے دل پر اس کا شدید اثر ہوتا ہے۔

بکرنگ از ورق چوں بہرزم سطر مکرر را      تو گوئی نیارا لعل و گمری ریڑو از کلفہ

لغت : بکرنگ: قلم تراش سے۔ بہرزم: میں چلیتا ہوں، سنا ہوں۔ سطر: سونے یا چاندی کے ہاریک ریڑے جو رحلت پر رہتی رگڑنے سے گرتے ہیں۔

ترجمہ : جب میں قلم تراش سے کسی دوبارہ لکھے ہوئے لفظ کو سنا ہوں تو میں سمجھ کر کلفات پر سے لعل و گمرے کے ریڑے گر رہے ہیں۔ اپنی تحریر کو لعل و گمرے سے عجیب دیتی ہے۔

نداغم حسرت روئے کہ می خواہم رقم کردن      کہ ہر جا نگرم ذوق رنگام خیزو از کلفہ

لغت : روئے کہ: کس کا چہرہ۔ رقم کردن: لکھنا تحریر کرنا۔ رنگام: قلم؛ میں دیکھتا ہوں۔

ترجمہ : معلوم نہیں میں کلفہ پر کس کے چہرے کے دوبارہ کی حسرت تحریر کیا چاہتا ہوں کہ میں کلفہ پر ہوں بھی غمزدہ رہا ہوں وہاں سے میرا ذوق نگاہ ابھرنے لگتا ہے۔ گویا عاشق کو محبوب کے جلوہ رخ کی بڑی خواہش ہے۔

من و ہمسازی خوے کہ در تحریر پیداوش      رد حرف از قلم گر خود قلم نہ گریزو از کلفہ

لغت : ہمسازی خو: فطرت کی ہوا الفت۔ پیداوش: اس کا ہر دو قسم۔ ردو دوزا ہے۔

ترجمہ : اوہ میں ہوں اور اوہ اس محبوب کی فطرت کی ہوا الفت کہ جب میں اس کے ہر دو قسم کے بارے میں لکھنے لگتا ہوں تو اگر قلم خود کلفات سے نہ ہماگ جائے تو لفظ ہی قلم سے بھاگتے نکلتے ہیں۔ مراد یہ کہ محبوب کے مزاج میں اتنی تحری و تحری ہے کہ کلفہ اور قلم میں اس کی تحریر کی صحت و طاقت نہیں ہے۔

چہ باشد نامہ گل جانب مرغ اسیر تیں بہ      کہ کس گلدستہ اے پیش قفس آویزو از کلفہ

لغت : چہ باشد: کیا ہے، کیسا۔ آویزو: لٹکاوے۔

ترجمہ : بھگتے میں قید کسی پرندے کی طرف بھول کا بیج لے جانا کیا معنی؟ بہتر تو یہی ہے کہ کوئی اس کے بھگتے کے سامنے کلفات کا



گدڑتھکاڑے۔ پر غصے کے لئے وہ بھی گویا اصل پھول ہی ہوں گے۔

چو استیلائے شوقم دیدہ کرو از نامہ محرومم مگر بر آتشم بیدرو دامن می زو از کافہ

لغت : استیلائے شوقم : میرے شوق کاغلبہ اور غور شوق۔۔۔ دامن می زو : دامن باد نامہ آگ پر۔۔۔

ترجمہ : جب اس نے میرے شوق کاغلبہ دیکھا تو مجھے غلا کے خواب سے محروم کر دیا۔ شاید اس بیدرو نے میری اس آتش شوق پر میرے  
ی غلا کے کافہ سے دامن بچا کر اسے اور بچر کر دیا۔ گویا محبوب نے عاشق کاغلا جلا کر اس کی آتش شوق کو اور بجھ کر دیا۔

زبے تلی ر قم سولیش دوو چوں نامہ بخوسم بہ عنوانے کہ دولی دوو دل می خیزو از کافہ

لغت : سولیش : اس کی طرف۔۔۔ دوو : دولتی ہے۔۔۔ رقم : قریب۔۔۔ بہ عنوانے کہ : اس اعلازمیں کہ۔۔۔

ترجمہ : جب میں محبوب کو غلا کھنے چیتا ہوں تو بے تلی کے نامہ میری قریب اس کی طرف کہو اس اعلازمیں دولتی ہے کہ گنا ہے  
کافہات پر ہے دھواں ہاتھ رہا ہے۔ یعنی قریب نہیں دھواں محبوب کی طرف چپک رہا ہے۔

چہ گویم از خرام کل کہ در انکارہ قدش صریح خامہ شور رستخیز انگیزو از کافہ

لغت : انکارہ قدش : اس کے قد کا انکار، آنکھیں تو۔۔۔ صریح خامہ : ظلم چلنے کی آواز۔۔۔ رستخیز : قیامت۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے بازو اسے چلنے کے بارے میں کیا کہوں یعنی کہوں کہ اس کے آنکھیں تو کے خیال ہی سے صریح خامہ کافہ سے  
قیامت کا شور مچا کر دیتی ہے۔

ظہور آمد تزلزل ہلی چشمم کم ہمیں غالب بہ پیدائی ز خاک ستم چو نام ایزد از کافہ

لغت : ظہور آمد تزلزل : مقولہ یا زوال ظاہر ہو گیا۔۔۔ چشمم کم : حاکم کی نظر سے۔۔۔ پیدائی : ظاہر ہونے کی کیفیت۔۔۔

ترجمہ : زوال کا ظہور ہو گیا ہے ہلی مجھے حاکم کی نظر سے مت دیکھو۔ پیدائی کے حالات میں اسی طرح خاک سے ہوں جس طرح خدا  
کا نام کافہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کا صرف نام کافہ پر لکھا جاتا ہے اور خود وہ نظر نہیں آتا کہ میری بھی یہی کیفیت ہے کہ میں  
نام ہی ہو گیا ہے پانی خاک ہو گیا ہوں۔

## روایف۔ ر

### غزل # 1

بچے دارم زنگی روز نگاہاں خوا بہاراں پر بہ مستی خویش را گرد آرو گو، ااز ہو شیاراں پر

لغت : زنگی : شوقی۔۔۔ روز نگاہاں : روزانہ کی سی خصلت والا، حکون موزج۔۔۔ بہاراں پر : مہر پر یہ پیر روٹنے ہوئے۔ گویا ازیرہ  
سبقت لے جانے والا، ہازی لے جانے والا۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک ایسا محبوب ہے جو شوقی و طراری میں تو زمانے کی سی خصلت والا ہے لیکن بہار کی طرح اس میں خشکی و ناؤ کی بھی ہے۔  
وہ اپنے شوق کی مستی میں سر شاہ ہے اور ہوش معداں سے بھی ہازی لے جانے والا ہے۔ گویا دیکھنے میں وہ سادہ ہے لیکن در حقیقت بہ کار اور  
مست و ہوشیار ہے۔

نئے از سے بمانگست و آنکہ ہر قدر خواہی رواں کن جوے از شیر و دل از پرہیز نگاہاں بر

نعت : نئے : ایک صراہی شکر۔ بمانگست : ہماری طرف بھیج۔ رواں کن : ہمارے۔ جوے شیر : دودھ کی ندی۔ دل برد : دل بہت لے دل مو لے۔

ترجمہ : اے لڑکے ہمیں شراب کی ایک صراہی بھیج دے اور پھر جس قدر چاہے دودھ کی ضرورت پرہیز نگاہوں کے دل بہت لے۔ یعنی شاعر کو تو صرف شراب کی ضرورت ہے۔ دودھ کی ضرورت ہشت کی دوسری قسمیں پرہیز نگاہوں کو مل جائیں کہ ان کے ذکر سے انہی پرہیز نگاہوں کی خوشی و مسرت کاسلک ہو جائے۔

مراگوئی کہ تقوی و روزہ قربانت شوم، خود را بیارای و بہ غلو سخاوت تقوی شعاراں بر

نعت : روزہ : اختیار کر۔ قربانت شوم : تجھے قربان چاہوں۔ بیارای : آراستہ کر خود کو بنا سنو۔ تقوی شعاراں : تقوی کرنے والے پرہیز نگاہ۔

ترجمہ : تو مجھے کہتا ہے کہ پرہیز نگاری و تقوی اختیار کر، تجھے قربان چاہوں تو خود کو بنا سنو! ان تقوی شعاراں کی عظمت میں تو جانیں مجھے اس طرح جانے سے ان کا سارا تقوی و حرام جانے گا۔

چہ پر ہی کلاں چنیں داغ از کداسی تخم می خیزد دلم از سینہ بیہول آر و پیش لالہ کاراں بر

نعت : کلاں : کراہی، ذکر ہے۔ کداسی : کون سے۔ لالہ : لالہ کے پھول پونے والے ہاتھوں۔

ترجمہ : تو یہ کیا بوجہ دے کہ اس قسم کے داغ کون سے جگہ سے نکلتے یا اترتے ہیں۔ تو میرا سینہ چہ کر ل لال لے اور اسے لالہ پونے والوں کے پاس لے جا۔ داغ سے مراد داغِ بخت ہے یعنی یہ داغ میرے دل ہی سے پھولے ہیں اور میرا سہرا دل لالہ کے پھول کی طرح شمع یعنی ٹھن سا ہو گیا ہے۔

وریں بے ہودہ میری آنچہ با من در میاں داری بگو تھے و از من زحمت اندوہ گساراں بر

نعت : بے ہودہ میری : فضول کی بات ہے تاکہ قسم کی موت مرے۔ اندوہ گساراں : دوسروں کی غم خواری کرنے والے۔

ترجمہ : تو مجھ سے میری بے ہودہ میری کی باتیں کرتا ہے، اور انہیں تو میرے غم گساروں سے بیان کر تاکہ وہ سن کر اس زحمت سے بھارت پائیں جو انہیں میری غم خواری کے نتیجے میں اٹھانی پڑ رہی ہے۔ یعنی وہ یہ سوچ کر کہ اس نے بیمار میں جان دے دی ہے، ہم طوا خواہ اس کی تھکداری کر رہے تھے، سکون پائیں گے۔

ندارد شیر و خرما ذوق صباہ رحم می آید نشاط عید از ما دیدہ سوے روزہ داراں بر

نعت : شیر و خرما : دودھ اور کھجور جس سے روزہ افطار کرتے ہیں۔ ذوق صباہ : صبح کا سماں۔

ترجمہ : شیر و خرما میں صبا کی لذت کمال۔ پھر اسے روزہ داروں پر مجھے رحم آتا ہے۔ ہماری طرف سے ان کی جانب میری مسرتوں کا تحفہ لے جا۔ شاعر کو شراب کا رسیا ہے اس لئے وہ ان روزہ داروں پر قس کھاتا ہے جو شراب تو پیچے ہوں گے لیکن رمضان کے مہینے میں کھجور شراب سے دور رہتے ہیں۔ میرے آنے پر ان کی خوشی کاسلک ہو جائے۔

بیا رضواں مگر نہ جرمہ اسے بخشفت از سافراں گل از گلبن بیفتاں و بہ بزم شلو خواراں بر

نعت : رضواں : بھت کا دار و در۔ جرمہ اسے : جرمہ کے لیے بٹے ہوئے شراب کے چھ قطرے۔ بیفتاں : توڑ۔ شلو خواراں :

خوش ہو کر پیچے والے، بھلا۔

ترجمہ : اسے روضوں توجہ کی کسی کیاری سے کوئی پھول تو زور سے بخواروں کی محفل میں لے کر شاید تجھے اس محفل میں سفر کی تہ میں بچے ہوئے شراب کے چند قطرے مل جائیں جو تجھے چادریں۔ مراد یہ کہ اصل لطف تو بخواروں کی محفل ہے، جنت میں کیا حرام ہے۔

پیشانی می شوی از تاز بگذر زیں گراں جہاں دل از دلداد گل جوی و قرار بے قراراں بر لغت : گراں جہاں : سخت جہاں یا بے حس لوگ جو حسن سے متاثر نہیں ہوتے۔۔۔ دلداد گل : دل اپنے والے عشاق، اہل دل۔ جوی : لے، سہو لے۔

ترجمہ : تو ان سخت جہاں بے حس لوگوں کو بھروسہ ان سے تجھے اپنے بازو دوا پر پیشانی حاصل ہوگی تو اہل دل کی طرف آ اور ان کا دل سہو لے اور بے قراروں کا قرار چین لے۔ یعنی ان پر جب ترجمے باز دوا کا کوئی اثر نہیں تو ان کی طرف توجہ کی کیا ضرورت ہے، ہم عشاق اور محبت میں بے قراروں کی طرف آ۔

نمک کم نیست، ہاں ہمت بیا و داو شوخی وہ غرور ننگ زنمار از تملو دل فکاراں بر لغت : دوا شوخی وہ : بڑے انداز سے شوخی کر، شوخیاں کر۔۔۔ زنمار : احتیاط، لگن۔۔۔ تملو : غرور، طبیعت۔۔۔ دل فکاراں : زخمی دل والے، عشاق۔

ترجمہ : نمک کی بیل کی نہیں ہے تو اس ذرا امت سے کام لے اور اپنے خاص انداز میں شوخیاں کر اور اس طرح زخمی دل عاشقوں کی غرور و طبیعت سے ان کا غرور ننگ توڑ دے۔ محبوب سے خطاب ہے۔ زخموں پر نمک چھڑکنے سے زخم زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ دل ناکار عاشق زخم پر نمک پاشی ہونے پر بھی اگڑے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ انھیں ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ چنانچہ شاعر محبوب کو زیادہ سے زیادہ نمک پاشی کرنے کی تجویز دے رہا ہے۔ تاکہ یہ عاشق ہلکا اٹھیں، چرپ اٹھیں۔ ظاہر ہے یہ نمک پاشی محبوب کی شوخیوں اور حتم غریبوں کی صورت میں ہوگی۔

پہرس اے حامد اہل وطن از من کہ من چو نم سپارش نامہ از اغیار گر یابی بہ یاراں بر لغت : پہرس : مت پرچہ۔۔۔ چو نم : میں کیا ہوں میرا کیا حال ہے۔۔۔ سپارش نامہ : سفارشی خط۔

ترجمہ : اے اہل وطن کے حامد میرے بارے میں یہ مت پرچہ کہ میں کیا ہوں۔ اگر تجھے غیروں سے کوئی سفارشی خط مل جائے تو وہ دوستوں کو بچاؤ دے، گواہی دے کہ میں نہ لا تو جان اور اہل وطن جانیں۔ ایک طرح سے اہل وطن سے بیزاری کا بھی اظہار معلوم ہوتا ہے۔

نکست ما بود آراکش خوشان ما غالب زند از شیشہ ماگل بہ فرق کو ہماراں بر لغت : خوشان ما : ہمارے اپنے، ہمارے عزیز۔۔۔ فرق : سراپہ۔۔۔ شیشہ : مراد شراب کی سراپی۔

ترجمہ : اے غالب ہماری فوٹ پھوٹ سے ہمارے انہوں کی آراکش کا سامان ہوتا ہے۔ وہ ہماری شراب کی سراپی کو توڑ کر اس سے پھاڑوں یعنی پھولوں پر گل پاشی کرتے ہیں۔ شراب کی سراپی کو بکلا سلان میٹھ ہے، جسے توڑ کر میٹھ بڑا کر دیکھ دیکھ کر اپنے لوگوں کی خوشی اسی میں ہے کہ ہمارے سامان چاہو۔

## غزل #2

حشرہ اسے ذوق خرابی کہ بہار است بہار      خرو آشوب ترا از جلوہ یار است بہار

لغت : ذوق خرابی: سست و برباد ہونے کا چمک۔ بہار است بہار: بہار آگئی ہے۔۔۔ آشوب ترا: زیادہ پریشان کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : اسے ذوق خرابی تھے خوش خبری ہو کہ بہار آگئی ہے اور یہ بہار تو محض دھڑک دھڑک جلوہ محبوب سے بھی زیادہ پریشان کرنے والی ہے۔  
سوم بہار میں عام لوگوں پر عجیب کیفیت گذرتی ہے، محض کے بارے ہوؤں اور بخواروں کی طبیعت اس موسم میں اور بھی بھولن و دغا آگئی کا  
ظہار ہو جاتی ہے۔ چونکہ عاشق محض میں برباد ہونے پر خوش ہوتا ہے اس لئے بہار کی آمد پر خوش خبری کی بات کی ہے۔

چہ جنوں تازہ ہواے گل و خار است بہار      کایں جنیں قطرہ زان از ابر بہار است بہار

لغت : جنوں تازہ: دغا آگئی میں بھانگا۔ قطرہ زن: برستے والی، دوڑنے والی۔۔۔ ہوا: خواہش۔۔۔

ترجمہ : بھولوں اور کائنات کی خواہش و شوق میں بہار کس تیزی بھنگے ساتھ دشت و صحرا میں بھاگ رہی تھی بھل دی ہے کہ بہار کے بادل  
سے بھاگ بھاگ کر زمین پر آ رہی ہے۔ یعنی بادش کے قطرے نیچے زمین پر گر رہے ہیں۔ گویا موسم بہار کابل برستے سے ہر طرف بھول رہی  
پھول گل دے رہی ہے۔

نازم آئین کرم راکہ بسر گرمی خویش      دشت را خلع و چراغ شب تار است بہار

لغت : آئین کرم: بھٹکل کا دستور۔۔۔ شب تار: تاریک رات۔۔۔

ترجمہ : تجھے فطرت کے آئین کرم پر تار ہے کہ اس نے اپنی بھٹکل کے عوش میں بہار کو دشت و صحرا کے لئے شمع اور تاریک رات کے لئے  
چراغ بنا دیا ہے۔ یعنی شمع و سفید اور رنگ برنگ پھولوں کی ہنگ صحرائیں چراغ کا سا سلی چلی کر رہی ہے۔

شوشی خوی ترا قلعہ دانست خراں      خوبی روے ترا آئینہ دار است بہار

لغت : قلعہ دارن: محراب مزاج شمس۔۔۔ آئینہ دار: عکاسی کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : خراس کیا ہے؟ تیری نگر و خیر طبع کی مزاج شمس ہے اور بہار تیرے حسین چہرے کی آئینہ دار ہے۔ گویا بہار اسی طرح ہے جیسے  
محبوب کا قلعہ دار تھیں چہرہ ہے اور خراس میں بہت بھڑھڑاتی ہے جو اس موسم کی خج و تھری کا پادہتی ہے اور محبوب کی تھری و خجی مزاج گویا  
خراس کی طرح ہے۔

در غمت حاذر دھارہ ہوش است جنوں      در رہت شانہ گیسوی غبار است بہار

لغت : حاذر دھارہ ہوش: ہوش کے رخساروں کے لئے غری کا پادہ۔۔۔ شانہ: کھٹکی۔۔۔

ترجمہ : تیرے غم فہمت میں ہمارا دھارہ ہوش کے گاہوں کے لئے فہار ہے اور تیری راہ میں بہار غبار کے گیسوؤں کے لئے کھٹکی کا کام دیتی  
ہے۔ یعنی محبوب کے غم فہمت میں عاشق کائنات شوق اس کے لئے گویا ہوش و رخ کا سا سلان کر آئے، جبکہ اس کی راہ میں چلے والوں کے لئے  
اس کی راہ کا غبار گویا بہار کی ہی کھٹکی رکھتا ہے۔

ہم حریفان ترا طرف بے بلا است چمن      ہم شہیدان ترا خلع مزار است بہار

لغت : حریفان: حریف کی جمع، متقابل، ہم ہم ایک محفل کے شرک۔۔۔ بے بلا: فرش۔۔۔

ترجمہ : تیرے حریفوں کے لئے بھی چمن ایک فرش ہے اور تیرے شہیدان غمت کے لئے بہار خلع مزار کا کام دے رہی ہے۔ بہار میں ہر

طرف پھول کھلے ہیں جنہیں دیکھ کر دل مسرور ہوتا ہے۔ گویا محبوب کے غزلوں کے لئے تو جہنم خوشیوں سرسبز کا فرش ہے جبکہ اس کے جو روح افکار عشق کے لئے ہی ہمارا گویا شیخ مراد ہے۔

جہد رنگین ترا غایہ سلامت نسیم رخ رنگین ترا غازہ نگار است بہار

لغت : جہد رنگین : سیاہ رنگیں۔ غایہ : بہت۔ رخ رنگین : خوشبو لئے والی ہے، مضر کرنے والی ہے۔ غازہ : نگارہ : شرفی لئے والی۔

ترجمہ : ہاں نسیم تیری سیاہ رنگوں کو خوشبو دار بنانے والی ہے، جبکہ بہار تجھے زمین چروے پر شرفی لئے والی ہے۔ شیخ کی ہوا پٹے سے محبوب کی رنگوں کی خوشبو گھٹیلے ہے، جبکہ بہار میں محبوب کے زمین چروے پر اور بھی گھبرا آجاتا ہے۔

دخستے می درد از گرد پر افشانی رنگ از کسین گلہ کہ دم خورده افکار است بہار

لغت : می درد : ادمی ہے، گنجی ہے۔ پر افشانی رنگ : رنگ کا ازب۔ کسین گلہ : گھٹات۔ کہ : کہ۔ کسی کی۔ دم خورده افکار : افکاری سے جان بچا کر بھاگنے والا افکار۔

ترجمہ : ہمارے اڑے ہوئے رنگ کے غبار سے وحشت برس رہی ہے۔ بہار کس افکاری کی گھٹات سے بھاگا ہوا افکار ہے۔ افکار جب افکاری کی کہیں گاہ سے بچ کر بھاگتا ہے تو اس وقت وہ وحشت کا افکار ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح بہار، محبوب کی بزم سے بچ کر کہیں زیادہ رنگین ہے، وہ وحشت زدہ ہو کر قتل ہے۔

بہ جہاں گرمی ہنگامہ خشن است ز عشق شورش اندوز ز غوغائے ہزار است بہار

لغت : ہنگامہ خشن : خشن کا جوش و خروش۔ شورش اندوز : شور مچانے والا معاملہ کرنے والی۔ ہزار : ہلکا۔

ترجمہ : دنیا میں خشن کا جوش و خروش ہے وہ عشق کی بدولت ہے۔ یعنی عاشقوں کا وجود خشن کے چرے کا باعث ہے، ورنہ کوئی اس طرف توجہ نہ دے، اسی طرح بہار میں جو زور شور ہے وہ ہزار دہائی یعنی ہلکا کے نفوں کے شور سے ہے۔ گویا پھولوں میں جو کشمکش اور تڑکی ہے وہ ہلکا کے نفوں سے ادمی ہے۔

سنبھل و گل اگر از کشمیان است چہ غم بہار گلچیں دود و شرار است بہار

لغت : سنبھل : ایک خوشبودار پودا۔ گلچیں : گلشن کی طرح گلشن میں رہنے والے یعنی خوش دل۔ گلچیں : گلشن کی طرح آتش دان میں رہنے والے، مراد غم زدہ۔

ترجمہ : اگر سنبھل اور گل گلشن میں رہنے والوں میں سے ہیں یعنی خوش دل ہیں تو کیا غم، تو کیا ہوا، تو کیا بات نہیں۔ ہم آتش دان میں رہنے والوں یعنی غمزدہ لوگوں کے لئے بہار دھوئیں اور شرارت کی مایہ ہے۔ یعنی اگر اہل مسرت گلشن کے نظموں سے اپنے لطف و لذت کا سامان کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں، ہم آتش غم میں جلتے والوں کے لئے اس دھوئیں اور شرارے میں بھی گرمی ہنگامہ کا سامان ہے، غالب ہی کے بقول۔

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق نودہ غم ہی سہی نقد شادی نہ سہی

خاربا در وہ سودا زدگیں خواہد ریخت ورنہ در کوہ و بیاباں پچہ کار است بہار

لغت : سودا زدگیں : سودا دہان کی طرح دہانے لوگ، جنوں عشق کا افکار۔ پچہ کار است : کس کام کی ہے۔

ترجمہ : بہار عشق کے دہانوں کی دوا میں کائناتے بکھرے گی، ورنہ کوہ و بیاباں میں دس کس کام آتی ہے۔ وہاں اس کا کیا کام۔ بہار کی آمد پر کوہ و بیاباں میں پھولوں کی کثرت اور شگفتگی اور تڑکی کا دکھش مضر ہوتا ہے۔ عشق کے بارے میں دہانے والے وہاں چو کر بھٹکتے پھرتے ہیں اس لئے یہ

مٹھرائی کی آنکھوں میں کانٹوں کی طرح ٹھٹھا ہے، جسے شاعر نے رادہ میں کانٹے کھیرنے سے تعبیر کیا ہے۔

ی تو اں یافتن از ریزش شبنم غالب کہ ز رشک فغم در چہ فشار است بہار

لغت : ریزش : چھٹا۔ ی تو اں یافتن : سمجھا جاسکا ہے۔۔۔ فغم : میرا سانس۔۔۔ فشار : دباؤ، ٹھٹھا۔۔۔

ترجمہ : غالب : شبنم کے ٹپنے سے یہ چٹا جاسکا ہے کہ بہار میرے سانس مراد اٹھیں سانس کے رشک کی بنا پر کس ٹھٹھا کا شکار ہے۔ موسم بہار میں جو اس چٹائی ہے شاعر کے نزدیک وہ بہار کے آنسو ہیں جو زکوار رشک کی بنا پر ٹپ رہے ہیں۔

### غزل #3

بیا و جوش تنے دیدم بگر چو اشک از سر مژگن چکیدم بگر

لغت : دیدم : میرے دیکھنے کا۔۔۔ چکیدم : میرا چھٹا۔۔۔

ترجمہ : اے دوست تو آؤ اور میرے دل میں تیرے دیدار کی جو تھلا جوش نادر رہی ہے اسے ملاحظہ کر۔ تیرے چکوں کی رادہ سے آنسوؤں کی طرح میرا چھٹا بھی دیکھ۔ بقول حالی جوش تنے دیدار کی تصویر اس سے بہتر عیاں کسی نے نہ سمجھی ہو گی کہ میں آنسو کی طرح چکوں کے رستے سے چٹا جاتا ہوں۔

زمن بہ جرم تیدین کنارہ می کردی بیا بخاک من و آرمیدم بگر

لغت : تیدین : تیرا۔۔۔ کنارہ می کردی : تو کنارہ کھلی کیا کرنا تھا مجھ سے دور رہنا تھا۔ آرمیدم : میرا آرام سے رہنا۔۔۔

ترجمہ : تو میری تیرپ یا بے کلیوں کے جرم میں بیٹھ مجھ سے کنارہ کش رہنا تھا۔ اب آؤر خاک میں ٹھٹھے آرام سے سوا ہوا دیکھ۔ یعنی عاشق مرکز قبر میں سوچا ہے اور اس کی سب سے نیکیاں ختم ہو چکی ہیں۔

گذشتہ کار من از رشک غیر شرمت باد بہ بزم وصل تو خود را ندیدم بگر

لغت : شرمت باد : تجھے شرم آتی چاہئے۔۔۔ خود را ندیدم : میرا خود کو نہ دیکھا۔۔۔

ترجمہ : میرا سلسلہ رقیب کے رشک سے گزرا چکا ہے مجھے رقیب پر کوئی رشک نہیں رہا۔ تو یہ دیکھ کر کہ تیری بزم وصل میں میرا خود کو نہ دیکھا وہاں میرا سوجھنا ہوتا تھا میرے لیے شرم کی بات ہے۔۔۔ وہ سنی بنتے ہیں۔ ایک یہ کہ چچا عاشق محبوب کی بزم وصل میں سوجھنا نہیں اور رقیب لطف اندوز ہو رہا ہے تو دوسرے سنی یہ کہ میرا خود کو نہ دیکھا اس بات کی غازی کرنا ہے کہ شاعر کو خود اپنی ذات پر رشک آ رہا ہے اس لیے درحقیقت طرف نہیں دیکھ رہا۔ چنانچہ اردو میں یہ بات یوں کی ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پر رشک آجائے ہے میں سے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھ جائے ہے

شتیدہ ام کہ نہ جنی و ناامیدم نہ دیدن تو شتیدم ، شتیدم بگر

لغت : شتیدہ ام : میں نے شاپہ۔۔۔ شیم : نہیں ہوں۔۔۔ شتیدم : میرا شہت۔۔۔

ترجمہ : میں نے شاپہ کہ تو نہیں دیکھ میری طرف تو جہ نہیں کرنا غیر کوئی بات نہیں میں ناامید نہیں ہوں میں نے تیرے نہ دیکھنے کی بات تو سن لی اور اسے برداشت کر لیا اب تو ذرا میرے اس ختنے کے عالم کو دیکھ کہ مجھ پر کیا گزری ہو گی۔

دُمید دانہ و بلمید و آشیل کہ شد در انتظار تا دانہ چید نم بگر

نعت : دُمید، بلمید، پلمید، پوجا پوجلا۔۔۔ دانہ چید نم: میرا جال میں دانہ ڈالنا۔

ترجمہ : میں نے جاگو چھانسنے کے لئے جاگو میں دانہ ڈالا تھا ورنہ کچھ کہ اس کے انتظار میں دو دانہ راج پھوٹا پھوٹا اور آشیلوں کی جگہ درست بن گیا لیکن وہ نہیں پھنسا۔ تاغوش غنی کی علامت ہے، شاعر کی مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی غوش غنی کے لئے جتن کئے لیکن وہ عروسی رہا۔ دیکھو بھی غزلی ضرب المثل کے مطابق "انتظار من الموت" انتظار موت سے بھی زیادہ شدید ہے۔

نیاؤ مندی حسرت کشاں نمی دانی بگمہ من شو و وزویدہ دید نم بگر

نعت : نیاؤ مندی: طلاق، اکمل۔۔۔ حسرت کشاں: حسرت کش کی جگہ، حسرت کے مارے ہوئے۔۔۔ وزویدہ دید نم: میرا چوری چوری دیکھنا، دیکھیں۔۔۔

ترجمہ : تجھے حسرت کے مارے ہوئے عاشقوں کی نیاؤ مندی کی خبر نہیں۔ تو ذرا بھی بگمہ بن جا اور دیکھ کہ میں کب طرح تجھے دیکھوں گے دیکھ رہا ہوں۔ یعنی عاشق کا محبوب کو اس انداز سے دیکھنا جس کی حسرت کی نشان دہی کرتا ہے۔

اگر ہوائے تماشاے بگشتل داری بیا و عالم در خون تید نم بگر

نعت : ہوائے تماشا: تھکاوٹ کی خواہش۔۔۔ در خون تید نم: میرا خون میں ترچہ۔

ترجمہ : اگر تجھے گشتل کے تھکاوٹ سے باز رہاں کی سیر کی خواہش ہے تو آؤ میرا خون میں ترچے کا عالم دیکھ۔ گشتل میں مرغ بھول کھوت سے کھلے ہیں اور عاشق کا خون میں ترچہ بھی ایسی مرغی کا سر قریب کر رہا ہے۔ لہذا وہ محبوب کو اس تھکاوٹ سے لطف اندوز ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔

جناے شانہ کہ تارے گستر زان سر زلف زپشت دست بدعاں گزیہ نم بگر

نعت : شانہ: کھنٹی۔۔۔ تارے گستر: ہل توڑے، ہل ٹوٹے۔۔۔ بدعاں گزیہ نم: میرا دامنوں سے لگانا۔

ترجمہ : ذرا کھنٹی کی قسم عریضی ملاحظہ ہو کہ اس نے محبوب کی دامنوں سے ہل ٹوٹا لے۔ اور ذرا اٹھے دیکھ کہ اس کی دامنوں کو پھوٹنے کی حسرت میں میں اپنے ہاتھ دامنوں سے گت رہا ہوں۔ پشت دست دامنوں سے لگانا، حسرت کی علامت ہے اور عاشق مذکورہ حسرت کا افکار ہے۔

بمار من شو و گل گل بگشتم درباب بہ خلوتم بر و ساغر کشید نم بگر

نعت : گل گل بگشتم: میرا بے حد غفلت ہونا۔۔۔ درباب: پالے، دیکھ۔۔۔ ساغر کشید نم: میرا جام پہ جام پینا۔

ترجمہ : تو اسے محبوب میری بمار بن جا اور میرا جام بے حد غفلت ہونا ملاحظہ کر۔ تو مجھے اپنی غفلت میں لے چل اور وہاں دیکھ کہ میں کس طرح جام پہ جام پینا ہوں۔ محبوب کی توجہ سے عاشق پر جو کیفیت گذرتی ہے اسے گل گل بگشتم سے واضح کیا ہے۔ جام سے مراد میں جامِ سرست و شگونی ہے، یعنی محبوب اگر عاشق کو اپنی غفلت میں لے جائے تو اس کے لئے بہت بڑی حسرت کا باعث ہوگا۔

بداد من نہ رسیدی نہ دورو جاں دلاوم بداد طرزد قفاخل رسید نم بگر

ترجمہ : تو نے میری فریاد پر توجہ نہ کی اور میں دور کے ہاتھوں مر گیا۔ تو یہ دیکھ کہ میں نے کس طرح قفاخل کی دلاوی ہے، یعنی مر گیا۔

توانے نہ کنم بے توانے غالب بہ سایہ خم تیخسل خید نم بگر

لغت : قاضی: کوئی عاجزی و انکسار۔۔ تم بخش: اس کی تھوڑا کام۔۔ خید نم: میرا بھگتا۔۔

ترجمہ : صاحب جب تک دوسری طرف سے کوئی انکسار / بھگتا نہ ہو تو میں بھی انکسار اختیار نہیں کرتا۔ تو اس کی تھوڑے کم کے سامنے میں میرا بھگتا ملا۔ کہ۔ یعنی شاعر اس لئے بھگتا ہے یا اس نے اس لئے قاضی سے کام لیا ہے کہ محبوب کی تھوڑے میں بھی بھگتا ہے۔ تھوڑے کم کو بھگتا قرار دیا ہے۔

## غزل # 4

ہر مرگ من کہ پس از من بہ مرگ من یاد آر      بکوی خویشتن آں بخش بے کفن یاد آر

لغت : یہ مرگ من: تجھے میری موت کی قسم۔۔ یہ مرگ من یاد آر: میری موت کو یاد کر۔ تھوڑا کر۔

ترجمہ : اے محبوب تجھے میری موت کی قسم میرے بعد تو ذرا میری موت کو یاد کر۔ اس کا ذرا تصور کر اور ذرا اپنے کوپے میں پی ہوئی ایک بے کفن لاش کا بھی خیال دل میں لے۔ عاشق کبھی کی حالت میں کوچہ محبوب میں مر گیا ہے۔ اپنی موت کے بعد اسے اس طرف دھیان دیا ہے کہ شاید اس طرح وہ اس کی لاش ہی کو لٹکائے لگا دے۔

من آں نیم کہ ز مرگم جہاں بزم نخورد      فغان زاهد و فریاد برہمن یاد آر

لغت : آں نیم: میں وہ نہیں ہوں۔۔ بزم نخورد: ذرا ذرا نہ ہو جائے اور ہم درہم نہ ہو جائے۔

ترجمہ : میں وہ نہیں ہوں کہ میری موت سے ذرا ذرا نہ ہو جائے، یعنی میری موت پر دنیا کا نظام بگڑ جائے گا۔ اس موقع پر تو ذرا زاهد کی فغان اور برہمن کی فریاد کو یاد کر۔ یعنی میری موت ایک ایسے انسان کی موت ہو گی جس پر کوئی بلا تفریق نہ ہو جائے کھل ہو گا۔

بہ بام و در ز بجوم جوان و پیر بگوی      بہ کوی و برزن از اندوہ سرو و زن یاد آر

لغت : بام: بھت۔۔ بگوی: کہ، مراد ہو گا۔۔ بہ کوی و برزن: اگلی کوچوں میں۔

ترجمہ : میری موت پر چٹخوں اور دردناکوں پر جوانوں اور بوڑھوں کی بھیڑ لگی ہو گی، جبکہ اگلی کوچوں میں غم کے بارے میں سوچوں اور غور توں کا بجوم ہو گا۔ اس منظر کو ذرا ذرا دیکھیں۔

بہ ساز تاج گروہے ز اہل دل دریاب      بہ بند مرثیہ جعے ز اہل فن یاد آر

لغت : بہ ساز تاج: فریاد کے ساتھ، یعنی تاج و فریاد کرتے ہوئے۔۔ دریاب: پائے تو دیکھے گا۔

ترجمہ : ایک طرف تو اہل دل کو تاج و فریاد کرتے دیکھے گا کہ ایک سچا عاشق مر گیا اور دوسری جانب تو دیکھے گا اہل فن مرثیہ کوئی میں مصروف ہیں کہ ایک عظیم شاعر مر گیا۔

مال خلق و فکھ رقیب در ہر حال      غریب خویش بہ حسین تج ز یاد آر

لغت : مال: غلام، غم زدہ ہو یا ملل ہو۔۔ فکھ: خوشی۔۔ غریب: غم زدہ۔۔ تج: تیرا۔۔

ترجمہ : تو ذرا اور وقت یاد کر، تصور میں ادب میری موت پر غفلت تو غم زدہ ہو گی لیکن رقیب ہر حال میں خوش ہو گا اور تو اور محبوب سے زور و شور سے تج ز یاد کر اور دوسرے دہاں گا کہ وہ کیا مطلب تھوڑا چلا ہے۔

بخود شمار وفا ہے من ز مردم پرس      بمن حساب بجا ہے خویشتن یاد آر



لفظ : تکرار : تکرار : -- بری : بری --

ترجمہ: اس موقع پر تو خود بھی گنگناؤں لوگوں سے بھی پر ہوتا کہ میں نے تجھ سے کتنی دعا نہیں کہیں اور اپنے ہار سے میں بھی یہ بات اپنے ذہن میں لانا کہ تو نے یہی وعدہ کیا ہے کہ ہر شخص مجھ سے کتنی دعا نہیں کہیں جو میں تجھ کو گنگناؤں گا لیکن سب جیسو۔

چہ دید جان من از چشم پر خمار گوی چہ رفت بر سرم از زلف پر شکن یاد آر

ترجمہ : مجھے بہت اہمیت میں لاکر رکھا میری جان بھری ہے، تمہاری ہمارے آنکھوں کے ہاتھوں کیا کچھ گھڑی اور تمہاری ہڈی ہاتھوں زخمیں مجھے سے کیا کیا خیریتیں و حالات دوسرے۔ محبوب کی ہر ہمارے آنکھوں اور ہڈی ہاتھوں زخمیں کی انتہائی دل کشی کی ہمارے ہاتھ کی ہے۔

خروش و زاری من در سپای شب زلف دم فکون بول در چه ذقن یار آرد

نعت : غروب : شہرِ مہربانہ و غافل۔۔۔ دمِ فلان : مگرتے یعنی دوپہر کے وقت۔۔۔ چہرہِ دلق : چہرہٴ غمناک اور غمزدہ۔۔۔ چہرہٴ ہنسناک : چہرہٴ مسکراتا۔۔۔

ترجمہ : اس بات کا بھی تصور کرنا کہ میں نے کس طرح تھری سیاہ زلفوں کی رات میں یہ زور غالبہ و زاری کی اور دو وقت بھی ذہن میں لانا جب میرا دل تجھے چاہا تو میں ڈوب گیا۔ محبوب کی سب سے کمال زلفوں کو رات سے تجھ پر دلی ہے۔ ان کی اس سیاہی یا تاریکی کے حوالے سے چاہا تو میں دل کے ڈوبنے کی بات کی ہے۔ ایسی محبوب کی سیاہ زلفیں اور چاہا تو میں دونوں نے عاشق کو غرو میں گھر رکھا۔

سج تاز تو بر من برآں محل چہ گذشت      نخواہد آمدن من در انجمن یار آہ

نعت : شیخ: ابراہیمؑ۔۔ برائے نعل: اس موقع پر۔۔ غلامی: بچے پائے ہوئے۔۔

ترجمہ : ذرا اس موقع کو بھی دہن میں لا کر اس بات کا اعتراف لگا کر جب میں تھری محفل میں بن جائے آیا تو تھری ہے انہوں نے مجھ پر کیا گفندی۔

زمن پس از دوسہ تسلیم یک نگہ وانگہ      زخود پس از دوسہ دشنام یک خن پاد آہ

طفت : وانگ : و آنگاه دور پر--

ترجمہ : زیادہ بات بھی یاد کر کہ میں تو تجھے دو تین مرتبہ حکیم جلالا ناؤر تھری طرف سے صرف ایک ہنگامہ بولی تو صرف ایک نظر مجھ پر ڈالتا پھر بھی یاد کر کہ کس طرح تو مجھے دو تین گالیاں دے کر ایک بات کرتا۔

ہزار خستہ و رنجور در جہاں داری      بچے ز غالب رنجور خستہ تن یاو آری

حالت : غتہ : زخمی، غتہ کے بارے ہوئے زخمی دل۔ رنجور : افسردہ آدمی۔۔۔

ترجمہ : اُنکا میں میرے جڑواؤں کے اپنے والے خشتہ درختوں میں ہیں۔ ایک بار ذرا غائب کو بھی یاد کر لے یعنی اس کی طرف بھی ذرا توجہ کر۔

غزل 5

ہے دوست زلیٰ خاک فغانم بہ سرِ ہر صد چشمہ روان است ہوا را گذر پر

نکتہ : خاکِ گلزارِ ہم : ہم نے خاکِ ذیلی۔۔۔ ہاں رو اور گزریہ : اس راہِ گزریہ میں لے چلی۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے بغیر ہم نے اپنے سر پر بہت خاک ڈالی۔ اس رنگدہ میں نیچگوں چٹھے دواں ہیں۔ ہمیں اس طرف لے جاؤ۔ غامیہ مراد ہے کہ محبوب کی رنگدہ میں جو چٹھے چہ رہے ہیں ہم وہاں جا کر اپنی یہ خاک دھو ڈالیں، یعنی محبوب کی رنگدہ میں چٹھہ کر ہمیں غامیہ رنگ قلب حاصل ہو۔

غلطانی دشمن بود از حسرت دیدار آہے ست نگاہم کہ بہ چہچہد بہ گریہ

لغت : غلطانی دشمن : میرے آنسوؤں کا بھٹنا۔ بہ چہچہد : پلٹ جاتی ہے۔ آہے ست : ایک ایسا جگ ہے۔

ترجمہ : میرے آنسوؤں کا بچنا محبوب کے دیدار کی حسرت کے باعث ہے۔ میری نگاہ ایک ایسی جگ ہے جو موتوں سے پلٹ جاتی ہے۔ اپنے آنسوؤں کو موتوں سے نکال دیتی ہے۔

از گریہ من تاجہ سراہند ظریفان زیں خندہ کہ دارم بہ تمنائے اثر بر

لغت : تاجہ : تاجہ، دیکھیں کیا۔ سراہند : گاتے یعنی کہتے ہیں۔ ظریفان : ظریف کی جمع زندہ دل لوگ۔

ترجمہ : مجھے یہ اثر کی تمنائیں نہیں آ رہی ہے یہ تو اپنی جگہ ہے اب دیکھنا ہے کہ اہل ظرافت میری گریہ کے بارے میں کیا خن آ رہی کرتے ہیں، میرا کیا دل اڑاتے ہیں۔

امید کہ خال رخ شیریں شود آخر چشمے کہ یہ سلامت خسرو بشکو بر

ترجمہ : یہ خسرو نے اپنی آنکھ شکر، سیاہ کر رکھی ہے تو امید ہے کہ یہ آ کر ایک دن شیریں کے چہرے کا لہجہ ہی جائے گی۔ شیریں کے حوالے سے شکر کی بات کی ہے، شیریں خسرو کی بیوی اور فرہاد کی محبوبہ تھی۔

از غلہ و ستر تاجہ بد دوست کہ دارم چشمے بہ خیال اندر و دانے بہ جگر بر

لغت : ستر : دونٹ۔

ترجمہ : دوست یعنی محبوب مجھے بہت اور دونٹ سے کیا مٹا کرے گا کہ میں تو خیال یا تصور ہی میں پیش میں ہوں کہ میرے لئے یہی بہت ہے اور میرے جگر پر داغ آ گئیں ہے جو گویا میرے لئے دونٹ کے برابر ہے۔

بلد بخود آں مایہ کہ دربارغ نہ گنجد سروے کہ کھوش بہ تمنائے تو در بر

لغت : بلد بخود : وہ خود پر نازاں، اترتا ہے۔ آں مایہ : اس قدر۔ نہ گنجد : نہیں تاکہ۔ کھوش : اسے کھینچے ہیں۔ دربر : دربار۔

ترجمہ : وہ سروسے میری تمنائیں مطلق اپنی آغوش میں کھینچے ہیں یا سنے سے لگاتے ہیں اس بات پر اکتا اترتا اور خود پر نازاں ہو رہا ہے کہ دربار میں نہیں آتا۔

عرے کہ نبوداے تو گنجینہ غم بود ایک بتو دایم تو در پیش سر بر

لغت : گنجینہ : خزانہ۔ ایک : یہ لوہا۔ بسر : بسر کر۔

ترجمہ : ہماری جو زندگی میری جہالت میں غموں کا خزانہ تھی اب وہ ہم نے تجھے دے دی۔ یہ لے لے اور پیش سے سر کر۔ یعنی اس صورت میں محبوب کو عاشق کے غموں کا کوئی مال نہ ہو گا۔

جان می دیم از رشک بہ شمشیر چہ طاعت سر پنجہ بدامن زان و دامن بہ کمر بر

ترجمہ : میں تو رشک کی بنا پر جان دے رہا ہوں، پھر بھلا تمہاری کیا ضرورت ہے۔ تو اپنا ہاتھ دامن پر ڈال اور دامن کو کرک لے جا۔ یعنی محبوب کے اس انداز پر ہی عاشق جان دے دے گا۔

مطلب بہ غزل خوانی دعایہ بہ سماع است ساقی سے و آلات سے از حلقہ بدر بر

لغت : مطلب : کہنے والا، مطلق، گویا۔ بہ غزل خوانی : غزل کہنے میں یعنی گایا ہے۔ سماع : سنتا۔

ترجمہ : مطلب غزل گانے میں مست ہے اور غالب غنے میں۔ اے ساقی تو شراب اور شراب کے آلات یعنی صراحی اور جام و لیو محفل سے باہر لے جا۔ گویا اس غزل خوانی نے غالب پر شراب کی ہی سستی طاری کر رکھی ہے اس لئے اب اسے شراب کی ضرورت نہیں رہی۔

## غزل #6

اے دل از گلبن امید نکلانے بمن آر      نیست گر تازہ گلے برگ خزانے بمن آر

نکتہ : گلبن : گلاب کا پودا یا جمادی، پتھلوں کی کبادی۔

ترجمہ : اے دل تو مجھے امید کی ٹھنکی نکلان تو تازہ گلے اگر کوئی تازہ پھول نہیں ہے تو بہت بھڑی سے کوئی پتا میرے پاس لے آجی تاکہ امید کی کوئی کن نظر میں آتی تو غم یا ہی سی سی۔

تا دگر زخم بہ ناسور تو انگر گھرو۔      ہدیہ اے از کف الماس نکلانے بمن آر

نکتہ : تا دگر گرو : بل دار ہو جائے۔ کف الماس نکلانے : کسی الماس بکھیرنے والے یعنی محبوب کا ہاتھ۔ اگر الماس انار کی گولاد زخم میں پڑ جائے تو وہ زخم کو ناسور بناتا ہے یعنی گھرا اور پھوڑے رہنے والا زخم۔

ترجمہ : کسی الماس نکلانے کے ہاتھ سے کوئی قند میرے پاس لے آ تاکہ میرا زخم ایک مروجہ پلاسٹک کی دولت سے ملا لیا ہو جائے۔ الماس ایک قیمتی پیرا ہے جس کا نکلنا زخم میں پڑے تو اسے بچے آچا جاتا ہے۔ شہنائے میرے کی بنا پر ناسور کے ملا لیا ہونے کی بات کی ہے۔

ہدم روز گدائی سبک از جا برخیز      جاں گرو، جامہ گرو، رطل گرانے بمن آر

نکتہ : ہدم روز گدائی : بھیک مانگنے کے دن کا ساتھی۔ سبک : جلد تیزی۔ برخیز : اٹھ۔ رطل گرانے : ایک پھاچال۔

ترجمہ : اے میرے روز گدائی کے ساتھی، جلدی سے اٹھ جا اور اگر جان گروی رکھتی پڑے تو دے دی جائے یا لباس گروی رکھنا پڑے تو کسی بھی صورت میں تو شراب کا ایک پھاچال حاصل کر لے۔ روز گدائی میں مرودہ مقربہ وہی ہے جس میں گواہ بھیک مانگنے کے لئے نکلتے ہیں۔ ہدم سے مراد تو سراگوار گرو گدائی کے لئے ساتھ لے کر جاتا ہے۔

دلہم اے شوق ز آشوب غمے نہ کشاید      قند چند ز ہنگامہ ستانے بمن آر

نکتہ : دلہم کشاید : دل میں کھلنے والی کھلی نہیں کھلی۔ نہنگامہ ستانے : کسی ہنگاموں کی جگہ سے۔ آشوب : دکھ، غم، آشوب۔

ترجمہ : اے شوق میرے دل کی کلی ایک غم کے آشوب سے نہیں کھلی تو کسی ہنگاموں کی جگہ سے میرے لئے چھوٹے لے آ۔ گویا عاشق بتائے کہ اس کا دکھ اور غم اس کا حق حکم رہا ہے اور ہو چکا ہے۔

گیرم اے بخت ہدف نیمتم، آخر کا ہے      غلا انداز خدائے ز کمانے بمن آر

نکتہ : گیرم : میں ہار ہوں، تسلیم کرتا ہوں۔ ہدف : نشانہ۔ غلا انداز خدائے : کوئی ایسا تجربہ کچھ نکلانے پر نہ گئے۔

ترجمہ : اے میرے بخت میں یہ مان لیتا ہوں کہ میں نشانہ نہیں ہوں، لیکن آخر کبھی تو کسی نکلانے سے میرے لئے کوئی غلا انداز خدائے آ۔ مراد یہ کہ عاشق خود کو ایسا غلط بخت نہیں سمجھتا ہے کوئی محبوب اپنی غیبت کے حیران کائنات بنائے، تاہم اس کی یہ خواہش ہے کہ کبھی کسی محبوب کی طرف سے کوئی غلا انداز بخیری اس کے دل پر آگے۔

اے تیاوردہ بخت نامہ شوقے ز کفے      بہ زبان، مژدہ وصلے ز زبانے بمن آر

خفت : ناروغ گفت: ہاتھ میں نہیں لیا۔۔۔ (مکھن: کسی ہاتھ سے، کسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا)۔۔۔

ترجمہ : اے حمد تو اپنے ہاتھ میں کسی کے ہاتھ لاکھتا ہوا ایسا شرق تو کیا نہیں، تمام کسی کے وصل کی خوش خبری کے بارے میں اس کی طرف سے کوئی حکم ہی نہ ہو۔

اے در اندوہ تو جاں دادہ جہانے از رشک  
سکش از رشکم و اندوہ جہانے بمن آرد

فخت : جہانے : ایک ڈنڈے۔۔ کمر : مصدر۔۔

ترجمہ : اے محبوب ایک دنیا نے تیرے قمحمت میں ایک دوسرے پر رنگ کی جا پر جان دے دی۔ تو مجھے اس رنگ سے مت مارو اور اپنا ہرے قمحمت دے دے۔ گناہبہ شیخ اپنا ہرے قمحمت ہرے فوس نکلا کر جو جائے گا تو میرے کسی رنگ کی ہو گا۔ ہرے فوس کے ہرے۔

اے زمار دم شمشیر توام بستر خواب  
کاش کہ تم مرے نئے ہوتے  
خج ہالیں ز درخشندہ خانے بہن آر

حکومت : تادم عشقیر: گودار کی دھار کے کنارے۔ ہائیں : سرسبز باغیچے۔ درخشندہ : چمکا ہوا۔۔۔ حالے : کسی چیز کے اعلیٰ کوئی نیر۔۔۔  
ترجمہ : اسے محبوب تھی گودار کی دھار کے کناروں سے میرا بستر خواب بنا ہے یعنی میرا بستر تھی گودار کی دھار پر ہے۔ تو میرے سر ہائے فی  
ضیع کسی چمکتے ہوئے نیر سے گویا ہے۔ گودار کی دھار کے حالے سے چمکتے ہوئے نیر کی بات کی ہے۔ محبوب کی طرف سے عاشق پر گودار  
در نیر کے واد اس عاشق کے لئے باعث مسرت ہیں۔

یا رب ایں مایہ وجود از عدم آوردت یوسہ چند ہم از گنج دلنے بمن آر  
فت : ایں مایہ وجود اس قدر گنج بہت سے وجود ہوا کائنات۔۔۔ از گنج دلنے : کسی طرح کے خواہنے۔۔۔

ترجمہ : واپس یہ ساری لاکھت تو ۱۲ مئی کی (کسی چیز کا وجود ہونا) سے وجود میں لایا ہے، یعنی یہ ساری تحریر حقیقی ہے تو میرے بچے کسی حد کے غماز کے لیے چھپو سوں کا بھی سلطان کرو۔ یعنی کسی قسم کے غمازوں کے چھپو سے مجھے میرا آئینہ۔

خمن سلوہ دلم را نہ فریبو غالب کتہ چند ز وجیہ بیانے بہن آر  
فت: خمن سلوہ: سلوہ بہت سی سلوہ شامی۔۔۔ نہ فریبو: فریب نہیں دیتی۔ کتہ چند: چند گری باتیں، ایسی شے  
خمن میں کہے مضائقہ ہوں۔۔۔ وجیہ بیانے: کوئی مشکل اور پیچ دار شامی کرنے والا۔۔۔

یعنی غالب کی شاعری سید گل سہاوی شاعری کا جیسے جیسے مضامین دل شاعری میں ہے، بلکہ اس میں گہرے اور وسیعہ مضامین ہیں۔

خزل 7

ہر پل نفس غم سر آور چوں تالہ مرا نہ من بر آور

میرے دل پر تو غمِ قرمانش ہے اسے غمِ کردے ہو، جس طرح میرا دل دنیا چنے سے باہر آتا ہے اسی طرح تجھے بھی میرے دل سے باہر نکلے۔ دوسرے باہر نکلے۔ دوسرے باہر نکلے۔ دوسرے باہر نکلے۔

یا پایہ آرنو پفرنا یا خواہش ما ز در در- آور

لغت : پایہ : مرتبہ مقام۔ پیفرنا : بڑھانے، بلند کر دے۔ در آور : لالہ دے۔ یعنی ہجرت کر دے۔

ترجمہ : یا تو تمہاری آرنو کا پایہ بلند کر دے یا پھر ہر در سے ہماری خواہش کے ہجرت راہوں کے اسکان کر دے۔ خدا اسے خطاب ہے۔ مراد یہ ہے کہ یا تو آرنو میں لکھی بلند ہوں کہ ان کے ہجرت راہوں کے اسکان کے لئے بھی کسی دروازے کی طرف دیکھنے کا خیال تک دل میں نہ آنے یا پھر اسی معمولی ہوں کہ ہر دروازے یا ہر جگہ سے اس کے ہجرت راہوں کے اسکان ہو جائے۔

جبرے ز ہلاک سچ تر رفت مرگے ز حیات خوشتر آور

لغت : جبرے : ایک عمر کا ایک حصہ۔ ہلاک : ہلاکت۔ سچ تر : زیادہ تکلیف دہ، اذیت ناک۔

ترجمہ : اپنی عمر کا ایک حصہ ہم نے ہلاکت سے بھی زیادہ اذیت ناک گزارا۔ اب ہمارے لئے ایسی موت کا اسکان کر دے جو زندگی سے بھی زیادہ دل خوش کن ہو۔ تجویز میں زندگی گزارنے والا انسان موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ اس شعر میں بھی خدا اسے خطاب ہے۔

دروئے شکست ما بر انگیز نے ملے بہ خیر آور

لغت : بر انگیز : اُتار دینا، پیدا کر۔ نے ملے : میں نہیں۔ کوئی ملے، حضرت علیؑ جنہوں نے عہدِ نبویؐ میں کیا تھا، ان میں میر حسنؒ کا ہوتا ہے۔

ترجمہ : ہماری شکست علیؑ کی خاطر کوئی شہید قسم کا در پیدا کر۔ میں نہیں، میر میں کوئی ملے آ۔ مراد یہ کہ دروئے بہت میں بنے گی، اس لئے حضرت علیؑ بھی میر حسنؒ ہستی جو وہ ہماری کمال قدر پر ذکر کرے۔ خود کو خیر سے تعبیر دی ہے، اسی حوالے سے حضرت علیؑ کی بات کی ہے۔

بیکاری ما گدازش . مات زنی بہ تراش اندر آور

وانگاہ نا بہ عرصہ شر چہیدہ تجے بہ بستر آور

لغت : گدازش : بھگامٹ۔ تراش : چھینا، رستا۔ وانگاہ : اور پھر۔ عرصہ : میدان۔ چہیدہ : کھینچے ہوئے۔ کوئی چپکا ہوا جسم۔

ترجمہ : ہماری بیکاری ہماری بھگامٹ کا باعث بن رہی ہے، اگر ہمارے لئے کوئی فصل نہیں ہے تو پھر کوئی زخم ہی عطا ہو جو رستا رہے اور پھر میدانِ شہر میں کوئی چپکا ہوا بدن بستر لے آ۔ کسی فصل کے بغیر انسانی زندگی ایک غدا ہے، شاعر خود کو مصروف دیکھنے کی خاطر گویا رستے ہوئے زخم کی فراہم کرتا ہے کہ اس کی طرف توجہ معمولیت کا باعث بنے کی اور پھر زخم کے رستے سے جسم چپک جائے گا اور اس حالت میں وہ میدانِ شہر میں پہنچ جائے۔

در زانکہ بھیج می نیز ذیم مارا بہای و دیگر . آور

لغت : در : در در۔ نیز ذیم : ہم لائق یا اہل نہیں ہیں۔ بہای : ایک لے، ختم کر دے۔

ترجمہ : اور اگر ہم کسی لائق یا اہل نہیں ہیں تو تو ہمیں ایک لے، ختم کر دے اور ہماری جگہ کسی اور کو لے آ۔ تقریباً ہماری غزل میں شرطیہ انداز چھپا ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں ممکن تو تو ہمیں کر دے دیکھو۔ کسی قدر راجح ہیں اور عمر میں کی بات ہے اس انداز اور مضامین کے لحاظ سے یہ مسلسل غزل بن گئی ہے اور خدا سے خطاب ہے۔

رنگیں ملنے ز شطہ آرای . ابراہیم ز آور آور

لغت : آرای : سجہ۔ ابراہیم : کوئی ابراہیم۔ آور : آگ۔

ترجمہ : فصول سے کوئی رنگیں جن آرامت کر اور آگ سے کسی ہر نام کو پاہر لے آ۔ حضرت ابراہیم کو نمودنے آگ میں ڈال دیا تھا لیکن یہ آگ غم دہی سے ٹھوڑی ہی گئی۔ اسی قرآنی صحیح کے حوالے سے یہ کہاکہ فصول سے کوئی رنگیں جن کی آراغش کا سلسلہ کر۔

آچار سبیل از یمن جوئی خورشید ز طرف خلود آور

لغت : سبیل : ایک ستارہ جو یمن کی جانب سے طلوع ہوتا ہے۔ کما جاتا ہے کہ اس کی کرنیں چڑے پر چڑی توڑا خورشید واریں جاتا ہے۔۔۔  
خلود : مشرق۔۔۔

ترجمہ : ستارہ سبیل کے آچار یمن کی طرف تلاش کر رہی ہیں وہاں سے اسے ظاہر کر اور سورج کو مشرق کی طرف سے لے آ یعنی طلوع کر۔  
غالباً مراد یہ ہے کہ نظام کائنات بے غمی چلے۔

بہارے بنگر در فشان را دلسایہ ختم توانگر آور

لغت : بنگر : شکر میں، شکر اور کرتے وقت۔۔۔ در فشان : موتی نکھرنے والے۔۔۔

ترجمہ : جو ہونٹ حیرا شکر اور کرتے وقت موتی نکھرتے ہیں ان کے گئے ایسے دامن کا سلسلہ کر و غم سے ملامت ہوں۔ موتی نکھرنے سے مراد ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ صدق دل سے شکر اور کرتے ہیں۔ ایسے انسان تجھے یعنی خدا کے پیار کا غم پر بھی صدق دل سے شکر اور کریں گے۔

جانہاے براحت آشبارا طوبی بستان و کوثر آور

لغت : براحت : آشتا : جن کو راحت و سکون میر ہو۔۔۔ طوبی : جنت کا ایک درخت۔۔۔ بستان : باغ یا بستی کھڑا کر دے۔۔۔

ترجمہ : جو جانی تجھے کرم سے راحت و سکون سے آشتا ہیں یعنی ایسی زندگی بسر کر رہی ہیں ان کے گئے طوبی کا درخت لگا دے اور حوض کوثر میا کر دے۔ یعنی اس دنیا میں بھی انہیں راحت نصیب ہوئی اب اگلے جہنم میں بھی ان کو کوثر و طوبی سے نواز۔

اے سازشہ غالب از نظیری با قطره رہاے گوہر آور

لغت : ساز : دیکھ، خبردار! اچھا۔۔۔ قطره رہاے : قطرے اڑا جانی لے۔۔۔

ترجمہ : غالب تو نے نظیری سے مواجعت کی ہے، دیکھ قطرے اڑا یعنی لے اور ان کی جگہ موتی لے آ۔ غالب نے یہ غزل نظیری کی مطلع ذیل والی غزل کے جواب میں کہی ہے:

یک بارہ در وفا بر آور ایں مر قدیم را سر آور

گويا نظیری کے مضامین اشعار قطرے ہیں اور غالب کے موتی ہیں۔ اس سے پہلے بھی نظیری ہی کی زمین میں کہی ہوئی غزل میں غالب نے اس پر اپنی برتری بتائی ہے۔ ملاحظہ ہو ردیف، دل، غزل، خبر اور مطلع۔

## غزل # 8

اے ذوق نواختی ہلازم بخروش آور غوغائے شیشونی بر بنگر ہوش آور

لغت : ذوق نواختی : راگ اورچہ لہر سوائی۔۔۔ بخروش آور : مراد فریاد آلودہ کر۔۔۔ غوغائے شیشونی : رات کو بچکے سے چھاپ مارنے کا شور۔۔۔  
بنگر : بگاڑ، لٹکا ہوا، مٹی، طوطا گلو۔۔۔

ترجمہ : اے میرے ذوقِ نواختی مجھے پھر سے غروش میں لے آجیٹی فریاد پر آمادہ کر دے اور میرے ہوش و خرد کے ٹھکانے کی خراب گلاب رات کے چھاپے کا ہنگامہ بچا کر دے۔ ہوش و خرد کو دور دھنگامہ بچا کرنے سے مراد ہے کہ عقل کی تباہی شامِ عاشقِ افسردہ دلی کا آثار ہے، اس ہنگامے سے جنونِ عشق ابھر کر افسردہ دلی دور کر دے گا۔

لغت : حمد : اہمیت، اچھلتا۔۔۔ فردا ہم : میں نکلتا۔۔۔  
 مگر خود نہ حمد از سر، از دیدہ فردا ہم

ترجمہ : اگر رویش بخون میرے سر سے نہیں رہتا تو میرا دل خون کر کے بچے میں اس خون کا طوفان بپا کر دے، تاکہ میں اسے خوشی کا خون کے آنسوؤں کے صورت میں آنکھوں سے نکال دوں۔

ہاں ہدم فرزادہ دلفی رہہ ویراندہ شمعے کہ نغواہ شدہ از ہلو خموش آور  
 لغت: ہدم فرزادہ: رات بخندنا، محل عند ساقی، راساقی۔۔۔ ویراندہ: غیر آباد جگہ، مراد عاشق کا غریب خانہ۔۔۔

ترجمہ: یہاں اے میرے ہوم فرز اور تجھے تو دیرانے کا راحۂ معلوم ہے تو وہاں کوئی ایسی شے لے آ کر اسے نہ بھیجے۔ تاکہ مراد یہ ہے کہ مجھے شراب ڈالو۔

شورابہ اس وادی تلخ است اگر رادی از شر بسوی من سر چشمه نوش آور  
 لغت : شوراب : تلخین پانی۔ رادی : قویاض ہے۔۔۔ سر چشمہ نوش : چشمے پانی کا سر چشمہ، شراب۔۔

ترجمہ : جہاں میں رہتا ہوں اس دکانی کا شراب تو بیخ ہے اس لئے میرے دانا ماسکی اگر تو فیاض ہے تو شرے میرے لئے سرچشمہ نوش لے آئے شرب لارے۔

وانم کہ ذرے داری، ہر جا گذرے داری سے گر نہد سلطان از بادہ فروش آور  
 لغت : ذرے داری: تھیرے پاس دولت ہے۔۔۔

ترجمہ: مجھے علم ہے کہ حیرے پاس دولت بھی ہے اور تمہارا ہر تھکے آنا جانا بھی ہے۔ سو اگر بادشاہ تجھے شراب نہ دے تو تو شراب فروش سے شراب لے آ۔ لیکن جب دولت پاس ہو تو پھر بادشاہ کا سامان اٹھانے کی کیا ضرورت ہے پیسے دے کر شراب خرید لو۔

گر مرغ بہ کدو ریختہ برکف نہ دہی شو      ورشلہ بہ سیو خشک ہمدار و بدوش آور  
نعت : بخ : آفتاب پرست، شراب فروش،-- کدو : توبہ شراب کی بول،-- دہی شو : چل چ،-- دور : اور اگر،-- سیو : شراب کی س  
گمراہ،-- ہمدار : اٹھائے۔

ترجمہ : اگر نیا شراب گود میں داخل دے تو قوت ہے ہاتھ میں اٹھا کر چل پڑا اور اگر بادشاہ سبھ کر حکاکرے تو سبھ کھڑے ہو کر آئے۔  
یعنی جنوں سے جتنی بھی شراب لے یاں تیکے وہ لے آئے۔

رسکال دم از مینا رانش پیکد از قحط  
آں در رو چشم اقلن اس از پے گوش آور

نعت : رسکال دم : نانچ ( ایک خوشبودار پودا ) پھول دی ہے۔۔۔ رانش پیکد : نذر ابرو ہے۔۔۔ قحط : مریض سے شراب اٹھ  
آواز۔۔۔ در رو چشم اقلن : پیکد کی دوا میں داخل ، یعنی آنکھوں کے سامنے رکھ۔۔۔

ترجمہ : شراب کی صرافی سے باز رہو۔ بیٹھ رہی یعنی ظاہر ہو رہی ہے اور فحش سے نظر اوجھڑ رہا ہے۔ وہ یعنی مردان کو ہلاری آنکھوں کے سامنے رکھ اور اسے یعنی فحش کو ہمارے کانوں کے پاس لے آ۔ شراب کو مردان سے تشبیہ دی ہے اور فحش کو لُط سے یعنی شراب فحشوں

کے سامنے رہے اور قفل سے ذرا ہمت کی تھیں۔

گاہے بہ سبک دستی از بارہ زخویشم بر گاہے بہ سید مستی از نغمہ ہوش آور  
لفت : یہ سبک دستی، بلکہ ہاتھ سے ہین چلنی۔۔۔ زخویشم، مروٹھے ست دہوش کرے۔۔۔ یہ مستی، دہوشی۔  
ترجمہ : بھی تو چلنی سے گئے شراب پا کر دہوش کرے اور بھی میری دہوشی کے عالم میں نغمہ نہا کر گئے ہوش میں لے آ۔ گویا شراب  
اور نغمہ دونوں، شاعر کو بہت مرفوب ہیں۔

عالم کہ بقائش بار چہاے تو گر تاید بارے غزلے، فردے زلں موینے پوش آور  
لفت : بقائش بار، خدا سے سلامت رکھے۔ چہاے تو، میرے عہد۔۔۔ غزلے، کوئی غزل۔۔۔ فردے، کوئی فرد، ایک شعر۔۔۔ موینے  
پوش، کوئی کپڑے پہننے والا۔ عالم سرور میں کوئی لباس پہنا تھا۔  
ترجمہ : اگر عالم کہ خدا سے سلامت رکھے، میرے عہد نہیں آتا تو کیا ہوا تو اس موینے پوش کی کوئی غزل یا کوئی ایک شعری لے آ۔  
یعنی یہ غزل یا فرد گویا اس کی ناصحہ کی کریں گے۔

## غزل #9

در گریہ از بس ناز کی رخ ماندہ بر خاکش نگر  
واں سینہ سودن از تپش بر خاک نمناش نگر  
لفت : از بس نازی، بے حد نزاکت کے باعث۔ نگر، دیکھ۔۔۔ سینہ سودن، سیدرگڑھانا۔  
ترجمہ : زار دیکھ کہ وہ محبوب اپنی بے حد نزاکت کے باعث گریہ و زاری کے نتیجے میں رخ خاک پر رکھے چلا ہے اور سوزی نام اس کا خاک  
پر سید ملتا بھی ملاحظہ کر، گویا آنسو خاک پر گرے سے شاید بیٹے کی تپش میں یکم کی آجائے۔ محبوب کسی کے عشق میں جلا ہو گیا ہے جس کی  
وجہ سے اس کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ یہ غزل تھیلی کی درج ذیل مشق دلی غزل کے جواب میں کہی ہے۔

چشمش برا ہے ی رود مرنگان نمناش نگر  
برے کہ جانا سوختے دل از جفا سروش بین  
لفت : برے کہ، وہ نکلی۔۔۔ سوختے، جلا کر کٹی تھی۔  
ترجمہ : زار دیکھ کہ وہ نکلی یعنی محبوب جو بھی اپنے عشق کی پامیں جلا کر کٹی تھی اب اپنے معشوق کی جفا کے باعث دل مرو ہو کر رہ گئی  
ہے، باج ہی کا فدا ہو گئی ہے۔ یعنی محبوب اب ہم سب کا فدا ہو گیا ہے اور یہ دیکھ کہ وہ شریعہ محبوب جو عاشقوں کا ٹون بلیا کر تھا اب اس  
کا ہاتھ حلتے پاک ہو گیا ہے۔ گویا عشق کا خون اس کے ہاتھوں کے لئے مندی کا لہم بنا دیا تھا، لہذا اب یہ ہاتھ اس مندی سے محروم ہو گئے  
ہیں۔ یہ ساری غزل محبوب کے عشق سے حلق ہونے کے باعث مسلسل غزل بنی گئی ہے۔

آں کو بہ غلوت با خدا ہرگز نکروے اتجا  
نلاں بہ پیش ہر کے از جور اٹاکش نگر  
لفت : کو، کہ بومو جو وہ جس نے۔۔۔ نلاں، گریہ و زاری کرنے والا۔۔۔  
ترجمہ : وہ محبوب جس نے غلوت میں بھی خدا کے حضور بھی کوئی اٹجانہ کی تھی، اب ذرا اسے دیکھو کہ وہ کس طرح ہر کسی کے سامنے  
آسمان کے پروردہ حتم پر ہار نکلتا ہے۔ گویا محبوب اب جب خود کسی پر عاشق ہو رہا ہے تو اس کی ساری بے نیازی اور اکڑوں ختم ہو گئی ہے اور



اللہ کے حضور جگے دھاب ہر کسی کے آگے دو تباہ کرتا ہے۔

تایم غم ہر دے زبان می گفت دریا در میاب      دریاے خوں آنکوں رواں از چشم سفاکش نگر  
لغت : تایم غم ہر دے : غم کا ہم لہجہ۔۔ چشم سفاکش : اس کی خون خوار آنکھ۔۔

ترجمہ : جب کہ میری بیٹی عاشق کی زبان غم کا ہم لہجی تو وہ جب میں کتاوہ سمندر درمیان میں ہے، یعنی جہاں اس میں چھانک مارا اور غم سے نہایت پلو اور اب ذرا دیکھو کہ اس کی سفاک آنکھوں سے خون کا دریا کس طرح رواں ہے۔ گویا اس سے پہلے اسے کوئی غم نہ تھا بلکہ وہ غم کا لفظ سنا ہی پہنچ نہ کر تھا اور اب عشق کے ہاتھوں میں غم بنا ہوا ہے۔

آں سینہ کز چشم جمیں مانجہ جاں بودے نعل      ایک بہ پیراہن عیاں از روزن چاکش نگر  
لغت : ایک : یہ خواہ۔۔ عیاں : ظاہر، نمایاں۔۔ از روزن چاکش : اس کے لباس کے چاک کے سوراخ سے۔۔

ترجمہ : وہ یعنی اس محبوب کا سینہ جو کہی دنیا والوں کی نظر سے روح کی طرح چلی ہو تھا نظر میں آتا تھا اب ذرا دیکھو کہ وہ اس کے پنے ہوئے لباس کے سوراخوں سے کس طرح نمایاں ہو رہا ہے، صاف نظر آ رہا ہے۔ یعنی دیوانگی کے باعث اس نے اپنا لباس بجا کر رکھا ہے۔

بر مقدم صید اقلی گوشے بر آوازش بیین      در باز گفت تو نے چشمے بہ فتراکش نگر  
لغت : مقدم : مواد، سوغ۔۔ صید اقلی : شکار کرنا۔۔ تو نے : ایک یا کوئی گھوڑا۔۔ فتراک : نوے کا معتد جہاں کے ساتھ ملتا ہوا ہے اور شکاری اس سے شکار نکالتا ہے۔۔

ترجمہ : ذرا دیکھو کہ وہ اپ کے موقع پر ایک کان کس طرح اس کی آواز پر لگا ہوا ہے اور یہ بھی دیکھو کہ گھوڑے کے مڑنے پر ایک آنکھ اس کی فتراک پر لگی ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ پہلے وہ اپنے عاشق کو شکار کر کے انہیں فتراک میں باندھ لیا کرتا تھا اب وہ خود اپنے مشق کے ہاتھوں شکار ہو رہا ہے۔

بر آستان دیگرے در شکر در بانش بیین      در کوے از خود کترے در رشک خاشاکش نگر  
ترجمہ : ذرا دیکھو کہ وہ اپ کسی دوسرے کے آستانے پر کھڑا اس کے دربان کا شکر یہ ادا کر رہا ہے اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ وہ اپنے سے کتر درجے کے انسان کے کوپے میں کس طرح اس کی خاک راد پر رشک کر رہا ہے۔ یعنی پہلے اسے کسی کی پروا نہ تھی اور عشق کی بنا پر اب وہ خود انہی کیفیات و حالات کا شکار ہے۔

آتش خود نغرس شش، تلخ است بر لب شند و اش      زہرے کہ پند ہی خود پیدا از قریاکش نگر  
لغت : نغرس : شہنے، شہنے شہنے والا۔۔ تلخ است : اس کا طعم زہر جیسا ہے۔۔

ترجمہ : اب جب وہ خود اپنے مشق سے شہنے شہنے لگے گا تو اس کے ہونٹوں پر بھی اس کے لئے تلخ ہو گی ہے اور وہ زہر غم ہو گا اور وہ اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے، اس کے تریاک یعنی تلخ شہنے سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یعنی پہلے وہ اپنے مشق کو وطن و کھیتی لکھتا تھا تھا اور اب خود ہی رہا ہے اور اس کی تلخ شہنے سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ وہ بہت غمزدہ ہے۔

با خوبی چشم و دلش، با گرمی آب و گلش      چشم کمر بارش بیین، آہ شرر ناکش نگر  
لغت : با : یہ لفظ دیکھو کیا کہنے۔۔ آب و گلش : اس کی سرشت، طبیعت لطیف۔۔

ترجمہ : کیا کہنے ہیں اس کی چشم و دل کی دیکھی کے اور کیا مطلب ہے اس کی طبیعت و سرشت کی گرمی۔ دیکھو کہ اب اس کی آنکھیں سوتی ہو ساری ہیں اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ یعنی عشق کے سبب اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور اس کی آنکھوں میں

آگ کی سی گری ہے۔

خواہد بہ امید اثر اشعار غالب ہر سحر از نکتہ چینی درگذر فرہنگ و ادراکشل مگر

نکتہ : خواہد : دو بڑھتا ہے۔۔۔ درگذر : چھوڑ۔۔۔ فرہنگ و ادراکشل : اس کی عقل و دانش۔۔۔

ترجمہ : اب وہ اثر کی امید میں ہر صبح غالب کے اشعار بڑھتا ہے۔ تو اب اس کی اس بات پر نکتہ چینی نہ کر اور اس کی عقل و دانش کو دیکھ۔  
یعنی کبھی وہ غالب کے اشعار کو اچھٹ نہ دیتا تھا اور اب اس امید پر کہ یہ اشعار اس کے معشوق کے دل پر اثر کریں گے اور اس کا دل سہا  
لیں گے وہ غالب کے اشعار بڑھتا رہتا ہے۔

رویف۔ ز

غزل ۱۰

یا رب ز جنوں طرح غمے در نظرم ریز صد بادیہ در قالب دیوار و درم ریز

نکتہ : طرح غمے : کسی غم کی بنیاد رکھ۔۔۔ بادیہ : بیابان۔۔۔ قالب : ڈھانچہ۔۔۔

ترجمہ : یا رب میری نظر میں جنوں کی بنا پر کسی غم کی بنیاد رکھ دے اور میرے درد و دیوار کے ڈھانچے میں بیگانوں کی بادیہ ڈال دے۔ یعنی  
عاشق میں عشق کا جنوں اس حد تک پیدا ہو جائے کہ اپنے گھر کے درد و دیوار سے بیابان نظر آنے لگیں۔

از سر جہاں تب امید نظرم نیست این تشت پر از آتش سوزاں بزم ریز

نکتہ : سر جہاں تب : دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔۔۔ تشت : قیل۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس سر جہاں تب سے کسی مہتاب کی فخر کی توقع نہیں ہے، تو جا رہے والی آگ سے بھرے ہوئے اس تشت یعنی سورج کو  
میرے سر پر ڈال دے یعنی سورج طلوع ہونے پر روشنی بھیجی ہے اور انسان کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں لیکن ایک عاشق جو غم کی تاریکی  
میں ڈوبا ہوا ہے اس سے اس نے کیا فائدہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ سورج کی گرمی کا فائدہ ہو، جسے شاعر نے آتش سوزاں کہا ہے۔

دل را ز غم گریہ بے رنگ بجوش آر اجڑائے بگر حل کن و در چشم ترم ریز

نکتہ : گریہ بے رنگ : رنگ یعنی ٹون کے بغیر رہنے والے آنسو۔۔۔ حل کن : گھول دے، بکھلا دے۔۔۔

ترجمہ : یا رب میرے دل میں جو بے رنگ گریہ ایسے دلی کے ساتھ دوڑا کاظم ہے اس سے میرے دل میں جوش اور دھپ پیدا کر دے اور  
میرے بگرے اجڑا کو گھلا بکھلا کر میری چشم تریں ڈال دے۔ گویا بگرے کے پھٹنے ہوئے اجڑا چشم تریں ڈالنے سے آنکھوں سے ٹون بہتا  
شروع ہو جائے، گھلور دلی کی کیفیت دور ہو جائے گی۔

ہر ہتی کہ افکارہ گدا از است نبوش بگدا ز و بہ پکانہ ذوق نظرم ریز

نکتہ : افکارہ گدا ز : بھارے کو بکھلا دینے والی۔۔۔ نبوش : اس کی عظمت۔۔۔ بگدا ز : بکھلا ڈال۔۔۔

ترجمہ : ہر اس ہتی کو جس کی عظمت میں بھارے کو بکھلا دیتا ہے، بکھلا کر میرے ذوق نظر کے پیاسے میں ڈال دے۔ مولیہ کہ میرا ذوق  
نظر اتنا خیر کر دے کہ بجلی کی ہلک اور گدا ز میری آنکھوں کا لالہ بن جائے۔

سرست سے لذت و روم، خزام آرزویش شیشہ دل بنگلن و در رہگذرم ریز  
ترجمہ: میں درد کی لذت کی شراب کا سرمہ ہوں، مجھے تو رقص میں لاہور میرے دل کا شیشہ توڑ کر اسے میرے راستے میں اڑا دے۔  
لذت درد کا سرمہ عاشق حب شیشے کے ٹکڑوں پر چلے یا رقص کرے گا تو ظاہر ہے اس کے پاس ڈھکی ہوں گے اور اس کے درد میں اضافہ ہو گا پتا چھو یہ اضافہ اس کی تسکین کا باعث بنے گا۔

ہر خون کہ صیبت گرم شود در دلم انگلن ہر برق کہ بے صرف جہد بر اثرم ریز  
لغت: صیبت: بھس، بھس بھس ہی میکار ہے فائدہ۔۔۔ اقلن: ڈال دے۔۔۔ بے صرف جہد: بے فائدہ لگے۔۔۔

ترجمہ: ہر وہ خون جو گرم ہو جانے اسے میرے دل میں ڈال دے اور ہر وہ برق جو بے فائدہ لگی ہے اسے مجھ پر گرا دے۔ یہ بات یاد دلا  
بھی گویا اس لذت درد کی سرستی کی دعا یہی کہ ہے۔ یعنی جیسا ہے اور جس طرح بھی کسی درد کا سامنا کرے وہ مجھے عطا کر دے۔

ہر جانم آجے ست بہ مرنگان ترم بخش از قلم و جیسوں کف خاک کے بوسم ریز  
لغت: قلم: بھرا، قلم، یعنی عام سمندر۔۔۔ جیسوں: غرامان کا مشورہ دینا، یہاں یعنی عام دوا۔۔۔

ترجمہ: جیسا کہیں بھی پانی کا کوئی قطرہ ہے وہ میری گنتی پلوں کو عطا کر دے اور قلم و جیسوں کو کف خاک بنا کر میرے سر ڈال دے۔  
آنسوؤں کے حوالے سے قلم و جیسوں کا ذکر کیا ہے۔ مراد یہ کہ سمندر اور دریا کا پانی مجھے آنسو بہانے کے لئے عطا کر دے اور جب وہ خشک ہو کر  
مٹی میں رہ جائیں تو وہ مٹی میرے سر پر ڈال دے

از شیشہ گر آئیں ستاں بست شہم را بارے بگل بیاند بکبب محرم ریز  
لغت: آئیں: عواں بست: آرامت نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ شیشہ: مواد شراب کی صراحی۔۔۔ بارے: تہم، تہم از تہم۔۔۔

ترجمہ: اگر میری رات کو شراب کی صراحی سے آرامت نہیں کیا جاسکتا تو تہم از تہم بیاندے کی مٹی بیاندے کا کوئی ٹکڑا میری صبح کی بکبب میں  
ڈال دے۔ مراد یہ کہ اگر رات کو میرے پیش و نکلا کا سامنا نہیں ہو سکتا تو خود رات صبح ہی کو ہو جائے۔

گیرم کہ بہ افتخاندن الماس نیرزم شتہ تنگ سورہ بہ زخم جگرم ریز  
لغت: گیرم: میں جاتا ہوں، حلیم کرنا ہوں۔۔۔ افتخاندن: نکمیر۔۔۔ نیرزم: کے لائق یا قابل نہیں ہوں۔۔۔ تنگ سورہ: پناہ ہوا تنگ۔۔۔

ترجمہ: میں بہ حلیم کر کہوں کہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ میرے زخم جگر پر الماس ہاشی کی جائے، تہم تو اس پر کسی قدر پناہ ہوا تنگ ہی  
ڈال دے تاکہ میرا لذت درد کا احساس برقرار رہے۔

ایں سوز طبعی نگدازد نفسم را صد شعلہ بیفشاد و بہ مغز شرورم ریز  
لغت: سوز طبعی: فطری یا قدرتی سوز۔۔۔ نگدازد: نہیں بکھلاتا۔۔۔ بیفشاد: بھڑو۔۔۔

ترجمہ: یہ فطری سوز میرے سانس کو نہیں بکھلاتا تو بیٹھکوں سے شعلے نچو ذکر میری چنگاری میں ڈال دے۔ یعنی زندگی کی فطری حرارت میں  
سانس بکھلنے کی حالت میں ہے اس لئے تو بہت سے شعلے نچو ذکر ان کا شیرو میری اس فطری حرارت میں ڈال دے، تاکہ اس میں نہ کوہ  
طاقت پیدا ہو جائے۔

مسکین، خبر از لذت آزار ندادو خرام کن و در رہ گذر چارہ گرم ریز  
ترجمہ: میرا چارہ گر بے چارہ لذت آزار سے واقف نہیں ہے، تو مجھے بتاؤ کہ اس کے راستے میں ڈال دے۔ یعنی چارہ گرم اٹھانے کی

لذت سے محروم ہے جب اسے لکنا چاہیے مگر اسے چاہیے تاکہ وہ روکیا ہو۔

وہی کہ چہ پا مزد توں داؤ، اندر کن و اندر قدم نامہ ہم ریز

گفت : وجھے کہ : وہ رقم جو — پاسز : پاؤں کی محنت کی اجرت عزیزی —

ترجمہ : مجھے اپنے ہنر پر کوئی کے پاؤں کی محنت کی ضرورت ہی کے طور پر جو رقم دینا چاہئے تھی وہ میں نہیں دے سکا۔ تو مجھے پانی جا کر اس ہنر پر کے قدموں میں ڈال دے۔ عاشقِ ماجرت نہ دینے پر شرم سے پانی پانی ہو گیا ہے اور اب اس کی خواہش ہے کہ یہ پانی ہنر پر کے قدموں میں ڈال کر گھاس کی اس محنت کا زائد کر دے۔

ہو اور ہم سر ہم طرہی غالب، چہ جنون است      یا رب ز جنوں طرح غمے در نظرم ریز

حکمت : ہم مل جل کر کام کرنا، ایک ہی شیئہ و ملکہ کا ہونا۔۔۔ دایم سہرا میں دراندہ گرد ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں غالب کا کام شیعوں و طرز ہونے کا اعلان کر رہا ہوں۔ یہ کہی دیا اچھی ہے یا رب تو میری نظر میں جنوں کی بنا پر کسی قسم کی بنیاد رکھ دے۔ اس قول کے متعلق کیا سلا مصرع ہیں، دہرا دیا ہے۔ غالب نے خود کو تیسرا شخص قرار دے کر واسطے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس کا کام طرح ہونا ممکن نہیں۔ ساری قول ایک طرح ہے دہرائی قول ہے۔

خزل 2#

اے شوقِ بجا عہدہ بسیار میاموز ابرام ہے درویش ویدار میاموز

لغت : عربیہ : شجرۃ النیل۔۔ میاں پور : مت سکھ۔۔ اہرام : اصرار۔۔ درویش : بھک۔۔

ترجمہ : اے شرق تو ہمیں زیادہ جھکاؤ خدا کو تانہ دکھا اور دینار کی بجائیکچرا صدقہ کو تانہ دکھا۔ یعنی ہم محبوب کے دینار کے لئے اصرار کرنے کی بات سے بچنا چاہتے ہیں۔

از نظر مطرب عتوی تحت ول افغانده اے تالہ پریش رو و تہار میاں سوز

فت: الفت وال: دل کے ٹکڑے۔۔۔ تیراں افشار: نہیں کھیرے جاسکتے۔۔۔ انوار: لب و لہجہ، طور طریقہ۔۔۔ مطرب: گویا گائے

تذکرہ: مطلب کے غصوں سے دل کے ٹکڑے نہیں نکھیرے جاسکتے۔ اسے صبر، جلد و فریاد پریشانی ہو جاوے فریاد کے ادب آپ نہ ٹھکتے۔ یعنی مطلب کا لٹھہ خٹنے سے عاشق کے دل میں وہ بے قرار نہیں پیدا ہو سکتی۔ جس سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور وہ اسے دھرا دھرا کر دے۔ اس لئے وہ جلد و فریاد سے کہتا ہے کہ وہ غصا میں گر گیا ہے۔ غصے میں آواز کا ضبط و نظم ہے جبکہ فریاد کے لئے یہ مطلب نہیں، وہ تو دالہ انداز میں ہوتا ہے صحیح طور پر بخون شوق کی عکاس ہوتی ہے۔

صورت کردہ شد کلبہ من سربراے چشم  
ایلیختن نقش ز دیوار میاموز

نست : صورت کده : تصویر دل کا گھر۔ کلبہ می : جیوی جو پڑی، میرا چھوٹا سا گھر۔ سرسبز : پُوری طرح۔ انگلیختن : غفلت : غفلت !  
سوراجیوار :-

ترجمہ: میرا کھڑی طرح تصویر جلد میں پکا ہے۔ اے میری آنکھ تو اب مجھے ہم اور ہر شخص اجماع نے نہ سکتا۔ یعنی عاشق، محبوب کے تصور

میں آج کھڑا ہوا تھا کہ اسے گھڑی دیا اور محبوب کی تصویر ابرق و اکمال رچی تھی اور اب اسے اسی بنا پر اپنا سارا گھر خصوصاً خانہ باغ نظر آ رہا ہے۔  
اس لئے اب وہ آنگہ سے کہہ رہا ہے کہ اب یہ شکل ابھارنے چھوڑے۔

ہمت ز دم تیشہ قربا طلب کن  
بجوں مشو و مردان دشوار میاموز  
لغت : دم تیشہ: تیشے کی دھار۔ مشو: مت ہوا مت ہی۔۔۔ مردان: غرا۔

ترجمہ : قربا کے تیشے سے امت انگ بجوں نہ ہی اور بہت کہ دشوار مقامات تک۔ یعنی قربا نے کوہِ مستحق پر ٹوک دیا تیشہ مار کر فورا جان دے دی تھی۔ بجوں کو ماتحت جان تھا اس کی جدی نہ کر۔

اے غزوہ زخم طرئی تغیر چہ خیزد  
رم، شیوہ آہوست بہ دلدار میاموز  
لغت : غزوہ: آنکھوں کے اشتداد۔۔۔ تغیر: تھک۔۔۔ رم: ڈر کر ہلکانا۔۔۔ آہوست: آہوں۔ ہوں۔

ترجمہ : غزوہ کام طرز ہونے سے کیا حاصل ہے۔ ڈر کر ہلکانا تو بہن کا شیوہ ہے اس لئے اے غزوہ تو دلدار کو دم کاغذ آواز نہ سکھانے محبوب کے غمزہ کو اس طرح ہیں جیسے غمزہ ڈر کر ہلکا رہا ہو یعنی محبوب کے غمزوں سے یوں گنگا ہے جیسے وہ عاشق سے ڈر کر ہلکا رہا ہو۔ اس لئے عاشق، محبوب کے غمزوں سے غائب ہو کر انہی محبوب کو دم نہ سکھانے کی تحقیر کرتا ہے۔

مگر پہ سوسے نقش من و لب بجز از باز  
جاں داران بے ہودہ بہ اغیار میاموز  
لغت : مگر: مت دیکھ۔۔۔ لب کز: ہونٹ مت کٹ۔۔۔ اغیار: غیر کی جگہ رقیب۔

ترجمہ : اے محبوب تو میری نقش کی طرف مت دیکھ اور باز سے اپنے ہونٹ مت کٹ۔ تو رقیبوں کو بے فائدہ جان بٹانہ سکھا۔ یعنی رقیب جب محبوب کو ایسا کرتے دیکھیں گے تو وہ بھی یہی جان دینے پر تیار ہو جائیں گے، جبکہ وہ اس کے لائق نہیں ہیں۔ یہ جذبہ تو صرف بچے عاشق ہی میں ہے۔

باغیچہ مگرواں درق بحث گفتن  
پرداختن پردہ ز رخسار میاموز  
لغت : مگرواں: مت پیچہ درق گردانی نہ کر۔۔۔ گفتن: کھانا۔۔۔ پرداختن: اٹھانا اٹھانے۔

ترجمہ : تو اگلے کے ساتھ کھانے کی بحث میں چہ کہ درق گردانی نہ کر۔ تو رخساروں سے پردہ اٹھانے تک۔ کھل کھل کر بھول ہی جاتی ہے اور یوں گویا وہ بے غائب ہو جاتی ہے۔ عاشق اسی حوالے سے محبوب سے کہہ رہا ہے کہ وہ اگلی سے کوئی ایسا شخص یعنی چہرے سے خوب اٹھانہ کھینکے ورنہ عاشق قسم کاغذ ہو جائیں گے۔

طوطی، شکرش طوط و بلبل، بکشرش قوت  
جاں تازہ کن از تازہ و گفتار میاموز  
لغت : شکرش طوط: شکر اس کی خوراک۔۔۔ بکشرش قوت: بکرا اس کی خوراک۔۔۔

ترجمہ : طوطی کی خوراک شکر اور بلبل کی خوراک اس کا بکرا ہے۔ تو تازہ و تازہ سے خودیں جان تازہ پیدا کر اور محفلِ عاشق کی مہمت تک۔ طوطی بھی محفلِ عاشق کرتا ہے اس لئے یہ کہہ کہ اس کی خوراک شکر ہے، جبکہ بلبل تازہ و تازہ کرتا ہے یہ گویا بکرا کھانا ٹھون بکرا پتا ہے۔ عاشق کے نزدیک تازہ و تازہ کرنا خودیں جان تازہ پیدا کرنا ہے اس لئے وہ گفتار سے صبح اور تازہ و تازہ کی تحقیر کرتا ہے۔

از ذوق میان تو شدن سرسرا آغوش  
بے سر قن ماست بہ زناہ میاموز  
لغت : میان: قریبی۔۔۔ شدن: ہونا۔۔۔ زناہ: بیخود، بے حواس، کانا مقدس دھماکا ہوا گردن میں ڈالے رکھتے ہیں۔

ترجمہ : قریبی کے لئے کے شوق میں بھلا سراسر آغوش میں چاہتا ہوں ہے۔ اسے بے مروتیہ قن زناہ کو نہ سکھا یعنی زناہ لپٹنے کی بجائے

ہم سے اپنہ چاہ۔ نہار ہے جان چیز ہے اسے ہم آخری کی لذت کی کیا خبر جبکہ عاشق کے دل میں ہم انوشی کا صبر، رہنہ بہ عشق ہے۔

بلبل ز غراش رخ گبرگ بیندیش شغل نگہ شوق بہ مقدار میاسوز  
لغت: بیندیش: ذرا سوچ، خیال کر۔۔ گبرگ: پھل کی پتی۔۔ شغل: متحرک، چمچ۔۔

ترجمہ: اے بلبل تو پھول کی پتی پر غراش آجائے سے ذرا شوق کی نگاہ کا شغل اپنی چمچ کو مت سکھ۔ بلبل پھل پر چمچ نہ دل ہے جو غمت میں اس کا اٹھار ہے کالی ہے۔ گویا شامرات لگا شوق ہے اس نے کالی کا اٹھار کرنے کی تھیں کرنا ہے۔

عالم بلر کردار گزاراں پہ کسین اند گنتم جو آزادہ رو و نکار میاسوز  
لغت: بلر: ہوشیار۔۔ کردار گزاراں: کردار گزار کی جگہ، وہ لوگ جو اپنے ایک عملوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔۔ کسین اند: کسین اند: گھات میں ہیں۔۔

ترجمہ: اے عالم خیردار، ہوشیار، کردار گزار تیری گھات میں بیٹھے ہیں، کسین ان کے قابو نہ آجائے۔ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو آزادہ منش لوگوں کی طرح زندگی بسر کر۔ جاوہر اس کار گزار کی سے باز رہ مت سکھ۔

### غزل #3

خوں قطره قلمرو می چکد از چشم تر بنوز گشت ایم بنجہ زخم بگر سوز  
لغت: می چکد: ٹپک رہا ہے۔۔ گشت ایم: ہم نے نہیں توڑا، نہیں کھرا۔۔ بنجہ: جگہ۔۔

ترجمہ: ہاری چشم تر سے خون ابھی قطره قلمرو ٹپک رہا ہے، اس لئے کہ ہم نے زخم بگر زخم نہیں کھرا۔ یعنی جب یہ خون کل گیا تو خون کھرت سے نکلے گا۔

با آنکہ خاک شد بر روا انتظار پری زند نفس بہ ہواے اثر بنوز  
لغت: با آنکہ: اس کے باوجود کہ اگرچہ۔۔ پری زند: کو خوش کر رہا ہے۔۔ ہواے اثر: اثر کی خواہش یا امید میں۔۔

ترجمہ: اگرچہ اہل سانس محبوب کے انتظار کی راہ میں خاک ہو گیا ہے لیکن پھر بھی وہ اثر کی امید میں پر زنی کر رہا ہے۔ گویا ڈانیا ہر امید قائم۔

تا خود پس از رسیدن قصود چہ رو دہم خوش می گنم دلے بہ امید خبر بنوز  
لغت: رسیدن: پہنچنا۔۔ چہ رو دہم: کیا واقع ہو گیا پیش آئے۔۔

ترجمہ: ابھی تو میں محبوب کی طرف سے کسی خبر کی توقع میں دل خوش رکھ رہا ہوں، لیکن دیکھیں قصود کے آنے کے بعد کیا پیش آئے۔ یعنی معلوم نہیں وہ ابھی خبر لائے یا اس کے برعکس کوئی ہمت آئے کرنا ہے، میری دل اس کی آگے تک تو دل اپنا خوش رہے۔

تغم ز بزم عیش بہ غریب گلند و من مستم چنانکہ پاشناسم ز سر بنوز  
لغت: غریب: ہمدردی۔۔ پاشناسم: دوسر بنوز: ابھی تک میں سرور دہی میں تیر میں کر سکا یعنی ابھی تک مجھ پر چڑی سستی چھائی ہوئی ہے۔۔

ترجمہ: مجھ سے بھیجے نے تجھے بزم عیش سے اٹھا کر ہمدردی کی راہ پر ڈال دیا ہے لیکن پھر بھی میری سستی کا یہ عالم ہے کہ میں سرور دہی میں

غیر میں کر سکا۔ یعنی اس مستی میں عاشق بھی پاؤں پر اور بھی سر کے تل چل رہا ہے۔

دیدار جوست دیدہ و دارد و خجل مرا از جوش دل نہ بسختن راه نظر هنوز

لغت : دیدار ہو: دیدار کا مطلب۔۔۔ خجل: شرمندہ۔۔۔ بسختن: بہت حد۔۔۔

ترجمہ : میری آنکھیں تو اس کے دیدار کی غلبہ ہیں لیکن میں نے ابھی تک جوشِ دل کی بنا پر راہِ نظر بند نہیں کی جس کی وجہ سے میں شرمندگی کا شکار ہوں۔ یعنی فحشیت کا جوش میرے دل میں اس قدر ہے کہ آنکھیں بند کر لوں اور اس کے قصود میں غور ہوں لیکن میں هنوز یہ گوارا نہیں کر سکا اور یہ بات میری شرمندگی کا باعث بنی ہے۔

شد روز رستخیز و بیاو شب وصال محوم ہاں بہ لذت عیم سحر هنوز

لغت : روز رستخیز: قیامت کا دن۔۔۔ محوم: میں گویا ہوا ہوں۔۔۔ خودست ہوں۔۔۔ ہم: خوف۔۔۔

ترجمہ : قیامت کا دن آپہنچا ہے لیکن میں ابھی تک شبِ وصال کی یاد میں شمع کے طوطا ہونے کے خوف کی لذت یعنی حالتِ کیفیت میں گویا ہوا ہوں۔ وصال کی شب سے منتظر رہنے اور اپنی شاعرانہ فکر میں حسین شہزاد نے خوب کہا ہے:

شے کل ما با من بودی گفتیم کلید شمع بچلو انگندہ ایم اشب کہ در بندست ما اسبجا

نما قسم کہ ہم از جہر شب تازہ ہوں خود شید کہ نگذارو ز غیرت ما رانا شمع گلہ اسبجا

ترجمہ : جس رات وہ محبوب میرے ساتھ تھا میں کہتا تھا کہ ہم نے شمع کی چالی کوئی نہیں بچا تھا کہ وہی ہے جہاں جگہ بند ہے لیکن مجھے یہ علم نہ تھا کہ آویں رات ہی کو سورج نکل آئے گا اور اس کی غیرت گوارا نہ کرے گی کہ جگہ شمع تک پہنچ نہ دے۔

اے سنگ پر تو دعویٰ خلقت مسلم است خود رات دیدہ ائی کہت پیشہ گر هنوز

لغت : مسلم: تسلیم شدہ مانا ہوا۔۔۔ پیشہ گر: پتھر کو پتھار کر پیشہ بنانے والا۔۔۔

ترجمہ : اے پتھر تو اپنی خلقت کا دعویٰ دار ہے تو تمہارے دعویٰ ابھی تک تسلیم شدہ ہے اس لیے کہ تو نے ابھی تک خود کو پیشہ گر کے ہاتھ میں نہیں دیکھا۔ یعنی جب تو اس کے ہتھے چڑھے گا تو تمہارے دعویٰ ختم ہو جائے گا اور تو پتھار کر پیشہ بن جائے گا اور ذرا سی عین سے پتھار ہو جائے گا۔

پرورین است تدرگم از دلم خاربا از سر ہوں نہ رفتہ ہواے ہنر هنوز

لغت : پرورین: بھلی۔۔۔ ہواے ہنر: ہنر کی خواہش، سزا کا سورا یا ہنوں۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ پاؤں میں پچھلے والے کانٹوں کے دلم سے میری رنگیں بھلی ہو گئی ہیں لیکن میرے سر سے ابھی تک سزا کا سورا ختم نہیں ہوا۔ عاشق جوشِ فحشیت میں سزا خوردی کرتا ہے جس سے پاؤں میں کانٹے چھتے ہیں۔ مراد یہ کہ فحشیت کی غلطی اسے سزا دے تو اسے قرار دے دی ہے۔

لبیل سوز ز غیرت پروانہ سو خشن رنگیں بہ شطہ نیست ترا ہاں و پر هنوز

لغت : سوزا: صائب ہے۔۔۔ سو خشن: صفا۔۔۔

ترجمہ : اے لبیل تیرے لیے یہ صائب بات ہے کہ تو پروانے کو دیکھ کر غیرت کھائے اور جل جائے، میرے تو ہاں و پر ابھی شطوں سے رنگیں ہی نہیں ہوئے۔ یعنی لبیل پندروں کی عاشق ہے۔ اس کا چھوٹا گویا اس کی فراد ہے، بلکہ پروانہ شمع کا عاشق ہے اور اس پر جل کر وہ خود کو ختم کر لیتا ہے شمع کے شطے سے وہ گویا رنگیں ہو جاتا ہے اس لحاظ سے لبیل پروانے کی ہی عاشق نہیں ہے۔

غالب نہ گشتہ خاکی برابست تو خدا گردے است پر فطش بسر رگنذر بنور

لغت : برابست : ہمراہ میں۔۔۔ تو خدا : تجھے خدا کی قسم۔۔۔ پر فطش : پیر پڑا رہی ہے ۱۲ویں ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب ابھی ہمراہ میں رگنذر میں خاک ہو کر نہیں جا رہا ہے۔۔۔ تجھے اللہ کی قسم یعنی ایسا کہیں ہے ۱۱ویں تو رگنذر میں ایک گروہ ہے جو اڑ رہی ہے۔ یعنی ابھی غالب محبوب کی فطشت میں اس حالت تک نہیں پہنچا کہ وہ فطشت میں چلن دے دے اور خاک بن جائے تاکہ محبوب اس سے گزرنے کے بعد بھی تو اس کو اس قدر خدا کی صورت میں دیکھ سکا اور حرا رہا ہے۔

## غزل #4

یقین عشق کن و از سرگمل برخیز بہ آشتی بشنیں یا بہ احتفال برخیز

لغت : از سرگمل برخیز : شک و شبہ چھوڑ دے۔۔۔ آشتی : مسلح جنگی اور حتی محبت۔۔۔ برخیز : اٹھ۔۔۔

ترجمہ : تو ہمارے عشق کا یقین کر لے اور ہر قسم کا شک و شبہ چھوڑ دے۔ یا تو ہمارے پاس پیار اور فطشت کے ساتھ بیٹھ یا باہر نکلی آواز نکلی کی خاطر اٹھ جائیگی ہماری دھڑلہ آواز نے کامریتہ سوچ لے، کوئی ایک بات اختیار کر لے۔

گل از تراوش خشم بہ تست چشمک زن از رخت خواب بہ بھائے سے چٹکایں برخیز

لغت : تراوش : پھٹک۔۔۔ تست : تھو پر ہے۔۔۔ چشمک زن : طعنہ زن، مایچیلنے والا۔۔۔ سے چٹکایں : شراب پیتے ہوئے، مستی والے۔۔۔

ترجمہ : پھول، خشم کی تراوش کی وجہ سے تھو پر چٹک زن ہے، تو اب اپنے بستر خواب سے اپنے شراب پیتے ہوئے، مستی والوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔۔۔ صبح پھول پر خشم کے پتے ہوئے فکرے چٹک رہے ہیں، پھول اسے اپنا خشن سمجھتے ہوئے غور کی حالت میں محبوب پر چٹک زنی کر رہا ہے، حالانکہ محبوب کے ہونٹ، جن میں شراب کی سی مستی ہے، پھول سے کہیں زیادہ دل کش ہیں۔ عاشق محبوب سے کہتا ہے کہ تو اٹھ کر پھول کا یہ غور تو ڈال۔

بہ بزم خیمچہ جوی لب کرشمہ ستارے بدور باش تھنائے اکنال برخیز

لغت : لب کرشمہ ستار : ناز و ادا کی تحریف کرنے یا ادا دینے والے ہونٹ، آری۔۔۔ بدور باش : دور رہنے یا احتیاط برتنے کے لئے۔۔۔ اکنال : پناہ ہے۔۔۔

ترجمہ : تو رقیب کی محفل میں اپنے ناز و ادا کی تحریف کرنے والے کو کیا تلاش کر رہا ہے، وہی تو اکنال اکنال کی کو ابلند ہو رہی ہے۔ اس آواز کا تھنائی ہے کہ تو احتیاط برتنے ہوئے وہیں سے اٹھ آ۔ یعنی رقیب کی محفل میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس کے خشن و دل کشی کی داد دے، بلکہ اکنال سے کچھ کرنا ہے پناہ ہے پناہ دے گئے ہیں۔

چرا بہ سنگ و گیاہی اے زبائے طور ز رانہ دیدہ بدل در رو و زبانی سرخیز

لغت : چرا : کیا، کیوں کس لئے۔۔۔ زبائے طور : صورت موسیٰ کو خدا سے اس کے دیدار کے لحاظ سے پر نظر آیا تھا اور طور کا پہاڑ جل گیا تھا۔۔۔

ترجمہ : اے طور کے شعلے تو پتھر اور گھاس مولا پہاڑ سے کس لئے اٹھ رہا ہے تو آنکھوں کی رانہ سے اٹھنے والے میں اتر چا اور جاں میں ساگر اٹھرا۔ مولا یہ کہ خدا کے دیدار کا گھج ٹھکریا نہیں بلکہ انسان کا دل ہے۔



تو دودی اسے گلہ کلام و زبان نہ درخورد تست بدل فرو شو و از مغز استخوان بر خیز

لغت : تو دودی : تو دھواں ہے۔۔ کلام و زبان : عقل اور زبان۔۔ نہ درخورد تست : تھمے لائق نہیں ہے۔۔ فرو شو : اتر جائے۔ مغز استخوان : دماغی گولہ۔۔

ترجمہ : اسے گھور دیکھ تو دھواں یعنی آگ ہے یہ عقل اور زبان تھمے لائق نہیں ہیں تو دل میں اتر جائو مغز استخوان سے اٹھو۔ یعنی گھور دیکھ ایک آنکھیں شے ہونے کے باعث زبان پر نہیں آئی جاوے۔

گراؤ کشاکش چار رفتہ ای خودی باقیمت بذوق آنکہ نباش ازیں میاں بر خیز

لغت : کشاکش : کھینچنا آئی۔۔ نباش : تو نہ ہو، تیری قیمت ہو۔۔ ازیں میاں بر خیز : ان چیزوں سے باہر ہو جا انہیں ترک کر دے۔۔ خودی : خود، قہر، خود غرض، خود سری۔۔

ترجمہ : اگرچہ تو مکان یعنی زبان و عقل کی کشاکش سے آگے نکل گیا ہے، پھر بھی تجھ میں کسی قدر خودی کا گہ ہے، تجھ میں اگر یہیقیمت کا ذوق و شوق ہے تو تو ان چیزوں سے بے نیاز ہو جا۔ یعنی ظاہری برتری اور امتیاز کا خیال دل سے نکل دے یہ قہر یا قہر طاعتی ہیں ان کا تصور بھی ذہن میں نہ آئے دے تاکہ تجھے صحیح معنی میں نیکی کی لذت حاصل ہو۔

فناست آنکہ بدایں کین ز روزگار کشی غبار گرد و ازیں تیرہ خاکداں بر خیز

لغت : فنا : یعنی عدم۔۔ بدایں : اس سے۔۔ کین کشی : کینہ اٹھانے سے فنا ہوتا ہے۔۔

ترجمہ : فنا تو دے کہ تو فنا نہ سے اٹھتا رہے اس سے برسرِ غافل رہے۔ تو غبارِ بن جاو اور اس آدیک خاکداں یعنی دنیا سے اٹھ جا۔

رقیب یافتہ تقریب رُخ یاسودن ترا کہ گفت کہ از بزم سرگراں بر خیز

لغت : تقریب : قریب ہو، موقع ملے۔۔ رخ یا سودن : چہرہ یا چٹائی رنگیزہ گستاخ : کہہ : کہنے۔۔ سرگراں : ناراض، غصے میں، بکڑ کر۔۔

ترجمہ : تجھے کس نے کہا تھا کہ تو رقیب کی عقل سے بکڑ کر اٹھ، اب دیکھ کہ رقیب کو چٹائی رنگیزہ یعنی صحت سلامت کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ یعنی رقیب میزبان اور محبوب صانع ہو گئی، غارِ ناراض ہو کر اٹھ کھڑا ہوا ہے، جس پر رقیب اس کی منتیں کر رہا ہے اور اس کا یہ عقل یافتہ کے لئے ناقص برداشت ہے۔

عیادت است نہ پر خاش، تہ خوں چیت بیا و خم زہد ہشمن و لب گراں بر خیز

لغت : عیادت : مریض کی مزاج پر پی۔۔ پر خاش : ان میں مزاجی بھڑا۔۔ لب گراں : ہوش کانتے ہوئے، لاشعلی دیکھ دوڑ کے ساتھ۔۔

ترجمہ : تو میری عیادت کے لئے آیا ہے، کسی پر خاش کے لئے نہیں، پھر یہ آج مزاجی کیوں ہو کر کس لئے۔ اور غمزہ ہو کر چند جاو اور جب تو اٹھ کر جانے لگے تو لاشعلی دیکھ دوڑ کے ساتھ جا یعنی محبوب ہاشم کی حالت دیکھ کر دھڑکتے ہوئے جاو۔

سبوچہ اے دامت ہر سحر زے غالب خداے را ز سر کوچہ مغال بر خیز

لغت : سبوچہ : ایک چھوٹا سا، چھوٹا سا۔۔ دامت : میں تجھے دیں گا۔۔ خداے را : خدا کے لئے، تجھے خدا کی قسم۔۔

ترجمہ : اے غالب تجھے خدا کی قسم دو کوچہ میں یعنی شراب فروش، ساقی کے کوچہ سے اٹھ جا میں تجھے ہر روز صبح کے وقت شراب کا سبوچہ دیا کروں گا۔

## غزل #5

یا ہمسہ گم حسیںگی خلل بود جلاہم ہنوز گاہ گاہے در خیال خویش می آیم ہنوز  
 لغت : گم حسیںگی: گم ہو جانے کی حالت ہے خودی کی حالت۔۔۔ گاہ گاہے: کبھی کبھی، کبھی کبھی۔۔۔

ترجمہ : تمام تر بے خودی کے عالم میں ہوتے ہوئے ابھی میری جگہ خلل ہے۔ کبھی کبھی میں اپنے خیال میں آجاتا ہوں۔ بے خودی سے مزاح  
 ترک خودی ہے۔ یعنی اگر اس حالت میں بھی مجھے یہ احساس ہو کہ میں نے خود کو کھو دیا ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ میری بے خودی ہنوز  
 باقی ہے۔

تا سر خار کدائیں دشت در جان می خلد کز هجوم شوق می خار د کف پایم ہنوز  
 لغت : کدائیں : کون سا۔۔۔ می خلد : چھ رہا ہے۔۔۔ می خار د : کھجا رہا ہے۔۔۔ سر خار : کانٹے کی نوک۔۔۔  
 ترجمہ : اللہ جانے کسی جنگل کے کانٹے کی نوک میری جان میں چھ رہی ہے کہ کثرت شوق سے میرے پاؤں کے تھوے ابھی تک کھجا  
 رہے ہیں۔ گویا شوق میں کثرت شوق مسلسل جاری ہے۔

خشک شد چند انگہ سے جزو بدن شد شیش را ہم چنان گوئی در انگو راست صہایم ہنوز  
 لغت : چند انگہ : اس قدر کہ انگہ۔۔۔ شیش را: صراحی۔۔۔ صہایم : میری شراب۔۔۔  
 ترجمہ : شراب اس حد تک خشک ہو گئی کہ وہ صراحی کے بدن کا حصہ بن گئی، بس یوں سمجھو کہ میری شراب ابھی انگوڑی میں ہے۔ اپنی  
 عرواق کی بات کی ہے۔ کتنا ہے چلا ہے کہ صراحی سے شراب کا اور تقو بھی اپنے قدر میں نہ لے سکن ہے اپنے گھنے کی بجائے شراب ابھی انگو  
 ڑی میں ہو۔

بعد مردان محنت خاکم در نورد مر مراست بے قراری می زند موج از سراپایم ہنوز  
 لغت : مردان : مرثیہ۔۔۔ در نورد مر مر: تیر ہوا یا آندھی کی پیٹ میں۔۔۔  
 ترجمہ : میرے مرنے کے بعد میری محنت خاک آندھی کی پیٹ میں آگئی ہے، پتا چھ میرے سارے وجود سے ابھی تک بے قراری کا ایک  
 طوفان بڑا ہوا رہا ہے۔ شوق میں بے قراری کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ غم نہیں ہو رہی۔

تازہ دور افتادہ اے طرف بساط عشرتم می توان افشردے از لائے پالایم ہنوز  
 لغت : تازہ دور افتادہ اے: مزاح جو ابھی ابھی باہر نکلا ہو۔۔۔ می توان افشردے: نچوڑی جا سکتی ہے۔۔۔ از لائے پالایم: میرے جام کی دے۔۔۔  
 ترجمہ : میں ابھی ابھی محفل میں دخل سے باہر آیا ہوں پتا چھ میرے جام کی دے سے گھٹ نچوڑی جا سکتی ہے۔ مزاح کہ جو جام بخوار  
 نے ابھی ابھی چمکا ہے اس میں ایک آدھ تقو شراب کا تو ہو گیا نچوڑی ہی گھٹ نچوڑی ہو گی، جس سے شراب نچوڑی جا سکتی ہے۔  
 ہنرمند از جوش نگہ خوں گشت و از مژگان چکید ہم چنان در حلقہ دام تہاشلم ہنوز

لغت : چکید: چپکے، چپکے گئی۔۔۔ ہم چنان: اسی طرح۔۔۔ جوش لگھ: جوش دیا۔۔۔  
 ترجمہ : میری آنکھیں جوش دیا میں طوفان ہو کر رہ گئیں، اور یوں میری نظریں خوں کی صورت میں جکڑ سے لپک چکیں، لیکن میں ابھی  
 تک اسی طرح گھڑے کے چال کے ملتے ہیں کہ تازہ ہوں۔ یعنی میرا شوق دیا اور اپنی احتیاط بھلا ہوا ہے۔

صد قیامت در نورد بر نفس خوں گشته است من زخانی در فطار نیم فردایم بنوز

نعت : فطار ہم : خوف کی مٹھی۔ غالی : کچا پن، ناقصہ کاری۔ فردا : آنے والا کل، روز قیامت۔

ترجمہ : ہر برسان میں ہتھکڑیاں قیامت میں خوں ہو کر رہ گئی ہیں لیکن میں اپنی غالی کی وجہ سے ابھی تک فردا کے خوف کی مٹھی کاٹھا ہوں۔  
مترادف : کہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ مختلف مسائل اور کام و مصائب و غیوہ کی بنا پر ایک قیامت ہے اس صورت میں روز قیامت کا خوف یا انگارہ کیا؟

آگیا یا رب فروشت اشک من غلٹ ز خاک لالہ بے داغ از زمین رویہ بصرایم بنوز

نعت : فروشت : دھواڑا۔ رویہ : آنکھ۔ آگیا : کھل نکلی۔ غلٹ : غلطی۔ لالہ کی۔

ترجمہ : یا رب میرے آنسوؤں نے زمین کی تاریکی و گودرت کو کس حد تک یعنی اتنا دھواڑا ہے کہ اب میرے صحرا میں زمین سے لالہ کا پھول بے داغ آگیا ہے۔ بے داغ لالہ سے مترادف اس کا سرخ ہونا ہے۔ گویا اس کا اس طرح آگنا اس ہلت کی دلیل بنتی ہے کہ اس زمین کو ماضی کے غمیں انگوٹھ نے سیراب کیا ہے۔

با تحافل بر نیلہ طاقتم، یک از ہوس در تنائے نگاہ بے ملبایم بنوز

نعت : بر نیلہ طاقتم : میری طاقت پوری نہیں اتنی، مجھ میں بچنے کا یا ر نہیں، اہلیت نہیں۔ بے ملبا : بے دھڑک۔

ترجمہ : محبوب کے تحافل سے بچنے کی مجھ میں اہلیت و حصہ ہی نہیں ہے، لیکن پھر بھی میری ہوس کا یہ عالم ہے کہ میں ابھی تک اس کی بے دھڑک نگاہوں کی تنائے ہوئے ہوں۔ یعنی میں تو اس کی تحافل آئینہ نگاہوں کا تحمل نہیں ہو سکتا پھر ملبا اس کی نگاہ بے ملبا کو کیونکر برداشت کر سوں گا لیکن میری ہوس اس کی تمنا کر رہی ہے۔

ہرہاں در خنزل آرا میدہ و غالب ز ضعف پا ہوں تا رفت از نقش کف پایم بنوز

نعت : آرا میدہ : آرام کر رہے ہیں۔ ضعف : جوتانی۔ پا ہوں : پاؤں ہارنے لگا ہوں۔

ترجمہ : غالب میرے ہمراہی تو خنزل پر پہنچ کر آرام کر رہے ہیں، جبکہ میرا یہ حال ہے کہ جوتانی کے باعث میرا پاؤں ابھی تک میرے کف پاؤں کے نشان سے باہر نہیں آیا۔ یعنی آری چلا ہے تو پاؤں کے نشان بننے چلے جاتے ہیں، گویا وہ آگے بڑھ رہے لیکن جب نشان ہی سے پاؤں آگے نہ ہو اور دکھا کر ہے کہ وہ غلطی نہیں کرتا ہے۔ غالب نے اپنی جوتانی کو آگے نہ بڑھنے کا باعث قرار دیا ہے۔

## روایف۔س

### غزل # 1

داغ تلخ گویا نم لذت سم از من پرس کو تھم خوا نام حیرت رم از من پرس

نعت : داغ تلخ گویا نم : میں تلخ بولنے والوں کے ہاتھوں جلا ہوا ہوں، بلدا ہوا ہوں۔ سم : ذہر۔ کو تھم خوا نام : میں تھم خوا نام میں کھوا ہوا ہوں۔ پرس : پوچھ۔

ترجمہ : میں تلخ بولنے والوں کے ہاتھوں جلا ہوا ہوں، ذہر کی لذت تو مجھ سے پوچھ، میں تھم خوا نام میں کھوا ہوا ہوں، حیرت رم مجھ سے پوچھ۔ تلخ

کو اور نہ خستہ مزاج مشوق ہیں۔ یعنی عاشق کو ان کی عکاسی میں جو ذہن کی مانند ہے ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے اسی طرح ان کی تجر حوائی میں وہ لذت محسوس ہے کہ سوا حیرت ہی کیا ہے۔

سوچے از شرابہستم، نکتے از کبابہستم شور من ہم از من جو سوز من ہم از من پرس

لغت : سوچے : ایک لہر۔ از شرابہستم : میں شراب کی لہروں۔۔۔ نکتے : ایک ٹکڑا۔۔۔ جو : عاشق کر دیجے۔

ترجمہ : میں جتنی میرا وجود شراب کی ایک لہر اور کباب کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو شراب دیکھتا ہو تو مجھے دیکھ کر اور میرے سوز محبت کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھو۔ محبت میں اپنے بے حد جوش و سوز کی بہت شراب اور کباب کے حوالے سے کی ہے۔

نہیست بافتونوما برگ پر کشونوما از عدم ہوں آمد سہی قوم از من پرس

لغت : خودنوما : خودوں کی جمع۔ و نوما :۔۔۔ پر کشونوما : پر کھونٹوں کی جمع۔۔۔ برگ : ساند سلان۔

ترجمہ : او گھنے میں پر کھونٹے اڑنے لاکوئی ساند سلان میں ہے۔ انسان جو ہم سے باہر آیا تو اس کی کو خوشی کے بارے میں مجھ سے پوچھو۔ حالت عدم کو خودوں کی سے تعبیر کیا ہے جس میں انسان کوئی کام یا عمل نہیں کر سکتا اس لحاظ سے انسان جو اپنی سہی عدم سے دور میں آیا ہے تو اس خاطر کہ وہ زندگی میں اپنی عملی قوتوں اور اہلیتوں سے کام لے سکے۔

نفس چوں زبوں گردد؛ دیورا بفریں گیر محرم سلیمان نقش خاتم از من پرس

لغت : زبوں : زبوں گردد؛ بد حال یا سرکش ہو جائے۔ محرم سلیمان : میں حضرت سلیمان کا واقف حال ہوں۔۔۔ خاتم : مراد حضرت سلیمان کی انگوٹھی جس سے وہ دیا کو چھو کر لیتے اور اس سے حسبِ حکم کام لیتے۔ قرآنی تسبیح ہے۔

ترجمہ : جب نفس بد حال یا سرکش ہو جائے تو توجہ کو محرم سے کہہ دو تو فرماں بجالائے۔ میں حضرت سلیمان کا واقف حال یا بازدار ہوں۔ ان کی خاتم کی حقیقت مجھ سے پوچھو۔ یعنی انسان میں اتنی اہلیت و قوت ہے کہ وہ اپنے سرکش نفس پر قابو پا سکتا ہے۔ اس اہلیت و قوت کو شاعر نے خاتم سلیمانی سے تشبیہ دی ہے۔

اے کہ در دل آزاری بیش را کم انگاری در شمار غم خواری بیشی کم از من پرس

لغت : دل آزاری : دوسروں کو تکلیف پہنچانے والی آزد، کرنا۔ کم انگاری : تو کم سمجھتا ہے۔۔۔ بیشی کم : تھوڑی کو بہت سمجھتا۔

ترجمہ : اے محبوب تو اپنے مشائق کی بہت دل آزاری کرتا ہے لیکن پھر بھی اسے کم سمجھتا ہے اور دوسرے یہ حال ہے کہ تو جو تھوڑی سی غم خواری کرتا ہے اسے میں بہت سمجھتا ہوں۔ گویا محبوب عاشقوں کی بے حد دل آزاری پر بھی مطمئن نہیں ہو سکتا اور سمجھتا ہے کہ اس نے بہت کم کیا کیا ہے جبکہ عاشق محبوب کی معمولی سی غم خواری کو بھی اپنے لئے بے حد حسین سمجھتا ہے۔

پورے از لبانم وہ عمر خضر از من خواہ جام سے پہ ہشتم نہ عشرت جم از من پرس

لغت : عمر خضر : طویل عمر، حیات پلوریں جو حضرت خضر کو ملی۔ جم ہشتم : ہر پنی بادشاہ جیسے جو بیش و عشرت کی وجہ سے ضرب المثل بن گیا ہے۔

ترجمہ : اے محبوب تو مجھے اپنے ہوشی کا پورے دے اور پھر اس پورے کا اثر یہ دیکھ کہ مجھے گویا عمر خضر مل گئی ہے۔ تو میرے سائے جام شراب رکھ دے اور پھر جیسے کہ بیش و عشرت کی کیفیت مجھ سے پوچھو۔ یعنی عاشق کے لئے لب محبوب کا پورے عمر خضر اور اس کا جام شراب بیش کرنا جیسے کی سی عشرت کا باعث ہے۔

تج غمرہ با اظہار آنچہ کردی دانی خنجر نقائل را تجزی دم از من پرس

لغت : بیچ غزوہ آسمانوں کے اشیاء کی تکرار، احتمالی و محسوس ناز و ادا۔۔۔ تیزی دم : دھار کی تیزی۔

ترجمہ : جیری بیچ غزوہ نے رقیہوں کا جو حال کیا وہ تجھے معلوم ہے۔ اپنے متقابل کے بھڑکی دھار کی تیزی کے بارے میں تجھ سے پوچھ۔ مینی رقیہوں نے محبوب کے غزوہ ورا کا کوئی اثر نہیں لیا بلکہ بچے مانتے پر محبوب کی بے توجہی یا دانستہ غفلت سے کام لینے کا بھی بے حد اثر ہوا۔

غلطہ را سواد من، لطف کوثر از من جو کعبہ را سواد من، شور زمزم از من پرس لغت : غلام من : میں بنایا ہوں میں خود ہوں۔۔۔ سواد من : میں طلاق یا شریہوں، خود کعبہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : میرا خود خود غلطہ ہے، اس کے توجہ سے کوثر کی لذت حاصل کر۔ میں خود کعبہ ہوں اس شور چشمہ زمزم کے بارے میں تو غلطہ سے پوچھ کہ اب زمزم کیا ہے؟ خود کو غلطہ اور کعبہ قرار دے کر اس سے متعلق کوثر اور زمزم کی لذت و اہمیت کی بات کی ہے۔

ورد من بود غالب یا علی ابو طالب نیست بخل با طالب، اسم عظیم از من پرس

لغت : بخل : کمزوری۔۔۔ اسم اعظم : خدا تعالیٰ کا بیباک نام جو اسم ذات ہے، پہلی سب نام اس کے صفت ہیں۔ یہ نام صرف انبیاء و اولیاء کو معلوم ہے۔ اس نام کے حوالے سے ہر دعا کی جائے وہ پیش قبول ہوتی ہے۔۔۔

ترجمہ : اے غالب میں حضرت علی بن ابی طالب کے نام کا ورد کرتا رہتا ہوں۔ تو اسم اعظم کے بارے میں تجھ سے پوچھ جو طالب و دعا مانگنے والے کے ساتھ بخل سے کام نہیں لیتا۔ گویا یہ ورد اسم اعظم کی طرح ہے کہ اس ورد سے میری ہر دعا یا خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ حضرت علی سے اپنی بے پناہ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

## غزل #2

لاستانہ نظیں مشوہ گرے راجہ کند کسی بے فتنہ سرورہ گذرے راجہ کند کسی

لغت : لاستانہ نشیں : کمزوری، بیچارہ بنے والا، بد نشیں۔ لاستانہ : عمل، ریسوں کا گھر۔ مشوہ کرے : ایک غزوہ ناز کرنے والا۔۔۔ ترجمہ : ایک ایسے مشفق کا کوئی کیا کرے جو پردے میں وہ کر اپنے ناز و ادا کو دکھا رہا ہے، اور لکھا دیکھو کس کام کی جس میں کوئی فتنہ نہ ہو۔ مشفق پر نگہ نہ رہے نشیں ہے اور وہ ناپر نہیں لگتا جس کے سبب رات اس کے جلوہ حسن کی فتنہ انگیزی سے محروم ہے۔ وہ باہر آئے تو مشفق اس کی روش میں بچہ بچہ جائیں۔

بگدا ملت دل از تار، مگر ایں ہرہ بس نیست بے ہودہ امید اثرے راجہ کند کسی لغت : بگدا ملت : پھل گیا۔ مگر، شاید کیا۔۔۔

ترجمہ : دل آتشیں تار و تار سے پھل گیا ہے، کیا انکلی کئی نہیں ہے، ہر کسی کا اثری امید رکھتا تو یہ کس کی بات ہوگی۔ مانتے تار و تار کو دکھا رہا جس میں اتنی حرارت تھی کہ اس سے دل پھل گیا یہ بھی محبوب نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا۔ اس صورت میں محبوب سے کوئی امید رکھنا بے سنی ہو گا۔

کیوس مسمای و ز اغلاط مغرورہ تکرشنہ دہاشد، جگرے راجہ کند کسی

لغت : کیوس : دس کھانا بھنم ہونے کے بعد صبح میں پیدا ہونے والا درد۔۔۔ مسمای : بپ قول نہ کر۔۔۔ اغلاط : غلطی کا جمع، انسانی حراج۔۔۔ چار 22 : سورہ مغرورہ عظیم اور غرور۔ مغرورہ کی بات نہ کر۔

ترجمہ : مجھوس کا جائزہ نہ لے اور غلوں کی بات نہ کر، جب تجزی نہ ہو تو جگر کا کوئی کیا کرے۔ یعنی عاشق تو معشوق کے ہاتھوں مر رہا ہوتا ہے، غلطی کی کمی بیشی سے اسے کوئی سروکار نہیں، یعنی اسے وہ اہمیت نہیں دیتا۔

دو ہدیہ دل فزا دیں بھد ابرام پذیرد منت نہ سربایہ پرے راجہ کندکس  
لغت : ابرام : اصرار۔۔۔ پذیرد : قبول کرتا ہے۔۔۔ منت نہ : انسان دھرتے والا۔۔۔ سربایہ پرے : مال یا سرمایہ خود پر خرچ کر دینے والا۔۔۔  
ترجمہ : وہ محبوب، دل و دہن کو حقہ کے طور پر بھی بھد اصرار یعنی بے پناہ اصرار کے بعد قبول کرتا ہے، ایسے شخص کا کوئی کیا کرے جو سربایہ بھی لوٹ لیتا ہے اور اٹھا سناں بھی دھرتا ہے۔ یعنی ایسے محبوب سے چننا مشکل ہے جو عاشق کا دل و دہن بھی لوٹ لیتا ہے اور اس پر انسان بھی جیتا ہے۔

انصاف دہم چوں نہ گراید بہمن از مر دل دلاہ آشتہ سرے راجہ کندکس  
لغت : چوں نہ : کیوں نہ۔۔۔ گراید بہمن : میری طرف مائل ہو۔۔۔ دلاہ آشتہ سرے : ایک سر پر ہوا عاشق۔۔۔  
ترجمہ : میں تو انصاف کی بات کرتا ہوں کہ وہ محبت سے میری طرف مائل نہیں ہوا تو اس لئے کہ وہ بھلا ٹھہ ایسے سربایہ عاشق کا کیا کرے کہ ہم اپنی کیے کر ٹھہ سے نہپٹ سکے گا۔

با خویشستن از رشک ہارا نتوائ کردو راہ محبت خضرے راجہ کندکس  
لغت : عارا : صلح، مزاح، ہدایت کرنا۔۔۔

ترجمہ : محبت میں تو رشک کی بنا پر اپنی ذات کو بھی ہدایت نہیں کیا جاسکتا، پھر بھلا اس راہ میں خضریٰ کو کوئی کیا کرے۔ یعنی خضریٰ دہشتی بھی گوارا نہیں ہے۔ رشک پہ غالب نے کئی اشعار کہے ہیں۔ ایک اور دیکھئے:

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں  
گر سر خوشی از بلوہ مزو است بیاشام واعظ تو و یزول، خبرے راجہ کندکس  
لغت : سر خوشی : بے حد مسرت و شادمانی۔۔۔ بیاشام : پی لے۔۔۔ تو و یزول : تجھے خدا کی قسم۔۔۔

ترجمہ : اسے واعظ اگر محبت کی سر خوشی سے مزاح شراب ہے، یعنی محبت میں شراب طور پر لے لی تو میرا پی لے۔ تجھے خدا کی قسم تو ٹوڑی کا بھلا کس خبر یعنی خوش خبری کو کوئی کیا کرے۔ یعنی یہ تو محض دل کو خوش رکھنے والی بات ہے کہ وہاں شراب طور پر لے لی۔ غالب کی کہی کہی

ہم کو مہموم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے  
نیاقت ہارم بہ نراخان چہ نگیم گبرم کہ خود ازقت درے را کندکس  
لغت : نیاقت ہارم : میں وہ ہوں جسے ہر دینی حاصل نہیں ہوئی، ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔۔۔ نراخان : نہ لگتا۔۔۔

ترجمہ : مجھے تو حیرت و حیرانی میر نہیں آتی، اس صورت میں اگر تو نے مجھے دروازے سے نہیں لوٹایا ہے تو اس سے میرے مجدد قرار کا کیا سناں ہو گا۔ میں یہ مان لیتا ہوں کہ یہ سب کچھ حیرانی کیاد مر ہے، یعنی تو نے ہی اپنا در کھلا رکھا ہے اور مجھے بھی لوٹنے کو نہیں کہہ پھر اس کا کیا فائدہ؟

آں نیست کہ صحرایہ خن جلاہ نزارو واژوں روش کج نگرے راجہ کندکس  
لغت : جلاہ : راستہ۔۔۔ واژوں روش : اگلے راستے چلنے والا۔۔۔ کج نگرے : ٹھٹھہ کھانے والے، یعنی دوسروں کی بات کو الٹ کھنے والا۔۔۔

ترجمہ: یہ بات نہیں ہے کہ محرابے غنی، غنی کوئی کی کوئی رملہ نہیں ہے۔ لیکن اگر بات شے خود کہنے دلائی کی قسم ہو اور ہر بات کے اگلے معنی لے تو اس کا تو کوئی چارہ نہیں۔ یعنی بات کرنے کے سوا کچھ ہیں، اب یہ بات شے دسلے پر منحصر ہے کہ وہ اس کے کیا معنی لیتا ہے۔

خلافت: یہ جہاں پلوشیاں از پے دلا اند فرماں دلا بیدلو گرے راجہ کند کس لغت: از پے دلا اند: انصاف کے لئے ہیں۔ فرماں دلا: حکم دینے والا فرماں دلا۔ بیدلو گرے: حتم ڈھانے والا۔

ترجمہ: خلافت: جہاں پلوشیاں عدل و انصاف کے لئے ہوتے ہیں، لیکن ایک ایسا فرماں دلا ہے جو پلوشیاں دلا کر ہو، اس کا کوئی کیا کرے۔ یعنی وہ انصاف تو کرے نہیں پلوشیاں دلا کر حکم دلائے۔

### غزل #3

لطفے بہ تحت ہر نگہ نقشکین شناس آرائش جبین شگرفاں زمیں شناس  
لغت: نگہ نقشکین: نئے سے بھری نگاہ۔ شناس: پہچان، دیکھ۔ شگرفاں: شگرف کی جگہ، بار، خوبصورت حسن۔

ترجمہ: تو دیکھ کہ حسیوں کی ہر نقشکین نگاہ میں ایک خاص لطف ہے۔ ان حسیوں کی پیشانی کی آرائش ہی ان کی پیشانی کے بھٹوں سے ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب اگر بھی یہ نہیں ہوا ہے تو اس کے حسیوں دل کشی میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک شاعر نے محبوب کے لئے سے دیکھنے پر بھی مسرت کا اظہار کیا ہے:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
باز آگے کار ٹوڈ بہ نگاہت سپردہ ایم مارا خجل ز تفرقہ سرو کیس شناس  
لغت: باز آگے: لوٹ آ۔ خجل: شرمندہ۔ تفرقہ: فرق کرنا، امتیاز کرنا۔

ترجمہ: اے محبوب تو لوٹ آ کیونکہ ہم نے اپنا معاملہ تجری نگاہ پر چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ دیکھ کہ ہمیں اپنے محبت اور کچھ میں امتیاز کرنے پر عادت ہے۔ یعنی محبوب اگر عاشق کو محبت بھری نظروں سے دیکھا ہے یا محترم کہو نگاہوں سے تو عاشق کے لئے وہ توں اعداد برابر ہیں، اس لئے کہ محبوب عاشق کی طرف دیکھا تو ہے پھر وہی بات کہ:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
بے پردہ تلب محرمی راز ما مجبوی خوں گشتیں دل از مژدہ و آستیں شناس  
لغت: بے پردہ: کھل کر۔ خوں گشتیں: طواری ہو جانے۔ مجبوی: مت تلاش کر تو قی نہ رکھ۔

ترجمہ: تو ہم سے کھل کر یا کھلم کھلا اس امر کی توقع نہ رکھ کہ ہم تجھے جانیں کہ ہم میں اپنا راز چھپانے کی کتنی طاقت ہے، یعنی ہم نے راز محبت چھپے میں کیسے چھپا رکھا ہے۔ تو اس طے میں ہماری جگہں اور آستیں کو دیکھ جن پر ہمارا دل راز محبت چھپانے کے باعث طواری ہو کر نکم رہا ہے۔ یعنی ہمارے طواری آنسو یہ راز فاش کر رہے۔

راغم کہ وحشت تو پیغود ز انتظار جز صید دام دیدہ نباشد کیس، شناس

نعت : منظور: یاد گئی ہے۔۔۔ صید نامہ دینا: وہ شکار جو کبھی جال میں پھنس چکا ہو۔۔۔ کہیں شناس: وہ شکار جو شکاری کی نگاہ سے آشنا ہو۔۔۔

ترجمہ : میرے انظار سے تیری گھبراہٹ اور وحشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تو میرے پاس آنے سے گھبراتا ہے۔ یہ بات میرے لئے ہامٹ رنگ ہے اس لئے کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تیرا ٹھکانہ جس کی طرف ہے کہ تو پہلے کسی شکاری کے جال میں پھنس چکا ہے۔ جو شکار پہلے کبھی جال میں پھنس چکا ہو وہ جلد میں جال سے دور رہتا ہے۔ مگر وہ کہ محبوب پر پہلے کئی اور عاشق ہو چکا ہے اس لئے وہ اب اس عاشق سے دور رہنا چاہتا ہے۔

می خوابہ انتقام زبجراں کشیدنی خوں گرمی دل از نفس آفتیں شناس  
ترجمہ : تو میرے آفتیں سامنوں سے میرے دل کی خوں گرمی جو شکار کا اندازہ کر لے۔ اصل میں میرا دل مجرد فرق سے انتقام لہتا چاہتا ہے۔ عاشق فرق میں بیٹھا آفتیں آہیں بھر رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے سانس سے شعلے ابھر رہے ہیں۔ یہ سب مذکور انتقام لینے کی خواہش کے سبب دل کے جوش کا پتہ دیتے ہیں۔

آرائش زمانہ زید او کردہ اند ہر خوں کہ ریخت عازہ روے زین شناس  
نعت : زید اور عزم۔ کردہ اند: انہوں نے کیا ہے۔ یعنی قصاص قدر نے کیا ہے۔ ریخت: گزرا ہلایا گیا۔ عازہ: سرخی جو چہرے کی ہنک اور سلامت کے لئے لگاتے ہیں۔

ترجمہ : زمانہ کی آرائش عزم و حزم سے ہوئی ہے۔ ہر وہ خون جو زین پر ہلایا گیا اسے زین کے چہرے کی سرخی گھٹا چاہئے۔ مگر وہ کہ ہر دور میں انسانی انسان نے انسان کا لون ہلایا ہے جو احتمالی ہے دوری اور عزم و حزم کی علامت ہے۔

دور راہ عشق شیوہ دانش قبول نیست حیف است سخی رہو پا از جبین شناس  
نعت : شیوہ: دانش: عقل و خرد کا طور طریقہ، انداز۔۔۔ حیف است: افسوس ہے۔۔۔ رہو پا از جبین شناس: وہ راہی جو چلتے ہوئے پاؤں اور پیشانی میں فرق پیدا کرتا ہے، یعنی سر پہ پاؤں کے مل جانا ہے۔

ترجمہ : راہ عشق میں عقل و خرد کا انداز قبول نہیں ہے۔ افسوس ہے اس دوری کی کوشتیں جو چلتے ہوئے پاؤں اور پیشانی میں فرق جاتا ہے، گویا یہ عقل و خرد کا انداز ہے جبکہ عشق میں تو عاشق سر کے بل راست لے کرتا ہے۔

از دہر غیر گردش رنگے پدید نیست این روضہ را سراب گل و یاسمین شناس  
نعت : دہر: زمانہ، دنیا۔۔۔ پدید نیست: ظاہر نہیں ہوتا ہے۔۔۔ سراب: رنگی زمین کی وہ جگہ جس پر پانی کا دھماکا ہے، جہاز، صحنہ، دھواں، فریب۔۔۔ روضہ: باغ، بہار، زار، مقبرہ۔۔۔

ترجمہ : اس دنیا سے گردش رنگے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تو اس باغ دنیا کو گل و یاسمین کا سراب سمجھ۔ یعنی زمانہ کی کچھ ایسی کیفیت ہے کہ اس میں ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے، کوئی رنگ حقیقی نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح دور سے تو دیکھیں بھول گل و یاسمین نظر آئیں لیکن حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہ ہو۔ رنگ سے مڑوا شکلات بھی ہو سکتی ہے۔

حسرت صلاے رجا سرد دست می زند نقش خمیر شد ز تاج و تکیں شناس  
نعت : صلا: پکار کرکنا۔۔۔ رجا: تکیں۔۔۔ تکیں: شکاری، انگوٹھی کا گھیر جو ہر کام کرتا ہے۔

ترجمہ : حسرت پکار پکار کر سرد راہ تھم میں ہاتھ تکیں و رجا کی بات کر رہی ہے۔ تو بادشاہ کے خمیر کے نقش کا اندازہ اس کے تاج اور تکیں سے لگے۔ لیکن بادشاہ ایک لحاظ سے ہے جس ہے کہ اس کے ہاتھ تو شکاری فرماؤں پر مر لگاتے چلے جا رہے ہیں لیکن اس کے سوا دل نہیں کیا



اور کہے کہے نکار ہیں ان کا کسی کو علم نہیں۔ گویا بد شلہ کے خمیر میں پوشیدہ انکار و تصورات کا اندازہ اس کے تباہ و تخریب سے لگائے۔  
 بے غم نہاد مروجہ گمراہی نمی شود ز نثارِ قدر خاطر اندوہ کیس شایں  
 لغت : نثار: فطرت، ہستی۔ گمراہی: باغی۔ خاطر اندوہ: غمزدہ دل۔

ترجمہ : غم و اندوہ کے بغیر انسان کی زندگی با محنت نہیں بنتی، ورنہ کوئی اسے محبوب تو اپنے عاشق کے غمزدہ دل کی قدر و اہمیت پہچانے۔  
 غالب نے دراصل ایک عاشق کے حوالے سے ایک عمومی بات کی ہے اور وہ یہی کہ غم و اندوہ کی صورت میں انسان کی مختلف صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں اور وہ ایسے کام کر رہا ہے جو اس کی عظمت کا باعث بنتے ہیں۔

دورِ قدح بہ نوبت و سے خوار گلِ گروہ آوِخ ز ساقیانِ یبار از ہمیں شایں

لغت : دور: گردش۔ بہ نوبت: اپنی اپنی باری پر۔ آوِخ: افسوس۔ یبار: ہائیں۔ ہمیں: ہمیں۔ یبار از ہمیں شایں: ہر ہائیں ہائیں کے پھر میں چاہو، یعنی پہلے ہائیں طرف سے ہائیں طرف سے۔

ترجمہ : جامِ شراب کا دور تو باری کے مطابق چلتا ہے اور ہر بخاروں کا جوہم ہے اس صورت میں ان ساقیان پر افسوس ہے جو اس پھر میں چلے ہیں کہ دور جام کا آغاز ہائیں طرف سے کیا جائے یا دائیں طرف سے

غالب مذاقِ باتوں یافتن ز ما رو شیوہ نظیری و طرزِ حوس شایں

لغت : نظیری: مشورہ دہی شاعر نظیری۔ حوس: مشورہ دہی شاعر حوس۔ شیوہ: انداز۔ طرز: انداز یعنی انداز شعر گوئی۔  
 ترجمہ : اے غالب ہم سے ہمارے ذوقِ سخن کا تجھے پانہ چل سکے گا۔ ہمارے نظیری اور حوس ایسے شعرا کے کام سے ان کے ذوقِ سخن کا پانہ چلا۔ یعنی یہ وہ شعرا ہیں جن سے غالب غلاما سارا ہے اور ان کی زبانوں میں اس نے بعض غزلیں بھی کہی ہیں۔

## غزل # 4

تج از نیام بے پردہ بیرون نکرده کس مارا بہ چچ کشتہ و مضمون نکرده کس

لغت : پردہ: بیہوشی، غمی، بیکاری، رنج۔ چچ کشتہ: بے غمی، بیکاری میں قتل کرنا۔ نکرده کس: کسی نے نہ کیا۔  
 ترجمہ : کسی یعنی محبوب نے نکار پس ہی نیام سے نہیں نکال ہے، البتہ ہمیں بے غمی بردھایا گیا اور ہر کسی پر احسان بھی نہیں دھرا کیا کوئی مضمون بھی نہیں ہوا۔

فرصت ز دست رفتہ و حسرتِ فسرده پائے کار از دوا گذشتہ و افسونِ نکرده کس

لغت : فسرده پائے: پاؤں پھیلا کر بٹھ گئی۔ افسون: جادو۔ کار: کام، مژدہ مرض۔  
 ترجمہ : سرج با تھ سے نکل گیا اور حسرت پاؤں پھیلا کر بٹھ گئی یعنی تک کے بندہ گئی اور لٹے جاؤر ہوئے کا نام نہ لیا۔ مرض کا معاملہ دوا سے گذر گیا اور کسی نے جادو تو بھی نہ کیا کہ شاید اسی سے مرض دور ہو جائے۔

داغِ ز عاشقان کہ شمعائے دوست را نسبت بہ مریخیِ گردون نکرده کس

لغت : داغ: میں جتا ہوں، مجھے دکھ ہوتا ہے۔ نسبت: نکرده کس: کسی نے منسوب نہیں کیا۔  
 ترجمہ : میں ان عاشقوں کی اس روش سے جتا ہوں مجھے دکھ ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی محبوب کے غم و حتم کو آسمان کی مریخی

قرار نہیں دیا۔ یعنی محبوب کے حتم، عاشق کے لئے بہت ہی نعمت ہیں جو آپنی گردش کے عظیم اسے میرا آتی ہے۔

یا پیش ازیں بلاے جگر تنگنی نہ بود یا چوں من انگشت بہ جیہون نکرہ کس  
 لغت : جگر تنگنی : جگر کا پراسا ہو بہ عشق کی تنگنی۔۔ انگشت : توجہ۔۔ جیہون : خراسان کا ایک دریا تھا یعنی دریا۔۔  
 ترجمہ : یا تو اس سے پہلے جگر تنگنی کی محبت نہ تھی یا پھر میری طرح کسی نے دریا کی طرف توجہ اور اسی فیض کی یہی یا تو کسی میں تنگنی  
 عشق نہ تھی یا پھر میری طرح سارے کاسار اور دیا بھی پانی لیا اور پیاس پھر بھی برقرار رہی۔

یا رب بہ زلہاں چہ دہی خلہ راہگل جو رہاں ندیدہ و دل خون نکرہ کس  
 لغت : راہگل : محبت میں اصول یا پکار۔۔ جو رہاں : ظلم و ستم۔۔  
 ترجمہ : یا رب تو ان زلہاں پر ہرگز گراؤں کو محبت بخشنی کیوں مٹا کر رہا ہے۔ ان میں سے کسی نے نہ تو جینوں کے ہم دم دیکھے یعنی  
 سے ہیں اور نہ عشق غی میں کسی کا دل خون ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ محبت زلہاں کو بلا جواز ملنے کی بجائے ستم زدہ عاشقوں کو عطا ہونی  
 چاہئے۔

جاں راوان و یکام رسیدن زبا دلے آہ از بہاے یوسہ کہ افزوان نکرہ کس  
 لغت : یکام رسیدن : آرزو پانچ مقصد یا پکار۔۔ بہاے یوسہ : بوسے کی قیمت۔۔ افزوان : زیادہ۔۔  
 ترجمہ : ہم نے تو اس محبوب کے بوسے کی خاطر جان تک دے دی اور اپنی طواغیل پر دی کر لی لیکن انہوں نے کہ کسی محبوب نے اس بوسے  
 کی قیمت نہ بدھائی۔ مڑاؤں کہ محبوب کے بوسے کی خاطر جان دے دینا بھی عاشق کے لئے ایک سستا سوا ہے۔

شرمندہ دلیم و رضا جوے قالمیم باچوں کشیم چارہ خود چون نکرہ کس  
 لغت : شرمندہ دلیم : ہم دل سے شرمندہ ہیں۔۔ رضا جوے : کسی کی مرضی یا خواہش کا خیال رکھنا۔۔ چون کشیم : کیونکر کریں۔۔ چوں نکرہ  
 کس : جب کسی نے نہیں کیا۔۔  
 ترجمہ : ہم تو اپنے دل کے ہاتھوں شرمندہ اور قاتل یعنی محبوب کی رضا جوے پر خوش ہیں۔ ہم اپنا چارہ کیونکر کریں جب کسی نے یہ چارہ کیا  
 ہی نہیں۔ دل سے شرمندگی یوں کہ اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ کسی اور سے مڑاؤ محبوب ہے جس کے لئے عاشق نے جان دی لیکن اس محبوب  
 نے عاشق کا کوئی چارہ نہ کیا۔

چہچہد بخود ز دشت من پیش بین من تشبیہ من بنوز بہ جیہون نکرہ کس  
 لغت : چہچہد بخود : اپنے آپ میں چچاؤ تب کھا رہا ہے۔۔ پیش بین : پیش بینی یعنی پیشین گوئی کرنے والا۔۔  
 ترجمہ : میری دشت دیکھ کر میرا پیش میں چچاؤ تب کھا رہا ہے۔ مجھے ابھی تک کسی نے جیہون سے تشبیہ نہیں دی۔ یعنی عاشق کی دشت  
 اب جیہون کی دشت کے برابر ہو چکی ہے لیکن کوئی بھی اسے جیہون نہیں کہتا بلکہ اس کے مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کرنے والا اس  
 کو کو کاٹتا ہے کہ اگر اس کی دشت اسی طرح رہی تو اسے جیہون کہنا بھی مناسب نہ ہو گا یعنی یہ تو اس سے بھی بدھ جائے گا۔

کیو مواب پرش بے رنگی سرشک کوئی حساب اشک جگر گون نکرہ کس  
 لغت : کیو مواب : کیونکر مواب پکڑتا ہے اعتراض کرتا ہے۔۔ پرش : پوچھ پچھا۔۔ جگر گون : جگر کے رنگ کا نشی سرخ خویش۔۔  
 ترجمہ : وہ یعنی محبوب اس چاہے کہ میرے آنسو بے رنگ ہیں، پھر یہ گرفت کر لیا یا اعتراض کر رہا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کسی نے  
 میرے خویش آنسو کوں کا حساب نہیں کیا۔ عاشق نے اسے خویش آنسو بہائے ہیں کہ اس کے جگر کاسار طون ختم ہو چکا ہے جس کے سبب

اب سارہ آنسو بہ رہے ہیں یہ محبوب کو پسند نہیں۔ کیا ناشق کے غمیں آنسو بیکار تھیں۔

غائب نہ حسرتی چہ سرائی کہ در غزل چوں او تلاش معنی و مضمون نگرہ کس  
 لغت : حسرتی : غائب، غافل، غافل، غافل اور غافل میں حسرتی لکھا کرتے تھے۔۔۔ چہ سرائی : تو کیا تعریف کر رہا ہے۔۔۔

ترجمہ : غائب تو حسرتی کی کیا تعریف و ستائش کر رہا ہے، غزل میں تو کسی نے بھی اس کی طرح معنی و مضمون تلاش نہیں کیے۔ یعنی حسرتی کی غزل میں کئے سے نیا مضمون اور نیا معنی نظر آتے ہیں اس بنا پر کوئی دوسرا شاعر اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔

## غزل # 5

ہر کراہی دے بے خود تلاش می نویں ہر دفعہ فتنہ حرزے از برائش می نویں  
 لغت : ہر کراہی : جس کسی کو۔۔۔ تلاش : اس کی تعریف۔۔۔ می نویں : لکھتا رہا، یعنی لکھ۔۔۔ حرزے : ایک تھوڑا۔۔۔

ترجمہ : جس کسی کو تو شرب سے بے خود سرشار ہو گئے، اس کی تعریف لکھ اور اس کے لئے ایک تھوڑا لکھ تاکہ اس کی اس بے خودی میں رغبت نہ پڑے اور ہر طرح کا فتنہ اس سے دور رہے یعنی صحیح بخوار رہی ہے جس پر شرب پینے کے بعد بے خودی طاری رہے۔

اے راقم شمع بیکار دوست بیکاری چرا خود سپاس دست خنجر آزمائش می نویں  
 لغت : راقم شمع : قلم کرنے والا۔۔۔ بیکار : غمزدار یاں ہاتھ۔۔۔ سپاس : شکر گزاری۔۔۔ دست خنجر آزمائش : اس محبوب کا خنجر آزمائے والا ہاتھ۔۔۔

ترجمہ : تو جو اس محبوب کے دامن ہاتھ کی کار گزاروں کی غمزداری کا سہارا بننا ہوا ہے اور اس کے خنجر آزمائش کی کار گزاروں کا سپاس بیکار ہی نہ دے۔ دوسرے لفظوں میں عاشق اس کے دامن ہاتھ سے قتل ہوا ہے جس کے لئے وہ محبوب کا شکر گزار ہے۔

آنچه ہدم ہر شب غم بر سرم می بگذرد ہر سحر نکسر بدیوار سرائش می نویں  
 لغت : آنچه : جو کچھ۔۔۔ ہدم : بر سرم می بگذرد : غم پر جتنی ہے گزرتی ہے۔۔۔ سرائش : اس کا گھر۔۔۔

ترجمہ : اے میرے ہدم ہر شب غم کی رات میں جو کچھ غم پر گزرتی ہے تو وہ سب کچھ ہر صبح کے وقت اس محبوب کے گھر کی دیوار پر لکھ دیا کر۔ بدیوار اپنے انتہائی غم محبت کی بات کی اور شب اور صبح کے انتقال سے صنعت تخلیق سے کام لیا ہے۔

گر ہمیں دیو و فریاد رنگ و شیرنگ است و بس ہر کجا شمع ست کا فر ماجرایش می نویں

لغت : دیو : دھوا کا فریب۔۔۔ فریاد : چیخ پکار۔۔۔ شیرنگ : بھڑک، جھوٹا چال بازی۔۔۔ کا فر ماجرا : ایسی معاملات میں اڑیل دیا کچ بکھتی کرنے والا۔۔۔ شمع : مزاحمتی معاملات جاننے کا دھوا بھڑکا۔۔۔

ترجمہ : اگر صرف یہی دھوا کا فریب، چیخ پکار، رنگ اور بھڑک ہے تو ہمیں کہیں بھی کوئی شمع ہے تو اسے کا فر ماجرا لکھ دال۔ یعنی ان تمام دھواؤں کا کام بس کچ بکھتی اور اڑیل لینا ہے۔

خواسیے کا ندر طریق دوست داری رو دید از عداد سایہ پل تلاش می نویں

لغت : خواسیے : انکی دوست۔۔۔ کا ندر : کہ اندر۔۔۔ عداد : سایہ۔۔۔ پل : پل ہوا، تاکا۔۔۔ دوست داری : محبت کرنا۔۔۔ رو دید : واقع ہوئی ہے، اظہار۔۔۔

ترجمہ :- وہی خواری جو دوست داری کے راستے میں اٹھنا پڑتی ہے، اس کے بارے میں تو ہمارے ہر کے سامنے کی سیلابی سے لگھو۔ ہا ایک فرضی پردہ ہے جس کا وجود کوئی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر چڑ جائے وہ باوجود شہین جاتا ہے۔ اس کے ہر کے سامنے کی سیلابی سے لگھنے کا مطلب ہو گا کہ اس طریق میں ہے جو خواری اٹھنا پڑتی ہے۔

می فرستی تلمہ دیں را چشم زخمی در پے ست چشم حامد کور بار اورا دعلش می نویس  
لغت : می فرستی : تو بھیجتا ہے۔ دیں را : اور اس کے۔ چشم زخمی : زخمی کا اثر۔ کور بار : اندھ می ہو جائیں۔

ترجمہ :- تو خط بھیجتا ہے اور زخمی اس کے پیچھے پیچھے ہے، یعنی زخمی لگ رہی ہے، تو دعا میں یہ لگھو کہ خدا کے حامد کی آنکھیں اندھ می ہو جائیں۔ یعنی حامد یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ محبوب کی طرف سے : عشق کو کوئی خط جائے۔ حامد رقیب ہی ہو سکتا ہے۔

ہر کہ بعد از مرگ عاشق بر مزارش گل برد فتویٰ از من در میان زود آتشش می نویس  
لغت : گل برد : پھول لے جاتا ہے۔ زود آتش : جلد آتشا ہونے والا۔

ترجمہ :- ہر کوئی محبوب اپنے عاشق کی موت کے بعد اس کی قبر پر پھول لے کر جاتا ہے تو اس کے بارے میں مجھ سے فتویٰ لے اور اس کا نام زود آتشا حسنین کی قبرست میں لگھو۔ زود آتشا طرہ کا ہے اور وہی ہی مضمون یوں ادا کیا ہے:

کی مرے قتل کے بعد اس نے جہا سے توبہ ہائے اس زود پشیمیاں کا پشیمیاں ہونا  
رحمے از معشوق ہر جا در کتابے نگری بر کنار آں ورق "جاننا فدائش" می نویس  
لغت : جاننا فدائش : جانیں اس پر قربان ہوں۔

ترجمہ :- تو جس کتاب میں بھی کہیں معشوق کی طرف سے عاشق پر رحم کی بات پڑے، اس ورق کے ایک طرف "جانیں اس پر قربان ہوں" لکھ دے۔ یعنی یہ بڑے قہر کی بات ہو گی کہ کوئی معشوق اپنے عاشق پر رحم کرے۔ اسی لئے جانیں یعنی عاشقوں کی جانیں قربان ہوں، کہا ہے۔

اے کہ پایارم خرای گردل و دشت است نام من در رگتہر بر خاک پائش می نویس  
لغت : خرای : تو قتل رہا ہے۔ دل و دشت : تیرا دل اور ہاتھ ہے یعنی تجھ میں حوصلہ ہے۔

ترجمہ :- اے کہ تو میرے محبوب کے ساتھ قتل رہا ہے، اگر تجھ میں کچھ حوصلہ اور جرات ہے تو تو میرا نام اس رگتہر میں اس کی خاک پاؤں  
ی لکھ دے۔ یعنی عاشق کو یہ معلوم نصیب ہو کہ اگر وہ محبوب کے ساتھ نہیں چل سکا تو کم از کم اس کا نام تو اس را وہیں ہے۔

ہر کجا غالب تحفے در غزل بنی مرا می تراش آن را و مطلوبے بجائش می نویس

لغت : غالب : تجھے بھی ہے اور یعنی جس کو غالب حاصل ہو۔ می تراش : چھیل اٹھ دے، مٹا ڈال۔ مطلوبے : ایک یا کوئی مطلوب جس پر غلبہ پایا گیا ہو۔ بجائش : اس کی جگہ۔

ترجمہ :- تو میری غزل میں جہاں بھی میرا تحفہ غالب دیکھے، اسے تو مٹا دے اور اس کی جگہ مطلوب لکھ دے۔ دوسرے لفظوں میں غالب غالب محفل تجھے کی صورت میں بدل دے تو نہ کسی ایک مطلوب کی طرح گزری۔

## روایف-ش

### غزل # 1

دوشم آہنگ عشایر کہ آمد درگوش تالہ از تار رداے کہ مرا بود بدوش

لغت : دوشم : کل رات میرا۔۔ آہنگ عشق : عشاقی تالہ : کاروانہ۔۔ ردا : چادر۔۔

ترجمہ : یہ غزل مضمون کے لحاظ سے مسلسل غزل بنتی ہے۔ کل رات میں عشاقی تالہ چلتے کاروانہ کر رہا تھا کہ میرے کانوں میں 'نصیرے' گدھوں پر چڑی ہوئی چار کے تار سے مجھے تالہ و فریاد کی آواز سنائی دی۔ غائب نے اس غزل میں اپنے خاص نغمے کا ذکر کیا ہے۔

کالے خس شطلہ آواز موزن زنار ازپے گرمی ہنگامہ منہ دل بخروش

لغت : کالے : کہ اے۔۔ خس شطلہ آواز موزن : موزن کی آواز کے شطلے سے جل چاہنے والا نکلا یعنی فریفتہ ہونے والا شاعر۔۔ زنار : خیرباد، سو رکھو۔۔ ازپے : کی خاطر۔۔ منہ دل : دل مت رکھنا کیلئے نہ کر۔۔

ترجمہ : آواز سنائی دی کہ اے موزن کے شطلہ آواز پر فریفتہ ہونے والے خیرباد گرمی ہنگامہ کی خاطر یعنی اس کے شوق میں اپنا دل اس شور یعنی لہان کے شور پر مائل نہ کرنا چاہئے نہ دے۔

نکلیے بر عالم و عابد نقواں کرد کہ بہت آں کیے بے ہودہ گو اس دگرے پسندہ کوش

لغت : نکلیے : نکلیے گھوڑوں کو : بخرو سائیں کیا یا سکتا سدا نہیں کیا یا سکتا۔۔ پسندہ گو : فضول باتیں کرنے والا۔۔ پسندہ کوش : فضول عمل کرنے والا۔۔ عالم : صاحب علم و دانش، راجہ۔۔ عابد : عبادت گزار۔۔

ترجمہ : عالم اور عابد پر بخرو سائیں کیا یا سکتا اس لئے کہ وہ یعنی عالم تو ایک بے ہودہ کو ہے جب کہ یہ دوسرا یعنی عابد بے ہودہ کوشی میں مصروف رہتا ہے۔ گویا عالم یا عابد کا بے کراہم کا وعظ اور عباد کی جذبہ صلوٰۃ سے عاری عبادت بیکار ہے۔

نہیست جز حرف در آن فرقہ اندرز سراپی نہیست جز رنگ دریں طائفہ ازرق پش

لغت : اندرز سراپی : وعظ و نصیحت کرنے والا۔۔ طائفہ : گروہ۔۔ ازرق پش : نیلی پوش یا لالہاں پہنتے والا۔۔

ترجمہ : اس وعظ و نصیحت کرنے والے نام نہاد گروہ یعنی طائفہ کے سامنے لافعلی کے نور بجھ میں ہے جس تفکروں پر کھینکتے ہیں اور اس نیلی پوش طبقے عابدوں میں رنگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے یعنی ان میں رنگ کی زیبائش کا کچھ زیادہ ہی خیال ہے۔

جاوہر بگذار و پریشان رو و در راہروی بہ فریب سے و معشوق مشو رہزن ہوش

لغت : جاوہر بگذار : راستہ ڈگر چننا دے۔۔ پریشان رو : عذاب آزمودہ چل۔۔ رہزن ہوش : ہوش و حواس کو لوٹنے والا، عذاب کوٹنے والا۔۔

ترجمہ : تو ان کی ڈگر پر مت چل بلکہ آزمودہ چل اور ردا چلتے ہوئے سے و معشوق کے فریب میں اپنے ہوش و حواس مت کھو یعنی ان کی فریب کاریوں میں نہ آ۔

بوسہ گر خود بود آسماں میرا از شہد مست بادہ گر خود بود ارزاں تخر از بادہ فروش

لغت : میرا : میرے لئے۔۔ تخر : مت خریدے۔۔

ترجمہ : یا اگرچہ مست محبوب کا پورے لہنا آسمان ہی کہیں نہ ہو پھر بھی مت لے اور شراب اگرچہ سستی ہی کہیں نہ ہو، پھر نوش سے مت فرید۔ اس شعر میں ایک طرح سے مشکل پسندی کا درس ہے۔

اس نیشہ است کہ طاعت کن و زہد موزد      ایس نصیب است کہ رسوا مشو و باؤد منش  
لغت : نیشہ : نذر۔ کن : مت کر۔ موزد : مت اختیار کر۔ نصیب : طرف۔ مشو : مت ہو۔ منش : مت پی۔  
ترجمہ : یہ تو ایک نذر یعنی بھلی لگنے والی آواز ہے کہ بڑی کوششوں کے پھر میں نہ چڑھو اور نہ زہد پر بیزارگی ہی اختیار کرو اور نہ ماضیوں و غیرہ کی یہ تنبیہ کہ رسوا نہ ہو اور شراب نہ پی سب ڈانٹ کی باتیں ہیں۔

حاصل آنت ازین جملہ نبودن کہ مباحش      مانہ افسانہ سراپیم و تو افسانہ نبوش  
لغت : حاصل : محضہ، نچوڑ۔ نبودن : نہ ہونا۔ مباحش : مت ہو یعنی اپنی ذات کی نفی کر لے۔ افسانہ سراپیم : ہم سچا کہ نہیں ہیں۔

ترجمہ : اور یہ جو میں بادشاہ کہ رہا ہوں کہ تو یہ نہ ہو نہ ہو ایسا نہ ہی دیکھنا نہ ہی تو اس تمام کا نچوڑ ہے کہ تو اپنی ذات کی نفی کر لے۔ اس سلسلے میں نہ تو ہم کوئی راستہ ملے گا جس کا وہ نہ تو کوئی راستہ ملے گا۔

من کہ بودے کسبم از مزد عبادت خلی      چو دم گشت تو انگر، چہ رہ آورد سروش  
لغت : مزد عبادت : عبادت کی اجرت، سہاویہ۔ بہ رہ آورد سروش : غصہ، مزاحوش خری۔ تو انگر : تو اگر۔ رہ : رہا۔

ترجمہ : میرا ہاتھ تو عبادت کے سہاویہ سے خالی ہوا اگر تاہ تو جب اس بھی فرشتے کے تھے یعنی خوش خری سے میں بھلا ہو گیا۔  
کسبم از رنگ بہ سیرگی اگر آرم بودے      رہ دگر چوں بہرم گشت زخود دیدہ پوش  
لغت : آرم : آرام۔ رہ : توجہ دار رہا۔ چوں بہرم : کیسے اور کیسے کر رہا۔ پوش : پوشا۔ لے ہد کر لے۔

ترجمہ : میں نے کہا کہ اگر میں اس رنگ سے بہ رنگی طرف رہا کہوں یا کہ چاہوں تو میرے راستہ کو گھڑے کہوں اس راستے کیسے چلوں جواب کا تو اپنے آپ یعنی اپنی ذات سے آنکھیں بند کر لے۔

جستم از جانی ولے ہوش و خرد بیخوابیش      رستم از خویش ولے علم و عمل دوخادوش  
لغت : بیخوابیش : آگے آگے۔ دوخادوش : کدھ سے کدھ حالے، یعنی ساتھ ساتھ۔

ترجمہ : میں اپنی جگہ سے اچھل چلا لیکن میرے ہوش و خرد میرے آگے آگے تھے، گویا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ میں اپنے قلب سے کل گیا لیکن علم و عمل میرے ساتھ ساتھ چلے۔ ہاتھ بکھڑا کر دیکھا کہ اب کدھ کی طرف توجہ ہو گئی۔

تنبہ بزمے کہ بیک وقت در آنجا دیدم      بادہ بخبودان امروز و بخوں غنقن دوش  
لغت : بادہ بخبودان : شراب نوشی۔ غنقن : سونگ۔ دوش : گذری ہوئی کل رات۔

ترجمہ : یہاں تک کہ میں ایک ایسی محفل میں پہنچا جہاں میں نے دیکھا کہ ایک وقت کل رات کا سیرا خون میں غوطہ زن ہو کر سوا اور آج کی بادہ نوشی دونوں چلی ہیں۔

خافہ از دوش زہد و ورع قلم ز نور      بزمگاہ از اثر بوسہ دے چشمہ نوش  
لغت : ورع : پرہیزگاری۔ قلم ز نور : نور یا روشنی کا سمندر۔ چشمہ نوش : شد کا یا شیریں چشمہ۔

ترجمہ : غلطہ! بددعا کی بنا پر دی طرف کا سمندر بھی ہوئی تھی اور بزم کا بوسہ اور ہلکے اثر سے چشمہ نوش بھی ہوئی تھی۔  
 شہباز بزم در آں بزم کہ خلوت کہ دوست فتنہ پر خویش و بر آفاق کشودہ آغوش  
 لغت : شہباز بزم: محفل کا محبوب۔۔ خلوت کہ: خلوت، گہ، تنہائی کی جگہ۔۔ کشودہ آغوش: آغوش کھول رکھی تھی۔۔  
 ترجمہ : شہباز بزم نے اس بزم میں جو دراصل اس کی خلوت گاہ تھی اپنے اور یعنی اپنے دشمن پر اور تمام کائنات پر تھے کی آغوش کھول رکھی تھی۔ گویا خود دشمن اور دشمن پرست اس دشمن کے ہنگامہ دار میں کھوئے ہوئے تھے۔  
 بچو خورشید کزو ذرہ درخشش گردو خورده ساقی سے دگریدہ جمانے مدہوش  
 لغت : درخشش گردو: چمکتا ہے۔۔ خورده: پی۔۔ گردو: ہو گیا۔۔ مدہوش: مست۔  
 ترجمہ : خورشید کی مانند جس سے ذرہ چمک اٹھتا ہے، شراب تو ساقی نے پی تھی لیکن ایک جلی مدہوش ہو گیا تھا۔  
 رنگما بستہ زہیرگی و دیان نہ چشم راز ہا گفتہ خموشی و شنیدن نہ بکوش  
 لغت : بستہ: اچھری۔۔ دیان: دیکھنا۔۔ شنیدن: سنا۔  
 ترجمہ : اس مدم پر زہر لگی ہے کئی رنگ اچھری ہے اور یہ کیفیت ہر گئی آنکھوں سے دیکھنے کی نہیں تھی۔ خاموشی ایسے راز کہ وہی تھی جن لاکھوں سے سنا لیکن نہ تھا۔

قطرہ نارختہ از طرف خم و رنگ ہزار یک خم رنگ و سرش بست و پوستانہ بکوش  
 لغت : نارختہ نہ پٹا ہوا۔۔ خم: مٹھا، مڑائی۔۔ سرش بست: اس کا منہ بند تھا۔۔ پوستانہ: پتھر، مسلسل۔  
 ترجمہ : مڑائی سے شراب کا ایک قطرہ بھی نہ پٹا تھا اور ہزاروں رنگ ظاہر ہو رہے تھے۔ ایک مڑائی رنگ کی تھی جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا اور جو مسلسل برش میں تھی۔

ہر محسوس بود ایزو و عالم معقول غالب این زمزمہ آواز نواہد خاموش  
 لغت : معقول: جو عقل کے دائرے میں ہو، جسے عقل سمجھ سکے۔۔ زمزمہ: گنگناہٹ، دہ دہ بھی لڑے جو آتش پرست اپنی مہارت کاہوں میں بکے سروں میں گاتے تھے۔۔ ہر محسوسات بود: سراسر محسوسات میں سے ہے۔  
 ترجمہ : اللہ تعالیٰ بھی محسوسات میں سے ہے جسے محسوس کیا جاسکتا ہے اور یہ کائنات بھی عقل کے دائرے میں آتی ہے۔ عقل اسے سمجھ سکتی ہے لیکن اسے حالت راز کا یہ زمزمہ آواز میں نہیں گایا جاسکتا اس لئے تو یہ ہو جا۔

## غزل #2

نیست معبودش حریف تپ ناز آوردنش پیش آتش دیدہ ام روزے نیاز آوردنش  
 لغت : معبودش: اس کا سمندر جس کی مہارت کی جانے۔۔ حریف: مد مقابل۔۔ تپ ناز آوردنش: اس محبوب کے ہاڑ کی تپ لانا۔۔ نیاز آوردنش: اسے مانگنا کی حالت میں۔۔  
 ترجمہ : اس محبوب کے ہاڑ دشمن کی تپ اس کا سمندر مڑاؤ آتش بھی نہیں، سکھ میں نے اس معبود کو آتش دشمن کے سامنے ہڑ و نیاز کی حالت میں دکھا ہے۔ محبوب آتش پرست ہے لیکن اس کے دشمن کی ہنک دیتی ہے کہ آگ بھی اس کے آگے ہار دیتی ہے۔

مروءت را سنگدار قتل مینا کند از ده گوشم بدل نکره فراز آوردنش  
 لغت : مروءت : دغا و نصیحت۔ سنگدار : چہرہ سے مارنا۔ قتل مینا : مروءی سے شراب اڑیلنے کی آواز۔ بدل نکرہ فراز :  
 آوردنش : دل میں اس نصیحت کو لانے میں۔

ترجمہ : میں نصیحت کو کانوں سے تو سنتا ہوں لیکن جیسے ہی اسے دل میں آتا ہوں تو قتل مینا سے سنگدار گرد جاتی ہے۔ یعنی مجھ پر کسی نصیحت  
 کا کیا اثر ہو سکتا ہے کہ جب مروءی سے شراب اڑیلنے کی آواز سنتا ہوں تو نصیحت بیکار ہو کے رہ جاتی ہے۔

تا خود از ہر نثار کیست می میرم ز رشک خضر و چندیں گوشش و عمر دراز آوردنش  
 لغت : می میرم : میں مر رہا ہوں۔ چہرہ : اچھی بہت۔ عمر دراز : طویل عمریات ہونے پر خضر کوئی۔

ترجمہ : میں اس رشک سے مر رہا ہوں کہ حضرت خضر نے جو اپنی عمر دراز کے لئے اچھی گوشیں کی ہیں تو انکو عمر دراز کس محبوب پر ہمار  
 کرنے کے لئے ہے۔ یعنی حضرت خضر کو ابھی تک کوئی ایسا محبوب نہیں ملا جس پر وہ اپنی جان نثار کر سکیں۔ اسی لئے عاشق اپنی جان نثاری کے  
 حوالے سے اپنا پر رشک گرد رہا ہے۔

رحمت حق باو برہم کہ داند مست بر سر نعشم بتقریب نواز آوردنش  
 لغت : مست : مستی کی حالت میں۔ بتقریب نواز : یعنی نواز جتنا کہ چاہے۔ آوردنش : اس کو لانا۔

ترجمہ : خدا کی رحمت ہو میرے اس ساتھی پر جو اس محبوب کو مستی کی حالت میں میری طرف نواز جتنا ادا کرنے کے لئے لے آیا۔ یعنی  
 اس دوست نے اسے یعنی محبوب کو نواز جتنا ادا کرنے کے لئے لاکر ٹوب کھلیا کیونکہ مستی میں نواز جتا نہیں اور اس کے باوجود اس نے  
 محبوب کو اس نیک کام پر ادا کر لیا۔

شوق گستاخ است و من در لرزہ کاخر سل نیست  
 لغت : درون : گھٹن میں۔ کاخر : کہ آخر۔ چشم نیم باز : اودھ کھلی آنکھوں کے ساتھ۔

ترجمہ : میرا شوق گستاخ ہے اس لئے میں صبح کے وقت اس کی نیم باز آنکھوں کا خیال دل میں آئے ہی چپکایا کرتا ہوں۔ لرزہ کاخر ہوں کیونکہ  
 کوئی آسمان ہات نہیں ہے۔ یعنی صبح کے وقت محبوب کے بیدار ہونے پر اس کی آنکھیں نیم باز ہوتی ہیں جس میں ایک زبردست دلکشی ہوتی  
 ہے۔

واے پاکز غیر اندر خاطرش جا کردہ است رفتن و پیرایہ و پیرایہ ساز آوردنش  
 لغت : واے : ہمارے لئے افسوس ہے۔ خاطرش : اس کا دل۔ رفتن : چلنا۔ پیرایہ : مٹاؤں جلتا یا آرائشی کاسلماں۔ پیرایہ  
 ساز : آرائش کرنے والا۔

ترجمہ : ہمارے لئے کتنے دکھ کی بات ہے کہ محبوب کے دل میں رقیب کا خیال آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ اس رقیب کے آنے کے موقع پر آرائش  
 کے پکر میں چڑھا رہا ہے اور اپنے مکان کی آرائش کی خاطر آرائش ساز کو بلا کر مار رہا ہے۔

امتحان طاعت خویش است از بیدار نیست خلق را در نالہ ہائے جاں گداز آوردنش  
 لغت : بیدار : غم، حتم۔ جاں گداز : روح کو بچھا دینے والا۔

ترجمہ : اس محبوب نے جو اللہ کی طرف کو جاں گداز نہ دیا وہ بیکار کسا ہے۔ اسی غلط فہمی کے وہ ان پر غم و حتم کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ تو  
 اپنی طاعت یعنی طاعتِ حق کی آزمائش کرنا چاہتا ہے، یعنی اس کے حُسن میں کتنی دلکشی ہے۔





ترجمہ : میرا دل اکورگیوں یعنی مادی اور ذہنیاتی اکورگیوں سے صاف نہیں ہو گا تاکہ میری ایک مرگزدہ بجلی ہے کہ میں اسے ہر سانس کے گداز میں غوطے دے رہا ہوں۔ یعنی دل مادی آکاشیوں میں آکٹاؤ رہا ہوا ہے کہ اسے ان سے پاک کرنا ممکن نہیں رہا۔

زیادہ گشتہ سنگ نفس در تلاش دلیر مگر ز رشتہ طول امل کستم مرشش

لغت : پاس : پامیدی۔ طول امل : لمبی خواہشیں۔ کستم مرشش : اسے رسی سے باندھ دوں۔ درشتہ : دغا کاری۔ سنگ تک۔

ترجمہ : میرا سنگ نفس اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں باجس ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ تلاش یعنی مزید حرص میں اور بھی دلیر ہو گیا ہے اس میں حرص وہوس اور بڑھ گئی ہے۔ ہاں اسے باز رکھنے کے لئے یہی ہو سکتا ہے کہ میں اسے طول امل کی رسی سے باندھ رکھوں۔ یعنی وہ ان لمبی خواہشوں ہی کے پورا ہونے کے پھر میں رہے گا اور اس کی مزید حرص قسم ہو جائے گی۔

ز رنگ و بوے گل و غنچہ در نظر دارم غبار قافلہ عمر و نالہ برشش

لغت : بار برشش : اس کی گھنٹی کی آواز۔

ترجمہ : میں پھولوں اور گیہوں کے رنگ و بو کے حوالے سے قافلہ زندگی کے غبار اور اس کی برس کی آواز کو پیش نظر رکھے ہوئے ہوں۔ قافلے کی گھنٹی کاجانہ قافلے کے کوچ کی علامت ہے، جبکہ گل و غنچہ کارنگ و بو کا نکل مارضی اور واقعی ہے۔ یعنی انسانی زندگی بھی اس طرح کوچ یا فحاشی منتظر رہتی ہے، دوسرے لفظوں میں انسان مارضی ہے۔

مرا بہ غیر ز یک جنس در شمار آور فغان کہ نیست پروانہ فرق آ کشش

لغت : ز یک جنس : ایک ہی طرح تک۔ در شمار آور : شمار کرنا سمجھتا ہے۔ کس : کسی۔

ترجمہ : میرا محبوب مجھے اور رقیب کو ایک جیسا ہی سمجھتا ہے۔ اس کے اس انداز سے یا رویے کے ہاتھوں فرما رہے کہ اسے پڑانے اور کسی میں فرق معلوم نہیں۔ عاشق یہ دانت ہے جبکہ رقیب کسی۔ محبوب دونوں کو یکساں سمجھتا ہے۔

بکر ز کرمی این جرمہ تشنہ تر گروید فغان ز طرز فریب نگاہ نیم رشش

لغت : جرمہ : گھونٹ۔ تشنہ تر : زیادہ پیاسا۔ نگاہ نیم رشش : اس کی نیم رس یعنی دور تک نہ جانے والی نگاہ۔

ترجمہ : ہمارا بکر اس گھونٹ کی گرمی سے اور بھی پیاسا ہو گیا ہے۔ اس کی نگاہ نیم رس کے فریب کے ہاتھوں فرما رہا ہے۔ محبوب کی نگاہ نیم رس کو شراب کے ایک قطرے سے تشبیہ دی ہے جس سے بکر کی پیاس اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

خوشم کہ دوست خود آں مایہ بے وفا باشد کہ در گم گاہ نکالم امید گاہ کشش

لغت : آں مایہ : اس قدر اس حد تک۔ نکالم : نہ نکالم، میں خیال نہیں کرتا۔

ترجمہ : مجھے اس بات پر خوشی ہے یا ہو گی کہ محبوب اس حد تک بے وفا ہو کہ میرے خواب و خیال میں بھی یہ نہ آئے کہ وہ کسی کی امید گاہ بنا ہوا ہے۔ یعنی عاشق یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی اور اس محبوب سے کچھ توقعات وابستہ کرنے کی اتنے کہے یا سوچے۔

بہار پیشہ بنوا نے کہ تابش بلند کسوں بچین کہ چہ خون می پیکر زہر نفسش

لغت : بہار پیشہ بنوا نے : باغ و بہار جوانی، زہد و دل نوجوان۔ می پیکر : ٹپک رہا ہے۔ کسوں : اب کب۔

ترجمہ : وہ زہد و دل اور باغ و بہار کو ہی جتنے لوگ غائب کے جام سے پکارتے ہیں، آج ذرا اس کی حالت دیکھو کہ اس کے ہر ہر سانس سے طون ٹپک رہا ہے۔ گویا اس کی حالت اب کچھ ایسی اہم ناگ ہو گئی ہے کہ اس میں زہد و دل نہیں رہی۔

## غزل #4

خوشا عالم، تن آتش، ہست آتش سپندے کو کہ افشام بر آتش  
 لغت: سپندے: کوئی برل، برل دانے کی صورت میں ہوتی ہے، جسے لوگ ٹھہرے سے بچنے کی خاطر آگ پر جالتے ہیں۔۔۔ کو: کہاں ہے۔۔۔ افشام: میں چڑھوں۔۔۔

ترجمہ: وہ دماغی حالت بھی کیا خوب ہے کہ میرا تن بھی آگ ہے اور میرا ہست بھی آگ۔ کچھ برل کہاں ہے تاکہ میں اسے آگ پر چڑھوں۔ یہاں آگ سے مراد وہی تن اور ہست کی آگ ہے۔ یعنی برل جاکر خود کو ٹھہرے سے بچاؤں۔

زر شک سینہ گرے کہ دارم سکتہ از شعلہ بر خود خنجر آتش  
 لغت: سکتہ: پہنچنے سے گھونپتی ہے۔۔۔

ترجمہ: میرے سینہ گرم کی تیج پر آگ کو آتش زلزلہ آ رہا ہے کہ وہ شعلے کا خنجر اپنے سینے میں گھونپ رہی ہے۔ شعلہ کو خنجر سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر نے اس حوالے سے عشق کے نتیجے میں اپنے دل کی بے مددگری کی بات کی ہے۔

بد خلد از سردی ہنگامہ خواتم بر افروزم بگو کوثر آتش  
 لغت: سردی ہنگامہ: کوئی ہنگامہ، خوش و خوش شروانات ہونے کی حالت۔۔۔ بر افروزم: میں جادوں۔۔۔

ترجمہ: ہشت میں ہنگامے کی سرد بھاری دیکھ کر میرا ہی چاہتا ہے کہ میں کوثر کے ارد گرد کچھ آگ جلاؤں۔ ظاہر ہے ہشت میں وہ دنیا کے سے ہنگامے فوت ہوں گے وہاں پر سکون فضا ہوگی۔ شاعر کو یہ فضا بے کیف لگتی ہے، اسی لئے آگ جالتے کی بات کی ہے۔ یعنی وہاں بھی کسی قدر دھندلی زندگی کی ہی گرم بھاری کاسٹلن ہو جائے۔

شنگ شوقے کہ در دوزخ جفتد سے آتش، شیشہ آتش، ساغر آتش  
 لغت: جفتہ: مہار کیا کہنے۔۔۔ جفتد: جھٹکا ہے ملتا ہے۔۔۔

ترجمہ: اس شوق کے کیا کہنے جو دوزخ میں لوثا جھٹکا ہے۔ وہاں آگ ہی شرب ہے، آگ ہی بوتل اور آگ ہی جام ہے۔ یعنی ہر طرح سے گرم بھاری ہے۔

دلے دارم کہ در ہنگامہ شوق سرستش دوزخ است و گوہر آتش  
 لغت: سرستش: اس کی فطرت۔۔۔ گوہر: اصل۔۔۔

ترجمہ: مجھے قدرت کی طرف سے ایک ایسا نوالہ عطا ہوا ہے کہ ہنگامہ شوق میں جس کی فطرت تو دوزخ کی مانند اور جس کی اصل آگ ہے۔ یعنی ایسا لہو سوز عشق اور جوش و جذبہ کی گرمی سے سرشار ہے۔

بہان موج می پالم بطوقاں برنگ شعلہ ی رقص در آتش  
 لغت: بہان موج: لہری مانند۔۔۔ می پالم: میں ابھر آہوں، پھلتا چڑھوں۔۔۔ برنگ شعلہ: شعلے کی طرح۔۔۔

ترجمہ: میں بہان کی طرح طوقاں میں پھلتا چڑھ رہا ہوں، شمع کی مانند آگ میں رقص کرتا ہوں۔

بہاں مانند ز شہد دعوے مہر کہ ریزد از دم افسوں گر آتش  
 لغت: بہاں: وہاں، یہاں آگ ہے، کچھ ایسا مہم ہو رہا ہے۔۔۔ ریزد: گر رہا ہے۔۔۔ دم: سانس، چھوٹے ٹکڑے۔۔۔ افسوں گر: جادو چھوٹے

ترجمہ: محبوب کی طرف سے محبت کا دعویٰ تھا اس طرح معلوم ہوتا ہے، جیسے کسی افسوس گر کے سامنے یا منہ سے آگ برسی رہی ہو۔ بدلو کر معنوی قسم کی آگ منہ سے نکلتا ہے۔ یہ گویا ایک طرح سے قریب ہے، اسی طرح محبوب کا دعویٰ سر بھی ایک قریب ہے۔

دلہ را دلخ سوز رشک پسند مزن با رب بچان کافر آتش  
لغت: دلخ: دلاخ، مڑو جانا۔۔۔ پسند: کرنا، اچھا نہ کرنا۔۔۔ مزن: نہ لگا۔۔۔

ترجمہ: اپنی تو میرے دل کا رشک کی آگ میں جلتا پسند نہ کر اس لئے کسی کافر کی جان میں آگ نہ لگے یعنی اسے دلخ میں نہ ڈال۔ رشک اس بات کا حائق سداۓ عمر آتش فہم میں جلا اور اس سے لطف اندوز ہو تا رہا اور اب وہ نہیں چلتا کہ کوئی اور بھی اس آگ میں ہے۔

چهارست آنکہ ہریک را از ایں چار بود از نا خوشی آیش خور آتش  
قمر در عترب و غالب بہ دلی سندر در شط و ملی در آتش  
لغت: چہارست: چار چیزیں ہیں۔۔۔ آیش: مقدور، تقدیر۔۔۔ ناخوشی: دوسرے کی محبت ناگوار ہو، دکھ ہونا۔۔۔ عترب: آسمان پر ایک برج۔۔۔ سندر: آگ میں رہنے والا کیرا۔۔۔ شط: پتھر یا۔۔۔

ترجمہ: یہ دونوں اشعار قصہ بند ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے سازگار محبت ناخوشی کا باعث بنی ہوئی ہے، چاند کے لئے برج عترب میں ہو، غالب کے لئے دلی، اس کا دلی میں ہو، سندر کے لئے دیر اور بھلی کے لئے آگ۔ یہ چاروں چیزیں ایک دوسرے کی گواہی دیتی ہیں اس طرح کسی ایک کا کافی ضد یعنی برعکس چیز میں رہنا اس کے لئے عذاب ہو گا۔ گویا غالب کے لئے اپنا دلی میں رہنا ناگوار گذر آقا شاہ اس لئے کہ ان کی بطور شعر سمجھنے پر مانی نہ ہوئی۔

## غزل # 5

درد سوداے سخن بست، آسمن نامید مش دیدہ بر خواب پریشاں زو، جہاں نامیدش

لغت: درد سوداے: جہاں کا دھواں، خام خیالی کا دھواں۔۔۔ سخن بست: خیر باد دعا، چھاپا۔۔۔ نامید مش: میں نے اس کا نام رکھا۔۔۔  
ترجمہ: خام خیالی کا ایک دھواں ساتھ پر چھاپا کہ میں نے اس کا نام آسمن رکھ دیا۔ میری آنکھوں نے ایک پریشاں سا خواب دیکھا میں نے اس کا نام جہاں یا کائنات رکھ دیا۔

غالب نے اس غزل کے شروع کے اشعار میں اس کائنات کے بارے میں اپنے نظریے کا اظہار کیا ہے، یعنی اس کا ظاہری وجود نہیں ہے، انسانی ذہن نے یہ سب نام رکھ لئے ہیں۔ آسمن دھواں کی مانند ہے اسی لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خام خیالی کا دھواں سا چھاپا کیا۔ اس کائنات کا ظاہری وجود نہیں ہے اس لئے اسے خواب پریشاں سے تشبیہ دی ہے۔ صوفی عہد مروج نے اس غزل کا منقح ترجمہ کیا ہے لہذا معلقہ شعر کے ساتھ ان کا شعر ہے،

درد افسون نظر تھا، آسمن کما پڑا اک پریشاں خواب دیکھا اور جہاں کما پڑا

نوعم خا کے ریخت در چشم، پیاہاں دید مش قطره اے بکداشت، بحر بیکراں نامید مش

لغت: خا کے ریخت: مٹی ڈال دی۔۔۔ بکداشت: پھل گیا۔۔۔ بحر بیکراں: بہت وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے۔

ترجمہ : وہم نے میری آنکھوں میں غائب ڈال دی، میں نے اس کا نام یہاں رکھ دیا۔ ایک قطرہ پھل گیا تھا میں نے اس کا نام بحر بیکراں رکھ دیا۔

تھا غبار وہم میں نے یہاں کمرہ دیا      تھا گدا از قطرہ بحر بیکراں کمرہ پڑا  
بلو دامن زور آتش نو بہاراں خواہد مش      داغ گشت آں شعلہ از مستی خزاں ہمید مش

نعت : دامن نو: دامن مارا یعنی آگ بھڑکائی۔۔ خواہد مش: میں نے اسے کمرہ۔ داغ گشت: داغ بن گیا۔

ترجمہ : ہوائے آگ بھڑکائی تو میں نے اسے نو بہار کہہ دیا۔ بہار میں شمع کی ہوائے سرخ رنگ کے پھولوں کے کھلنے کو آگ کہہ اسی آگ کے شعلے جب جل کر ختم ہو گئے پھر آگ کی صورت اختیار کر گئے یعنی سب سرخ پھول مر جائے۔ ختم ہو گئے تو میں نے اس کا نام خزاں رکھ دیا۔

آگ بھڑکائی ہوائے میں اسے سمجھا بہار      شعلہ بن کر داغ جب ابھرا خزاں کمرہ پڑا  
قطرہ خوں گرہ گردید، دل دانشم      موج زہر ابے بطوق زو زباں ہمید مش

نعت : گرہ گردید: گرہ بن گیا، چنگ و تپ کھا کر گرد بن گیا۔

دانشم: میں نے اسے جانا۔۔ زہر اب: وہ پانی جس میں دوائیں ڈال کر اس کا رنگ پینہ دور کیا جاتا ہے۔

ترجمہ : خون کا ایک قطرہ تھا وہ چنگ و تپ کھا کر گرد بن گیا میں نے اس کو دل کھ لیا۔ زہر اب کی ایک موج تھی جس میں طوفان اٹھا میں نے اس کا نام زباں رکھ دیا۔ دل کو ایسے قطرہ خوں سے تشبیہ دی ہے جو ترپ کر گرد بن گیا ہے جبکہ زباں ایک طرح سے لائنیل دل سے اٹھی ہوئی فم کی ایک لہر ہے۔

قطرہ خوں کا تھا بیج و تپ، دل جانا اسے      لہر خمی زہر اب غم کی لور زباں کمرہ پڑا  
غزخم ہمازگار آمد، وطن ہمید مش      کرد خلی حلقہ دام، آشیان ہمید مش

نعت : غزخم: بگھے پہنیں۔۔ ہمازگار آمد: دامن با موافق نہ آیا۔۔ ہمید مش: میں نے اسے کمرہ۔

ترجمہ : پردہ میں مجھے دامن نہ آیا میں نے اسے وطن کھ لیا۔ حلقہ دام بگھے ہو گیا میں نے اس کا نام آشیانہ رکھ دیا۔ موافق کے مطابق یہ زندگی کو ایک سفر کی مانند ہے جس میں اگر انسان نے اسے وطن کھ لیا ہے مگر وہ بد نہیں ہے اور وہ اس سے اٹھنا نہیں چاہتا۔

ہمازگار خمی بہت غریب، وطن کہتے نبی      نگ نکلا حلقہ دام، آشیان کمرہ پڑا  
یوز در پہلو بہ تکلیفی کہ دل کی گفتنش      رفت از شوقی پہ آئینے کہ جلی ہمید مش

نعت : بہ صحبتی: بڑی دشمن سے۔۔ دل کی گفتنش: میں اسے دل کتا رہا میں نے اسے دل کمرہ۔۔ پہ آئینے: اس طرح سے۔۔

ترجمہ : وہ یعنی محبوب میرے پہلو میں بڑی دشمن سے بیٹھا تھا میں اسے دل کتا رہا۔ پھر وہ شوقی سے کچھ اس طرح گیا کہ میں نے اس کا نام جلی رکھ دیا۔ مطلب یہ کہ جب وہ محبوب میرے پہلو میں بیٹھا تھا تو کچھ دل حرکت کر رہا ہے اور اس کے جانے کے بعد میں لگا جیسے میری جان لکل کی ہو۔

اس طرح پہلو میں آ بیٹھا کہ جیسے دل تھا وہ      اس روش سے وہ گیا اٹھ کر کہ جلی کمرہ پڑا  
ہرچہ از جلی نکست در مستی، بسود افروزد مش      ہرچہ با من ماند از ہستی زباں ہمید مش

نعت : کاست : کم ہوا۔۔۔ سود : فحش میں۔۔۔ الزور مش : اسے بڑھایا، شکاریہ سمجھا۔۔۔ ہار : رو کیا۔۔۔ زبان : قصص۔۔۔  
ترجمہ : مستی کی حالت میں جو کچھ میری ہاں سے کم ہوا کی واضح ہوئی میں نے اسے منہ سے نکال دیا اور میری ہستی سے جو کچھ میرے پاس رہا  
میرے پیچ گیا میں نے اس کا نام قصص رکھ دیا۔ گویا زندگی کا کج ٹھک مستی ہی میں گزارنے میں آیا۔ اس کے بغیر جو زندگی گذری وہ گویا کھانے  
کی کا سودا تھا۔

نعت : کست گئی جو عمر مستی میں وہی قساود زیست  
مازمن بگست عمرے خوش دلش پداشتم  
چوں بمن پیوست تھے بد گنل نامید مش  
نعت : بگست : ٹوٹ گیا بد ہوا۔۔۔ خوش دلش : اسے خوش ڈالنے لائق رکھا۔۔۔ پداشتم : میں نے سمجھا۔۔۔ بمن پیوست : مجھ سے  
آگیا۔۔۔ تھے : کچھ دیر کے لئے۔۔۔

ترجمہ : جب تک وہ محبوب تھے سے ایک مدت تک آگے ہو کر وہ میں اسے ایک ایسے لائق والا انسان سمجھا رہا اور جب وہ کچھ دیر یا  
تھوڑے سے عرصے کے لئے مجھ سے آگیا تو میں نے اسے بد گنل کہہ دیا۔ گویا محبوب کی عاشق سے دوری اس کی خوش دلی اور عاشق سے  
آگیا اس کی بد گنلی کی علامت ہے۔

نعت : او بہ فکر کشتن من بود، آہ از من کہ من لا اہلی خواند مش، مہمیں نامید مش  
نعت : کشتن : مارے قتل کرنا۔۔۔ لا اہلی : بے پروا۔۔۔ خواند مش : میں نے اسے کہا۔۔۔  
ترجمہ : وہ محبوب تو مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن الموس ہے مجھے خود کہ میں اسے لا اہلی کہتا رہا اور اس کا نام میں نے مہمیں رکھ دیا۔ یعنی  
عاشق کے لئے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو نا خوش خلی کی بات ہے، لیکن شاعر کے محبوب کی طرف سے قاتل کی وجہ سے ذرا ہو گئی جس سے  
عاشق نے اسے لا اہلی اور مہمیں کہنا شروع کر دیا۔

نعت : آنیم بر دے سپاس خدے از خوشن  
نعت : آنیم : شاکر میں رکھوں، شکوں۔۔۔ سپاس : احسان۔۔۔ از خوشن : اپنی طرف سے۔۔۔  
ترجمہ : وہ تو خود صاحب غلہ بھیاں تھا لیکن اس خاطر کہ میں اس کی کوئی خدمت کر کے اس پر کوئی احسان نہ کر سکوں، میں اسے مصلحتی  
کہتا رہا۔

نعت : تھا مجھے منظور اسے مہوں منت دیکھا  
دل زہل زار از دان آشنائی با خواست  
نعت : خواست : اس دل نے نہ چاہا۔۔۔ گویا : کہی۔۔۔ ہل : ہلکا۔۔۔ کشتن : میں نے اسے کہا۔۔۔  
ترجمہ : میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میری زبان محبت کی راز دہان ہو، اس لئے میں نے بھی تو اس کا یقین محبوب کا زکھن کہہ کر کیا اور بھی  
ہلکے کے نام سے اسے یاد کیا، یعنی محبوب کے نام سے چونکہ محبت کا راز افش ہونے کا وہ تھا اس لئے ہلکا ہلکا کہہ کر بات ختم کر دی۔

نعت : ہم نگہ جلی می ستاز، ہم قفاخل می کشد  
آن دم شمشیر و آل پشت کمل نامید مش  
نعت : می ستاز : یعنی ہے۔۔۔ می کشد : مار ڈالنا ہے۔۔۔ دم شمشیر : تلوار کی ڈھال۔۔۔  
ترجمہ : اس محبوب کی نگہ محبت بھی جلیں ستار ہے تلوار اس کی ہے تو بھی اور بے القالی بھی مارا جاتی ہے۔ اس یعنی نگہ کا نام تو میں نے  
تلوار کی دھار اور اس یعنی قفاخل کا نام پشت کمل رکھا ہے۔ یعنی اس کی نگہ تو فوراً جلیں لے لیتی ہے جبکہ قفاخل گویا پشت کمل ہے جس سے



لغت : لاپاہل شیوہ: جس کا انداز بے پروائی کا ہو۔ بے پرواہ۔ سرِ شرم: میراث دہنی ہوتی عشق ہے پر سر۔ آشفتگی: پریشانی کی بنا پر  
ترجمہ : میری نظروں میں ایک لاپاہل شیوہ مست یعنی محبوب ہے پریشانی کی بنا پر میرا سر پہ شور اس محبوب کی دستار کی طرح ہے۔ محبوب  
اپنے ناز و ادا میں مست ہے جس کی وجہ سے اسے سر پہ کاہوش نہیں اسی لئے اس کی دستار سر سے مل جاتی ہے۔ مجھے اس پر بھی خوش  
طاری ہو۔ چنانچہ عاشق چونکہ محبوب کی لداؤں میں کھوا ہوا ہے اس لئے اس کا سر شور بھی محبوب کی دستار کی طرح درہم برہم ہو رہا  
ہے۔

بدیں سوزم روا ہے نیست، ہے فرہار را غلام کہ از تاب شرار پیش گرم است بازارش  
لغت : روا ہے: کوئی چہا۔ گرم است بازارش: اس کی طوب گرم بازار ہے یعنی بڑا چہا ہے۔  
ترجمہ : میرے اس سوز محبت کا پہل کوئی چہا ہی نہیں ہے میں تو فرہار کی خوبی کو مانا ہوں کہ اس کے پیشے کے پیشے کی گرمی سے اسے  
طوب شربت ملی ہے۔ فرہار نے کہہ دیا تھا کہ یہ دو دو کی غریبائی کے بعد خود کو پیشہ دار کہا کہ کر لیا تھا یہ واقعہ اس کی بے حد شہرت کا باعث  
ہے۔

چو نیم زلف خم در خم بھارض ہشتہ اے گویم کہ ایک حلقہ در گوش کند خبریں تارش  
لغت : خم در خم: ہتھکڑیاں۔ بھارض: گلوں پر۔ ہشتہ: اعلیٰ ہوئی۔ حلقہ در گوش: گلوں میں چھاپا جو پرانے زمانے میں غلاموں  
کے گلوں میں ڈالتے تھے یعنی غلام ہونے کی نشانی۔ خبریں تارش: اس کا سیاہ خوشبودار تار۔  
ترجمہ : جب میں کسی مستحق کی ہتھکڑیاں، زنجیروں کو اس کے گلوں پر لگتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کتابوں کے درجہ کو کہ ایک حلقہ گوش یعنی  
غلام کسی طرح اس کی خبریں تاروں میں کند میں پھنسا ہوا ہے۔ گلوں کو غلام سے دور زنجیروں کو کند سے تھیلے دی ہے۔

زہم پاشیدن گل انگند در تاب بلبل را اگر خود پارہ ہائے دل فرو ویزو ز منقارش  
لغت : زہم پاشیدن گل: پھول کی بتیوں کا بکھر جانا۔ اگر: اگرچہ، خواہ۔ فرو ویزو: نیچے کریں، گر جائیں، بچیں۔  
ترجمہ : پھول کی بتیوں کوٹ کر بکھر جائیں تو بلبل کا دل چھو تپ کھائے لگتا ہے اس صورت میں خواہ اس کی حقارت سے اس کے دل کے  
سے ہی کیوں نہ نیچے لگیں۔ گویا بلبل کی فریادیں انگارہ دے کہ خود اس کا دل کوٹے ہو کر بکھر رہا ہے، لیکن وہ پھول جس پر وہ عاشق ہے  
سے کہ بتیوں کو ڈرا ہی بھی نہیں لگتے کہ بدداشت نہیں کر سکی۔ یعنی اس کے عشق کا جذبہ بے پناہ ہے۔

چے دارم کہ کوئی گر بندے سزہ خراہ زمیں چوں طوطی نل چہ از ذوق رفتارش  
لغت : خراہ: ٹپے، چلے۔ طوطی نل: زمینی طوطا۔ چہ: تڑپے۔ ذوق رفتار: حال کی دلکشی۔  
ترجمہ : میرا محبوب ایسا ہے کہ اگر وہ سزے پر ٹپے لگے تو زمین اس کے غم یا پھل کی دلکشی کے باعث طوطی نل کی طرح تڑپنے لگے۔  
یعنی زمین بھی اس کے غم سے لذت اندوز ہو۔ بھول شاعر:

رفتار تری سے کا پرستا ہوا بادل جس راہ سے گزرے تو وہی رگزد مست  
بد کہ دوست زندان مرا تا یک بگزارو بدیں حصے کہ در کیو چراغ از تاب رخسارش  
لغت : بد: کس قدر برا یا بد نصیبی ہے۔ زندان: قید خانہ۔ در کیو: جیل، قہار۔ تب: چمک، بھڑک۔  
ترجمہ : اگر میرا دوست یعنی محبوب جس کے حسن کا یہ عالم ہے کہ اس کے چہرے کی چمک دیکھ سے چہرا بھی جل اٹھے ہیں، میرے  
زندوں کو بھر کی میں رہنے دے تو میری یہ بد قسمتی ہوگی۔ گویا اس کے درخشش حسن سے تو ہر شے خود ہو جاتی ہے، لیکن عاشق بے جا، غم،



اندو کی تھری میں ڈوبا ہے تو ظاہر ہے یہ اس کی بد قسمتی ہے۔

ہم سے خانہ ام ذوق خرابی داشت، چداری  
 لغت : خانہ ام: میرے تھری ہمارے۔ ذوق خرابی: دیرانی یا جی کاشق۔۔۔ آہ آہ: کسی چیز کے آنے کی خبر یا آغاز۔۔۔ چداری: تو  
 بچھے گیا۔۔۔

ترجمہ : معلوم ہوتا ہے میرے تھری کی بنیادی کو یہاں اور چھوٹے کاشق ہے، اسی لئے سیلاب کی آہ آہ سے اس کی دیواریں رقص کرنے  
 لگی ہیں۔ یعنی ابھی سیلاب کی خبر ہی آئی ہے اور دیواریں ہلنا شروع ہو گئی ہیں۔

خیم اگلند در دشتے کہ خورشید در خشل را  
 لغت : خیم: میرے خیمے۔۔۔ در دشتے کہ: اس میدان یا جنگل میں کہ جہاں۔۔۔ گدا از دہرہ: پتیلی ہو جانا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے خیمے لگے ایک ایسے دشت میں جہاں خیم کے نظریوں کو کاشق کی ٹوک سے جذب کرتے ہوئے روشن سورج کا  
 بھی پتیلی ہو جاتا ہے۔ گویا اس میدان کی تھری کی حالت ہے کہ وہاں سورج کی کرنیں خیم پر پڑنے سے بھی بھل جاتی ہیں، حالانکہ خیم تو  
 پانی کے قطرے ہیں۔ حالت نے اپنے بے حد کہ درد کا اظہار کیا ہے۔

وکالت کرد خوانم روز محشر کشکانش را  
 لغت : کشکانش را: اس کے کشن یعنی اس کے حلق کے ہاتھوں مارے ہوؤں کی  
 یاد تازہ۔۔۔

ترجمہ : میں قسمت کے دل اس محبوب کے حلق کے اندوں کی وکالت کروں گا تاکہ اسے اس ہنگامہ محشر میں میرے سوا دوسری سے کوئی  
 واسطہ نہ رہے۔ گویا یہ بھی دھوک کی ایک حالت ہے کہ عاشق نہیں جانتا محشر میں بھی اس محبوب کے دوسرے کشکانش اس سے حلق کوئی  
 شکوہ و شکایت کریں۔

نہ از مراست کن خلعت ببردن نیستی راضی  
 لغت : ببردن: مرنے پر۔۔۔ سرگرم: سرگرم تو ہی رہاؤں کہ مردان نیست و شواہش

ترجمہ : اے محبوب تو یہ خلعت کے مرنے پر راضی نہیں تو یہ محبت کے باعث نہیں ہے، میں میرے قربان جانوں کے لیے علم ہے کہ اس خلعت  
 کے لیے مرنے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ یعنی تو اسے آسانی سے بردھ سکتا ہے۔

## غزل # 7

بیا پہلغ و نعلاب از رخ نجمن برکش  
 لغت : برکش: اٹھاوے۔۔۔ در آواز کش: اسے آگ میں ڈال دے۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو پہلغ میں آواز دہن کے چہرے سے نعلاب اٹھاوے۔ اگر دشمن یعنی رقیب کا دل خون ہو کر نہ رہ جائے تو پھر تو اسے  
 آگ میں ڈال دے۔ محبوب کے جن میں آنے سے جن کا دشمن اس کے دشمن کے آگے مار دے جائے گا اور اگر رقیب پھر بھی حاضر نہیں ہوتا  
 تو وہ آگ میں ڈالے جانے کے لائق ہے۔

بیا و منظر بام فلک نشین ساز بیا و شہد کام دو کون دو پرکش  
 لغت : بام : بھت۔۔۔ نشین ساز : لٹکانا کرینٹ۔۔۔ منظر : نگار کرنے کی جگہ مورچہ۔۔۔ کام دو کون : دونوں جہانوں کی خواہش، یعنی مقصد  
 کا حصول۔۔۔ دو پرکش : آغوش میں لے لے۔۔۔  
 ترجمہ : تو آؤ اور فلک کی بھت کے درجے میں جہ جہ آؤ اور دونوں جہانوں کے شہد مقصود کو آغوش میں لے لے، یعنی دونوں جہانوں کی  
 آؤ تو تمہیں چاہی کر لے۔

سمن بجیب فنا از نواسے مطرب ریز سخن بدوے ہوا از بخور غمر کش  
 لغت : بجیب فنا : موسیقی یا نغمے کے گرجان میں۔۔۔ سخن : پردہ خیز۔۔۔ بخور : خوشبو، مگر حق، لوہان سے چا کر کرنے وغیرہ میں خوشبو  
 پھیلائی جاتی ہے۔۔۔ غمر : اچھٹسی۔۔۔  
 ترجمہ : تو آؤ اور مطرب (گانے والوں کی آواز سے موسیقی یا نغمے کے گرجان میں سمن یا جھیل کا پھول ڈال دے۔ یعنی وہ سمن ڈال رہی جائے۔  
 نغمے سے پھول پھوٹے لگیں اور لوہان کی خوشبو فضا میں نیچے کی مانند سوں پر لہرائے۔

نیم طرز خرام تو دو نظر دارد تو طلیسان روش را طراز دیگر کش  
 لغت : طرز : انداز۔۔۔ طلیسان : چادر۔۔۔ طراز : آرائش، چادر پر تل ہونے سے ہوئے۔۔۔ روش : رنگ۔۔۔  
 ترجمہ : نیم نے خیمے سے خرام (ٹپٹے کا انداز پیش نظر رکھا ہوا ہے، یعنی وہ تھری طرح چلتی ہے، لہذا تو اپنی رفتار کی چادر کی آرائش کا انداز  
 بدل ڈال۔ یعنی نیم جو تھری چال کی چوری کر رہی ہے اس نے انداز کی وہ چوری نہ کر سکے۔  
 ہزار آئینہ ناز در مقابل نہ ہزار نقش دل افروز در برابر کش

ترجمہ : تو اپنے ناز و ہوا کے ہزار یعنی بے شمار قسم کے آئینے سامنے رکھ اور ہزاروں دل افروز نقش سامنے لے آ۔ یعنی اپنی بے شمار دل  
 کشیوں کا تصور سامنے لا کر اور یہی سحر کر جلوہ نما ہو۔

اگر بہ بارہ گرائی قدح زرگس خواہ دگر بہ سبھ ز جہنم پرشتہ گوہر کش  
 لغت : گرائی : قابل ہو۔۔۔ خواہ : ایک۔۔۔ سبھ : جہنم۔۔۔ پرشتہ : دھاکے میں۔۔۔ گوہر کش : موتی ہونے۔۔۔  
 ترجمہ : اگر تھری طبیعت شراب کی طرف راگ ہو تو زرگس پھول سے جام رنگ لے، یعنی اسے جام بنالے اور اگر تجھے جہنم سے دلچسپی ہو  
 تو جہنم کے قہرلوں کے موتی دھاکے میں ہونے۔

بہ لالہ گوئی کہ ہاں بسدریں قدح در وہ بہ مرغ گوئی کہ ہیں خسروی نوا برکش  
 لغت : بسدریں : مرجان کا۔۔۔ ہاں : ہیں، دیکھ، ایک یا بہت پر زور کالفا۔۔۔ خسروی نوا : ایک راگ یا نغمہ کا نام۔۔۔  
 ترجمہ : گل لالہ سے کہہ کہ وہ تجھے مرجان کا پالہ پیش کرے اور پوچھے یعنی ٹپٹل یا نغمہ لہجے میں پچھلنے والے سے کہ وہ خسروی راگ  
 لہجے۔۔۔ لالہ مرغ رنگ کا پھول ہے اس حوالے سے شراب کی بات کی ہے جبکہ بسدریں قدح سے مراد خود لالہ ہی ہے۔

بدل ترانہ کہ ممنوع نیست، مستی کن از آن شراب کہ نبود حرام، ساغر کش

ترجمہ: اس ترانے یعنی نقشے سے جو ممنوع نہیں ہے، یعنی شرع نے اس سے منع نہیں کیا، اپنی مستی کا سہارا اس کرسمت ہو اور جو شراب حرام نہیں قرار دی گئی، اس کے جام پہ جام چہ عہد خوب لپی۔

مذاق مشرب فقر غمخیز داری سے مشاہدہ حق نبوش و دم درکش  
لغت: مشرب: مسک، طریق۔ دم درکش: سانس روک لے، خاموش ہو جی۔ نبوش: لبی۔

ترجمہ: اگر تھم میں فقر غمخیز کے مسک کا ذوق ہے، یعنی حضور اکرم کے نقش قدم پر چلے کا ذوق و شوق ہے تو مشاہدہ حق کی شراب لبی اور خاموش ہو جی۔

ز سر فرازی بخت جواں بخوش بیاں بروے چرخ ز طرف کلاہ، خنجر کش  
لغت: سر فرازی: سر بلندی۔ بخوش بیاں: اپنے آپ پر ناگزیر۔ خنجر کش: خنجر کو تھپکے دے۔

ترجمہ: اپنی جوں جتن کی سر بلندی پر ناگزیر اور اپنی باشکوہ کلاہ کے کنارے سے آسمان کے پتے میں خنجر کو تھپکے دے۔ گویا اس کی طرف کلاہ، خنجر کی طرح تھپکے سے غرور ہے کہ آسمان بلند ہے لیکن تو اپنی اس باشکوہ کلاہ سے اس کی سر بلندی کو معمولی ثابت کر دے۔

نشلا در ز دگر پاش و شادمانی کن جہاں ستان و قلمرو کشای و لشکر کش  
لغت: نشلا در ز: پیش و سرست اختیار کر۔ ستان: لے، فتح کر۔ قلمرو: سلطنت۔

ترجمہ: تو جیل و نشلا اختیار کر، موصوفی تکبیر اور خوب طوطی، داؤدیا کو فتح کر، سلطنت کو وسیع کر اور لشکر کشی کر۔  
ترجمہ: گفت کہ منت کشی ز چرخ کبود بہ قرا کام دل خویش متن ز اختر کش

ترجمہ: تجھے یہ کہنے کے دیا کہ تو تجھے آسمان کا سامان اٹھا۔ تو قمر و قصب اختیار کر کے اپنے دل کی خواہشیں ستاروں سے لے۔ یعنی انہیں غم دے کہ وہ تجھی خواہشیں پوری کریں۔

ز نقش بندگی خویش در خرو مندی رقم بہ ہامیہ دلی دو جگر کش  
لغت: ہامیہ: بونٹائی۔ دو جگر: یعنی آسمان کا ایک بیج، بیج جو زلہ۔

ترجمہ: تو خرو مندی میں اپنی بندگی کے نقش سے بیج جو زلہ کے حکمران کی بیٹھائی پر قحط کر دے۔ اس ساری فزول کا بیج اٹھا لے، بعض اشعار پر دے طور پر واضح نہیں ہیں۔

ز فر فرخی بخت در جہانداری علم بہ سرحد فرہاں رواے خلور کش  
لغت: فر: شان و شوکت۔ فرخی بخت: مہارک بختی۔ فرہاں رواے خلور: شرق کا حکمران، مرو سورج۔

ترجمہ: تو اپنے مہارک بخت کی شان و شوکت اور وہ بے کے مل پر جو تجھے جہانداری یعنی دنیا کی حکمرانی کے باعث حاصل ہے، اپنے بلند پرچم کو فرہاں رواے شرق کی حکومت کی حدود تک بلند کر لیکن تمہارا بلند پرچم سورج سے جڑ کر ہے۔

پس بہ تیغ تو خونم ہر کہ خواہم گفت گیکر غالب دل خستہ را و در برکش  
لغت: پس: اس کے بعد۔ خونم ہر: میرا خون حلال۔

ترجمہ: تجھی کھوار سے میرا خون تمہ پر حلال ہے، اس کے بعد میں کہوں گا کہ دل خستہ غالب کو پکڑا اٹھا لے اور اسے اپنے پلو میں لے لے یا پتے سے لگا گئے۔

## غزل # 8

من و نظارہ روئے کہ وقت جلوہ از لہائش      ہی بر خویشتن لرزد پس آئینہ سیمائش  
لغت : از لہائش : اس کی ہلکے سے۔۔۔ بر خویشتن : اپنے اوپر، اپنے آپ۔ سیمائش : اس کا سیملب وہ پارہ جس کا لب آئینے کے پیچھے چڑھا ہوا ہے۔۔۔ ہی لرزد : کچھتا ہے، کھپکھپاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں ہوں اور ایک ایسے صحن چرے کا نظارہ ہے کہ جب وہ صحن چڑھو محبوب جلوہ لگاوے گا تو اس کی ہلکے دک سے آئینے کے پیچھے سیماب بھی کھپکھپاتا ہے۔ محبوب کے استغنیٰ شمن کی بہت کی ہے اور چونکہ سیملب ہمارا ہے اس لئے شاعر نے صنعت شمن (تعلیل سے کام لیتے ہوئے) اس کی کچھ لہائش کی علت محبوب کا شمن دکھائی ہے۔

بذوق پارہ، داغ آں حریف دوزخ آشام      کہ ہر جانگزا آتش مگر در دہن، آہش  
لغت : حریف : مقابل، دوست۔۔۔ بذوق پارہ : شراب یا شراب نوشی کی قسم۔۔۔ دوزخ آشام : دوزخ لپی جانے والا خزاں بہت پیٹنے والا شراب کا رنگ سرخ ہے اس لئے یہ کہہ پاؤں۔۔۔ مگر در دہن آہش : اس کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : مجھے اپنی پارہ نوشی کے ذوق کی قسم کہ مجھے ہونے اس پارہ نوش حریف پر رنگ آئے کہ اسے جہاں کہیں آگ نظر آتی ہے اس کے منہ میں پانی بھر آتا ہے، یعنی اس کے دل میں لالچ پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ آگ لپی جائے۔ شراب آگ کی طرح سرخ ہوتی ہے۔ گویا وہ شراب نوشی میں آگ میں ہے کہ اسے آگ میں بھی شراب کی جھلک نظر آتی ہے۔

زینھا چہو با یعقوب شد لازم محبت را      بوسے ہر بہن ماند قماش پردہ خواہش  
لغت : چہو با یعقوب شد : حضرت یعقوب کے مقابل ہو گئی۔۔۔ بوسے ہر بہن : قیس کی خوشبو سے، قرقرانی صبح ہے، جب حضرت یوسف کی قیس ان کے بھائی اپنے والد کے پاس لے گئے تو وہ جہاں سب کے تم میں بیٹھا ہو گئے تھے ان میں اس میں بیٹے یوسف کی خوشبو آتی جس سے ان کی بیانی آگئی۔ قماش : عمدہ کپڑا، انداز۔۔۔ پردہ خواہش : اس کی خواب گاہ کہہ دو۔۔۔

ترجمہ : مجھے محبت کی کار فرمائی پر لازم ہے جس کی وجہ سے زینہ حضرت یعقوب کی حریف بن گئی۔ اس کی خواب گاہ کے پردے کا انداز بالکل یوسف کی خوشبو کی مانند تھا۔ زینہ کو حضرت یوسف سے بے حد عشق تھا اور اسی طرح حضرت یعقوب کو اپنے اس بیٹے سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات بوسے ہر بہن اور پردہ خواہش سے واضح کی ہے۔

بہ کینتی ترک ذوق کام جوئی مشکل است، اما      نوید خری آں را کہ گیمرو دل ز اسہائش  
لغت : کینتی : ناز۔۔۔ کام جوئی : خواہشات پروری کرنا۔۔۔ نوید : خوش خبری۔۔۔ خری : خوشی، مسرت۔۔۔ گیمرو دل : دل برداشتہ ہو جانے۔۔۔

ترجمہ : دیبا میں ہادی خواہشات کے پورا کرنے کا شوق ترک کرنا مشکل ہے۔ تاہم اس شخص کے لئے مسرت و شادی کی خوش خبری ہے جو اس دنیا کے اسباب زندگی سے دل برداشتہ ہو جائے۔ گویا ایسا انسان جو دنیاوی ہادی خواہشات کے پکڑ میں نہیں چڑاؤ وہاں صاحب بہت بھی ہے اور خوش بخت بھی۔

بہ فیض شرع ہر نفس مژدور یا قتم دستے      چوں آں دزدے کہ گیمرو شخہ ناگاہیں بہ مستائش  
لغت : مژدور : فرجی، مسکرمہ کر کے دہا۔۔۔ یا قتم دستے : میں نے قلم پالیا۔۔۔ شخہ : کوتاہ۔۔۔ ناگاہیں : اچانک۔۔۔

ترجمہ: میں نے شرع کے فیض سے / کی برکت سے اپنے گمراہ کرنے والے نفس پر حکم پایا۔ یہ باطل اسی طرح ہے جیسے کو قاتل چاہتی رات میں اچانک چور کو پکڑ لے۔ شرع کے حوالے سے خود کو کو قاتل اور نفس کو چور سے تشبیہ دی ہے / جبکہ چاہتی رات سے عروج شرع کی بدولت غور و اجابت ہے۔

یہ مستی چربستن ہائے طلوکست چندار کی      نشست ساقی و انگیز جٹائے سے تلاش  
 لغت : چربستن ہائے طلوکست : سوز کا پانی دم بھری یا جھل جاکر دھن گھڑا۔ انگیز : جوش۔۔۔ سے تلاش : اس کی خاص شرب۔۔۔  
 ترجمہ : ساقی کا یہ ٹھکے سے چھٹکا اور اس کی سے آب کی سروای کا جوش سوزا شرب کے لئے کا جوش بالکل اس طرح ہے جیسے سوزا پانی  
 دم کو جھل جاکر مستی میں شمع نہاوا۔

خوابی چوں پدید آمد بطاعت و اوستی زاهد  
غیر دماغی دماغ را بر سر گردید عجز و ایش  
اعت : پدید آمد، ظاہر ہوئی۔ دانتی : جبکہ کہا اختیار کر۔ خیدن : جھکنا جھکی ہوئی ہو۔  
ترجمہ : جب زہاد کو اپنی زندگی میں چاہی کا سامنا کرنا پڑا تو وہ مہلت میں جبکہ ٹہکتی اس نے اطاعت و دماغی اختیار کر لی۔ انکوائس کے گھر کی  
جھکی ہوئی دماغ وہی اس کے لئے عجز بن گئیں۔ جھکی ہوئی دماغ ہی آنے والی جھکی زہادی کا پتہ دیتی ہیں۔

بساطے نیست بزم عشرت قربانی مارا مگر باندہ از تار دم ساطور قصا بش  
ملک : بساط : کوئی فرش۔ مگر ہاں سوائے اس کے۔ دم ساطور : چھری کی دھار۔ باندہ : تھیں۔  
ترجمہ : ہماری قربانی کی بزم عشرت کے لئے کوئی فرش نہیں ہے۔ یہی ہو سکتا ہے کہ قصاب چھری کی دھار کے تاروں سے وہ فرش بن  
لیں۔ قربانی کے حوالے سے چھری اور قصاب کی بات کی ہے۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ہماری قربانی کا کوئی اجر نہیں جس سے ہماری  
عشرت کا بھی سناں ہو سکتا۔

زمار شمع نیز آہنگ فوق تازی بلبلہ بشرط آئینہ سازی از پر پروانہ مضرا بش  
وقت : آہنگ : سڑنے راک۔۔ مضرا بش : اس کی مضرب وہ چھوڑا اگل میں ہیں کہ سدا بجاتے ہیں۔۔ ی بلبلہ : بلبلتے ہیں ایلمر  
کھتے ہیں۔۔

ترجمہ: جمع کے تکرار سے بھی ناز و ادا کے لائق کی لئے لایا رکھی ہے، لیکن اس قسٹ پر کہ تو پر دلانے کے پر دل سے اس کی مغز پر دلائے۔  
مزار پر کہ مغز پر، ساز پر لگاتے ہی ساز سے سراپا لئے پورے گئے ہیں، اگر پر دلانے میں بھی یہ خاصیت آتا ہے تو جمع بھی اسی طرح پہلے  
پورے۔

[illegible]

ترجمہ: اے امیر آوی قومست فکر کرو اور ادا کنج تک دینا کہو کہ اس کا ستر نکل لو کہ گرم خاکستر اس کی خنک ہے۔ گوا امیر و جمعی اور گرم بستوں میں سردیوں کے دن گزارتے ہیں، جبکہ غریبوں کے لئے اعلیٰ سطح کی گرم راکھ بستر اور خنک (پاکستان کے ایک جانور کی کھال جس سے بچ سیکھتے ہیں) مال ہے۔

آزیز رشت شراب آلودهات تنگ آیدم غالب      خدارا یا بشو یا بچکن اعوج راه سیلا بش

لغت : رشتہ: شہر اور لباس۔۔۔ لنگ: آپ: مجھے شرم آئی ہے۔۔۔ ہشو: دھڑل۔۔۔ لیکن: ڈال دے، گرا دے۔۔۔

ترجمہ : اسے چاہیے تجربے اس شہر اور لباس سے مجھے شرم آ رہی ہے۔ تو کیا تو اسے دھڑل دیا پھر اسے چاہیے کہ رشتہ میں ڈال دے تاکہ وہ اسے پہنا کر لے جائے۔

## غزل #9

خوشا روز و شب نکلتے ویش متیمانلش گورنر سہو مکھان بیلور باد تیش

ترجمہ : یہ ساری غزل گورنر نکلتے مکھان کی صراحت میں ہے جس میں چاہت نے خاصے مہمانے سے کام لیا ہے۔ اسے مدحیہ قصیدہ ہی کہا جاسکتا ہے اگرچہ چاہت نے متعلق میں یہ کہنے کہ میں نے اسے سک غزل میں بکھری ہے یہاں اس غزل کی تخریج سے انتخاب کیا گیا ہے۔

## روایف۔ ص

## غزل #1

چو نکس پل بہ سئل، بذوق بلا برقص جارا نگاہ وار و ہم از خود جدا برقص

لغت : چ: ہمارے۔۔۔ سئل: بہانہ۔۔۔ برقص: رقص۔۔۔ نگاہدار: حفاظت کرنا، خبردار۔۔۔ از خود جدا: یعنی بے خودی کے عالم میں۔۔۔  
ترجمہ : جس طرح اپنی کے بہانے میں پل کا نکس ہوتا ہے تو بھی بلا یعنی مصائب و آگام کے ذوق سے رقص کر اپنے مقام سے باخبر بھی رہو، پھر بے خودی کی حالت میں رقص کر آچا بلا۔ آری مصیبتوں میں اپنے آپ کو برقرار رکھو تو ان کا زیادہ اثر نہیں ہوتا۔ اور چاہت ہی۔۔۔  
بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جانا ہے رنج مشکلیں مجھے پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گلیں

ایک اور جگہ یوں اظہار کیا ہے:

شادی سے گذر کہ غم نہ ہووے اردی بخو نہ ہو تو دے نہیں ہے

لغت : اردی: ہر وہ شے سال کا در سہ ماہ یعنی بہار۔۔۔ دے: دوسوں میں ہر وہی سال کا یعنی خوں۔۔۔ بقول قالی بدای:۔

غم بھی گدھنٹی ہے، خوشی بھی گدھنٹی کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

نہو و قاعے عمد دے خوش غنیمت است از شہلہاں ہلازش عمد وفا برقص

لغت : وفائے عمد: کیا ہو اور ہمارا کرنا۔۔۔ دے خوش، خوشی کا ایک لہجہ۔۔۔ ہلازش: ناز کرنا۔۔۔

ترجمہ : آج دنیا میں کیجئے ہونے والے کو ہر داکر نے کی بات نہیں رہی اس لئے ہو پل یا لہ خوشی میں گذرے اسے غنیمت سمجھا جائیگا۔ تو صیغوں کی طرف سے عمد و قاعہ ناز کرتے ہوئے رقص کرنا، خوشی وہ وفا کریں یا نہ کریں۔ انہوں نے عمد تو کیا ہے اور عاشق کے لئے یہ جو

قیمت اور خوشی کا ماٹ ہے۔ بخل سہی

یا دغا خود نہ بود در عالم یا مگر کس دریں زمانہ نگر  
 ذوقے است جنجو چہ زنی دم ز قطع راہ رفتار گم کن و ہمدایہ در برقص  
 لغت : جنجو : تلاش۔ چہ زنی دم : عزا کی بات کرتا ہے۔ قطع راہ : راستے کو اٹکاتا یعنی آگے نہ چلتا۔ گم کن : گم ہونے کا  
 دے۔ در : دریا۔ قافے کی کھٹی جس کا پانی قافے کے کوچے کی علامت ہے۔

ترجمہ : جنجو خود ایک ذوقی لذت ہے تو قطع راہ کی کیا بات کرتا ہے یعنی کیوں یہ سوچتا ہے کہ تو آگے نہ بڑھے۔ اپنی رفتار کو بھول جاہو دریا  
 کی آواز پر رقص کر۔ یعنی جدوجہد میں ہر لمحہ آگے ہی بڑھنا چاہئے اس میں محنت کا تصور گویا بھول کی علامت ہے۔ علامہ اقبال کے کلام کا  
 خاصا جذبہ اسی موضوع پر ہے۔ صرف چند اشعار ملاحظہ ہوں :

تو رہ نور و شوق ہے منزل نہ کر قبول لیکن بھی ہم نصیب ہو تو محمل نہ کر قبول  
 موت ہے بیش جلوداں ذوق طلب اگر نہ ہو گردش آوی ہے اور گردش جام اور ہے  
 راز حیات پوچھ لے رخصتِ فحشہ گم سے زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش باقیام سے  
 پختہ تر ہے گردشِ حکیم سے جامِ زندگی ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی  
 سر ہیز بود و بہ ہمنا ہمیدہ ایم اے شطہ در گداز خس و غار ما برقص

لغت : ہمیدہ ایم : ہم آواز کر چلے ہیں سونے سے چلے ہیں۔ گداز : بکھلا ہوا۔

ترجمہ : ہم تو تازہ رہے اور بھی نادانوں میں بڑے بڑے سے ٹپکتے ہیں۔ آج ہماری حالت خس و غاشاک کی سی ہے۔ اے فیض تو ہمارے  
 اس خس و غاشاک کے گداز پر رقص کر۔ گویا بخیر انسان زندگی بھر تو تازہ اور کفایت طبع رہے ہوں ان کے خس و غاشاک میں بھی زندگی کا  
 گداز ہوتا ہے۔

ہم برنوائے چند طریقِ سلع گیر ہم در ہوائے جنبش بل ہما برقص

لغت : چند : کچھ۔ ہوا :

طریق سلع : مروجہ طریقہ معاشی جس پر وہ کرتے ہیں۔

ترجمہ : تو اچھے عیسوی آواز پر نہ لے کی آواز پر سلع کی کیفیت بھی خود پر طاری کر اور تاجیجی مہارک پر نہ لے کے پردوں کی حرکت کی انشا  
 میں بھی رقص کر۔ چنانچہ ہمارے یہ کہ دنیا کی کوئی شے بیکار نہیں رہنے سے اس کے مطابق کام لے۔

در عشق انبساط پیاپاں نمی رسد چوں گرد پلو خاک شو و در ہوا برقص

لغت : انبساط : خوشی، مسرت۔ گرد پلو : گولہ۔

ترجمہ : عشق میں خوشی و مسرت کبھی ختم نہیں ہوتی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو گولے کی طرح خاک ہو جاہو رقصا میں رقص کر۔ گویا  
 خدا نے اپنی مہبت کو اگر کچھ مروجہ چاہے۔ "عشق میں تم بھی عاشق کے لئے مسرت و شادمانی کا باعث بنتا ہے۔

فرسودہ دھمالے عزتوں فرد گذار در سود نوحہ خوان و بہ بزم عزا برقص

لغت : فرسودہ : کھسی پٹی پرانی۔ فرد گذار : پھوڑے۔ سود : خوشی کی محفل۔ بزم : اجتماع۔

ترجمہ: تو عمر بنوں یعنی اپنے بزرگوں کی فرسودہ رکشیں چھوڑ دے، بدل کہیں خوشی کی محفل ہو وہاں تو فائدہ خوافی کرو اور جہاں ہوسم عمر ہو وہاں رقص کر۔ گویا بزرگوں نے جو کچھ کیا تو اس کے اہل بچل۔

چوں خشم صائل و دلاے منافق در نفس خود مہاش ولے بر ملا برقص  
لغت: خشم صائل: صانع نیک پاک بزرگ جن کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہیں، حضرات کافر۔۔۔ دلا: دوستی، رفاقت، محبت۔۔۔ منافق: منافق کی جمع وہ لوگ جن کا ظاہر نیکو اور باطن کچھ ہے۔

ترجمہ: تو صانع حضرات کے خشم اور منافق لوگوں کی دوستی و محبت کی طرح اپنی فداقت میں نہ رہ، یعنی اپنی خودی سے باہر آجین بر ملا رقص کر۔ پاک لوگ اگر شے کا اعتماد کرتے ہیں تو وہ بجا ہوتا ہے کیونکہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ اس کے برعکس منافقین کے اعتماد محبت میں شک ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے ظاہر اور باطن میں فرق ہے۔ شہرہ نامہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ ان دونوں فصلوں سے ہٹ کر تو آزاد روی اختیار کر۔ صوفی مجسم مرحوم نے خشم کی بجائے خشم لکھا ہے جس کا لڑکی چار کوئی عمل نہیں ہے۔

از سو نفس الم، ز کلفتن طرب، بگوئی بے ہودہ در کنار سموم و صبا برقص  
لغت: سو نفس: جلالت، الم: غم۔۔۔ کلفتن: کھلا تر تو تیز ہوتا۔۔۔ سموم: جھلماوینے والی ہوا۔۔۔

ترجمہ: تو زندگی کے دکھوں میں چلنے سے کھین نہ ہو اور اور زندگی کی تر تازیانی یعنی سکھوں میں بیٹھ دوسرے تلاش نہ کرو اور سموم اور صبا صبح کی تازہ ہوا میں رنجی رقص کر مار۔ یعنی تجھے زندگی میں دکھ پہنچیں یا سکھ پہنچیں دونوں صورتوں میں خود کو حرکت و گردش میں رکھ کہ یہی زندگی کی صحیح علامت ہے۔

حالت بدیں نکلا کہ وابستہ ای کہ ای بر خوشن بیل و بہ بند بلا برقص

لغت: وابستہ ای: تو بند جاہلو یعنی اس سے تعلق یا واسطہ رکھا ہوا ہے۔ کہ ای: تو کن ہے، کیا ہے۔۔۔ بیل: فکر، خواہش ہو۔۔۔  
ترجمہ: حالت تو نے ٹھیک کو یہ کیا پیشہ نکلا سے وابستہ کر رکھا ہے تو کیا انسان ہے تو اپنی ذات پر فکر کر۔ یعنی خوشیاں منادو اپنے دکھوں کی حالت میں رقص کر۔ یہی مکر ہو سکتی ہے بھلائی یا بدی۔

غم بھی گدھنی ہے خوشی بھی گدھنی کمر غم کو اختیار کہ گدھے تو غم نہ ہو

## روایف۔ ض

### غزل # 1

دل در غمش بسوز کہ جاں می دہد عوض در جاں دی غمے پہ از آن ی دی دہد عوض

لغت: بسوز: جلنا۔۔۔ غم: بدلے میں۔۔۔ دہد: دہا کر۔۔۔ پہ از آن: اس سے اچھا۔۔۔

ترجمہ: تو دل کو اس کے غم میں جلا کہ اس کے بدلے میں تجھے جان عطا ہو گی اور اگر تو جان دے دے تو اس کے بدلے میں تجھے اس سے بہتر غم عطا ہو گا۔ اس سے بہتر تو کو یہ نہ مل سکتا ہے جس کا پہلے صدمے میں ذکر ہے۔ حالت نے غم پر بہت کچھ لکھا ہے جس کے حوالے پہلے بھی آچکے ہیں۔ وہ غم کو اپنی اہمیت دیتا ہے۔ یعنی اس سے انسان کی غلط صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں جن کی بنا پر وہ کلام سے



انہام دیتا ہوتا ہے۔ یہ شعر محبوب حقیقی کی محبت میں دل جلاسنے سے حلق ہے۔

فارغ مشور دوست بہ سے در ریاض خلہ از ما گرفت آنچه ہل می دہد عوض

لغت : دوست: یعنی محبوب حقیقی خدا تعالیٰ۔۔۔ ریاض خلہ: باغ بہشت۔۔۔ فارغ مشور: یعنی مطمئن نہ ہو جا۔

ترجمہ : تو اس محبوب حقیقی سے صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جا کہ تجھے اس کی طرف سے باغ بہشت میں شرب یعنی شراب طور عطا ہوگی۔ اس نے تو جو کچھ ہم سے لیا تھا وہی لوٹا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں تو شراب حرام اور سمیع قہر دے کر گواہی دے دیتی ہے لیکن اور پھر بہشت میں ہمیں وہی شراب دے دیتی تو اس میں خوشی یاطمینان کی کوئی بات نہیں۔

داغ غم ازل خریف کہ چوں خائیں بسوشت چشمے بسوے در نگران می دہد عوض

لغت : خائیں بسوشت: گمراہ بل گیا یا جا رہا گیا۔۔۔ در نگران: دیکھنے والی۔۔۔

ترجمہ : میں اس در مقابل سے جتا ہوں کہ جب میرا گمراہ بل گیا تو اس کے بدلے میں اب دیکھنے والی آنکھ یعنی اس گمراہ کو حسرت سے دیکھنے والی آنکھ عطا کر رہا ہے۔ گویا ایک تو خائیں برہادی ہوئی دوسرے حسرت سے اس برہادی کو دیکھ رہے ہیں۔

سرمایہ خرد بختوں وہ کہ اس کیم سود را ہزار زیاں می دہد عوض

لغت : بختوں وہ: بختوں کو دے دیا، بختوں کی خذر کر دے۔۔۔ سود: فلاح، منافع۔۔۔ زیاں: نقصان، گھما۔۔۔ کیم: کہم: عطا کرنے والا، وہی خزانہ خرد۔۔۔

ترجمہ : تو اپنی عقل و خرد کا سرمایہ بختوں کی خذر کر دے کیونکہ یہ کیم حاصل و خرد ایک منافع کے بدلے میں ہزاروں نقصان عطا کرتا ہے۔ خزانہ کہ بختوں و عقل تو انسان کو پہنچتی کی طرف لے جاتا ہے، جبکہ عقل و خرد اسے آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ اسی لئے کہاکہ عقل کو بختوں کی خذر کر دے۔

نبود خن سرائی ما رایگان کہ دوست دل می ہر ز ما و ذہل می دہد عوض

ترجمہ : ہماری شامی کوئی بیکہ ہی یا غیر منیدے نہیں ہے۔ یہ تو دوست کی صحبت ہے کہ اس نے ہم سے دل لے کر اس کے بدلے میں ہمیں زبان دے دی۔ یعنی محبوب نے ہمارا دل تو بھیجا لیکن اس کے نتیجے میں ہم شامی کی طرف توجہ ہوئے اور یوں اس فن میں کمال حاصل کیا۔ زبان سے خوار و غبار لے کر ملاحت یعنی شامی ہے۔

از ہرچ نقش دہم و گمان است در گذر کو خود بروں ز وہم و گمان می دہد عوض

لغت : در گذر: گذر جا چھوڑ دے۔۔۔ کو: کہ اور کہ وہ۔۔۔

ترجمہ : وہم و گمان کے جو بھی نقش ہیں، صورتیں ہیں ان سے واقف ہو جا اس لئے کہ وہ یعنی محبوب حقیقی ہمیں ہمارے وہم و گمان سے کہیں بڑھ کر عطا کرتا ہے۔ یعنی آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک حقیقی کمال کمال سے اور کس قدر عطا کر دیتا ہے۔

آں را کہ نسبت نظر از ما و مشتری چشم سہیل و زہرہ فشاں می دہد عوض

لغت : مشتری: مہارک ستارہ۔۔۔ سہیل: ایک ستارہ۔۔۔ زہرہ: قمریہ آسمان کا ایک ستارہ۔۔۔

ترجمہ : وہ جس پر ما مشتری کی نظریں ہیں، چاندنی آسمان، وہی آسمان عطا کرتا ہے، ان سے سہیل اور زہرہ جیسے ستارے نکلتے ہیں۔ یعنی انسان کا مقدر تو اس ذات کے ہاتھ میں ہے، ستاروں میں کیا ہوتا ہے۔ لوگ ستاروں سے اپنے مقدر کا اندازہ کرتے ہیں۔

نازم بدست سحر شارے کہ عاقبت شوقش کف پیالہ ستارے ہی وہ عوض  
 لغت : سحر شارے : ایک یا کوئی شمع کے دانے گئے وہاں شمع پر در در کرنے والا۔ کف پیالہ ستارے : پیالہ جام شراب پکڑنے والا ہاتھ۔  
 ترجمہ : شمع کے دانے گئے دانے ہاتھ کے صدقے جانیں کہ شمع یا شوق اس شمع کے دانے گئے دانے ہاتھ کے بدلے میں اسے پیالہ  
 پکڑنے والا ہاتھ جھا کر آئے۔ یعنی اصل جو اس وقت کے نام کا درد کرتے ہیں انہیں آخرت میں شراب طہور کے جام نصیب ہوں گے۔  
 آہ از عشق کہ چوں ز دل آرام ی برد تا ساز ی ز ہم نفس ی وہ عوض  
 ترجمہ : اس کاظم عشق بھی کیا ہے کہ جب اس غم کی بنا پر دل کا چین اڑ جائے تو اس کے بدلے میں وہ ہم نفس یعنی ساتھیوں یا قریبی  
 دوستوں کی مہمالت عطا کر آئے۔ یعنی اس غم کے باعث ہم نفس ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔  
 پاداش ہر وفا بھائے دگر کند عاقبت ہمیں کہ دوست چہلیں ی وہ عوض  
 لغت : پاداش : بدلہ عوض۔۔ چہلیں : کس طرح کیے۔  
 ترجمہ : عاقبت ہمارا دوست ہماری بردق کے بدلے میں ایک ہی جھا کر آئے۔ تو درد اور کد کہ وہ دوست کس قسم کا بدلہ انکار آئے۔ یعنی اس کا  
 وفا کا بدلہ انکار کرنے کا اور اذیت کو اسی ہے کہ وہ مزید درد و غم کا باعث بنائے۔

## درفیہ - ط

### غزل #1

کوئی کہ ہاں وفا کہ وفا بودہ است شرط آرمے ہمیں ز جانب ما بودہ است شرط  
 لغت : ہاں : یعنی دیکھو، سمجھ لو۔ آرمے : ہاں۔  
 ترجمہ : اے محبوب تو نے ہمیں کہا ہے کہ دیکھو وفا قائم رہو۔ اس لئے کہ محبت میں وفا شرط یعنی لازمی ہے۔ واقعی تو نے درست کہا ہے  
 اسی لئے ہماری طرف سے بھی وفا کی شرط ہے۔ یعنی اگر ہم تم سے وفا کرتے ہیں تو تم بھی ہم سے وفا کرو۔ یک طرفہ وفا تو کوئی بات نہ ہوئی۔  
 ہے ہے نہ یادداشت غبت نہ شرط بود حقیقی ز یاد رفت چما بودہ است شرط  
 لغت : ہے ہے : ہوس۔۔ غبت : پہلی شرط۔۔ چما : کیا کیا کون کن سی۔  
 ترجمہ : ہوس کہ یہ بھی یاد نہ رکھا کہ محبت میں پہلی شرط کیا تھی تو نے یہ کیا کہ میں بھول گیا ہوں کہ اس ضمن میں محبت میں کیا کیا کن  
 سی شرط تھی۔  
 کس بر نیست این کہ می گذرد در خیال ما حقیقی بہ عشق آہ رسا بودہ است شرط  
 لغت : ہاں : نیست۔۔ می گذرد : گذرتی ہے۔۔ آہ رسا : قبول ہو جانے والی آہ۔ جس کا اثر ہو۔  
 ترجمہ : انہی کافی نہیں ہے کہ وہ ہمارے خیال میں گذر رہا ہے یا ہمارے خیال تک ہی محدود ہے کوا حقیقی میں آہ رسا کہ وہ ضروری ہے۔  
 لب پر بہت نما دن و جاں دامن آردو ست در عرض شوق حسن ادا بودہ است شرط

لغت : نسبت : حیرے ہونے۔۔۔ نملان : دکھنا۔۔۔ عرض شرق : شرق کا اظہار۔۔۔

ترجمہ : اسے محبوب میری یہ آرزو ہے کہ میں تیرے ہوشوں پر ہونے لگا کر جان دے دوں اس لئے کہ اظہار خلق میں خوش ہوا ضروری ہے، گویا یہ جان دینے کا انداز ایک فرہوریت انداز ہے اور خلق میں ایسی ہی انداز لازی ہے۔

میرم ز رشک گرہم بویست بہن رسد کاییزش شمال و صبا بود است شرط

لغت : میرم : میں مرآہوں۔۔۔ بویست : تیری خوشبو۔۔۔ کاییزش : کہ آمیزش، کہ طہوت۔۔۔ شمال : مغرب و شمال کے وقت شمل کی جانب سے چلنے والی ہو۔۔۔

ترجمہ : اگر تیری تمام خوشبو مجھ تک پہنچے تو میں رشک سے جان دے دوں گا اس لئے کہ اس میں کچھ تو شمال کی اور کچھ صبا کی آمیزش کا ہونا شرط ہے۔ یعنی تیرے گل خوش کی خوشبو بھی ایک طرف سے مجھ تک پہنچے اور بھی دوسری طرف سے۔

گو درمیاں نیامدہ باشد و لے بہ دہر اندازہ اسے ز بہر جفا بود است شرط

لغت : درمیاں نیامدہ باشد : یعنی ایسا نہ ہوا ہو گا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو گا لیکن زمانے میں جفا کے لئے ایک معرودہ انداز یا حد کی شرط رہی ہے۔ یعنی ظلم و حتم کی حد اگرچہ مقرر ہے، تاہم اس پر کبھی عمل نہیں ہوا۔ محبوب نے اس حد سے بڑھ کر ہی حتم ڈھالے۔

گرم است دم بیلاد، سر بیکے فرد بیار پائی پے بساط دعا بود است شرط

لغت : سر بیکے : کوئی یا چند آنسو۔۔۔ فرد بیار : بیا۔۔۔ بساط : فرش، مژوا لگنا۔۔۔

ترجمہ : یاد و فریاد سے سانس میں گرمی آگئی ہے تو چند آنسو بیلے، اس لئے کہ دعا مانگنے کے واسطے پاکیزگی لازمی ہے۔ یعنی وضو کرنا ضروری ہے آنسو بیلنا گویا وضو ہو گا۔

ہوم شک برفم دلم مشت مشت ریز آخر نہ پر شے بہزا بود است شرط

لغت : مشت مشت ریز : مٹھی بھر بھر کے ڈال، چھڑک۔۔۔ پر شے : مال پر چڑنا۔۔۔ بہزا : کے مطابق کی نسبت سے۔۔۔

ترجمہ : اسے میرے ہوم تو میرے دل کے زخموں پر مٹھی بھر بھر کے شک چھڑک آخر حال پر ہی حالت کی قربانی کی نسبت ہی سے ہونی چاہئے۔ خواہ کہ ہوم تو علاج خلق کرنے سے رہا گویا یہ اس کے بس کی بات نہیں اس کی چادر مری تو زخموں پر شک چھڑکنے والی بات ہو گی۔ مٹھی بھر بھر کے شک چھڑک میں ملو ہے۔

مانگد دم ز کعبہ چہ بنیم کہ خود ز دیر رفتن بہ کعبہ رو بہ قفا بود است شرط

لغت : مانگد دم : میں نہ گذروں نہ چھوڑوں۔۔۔ رفتن : جانا۔۔۔ قفا : پیچھے۔۔۔

ترجمہ : میں جب تک کعبہ کو نہ چھوڑوں تو میں اسے کیا دیکھوں کس طرح دیکھ سکوں گا اس لئے کہ وہ میری کانفرنس کی مہلت گاہ سے کعبہ کی طرف جاتے ہوئے میرے لئے رخ پیچھے کی طرف رکھنا لازمی ہے۔ رخ پیچھے کی طرف یعنی دیر کی طرف ہو۔ گویا وہ کو دیکھنے کے لئے کعبہ سے رخصت ہو کر ضروری ہے یا دیر سے کعبہ کی طرف قدم نہیں اٹھتے۔

عالم بے بولے کہ توئی خون دل بنوش از سر بادہ برگ و نوا بود است شرط

لغت : بے بولے کہ توئی : تو جس حالت میں یا عالم میں ہے۔۔۔ بنوش : پی۔۔۔ برگ و نوا : سادہ سادہ یعنی وہ کھانے کی چیزیں جو شراب کے ساتھ کھاتے ہیں، گڑک و میوہ۔۔۔

تکلیف بر عمد زبان تو غلط بود غلط کاس خود از طرز بیان تو غلط بود غلط  
 لغت : تکلیف : مجبور، اختیار۔ کاس : کراں : کالقبہ کرے۔

ترجمہ : اگر اہل حق نے نبیؐ کو اختیار کرنا اور اس پر غلط فہم اس لئے کہ حق نے انہیں ایمان سے یہ صاف پہچان دیا تھا کہ یہ وعدہ غلط نہیں تھا تو پھر یہ غلط فہم اور اصل ایمان بات پر زور دینے کے لئے کی ہے۔

آنکه گفت از من دل خست به پیش تو رقیب که غلط بود، بهمان تو غلط بود غلط

ترجمہ : رقیب نے فخر خستہ دل کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے کہ تیری جان کی قسم وہ سراسر غلط اور جھوٹ تھا۔ یعنی میری خستہ حالی کے بارے میں اس کا یہ کہنا جھوٹ ہے تو دراصل اس کا ایسا کہنا جھوٹ ہے۔

فہمچہ را نیک نظر کردم اوایے دارد و میں کہ ماند بہ وہاں تو غلط بود غلط  
ملت: نیک نظر کردم: میں نے غور سے دیکھا۔۔۔ میں کہ: اور یہ کہ جو۔۔۔ ہاں: ہاں ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے فیضیہ کو بڑے غور سے دیکھا ہے، بے شک اس میں ایک اور ادا نگہی تھی، لیکن یہ کہنا کہ وہ تجربے و بیان کی مانند ہے تو یہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ کہیں تیرا وہی اور کہیں فیضیہ۔ دوسرے اشعار میں چر بہت خاک دھاپا گیا۔

دل نمادان به پیام تو خطا بود خطا کلام بجهنم زبانی تو غلط بود غلط  
 لغت: دل نمادان: دل گناه-- کلام جهنم: خواست پوری نکرد--

ترجمہ : تحریک پر کام پر انداز اول لگانا ہماری سراسر غلط تھی۔ یعنی اسے صحیح اور صحیح سمجھنا ہماری سمت پہلی غلطی تھی اور تحریکوں سے پہلی غلطی ہمیں پوری کرنے کے بارے میں ہماری سوچ پر اس قدر داخل غلط تھی۔ یعنی یہ خواہش پوری ہوئے گا انکار ہی نہیں۔

اسی مسلم کہ لب بچہ گھوئے رادری خاطر چہرہ ان تو غلط بود غلط  
 گفت: مسلم: حلیم شدہ یعنی ہوئی بات۔۔۔ لب بچہ گھوئے: کچھ نہ کہنے والا ہونٹ، خاموش ہونٹ۔۔۔ خاطر چہرہ: کچھ نہ جاننے والا  
 ہے خیر دل۔۔۔

ترجمہ : ہم یہ مان لیتے ہیں کہ تجربے ہوئے خاموش ہی رہتے ہیں لیکن یہ کہ تھراویل بے خبری بے احساس ہے تو یہ سراسر محبت اور لطف ہے۔ یعنی تو ہمارے عقل اور دماغ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے لیکن یہ الگ بات کہ تو بے عقلی کے کام لیتا ہے۔

ہر جہاں تو پہاداش وفا ہے است ہنوز دعویٰ ماہر مہکان تو غلط ہو غلط  
 قلت : پہاداش کے بدلے میں۔۔۔ مہکان تو: میرے بدلے میں۔۔۔

ترجمہ : ہم یہ کچھ بیٹھے تھے کہ قسمت ہی بخائیں کرنا ہے، لیکن حجرے بارے میں امدادیہ دعویٰ اور خیال بالکل غلط ثابت ہو گیا اس لئے کہ اب تک حمی ہر چاندی روغای کے ولے میں ہے۔ یعنی تو جو بھی جگا کرنا ہے وہ امدادی دکان کا ساملو ہو نا ہے۔

آخر اسے پوچھوں جلوہ، کھائی کھین جا ہرچہ داوند نشان تو غلط بود غلط  
 لغت : پوچھوں جلوہ : انکی ذات جو غلط رنگوں یعنی صورتوں میں جلوہ فرما ہو یعنی خدا سے بزرگ و برتر۔ کھائی : تو کس ہے۔۔۔  
 ترجمہ : آخر اسے پوچھوں جلوہ تو کس ہے، کیونکہ میں تو حجرے بارے میں جو کچھ بتاؤں سراسر غلط تھا اور غلط ہے۔ یعنی کائنات کے ذریعے  
 ذریعے میں روایات جلوہ فرما رہے لیکن ویسے نظر نہیں آتی۔ شاعر اسے اصل صورت میں دیکھنے کا خواہاں ہے۔ بقول شاعر۔

تھک تھک کے رہ گئی ہے مری چشمت چیتو کس گوشہ جہلی میں نعل ہو خبر تو دو  
 شوق ی تانت سر رشتہ وہے ورنہ ہستی ما و میان تو غلط بود غلط  
 لغت : ی تانت : بنا تھا۔ سر رشتہ وہے : وہم کا دھماکا۔ ہستی ہستے : کوئی ہستی۔۔۔

ترجمہ : یہ ہر ادا شوق یہ ہے کسی وہم و خیال کا دھماکا بنا تھا یعنی وہم و خیال کا شکار تھا اور وہ ادا ہے اور حجرے دو میان کسی دوسری ہستی کا  
 ہوا سراسر غلط ہے۔ چاکا یہ مڑو ہے کہ عاشق ان دوسروں میں چڑا ہوا تھا کہ رقیب اس کے محبوب کے وصل سے غلط اندوز ہو رہا ہے، جبکہ  
 وہاں کسی رقیب کا وجود نہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کی تمام تر توجہ اپنے عاشق ہی کی طرف ہے۔

آں تو پاشی کہ نظیر تو عدم بود عدم سایہ وز سرو زوان تو غلط بود غلط  
 لغت : نظیر : مثل، مانند ہوئے۔ عدم : معنی نہ ہونا۔ سرو زوان : پتلا ہوا سرو یعنی محبوب کا۔۔۔  
 ترجمہ : تو وہ ہے جس کی مانند اور کیلی ہے ی نہیں، یعنی تو بے مثل ہے، حجرے سرو زوان کا سایہ لگا تھا۔ میں سائے سے مڑو جاتی ہونا  
 ہے، یعنی وہ محبوب اس کے مثل ہے کہ اس کا سایہ بھی نہیں جو اس کا لائی قرار پاسکتا تھا۔

ی پسندی کہ بدیں و مزہ میرد عالت کھنچہ بز عہد زبان تو غلط بود غلط  
 لغت : مزہ : راک، نخر۔۔۔ میرد : مر جائے۔ ی پسندی : تو پسند کرنا ہے، سوائے انداز ہے، یعنی کیا تجھے یہ پسند آگوارا ہے۔۔۔  
 ترجمہ : کیا تجھے یہ بہت پسند ہے کہ عالت ہی نخر لاپچہ ہوئے مر جائے، انداز حجرے زبانی وعدے ہے اعتبار کا سراسر غلط تھا۔ یعنی کیا تو چاہتا  
 ہے کہ عالت ہی کہنے ہوئے مر جائے کہ تو نے جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا۔

## روایف۔ ظ

### غزل # 1

مرا کہ بارہ اندام، زرد زنگار چہ ظ ترا کہ ہست و نیشانی، از بہار چہ ظ

لغت : چہ ظ : کیا ظاہر، لذت۔۔۔ زرد زنگار : زنگ، مڑو زنگاری زندگی۔ نیشانی : تو نہیں چیت۔۔۔

ترجمہ : میرے پاس شراب نہیں ہے، اس لئے مجھے اس زندگی سے کیا لطف حاصل ہو گا۔ جبکہ حجرے پاس شراب ہے اور تو نہیں چیت تو مجھے  
 بارے کیا لطف حاصل ہو گا۔ گویا زندگی کی ساری لذت شراب نوشی میں ہے اور موسم بہار میں تو اس لطف و لذت کا کچھ زیادہ ہی سہاں

خوش است کو شہ پاک است بلبلے کد دوست ازاں رخت مقدس دریں خمار چہ حظ

لغت : خوش است : اچھا ہے، طرب ہے۔۔۔ دوست : در دوست : اس میں ہے۔۔۔ رخت : صاف شراب۔۔۔

ترجمہ : خوش کو شہ شہر، بہت اچھی جگہ ہے، پھر وہی جو شراب ہے وہ پاک ہے، لیکن ہمیں اس خمار کی حالت میں اس مقدس اور پاکیزہ شراب یعنی شراب طور کا کیا فائدہ؟ اس سے ہمیں کیا لذت حاصل ہو گی۔

چمن پر از گل و لعل و دل ربایے نے بدشت فتنہ ازیں گرد بے سوار چہ حظ

لغت : دل ربایے نے : کوئی دلبر یا معشوق میں ہے۔۔۔ بدشت فتنہ : فتنے کا بلبل، یعنی فتنہ دار ہستی۔۔۔

ترجمہ : چمن گل و لعلوں سے تو بھر پڑا ہے لیکن اس میں کوئی دل ربائیس ہے، پھر بھلا فتنہ دار ہستی کے بلبلان میں سوار کے بغیر اس گرد کا کیا لطف؟ یعنی یہ بے کیف ہے۔ دل رباکو سوار سے اور چمن دار کو ایسے بلبلان سے تشبیہ دی ہے جس طرح راستے کی گرد تو ہے لیکن کوئی سوار نہیں ہے۔ گویا ان گل و لعلوں کی حیثیت خمار کی سی ہے۔ حالت کے اس شعر میں گرد اور سوار کے اختلاف پر توجہ کر یہ شعر یاد آئیگا۔

خاکساران جہاں را بہ حقارت منکر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بہ ذوق بے خبر از در آمدن محوم بہ وعدہ ام چہ نیاز و ز انتظار چہ حظ

لغت : محوم : میں محو ہوں، کھوا ہوا ہوں۔۔۔ نیاز : حاجت، ضرورت۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس ذوق میں محو ہوں کہ کوئی بے خبری میں یعنی اچانک میرے دروازے سے اندر آجائے گا اس صورت میں مجھے کسی کے آنے کے وعدے کی کیا ضرورت ہے اور انتظار کا کیا لطف؟ یعنی عاشق محبوب کی اچانک آمد کے خیال میں جو ممکن نہیں اس قدر کھوا ہوا ہے کہ اسے محبوب کے کسی وعدے یا انتظار سے کوئی دلچسپی نہیں۔

در آں چہ من نتوانم ز اختیار چہ سود بدانچہ دوست غولہ ز اختیار چہ حظ

ترجمہ : جو کام یا بات میں کر نہیں سکتا اس کے اختیار کا کیا فائدہ اور جس کام یا بات میں دوست کی رضا شامل نہیں ہے اس پر اختیار کا کیا لطف ہے۔ دوست سے مزاد محبوب حقیقی ہے۔ اس شعر میں مسئلہ جبر و اختیار کی بات ہوئی ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے سب اختیار اس ذات حقیقی کے پاس ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کسی سے کام لیتا ہے۔

چشم کہ نکل بلند است و سبک بپیدا زبیر آ نہ قدر خود ز شاخسار چہ حظ

لغت : چشم کہ : جیس کہ : چونکہ اس صورت میں کہ۔۔۔ بپیدا : بھر نہیں ہے، طرباب۔۔۔ قدر : گرے۔۔۔ بیل : چل۔۔۔

ترجمہ : اس صورت میں کہ درخت تو اچھا لیکن پھر طرباب ہے اگر شاخ سے چل خود بخود گرے تو اس شاخ کا کیا فائدہ۔ یعنی یا تو پھر میرا خود مار کر درخت سے چل آنا دیا جائے یا پھر چل خود بخود گرے تب تو مجھے اور سب بیکار۔

نہ ہر کہ خونی و رہزن پایہ حسین راست بدیں حسیف طبعی ز اوج دار چہ حظ

لغت : حسیف : پیارے کا وہ جھڑ جو زمین کے قریب تری ہو انار معرکہ ہستی۔۔۔ طبعی : قدرتی۔۔۔

ترجمہ : ہر قاتل اور لہجرا منصور کے مرتبے کو نہیں پہنچتا اس قدر توئی یا انگری ہستی میں بھلا وہاں چھانی کا تختہ کی بلندی سے کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے۔ قاتل اور رہزن کو چھانی کے تختے پر ٹھکانا جانا ہے۔ منصور میں حلاج کو بھی تختہ دار پر لٹکایا گیا لیکن اس سے منصور کو جو مرجہ ملا وہ

جہل اور رہنماں جیسے بہت لغت و ناساں کو کہہ کر مل سکا ہے۔

بہ بند زحمت فرزند و زن چہ ی شمیم از این نخواستہ غمناے ناگوار چہ ۵  
لغت : چہ ی شمیم : تو کیا مجھے مار رہا ہے۔ نخواستہ : نہ چاہے ہوئے نہ مانگے ہوئے۔

ترجمہ : عاشق جہلی سے خطاب ہے۔ تو مجھے فرزند و زن کی صحبت کی قید و بند میں ڈال کر کہیں مار رہا ہے، بھلا ان نہ چاہے ہوئے ناگوار  
لموں کیا کیا لطف ہے۔ لہذا وہی پرورش و تربیت و فیروہست یعنی دامن و دہری ہے جسے اس نے ناگوار فلم کا اور وہ جان چڑا چاہتا ہے۔ شاید اسی بنا  
پر وہ بے لگاہ و قوت ہوا۔

تو آئی آنکہ نشتانی بجائے رضوانم مرا کہ محو خیالم ز کار و بار چہ ۵  
لغت : تو آئی : تو رہا ہے۔ نشتانی : تو بھٹاتا ہے۔ آنکہ : ہر۔ رضوان : جنت کا دروازہ۔

ترجمہ : تیری اجات القدس وہ ذات ہے جو مجھے رضوان کی جگہ پر بھڑائی یعنی بھڑا سکتی ہے، لیکن میں تو اپنے خیالات میں کم ہوں، مجھے بھلا اس  
کار و بار یعنی اس سرچے سے کیا لگتا ہے۔ رضوان : نیک، پاک لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بہت بڑا مرتبہ ہے لیکن جو  
انسان ان محلات میں دلچسپی نہ لیتا ہو اور مرتبہ و فیوہ کے خیال سے بھی بے نیاز ہو اسے رضوان کے سے مقام و مرتبہ سے کیا غرض ہو سکتی  
ہے۔ محو خیال ہونے سے غلو و شامی بھی ہو سکتی ہے۔

بہ عرض خضر نظیری وکیل عالت بس اگر تو تشوی از تار ہاے زار چہ ۵  
لغت : خضر : کھنکھارہ۔ نظیری : مشہور نادی شاعر نظیری نیشاپوری۔ بس : کافی ہے۔

ترجمہ : اے عالت و رنج و غم کے اخلد کے لئے نظیری ہی ہمارا وکیل کافی ہے جس نے یہ کہا ہے کہ اے محبوب اگر تو سستی نہیں تو ہمار  
نادی یہ ہے کہ جلد و نادی کیا لگتا ہے۔ یہ نظیری کے مصرعے پر قصید ہے۔ نظیری کا پورا شعر یہ ہے:

اگر تو تشوی از تار ہاے زار چہ ۵ وگر تو تنگری از چشم انگبار چہ ۵

## غزل 2\*

تا رغبت وطن نمود از سر چہ ۵ آں را کہ نیست خانہ بہ شر از خبر چہ ۵  
لغت : رغبت : خواہش، شوق، ہوا۔

ترجمہ : جب تک وطن کی رغبت نہ ہو، سزا کیا لگتا ہے، جس کا شعر میں گھڑنہ ہوا اسے وہاں اس شر کی خبروں سے کیا دلچسپی! ان خبروں کا اسے  
کیا لگتا ہے۔ وطن سے محبت ایک تو دلی امر ہے۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ "حب الوطن من ایمان" ایمان کا جز ہے۔ اگر  
ایمان اس سے جاری ہے تو وہ سزا سے کیا لگتا ہے؟ لہذا وہ گلوں کو اسے تو وطن کی خبروں سے بھی کئی سزا گھڑنہ ہو گی۔

از تار مست زمزمہ ام ہمیشیں ہو چوں نیست مطے زلوید اثر چہ ۵  
لغت : ہو : جلد۔ مطے : کوئی غرض، مقصد۔ زلوید : خوش خبری۔

ترجمہ : میں اپنے تار و لہار کی فتح ہماری آواز میں مست ہوں، لہذا اے میرے ہم تو جا ہیو ساتھ ہم وڑے۔ جب مجھے اپنی اس فریاد  
سے کسی مقصد کے پر راہ ہونے سے کوئی غرض نہیں ہے تو پھر اس تار و لہار کے اثر کی خوش خبری سننے سے مجھے کیا سزا آئے گی۔ یعنی عاشق کا

اصل مقصد تو یہ دنیادش غم ہوتا ہے، اس کی اس فرباد کا کوئی اثر ہوتا نہ ہو اس سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

دور ہم گنگندہ ایم دل و دیدہ را ز رشک چوں جنگ با خود است زنج و ظفر چہ

لغت : دور ہم گنگندہ ایم : ہم نے بیدار کر لیا ہے۔۔۔ ظفر : جھکا ہوا۔۔۔

ترجمہ : ہم نے رشک کی بنا پر اپنے دل و دیدہ کو چلا کر لیا ہے، جب جنگ اپنے آپ سے ہے تو پھر جھکاؤ و فخر سے کیا لطف آئے گا۔ یہ رشک اپنی ہی ذات پر ہے، جیسا کہ اردو میں کہا ہے:

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے میں اسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ترجمہ : اس لحاظ سے یہ جنگ چہ نگاہ اپنی ہی ذات سے ہے اس لئے عاشق جھکاؤ و فخر کے پند میں نہیں پڑتا، ہر ہی میں خوش ہے۔

دل ہائے مرودہ را ز ننگ دل نفس چہ کار گلبائے چیدہ را ز نسیم سحر چہ

لغت : گلبائے چیدہ : چنے ہوئے بین توڑے ہوئے پھول۔۔۔ دلہائے مرودہ : افسردہ اور کچے ہوئے دل، جن میں کوئی انگ نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : جو دل مرودہ ہیں انہیں سانس کی خوشی سے کیا کام۔ شمع سے توڑے ہوئے پھولوں کو شمع کی ہوا سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دلہائے

مرودہ کو توڑے ہوئے پھولوں سے تھپیر دی ہے۔ اس شعر میں صنعت تخیل ہے۔ مزید یہ کہ مرودہ اہل انصاف زندگی کی خوشیوں سے لطف

اندوز نہیں ہو سکتا۔

تافتہ، دور نظر نہ نمی از نظر چہ سود تا دشنہ بر جگر خوری از ہجر چہ

لغت : نہ نمی : توڑ رکھے۔۔۔ دشنہ : جھڑ۔۔۔ خوری : نہیں کھاتا۔۔۔

ترجمہ : جب تو کوئی شکستہ یعنی محبت کا شکار بنی نظر میں رکھے گا تو اس نظر کا کیا فائدہ اور جب تک تو اپنے جگر پر جھڑ نہیں کھاتے گا پھر بھلا

یہ جگر کس کام کا۔ یعنی محبت میں تو ہنگاموں کو سامنے رکھنا پڑتا ہے اور محبوب کے اچھوں جھڑ کھاتے ہی میں لطف ہے۔

زاں سوے کلخ روزان دیوار بستہ اند بے دوست از مشاہدہ پام و در چہ

لغت : کلخ : محل۔۔۔ مشاہدہ : دیکھنا۔۔۔ پام : بھت۔۔۔ روزان : سوراخ، روشن دان۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے محل یعنی گھر کے اس طرف تو دیواروں کے روزان ہی بند ہیں۔ اس صورت میں دوست کے بغیر یعنی اس کے دیدار کے بغیر پام و در دیکھتے رہنے میں بھلا کیا لطف حاصل ہو گا۔

لرزد بجان دوست دل سلوہ ام زمر بچارہ را ز غمزہ تب کمر چہ

لغت : لرزد : لہتا ہے۔۔۔ غمزہ تب کمر : کمر کے تل کھانے کی لہا۔۔۔

ترجمہ : میرا سلوہ دل محبت کی وجہ سے، محبوب کی حالت دیکھ دیکھ کر لاپ ہوتا ہے، بے چارے کو اپنی کمر کے تل کھانے کی لہا سے بھلا کیا

لطف ملے گی۔ یعنی دوست کی کمری میں ہے، ہاتھ دیکر مت چلی کرے، وہ تل کھانے کی لہا کا کیا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ بقل شاعر:

منم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

چوں پردہ مخافتہ بھلا نمی زند از دے پہ داعیان سر رکھڑ چہ

لغت : مخافتہ : بھلا نمی زند : اور نہیں ڈھانکتا۔۔۔ داعیان : داعی کی جمع، دعویدار۔۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب اپنی محبت کا پردہ ہی اوپر نہیں اٹھاتا تو اس کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو جو اس کی دیکھ دیش بیٹھے ہیں، کیا لطف

مائل ہو گیا ان کے دعوے کا کیا فائدہ ہے۔



بلید نشست کتھ غالب پہ آب زر بے آنکہ وجہ سے شود از سیم و زر چہ حظ  
 لغت : آب نشست: گھٹنا چاہئے۔ آب زر: سونے کا پانی۔ وجہ سے: شراب کی رقم، قیمت۔  
 ترجمہ : غالب کی یہ گری بہت آب زر سے گھٹنی چاہئے کہ اس ہانڈی سونے کا کیا آئندہ شراب خریدنے پر خرچ نہ ہو۔ مگر وہ کہہ رہا  
 اسی دولت کا ہے جو شراب پر خرچ کی جائے۔

## ردیف: ع

### غزل # 1

تا تک شوق تو انداختہ جان در تن شمع شرر از رشتہ خویش است بہ ہیرا من شمع

لغت : تھک: گری بخش۔ شرر در تن: ہیرا من است: بے شکن ہے۔ انداختہ: ڈالا ہے، بھری ہے۔

ترجمہ : جب سے تیری محبت کی گری نے شمع کے تن میں جان ڈال دی یا بھری ہے اس شمع کا دھاکا اس کے ہیرا من کی چنگاری بن گیا ہے۔  
 گواہی تیری محبت نے شمع کے دل میں بھی آگ لگا دی ہے جس میں جل کر رہے تب ہو رہی ہے۔ شمع کی یہ حالت (جلنا) تو ہوتی ہی اس طرح  
 ہے لیکن شاعر نے اس کے جلنے کی طبع محبوب کی محبت جان کی ہے۔ اس طرح اس شعر میں صنعت حسنِ تحلیل آگئی ہے۔

جان بہ ناموس دہے چند فراہم شدہ اندہ ورنہ خود با تو چہ بود است رگ گردن شمع

لغت : ناموس: حرمت، وقار۔ جان بہ ناموس دہے: ناموس پر جان دینے والے۔ فراہم شدہ اندہ: آٹھلے یا بچ ہو گئے ہیں۔

ترجمہ : اے شمع کی رگ گردن ناموس پر جان دینے والے چند پردائے تھمرے کو بیخ ہو گئے ہیں، ورنہ خود مجھے پاس کیا تھا۔ یعنی پرداؤں  
 نے شمع پر جان دے کر اس کی تقدیر بدل لی۔

نکھنے از دل و جان است بگرو در دوست توہ اے از پر وہاں است بہ ہیرا من شمع

لغت : نکھنے: ایک بچہ، بھارت۔ توہ اے: ایک، بھیر۔ ہیرا من: ہیرا من، اور گرد۔

ترجمہ : یہ جو شمع کے اور گرد پرداؤں کے پردوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہے تو یہ دراصل عاشقوں کے دل و جان ہیں جو محبوب کے در پر چڑے  
 ہیں۔ جلے ہوئے پرداؤں کے پردوں کو مطلق کے دل و جان سے تشبیہ دی ہے۔

روزم از تیرگی آں دوسرہ ریزو بنظر کہ شب تار بہ ہنگام فرو بردن شمع

لغت : روزم: میرا دن۔ تیرگی: تاریکی۔ دوسرہ ریزو: دامن ڈالنا ہے، ڈر پڑا کرنا ہے۔ شب تار: تاریک یا اندھیری رات۔ فرو  
 بردن: گل جانا۔

ترجمہ : میرا دن اپنی تاریکی کی بنا پر میری نظروں میں آنکھ ایسے دوسرے ذیل رہا ہے کہ جیسے سیاہ رات اپنی تاریکی میں شمع کی کو گل جالے۔  
 یعنی مجھے اپنا دن تاریکی، جو بد نصیبی کی علامت ہے، میں سیاہ رات کی طرح سلوم ہو رہا ہے۔ شمع کو گل جالنے سے مڑا ہے کہ یوں محسوس ہوا  
 ہے جیسے وہ بجھ گیا ہو۔

بے تو از خویش چہ گویم کہ بہ بزم طریم پردہ کوش کل انگار شدہ از شیون شمع

لغت : ہر دم طرب: میری محفل میں دخل میں۔۔۔ لگا کر شد: بہت کیا۔۔۔ شیون: فریاد، فوج، آواز داری۔۔۔

ترجمہ : تجربے بغیر میں اپنے ہارے میں کیا تھیں کہ میری ہر دم طرب میں شیون کی آواز داری سے پھولوں کے کانوں کے ہارے بہت گئے۔ یعنی میں عاشق کو ایک طرف، شیون نے بھی اس محفل میں تیری غیر موجودگی کو بے حد محسوس کیا۔ شیون یعنی سویم حق کی آواز داری سے مربوط ہونے وقت اس کے فکروں کا گناہ ہے۔ اس شعر میں صنعت حسنِ قطعی ہے۔

نازم آں حسن کہ در جلوہ ز شہرت باشد خاطر آشوب گل و قلندر بر دم زن شیون

لغت : خاطر آشوب: دل کو پریشان کرنے والا۔۔۔ قلندر بر دم زن: خیالدار کھڑے ہونے والا۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس حسن پر ناز ہے جو اپنی جلوہ نمائی کی شہرت سے پھول کے دل کی پریشانی کا مات ہے۔ تو دوسری طرف شیون کی خیالدار کھڑے ہونے والا ہو، یعنی اسے لڑا دے۔ پھول کو اپنی چمک دکھا اپنے حسن پر فخر ہے، اسی طرح شیون کی چمک ہے لیکن محبوب کے حسن کے آنے کے ان دونوں کی چمک، رنگ کی کوئی مشیت نہیں۔

برنگار ز بتاں جلوہ گرفتار کے شیون را کردہ ہوا داری گل، دشمن شیون

لغت : برنگار: پردہ دار، اگر ادا نہیں کرتا۔ گرفتار کئے: یعنی کسی معشوق کا عاشق۔۔۔ ہوا داری: طرف داری۔۔۔

ترجمہ : جو آدمی کسی صفت کا عاشق ہو وہ دوسرے صفتوں کی جلوہ نمائی کو گوارا نہیں کرتا، چنانچہ پھول کی طرف داری یا محبت نے شیون کو شیون کا دشمن بنا دیا ہے۔ اس شعر میں بھی حسنِ قطعی کی صنعت آگئی ہے۔ شیون کے وقت پھول کھلتے ہیں جبکہ شیون جھج جاتی ہے۔ شاعر نے علت یہ پیدا کی ہے کہ شیون چونکہ پھول پر عاشق ہے اس لئے دوسرے محبوب یعنی شیون کو گوارا نہیں کرتا۔

ی گدازم نفسے بے شر و شط و دود داغ آں سوز نہا نام کہ نہ باشد فن شیون

لغت : ی گدازم: میں بھگتا رہا ہوں۔۔۔ دود: دھواں۔۔۔ داغ: جلا ہوا، لدا ہوا۔۔۔

ترجمہ : میں کسی شر و شط و دھواں کے بغیر ہی سانس بھگتا رہا ہوں۔ میں تو اس سوز نملی عزاؤں کے اندر لگی ہوئی آگ کا لدا ہوا ہوں، جو شیون کا فن نہیں ہے۔ عاشق کا دل تو اندر ہی اندر جتا رہتا ہے، جبکہ شیون ظاہری صورت میں جلتی ہے۔

وقت آرائش ایوان بہار است کہ باز کہ از جوش گل و لاله بود معدن شیون

لغت : ایوان: محل، مکان۔۔۔ باز: ہر جوش: یعنی کھڑت۔۔۔ معدن: کان۔۔۔

ترجمہ : ایوانِ بے حدت کا وقت آگیا ہے کیونکہ چمر گل و لالہ کی کھڑت سے بہاڑ فصلوں کی کان میں گیا ہے۔ بہار میں سرخ پھول کھڑت سے بہاڑوں پر کھلتے ہیں جو دور سے یوں لگتے ہیں جیسے فصیں جل رہی ہوں اسی لئے بہاڑ کو معدنِ شیون کہلا۔

غالب از ہستی خویش است عذاب کہ مراست ہم ز خود خار غم آویختہ در دامن شیون

لغت : آویختہ: لگا ہوا، بچھا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب میں جس عذاب سے گزرا رہا ہوں وہ میرے اپنے ہی دھوکہ کا پیدا کردہ ہے، میں یوں سمجھ لے کہ شیون کے دامن میں جو غم کا لاکھ لک رہا ہے یا بچھا ہوا ہے وہ اس کا اپنا چھوڑا ہوا ہے۔ شیون جلتی ہے یعنی اس کے اندر کا دھواں اس کی سویم کی وجہ سے جلتا ہے، گویا یہ لاکھ لک لے خود چھوڑ کھا ہے۔ غالب نے اپنی حالت کو شیون کی اس کیفیت سے تشبیہ دی ہے۔

## غزل ۲۰

شلام کہ بر انگار من شیخ و برہمن گشتہ جمع کز اختلاف کفر و دین خود خاطر من گشتہ جمع

نعت : شلام : میں خوش ہوں۔۔۔ خاطر من گشتہ جمع : مجھے دل جی اطمینان حاصل ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ میرے انگار، کفر اور دین کے اختلاف سے انگار پر شیخ اور برہمن اکٹھے ہو گئے ہیں، جبکہ کفر اور دین کے اس اختلاف سے مجھے دل جی حاصل ہوئی ہے۔ یعنی میں نے دین کے حلق شیخ اور کفر کی حلیت کرنے والے برہمن دونوں کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ میرے اس انگار پر یہ دونوں شیخ و برہمن اپنے اپنے مذہب کی حلیت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جہاں اسی بدلے میں وہ اکٹھے تو ہوئے ہیں۔ کفر و دین پر کئی شعرائے انگار خیال کیا ہے مثلاً بقول معنی :

عاشق ہم از اسلام خراب است، ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیرند اند  
خود بقول غالب :۔

کفر و دین پیٹ جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود  
وحدی موافق نے ذرا بدل کر بات کی ہے :

مومن ز دین برآمد و صوفی ز اعتقاد تر سا ٹھڑی شد و عاشق ہلک کہ ہست

مقتول خوشنشان خودم جو نیکہ خوں ریز موا زبیل کہ بر نقش مشد از ہر شیون گشتہ جمع  
نعت : جو نیکہ : طاش کرو۔۔۔ خوں ریز : خون کرانے والا یعنی قاتل۔۔۔ زبیل : اڑا ہوا یعنی اخی میں سے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے ہی عزیزوں و دوستوں کے ہاتھوں مارا ہوا ہوں یہ جو لوگ میری لاش پر نام کرنے کے لئے جمع ہیں، اخی میں سے میرا قاتل طاش کرو۔ غالب ہی کے بقول :

گر دہم شرح تہملئے عزیزاں غالب رسم امید اٹلا ز جمل بر خیزد  
اردو میں بقول عدم

دیکھا جو تیر کھا کے کہیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی  
دو گویہ تار قہم ز خود اندوہم از سر تازہ شد ۔۔۔ بر ہیست دل، لخت دل بازم بدامن گشتہ جمع

نعت : اندوہم از سر تازہ شد : میرا غم پھر سے یا نئے سرے سے تازہ ہو گیا۔۔۔ لخت : ٹکڑا، صورت۔۔۔

ترجمہ : جب میں گریہ و زاری کرتے کرتے بے خود اور فحال ہو گیا تو میرا غم پھر سے تازہ ہو گیا۔ چنانچہ میرے دل کے ٹکڑے پھر سے دل کی ٹکڑا، صورت اختیار کر کے میرے دامن میں جمع ہو گئے ہیں۔ یعنی میری اس گریہ و زاری سے غم ہلکا ہونے کی بجائے اور بڑھ گیا۔ خوشی ایک بدلے سے دل کے ٹکڑے ہوئے جو شدت غم کے سبب دل کی صورت نظر آنے لگے۔

ر قہم جذوق روے او چوں قہم اندر کوے او ہم رفتہ نشت و پورا ہم سنگ و آہن گشتہ جمع  
نعت : نشت : مٹی کا تیل۔۔۔

ترجمہ : میں جب اس کے کوچے میں یہ دیکھا ہوں کہ قہم پورا تو نہیں رہے اور پھر اور لہا لہج ہو گئے ہیں تو میں اس کے پھرے کے جذوق

میں رقص کرنے لگتا ہوں۔ شعر کا کو داغ نہیں ہے۔ غلاماں کو ملا ہے کہ محبوب کا چہرہ دیکھتے جب میں اس کے کوسے میں جاؤں گا تو مجھے ہجر  
چڑی کے جو میرے لئے باعث مسرت ہوں گے۔ ”واذا علم العصفی فی ہنن شاعر حسن شاعر کے چہرے میں ہیں۔

اے آنکھ پر خاک درخش تن پائے ہے جاں دہ ماہی بر گوشہ پاشش مگر جاتا ہے تن گشتہ جمع  
ترجمہ : تو جو اس کے درد اذی کی خاک پر ہے جان جسم یعنی مرنے کے گوشہ پاشش پر نظر ڈال کر وہاں ہے جسم جانیں  
یعنی روح میں جمع ہیں۔ یعنی محبوب سے عشق کو اتنی محبت ہے کہ مرنے کے بعد ان کی روح میں اس کے دہاوی کی خاطر اس کے گوشہ پاشش پر جمع  
ہو گئی ہیں۔

نازم اداسے پر نقش کز کشکچن در مخربش کعبے و مغفر گشتہ پر کعبے ز خوش گشتہ جمع  
لغت : اداسے پر نقش : ان کے اندازوں سے بھری اداسی، عیارانہ اداسی۔۔۔ در مخربش : اس کی تباہ کرنے کی جگہ، جہاں وہ عاشقوں کو قتل  
کرتا ہے۔۔۔ کعبے : ایک فرشتہ، ڈبیر۔۔۔ مغفر : آہنی ٹوہ لٹلی۔۔۔ خوش : زندہ بکتر۔

ترجمہ : میں اس کی پڑھن اداسی کا شہدائی ہوں کہ اس کے مخرب میں اس کے بارے میں ہوں یعنی عاشقوں کی آہنی ٹوہ لٹلیوں کا ایک ڈبیر اور  
بکتر یا ایک ڈبیر، بکتروں کا جمع ہو گیا ہے۔ ملاوٹی ہو سکتی ہے کہ اس کے عاشق اس کی قاتلانہ اداسی سے بچنے کے لئے آہنی ٹوہ اور زندہ  
بکتر میں کر آئے، لیکن پھر بھی نہ بچ سکے اور وہاں یہ دو ڈبیر وہاں جمع ہو گئے۔

غفلت بتاراج دلم کدر جسم می کند بر برق چشمک می زخم مورم بہ خرمن گشتہ جمع  
لغت : بتاراج دلم : میرا دل لوستے کے لئے۔۔۔ چشمک می زخم : چشمک می زخم : مورم بہ خرمن : خود خیل میرے  
کلیاں میں۔۔۔

ترجمہ : اس کے دھاروں پر تازہ اگتے والا ہنوا خط میرا دل لوستے کے لئے جسم کا کام کر رہا ہے۔ میں بجلی پر چشمک زنی کرتا ہوں کیونکہ  
میرے خرمن میں خود خیل جمع ہیں۔ ہنوا خط کو گواہی خیل میں ہر خرمن یعنی میرے دل کو کھاری ہیں اس صورت میں بجلی یعنی محبوب کا  
جسم میرے خرمن پر کیونکہ گرے گا یا کس طرح دل کو جوئے گا۔ یعنی پہلے تو اس کا خط دل لوت رہا ہے اس کے جسم کی پادی بعد میں  
آئی ہے۔

اے عاشق بچارہ را در کوہ و صحرا دادہ سر فوہے ز خوش نش مگر در کوسے ویران گشتہ جمع  
لغت : سرور کوہ و صحرا دادہ : کوہ و بیابان کی طرف بھیج دیا جائے ہے مجبور کر دیا۔۔۔ ویران : محلہ۔۔۔

ترجمہ : دیکھو اس بچارے عاشق کو تو اس محبوب نے کوہ و بیابان کی طرف بھیج دیا لیکن اس کے اپنے صوبوں و محلوں کی ایک فوج اس کی  
گلی کو کوسے میں جمع ہے۔ یعنی عاشق تو اس کی محبت میں رہا نہ ہو کہ جنگل بیابان اور پہاڑی طرف نکل گیا جس کا اس محبوب نے کوئی خیال نہ  
کیا لیکن اپنے اور گروہ لٹوں کا جمع کر لیا۔

ہے ہے چہ خوش باشد چہ دے آتش بہ پیش و مرغ دے از بذلہ سنبل چند کس در یک نشین گشتہ جمع  
لغت : ہے ہے : کیا کہنے کواداد۔۔۔ دے : موسم سرما۔۔۔ بذلہ سنبل : بذلہ چ کی جمع، خوش طبع یا زندہ دل لوگ۔۔۔

ترجمہ : دادا و سرور میں وہ کیا سنا سنا ہے جب آگ ساکن ہو، مرغ کلب ہو اور شراب ہو اور چند بذلہ چ ایک جگہ جمع ہوئے  
ہوں۔ موسم سرما میں اس قسم کی محفل آدمی کی دل گری اور رونق کا باعث بنتی ہے۔

طبع است و گونا گوں اثر غالب چہ فسی ہے خبر نیکل بہ مسجد رفتہ در انداں بہ گلشن گشتہ جمع

لغت : گوہن گوں : رنگ رنگ کہ تم تم کا۔۔۔ چہ ٹہی : تو کیا یعنی کیوں سوا ہوا ہے۔۔۔ چہ سہرہ رنہ دور : سجدہ میں گئے ہیں، شعری ضرورت کے تحت لفظ دور زایہ لکھا ہے۔۔۔

ترجمہ : طبع کا سنا سنا ہے اور ہاتھوں یا انھما میں یہ کیف کی کیفیتیں پہلائی ہوئی ہیں۔ اسے بے خبر غلابہ تو کیا ہو رہا ہے۔ ایک لوگ سجدہ چلے گئے ہیں جبکہ دیکھنے میں صبح ہیں۔ یعنی تو بھی بیدار ہو اور طبع کی اس مست کو دیکھنے والی و محفل لٹھائے لٹک اٹھا۔

## روایف غ

### غزل # 1

بہ خوں تجم بہ سرورہ گذرہ دروغ دروغ      نکش دہم بہ رہت صد خطر دروغ دروغ

لغت : جہا : میں ترچہ ہوں، ترچوں۔۔۔ دروغ دروغ : بھوت بھوت یعنی سراسر بھوت یا غلط۔۔۔

ترجمہ : میں تجھی راہ گذرہ میں خوں میں ترچوں تو یہ بات سراسر غلط ہو گی اور اپنی اس طرح سے دوسروں کو تیرے راستے کے بیکروں نظروں یعنی مصیبتوں کی نکلان دی کہوں تو یہ سراسر غلط ہو گا۔ یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

موا بہ گفت بہ آموز و کھناک مہاش      من و زناہ تلاش اثر دروغ دروغ

لغت : موا : مت چہ یہاں حکومت آ۔۔۔ گفت : بات باتیں۔۔۔ بہ آموز : بڑی باتیں یا سبق سکھانے والا، گمراہ کرنے والا۔۔۔ کھناک : خلاف ذرا۔۔۔ مہاش : مت ہو۔۔۔

ترجمہ : تو بہ آموز رقیب کی باتوں میں نہ آ اور خوف ذرا نہ ہو، کھلا میں اور اپنی ملہ و فریاد کے اثر کی توقع رکھوں یہ سراسر بھوت ہے، غلط ہے۔ یعنی میں تجھی محبت میں ملہ و زاری کرنا ہوں تو اس میں کوئی اثر نہیں ہے۔ رقیب تجھے غلوہ خواہ دارا رہا ہے تو بے فکر ہو جا۔

فریب دعوہ یوس و کٹارہ یعنی چہ      دامن دروغ دروغ و کمر دروغ دروغ

لغت : یعنی چہ : کیا مطلب یعنی ایسا ممکن نہیں۔۔۔ دروغ دروغ : مزا و جودی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کا یوس و کٹارہ کا وعدہ ایک فریب ہے اور کیا ہے، اس لئے کہ اس کا دامن دروغ ہے اور اس کی کمر دروغ ہے۔ یعنی اگر محبوب یوس و کٹارہ کا وعدہ کرنا بھی ہے تو وہ محض ایک فریب ہے اس لئے کہ نہ اس کا دامن ہے اور نہ اس کی کمر ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا دامن بہت بھرا دار کر رہے ہیں، بے عقل شامو!

غنم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے      کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر سے

طراوت شگن جیب و آستینت کو      ز ناہ دم مزین اسے نامہ بر دروغ دروغ

لغت : طراوت : نازکی، تری۔۔۔ آستینت : تھری آستین۔۔۔ کو : کہاں ہے۔۔۔ دم مزین : بات نہ کر۔۔۔

ترجمہ : تھری جیب اور آستین کی تھوں میں نازکی کہاں ہے نہیں ہے اس لئے کہ اسے نامہ بر تو محبوب کی طرف سے خطا لگانے کی بات نہ کہنا ہے بھوت ہے۔ نامہ بر لے آکر کہا ہے کہ وہ محبوب کی طرف سے خطا لانا ہے لیکن حقائق کو اس کی جیب و آستین میں جس میں خطا رکھا تھا، نازکی نظر میں آئی تو محبوب کے خطا کی وجہ سے ہوئی چاہئے تھی اس لئے وہ نامہ بر کو مجموعہ قرار دیتا ہے۔

من و بدوقی قدم ترک سر: درست درست تو و ز سر بہ خاکم گذر دودغ دودغ  
لغت: ترک سر: سر قربان کر دینا جان دے دینا۔

ترجمہ: میں تیری قدم پوسی کے ذوق میں اگر اپنا سر دے دوں، جان فدا کر دوں تو یہ بالکل درست اور بجا ہے لیکن یہ بہت کہ تو از رو محبت میری خاک قبر سے گذرے تو یہ سراسر جھوٹ ہے، یعنی میں تو جان فدا کر دوں گا لیکن تو میری خاک پر سے نہیں گذرے گا۔

تو و ز شکیم اس ہمہ شکلفت شکلفت من و بہ بدگیت اس قدر دودغ دودغ  
لغت: ز شکیم: میری ہے کسی سے۔۔ شکلفت شکلفت: بہت جبرانی، قہر۔۔ بہ بدگیت: تیری نکلی میں۔۔

ترجمہ: تجھے میری ہے کسی پر اس قدر جبرانی اور قہر؟ یعنی میری ہے کسی پر تجھے قہر میں ہے اور میں تیری نکلی میں قول ہو جاؤں یہ سراسر جھوٹ ہے یعنی تو قول نہیں کرے گا۔

اگر بہ سر نہ خواندی: بہ ناز خوانی کشت نہ ہرچہ وعدہ کنی: سر بسر دودغ دودغ  
لغت: نہ خواندی: تو نہیں پڑا۔۔ خوانی کشت: تو مار ڈالے گا۔

ترجمہ: اگر تو نے محبت سے مجھے نہیں پایا پیش نہیں آیا تو اپنی ناز و ادا سے مجھے مار ڈالے گا تو وعدہ کرتا ہے وہ سراسر جھوٹ نہیں ہوتا۔ یعنی زیادہ محبت سے نہ مارے تو ناز و ادا ہی سے مار ڈالے گا پھر یہ وعدہ پورا کر دے گا۔

دگر کرشمہ در انچلو شیوہ گئے است تو و ز عمدہ قطع نظر دودغ دودغ  
لغت: کرشمہ: خیر، ناز و ادا سے دیکھنا۔۔ شیوہ: انداز۔۔ عمدہ: بخیر، ناز و ادا سے۔

ترجمہ: تیرا ناز و ادا اب ایک اور انداز نکلا کر دے گی لگ رہی ہے، اور نہ تو اور ہم سے الجھنے سے قطع نظر کرے، پڑا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ یعنی تیری ہم سے ہے تو بھی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تو ہم سے دور رہنا چاہتا ہے بلکہ تو کسی اور انداز میں اپنا جلوہ پیش کرے گا۔

دوہیں ستیزہ ظہوری گواہ غالب بس من و زکوے تو عزم سفر دودغ دودغ  
لغت: ستیزہ: کشمکش۔۔ ظہوری: مشہور، قاری، شاعر۔۔

ترجمہ: میری اور تیری مشق و حسن کی کشمکش میں غالب کا گواہ ظہوری کافی ہے۔ جس نے یہ کہا ہے کہ میں اور تیرے کہنے سے چلا جاؤں یہ سراسر جھوٹ ہے، یعنی عاشق، محبوب کا کوچہ نہیں چھوڑے گا۔

## غزل #2

ہنگام بوسہ بر لب جانکی خورم دریغ دور تھکنی پہ چشمہ حیاں خورم دریغ  
لغت: ہنگام: وقت، موقع۔۔ خورم دریغ: مجھے افسوس ہو تا ہے۔۔ چشمہ حیاں: آب حیات کا چشمہ۔۔

ترجمہ: میں محبوب کا بوسہ لینے ہوئے بھی اس کے ہاتھوں سے باجس ہو جاؤں، یعنی میری قسمل نہیں ہوتی۔ مجھے پیاس میں چشمہ حیاں پر بھی افسوس ہو تا ہے۔ غزل یہ کہ محبوب کا بوسہ ہوا چشمہ حیاں سے آب حیات پینے کا مطلب اور لوگوں مجھے باجس کرتے ہیں، میری پوری قسمل نہیں ہوتی اور پیاس بھی پوری طرح نہیں بجھتی۔

اُن سادہ روستائی شہر مجتم کز چچ و خم بہ زلف پریشاں خورم دریغ

نعت : روستائی : ایک نہائی۔

ترجمہ : میں شریعت کا ایک ایسا سادہ لوح و کمواہ شہری ہوں جسے محبوب کی پریشانیوں کے چچ و خم یا ٹھٹھکالے پن پر افسوس ہوتا ہے۔  
یعنی اس کی دلچسپی کس طرح بھم بھمی ہوتی ہے۔ اصل میں خود کو کمواہ شہری کہہ کر بارہمطہ محبوب کی دلچسپی کی دلکشی کی بات کی ہے۔

در بر شکم از صلا و ملولم نہ دور باش بر خولان وصل و نعت الوان خورم دریغ

نعت : صلا : دعوت، بلادہ۔ ملولم : میں آذردہ یا رنجیدہ ہوں۔ دور باش : سلا کی خدمت نزدیک نہ آنے دینا۔ الوان : الوان کی فتح بہت قسم کی۔

ترجمہ : مجھے محفل وصال میں سلاں دعوت اور قسم قسم کی نصیحتوں کے خواہش دیکھ کر کچھ افسوس ہوتا ہے اس لئے کہ دعوت یا بلادہ اور قسمیں رکھنا کا آثار ہو جانا ہوں اور اگر نہ بلایا جائے تو اس محمودی پر آذردہ خاطر ہو جانا ہوں۔

خوامم زہر۔ لقت آزار زندگی بر ول بلا فقامم و بر جل خورم دریغ

نعت : بلا فقامم : مصیبت چھڑکوں، مصیبتوں میں خود کو جھکا رکھوں۔

ترجمہ : میری طوابع ہے کہ میں زندگی میں درد و غم کی لقت پیدا کرنے کی خاطر اپنے دل کو مصیبتوں میں ڈبو کر رکھوں اور اپنی جان پر افسوس یعنی جان کا ماتم کروں۔ اس سے پہلے بھی غالب نے اپنے بعض اشعار میں غم و درد کو زندگی کی لذتوں کا ہاسٹ قرار دیا ہے۔

رفار گرم و قیشہ تیرم سپردہ اند از خویششن بیکوہ و بیاباں خورم دریغ

ترجمہ : مجھے قدرت کی طرف سے جز و تفری اور تیز قیشہ بھی عطا ہوا ہے، میں کوہ و بیاباں پر اپنی امانت کے حوالے سے افسوس کرتا ہوں۔  
یعنی کوہ و بیاباں میرے نزدیک کوئی امانت نہیں رکھتے۔ مزو یہ ہے کہ مجھوں نے تجلی کے حلق میں بیاباں خودی کی اور فہلو نے شہری کی  
محبت میں کہ دوستوں کو درد دہ کی ضرورت اور پھر اسی تجلی سے خود کو ہلاک کر لیا۔ گویا غالب خود کو حلق میں ان دونوں سے افضل سمجھتا  
ہے۔ مگر اپنی کاپی شعرا اس کے پیش نظر تھوڑے

راہ بختی و فرہادیم آمد زور پیش رنم ایس راہ و یکن نہ چو ایساں رنم

از خود بدوں نہ رفت و در ہم قندہ نگ در راہ حق بہ گہر و مسلماں خورم دریغ

ترجمہ : مجھے حق کی راہ میں گہر و مسلماں دونوں کے عمل کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی امانت سے تو باہر نہیں نکلے اور ایک تنگ  
دائرے میں ہم الجھتے رہے یا الجھ رہے ہیں۔ یعنی چھوٹے چھوٹے مسائل میں اختلاف کرتے ہیں حالانکہ راہ حق میں ہر کوئی جاں سکا ہے اس  
پر کسی طایار یا زنجو کی اجادہ دہی نہیں ہے اقبال کے لفظوں میں ”زین طائی سبیل اللہ قندہ“۔

زین دود و زین شرارہ کہ در سینہ من است سازم سپر گر نہ بہ سلاں خورم دریغ

نعت : دود : دھواں۔ سازم سپر : آسمان چاہوں، آسمان کوڑا کر لوں۔

ترجمہ : میرے سینے میں یہ دود دھواں آجیں اور شرارے یعنی آنکھیں فرماویں دہی ہوئی ہیں، میں ان سے ایک آسمان کوڑا کر سکتا ہوں لیکن  
پھر مجھے سلاں پر افسوس ہوتا ہے۔ سلاں سے مزو یہی آجیں اور فرماویں ہیں۔ ملاحظہ ہو ان آسمان فرماؤں کو باہر نہیں لانا چاہتا کہ اس طرح وہ  
ضائع ہو جائیں گے۔

دل زان تست ہدیہ تن کن کنار و بوس چند از تو بر نوازش پنہاں خورم دربنج  
 لغت : دہن تست : حیرا ہے، حیرے ہی لئے ہے۔۔۔ چند : کب تک۔۔۔ ہدیہ تن کن : جسم کی خود کر۔  
 ترجمہ : اے محبوب تو اپنی نگہیں پہلی مسرتوں سے میوا دل بھاتا ہے۔ میں کب تک اس پر افسوس کرتا رہوں مجھ اس لئے کہ میرا دل تو  
 حیرے ہی لئے ہے، اس تو اور کنار و بوس کو میرے جسم کی خود کر۔ یعنی چند سے دے کر اور کسی قدر ہم آغوشی سے میرے جسم کی تسکین کا  
 بھی سہاں کر۔

کارے غریب آنکہ تو اں درمن آفرید در شورہ زار خوش پہ باراں خورم دربنج  
 لغت : تو اں : طاقت تو اپنی۔۔۔ آفرید : پیدا کی۔۔۔ باراں : بارش۔۔۔ شورہ زار : غمزدہ۔ جس پر کاکہ نہیں آتا۔  
 ترجمہ : جس وقت نے مجھ میں زندگی کی تو اپنی پیدا کی اسے اس سے بہتر کوئی اور بات نہ سوجھی۔ چنانچہ مجھے اس باراں رحمت پر ابھری  
 غمزدگی پر ہو رہی ہے، افسوس ہو رہا ہے مزاویہ کہ میں تو کسی کام کا نہیں ہوں، لیکن اس کی باراں رحمت مجھ پر ہو رہی ہے جو ایک طرح سے  
 اس کا شایع ہو رہا ہے۔

عالم شفیہ ام ز نظیری کہ گفت است عالم زچرخ گردن پہ افلاں خورم دربنج  
 ترجمہ : عالم میں نے نظیری سے یہ نکتہ سنا جس نے کہا ہے اگر مجھے یہ ڈرنہ ہو کہ میری فریاد بیکار جائے گی تو میں آسمان سے پہنچے وہاں  
 صیغہ میں کے باتوں پر فریاد کروں گا۔ نظیری کا پورا شعر یہ ہے:  
 عالم زچرخ گردن نہ افلاں خورم دربنج گریم بدہر اگر نہ بطواں خورم دربنج  
 مطلب یہ کہ ماضی کو یاد دہرا دی میں اللہ سے محسوس ہوئی ہے خواہ وہ کسی حال سے بھی ہو۔

## رویف-ف

### غزل #1

کھل و شمع بہ مزار شیدا گفت کلف نہ شعری راضی و عزم بہ دعا گفت کلف  
 لغت : گفت : گفتہ تک : خارج ہو گئے۔

ترجمہ : میرے کتھے ہی پہل اور صمیم شہیدوں کے مزاروں پر شایع ہو گئیں لیکن تو مجھ سے راضی نہ ہوا اور میں میری عمر دعاؤں میں  
 گذر گئی۔ شہیدوں کے مزاروں پر لوگ دعا مانگتے ہیں اور دعا سے پہلے ان مزاروں پر پہل چڑھاتے اور صمیم جلاتے ہیں۔ گویا ماضی  
 کی عمر دعا مانگتے ہی میں بسر ہو گئی لیکن محبوب نے پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

سعی در مرگ رقیبان گراں جان کر دی می شام کہ چہ از باز و ابوا گفت کلف  
 لغت : سعی : کوشش۔۔۔ گراں جان : سخت جان۔۔۔ می شام : میں بچاؤں میں جاتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو نے سخت جان رقیبان کی ہلاکت کی کوشش کیا مجھے پتا ہے کہ اس سلسلے میں میرے کتھے بازو ادا بیکار ہو گئے۔ یعنی محبوب نے  
 بڑے بازو ادا کئے کہ شاید اس طرح رقیب اس کے عشق میں جان قربان کر دیں لیکن وہ سخت جان لگے اور میں محبوب کی یہ کوشش بیکار



باہمت مرگ پر سنم و گویم ہیات بل چنہ کہ درکار قضا گشت تلف

لغت : مرگ پر سنم: میں باپ کی موت کی طرح گھٹا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں میرے تم بہت کو باپ کی موت کے برابر گھٹا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ قضا کے معاملے میں میرے چہ ہالے بیکار ہو کر رہ گئے۔

آندی دیر بہ پرشش چہ ثارت آرم من و عمرے کہ بہ اندوہ و فاشگشت تلف

لغت : بہ پرشش: حال پچھنے کے لئے۔۔۔ چہ ثارت آرم: تھو پر نار کرنے کے لئے کیا لاؤں۔۔۔

ترجمہ : تو پرشش حال کے لئے دیر سے یعنی مدت کے بعد آیا ہے، میں تھو پر کیا نار کہوں۔ میں اور میری ساری عورت میری دلا کے تم میں تک ہو چکی ہے۔ یعنی اگر پہلے آتا تو میں تھو پر اپنی جان نار کرتا۔ اب اس صورت میں میرے پاس تھو پر نار کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔

رنگ و بود ترا برگ و نوا بود مرا رنگ و بو گشت کن برگ و نوا گشت تلف

لغت : برگ: درخت، ساز، سلیمان، مژدہ، جوانی اور محبت کے چڑنے۔۔۔ رنگ: بود: خوش و دلگوشی۔۔۔ کن: پرانا۔۔۔

ترجمہ : کبھی وہ وقت قریب تھا میں حسن و دلگوشی تھی اور میں جوانی اور ہندوں سے سرشار تھا لیکن اب تیرا وہ حسن و دلگوشی پرانا ہو گیا ہے رہا اور میرا رنگ و نوا کسی کام کا نہ رہا۔

گل و بل باید و داغم کہ دریں رنج دراز ہرچہ بود از زر و حکم بہ دوا گشت تلف

لغت : گل: شراب۔۔۔ گل و بل: یعنی بیش و شکلا کا سلیمان۔۔۔ از زر و حکم: میرا سونا چاندی یعنی دولت، پونجی۔۔۔

ترجمہ : مجھے بیش و شکلا کے سود سلیمان کی ضرورت ہے لیکن مجھے اس بات کا دک ہے کہ میرے پاس جو دولت باہر پونجی تھی وہ اس طویل یا پرانے مرض مزید زندگی کے علاج معاملے پر خرچ ہو گئی۔ یعنی خود زندگی کے رنج و غم اسے ہیں کہ ان کا دوا ممکن نہیں۔

بل و پر شاید و میرم کہ دریں بند گراں تب و طاقت بہ غم دام بلا گشت تلف

لغت : شاید: چاہیں اور کار ہیں۔۔۔ میرم: میں مرنا ہوں۔۔۔ بند گراں: بھاری زنجیریں مژدہ زندگی کے دھکے۔۔۔

ترجمہ : مجھے بل و پر و کار ہیں اور میں اس دھکے میں مر رہا ہوں کہ وہ جو مجھ میں تب و طاقت تھی وہ ان بھاری زنجیروں میں اسیر ہونے کے باعث مصائب کے چال کے ہتھے میں تک ہو گئی۔ یعنی زندگی کے دکھوں سے نہایت کایک ہی ذریعہ تھا کہ بل و پر ہوں تو ان دکھوں کو لے کر اڑ چکیں لیکن اب اس حالت میں کہ بل و پر کی طاقت پر وہ تو ان دکھوں میں ختم ہو چکی ہے، ان سے نہایت ممکن نہیں رہی۔

لطف یک روزہ طلافی نکتہ عمرے را کہ بہ درویرہ اقبل جنا گشت تلف

لغت : طلافی: کی پوری کرنا۔۔۔ درویرہ: درج ذل، ہیک۔۔۔ اقبل: قبول کرنا۔۔۔

ترجمہ : ایک دن کی سہیلی، مہربان کی ہمتوں کی طلافی نہیں کرتی وہ مہربان میری جاک ہیٹک قبول کرتے کرتے گزر گئی۔ یعنی ایک دن کی سہیلی میری مہربان جاکہ لوگوں کی کی پوری نہیں کر سکتی۔

گیرم امروز دہی کلم دل، آں حسن کہا اجر ناکہی سی سلہ ما گشت تلف

لغت : گیرم: میں لانا ہوں۔۔۔ دہی کلم دل: تو میرے دل کی آرزو چری کہے گا۔۔۔ سی سلہ: میں سلہ۔۔۔

ترجمہ : میں یہ باتوں کے تو آج میرے دل کی خواہش پوری کرے گا لیکن اب تجھ میں وہ بلا حسن کہاں یعنی میرا پہلے جیسے ہی نہیں

رہا۔ ہماری تمیں سدا ہاکھیں کا اور خلیق ہو گیا۔ ماضی تمیں برس تک محبوب سے دل کی آوند چڑی کرنے کی توقع میں رہا لیکن اب جب اس کاہن ذمہ لیا ہے تو اس کا یہ آوند چڑی کرنا بیکار ہے۔

کاش پائے فلک از سیر بمائے غالب      روزگارے کہ تلف گشت چرا گشت تلف  
نعت : از سیر بمائے : گردش کرنے سے رک جاتے۔

ترجمہ : غالب کاش آسمان کے پاس گردش کرنے سے رک جاتے۔ یہ جو زمانہ تک ہوا ہے یہ یہیں خلیق ہوا۔ آسمان کی گردش سے وقت بدل رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی گردش سے میرے یعنی غالب کے مقاصد پر رے نہ ہوئے، ہاکھیں میں زندگی گذری اس لئے اس کی یہ گردش بے کار ثابت ہوئی۔

## غزل #2

اے کردہ غرق بے خبر شو زیں نشانیا یک طرف      رخم بہ ساحل یک طرف شستہ بدربا یک طرف  
نعت : کردہ غرق : مجھے ڈبو دیا۔ نشانیا : نشانیاں۔ رخم : میرا لباس۔ شستہ بدربا : میں سمندر میں نہا رہا تھا۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے مجھے بے خبری میں ڈبو دیا۔ اب ان نشانوں کی بات نہ کر، چھوڑ۔ میرا لباس سمندر کے کنارے ایک طرف چا ہے اور میں سمندر میں کسی دوسری طرف نہا رہا تھا۔ یعنی یہ یہ نشانیاں میں نے تجھے بتائی ہیں ان سے تجھے کچھ پتا نہیں ہے تاکہ میں کئی ڈوبا ہوں۔

از عشق و حسن ما و تو بہم در گرفتگو      خسرو بہمجنوں یک طرف شیریں و دلچلی یک طرف  
نعت : بہم در گرفتگو : آپس میں ہیں ہاتھیں کر رہے ہیں۔ خسرو : یعنی خسرو پرویز۔

ترجمہ : میرے عشق اور تجھے حسن کے بارے میں خسرو پرویز اور بہمنوں ایک طرف بیٹھے بہم گفتگو کر رہے ہیں اور شیریں اور دلچلی ایک طرف بیٹھیں کچھ گفتگو ہیں۔ یعنی اگرچہ وہ عشق و حسن میں ہی مشغول رکھتے ہیں لیکن ہمارے عشق و حسن کے بارے میں ہو سکتے۔ ان کے ہاتھیں کرنے سے مراد ان کی اس عشق و حسن پر جھولی ہے۔

تا دل بدینا دادہ ام در گفتگو افکندہ ام      اندوہ فرصت یک طرف ذوق تماشا یک طرف  
نعت : تا : جب سے۔ دل بدینا دادہ ام : میں نے دنیا سے دل لگایا ہے۔

ترجمہ : جب سے میں نے دنیا سے دل لگایا ہے، میں مجب الجھن کا افکار ہو گیا ہوں۔ چنانچہ نکلا کر کے کا ذوق جذبہ ایک طرف ہے اور فرصت بٹنے کا غم ایک طرف۔ مطلب یہ کہ دیوانی الجھنوں نے اتنا تھک دیا کہ دنیا کے نکلا کر سے دل خوش کرنے کی فرصت ہی نہیں مل رہی۔

اے بہتہ در بزم اثر بر عارت ہو شمع کر      مطرب بہ الجان یک طرف ساقی بہ صبا یک طرف  
نعت : بہتہ : کمر باندھ رکھی ہے۔ بزم اثر : گردن کا ہے۔ الجان : نف۔ بزم اثر : جس جگہ اثر کا سامان ہو۔

ترجمہ : تو نے میرے ہوش و حواس عارت کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے۔ چنانچہ بزم اثر میں یعنی مقصد میں کامیابی کے لئے تو نے مطرب اور نازک کو ایک طرف اور ساقی اور شراب کو ایک طرف مختار کیا ہے۔

خارا نگہیں در راہ من، ترسان ز برق آہ من  
ظفان ناراں یک طرف، چران دانا یک طرف  
نعت: خارا نگہیں، چپکنے یا پچھلے نکالنا۔ ترسان: ڈرے ہوئے۔

ترجمہ: ایک طرف ظفان بچے میری راہ میں کھٹے بچا رہے ہیں اور دوسری جانب پوڑے دانا میری آہ کی نکل سے طرف زدہ کھڑے ہیں۔ یعنی چپکنے کی اس حرکت پر پوڑے درہرے ہیں کہ کہیں راہ میں کی آہ کی نکل ان نکل کو جلا نہ دے۔  
وا ماندر در راہ وفا از بے خودی ہا جا بجا  
نقدم بہ منزل یک طرف، رختم بہ صحرا یک طرف  
نعت: وفا مند: وہ گم نہ گیا۔ نقدم: میرا سراپا۔

ترجمہ: وہ وفا میں جا بجا بے خودی کی علف کیفیتیں طاری ہونے پر نہیں کہتا اس حد تک ہے بس ہو کر رہ گیا کہ میرا نقد سراپا منزل میں ایک طرف اور میرا لباس صحرا میں ایک طرف چلا رہ گیا۔ گویا وہ میں زندگی کا سراپا نکلا اور صحرا میں پہنچا تو دعا کی حالت میں لباس ہی انکار پینے کا اور مجھے بدن صحرا خودی شمع کردی۔

با دیدہ و دل از دو سو ماندم بہ بند غم فرو  
اندوہ پنہل یک طرف، آشوب پیدا یک طرف  
نعت: اندوہ: دو طرف سے۔ ماندم: میں رہ گیا۔ اندوہ پنہل: چھا ہوا غم۔ آشوب پیدا: ظاہر غم۔

ترجمہ: میں آنکھوں اور دل کے درمیان دو طرف سے بند غم میں گرفتار ہوں۔ ایک طرف اندوہ پنہل ہے یعنی وہ غم جو دل میں ہے اور ایک طرف آشوب پیدا یعنی ہلک بھلک ہوئی آنکھیں ہیں۔ راہ میں ہر علف کیفیت وارد ہوتی ہیں، یعنی بعض ایسے غم ہیں جن کا وہ اظہار نہیں کر سکتا اور دل میں چل رہے ہیں اور بعض ایسے غم ہیں جو آنکھوں سے آنسو بننے سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

ہم صر دارو، ہم حیا بہ رختم آریش چرا  
خویش بہ شیون یک طرف، خصل بہ غوٹا یک طرف  
نعت: آریش چرا: اسے کیوں لاتے ہو۔ شیون: نوحہ، ماتم۔ خصل: قسم کی بیجا دشمنی۔ غوٹا: شور۔

ترجمہ: اس میرے محبوب میں محبت کا جذبہ لگی ہے اور حیا کا دل بھی۔ تم اسے میری لاش پر کیوں مار رہے ہو اور میں ایک طرف تو میرے اپنے عزیز و اقارب رو بہ چہلے ہوں گے اور دوسری طرف دشمن شور مچا رہے ہوں گے۔ یعنی اس صورت حال میں اس کا دل اٹا کر سوہو رہتا ہے نہ ہو گا کیونکہ وہ سب کے سامنے آتے جاتے ہیں اس کے بلوغ آئے کی اور سامنے آنے پر فریاد دشمن باتیں ہائیں گے۔

اے آئینہ پیش نظر مستند بر خود جلوہ گر  
رہے بہ جان خویش کن غم خواری مایک طرف  
نعت: پیش نظر: سامنے رکھے ہوئے۔ یک طرف: ایک طرف۔ جلوہ گر: جلوہ دہاں اس کا خیال نہ کر۔

ترجمہ: تو مستند دار آئینے کے سامنے بیٹھ ہوا اپنی ہی جلوہ لگائی میں کھڑا ہوا ہے۔ گنگا اپنی جان ہی پر دم کر رہی غم خواری کی بات سمجھو۔  
یعنی اپنا حسن و کھل دیکھ کر کہیں خود ہی فخر نہ ہو جائے۔ اور وہ میں کی بات یوں کہی ہے:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے  
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا  
غالب پہ شکستیم وہی در ہجر آن سو سخی  
رقبہ رقیب می کشد، قریب تمنا یک طرف  
نعت: شکستیم وہی: تو مجھے کیا تمناں دے رہا ہے۔ سو سخی: سیدھا اور سوزناں سو یعنی محبوب۔

ترجمہ: غالب تو مجھے اس سو سخی کے بھر میں کیا تمناں دے رہا ہے، اس لئے کہ ایک طرف تو مجھے رقیب کا رقبہ دے رہا ہے اور دوسری طرف کھڑت آ رہا ہے پاک کر رہی ہے۔ اس صورت میں ہلا تمناں سے ہمیں مل سکتا ہے۔

## رویف-ق

### غزل # 1

مگونہ سے نہ پذیرو، زخمِ دگر تفریق، تجلی تو بہِ دل بھوسے بہ جامِ حقیق  
 لغت: مگونہ: رنگ سے۔ نہ پذیرو: قبول نہیں کرتی، پہچانی نہیں جانتی۔ زخمِ دگر تفریق: ایک دوسری سے الگ۔ حقیق: سرخ  
 رنگ کا چینی جگر۔

ترجمہ: صرف رنگ کی بنا پر ایک شراب دوسری شراب سے الگ نہیں پہچانی جاتی، مگرے خون کی تجلی میرے دل میں یوں مٹی ہوئی ہے  
 جیسے شراب جامِ حقیق میں ہو۔ دل کو جامِ حقیق سے اور محبوب کے خون کی تجلی کو شراب سے تشبیہ دی ہے۔ دونوں شرابوں، جامِ شراب  
 اور محبوب کی تجلی خون کے دو بھی سرخ ہے، میں مصلِ رنگ کی بنا پر امتیاز نہیں کیا پاسکتا۔

برادہ شوقِ برآں آب، غولِ ہی گریم کہ قطرو قطرو چو ابرم چکیدہ از ابرق

لغت: غولِ ہی گریم: میں غول کے آنسو بہا تاہوں۔ چکیدہ: پکا ہوا۔ ابرق: صراحی، بھاگل۔

ترجمہ: میں عشق کی راہ میں اس پانی پر غول کے آنسو بہا تاہوں جو میری صراحی سے پانی کی طرح قطرو قطرو پھٹتا ہو۔ غواہ کہ صحت کی  
 عقلی مصلِ قفروں سے دور نہیں ہو سکتی۔ لفظ ابرم میں ام ابرق سے حلق ہے۔ یعنی اور قسم۔

بجرم دے نیکہ خستہ ام چو سنگِ در آب ہجومِ ریزشِ غمیلے سخت و قلبِ رقیق

لغت: دے: ہاتھ دے کر ملنے۔ ہجوم: کثرت۔ ریزش: گرنے۔ رقیق: نازک، نرم۔

ترجمہ: شدید غموں کی کثرت میرے نرم و نازک دل کو سوائے ایک لمبے کے مصلِ تھوڑی دیر کے لئے زخمی نہیں کرتی، بالکل اسی طرح  
 جس طرح پانی میں جگر پھینکا جائے۔ یعنی پانی میں جگر پھینکیں تو واقعی طور پر پانی میں ریزش آجاتی ہے، اسی طرح میرا نرم و نازک دل ان غموں  
 غلوں کو مصلِ ایک لمبے کے لئے محسوس کرتا ہے اور پھر انہیں بھول جاتا یعنی انہیں سکون سے برداشت کرتا ہے۔

بہ چچ پایہ نہ گشتِ اضطرابِ لازا کل بود ستارہ عاشقِ در اوجِ دستِ غریق

لغت: چچ پایہ: کسی بھی مقام پر۔ اضطراب: بے قراری۔ لازا کل: دور نہ ہوئے۔ دستِ غریق: ڈوبنے والے کا ہاتھ۔

ترجمہ: ہماری بے قراری کسی بھی مقام یا موقع پر دور نہ ہوئی۔ گویا عاشق کا ستارہ ہماری پر ایسے ہی ہے جیسے ڈوبنے والے کا ہاتھ ہو۔ ڈوبنے  
 والے کا ہاتھ اس وقت باہر آتا ہے جب اس کا جسم پوری طرح ڈوبا ہو۔ یعنی عاشق کے مقدور میں اضطراب کی حالت ہر صورت میں رہتی ہے۔

بہانہ جوستِ کرمِ زان کہ در گزارش کار نبود، حسنِ عملِ بے طاقتِ توفیق

لغت: حسنِ عمل: اچھے اور نیک عمل۔ بے طاقت: حلق کے طیر۔ توفیق: خدا کے فضل و کرم کا انسان کے شمل حاصل ہو کر۔  
 گزارش کار: عمل کرنا۔

ترجمہ: اس حالت پر حق کا کرم بیش اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب کسی پر اپنا فضل فرمائے کیونکہ انسانی اعمال کے سلسلے میں حسن  
 عمل اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ یعنی انسان کے نیک اعمال کا قبول ہونا اس کی توفیق ہی سے مراد ہے۔ بہانہ جو اس لئے کہا کہ اس کی  
 توفیق بے عمل انسان کی بھٹکن کا بھی بدلہ تلاش کرتی ہے۔

’مرا کہ ذرہ لقب دارہ ائی‘ ہی رسم کہ نئے بہ زبان تو کردہ ام تحقیق  
 لغت : ہی رسم، میں خوشی میں شاد رہا ہوں۔۔۔ نئے : ایک باخاس نعل۔۔۔

ترجمہ : تو نے مجھے ذرے کا لقب دیا ہے اور میں اس بات پر خوشی میں شاد رہا ہوں کہ اس لقب کی بنا پر مجھے نئے کو میری زبان سے ایک نعل پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی یہ نعل میری زبان پر آیا ہے۔

حدیث فضیلت لب پہ چرہ گفتہ زیارہ جگر دم در دہن نملو حقیق  
 لغت : حدیث : بات۔۔۔ چرہ : عروہ مرشد راست دکھانے والا۔۔۔ نملو : رکمل۔ حقیق : سرخ رنگ کا چمڑے ہو نٹن سے تکیہ دینے  
 ہیں۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے ہونٹوں کی فضیلت کی بات چرہ سے کی۔ اس نے میرے ہر کے ٹکڑے کا حقیق لے کر میرے سر میں اداں دیا۔ یعنی  
 حقیق و محبت کے بات کی فضیلت اس کے اپنے خون جگر سے دور ہو سکتی ہے۔

براد کعب ہاکم نمی کنی باور تو اے کہ بسدہ باز آندی ز بیت شوق  
 لغت : ہاکم : میری ہلاکت۔ نمی کی باور : تجھے یقین نہیں آ رہا۔ بیت حقیق : پرہیزگار خانہ کعب۔۔۔

ترجمہ : تو جو خانہ کعب سے یو نمی لوٹ آیا ہے تجھے میری کعب کی دلوں میں ہلاکت پر یقین نہیں آ رہا۔ خدا کے گھر سے یو نمی لوٹ آئے کا  
 مطلب یہ ہو گا کہ تجھے اس گھر سے غائب و غبت نہیں ہے، بلکہ میں نے اس پر اپنی جاں نثار کر دی ہے۔

نہ دیدہ ائی بہ بیاباں بزم خار بنے شکستہ مشرب آب و پارہ اے ز سوانح  
 لغت : خار بنے : کوئی یا ایک کائنات کی والدہ۔۔۔ مشرب آب : پانی کی صوابی۔۔۔ سوانح : ستو۔۔۔

ترجمہ : کیا تو نے بیابان میں ایک خار بن کے لیے ایک ٹوٹی ہوئی صوابی اور کسی قدر ستو نہیں دیکھے۔ یہ اور بیچلا شعر مایم مروطا ہیں۔ یعنی  
 کعب سے یو نمی لوٹ آئے والے کو دلوں کعب میں اپنی ہلاکت کی جگہ اور اپنی ان دو چیزوں کی شکستہ کی ہے۔

ترا بہ پلوے میخانہ جا دہم عالت بشرط آنکہ قناعت کنی بہ بوی راجق  
 لغت : بوی راجق : بوسہ راجق، خاص شرب کی خوشبو۔۔۔

ترجمہ : اے عالت میں تجھے سے خانہ کے ایک طرف جگہ دوں گا۔ مخلص کا لیکن اس شرب پر کہ تو خاص شرب کی خوشبو سونچنے پر ہی  
 قناعت کر لے۔ یعنی تھے تو شرب نہ لے تو شرب کی خوشبو ہی اس کے لیے کافی ہے۔ گویا۔

گندم اگر بجم نہ رسد بجم قیمت است (اگر گندم میسر نہیں تو بجم ہی قیمت ہے)

## غزل 2

شدم سپاس گزار خود از شکایت شوق زہے زمن بہ دل بے غمش سرایت شوق  
 لغت : سپاس گزار، شکر گزار، ممنون۔۔۔ سرایت : اثر۔۔۔

ترجمہ : میں محبت کی شکایت کا خودی شکر گزار ہوں اس لیے کہ اس کے بے غم دل میں میری محبت کا کچھ اثر تو ہوا۔ یعنی میرے ہونٹوں

پر محبت میں آنے والی شکایات نے محبوب کو میرے شوق کا احساس دلایا وہ اس لئے میں ان شکایات کا مومن ہوں۔

ترجمہ : ہر بزم پاؤں گر بہان کشودنش نگرید خوشامانہ مستی خوشا رعایت شوق  
لغت : گر بہان کشودنش : اس کا گریبان کھولنا۔ نگرید : دیکھو۔ خوشا : کیا خوب، کیسا اچھا ہے۔

ترجمہ : بھلل ہونے میں زرا اس محبوب کا گریبان کھولنا دیکھو۔ کیا خوب ہے مستی کا بہانہ اور کیا خوب ہے شوق کا پاس یعنی محبوب شراب پانی کر مست ہو گیا ہے اور شراب کی گرمی کے سبب اس مستی میں اس نے اپنا گریبان کھول دیا ہے۔ دوسرے اس خیال سے بھی کہ عشق اپنے دوق کے ہاٹ اس کے شوق سے متاثر ہوں گے اس نے اپنے شوق کی جگہ آورائی کا سناٹا کیا ہے۔

ترجمہ : ہر آن غزل کہ مرا خود بخاطر مست ہنوز بہانک چنگ ادا می کند ز غایت شوق  
لغت : بخاطر مست : دل پاؤں میں ہے۔ بہانک چنگ : ساز کی آواز ہے۔

ترجمہ : ہر وہ غزل جو ابھی تک میرے دل پاؤں میں ہے اور میں نے کبھی نہیں وہاں عشق شوق کے ہاٹ ساز کی آواز سے ادا کر رہا ہے۔ اس میں قائل محبوب ہی ہو سکتا ہے۔ اگر چانک کو انصاف کے بغیر یہ معاملے تو پھر چنگ قائل ہو گا جس سے بات حق نہیں۔ واللہ اعلم۔

ترجمہ : وصال ز آتش یا قوت گر دہ عجب است عجب تر است ازین بر لبش حکایت شوق  
لغت : وصال : دھواں۔ دہ : دہا۔ پورے اٹھے۔ یا قوت : سرخ رنگ کا چرخو آگ کی طرح جھٹکتا ہے۔

ترجمہ : اگر یا قوت کی آگ یعنی چنگ سے دھواں اٹھنے لگے تو یہ جہیز کن بات ہو گی، لیکن اگر اس محبوب کے ہونٹوں پر حکایت شوق آجائے یعنی اس کے سرخ ہونٹوں سے محبت کی داستان بلند ہو تو یہ اس وصال سے بھی کس زیادہ جہیز کن بات ہو گی۔

ترجمہ : غلط کند رہ و آید بہ کلبہ ام ناگاہ منم فریب بود شیوہ ہدایت شوق  
لغت : غلط کند رہ : وہ راست بھول جاتا ہے۔ کلبہ ام : میری بھونچڑی، میرا گھر۔ منم فریب : مشوق کو دھوکا دینے والی۔ ہدایت : رہنمائی۔

ترجمہ : جب بھی وہ کبھی راست بھول جاتا ہے تو اچانک میرے گھر آ جاتا ہے۔ واقعی محبت کی ہدایت کا انداز منم فریب ہے۔ کتا بہ مقصود ہے کہ محبت اپنا اثر ضرور دکھائی ہے جس کی بنا پر محبوب عاشق کی طرف حوجہ ہو جاتا یا اس کی بیخوشی عاشق کی طرف چلا جاتا ہے۔

ترجمہ : محتاج کلمہ امل ہوس بہیم بر زن کنوں کہ خود شدہ ای شختہ ولایت شوق  
لغت : محتاج کلمہ : کھوکھلیا جھلی سہلی، بے غمی۔ بہیم بر زن : تو دردم بر دم کر دے۔ کنوں کہ : اب تک۔ شختہ : کڑوا ہوا۔

ترجمہ : اے محبوب اب جب کہ تو خود شرم محبت کا کوئی قول سن گیا ہے تو امل ہوس کا کھوکھلا سہلی دردم بر دم کر دے۔ یعنی تجھے شوق کا پورا شعور حاصل ہے اور تو عشق میں کھوئے کر کے کی پرکھ کر سکتا ہے۔ یعنی محبت میں کون بھوکھو اور کون چاہا ہے۔

ترجمہ : بخود مناز و بہ آموزگار ہم پذیر من و نہایت عشق و تو و ہدایت شوق  
لغت : بخود مناز : اپنے آپ پر مت اکرست ہذا کر۔ آموزگار : استاد۔ پذیر : قبول کر۔ نہایت : اختلا۔ ہدایت : آواز۔

ترجمہ : تو اپنے آپ پر تازہ کر استقامت بھی کچھ قبول کر لیکن یکے لے۔ تو یہ دیکھ کر ایک میں ہوں کہ میرا عشق و محبت اختلا کو پہنچا ہوا ہے اور ایک تو ہے کہ میرا بھی آواز ہے۔ یعنی اس ضمن میں دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ گویا اس معاملے سے عاشق نے محبوب کو اپنی طرف حوجہ کرنا چاہا ہے۔

ترجمہ : مکن بہ ورزش این شغل جدی ترسم کہ چوں ری مخط خطوہ نہایت شوق

لغت : دروش: عشق۔ ہمد: کو خوش۔ کی ترسم: میں ڈر رہا ہوں۔ غلوہ: قدم۔  
 ترجمہ : تو عشق و محبت کے اس مثل میں عشق کرنے کی اتنی کو خوش نہ کر کہو کہ میں ڈر رہا ہوں کہ جب تو عشق کی مثل کے آخری قدم پر پہنچے گا تو انکا شعر اس کے ساتھ ہے۔ یعنی دونوں شعر قطعہ بند ہیں:

ترا زپرکش اجباب بے نیاز کند غرور یک دلی و نازش حملت شوق  
 لغت : یک دلی: ایک دل ہونا کسی ایک بے عشق ہونا۔ نازش: فزا ترانہ۔

ترجمہ : یک دلی کا غرور اور حملت شوق کا فخر تجھے اپنے دوستوں کی احوال پر ہی سے بے نیاز کر دے گا یعنی تو کسی کو بھی نہیں پوچھے گا اس لئے کہ تو صرف ایک کو چاہے گا اور اسی چاہت کا غرور تجھے دوسروں کی مزاح پر ہی سے دور رکھے گا۔

سر تو ہیز ترا از حرف عالت است بدہر فحشت ہا بفرق تو قل رایت شوق  
 لغت : ہیز ترا: زیادہ مانگا گفتگو۔ بدہر: نہانے میں۔ فحشت ہا: خدا کرے کہ مہارک ہو۔۔۔ قل: سایہ۔ رایت: جھنڈا۔۔۔ حرف: مراد کلام۔۔۔ بفرق تو: تیرے سر پر۔۔۔

ترجمہ : نہانے میں تیرا سر عالت کے کلام سے زیادہ ہیز ہے۔ خدا کرے کہ تیرے سر پر محبت کے علم اور جھنڈا کاسیہ مہارک ہو۔ مراد یہ کہ عالت کے کلام میں محبت کی باتیں ہیں اور چونکہ تیرے سر میں بھی محبت کا سوا ہے اس لئے اس علم محبت کا سایہ تیرے لئے مہارک چاہت ہو۔

## روایف ک

### غزل 1<sup>۰۰</sup>

مرد آنگہ در ہجوم تنہا شود ہلاک از رشک تھنہ اے کہ بد رہیا شود ہلاک  
 لغت : مرد: دلیر۔۔۔ ہجوم تنہا: خواہشوں کی کڑھٹ۔۔۔ تھنہ اے کہ: وہ چاہا سا ہو۔۔۔

ترجمہ : دلیر آدمی وہ ہے جو خواہشوں کی کڑھٹ میں جان دے دے اور اسے اس پیارے انسان پر رشک آئے جو دنیا میں ہلاک ہو جائے۔  
 یعنی عشق و محبت میں منت ہی خواہشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جبکہ سچا عاشق ان کے پر راہونے کی فکر میں نہیں رہتا اور یہی اس کی محبت کی اختتام ثبوت ہے اس کی مثل بالکل اس انسان کی سی ہے جو درمیان میں پیچھا سامر جائے۔

گردم ہلاک فروہ فرجام رہوے کاندہر طلاش منزل عشقا شود ہلاک  
 لغت : فروہ: علیٰ حق۔۔۔ فرجام: نیک انجام۔ مہارک انجامی۔۔۔ رہوے: دور ہو۔۔۔ کاندہر: کہ اندر۔۔۔ طلاش: طلاق۔ یعنی منزل جس کا کوئی نشان نہ ہو (محتاج ایک فرضی پرعد ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے)۔

ترجمہ : میں اس راہ رو کی علیٰ حق اور نیک انجامی پر قربان چلاؤں جو منزل عشقا کی تلاش میں جان دے دے۔۔۔ بلا واسطہ بلکہ حق کا دروس دیا ہے منزل اقبال۔

تو رہ نور و شوق ہے منزل نہ کر قبول لیلی بھی ہم نہیں ہو تو محمل نہ کر قبول

نازم بہ کشت اے کہ چو یابد دوبارہ عمر در عذر التفات مسیحا شود ہلاک  
ترجمہ : مجھے اس شہید پر ناز ہے کہ جب اسے دوبارہ زندگی عطا ہو تو وہ اس عذر یا بات پر مرجاتا ہے کہ اس کی اس زندگی کا باعث مسیحا کی  
توجہ تھی۔ مگر وہ کہ وہ انسان جو کسی کا معنوں اسلمن نہیں ہوتا یا سہارک انسان ہے۔ مغرت یعنی مسیحا اپنے دم سے مردوں کو زندہ کیا  
کرتے تھے یہ ان کا مجرہ تھا۔

دارم بہ کنج غم کردہ رشک کسے کہ او در جلوہ نگاہ دوست بہ غوغا شود ہلاک  
لغت : کنج، کونہ، گوشہ۔ غوغا، شور۔

ترجمہ : مجھے اپنے غم کردہ کے گوشے میں بیٹھے ہوئے اس شخص پر رشک آتا ہے جو محبوب کی جلوہ گاہ میں اس محبوب کی جلوہ آرائی کے  
ہنگاموں پر جلوہ دے رہا ہے۔ لیکن عاشق، محبوب کے دیوار سے محروم ہے۔ جبکہ ایک شخص اس محبوب کے حسن کی تک نہ لاکر مرجاتا  
ہے۔

منہای رخ بہ ما کہ بہ دعویٰ نشت ایم در خلوتی کہ ذوق تماشا شود ہلاک  
لغت : منہای، منہ، دکھا۔

ترجمہ : تو ہمیں اپنا چہرہ دکھا کیونکہ ہم بڑے دھمے کے ساتھ ایک ایسی عظمت میں بیٹھے ہیں جہاں ذوق دیدار قائم ہوتا ہے، یعنی جہاں  
حسن محبوب کے جلوے کی لذت نہیں رہتی۔

با عاشق امتیاز تافل نشان دہد تا خود ز شرم شکوہ بجا شود ہلاک  
لغت : امتیاز تافل، تافل یا دانست غفلت کو بچانا۔ نشان دہد، دکھانا یا بتانا ہے۔

ترجمہ : وہ عاشق کو تافل کی پہچان بتاتا ہے، تاکہ جب وہ عاشق تافل کا شکوہ کرے تو محبوب اسے یہ کہے کہ شکوے سب شکوے بیکار  
ہیں اور یوں اسی شرم سے وہ عاشق خود ہی ہلاک ہو جائے۔ گویا محبوب کا انداز تافل بکھوہا ہے کہ وہ تافل معلوم نہیں ہو یا لیکن پھر بھی  
عاشق اگر انداز کو پہچان لیتا ہے تو محبوب اسے بے جا شکوہ کرتا ہے اور عاشق اس شرم کے باعث مرجاتا ہے۔

نامرد را بہ نخل آسائش مشام مرد از آف سموم بہ صحرا شود ہلاک  
لغت : نخل، ایک تھوڑی سی خوشبو جس سے بے ہوش آدمی کو ہوش آ جاتا ہے۔ مشام، بدھ۔ آف، گرمی۔

ترجمہ : ایک نامرد یعنی بے عمل انسان ہی کو نخل سے بدھ یا سکون حاصل ہوتا ہے جبکہ ایک دلیر آدمی صحرای گرم ہوا کی گرمی کو برداشت  
کرتے ہوئے ہلاک ہو جاتا ہے۔ یعنی دلیر ہی جو مصائب و آگام کو برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو جائے۔ صرف بے عمل انسان داخلی سکون  
کے پتھر میں رہتا ہے۔

باخضر گرغنی روم از تنم تا کسی ست ترسم زنگ مہری ما شود ہلاک  
لغت : تنم، کسی، تھلک ہونے کا خوف ہے۔ ترسم، میں ڈرتا ہوں۔

ترجمہ : میں اگر خضر کی مہری میں نہیں چلتا تو یہ اپنے ناکس ہونے کے خوف کے باعث ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کسی وہ خطرناک مہری اساتذہ  
چلتا کی لذت کے سبب ہلاک نہ ہو جائے۔ لیکن خدا اس کے ساتھ چلتا اس کے لئے ہاٹ تک ہو اور وہ اسی ہاتھ پر جلوہ دے دے۔

غم لذتے ست خاص کہ طالب بذوق آں پنہاں نکلا در زو و پیدا شود ہلاک  
لغت : نکلا و در زو، خوشی و مسرت اختیار کرنا ہے۔ پیدا، ظاہر۔



ترجمہ : غم ایک ایسی خاص لذت ہے جس کا غالب اس کے ذوق و لذت میں قویا شدہ طور پر خوش و غم رہتا ہے لیکن ظاہر میں وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

غالب ستم نگر کہ چو ولیم فرزندے زیں سلاں بہ چہرہ دستی اعدا شود ہلاک  
 لغت : ولیم فرزند: دل آگور۔

ترجمہ : غالب یہ ستم ملاحظہ ہو کہ ولیم فرزند جیسا شخص دشمنوں کی اس طرح کی چیرہ دستیوں سے ہلاک ہو جائے۔

## غزل #2

بجز اگر موج زن است از خس و خاشاک چہ باک  
 ترجمہ : اگر سمندر غلغلے میں مار رہا ہے تو پھر خس و خاشاک کا کیا ڈر ہے۔ تیرے ہوتے ہوئے ہمیں اندیشہ فکر سے کیا خوف ہے اور باک یعنی خوف سے کیا ڈر۔ یعنی تیرا ساتھ ہو تو ہمیں کسی خوف کی پروا ہے اور نہ کسی اندیشے کی۔

فیض سرگرمی دور قدح سے دریا بہ  
 لغت : برگ ریز: چنے گرانے والی۔ دھند: سرخیوں کا سینہ۔

ترجمہ : اگر دھند میں انگور کی تھل چنے کر رہی ہے یعنی جس کے سبب اس کے پتے پھڑپھڑ رہے ہیں تو کوئی بات نہیں، کوئی ڈر نہیں، تو یہم شراب میں جام کی گردش کی گرمی سے لطف اٹھانے یعنی سرخیوں میں ٹوڑ کو کپڑا نوشی سے گرم کرنا۔ سوئی مرحوم نے برگ ریز کو برگ ریز چہ کہ سخی ہی بول رہے ہیں۔

دشنے نیست اگر خانہ چراغے دارد  
 لغت : بھڑکی: سیاہی اندیزہ، تاریکی۔ ذویہ: گوشہ۔

ترجمہ : اگر گھر میں کوئی چراغ ہے تو کوئی پریشانی یا گھبراہٹ نہیں، فکر کی بات نہیں۔ دل کے ہوتے ہوئے اس خاک کی تاریکی سے کیا حاصل۔ یعنی زندگی میں اگر کوئی روشنی ہے تو دل ہی کی بدولت ہے۔ دل نہیں بجھتا جانے دل زندہ رہنا چاہئے۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں اس طرح بات کی ہے:

دل مرودہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ  
 حاشیہ : کہ دریں معرکہ رسوا گردی  
 کہ بھی ہے استوں کے مرض کسن کا چارہ  
 باطنیں خشکیم از بکر چاک چہ باک

لغت : حاشیہ : خدا نہ کرے۔ خشکیم: میری خستہ حالت۔ معرکہ: مزاحمت کا بھگنا۔

ترجمہ : خدا نہ کرے کہ تو اس معرکہ میں رسوا ہو۔ یعنی ایسا نہیں ہو کہ میری اس معطلی کے ہوتے ہوئے بکر چاک کا کیا خوف یعنی میری معطلی کے آگے بکر چاک کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ بھلا رسوائی کس بات کی۔

غافل امیں ہستی برا جزا سے وجودم زندہ است  
 لغت : از: سے وجودم: میری ہستی کا رگ درخت۔ اثر باک: تجھ میں اثر ہو رہا ہے ناگرم۔

ترجمہ: اے میرے غافل ساتھی! یہ بکلی محبت میں آنے والی مصیبتوں کی گری، تو میری ہستی کے رگ و ریشہ پر گری ہے، تجھے میری ان آنکھیں آہوں کی اثر دہائی سے کیوں خوف ہو رہا ہے۔ یعنی جانتا تو میں ہوں، تجھے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

با رضائے تو ز بنامازی ایام چہ نیم با وفاے تو زبے مری اخلاک چہ پاک  
لغت: بنامازی ایام: زمانے کی بدرفتاری۔

ترجمہ: میری رضا یعنی خوشی کے ہوتے ہیں زمانے کی بدرفتاری کا کیا اور تو اگر با وفا ہے تو آہوں کی بے مری کا کیا خوف۔ یعنی ہمارے لئے تو میری تو جیسا سب کچھ ہے۔ اس صورت میں اگر زمانہ ہمارا ساتھ نہیں دیتا اور ستارے ہماری قسمت نہیں بدلتے تو ہمیں کوئی ڈر، خوف اور پروا نہیں ہے۔

ہاں بگو تا خم زلفت بخشاؤ دل را خون صید ار پیکہ از حلقہ فتراک چہ پاک  
لغت: بخشاؤ: بخشجے، رہائے۔ صید: شکار۔ دل: اگر۔ پیکہ: پکے۔

ترجمہ: ہاں تو اپنی کشمکشوں کی زلفوں سے کہہ کہ وہ ہمارے دل کو بھیجے لیں۔ اس صورت میں اگر شکار کا خون فتراک کے کڑے کٹے سے پکے گئے تو کوئی خوف کی بات نہیں۔ محبوب کی ان زلفوں کو فتراک سے اور اپنے دل کو شکار سے تشبیہ دی ہے۔ فتراک گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھا ہوا دھکڑا جس کے ساتھ ہارے ہوئے شکار کو بازو حاکرتے تھے۔

دردم از چارہ گری با نہ پذیرد تسکین با نہیں زہر ز دم سردی تریاک چہ پاک  
لغت: چارہ گری: بہت سے طالع۔ نہ پذیرد تسکین: اسے تسلی نہیں ہوتی۔ دم سردی: ٹھنڈک۔ تریاک: دوا جس سے زہر کا اثر دور کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: میرے درد اور محبت کو کسی بھی چارہ گری سے کوئی تسلی نہیں ہوتی، اتفاق نہیں ہوتا۔ اس قسم کے زہر کے ہوتے ہوئے تریاک کی ٹھنڈک سے کیا خوف۔ درد کو زہر اور چارہ گری کو تریاک سے تشبیہ دی ہے۔ گوارا درد محبت ایک ناپا طالع اور دوا مرض ہے۔

کلک با تا بخت باست ز دشمن چہ ہراس چوں فریدوں علم آراست ز شہاک چہ پاک  
لغت: کلک: قلم۔ ہراس: خوف۔ فریدوں: ایران کا قدیم پادشاہ۔ شہاک: ایران ہی کا ایک قدیم بے حد عالم پادشاہ جس کے مظالم سے ملک آ کر ایک لہار نے علم بدلت دیا۔ شہنشاہان کے ایک فرد فریدوں نے اس کا ساتھ دیا اور آخر شہاک پر شہنشاہ فریدوں تخت نشین ہوا۔ تاریخی صحیح ہے۔ علم: پرچم، جھنڈا۔

ترجمہ: جب تک قلم ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمیں دشمن کا کوئی خوف نہیں، یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح فریدوں نے علم بدلت دیا۔ شہاک کا خوف دور کر دیا۔ گویا ہمارے ہم یا تحریر میں اتنی قوت ہے کہ وہ دشمن کو بے بس کر سکتی ہے۔

ہبعم از دغل خسل باز نہ استد ز خن شعلہ را غالب از آویزش خاشاک چہ پاک  
لغت: خسل: خسی، خج، گھٹیا لوگ۔ باز نہ استد: نہیں رکئی۔ آویزش: ٹھکڑا ہوا غل یا غل ہونا۔

ترجمہ: اے غالب گھٹیا لوگوں کی مداخلت یعنی اپنی سیدھی باتوں سے میری طبع شامی سے باز نہیں دیتی، نہیں رکئی، یعنی یہ لوگ جو کچھ چاہیں میری شامی کے خلاف کر لیں، میں اپنی خن سرائی جاری رکھوں گا، بلاشبہ لوگ خاشاک کی آویزش سے کیا رہے۔ خود کو شعلہ اور گھٹیا یا مخالف لوگوں کو خاشاک سے تشبیہ دی ہے اور خسل کے حوالے سے انہیں خاشاک کہا ہے، خس، خاشاک۔

## غزل #2

سبک روحم ریود بار من اندک چرانہ شماری آزار من اندک  
 لغت : سبک روح : یعنی ڈھیلی آکاٹوں یا سازد سالکان سے میری روح اگلی یعنی پاک ہے۔۔۔ بار : بوجھ۔۔۔ اندک : تھوڑا۔۔۔ چرانہ شماری : تو نہیں نہیں سمجھتا۔۔۔

ترجمہ : میں ایک سبک روح انسان ہوں میرا بوجھ ہلکا ہے تو خیرے آزار دہنے پر جو دو ستم کرنے کو تم کیوں نہیں سمجھتا۔ یعنی میں دنیاوی مادیات سے بے نیاز ہوں تو بھٹکا ہوا ہے علم و ستم بخیر پر ڈالے میرے لئے وہ کم ہی ہو گا۔ گویا تو بخیر پر اور بھی ستم اٹھاؤ جو تو اٹھا رہا ہے اسے کم سمجھو۔

تھم فرسود در بند تو بسیار دلت بخشود بر کار من اندک  
 لغت : فرسود : تھس یہ خستہ حال ہو گیا۔۔۔ بخشود : عطا و تہہ دی۔۔۔  
 ترجمہ : تیری محبت کی قید میں میرا جسم بہت سی خستہ مل ہو گیا لیکن تیرے دل نے میرے معاملے میں نرمی تو یہ کی۔ محبوب کی عدم توجہی کی شکایت کی ہے۔

ازیں پرسش کہ بسیار است از تو شد اعدوہ دل زار من اندک  
 لغت : شد : ہو گیا ہے۔۔۔ اعدوہ : غم۔۔۔ دل زار : یار یعنی محبت کا راز مل۔۔۔  
 ترجمہ : اے محبوب تو نے جو میری بہت زیادہ مل پر ہی کی ہے تو اس سے میرے دل زار کا غم کسی قدر کم ہو گیا ہے۔ اس غزل میں بسیار اور اندک کے حوالے سے صنعت تضاد کا استعمال ہوا ہے یعنی محبوب کی زیادہ پرسش و سوال بھی عاشق کے لئے کم ہے۔

تا زان حکایت با کہ دارم تشویشی زخوار من اندک  
 لغت : تا : یہی۔۔۔ تشویشی : تشویش سے متعلق۔۔۔  
 ترجمہ : تو نے میری بہت سی داستانوں میں سے یہی چند ایک میرے غم زوار سے متعلق ہیں۔ یعنی محبت کی داستانیں جو محبوب کی بے وفائی سے تو ہیں اور اس کے علم و ستم و غیروہ سے متعلق ہیں۔

ز خاصات گرای گوہرے بہت کہ ی دانم ز اسرار من اندک  
 لغت : ز خاصات : تیرے خاص ساتھیوں میں سے۔۔۔ گرای گوہرے : ایک عظیم موتی یعنی شخصیت۔۔۔  
 ترجمہ : تیرے خاص ساتھیوں میں ایک عظیم شخصیت ایسی بھی ہے جو میرے راز دہانے محبت سے کسی قدر آگاہ ہے۔

سر کوچک دلی ہائے تو گردم کہ آسماں کردہ دشوار من اندک  
 لغت : کوچک : چھوٹی۔۔۔ دلی : تھوڑی۔۔۔ کم حوصلہ ہونا۔۔۔ سر گردم : میں قربان چاہوں۔۔۔  
 ترجمہ : میں تیری تھوڑی کے قربان چاہوں کہ اس نے میری دشواریوں کو کسی قدر کم، آسان کر دیا۔ یعنی ساری دشواریاں نہ سہی کم دشواریاں بھی آسان ہو جائیں تو عاشق کے لئے یہ بھی بہت قیمتی ہے۔

بر آئی از نور سوج تشویر زنی گردل بہ گفتار من اندک  
 لغت : بر آئی : توجہ پر آنے کا نہایت ہلکا۔۔۔ نور : چہیت۔۔۔ تشویر : پریشانی، الجھن۔۔۔ زنی : زنی : قول رکھے یعنی توجہ کرے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو میری باتوں پر ذرا سی بھی توجہ دے تو پریشانوں کی لہری لپیٹ سے باہر آجائے گا۔ یعنی پریشانوں سے تجھے نجات مل جائے گی۔

مدالں کز دست برد تست گر بہت متاع صبر در بار من اندک

لغت : مدالں: دست کچھ۔۔۔ دست برد: لوٹ مار۔۔۔ متاع: دولت، سہاگے۔۔۔ بار: بوجھ، مسکن، محروم۔۔۔

ترجمہ : اگر میرے ہاں میں صبر کی دولت کم ہے تو تو یہ مت کچھ کہہ کر یہ کی تجوی لوٹ مار کے باعث ہے۔ محبوب اپنے دشمن کی دلکشی سے عاشق کا دل تو لوٹا ہے لیکن عاشق کا صبر لوٹا اس کے بس کی بات نہیں۔ اگلا شعر بھی اس کے ساتھ ہے۔

و بنو دم خوان یغما بود غم را تو ہم بدوی ز بسیار من اندک

لغت : خوان: یغما، لوٹ کا مال۔۔۔ بدوی: توڑے گیا۔۔۔

ترجمہ : میرا جو دم غم کے لئے ایک طرح سے لوٹ کا مال تھا۔ سو تو بھی میرے اس صبر سے مل میں سے کسی قدر لے گیا۔ زندگی میں بہت سے غموں سے جو سلجھ چکا اس کی بات کی ہے۔ پھر محبوب کے غم محبت نے بھی عاشق کے وجود یا حتیٰ کو مٹا ڈیا۔

نگویم تا نیا شد نغز غالب چہ غم گر بہت اشعار من اندک

لغت : نغز: غم، محزون، غمگین۔۔۔

ترجمہ : غالب اگر میرے اشعار کی تعداد کم ہے تو کوئی ذرا لکھ کر کی بات نہیں، اس لئے کہ میں اس وقت تک شعر نہیں لکھا جب تک وہ خوب نہ ہو۔ اپنی کم لیکن منتخب شاعری کی تعریف کی ہے۔ اپنی اصطلاح میں اسے قتل یعنی خود کھلی کہتے ہیں۔

## روایف-گ

### غزل #1

اے ترا و مرا دریں نیرنگ دہن و چشم و دست و دل ہمہ تنگ

لغت : نیرنگ: عجیب و غریب، عزاویہ، دنیا جہاں عجیب عجیب حالات واقع ہوتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب اس دنیا کے نیرنگ میں تجھے اور مجھے دو دھڑیں عطا ہوئی ہیں اور دونوں کی دونوں تنگ ہیں۔ تجھے دہن، تنگ، دہن، تنگ، ہوا جانتا ہوں دلکشی کا باعث ہے اور چشم تنگ، ہمارے عرف و دل آنکھ ملی ہے، جبکہ مجھے دست تنگ، مطلب کا لہرا ہوا یا حتیٰ ہاتھ اور دل تنگ، یعنی غم کا لہرا ہوا دل ملا ہے۔

ہم تو خود در کہیں خوشی اے ہ رخ ماہ وائے بخوے پلنگ

لغت : کہیں: کھلت۔۔۔ خوشی: توانی۔۔۔ بخرے پلنگ: خصلت میں ہیں۔۔۔

ترجمہ : تو خود اپنی کھلت میں بیٹھا ہے تو اے محبوب جو چہرے کے لحاظ سے تو ہمارے، حسین و دلکش ہے جبکہ خصلت اور طبیعت کے لحاظ سے چلتا ہے۔ چنانچہ مشور جنگلی جانور جو شکار پکڑنے کے لئے کھلت میں چھپ کر بیٹھا ہے۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ محبوب خود اپنے دشمن پر فریاد ہے۔

ہیں مفتی کہ در ہواے شراب می سرائی غزل پہ جاہ چمک

نفت: مفتی: کائنات والے۔۔۔ ہوائے شراب: شراب کی نغمہ۔۔۔ ی سرانی: تو کا تارہ فضل و مریدی۔۔۔

ترجمہ : اے ملکی تو اس فحشے شراب میں یعنی ہم پر جو مسقی طاری ہے اس فحش میں ملائی کہو اور اپنی غزل گانا۔۔۔ یعنی مجھے و فحش کا اکتھا دور چلے۔

زعمہ می ریز ہم پدیں انداز نقد می شیخ ہم پدیں آہنگ

حکمت : دھم : معصوب ساز بجائے کالاک۔۔۔ ی ریح : گرا آئینی چلا تاج۔ نفی جج : مانگ لاجہ نقد سرائی کرتا رہ۔۔۔ بدیں آجک :  
ای لے لے اختر۔۔۔

ترجمہ: تو اے عقلی ایسے لوگو! معذرت چاہتا ہوں اور اسی لئے اور میری فکر سہولتی کرتا ہوں۔

فرست پاور سلتی چاراک اے پرفع غم ازوی سرچنگ

تعلیم : فرستادہ : خدا تجھے فرصت بخشن زندگی دے۔۔۔ چالاک : پھر پکا ہوشیار۔۔۔ ایڑی : خدائی۔۔۔ سرنگ : سپاہی۔۔۔ ایڑی سرنگ : عزت و فخر فرمے۔۔۔

ترجمہ: اے ہاشم! ساقی خدا تجھے سلامت رکھے، جیسا کہ وہ تیرے فاضل کو دور کرنے کے سلسلے میں نہیں فرشتہ کا نام کرتا ہے۔ ساقی شرب پاتا جان، ہاں، تو شرب کے ہاشم، تجھ کے لئے سارے لڑ بھائی بن جائے۔

شوشہ بھگن، قسح - ختم و زان آ

لفظ : بالکلیں : توڑ ڈال۔۔۔ در زلہ : اوّل زلّال دے۔۔۔ محمد : در سائے سوا قح نہ ہو۔۔۔ درنگ : دیر۔۔۔

ترجمہ : تو یوں تو زلال اور پالہ پھر سے ٹھکے میں اتر چلے گا کہ اس دوران میں ذرا سی بھی دیر نہ ہو۔ یعنی شراب نوشی میں دیر نہ ہو۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ محبوب قریب ہو تو شراب کی ضرورت نہیں، اس کا یہ قرب ہی عاشق پر کیف و سرور طاری کر دے گا۔

شود اینجا، اوهم، کو آں فیض گرو اورو، نشاط، کو آں رنگ

یہ تو خاص ور نسل سبیل پادشہ تاب ور دیوار فرہنگ

حالت : ادباً: چلوے کی قبلی، مٹھیا قسم کا چلو۔۔۔ لایم: اچھا چلو۔۔۔ کو: کہاں ہے۔۔۔ سکیل: ایک مشہور ستارہ جس کی روشنی چلوے پر ڈے تو چلوے کی بدولت ہو جاتی ہے۔۔۔ فلز: ہزار فلزات۔۔۔ ہار فرنگ: انگریزوں کا ملک، یورپ، جہاں خاص، شہر، عام ہوتا ہے۔۔۔

**ترجمہ :** ایسا سرچشمہ فیضی کہلے ہے جس سے اجنبان اور ہم جن جانے اور انکی کیفیت کہلے ہے جس سے فہم خوشی میں تبدیلی ہو جائے یعنی دنیا کیسے نہیں دیکھی۔ ایسا قلوبا و شوقین سخیلیں ہیں اور خفا عالم، شراب، دیار فرنگک تیرے۔ یعنی ہر سب دھار سے عقور و غیر، غصہ ہے۔

هکمو و حکمر برزو و باطل غلب و دوست آهنگه و سنگ

نکتہ: ہرگز، بیکار، قصور۔۔۔ باطل: جھوٹ، الٹی بات جس کا وجود نہ ہو۔۔۔ آئینہ: ٹیبلٹ۔۔۔

ترجمہ : شکوہ اور شکریہ دونوں بیکار اور بھوسٹ ہیں اس لئے کہ چاہے تو شیخ ہے اور محبوب ہجر۔ یعنی اسے عجب میں اس محبوب حقیقی کا کیا شکوہ کریں اور کیا شکریہ کریں کہ اس کی طرف سے تو میری ہستی ہے جو گویا شیخ ہے، ہجری رہتے ہیں یا مرے ہیں۔ اے یا نبیؐ، نبیؐ کا

## روایف۔ ل

### غزل # 1

نہ مرا دولت دنیا نہ مرا اجر جمیل نہ چو نمرود۔ توانا نہ نکلیا چو ظلیل  
 لغت : اجر جمیل : اچھا اجر جس سے نیک پاک لوگ آخرت میں فیض یاب ہوں گے۔ توانا : طاقتور۔ نکلیا : سار۔ ظلیل : حقیر  
 ابراہیم کالب نمرود جیسے ظالم بادشاہ نے انہیں آگ میں ڈالا تھا۔ آپ نے صبر اختیار کیا اور اللہ کے حکم سے وہ آگ بجھ کر رہی گئی۔ آخر آتی  
 جمیع۔

ترجمہ : میرے پاس کوئی دنیاوی دولت اور نہ کوئی میرے نیک کام ہیں، جن کا مجھے اجر جمیل ملے۔ نہ تو میں نمرود کی طرح طاقتور صاحب  
 اقتدار ہوں اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح صابر۔ گویا ایک بالکل عام انسان ہوں۔

با رقیبیاں کف سلتی بہ سے تاب، کریم باغریباں لب جیہوں بہ دم آب بنیل  
 لغت : کریم : مہربانی کرنے والا، نیک۔ رقیبیاں : غریبیاں، غریب کی جمع، پرہیزگاری۔ جیہوں : جیہوں، مشہور دریا، عسکر دریا۔ بہ دم آب : پانی دیتے  
 وقت۔ بنیل : بنیں، لگوس۔

ترجمہ : رقیبوں کو خاص شرب دینے میں توسل کا ہاتھ بڑی محنت سے کام لے رہا ہے جبکہ انہیں کے لیے دریا بے جھجکاں اور پانی  
 دیتے وقت بھی کجی کرنا ہے۔ خود کو انہیں کہا ہے، سلتی سے عزا محبوب ہے جو عاشق کو تو انہیں کہتا ہے اور اسے شرب کا ایک قطرہ بھی  
 دینے کو تیار نہیں، جبکہ رقیبوں کو جام پہ جام دے رہا ہے۔

بند و بار بہ شکیر در انگندہ براء۔ آنکہ دانست سراپستی صبح رحیل  
 لغت : بند و بار : سلاخ سبز۔ انگندہ : رات کے آخری حصے میں سبز رہا ہو۔ در انگندہ : کابل رہا۔ سراپستی : گھبراہٹ  
 پر چلنی۔ صبح رحیل : کوچ کرنے یا سفر روانہ ہونے کی صبح۔

ترجمہ : وہ شخص جسے صبح کے سفر روانگی کی گھبراہٹ کاظم ہوا اس نے رات کے آخری حصے میں اپنا سلاخ سفر راستے میں ڈال دیا۔ لیکن  
 ایک تو اس خوف سے بچنے کے لیے کہ راستے میں رہتی ہوتی ہیں گے، دوسرے سلاخ کے باعث جو کوفت ہوگی اس سے بچنے کے لیے ایسا  
 کیا۔

ہاں و ہاں اے گمریں یارہ سبیں سادہ کز دم تیغ بہ لیس بربان خون قتل  
 لغت : گمریں یارہ : جس کی چوڑیاں سوتیلوں کی ہوں۔ سبیں سادہ : چاندی کی سی سفید کھلی دھات یعنی تازک اعدام۔ لیس : تھکانا  
 ہے۔ قتل : قتل، یعنی شہید ہوت۔

ترجمہ : اے سوتیلوں کی چوڑیوں والا زور پہنے ہوئے میرے تازک و تازک اعدام محبوب تو دارا ہے و کچھ کہ تو کیا کر رہا ہے، اپنے شہید  
 محبت کا خون تھوکر کی دھار پر سے زبان کے ساتھ جات رہا ہے۔ لیکن بھار تو نرم و تازک اور تازک و تازک اعدام ہے لیکن باطن میں خاصا ظالم ہے۔

بس کن از عہدہ آ چند رہائی، نفوس از گدایاں سر و از تارک شہلاں اکلیل  
 لغت : عہدہ : بھگوان۔ رہائی : اڈائے گ۔ نفوس : قریب کاری اور نکاری سے۔ تارک : سر۔ اکلیل : تاج۔

ترجمہ : اے محبوب کب تک تو رعب سے کام لیتے ہوئے گواہوں کا سرا ڈالے گا کان رہے گا اور ہادشاہوں کے سر سے تاج اڑا دے گا۔ اب یہ بھگوان فہم کر دے۔ یعنی تو اپنے دشمن کی دلکشی کے باعث کب تک شہرہ گردا کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنے گا۔

تو ہلاشی دگرے کوے تو نبود بخنے کے شدہ ستم بہ دل غلجی جاوید کفیل  
لغت : تو ہلاشی : تو نہ ہو گا۔ دگرے : تو پھر۔ کے شدہ ستم : ہم کیوں باک تک رہیں۔ دل غلجی جاوید : جیش کی رنج و دم کی زندگی۔ کفیل : ڈر وادار خاص۔

ترجمہ : جب تو نہیں ہو گا تو پھر تیرے کوچے میں بھی چھن والی کیفیت نہ رہے گی۔ خدا ہم کیوں دل غلجی جاوید کے کفیل ہی کر دیں، یعنی تیرے وجود ہی سے تو میرے کوچے کی مدافعت ہے اور تیرے علم و محبت ہی سے ہم سرشار ہیں، سو جب تو نہیں ہو گا تو پھر کیا ضروری ہے کہ ہم خود خود خود کو خطاب میں ڈالے رکھیں۔

ترس موقوف چہ شد رشک نہ بینی کہ دگر دارم آہنگ نیایش گری رب جلیل  
لغت : ترس : خوف و۔ موقوف : بندھ گیا یا برخواست۔ آہنگ : راج۔ نیایش گری : التجائیں کرنا۔

ترجمہ : خوف تو موقوف ہو گا رشک ہو گیا یا محبوب تو میں دیکھ رہا کہ میں ہمارے اس رب جلیل کے آگے التجائیں کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یعنی خوف کی بات تو بھڑک گیا تھے اس بات پر رشک بھی نہیں آتا کہ میں تیری موجودگی میں اللہ کے حضور ہمارے گڑگڑانے اور التجائیں کرنے لگا ہوں۔ چنانچہ اب آگے چل کر خدا کے حضور ہی التجائیں ہیں۔

اے بہ سمار قضا دوشہ چشم ایلخس بدم گرم رواں سوختہ ہل جبریل  
لغت : سمار : بچ۔ دوشہ : سی دی ہے۔ بدم گرم رواں : تیرے ہاتھوں میں راقم میں جوڑتے ہاتھوں کے سانس سے۔ سوختہ : جلا ڈالے۔ ہل : پر۔

ترجمہ : اے ذات جلیل تو نے قضا کی بچ سے تو ایلخس کی آنکھیں سی دیں اور گرم رواں کے سانس سے جبریل کے پر جلا ڈالے۔ یعنی قضا نے ایلخس کی گریں کا باعث بنی اور اسی نے جبریل کو بیچارہ رشتہ میں تیرا قاری بھائی۔ اس میں حضور اکرم کے صریح شریف کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے جب آسمان کے ایک مقام سے آگے بڑھنے سے جبریل نے اس لئے اظہارِ تحسین کیا کہ اس کے پر جل جائیں گے۔

با توام خری خاطر موئی بر طور با خودم خشکی لشکر فرعون بہ نیل  
لغت : با توام : با توام، تیرا ساتھ ہو تو میرے لئے۔ خری خاطر : دل کی سرور و راحت۔ با خودم : اپنے ساتھ خود ہوں۔ یعنی مجھے خود پر بھڑو دیا جائے۔ خشکی : خشک و محروم رہی۔

ترجمہ : اگر تیرا ساتھ ہو یعنی تیری ذات کی تھ پر حمایت ہو تو مجھے وہی دل و راحت و سرور نصیب ہو جو طور پر حضرت موسیٰ کو نصیب ہوئی تھی، لیکن اگر میں اپنی راحت پر بھڑو دیا جائوں تیری تھ پر توجہ و حمایت نہ ہو تو مجھے بھی اسی قسم کی جاتی سے دوچار ہونا پڑے جس سے فرعون کا مشرور ہونے نکل میں ہوا تھا۔ (قرآنی صحیح)

بر کمال تو در اندازہ کمال تو محیط بر وجود تو در اندیشہ وجود تو دلیل  
لغت : محیط : احاطہ کرنا۔ اندیشہ : سوچ۔

ترجمہ : تیری ذات کے کمال، کمال ہو، کا اندازہ لگانے کے لئے خود تیرا کمال ہی اس کا احاطہ کر سکتا ہے۔ یعنی خود تیرا کمال ہی میرے کمال کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے، انسان اس سلسلے میں بے بس ہے۔ اسی طرح تیرے وجود یعنی ہستی کے ثبوت کے لئے تیرا وجود ہی دلیل ہے۔ یعنی اس ثبوت کے سلسلے میں بھی انسان بے بس ہے۔

نہ کئی چارہ لب خشک مسلمانے را اے بہ ترسا پچھل کرہ سے ناب کبیل  
 لغت : چارہ : علاج۔۔ بہ ترسا پچھل : آتش پرست بچوں کے لئے۔۔ کبیل : گھج راسخ طوطا حلال، آتش پرستوں کے نزدیک شراب  
 حلال ہے۔۔

ترجمہ : اے ذات کریم تو کسی مسلمان کے خشک لبوں کا تو کوئی علاج کرتی نہیں جبکہ آتش پرستوں کی اولاد کے لئے خاص شراب بھی حلال  
 قرار دے رکھی ہے۔ غالب کی یہ بات خوب ہے کہ وہ بلا واسطہ یا براہ راست اپنی شراب نوشی کے حوالے سے ضرور ہنگامہ نہ کھاتے کہ جانتے۔  
 غالب سوختہ جلیں را چہ بگشتار آری بہ دیارے کہ خداوند نظیری ز قیاس

لغت : سوختہ جلیں : غم و اندوہ کا دارا ہوا۔۔ چہ بگشتار آری : تو کیا بات کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی شاعری پر کیوں نگار کھا ہے۔ نظیری :  
 مشہور شاعر پہلے بھی چہ مرتبہ ذکر ہو چکا ہے۔۔ قیاس : یہ بھی قادری کا مشہور شاعر ہے۔۔

ترجمہ : اے خدا تو نے سوختہ جلیں غالب کو ایک ایسے دیار میں شاعری پر کیوں نگار کھا ہے جہاں کے لوگ نظیری اور قیاس میں فرق نہیں کر  
 سکتے۔ مطلب یہ کہ اس دیار کے لوگ قادری شاعری کا صحیح فہم نہیں رکھتے اس لئے غالب کا قادری میں غنی سرائی کرنا کس کام کا۔

لے مر حسین نقیر می سے مر حسین نقیل

## غزل #2

راہے ست کہ در دل فکد از خون، رود از دل ناید بہ زہاں شکوہ و بیہوں رود از دل  
 لغت : در دل فکد : دل میں آلتی یا پکڑتی ہے۔۔ ناید : نہ آئے، نہیں آتا۔۔

ترجمہ : ایک راہ طون کے ذریعے سے دل میں آتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے۔ ابھی شکوہ نہیں پر بھی نہیں آتا کہ دل سے نکل جاتا ہے۔  
 یعنی خون دل کے راستے سے باہر نکل کر پورے جسم میں گردش کرتا ہے۔ محبت کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ جس کا اعتبار زبان کے ہی کا لوگ  
 نہیں۔

آتش بدم آب تسلی شود و من خوں گروم از آن تف کہ بہ جیہوں رود از دل  
 لغت : تسلی شود : بھج جاتی ہے۔۔ تف : گری۔۔

ترجمہ : آگ تو تھوڑے سے پانی سے بھی بجھتی یا بجھتی ہے لیکن میری حالت یہ ہے کہ میں اس حدت و گری سے خون ہو کے رہ جاتا ہوں  
 جو دل سے جیہوں دریا میں چلی جاتی ہے یعنی میں محبت کی آگ میں جل رہا ہوں، جسے دریا بھی نہیں بجھا سکتا۔

خواہم کہ غم از کلبہ من گردد بر آمد تا خواہش بیہوداں ہوں رود از دل  
 لغت : گردد بر آمد : ملتی نکال دے، ہٹا کر دے۔۔ بیہوداں ہوں : بیاباں ملے کہ بیاباں خود ہی۔۔

ترجمہ : میری یہ خواہش ہے کہ غم میری بھونچڑی ہو گھر کی خاک اڑا دے یعنی اسے چلا کر دے تاکہ بیاباں خود ہی کی خواہش دل سے نکل  
 جائے۔ یعنی میرا تو کس قدر ویران ہو جائے کہ میرے لئے وہی صحرا و بیاباں بن جائے اور میں اسی میں خاک اڑاتا ہوں۔

سبل آمد و جوشے زد و در بحر فرو شد نیرنگ نگاہش چہ بہ افسوں رود از دل  
 لغت : جوشے زد : ٹھانسی مارے۔۔ فرو شد : ڈوب گیا، غل ہو گیا۔۔ نیرنگ : جلد و سر۔۔

ترجمہ : بھلا اس کی نگاہوں کا سر کس طرح دل سے مت سکتا ہے اس کی کیفیت تو ایسی ہے جیسے سیلاب آئے اس نے ٹھانسی ماریں اور



سمندر میں ڈوب گیا۔ یعنی جس طرح سیلاب کا پانی سمندر میں داخل ہو کر سمندر ہی کا حصہ بن جاتا ہے، اسی طرح محبوب کی نگاہیں دل میں اتر کر دل کا حصہ بن جاتی ہیں۔

بامین سخن از سستی ابہام سراپد کم خری قل ہایوں رود از دل  
لغت : سستی ابہام : دھوکے کا بے بنیاد ہونا۔ سراپد : کرتا ہے۔ کم : کہ میری۔ قل ہایوں : مبارک قل۔

ترجمہ : محبوب مجھ سے ابہام کے بے بنیاد ہونے کی بات سمجھ کر اس انداز سے کرتا ہے کہ میرے دل سے مبارک قل کی سرت و شندائی جاتی رہتی ہے۔ یعنی اس کے اس انداز میں کچھ ایسی دلکشی ہے کہ مجھے قل ہایوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ صوفی مروجہ نے کم یعنی ”کمہ ام“ کہ میری کو کم، کہ ہر ذرہ چاند کر سنی قابل دینے ہیں۔

غشش بہ خیالم نہ زند پلچہ ہلا ہر چند ز جوش ہوسم خوں رود از دل  
لغت : غشش : اس کی غصیت اس کا تصور۔ نہ زند پلچہ : ہو نہیں کرتا، نہیں اہم کرتا۔

ترجمہ : اگرچہ اس محبوب کی محبت میں میرے جوش ہوس کے باعث دل سے خون ٹپک پڑتا ہے لیکن اس کی غصیت یا تصور میرے ذہن میں ڈرا بھی نہیں اہم کرتا۔ ایک طرح سے دھندلا دھندلی رہتی ہے۔ گویا جوش ہوس کے باعث ایسا ہو رہا ہے۔

در طبع، دگر وہ ندیم بچ ہوس را گر حسرت اشراف فلاطون رود از دل  
لغت : وہ نہ دہم : میں نہیں آئے دوں گا۔ اشراف فلاطون : فلاطون کی خیالی دنیا۔

ترجمہ : میں اب اپنی طبیعت اول میں کوئی ہوس یا خواہش پیدا نہ ہونے دوں گا۔ خواہ فلاطون کی خیالی دنیا کی حسرت ہی کیوں نہ دل سے مٹ جائے۔ یعنی یہ دنیا دیکھنے کی حسرت تو ہے لیکن چونکہ یہ تہیہ کر لیا ہے کہ دل میں اب کوئی خواہش پیدا نہیں ہونے دوں گا اس لئے اس حسرت کے مٹ جانے کا بھی مجھے فہم نہ ہو گا۔

گیرم ز تو شرمندہ آذر م نابشم تا رخن مر تو ز دل چوں رود از دل  
لغت : گیرم : میں ماننا ہوں۔ آذر م : محبت و مصیبت۔

ترجمہ : میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں تیری کسی محبت و مصیبت کا شرمندہ نہیں ہوں گا لیکن میں اپنا یہ احساس گنہ گار ختم کر سکتا ہوں کہ تیری محبت میرے دل سے نہیں جاتی۔ گویا تیری محبت کا سیرے دل میں جاگزین رہنا بھی ایک طرح سے حیرا احسان ہے اور یوں مجھے حیرا شرمندہ احسان رہنا پڑے گا۔

زاں شعر کہ در شکوہ خوے تو سراپم لفظم یہ زبان ماند و مضمون رود از دل  
لغت : خوے تو : تیری فطرت۔ سراپم : میں کہتا ہوں۔ ماند : رہ جاتا ہے۔

ترجمہ : میں جو شعر تیری خواہش کی شکایت میں کہتا ہوں، اس کے لفظ تو زبان پر رہ جاتے ہیں لیکن اصل موضوع اشکات اول سے نکل جاتا ہے۔ گویا میری یہ شکایت مکمل نقلی ہوتی ہے، دل سے نہیں ہوتی۔

غالب نبود کشت مرا پاره ایرے جز دور فغانے کہ بہ گرووں دور از دل  
 لغت : کشت : بختی، فصل۔ پاره : ٹکڑا۔ گرووں : آہن۔  
 ترجمہ : غالب امیری بختی کے مقدور میں بدل ناکامی ٹکڑا نہیں ہے۔ یعنی کوئی بدل نہیں برستا کہ بختی ہری ہو سوائے میری آنکھیں تو  
 دنیا کے دھوئیں کے جہول سے نکل کر آسمان تک جا آئے۔ اٹھا بہ بھیجی کی بات کی ہے۔

### غزل # 3

مگفتم ز شادی نبودم گنجیدن آسمن در بخل حکم کشید از سادگی در وصل جانیں در بخل  
 لغت : شادی : خوشی، سرت۔ گنجیدن : ملنا۔ حکم کشید : اس نے مجھے نذر سے بچایا۔

ترجمہ : میں نے محبوب سے کہا کہ خوشی کی حالت میں میرے لئے تمہاری بخل میں ملنا آسمن نہیں ہے۔ اس پر اس محبوب نے اپنی سادگی  
 کی بنا پر وصل میں مجھے اپنی بخل میں نذر سے بچھڑایا۔ اگرچہ محبوب کی سادگی عاشق کے لئے سلیقہ ثابت ہوئی۔

نازم خطر و زید نش وال ہرزہ دل لرزید نش چھپے بہاری بر جبین دستے بہ دستل در بخل

لغت : خطر و زید نش : اس کا خیالی طور پر خطرے میں ہونا۔ ہرزہ : خوشی، نیکار۔ لرزید نش : اس کا کھینچنا۔ چھپے : چھپنا۔ جبین : بازی  
 کھیل میں۔ دستل : دستان کا تحفظ۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کا یہ انداز بہت پورا لگا ہے کہ وہ وصل میں خود کو خیالی خطرے میں محسوس کرنا اور اس وجہ سے اس کا دل بھی  
 خوشی لرز رہا ہے۔ وہ کھیل یعنی پیش و کشلا کے شغل میں مصروف بھی ہے اور خوشی پر دل بھی ڈالے ہوئے اور ہاتھ بخل میں دہانے ہوئے  
 ہے۔ گویا اس کی خوشی اور اس کا خیالی خوف ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور اس کا یہ انداز بظاہر رہا ہے۔

آہ از ننگ پیرا ہننی کانڑوں شدش ترا مانی تاخوے بڑوں دلا از حیا گردید عرواں در بخل

لغت : ننگ : پیرا ہننی : مختصر لباس میں ہونا۔ کانڑوں شدش : کہ اس کی جڑھ لگی ہے۔ ترا مانی : دامن کا گھٹنا ہونا، اطوارے میں بھرتی  
 بد چلتی، گھٹکڑی۔ خوے : پیننا۔

ترجمہ : دلوس کہ اس ننگ پیرا ہننی سے اس کی ترا مانی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو حیا کی بنا پر اسے پیننا آگیا ہے اور  
 دوسری طرف مختصر لباس کے باعث بخل میں آکر اس کا جہم نکلا ہو گیا ہے۔

دانش بہ سے در بانست خود را زمن نشانی رخ در کنارم ساخت از شرم پنل در بخل

لغت : دانش : ہوش و دماغ۔ در بانست : کھو بیٹھا۔ در کنارم : میرے پہلو میں۔  
 ترجمہ : شراب نوشی کے باعث وہ اپنے ہوش و دماغ کھو بیٹھا ہے، جس کی وجہ سے وہ مجھ میں اور خود میں فرق نہیں کر سکا چنانچہ میرے  
 پہلو میں آکر اس نے شرم کے بدلے اپنا چہرہ بخل میں چھپا لیا ہے۔ محبوب کی دونوں حالتوں، شراب نوشی اور شرم دہیا کی ابھی  
 تصویر کھلی ہے۔

تپاس دارد خویش را سے در گہل رختے غصے چہ رفتے زان میث گل از گہل در بخل

لغت : پاس دارد : خیال کرنا۔ رختے : ٹھنڈے، خستہ حال۔ زان میث : اس کی اس شراب سے۔

ترجمہ : جب تک اسے اپنا خیال رہا تو شراب گریبان میں اڑھل لیتا اور جب اس شراب کے اڑھلنے سے اس کے گریبان میں ٹکا ہوا پٹول اس کی بھل میں چلایا کر جاتا تو اس احمق کی حالت اس پٹول سے بھی زیادہ خستہ ہو جاتی۔

گاہم پہ پیلو خفتہ خوش بستے لب از حرف و سخن گاہم بیازو ماندہ سر سوئے زخندھاں در بھل  
حالت : گاہم پہ پیلو: کبھی تو وہ میرے ہلوس میں۔ بستے: بند رکھتا۔ گاہم بیازو ماندہ: کبھی میرے ہاتھ پر سر کو کھینچتا۔ سوئے زخندھاں: ٹھوڑی گھسانا۔

ترجمہ : کبھی تو وہ میرے ہلوس میں بڑے مزے کی نیند سویا ہو گیا خوش خوش سویا ہو تا اور خاموش پڑا اور کبھی میرے ہاتھ پر سر کو کھینچتا ٹھوڑی بھل میں گھسانا۔

ناخواندہ آمد جبکہ بند قباہیش بے گرہ داندر طلب منشورہ کشودہ عنوان در بھل  
حالت : ناخواندہ: بے علم ہونے۔ بے گرہ: کھلے ہوئے۔ طلب: بلانا۔ منشورہ: منظر پر عام۔ کشودہ: نہ کھولا نہ کھلا۔

ترجمہ : طبع کے وقت وہ بے علم ہونے اس حالت میں آیا کہ اس کے بند قبا کھلے تھے اور بلانے کے سلسلے میں بادشاہ کا بیٹا منظر کھانے میں رکے اور بھل میں رہا ہے۔ آیا: گویا بادشاہ نے طلب کو بلانے کے لئے محبوب کو اس کے پاس بھیجا یعنی چہ؟

بار خض سر بھنگی رواں کشی نخرود ڈوہیں بکت۔ وڑپس جلودار سے رواں کشی گویا چو گل در بھل  
حالت : بار خض سر بھنگی: فنی گھڑا۔ کشی: نہ اس کے۔ ڈوہیں: ٹھنڈے۔ جلودار: ایک جلودار گھڑے کی باگ پکڑ کر ساتھ چلنے والا۔ رواں: دوڑتا ہوا۔ گویا: کہنے۔

ترجمہ : ایک فنی گھڑا اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے جس کے ہاتھ میں نخرود ٹھنڈے ہے جبکہ اس کے پیچھے اس کی جلوداری میں ایک آدمی گیند اور پتھر لگا کر لو کھینچتا، بھل میں چلے دوڑ رہا ہے۔

سے خوردہ در بستل سرا مستانہ گشتے سوبسو خود سایہ اورا ازو صمد بلخ دیستل در بھل  
حالت : بستل سرا: بلخ ماہی۔ سوبسو: سوبسو اور حمار۔

ترجمہ : وہ شراب پی کر عالم مستی میں بلخ میں اور حمار حکومت رہا تھا۔ اس حالت میں اس کے اپنے سامنے کی بھل میں بیٹھکوں بلخ اور بوجھل لڑا رہے تھے۔ گویا محبوب کے سامنے میں بھی ہل لڑا رہتا تھا کی بے مدد دل لگتی ہے۔

چوں غنچہ دیدہ سے در چمن گھٹنے بہ گھبن کت ذمن چوں رفتہ بلوک از جگر چوں ماندہ پیکل در بھل  
حالت : گھبن: پٹول اور فنی۔ کت: کتہ کا تیرا۔ ذمن: مجھ سے، میری وجہ سے یا میری طرح۔ چوں: کیونکر، کیسے۔

ترجمہ : جب وہ چمن میں فتنے کو دیکھتا تو گھبن سے کتا کہ میری وجہ سے تجھے بگڑے بگڑے کیونکر گل گیا تھا بگڑے کہ تجھ باہر گل گیا اور اس کا پیکل کیونکر بھل میں رہ گیا۔ کیا کیسے ہو؟ غالباً غمزدہ ہے کہ محبوب کے شمن سے گھبن پر یہ کیفیت طاری ہوئی۔

ہل غالب خلوت نشیں بچے چنل، بچھے چنیں جاسوس سلطان در کہیں مطلوب سلطان در بھل  
حالت : کہیں: گھٹا۔ مطلوب: محبوب۔ بچیں: بچیں۔

ترجمہ : ہل اے خلوت گھیں غالب! یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک طرف تو تو اتنے خوف کا شکار ہے اور دوسری طرف میں دیکھتا کا کا سلطان۔ بادشاہ کا جاسوس میری گھٹا میں ہے جبکہ اس (بادشاہ) کا محبوب میری بھل میں ہے۔ گویا خوف جاسوس کے گھٹا میں ہونے کے سبب اور بھل میں محبوب سلطان کے بھل میں ہونے کے باعث ہے۔

## غزل # 4

داریم در ہوا ہے تو مستی بیوے گل باراست بلوہ اسے کہ تو نوشی بیوے گل  
لغت : ہوا ہے تو: ہماری خواہش، آرزو۔ باراست: ہمارے لئے ہے۔

ترجمہ : ہمارے لئے ہماری آرزو و تمنا میں، پھول کی خوشبو سے مستی کا سامان ہو جاتا ہے۔ (یعنی پھولوں میں محبوب کی سی خوشبو ہے جسے سونگہ کر ہم پر مستی طاری ہو جاتی ہے اور وہ شراب ہو تو پھولوں کے سامنے بیٹھ کر پیتا ہے وہی ہمارے لئے شراب بن جاتی ہے۔ گویا محبوب بارغ میں ہے۔ عاشق سامنے بیٹھا اس کے خشن کے نظارے میں کھویا ہوا اور اس طرح مست ہے جیسے شراب پیار لگی ہو۔

اندازہ شیخ رشکم و ترسم ز انتقام پوشم ز شیخ چشم و نہ بینم بسوے گل  
لغت : اندازہ شیخ: اندازے کا خیال رکھتے ہوئے۔ ترسم: ترسم میں ڈرتا ہوں۔ پوشم: پوشم میں ڈھانچتا ہوں۔

ترجمہ : میں رشک کرنے کے موقع پر اندازے کو پیش نظر رکھتا اور انتقام سے ڈرتا ہوں۔ میں شیخ سے چشم پوشی کرتا ہوں اور پھول کی طرف نہیں دیکھتا۔ مگر وہ کہ عاشق، محبوب کی محفل میں ہے جہاں شیخ اور پھول ہیں۔ اس محفل پر اسے رشک نہیں آتا اسی لئے ان کی طرف نہیں دیکھتا اور اگر انہیں دیکھ کر لطف اٹھائے تو یہ گویا محبوب سے انتقام لینے کے حراف ہو گا۔ گویا محبوب کے دھڑکی سے محفل کی رونق ہے، شیخ، گل کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔

برگوشہ بسلام غریب است و آشنا گلشن دیار گل بود و شاخ کوے گل  
لغت : برگوشہ بسلام: مڑاؤ پیش و نکلا کی محفل کا فرش۔ غریب: پرہیز، اجنبی۔ آشنا: واقف کار، مانوس۔

ترجمہ : پھول پیش و نکلا کی بسلام پر اجنبی ہے اور آشنا سا لگتا ہے، جبکہ اس کا اصل وطن پھولوں کا ہوتا ہے اور شاخ اس کا گچہ ہے۔ مطلب یہ کہ پھول بے شک محبوب کی محفل ہی میں کیوں نہ ہو اس کی دل کشی اپنی شاخ پر ہی لگے رہنے میں ہے۔

اندیشہ را بہ نیم ادا می توان فریفت خون کن دلے کہ از تو کند آرزوے گل  
لغت : اندیشہ: سوچ، فکر، خیال۔ می توان فریفت: فریب دیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ : خیال کو اس محبوب کی نیم ادا نہیں معمولی سی ہوا پر بھی فریفت کیا جاسکتا ہے۔ ایسے دل کو تو خون کروے (خون ہونے دے) اور تھ سے پھول کی آرزو کرتا ہے۔ حالانکہ مزید یہ کہ دل کشی کا اصل باعث تو محبوب کی ہوا ہے جس سے پھول محروم ہے اس لئے اس کی آرزو کیا کرتا۔ اس سلسلے میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

عرفی :

زیت نہ گوشہ چشمی نہ چمن اہلیے بھیر تم کہ دل برہمن زلف چوں شد  
میر تقی میر :

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو  
احمد علی قاسمی :

وہ کشش کچھ دھڑکی جج ہے جسے خشن کہتے ہیں الہی دل نہ بدل عارض و چشم دل نہ کمال جست بقی ہے

انگل بہ رنگ دیوے کہ ماند کہ در چمن گل در پس گل آمدہ در جستجوی گل  
 لغت : کہ : کسی سے۔۔ ماند : مٹا ہوا ہے، ماندہ ہے۔

ترجمہ : یہ پھول اپنے رنگ دیوے میں کسی کی مانند ہے کہ ہل میں ایک پھول دوسرے پھول کے پیچھے اس پھول کی تلاش میں آ رہا ہے۔ کسی سے محروم محبوب ہے۔ ہل میں پھولوں کی کثرت ہے۔ شاعر نے یہ علت بیان کی ہے کہ چونکہ پھول کا رنگ وہ محبوب سے ملتا جلتا ہے اس لئے پھول اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ صنعت حسن تخیل سے کام لیا ہے۔

جوش بہار بسکہ مدارش گسستہ است بازو بدشت بخت ہے راہہ دیوے گل  
 لغت : مدارش : اس کی گام۔ گسستہ است : توڑا ہوا ہے۔۔ بازو : دوڑتی ہے۔

ترجمہ : جوش بہار نے پھول کی خوشبو کی گام کچھ زیادہ ہی توڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دیوے گل باہن میں ہے وہ وہ خوشی کی طرح دوڑ رہی ہے۔ اس شعر میں بھی صنعت حسن تخیل ہے۔ یعنی بہار میں پھولوں کی کثرت کے سبب ان کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ شاعر نے اس کی علت بے راہہ یعنی دلی تالی ہے۔ معنی مروجہ نے سوئے گل "کی بھانے" "پہرے گل" اور "پہرے" "معنی دوڑ کھڑا ہے جبکہ لفظ "بازو" میں یہ مفہوم ہے۔ "پہرے" کا یہاں کوئی عمل نہیں۔

ہی زود گیر زود گسل ہی تنگی چنگے در ششم خوی شعلہ و در مر خوی گل

لغت : ہی : یہ کیا۔۔ زود گیر : جلد پکڑنے یعنی کل مل جلتے والا۔۔ زود گسل : جلد نونے یعنی تھکن توڑنے والا۔۔ ہی : جی بگے، حیرانی و تعجب کے اظہار کے الفاظ۔

ترجمہ : چہ یہ کیا کہے محبوب! کہ تو زود گیر بھی ہے اور زود گسل بھی، لیکن مجھے تو تو شعلے کی سی غرضت، دلا ہوا ہے اور نبت میں حیرانی، پھول کی سی ہے یعنی نرم، خنکی اور دو شعلے سے پاک۔ یہ محبوب کی دونوں غصتیں عاشق کے لئے حیرانی کا باعث ہیں۔

زانکہ کہ عذرا لب لباب داہہ ای مرا افزودہ ای امید من و آہوے گل

لغت : زانکہ : ازانکہ، جب سے اس وقت سے۔۔ افزودہ ای : تو نے بڑھائی ہے۔۔ عذرا لب لباب : عذرا بہ بلبل۔

ترجمہ : جب سے تو نے مجھے "عذرا لب لباب" کا لقب دیا ہے تو نے میری امید افزائی کی یعنی عرصہ بڑھایا ہے اور پھول کی آہوے میں بھی اضافہ کیا ہے۔ بلبل، پھول کی عاشق ہے اگر عاشق، بلبل ہے اور معشوق، گل، محبوب کا عاشق کو عذرا لب لباب کہنا گویا اس کے عشق کو تسلیم کرنا اور اس کی امید بڑھانا ہے اور یہ اپنی عزت و آہوے میں بھی اضافہ کا سامان کرنا ہے۔

در موسم تموز گلابے بہ تن بریز تا آب رفتہ باز بیاید بہ جوے گل

لغت : تموز : گرمی، گرم (اردو میں) کا ایک مہینہ جو جولائی کے مطابق ہوا شدہ گرم ہوتا ہے۔۔ بریز : گرہ (دال)۔۔ گلاب : گل + آب یعنی عرق گل، گلاب کا عرق۔۔

ترجمہ : اے محبوب! تو نبت گرمی کے موسم میں اپنے بدن پر گلاب کا عرق (خوشبو کی خاطر) ڈال کر عاشق گل سے نکلا کر پھول کی ندی سے گیا ہو ابلی پھر اس میں دالیں آجائے۔ گرمی کے موسم میں گلاب کا پھول نہیں ہوتا اس لئے گل آب کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے گرمی میں محبوب کا چہرہ کچھ بھانجا سا ہے، عرق گل سے نہانے سے اس کا چہرہ تروتازہ اور شگفتہ ہو جائے گا اور یوں گویا پھول (محبوب) کی ندی کا نکلا ہوا پانی اس کے چہرے کی شگفتگی و تازگی دالیں اس میں آجائے گا۔

غالب ز وضع طالبم آید حیا کہ داشت چشمے بہ سوے بلبل و چشمے بہ سوے گل

لغت : وضع: روش، طرز، انداز۔ ذریعہ علم: مجھے علم کی روش ہے۔ طالب: مخیر، دور کا مشہور شاعر جو آمل کا رہنے والا اور جہانگیر کے دربار سے وابستہ تھا۔ وفات: 1036-1627 ڈو سرا مصرع اس کا ہے۔۔۔  
ترجمہ : طالب مجھے علم کی اس روش پر شرم آئی ہے کہ اس کی ایک آنکھ تو بلی کی طرف تھی اور دوسری آنکھ بھول کی طرف۔ گویا یہ مانتا تھا وضع تو نہ ہوئی۔ عاشق کی توجہ تو صرف بھول (محبوب) کی طرف ہوتی ہے۔ صوفی مرحوم نے فقط طالب کی وضاحت میں کی۔ سرسری ترجمہ کر دیا ہے۔

## غزل #5

تن بر کرانہ ضایع، دل در میانہ غافل چوں غرقہ اے کہ ماند رشتش بسوے ساحل

لغت : کرانہ: کنارہ۔۔۔ غرقہ اے کہ: وہ ڈوبا ہوا ہو۔۔۔ ماند: رہ جائے۔۔۔ رشتش: اس کا لباس۔۔۔

ترجمہ : میرا جسم اس ڈوبنے والے کی طرح جس کا لباس کنارے پر پڑا رہ گیا ہو، کنارے پر ہی ضایع ہو گیا اور دل در میان میں کھو گیا۔ یہ صورت حال ہے یہی اور بھلاہ گی کی علامت ہے۔

داظم بہ شعلہ زائی، انداز برق خائف سیم بہ نارسائی، پرواز مرغ بسل

لغت : شعلہ زائی: شعلے پیدا کرنا، برساتا۔۔۔ برق خائف: ایک لے جانے والی بجلی جگہ کرتے دلی۔۔۔ سیم: میری کو خش۔۔۔ نارسائی: نہ پختہ یعنی کامیاب نہ ہونا۔۔۔ مرغ بسل: زخمی پرندہ۔۔۔ داظم: زخم، زہر۔۔۔

ترجمہ : میرے داظم، شعلہ برساتے ہیں جہ وہید کر دیتے دلی بجلی کی مانند ہیں جبکہ میری کو خش، ناگہی کی بنا پر، مرغ بسل کی پرواز کی طرح ہے۔ داظم سے مراد اگر داظم ہے فہمت ہیں تو مطلب ہو گا کہ ان میں شدید جوش ہے اور سبھی ناگہم کا مطلب ہو گا دوست تک رسائی کی ناگہم کو خشیں۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں میری کو خشیں ناگہم ثابت ہو رہی ہیں، حالانکہ میرے چندوں میں بڑی شدت ہے۔

ذوق شہادت را دست قضا بہ حنا سیر سعادت را، پائے ستارہ در گل

لغت : بہ حنا: مندی میں۔۔۔ سیر سعادت: میری خوش ختی کی گردش۔۔۔ پائے در گل: پاؤں دلدل میں پھنسنے ہوئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : میرے ذوق شہادت کے سلسلے میں قضا کے ہاتھوں پر مندی لگی ہوئی ہے یعنی اس کے ہاتھ رکے ہوئے ہیں اور پاؤں میرا ذوق شہادت پر دائیں ہو رہے اور میری خوش ختی کے سلسلے میں میرے مقدر کے ستارے کے پاؤں کچڑ میں ہیں اور میں اس کی گردش رک گئی ہے۔ یعنی میں ایک بد نصیب انسان واقع ہوا ہوں۔

اندیشہ را سراسر حشرے ست در برابر نظارہ را دایم برتے ست در مقابل

لغت : سراسر: پوری طرح۔۔۔ حشرے ست: ایک قیامت ہے۔۔۔ دایم: مسلسل، حواثر۔۔۔

ترجمہ : فکر و خیال کے سامنے (آگے) ایک قیامت پوری طرح برپا ہے، اور نظارہ کے مقابل ایک بجلی حواثر چمک رہی ہے۔ گویا عاشق کے دل میں محبوب کا خیال ایک حشرہ پانکے ہوئے ہے، جبکہ محبوب کے چہرے کی چمک دیکھ کا نظارہ ایسے ہے جیسے آنکھوں کے سامنے بجلی مسلسل چمک رہی ہو۔

فرسودہ کشت پالم از پوسے ہائے ہرزہ آشفٹ شد دامن زاندریش ہائے باطل  
 لغت : فرسودہ کشت: کھس گئے۔۔۔ پوسے ہائے ہرزہ: فضول اور بیکار روز بھاگ۔۔۔ آشفٹ شد: پریشان ہو گیا۔۔۔ اندریش ہائے باطل: فضول  
 قسم کے خیالات۔۔۔

ترجمہ : میرے پاس بیکار قسم کی بھاگ دوڑ سے کھس گئے ہیں اور میرا دلغ فضول قسم کے خیالات سے پریشان ہو گیا ہے۔ بیکار بھاگ دوڑ  
 یعنی ایسی سنی و خوش جس سے کچھ حاصل نہ ہو۔ اسی طرح خیالات، تہیہ کی بجائے پریشان کن ہی دلغ میں سامنے رہے۔

ہم درخشاں دویشیں عالم تبہ بہ صحرا ہم در بہائے صبا ر فخم گرو بہ منزل  
 لغت : دویشیں: گذری ہوئی رات کا۔۔۔ ہائے صبا: شراب کی قیمت۔۔۔ ر فخم: میرا سلاں۔۔۔

ترجمہ : کل رات کے خفا میں دھڑکے کا نتیجہ تھا میں آج صبح جاں مال ہو کر صحرانوردی کر رہا ہوں، اس طرح شراب کی قیمت اور کرنے کے  
 سلسلے میں میرا سلاں میرے گمراہی میں گمراہی چڑھ گیا ہے، یعنی گمراہی میں رہ گیا ہے۔ اپنی بد حالی اور غفلت کی بات کی ہے۔ اور میں جوں کا تو ہے:

مفت کی پیتے تھے سے اور جی میں کہتے تھے کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فائدہ مستی ایک دن  
 محکم ز رو سیاہی داغ جبین خلوت ہنگم زبے نوائی نگ بساط محفل

لغت : رو سیاہی: چہرے کا لڑکھ ہو رہے ہو۔۔۔ ہنگم: میرا ساز۔۔۔ بے نوائی: آواز ڈالے اور سر نہ ہوا۔۔۔

ترجمہ : میری وضع اپنی ہے نوری کی وجہ سے تخلی کی پوشاں کا داغ ہے، جبکہ میرا ساز بے آواز ہونے کے باعث میں وکلاء کی محفل کے  
 لیے ایک ٹھک ہے (بلا ٹھک ہے)۔ وہی اپنی بد حالی کی بات، مختلف انداز میں۔

راز تو در منتقن تنگ ریخت بر لب تیر تو در گذشتن پیکان گداخت در دل

لغت : در منتقن: چھپاتے ہیں۔۔۔ تنگ: گری کے واسطے جو نگار اترنے کے بعد مریض کے ہونٹوں پر نکل آتے ہیں، چھپاتے۔۔۔

ترجمہ : تیرا راز (راز محبت) چھپاتے چھپاتے میرے ہونٹوں پر چھپاتے چڑھ گئے، جبکہ تیرا (تیرا محبت) میرے دل کو چیرا ہوا ہوں گذر گیا کہ  
 اس کی اپنی دلی میں جھل کر رہ گئی۔ راز محبت چھپاتا ہے حد و شمار ہے، اور تیرا محبت دل کو چیرا رہا، کر دیتا ہے جو حد متا کر رہا ہے۔

نظارہ با ادایت، سوئی و طور سینا اندریش با بلایت باروت دچاہ باطل

لغت : با ادایت: تیری دعا کے ساتھ۔۔۔ بلایت: تیری بلا سے نجات کے ساتھ۔۔۔

ترجمہ : تیری دعاؤں کے ساتھ تیرا نظارہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت سوئی نے طور پر خدا کے جلوسے کا نظارہ کیا تھا اور جوش ہو گئے تھے اور  
 تیری بلا سے نجات کا اندریش ایسا ہی ہے جیسے باروت و باروت چاہ بیل میں ڈالے گئے تھے (قرآنی حکمت)۔ یہ دونوں فرشتے تھے جنہیں باطنی  
 طاقتیں دے کر آسمان سے زمین پر بھیجا گیا، بیل وہ ایک ذہور ہائی و قاصر، فرشتہ ہو گئے۔ قدرت کی طرف سے انہیں سزا کے طور پر چاہ  
 بیل میں ڈال دیا گیا، جبکہ ذہور آسمان پر متادین کی۔

باہن نمودہ بختوں بیعت پہ فن سودا بر تو فشاخہ لیلی زبور ز طرف محفل

لغت : بیعت: اطاعت۔۔۔ فن سودا: جنوں اور راگی کا فن۔۔۔ فشاخہ: ٹار کے۔۔۔

ترجمہ : جنوں اور راگی میں مجھوں نے میری بیعت کی ہے، جبکہ لیلی محفل میں سے زبور تھو پر ٹار کرتی ہے۔ گویا میں اپنی اپنی خلق میں مجھوں  
 سے بڑھ کر ہوں اور جن میں تو انجیب (الٹی) سے بڑھ کر ہے۔

عقاب بہ غصہ شلوم، مرگم بخولش آسں در چارہ نامروم کارم ز دوست مشکل

نعت : سرگم: میری موت۔۔

ترجمہ : غالب! میں رنج و غم میں غوش ہوں! جس کے باعث! میری موت میرے لیے آسان ہے، چارہ سادی میں میں مٹاؤ یعنی یہ مدد بد نصیب ہوں اور یہ کہ دوست میرا کام ہمارے مشکل ہے۔ رنج و غم کے بعد موت میرے لیے آسان ہے جبکہ بد قسمتی کی بنا پر مجھے حشر میں کالیابی کی امید نہیں اور نہ دوست کے سروان ہونے کی توقع ہے۔

## روایف۔ م

### غزل # 1

رقم کہ کنگلی زرتشا برا گنم در برم رنگ روئے دیگر انگنم

نعت : رقم: مرگوش نے چاہا۔ کنگلی: پراپا ہیں۔۔ برم رنگ روئے: رنگ اور خوشبو کی محفل! یہ دنیا محبت کی محفل بھی مرگوش ہو سکتی ہے۔

ترجمہ : میں نے چاہا! میرے دل میں یہ بات قوی ہے کہ میں تمھارے کام پر اپنا دور کروں اور رنگ روئے کی اس محفل میں ایک نیا انداز ڈال دوں یعنی پیدا کروں۔ اپنی جدت پسندی کا اظہار کیا ہے۔ ماضی کی برم رنگ روئے ایک ہی ذکر پر چل رہی ہے۔ جس میں جدت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

در وجد اہل صومعہ ذوق نظارہ نیست تابدید راب زمرہ از منظر انگنم

نعت : اہل صومعہ: خائفہ کے لوگ۔۔ تابدید: ستارہ زہرا! اسے دھندھ ٹھک بھی کہتے ہیں! تحصیل گذشتہ صفحت میں دی ہے!۔۔ منظر: مرگوش کی اور کنگلی کی جگہ!۔۔

ترجمہ : اہل خائفہ کے وجد و حال میں وہ پہلا سا ذوق نظارہ نہیں رہا۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے نظموں سے مجید کو آسان کی کنگلی سے نیچے آنکروں۔ یعنی اہل خائفہ دلی غلوں و جذب سے ماری ہیں۔ شاعر اپنے نظموں سے ایسا وجد مل چکا ہے کہ کنگلی میں پیدا کرنا چاہتا ہے جس سے نہ صرف اہل دنیا بلکہ آسمان کی زہرہ بھی لطف اندوز ہو۔ اس آسمان سے آواز کی بنا پر ہو گا۔ یہ بھی طرز کمن کو بدلتا ہے۔

معشوقہ را ز زبانیہ بدائش کسم حوس کز لاغری ز سادہ او زیور انگنم

نعت : بدائش: اس طرح!۔۔ حوس: چمکین!۔۔ لاغری: دھاپا۔۔ سادہ: کھلی۔۔

ترجمہ : میں اپنے جادو و فراو سے اپنی معشوقہ کو آواز دھکیں کروں کہ وہ بچے ہیں کا اظہار ہو جائے اور یوں اس کی کھلی سے زیور گر پڑے۔ جادو و فراو جو کمال غم کی صورت میں ہو گا۔ شروع میں جو طرز کمن ختم کرنے کی بات کی ہے اور اس غزل کے بیشتر اشعار میں مختلف صورتوں میں دہرائی ہے۔

ہنگامہ را جیم جنوں بر جگر زخم اندیشہ را ہوائے فصول دور سر انگنم

نعت : ہنگامہ: جوش و خروش۔۔ جیم: جوں!۔۔ جگہ: جگہ!۔۔ اندیشہ: فکر، خیال، دانسی!۔۔ ہوائے فصول: جادو یا سحر کی قوت سحر آفرینی۔۔



ترجمہ : میں دنیا کے ہنگاموں کے جگر پر دھجی کا لادنا دیکھ رہا ہوں اور انسانی فکر و خیال کے سر میں بحر افریقا جیسا بحر میں ڈال رہا ہوں۔ یعنی شاعر یہ چاہتا ہے کہ چونکہ دنیا کے ہنگاموں میں وہ پہلے والا جوش و خروش اور دھول نہیں رہا اس لئے وہ اہل عالم کو جنوں آشنا کر دے کہ اسی سے یہ دلوں سے پیدا ہوتے ہیں، راضی و فرغانگی سے نہیں۔ بلکہ انسانی ذہن جس طرح جہود کا کفار ہے، وہ پہلے والے افکار و خیالات نہیں رہے اس میں وہ کوئی ایسا سرمایہ نہ رکھ دے جس سے ان افکار میں بدعت پیدا ہو۔

عظم کہ ہم بجائے رطب طوطی آورم ابرم کہ ہم بھڑے زمیں گوہر انگنم

نعت : عظم میں دور دست ہوں۔۔۔ رطب : کجور، شکار اور خوش ذائقہ پھل۔۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسا دور دست ہوں جو رطب کی بجائے طوطی شیریں خن پر غصہ پیدا کر رہا ہوں اور میں ایک ایسا پھل ہوں جو زمین پر بھی موٹی برساتا ہوں یعنی پانی کے قطروں کی بجائے موٹی برساتا ہوں۔ اپنی شاعری کی شیرینی کو طوطی سے اور اشعار کو گوہر سے تشبیہ دی ہے۔

بغا نریاں ز شرح غم کلزار نفس شمشیر را بہ رعشہ زتن جوہر انگنم

نعت : غازی : دلیر پاشا جو جنگ لڑ کر زندہ واپس آتا ہے۔۔۔ کلزار : نفس : نفس مارنے کی جنگ۔۔۔ رعشہ : کچکی، لرزہ۔۔۔ جوہر : چمک جیڑی۔۔۔

ترجمہ : اگر میں غازیوں کو اپنی نفس مارنے کے ساتھ جنگ کے غم کی تفصیل بھلاؤ تو ان کی غواہ پر ہاتھ ایسا لرزہ طاری ہو جائے کہ اس کی مدد کی چمک اور جیڑی ختم ہو کر رہ جائے۔ یعنی انسان کو اپنے نفس مارنے بہت زیادہ غم دینے والا ہے جو واسطہ پر غور اس سے ہو جھڑکنا چاہے وہ عام جنگ میں دلی ہی کے مظاہرے سے کہیں زیادہ دھڑا ہے۔ بڑے بڑے دلیر بھی اس جنگ میں ہمت کھاتے ہیں۔ بتول ذوق :

شنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا بڑے موزی کو مارا نفس مارا کو گر مارا

با دیریاں ز شکوہ پیداو لہل دیں مرے زخویشتن بدل کافر انگنم

نعت : دیریاں : دوری کی وجہ اہل دیہ، بہت پرست۔۔۔ پیداو : علم و حکم۔۔۔ مرے : خاص محبت۔۔۔

ترجمہ : اگر میں اس عظم و حکم کی شہادت لہل دیہ سے کروں جو اہل دیہ کے لئے گھر پر رکھے ہیں تو ایک کافر کے دل میں بھی میرے لئے محبت پیدا ہو جائے۔ اپنے کوہر اپنا یعنی مسلمانوں کے بے حد غم و حکم کا شکوہ کیا ہے، ایسے عظم کہ جنہیں سن کر کافر کو بھی ترس آجائے۔

ضعفم بہ کعب مرتبہ قرب خاص داو سجادہ گستری تو دمن بستر انگنم

نعت : ضعفم : میری ہلاکت۔۔۔ سجادہ گستری : توسل پچانا ہے۔۔۔

ترجمہ : میری ہلاکت کی بہت گھٹے کعب میں قرب خاص میر کیا۔ تو کعب میں صلی اچانے لانا نہ پچانا ہے جبکہ میں بستر پچانا ہوں۔ گویا دار حسیب سے احتیاط عقیدت رکھنے والوں کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ وہیں کے ہو رہیں۔ وہیں بستر پچانا قرب خاص کی علامت ہے۔

تباہ تلخ ترشود و سینہ ریش تر بگدازم آہینہ و در ساغر انگنم

نعت : ریش تر : زیادہ زخمی۔۔۔ بگدازم : پگھلا رہا ہوں۔۔۔ آہینہ : شیشہ بیلور۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ شراب کے ڈالنے میں مزہ لگتی آجائے اور سید مزہ دھنوں سے بھر جائے۔ میں شیشہ پگھلا کر جام میں ڈال لیتا ہوں۔ اپنی احتیاط و خواہش پندی کی بہت کی ہے۔

راہے ز کج دیر بہ مینو کشود ام از غم کشم پیالہ و در کوثر انگنم

نعت : کج : کج گویا۔۔۔ مینو : مینہ۔۔۔ دیر بہ : دیر بہت۔۔۔

ترجمہ : میں نے کچھ دیر سے ہشت تک کاراستہ کھولی لیا ہے، چنانچہ میں شراب کی سراپی سے پیالہ بھرتا ہوا راستے کوڑ میں ڈال رہا ہوں۔  
گویا شاعر کو شراب کے نشے سے کچھ ایسا سوراخ ہے جو ایک طرح سے اس کے لیے دو عالمی کلیت کا باعث بنتا ہے۔

حصینؒ فرقت "علی الصبیان" قسم آوازہ "انا اسد اللہ" دریا گنہم

نوٹ : حصین بن منصور جس نے "مطالع" کا شعور لگایا اور چلائے وقت کے فخر ہے اسے وہی نظر آ گیا۔ علی الصبیان: حضرت علیؑ کے بیٹے۔ "انا اسد اللہ": میں اسد اللہ ہوں، اسد اللہ حضرت علیؑ کا لقب، نیز خود غالب کا نام۔

ترجمہ : میں علی الصبیان فرقت کا منصور ہوں۔ میں "انا اسد اللہ" کا شعور لگاتا ہوں۔ خود کو حضرت علیؑ کا عاشق کہتا ہے، ایسا عاشق جو ان کی ذات میں گم ہے۔ اس میں شاعر کا نام بھی آ گیا۔ اس میں ایک طرح کی صنعت اس نام بھی ہے۔

ار زندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست خود را بنفک رہ گذر حیدر ا گنہم  
لغت : ار زندہ: قیمتی۔۔ حیدر: حضرت علیؑ کا دوسرا لقب۔

ترجمہ : زمانے میں کچھ جیسا قیمتی گوہر نہیں ہے۔ میں خود کو حضرت علیؑ کے راستے کی خاک میں ڈال رہا ہوں۔ یعنی حضرت علیؑ کے قدموں پر اپنی زندگی قربان کرنا شاعر کے لیے بہت بڑی کوشش بنتی ہے۔

غالب بہ طرح منقبت عاشقان اے رفتم کہ کھنگی ز قماش برا گنہم

لغت : منقبت: صاحب کرام، اعلیٰ ہیئت اور صفت کی تعریف و ستائش میں کہے گئے اشعار احمد خدای مدح اور نصرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہے گئے اشعار کو کہتے ہیں۔

ترجمہ : غالب! میں نے ایک عاشقانہ انداز میں منقبت کی ہے اور یہ اس لیے کہ میں نے منقبت کا ہر انا ازہ لایا ہے۔ یعنی پہلے منقبت میں صاحب منقبت کی تعریف و توصیف ہوئی تھی۔ میں نے یہ انداز بدل کر اس میں عاشقانہ رنگ بھر دیا ہے۔ اس سے پہلے وہ شعر حضرت علیؑ کی منقبت میں ہیں جو عام ذکر سے ہٹ کر ہیں۔

## غزل #2

بسکہ بہ جیجیہ بخولش جلوہ زگرایم نہ بردازی بد عشوہ کو آیم

لغت : جیجیہ: مل کھاتا ہے۔۔ جلوہ: راستہ، گزشتہ۔۔ بردازی: لہائی میں۔۔ عشوہ: ناز و ناز انداز۔

ترجمہ : میری گمراہی کے باعث راستہ اپنے آپ میں پیچ و کدکب کھا رہا ہے۔ میری کو بچوں کا ناز و میرے راستے کی طوالت کا باعث ہے اور جس طرح وہ غلط راہ پر گھمزن ہے اس کا یہ انداز اس کی زندگی کو گھٹن بنا رہا ہے۔ راستے کے پیچ و کدکب کھانے سے مزاح ہے کہ اس کی گمراہیوں پر راستے کو بھی دکھ ہوتا ہے کہ یہ شخص صحیح راہ کیوں اختیار نہیں کرتا۔

شعلہ پکد، غم کرا، گل گنگند، مزو کو شمع شبنم، بد بحر کا ایم

لغت : پکد: پھٹتا ہے۔۔ کرا: کس کو۔۔ مزو: اجڑا، اصل۔۔ گنگند: کھلے، کھلیں، کھلاؤں۔

ترجمہ : اگر مجھ سے شعلے بجتے ہیں تو اس کا کسمے غم ہے؟ اگر کسی کو اس کا غم نہیں اور اگر میری وجہ سے پھول کھلتے ہیں تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟  
میں خواب گھا میں بچنے والی شمع اور شمع کے وقت بچنے والی ہوا ہوں۔ شمع جلتی ہے تو کسی کو اس کے اس بچنے کا احساس اور دکھ نہیں ہوتا۔ شمع

کے بٹے سے مڑو حاضر کار کوں میں جگا ہوتا ہے جس کا کسی کو احساس نہیں اور بد مکر لگی سے مڑو اس کا شعر وادب کی خدمت ہے جس کی اسے کوئی دوا نہیں تھی۔

جور تیل دل کش است، نحو بد اند ششم پند کسل آتے سنت دغ نکو خواہیم

لغت : جور : علم و حکم۔ نحو : مصروف، کم۔ چہ : نصیحت۔ نکو خواہی : بھلا چاہیہ، خیر خواہی۔

ترجمہ : صیغوں کے علم و حکم میں بدی دل کشی ہے، میں ان کی اس بداعتی (براسرہ) سے مڑو علمائیں نحو ہوں، لوگوں کی سمجھیں بھڑے آگ کا لہم کرتی ہیں، میں ان کی اس خیر خواہی کا جا ہوا ہوں۔ یعنی صیغوں کے علم و حکم میں میرے لئے بہت بدی لذت ہے جس میں میں گم ہوں اسی لئے ان کے خلاف آواز تک بلند نہیں کرتا۔ اور لوگوں کی خیر خواہی میرے لئے ایک مصیبت بنی ہوئی ہے۔ وہ میری اس لذت سے ناگیا ہیں۔

گوشہ ویرانہ را آفت ہر روزہ ام منزل جانانہ را فتنہ ناگاہیم

لغت : جانانہ : محبوب، معشوق۔ فتنہ ناگاہیم : میں اچانک اٹھنے والا فتنہ ہوں۔

ترجمہ : ایک ویران گوشے کے لئے میں ایسا ہی ہوں جیسے کوئی روزہ روز کی آفت اور منزل محبوب کے لئے میں اچانک کا ایک فتنہ ہوں۔ ویران گوشے سے مڑو عاشق کا اپنا ویران مکر جو اس کی وجہ سے ویران ہو گیا ہے، جبکہ محبوب کے گھر اس کے پہنچنے پر اسے اچانک کا فتنہ یعنی سخت مصیبت سمجھا جاتا ہے۔

دور قلوب ز یارہ ملای بے دجلہ ام نیست ولم در کنار دجلہ بے مایم

لغت : دجلہ : مشہور دریا، محض دریا۔ ملای بے دجلہ : ملای بے آب، پانی سے ابراہیم دور چلی جو خرابی رہتی ہے۔

ترجمہ : میں اپنے محبوب سے دور ہو گیا ہوں اس کے حجر کا کنارہ ہوں۔ میری حالت ملای بے آب کی سی ہے، میرا دل میرے پلو میں نہیں اس لحاظ سے میں چلی کے بغیر رہتا ہوں۔ دل کو چلی سے اور پلو کو دریا سے تشبیہ دی ہے۔ "ملای بے دجلہ" اور دجلہ بے ملای میرا مشقت تھا، ایک دوسرے کی ضد یا برعکس ہے۔

بلندہ دیوانہ ام، عقلی و ساسی خوشم حکم ترا عقلم، قہر ترا ساقیم

لغت : عقلی : فطاکار۔ ساسی : سوسنے، سو کرنے یعنی بھولنے والا۔

ترجمہ : میں ایک دیوانہ انسان ہوں جو فطاکار (اورادہ فطاکارنے والا) بھی ہے اور سو کرنے والا بھی۔ میں خوش ہوں کہ میں حیرت انگیز احکام پر عمل کرنے کی بجائے ان سے سر تابی کرنا اور میرے فتنے کو بھول جاتا ہوں۔ اپنی فطاکار اور نظروں کے حوالے سے یہ کہتا ہے کہ اسے خدا تو فطائیں صاف کرنے والا رحیم و کریم اور فطاکار ہے۔ اس بات کی تجھے خوشی ہے کہ تو میری فطائیں صاف کرے گا اگرچہ تو جبار اور قہار بھی ہے لیکن میری فطاری و رحیمی کی بنا پر میں اس جباری و قہاری بھول جاتا ہوں۔

آہں تن چوں سیم خام، دایں ہمہ انگیز تن کچہ فراہم شد ست اجرت جلی کاہیم

لغت : سیم خام : کچی چاندی، چمک دھک۔ انگیز تن : جسم کا لہار۔ جلی کاہیم : جان کا لہار، مرو مات دھار۔

ترجمہ : اس (محبوب) کے جسم میں چاندی کی سی چمک دھک ہے، اس پر اس (جسم) کا لہار امداد کے عاشق دل چک کر چمک جائے، دیکھیں میری جان کا لہار کے لئے اجرت کا لیا کیا سلطان فراہم ہو گا۔ "تن چوں سیم خام" اور "انگیز تن" کو لہاروں کے عاشق کی جان کا لہار کا باعث بن رہے ہیں، ان پر نظر ڈالنے سے عاشق کی حالت ظہور ہوتی ہے۔

ازصف طفلان دستک، رہ شدہ بر خلق ننگ زود ز کو نہ گذرد کو کہنہ شایم  
 لغت : زود : جلد۔ کو : کوچہ۔ کو کہ شایم : میرا شای جلدی صبری شای ساری۔

ترجمہ : بچوں کی نگاہ اچھم اور ان کی طرف سے دھچکے گئے اچھوں کی وجہ سے لوگوں پر راستہ تنگ ہو گیا ہے۔ ان کے لئے گذرنا مشکل ہو گیا ہے اور میری شای ساری گلی سے جلد میں گذر سکتی۔ اپنی دوا گلی کے حوالے سے اپنی شای ساری یعنی اپنی ذات کی بات کی ہے۔ ماضی دوا نہ گلی میں سے گذر رہا ہے، پہلے اسے ہاگل سمجھ کر اس پر طوب بخیرہ مارا ہے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف بچوں کے اس جھوم دور دوسری طرف ان کے بخیرہ کی کثرت سے راستہ تنگ ہو گیا ہے۔

جذب تو باید قوی کلں بیوز، پاک نیست گرتواند رسید بخت پہ ہر ایم  
 لغت : جذب : کشش۔ کلں بیوز : کہ وہ لے جائے کہ وہ کھینچ لے۔

ترجمہ : اگر میرا بخت (موضوع نصیبی) صبری صبری میں کر سکتا جن میرا ساتھ میں دیتا اور دلی امیں کر تا تو کوئی طرف باہر نہیں اور اصل جبری کشش مضبوط اور قوی ہونی چاہئے جو مجھے خود بخود (ترجمہ) دروازے کی طرف کھینچ کر لے جائے۔ یعنی محبوب کے حسن میں جبری کشش ہو کہ ماضی ہر طرف دخلرت سے لے لیا ہو کہ اس کے دروازے پر پہنچ جائے۔

عالم نام آدم، نام دشنام پھرں ہم "اسد اللہ" ام وہم "اسد اللہ"  
 لغت : نام آدم : نام نامور ہوں بہت مشہور ہوں۔ پھرں : مہرں : مست پوچھ۔

ترجمہ : میں نامور عالم ہوں، صبری بہت شہرت ہے، میرا نام دشنام نہ پوچھو آگیا پوچھتا ہے؟ میں اسد اللہ بھی ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی۔ اس ردیف کی پہلی غزل میں بھی یہی بات کی ہے۔

### غزل "3"

ہرب یا علی سرا بادہ روانہ کردہ ایم مشرب حق گزیدہ ایم عیش مغانہ کردہ ایم  
 لغت : "یا علی سرا؟" یا علی کہنے والے۔ مشرب حق : حق کا ذہب۔ مغانہ : آفتاب پرستوں کا سرا۔

ترجمہ : ہم نے اپنے "یا علی" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور کرنے والے ہونٹوں پر شراب چلا دی ہے۔ (شراب چلا دی ہے)۔ یعنی ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور بھی کر رہے ہیں جو ایک طرح سے حق کا ذہب اختیار کرنے کی بات ہے اور شراب پی کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام آفتاب پرستوں کا سامیش کر رہے ہیں۔ گویا مولانا علی کے عقلموں میں "حق" و دنیا دونوں ہم کو حاصل ہیں۔

دور بہت از گم رواں پشتریم یک قدم حکم دو گانہ داورہ ای، ساز سے گانہ کردہ ایم  
 لغت : یک : ایک کا مختلف، صبح۔ یک رواں : صبح کو چلنے والے۔ پشتریم : ہم آگے ہیں۔ دو گانہ : مزدور درکعت نواز۔ ساز : نواز

ترجمہ : میری افواہ رواں صبح کو چلنے والوں سے ہم ایک قدم آگے ہی ہوتے ہیں۔ تو نے صبح کے وقت درکعت نواز اور گانہ ساز کا ہم سے رکھا ہے جبکہ ہم نے جن درکعت کا اہتمام کر رکھا ہے۔ یعنی ہم نے صبح کی شراب نوشی کو بھی اپنے طور پر فرض کر رکھا ہے۔

لو کہ پہ ششوشنی قضا ما و ہدی آوازہ ز رویہ او شہر طرح فسانہ کردہ ایم

نعت : جو، بود کا مختلف معنی ممکن ہے مثلاً:-- عشق، ذائقہ، فضول، بونہی۔۔۔ طرح فسانہ، داستان کی بنیاد۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے تو ہمارا اور مدعی (ارقیب) کا فتنہ کسی قدر اس خیال سے بن لے کہ ہم نے شر کے واقعات میں 'حالی' میں 'خسانے' کی بنیاد رکھ دی ہے۔ یعنی اپنے اور رقیب سے متعلق ایک افسانہ لوگوں میں پھیلا رہا ہے۔ دوسرے فتنوں میں لوگ رقیب کے بارے میں کیا رائے دیکھتے ہیں اور ان کی فطرتوں میں میری کتنی حیرت ہے۔

زعم رقیب یک طرف، کوری چشم خویشترن      نالوک غمزہ ترا دیدہ نشانہ کردہ ایم

نعت : زعم، بدگمانی۔ کوری چشم، آنکھ کا زخمی ہونا۔ بے بصری۔۔۔ ایک طرف، یعنی اس کی بات سمجھو۔۔۔

ترجمہ : رقیب کی بدگمانی کی بات سمجھو یہ تو بھاری ہے بھری تھی کہ ہم نے اپنی آنکھوں کو تیری اداسی کے تیرے کا نشانہ حالیا اور یہ خیال کیا کہ کوئی اور بھی اسی کا نشانہ بن سکا ہے۔ حالیا مڑو یہ ہے کہ رقیب کی فطرتوں میں حقائق کی بے بصری کا باعث کچھ اور ہے جبکہ حقیقت حال کے مطابق حقائق کی آنکھیں محبوب کے تیرے کا نشانہ بنی ہیں۔

بادہ بوام خورده و زرقتمار پاختہ      وہ کہ ز ہر چہ نامزاست ہم بسزا نہ کردہ ایم

نعت : بوام، اوجھار میں۔۔۔ قتمار، جوئے میں۔۔۔ پاختہ، پزیرا۔۔۔ ہمارا، نامناسب، شرمی طور پر یہ معنی ہو۔۔۔ بسزا، مناسب صورت میں۔۔۔

ترجمہ : ہم نے شراب اوجھارے کر لی اور دولت جوئے میں پادری۔ کیا عجیب بات ہے کہ ہم نے جو بھی نامناسب کام کیا وہ مناسب طریقے سے بھی نہ کیا۔ سواہ حاکم کے فتنوں میں "ہم نے ان برائیوں کو بھی ٹھوکی کے ساتھ نہ کیا"۔ مشہور مثل ہے کہ عیب کرنے کے لئے بھی بھڑ کی ضرورت ہے۔ "عیب کرنا دلا دھرتے ہے"۔

نالہ بہ لب شکستہ ایم داغ بہ دل نشتہ ایم      دولتیان مسکیم زر بہ خزانہ کردہ ایم

نعت : شکستہ ایم، روک لیا ہے۔۔۔ نشتہ ایم، چھپا لیا ہے۔۔۔ دولتیان، مسکیم، تم کو اس دولت میں۔۔۔

ترجمہ : ہم نے اپنی آؤ فریاد کو ہونٹوں پر روک لیا ہے اور داغ فتنہ کو دل میں چھپا لیا ہے، ہم تجھے اس دولت میں اور ہم نے اپنی دولت خزانے میں ڈال رکھی ہے۔ یعنی حقائق کے لئے آؤ فریاد اور داغ فتنہ بہت بڑی دولت ہے جسے وہ دوسروں سے چھپا کر رکھتا ہے۔ آؤ فریاد مکمل کر نہیں کر سکتا بلکہ یہی طریق فتنہ کاظم بھی کسی کو نہیں دکھاتا۔

تباہ چہ مایہ سر کشیم نالہ بہ ہذر بے تعلی      از نفس آنچه داشتیم صرف ترانہ کردہ ایم

نعت : تباہ، چاہیہ، مسمیٰ رہے پر۔۔۔ سر کشیم، بند کر دی، کر دی۔۔۔ ترانہ، خوشی، اُکھٹ۔۔۔

ترجمہ : اب ہم کس بے تباہ و فریاد بند کر دی کہ ہمارے سانسوں کا جس قدر سرمایہ تھا وہ ہم نے خوشی کے ترانے گانے میں صرف کر دیا تاکہ یہ غیبت کر سکیں کہ ہم بے غم ہیں۔ دوسرے فتنوں میں بے حد دیکھ و غم کا فائدہ ہونے پر بھی ہم نے فریاد کی اسی طرح خود کو خوش دیکھنے کا باعث کیا۔

خار ز بارہ باز چیں سنگ جوکشد در قلن      در سرورہ گرفتیش ترک بہانہ کردہ ایم

نعت : باز چیں، جنہ لے اٹھائے۔۔۔ در قلن، ڈال دے۔۔۔ گرفتیش، اسے پکڑے، روکے۔۔۔

ترجمہ : تو راستے سے گائے جنہ لے اور پتھر ایک گوشے میں ڈال دے، پیچک دے، اب ہم نے اس (محبوب سے) سرورہ ملاقات کرنے کا بہانہ سمجھو ڈالا ہے۔ راستے میں گائے اور پتھر جوں تو زبان رک رک کر بولے اس طرح دوسرے بولنے والوں سے آنا سامنا ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے شاعر کا مطلب ہے کہ حقیق و فتنہ کے دھوکے لے اسے پکڑ کر پکڑا دے، اب وہ کانٹوں اور پتھروں کی بجائے ویسے ہی اس

کی حالت کر لیتے۔

ناخن غصہ خیز شد، دل ستیزہ خو گرفت۔ بخود اوقلاہ ایم از تو کرانہ کردہ ایم  
 لغت : غصہ : کھن، بے حد رنج و غم۔۔ ستیزہ : لڑائی جھڑپ کا دھکے سننے کا۔ خو گرفت : مددی ہو گیا۔ بخود اوقلاہ ایم : اپنی ذات میں  
 الجھ کے رہ گئے ہیں۔۔ کرانہ کس نام : کنارہ کھلی کر لیا ہے۔۔

ترجمہ : ہمارے رنج و غم کے ناخن جڑ ہو گئے ہیں یعنی اب وہ ہماری دل لڑائی کا کام دے رہے ہیں، ہمارا دل دکھانے کا کھڑی ہو چکا ہے۔  
 جب سے ہم اپنی ذات یا اپنے آپ میں الجھ کے رہ گئے ہیں، ہم نے تھوڑے کنارہ کھلی کر لیا ہے۔ یعنی ہم اپنے غموں میں اترے کھرچے ہیں کہ  
 ہماری طرف ہماری توجہ نہیں ہوتی۔

غالب اڑاں کہ خیر و شر جز بہ قضا نبودہ است کار جمل ز پر دل ہے خبرانہ کردہ ایم  
 لغت : اڑاں کہ : چو تک۔۔ پر دل : دلیری۔ خیر و شر : اچھا اور برا۔  
 ترجمہ : اے غالب اچھ تک دنیا کے خیر و شر کا حصول صرف قضا و قدر سے ہے، یعنی قضا یا جہا ہے وہی ہوتا ہے، اس لئے ہم نے دنیا میں جو  
 کام بھی کیا ہے وہ دلیری سے اور بے غری کے عالم میں یا بے نیازانہ صورت میں کیا ہے۔

## غزل 4

نو گرفتار و دیرینہ آزاد و خودم وہ چہ خوش بودے کہ بودے ذوق بہا و خودم  
 لغت : نو گرفتار : آزاد، (نجبت میں) چلا جانے والا۔۔ دیرینہ : پرانا۔۔ بہا : بہود، بھلائی، بختری۔۔

ترجمہ : میں ہماری نجبت میں بنایا چلا ہوا ہوں جبکہ اس سے پہلے میں مدت سے با پرانا اپنی ذات سے کبھی آزاد تھا۔ کیا ہی اچھا ہو تاکہ مجھے  
 اپنی بھلائی اور بختری کا احساس ہو کہ میں ہماری نجبت میں گرفتار ہونے کے بعد مجھ پر یہ ٹھکانہ میرا پہلا اعزاز زندگی کا ہے، یہ کام کاوش شروع  
 ہی سے میں ہماری نجبت کا ہیرو ہو جاتا۔ نظیری نے مراد میر کے حوالے سے یہی بات کی ہے، مکتا ہے:

نالہ از ہر رہائی نکتہ مرغ اسیر خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود  
 معنی بیگانہ خوشنم، تکلف بر طرف چوں نہ نو مصرع تارخ ایچلو خودم  
 لغت : تکلف بر طرف : صاف صاف کہتا ہوں۔۔ مصرع تارخ : ایسا مصرع جس میں حرف الجھ کے بعد مگن کر کسی واقعہ و خیرو کی تارخ  
 لکھ جاتی ہے۔۔

ترجمہ : میں آپ ہی اپنا معنی بیگانہ ہوں، تکلف بر طرف میں ہلال کی طرح اپنی الجھ کی تارخ کا مصرع ہوں۔ ہلال جس طرح پورا چاند بن  
 جاتا ہے، کچھ بھی صورت حال غالب کی ہے کہ جو پہلے گویا ہلال اب تھے، پھر لڑائی اور درد شاعری میں گئے تھے انکار و تنکلات پیدا کئے اور  
 گئے تھے اسلوب بیان دے، لیکن لوگوں نے ان کی قدرت نہ ہلائی، گویا وہ ان لوگوں کے لئے اپنی تھی، اس طرح وہ ایک معنی بیگانہ بن گئے جو  
 ٹھوڑے سے بھی بیگانہ تھا۔

جو ہر اندیشہ دل خوں مستی درکار داشت : عازرہ رخسارہ حسن خدا داد خودم  
 لغت : جو ہر : جو ہر، جو ہر ذات خود کا نام ہو اور اپنے پاسنے جانے کے لئے کسی دوسرے وجود کی تعلق نہ ہو۔۔ اندیشہ : فکر، خیال۔۔ دل

خون مچھتی: ایسا دل جو خون ہونے کے لائق ہو۔۔۔ غائبہ: سرفی۔۔

ترجمہ: میرے جو ہر اوجھ کے لئے ایک ایسا دل چاہئے تھا وہ خون ہونے کے لائق ہو گا۔ میں اپنے خدا واد حسن کے چہرے کی سرفی ہوں۔  
اعمال گرامت و شمار کام ہے بغل طلیا

خنگ نیروں تن شاعر میں لمو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت

اور بغل میر تقی میر:

ہم کو شاعر نہ کہو نمبر کہ صاحب ہم نے درد دل کتنے کئے جمع تو دیوان ہوا  
یعنی دل خون ہو کر شاعر میں دھننی آتی ہے۔ اس لحاظ سے غالب کے کام میں جو حسن و دکھائی ہے وہ خدا داد ہے اور خون شدہ  
دل کی دھنیں اس حسن خدا داد کے چہرے کا گواہ تھا ہے۔

از بہار رفت در س رنگ و بو دارم ہنوز در نعمت خاطر فریب جان ناشاد خودم

نعت: خاطر فریب: دل کو دھوا کا دینے والا۔۔

ترجمہ: میں ابھی تک گذرے ہوئے موسم بہار سے رنگ و بو کا درس لیتا ہوں۔ میں تیرے غم میں اپنی جان پاشلا کے دل کو اپنا پاشلا کر  
فریب دینے والا ہوں۔ یعنی مجھے اپنی گذری ہوئی پیش و کشلا کی زندگی یاد آتی ہے۔ جس سے میں اپنی موجدہ محرومیوں کے غم کو بھول کر  
اپنے دل سو گوار کی تسکین کا سامان کر رہا ہوں۔

گر فراموشی بہ فریاد رسد وقت است وقت از خود بشتن چنداں کہ در یاد خودم

نعت: فراموشی: بھول جانا۔ وقت است وقت: اہم یا مناسب موقع ہے۔۔۔ چہاں کہ: جہاں اس حد تک کہ۔۔

ترجمہ: میں اپنے آپ سے اس حد تک گذر گیا ہوں کہ اب اپنی یاد میں کھوا ہوا ہوں اس کو نہ تھا کہ اس صورت حال میں اگر فراموشی  
میری فریاد کو پہنچے تو یہی صحیح موقف اور وقت ہے۔ گویا عاشق، محبوب کی فہمت میں خود فراموشی کا نظارہ ہو چکا ہے جبکہ اس حالت میں بھی  
محبوب کی یاد اس کے دل میں رہتی ہے، افسہ وہ بھلا نہیں چاہتا اور یہ اس کی خواہش ہے کہ فراموشی اس کی یاد دہی کو پہنچے۔

گرم استغناست با من گرچہ مرش در دل است تا نباشد دعوتی تا شیر فریاد خودم

نعت: استغنا: بے نیازی، بے تکی۔۔

ترجمہ: اگرچہ اس کے دل میں میری فہمت ہے لیکن بھلا ہر وہ میرے ساتھ بے نیازی اور بے انتہائی سے کام لے رہا ہے اور اس کا یہ عمل  
محض اس خاطر ہے کہ کہیں میں یہ دعوتی نہ کرنے لگوں کہ میری فریاد میں اثر ہے۔ یعنی اس کے دل میں یہ میری فہمت ہے وہ میری فریاد کے  
اثر کا نتیجہ ہے۔

ہر قدم تھے زخود رفتن بود در بار من بگو شیخ بزم در راہ فنا زاد خودم

نعت: تھے: کسی قدر، تھوڑا۔۔۔ بار: زنجیل، کاکہ۔۔۔ زاد: زاد روا، سفر کا سامان۔۔

ترجمہ: مولانا حالی کے مطابق راہ فانیں یہ کچھ میری ذہن میں ہے وہ صرف یہی ہے کہ ہر قدم پر تھوڑا تھوڑا اپنے آپ سے دور ہوا جانا  
ہوں۔ گویا جس طرح کہ شیخ راہ فانیں آپ ہی اپنا زاد روا ہوتی ہے کہ بار بکھلتی جاتی ہے اور زاد روا کی طرح تیز چلتی جاتی ہے اسی طرح میں  
بھی آپ اپنا زاد روا ہوں۔

تاچہ خوشا خوردہ ام شرمندہ از روی دلم فہمچہ آسا چہش طواری پیداو خودم

لفت : تہجہ : کس قدر کتنا۔۔۔ غیو آئے تھی کی ہاں۔۔۔ چٹپٹ : چچو و تپ کھٹ۔۔۔ طوار : امیر، کثرت۔۔۔

ترجمہ : میں نے غنیمت کی وجہ سے اس قدر اپنے دل کا فخر کیا ہے، بہت جا ہے ۹ میں اپنے اس طرز عمل کے باعث دل سے شرمندہ ہوں۔ میں نے اس غنیمت کی وجہ سے دل پر یہ حد علم و حسم ادا کئے ہیں، میں ان پر اپنی اس شرمندگی کی بنا پر کئی طرح چچو و تپ کھٹ کر رہا ہوں۔ کئی بندہ ہوتی ہے اور اس کے اندر چچس باہم ابھی ہوئی ہوئی ہیں، شرمندے اپنے چچو و تپ کھٹنے کی عادت کو اس لئے کئی کی مانو کھٹ می دہم دل را زہید اوت فریب انکفات سلوگی بنگر کہ در دام تو صیاد خودم

لفت : انکفات : مہربانی، خلعت، توجہ۔۔۔ میان : شکری۔۔۔

ترجمہ : مجھ پر اسے محبوب اتوہ غم و حسم و حار ہا ہے میں اپنے دل کو یہ کہہ کر فریب دیتا ہوں کہ وہ (یعنی تو) مجھ پر توجہ اور خلعت قرار پا ہے۔ ذرا بھری سلوگی دیکھ کہ میں تجھے جال میں آپ اپنا صیاد ہوں۔ شکری پر مجھے کو جال میں پھانس لیتا ہے تو اس پر دھیان رکھتا ہے کہ کہیں نکل نہ جائے۔ اس کا یہ دھیان کسی مہربانی کی وجہ سے نہیں ہو تا۔ پر عداوتی جگہ مطمئن ہوتا ہے کہ صیاد اس دھیان رکھ رہا ہے۔ جگہ کی کیفیت عاشق کی ہے۔ وہ محبوب کے غم و حسم کو اس کے لطف و کرم پر محمول کرتے ہوئے اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دیتا رہتا ہے۔

عالم توفیق را غالب سواد اعظم صر حیدر پیشہ دارم، حیدر آبلہ خودم

لفت : سواد اعظم : میں بڑا شرم ہوں۔۔۔ حیدر آبلہ : جس میں حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آبلہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں خدا کی توفیق کی دینا کا بڑا شرم ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حق و غنیمت میرا پیشہ ہے۔ میں نے خود کو حیدر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آبلہ بنا رکھا ہے۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیمت میری نفس نفس میں جلتی ہوئی ہے۔

## غزل #5

یاد باد آں روزگارں کاغذارے داشتہ آہ آتشاک و چشم انگہارے داشتہ

لفت : کاغذارے داشتہ : جب میرا کچھ اعتبار تھا اور تھا۔۔۔ یاد باد : یاد دہانہ خدا کرے یاد رہے (یاد ہوئے) دعا ہے کہ ہے۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے وہ زمانہ مجھے یاد رہے جب میرا بھی کچھ وقار تھا میری آپس آتشاک اور آنکھیں انگہارے تھیں۔ یعنی غنیمت میں میری آنکھوں سے شعلے برستے تھے اور آنکھیں آنسو بہا سلا کرتی تھیں۔ عاشق کے لئے یہ کیفیت گویا اس کے دھار کا باعث تھی۔

آفتاب روز دستاویز یادم می دہد کاندہ آں عالم نظیر تیکسارے داشتہ

لفت : آفتاب روز دستاویز : قیامت کے دن کا سورج، نہ سورج زمین سے سوا غریب کی بلندی پر ہو گا یعنی اس کی ہلک و دھک اور حریت بہت ہوگی۔۔۔ تپ سارے : ایک چمکدار کھنجر۔۔۔ کاندہ : کہ اندر۔۔۔

ترجمہ : میں نے جب روز قیامت کا سورج دیکھا تو مجھے یہ بات یاد آگئی کہ کبھی اس دنیا میں میری نظریں ایک چمکے دیکھے چہرے پر پڑا کرتی تھیں۔ محبوب کے درخشاں چہرے کو آفتاب قیامت سے چھید رہی ہے۔

تا کد ایش جلوہ زان کافر ادای خواستم کز جہوم شوق در وصل انتظارے داشتہ

لفت : کد ایش : کوئی سادہ۔۔۔

ترجمہ : میں اس کا لڑوا (محبوب) اے، خدا جانے کس جلوہ کی امید رکھے ہوئے تھا کہ میں وصل میں بھی کثرت شوق کے باعث اس



جیسے کہ انتظار کرنا رہتا۔ گویا عاشق و معشوق کے قریب ہونے کے باوجود وہی طور پر ہم ہمارے یہاں کا انتظار تھا اور اس خیال میں کھویا ہوا تھا کہ ہنوز محبوب کا وہ جلوہ خاص، جس کی وہ قتلہ اپنے پیچھے ہے، وہ غائب نہیں ہوا۔

ترکناز سرصر شوق توام از جا ریود ورنہ پاخود پاس پاموس غبارے داشت  
لغت: ترکناز: عادت گری، مڑوا طولان۔ سرصر: تیز آمد گی۔ ریود: ایک پلہ یا دریا۔

یہ تو میرے عشق کی بار سرصر کے طوفان نے اٹھے اپنی جگہ سے ہٹا دیا ورنہ مجھے اپنے غبار کی عزت و آئندہ کا چہرہ راجہ احساس اور خیال تھا۔ عاشق اپنے محبوب کی غیبت میں سر کر خاک ہو گیا، لیکن محبوب کے عشق نے یہاں بھی اسے ہلاک کر دیا اور یہی وہ غباریں کر اڑ گیا۔

خون شد از اجڑے زمانے در قضا ریخودی رفت ایاسے کہ من اسال و پارے داشت  
لغت: انتظار: دیکھ۔ رفت ایاسے: دور دور کیا، وقت گزر گیا۔ اسال: سو دور، سالی، سالی رواں۔ پارے: مڑا، گذشتہ سال۔

ترجمہ: بخار کی دھند کی وجہ سے زمانے کے اجڑا خون ہو کر رہ گئے۔ دور دورہ کیا گذر گیا، جب اپنا بھی اسال اور سالی گذشتہ ہوا کرتا تھا۔ یعنی غیبت میں اپنی بخار کی عالم ہو گیا ہے کہ وقت یعنی ماضی و حال سے بالکل بے خبر ہوں۔ غالب ہی کے بقول!

فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا کل ختم گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی  
چوں سر آمد پارہ لے از عمر، قیامت ختم گرفت ایں ختم کز خویشین بارے داشت

لغت: سر آمد: گذر گیا۔ پارہ لے: کٹھ جھٹ۔ قیامت: گذر۔ ختم: ختم۔

ترجمہ: جب زندگی کا کٹھ جھٹ گذر گیا تو میرے قد میں تم ایسا یعنی میری گریبٹ گئی۔ کبھی وہ وقت بھی تھا جب میں اپنا بوجھ اپنی زندگی کا بوجھ اٹھائے پھرا کرتا تھا۔ گویا عمر کا بوجھ تو کم ہو گیا ہے لیکن زندگی کے مسائل و مصائب کے بوجھ تو بڑھ چکا ہوں۔

آں ہم اندر کار دل کردم فراغت آن تست ہتی بیا تار الماس کارے داشت

لغت: آن تست: تم ہی ہے (مجھے اب فراغت ہے)۔ ہتی بیا: بجلی کی رفتار والا، تڑپا ہوا۔ الماس کارے: جڑی بے کی کی کی طرح چنے کو کاٹنا چاہا جائے۔

ترجمہ: کبھی وہ وقت بھی تھا جب میرے دل و فردا میں بجلی کی سی تڑپ اور بے تکلی اور الماس کی کی کی سی کٹت تھی، لیکن اب میں نے اس تلہ و فردا کو اپنے دل میں ضبط کر لیا ہے، لہذا تمہیں اب فراغت ہی فراغت ہے، تمہیں اس سے اب ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ گویا محبوب کے دل کو لگا دینے والا تلہ و فردا تھا جسے دل میں روک کر عاشق نے محبوب کو اس سے بچا لیا ہے۔

خوے تو دانستم اکنون بسر من زحمت کش رام بودم تا دل امیدوارے داشت

لغت: زحمت کش: تکلیف دہ تھا۔ رام بودم: میں طبعی تھا، اطمینان گزار تھا، عزم مانتے والا تھا۔

ترجمہ: میں تجری خوشحالی سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ اس لئے تو اب میری خاطر کوئی زحمت نہ اٹھا۔ میں اس وقت تک حیرت اطمینان گزار تھا۔ جب تک میرا دل تھا کہ آگاہ امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھا۔ یعنی جب وہ امیدیں ہی چوری نہ ہوئیں تو تو جتنی کھلی کی رو گئی۔

دیگر از خویشم خبر نبود تکلف بر طرف ایں قدر دانم کہ غالب نام یارے داشت

لغت: از خویشم: مجھے اپنی مجھے اپنے بارے میں۔ تکلف بر طرف: یعنی یہی بات یہ ہے، صاف صاف کہتا ہوں۔

ترجمہ: اب تو مجھے اپنے بارے میں بھی کچھ خبر نہیں (مجھے اپنی بھی خبر نہیں) تکلف بر طرف: لگا جاتا ہوں کہ غالب نام کا کوئی میرا دوست بھی تھا۔ وہ جتنی غیبت میں اتنی بخار دی طاری ہے کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوں اور دوسرے سے کہ آخری عمر میں آکر

انسان کا معاملہ ہے حد کمزور ہو جاتا ہے اور اسے خود اپنے بارے میں بھی اکثر باتیں یاد نہیں رہتی۔

## غزل #6

ویدم آل ہنگام، بیجا خوف محشر داشتم خود ہاں شور است کلندر زیست در سرا داشتم

لغت : کلندر زیست : جو زندگی میں۔۔۔ ہنگام : شور۔۔۔

ترجمہ : میں نے ہنگام محشر دیکھا ہے، مجھ پر خواہ مخواہ اس محشر کا خوف طاری تھا۔ مجھ پر یہ کھٹاکہ یہ تو دبی شور ہے جو کبھی زندگی میں میرے سر میں طیار جاتا تھا۔ اپنے شور سر کو ہنگام محشر سے تشبیہ دی ہے، وہ شور یا ہنگام جو نجات کے باعث تھا۔

طول روز مشر و تاب مرقوئے یووبس جلوہ برتے در ابر دامن تر داشتم

لغت : تاب مرقوئے خورشید کی گرمی۔۔۔ دامن تر : گیلیا کا دامن، چٹکھاری۔

ترجمہ : روز محشر کا طول اور آفتاب کی حدت و گرمی تو محض ایک ذوق کی بات تھی، میرے تو دامن تر کے بدل میں ٹکلی سوجھ تھی۔ یعنی ایک تر دامن آٹھ گارو کا روز محشر کے خورشید کی گرمی سے خوفزدہ رہنا چاہئے، لیکن ایک عاشق کیو کر دے یا کھیرائے گا کہ اس کے دامن تر میں محبوب کے آنکھیں ریشاڑوں کا جلوہ سلایا ہوا تھا اور مشق و نجات کی بے تکلی نے اس کے دل میں آگ لگا رکھی تھی چنانچہ محشر کا سدا سحر اس کے لئے ایک ذوق یا کیفیت ثابت ہوا۔

تاچہ سنگم دونخ و کوثر کہ من نیز ایں چمنی آتے در سینہ وآبے بہ ساغر داشتم

لغت : چہ نمہ : میں کیا اندازہ لگاؤں، کیا سمجھوں۔۔۔

ترجمہ : میں بھلا دونخ اور دود کو ڈر کیا سمجھوں، ایں کیا سمجھتا ہوں اس لئے کہ میرے اپنے سینے میں آگ بھری تھی، جبکہ میرے ساغر میں شراب تھی۔ یعنی میرے سینے میں جو آتش تھی وہ آتش دونخ سے کم نہ تھی اور ساغر میں شراب، آب کو ڈر کیا سمجھتا تھی۔

دوش بر من عرض کردند آنچه در کوئین بود زان ہمہ نکلاے رنگارنگ دل برداشتم

لغت : دوش : کل شب، کل گزرا ہوا۔۔۔ عرض کردند : نکلاے رنگارنگ : قسم قسم کا ملان۔۔۔

ترجمہ : کل تھا وہ قدر نے دونوں جہانوں کی حلق میرے سامنے لار رکھی۔ میں نے اس رنگارنگ ملان میں سے صرف دل اٹھالیا۔ یعنی عاشق کو دنیاوی مال و دولت اور سادہ ملان سے کوئی رغبت نہیں اسے تو دل چاہئے جو مشق و نجات سے ہے ہو۔

از غریب شد فدا حاصل، خوشم زیں اتفاق بود مقصودم صیخ و سیل رہبر داشتم

لغت : صیخ : سونج۔۔۔ غریب : بھلائی۔۔۔

ترجمہ : میں نے صیخ (نجات) کے صیلاب کو اپنا رہبر بنالیا تھا اس لئے کہ میرا مقصد سمندر تک رہائی تھا۔ اس سے بختری بھلائی تو ہوگی لیکن مجھے فدا کا مقام حاصل ہو گیا جس سے میں خوش ہوں۔ فدا سے مراد محبوب حقیقی کی ذات میں فنا ہونا ہے۔ قتل و سمندر میں بھی کراہتا ہوں تو غم کر لیتا ہے لیکن اس طرح اسے سمندر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

یاد ایاسے کہ در کوئین ز نیم پاساں بستر از خاک رو و باش ز بستر داشتم

لغت : یاد ایاسے کہ : وہی یاد ہے، وہی یاد ہے، وہی یاد ہے۔۔۔ باش : نکیہ، سراپا۔۔۔

ترجمہ : دونوں کیا خوب تھے جب میں اس کے کونے میں اس کے چہ کیدار کے خوف سے خاک رو کر اپنا سر ڈھرا اپنے (ساتھ لائے ہوئے) سر کو اپنا سر پٹا باندھا کر تھا۔ گویا اس چہ کیدار کا وہ خوف تھا کہ سر نہ کھولنے کی جرأت نہ ہوتی اور اسی لئے پہلے پہلے سر کو سر پٹا باندھا کر زمین پر لیٹ بیٹھا کرتا۔

برسرِ راضی ششم، بدروش را ہم نبود غولش را از غولپشتن لئے کوتر داشت  
 لغت : ششم، میں بیٹھا۔ را ہم نبود میری رسائی نہ تھی۔۔۔ از غولپشتن: اپنے آپ سے اپنی حیثیت سے۔۔۔ لئے: کھینچے۔ کوتر: زیادہ اچھا۔

ترجمہ : چونکہ محبوب کے در تک میری رسائی نہ تھی اس لئے میں اس کے راستے ہی میں بیٹھ گیا اور یوں میں نے اپنے لئے اپنی حیثیت سے زیادہ کر اور بہتر مقام حاصل کیا۔ محبوب کے در تک رسائی ہو نہ ہو اس کی راہ میں بھی بیٹھ جانا عشق کے لئے بڑے مرے کی بات ہے۔

نامہ شیلہ دگر، عنوان شکی دیگر است آنچه شاید از ہا چشم از کوتر داشت  
 لغت : نامہ شیلہ: محبوب کا خط۔۔۔ شاید: نہ آیا، نہیں آیا نہیں ہو سکتا۔ دگر: کچھ اور یعنی شکی اور ہے۔۔۔ عنوان: پُر دانہ اجازت ہے۔۔۔

ترجمہ : نامہ شیلہ کچھ اور ہی چیز ہے (یعنی اس کی اپنی ایک شان ہے) جبکہ شکی پر دانہ کچھ اور ہے (بہتر محبوب کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں) چنانچہ جو کچھ وہ اسے نہیں ہو سکا اس کی توقع میں نے کوتر سے رکھی۔ ہاں ایک فرض پر نہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر چ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ اس حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ عاشق کے لئے نامہ پر کوتر زواں مز ہے کہ وہ محبوب کا خط لائے اسے بادشاہ بنے یا شیلہ غلام بن جائے تو کوئی دلچسپی نہیں۔

کور بودم کز حرم رائدہ، رقص سوے دیر از جمل بت خن ی رفت بادر داشت  
 لغت : کور بودم: میں اندھا تھا یا بے بصیرت تھا۔۔۔ رائدہ: نال رو۔۔۔ خن ی رفت: ہاتھ ہو رہی تھی۔۔۔ بادر داشت: میں نے تعین کر لیا۔۔۔ حرم: کعبہ کی چار دیواری کعبہ۔۔۔

ترجمہ : میں کور تھا اس لئے مجھے حرم سے نکل دیا گیا چنانچہ میں بت کدے کی طرف چلا گیا۔ وہاں حق کے خن کی بات ہو رہی تھی میں نے اس پر تعین کر لیا۔ چنانکہ مزید یہ ہے کہ عاشق کی اصل خواہش خن پرستی ہے۔

سوزم از حلمان سے یا آنکہ آہم در سبوست آنچه می کرم اگر بخت سکندر داشت  
 لغت : سوزم: میں جتا ہوں۔۔۔ حلمان سے: شراب سے عرو۔۔۔ آنچه می کرم: میں اس وقت کیا کرتا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میرے پیالے میں پانی ہے لیکن شراب سے عرو مجھے چاہی ہے۔ (میں ایسے موقع پر یہ سوچتا ہوں کہ اگر میرا بخت سکندر کے بخت کا سا ہو تا تو اس وقت میں کیا کرتا یعنی مجھے تو پانی بھی نصیب نہ ہوتا۔ سکندر راظم، آپ حیات کی تلاش میں نضر کے ساتھ نکلا۔ نضر نے تلاش کر کے پی لیا جبکہ سکندر عروم رہا مطلب یہ کہ اگرچہ مجھے شراب میری قوم اور کہانی تو میرے، سکندر کو تو پہلی ایک حیات بخشی نہ تھی۔

چچی دانی کہ غالب چوں بر بودم بہ دہر من کہ طبع بلبل و فخل سمندر داشت  
 لغت : چچی دانی: کیا تو کچھ جانتا ہے۔۔۔ بر بودم: زندگی بسر کی۔۔۔ سمندر: آگ میں رہنے والا کبوتر۔۔۔

ترجمہ : اے غالب کیا تجھے کچھ علم ہے کہ میں نے کہ تھے بلبل کی سی طبع تھا وہی تھی اور سمندر کا سا فخل میرا تھا وہی زندگی بسر کر رہی؟ اس سوال کا جواب اگرچہ نہیں ہے تاہم واضح ہے۔ بلبل نذرِ سرائی کرتی ہے۔ غالب اپنی شاعری کے لحاظ سے گویا بلبل کی طرح

نذر سرا ہے۔ سمندر آگ میں زندہ رہتا ہے اور آگ ہی میں بڑھتا پختہ ہے۔ غائب کی زندگی غم و کام کی آگ میں گزری۔ اس لحاظ سے یہ عقل سمندر عقل

## غزل 7

اے چہ شور سے است کہ از شوق تو در سردارم دل پروانہ و چمکین سمندر دارم

لغت : چمکین سمندر : سمندر (آگ میں دھنسنے والا کھیرن) کی سی عظمت، شین و شوکت و جلال۔

ترجمہ : میرے سر میں تیرے خلق کا یہ کیسا شور و جھگڑا ہے کہ میرا دل تو پروانے کے دل کی طرح ہے اور میری حکمت سمندر کی حکمت کی سی ہے۔ عاشق پروانے کی طرح آگ میں جل جاتا ہے اور جس طرح سمندر کی زندگی آگ سے وابستہ ہے اسی طرح عاشق کے لئے آتش خلق میں عزت و عظمت ہے۔

آہم از پروہ دل بے تو شروری بیوز شیش لبریز سے وسینہ پر آؤر دارم

لغت : سی جزا چھاتی ہے بر ساقی ہے۔ لبریز : بھرا ہوا ہے۔ آؤر : آگ۔ بے تو : میرے بغیر تیرے فراق میں۔

ترجمہ : میری آہیں تیرے فراق میں دل سے نکل کر شیشے بر ساقی ہیں، میری مراد سی جہاں دل تو شراب سے لبریز ہے جبکہ سید آگ سے بھرا ہوا ہے۔ شراب سے مژدہ محبوب کی نجات کا سرور دشت اور آؤر سے مژدہ محبوب کے فراق کی آگ جو جتنے میں جل رہی ہے۔

اے خلق و جمل رنگ پہ عرض آؤر وہاں ملائے کہ ازیں جملہ دے بردارم

لغت : یہ عرض آؤر وہاں : سامنے دار کے ہیں۔ ملائے : ایک ساتھ ملائے۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے "اے کہ تو نے دونوں جہاں کی رنگارنگ خلق سامنے دار کی ہے "اور ان کی دعوت تو نے "بھرا دیا کہ میں اس خلق میں سے صرف دل اٹھاؤں گا اس سے بچھل غزل کے اس شعر میں بھی یہی بات بھراؤ اور کہ ہے "خداش بر من عرض کہو آنچہ در کوئی بود"

زیر شرح شعر میں "دل برداشت" ہونے کی بات نہیں ہے جیسا کہ صوفی مروج نے لکھا ہے۔

من و پشے کہ بہ خورشید قیامت گرم است نکلیہ برداؤزی عرصہ محشر دارم

لغت : پشے کہ : ایسا پشت (پیشہ) ہو۔ نکلیہ دارم : بھروسہ کرتا ہوں۔ داراؤی : خدا کا انصاف۔

ترجمہ : میں ہوں اور میری پشت جو قیامت کے خورشید کی گرمی سے جل رہی ہے۔ اس صورت حال میں "میدان حشر میں" مجھے صرف اس ذات القدس کے انصاف ہی کا بھروسہ ہے۔ گوئی اس کی نظر کرم نہ جانے تو بچھل کاسلمان ہو سکتا ہے۔

آں چہ اور طرب وایں زچہ رہ در تعب است خندہ بر غفلت درویش و توانگر دارم

لغت : آں : وہاں سے مژدہ توانگر۔ ایں : یہ، یعنی درویش۔ چہ : کیوں، کس لئے۔ طرب : جہل و سرور۔ در تعب : دھنسنے، معیت میں۔ درویش : غریب، مطلب۔

ترجمہ : مجھے درویش اور دولت مند دونوں کی غفلت پر غصہ آتی ہے کہ وہ (توانگر) کیوں جہل و طرب میں اور یہ (مطلب) کس لئے معیت میں ہے، یعنی غفلتی اور غم تو دونوں آتی جاتی ہیں، آج کا مطلب کل دولت مند اور آج کا دولت مند کل مطلب ہو سکتا ہے، پھر یہ سرور و جہل پر اگر کسی

اور غنیمت میں "اے افسوس" کیا؟

کیست تا خار و خس از رو گذارش برچیند . ذکر اشب سرآرائش بستر دارم

لغت : کیست : کون ہے۔۔۔ برچیند : جان لے اٹھالے۔۔۔ سرآرائش بستر : بھڑکی سہلویت کا ادا۔۔۔

ترجمہ : کون ہے جو اس محبوب کے راستے سے کانٹے نچکے اٹھالے، کیونکہ آج رات میں بھراپے بھڑکی آرائش کا سامان حاصل کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یعنی محبوب کے راستے سے اٹھائے ہوئے کانٹوں سے عاشق اپنا بستر آراستہ کرے گا، گویا اس کی رات بھڑکاری اور بے چینی میں گزرنے کی، دوسری طرف مجھ سے کو گزرنے میں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

پرتو ہمز سیاہی ز جسم نہ بدو سایہ ام، سایہ شب و روز برابر دارم

لغت : پرتو : سورج کی شعاعیں، روشنی۔۔۔ جسم : میری گود ڈی۔۔۔ نہ بدو : نہیں لے جائی، نہیں دھوتی۔۔۔

ترجمہ : سورج کی شعاعیں بھی میری گود ڈی کی سیاہی نہیں دھوتیں (نہیں دم نکشیں)؟ میں تو سایہ ہوں، میرے لئے رات اور دن برابر ہیں۔ اپنی سیاہی ظن کی بات کی ہے۔

سوغت دل، بے توجہ تو سلم چہ کشاید کنوں . حسرت بیشتر و فوق تو کتر دارم

لغت : سوغت : جل گیا۔۔۔ چہ کشاید : کیا کھلے گا، کیا کھلے گا۔۔۔

ترجمہ : تجھے لڑائی میں میرا دل جل گیا اب وصل سے بھی وہ کیا کھلے گا (یعنی اس میں وہ پہلے وہاں نازکی و شکنجہ نہ آئے گی)۔ اب تو تجھے بارے میں میری حسرتیں بچھ گئی ہیں اور تجھے ملنے یا وصل کا ذوق کم ہو گیا ہے۔ دل میرا بے توجہ ہے تو میرے آرزوئیں اور خواہشیں دم توڑ رہی ہیں، غم ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ حسرتیں لے لیتی ہیں۔ گویا عاشق کے ساتھ ہی ملے ہوئے۔

کنہ نازخی داغم، نغم شطہ و راست . "شرح کشاف" صد آئینہ از بدو دارم

لغت : کنہ : گہرا۔۔۔ نازخی : نازک، دان۔۔۔ شطہ : در، فطیل، والا آئیں۔۔۔ شرح کشاف : قرآن کریم کی تفسیر، جو 528ھ/1134ء میں تھل تھل ہوئی۔۔۔ ضرطہ : اتر، غری۔۔۔ از بدو : مجھے زبانی یاد ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے دلچسپ عشق و دلچسپ کایک پرانا نازک دان ہوں۔ میرا سامن شطہ دار ہے۔ مجھے بیکار آئینہ کی شرح کشاف زبانی یاد ہے۔ یعنی میرا ہر سامن کسی آنکھیں طرح غنیمت کی تخریب اور وضاحت کرتا ہے جو آئینہ کو کی طرح بھڑکتا ہے۔ (شرح کشاف کے استعمال کا کوئی تک نظر نہیں آیا، محض خود کو پرانا نازک دان کہنے کے لئے ہی لیا گیا)

ہم ز شدابی ناز تو بخود ی بالم . ریشہ در آب ز تار دم خنجر دارم

لغت : بخود ی : خود پر فخر کرتا ہوں۔۔۔ ریشہ : جذ۔۔۔ شدابی : نازکی، شکنجہ۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے تار و ادا کی شدابی سے خود پر ناز کرتا ہوں۔ (یعنی تجھے تار و ادا کی وجہ سے مجھ میں شدابی ہے) تجھے خنجر یعنی ظلم و حسم کی وجہ سے اس طرح میرے دل میں جلاست ہے جسے کسی چوڑے کی جڑ پانی میں ہو اور یوں وہ خود تار اور شکنجہ رہے۔ محبوب کے تار و ادا کو خنجر کی دھار سے تشبیہ دی ہے۔

راز دار تو و بدنام کن گردش چرخ . ہم سپاس از تو و ہم شکوہ ز اختر دارم

لغت : بدنام کن : بدنام کرنے والا۔۔۔ سپاس : شکر۔۔۔ اختر : مڑاؤ، مڑاؤ کا ستارہ۔۔۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں تجھ کو راز دار اور آسمان کی گردش کو بدنام کرنے والا ہوں، ایک طرف میں تجھ کو شکر

گزار ہوں اور دوسری طرف تختہ کے ستارے کاٹھک کرنا ہوں۔ مڑاؤ یہ کہ ٹوٹی دوسرے یاد کو تکلیف تو سب اللہ کی طرف سے ہے! اس میں آسمان کی گردش کو بڑا اہمیت اور تختہ کے ستارے کاٹھک کرنا یاد ہے۔

مرحبا سو بہن و بھائی بخشش آبل غلب خندہ برگری خضر و سکندر دارم

لغت : مرحبا : کیا کہنے، سلام۔ سو بہن : سہلیں، رشتی۔ آبل : اس رشتی کی ہلک۔ بھائی بخشش : بھائی بخشش، جہاں بھائی۔

ترجمہ : اے غلب! اس رشتی اور اس کی بھائی بخشش ہلک کے کیا کہنے۔ تجھے تو خضر اور سکندر کی گمراہی پر ہنسی آتی ہے۔ خضر اور سکندر آپ حیات کی تلاش میں نکلے تھے۔ رشتی یعنی غلبت کی رشتی جو دل کو غمراہ کر اس میں ایک نئی روح بھونکتی ہے۔ یہ آپ رشتی کی ہلک اور مڑاؤ آپ عشق! آپ حیات کے مقابلے میں کہیں بڑھ کر ہے، خضر اور سکندر بیکار آپ حیات کی تلاش میں سرگرداں رہے، آپ عشق ہی لیے تو ان کے لیے کہیں بہتر نہ۔

## غزل #8

شیمائے غم کہ چہو بخوں غلب شستہ ایم از دیدہ نقش و سوسہ خواب شستہ ایم

لغت : بخوں غلب : آنسوؤں سے۔ شستہ ایم : ہم نے دھویا ہے۔ سوسہ : دہم و خیال۔

ترجمہ : غم کی دھواں میں ہم نے اپنا چہرہ اپنے ٹوٹیں آنسوؤں سے دھو کر آنکھوں سے غم کے دہم و خیال کے نقش و سوسہ دھو لے ہیں۔ یعنی غم جہر میں رات کو نیند نہ آتی تھی، میں دھواں غم کو ترے میں گزرتی تھی۔ جب ہم دھواں کو ٹوٹیں آنسوؤں سے آنکھیں دھو لے گئے تو اللہ اس عمل سے غم کا دوسرا نشانہ قائم ہو گیا۔

الہون گریدہ ہر ز خوریت غلب را از شطہ تو دوو بہ بغتہ آب شستہ ایم

لغت : الہون : حرا، جلور۔ خوریت : تیری جلوت، خلعت۔ غلب : غلبہ، خضر، بخشش۔

ترجمہ : ہماری گریدہ و زاری کے سحر نے تیری جلوت سے غلب ختم کر دیا، تیری بخشش دہلی جلوت دور کر دی۔ گویا ہم نے سحر سے شطہ سے اپنے آنسوؤں کے پانی سے دھواں یعنی سیاہی چری طرح دھو لے۔ شطہ سے غلبہ جلوت اور دوو سے غلبہ غلب ہے۔ یعنی عاشق کے رونے دھو لے سے سناؤ ہو کہ محبوب نے اپنی جلوت غلب ترک کر دی۔

زادہ خوش است صحبت از آلودگی حشر کاین خرقہ باربا بہ سے غلب شستہ ایم

لغت : کاین : کہیں، کہیں، کہیں۔ خرقہ : گدڑی۔ سے غلب : غلبہ، خضر، بخشش۔

ترجمہ : اے زادہ! ہمارے ساتھ مل بیٹھا، اچھی بات ہے تو کسی آلودگی سے نہ آلودہ نہ ہم نے اپنی اس گدڑی کو کئی بار غلبہ شرب سے دھویا ہے۔ گویا بدو خوشی بظاہر گرگنیا آلودگی ہے لیکن غلب کی غلوں میں یہ غلو اور غلبہ اور سکندر دھواں سے انسان کو بچاتی ہے، جبکہ زادہ کو اپنے لہو و جلوت سے بڑا غلو رہتا ہے، ہوا اچھی بات تھی۔ اسی لیے زادہ سے کہا کہ تیرا دامن آلودہ نہ ہو گا تو ہماری صحبت میں نہ۔

اے در غلب رفتہ زبے رنگی سرشک غافل کہ اشب از مڑہ خون غلب شستہ ایم

لغت : زبے رنگی سرشک : آنسوؤں کا لہ رنگ ہو، یعنی غم میں آنسو نہ ہو۔ خون غلب : خون غلبہ، خون غلبہ کے آنسو۔

ترجمہ : اے محبوب! تو ہمارے بے رنگ آنسوؤں کے لہے میں آگیا ہے، تجھے اس بات کی خبر نہیں کہ ہم نے آج رات ہی اپنی بھلیوں سے

خونیں آنسو صاف کئے ہیں۔ یعنی ہم خونیں آنسو اچھے براپکے ہیں کہ جگر کا خون ہی ختم ہو گیا ہے۔ اسی لئے اب ہمارے یہ آنسو بے رنگ ہو گئے ہیں۔

بیانہ را ز بلبلہ بخون پاک کردہ ایم کاشانہ را ز رشت بہ سیلاب شستہ ایم  
لغت : ۱۰۴۰۔ غل : ریخوں کا گہرا مڑاؤ گہرا۔ رشت : سازو سلاسل۔

ترجمہ : ہم نے اپنے خون سے جام کو شراب سے پاک کر دیا ہے اور اپنے گھر کے سازو سلاسل کو سیلاب یعنی آنسوؤں کے سیلاب سے دھوا دیا ہے۔ گویا ماضی اب شراب کی بجائے خون جگر کی رہا ہے اور اس کے آنسوؤں کے طوفان نے گھر کو برباد کر دیا ہے۔

غرق محیط دھرتے صوفیم و در نظر از روی بحر موج و گرداب شستہ ایم  
لغت : ۱۱۔ محیطا دھرت : دھرت کا سمندر۔ دھرتے صوفیم : صوفی کا نظریہ کہ اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں اس بات پر کہ وہی ذات اقدس ہے۔

ترجمہ : ہم اگر دھرت میں پوری طرح ڈوبے ہوئے ہیں اور اپنی نظر میں ہم نے سمندر پر سے لہروں اور بحوروں کو دھوا دیا ہے۔ یعنی اصل وجود تو سمندر کا ہے یہ لہریں اور گرداب سب اضافی چیزیں ہیں۔ یعنی ہم نے اس ذات اقدس کی دھرت کو حلیم کرتے ہوئے پانی سب کائنات سے نظریں پٹائی ہیں۔ غالب نے اردو میں یہی بات یوں کی ہے:

ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر یاں کیا دھرا ہے قطروہ موج و حباب میں  
بے دست و پا بہ بحر توکل نقوہ ایم از خویش گرد زحمت اسباب شستہ ایم

لغت : توکل : خدا پر بھروسہ۔ زحمت اسباب : ملتان اور سیوں کی تکلیف۔  
ترجمہ : ہم نے بے دست و پا ہو کر خود کو بحر توکل میں ڈال دیا ہے اور میں ہم نے اپنے آپ سے ملتان کی زحمت کو دھوا دیا ہے۔ یعنی اس دنیا میں جو کچھ وقوع پذیر ہو رہا ہے وہ سب تقوا و تندر کے سبب ظاہر ہو رہا ہے اس لئے اپنی خواہشات کے سلسلے میں ہمدردی بھاگ دوڑ سب بیکار ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے توکل اختیار کر کے دنیاوی زمتوں سے نجات پائی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی توکل نہیں چنانچہ مولانا رام نے ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چھوٹا سا واقعہ لکھ کر کہہ کر وہ توکل کو غلط قرار دیا ہے۔ ایک بدو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ "مومن کو کیا وعدہ آئے ہو؟" اس نے کہا "میں اسے اللہ توکل کھاتا ہوں دیتا ہوں۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے توکل درانوںے اشتربہ" یعنی پہلے اسے ہندو بحر خدا پر بھروسہ کر۔ ایک بخوبی صوفی شاعر محمد کشمش نے اسے یوں ادا کیا ہے۔

ملی دا کم پانی پتلا بھر بھر مشکل پاوے مولا دا کم پھل پھل لاٹرا لاوے یا نہ لاوے

در صلح وفا زحیا آب گشتہ ایم خوں از جبین و دست از قصاب شستہ ایم

لغت : صلح : کھانا ادا کرنے کی جگہ۔ قصاب : حلوہ قاتل یعنی محبوب۔

ترجمہ : ہم وفا کی قاتل گھم میں اگر خرم سے پانی پانی ہو گئے۔ ہم نے وحشی سے خون دھوا دیا اور قصاب / قاتل سے ہاتھ اٹھا لئے یعنی اس سے باز ہو گئے۔ یعنی ہم نے ہر طرح وفا کی لیکن آزادی کے وقت ہمیں وفا میں کی ہوئی اپنی تہمتیں حقیر معلوم ہو گئیں جس پر ہمیں خسرو کی سے دھار ہو چڑھا۔ جس کے نتیجے میں ہم نے وفا کی کھلی کے طور پر اپنی پیشانی پر لکھا ہوا خون صاف کر لیا اور قاتل یعنی محبوب سے آنکھ ملانے کی ہمیں جرأت نہ ہوئی۔

غالب رسیدہ ایم بہ نکلے و بہ سے ازینہ داغ دوری اجباب شستہ ایم  
لغت :

ترجمہ : اے غالب ! ہم نکلے پہنچ گئے ہیں۔ پہلی پہنچ کر ہم نے شراب پی لی تھی کراچے دوستوں معرووں کی جہانی کا داغ خم دھوڑا ہے، یمن  
ست ہو کر واقعی طور پر اس خم کو بھل گئے ہیں۔ غالب اپنی پیش کے سلسلے میں نکلے گئے تھے۔ اس سطر میں انہیں کچھ تھکے ہیں، یہی اظہار  
ہے، پھر اپنے دوستوں اور معرووں سے دوری بھی ان کے لئے، دکھ کا باعث بنی۔ اس شعر میں اس پس منظر کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔  
نکلے سے وہ ابھی اس کی یاد نے انہیں حیا کا قہ چنانچہ کہتے ہیں:

نکلے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں اک حیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

## غزل #9

بخت در خواب است می خواہم کہ بیدار ش کنم  
پارہ نوحائے محشر کو کہ در کار ش کنم

لغت : پارہ ٹکڑا۔۔۔ کہیں ہے۔۔۔ در کار ش کنم، اس بخت کے کام میں لگاؤں۔۔۔  
ترجمہ : میرا بخت سوا ہوا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسے بیدار کروں۔ بنگلہ محشر کا کوئی ٹکڑا کہیں ہے کہ میں اسے بخت بیدار کرنے کے لئے  
استعمال کروں۔ قسمت کے ہنگامے سے سوتے ہوئے جنت کو بیدار کرنا انتہائی بد نصیبی کی علامت ہے۔

ہاں عرض وعدہ ات حاشا کہ از اہرام نیست  
ہرچہ می گوئی ہی خواہم کہ نکرار ش کنم

لغت : عرض وعدہ ات: حیرے وعدے کا ذکر۔۔۔ اہرام: امرا، زور مند۔۔۔ نکرار ش کنم، اسے دہرائوں۔۔۔  
ترجمہ : حیرے مجھے حیرے وعدے کا ذکر کرنا، واللہ کسی امرا کی خاطر نہیں ہے۔ ایسا اس بات پر زور نہیں دے رہا میرا عقد تو یہی ہے  
کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں اسے دہرائوں اور الفاظ دہرائوں کہ میرے لئے اس نکرار میں ایک لطف ہے۔

جاں بہائش گفتم و اندر اوائش کاہلم  
تو گر دل سردا زیں شستہ خریدار ش کنم

لغت : جاں بہائش: اس کی جاں بوازدہ چیز جس کی قیمت جاں ہو۔۔۔ کاہلم: کالمہ میں ست ہوں۔۔۔ شستہ خریدار ش کنم، اس کے چند خریدار  
و عاشق جن کا شغل شخص دعویٰ ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے اس محبوب کے وصل کی قیمت اپنی جاں کی تھی اس کے وصل کی قیمت اپنی جاں دینے کی صورت میں وہاں کروں گا جن  
اس قیمت کے ادا کرنے میں میں اس لئے سستی اور کالمی سے کام لے رہا ہوں تاکہ اس کا دل اپنے ان چند خریداروں سے لٹکا ہو جائے۔  
یعنی میں اپنے اس قول سے پیچھے نہیں ہٹا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ شغل کے جھوٹے و حیلوں کا راز کھل جائے۔

بر لب جویش خرمایں کردہ شوقم، دور نیست  
کز ہنر چوں خود امیر دام رفتار ش کنم

لغت : خرمایں: شلاہوا۔۔۔  
ترجمہ : میرا جذبہ شوق اس محبوب کو عری کے کنارے خرمایں خرمایں لے آیا ہے۔ میں چونکہ اس کی اس دلکش چال پر فریفتہ ہوں اس  
لئے کوئی جہم کی بات نہ کہی اگر میں اپنی اس فراخی کے بھرے خود اسے اس کی اپنی اس دلکش رفتار (خامیہ) کے دام کا سیر ہاؤں۔ بھر  
یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اسے عری پر لے آیا ہے جس جگہ ہے پانی میں وہ اپنی چال کا کھس کر خود اس پر لٹو ہو جائے۔ بقول شاعر:



رفتار تحری سے کا برستا ہوا ہلال جس راہ سے گزرتے تو وہی راہ گذرست  
مردم و برمن نہ بخشود و کنوں باز از ہوس احتقان تازہ ی خواہم کہ در کارش کسٹم  
لغت : مردم میں مرگیا۔ و بخشود صاف نہ کیا۔ و در کارش کسٹم اس (احتقان) کے کام میں لگاؤں۔

ترجمہ : میں نے جان دے دی لیکن اس محبوب نے میری کھے صاف نہ کیا لہذا اب میں میرا اس مرنے کی لذت کی راہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اور نیا احتقان عشق ہو جسے اس کام میں لاسکوں۔ گویا عاشق کی یہ خواہش ہے کہ وہ بار بار مرنے اور محبوب اسے ہر مرتبہ صاف نہ کرے تاکہ وہ اس لذت سے سرشار ہو تاکہ ہے۔ اردو میں یوں اظہار خیال کیا ہے:

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی احتقان اور بھی بقی ہے تو یہ بھی نہ سہی  
بقول نظیری نیشاپوری:

گرم صدا بار سوزی باقر گرد سرت گردم نیم پروانہ کزیک سو خنن از دست و پا گھٹم  
اگر تو کھے سوا بھی جائے میری کھے تھہ پر توں ہو جاں گہ میں کوئی بداند نہیں ہوں کہ ایک ہی مرتبہ بچنے سے قسم ہو جاؤں۔  
راحت خود جستم و رنج فراوان یا قسم مرزہ دشمن را اگر جلدے در آزارش کسٹم  
لغت : جستم میں نے تلاش کی۔ فراوان بہت، بکثرت۔ مرزہ فوجی۔ جلدے کوئی کو شل۔

ترجمہ : میں راحت (فوجی و سرت) کی تلاش میں رہا لیکن کھے ہے مدد نہ ملے۔ دشمن (ارتیب) کے بچنے سے اس فوجی کا ہاتھ ہو گا کہ میں اسے کوئی آزار پہنچانے کی کوشش کروں۔ یعنی عاشق کے بچنے سے رقیب کو آزار پہنچانا ہاتھ راحت ہو تاکہ لیکن چونکہ یہاں راحت میرے میں آئی جگہ دکھ لے ہیں اس لیے عاشق کی یہ کوشش بیکار ہوگی جو رقیب کے بچنے سے فوجی ہے۔

عمر سے بسر بردم زو عوئی شرم نیست فرمے کو کز وقایے خود خبردارش کسٹم  
لغت : عمر سے بسر بردم میں نے زندگی کا ایک حصہ گزار دیا، بہت زندگی گزار دی۔

ترجمہ : میں نے محبوب کی محبت کے غم میں زندگی گزار دی، اور کھے یہ دعویٰ غم میں زندگی بسر کرنا کرتے ہوئے کوئی مدد محسوس نہیں ہوئی۔ اس غم میں جھارنے کے ہاتھ کھے اتنی فرصت بھی نہ ملی کہ اسے اپنی دق سے باخبر کر دے۔

اختلاط شبنم و خورشید تاباں دیدہ ام جراتے پایہ کہ عرض شوق دیدارش کسٹم  
لغت : اختلاط: میل جول، میل ملاپ۔ خورشید تاباں: چمکتا ہوا اور روشن شمع۔

ترجمہ : میں نے شبنم اور خورشید تاباں کا بھی میل ملاپ دیکھا ہے۔ اس بات کے بچنے جرات کی ضرورت ہے کہ میں اس کے دیدار کے شوق کا اظہار کروں۔ خود کو شبنم سے اور محبوب کو خورشید تاباں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح شمع کھنے پر شبنم مٹم ہو جاتی ہے اسی طرح محبوب کا دیدار کرنا بھی عاشق کی فضا کا ہاتھ جتا ہے۔ اردو میں یوں کہا ہے:

پر تو خود سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم ہم بھی ہیں ایک عزت کی نظر ہونے تک  
تا بیا گاہامت از بتوانی ہائے خویش طالت یک خلق پایہ صرف اظہارش کسٹم

لغت : بیا گاہامت: میں اسے آنکھوں۔  
ترجمہ : اس خاطر کہ میں کھے کو اپنی بتوانیوں سے باخبر کروں، کھے ایک غفلت کی طالت کی ضرورت ہے جس سے میں ان بتوانیوں کا اظہار

کر سکیں۔ فم عشق کے سبب اپنی اختلالی جہتوں کی ہمت کی ہے بقول شاعر

تا تو اس ہوں، کفن بھی ہو ہلکا ذال دو سایہ اپنے آئین کا

ایک شاعر نے یوں کہا ہے افسوس شعراء نہیں رہا کہ میری جہتوں کا یہ عالم ہے کہ موت آکر فتنے سے تر تلاش کرتی رہی۔

نکتہ ہائش بے دہن نی ریزہ از لب غائباً بے زہاں مردم کہ شرح لطف گفتارش گنہ گنم

نکتہ : یارِ زہا چھپتے ہیں۔۔۔ بے دہن: منہ کے بغیر، منہ کو ملے بغیر، یعنی خاموشی میں۔۔۔ بے زہاں مردم: میں بے زہاں ہو جاؤں۔۔۔

ترجمہ : اے غائب! اس محبوب کے ہو خوں سے بے دہن! خاموشی میں! اکی تکتے! گھری بائیں! چھپتے رہتے ہیں۔ میں اس کی لذت گفتار کی کیا

تعریف کروں کہ جب ایسی کو عشق کرنا ہوں تو بے زہاں ہو جاتا ہوں۔ یعنی اس کی لذت گفتار کی تعریف اپنے بس کا روگ نہیں۔ اردو میں

محبوب کی لذت گفتار پر یوں افسانہ خیال کیا ہے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

## غزل #10

بے خواہش عشق عیان نگاہش گرفتہ ایم از خود گزشتہ دسر راہش گرفتہ ایم

نکتہ : بے خواہش عشق: یعنی بے خود ہو کر۔۔۔ عیان: لگام! ہاک۔۔۔ از خود گزشتہ: اپنے آپ سے گزر کر دہی بخاری کی حالت۔۔۔

ترجمہ : ہم نے بے خود ہو کر اس کی نگاہوں کی محنت قہا ہے! یعنی اس حالت میں اس سے آنکھیں ہار ہو سکیں؟ اسی طرح ہم نے اپنے

آپ سے گزر کر اسے سرد اور رکا ہے۔ گویا محبوب کے دیدار کے حصول اور اسے پالنے کی خاطر عاشق کو اپنے آپ کو بھول جانا پڑا ہے۔

دل با حرف ساختہ و ما ز سلوگی بر عدائے خویش گواہش گرفتہ ایم

نکتہ : ساختہ: سواقت کرلی۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دل نے تو رقیب سے سواقت کر لی اور ہماری سلوگی کا عہد ہو کر ہم نے اپنے متعدد عشق کے معاملے میں اسے ہی اپنا گواہ

بانا۔ یعنی عاشق نے یہی کاغذ ہو کر رقیب کا سارا اوصاف لکھ رکھے کہ وہ محبوب سے اس کی حالت ذرا کا ذکر کرے اس کا سارا اپنے گواہ بن گیا۔

لیکن نہیں، رقیب تو عاشق کا دشمن ہے اور وہاں کہیں اس کا ساتھ دے گا۔

آوارگی سپردہ بما قہربان شوق ملتے ز گرد سپاہش گرفتہ ایم

نکتہ : سپردہ: حوالے کی ہے۔۔۔ قہربان: غلام و چار بھر۔۔۔

ترجمہ : قہربان عشق نے آوارگی ہمارے حوالے کی ہے! لہذا پانچو ہم وہ عشق میں چل رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے اس کے لشکر کی گرد

راہ سے جہت حاصل کی ہے۔ یعنی اس کے لشکر کی گرد راہ ہمارے اس سفر عشق میں ہماری جہت افروغ کر رہی ہے۔

از چشم باخیال تو بیوں نمی رود گوئی بدام مار نگاہش گرفتہ ایم

نکتہ :

ترجمہ : ہماری آنکھوں سے تیرا خیال ہمارے نہیں لگتا! یعنی ہماری آنکھوں میں تیرا تصور چلا ہوا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس تصور کو

لکھوں کے تار کے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ عاشق محبوب کے قصور سے کبھی غافل و غافل نہیں رہتا۔

دوہر نوروش ازل انیار محضے ست صد خروہ بر دو زلف سیاهش گرفتہ ایم ۔

نعت : نوروش: اس کی لپیٹ اس کے چچہ دم۔۔۔ صد خروہ گرفتہ ایم: ہم نے بے حد کتہ چینی کی ہے۔۔۔ انیار: صبح غیر معنی رقیب۔۔۔ محضے ست: ایک محض یعنی کوئی نہ۔۔۔

ترجمہ : اس کی دونوں سیاہ زلفوں کے چچہ فم میں رقیبوں کے دل لگے ہوئے ہیں جو بطور ایک محض کے صف کو اپنی دے رہے ہیں، اسی بنا پر ہم نے اس کی ان زلفوں پر نیکوں کتہ چینی کی ہیں۔ گویا محبوب کی زلفوں کی لپیٹ میں صرف عاشق کا دل آنا چاہئے۔ چچہ دم سے یہاں مجروح رقیبوں کے نیزے میز سے دل ہو سکتے ہیں۔

در عرض شوق صرف نہ برویم در وصل در شکوہ ہائے خواہ مخواہش گرفتہ ایم

نعت : صرف نہ برویم: ہمیں کوئی قاعدہ نہ ہو۔۔۔ شکوہ ہائے خواہ مخواہ: عیاں کی شکایتیں۔۔۔

ترجمہ : وصل کے دوران میں ہم اس سے عیاں کا شکوہ و شکایت کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ہمیں اتھارہا عشق کا کوئی قاعدہ حاصل نہ ہوا۔ یعنی وقت سارا انہی شکایتوں میں گزر گیا۔

پاجسن، خویش راچہ قدری تو اس نکلت عبرت زحل طرف کلاہش گرفتہ ایم

نعت : نکلت: فوجیہ نیزہ جاس، کبھی۔۔۔ طرف کلاہش: مژدہ محبوب کی کلاہ کا نیزہ جاس، کبھی کلاہی جس میں خاص شان ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم اس کی کبھی دیکھ کر اس بات کی عبرت چکارتے ہیں کہ حسن کے ساتھ وہ کرکس قدر نیزہ جاس بناتا ہے۔ کلاہ محبوب کے سر پر نیزہ جاس رکھی ہوئی ہے، اگرچہ اس میں ایک شان ہے لیکن شاعر اس کے اس نیزے سے عبرت چک رہا ہے، گویا اس سے دوست ہو کر انسان یا عاشق کو نیزہ جاس یعنی جھکاؤ نہ آئے۔

دیگر ز دام فوق تراشا نمی روو در حلقہ کشاکش آہش گرفتہ ایم

نعت :

ترجمہ : اب وہ (محبوب) ہمارے فوق نگاہ کے جال سے نہیں نکلے گا۔ (میں نکل سکتا) اس لئے کہ ہم نے اسے اپنی آہوں کی کشاکش (کھینچا کھانی) کے تحت میں گھیر لیا ہے۔ یعنی ہم مسلسل آہیں بھر رہے ہیں، جو اس بات کا باعث ہیں گی کہ وہ (محبوب) ہماری طرف توجہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

دل تنگی پری مرغ کھٹان ز رشک دوست دانیم ماکہ درین چاهش گرفتہ ایم

نعت : پری مرغ کھٹان: کھٹان کا مشتاق یا حسین، مژدہ حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں ان کے بھائیوں نے کوئٹھ میں گرا دیا تھا۔ وہ حسن میں بے مثال تھے، اسی لئے پری مرغ کہلائے۔ دل تنگی: افسرو کی فم کی حالت۔۔۔

ترجمہ : ہمیں علم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو کوئٹھ میں گرے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمارے محبوب کے حسن کے رشک کی بنا پر افسردہ ہو کر گرے تھے (یعنی ہمارے محبوب کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے بڑھ کر ہے)۔ اس شعر میں ایک تو قرآنی صحیح آئیگی کہ سرے صنعت حسن تھلیل، یعنی شاعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئٹھ میں گرنے کی علت آئو اور بیان کی ہے۔

حرفے مزین و زغالب و رنج گران او کوہے معارض پر کلاہش گرفتہ ایم

نعت : حرفے مزین: کوئی بات نہ کر۔۔۔ رنج گران: بہت پرانم۔۔۔ معارض: مقل۔۔۔

ترجمہ : غالب اور اس کے رنج گراں کی بات نہ چھوڑو تو ایک پہاڑ اور رنج گراں کے مقابلے میں ایک پر کا مچنی نکلا ہے۔ ظاہر ہے ایک پہاڑ کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ فوں کے انہوں اپنی احتمالی بے بسی کی بات کی ہے۔

## غزل # 11

تا فصلے از حقیقت اشیا نوشتہ ایم آفاق را مرادف معنا نوشتہ ایم  
لغت : فصلے : ایک باب۔۔ حقیقت اشیا : یعنی اس کائنات کے وجود کی حقیقت۔۔ آفاق : افق کی جمع مراد کائنات۔۔ مرادف : حروف ہم معنی۔۔ معنی : فرضی پرندہ جس کا کوئی وجود نہیں۔۔  
ترجمہ : جب ہم نے اشیاء عالم کی حقیقت سے متعلق ایک باب لکھا تو اس میں آفاق کو معنی کا نام معنی قرار دے دیا۔ یعنی جس کا نام تو ہے وجود نہیں۔ اس میں بلا واسطہ مسئلہ وحدت الوجود کی بات جہلی ہے، یعنی صرف خدا کے ذات موجود ہے باقی ساری کائنات اور اس کی اشیاء وغیرہ خیالی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں۔

ایمان بہ غیب تفرقہ ہا رفت از ضمیر ز اسما گزشتہ ایم و مسلٰی نوشتہ ایم  
لغت : تفرقہ ہا : تفرقہ کی جمع دو چیزوں میں فرق یا پھرت۔۔ اسما : اسم کی جمع نام۔۔ مسلٰی : جس کا نام شے یا کوئی۔۔  
ترجمہ : ہمارے غیب پر ایمان ہونے کے باعث ہمارے ضمیر سے تفرقے مت گئے ہیں۔ ہم نے اسما کو ترک کر کے مسلٰی لکھا ہے۔ اس شعر میں بھی نظریہ وحدت الوجود کی بات ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ (خالق کائنات) نظر تو نہیں آتا لیکن ہمارا اس پر ایمان بالغیب ہے۔ وہی سب کچھ ہے باقی کائنات اور اشیاء کائنات جن کے نام رکھے گئے ہیں وہ سب خیالی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں۔ مسلٰی سے مراد خالق کائنات ہے اور یہ کہ اس ایمان کے باعث ہماری نظروں میں کائنات کی اشیاء کا کوئی فرق نہیں رہا۔

عنوان رازنامہ اندوہ سارہ بود سطر گلست رنگ بسیما نوشتہ ایم  
لغت : گلست رنگ : رنگ لڑا جانا۔۔ سطر : چٹائی۔۔

ترجمہ : ہمارے رنج و غم کے راز نامہ کا عنوان سارہ تھا۔ ہم نے گلست رنگ کی ایک سطر اپنی چٹائی پر لکھ دی۔ یعنی ہم نے اپنے رنج و غم کی داستان یا سرگزشت کو ڈاڑھوں سے چھپا رکھا تھا لیکن چونکہ اس رنج و غم کے باعث ہمارے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اس لئے ہمارا یہ راز فاش ہو گیا۔

قلم فخطائی مژہ از پہلوے دل است ایں ابردا برات بہ دریا نوشتہ ایم  
لغت : قلم فخطائی : سحر رہا آسمان کا طوفان۔۔ برات : قسمت۔۔ دریا : سمندر۔۔  
ترجمہ : محبوب کے جبر میں ہماری جگہ سے انگٹوں کا طوفان طوفان بہ رہا ہے اس کاغذ یا سریشہ ہمارا دل ہے۔ گویا یہ سریشہ یعنی پہلوے دل ایک ہال ہے جس کے نقد میں سمندر رہتا ہے۔ محبوب کے فراق میں احتمالی گریہ و زاری کی عکاسی ہے۔

خاکے بیوے بیستہ نیشتاندہ ایم ما رخصت بدایں حرف خود آرا نوشتہ ایم  
لغت : نیشتاندہ ایم : ہم نے نہیں ڈالی ہے۔۔ خود آرا : خود کو بٹانے منواری نے دلا۔۔ مشوق۔۔ حرف : متعلق، محبوب۔۔  
ترجمہ : ہم نے اس محبوب کے اظہار معنی نہیں ڈالی بلکہ اس خود آرا (مشوق) کو رخصت یعنی خدا مخلوق کہہ دیا ہے۔ ظاہر معلیٰ

ڈانٹا ہے کہ کسی بات کو چھپانے کی خاطر اس پر قہر نہ دیا۔ اس شعر میں "نہیں ڈال" ڈال بات ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا خط عاشق کے ہاں آیا ہے جس میں اس نے اپنے غور و فکر کا اظہار کیا ہے۔ عاشق اس اعزاز سے دل برداشتہ ہو کر خط پر مٹی تو نہیں ڈالتا تاہم اسے "خدا حافظ" لکھ رہا ہے، یعنی اپنی نیت کا سلسلہ ختم ہوا۔

دریچ نسی معنی لفظ امید نیست فرہنگ نامہ ہائے قننا نوشتہ ایم

لغت : نسی: غلو کتاب۔ فرہنگ نامہ: لغت دانشی۔

ترجمہ : ہم نے لفظ "قننا" کے بدلے میں کسی فرہنگ نامہ کے ہیں لیکن کسی بھی نسخے میں لفظ "امید" کے معنی نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ قننا آکر ذرا طواغیت کے پورا ہونے میں امید کا سلسلہ ختم ہی ہوتا ہے۔

آئندہ وگزشتہ قننا و حسرت است یک "کاشکے" بود کہ بہ صد جا نوشتہ ایم

لغت : آئندہ: مستقبل۔ گزشتہ: ماضی۔ کاشکے: کاش ایسا ہوتا۔ صد جا: سو جگہیں۔

ترجمہ : مستقبل قننا ہے جبکہ ماضی حسرت وہاں ہے۔ ایک لفظ "کاشکے" ہے جو ہم نے صد جا لکھا ہے۔ انسان کی کئی خواہشات ہوتی ہیں جو پوری نہ ہونے پر اس کی حسرت وہاں کامیاب بنتی ہیں۔ بھر وہ سوچتا ہے کہ شاید آئندہ یہ پوری ہو جائیں، لیکن بھر وہی حسرت وہاں۔ اس ساری نوع کی وہ بھی کہتا ہے کاش ایسا ہو جائے لیکن ہماری یہ خواہش پوری ہو۔ یوں ساری نوع کی گزر جاتی ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے اپنی بات کی ہے۔

دارد رخت بخون تماشای خطے ز حسن روشن سوا و اس ورق نا نوشتہ ایم

لغت : بہ خون تماشای غزل حسرت ظاہر کے باعث۔ سوا: روشنی۔ ورق نا نوشتہ: جس ورق پر کچھ نہ لکھا گیا ہو، سوا ورق، سوا محبوب کا سوا چہرہ۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے چہرے کی ساری دکھلی درد منی کامیاب ہماری حسرت ظاہر ہے۔ ہم اس سوا ورق (محبوب کا سوا چہرہ) کے لئے روشن اور چمکی ہوئی روشنی (سوا) ہیں۔ جس طرح سوا ورق پر کچھ نہ لکھا جائے تو اس میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح عاشق کی حسرت ظاہر محبوب کے چہرے میں چمک اور منی پیدا کر دیتی ہے۔

رنگ شکستہ عرض سپاس بلاے تست پنہاں سپرزہ ای غم ویدنا نوشتہ ایم

لغت : عرض سپاس: شکریہ کا اظہار۔ سپرزہ: تونے دیا ہے۔ ویدنا: غم۔

ترجمہ : ہمارے چہرے کا انا ہوا رنگ تجھے غم و ستم کے شکریہ کا اظہار ہے۔ تونے غم پنہاں (چھپ کر یعنی خاموشی سے) دیا، ہم نے اسے ظاہر کر دیا یعنی ظاہر کر دیا۔ گویا عاشق کے چہرے کا رنگ شکستہ اس کے دل میں موجود غم نیت کا پکار ہے۔

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل کانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

لغت : آغشتہ ایم: بھر دیا ہے سزاوارتگ دیا ہے۔

ترجمہ : ہم نے صحرا کے ہر کانٹے کی نوک کو اپنے خون سے رنگ دیا ہے۔ اس طرح ہم نے صحرا کی باغبانی کا اظہار کانون لکھ دیا ہے۔ یعنی باغبانی پانی سے مل کر سرسبز کرتا ہے۔ ہم نے صحرا کو ردی کرتے ہوئے اپنے پاس کانون سے زخمی کر کے اور اس طرح ان سے بنے دلا کانون صحرا کی شادابی کامیاب ہے۔ اس طرح ہم نے ظاہر کیا ہے کہ صحرا کی باغبانی اس طریقے سے کی جاتی ہے۔

کویت زلفش جہد مایک قلم پر است لختے سپاس ہدی پا نوشتہ ایم

لفظ : کہوت : خیرا کوچہ۔۔۔ جزا : خوشی۔۔۔ ایک لفظ پر دہری طرح۔۔۔ لگتے کسی قدر۔۔۔

ترجمہ : خیرا کوچہ دہری خوشی کے نقش سے دہری طرح پر ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں اپنے پاؤں کی دہری (ساتھ دینے) کا شعر یہ لکھ دیا یعنی ہوا کر دیا ہے۔ عاشق پاؤں سے چل کر کوچہ محبوب میں پہنچا اور ہر ہر قدم پر سچا کر آچلا ہوا ہے۔ اس خط پر دہ اپنے پاؤں کا شعر لکھ رہا ہے کہ اسے لانا کی بدولت یہ سوجھ گیا۔

غالب الف ہاں علم وحدت خود است بر "لا" چہ بر فرود گر "الا" نوشتہ ایم

لفظ : علم : نیکن : اعلان۔۔۔ "لا" یعنی کہ توحید "لا الہ الا اللہ" کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔ چہ بر فرود : کیا اضافہ ہوا۔۔۔

ترجمہ : غالب الف ہاں اچھا لفظ جس کی شکل "اکی سی" ہے ایسی وحدت یعنی توحید الہی کی نشانی ہے (ا) کے بعد "ها" میں جو غلب آیا ہے اس کی طرف اشارہ ہے اگر ہم نے "لا" لکھ دیا ہے تو اس سے "لا" میں کیا اضافہ ہو گیا ہے۔ یعنی "لا" کے ساتھ الف کا اضافہ خود اس توحید کو ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر ہے صرف خدا ہی معبود برحق ہے۔ اسی الف کے حوالے سے ایک جہلی مونی نے کہا ہے:

علموں بس کریں او یار اکو الف ترے درکار

## غزل\* 12

مُح است خیر تانے در ہم انگنم از بلکہ لرزد در فلک اعظم انگنم

لفظ : خیر : اچھا۔۔۔ خیر در ہم انگنم : سانس کو حرکت میں لائیں۔۔۔ فلک اعظم : عرش۔۔۔

ترجمہ : مُح ہو گی ہے "اچھا" تاکہ سانس کو حرکت میں لائیں، یعنی غلط نہ کریں اور اپنے دل و فہم سے عرش پر لگی طاری کر دیں۔ مطلب یہ کہ مُح سو رہے اچھا کر خدا کے حضور دعا کی جائے اس میں تاخیر ہوتی ہے اور وہ قبول ہو جاتی ہے۔

آتش فرو نشاند، خم دامن، بیا کایں دلخیم سوختہ در زخم انگنم

لفظ : فرو نشاند : بجھا دیا۔۔۔ کایں : کہیں، کہیں۔۔۔ دلخیم سوختہ : وہ جل۔۔۔

ترجمہ : میری تڑپ اگلی آنکھ کے آگ بجھا دی، تاکہ میں اپنی یہ ادھ جلی گدڑی چلا دھوم میں ڈال دوں۔ آتش سے عزا دہنوں کی آگ بجائیں۔ مطلب یہ کہ تڑپ اگلی کے سبب ہم کہیں کے نہیں رہے، اگلے جہانے سوچ گئے۔ لہذا ہماری یہ کہ دھوم کا رخ کیا جائے یعنی اپنی بخشش کا کوئی سلسلہ کیا جائے۔

باہن ز سرکشی نہ رود راست لاجرم دل را بہ طرب ہائے خم اندر خم انگنم

لفظ : راست : سیدھا۔۔۔ لاجرم : لازماً۔۔۔ طرب ہائے خم اندر خم : پہنچا یا ٹھکرائی دلیں۔۔۔

ترجمہ : اپنی سرکشی یا نفرتانی کی وجہ سے میرا دل میرے ساتھ سیدھا نہیں پہنچا، اب خود ہی ہے کہ میں اسے محبوب کی ٹھکرائی دلیں کے نیچے میں ڈال دوں۔ ظاہر ہے جب اسے ان نیچے دو نیچے دلیں میں ڈالا جائے گا تو اس کے ساتھ مل کر نکل جائیں گے اور وہ میرے ساتھ سیدھا چلے گا۔

برتر بھی پرد ز ملک بنر کسرش خود را بہ بند سلسلہ آدم انگنم

لفظ : پرد : اڈا ہے۔۔۔ کسرش : ناچنے، اگلا۔۔۔ بند سلسلہ آدم : آدم کی زنجیر کا بند یعنی آدم سے خلق کی تہذیب۔۔۔ ملک : آدم اور

امام پر ذرا فرشتے۔

ترجمہ : میرا روحانی عرس تو فرشتے سے بھی بڑھ کر ہوا کرتا ہے۔ یہ تو میں نے محض ائمہ اہل کلمہ کی خاطر خود کو آدم سے نسبت و تعلق کی قید میں رکھا ہوا ہے۔ یعنی انسانی عرس عالم طوطی سے حلق ہونے کے باعث اپنے اصل مرکز کی طرف ہوا کرتا ہے اور جو وہ فرشتوں سے بڑھ کر ہوتا ہے لیکن شام کے اسے اس عالم غائی کی زنجیریں بکڑ رکھا ہے۔ رتوی کا شعلوں میں جھکا کر رکھا ہے۔

پرسد زوق گرم رویا و خاشم دوزخ کجاست بکبر ہوم اگنم  
لغت : پرسد : پڑھتا ہے۔ گرم روی : مجبور قادی سرگرم ہوتا ہے۔ خاشم : خاشمہ میں خاموشی ہوں۔

ترجمہ : میرا ہوم مجھ سے نجات کی راہ میں گرم روی کے پاس سے میں پرچہ دیا ہے اور میں خاموشی ہوں یعنی اسے کیا ہو اب دلوں۔ دوزخ کہاں ہے تاکہ میں اس کی راہ میں ڈال دوں۔ یعنی خلق و نجات میں گرم روی یا سرگرمی گواہ دوزخ کی آگ میں سے گزرنے کے بارے ہے۔ خواہم ز شرح لذت پیدا پر وہ دار خونچاہد حسد بدل محرم اگنم

لغت : پردہ دار : پردہ نہیں، محبوب۔ خونچاہ : خاص خون۔ محرم : واقف حال، رازدار۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ میں اپنے پردہ نہیں محبوب کے ظلم و ستم کی لذت کا ذکر کر کے اپنے رازدار کے دل میں حسد کا خون ڈال دوں۔ یعنی میرا محرم میرے راز نجات سے تو آگاہ ہے لیکن چونکہ اس نے محبوب کو نہیں دیکھا اس لئے جب میں اس کے ظلم و ستم کی لذت کا ذکر کروں گا تو اس محرم کے دل میں حسد پیدا ہو جائے گا۔

خوشنودم از تو وز "پے دورباش" خلق آوازہ جفاکے تودر عالم اگنم  
لغت : خوشنودم : میں خوش ہوں، راضی ہوں۔ دورباش : دور ہو، نزدیک نہ آؤ، ٹھہرو۔

ترجمہ : میں تو تجھ سے خوش ہوں لیکن صرف اس خاطر کہ تو سرے لوگ میری طرف متوجہ نہ ہوں (دورباش) میں نے تیری جفاکوں کی دھم چار کی ہے۔ گویا اب کوئی اور نے گا کہ خلق محبوب تو بڑھ جاتا ہے اس لئے اس سے کوئی رعبت نہ ہوگی اور جو عاشق رقیب سے چارے گا۔

از ذوق شامہ تو رودچوں زکار دست از بابل ہدیش بہ کیو تر دم اگنم

لغت : رودچوں زکار دست : جب ہاتھ بیکار ہو جاتا یعنی تنگ جاتا ہے۔ بابل : بابل۔ ہدیش : مشورہ، پرہیز، نصیحت، سلیکھ بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ : میں جب مزے لے لے کر رہے تھا کہتے ہوں تو تجھے کہتے میرا ہاتھ تنگ جاتا ہے لیکن خط ختم نہیں ہوا۔ آج فدا یہ سوچ رہا ہوں کہ میں ہدیش کے لئے کیو تر دم جاؤں۔ ہدیش زانی پیغام لے کر کہہ سکا کہ پاس گیا تھا اور اس سے زانی پیغام لے کر آیا تھا۔ مطلب یہ کہ اب ہاتھ تو کھینچتے رہا تھا پیغام ہدیش کے پر کیو تر کو لگا کر زانی بھیجتا رہا ہوں۔

دوزخ گر بہ فرض زین را بہ آسمان حاشا کزین فطار در اہو خم اگنم

لغت : دوزخ : آگ، یعنی خداوند ہی دے۔ فطار : فطار، دھاڑ۔

ترجمہ : اگر بالفرض خداوند زمین کو آسمان کے ساتھ ہی دے یعنی دونوں کو یکساں ملا دے اور میں دونوں کے درمیان بیٹھ کر بیٹھ جائوں تو اللہ میرے اہل دل پر کوئی حکم نہ پڑے گا۔ یعنی میرے تسلیم فہم ہے جو مزاج یا ریش آئے۔ قدرت کی رضا کے آگے سر تسلیم خم رکھوں گا۔

سلطانی تلمیذ عفتا بمن رسید کو قفس ناچید کہ بر خاتم اگنم

لغت : غمور: سلسلت۔۔۔ ٹاپوید: جو ظاہر نہ ہو۔۔۔ خاتمہ: انگوٹھی، حضرت سلیمانؑ کے پاس انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا جس کی برکت سے ہر قسم کی تھوکن ان کی جود تھی۔

ترجمہ : فرضی پروردگار جس کا کوئی وجود نہیں اور جس کے بارے میں مشورہ ہے کہ جس کے سر پر اس کا سایہ چڑ جائے وہ بڑا شایہی جاتا ہے۔  
ترجمہ : غمور: صفائی سلسلتاں ٹھٹھے کی گئی ہے۔ ٹاپوید: نقل مکان ہے جسے میں اپنی انگوٹھی پر کندہ کروں۔ خاتمہ: سلیمان کے حوالے سے بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ ان کی انگوٹھی پر تو اسم اعظم کندہ ہونے کے جب تمام جن دانس اور پرندے ان کے مطیع قریب تھے، ٹھٹھے جو سلسلتاں ملی ہے اس کا وجود ہی نہیں اس لئے اس کے واسطے میری خاتمہ پر نقل ٹاپوید کندہ ہو تا ہی مناسب ہے لیکن اس کا بھی کوئی وجود نہ ہو۔ گویا شاعر "سلسلتاں بے سلسلت" ہے۔

غالب زکلف تست کہ یابم اہی بدہر مٹنے کے بر جرات بند غم انگنم

لغت : زکلف: غم۔۔۔ مٹنے: وہی ٹوٹنا، ٹھٹھ، ہرن کے بچے سے ٹٹنے والی ٹوٹنا۔۔۔ جرات: دھم۔

ترجمہ : غالب! دنیا میں ٹٹھے میرے ہی غم سے وہ ٹھٹھ میرا آئی ہے جسے میں اپنے غموں کے دھم پر چمک سکوں۔ دھم پر ٹھٹھ چھڑی جائے تو دھم خراب ہو کر زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے غالب نے اپنی آزاد پسندی کی بات کی ہے۔ غم اس کے لئے گویا ایک دھم ہے جس سے اسے لذت ملتی ہے لیکن وہ مزید لذت کے حصول کے لئے اس دھم پر ٹھٹھ چھڑکے گا خواہیں ہے۔

## غزل # 13

بے پردگی محشر رسوائی خویشم در پردہ یک خلق تماشائی خویشم

لغت : محشر رسوائی: یعنی رسوائیوں کی بے حد کثرت۔۔۔ تماشائی ٹوٹنا: میں آپ اپنا تماشائی (دیکھنے والا) ہوں۔۔۔ بے پردگی: عوامی ناچا ہونا۔

ترجمہ : میں اپنے محشر رسوائی کی بے پردگی ہوں اور رسوائیوں میں عوامی ہو چکا ہوں؟ ایک عظمت جیسی لوگوں کے پردے میں میں آپ اپنا تماشائی ہوں۔ یعنی بعض انسانوں کے گھٹاؤں کے گدار دیکھ کر جو ان کی رسوائی کا باعث بنتے ہیں، ٹٹھے ان میں اپنا عکس نظر آتا ہے جس کی تاب نہ لے کر یہ خیال آتا ہے کہ یہ رسوائیاں میری اپنی ہی ہیں۔

نقش بہ ضمیر آرد؛ نقش طرازم حاشا کہ بود دعوی پیدائی خویشم

لغت : نقش طراز: نقش کر، صورت کر، مصور، خالق، خدا۔۔۔ پیدائی: ظاہر ہونا، ظہور، نمود۔۔۔

ترجمہ : میں تو ایک ایسا نقش ہوں جو اپنے نقش کر کے زمین میں آیا تھا۔ خدا جانتا ہے ٹٹھے اپنے عہود کا کوئی دعوئی نہیں ہے۔ گویا شاعر کے مطابق اگر اس میں کوئی کمال ہے تو اس میں اس کا اپنا کوئی ہتھ نہیں وہ تو اس کے خالق کا کمال ہے جس نے اسے اس مقام و مرتبہ سے نوازا۔ اور میں یوں کہتا ہے:

آتے ہیں فیب سے یہ مضا میں خیال میں

غالب صریح خلد، نوائے سرودش ہے

نے جلوہ بازی، نہ آف برق عتابے او قاصر دمن داغ ٹھیکائی خویشم



لفت : آف : حدت کری۔۔۔ ٹھیکہاں : میرا قتل : بدداری۔۔۔ عتاب : غصہ : برہمی : بیش۔۔۔

ترجمہ : نہ تو اس محبوب کی طرف سے ناز و لدا کا کوئی جلوہ ہے اور نہ اس کے عتاب کی بجلی کی حدت ہی ہے۔ وہ تو دلدار ہے اور میں ہوں کہ میرا قتل کا دلدار بنے بیٹھا ہوں۔ مطلب یہ کہ دوست کی طرف سے کسی طور بھی توجہ ہو میرے لئے وہ قیمت ہو گی یعنی طواغوت اپنے ناز و لدا سے لگے مسکرت اور خود غم پر عتاب نازل کرے لیکن وہ تو مجھ سے بالکل بے نیاز ہو گیا ہے اور یوں میں ٹھیکہاں کا دلدار بنے بیٹھا ہوں۔ ایک شاعر نے یہ بات یوں کی ہے:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
اور بھل ہوا جعفری :

ہو نٹوں پہ کبھی ان کے مرا نام ہی آئے . آئے تو سہی بر سر الزام ہی آئے  
از کلکش گریہ زہم ریخت وجودم ہر قطرہ فرو خواندہ بہ ہستلی خویشم

لفت : زہم ریخت : گریہ ٹھکریا کر رہا ہو رہا ہو گیا۔۔۔ فرو خواندہ : کلبہ۔۔۔ ہستلی : ہسری : بدداری کا ہونا۔۔۔  
ترجمہ : میری گریہ و زاری کی ٹھکن (کھینچنا آتی) سے میرا سارا وجود زہم ریخت ہو کے رہ گیا ہے اس لئے میں آنسوؤں کے ہر قطرے کو اپنا ہسر کہہ کر پکارا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں مسلسل گریہ و زاری کے سبب وجود کے ٹھکرے زہم ریخت ہونے کے حوالے سے لگیا ہر قطرہ ایک ہسری ہسری و زاری کا لہجہ ہے۔

ذوق لب نوشین کہ آئینہ بابیان کایں مایہ در انداز جگر خانی خویشم

لفت : لب نوشین : شیریں ہونٹ۔۔۔ آئینہ : ظاہر۔۔۔ کایں : کہ اس : کہ یہ۔۔۔ جگر خانی : جگر پہ لہجہ یعنی خوب بکریٹ۔۔۔  
ترجمہ : یہ کس کے لب شیریں کا ذوق میری جان میں شامل ہے یا میری زندگی کا جھنڈ بنا ہوا ہے جو میں اس قدر اپنا خون بکریٹے میں مصروف ہوں۔ محبوب کے لب شیریں سے متعلق اپنے امتحانی ذوق و لذت کی بات کی ہے۔ جس کے نتیجے میں اور جس (ذلت) کے تصور میں عاشق اپنا خون بکریٹ لیا رہا ہے۔

آسودگی از خس کہ یہ تابے ز میاں رفت چوں شمع در آتش ز توانائی خویشم

لفت : آسودگی : آرام : چین : سکون۔۔۔ تابے : ایک ہی چمک یا شعلہ۔۔۔ ز میاں رفت : ختم ہو گیا : جل گیا۔۔۔  
ترجمہ : آرام : سکون یا آسودہ حالی تو مجھے کبھی میرے کہ وہ شعلے کی ایک ہی چمک یا شعلہ سے جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ میں جو شمع کی طرح آگ میں چرا ہوا ہوں تو یہ میری توانائی کے باعث ہے۔ خس سے مراد اہل ہوس ہیں جو بلا حرج بلے آتش فیتہ میں اندر مگر ختم ہو گیا عاشق آتش فیتہ اور غم عشق سے سرشار ہے اور اس سے اسے لذت ملتی ہے اسی لئے وہ مسلسل جلنے کی قوت رکھتا ہے۔

تارے شدہ از ضعف سراپایم و آنکوں از گریہ بہ بند گھر آتانی خویشم

لفت : تارے شدہ : ایک تار ہو گیا بہت ہلکا ہو گیا۔۔۔ سراپایم : میرا وجود۔۔۔ گھر آتانی : سوتلی پردہ۔۔۔  
ترجمہ : ضعف و بخلانی کے باعث میرا سارا وجود ایک تار سا بن کے رہ گیا ہے اور لب جو میرے آنسو ٹپک رہے ہیں میں انہیں اس تار میں اسوجی کی طرح تار پونے میں مصروف ہوں۔ آنسوؤں کو جو غم فیتہ و دوست کے مذاق میں بھلتے جا رہے ہیں سوتلیوں سے اور اپنے جواں جسم کو رحلت کے سے تنہا دی ہے جس میں سوتلی پردے جالتے ہیں۔

پلوے تو جو لالان سبک خیزی شوقم در کوے تو مصلحان گراں پائی خویشم

لغت : جوان : اچھل کود۔۔۔ سبک خیز : تیز رفتاری۔۔۔ گراں پائی : تھکوت کے سبب پاؤں کا بوجھل ہو جانا۔

ترجمہ : میں تیری خوشبو کے حلقے میں اپنے شوق کی تیز رفتار اچھل کود ہوں۔ یعنی جہاں جہاں تیری خوشبو پہنچتی ہے میں بڑے شوق سے تیز رفتاری کے ساتھ وہاں پہنچتا ہوں لیکن جب تیری گلی میں پہنچتا ہوں تو اپنی گراں پائی کا سامنا کرنا پڑتا ہوں۔ یعنی میرے پاؤں بھرا کے کو نہیں اٹھتے۔ نظری نے یہ بات دوسرے انداز میں اور خوب کہی ہے :

پایم بہ چش از سر ایس کوئی رود یاراں خبر دید کہ ایس جلو نگہ کیست  
اصولی مرحوم نے ایک توہ شعر غالب سے منسوب کیا ہے دوسرے میں کوئی بجائے "کوئی" لکھا ہے جو غلط ہے۔

عرض ہنرم زرد کند روے حریفان مستاب کف دست تاشائی خوشم

لغت : عرض ہنر : ہنر کا اظہار، بھری لائق۔۔۔ دست تاشائی : عروا ہنرمند ہاتھ۔

ترجمہ : میرے عرض ہنر سے میرے حریفوں اور مقابلہ باز کے لوگ رقیب وغیرہ کے چہرے کا رنگ بٹا چکا ہے (میرے کارنگ اڑ جاتا ہے جو دارنے کی علامت ہے)۔ میں گویا اپنے ہنرمند ہاتھ کی جھلی کا مستاب ہوں۔ گویا میرے ہنرمند ہاتھ میں مستاب کی سی چمک ہے جو میرے حریفوں کے چہرے زرد ہونے کا باعث بنتی ہے اور اس کے مقابلے میں خود کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔

غالب زجھائے نفس گرم چہ بلبل چدار کہ شمع شب تھائی خوشم

لغت : چہ غلہ : کیا دوسرے کا کیا شکوہ کرتا ہے۔۔۔ چہ بلبل : چہارہ تو سمجھ۔

ترجمہ : اے غالب! تو اپنے گرم سانسوں کی جلی کا کیا شکوہ کرتا ہے تو یہ کہہ لے کہ میں اپنی شب تھائی کی خود آپ ہی شمع ہوں۔ یعنی شمع غما ہے اور جل رہی ہے، اے سوہم کے وہ قطرے جو اس سے گرتے ہیں، بالہ دی ہے، لیکن غماوش ہے۔ گویا اے دیکھ کر تم بھی خود میں اس جھٹی کیفیت پیدا کر دو یعنی گرم سانسوں کی جھکا شکوہ کرنے کی بجائے میری طرح کو اپنا شیوہ بناؤ۔

## غزل # 14

گم گشتہ بکوسے تو نہ دل بلکہ خبر ہم در لرزہ نے خوسے تو نہ دم بلکہ اثر ہم

لغت : گم گشتہ : گم ہو گیا، کھو گیا ہے۔۔۔ لرزہ کھپکی : قہر خراش۔۔۔ دم : سانس، سوزا۔

ترجمہ : میرے کوسے میں نہ صرف ہمارا دل ہی گم ہوا ہے بلکہ اس کی خبر تک بھی نہیں مل رہی، اور تیری (معاذ خدائی کی وجہ سے نہ صرف ہماری آہ کھپکی جاری ہے بلکہ اس کا اثر بھی کھپکا رہا ہے۔ محبوب کی وجہ سے اس کے کوسے میں بھی ایک خاص کشش ہے جس پر عاشق اپنا دل لٹا کر رہا ہے۔ محبوب اتنا محروم ہے کہ اگر عاشق اس سے ٹوٹ جائے تو آواز کے بارے میں نہیں آئے۔

یارب چہ بلائی کہ دم عرض تنہا اجزائے نفس ی خرد از نیم تو در ہم

لغت : یارب : شہر کے سیاق و سباق کے حوالے سے یہ لفظ عموماً کے طور پر استعمال ہوا ہے، یعنی توبہ ہے، حیرت اور تعجب کے اظہار کے طور پر۔۔۔ ی خرد : درہم، آپس میں، ایک دوسرے میں ٹکس جاتے ہیں، غلط فہم ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ : توبہ ہے (دہائی ہے) تو اتنی محبوب کیا بلا ہے کہ تیرے سامنے اپنی عقل کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے سانس کے اجزا ٹکھ کر ایک دوسرے میں غلط ہو جاتے ہیں، یعنی در کے بارے ایک دوسرے میں پیچھے کی کو شش کرتے ہیں۔ گویا عاشق اس کے سامنے اظہار کرتا

کہا ہے تو اس کا سانس ہی راکے دل سے رک جاتا ہے۔

در آنکہ باخوش طرف گشت ای امروز      ہاں تجھ نگہدار و بینداز سپر ہم  
نعت: طرف گشت ای: تو مدقتل ہوا ہے۔ نگہدار: دھیان رکھ دھیان میں بندہ کر لے۔ بینداز: گرا دے یعنی ایک طرف رکھ دے۔

ترجمہ: آج تو آئینے میں خود اپنا عریف یعنی مدقتل بنا ہے۔ ہاں ذرا احتیاط کر، غور کو دھیان میں رکھ اور داخل بھی رکھ دے۔ یعنی آئینے میں اپنا عریف دیکھ کر محبوب خود پر ہی لٹو ہو جائے گا اور یہی اسے شکست کا سہارا بن جائے گا۔ غلبہ ہی کے بغیر:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے      صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا  
اس مضمون پر اکثر فارسی راہرو شعرو نے اشعار خیال کیا ہے۔ خلاصہ یہی کہتا ہے:

جرم بیگناہ نہاںد کہ تو خود صورت خویش      مگر در آنکہ بینی برود دل زہرت  
بغل فیضی!

میں بیگناہ نہاں در آنکہ، آں پہ      کہ از خود ہم حجابے کردہ باشی  
من

دھن خویش چو سوند و لب خویش کند      چوں در آنکہ بیند تہاں صورت خویش  
ابو غالب کیم کاظمی

آنکہ ایست جام و تو حیران خویش      ساغر از آں زلف نہ خمی سے گسار من  
دیکھ کہ سے مستی اسرار ندارد      رفیقیم و بہ چنانہ فشرودیم جگر ہم

نعت: مستی اسرار: بھیدوں کی مستی اسرار: سر یعنی راز: بھید یعنی عریان کی مستی۔ فشرودیم: ہم نے نچوڑ دیا۔

ترجمہ: ہم نے دیکھا، یعنی محسوس کیا کہ شراب میں معرفت اجڑی کا سرود خمیں ہے، اس لئے ہم نے اپنا جگر بھی نچوڑ دیا۔ گسار: مستی عریان یا عریان کا کیف و سرود حاصل کرنے کے لئے خون جگر پینے کی ضرورت ہے، بڑے دھکے اٹھانے پڑتے ہیں خود کو اس محبوب حقیقی کی حالت میں فاکر بن جاتا ہے۔

اے تاج نہ تنہا شب غم گرد رہ تست      فکیر ترا شط داراست سحر ہم

نعت: فکیر: رات کا آخری حصہ، صبح سے پہلے رات کا سفر۔ شط: راز، وہ شخص جو شعل جاکر رات کا سفر کرنے والوں کے لئے روشنی کا سامان کرتا ہے۔

ترجمہ: اے میرے تاج و فرما صرف شب غم ہی مجھے رات کی گرد نہیں ہے بلکہ صبح بھی مجھے سڑکی شط بردار ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق جب شب غم میں جادہ و فریاد کرتا ہے تو اس رات کی سیاہی (جسے گرد رہا کہتا ہے) کے علاوہ طلع صبح اور اس کی روشنی کی امید بھی شامل ہوتی ہے۔

با گری داغ دل ما چارہ زہون است      پروانہ ایں شمع بود چنبہ مرہم

نعت: زہون: عاجز ہے اس۔ چنبہ: روٹی، مرہم: کاہل۔

ترجمہ : ہمارے دروغ دل کی گرمی دور کرنے کے لئے جو بھی چاہا کیا جاتا ہے وہ بے بس یعنی بیکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیا مریم کا پہلا اس شیخ کا پروانہ ہے۔ دروغ دل کو شیخ سے دور مرام کے چاہنے کو اس شیخ کے پروانے سے تنقید دی ہے۔ مطلب یہ کہ دروغ دل میں اتنی خرابی عدت دگری ہے کہ اس پر جو بھی چھاپا کرنا جاتا ہے وہ پروانے کی مانند بل جاتا ہے، یہیں چاہہ گری کسی کام نہیں آتی۔ میر تقی میر کے بقول :  
الشی ہو لگیں سب تدبیریں کچھ نہ دوائے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

معنی

ازاں ہے درد دگر ہر زہں گرفتارم کہ شیوہ ہائے ترا باہم آشنائی نیست

تعلاتی

ہزاراں چارہ ضائع گشت و یک دروم شدہ ساکن کنوں درد دگر از پہلوئے ہر چارہ اسے دارم

تأحسن ہے بے پردگی جلوہ صلا زو دیدیم کہ تارے زغاب است نظر ہم

لغت : صلا زو : دعوت دی، اعلان کیا۔ دیدیم ہم نے دیکھا یعنی محسوس کیا۔

ترجمہ : جب خشن نے اپنے جلوے کی بے پردگی کا اعلان کیا، یعنی محبوب اب اپنے نکاح پر دے کے بغیر کرانے کا تو ہم نے دیکھا محسوس کیا کہ طردہ صری نظر اس کے غلب کا ایک تارے کے رگلی ہے۔ یعنی محبوب کے چہرے سے غلب اٹھنے پر عاشق کی نظریں خشن کی تک نہ لا سکیں۔ مطلب یہ کہ لفظوں میں :

نظارے نے بھی کام کیا وہاں غلب کا مستی سے ہر نگہ تیرے رخ پر کھرمعنی

چون است کہ در عرصہ دہراہی دلے نیست در گرفت و موج و خباب است و دگر ہم

لغت : چون است : کیا ہے، کیوں۔ عرصہ : میدان۔ عرصہ دہرا : مڑاؤ ڈالنا۔

ترجمہ : کیا وجہ ہے کہ دنیا میں زمانے میں کوئی الہی دل نہیں ہے حالانکہ سندھ میں جھاگ بھی ہے موجیں اور غلب بھی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ موتی بھی ہیں۔ کف، موج اور غلب تنقید ہے عام لوگوں سے حقیق، جبکہ گمراہ مڑاؤ الہی دل ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں اگر عام لوگ ہیں تو کوئی الہی دل بھی ہونا چاہئے لیکن وہ فکر نہیں آتا۔

اسکندر و سرچشمہ آہے کہ زلال است ما دل لیلے کہ شراب است و شکر ہم

لغت : سرچشمہ آہے : مڑاؤ آپ حیات کا چشمہ۔ زلال : صاف اور شیریں پانی۔

ترجمہ : ایک سکندر ہے اور مجھے اور صاف پانی کا سرچشمہ ایک ہم ہیں اور اس محبوب کے لب لعل جو شراب بھی ہیں اور شکر بھی۔ سکندر، صغر کے صرہ آپ حیات کی تلاش میں نکلا تھا تاکہ اسے حیات جلدی حاصل ہو، لیکن اس کی یہ تھناہری نہ ہوئی۔ اس حوالے سے شاعر کا مطلب ہے کہ سکندر کو تو تھنا تھی جبکہ ہماری تھنا اس محبوب کے سرخ ہونٹ ہیں جو شراب کا کام بھی دیتے ہیں اور شیریں بھی ہیں۔ مذکورہ پہلے کے حوالے سے دوسرے مصرعے میں بھی تھناہی کا اظہار ہو سکتا ہے، یہ نہیں کہ یہ جگہ ہمیں حاصل ہے۔

تھنا نہ من از شوق تو در خاک تپانم شتر پہ رگ سبک مزار است شرر ہم

لغت : تپانم : تپانہ میں تڑپنا ہوں۔

ترجمہ : صرف میں ہی تیرے عشق کے امٹ خاک میں نہیں تپ رہا بلکہ میرے لوح مزار کے اندر جو چنگاری ہے وہ بھی میرے سبک مزار پر شتریں کر بل رہی ہے۔ گویا عاشق اس شوق میں اس قدر بے تک و متعذر ہے کہ مٹی میں دفن ہونے کے بعد بھی اس کی یہ

وتماری جاری ہے بلکہ اس کی اس حالت کے باعث اس کا رنگ سبز بھی ہے قرار ہو رہا ہے۔

آل خاندہ براہِ انداز پہ دل پردہ نشین است اے دیدہ تو نامعری و حلقہ در ہم  
لفت : خاندہ براہِ انداز : گھر کو چاہ کرنے والا یعنی گھر یا جس مکان سے ہے نیاز۔ تو نامعری : تو بلا وقت ہے۔ حلقہ در : دروازے کی کڑی۔

ترجمہ : وہ گھر سے ہے نیاز ذات (خدا) دل میں پردہ نشین یعنی چھپی بیٹی ہے۔ اے آنکھ تو اور حلقہ در بھی اس سے عداوت ہے یعنی تم اے میں دیکھ سکتے۔ اس کی ذات کو ظاہری دنیا سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ شاعر نے آنکھ کو حلقہ در سے تشبیہ دی ہے۔ کڑی کو یہ خبر نہیں ہوئی کہ گھر میں کون ہے۔ کچھ بھی کیفیت آنکھ کی ہے کہ وہ اس محبوب حقیقی کو نہیں دیکھ سکتی۔

تیرہ نقاب کہ کشود است کہ غالب رخسارہ پہ ناخن صلہ دلایم و جگر ہم  
لفت : تیرہ نقاب کہ : کس کا تیرہ نقاب۔ کشود است : کھوٹا ہے۔ رخسارہ : گل، یہاں مڑاؤ دکھا رہا ہے۔

ترجمہ : غالب : ہمارے ناخن نے کس معشوق کا تیرہ نقاب کھوا ہے کہ ہم نے صلے میں اسے اپنا دکھو اور جگر تکہ دے رہا ہے۔ مڑاؤ یہ کہ محبوب کا تیرہ نقاب کھولنے پر ہم سب کچھ کوششیں یعنی اس کے شرم کی احتمال دل کرنے لگے ہیں بخود کر رہا۔

## غزل # 15

جلوہ معنی بہ جیب وہم پنہل کردہ ایم یوسف در چار سوے دہر نقصان کردہ ایم  
لفت : جلوہ معنی : حقیقت کا جلوہ۔ چار سوے دہر : زمانے کا پرک۔ نقصان کردہ ایم : ہم نے کھو دیا۔

ترجمہ : ہم نے جلوہ حقیقت کو وہم و گمان کے گریبان میں بچا لیا ہے۔ ہم نے ایک یوسف کو زمانے کے چوک میں کھو دیا ہے۔ مطلب یہ کہ حقیقت تو بے نقاب یعنی سامنے نظر آنے والی ہے۔ ہم خود وہم و گمان کا نظارہ کر رہے ہیں کتنے گتے ہیں کہ وہ ہماری نظروں سے اوصل ہے اس طرح ہم اپنا یوسف یعنی اپنا گھر غزوہ کو بیٹھے ہیں۔ دراصل حقیقت کے جلوے سے لُغلب ہونے کے بجائے گمراہی بصیرت کی ضرورت ہے۔

پشت پر کو مست طاقت انگیخ تا بر رحمت است کار دشوار است و ما بر خویش آسای کردہ ایم  
لفت : پشت پر کو : مست : مضبوط سارا ہے۔ انگیخ : تکیہ سارا۔

ترجمہ : جب تک ہمیں اس ذات حقیقی کی رحمت کا سارا اور اس کی پشت چلی حاصل ہے ہم مضبوطی سے برقرار قائم ہیں۔ یہ کام مشکل تھا جسے ہم نے خود پر آسای کر لیا ہے۔ گویا ہم (انسان) اپنی غلطیوں اور گناہوں کی وجہ سے بروز حساب سے خوف زدہ تھے لیکن جب ہم نے اس رحیم و کریم کی رحمت کا سارا لیا تو ہمارے خوف جا کر رہ گیا یعنی ہمارا مشکل کام آسای ہو گیا۔

رنگسا چوں شد فراہم مصرعے دیکھ نہ داشت غلہ رائقش و نگار طاق نیلای کردہ ایم  
لفت : مصرعے دیکھ : کوئی اور احتمال۔ طاق نیلای : ایسی کوئی جگہ جہاں آدمی کوئی چیز رکھ کر بھول جائے۔

ترجمہ : جب بہت سے رنگ فراہم ہو گئے تو ان کا کوئی اور احتمال نظر نہ آیا چنانچہ ہم نے بہت کی ان رقیبوں کو اپنے طاق نیلای کا فضل و نگار بنالیا۔ یعنی بہت میں سے چند رقیبیں ہیں جن کا انسان کو بھار کوئی مصرف نظر نہیں آتا۔ پھر اس کے کہ وہ انہیں کسی طاق پر رکھ کر

بہول جاتے۔ جنت کی رقیبہاں یا انتہائی دلکش مذاہن کی کھڑت کی بات کی ہے۔

نملہ را از شطہ آئین چراماں بستہ ایم ۔ گریہ را از جوش خوں تسبیح مرہاں کردہ ایم  
 لغت : آئین بستہ ایم : سجایا ہے۔۔۔ مرہاں : چھوڑنا مرغ مسدوری موتی، مولک۔

ترجمہ : ہم نے اپنے نملہ و فریاد سے ایک جہاں سجایا اور اپنی گریہ و زاری کو جوش خوں کے باعث یعنی اپنے طعنے آنسوؤں کو مرہاں کی تسبیح بنایا ہے۔ اپنی شدتِ جذبات کو ان دو نگینوں سے واضح کیا ہے، نملہ و فریاد کو چراماں سے اور طعنے آنسوؤں کو مرہاں کی تسبیح سے۔  
 از شرر گل در گریبان نشانی انگندہ اند خندہ با بر فرصت عشرت پرستہاں کردہ ایم

لغت : انگندہ اند : انہوں نے یعنی خداوند نے ڈالے ہیں۔۔۔ عشرت پرستہاں : عیش و نشاط کے شیدائے۔۔۔

ترجمہ : خداوند نے ہمارے عیش و نشاط کے گریباں میں پتنگروں کے چھوڑ رکھے ہیں، یعنی قدرت کی طرف سے عطا کردہ فوہوں میں بھی ہمارے لئے عیش کا سلسلہ ہے اور ہمیں ان عیش پرستوں کی طوفینوں پر زور سراسر ماضی میں انہی آتی ہے۔ غالب لذتِ فہم سے سرشار رہتے ہیں، اپنی اسی کیفیت کی عکاسی اس شعر میں کی ہے۔ اور وہ اس طرح خدا خیال کیا ہے :

شادی سے گذر کہ فہم نہ ہووے اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے  
 بقول نعلی

فہم بھی گذشتہ ہے، خوشی بھی گذشتہ  
 کر فہم کو اختیار کہ گذرے تو فہم نہ ہو  
 سے گساراں قحط و مایہ صبر، عشرت مفت کیست ؟ بلکہ ما نامکین گریہ ارضاں کردہ ایم

لغت : سے گساراں : سے گسار کی جگہ، شراب پینے والے۔۔۔ کن گریہ : پرانی ہو گئی۔۔۔ ارضاں : سستی۔۔۔ عشرت مفت کیست : کون ہے جو اس مفت کی عشرت سے لطف اٹھائے۔

ترجمہ : ہاں نوشوں کا قحط یعنی کمی ہے (کیسے نہیں بچتے اور ہم صبر ہے صبر شراب لئے پیئے اور شراب پینے والوں کا بے مبری سے انتظار کر رہے ہیں، کون ہے جو اس مفت کے عیش سے لطف اٹھائے۔ چونکہ ہماری شراب اسی انتظار میں پرانی ہو گئی ہے اس لئے ہم نے اسے سستا کر دیا ہے، ملاحظہ کہ شراب جتنی پرانی ہو اتنی ہو جاتی ہے۔ اس شعر میں شراب بیچنا استفادہ ہے غالب کے کلام کا جس کی طرف نوک توجہ نہیں دے رہے۔ اپنی ایک غزل کے مطلع میں انہوں نے یہی بات کہ قدرت واضح صورت میں کمی ہے کہ دیکھیں میرے دیوان کے مطالعے سے کون سرست تھی ہو، ہے یہ شراب خریدار کے قحط کی وجہ سے پرانی ہو جائے گی :

تاؤ دیوانم کہ سرست تھی خواہ شدن  
 زلف از ما خوش تا کے چشتم کم نہیں  
 ایں سے از قحط خریدار سے کن خواہ شدن  
 ہی نمی دانی کہ یک بیانہ نقصان کردہ ایم

لغت : خوش تاؤ : انگوڑوں کا گہما۔۔۔ چشتم کم نہیں : خدا کی نظر سے نہ دیکھ۔

ترجمہ : اے زلف تو ہمارے انگوڑوں کے گتے کو خدا کی نظر سے نہ دیکھ، کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم نے اپنے ایک بیانے کا نقصان کر لیا ہے۔ یعنی اس گتے سے ہم نے شراب کا ایک جام تیار کر لیا تھا جو ہم نے تجھے پیش کیا ہے، لیکن تو ہے کہ اسے خدا کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔

رازنا از پردہ چاک گریباں بازوی  
 نامہ شوق تو باز از طرف عنوان کردہ ایم  
 لغت : بازوی : تلاش کر، مجھ لے، پالے، جان لے۔۔۔ باز : کھولنا۔

ترجمہ : قہار نے مجھے ہونے گرہیں کے پردے سے اہلاراز بنالے، ہم نے تیرے ہمدون کو عنوان کی طرف سے کھول دیا۔ یعنی جس طرح دہانے کے چاک گرہیں سے اس کی دیوانگی کا پتہ چل جاتا ہے اسی طرح ہم نے تجھے جو ہمدون شوق کھلا ہے اس کے عنوان ہی سے اصل مضمون کا پتہ چل جانے کا کہ اس کی ہر بات صورت ہماری حالت واضح کر دے گی جس اہمیت کی تحصیل آگے چل کر نکلی ہے۔

حیف باشد خارہا در راہ مہمال رہنشن با خیالش شکوہ از بیدار و مرگاہ کردہ ایم  
نعت : حیف باشد! افسوس کی بات ہوگی۔۔۔ رہنشن: گراہ: بچہ: بکیر۔۔۔

ترجمہ : کسی مہمال کی راہ میں گانے بکیر کوئی اچھی بات نہیں، ہم نے اس کے قصور سے اس کی ہکوں کے جو روح کا شکوہ کیا ہے۔ محبوب کی ہکوں کو کانٹوں سے تشبیہ دی ہے۔ عاشق قصوری قصور میں محبوب کے ساتھ باتوں میں مشغول ہے۔ اسی دوران میں محبوب کی تجلی پس اسے یاد آ جاتی ہیں جن کی دل تخی عاشق پر کیا حتم: اعلیٰ ہے۔ گراہ: محبوب کا قصور ایک مہمال ہے اور ان ہکوں کی یاد کانٹوں کی مانند ہے جو اس مہمال یعنی قصور محبوب کی راہ میں گانے بکیر رہی ہے۔

حق شناس صحبت جیلانی پروانہ ایم گرچہ مشق ملہ با مرغ سحر خواہں کردہ ایم  
نعت : حق شناس: حق پہانے والا۔۔۔ مرغ سحر: مرغ سحر کے چھلے (آواز پیدا کرنے والا پرندہ)۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ ہم نے مرغ سحر خواہں کے ساتھ جادو لڑائی کی مشق کی ہے تاہم ہم پروانے کی نظارہ کی صحبت کا حق بھی پہانتے ہیں۔ مرغ کے وقت پرندوں کا چھلنا ایک طرح سے دکھ بھری لڑائی ہے جس سے عاشق جو خود غم فہمت کا شکار ہے، نظارہ ہو جاتا ہے، دوسری طرف پروانہ ہے جو شر پر ہٹنے کے لئے تڑپتا ہے۔ عاشق پر بھی جو تھک مرغ و شام کی کیفیات گذرتی ہیں اس لئے وہ ان کے درد سے آگاہ اور ان کا حق شناس ہے۔

ی دیدہ چشمش بیک بیانہ ہرے خوار را عشوہ سلقی بکار کفر و ایمانی کردہ ایم  
نعت : بیک بیانہ: ایک ہی بیانے میں۔۔۔ عشوہ: بازوؤں: آنکھ کی اداسی، کفر:۔۔۔

ترجمہ : اس سلقی (مذہب) محبوب حقیقی و خالق کائنات ہے اکی آنکھ ہرے خوار کو ایک ہی بیانے سے بحر بحر کر شراب دیتی ہے۔ ہم نے سلقی کی اس عشوہ گری کو کفر اور ایمان کے معاملے میں اپنا لیا ہے۔ یعنی خالق کائنات کی نظروں میں مومن و کافر برابر ہیں۔ وہ ب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی یہی روش اختیار کی ہے اور سب انسانوں کو بے تفریق مذہب و ملت، ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔

غالب از جوش دم ما تریش گلیوش باو پردہ ساز ظہوری را گل افشان کردہ ایم  
نعت : تریش: اس کی قبر۔۔۔ گل ہوش: چھوٹوں سے لدی ہوئی۔۔۔ پردہ ساز: ساز کا رنگ، مزار شامی۔۔۔ گل افشان: پھول بکھیرنے

۔۔۔ (۱۱۱)۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! ہمارے دم کے جوش سے اس (یعنی ظہوری) کی قبر پھولوں سے لدی رہے۔ ہم نے اس کے پردہ ساز کو گل افشان کر دیا ہے۔ شامی میں ظہوری کی جڑی کرنے سے حقیقی غالب نے پہلے بھی چند اشعار کہے ہیں۔ اس شعر میں بھی اس جڑی میں الٹی کھیلانی پر اظہار نظر کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے اس کے رنگ و طرز شامی کو چنگا ہے اور پھر دعا کی ہے کہ خدا کے میری اس شامی: گل افشانی (ایسے اشعار پھولوں کی طرح ہیں اسے اس (ظہوری) کی قبر پھولوں سے لدی رہے۔

## غزل # 16

ہم بہ عالم زائل عالم برکنار اقلہ ام چوں امام سجدہ بیویں از شمار اقلہ ام  
 لغت : امام سجدہ : صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویں میں سے ایک۔ از شمار اقلہ ام : از شمار اقلہ ام : ایک طرف دنیا  
 یعنی بے تعلق ہو گیا ہوں۔

ترجمہ : میں اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اہل دنیا سے الگ تھک اور بے تعلق ہوں۔ میری حالت امام سجدہ کی سی ہے جو کسی کھٹی میں  
 نہیں آتا۔ مطلب یہ کہ میں ایک حقیقت میں انسان ہوں اس لئے دنیا میں رہتے ہوئے بھی خود کو اس سے بے تعلق رہتا ہوں۔ حافظ نے  
 لُوط کہا ہے :

غلام بہت آنم کہ زیر چرخ کیو ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرا آزاد است  
 حافظ نے ایک اور شعر میں یہی بات ذرا بدل کر کہی ہے :

گداے کوے تو از بہشت خلد مستغنی ست امیر عشق تو از ہر دو عالم آزاد است  
 ربیع از وصف رخت گل را شرور درجہ یمن آتش رشک بجان لوبہار اقلہ ام

لغت : ربیع شرور درجہ یمن : لباس میں چنگاریں ڈالنا یعنی بے چین کرنا ہوں۔

ترجمہ : میں جو بے چرے کے حسن و دل کشی کی تحریف کر کے پھول کے لئے خطرہ بن گیا ہوں، میں دلی آتش رکھتا ہوں جو نو  
 باری جان کو جلا رہی ہے۔ یعنی عاشق و محبوب کے چرے کے حسن و گفتار کی بات جب پھول سے کرنا ہے تو نہ صرف پھول بلکہ پورا جہنم  
 آتش رکھ میں جلتے لگتا ہے جیسے موسم بہار میں جل رہا ہو۔ حسن و محبوب کی تحریف کی شعرا نے مختلف انداز میں کی ہے۔ حکیم

حسن اگر این است ناصح بچو ما خواہ شدن چوب تر آخرا آتش آشنا خواہ شدن  
 ہائی :

دو چمن دوش بہ بوسے تو گذری کرم قسح لالہ پر از خون جگری کرم  
 سہی :

ہر کس کہ دید رویے تو بوسید چشم من کھرے کہ کرد دیدہ من لا جواب کرد  
 غلام دہلوی :

زور منظور نظر تو تو فدا رکھتا ہے میں تو بندہ ہوں تیری چشم کی چٹائی کا  
 می فغانم بال و در بند رہائی میستم طائر شوقم بدام انتظار اقلہ ام

لغت : می فغانم : میں پڑھتا ہوں۔ بند رہائی : آزاد ہونے کی فکر۔

ترجمہ : میں اپنے بال و پیر بھڑا رہا ہوں تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ میں آزاد ہونے کی فکر میں ہوں، بلکہ میں تو طائر عشق ہوں اور دام  
 انتظار میں چلا ہوں، یعنی میں میدانِ محبوب کی قید میں رہنے کے لئے اپنی ضروری کا اٹھار کر رہا ہوں۔ غلطی نے یہی بات دراصل انداز میں  
 کی ہے :



نار از سر زبانی نکتہ مرغ اسیر خود انوس زمانے کہ گرفتار نبود  
کاروبار موج با خواست خودداری مجوی در نکست خویشتن بے اختیار افتادہ ام

لغت : کاروبار، مزار، قلعہ، دواغ۔ مرغی: مسہ، حاشا، کرامت، سوچ۔ نکست، خویشتن: اپنی ٹوٹ، پھوٹ۔

ترجمہ : لہذا، قلعہ کا حلقہ سندھ سے ہے اس لئے تو خودداری کے بارے میں مسہ سوچ، میں اپنی ٹوٹ پھوٹ میں بے اختیار ہوں۔ شاعر نے خود کو لہر سے تشبیہ دی ہے۔ سندھ میں لہریں اٹھتی اور فوجی راتیں ہیں جیسے وہ خود کو یہ قرار دیا ہے دھوکا قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ لیکن ان کے لئے خود کو محفوظ رکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ عمومی طور پر شعر کا مطلب یہ ہے کہ یہ ناکست ایک سندھ ہے اور زمان کی نوع کی اس کی ایک لہر ہے خودداری دے کے لئے پانی پر ابھری اور پھر سندھ میں ڈوب جاتی ہے۔ یعنی وہ اپنے اصل مرکز میں مدغم ہونے کے لئے اپنی خودداری کا سہارا کرتی ہے۔

سربر میناست از انیم چہ کوہا، اما نوز بر نمی خیزم ز بس سنگین شمار افتادہ ام

لغت : از انیم: میرے ہستی، اصل۔ سنگین شمار: بھاری یعنی گھریا ہے کہ خود (شاعر) ٹوٹنے کی حالت۔

ترجمہ : میرے اعضا سراسر شراب کی مصروفی (خوشی) کی طرح ہیں۔ یعنی نرم و نازک اور ہلکے، لیکن میں ابھی تک کچھ اونچے سنگین شمار میں ہوں۔ میرا جسم پیاز کی طرح اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ بخار کا جب نشہ ٹوٹنے لگتا ہے تو اس کا جسم ہی طرح سے ٹوٹنے لگتا ہے۔ شاعر نے اپنے شمار کی اس حالت کو پراسے تشبیہ دی ہے۔ گوواہ اسے شدید اور بھاری شمار کا شمار ہے کہ اٹھنے سے عاجز ہے۔

ہر نکست استخوانم خندہ دندان قلمست راز غم را بجیہ اسے بر روئے کار افتادہ ام

لغت : استخوان: میری ہڈیاں۔ خندہ دندان: لہکی، ہنسی جس سے دانت نظر آنے لگیں، قلمست۔ بجیہ: پکا، نکلا۔

ترجمہ : میری ہڈیوں کی ہر ہڈی کی ٹوٹ پھوٹ، خندہ دندان، لہکی کی طرح ہے، گویا میں اپنے راز غم کو چھپانے کے لئے ہلکے کا کام دے رہا ہوں۔ اپنے اختلاقی غم و اندوہ کی بات کی ہے۔ ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کو خندہ دندان، لہکی سے اور اس خندہ کو بجیہ سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ میں اپنے غم و اندوہ کو جس کرکٹل دھواں اور میں ان کی پندہ پوشی کرتا ہوں۔

ہم ز من طرز آشناے عشق بازاں گشتہ ام ہم ز تو عاشق کشاں را راز دار افتادہ ام

لغت : طرز آشنا: خود طریقوں سے واقف۔ عشق بازاں: عشق کا کھیل کھیلنے والے، عاشق۔ عاشق کشاں: عاشق کش کی جمع، عاشقوں کو مارنے والے۔

ترجمہ : تو میری وجہ سے عاشقوں کے طور طریقوں سے واقف ہو گیا ہے اور میں تجھی وجہ سے عاشق کشوں کا راز بھی کیا ہوں۔ محبوب نے تو عاشق کی بدولت عشق میں گم ہونے والی کیفیت سے آگاہی پائی جبکہ عاشق نے محبوب کا یہ انداز جان لیا کہ عاشق پر کس طرح جو رو حکم کیا جاتا ہے۔

تاز مستی کی زنی بر تربت اغیار گل خویشتن را بچو آتش در مزار افتادہ ام

لغت : زنی زنی، تواریک، زانی، چڑھانا ہے۔ اغیار: فیر کی جمع، مڑو، رقبہ۔

ترجمہ : جب دوستی کے عالم میں رقبوں کی قبروں پر پھول چڑھانا ہے تو میں اس رنگ کی نگاہ اپنی قبر میں آگ کی طرح ہو جاتا ہوں، یعنی اس رنگ کے سبب جل جل جاتا ہوں۔

یک جہل معنی تو منداست از پہلوئے من چوں قلم ہر چند در ظاہر نزار افتادہ ام

لفت : یک جہل سنی: سنی کی ایک سڑک۔ غرض: قوی طاقتور۔۔۔ زہر: کمزور، نحیف، پتلا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں دیکھنے میں ہم کی طرح نحیف و زہاد ہوں، لیکن میرے پہلو یعنی میرے بائٹ معانی کی ایک دنیا مضبوط و قوی ہوئی ہے۔  
عالم نے اپنے شاعرانہ افکار کی عظمت کا ذکر کیا ہے۔ اپنی شاعری میں سنہ سے سنہ موضوع و معانی کا اگر گونا گوارہ و خن کی بات کیا تو تعجب معانی  
ہے اگرچہ ظاہری طور پر وہ لاغر ہے۔

جہاں پہ غم کی جازم وی عالم از جو سپر وہ کہ ہم بد نقشم وہم بد قدر افتد ام

**تعلیم :** بی بی ارم میں پانچ بھائیوں کی تعلیم فرما کر رہی ہیں۔ وہ تہذیب کا تقاضا ہے کہ ہر شخص اپنی تعلیم جاری رکھے جس سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

ترجمہ : میں خود اپنی جان غم میں مار رہا ہوں لیکن آسمان کے جو روح قسم کے ہاتھوں فریاد کرتا ہوں۔ میں گناہ ایک بد قسمت جواری ہوں، اپنا جواری جو مارنے پر بیچ بچا کر بھی مار دیا تو صحتاً کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں نے خود اپنی جان غم عشق میں مار لی لیکن فخر و مہمانی آسمان پر ڈال کر اس کا شکوہ کر رہا ہوں۔

کشتی بے نغذائیم، سرگذشت من پیرس از کجاست خویش بر دریا کنار افتاده ام

نفت : نافذہ : ملحق — مہری : مستند ہو۔۔۔

ترجمہ : تو میری سرگزشت مت بوجھیں، ایک ایسی کشتی ہوں جس کا کوئی طالع نہیں ہے اور جو لوٹ کر کھڑے آگئی ہے۔ (نورنگی میں اپنی بے بسی اور بد نصیبی کو بے طالع کشتی کے استعارے میں بیان کیا ہے۔)

تاتیانی عفو غم کردست اجزائے مرا در چرخ تاج نقش زرتکار افتد ام

نفت : الآراء مردہ یعنی میرا محض۔۔۔ برعکس ملوہ۔۔۔ یعنی گھڑا۔۔۔ نقش درکار: عسری نقل ہوئے۔۔۔

ترجمہ : بخوانی کے باعث میرے جسمانی اعصاب میں غم سے بھر جاتا ہے، بخوانی کے باعث میرے جسمانی اعصاب میں غم سے بھر جاتا ہے، بخوانی کے باعث میرے جسمانی اعصاب میں غم سے بھر جاتا ہے۔

رفتہ اور خیمہ بازہ ام پردہ تاسوس چمن چاک اندر خرقہ صُج بہار افتادہ ام

نقد: فیروزہ انجمانی۔۔۔ چاک: کتاب پبلیشرز۔۔۔

ترجمہ : میری انگڑائی سے مجھ کی عزت و ناموس برباد ہو کر رہ گئی ہے، میں گویا شیخ بہار کی گم ہونے کی خبر سے ایک جاگ وارتع ہوا ہوں۔ انگڑائی سے مڑاؤ نہ کرنے کی حالت یا عام ضعف و سستی ہے۔ کھانا بچا ہے کہ میری غمزدگی یا غمزدگی ایسی ہے کہ جس سے جان اور جسم کی شیخ بہار بھی بالکل ہل گیا ہے۔ اپنی انتہائی غمزدگی کی بات کی ہے۔

از روانی کے مبهم تشنه تھون است دهر

آدم آب ما تو کھوئی خوشگوار اقله ام

نقد : روانہ ہے مگر طبع کی روانہ و شاعری میں طبع کی روانی — نقد خون : خون کا پسہ۔

ترجمہ: (شعروءِ ختم میں) میری تبلیغ کی روایتی روایہ کہ ایک عالم میرے خُوان کا پیساہو کا ہے۔ میں گواہی ہوں کہ میں گواہی جو خُشکوار ہے۔ یعنی جس طرح خُشکوار پانی کو لوگ مرے لے لے کر پیتے ہیں اسی طرح میری شاعری میں بھی ایک خاص لطف ہے۔ "خُوان کا پیساہو" سے وہ مطلب نکال سکتے ہیں کہ وہ شعر، وہ دُور سے، شعروءِ ختم کے خُوان کے بغیر تحقیق نہیں ہو سکتا اس لئے غلو ہے ہو گی کہ میری شاعری نہ سمجھنے

دائے گویا میرے خون کے واسے ہیں۔

اس جواب آں غزل غالب کہ صائب گفت است "در نمود نقشہا بے اختیار افتادہ ام"

نعت : جواب : مزار کسی فردے شاعر کی ہوئی غزل کی۔ بحر اور ردیف و تفعیل میں غزل کہہ۔ نمونہ : اعلیٰ، لعلی۔۔۔ نقشہ : مزار رنگ کے انکار و مضامین۔۔

ترجمہ : غالب یہ غزل جو میں نے کہی ہے۔ یہ صائب صاحب حمزہ بنی عطیہ دور کا مشہور شاعر کی اس غزل کے جواب میں ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ میں انحرش کے انکار میں بے اختیار واقع ہوا ہوں۔ یعنی میرے ذہن میں جو رتھیں مضامین و افکار آتے ہیں میں انہیں بیان کے بغیر نہیں رہ سکتا یا وہ افکار مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں انہیں شعری صورت میں ظاہر کروں۔ صائب کا یہ را شعریوں ہے :

در نمود نقشہا بے اختیار افتادہ ام مود موسم بدست روزگار افتادہ ام

## غزل # 17

سودت جگر با کجا رنج چکیدن دیم رنگ شوائے خون گرم تا پیریدن دیم

نعت : چکیدن : ٹپکانا۔۔۔ پیریدن : اٹنا۔۔

ترجمہ : ہمارا تو بکری بل گیا ہے اب تک اسے چھنے (یعنی آنکھوں سے) نیچے کا دکھ دیتے رہیں۔ اب ہمارے خون گرم تا پیریدن (یعنی گرم کر دینا) کہ ہم ایک ہی بار اڑا دیں۔ یعنی بار بار چھنے کے دکھ سے ایک ہی بار نجات حاصل کر لیں۔

عمرہ شوق ترا مشت غباریم ما تن چو بریزد زہم، ہم بہ تپیدن دیم

نعت : عمرہ شوق : میدان شوق۔۔۔ بریزد زہم : ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے۔۔۔ تپیدن : ترپنا۔۔

ترجمہ : ہم تیرے عمرہ شوق یا محفل شوق کے مشت غبار ہیں (یعنی حشیت ایک طبعی بحر غبار کی ہے)۔ جب تیرے عشق میں ہمارا جسم خاک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے تو ہم اس میں گر پڑا کر دیتے ہیں (یعنی ہم اپنی یہ خاک اریزہ ریزہ جسم اڑا دیتے یا پھیلا دیتے ہیں)۔

جلوہ غلط کردہ اندر رخ بکشا تا ز سر زورہ و پردانہ را مژدہ دیدن دیم

نعت : جلوہ کردہ اندر : لوگوں نے غلط تصور کیا ہے۔۔۔ رخ بکشا : چہرے سے نقاب اٹھا دے۔۔۔ دیدن : دیکھنا کچھ جلوہ۔۔

ترجمہ : (محبوب حقیقی سے نقاب ہے) (یعنی اس نے تیرے جلوہ کا غلط تصور کیا ہے) تو اے محبوب حقیقی اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دے تاکہ غیبت سے ذرے اور پردانے دونوں کو صحیح جلوہ دیکھنے کی خوشخبری دیں۔ چونکہ تصور غلط ہے اس لئے زورہ و آفتاب کا زورہ پردانہ قیاس کا شیدائی ہے اگر صحیح تصور ہو تو یہ جو نقاب و زورہ و آفتاب میں رہا تصور ہے وہ غلط ہو جائے، صحیح تصور اس وقت کے بے نقاب چہرے سے ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے غالب نے غزل کی اس غزل سے حاضری کر یہ شعر کہا ہے جس کا مطلع ہے :

حرم جویاں دورے را می پرستند قیصل دفترے را می پرستند

سہل اشعار، مشکل معنی کی یہ غزل موضوع کے لحاظ سے مسلسل غزل ہی مانی ہے۔ "و ایک شعر

از آں دعویٰ بہ شیخ و برہمن ماند کہ ہر یک داوڑے را می پرستند

براقلین پر وہ معلوم کر دو کہ یاراں دیگرے راہی پر چند  
سبزہ ما در ہم نقشہ برق جلاست در وہ میل بہار شرح و میدان دہم  
نعت : سبزہ ما در ہم را در ہم دہم۔ میدان : آگاہ چنانچہ لفظ۔

ترجمہ : ہمارا سبزہ ہم میں برق یا (میتھن کی بجلی) کا چمکا رہا ہے۔ ہم بہار کے سیلاب کی راہ میں اسے چھلنے پھرنے کی تفصیل تائیں۔  
مطلب یہ کہ انسان کا وجود گویا ایک سبزہ ہے جو ہم (میتھن کی بجلی) سے چمکا رہا ہے اور بہار کی آمد پر ٹھپ ٹھپ بھٹا چمکا رہا ہے لیکن اس آئے  
یعنی برق چمکنا کرنے سے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ گویا انسان کی ہستی، ہم سے دھڑ دھڑا کر چمکا رہا ہے اور ٹھپ ٹھپ چمکتی چمکتی ہے لیکن آخر کار وہ چمکتی  
ہے۔ انسان خالی ہے۔

یو کہ بہ مستی زہیم بر سر و دستار گل تا سے گلہام را مزد رسیدن دہم  
نعت : یو : یو کا مختلف ممکن ہے، مثلاً۔۔۔ زہیم : ہم تھیں۔۔۔ سے گلہام : سرخ پھول (گل) کے رنگ کی یعنی سرخ شراب۔۔۔ مزد :  
اجرت، مزدوروں۔۔۔ رسیدن : پہنچنا۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے (ہمیں چاہئے) کہ ہم عالمِ مستی میں اپنے سر اور دستار پر پھول سجائیں تاکہ اس طرح شراب سرخ کے پتے جیٹے جیٹے کی  
دلوں سے ٹکیں۔ سر اور دستار پر پھول سجانا سے مزدور سے خوشی اور پیش و پیش کا اعلان کرتا ہے۔

بر اثر کوہکن تالہ فرستادہ ایم ناہنگر سنگ را ذوق دریدن دہم  
نعت : کوہکن : پہاڑ کوہونے والا یعنی فریاد جس نے کوہِ عشق کو رواں دواں بنایا، اٹھ نکلیں، عقل قدم کے لئے۔۔۔ دریدن : چرنا۔۔۔  
ترجمہ : ہم فریاد کے لئے تالہ فریاد کر رہے ہیں تاکہ ہم پتھر کے جگر کو چھلنے کا ذوق دیں۔ یعنی اسے اپنے پھلنے میں لذت محسوس ہو۔ فریاد نے  
کوہِ عشق کو کٹ کر دو حصوں میں بٹا دیا اور اپنے اسی پتے سے خود کو ہٹا کر لیا۔ مطلب یہ کہ ہم فریاد کے غم میں تالہ فریاد کر رہے ہیں تاکہ  
پتھر کا تالہ، احساسِ رحم سے بچت جائے اور اسے فریاد پر اپنے جسم کا چلنے کا بھی احساس ہو جائے۔

شیوہ تسلیم ما بودہ تواضع طلب در خم عراب تقی تن بہ خیدن دہم  
نعت : شیوہ : تسلیم کسی کی رضا پر راضی ہونے کا انداز۔۔۔ تواضع : عاجزی، انکسار۔۔۔ تن بہ : دیکھو، راضی ہو جائیں۔ خیدن : چھلنا۔۔۔  
ترجمہ : ہمارا شیوہ تسلیم تواضع کا طالب ہے، چنانچہ ہم جب تم کو کہہ کر عراب میں غم دیکھتے ہیں تو ہم گھٹنے پر تار ہو جاتے ہیں، یعنی ہم اس  
کے آگے سر تسلیم غم کو دیتے ہیں۔ گویا۔۔۔ "سر تسلیم غم ہے وہ مزاجِ پارسی آئے۔"

دامن از آلودگی سخت گراں گشتہ است وہ کہ در آرد ز پا بہ کہ بہ چیدن دہم  
نعت : گراں گشتہ : بوجھل یا بھاری ہو گیا ہے۔۔۔ در آرد نپا : پاؤں سے گراوے، عاجز کر دے۔۔۔ چ : اچھا ہو گا۔ چیدن : چھنا، مزو  
الفاظ۔۔۔ آلودگی : گناہ، لاشری۔۔۔

ترجمہ : ہمارا دامن آلودگیوں کے باعث بہت ہی بھاری ہو چکا ہے، بہت ہی افسوس کی بات ہو گی اگر ہماری یہ گراں دامن ہمیں گراوے۔  
بہتر یہ ہے کہ ہم دامنِ افسوس۔ یعنی لاشریوں اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

خیز کہ رازِ دہوں در جگر نے دہم تالہ خود را ز خویش داد شیدن دہم  
نعت : خیز : اٹھ۔۔۔ نے : ہاں۔۔۔ دہم : ہم، ہم کو نہیں، ہماری۔۔۔ شیدن : چھلنا۔۔۔

ترجمہ : اٹھ کہ ہم اپنا رازِ دلِ افسوس کے جگر میں بھونک دیں اور یوں اپنے ہی تالہ کو اپنی طرف سے منے کی دلوں دیں۔ یعنی نے میں راز



ترجمہ : میں تو اس کی ایک نگاہ جان دینے والا تھا لیکن اس نے میرے اس عمل کو میری ماضی اور کنواری پر محمول کر لیا، پتا نہ چس نے اس کی کمرے اپنے دامن کا تعلق ختم کر لیا ہے۔ یعنی میرا وہ اس سے بے حد ربط تھا وہ میں نے اس کی اس سوجاؤ ختم کر لیا ہے، قطع قطعت کر لیا ہے۔

دل ز جوش گریہ گر پر غوغا شفق بالہ رداست قطرو اے بوداست و بحر بیکرانش کردہ ام  
 لغت : پر غوغا شفق بالہ، خود پر فکر ہے۔ رداست: جاڑ ہے، بجائے۔ جوش گریہ: بہت آنسو بہانا۔

ترجمہ : اگر ہمارا دل اغمت میں اپنے جوش گریہ پر فکر کر رہا ہے تو یہ بجائے، کیونکہ وہ (دل) ایک قطرو تھا جسے ہم نے نہ تو اس (بہت وسیع) سمندر کا ڈال ہے۔

در حقیقت نگاہ اے از مغز جاں روئیدہ است کز برائے عذر چلتا زبانش کردہ ام  
 لغت : روئیدہ است: پور ہے، ابھرا ہے۔

ترجمہ : در حقیقت یہ ایک نگاہ ہے جو میری جان کے مغز یعنی کمرائی سے ابھرا ہے اور جسے میں نے اپنی فطرتی پھیانے کے بدلے نہ ہونا دیا لیا ہے۔ یعنی میں جو اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے فرادہ نکال کر آیا ہوں تو یہ دراصل میری زبان سے نہیں ہے۔ (میرے منہ میں زبان نہیں ہے بلکہ یہ نگاہ ہے جو میری جان کی کمرائی سے ابھرا ہے۔

بد گلن و کنت چین و عیب جویش دیدہ ام  
 لغت : عیب جویش: اسے دکھ سوں میں عیب دکھائے دلا۔ احتیاج: آنا یا آنا۔

ترجمہ : میں نے اسے یعنی اپنے محبوب کو (دکھ سوں سے) بد گلن ہونے والا دکھ سوں پر کھٹ پائی کرنے والا اور عیب جویش دیا ہے۔ میں نے اس کی یہ عادت آنا دیکھی ہے اور اس احتیاج یعنی آنانے میں میں نے اسے کئی بار آنا دیا ہے۔ گویا یہ بات محض طور پر تصدیق شدہ ہے کہ وہ بد گلن و عیب ہے۔

در تلاش منصب گل چینی ام دارد هنوز آں کہ ساقی را بہ مستی بانہانش کردہ ام  
 لغت : منصب: عہدہ۔ گل چینی: پھول چاندی۔

ترجمہ : اس (محبوب) نے ابھی تک گل چینی کے منصب کی تلاش میں مجھے مصروف رکھا ہے، یعنی اس محبوب نے مصروف رکھا ہے جس کے لئے مستی میں میں نے ساقی کو اس کا باطنی مظاہرہ، باطنی سے مراد حافظہ یعنی عاشق، محبوب کو ہم دلی طور پر مست بنا کر اس کے چہرے حسن سے گل چینی کا غریب ہے لیکن محبوب اسے اس کا موقع ہی میں دے رہا اور میں عاشق کو کہہ منصب کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ گویا یہ حد شراب نوشی پر بھی محبوب پر مستی طاری نہیں ہو رہی جس سے عاشق کا عہدہ اٹھا سکے۔

جو ہر ہر ذرہ از خاک شہید شیوہ ایست وائے من کز خود شمار کشکانش کردہ ام  
 لغت : کشکانش: اس یعنی محبوب کے ہاتھوں مارے یا قتل کئے ہوئے۔

ترجمہ : میری خاک کے ہر ذرے کا جو ہر اصل یعنی ابراہیم اس کے بازو دارا کا شہید ہے، لیکن اس سے مجھ پر کہ میں نے اسے اپنے اپنی محبوب کے اپنے کشکانش یا یعنی عاشقوں کی محنت پر لگا رکھا ہے۔ ظاہر ہے اس صورت میں وہ بلا کچھ کب عالم میں لانے گا۔

تا نیارہ خوردہ بر بدستی دو شمع گرفت پوسہ را در گفتگو سر دبانش کردہ ام  
 لغت : نیارہ خوردہ: کھٹ چینی نہ کرے۔ بدستی دو شمع: میری کل رات کی بدستی۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ محبوب امیری گذشتہ رات کی بد قسمتی کوئی تکتہ چینی نہ کرے، میں نے ہاتھ پاؤں میں اس کا منہ چوم لیا گویا اس طرح میں نے اس کے منہ پر مہر لگا دی ہے۔

در طلب دارم نقضایے کہ گوئی در خیال بوسہ تحویل لب شکر فطاش کردہ ام  
لغت : تحویل : سپرد کرنا۔ لب شکر فطاش : اس کے شکر کھینچنے والے ہونٹ، یعنی شیریں لب۔

ترجمہ : اس کے شیریں ہونٹوں سے بوسہ حاصل کرنے کی خواہش دل میں بکھڑی ہو چکی ہے کہ لگتا ہے جیسے میں نے بوسہ اس کے شیریں ہونٹوں کے سپرد کر دیا ہے، یعنی ان لبوں کا بوسہ لے لی گیا ہے۔ اگلی غزل کا مطلع بھی بکھڑی اسی موضوع کا حامل ہے۔

غالب از من شیوہ نطق ظہوری زندہ گشت از نوا جاں در تن ساز بیانش کردہ ام  
لغت : شیوہ نطق : زبان کا انداز، انعام زبان (شامی میں)۔ نوا : نغمہ، مژدہ، شاعرانہ نغمے، شامی۔

ترجمہ : اے غالب امیری وجہ سے ظہوری کا طرز بیان زندہ ہو گیا ہے۔ یعنی میرے شاعرانہ نغموں نے اس کے ساتھ بیان (یعنی شامی) میں ایک روح بھونک دی ہے۔ اس شعر میں اپنی بھی اور ظہوری کی شامی کو بھی سراہا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ غزلوں میں ملاحظہ ہوا، غالب نے مظاہرہ دور کے کئی ایک شعراء بالخصوص ظہوری اور نظیری و معنی کی غزلوں کے جواب میں غزلیں کہیں ہیں اور ان شعروں کی پیروی کی ہے۔

## غزل #19

ی رہایم بوسہ و عرض ندامت می کنم  
اختراے چندہ در آداب محبت می کنم

لغت : ی رہایم بوسہ : میں اس کا بوسہ چرا آئینی چپکے سے لے لیتا ہوں۔ عرض : اظہار۔ اختراے : چندہ کہیں، چندہ بد تھی۔  
ترجمہ : میں چپکے چپکے محبوب کا بوسہ لے لیتا ہوں اور پھر اس سے اپنی خرمی کا اظہار کرتا ہوں (یعنی معذرت کرتا ہوں کہ غلطی ہو گئی، معاف کر دے) اس طرح میں آداب محبت میں چندہ بد تھی پیدا کر رہا ہوں۔ کسی غلطی کا اعتراف کر کے معذرت کر لیتا بھی آداب محبت کا حصہ ہے لیکن عاشق نے اس کا ناپا انداز نکالا ہے۔

باتواضم، بر مقام صدمہ، لبیک از فرط آرزو آویزد بمن اطمینان خلقت می کنم

لغت : بر مقام : میں برداشت نہیں کرنا کہ اس کا۔ لبیک : فرط آرزو، حرص کی کڑوت۔ آویزد : دھج جائے، چٹ جائے۔  
ترجمہ : اگرچہ میں بتاؤں ہوں اور کوئی صدمہ برداشت نہیں کر سکا لیکن کڑوت حرص کے باعث میں اپنی خلقت کا مظاہرہ کرتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے چٹ جائے۔ گویا محبوب کا عاشق کے ساتھ پیشنایا دلہنا عاشق کے لئے تکلیف کا باعث تو ہو گا لیکن عاشق اس تکلیف کو برداشت کر لے گا اور اسے اپنی جوتی کا احساس نہ ہو گا۔

گوئی از دشواری غم اندکے دانستہ است  
می کشد بے جرم دلی داند مرقت می کنم

لغت : اندکے : تھوڑا، کسی قدر۔ می کشد : قتل یا ہاک کرنا ہے۔ مرقت : لاپرواہی۔  
ترجمہ : مطمئن ہو آئے، وہ (محبوب) غم کی دشواریوں سے کسی قدر آگاہ ہو گیا ہے، چنانچہ وہ مجھے میرے کسی جرم کے بغیر قتل کرنا اور یوں کہتا ہے کہ وہ مجھ پر احسان کر رہا ہے۔ یعنی عاشق غموں میں مبتلا ہے، محبوب اسے قتل کر کے ان غموں سے نجات دلا رہا ہے۔ گویا یہ عاشق پر اس کا احسان ہے۔

در تپش ہرزہ از خاکم سویدے دل است ہرچہ از من رفت ہم بر خویش قسمت می کنم

لغت : سویدے دل: دل پر ایک سیاہ قلم۔ قسمت می کنم: تقسیم کر لیتا ہوں۔

ترجمہ : تپش میں میری خاک کا ہرزہ گواہ دل پر ایک سیاہ قلم ہے۔ چنانچہ جو کچھ میں نے کھوایا ہے اسے ہر اپنے آپ میں تقسیم کر لیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ حقیقی کی تپش میں نوع کی کمزوری اور خاک ہو گئے لیکن یہ تپش اب بھی ہر قرار ہے چنانچہ میری خاک کا ہرزہ ایک طرف سے سویدے دل ہے۔ یعنی ہرزہ تپش ہوا دل ہے، یہاں میں نے اپنی کھوئی ہوئی چیز کو دوبارہ پایا ہے۔

خاکم ز آں چچ و آب غصہ کز غم در دل است دل شکاف آہے بہ امید فراغت می کنم

لغت : غصہ: کھنکھ، سہجہ، رنج و غم۔ دل شکاف آہے: دل کو بچہ دینے والا ایک آہ۔

ترجمہ : میں اپنے دل میں غم کی وجہ سے پیدا ہونے والے رنج و غم کے چچ و آب سے بے خبر ہوں اسی لئے اس امید پر دل شکاف آہیں بھر رہا ہوں کہ مجھے ان کی بدولت سکون ملے گا۔ مطلب یہ کہ ایسی آہیں تو اور بھی چلی و پھری کا باعث بنیں گی لیکن میں تجلیری میں ایسا کئے جا رہا ہوں۔

سنگ و خشت از مسجد ویرانہ می آرم بہ شہر خانہ اے در کوے ترسیلایں عمارت می کنم

لغت : مسجد ویرانہ: غیر آباد مسجد، جہاں نمازی کم یا نہیں ہوتے۔ می آرم: میں لانا ہوں۔ ترسیلایں: قسما کی جگہ آتش پرست۔ عمارت می کنم: کتبہ میں تعمیر کرنا ہوں۔

ترجمہ : میں غیر آباد مسجد سے پتھر اور اینٹیں اٹھا کر لانا ہوں اور آتش پرستوں کے کونے میں ایک مگر تعمیر کرنا ہوں۔ یعنی مسجد میں نمازی نہیں ہیں۔ یا اس میں کوئی روح نہیں بلکہ آتش پرستوں کا گونچ پوری طرح آباد ہے۔ اس شعر میں ویرانہ اور عمارت میں صنعت تضاد ہے۔

کردہ ام بیکان: خود را دست مزد خویششن می تراشم پیکر از سنگ و عمارت می کنم

لغت : دست مزد: ہاتھوں کی محنت مزدوری۔ می تراشم: میں تراشتا ہوں۔ پیکر: جسم، مڑا ہوا۔

ترجمہ : میں نے اپنے لیگان کو اپنے ہاتھوں کی مزدوری کا لیا ہے، چنانچہ میں پتھر تراش کر عمارت بنا رہا ہوں اور اس کی عمارت کرنا ہوں۔ مطلب یہ کہ اپنے معبود کا قرب میر ہو۔ اس پر ایمان لانے میں ایک خاص جذبہ دل میں پیدا ہوا ہے۔ یہ جو اپنے ہاتھوں سے دست تراشا ہے اس کا قرب تو حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس بات پر حق کے پردے میں میں اس بات حقیقی کی عبادت کرنا ہوں۔

چشم بد دور افتاتے در خیال آورده ام ہرچہ دشمن می کند با دوست نسبت می کنم

لغت : افتاتے: ایک توجہ، مہربانی۔

ترجمہ : خدا غمزدہ سے پہلے میرے ذہن میں محبوب کی مہربانی و توجہ کا ایک تصور پیدا ہوا ہے، اور وہ یہ کہ جو سلوک دشمن (رقیب) میرے ساتھ روا رکھتا ہے میں اسے دوست یعنی محبوب سے منسوب کر لیتا ہوں۔ یعنی رقیب کی کچھ عاشق سے دشمنی محبوب ہی کی وجہ سے ہے اس لئے اس دشمنی کو محبوب کا اہمیت سمجھ لیتا ہوں۔

دست گاہ گل نشانی ہائے رحمت دیدہ ام خندہ بر بے برگی تو فیض طاعت می کنم

لغت : دست گاہ: عزم و ملان، دولت و ثروت۔ بے برگی: بے سوسلانی۔

ترجمہ : میں نے رحمت اجڑی کی گل نشانی کی ثروت و دولت کی فراوانی دیکھی ہے، جس کی بنا پر مجھے طاعت و عبادت کی توفیق کی ہے سوسلانی پر بھی آتی ہے۔ یعنی خدا سے پاک و مجید و کریم ہے۔ اس کی رحمتیں ہر کسی پر ہیں لیکن جو لوگ محض اپنی عبادت کے ذمہ میں اس



کی رحتوں کے طالب ہیں وہی ان سے محروم رہتے ہیں۔ بے برگی سے محرومی مراد ہے۔

زنگ غم ز آئینہ دل جڑے نئے نواں زدو دروم از دہراست و با سلقی شکایت می کنم

لغت : حواں زدو : نہیں مٹایا جاسکا۔ دروم : میراد کہ۔ از دہراست : زمانے کا رونا ہوا۔

ترجمہ : آئینہ دل سے غم کا زنگ شراب کے بغیر نہیں مٹایا جاسکا۔ میرا وہ کہ تو زمانے کا رونا ہوا ہے لیکن میں شکایت سلیق سے کرتا ہوں۔  
دیکھوں گا باعث تو زندگی مساکنی ہیں لیکن چونکہ سلیق شراب نہیں چاہا کہ اس سے ان دیکھوں گا اس قسم ہو جائے اس لئے سلیق سے شکوہ کیا جا رہا ہے۔

غالم غالب ہم آئیں برنگم درخنی برزم برہم می زخم چندا نکہ خلوت می کنم

لغت : غالم : میں غمے والا ہوں۔ درخنی : گھٹے قلب حاصل ہے۔ ہم آئیں : ہم ذرا مراد دوسرے شاعر۔ برنگم : برنگم میں برداشت نہیں کرتا۔ چندا نکہ : جس قدر۔

ترجمہ : اے غالب! اپنی شاعری کے لحاظ سے میں دوسرے شعراء بھاری ہوں۔ میں شاعری میں اپنا کوئی ہمنوا برداشت نہیں کر سکا۔ میں جس قدر خلوت اختیار کرتا ہوں وہی قدر محفل کو درہم برہم کر دیتا ہوں۔ شاعری میں اپنی انفرادیت کی بات کی ہے۔ یہ انفرادیت گویا اس کی عملی انفرادیت ہے۔ چنانچہ وہ جس قدر انفرادیت کا شاعری میں اپنی الگ رویہ کا مظاہرہ کرتا ہے، اتنی ہی دوسرے شعراء کی شاعری اس کے آگے اٹھ چکا جاتی ہے۔ خلوت لیکن انفرادیت اور درہم سے مراد دوسرے شعراء ہیں۔ خلوت اور درہم میں صنعت تضاد ہے۔

## غزل # 20

سُج شد، خیز کہ رودلو اثر بنالیم چہ آفشتہ بہ طوئیب بگر بنالیم

لغت : سُج : خیز : اٹھ۔ رودلو : اٹھنا۔ آفشتہ : بھرا ہوا، تھرا ہوا۔ طوئیب : خاص طوئیب، طوئیب کے آنسو۔

ترجمہ : سُج طرح ہو گئی ہے، اٹھ کہ اب میں تجھے اپنی حالت و کیفیت دیکھاں جو شب بھر میں تجھ پر گزری ہے، یعنی تجھے اپنا چہرہ دکھاں جو بگر کے طوئیب سے تھرا چڑا ہے۔ گویا ماضی شب بھر میں مسلسل طوئیب کے آنسو بہا رہا ہے۔

پنبہ یکسو نیم از داغ کہ رخت چوں روز آخرے نیست شہم را کہ سحر بنالیم

لغت : پنبہ : روئی پہلا۔ رخت : پہلے۔ آخرے : کوئی آخر انجام، ختم ہونے کی حالت۔

ترجمہ : میں اپنے زخم سے پہلا آثار کو ایک طرف رکھ رہا ہوں تاکہ اس از غم میں دانی کی سی روشنی پیدا ہو۔ (دانی کی طرح روشنی ہو) اس لئے کہ میری رات شب فراق کے ختم ہونے کی طرح دانی کی کوئی قطع نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ غم کا وقت طویل ہو آجہا جاتا ہے۔ بگر خوشی کی مدت ماضی ہوتی ہے۔ بقول اقبال :

سینہ وصل کے گھر کی صورت اڑتے جاتے ہیں مگر گھڑیاں جدائی کی گذرتی ہیں سینوں میں

خوشی بکشتن را دگر از گریہ نگہداشت بہ زور بگر خستہ خود آں بہ کہ دگر بنالیم

لغت : بگر خست : دلی بک۔ نگہداشت بہ زور : طاقت سے یا زبردستی روکے رکھا، ضبط رکھا۔

ترجمہ : میرے بکشتنے خود کو ایک مرتبہ بگر گریہ و فطرت سے بزدل روکے رکھا، گریہ ضبط کی؟ اب بکشتی ہے کہ میں اس بگر خست کو

کسی اور صورت میں ظاہر کروں۔ مطلب یہ کہ میں کب تک گریہ کو ضبط کرتا رہوں گا ضروری ہے کہ اب افسانہ قلم کی کوئی اور صورت لکھوں تاکہ دل کا جو جھٹکا ہو۔

حدِ ممکن نیست کہ بغاضب، آری از دور با من آتا سر آں را بگذر بنظم  
 لغت : حدِ ممکن نیست: میرے بس کی بات نہیں۔۔۔ بغاضب: میں تجھے ہمارا بگڑا محبت دکھاؤں۔۔۔

ترجمہ : یہ بات میرے بس میں نہیں ہے کہ وہ غیبت میں جو کچھ باعثِ پرگندہ رہی ہے وہ میں تجھے دکھا سکوں ہاں تو میرے ساتھ جلی جاکر میں تجھے دور سے اس را بگذر کا آغاز دکھاؤں نشان دہی کروں کہ یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اس کے آغاز ہی سے دشواریاں یا رنج و الم شروع ہو جاتے ہیں، آگے بڑھ کر ان میں کتنا اضافہ ہو گا۔

می کنند ناز، گمیل کردہ کہ خط دیر بعد خیزنا شعبہ جذب نظر بنظم  
 لغت : خط: چرے پر نمودار ہونے والا ہنر۔۔۔ دیر بعد: دیر سے ہونے والے گاہ۔۔۔ شعبہ: انوکھی بات۔۔۔

ترجمہ : وہ ناز و داد دکھا رہا ہے اور اس خطِ قلمی میں جھکا ہے کہ اس کے چرے پر ہنر و کمال دیرِ بابت کے بعد نمودار ہو گا۔ تو انہ (آ) تاکہ میں تجھے اپنے جذبِ نظر کا شعبہ دکھاؤں۔ مشتاق تو خطِ قلمی کا شکار ہے جبکہ عاشق کو ہنر و پوری طرح نظر آرہا ہے۔

آتش افزونہ و طلق بھیرت گمراں رخصتہ کہ بہ ہنگامہ بھر بنظم  
 لغت : آتش افزونہ: اس نے آگ جلا رکھی ہے، مزید آتش میں۔۔۔ رخصتہ: اجازت دے۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کا شوق گویا آتش افزونہ (بہتر) آگ ہے اور لوگ اس کے شوق کی آغوشِ چمک وک کے باعث اسے حیرت سے دیکھ رہے ہیں، گویا ایک ہنگامہ بھرا ہے۔ تجھے اجازت دے کہ میں اس ہنگامے میں اپنا کچھ دکھاؤں۔ یعنی لوگ تو دیکھ کر حیرت زدہ ہیں، یہ تو کوئی بات نہیں سمجھتے کہ اس کی اس بہتر آگ میں جل جانا چاہئے اس پر خدا ہو جانا چاہئے!

چوں بہ محشر اثر سجدہ ز سیماء جوید داغ سوداے تو ناچار ز سر بنظم  
 لغت : سیماء: پشانی۔۔۔ جوید: تلاش کریں، دیکھیں۔۔۔

ترجمہ : جب روزِ محشر لوگوں کی پیشانیوں پر سجوں کے نشان دیکھے جائیں گے تو تجھے مجبور اپنے سر میں تیری غیبت کا شعلہ داغ دکھانا پڑے گا۔ خدا سے خطاب ہے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ میں ظاہری عبادت کا پابند نہیں ہوں لیکن تیری ذاتِ قدس سے تجھے ہے حدِ غیبتِ حقیقت ہے۔

دل رملانہ بہ زلفاں ہمہ روزم گزرد بس کہ خود را بتو از روزان در بنظم  
 لغت : دل رملانہ: محبوب کا سانس ادا یا پارا لانا۔۔۔ زلفاں: قید خانہ۔۔۔

ترجمہ : زلفاں میں میرا تمام دن رملانہ انداز میں گزرتا ہے، تاکہ میں روزانہ تو سے خود کو تجھے دکھا کر رہوں۔ مزاد یہ کہ میں زلفاں میں اپنی دلچسپ حرکتیں کرتا ہوں کہ محبوب روزانہ تو سے انہیں دیکھ کر میری طرف متوجہ ہو جائے۔

برو قمع حج سیرا تو زخمِ بانگ بہ حشر کش رضائے خوں ہاے بد بنظم  
 لغت : قمع: قہر کرنے والا، مزاد یعنی انسانوں کے گنہ و ثواب گننے والے فرشتے، کراسن کا چین۔۔۔ سیرا: بلیاں، بانیں، کندھے کا فرشتہ (مکمل ہر گناہ گشتا ہے۔۔۔ خوں ہاے بد: خلیج ہو جانے والے خوں، جنہیں توح کے آگے نہ سمجھا جائے۔۔۔ کش: کھینچنے کے لئے۔۔۔

ترجمہ : میں قہمت کے روز (اے خدا) مجھے گناہوں میں فرشتے کو کھانوں گا اور اسے دایاں جانے والے خوں کے راضی ہونے دکھاؤں گا۔

یعنی مذکورہ فرشتے نے میری خطائیں تو کہہ لیں لیکن میں نے نہایت میں جو اپنا ٹخن بھلا جس کا کوئی صلہ نہ ملا اس پر توجہ نہیں دی اور اسے میری برائی کے طور پر کہہ لیا جبکہ یہ سب کچھ محبوب کی مرضی سے ہوا۔

عالم: ایں لعب بہ گل مروتہ رضا جوئی قسمت تو خریدار مگر ہاش، مگر خلیام  
نعت: لعب کھیل۔ گل مروتہ مٹی کا صوف۔

ترجمہ: اے عالم! مٹی کے مہوں کے ساتھ میرا کھیل یا فعل صرف میری خوشنودی کی خاطر ہے اور نہ اگر تو سوئی کا خریدار ہو تو میں تجھے سوئی دکھا سکتا ہوں۔ مطلب یہ کہ کسی بھی دہل بھڑکا بعض مرتبہ ماحول کی ہمارا نگہری کے باعث اپنے مقام بلند سے نیچے آنا پڑتا ہے۔ تاہم اگر اس کے بھڑکے تو وہاں پیدا ہو جائیں تو اس کا یہ بھڑکنا واقعی سوئی ہے۔

## غزل # 21

تنبہ کے صرف رضا جوئی دلا ہا ہاشم فرستم بلا کزیریں پس ہمہ خود را ہاشم  
نعت: رضا جوئی: دوسروں کی خوشی کا خیال۔ فرستم: خدا کے تجھے سوجھل جائے۔

ترجمہ: میں آخر تک تک دوسروں کے دلوں کی خوشی کا خیال رکھوں اور رضا جوئی میں مصروف رہوں۔ خدا کے کہ تجھے سوجھل جائے تاکہ اس کے بعد میں پورے طور پر اپنے لئے زندہ رہوں۔ سمجھنے کے لئے زندہ رہوں "یعنی اپنی حالت پر بھی توجہ دوں۔

گلہ گلہ از نظرم مست وغزل خواں بگذر ورنہ بر عہدہ من نیست کہ رسوا ہاشم  
نعت: غزل خواں: غزل گاتے ہوئے۔ عہدہ: فائدہ داری یا منصب۔

ترجمہ: ابھی کچھ میرے سامنے سے غزل غزل کرتے ہوئے گذر "ورنہ یہ صرف میری ہی فائدہ داری (یعنی میرے ہی لئے) نہیں کہ میں میری نہایت میں رسوا ہو تا رہوں، یعنی میرا بھی کچھ چہ چاہو کہ اس طرح میری رسوائی کا بھی کچھ دلوں کو جانے۔

خفت جلان تو درپاس غم استوار خود شر ازمن نہ جہد گردگ خارا ہاشم  
نعت: خفت جلان: خفت جان کی بیخ بڑا واقعہ جو نہایت میں غم دلاں کا بھی زندہ رہتے ہیں۔ نہ جہد: نہ ابھرنے نہ بھڑکنے۔ گردگ: رگ

خارا: خفت بھڑکی رگ۔

ترجمہ: میری نہایت میں گرفتار خفت جان (مطلق) اپنے غم نہایت کی وجہ رکھنے میں ابھریں۔ چنانچہ میں اگر بھڑکی ہوں تو میری رگوں سے آتش غم کی چنگاواں نہ بھڑکیں گی۔ مطلب یہ کہ غم نہایت کو میں پوری طرح جذبہ کرنے میں ابھریں۔

با دل چوں تو ستم پیشہ داور نقیاس چہ کسغم گرمہ اندیشہ فردا ہاشم  
نعت: ستم پیشہ: ظالم، جورو ستم کرنے والا۔ داور نقیاس: خدا کو نہ سامنے والا خدا کا خوف دل میں نہ رکھنے والا۔ اندیشہ: فردا آنے والے کل۔ یعنی کماست کا خیال۔

ترجمہ: میں تو ایسے ستم پیشہ اور خدا نقیاس (محبوب) کے ساتھ کیے مکر نہایت سکتا ہوں اب اگر میں سراسر اندیشہ فردا میں جاؤں یعنی یہ خیال کہوں کہ قیامت کے دن مجھ پر تیرے جورو ستم کا سلب کیا جائے گا تو وہ بھی سب سے پہلے اس لئے کہ تو ہے ہی خدا نقیاس، تو ان باتوں کا کیا اڑنے کا کیا وارے گا۔

حسرت روئے ترا، خور حلائی نکند از تو آخر پچہ امید فکلیبا باشم

نعت : حلائی نکند: کی پوری نہ کرے گی، بدلہ یا عرض نہ بنے گی۔ فکلیبا: میرے کرنے والا۔

ترجمہ : تجھے چہرے آگودیکھنے کی حسرت، خور کا چہرہ دیکھنے سے بھی پوری نہ ہو گی، پھر ہمیشہ کس امید پر تجھے دھار کے سطلے میں میرے کام لوں۔ گویا سور کے خشن میں ہول نکلے خشن رہ تجھے خشن اور نازدارا میں ہے۔

ہوش پر کار کشائے ورق بے خبری است گم شوم درخود و در نقش تو پیدا باشم

نعت : پر کار کشائے نقش و نگار دینے والا۔

ترجمہ : ہوش ہی بے خبری کے ورق کو نقش و نگار سے آراستہ کرتا ہے۔ میں خود میں کھو جاتا اور تجھے نقش میں ظاہر ہوتا ہوں۔ لیکن اپنے احساس کی بیداری کے باعث میں ٹھوس ہے خبر ہو کر کائنات حق میں ابھرا ہوں۔ گویا میں تجھ کو حق کے میرے وجود کی کوئی حیثیت و حقیقت نہیں ہے۔

پانچیں طاقتم آیا کہ بریں داشت کہ من طرف فتنہ دہمے توانا باشم

نعت : پانچیں طاقتم: مجھے اس طاقت (یعنی توانا) کے ہوتے ہوئے۔ کہ: کس نے۔۔۔ بریں داشت: مجھے اس پر آمادہ کیا، اسکیلا۔۔۔ طرف: متعلق۔۔۔

ترجمہ : میری اس ضعیف طاقت کے ہوتے ہوئے آخر کس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا، اسکیلا کہ میں توانا ہوں کے فتنے کا متعلق ہوں اور ان کا مقابلہ کروں۔ لیکن میں اپنی تمام تر توانائی کے باوجود تجھے فتنے فتنہ برداشت کرنے میں بڑے بڑے تواناؤں کا مقابلہ اور مقابلہ میں سکھا ہوں۔ اس نے "کا اشد محبوب کی طرف ہے۔"

در کنارم خز و ذآلائش دامن مراں تک آں کو کہ ترا پیام و خود رہا بشم

نعت : در کنارم: میرے پیلوں میں۔۔۔ خز: خزانہ۔۔۔ مراں: متاثر۔۔۔ کو: کیل۔۔۔

ترجمہ : تو میرے پیلوں میں آکر جا اور میرے دامن کی آلودگی سے متاثر۔ مجھ میں اتنی طاقت کیل کہ میں تجھے پا کر خود کو برقرار رکھ سکوں یا خود میں رہ سکوں۔ تجھے اس طرح متاثر کرنے سے میں اپنے آپ میں نہ رہوں گا۔

ہمکو آں قطرہ کہ بر خاک فشانہ ساقی دورم از کج بست گرمہ صہبایا بشم

نعت : فشانہ: کھیرنا کرنا ہے۔۔۔ کج بست: تجھے ہو نہیں سکتا کوٹ۔۔۔

ترجمہ : اگر میں سراسر شراب بھی ہوں تو بھی تجھے ہو نہیں سکتا کوٹے سے دور ہوں، لیکن میں بالکل اس قلعہ شراب کی طرح ہوں جسے ساقی نہیں گرانا ہے۔ مطلب یہ کہ جب تک تو مجھے قبول نہ کرے، میری زندگی بیکار ہے۔

قبلہ گم شدگان رہ شوقم غالب لاجرم منصب من نیست کہ یکجا باشم

نعت : گم شدگان: گم شدہ کی جمع، راستہ بولے ہوئے۔۔۔ لاجرم: بالضرورت، جب تک۔۔۔ قبلہ: غرارہ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں وہ عشق میں بہک جانے والوں کا قبلہ یعنی راہنما ہوں، بالضرورت میرا یہ منصب نہیں کہ میں ایک جگہ تک کے رہوں۔ "منصب نہیں" سے غرارہ منصب نہیں ہے۔ رہنما کا کام بلکہ فریضہ ہے کہ وہ راستہ بولے ہوئے کو صحیح راستے پر لائے۔ گویا غالب عشق میں ایسے مقام پر ہے جہاں وہ عشق کے بارے ہو اس کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں صحیح جذبہ عشق سے آشنا کرے۔

## غزل # 22

دگر نگاہ تراست باز می خواہم حساب نقشہ ز ایام بازی خواہم

نعت : دگر : ایک مرتبہ بار بار دیدار۔۔ ایام : جمع پریم و ملن۔۔ نگرہ زندہ۔۔

ترجمہ : میں ایک مرتبہ بار بار تیری نگاہوں کو باز رہا میں مست دیکھنے کا آرزو مند ہوں تاکہ اس طرح میں نہانے سے اس کے حقوں کا حساب لے سکوں یا نہ پس کر سکوں۔ مطلب یہ کہ میری خواہش ہے کہ تو ایک مرتبہ بار گئے نظر القامت سے دیکھے تاکہ میں نہانے کے ہاتھوں اٹھانے ہونے دیکھوں کہ کھل چلتی۔

وفا خوش است اگر داغ ہم فنی نبود زبانہ ہائے سمندر گداز می خواہم

نعت : داغ ہم فنی : ایک ہی فن کے ہونے یا حریف یا رقیب کا داغ۔۔ زبانہ : شعلہ، لپٹ، بھڑک۔۔ سمندر : آگ میں رہنے والا کیرا۔۔ سمندر گداز : سمندر کو بٹھا دینے والا۔۔

ترجمہ : وہا ایک اچھی بات یا عمل ہے، بشرطیکہ کسی رقیب کا داغ دل پر نہ ہو۔ میں تو ایسے شعلوں کا خواہشمند ہوں جو سمندر کو بھی جلا بیٹھا دے۔ مطلب یہ کہ وہا اسی صورت میں اچھی ہے کہ ہماری فہمت میں کوئی دھوکا یا شریک نہ ہو اور چونکہ آتش عشق میں سمندر بھی میرا رقیب ہو گا اس لئے میں ایسی ہی آتش چاہتا ہوں جو سمندر کو بھی جلا ڈالے۔

گذشتہ از گلہ در وصل، فرستم بدایا زبان کوئہ دست دراز می خواہم

نعت : فرستم بدایا خدا کرے مجھے سوجھنے۔۔ زبان کوئہ : کوئہ یا چھوٹی یا کم بولے والی زبان۔۔ دست دراز : لہذا ہاتھ، ملنا ہاتھ یا ہاتھ جس میں آگے بڑھنے کی جرات ہو۔۔

ترجمہ : میں نے وصل میں گدو گدو، کا معاملہ ختم کر دیا ہے۔ خدا کرے مجھے اب ایسا سوچنے لے کہ میری زبان تو کوئہ یا کم گو گو اور ہاتھ دراز ہوں۔ یعنی میں وصل میں گدو گدو تو نہ کروں اب نہ مجھ میں اتنی جرات ہو کہ میں اپنے ہاتھ محبوب تک بڑھا سکوں۔

گرفتہ خاطر از اسباب و سرخوشی باقی ست ترانہ اے کہ گنجیدہ ساز می خواہم

نعت : گرفتہ خاطر : دل آلتا کیا۔۔ سرخوشی : بے حد خوشی۔۔ گنجیدہ : نہ ملنے۔۔

ترجمہ : دلتی سرخوشی کے اسباب سے دل آلتا کیا ہے تمام ابھی سرور و مسرت باقی ہے۔ میں ایک ایسے نئے کافراؤ شہد ہوں جو ساز میں نہ ملنے یعنی ساز کا تاج نہ ہو۔ مطلب یہ کہ میں ایسی مسرت و شادمانی کا خواہشمند ہوں جو کسی دلتے اور سب کے بغیر حاصل ہو۔ اسباب و وساکی کی فکلی خرابیوں کو بے حوا کر دیجیے۔

دوئی نہ نامہ و من شکوہ شکم، اہنت گفت میانہ تو و خوشی ہتیار می خواہم

نعت : دوئی : دوہوا۔۔ شکوہ شکم : شکوہ کرنے کے رہا ہوں۔۔ اہنت گفت : یہ بھی عجیب بات ہے۔۔ ہتیار : فرق، جدا ہوا ہوا۔۔

ترجمہ : ہم دونوں میں کوئی فرق نہیں رہا (ہم دونوں ایک ہیں) لیکن یہ عجیب بات ہے کہ میں بھر بھی گلے شکوے کر رہا ہوں۔ میں تمہیں دور خود میں ہتیار کا خواہشمند ہوں۔ یعنی محبوب سے اس کا گت کے باوجود عوامی چاہتا ہے کہ اس کی انفرادیت برقرار رہے۔

بدوں میا کہ ہم از منظر کنارہ بام نظارہ اے ز در نیم باز می خواہم

نعت : میا : مت آ۔۔ منظر کنارہ بام : بھٹ کے کنارے کہ۔۔ در نیم باز : اوہ نگاہ دروازہ۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تو باہر مت آ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جھٹ کی نگارہ نگارہاں محبوب کھڑے ہو کر بیٹھ دیکھتا ہے (اے تجھے اس طرح دیکھوں جیسے کسی بادے کے دروازے میں) (کھڑے) کسی کو دیکھا جاتا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے یہ نگارہ محبوب زیادہ دل کشی کا امت ہے۔

چو نیست گوش حریفان سزائے آویزہ ہنل نشت گمر ہائے راز می خواہم  
لغت : سزائے آویزہ بندے کے لائق (کافروں کی ہلاکت)۔ نشت: ان چھوٹے منہ پر ہونے والے۔

ترجمہ : چونکہ میرے حریفوں کے کان کسی ہلاکت کے لائق نہیں ہیں۔ اس لئے میں راز شعرو حق کے ایسے موتی چاہتا ہوں جو چھوٹے ہونے نہ ہوں۔ بالواسطہ اس بات کا شکوہ ہے کہ لوگ میرے کام کو سننے اور سمجھنے پر کھٹے کی اویز سے محروم ہیں اس لئے ان کو اپنے شعر سناتا ہے تاکہ وہ بات ہوگی۔

زمانہ خاک مرا در نظر نمی آرد ز نقش پایے تماش سرفرازی خواہم  
ترجمہ : زمانہ میری خاک کو نظر میں نہیں آتا (اہمیت نہیں دیتا) لہذا میں چاہتا ہوں کہ وہ (خاک) میرے نقش پا کے متعلق سرفرازی حاصل کر لے۔ یعنی جب لوگ میری خاک (قبور پر) میرے نقش پا دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ یہاں کوئی اہم شخصیت دفن ہے جس کی قبر دیکھنے کے لئے ایسا صمیمی چل کر آیا ہے۔

ہمیں بس است کہ میرم ز رشک خواہش غیر زعرض ناز ترا ہے نیاز می خواہم  
لغت : بس اس قدر کافی ہے۔۔۔ میرم: میں مولا، مرادوں۔۔۔ عرض: اعلان۔

ترجمہ : میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے ناز و داد کے اعلان سے بے نیاز ہو جائے، تاکہ وہ جب کہ کسی اس اعلان سے میری خواہش پیدا نہ ہو۔ اس صورت میں (خواہش پیدا ہونے پر) میرے لئے یہی کافی ہو گا کہ میں رشک سے جان دے دوں۔ (کہو عاشق نہیں چاہتا کہ کوئی اور بھی اس کے محبوب کی طرف متوجہ ہو۔

وکیل غالب خوشی دلم سفارش نیست بہ شکوہ تو زبانی را نیاز می خواہم  
ترجمہ : میں خوشی دل (جس کا متعلق کے باعث دل خون ہو چکا ہو) غالب کا خود کھیل ہوں، تجھے کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میری زبان کو حیران شو، کہنے کا اختیار حاصل ہو۔ یعنی کسی نہ کسی طرح تجھ سے کوئی تعلق رہے۔

## غزل # 23

زمن حذر نہ کنی گر لباس دین دارم نفتہ کافرم و بہت در آستین دارم  
لغت : حذر نہ کنی: تو پرہیز نہ کر، تجھ سے دور نہ رہ۔۔۔ نفتہ: چھپا ہوا، پوشیدہ۔

ترجمہ : اگر میں نے بظاہر دینی لباس پہن رکھا ہے تو تجھ سے احتیاط نہ بہت (انتخاب نہ کر) کیونکہ میں تو بالکل ایک کافر ہوں اور میری آستین میں بہت رکھا ہے۔ یہ ایک طرح سے ان ہم مخلوقوں اور زائدوں پر بالواسطہ طور ہے، جن کا کہہ دہان کی گفتار سے بالکل متعلق ہے (بہل مقلد) :

وامتثال کا پس جلوہ در محراب و منبری کنند چوں مخلوقات می روند آن کار دیگر می کنند  
عجب کے شعر میں محبوب سے شوقی کا بھی انداز ہے۔

زمرہ میں نمود غاتم گدا درباب کہ خود چہ زہر بود کالہ ت نکلیں دارم

لغت : زمرہ : زمرہ کی بی ہولی۔ غاتم : انگوٹھی۔ درباب : پالے، بیان لے۔ نکلیں : انگوٹھی کا گھید۔

ترجمہ : ایک گدا کی انگوٹھی زمرہ سبز رنگ کا یعنی پتھرا کی بی نہیں ہوتی تو یہ جان لے کہ میری اس انگوٹھی کے گھینے کے لیے کبھی زہر بچھا ہوا ہے۔ زہر بھی سبز رنگ کا ہوتا ہے، مڑا ہوا نہ ہو سکتی ہے کہ میری انگوٹھی کا گھید در حقیقت میرے فہم عالم کا آئینہ دار ہے۔

اگر بہ طالع من سوخت خرمم چہ عجب عجب ز قسمت یک شر خوش چھیں دارم

لغت : بہ طالع من : میرے مقدور میں، میری بد نصیبی سے۔ سوخت : جل گیا۔ خرمم : میرا کلیں (ظلم کا میرا)۔

ترجمہ : اگر بد قسمتی سے میرا کلیں جل گیا ہے تو اس میں عجب کی کیا بات ہے اکوئی بات نہیں، عجب تو اس بات پر ہے کہ ایک شر میرا خوش بھی ہے۔ شاعر نے اپنی اختلال بد نصیبی کو عجب کی بات قرار نہیں دیا بلکہ حقیقت میں اس بات کو عجب قرار کیا ہے کہ ایک دنیا اس کے انکار سے اختلاف کر رہی ہے۔

نشت ام بگدائی بہ شاہراہ و بنوز ہزار دزد ہر گوشہ در کہیں دارم

لغت : بگدائی : بیک ہاتھ کے لیے۔ دزد : چور۔ در کہیں : گھلت میں۔

ترجمہ : میں بیک ہاتھ کے لیے خاطر شاہراہ پر بیٹھا ہوں اور اس صورت میں بھی ہزاروں چور ہر طرف میری گھلت میں پیٹنے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ میری زندگی تو انگوٹھی میں گزر رہی ہے لیکن اب کے چور میرے انکار کی دولت لوٹنے کے روپے ہیں۔

ز دندہ دوزخیان رافزوں نیازارند تو فتنے عجب از آہ آنھیں دارم

لغت : فزوں : افزوں، زیادہ۔ نیازارند : زیادہ اذیت نہ دیں گے۔

ترجمہ : قدرت کے دعوے کے مطابق دوزخیوں یعنی گناہوں کو ان کے گناہوں سے زیادہ عذاب نہیں دیا جائے گا لیکن میں اپنی آہ آنھیں سے عجب توقع رکھے ہوئے ہوں۔ اپنی گناہوں کے باعث اپنی آہ آنھیں میں بیٹنے کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ میرے لیے تو یہ آگ آگن دوزخ کی مانند ہے، پھر بھلا میرے لیے بعد از مرگ اس سے زیادہ عذاب کیا ہو گا یہ بات میرے لیے عجب کا باعث بنی ہوئی ہے۔

ترا نہ گفتم اگر جان و عمر مفدوم کہ من وقایے تو با خویشتن یقین دارم

لغت : مفدوم : میں بچا رہوں۔

ترجمہ : (اے محبوب) اگر میں نے تجھے اپنی جان اور عمر یا یعنی زندگی نہیں کہا تو میں مفدوم ہوں، اس لیے کہ تجھے یقین ہے کہ تو میرے ساتھ وقا کرے گا۔ یعنی تجھے اپنی جان اور زندگی نہ کہنے میں یہ امر مانع ہے کہ یہ دونوں وقا نہیں کریں۔ (قافی ہونے کے باعث) میں نے کہا ہے۔

ہ معلّم بود آہنگ زلہ بندی مدح ز قحط ذوق غزل خویش را بر این دارم

لغت : معلّم : میرا یعنی میرے شعر کا مطلع، غزل کا شروع کا شعر۔ آہنگ : ارادہ۔ زلہ بندی : دسترخوان سے ہٹے ہوئے راجوں کا چٹا۔

ترجمہ : چونکہ آج غزل کا ذوق لوگوں میں نہیں رہا اس ذوق کا قحط ہے اس لیے میرا یہ ارادہ ہے کہ میں ابھرا ایک مطلع لکھوں اور اس میں اپنے انکار کے رجے جن کرمش اصل مڑا حقیقت ہے انکار تک بھروں۔ اس غزل کا ایک مطلع شروع میں آیا ہے۔ یہ دوسرا مطلع ایک

طرح سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت کی طرف گرج کر محکمہ لے ہوئے تھے۔

طلوع کافیہ در مطلع از جہیں دارم بہ ذکر سجدہ شد حرف دل نقیص دارم

نعت : شد کا مختلف پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

ترجمہ : میں نے اس مطلع میں لفظ ”جہیں“ (یعنی جہاں) کو بطور چیل کے استعمال کیا ہے۔ اس لئے کہ میں شہداء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے سجدہ نماز پیش کرنے کا توہم ہوں جن کا ذکر میرے لئے دل نقیص لفظ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (انگے شعروں میں منقبت ہے)۔

علی علی اعلیٰ کہ در طواف درش خرام بر فلک و پاسے بر زمین دارم

نعت : علی اعلیٰ: بلند مرتبہ۔۔ خرام: رفتار، چلنا، چل۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی بلند مرتبہ ہستی ہیں کہ جن کے درمہارک کا طواف کرتے ہوئے میرے پاؤں تو زمین پر ہوتے ہیں، جبکہ چل میں آسمان پر رہا ہوتا ہوں۔ یعنی ان سے عقیدت و وابستگی کی بنا پر میرا ذہن فقرے سرشار ہوتا ہے۔

از آں چہ بر لب او رفتہ در شفاعت من فسانہ اے بہ لب جوے انگلیں دارم

نعت : جوے انگلیں: شد کی نعتی۔

ترجمہ : میری شفاعت کے بارے میں جو کچھ ان کے لبوں پر آیا ہے اس سے حلق جوے انگلیں کے کلمے میں ایک داستان لے ہوئے ہوں۔ مطلب یہ کہ جنت کا شہد اس کے مقابلے میں محض ایک داستان ہے۔

بہ دشمنان زخلاف و بہ دوستان زحد بگم مر تو با روزگار کہیں دارم

نعت : بگم مر تو: غیری محبت کے باعث (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت کے باعث)۔

ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے باعث میں زمانے سے کینہ رکھتا ہوں، دشمنوں سے ان کی آپ سے خلافت کے باعث اور دوستوں سے ان کی آپ سے محبت و عقیدت کے حسد کے باعث۔ یعنی دشمنوں کو آپ کی خلافت کے باعث برداشت نہیں کر سکتا اور دوستوں کو آپ سے جو بے جا عقیدت و محبت ہے اس کا شک ہے۔

بہ کوثر از تو کرا ظرف بیش، قسمت بیش بہ بلوہ خوے کنتم عقل دور میں دارم

نعت : کرا: کئے، جس کی کا۔ خوے کنتم: عادت ڈال رہا ہوں۔۔

ترجمہ : جس کسی کا جتنا ظرف ہو گا کوثر میں اسے آپ کی طرف سے اتنی ہی شروب (شراب مہر دے گئے) کا جو تک میں دور میں عقل کا مالک ہوں یعنی دور اندیش ہوں، اسی لئے شروب نوشی کی عادت پیدا کر رہا ہوں، اسکا وہاں زیادہ سے زیادہ شروب لے لے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنی کوثر کا مالک ہے۔ اسی حوالے سے ایسا کہا ہے۔

جواب خواجہ نظیری نوشتہ ام ہالہ ”خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم“

اے ہالہ: میں نے خواجہ نظیری کی غزل کے جواب میں یہ غزل کہی ہے اگرچہ میں نے خطا کی ہے (یعنی ایسے استوکی غزل کا جواب لکھنا ایک طرح سے گستاخی ہے) لیکن اس کے ساتھ میں شہادت کی توقع بھی رکھتا ہوں یعنی بہت خوب غزل کہی ہے۔ دوسرا مصرع نظیری کا ہے۔ اس کی حلقہ غزل کا مطلع ہے۔

بیش گریہ تلخ در آستین دارم بہ نرغ زہر فروشم گر انگلیں دارم

اور مطلب: شعروں ہے :



مراہ سلوہ دلی باے من تو اس خلیل خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم

## غزل # 24

بیا کہ قاعدہ آسین بگروانیم قضاہ گردش رطل گراں بگروانیم

لغت : قاعدہ آسین : آسین کا دستور۔۔۔ بگروانیم : گھمادی یعنی بدل دیں۔۔۔ رطل گراں : شراب کا پڑا ہوا۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) آکر ہم آسین کے دستور میں تبدیلی لائیں (بدل ڈالیں) اور قضا یعنی قضاوت کے دستور کو رطل گراں کی گردش سے بدل ڈالیں۔ گویا آسین کی گردش سے انسانوں کی تقدیر وابستہ ہے۔ یعنی ہم دونوں ایک ایسی دنیا وجود میں لائیں جو ہمیں پسند ہو۔ غالب کی یہ غزل موضوع کے لحاظ سے مسلسل غزل اور عاصی مشہور ہے۔ اس میں عام دگر سے ہٹ کر افسانہ خیال ہے۔ تاہم اچھا یہ خیال ظنانہ ہو گا کہ غالب نے اس ضمن میں مختلف شیرازی سے استفادہ کیا ہے۔ اس کا مشہور مطلع ہے :

بیا تاگل بر افشاخیم وے در سفر اندازیم فلک راستہ شکلم و طرح نو در اندازیم

ز چشم و دل بتماشا قتیق اندازیم ز جان و تن بہ مدارا زیاں بگروانیم

لغت : قتیق اندازیم : ہم قاعدہ یعنی لطف اٹھائیں۔۔۔ مدارا : صلح کو بھگت۔۔۔ زیاں : نقصان، ملامت، انداز۔۔۔

ترجمہ : اس سفر سے ہم دونوں اپنے دل اور آنکھوں کے ذریعے لطف اٹھائیں، یعنی ہمارے دل اور آنکھیں لطف اندوز ہوں اور ہمارے جسم و جان کو جو رنگ و فرم پہنچے ہیں ان کی صفائی آپس کی صلح مثالی اور کو بھگت سے کر لیں۔ یعنی جب ہم بیکار اور محبت سے ہم مل نہیں گئے تو ہمارے ساتھ رنگ و فرم دور ہو جائیں گے۔

بہ گوشہ اے بسیم و در فراز کنیم بہ کوچہ بر سر رو پاسیں بگروانیم

لغت : فراز کنیم : بند کر لیں۔۔۔ پاسیں : چوکیدار، محافظ۔۔۔ بگروانیم : مقرر کر دیں۔۔۔

ترجمہ : ہم گھر کے ایک گوشے میں بندہ جائیں اور دروازہ بند کر لیں اور گلی میں چوکیدار مقرر کر دیں۔ تاکہ ہماری اس خلوت میں کوئی مداخلت کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔

اگر دشمن بود گیر و دارند ششم و گر ز شاہ رسد ار مغاں بگروانیم

لغت : دشمن : نہ اندیشہ، ہم خوف نہ کریں، کوئی پروا نہ کریں۔۔۔ ار مغاں : خوف۔۔۔ گیر و دار : پکڑو، پکڑو، گرفت۔۔۔

ترجمہ : اگر کوئی دشمن کی طرف سے کوئی گرفت یا پریشانی ہو تو ہم کوئی پروا نہ کریں، بے خوف رہیں اور اگر بادشاہ کی طرف سے بھی ہمیں کوئی خوف آئے تو تو ہمارے۔۔۔ یعنی ہماری اس خلوت میں غل ہونے کی کوئی بھی صورت پروا نہ ہونے دیں۔

اگر کلیم شود ہم زباں خن نہ کلیم و گر ظلیل شود میسماں بگروانیم

لغت : کلیم : کلام کرنے والا، کلیم اللہ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب جنہوں نے کوہ طور پر خدا سے باتیں کی تھیں۔۔۔ ظلیل : دوست، ظلیل اللہ : حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب جو بڑے مسلمان بنائے تھے۔۔۔

ترجمہ : اگر کلیم اللہ بھی ہم سے باتیں کرنا چاہیں تو ہم ان سے بات نہ کریں اور اگر ظلیل اللہ بھی مسلمان ہونا چاہیں تو ہم انہیں داییں بھیج

نکتہ: کل انگنیم و گلاب ہے رہ گذر پاشیم سے آوریم و قدح در میاں بگردانیم  
 لغت: انگنیم: ہم دائیں چمکیں۔۔ پاشیم: چمکیں۔۔ ہم گردش میں لائیں۔۔ گلاب: گل: آب یعنی آب گل: مرق  
 ترجمہ: ہم گل پاشی کریں اور راستے میں گلاب چمکیں پھر شراب لائیں اور جام کو گردش میں لائیں، یعنی ہم مل کر پیں، یہی جام تیرے  
 ہاتھ میں ہو، یہی میرے ہاتھ میں۔

ندیم و مطرب و ساقی زانجمن را نیم پہ کاروبار زن کارواں بگردانیم  
 لغت: را نیم: ہم نکال دیں۔۔ زن کارواں: کام سے واقف تجربہ کار۔۔ بگردانیم: مقرر کریں۔۔ مطرب: سٹی، سویتاؤ۔۔ ندیم:  
 ساتھی، ہم مشرب۔

ترجمہ: ہم اپنی اس محدودی محفل سے ندیم و مطرب اور ساقی کو نکال دیں اور کام کاج کے لئے ایک لکڑی عورت مقرر کریں جو اس طرح  
 کی صحبتوں کے آداب و اسرار سے چوری طرح آگاہ ہو۔

گئے پہ لاپہ سخن با ارا بیاییزیم گئے پہ یوسہ زہل و در وہاں بگردانیم  
 لغت: لاپہ: خوشہ۔۔ بیاییزیم: ہم ملائیں۔۔ گئے: گئے، گئے، یہی۔

ترجمہ: یہی ہم خوشامد سے اپنی باتوں میں دلائیں یعنی خوشامد کی باتوں میں خاص دلائیں اختیار کریں اور یہی اے خلف ہو کہ ایک  
 دوسرے کا منہ چوم لیں اور پھر ہنگامے لیں انہاں در وہاں گردانیں، ہنگامے لیاؤ۔

نیم شرم بیک سو وہاںم آوریم پہ شوئے کہ رخ اخراں بگردانیم  
 لغت: نیم: ہم رکھ دیں۔۔ ہم آوریم: ہم ہم لپٹ جائیں۔

ترجمہ: پھر ہم شرم و حیاء ایک طرف رکھ دیں اور ہم گاہ اس شوئی اور بے باکی کے ساتھ انہیں میں لپٹ جائیں کہ انہاں یہ بھڑکیے کراستارے  
 یہی اپنا منہ سوزائیں۔

زجوش سینہ سحر را نفس فرو بندیم بلاے مگری روز از جہاں بگردانیم  
 لغت: فرو بندیم: ہم بند کر دیں، روک دیں۔

ترجمہ: (جوش محبت کے سبب اہلے سچے میں سانس بکھ اس انداز میں اچھلے یا اچھل رہا ہو کہ اس سے صبح کا سانس رک جائے اور دنیا  
 سے دان کی گری کی باطل جائے۔ "صبح کا سانس رک جائے" یعنی صبح کی ہوا بند ہو جائے، مطلب یہ کہ صبح طلوع نہ ہو اور یوں سورج کی  
 گری کی مصیبت نکل جائے۔ دوسرے لفظوں میں ہم وصل کی شب کو انا طویل کریں کہ طلوع صبح کا امکان نہ رہے۔

پہ وہم شب ہم را در غلط بیند از نیم زمرہ رہ رہ را با شبلیں بگردانیم  
 لغت: وہم: راجہ۔۔ زمرہ: آدھے راستے سے۔۔ شبلیں: گزرا، چرواہا۔

ترجمہ: ہم سب لوگوں کو رات کی غلط فہمی میں داخل دیں، یعنی ہماری شب وصل بکھ لکڑی طویل ہو کہ دوسروں کو بھی یہ شب ہونے لگے کہ  
 ابھی رات پائی ہے، چنانچہ چرواہے کو بھی آدھے راستے ہی سے گونجاؤں جائے۔ چرواہا صبح سویرے بھیڑیاں کراؤں گے کہ لگتا ہے۔ وہ بھی  
 اس غلط فہمی میں کہ ابھی رات ہے، آدھے راستے ہی سے لوٹ جائے گا۔

بہ جنگ باج ستاں شاخساری را قس سبد ز درگشتاں بگردانم  
 لغت : باج : خراج (نگیں)۔ باج ستاں شاخسار : باج ستاں کی جگہ شاخوں سے باج لینے والے، بزرگ باغیان، یعنی پھول پٹنے والے۔  
 سبد : ٹوکری۔ بہ جنگ : مڑاؤ مٹتی ہے۔

ترجمہ : ہم حج کے وقت پہاڑوں کی ٹہنیوں سے پھول چٹنے والوں کو حق سے روک دیں اور ہمیں انہیں غلی ٹوکری کے ساتھ گلستاں کے دروازے ہی سے واپس بھیج دیں۔ گوارات کے قصور میں وہاں نہیں ٹھہرتے۔

بہ صلح ہاں فشاں مہنگی را زشاخسار سوے آشیل بگردانم  
 لغت : ہاں فشاں : ہاں فشاں کی جگہ، بجز پھاڑنے والے، پرے۔

ترجمہ : صلح سوے جہ پرے سے اپنے گھونٹوں سے گل کر شاخوں پر آٹھنے ہوں انہیں پیادہ صحت سے صلح و آشتی کے ساتھ واپس ان کے گھونٹوں کی طرف بھیج دیں۔ اس سے پہلے شعر میں باغیوں کے لئے حق یا سخت برتاؤ کی بات کی ہے اور یہ عہدوں کے معاملے میں صلح و آشتی سے کام لیا ہے تاکہ ان کا دل دکھ جائے۔

زحید ریم من و تو زما عجب نبود مگر آفتاب سوے خاوراں بگردانم  
 لغت : زحید ریم : ہم دونوں حید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہیں، یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ خاوراں : مشرق۔

ترجمہ : ہم دونوں حید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ یا ان کے پیروکار ہیں، اگر ہم سورج کو مشرق کی طرف بھیر دیں تو یہ کوئی عجب کی بات نہ ہوگی۔ یعنی سورج پھر مشرق کا رخ کرے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی دکان پر سر رکھے سو پہلے ہاتھ کے اشارے سے سورج کو مشرق کی طرف لوٹا دیا تھا۔

بہ من وصال تو بدور نمی کند غالب بیا کہ قلعہ آساں بگردانم  
 لغت : بدور نمی کند : یقین نہیں کر کہ۔

ترجمہ : غالب کو ہم دونوں کے وصل کا یقین نہیں آتا کہ ہم مل کر آساں کا دستور ہی بدل دلائیں۔ یعنی عاشق و معشوق کے ملاپ میں آساں کی گردش آئے آتی ہے جس کی وجہ سے یہ ملاپ ایک مشکل بات ہو جاتی ہے اسی لئے یہ کہا کہ ہم اس کی گردش کا دستور ہی بدل دلائیں۔

## غزل #25

رفت برما آنچہ 'خود ما خواستم دایہ از سلطان بہ غوغا خواستم  
 لغت : آنچہ : جہ جگہ۔ خواستم : ہم نے چاہا۔ دایہ : خواہش، آرزو، تمنا، مانگ۔

ترجمہ : ہم پر ہی کچھ گذری جس کی ہم نے تمنا کی تھی، ہم نے خود غوغا کر کے بادشاہ سے اپنی حالت و ضرورت چاہی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی رضا و رحمت سے ہر کسی کو عطا کرتا ہے، کوئی اس سے اپنے حق کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ ہم نے اپنی خواہشات پر ہی کرنے کا تقاضا کیا جو چاہی نہ ہو میں اس طرح ہم خود ہی اپنی اس عمر کی کے اندر دار ٹھہرے۔

دیگرماں شستہ رشت خویش و ما تری دامن ز دریا خواستم

لغت : شستہ : انہوں نے دھو ڈالا۔۔۔ رخت : لباس، ملبہ۔۔۔

ترجمہ : ڈوسرہ یعنی اور لوگوں نے اپنا لباس مسدود کپڑی سے دھو لیا اور یوں وہ پاک صاف ہو گئے، جبکہ ہم نے اس مسدود راے محل دامن کی تری چلی۔ دامن کی تری سے مراد آلودہ دامن ہوتا ہے۔ یعنی جو کچھ ہوا آلودہ گیوں وغیرہ اس کے باعث ہم خود چیں، کسی اور کا کوئی قصور نہیں۔

دانش و گنجینہ پنداری یکست حق نعل داد آل چہ پیدا خواستیم  
لغت : گنجینہ : خزانہ، مال و دولت۔۔۔ پنداری : قہر، قہر : غلبہ، پشیدہ۔۔۔ پیدا : ظاہر۔۔۔

ترجمہ : تو محل و دانش اور مال و دولت کا ایک ہی کچھ لے (دونوں اس ذات پاک کا علیہ ہیں) ہم نے جو کچھ ظاہر کا حق تعالیٰ نے وہ ہمیں خفیہ طور پر عطا کیا۔ عقل و دانش ظہر نہیں آتی اس لحاظ سے یہ اس ذات کا عقلی علیہ ہے جبکہ مال و دولت ظہر آنے کی بنا پر ظاہری علیہ ہے۔ یعنی ہمیں علم و حکمت سے نوازا گیا گو دولت سے محروم رہے۔

چوں بہ خواہش کارہا کردہ راست خویش را سرست و رسوا خواستیم  
لغت : کردہ راست : انہوں نے اپنی تقاضا قدر نے ٹھیک کیا۔۔۔

ترجمہ : چونکہ تقاضا قدر نے ہر شے کی خواہش کے مطابق کاموں کو درست کیا یا ترتیب دیا، اس لیے ہم نے اس سے اپنے لیے مسرت اور رسوائی کی خواہش کی جو پوری ہو گئی۔ یعنی جب ہم نے خودی ایسی خواہش کی ہے تو ہر قدرت کا شکر کس لیے؟

عافل از توفیق طاعت کل عطاست مزد کار از کار فرما خواستیم  
لغت : کل : کہ آں کہ وہ۔۔۔ حوزہ : اجرت۔۔۔ کار فرما : کام کا حکم دینے والا، مزارعہ تھلی۔۔۔

ترجمہ : ہم اس بات سے عاقل رہے کہ اطاعت کی توفیق تو ایک علیہ ایز دی ہے، چنانچہ ہم نے اپنی اس اطاعت کی اجرت اس کار فرما خدا سے چاہی۔ مطلب یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ہر بھی اطاعت و عبادت کرتا ہے وہ اس کی توفیق سے اور اس کی خوشنودی کی خاطر کرتا ہے، اگر اس کے بدلے میں وہ جنت کا کٹنا کرے یا اس کی آرزو کرے تو یہ غلط ہے، یہ تو اجرت ہو گی جبکہ اطاعت کی قبولیت اور اس کا عمل ملنا اس ذات حق کی نوازش ہے۔

گر گزہ گاریم واعظ گو منج خواجہ را در روضہ تھا خواستیم  
لغت : منج : ناراض مت ہو۔۔۔ خواجہ : مزار سرد لا نکات، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔ روضہ : باغ، یعنی جنت۔۔۔

ترجمہ : اگر ہم گنگار ہیں تو واعظ سے کہو کہ وہ ہم سے ناراض نہ ہو، ہم تو باغ جنت میں صرف خواجہ کو منج کے دربار کے آرزو مند تھے۔ یعنی ہمیں دیکھ جنت میں جانے کی کوئی آرزو نہیں اس لیے واعظ کی ہم سے ناراضی چاہے۔

سینہ چوں نگ است، پر خوں بود دل دیدہ خونتابہ پالا خواستیم  
لغت : خونتابہ پالا : خاص خون سے لٹخا ہوا، لٹخا ہوا۔۔۔ نگ است : بے حد فوں سے بڑ ہے۔۔۔

ترجمہ : چونکہ ہمارے سینے میں فوں کا رو بہ ہے جس کے نتیجے میں ہمارا دل پر فوں ہو کے رہ گیا ہے اس لیے ہم نے آپ آکھوں کو خون آلود ہونے کی خواہش کی۔ یعنی ہماری آنکھوں سے فوں کے آنسو رواں ہو جائیں تاکہ یوں ہمارے فوں کا زخم دور ہو جائے۔

رفت و باز آمد اما دیو دام ما باز سر داریم و عطا خواستیم  
لغت : باز آمد : بھر آگیا۔۔۔ باز سر داریم : ہم نے اسے بھر رکھ دیا۔۔۔ عطا : ایک فرضی بے عہدہ کا حقیقت میں کوئی وعدہ نہیں، یعنی نکر

نہیں آئے۔ مراد ذات الٰہی: جو نظر نہیں آتی۔

ترجمہ: ہمارے دل سے نکل گیا تھا وہ بھر آیا یہ لیکن ہم نے اسے بھر پھونڈ دیا اور صفائی خواہش کی بنا پر صفائی کا اپنا سیرام کرنے میں لگ گئے۔ مطلب یہ کہ ہمیں ہمارا خود بخود مال و دولت کی کوئی خواہش نہیں ہے ہم تو اس ذات الٰہی کے عاشق و مہلب ہیں۔

ہم بہ خواہش قطع خواہش خواستہ عذر خواہش ہائے بیجا خواستہ ہم سے محبوب نے خواہش کی کہ ہم اپنی خواہش ختم کر لیں چنانچہ ہم نے اس سے اپنی بے جا خواہشوں کی معذرت چاہی۔ کوئی ہمارے معذرت یافتہ رہ جانے میں بھی تو ایک طرح سے ایک خواہش کا اظہار ہے۔

قطع خواہش زما صورت نداشت بہت از غالب ہائے خواستہ لغت: قطع خواہش خواہشوں کا ختم کرنا۔ ہائے گویا۔

ترجمہ: اپنی خواہشات کو ختم کرنا ہمارے بس کی بات نہ تھی، یہیں کہہ کر ہم نے اس سلسلے میں غالب سے بہت چاہی۔ گویا غالب میں خواہشات پر قابو پانے کی بہت ہے۔

## غزل # 26

اگر بر خود نمی باشد زخارت کردن. ہوشم مراد ازچہ دشوار است گنجیدن در آغوشم لغت: بر خود کی ہلاکت: خود پر غمناک نہیں کرنا۔ گنجیدن: چھپنا۔

ترجمہ: اگر وہ (محبوب) مجھ سے ہوش و حواس کو ہٹے، خود پر غمناک نہیں کرنا تو پھر اس کے لئے میری آغوش میں سائے ڈالنے میں کیا دشواری ہے۔ عاشق کے ہوش و حواس کو لگا لگا کر غریب ہے لیکن اگر محبوب اس معاملے میں مدد ملے تو اسے عاشق کی آغوش میں ملا لیا آجانا چاہئے۔

نیم در بند آزادی، سلامت شیوہ با دارو تشنیدم جلدہ رعداں قرا عیب است، ی پو شتم لغت: بندہ میں نہیں ہوں۔ سلامت: صحت، صحت، صحت۔ شیوہ: چھپنے کی انداز طور۔

ترجمہ: میں (اندری) دوسروں کی پابندی سے آزاد نہیں ہوں، سلامت کے کی انداز ہیں، میں نے سنا ہے کہ تو رعدوں کا لباس پہنتے ہیں کرتے تیرے نزدیک وہ عیب ہے، تو نے میں نے وہی لباس پہن لیا ہے۔ مطلب یہ کہ مجھے علم ہے کہ میں کوئی غیر معمولی بات کروں گا تو مجھے سلامت کا لنگن بٹھا جانے کا لیکن محبوب کی خاطر اگر میں سلامت کا لنگن بٹھاؤں تو میرے لئے اس میں خاص حلف ہے۔

نیرزم بچ چوں لفظ مکرر، ضامنم ضایع مگر کرکک کشد دست نوازش بر سر و دو شتم لغت: نیرزم بچہ میں کسی لائق نہیں ہوں۔ کرکک: جھوٹ، جس سے غلط لفظ کہہ رہے ہیں لفظ تراش۔

ترجمہ: میں دیار مجھے ہوئے لفظ اچھے کہنے دیا جاتا ہے، کی طرح کسی لائق نہیں ہوں، بیکار ہوں، بالکل بیکار، شاید کرکک کا دست نوازش میرے سر اور کندھے پر پڑے اور مجھے متاثر ہے۔ اپنی زندگی کو بیکار کرنا ہے، کسی لائق نہیں۔ کرکک سے مراد عاشق ہے۔ یعنی وہ عاشق مجھے لفظ مکرر کی طرح متاثر ہے، تو میری اس صورت حال کے باعث میرے لئے یہ کہیں بھروسہ ہوگا۔

خدا یا زندگی تلخ است گر خود نقل دے نبود دے و کرگداز خویش گردد چشمہ نوشم

لغت : گداں، پھلن۔۔۔ پشتر نوش، میرا پشتر نوش، یعنی شراب۔۔۔  
 ترجمہ : وہ شخص جو نوش کے بعد دانستہ تبدیل کرنے کی خاطر کھلی جالی ہے۔۔۔  
 ترجمہ : جالی، اندک کی شراب اور عقل کے بغیر چلے ہے۔ ذرا کی ایسا ولی عطا کر دے جو پھل کر میرے لئے پشتر نوش یعنی شراب ہی  
 ہائے؟ یعنی کسی طرح تو زندگی کی تکلیف دور ہوں۔

منج از وعدہ وصلے کہ باہن در میاں آری کہ خواہ شد بذوق وعدہ دیگر فراموش  
 لغت : منج، مت گھبرا مت جھجک۔۔۔ در میاں آری، جو تو کرنا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو جو مجھ سے وصل کا وعدہ کر رہا ہے، اس سے مت گھبرا، اس لئے کہ میرے دوسرے وعدے کی لذت میں مجھے جیسا کہ پہلا وعدہ  
 بھول جائے گا۔ مطلب یہ کہ تو وعدہ پورا کرنا نہ کر، عقل وعدہ ہے یہ وعدہ ہی کے ہاتھ مجھے سوز لذت حاصل ہوتی رہے۔

گرامش میرم و در ملت دونخ سرگون غلتن اہل دامن کہ فرق لذت چلبلی دوشم  
 لغت : میرم، میں مر جاؤں۔۔۔ سرگون غلتن، میں اٹنے سر ترچوں۔۔۔ ملت، دونخ، مڑو، دونخ کے ملت جلتے۔۔۔

ترجمہ : اگر میں آج رات مر جاؤں اور دونخ میں سرگون ترچوں تو میں ہی گھٹوں گا کہ میں کل رات دلی سے کلی کی لذت میں ڈوبا ہوا  
 ہوں۔ یعنی شب بھر میں ترچے سے مجھے جو لذت ملی رہی اس کی لذت اب مجھے دونخ میں ملے گی۔

بخندم بر بہار و روستائی شیوہ شمشادش زگل چہین طرز جلوہ سرو قبا پوشم  
 لغت : بخندم، میں ہنسا ہوں۔۔۔ روستائی شیوہ، گنوار، روستاؤں کے سے طور طریقوں والا۔۔۔ سرو قبا پوش، قبا پہننے والا، سر، یعنی محبوب۔۔۔

ترجمہ : مجھے بہار اور اس کے گنوار، یعنی بے دھنگے قسم کے شمشاد (درخت) پر غمی آتی ہے، اس لئے کہ میں تو اس سرو قبا پوش کے ہونے کے  
 بعد کا ایک گل جن ہوں۔ یعنی میرے لئے بہار کے بخارے کی نسبت اس محبوب کا بخارہ کہیں زیادہ دل کش ہے۔

بہار گلشن کوئے قوام سپار در خاکم چراغ بزم نیرنگ قوام پسند خاموشم  
 لغت : سپار، مت سپرد کر، مت اداں۔۔۔ پسند خاموش، میرا بجا ہونا چاہتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں میرے کوئے کے گلشن کی بہار (روشنی) ہوں، مجھے تو خاک کے سپرد مت کرنا، خاک میں نہ ملاؤں میں میری دل فریب، مٹل کا چراغ  
 ہوں تو یہ پسند نہ کر کہ میں بجھا ہوا ہوں۔ مطلب یہ کہ محبوب کے جن دو کاشی کی روشنی عشق ہی کے ذوقِ فکر کے باعث ہے اگر اس کا کوئی  
 چاہے وہ نہیں تو اس کا سبب حسن و جمال ایک بیکار ہی شے بن کے رہ جاتا ہے۔

اوراے سے پہ ساغر گردنت بزم زہے ساقی بیفشال چراغ بر خاک و زمین بگذر کہ بدوشم  
 لغت : زہے، کیا کہنے، بہت خوب۔۔۔ بیفشال چراغ، ایک گھونٹ گراوے۔۔۔ زمین بگذر، میرا خیال نہ کر۔۔۔

ترجمہ : میرے ساقی بہت خوب، میں میری ساغر میں شراب اڑا لینے کی دعا پر قربان ہوں، صحت ہی دیکھ لو اسے۔ تو ایک گھونٹ (کی قدر) اس قدر  
 شراب زمین پر گراوے اور میرے بارے میں مت سوچ، کیونکہ میں تو اتنی ہی اس دعا پر اندویش ہو گیا ہوں۔

منج از من اگر نبود کلام رامضا غالب فستق غبارم سر بسر دروے ست سر جو شم  
 لغت : فستق غبارم، میں غبار کا فستق (جداں) شراب کے تلے چڑے ہوں۔۔۔ درو، جھٹ ہام کے تلے پگی ہوئی نخلی شراب۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میرے کلام میں کوئی مثالی نہیں ہے تو تو اس پر رنجیدہ خاطر نہ ہو، میں تو فستق غبار ہوں میری شراب کا سر جو ش  
 سر جو ش، مڑو، یعنی شراب۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میرے کلام میں کوئی مثالی نہیں ہے تو تو اس پر رنجیدہ خاطر نہ ہو، میں تو فستق غبار ہوں میری شراب کا سر جو ش

میں جھٹ ہے۔ یعنی میری زندگی تو تجیوں میں گزار دی ہے، ہر بلا میرے کام میں تازی، وہ کٹتی کیونکر ہو سکتی ہے، بالواسطہ اپنی تلخ زندگی کی بات کی ہے۔

## غزل # 27

دشمنے در سطر از برگ سطر داشتہ ایم قوش راہ ولے بود کہ برداشتہ ایم

لغت : برگ سطر : سطر کا سلطان، زوردار۔ قوش راہ : سلطان سطر، زوردار۔

ترجمہ : ہمیں سطر میں زور راہ سے بڑی وحشت دی ہے، چنانچہ ہمارا سلطان سطر ایک دل تھا جسے ہم نے اغوا کیا ہے۔ مطلب یہ کہ زندگی کے سطریں ہم نے حلقہ بندی ہو چھ نہیں اٹھائے۔ یعنی علاقائی بندی سے زیادہ رغبت نہیں رکھی، نظروں کو اپنا مطلق نظر پڑا ہے۔

لغزو از تلب بنا گوش تو مستانہ دما نکلیہ بر پاکی دامن گسرداشتہ ایم

لغت : لغزو : کھینچنا ہے، بھڑکا ہے۔ تلب : چمک۔ بنا گوش : کلن کی نو جس میں چمید کر کے عورتیں بھاڑتی ہیں۔

ترجمہ : مجھے کلن کا بندہ اسوتی کا میرے کلن کی ٹوکی چمک دیکھ کر مستانہ راہ مجھوم رہا ہے، جبکہ ہم اس کی پاک دامن پر احمق کئے ہوئے ہیں۔ یعنی ہم تو اسے بڑا پاکدامن اس میں سوئی کی چمک کی طرف بھی اشارہ ہے، ہاتھ لگتے تھے لیکن اب بچہ چلا کہ وہ بھی میرے حسن کا شہدائی ہے۔ بعد اموں اپنا رہتا ہے لیکن شاعر نے اس کی علت یہ بتائی ہے کہ وہ محبوب کے حسن سے مست ہو کر مل رہا ہے۔ اس بنا پر شعر صنعت حسنِ ظہیر کا شعر ہے۔

زخم باخوردہ ما روزی اغیار کمین کلن بہ آرایش دامن نظر داشتہ ایم

لغت : زخم باخوردہ : وہ زخم جو ابھی نہیں لگا۔ کلن : کلن کہ وہ کہو کہو۔

ترجمہ : ہم نے تھے جو زخم ابھی نہیں کھلا اس سے تو فیروں کو مستفید نہ کر اس لئے کہ ہم نے اس زخم باخوردہ کو دامنِ ظہیر کی آرایش کے لئے دکھا ہے۔ یعنی میری محبت میں ہمیں جو زخم ابھی نہیں لگے، انہیں دیکھ کر بھڑکی نظروں کو سرست ہوئی اس لئے ہم چاہیں گے کہ وہ زخم ابھی ہمیں ہی لگیں تاکہ کوئی رقیب ان سے لطف نہ اٹھا سکے۔

بلد ناگم نکلیہ راہ لب از خلقت غم جاں چرانے است کہ بردارہ گذر داشتہ ایم

لغت : خلقت : تارکی۔

ترجمہ : اس خاطر کہ جنوں کی تارکی میں ہمارا بلد ہو نکل کاراست نہ بھول جائے ہم نے اپنی جان کو چراغ بنا کر اس کی راہ گذر میں رکھ دیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہماری زندگی غمِ دالم کا فکار ہے۔ ہم بلد و فریاد کرتے ہیں تو اس سے ان جنوں کا وہ جو کسی قدر بکھا ہو جاتا ہے، اپ ڈور اس بات کا ہے کہ ہم کہیں اس بلد و فریاد کا موقع ہی نہ نکھویں۔

تو دماغ از سے پر زور رسائیہ دما بر در میکہ ششے = سرداشتہ ایم

لغت : تو دماغ رسائیہ : تو نے سرد حاصل کر لیا۔ ششے : ایک لفظ، لاش۔

ترجمہ : تو نے تو پر زور (تیرا) شراب پی کر لطف و سرور اٹھایا، لیکن ہم میں کہ بھانے کے دردناکے پر سر کے نیچے لاش رکھے ہوئے پڑے ہیں۔ یعنی ہمیں شراب لٹا تو درد کی بات ہے، ہمیں بھانے میں داخل ہونے کے بھی لائق نہیں سمجھا گیا۔

جاگر فتن بہ دل دوست نہ اندازہ ماست تو ہاں گیر کہ اہیم و اثر داشت ایم

نعت : نہ اندازہ ماست ہمارے بس کی بات نہیں۔۔۔ تو ہاں گیر: تو بھی کچھ لے۔

ترجمہ : محبوب کے دل میں جگہ پانا ہمارے بس کی بات نہیں، تو بس یہی کچھ لے کہ ہم ایک کہیں جس کا اثر ہو ناہے۔ محبت میں ہمارا جذبہ کچھ اس حد تک گزر گیا ہے کہ وہ آہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ توقع ہے کہ ہماری یہ آہ کبھی تو دوست کے دل پر اثر کرے گی اور وہ ہماری طرف متوجہ ہو گا۔

مژہ تانوں دل افشاں ز ریزش استاد ماتم طالع اجزائے بگر داشت ایم

نعت : افشاں: ہلکا۔۔۔ ز ریزش: بہانے سے۔۔۔ استاد: رک گئی، ٹھکی۔

ترجمہ : ہماری آنکھوں نے جب ہمارے دل کا غنم بھالنا تو وہ (مژہ غنم بہانے سے) رک گئیں، چنانچہ اب ہم اپنے بگر کے اجزائے (یعنی بہ قسمتی) کا ماتم کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ محبت میں غنم کے آنسو بہنا ایک بھلائی بات ہے اور عاشق کے لئے اس میں سبب و علت ہے، لیکن ہم پوری طرح نہ جانتے کہ دل کا غنم تو یہ گیارہ بگر کا نہ ہوا جس کا ہمیں ڈھک ہے۔

داغ احسان قبولی ز تہمائش نیست باز بر خرمی بخت ہنر داشت ایم

نعت : احسان قبولی: قبول کرنے کا احسان۔۔۔ تہمائش: اس (خیر) کے کور و ذوق، تقیم لیم کی جمع کہنے، بہت غفلت لوگ، ہر کے ۱۲ اے سے کور و ذوق لوگ مراد ہیں۔۔۔ خرمی: بازی، خوشگلی۔

ترجمہ : جو کور و ذوق لوگ ہیں وہ ہمارے ہر اعلیٰ شاعر، شاعر کو پسند نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے اس ہر کی خرمی بخت پر باز ہے کہ اسے ان لوگوں کی پسند کے احسان کا نظم یاد دہا نہیں لگے۔ اپنی شاعری کی فصاحت و فصاحت کی بات کی ہے جس شاعری کا کہنا کور و ذوق کے بس کی بات نہیں۔

چشم ازیں مشرب مایہز خن سازی بود نئے از خوش دل غیر خبر داشت ایم

نعت : مشرب: مسک، طور طریقہ۔۔۔ خن سازی: باتیں کرنا، خن طرازی۔۔۔ نئے: کسی قدر۔

ترجمہ : اس سے پہلے ہمارا مشرب بھی باتیں تھا اور گزشتہ اب اس سلسلے میں ہمیں رقیب کی خوشنودی کے بارے میں بھی کچھ چلا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی واقعی توجہ کے بارے میں ہم ٹوب باتیں گزرا کرتے تھے (جن میں کچھ حقیقت نہ تھی) اب رقیب جو خوش ہے تو جلدی اس کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ تقریباً نے ٹوب کہا ہے :

چو بیستم کے از کوئے او دلاشوی آید فریبے کز وے اول خوردہ یوم، یادنی آید

واریسیدیم کہ غالب بہ میاں بود غلب کاش دانیم کہ از روئے کہ بدداشت ایم

نعت : واریسیدیم: ہم نے جان لیا۔۔۔ از روئے کہ: کس کے چہرے سے۔

ترجمہ : غالب! ہم نے یہ تو جان لیا کہ (ہمارے اور اس کے) اور میان ایک پردہ حائل تھا کاش ہم یہ بھی جان لیں کہ ہم نے کس کے چہرے سے یہ پردہ اٹھا ہے۔ یہ یعنی عاشق اور محبوب کے درمیان پردہ کس طرح اٹھا۔ مسئلہ وحدت الوجود کی طرف اشارہ ہے۔ عاشق: محبوب (محبوب حقیقی) سے الگ نہیں، دونوں کے درمیان جو پردہ حائل ہے وہ دراصل بادی مظاہر ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، جگہ غالب ہی کے لفظوں میں :

اصل مشورہ شاہد حضور ایک ہے



## غزل # 28

خود را ہی پہ نقش طرازی علم کنم تا با تو خوش نشینم و نظارہ ہم کنم  
 لغت : نقش طرازی: مصوری۔ علم کنہ: میں مشور کرتا ہوں۔  
 ترجمہ : میں خود کو مصوری کے فن میں مشور کر رہا ہوں تاکہ اس بلانے میں تجھے پاس خوش خوش بیٹھوں اور تجھ کو نظارہ بھی کرتا رہوں۔ غالب نے یہی بات اردو میں بھی کی ہے :

دیکھے ہیں سہ رخوں کے لئے ہم مصوری تقرب کچھ تو ہر ملاقات چاہئے  
 خواہی فرخ خویش پیفرائے ہر ستم تا در عوض ہل قدر از شکوہ کم کنم  
 لغت : پیفرائے: بوجہ ہے۔ فرخ: سکون، آرام۔  
 ترجمہ : (اے محبوب!) اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ وقت سکون سے گزرے تو تو مجھ پر اپنے ستم بوجھانا چاہنا کہ اس کے عوض میں اسی قدر شکوہ کم

کند۔ یعنی جتنے تجھے ستم پہنچے جائیں گے انہیں مجھے شکوہ کرنے کا موقع کم سے کم  
 قابلِ ہمانہ بخود دعا ہے اثر، بیا کز گریہ آنگیری تیغ ستم کنم  
 لغت : ہمانہ بخود: ہمانے تلاش کرنے والا۔ آنگیری تیغ: تھار کو آبدار یعنی تیرہ۔

ترجمہ : میرا قابلِ ہمانہ بخود ہے اور میری دعا ہے اثر ہے۔ اگر ہم اپنی گریہ و زاری سے اس کی تھار کو تیز کر دیں۔ یعنی محبوب مجھے قتل نہیں کر رہا اور اس سلسلے میں مختلف ہمانے و محو رہا ہے اور مرانی دعا ہے تو وہ بے اثر ثابت ہو رہی ہے۔ اب یہی صورت دیکھی ہے کہ میں غریب و زاری اور اپنے ان آنسوؤں سے اس کی تھار کی تیزی کا سامان کنداں شاید اس طرح میرے قتل پر تیار ہو جائے۔

مظفل است دستِ خودی منہم چہ ی کند رام و دلے بہ عہدہ دانستہ رم کنم  
 لغت : مظفل: بے۔ خودی: خنہ مزاج، خدی۔ رام: رامہا میں مسلح ہوں۔ بہ عہدہ: فراموش کر، بھلا کر۔ دانستہ: جان بوجھ کر۔ رم کنم کنہ: بھانگا ہوں۔

ترجمہ : وہ (محبوب) گویا ابھی بچہ ہے (انسان اور خدی ہے) کیا جانے وہ کیا کرے۔ میں اس کا مسلح تو ہوں لیکن اس کی اسی عادت کی وجہ سے اس سے بگڑ کر دور بھانگا ہوں۔

گردوں وہیل گردن من سلامت دتے ست کو دست تلبہ گردن دلدار خم کنم  
 لغت : وہیل: صعبیت۔ سلامت: بھاری کر دیا۔ کو کند: خم کنم: خم کنہ: میں اٹھوں۔

ترجمہ : مدت ہو چلی ہے کہ آسمان نے میرے ہاتھوں کو میری گردن کے لئے صعبیت بھاری رکھا ہے اب ایسا اچھ کس سے لاؤں جو اس محبوب کی گردن میں ایسا سے لاال سکوں۔ ہاتھوں کا گردن کے لئے وہیل ہونا گویا صعبیتوں میں گھرے ہونے کی علامت ہے۔ ہاتھوں کو اپنے لئے وہیل گردن کہہ کر محبوب کی گردن کے لئے ہاتھ کے ہاتھوں کی ہلاکت آمزدگی ہے۔

یاد رہے کہ شہوت و غصہ اختیار بخش چنداں کہ دفع لذت و جذبِ الم کنم

لغت : شہوت ہوس، غیر معمولی خواہش۔۔۔ چہاں کہ اناک۔۔۔ جذبہ، غم برداشت کرنا یا دل میں پیٹے رکھنا۔

ترجمہ : یاد رہے! مجھے تو اس محبوب کے غیظ و غضب پر اس حد تک اختیار عطا کر کہ میں لذت کو دور کر دوں اور غم و اہم کو دل میں سمیٹ لوں۔ یعنی میرا محبوب ہر وقت غیظ و غضب کے عالم میں رہتا ہے۔ میں اس سے لذت اٹھواؤں تو اسے کسی کو خوش قرار دے گا۔ میں ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، جب تک اس غم و اہم سے لذت حاصل کروں گا مجھے یہ اختیار مل جائے گا کہ ان دو اہم لذت اور غم سے نجات پا سکوں۔

تا دغل من بہ عشق فزوں تر بود ز خوج خواہم کہ از تو بیش کشم باز و کم کسم

لغت : دغل، آغوش۔۔۔ خوج، طرح۔۔۔ بیش کشم باز، زیادہ باز داری کروں۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ عشق میں میری آغوش سے کہیں زیادہ ہو، میری خواہش ہے کہ اب میں تیری باز داری زیادہ کروں اور اس طرح اپنے غم کم کروں۔ گویا محبوب کی باز داری عاشق کی ایک طرح سے آغوش ہے، جبکہ محبت کے غم و اہم میں وہ باز داری کی لذتیں خراب کر دیتا ہے۔ لیکن باز داری کی جتنی لذتیں ہیں ان میں کی انتہی یہ غم کم ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب جس قدر عاشق کو دلداری کے موقع دے گا اس قدر اس کی خوشیوں میں میں کی۔

عقیدہ دلم بہ مشک ز فیض ہوائے زلف کانون فن عالیہ سالی رقم کسم

لغت : عقیدہ دلم، میرا دل لوثا ہے۔۔۔ عالیہ سالی، عطریہ خوشبو پینے والے کاٹل۔۔۔

ترجمہ : میرا دل محبوب کی خوشبودار زلفوں کی ہوائ کے شعلے گویا مشک میں لٹکے گا ہے۔ میں عالیہ سالی کے فن کا دستور قرار کر رہا ہوں۔ یعنی شامی کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ ان زلفوں کی یہ خوشبو و کیفیت دل پر کچھ اس انداز سے جاری ہوتی ہے کہ وہ شعر گوئی کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اس لحاظ سے میری شامی ایک طرح سے فن عالیہ کی اصول لکھی ہے۔

شک است کشت شیوہ تجرہ رفتنک سیرابش از غم رگ ایر قلم کسم

لغت : کشت، کھینچ۔۔۔ رفتنک، روانگی، جمع، مزہ گذارے یا پہلے لوگ، اسلوب و شعراے حقدین۔۔۔

ترجمہ : ہاضی کے شعرا و اہل حق میں شامی کی کھینچ شک ہو چکی ہے، میں اپنے غم کی رگ ایر کی کمی سے اسے سیراب کر رہا ہوں۔ یعنی ان شعرا کی طرز شعر گوئی میں وہ جگہ نہیں رہی، تاہم میں اپنے اسلوب شعر سے ان کے کلام میں جان ڈال رہا ہوں۔

عالم بہ اختیار سیاحت زمن بخواد کو قندے کے سیر بلاد عجم کسم

لغت : سیاحت، سفر۔۔۔ بخواد، مت چاہا، توقع نہ رکھ۔۔۔ زمان، جمع بلاد، شہر۔۔۔ عجم، مزہ داران و دوران۔۔۔

ترجمہ : عالم تو مجھ سے سیاحت کے اختیار و بارود کی توقع نہ رکھ، ایسا کون سا کوئی ہنگام ہے جس کی خاطر میں بلاد عجم کی سیاحت کو نکل جاؤں۔ مطلب یہ کہ جب میرا کوئی خاص مقصد نہیں ہے تو میں کہیں وطن سے دوری اختیار کروں۔ اس میں وطن سے محبت کا بار و سہل اٹھتا ہے۔

## غزل\* 29

نکلا آرد بہ آزادی ز آرایش بیدان ہم کلم بر گوشہ دستار زد دامن زنجیران ہم

لغت : نکلا آرد، خوش لا آتا ہے۔۔۔ ز آرایش بیدان، آراستگی یا سہولت سے قطع تعلق کر لیا۔۔۔ دامن زنجیران، دامن چیدان، دامن اٹھایا۔۔۔

ترجمہ : آراکلی سے الفلح تعلق کر لیا بھی آزادی میں خوشی و مسرت کا باعث بنتا ہے، چنانچہ جب میں نے پھولوں سے اپنا دامن اٹھا لیا تو میرے اس ٹل نے گویا میری دست پر پھول سجا دیے۔ آراکلی سے غمزدہ دلی لذتیں ہیں۔ مطلب یہ کہ اپنی آرزو خوشی کی بنا پر میں نے زندگی لذتوں سے جو کنارہ کشی کی تو غمزدہ میرے لئے لذت کا باعث بن گئی۔

بیا لطف ہوا بنگر کہ چوں موج سے از مینا گل از شاخ گھستے جلوہ گر خوش از میدان ہم  
لغت : از شاخ گھستے : از شاخ گل است، پھولوں کی فنی سے ہے۔۔۔ میدان : انکہ پھونچا نکلتا۔۔۔

ترجمہ : دریاہو کی لطافت ملاحظہ ہو کہ پھول مکھڑے سے پہلے ہی شاخ کے اندر بالکل اسی طرح جلوہ گر داخل ہو رہا ہے جس طرح شراب مزاجی کے اندر موج کی صورت میں الگینی خوش دامت ہوئے انظر آئی ہے۔ ہر لطف ہوا کی بڑی دل کش اور غمزدہ تصویر کشی ہے۔

ولاخوں خوشی و گفتی کہ ہے گردید کار آخر مشو افسردہ غافل عالمے وارو چکیدن ہم  
لغت : مشو : مت ہو۔۔۔ عالمے وارو : ایک کیفیت رکھتا ہے۔۔۔ چکیدن : چھپنا۔۔۔

ترجمہ : اسے دل تو ٹوٹا ہو گیا اور تو پکارا تھا کہ افسوس اپنا کام تمام ہو گیا۔ اسے غافل تو افسردہ نہ ہو اس لئے کہ اس طرح غفلت میں کراچنے میں بھی ایک کیفیت و لذت ہے۔ عاشق کے دل کا لم بہت میں ٹوٹا ہو کر چھپنا اس (عاشق) کے لئے خاص سرور و لذت کا باعث بنتا ہے۔

نہ از مروت گر برداستانم ی نمد گوشے ہاں از نکتہ چینی خیزدش ذوق شنیدن ہم  
لغت : ی نمد گوشے : وہ کان دھ رہا ہے، توجہ دیتا ہے۔۔۔ شنیدن : سنا۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اگر میری داستان غم پر کان دھ رہا ہے تو یہ محبت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس میں داستان سننے کا ذوق اس لئے پیدا ہوا ہے کہ وہ اس داستان پر نکتہ چینی کرے۔ گویا وہ جانتا ہے کہ اسے نکتہ چینی کا کوئی بدلہ ملنا ہے۔

چہ پر سی کز بست وقت قلع خوشی چہ ی خرابم ہمیں بوسیدنی چوں مست تر گردی کیدن ہم  
لغت : چہ پر سی : تو کیا پر چھتا ہے۔۔۔ بوسیدنی : چومنا۔۔۔ کیدن : چومنا۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! تو مجھ سے یہ کیا پر چھتا ہے کہ میں تجھ پر بادوشی کے موقع پر تجھے لبوں سے کیا چھتا ہوں۔ اتنی لے کہ میں یہ چھتا ہوں کہ اس وقت میں تجھ سے بوسوں کو چوم لوں اور جب تو لبی کر بدست ہو جائے تو انہیں چومنے لگوں۔

بہ بالینم رسیدستی، زبے یکس نوازی با فدایت یک دو دم عمر گرامی دار میدان ہم  
لغت : بہ بالینم : میرے سہانے پر۔۔۔ رسیدستی : تو پہنچا ہے۔۔۔ فدایت : تجھے قربان۔۔۔ دار میدان : انکہ پہنچا۔۔۔

ترجمہ : تو میرے سہانے آیا ہے زبے نصیب تو نے یہی یکس نوازی کی۔ میری عمر بزم کے جو دن ایک لمحے جاتی ہیں وہ بھی تجھ پر اس قدر قربان ہوں۔ محبوب! عاشق کی مزاج پر سی کے لئے اس کے بھل گیا ہے، عاشق کے لئے یہ بے حد مسرت و شادمانی اور خوش بختی کی بات ہے، اسی لئے وہ اپنی جھانڈی اس پر لگا کر کہنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔

سرت گردم شکار گزردہ گر ہردم ہوس داری ہر بندم رہا ی کن بقدر یک رمیدن ہم  
لغت : سرت گردم : میرے سر پہ۔۔۔ رہا ی کن : رہا ی کن۔۔۔ بقدر یک : بقدر یک۔۔۔ رمیدن : بھاگنا۔۔۔

ترجمہ : مجھے قربان چاہیں اگر تجھے ہر لمحہ ایک یا شکار میر کرنے کی خواہش ہے مگر تو صرف میری امیری پر مطمئن نہیں تو میرا یہ کر کہ تجھے ہی ایک یا شکار کر کے بھر پور ذوق اور جب میں دوسرا بھاگ لوں، یعنی توڑی دور نکل جاؤں تو تو بھر تجھے پکڑ لے۔ گویا اس طرح امیری اور آزادی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ تجھ سے نکلنے کے شکار پر راکرے گا اور یوں میری بھی خواہش امیری کی تسکین کا

زیغت منت زخمی ندارم خویش را نازم کہ حسرت غرق لذت دارم ازلب گزیدن ہم  
 لغت : لب گزیدن ہونٹ کاٹنا حسرت وہ اس کی علامت ہے آگ پر جلیں ہے۔۔۔

ترجمہ : میں تجھی کو تار کے ہاتھوں گئے دالے کسی زخم کا اسان مدد نہیں ہوں اپنی تجھی کو تار کا شرم اسان میں ہوں، مجھے خود پر فخر ہے کہ تجھے ہاتھوں قتل نہ ہونے کی حسرت مجھے اپنے ہونٹ کاٹنے کی لذت میں غرق رکھتی ہے۔ گویا اس حسرت میں بیٹھے لوں کو کاٹنے رہتا بھی میرے لئے لذت کا سلسلہ کرتا ہے۔

اوب آموزیش در پردہ محراب ی بنیم نخست از جانب حق بودہ اندازہ خیدن ہم  
 لغت : اوب آموزیش اس کا یعنی خدا کا اوب سکھانے کا دمگ۔۔۔ خیدن ہلکانا۔۔۔

ترجمہ : سب سے پہلے خود حق تعالیٰ کی طرف سے مجھے کلام از ظاہر ہوا۔ چنانچہ میں اس کی اوب آموزی کے دمگ کو محراب کے پردے میں دیکھتا ہوں۔ مسجد کی محراب میں جھکا ہوا ہے۔ نمازی محراب کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتے ہیں۔ گویا حق تعالیٰ نے اس انداز میں ہماری اوب یعنی مجھے اور سجدہ کرنے کی تربیت کی (میں اس کا سبق دیا)۔

چہ خیزد گر غلبے از میاں برخاست، کو تسکین کہ می بنیم غلب عارض یا راست دیدن ہم

ترجمہ : اگر غلب درمیان سے اٹھ گیا ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے تو بھر کیا ہوتا ہے اس لئے کہ تسکین کس سے؟ یعنی پھر بھی تسکین کا کوئی سلسلہ نہیں؟ کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اندر دوست کو دیکھنا بھی اس کے چہرے کے غلب کا باعث ہی رہا ہے۔ غالب ہی کے بقول :۔

نظارے نے بھی کلام کیا وہاں غلب گا مستی سے ہر گاہ ترے رخ پر بکھر گئی

نخواہ روز محشر داو خواہ خویش عالم را جو غلخید ایرو شیوہ ناز آفریدن ہم

لغت : خواہ : نہیں چاہتا۔ جو غلخید : تجھے مٹا دیا ہے۔۔۔ ناز آفریدن : نت سے باز کرنے کا دوا۔۔۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ روز قیامت بھی اہل دنیا اس سے انصاف کے طالب ہوں اس لئے کہ اس نے ناز آفرینی کا شیوہ بھی تجھے عطا کر رکھا ہے۔ یعنی قیامت کے روز اہل عالم محبوب کے ہاتھوں خدا سے انصاف کے طالب ہوں گے، جبکہ دہلی بھی ان کی فواد دہو وہ محبوب کے ہاتھوں دنیا میں کرتے رہے انھیں سنی جائے گی کیونکہ خدا نے باز دوا کے قلم اور کاغذ کل محبوب ہی کو خطا ہے۔

دل از تنگی گرفت و تاب و شست ہنوم غالب گنجیدہ در گریبان من از تنگی دریدن ہم

لغت : تنگی : مضحکہ، خود داری، خود داری۔۔۔ دل گرفتہ : دل المیہ ہو گیا۔ ہنوم : نہ بدوام، مجھے نہیں ہے۔۔۔ گنجیدہ : نہیں مانتا۔۔۔ دریدن : پھرنے کا ہونا۔۔۔

ترجمہ : غالب اول محنت و خود داری سے اب المیہ ہو گیا ہے اور وحشت کی تپ اندازت انھیں رہی۔ اب تو تنگی کی بنا پر چاک بھی میرے گریبان میں نہیں مانتا۔ یعنی میں نے عشق میں ایک مدت تک ضبط سے کام لیا اور میں اپنی محنت پر قرار رکھی اور وحشت و دھڑکی کے اظہار سے پرہیز کیا لیکن اب مسئلہ برداشت سے باہر ہو گیا ہے اور میرا گریبان اس حد تک تنگ ہو گیا ہے کہ اس میں چاک ہونے کی بھی گنجائش نہیں رہی۔

## غزل # 30

آئم کہ لب زمزمہ فرمائے ندارم در حلقہ سواں نعلی جاتے ندارم  
نعت : آئم : میں وہ ہوں۔ لب : زہر فرما لئے لاپے والے ہونٹ۔ سواں : رچی۔ سواں نعلی : رچی جیسا سانس (جو خلق کو  
کالا ہوا رکھنے والے) آؤ فریاد کرنے والے۔

ترجمہ : میں ایک ایسا انسان ہوں جسے لئے لاپے والے ہونٹ نصیب نہیں ہوئے (میں کی وجہ سے کہ سواں نعلی لوگوں کے حلقے میں میرے  
لئے کوئی جگہ نہیں۔ یعنی میں خلق میں حبلا سے کام لیتے ہوئے آؤ نعلی سے پرہیز کر رہا ہوں) اسی لئے کہ وہ لوگوں میں میرا شکر نہیں ہو سکتا  
خاموشی و در دلِ ظالم اثر سے نیست سر جوش گدازِ نفسم لائے ندارم

نعت : ظالم : مجھے ظالم کا۔ سر جوش : صراحت میں ہنسی شراب کی توہر کی۔ جس میں جوش ہوتا ہے۔ لائے : لائینی جھٹ، شراب کا  
سکلی جو صراحت کے لئے پیئے جاتا ہے۔

ترجمہ : میں خاموش ہوں اور میرے دل پر دیکھ دیکھ لاکوئی اثر نہیں ہے، میں سانس کے گداز (جھلاٹ) کا سر جوش ہوں، مجھے میں جھٹ  
نہیں ہے۔ یعنی میرا سانس حبلا سے گداز ہو چکا ہے۔ عاشق غم محبت میں بھی فریاد نہیں کر رہا حبلا سے کام لے رہا ہے۔ اس طرح اس نے  
حبلا غم اور دوست قلب سے کام لیا ہے۔

خود رشتہ زخم موج گھر گرچہ من آنکوں جزر عشہ بدست گھر آتے ندارم  
نعت : رشتہ : رھاگ۔ رشت : لکھی، قمر قرابت۔ دست : گراؤ، سوئی پرولے والا ہاتھ۔

ترجمہ : اگرچہ میرے سوئی پرولے والے ہاتھوں میں اب لکھی کے سوا کچھ نہیں ہے، تمام موج گھر موجوں کی چنگ کی لڑاؤ دی موجوں  
میں دھاگہ اڑل رہی ہے۔ بدھاپے کے باعث اپنے اصل کی کھو دی کے بدھو ذہن میں افکار کے سوئی چنگے کی بات کی ہے۔ اردو میں  
اپنے صنف کی بات کی ہے :

مضمحل ہو گئے قوا غالب اب عناصر میں اعتدال کبلی

لرزد ز فرو رختش خلد دراختا آن نیست کہ حرفے جگر آلاے ندارم

نعت : لرزد : لہتا ہے۔ ز فرو رختش : اس دامن کے چنگے سے۔ دراختا : کہتے وقت۔ حرف : جگر آلاے : ٹون جگر سے آہوں باتیں،  
یعنی غم و اندوہ سے پر افکار۔

ترجمہ : یہ بات نہیں کہ میرے دل میں غم و دالم کے حامل افکار نہیں ہیں یا ان کے اعتدال کے لئے میرے پاس براہ غم و اندوہ افکار نہیں ہیں،  
حقیقت یہ ہے کہ جب میں گھٹے گھٹے ہوں تو ایسے افکار کے چنگے یعنی اعتدال سے قلم کا پنے لگتا ہے۔ اپنے غم و اندوہ سے پر افکار کی بات کی  
ہے۔

ناز تو فراواں بود و صبر من اندک تو دست و دلے داری و من پاسے ندارم

نعت : فراواں : بکثرت، بہت۔ اندک : قہوڑا۔ پاسے ندارم : میرے پاس بھی پائے استقلال نہیں ہیں۔

ترجمہ : میرے ناز و لڑائی کی کثرت ہے، جبکہ مجھ میں صبر قہوڑا ہے۔ تمرا ہاتھ اور دل ہے، جبکہ میرے پاس ہی نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ مجھ پر  
بے مضبوطی کا قلب ہے جس کی بنا پر صبر میں کمی آگئی ہے اور پاسے استقلال بھی نہیں رہا اور حقد و محبوب اسے کہ میرے ناز و لڑائی سے ہی بڑے جا

رہے ہیں۔ بھول شاعر:

میں تو وہی نہیں رہا ہاں مگر وہی ہے تو

بگذار کہ از راه نشیمن تو باشم پائے کہ شود مرحلہ بنائے عذارم

لغت: بگذار: اجازت دے۔ پائے مرحلہ: مرحلے یعنی محوایں طے کرنے والے ہیں۔

ترجمہ: تو مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ نشیمن میں شامل ہو جاؤں اس لئے کہ میرے ہیں اب وہ نہیں رہے کہ مرحلہ بنائی کر سکیں۔ یعنی تیری راہ محبت میں اب مرحلے پہ مرحلے طے کرتا میرے بس کی بہت نہیں رہی۔

خاشاک مرا تب شرر چہرہ فروز است در جلوہ سپاس از چمن آراے عذارم

لغت: تب شرر: چنگاری کی چمک۔ چہرہ فروز: چہرے کو چمکانے والی۔ خاشاک: راکھ۔ سپاس: شکر۔ عذارم: چمن آراہ چمن کو چمکانے والا مراد خدا۔

ترجمہ: میری خاشاک کی تب شرر چہرہ فروز ہے۔ جلوے کے حلقے میں چمن آراے عالم کامنوں نہیں ہوں۔ یعنی اگرچہ میرا جسم اب ضعیف و بھتہ است کا شکار ہے تاہم ابھی تک اس میں عشق و محبت کی چنگاریاں سوکھ رہی ہیں، چمن کی وجہ سے میری راکھ (خف) جسم میں چمک ہے۔ گویا عشق کی تب و تاب کا مضر اثر نہیں ابھی ہے جو خود کا قلم در قرار ہے۔

بے بارہ خجالت کشم از بلہ بہاری صبح است و دم غلیہ اندازے عذارم

لغت: خجالت کشم: میں شرمندہ ہو جاؤں۔ دم غلیہ اندازے: خوشبودار سانس۔

ترجمہ: شراب کے بغیر نہ ہونے کے باعث ابھی بہار بہاری (موسم بہار کی ہوا) سے شرمندہ ہو رہا ہوں، اس لئے کہ صبح کا وقت ہے اور میرا سانس خوشبو سے محروم ہے۔ یعنی موسم بہار کی صبح کے وقت بہت چمک کثرت سے نکلتے ہوئے ہیں اور چمن ہوا چمکے کے سبب خوشبو سے منک رہا ہے، میں شراب پیمرد ہونے کی وجہ سے مجھے دل کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ شراب مل جاتی تو میرا سانس بھی معطر ہو جاتا جس لئے پورے بارے شرمندہ ہونا پڑتا۔

واعظ دم گیارے خود آرد بہ مصافم گوئی دل خود کلمہ خود راے عذارم

لغت: دم گیارے خود: ہچکا ہوا سانس۔ بہ مصافم: مجھ سے لکھنے کے لئے۔ دل خود کلمہ خود راے: ایسا دل جو بہت اداس اور عقیدے کا حامل ہو۔

ترجمہ: واعظ اپنے دے اور اکھڑے ہوئے سانس کے ساتھ مجھ سے لکھنے کے لئے کلمہ اس طرح آیا ہے جیسے میرا دل بہت اداس اور عقیدے سے محروم و خالی ہے۔ یعنی وہ مجھے کیا سمجھائے گا کہ اس کی تو اپنی حالت غیر ہو رہی اور زبان کو کھڑا رہی ہے جیسے اس کا اپنا عقیدہ کمزور و حائل ہے۔

غالب سروکارم بہ گدائی بہ کریم است گر وایہ سخن دیر رسد داے عذارم

لغت: سروکارم: میرا واسطہ۔ وایہ: آریہ، آرزو خواہش۔ رسد داے عذارم: مجھے افسوس نہ ہو گا۔

ترجمہ: غالب گدائی میں میرا واسطہ اس ذات کریم سے ہے، لہذا اگر میری آرزو خواہش پوری ہونے میں دیر لگتی ہے تو مجھے اس کا افسوس نہ ہو گا۔ یعنی اپنے مقصد و خواہش کے حصول کے لئے خدا کے کریم کے در کا سوال ہوں۔ اگر وہ میری خواہش دیر سے پوری کرتا ہے (مضروب پوری کرے گا تو اس میں حقیقتاً کوئی مضرت ہوگی پھر میں کس لئے ہائے داے کرتا ہوں۔

## غزل 31

در وصل دل آزاری اختیار ندانم دانند کہ من دیدہ تو دیدار ندانم

لغت : دیدہ زدیدار ندانم میں آنکھوں میں اور دیدار دوست میں فرق نہیں سمجھتا۔

ترجمہ : وصل دوست میں مجھے رقیبوں کی دل آزاری کا خیال نہیں رہتا۔ سب کو معلوم ہے کہ میں آنکھوں میں اور دوست کے دیدار میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ یعنی عاشق محبوب کے وصل میں اس حد تک غور نظر نہ کرنا ہے کہ اسے احساس تک نہیں رہتا کہ اس کی اس محبت سے رقیبوں کی دل آزاری کا سامنا ہو گا۔

لعنم نہ سزدہ مرگ زبجراں شکام رشکم نہ گزدہ خوشن از یار ندانم

لغت : لعنم نہ سزدہ مجھے لعن و لعنت مناسب نہیں۔۔ نہ گزدہ نہیں کہتا نہیں سنا۔

ترجمہ : مجھے لعن و لعنت مناسب نہیں اس لئے کہ میں موت اور جہنم کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ مجھے اصل میں رشک تک نہیں کرتا کیونکہ میں خود میں اور دوست میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ گویا وصل میں عاشق پر اس بات کا رشک طاری نہیں ہو تا کہ محبوب کی توجہ و توجہ کی طرف ہے۔

پر سد سبب بخودی از مر و من از بیم در عذر بخوں غنم و گفتار ندانم

لغت : پر سد : پر پھتا ہے۔۔ عجز خوف۔۔ بخوں غنم : خوں میں ترپنے لگتا ہوں۔

ترجمہ : محبوب لطف و محبت سے مجھ سے میری بخودی کا سبب پر پھتا ہے اور میں خوف کے مارے معذرت کے طور پر خوں میں ترپنے لگتا ہوں اور میری زبان سے کوئی بات نہیں نکلتی۔ یعنی محبوب عاشق کے پاس آیا ہے۔ اس کی اس آمد سے عاشق پر بے خودی طاری ہو جاتی ہے۔ جب محبوب محبت سے اس (بخودی) کا سبب پر پھتا ہے تو عاشق بولنے سے عاری ہو کر اس خیال سے کہ وہ ابھی آیا ہے اور ابھی چلا جائے گا خوں میں ترپ کر رہا ہے۔ معذرت کرتا ہے کیونکہ نہیں جانتا۔

بوسم بخیال لب وچوں تازہ کند جور از سلو گیش بے سبب آزار ندانم

لغت : بوسم میں چوہا ہوں۔۔ بخیال لب : خیال میں اس کے لب۔۔ بے سبب آزار : کوئی گویا وجہ تکلیف نہ پہنچائے۔

ترجمہ : میں خیال ہی خیال میں اس کے ہونٹ چوہا ہوں اور جب وہ مجھ پر کوئی ناختم زحمانے تو میں اپنی سلوکی کی بنا پر اسے بے سبب آزار نہیں سمجھتا۔ یعنی وہ تو بلا وجہ ختم زحمانے لیکن میں یہ سمجھ کر کہ میں نے جو تکہ خیالوں میں اس کے ہونٹ چوسے ہیں گویا گستاخی کی ہے اس لئے وہ بے سبب آزار نہیں ہے۔ یہ میری سلوکی ہے۔

ہر خوں کہ فشانہ مرہ در دل قدم باز خود را بہ غم دوست زبیاں کار ندانم

لغت : فشانہ : نکالتی ہے۔۔ زبیاں کار : نقصان اٹھانے والا۔

ترجمہ : میری مجلس جو ابھی خوں نکالتی ہے وہ پھر میرے دل میں آکر رہے۔ اس بنا پر میں غم دوست میں خود کو زبیاں کار نہیں سمجھتا۔ یعنی میں آنسوؤں پر آنسو بہاتا ہوں۔ جس پر مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے جو آنسو پھر سے اپنے دل میں ڈال لئے ہیں اور اس طرح میرا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

آویزش جھڈ از ۳ چادر بدوم دل آشنگی طرہ بدستار ندانم

لغت : آویزش جھڈ: چٹنی کا لہجہ، کشمکش یا چٹا۔ آشنگی طرہ: ملوکی پریشانی، یعنی ٹکڑے ہلے۔

ترجمہ : میرا دل تو محبوب کی چادر کے نیچے کشمکش مانے میں دلی چٹنی چھین رہی ہے، میں دستار میں کسی طرہ پریشانی کو نہیں جانتا۔ دستار کا طرہ پریشانی تو سلسلے ٹکڑا آتا ہے، اس کی اپنی دل کھٹی ہے لیکن محبوب کی چادر کے نیچے کھب میں جو چٹنی ٹکڑا آ رہی ہے وہ کسی زبان و کھل ہے۔

یوے جگرم می دہد از خود سرہر خار شد پایے کہ در راہ وے افکار ندانم

لغت : شد پایے کہ: کسی کے پاؤں ہونے ہیں۔ افکار: ذہنی۔

ترجمہ : ہر کانٹے پر جو طون لگا ہوا ہے اس سے میرے ہجر کی بو آ رہی ہے۔ محبوب کی راہ میں کسی کے پاؤں ذہنی ہونے ہیں، مجھے نہیں معلوم، یعنی واسطہ یہ کہا ہے کہ اس کی راہ میں صرف میرے ہی پاؤں ذہنی ہوتے ہیں۔

ذخم جگرم بنیہ و مریم نہ پندم موج گہرم جنبش و رفتار ندانم

لغت : ذخم جگرم: میں ذلم جگر ہوں (ایک طرح سے)۔ بنیہ: تھکا۔ موج گہرم: میں موجوں کی لہروں۔

ترجمہ : میں (ایک طرح سے) ذلم جگر ہوں، اس لیے تلخ اور مریم پند نہیں کرتا۔ میں گویا موج گہروں اس لیے حرکت اور رفتار سے عواقف ہوں۔ جگر کے زخموں کو تھکا لگایاں ہیں پر مریم لگا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح آپ گویا موجوں کی چٹکب میں کوئی حرکت اور رفتار نہیں ہوتی۔ گویا سواہی حال کے لنگھوں میں "سواہی میرا حال ہے، کسی کو میرے دور کی خبر نہیں اور نہ ہی میرے کمال کی اطلاع ہے"

نقد خروم، سکد سلطان نہ پذیرم جنبش ہجرم، گری ہزار گری ندانم

لغت : نقد خروم: میں محل و دافش کی نقدی اسبابہ ہوں۔ نہ پذیرم: میں قبول نہیں کرتا۔ گری ہزار: کسی چیز یا جنبش کا بازار (مارکیٹ) میں بہت فروخت ہونا۔

ترجمہ : میں محل و دافش کا سرمایہ ہوں، سلطان کا سکد قبول نہیں کرتا، میں جنبش ہجر میں اس لیے گری ہزار سے بد خبر ہوں۔ یعنی محل و دافش کو دولت سے نہیں خریدتا، اسکا اور جنبش ہجر کی جو قدر ہونی چاہئے، وہ نہیں ہوتی۔

عالم نبود کو تھی از دوست تانا زانسان دہم کلام کہ بسیار ندانم

لغت : کو تھی: کو تھی، سستی۔ تانا: گویا۔ زانسان: اس طرح سے۔ دہم کلام: میری آواز دہری کرنا ہے۔

ترجمہ : عالم دوست کی طرف سے کسی قسم کی کو تھی نہیں ہوتی۔ گویا وہ میری خواہشیں کچھ اس طرح دہری کرنا ہے کہ مجھے یہ محسوس ہی نہیں ہو تاکہ اس نے مجھے بہت کچھ دے دیا ہے۔ دوست سے محروم محبوب حقیقی خدا تعالیٰ ہے۔

## غزل # 32

در ہر انجم محبت طرح آثار اگنم سر بدوام ازو تاہم بر او باز اگنم

لغت : طرح آثار: گنہہ آواز کی بنیاد رکھنا۔ بدوام ازو: اس سے اٹھنا یا اپنی قسم کھانا۔

ترجمہ : میں اپنی محبت کے ہر انجم پر پھر سے آواز کی بنیاد رکھتا ہوں۔ جس اس سے قطع حلق کر لیتا ہوں تاکہ پھر سے اس کے ساتھ محبت کا



نقل قائم کروں۔ یعنی بار بار محبوب سے محبت کرنے، بار بار چوم ڈینے میں میرے لئے ایک خاص لطف ہے۔

دور ہواے قتل سرور آستانش می نیم تا بہ لوح مدعا نقش خدا ساز انگنم

لغت : دور ہواے قتل، قتل ہونے کی خواہش میں۔۔۔ لوح مدعا، مقصد کی محنت۔۔۔ نقش خدا ساز، وہایت جو لوح محفوظ پر نقش ہو چکی ہے، مقصد میں گھسی ہو چکی ہے۔

ترجمہ : میں محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کی خواہش میں سر اس کے آستان پر رکھتا ہوں، تاکہ میں اپنے اس مقصد و آرزو کی لوح پر نقش خدا ساز بن سکوں۔ یعنی محبوب کو اپنے قتل کا زور دار نہ ضرور بن سکے یہ سمجھوں کہ میرے مقصد میں کیا لکھا تھا۔

لاف پر کاری ست مبر دوستلی شیور را خواہش کا کدور سوار اعظم نازا نگنم

لغت : لاف، پرکاری، چادری، پیشانی کی ڈھنگ۔۔۔ دوستلی شیور، جس کے طور طریقے و سلیقے میں تمناؤں کے سے ہوں۔۔۔ کا کدور، کہ اندر۔۔۔ سوار اعظم، پناہ فر۔

ترجمہ : میرا ایک دوستلی شیور ہے جو اپنی پیشانی کی ڈھنگیں بار بار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے (میرا) محبوب کے بازو دادا کے بڑے شرم میں رکھ دوں۔ یعنی محبوب کے بازو دار پر عاشق میرے کام لے یہ کہو مگر ممکن ہے کہ وہ تو اس کے غمزہ و عشوہ میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ اسے اپنا ہوش نہیں دیتا مگر وہ میرے کام لیتا ہے تو بقول سعدی وہ عاشق ہی نہیں ہے :

دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است ز عشق تابہ صبوری ہزار فرسنگ است

صعود من ہرزہ پرواز است، پوز کر فرط مہر پیخوش در آشیان چنگل باز انگنم

لغت : صعود، عموماً مڑوول۔۔۔ ہرزہ پرواز، فضول اڑنے والا۔۔۔ پوز، سوار ہو سکا ہے۔۔۔ چنگل باز، باز کا بیچ۔

ترجمہ : میرا عموماً اڑل، فضول اور بیکار اڑتا رہتا ہے۔ ممکن ہے میں اسے بڑی محبت بنا رہے کسی دن انچھوڑی کی حالت میں باز کے بیچے کے آشیانے میں رکھ دوں۔ (باز کے سپرد کر دوں)۔ گویا عاشق کا دل اپنی سیدھی سچوں میں ہر وقت کھرا رہتا ہے۔ سچ ہے اسے محبوب کے حوالے کر دوں۔ یعنی ان سچوں کی بجائے وہ محبوب کی محبت میں کھرا رہے۔

بے زیانم کردہ ذوق الفت آتازہ اسے لاجرم شغل و کالت را بہ غماز انگنم

لغت : الفت، آتازہ اسے : ایک نئی توجہ، تازہ لطف و مہمانی۔۔۔ لاجرم، بلاشبہ، یقیناً۔۔۔ غماز، چل خور، طعنہ دہن، رقیب۔

ترجمہ : مجھے محبوب کے الفت آتازہ کی بدولت میرا آئی ہے اس نے مجھے خاموش کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے یہ کام اب فدا کے سپرد کر دیا ہے۔ یعنی محبوب نے عاشق کو غم و الفت سے رکھا ہے۔ اس سے پہلے عاشق کا دل گھٹن گھٹوں سے، قہر لیکن اب وہ شکوے خاموش یعنی غم ہو گئے۔ اب رقیب یہ گلے شکوے کرتا ہے۔

ہر قدر کز حسرت آہم دور و دہن گردو ہی ہم زاستغنا بروے بخت ناماز انگنم

لغت : آہم دور و دہن گردو، پانی میرے منہ میں آ رہا ہے۔۔۔ استغنا، بے نیازی۔۔۔ ناماز، ناموازی۔

ترجمہ : حسرت کے باعث جس قدر بھی پانی میرے منہ میں آ رہا ہے، میں اسے بھی اپنی بے نیازی کی بنا پر اپنے ناموازی بخت (بے نصیبی) پر اہل رہا ہوں۔ یعنی جب میرے حسرت و افسوس پورے نہیں ہوتے تو میں میرے بے نیازی سے کام لیتا ہوں اور دل کو سکھاتا ہوں کہ مقدر میں ایسا ہی لکھا تھا اس لئے کسی گلے شکوے یا حسرت کو دینے کی ضرورت نہیں۔

مروم از افسردگی پنجم آں آمد کہ باز رستخیزے در ذل از غول کردہ بکداز انگنم

لفت : مردہا میں مر گیا۔۔۔ ہنگام : دلت : موخ۔۔۔ رشتہ : کئی قیامت۔۔۔ بکداز : گنہ میں بکھلاؤں۔۔۔

ترجمہ : امروہ کی کئی باتوں میں مواہد ہوں۔ اب وہ دلت بھرا گیا ہے کہ میں خون سے دل میں ایک قیامت بپا کر کے اسے بکھلاؤں۔ یعنی عشق کی گری کے بغیر میری زندگی امروہ کی وہ بکلی کاٹھار ہے، میری خواہش ہے کہ گری خلق بھرید ہو تاکہ اس امروہ کی سے نجات ملے۔

ہم زیانم با غلبوری مصلے کو تا ز شوق با جرس در نالہ آوازے بر آواز ا گنم

ترجمہ : میں غلبوری کام زبان ہوں، نیا مصلع (فعل) کا پہلا شعر کہیں ہے تاکہ میں شوق سے نالہ میں جرس کی آواز پر آواز پیدا کروں۔ اپنی غزلیات میں، جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، غالب نے دوسرے شعرو کی نسبت غلبوری کی زیادہ پیروی کی اور اس کی غزلوں کے جواب میں غزلیں لکھی ہیں چنانچہ یہ غزل بھی غلبوری ہی کے رنگ میں اور اس کی غزل کا جواب ہے۔

غالب نے اسے کاروان شعر کا قائل قرار دیا ہے۔ جرس کا رد اس کی شاعری ہے۔ گویا وہ چاہتا ہے کہ غلبوری کی غزل کے مصلح پر وہ بھی غزل کے غور یوں اس کی ہنرانی کا شرف حاصل کرے۔ غلبوری کی غزل کا مصلح ہے :

طے نقد زاہ حرم خود را بہر دواز ا گنم با جرس در نالہ آوازے بر آواز ا گنم

بندہ پرگم شد، در آتش بندہ را باز ا گنم چوں کبوتر نیست، طاووسے بہر دواز ا گنم

لفت : باز ا گنم : بھراؤں۔۔۔ طاووس : ایک یا کئی مور۔۔۔

ترجمہ : بندہ پر کس گم ہو گیا ہے، نقاش (محبوب کے نام) کو آگ میں ڈال دیتا ہوں، چونکہ کوئی کبوتر (جس کے ذریعے خط بھیجا جاتا ہے) میرے نہیں ہے اس لیے میں موری کو اڑا دیتا ہوں۔ خط کو آگ میں ڈالنے کو مور کے اڑنے سے تشبیہ دی ہے جو ایک اونگھی تشبیہ ہے۔

از نمک چل در تن طرز نکویاں کردہ ام زیں پس در مغز دعویٰ شور اجاز ا گنم

لفت : طرز نکویاں : ان شعرا کا اسلوب و طرز شعر کوئی جو خوش کو ہیں۔۔۔ زیں پس : اس کے بعد سے۔۔۔ اجاز : بھراؤ۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے کام کی صفائی سے خوش کام (محبوب) کی شاعری کرنے والے اشعار کے طرز بیان میں ایک نئی روح بھونک دی ہے۔ اس کے بعد سے میں دعویٰ کے سفر میں اجاز کا ہنگام بپا کر دوں گا۔ یعنی میرے اشعار گویا بھراؤ ہیں۔ میں ان اشعار کے ذریعے شاعری کے دعوے میں ہنگام پیدا کر دوں گا۔ میری شاعری کی عظمت کے چرچے ہوں گے۔

در نجہ دارد صورت اندیشہ یارای مرا مفت من کلینہ خود را زہر دواز ا گنم

لفت : در نجہ دارد : تکلیف دہ ہے۔۔۔ مفت من : میرا کیا نام ہے۔۔۔ کلینہ : کر آئینہ۔۔۔

ترجمہ : مجھے دوستوں کی سوچ اور فکر کے انداز پر کوفت ہوئی ہے۔ اگر میں اپنے آئینے کو ہر دواز سے ہٹاؤں تو میرا کیا کیا جائے گا۔ حالانکہ ہر دواز ہے کہ میں ان کی خطا سوچوں پر توجہ نہ دوں، میرا کیا بگڑ جائے گا۔ (۴)

ترک صحبت کردم و در بند تنکیل خودم نفہ ام جلی گشت خواہم در تن سلاز ا گنم

ترجمہ : میں نے دوستوں کی صحبت چھوڑ دی ہے اور اب اپنی تنکیل کی فکر میں ہوں۔ میرا نفہ (دعویٰ بن گیا ہے) میں چاہتا ہوں کہ اسے سلاز کے جسم میں ڈال دوں۔ نفہ سے مراد شاعری ہے۔ شاعری خواہش ہے کہ جس طرح سلاز سے نفہ لگے تو سننے والے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں ۱۲ ص ۱۱ طرح اس کی شاعری عام لوگوں تک پہنچے اور وہ اس سے لطف اندوز ہوں۔

تا ز درد اہل نظر چشے توانمہ آب داد رخنہ در دیوار آتش خانہ راز ا گنم

نعت : تا زودہ جاگد وحوں کی ہے۔۔۔ رخصتہ سوراخ سوراخ۔۔۔  
 ترجمہ : میں آتش خانہ راز کی دیوار میں سوراخ ڈال رہا ہوں تاکہ اس میں سے جو دھواں نکلے اس سے اہل نظر اپنی آنکھوں کو روشن کر سکیں۔ آتش خانہ راز سے مزارِ شاعر کا دل روشن ہے۔ جن میں ایسے ایسے اندازِ سوجھ بوجھ ہوئے ہیں جن سے زندگی کے فلسفے پر روشنی پڑتی ہے اور یہی وہ اہل نظر کے غمروغیوں کو روشن کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

بکلمہ ہندو دہم اوراق دیواں راہیلو خیل طوطی اندریں گلشن بہ پرواز انگنم  
 نعت : بکلمہ میں توڑتا ہوں۔۔۔ ہندو مزارِ کتب کا شیراز۔۔۔ خیل : نظر۔

ترجمہ : میں اپنے دیوان کا شیرازہ توڑ کر اس کے ورق ہوا میں اڑا دیتا ہوں۔۔۔ ہرا یہ عمل گویا ایسا ہو گا کہ اس گلشن میں میں طوطیوں کا لشکر اڑا رہا ہوں۔ یعنی میرے اشعار میں گویا نئے بھرے ہیں اور جب میرے دیوان کے ورق ہوا میں اڑیں گے تو ایسا لگے گا جیسے خوش الحان پرندے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔

عالم از آب و ہواے ہند بھل گشت نطق خیز تا خود را بہ اصطبلان و شیراز انگنم  
 نعت : بھل گشتہ دلی ہو گئی۔۔۔ خیز : اٹھ اٹھل۔۔۔ نطق : زبان۔

ترجمہ : عالم ابھد کی آب و ہوا یعنی فضا میں رہ کر زبان (بھل) کی حالت بھل ہو رہی ہے۔ اٹھ اٹھل ان اصطبلان اور شیراز کی طرف چل۔ اصطبلان اور شیراز دونوں ایران کے مشہور شہریں۔ مطلب یہ کہ میں تو میری شامی انوکھوں کی تم فنی کے باعث بہ قدری کی فکر ہے، کم از کم وہاں کے لوگ اہل ایران تو اس کی گنج دادیں گے۔

## روایف۔ان

### غزل # 1

اے زساز زنجیرم درجنوں نوا گر کن بندگر بدیں ذوق است پارہ گراں تر کن

نعت : اے مزارِ عشق اے اہل۔۔۔ نوا گر : نغمہ ادا کرنے والا۔ مزارِ فریادی۔۔۔ پارہ پارہ اے کسی قدر۔۔۔ گراں تر : مزید بہ بھل۔  
 ترجمہ : اے خدا تو نے مجھے جنوں عشق سے نوازا ہے تو مجھے زنجیر کے سارے نوا گر بنا دے۔ اگر اس زنجیر میں اس قدر ذوق ہے تو اسے کسی قدر مزید بہ بھل بنا دے۔ اس ساری غزل میں خدا سے خطاب اور اس سے اپنے دکھوں کا اظہار ہے۔ دلی نے کو زنجیر پہنائی جاتی ہے۔ اس کی جھلکار کو "نوا" کہا ہے۔ مطلب یہ کہ مزید زنجیر سے میرا دل آگے لاشوق بڑھے گا اور اس سے کیفِ قدر لے لے امریں گے۔ یعنی عالم کے اشعار گویا عشق و عشق کے فلسفے ہیں۔

فیض عیش نور روزی جاودانہ خوش باشد روز من ز تاریکی با ششم برابر کن

نعت : عیش نور روزی : خوشی کا دن۔۔۔ نوروز : ایرانیوں کے سال کا پہلا دن جو موسمِ بہار میں آتا ہے۔ اس دن ایرانی جشن مناتے ہیں۔ جاودانہ : بیک وقت۔

ترجمہ : عیش نور روزی کا فیض جاودانہ ہو تو دل کو بہانا ہے۔ تو میرے دن کو تاریکی کے لحاظ سے میری رات کے برابر کر دے۔ گویا شاعر غم

واقعات کا شمار ہے، جن کے باعث اس کا لون بھی رات کی مانند تاریک ہے لیکن اس کے لئے اس شگفتگی میں بھی ایک لطف و راحت ہے اس لئے اسے "میں نوروزی" کہا ہے۔

زائچہ : دل زہم پاشد لب چہ طرف برسدو با ببال گفتن وہ یانہ گفتہ پاور کن  
 لغت : زائچہ : اس چیز سے۔۔ دل زہم پاشد : دل جو کچھ چڑکتا ہے اول سے جو کچھ اُبھرتا ہے۔۔ چہ طرف برسدو : کیونکر عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔۔ نہ گفتہ پاور کن : میری ان کی بات پر یقین کر لے۔۔

ترجمہ : جو کچھ میرے دل سے اُبھرتا چلتا ہے، ہونٹ ان سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکتے ہیں، یعنی ہونٹ پر سے طوڑ پر دل کی قربانی نہیں کر سکتے۔ اے سولا تو زائچہ مجھے کچھ کہنے کی قدرت و طاقت عطا فرمایا مگر میری ان کی بات دہن اول میں ہے اور یقین کر لے۔ یعنی میں اگر اپنے ذمہ جان نہیں کر سکتا تو دلوں کے لیے جا رہا ہے، اس لئے قوی میری دلاوری فرما۔

در رسائی سیمم عقد با پیاپے زن در دولتی کارم فتنہ با شاور کن  
 لغت : در رسائی سیمم : میری کو خوش کی کامیابی کی راہ میں۔۔ عقد : کریں، رکھ لیں۔۔ پیاپے : مسلسل۔۔ در دولتی کارم : میرے کاموں کے جاری رہنے میں۔۔ شاور : تھرنے والا۔۔

ترجمہ : میری خوشیوں کے راستے میں مسلسل رکھ لیں، ادا اور میرے کاموں کی دولتی میں وہ زور پیدا کر دے کہ اس میں فتح تھرنے لگیں۔ یعنی میرے ہر کام میں مسلسل الجھنیں اور رکھ لیں، ادا چلا جاوے گا شاور کے ساتھ یہ سب کچھ بیت رہی ہے اور وہ اس انداز میں باواسطہ خدا سے شکر کھائے۔

اے کہ از قوی آید خس شرر فشان کردن زخم راز ٹویش بنجیہ را پر آذر کن  
 لغت : از قوی آید : تو کر سکتا ہے۔۔ پر آذر کن : آگ سے بھر دے۔۔ شرر فشان : چنگاریاں کھیرنے والا۔۔

ترجمہ : اے خدا تو میری خس کو شرر فشان کر سکتا ہے تو میرے زخم سے ازخوں سے اسے دالے غاص ٹوین کو اس قدر ہر آہل کر دے کہ اس سے ازخوں کے ہنگامے جل جائیں۔ یعنی میرے زخموں کے اچھے ہونے کی کوئی امید نہ رہے۔

خوسے سر کشم داوی، بجز دھک نہ پندم سینہ من از گری تابیہ سمندر کن  
 لغت : خوسے : سرکش، باغیانہ فطرت۔۔ تابیہ : توبہ۔۔ سمندر : آگ میں رہنے والا کبیرا۔۔

ترجمہ : تو نے مجھے سرکش فطرت دی ہے (جس کی وجہ سے میں دھک کی کسی مایہ ناز کیفیت کو پسند نہیں کرتا۔ تو میرے سینے میں آگ کی پیدائش کر دے کہ سمندر کے لئے پتلا ہو تو آہن بن جائے۔ یعنی حالت دھک کو گوارا نہ کرنے کی بنا پر یہ کہہ رہا ہے کہ جو کچھ میں بھی تم کی آگ میں ذبح کی گذار رہا ہوں اور سمندر بھی آگ میں رہ رہا ہے اور یہ بات دھک کا باعث بنتی ہے اس لئے تو میرے سینے میں ایسی آگ بھڑکاوے جو سمندر کو بھی جلاوے۔

"کن" پیاری گفتنی ساتھ مدعا کردم ہم بخویش در تازی گفتہ را کمر کن  
 لغت : "کن" : قرآنی صحیح، جب اللہ کسی چیز کو فرماتا ہے۔ "ہو جاو" تو وہ ہو جاتی ہے (کن یکنون) غاری میں فعل امر یعنی "کر"۔۔ تازی : عربی زبان۔۔ ساتھ مدعا : خواہشوں کا ساز و سلان۔۔

ترجمہ : تو نے "کن" کا لفظ غاری میں (یعنی کہا) فرمایا ہے، چنانچہ میں نے خواہشوں کا ساز و سلان اٹھا کر لیا۔ اب تو خود ہی عربی زبان میں "کن" اور "جا" کا لفظ فرماوے (یعنی میں نے دل میں ہے پتا خواہشیں پیدا کر لی ہیں۔ اب تو کن : ہو جاوے کہ جو اے سے میری ان خواہشات کو پوری کرنے کا بھی کوئی سلان کر دے۔ اور وہ میں ہوں کہ ہے :

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے      بہت نکلے مرے ایمان لیکن پھر بھی کم نکلے  
ازیں دروند کلوہما گوہرم بکنت نلہ      خدجے معین شدہ اجرتے مقرر کن

نعت : دروند کلوہما اور یعنی جتنے کو کرے نے کی حالتیں، مجاہد شاعری دینی کاوش۔۔۔ نلہ نہیں آیا۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے دل و دماغ کو بہت سے کر دیا لیکن میری اس کاوش یا جان کا پی کے باوجود کوئی مولیٰ اگر ہر خصوصاً میرے ہاتھ نہ آیا۔ تو نے مجھے ایک خدمت پر مقرر کر دیا۔ اب اس خدمت کی اجرت کا بھی تعین کر دے۔ یعنی شاعری میں اپنے دل و دماغ سے بہت کام لیا لیکن حاصل کچھ نہ ہوا اس کا مجھے کچھ اجر ملنا چاہئے۔

از دروں روانم را در سپاس خویش تور      وزیروں زبانم را شکوہ شیخ اختر کن

نعت : روانم: میری روح۔۔۔ شکوہ شیخ اختر: ستارے یعنی غیب کا شکوہ کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : تو اب رہ کر کم اندر ہے اس میں جتنے میں میری روح کو اپنا شکر گزار دے، بلکہ باہر سے میری زبان کو شکوہ شیخ اختر کا دے۔ یعنی دل طور پر میں تجھے شکر گزار رہوں، اگرچہ بظاہر اپنی قسمت جبروتی کے ستارے کا گناہگار ہوں۔

بخشش خداوندی گرفتار خود عطف است      ہم بہ ہوش بیشی وہ ہم بہ سے توانگر کن

نعت : گرفتار عطف: حوصلے کے سبب، سلاطین۔۔۔ توانگر: دل دار۔۔۔

ترجمہ : اگر خدا کی بخشش (یعنی میری بخشش) ہر کسی کے عطف و حوصلے کے سلاطین ہے تو تو پھر میرے ہوش میں بھی اضافہ فرماتا چاہے باہر و شراب سے جس مجھے توانگر کرتا چاہے باجینی مجھے زیادہ سے زیادہ شراب ملتی رہے اور زیادہ سے زیادہ پیئے کے باوجود میرے ہوش و حواس برقرار رہیں۔

بہر خوشبختی غالب مستی تراشید است      قہریان وحدت را در میانہ داور کن

نعت : تراشید است: تراش لیا ہے۔۔۔ قہریان: جاہل و گاہر تھیں۔۔۔ قہریان وحدت: مزاح شان وحدت کا جلال و شکوہ۔۔۔ داور: منصف۔۔۔

ترجمہ : غالب نے اپنے اپنے ایک دہرہ تراش لیا ہے۔ تو اپنے قہریان وحدت کو اس سلسلے میں منصف بنالے۔ یعنی اپنی شان و تہجد کے جلال و شکوہ کو اس بات کا منصف بنالے کہ میں نے جو یہ دعویٰ کیا ہے وہ مکمل تک سچ ہے۔

## غزل # 2

اس غزل کے بارے میں حلال تھکتے ہیں ادا نگار ہر یاد گار غالب ازلی کی غزل ذوق مصطفیٰ خان مرحوم کے مکان پر جو مشاہیر ہو آقا  
اس میں چڑھی گئی تھی۔ چہ کہ دلی کے قہم نامہ شعرا کا جو وہاں قاری، غزلیں لکھ کر لے جاتے تھے، مرزا نے اس غزل میں ذکر کیا ہے اور  
غزل بھی نہایت فصیح ہے اس لیے بطور یاد گار ساری غزل میں نقل کی جاتی ہے۔

پہری شیعہ غزالان و زمرہ رم شل      دل موم غم طرو غم در غم شل

نعت : ۱۔ دلا کیا کہنے، نہ ہے۔۔۔ پہری شیعہ غزالان: پہریوں کے سے انداز دالے ہیں یعنی محبوب، معین۔۔۔ رم شل: ان کا دل زہر دور رہتا۔۔۔

ترجمہ : دادا! کیا کہنے ہیں ان پر ہی شہوہ فزاؤں کے اور لوگوں سے ان کے اس فرار کے۔ لوگوں کے دل ان کی پر ہی محکمہ رہا۔ انہوں میں اگے ہوئے ہیں۔ ہلکا آدھی کو دیکھ کر ہلکا جاتا ہے۔ حسینوں کو چونک کر ہلکا ہونے سے تشبیہ دی ہے اس لئے لوگوں سے ان کی مدد کی کہ جس میں بے نیازی ہے، ہمارے کام دلا ہے۔

کافرانہ جہاں جوی کہ ہرگز نہ ہو طرہ حور دل آویز تر از پرچم شہل

نعت : کافرانہ، وہ کافر ہیں اور حسین ہیں۔ جہاں جوی دنیا کی تلاش و جستجو کرنے والے۔ پرچم، عزو و نفس۔

ترجمہ : یہ وہ ممکن ہیں جو جہاں جوی ہیں اور جن کی دھنوں کے مقابلے میں حور کی دھنیں قطعاً اول آور نہیں ہیں۔ یعنی ان کی دھنیں حوروں کی دھنوں سے کہیں زیادہ دل بخش ہیں۔

آشکارا کش و بدنام و گونامی جوی آہ ازیں طائفہ وال کس کہ بود محرم شہل

نعت : آشکارا کش، طائفہ پاک کرنے والے۔ گونامی جوی، نیک نامی کے خواہشمند۔ محرم شہل، ان کا واقف حل، جس کا ان سے واسطہ پڑے۔

ترجمہ : یہ لوگوں (مصلحت) کو کھلے بندوں پاک کرنے والے اور اس طیلے میں بدنام ہیں، لیکن پھر بھی اپنی نیک نامی کے خواہشمند ہیں۔ تو یہ یہ کیسے (عالم) لوگ ہیں اور وہ جو ان کے محروم ہیں (جن کو ان سے واسطہ پڑا ہے) کس قدر مظلوم ہیں۔

رنگ بر تشہ تھا رو داری دارم نہ بر آسودہ دلائل حرم و زمزم شہل

نعت : تشہ، تھماؤ داری، داری میں پیاسا اور تھاپٹھاپٹے والا۔ آسودہ دلائل حرم، وہ لوگ جو حرم میں بڑے سکون و آرام سے رہ رہے ہیں۔ زمزم شہل، ان کا آب زمزم۔

ترجمہ : مجھے حرم کے آسودہ دلائل اور ان کو میرا آب زمزم پر کوئی دھک نہیں آتا مجھے تو اس شخص پر دھک آتا ہے جو داری میں پیاسا اور تھاپٹھاپٹا رہا ہے۔ واسطہ سخت کوئی سے اپنی رغبت کی بات کی ہے۔

بگذر از خستہ دلانے کہ نہ دانی، بشدار غمگینانہ کہ دانی و نداری غم شہل

نعت : بگذر، بھڑوے، جانے دے۔ خستہ دلانے، ذہنی دل لوگ، مصیبت زدہ۔ بشدار، احتیاد کر، خبردار رہ۔ غمگینانہ، آفت زدہ ہیں۔ ترجمہ : بھڑوے، بھڑوے، جانے دے۔ ان مصیبت زدوں کو جانے دے جن کو تو نہیں جان، مگر خبردار رہ کہ بہت سے ایسے آفت زدہ ہیں جن کو تو جانتا ہے مگر ان کا کچھ غم تو نہیں۔

داغ ٹون گری امیں چارہ گر انم، کوئی آتش است آتش اگر پنبہ و گر مرہم شہل

نعت : خوں گری، ٹون کاہوش، صحت کی گرم ہوش۔ پنبہ، روٹی، چاہا۔

ترجمہ : مجھے تو ان چارہ گر کی ہمدردی و محبت کی گری نے گویا جلا ڈالا ہے۔ یوں سمجھو کہ ان کا چہرہ بڑا مرہم (جو بڑے زخموں پر لگائیں) میرے لئے وہ توں آگ ہیں، آگ۔ گویا ان چارہ سازوں کی چارہ سازی بھی آگ کا کام دے رہی ہے۔

اے کہ راندی سخن از کتہ سرایان غم چہ بہا منت بسیار خنی از کم شہل

نعت : راندی خنی، تو نے بات کی ہے۔ کتہ سرایان، غم، امیران کے کتہ کو شعرا۔ از کم شہل، ان کی کم تعداد۔

ترجمہ : تو نے جو امیران کے کتہ سرا (مگرے) افکار والے اشعاروں کی بات کی ہے تو اس طرح تو ان کی کم تعداد کے ذکر سے ہم پر زیادہ دلسلی کیا وہ رہا ہے؟ یعنی خاص خاص شعرا کا ذکر کر کے ان کی عظمت کو زیادہ اچھا جا رہا ہے، جیسے اپنے وطن میں ایسے شعرا کم ہیں۔

ہندرا ٹوٹا افسانہ بخنور کہ بود بار در خلوت شام مشک فشان از دم شام  
مومن و نیرو صہبائی و علوی وانگاہ حسرتی اشرف و آزرده بود اعظم شام

نعت : خوش نصیب خوش گوشت۔ مشک فشان: خوشبو نکھرنے پہلے نے والی۔۔۔ وانگاہ: اور پھر نیز۔۔۔

ترجمہ : ہمیں ایسے ایسے خوشگوار شعرا ہیں کہ جن کے سامنے سے ہوا ان کی خلوت کو مشک فشان کر دیتی ہے آگوا ان کے سامنے سطر ہیں۔۔۔ مولانا علی نے اگلے شعر میں مذکور شعرا کا تعارف کر دیا ہے۔

مومن یعنی محکم مومن خان مومن جن کے دیوان اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں موجود ہیں۔ نیرو یعنی نواب ضیاء الدین احمد خان ریس لہار، جن کا کلام دونوں زبانوں میں بہتر معتد بہ موجد ہے مگر کوئی دیوان مرتب نہیں ہوا۔ صہبائی مولانا مام بخش صہبائی جن کی نظم رستم فارسی اور دیگر رسا کی اور شروح تین جلدوں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ علوی مولانا عبداللہ خان علوی استاد مولانا صہبائی جن کی نظم و نثر فارسی چھپ چکی ہے اور عربی میں بھی ان کے قصائد موجود ہیں۔ حسرتی نواب مصطفیٰ خان رنیں جاناگیر آباد جن کے دیوان اردو فارسی دونوں زبانوں میں چھپ چکے ہیں اور اس کے سوا ”مطر علیہ“ ”سوز و گشایں“ بے خار“ اور ”قلعہ فارسی“ بھی ان کی تصانیف سے شائع ہو چکی ہیں۔ آزرده: مطلق لہر صدر الدین خان آزرده جن کا کلام اردو فارسی اور عربی تین زبانوں میں موجود تھا مگر فلسفہ اس میں سے بہت کچھ ضائع ہو گیا ہے لیکن بعض مذہبی رسالے جو ان سے یادگار ہیں، شائع ہو چکے ہیں۔ غالب نے حسرتی اور آزرده کو بلند مرتبہ اور اعلیٰ پایے کے شاعر کہا ہے۔

غالب سوختہ جاں گرچہ نیرزد شمار بہت در بر دم خن ہم نفس و ہم شام

نعت : نیرزد شمار: کسی تفتی میں نہیں آتا کسی شمار کے لائق نہیں۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ سوختہ جاں غالب ان شعرا کی موجودگی میں کسی شمار کے لائق نہیں، ہم اس مصلح شعر میں وہ ان کا ہم نفس اور ہم دم ہے۔ گویا ان بزرگ شخصیتوں کے مقابلے میں خود کو کمزور ہے کا شاعر کہا ہے۔

### غزل 34

جنوں مستم بہ فصل نو بارم می تو اں کشتن صراحی بر کف و گل در کنارم می تو اں کشتن

نعت : می تو اں کشتن: ملا جا سکتا ہے، قتل کیا جا سکتا ہے۔۔۔ گل: پھول یعنی محبوب۔۔۔

ترجمہ : میں مست بخون دیوانگی ہوں، تجھے موسم بہار میں ملا جا سکتا ہے اور وہ اس صورت میں کہ شراب کی صراحی پھیل ہے جو اور پھول میری آغوش میں ہوں۔ موسم بہار میں بخون میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے یہ کہتا جا رہا ہے کہ موسم بہار میں یہ چیزیں شراب اور محبوب میرا ہوں، محبوب میری آغوش میں ہوا تو میں خود کو قربان کر سکتا ہوں۔

گر قسم کے بہ شرع ناز زارم می تو اں کشتن بہ فتناے دل امید دارم می تو اں کشتن

نعت : گر قضا میں نہ ملے۔۔۔ کے: کب۔۔۔ زارم می تو اں کشتن: تجھے خوب باغ و عمارت میں قتل کیا جا سکتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے تسلیم کر لیا کہ تجھے حسن کی بازدارائی شرع کے مطابق کب قتل کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ (میرے اس قتل کا فتویٰ میرے امیدواروں سے لیا جائے۔ گویا ہر حسن، جان نثار کرنے کا اواز یہ بتا ہے کہ میرا پتلا دل اس (جان نثاری) کی آس لگائے بیٹھا ہے۔

یہ جرم اس کی درستی چاہاں مردہ ام عمرے      بکوسے سے فروشاں در خمار می توں کشتن  
ترجمہ : اس جرم میں کہ میری ایک عمر سستی میں گذری ہے، مجھے حالت خمار میں، قریب قریبوں کے کوسے میں مارا جاسکتا ہے۔ یعنی عمر  
نئے کے بدلے کے بدلے خمار کی حالت بھی ایک طرح سے موت ہے اور یہی اس کی سزا ہے۔

یہ جہراں زینت کفر است خونم را دست نبود      چراغ بجگا ہم آشکار می توں کشتن  
لفظ : زینت، بیجا۔۔۔ دست، خوں بہا۔۔۔

ترجمہ : جہر میں زندگی بسر کرنا کفر ہے، میرے قتل کا کوئی خوں بھانسی ہے۔ میں بج کے وقت کا چراغ ہوں۔ مجھے طایفہ بھنجا جاسکتا ہے۔  
جہر و طرائق میں زندگی بسر کرنے کو کفر کے طعنہ کا چراغ ہے، چراغ بجھانے یا اس کی موت کا کوئی خوں بھانسی ہوتا۔ اسی  
طرح قریب قریبوں کی موت کے بدلے ہے جس کا کوئی خوں بھانسی ہو سکتا۔

تغافل ہائے یارم زندہ دارد، ورنہ در برز مش      یہ جرم گریہ بے اختیار می توں کشتن  
ترجمہ : میرے محبوب کے تغافل (اپنی وجہ کے غافل بنانے) مجھے زندہ رکھا ہوا ہے۔ ورنہ مجھے اس کی جرم میں میری بے اختیار گریہ  
و زاری کے جرم میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ گویا محبوب اپنے عاشق کی حالت سے آگاہ ہے لیکن دانست غفلت سے کام لے رہا ہے اور عاشق اس  
کے اس انداز سے واقف ہونے کے باعث زندہ ہے ورنہ اس کی گریہ و زاری کی سزا کے طور پر اس کا قتل ہو سکتا ہے۔

بغافل چوں منے کم کن کہ گر کشتن ہوس باشد      بدوق مرثیہ یوس و کنار می توں کشتن  
لفظ : چوں منے، مجھے جیسے۔۔۔

ترجمہ : تو مجھے جیسے عاشق پر اجور و ستم کم کرمت کر۔ تاہم اگر تجھے اس بات کی ہوس ہے کہ تو مجھے مار دے تو میری دیکار کے لائق کی  
خوشخبری ہے مجھے مارا جاسکتا ہے۔ مجھے پرچائی کیا ضرورت ہے؟ میں تو یوس و دیکار کی خوشخبری کی لذت ہی سے مارا جاؤں گا۔

بیاب خاک من گر خود گل افشانی روا نمود      بہار دانے شمع مزارم می توں کشتن

ترجمہ : (اے محبوب) تو میری قبر پر آؤ اور اگر تو میری قبر پر پھول چڑھا صاحب نہیں سمجھتا تو کسی تو اپنے دامن کی ہوائے میرے مزار کی  
شمع بجھا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر مجھ پر صیب عاشق کی قبر پر پھول نہیں چڑھانے تو اس پر شمع بھی کیوں جلی رہے۔

منت معذور دارم لیکن اے نامہاں آخر      بدیں جان دل امیدوارم می توں کشتن  
لفظ : منت، میں تجھے۔۔۔ معذور دارم، معذور سمجھتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے معذور و ناچار سمجھتا ہوں لیکن اے میرے نامہاں (محبوب) آخر مجھے میری اس امیددار جان دل کی خاطر تو قتل کیا جاسکتا  
ہے۔ گویا عاشق اپنے قتل ہونے کی آس لگائے بیٹھا ہے۔ محبوب اگر کسی اور وجہ سے اسے قتل نہ کرنے میں معذور ہے تو عاشق کی اس آس  
پر قوت قتل کر سکتا ہے۔

بخون من اگر ننگ است دست و خنجر آردن      نوید دہدہ اے کز انتقام می توں کشتن

لفظ : ننگ است، باعث شرمندگی یاد دہی ہے۔۔۔ آردن، نصیب دہاں آکر دے کر دے۔۔۔ نوید، خوشخبری۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) اگر میرے قتل سے تمرا اپنے ہاتھوں اور خنجر کو آکر دے کر دے دے تو قتل کے بدلے کی خوشخبری  
ی دے دے کہ اس طرح انتقام میں مجھے مارا جاسکتا ہے۔ یعنی تو اگر مجھے قتل کرنا گوارا نہیں کرنا تو وہی کرے جو کہ اس طرح میں انتقام  
ی میں چل ہوں گا۔ علی ضرب المثل ہے کہ انتقام موت سے شدید تر ہے۔ (انتقام اشد من الموت)۔ گویا اس طرح محبوب پر بھی کوئی



خوف نہ آئے گا اور عاشق کی خواہش قتل بھی چوری ہو جائے گی۔

خدا یا از عزیزان منت شیون کہ برآمد  
جدا از خانہاں دور از دیارم ی توای کشتن  
لغت : منت شیون: موت پر ماتم کرنے کا اعلان۔۔ کہ برآمد: کون برداشت کرے۔۔

ترجمہ : اے خدا میری موت پر میرے عزیزوں کی گریہ و زاری اور ماتم کا اعلان کون برداشت کر سکے گا۔ مناسب یہی ہے کہ مجھے اپنے خاندان اور وطن سے دور موت آجائے مجھے خاندان اور وطن سے دور مارا جاسکتا ہے۔ اور میں اسی خیال کا اعتبار میں کیا ہے :

بارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور  
رکھ لی مرے خدا نے مری نیکی کی شرم  
پس از مرنون اگر ہر من آسائش گماں داری  
سرت گردم بہ تصدیج خارم ی توای کشتن

لغت : مرنون: مرنا۔ موت۔ گماں داری: تجھے خیال یا احساس ہو۔۔ سرت گردم: تیرے قربان جاؤں۔۔ تصدیج: تکلیف دہیت۔۔  
ترجمہ : اگر تجھے یہ گمان ہے کہ موت کے بعد مجھے کوئی سکھ بھی نصیب ہو گا تو تیرے قربان جاؤں مجھے خدا کی اذیت میں مارا جاسکتا ہے۔  
یعنی خدا کی حالت و اذیت موت سے شدید تر ہے اس سے میں کچھ بھیج سے عروام رہوں گا اور شراب نہ ملنے کے باعث ایک مستقل غراب کا کاررو ہوں گا۔

گر قسم یار باشد بے نیاز از کشتنم غالب  
بد رو بے نیازی ہاے یارم ی توای کشتن  
لغت : گر قسم: میں نے یمن لیا۔۔ از کشتنم: میرے قتل کرنے سے۔۔

ترجمہ : غالب! میں حلیم کرتا ہوں کہ میرا محبوب مجھے قتل کرنے کے سطلے میں بے نیاز ہے، اکوئی توجہ نہیں دے رہا تو میں اس کی انہی بے نیازیوں کے دکھ کے ہاتھوں مارا جاسکتا ہوں۔ لیکن اگر وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تو اس سطلے میں اس کی بے نیازی ہی میرے لئے ایک طرح سے موت کا سلاں ہے۔

## غزل #4

زبے بلغ و ہمار چاں فشاں فمت چغم و چراغ راز و اداں  
لغت : چاں فشاں: چاں مار کرنے والے عاشق۔۔ چغم و چراغ: چغم و چراغ: غم و محبت۔۔

ترجمہ : کیا کہنے ہیں اچھے حسن کے گراہ چاں مار عاشقوں کے لئے بلغ و ہمار ہے۔ (اچھے دیکھ کر ان کا دل گھٹتا ہو جاتا ہے اور حیرانم راز و اداس کا چغم و چراغ ہے۔ یعنی انہیں حیرانم بہت مزہ ہے جسے وہ اپنے دل میں چھپائے رکھتے ہیں۔

بصورت اوستاد دل فریبان بہ معنی قبلہ نامہاں

لغت : بصورت: دیکھنے میں ظاہری طور پر، صورت کے لحاظ سے۔۔ بہ معنی: ہاں میں۔۔ دل فریبان: دل فریب کی جمع ہے۔۔

ترجمہ : صورت ظاہری حسن کے لحاظ سے تو دل فریبوں کا استاد ہے۔ یعنی حسن میں سب سے زیادہ کرے اور ہاں میں تو نامہاں کا قبلہ ہے۔ یعنی ذاتی نامہاں ہے۔ اور حتم پوش حسن تجھے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہیں۔

چمن کو سے ترا از وہ نشیناں نعتن ہوے ترا از پو خواہاں

لغت : نعتن: جن کے ہرٹوں کا خوشبودار باز مشہور ہے۔۔۔ پو خواہاں: خوشبودار یا تعریف کرنے والے۔

ترجمہ : چمن تیرے کو سچے کے وہ نشینوں میں سے ہے اور نعتن تیرے مدح خواہوں میں سے ہے۔ یعنی تیرے حسن کی تشکیلی و آوازی کے آگے چمن کی تشکیلی کی کوئی مشیت نہیں، اسی طرح نعتن کی صفحہ جہزی خوشبو کے آگے بچ ہے۔

بلاعت چہو ہاسکیند سویاں اداہت چہو ہرنازک میاں

لغت : بلاعت: یعنی تیرے حسن کی بلا۔۔۔ ہاسکیند سویاں: خوشبودار رانوں والے۔۔۔ چہو: غالب۔۔

ترجمہ : چہو اسن ہاسکیند سویاں کے لئے گویا بلا ہے یعنی ان کا حسن تیرے حسن کے آگے ہو ہے اور تیری ادا میں ہرنازک کر حینوں پر غالب ہیں۔

عنت را بختیاں زار بنداں کلت را غنولہاں بید خواہاں

لغت : بختیاں: بختی کی جمع، بخت (وقت) کرنے والے بہت بہت بختی بھی بہت کی ہو چا کرنے والے۔۔۔ بید خواہاں: بید خواہوں کی جمع، دیدہ ہندوؤں کی مقدس کتاب پڑھنے والے۔۔

ترجمہ : بختی اب پر بختیاں تیرے تم کے زار بند ہیں (اندر وہ مقدس دھماکہ ہو رہو گئے ہیں) والے رکھتے ہیں اور بختیاں تیرے گل بختی حسن کے حضور دیدہ خواہی کرتی ہیں۔

وصالت جاں توانا ساز ہیراں خیالت خاطر آشوب خواہاں

لغت : جاں توانا ساز: جاں کو توانا دل دینے والا۔۔۔ خاطر آشوب: دل پریشان کرنے والا۔۔

ترجمہ : تیرا دل بوجہ دل کی جاں کو توانائی سے نواز رہا ہے جبکہ تیرا خیال ہواؤں کے دلوں میں آشوب کا باعث بنتا ہے۔

دل دانش فرہبت را بہ گردن دہل دہل رونق جلوں بیاباں

لغت : دانش فرہبت: تیرا عقل و دانش کو فریب دینے والا۔۔۔ دہل: صمیمیت، قہر۔۔۔ جلوں بیاباں: جلوں کی جمع، وہ لوگ جن کی باتوں میں بڑا اثر ہے۔۔

ترجمہ : تیرے دانش فریب دل کی گردن پر جلوں باتوں کی رونق کی چھی کا سلان فراہم ہے۔ مطلب یہ کہ میرے دل میں جو دانش فریب خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کے آگے بڑے بڑے جلوں باتوں کی جلوں بیاباں بچ ہو کر رہ جاتی ہے۔

غم دونخ نہیبت را بدامن گداز زہرہ آتش زہاں

لغت : غم دونخ نہیبت: تیرا دونخ کو خوف دلانے والا غم۔۔۔ گداز زہرہ: بچے کا پانی ہو چکا۔۔۔ آتش زہاں: وہ لوگ جن کی گفتگو میں بڑی گرمی ہو۔۔

ترجمہ : تیرے غم، جس سے دونخ بھی خوف کھائے، کے دامن میں آتش زہاں کا پانی ہو کر اچھل کر پڑا ہے۔ یعنی تیرے غم محبت میں وہ گرمی ہے کہ بڑے بڑے آتش زہاں بھی اس سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

میانت پائے لغز موشکافاں دہانت چشم بند کھتہ دانی

لغت : میانت: تیری کمر۔۔۔ موشکافاں: بڑے بڑے کتہ رس یا پل کی کھل دکھانے والے۔۔۔ پائے لغز پاؤں کے لغزش کھانے کا باعث۔۔

ترجمہ : تھری کمرے بڑے بڑے موشکافوں کے پاس کی لغزش کا باعث بنتی ہے، جبکہ تھرا دہیں دیکھ کر کتہ واغوں کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔  
 محبوب کی بہت بڑک کمرہ و رست چھوٹے منہ کی بات کی ہے۔

بقول شاعر!

میاں سختے ہیں تھرے بھی کمر ہے کمال ہے، کس طرف کو ہے کدھر ہے  
 دل از داغیت بسلا گل فروشان تن از زخمت رداے باغیاں

نعت : رداے چادر۔۔ بسلا: ہڈی۔۔

ترجمہ : تھرے داغ بہت کی وجہ سے دل کی کیفیت کچھ دیکھی ہے جیسے پھول بچے واغوں نے پھولوں کی پٹائی بچھا رکھی ہو، جبکہ جسم تھرے  
 زخم بہت کی وجہ سے باغیاں کی چادر دکھائی دیتے ہیں۔ بہت میں واغوں اور زخموں کی کثرت کی بات کی ہے۔

سگ کوے ترا در کاسہ لیسے لب پر دعوئی شیریں دہاں

نعت : کاسہ لیسے: پیالہ چائے کا گلاس۔۔

ترجمہ : تھری گل کے گتے کے ہونٹ پیالہ چائے چائے شیریں ہو جاتے ہیں کہ وہ شیریں دہن ہونے کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔

سر را ترا در خاک روئی نسیم پرچم گیتی ستاں

نعت : خاک روئی: خاک صاف کرنا۔۔ نسیم پرچم: جھڑے کی ہوا۔۔ گیتی ستاں: گیتی سحر کی جگہ، دنیا کو گھر کرنے والے، سحران،  
 فرماں روا بننے۔۔

ترجمہ : بڑے بڑے قاتلوں کے پرچم پٹے سے پیدا ہونے والی ہوا تھرے راستے کے گرد غبار کو اڑا کر تھری رنگدہن کی منقش کا سلاخ کرتی  
 ہے۔

بہ ہشتی بانی لطف تو امید قوی بچوں نعل سخت چہاں

نعت : ہشتی بانی: سلاخ، ہڈی، تھوڑی۔۔ نعل: فطرت، طبیعت۔۔

ترجمہ : تھرے لطف و نوازش کی مدد سے امید سخت چاہ لوگوں کی طبیعت کی امید قوی ہو جاتی ہے۔ (سخت چاہ: جو بڑے بڑے دکھوں کو  
 ٹھکرو و شکنی سے برداشت کرتے ہیں)۔ اس شعر میں گویا خدا سے خطاب ہے اور رنگے شعر میں بھی۔

بہ بلادستی غفو تو عسیر زبوں، بچو نشت ناتواں

نعت : بلادستی: زبردست ہونا۔۔ غفو: غلطی، بکشتی۔۔ عسیر: گھلا۔۔ زبوں: لاغر۔۔

ترجمہ : تھری خطا بکشتی کچھ اس حد تک زبردست و طاقتور ہے کہ گھلا اس کے آگے یوں زبوں نظر آتا ہے جیسے کوئی لاغر کمزور انسان اپنی  
 جگہائی سے عاجز آکر چڑھ رہا ہو۔

زناحق کشکشاں راضی بجاہت کہ غالب ہم یکے باشند از آہاں

نعت : زناحق کشکشاں: جو ناقص مارے گئے ہوں، یا جنہوں نے ملاجہ چاہ دے دی ہو۔۔

ترجمہ : تو ناقص مارے گئے لوگوں سے اس لئے دل و جان سے لڑش ہے کہ غالب بھی ان میں سے ایک ہے۔ خود کو بہت میں زناحق کشکشاں  
 قرار دیا ہے۔

## غزل #5

خلاق شد طاقت ز عشقت بر کراں خواہم شدن  
میراں شو ورنہ بر خو میراں خواہم شدن  
نعت : خالق شد: جواب دے مکی، ختم ہو گئی ہے۔۔۔ بر کراں: کنوارے کنوارے مکی۔۔۔

ترجمہ : ختم ہونے میں میری طاقت جواب دے گئی ہے۔ اب میں اس (محقق) سے کنوارے مکی اختیار کر لوں گا۔ تو مجھ پر میراں ہو جاوے  
میں خود اپنے پر میراں ہو جاؤں گا۔ یعنی محقق سے جو سراسر آنکھوں اور مصائب کا باعث ہے، کنوارے مکی کر لینا خود پر میراں ہونا ہے۔ محبوب  
اگر میراں نہیں ہو تا، ہم نہیں کرتا تو عاشق خود پر ختم کھائے۔

خار و خس ہر کہ در آتش سوخت آتش می شود  
مردم از ذوق بست چنداں کہ جاں خواہم شدن  
نعت : ہر کہ: ہر گاہ، جب بھی، جب۔۔۔ چنداں: اس قدر۔۔۔

ترجمہ : خار و خس (خار و گھاس) بجھے، جب آگ میں جل جاتے ہیں تو وہ آگ ہی کی صورت ہو جاتے ہیں۔ میں ختم ہونے کی قدرت (ذوق) سے  
کچھ اس حد تک بے جاں ہو گیا ہوں کہ سر یا جاں ہی جہاں کچھ پہلے صبر سے میں مثل دے کر گویا خود کو بجھنے سے اور محبوب کے ہر حال کے  
ذوق کو آتش سے تشبیہ دی ہے۔ اس شعر میں صنعت تشبیل آگئی ہے۔

در تب اند از تاب رشک طاقت نظارہ ام  
خوش بیا کامشب بخت و شرم خواہم شدن  
نعت : در تب اند: آگ میں ہیں، جل رہے ہیں۔۔۔ تب: قوت برداشت۔۔۔ کامشب: کراہش، کراہش کہ آج رات۔۔۔

ترجمہ : مجھ میں جو ختم ہونے کا نظارہ حسن کی تاب و طاقت ہے، میرے دشمن ارقیب اس پر رشک کی وجہ سے گویا آگ میں جل رہے ہیں۔ تو  
خوشی سے آگ آج رات میں ختم ہونے سے جل جاتے گا اور یوں ان کے لئے بخت ہی جہاں گا ان کے لئے بخت کا سامن کر دوں  
گا۔ دوسرے نظموں میں عاشق کا جہاز قیوں کے لئے جہی خوشی کا باعث ہو گا۔

محو کشتم در تقاضاں بر تمام الحالت  
گر بہ ہشتم چادری خراب کراں خواہم شدن  
نعت : بر تمام: میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ ہشتم: مجھے آنکھوں میں۔۔۔ خواب کراں: کمری خیز۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) میں تو ختم ہونے (پانی بوجھ کر غفلت کا اعتماد کرنا) میں مست ہوں، میں تیری توجہ اور میری کی تک نہیں لا سکتا  
اگر آپ تو مجھے اپنی آنکھوں میں بھی جک دے گا۔ تو مجھے وہی اپنی آنکھوں میں ابھی کمری خیز آجائے گی۔ گویا محبوب کے تقاضاں میں عاشق کی  
جو محبت تھی وہ محبوب کے الحالت پر بھی برقرار رہے گی۔

آہم از شرم وفا و از خودم پا در گل است  
تک نہ چادری کہ از کسیت رواں خواہم شدن  
نعت : پا در گل است: پانی دلدل میں ہیں، مڑا پھنسا ہوا، مجبور۔۔۔ آہم: میں پانی پانی ہو گیا ہوں۔۔۔ نہ چادری: تو خیال نہ کرے نہ  
کچھ۔۔۔ کسیت: جھرا کوچ۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی وفاداری پر شرمندہ ہوں اور اس شرمندگی کے باعث پانی پانی ہو گیا ہوں اور خود ہی اس دلدل میں پھنس کے رہ گیا ہوں۔  
تمام تو کہیں یہ خیال نہ کرنا کہ میں ختم ہونے کو ہے چلا جاؤں گا۔ گویا عاشق کی وفاداری اس کی ایک مجبوری ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتا  
نہ دلتا نہ لگانا بھی چاہے تو نہیں نکل سکتا۔

چویش خود بسیارم و بسیار مشتاق توام  
تا کجا صرف گداز استحقاں خواہم شدن

نعت : بسیار : میں بہت ہوں، بھاری، بھر کم ہوں۔۔۔ بسیار : بہت۔۔۔ صرف گواہ احقنہ : آزمائش کی پیمائش میں طرح یعنی نعم ہوتا۔۔۔  
ترجمہ : میں خود بھی بھاری بھر کم ہوں اور اسی قدر تمہارا حلق بھی ہوں، دیکھیں کب تک میں اس آزمائش کے گواہ میں صرف ہو آچلا  
جاؤں گا۔ یعنی میرے حلق کی گری میں یکمل رہا ہوں اور حلق کی اس آزمائش پر پورا ہاتھ کے لئے قسم بھی نہیں ہونا چاہتا۔

گرم باد از نغمہ بزم دعوت بل ہوا ساز آواز نکست استخوان خواہم شدن  
نعت : گرم باد : اللہ کرے دھاتی پر رہے۔۔۔ ساز : فرضی پر نمودار ہڈیاں کھاتا ہے اور جس کے پر وہاں کھاد یہ ہمارا کھجا جاتا ہے۔ نکست  
استخوان : ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ۔۔۔ بل : ہلکا ہلکا ہے۔۔۔

ترجمہ : میری ہڈیاں (حلق میں کھوئے رہنے کے باعث) ٹوٹ گئی ہیں اور ان کی اس ٹوٹ پھوٹ میں ساز کی سی آواز پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ  
کرے میرے اس ساز کے ٹھوس سے ہلکا کی دعوت کی بزم دھاتی پر رہے۔ یعنی اس کے لئے کوئی سلطان فراہم ہو جائے۔

پاہوس خویش است واز وفا بیگناہ است مہر کم کن ورنہ بر خود بد گیل خواہم شدن  
نعت : خوشی است : اپنا ہے، عزیز ہے۔۔۔

ترجمہ : حسن ہوس کا اور وفا ہے بیگناہ ہے۔ تو مجھ سے محبت کم کر دے (تاک کر دے) اور میں خود پر بد گیل ہو جاؤں گا۔ یعنی محبوب  
ہوس پیش لوگوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے، جبکہ مجھے عاشق کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔ اسی حوالے سے شاعر یعنی عاشق کہتا ہے کہ اسے  
محبوب تو مجھ سے محبت بھروسے اور میں بھی خود کو ہوس پیش کھٹے لگوں گا۔

بسکہ فکر معنی نازک ہی کلہ سوا شہادہ اندیشہ را موسے میاں خواہم شدن  
نعت : بس کہ بہت۔۔۔ معنی نازک : لطیف افکار (شعروں میں پیش کرتا)۔۔۔ ہی کلہ : دیکھ کر آتا ہے۔۔۔ اندیشہ : فکر، سوچ۔۔۔ موسے  
میاں : کمر کا بل، مراد ہل کی طرح (یعنی نازک کر۔۔۔

ترجمہ : میں معنی نازک کی فکر اور سوچ میں بہت ہی دیکھ ہوا جا رہا ہوں (یعنی اس میں بہت کھو رہا ہوں) اگر یہ سلسلہ ہی جاری رہا تو میں فکر  
کے مجھ سے کی کمر کا بل بن جاؤں گا۔ یعنی جس طرح صیغوں کی کمر نازک اور پتلی ہوتی ہے، اس فکر کی بنا پر میں بھی بے حد چکا دیکھ ہو جاؤں  
گا۔

لذت زخم چو خون، غالب در اعضای دور رنج اگر این است راحت را خیل خواہم شدن  
نعت : لذت : لذت ہے۔۔۔ خیل : خاصیت۔۔۔

ترجمہ : غالب : میرے زخم کی لذت میرے اعضاء جسم کے حصے میں خون کی طرح دوڑ رہی ہے اگر رنج و غم اسی کو کہتے ہیں تو پھر میں  
راحت کا خاص (خاصیت دینے والا) ہوں۔ گویا میرے لئے غم سے بڑھ کر اور کوئی راحت نہیں۔

## غزل #6

دل زان مژہ تیز بیک بار کشیدن دامن بہ درشتی بود از خار کشیدن  
نعت : زان : ان کے اس سے۔۔۔ درشتی : سختی، زور۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی چٹکی پکوں سے دل ایک دم کھینچ لیتا اسی طرح ہے جسے کانٹے میں الجھے پک کو زور سے کھینچ لیتا کہ اس طرح وہ بہت

ہا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی ان دلکش نیکیوں سے ایک دم نظر پھیر لینا بہت مشکل ہے۔ دوسرے مصرعے میں مثال سے ایسی بات واضح کی ہے۔ اس طرح اس میں صنعت تشبیل آئی ہے۔

دارم سرا میں رشتہ بدافشاں کہ ز دیرم ناکوب توں ہر چہ ز تار کشیدن

لغت : بدافشاں : بد فتنہ، اس طرح سے۔۔۔ دیرم : دیر، بے شک سے۔۔۔

ترجمہ : میں نے فکر کے اس دھاکے کو کچھ اس طرح پکڑ رکھا ہے کہ مجھے زار و تاروں کا مقدس دھماکا کے ساتھ سمجھنے ہوئے دیر سے کعب تک لے پایا جاسکے۔ گویا فکر اور ایمان کے درمیان وہ حقیقت کوئی حاصل نہیں ہے۔ فارسی کے شاعر ناسخ نے اس قافیے کو "ایک قدم" کہا ہے۔

میان کعب ویت خان عرصہ یک گام

ورخلد ز شادی چہ رود بر خرم آیا چوں کم نشود بارہ ز بسیار کشیدن

لغت : ز شادی : خوشی سے۔۔۔ چہ رود : کیا گزشتہ کی، کیا کیفیت طاری ہو گی۔

ترجمہ : دیکھیں جنت میں خوشی کے بارے میں کیا حال ہو آ ہے، کیونکہ وہاں شراب بہت پینے کے باوجود کم نہ ہو گی۔ شراب سے مزاد شراب بطور پاک شراب ابے جو حال بہت کو برقرار رہے گی۔ ظاہر ہے ایک بخوار کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔

حق گویم و تلوں بہ زبانی دم آزار یارب چہ شد توں فتویٰ بر دار کشیدن

لغت : حق گویم : میں سچ کہتا ہوں، حق بات کہتا ہوں۔۔۔ بر دار کشیدن : سولی پر لٹکانا، حضور کو "مکالماتی" کہنے پر سولی پر لٹکایا تھا۔۔۔

ترجمہ : میں حق بات کہتا ہوں لیکن تلوں میری زبان کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ یارب ! (حق بات کہنے پر سولی پر لٹکانے کا فتویٰ کیا ہوا۔ حضور نے "مکالماتی" میں حق ہوں، کہا اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اب میری حق بات کا تلوں کو گم برداشت نہیں کر رہے اور میری زبان کو سزا کا مستحق سمجھتے ہیں، گویا اب میرے لئے مذکورہ فتویٰ ہونے والا ہے یا ہو جائے۔

گنجینہ حسن است طلسمی کہ کسی از دے چوں عقدہ نیارو مگر از تار کشیدن

لغت : گنجینہ : خزانہ۔۔۔ طلسمی : ایک ایسا جادو۔۔۔ عقدہ : گانچہ، گروہ۔۔۔

ترجمہ : گنجینہ حسن ایک ایسا طلسم ہے کہ اس سے گرد کی طرح سولی کو دھاکے سے نہیں لٹکا جاسکتا۔ دھاکے میں گرہ پڑی ہو یعنی اس میں الجھا ہو تو سولی کا تار سے لٹکا مشکل ہو آ ہے، اسی طرح گنجینہ حسن ایک ایسا طلسم ہے جسے کھول کر دیکھنا ممکن نہیں۔

ز آسائش دل گرچہ مرادم دگرے نیست بارے نفس چند چہ خنجر کشیدن

لغت : مرادم : دگرے نیست : میری کوئی اور مراد نہیں ہے۔۔۔ بارے : ہر حال، نام۔۔۔ خنجر : خنجر، طریقہ، طریقہ۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ دل کی راحت و آسائش سے متعلق میری کوئی اور مراد نہیں ہے، تاہم اتنا تو یہ کہ چند سانس طریقے سے لئے جاسکیں۔ یعنی زندگی کے ہر چند سانس میں وہ دھمک کے ہوں، ان سے تکلیف کا کوئی سبب نہ ہو۔

از بس کہ دل آویز بود جادو رابض زحمت دہم پائے ز رفتار کشیدن

لغت : از بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔ جادو رابض : اس کے راستے کی پھرتی، روشنی، ذکر۔۔۔ پائے ز رفتار کشیدن : چلتے چلتے رک جانا، ٹھہر جانا۔۔۔ زحمت دہم : مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے راستے کی فکر کچھ اس قدر دل آویز ہے کہ میرے لئے وہاں رکنا تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ یعنی میری چاہتا ہے کہ میں

اس جہلی پہنارہوں۔

از مطلع : گنبدہ نیم پارہ لعلے در رشتہ دم گوہر شہوار کشیدن

ترجمہ : مطلع : گنبدہ نیم پارہ لعلے در رشتہ دم گوہر شہوار کشیدن : قیمتی موتی پر دھند۔  
ترجمہ : دھانکے میں قیمتی موتی پر دے پڑے (پڑے وقت) میں لعل کے ٹکڑے جیسا ایک روشن مطلع اس دھانکے (میں) پر دھانکے۔ کیا اس قول کے ہائی اشارہ گوہر شہوار ہیں اور اب دوسرا مطلع کہ کر شہوار میں لعل کا اضافہ کر رہا ہے۔

دریاب کہ با ایں ہمہ آزار کشیدن لب بی گزم از کار بہ زلف کشیدن

ترجمہ : دریاب : پائے جان لے۔۔ آزار کشیدن : دکھ تکلیف اٹھانا۔۔ لب بی گزم : کانٹا ہوں۔۔ از کار بہ زلف کشیدن : کسی کام سے بھگ آ کر پھاٹک۔

ترجمہ : ہن لے کہ میں تیرے ساتھ جو دو قسم اٹھانے کے باوجود ان سے پھانگتے ہوئے بھی رانوں سے اپنے ہونٹ کانٹا ہوں۔ یعنی تیرے انہر دو قسم کے باوجود مجھے چھانگتے میں بھی دکھ ہو آئے مجھے ہن سے لذت حاصل ہوتی ہے۔

چن وادغم کہ پس از من زک خواسی ثقلت زگراں جانے اغیار کشیدن

ترجمہ : گراں جانے اغیار : میوں یعنی رقیبوں کی سخت جہلی۔ ثقلت : ثبات، شرمندگی، عداوت۔ وادغم : مجھے رلک ہے۔

ترجمہ : میں نے تو جان دے دی ہے لیکن مجھے اب یہ رلک تھانے جا رہا ہے کہ میرے بعد کون ہو گا جو رقیبوں کی سخت جانی دیکھ کر عداوت و شرمندگی کا کارہ ہو اگرے گا یعنی میں نے تو جبری محبت میں جان دے دی ہے لیکن رقیب ایسے سخت جان ہیں کہ ان پر جبری محبت کا کوئی اثر نہیں۔ میرے بعد کون چھانٹے آئے گا ان کی یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہو گا۔

مشفق قبول من و دل تب نیارو آری زلب نازک دلدار کشیدن

ترجمہ : میں قبول (کسی بات کو) کا حلق ہوں لیکن میرے دل میں اتنی لب و لعلات نہیں ہے کہ دو دل دار کے ہونٹوں سے "ہاں" کا لفظ نکلاوے۔ یعنی اگرچہ میری خواہش ہوتی ہے کہ میں محبوب سے اپنی کسی بات کا جواب "ہاں" میں سنوں لیکن میرا دل اس کے نازک ہونٹوں کو اس کی زہمت و عداوت برداشت نہیں کرتا۔

من کافر زنماری شاکم بمن اوزو سے در رمضان بر سر بازار کشیدن

ترجمہ : کافر زنماری : وہ کافر ہے نہ حاصل ہو۔ بمن اوزو : مجھے زیب دتا ہے۔

ترجمہ : میں بادشاہ کا کافر زنماری ہوں اس لئے رمضان کے مہینے میں سرعام شراب پینا مجھے زیب دتا ہے۔

فرجام : خن گوئی غالب جو گویم خون جگر است از رگ گفتار کشیدن

ترجمہ : فرجام : اچھا صلہ، نتیجہ۔

ترجمہ : میں تجھے غالب کی شاعری یا غزلی کے سلسلے کے بارے میں پتاؤں؟ آگاہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اپنی رگ گفتار سے کہا خون جگر پینا ہے۔ یعنی شاعری کوئی آسان کام نہیں اس میں شاعر کو اپنا خون جگر پینا ہے۔ بقول میر تقی میرا

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے درد و غم جمع کئے کتنے تو دیوان ہوا

حالا

خنگ میروں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت

ی نیم در زیر پائے فکر کرسی از سپر      باکیت ی آودم یک معنی بر جنت راہ

## غزل # 7

دلک غنم پدیت نہ شد ہوں است ایں      تنکلبہ سر جوش گداڑ نفس است ایں  
لغت : تنکلبہ : کڑواہلی۔۔۔ سر جوش : جھاک، میل۔۔۔ گداڑ : بگلاہٹ۔

ترجمہ : میری شامی پر دلک کس لئے؟ یہ کوئی ہوس کاشد میں ہے۔ یعنی یہ ایسا چیز نہیں جس کی ہوس کسی کے لئے ضدی ہی ملے  
کاہٹ جنت۔ یہ گداڑ از نفس کے سر جوش کا کڑواہلی ہے۔ یعنی شام کو بڑی تحیروں سے گدرا پڑتا ہے۔ اس شعر میں دی پلٹ بدل کر کہی  
ہے جو غزل کے قطع میں کہی ہے۔

اے چالہ جگر در تنگن دام مینشایں      سرمایہ آرائش چاک نفس است ایں  
لغت : جگر مینشایں : جگر کا خون نہ بہا۔۔۔ تنگن دام : جال کے طے۔۔۔ چاک نفس : بھرے کی سلاخوں کے درمیان سوراخ۔

ترجمہ : اے چالہ تو اپنا خون جگر جال کے طے ہی میں نہ بہا۔ یہ اخون جگر تو چاک نفس کی آرائش کا سرمایہ ہے (اے وہی ہلاک نگا  
یعنی جال گویا میری کاہٹ ہے) اصل مقام میری تو نفس ہے۔ اگر میں اس سرمایے اپنے لالہ و فدا جال پر ہی غم کر دیا تو نفس کے لئے تو کچھ  
بھی نہ بچے گا۔

غم، بیکارم خزا و تن زان کہ دریں وقت      ہرگز نہ شام کہ چہ بود و چہ کس است ایں  
لغت : خزا : حسینہ، ریشم۔۔۔ تن زان : خاموش ہو جا۔۔۔ چہ بود : کیا تھا۔

ترجمہ : میں مست ہوں اور میری آغوش میں ریشم ہے۔ تو خاموش ہو جا میں اس عالم میں بالکل نہیں پہچان رہا کہ یہاں کیا تھا اور یہ کون  
ہے۔ گویا محبوب، عاشق کی آغوش میں ہے اور اس بظاہر اس پر مستی کا عالم طاری ہے اور یوں وہ اپنے دامن دامن باہول سے بالکل بے خبر  
ہے۔

واعظا خن از توبہ گویں کہ پس از سے      دست دہنے آب کشیدیم بس است ایں

ترجمہ : اے واعظ! تو توبہ کی بات نہ کر، کیونکہ شراب پینے کے بعد ہم نے اپنے منہ دھو لئے ہیں اور توبہ کے سلسلے میں اتنا ہی کافی ہے۔  
یعنی مکمل طور پر توبہ سے قوم شراب سے عہد ہو جائیں گے۔ گویا بھل شاعر:

رات کو خوب ہی پل صبح کو توبہ کر لی۔      رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

تقویٰ، اثر سے چند بہ عمر و گریست اش      نازم سے مضغش چہ بلا زود رس است ایں

لغت : سے بے غش : خاص شراب۔۔۔ بہ عمر و گری : دوسری زندگی (بعد از قیامت کی زندگی)۔

ترجمہ : تقویٰ؟ (تقویٰ کچھ ایسی کیفیت ہے جس کے چند اثرات دوسری زندگی سے وابستہ ہیں۔ اس کا اثر آگے چل کر ظاہر ہو گا۔) تجھے  
تو آلودگی سے پاک شراب پر ناز ہے کہ وہ کس قدر زود رس یعنی جلد مل جانے والی ہے اور ہمیں اس دنیا میں میرا جاتی ہے۔



پانیر نہ شلّی و ہما نیز نیرزی یک آن گل و خار آرد و نیرین و نس است این

نعت : نہ شلّی، شلیاں والا کٹی نہیں ہے۔۔۔ نیرزی: مناسب والا کٹی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : نہ تو رقیب کے شلیاں والا کٹی ہے اور نہ ہمارے ہی کے مناسب و مزاوار ہے، یعنی رقیب اور ہم تہری شان کے شلیاں نہیں ہیں، اس لیے کہ اگرچہ اور رقیب کا ساتھ چاہی ہی ہے جیسے بھول اور کانٹے کا ساتھ ہو اور اٹار اور تھرا ساتھ لیا ہی ہے جیسے نیرین اور نس کا ہو۔ رقیب کو کانٹے سے اور خود کو شس سے تھیلے دی ہے۔

لب برب دلبر نیم و جاں سپارم ترکیب کے کردن صد مختص است این

نعت : جاں سپارم: جاں دے دوں۔۔۔ صد مختص: نیکوں اہتمام میں۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے ہونٹ محبوب کے ہونٹوں پر رکھوں اور پھر جاں دے دوں۔ نیکوں اہتمام کو مرکب کر کے ایک اہتمام کی صورت دینا یہی ہے۔ یعنی اس حالت میں جاں دے دینا سوا اہتمام کی ایک اہتمام ہے، بہت بڑی اہتمام ہے۔

شورے ست ز خواہاں دن تہازہ بمنزل امانت یہ دم سازی ہانگ جرس است این

نعت : خواہاں دن: سلام۔۔۔ تہازہ: تیز دوڑنے والی اونٹنی۔۔۔ دم سازی: گل کر گانے کی حالت یا گانے میں ساتھ گانا اس ایک۔۔۔ ہانگ جرس: گانے کی روانگی کے موقع پر گانے کی آواز۔۔۔

ترجمہ : (میں نے جو اونٹنی پر اپنی تہازہ کو سلام کیا ہے تو اس پر ایک شور مچ گیا ہے، کیا یہ ہانگ جرس کی دم سازی کے لیے نہیں ہے؟ گویا یہ شور ایک طرح سے ہانگ جرس کی کیفیت لے کر ہوئے ہے۔

داغ دل طالب بہ دوا چارہ پذیر است این راچہ کمنہ چارہ کہ مشکیں غس است این

نعت : چارہ پذیر: طالب کے لائق، جس کا علاج ممکن ہے۔۔۔ مشکیں: سیاہ۔۔۔

ترجمہ : طالب دل کے داغ کا علاج دوا سے ممکن ہے، لیکن اس کا کیا علاج کہوں کہ اس کا داغ سیاہ گس ہے اس کا علاج ممکن نہیں۔۔۔

## غزل #8

بس کہ لہریز است زانودہ تو سر تا پا کے من تار می روید چو خار مای از اعضاے من

نعت : می روید: چھوٹا ہے، آگیا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا سر پہ او را دودہا تو میرے غم محبت سے بہت اس حد تک لہریز ہے کہ میرے بالے میرے اعضاء سے بھل کے کانٹوں کی طرح پھٹتے ہیں۔ بھللی کا سارا دودہا کانٹوں سے پر ہوا ہے۔ گویا عاشق کا دودہا ان کانٹوں کی طرح جیسے والے جوں سے ہمارا چاہے۔ رنج و غم سے پر جانوں کی کھٹ کی بات کی ہے۔

مست در دم ساز و برگ انعام تار است بے غلغلوں بر نیاید پلاہ از صناع من

نعت : برگ انعام: میرے نیک (محبت باب) ہونے یا ہوش میں اسے کا ساز و سلان۔۔۔ بے غلغلوں: نونے بغیر۔۔۔ پلاہ: باہر نہیں آئی۔۔۔

ترجمہ : میں غلغلوں کے درود غم میں گویا ہوا (دہوش) ہوں، مجھے ہوش میں لانے کا ساز و سلان میرے غلے ہیں۔ گویا میری صراحتی نونے غلیر

اس سے شراب باہر نہیں آئی۔ دل کے ٹوٹنے کو صوابی کے ٹوٹنے سے اور نالہ کو شراب سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ میرا دل ٹوٹنے لگے تو میں بدوش میں آتا ہوں۔ اس طرح آٹائے کو بدوش کی کٹائی کا ہے۔

فصلے از باب شکست رنگ انشا کردہ ام می توان باز درونم خواند از سیلے من  
لغت : فصلے: ایک باب، کتب کا ایک حصہ۔۔ شکست رنگ: رنگ کا اڑنا، یعنی ایک رنگ آٹا ایک ہلکا۔ انشا کردہ ام: میں نے تحریر کی ہے۔۔ سیلے من: میری پیشانی۔

ترجمہ : میں نے اپنے شکست رنگ کے باب کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر تحریر کیا ہے۔ چنانچہ میری پیشانی سے میرے دل کا راز پڑھا جاسکتا ہے۔ گویا میرے چہرے کے ایک رنگ آٹے ایک رنگ جانے سے میرے دل کی کیفیت و حالت کا راز اذکلیا جاسکتا ہے۔

رقم از کار و بہل در فکر صحرا گردیم جوہر آئینہ زانوست خارپایے من  
لغت : رقم از کار: میں بیکار ہو کر رہ گیا ہوں۔۔ آئینہ زانو: مڑا آئینہ عام طور پر زانو پر رکھ کر دیکھا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : میں بے کار رہے پس ہو کر رہ گیا ہوں لیکن بنو زنی صحرا نوردی کی فکر میں ہوں (میرے دل میں صحرا نوردی کا شوق ملتا ہوا ہے)۔ میرے پاؤں کا لانا صحرا نوردی کے وقت پاؤں میں رہ گیا تھا اب میرے آئینہ زانو کاٹو ہر چمک اٹھ گیا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لانا ٹھکے صحرا نوردی کی لغت کا احساس دلا رہا ہے اور اس طرح پھر ٹھکے صحرا نوردی پر آکسا رہا ہے۔ ہر آئینہ زانو سے مزاحیہ حالت فکر میں سر زانو پر رکھے ہوئے۔

دانش در انتظار غیر و عالم زار زار وایے من گرفت باشد خوابش از غمکے من  
لغت : دانش: میں جانتا ہوں۔۔ عالم: میں زار و فقار و دروہا ہوں۔۔ وایے من: افسوس ہے ٹھیک۔۔

ترجمہ : میں یہ جان کر کچھ کہ کہ میرا محبوب رقیب کے انتظار میں ہے میں زار زار کہہ رہا ہوں۔ افسوس ہے میری اس سوچ پر اگر میرے اس شور پر اس کی نیند اڑ گئی ہو؟ گویا محبوب عوامی رہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ گائے پر وہ پھر رقیب کا خطر رہے گا وہ عاشق کے لئے ایک ناقص برداشت ہوت ہے۔

بس کہ ہاں از تب و تلم سراسر آتش است بر ہوا چوں دود لرزد سلیہ در صحرائے من  
لغت : ہاں: صحرا، جنگل۔۔ دود: دھواں۔۔ سراسر: پوری طرح۔۔

ترجمہ : میرے عشق کی گری بکھ اس حد تک ہے کہ صحرا اس سے سراسر آگ بن گیا ہے، چنانچہ میرے صحرائیں سائے ہوا پر اٹھاپا دھواں کی طرح لرز رہے ہیں۔ گویا سائے اس گری سے بچنے کے لئے ترپے ہوئے ٹوہ کو جا رہے ہیں۔

زلف می آراید و از ناز باوم نی کند در خم آں طرہ خالی دیدہ باشد جالے من  
لغت : می آراید: آراستہ کرنا یا سنوارنا ہے۔۔ باوم نی کند: ٹھکے یا کر رہا ہے۔۔ خم: چھ، نیوڑہ، مکی۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اپنی زلفیں سنوار رہا ہے اور اس موقع پر بڑے ناز سے ٹھکے یا کر رہا ہے۔ گویا اس نے اپنی زلفوں کے خم میں میری جگہ خالی دیکھی ہوگی۔ اسی چھ و خم میں ٹھکے امیر کرنے کے لئے اس نے ٹھکے یا کر رکھا۔

خاطر منت پذیر و خوشے نازک دادہ ای گر بہ بخشی شرمسارم، ورنہ بخشی وایے من  
لغت : خاطر منت پذیر: اصل ماننے والا۔۔ ورنہ اور اگر۔۔ خوشے نازک: نازک مڑی۔۔

ترجمہ : اے اے خطاب ہے اتنے ٹھکے منت پذیر دل اور اس کے ساتھ نازک طبعی سے نوازا ہے اگر تو بخش دے تو میں شرمسار ہوں گا

اور اگر نہ تھے تو تجھ پر بہت افسوس ہے۔ یعنی اپنی ہارک طبعی اور ہارک حوالی کے باعث تجھے اس بات کا دکھ ہو گا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانے بلکہ انھوں کی مزاحمت سے بے غرضی کی کامیابی ہوئی کہ اس کا حدود یہ کیسے سوں گا۔

ماتے ضبط شرر کدوم چپاس غم ولے غول چکیدن وارو اکنوں از رنگ خارے من  
لف: چپاس غم کے لحاظ سے۔۔ چکیدن: چپکا۔۔ رنگ غم: سخت چمکی رنگ، مہربان، مضبوط۔۔

ترجمہ: میں نے ایک مدت تک چپاس غم، شرر کو ضبط کئے رکھا، یعنی اپنی چنگاریاں برسانے والی فریادوں اور آہوں کو روکے رکھا، لیکن اب تو میرے سخت چمکی رنگ سے غول چپے دلا ہے۔

در ہجوم غفلت از بس خویش را گم می کند قطره در دریاست کوئی سلیہ در شمسائے من  
لف: ہجوم غفلت: تارکی کی غفلت ہے حد تارکی۔۔ از بس: بہت۔۔

ترجمہ: میری راتوں میں سائے کی وہی کیفیت و حالت ہے جو سمندر میں قطرے کی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ یعنی سلیہ ہے پناہ تارکی میں خود کو بڑی طرح کھو بیٹھتا ہے۔ رات کی ہے حد تارکی کی بات کر کے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس میں سلیہ نظر نہیں آئے۔ دوسرے لفظوں میں رات کی یہ تارکی خود سائے کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ غالب اس استعارے سے اپنی بے حد بد نصیبی کا ذکر مقصود ہے۔

حسن لفظ و معنی غالب گواہ باخلق است بر عیار کامل نفس من و آبائے من  
لف: گواہ باخلق: بولا ہو اگر وہ جسے بخلائی ممکن نہیں۔۔ عیار کامل: مکمل کوئی، کھرا کو ہر کئے کا معیار۔۔

ترجمہ: اے غالب! میری شاعری کے الفاظ و معانی میں جو حسن و خوبی ہے۔ وہ میرے اور میرے آباؤ اجداد اور ان کے عیار کامل پر ایک بولا ہو گا ہے۔ اپنی شاعری کے حوالے سے اپنی اور اپنے اصناف کی عظمت اور بوقا رہنے کی بات کی ہے۔

## غزل 9

خوش بود فارغ ز بند کفر و ایمان زبستن حیف کافر مردان و آو خ مسلان زبستن

لف: بند کفر و ایمان: کفر اور ایمان کی قید، بند من الجہنم۔۔ زبستن: بچہ زندگی بسر کرنا۔۔ حیف: افسوس۔۔ آو خ: افسوس۔۔

ترجمہ: کفر اور ایمان کی قید یا بند من سے آزاد رہ کر زندگی بڑے طے اور سکون سے گذارتی ہے۔ کافر ہونے کی حالت میں مرنے کا قتل افسوس ہے اور مسلمان رہ کر زندگی بسر کرنا بھی لائق افسوس ہے۔ گویا کفر و ایمان کے الجھنے میں پڑ کر انسان حقیقت مطلق تک رسائی نہیں پاسکتا البتہ اللہ اپنی زندگی کو تحریروں کا شمار دیتا ہے۔ فراغت و سکون کی زندگی انہی کو بھیر آتی ہے جو اس الجھنے سے آزاد ہیں۔ بہت سے شعرا نے اس موضوع پر اپنے اپنے انداز میں بات کی ہے۔ خلاصہ یہی مراد ہے:

مومن ز دیں برآمد وصفی ز اعتقاد ترسا محمدی شد عاشق اہل کہ بہت

معنی:

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیہ عداوت

خود غالب نے اس سے پہلے یوں کہا ہے:

مقصودا نہ دیو و حرم جز جیب نیست ہر جا کنیم سجدہ ہاں آستان رسد  
کفر و دین چیت جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شو  
جہدہ ہر فی ثار و کثر ہمیں شہادے پارسطہ بہت کی ہے :

بکوسے عشق یا قصر شہل یا کلبہ و دولش فروغ دوستی خواہی تو خواہ آنجا و خواہ اینجا  
شیوہ رندان بے پروا خرام از من پھر اس قدر دانم کہ دشوار است آسان ز یستن

لغت : بے پروا غلاما بے پروائی سے راہ زندگی پر چلنے والے۔۔۔ شیوہ : نمونہ : انداز : طور۔۔۔ پھر : متاخر : متاخر۔۔۔

ترجمہ : بے پروا خرام رندوں کے زندگی گزارنے کے ذمہ کے بارے میں غم سے متاخر ہے۔۔۔ گھٹے تو میں آقا ہے کہ آسان زندگی  
(بے پروا غلامی) گزارنا بڑا دشوار ہے۔ گویا راہ زندگی میں کھن سرے آتے ہیں جن کی وجہ سے بے پروا غلاموں یعنی ایسے رندوں کو ڈاکو  
اٹھانے پڑتے ہیں۔

برو گوسے خری از ہر دو عالم ہر کہ یافت در بیابان مردن و در قصر و ایوان ز یستن  
لغت : برو گوسے خری : خوشی و مسرت کی گیند لے گیا یعنی جیت گیا کامیاب ہو گیا۔۔۔

ترجمہ : ہر وہ شخص جو بیابان میں محراب یعنی جس نے بے سرو سامانی کی زندگی گزار لی لیکن اپنی زندگی میں بارہا ہوں سمجھتا رہا ہے وہ محل اور  
ایوان میں زندگی بسر کر رہا ہے اس نے دونوں عالم سے خوشی کی گیند جیت لی۔ یعنی وہ دونوں جہانوں میں خوشی و مسرت کے حصول میں  
کامیاب رہا یا اسے دونوں جہانوں کی سرسختی حاصل ہو گئیں۔

راحت جلود ترک اختلاط مردم است چوں خضر باید ز چشم خلق پنہاں ز یستن  
لغت : راحت جلود : جیت جیت کا سکون و آرام۔۔۔ اختلاط : میل ملاپ۔۔۔

ترجمہ : زندگی میں راحت جلود اسی صورت میں میرا آسکتی ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ ترک کر دیا جائے۔ گویا خضریٰ طرح لوگوں کی  
نگاہوں سے چھپ کر زندگی بسر کرتی ہے۔ یعنی خضر انسانوں کی نظروں سے پنہاں سکون و راحت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ صاحب نے اس  
کے یہ نفس بارہا جہت کی بات کی ہے :

بہار عمر ملاقات دوستداران است خضرچہ حظ برد از عمر جلوداں تھا  
تکچہ راز اندر سے اس پر وہ پنہاں کردہ اند مرگ مکتوبے بود کو راست عنوان ز یستن

لغت : کو راست : گراں گاہ۔۔۔ عنوان : عنوان : خط کا آغاز کسی مضمون کی سرخی۔۔۔ مکتوبہ : خط : تحریر۔۔۔

ترجمہ : خدا جانے اس پر دے کی زندگی میں کیا راز چھپا ہوا ہے یعنی قدرت نے پھار دکھا ہے کہ موت ایک ایسی تحریر ہے جس کا عنوان  
"زیستن" زندگی بسر کرنا دکھا گیا ہے۔ پارسطہ زندگی کو دکھوں کا مجموعہ گناہ ہے اور موت کو ان دکھوں سے آزاد اور سرخوشی کی  
زندگی قرار دیا ہے۔

روز و وصل یا ر جل وہ در نہ عمرے بعد از میں اچھوٹا از یستن خلدی پیشیل ز یستن

ترجمہ : جس روز تجھے محبوب کا وصل میرا آئے اسی روز تو خوشی سے جاں نثار کرے "وہ نہ" اس کے بعد سے تو ہماری ہی طرح پیشیل کی  
زندگی بسر کرے گا۔ گویا ہمیں وصل نصیب ہوا ہم نے جان نہ دی اور موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ جس کے سبب ہم بنو چیمیل کا شکار ہیں کہ

کیں اس موقع پر ہاں نہ کہی۔

با رقیباں ہم خیمہ اما بدعوی گلہ شوق      مردان است ازاد و زیں مشتے گراں جاں زیستن  
 لغت : ہم خیمہ ہم ہم فن یعنی ایک ہی فن یا پیشہ کے ہیں۔۔۔ مشتے منحنی بحر، تھوڑے اونگ یعنی رقیب۔۔۔  
 ترجمہ : ہم دور رقیب ہم پیشہ و ہم فن ہیں، لیکن عشق کے مقام دعویٰ میں اپنی عشق کے دعوے کے اعلان کے موقع پر ہم تو جان غدار کر  
 دیتے ہیں، بلکہ یہ منحنی بحر (اونگ) رقیب اخت جانی کی زندگی اپنے لئے ہوتے ہیں۔ گویا عشق کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ ہر کوئی یا رقیب بھی  
 کر لیتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے بڑی استعداد اور کار ہے۔ جو صرف عاشق کو حاصل ہے۔

بر نوید مقدمت صد بار جاں باید فشانم      بر امید وعدہ ات زمار ستواں زیستن  
 لغت : نوید مقدمت: تیری آمد آمد کی خوشخبری۔۔۔ جاں باید فشانم: جان نثار کر دینی چاہئے۔۔۔ زمار: ہرگز۔۔۔  
 ترجمہ : تیری آمد آمد کی خوشخبری پر ہمیں جاں فدا کر دینی چاہئے، لیکن ہم تحریے وعدے کی امید پر ہرگز زندہ نہیں روکتے۔ یعنی تم وعدہ  
 کھنٹ دیتے ہو اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ غالب نے یہی بات اردو میں یوں کی ہے :

تحرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا      کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا  
 دیدہ گردوشن سواد ظلمت و نور است پدیدت      فارغ از اہر یکن و غافل زینداں زیستن  
 لغت : روشن سواد: جس کی دھاتی تیر ہے یعنی جو بڑے پھلے میں تیز کر سکتی ہے۔۔۔ اہر یکن: اہرمن آتش پرستوں کے مطابق برائیاں کا  
 خدا یعنی شیطان۔۔۔ چرواہ: نیکوں کا خدا۔۔۔

ترجمہ : اگر آگ میں اتنی اہلیت ہے کہ وہ ظلمت (آہر یکن) اور نور (ارشد) میں تیز کر سکتی ہے ان میں فرق کو جان سکتی ہے تو پھر یہ شیطان  
 کی طرف سے آہر یکن بے پرواہی دے بنا دہی کی اور خدا کی طرف سے ظلمت کی زندگی کیا سچی رکھتی ہے۔ (اہرمن گویا ظلمت اور چرواہ گویا  
 نور ہے)

ابتدائے وارو ایں مضمون توارد عجیب نیست      نگذرد در خاطر بازک خیالیں زیستن  
 لغت : ابتدائے: ایک یا خاص پہلی مایانہ ہیں۔۔۔ توارد: کسی ایک شاعر کے کسی شعر میں جان کر وہ خیال کا کسی دوسرے شاعر کے شعر  
 میں انتقال وار ہونا۔۔۔

ترجمہ : یہ مضمون کہ بازک خیال لوگوں کے دل میں پہنچے یا زندہ رہنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہو تا، ایک عام سا مضمون ہے اس لئے اس میں  
 اگر توارد واقع ہو جائے تو یہ کوئی عجیب کی بات نہ ہوگی۔

غالب از ہندوستان بگریز فرصت مفت تست      در نجف مردان خوش است و در صفہاں زیستن  
 لغت : فرصت مفت تست: تجھے موقع میرا ہے۔۔۔ نجف: عراق کا ایک مشہور شہر جس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں۔۔۔  
 صفہاں: اصحابِ امیران کا مشہور شہر۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تجھے اب موقع میرا گیا ہے اس لئے تو ہندوستان سے ہٹا جا اجرت کر جا، اس لئے کہ نجف میں مرنا حضرت علی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اور اصحاب میں زندگی بسر کرنا تست خوش قسمتی کی بات ہے۔

## غزل # 10

چیت پہ لب خندہ از عتاب گلشن رونق پروں ز آفتاب گلشن  
لغت : چیت : کیا ہے؟ یہ کیا۔۔۔ عتاب : نصہ، برہمی۔۔۔ پروں : چو ستاروں کا جھرمٹ سے عھ شیا بھی کہتے ہیں۔ رونق : چمک، روشنی۔۔۔

ترجمہ : یہ کیا کہ تو نے ابرہم ہو کر ہوتوں کی فہمی کو ضائع کر دیا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کے ساتھ پروں کی رونق کو بیکار کر دیا جائے۔ ہوتوں کی فہمی کو رونق پروں سے اور برہمی کو آفتاب سے خیر دی ہے۔

گر نہ رونق راست ز انتخاب گلشن چیت برخ طرف آں عتاب گلشن  
لغت : ز انتخاب گلشن : کتاب پڑھنے کے دوران کوئی صفحہ دلچسپ ہو تو قاری اس کے ایک کونے کو دہرا کر دیتا ہے، جو اس صفحے کے انتخاب کی نشانی ہے اور اگلے دو صفحہ تو بند ہیں۔۔۔

ترجمہ : اگر کسی کتاب کے صفحے کو انتخاب کرنے کے موقع پر اسے دہرا کرنا چھن ڈالنا مقصود نہیں ہو تو بالآخر قلم چرے پر یہ عتاب میں چھن ڈالنا کیا سہی رکھتا ہے۔ گویا محبوب نے چرے سے عتاب کو ذرا سر کا دیا ہے جو گویا چھن ڈالنے کی صورت ہے۔ اس طرح اس کا چہرہ ایک اچھلی مٹھی معلوم ہونے لگا ہے۔ ماضی اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ اسے محبوب تو اس چھن کو بنا کر اپنا چہرہ پوری طرح سامنے لا کر جاری نظر میں کے لئے وہی ایک انتخاب ہے۔

خازنہ بر آں روئے تلیک فروزون رونق بازار آفتاب گلشن  
لغت : خازنہ : سرفی۔۔۔ فروزون : اضافہ کرنے پر حوصلہ۔۔۔ رونق بازار : شہرت و عظمت۔۔۔

ترجمہ : اس تلیک (روشن چمکتا ہوا) چہرے پر سرفی کا اضافہ کرنا تو آفتاب کی رونق بازار کو مات کرتا ہے۔ یعنی محبوب کا حسن پہلے ہی بے حد و کثرت ہے اس پر خازنہ کا اضافہ کیا کیا، "تیک نہ شد دود شد" والی بات ہے۔ دکلائی اور چمک آفتاب کی چمک سے بھی زیادہ گئی ہے۔

شمارہ بر آں طرہ سیاہ کشیدن قیمت نکالے ملک باب گلشن  
لغت : شمارہ کشیدن : نکلی کرنا۔۔۔ نکالے : نکالنا، تجارت۔۔۔ ملک باب : خاص ملک۔۔۔

ترجمہ : اور ان نیلہ دلوں میں نکلی کرنا ایک طرح سے ملک باب کے نکالنے کی قیمت گر دیا گیا تھا ہے۔ محبوب کی زلفیں انہی نیلہ اور ٹوٹی ہوئی ہیں کہ ان کے سامنے ملک باب کی کوئی حیثیت نہیں۔

جو بخش سرمستم ز برق پسندو نیشتر اندر رگ سحاب گلشن  
لغت : نیشتر گلشن : نیشتر چھوڑنا۔۔۔ سحاب : ہادل۔۔۔

ترجمہ : میرے جوش مستی کو یہ بات پسند ہے کہ بجلی ہدل کی رگ میں نیشتر چھوڑے۔ ہادل کی رگ میں نیشتر چھوڑنے سے مڑا ہوا دل کا سامان کرے یعنی ہدل ہو اور میری سرمستی اور بے۔۔۔

تیک بود گر بجگم جو وصلہ باشد جام پپائے خم شراب گلشن  
لغت : تیک بود : تیک پور، اچھی بات ہے۔۔۔ بجگم جو وصلہ : جام کے مطابق۔۔۔

ترجمہ : اگر جو وصلہ اجازت دے (یعنی دعا جو وصلہ ہو) تو شراب کے پیالے کو شراب کی مراثی کے پھن پر ہی تو ڈالنا اچھی بات ہے۔ مطلب

یہ کہ شراب مراحہ سے نہ لگا کر یعنی زیادہ سے زیادہ پی جائے اور چونکہ پیالے میں شراب تھوڑی جاتی ہے اس لئے پیالہ توڑ دیا جائے تو یہ خوب رہے گا۔

**شکل** ندارد فراق ساقی و مطرب جز قنق و برید و رہب گلشن  
**لغت** : قنق : پیالہ۔۔ مطرب : گانے والا۔ ساقی : برید : ایک ساز اباہار۔۔ رہب : سدا کی ایک قسم۔۔ شکل ندارد : کوئی کام نہیں۔۔ فراق : یہاں مراد غیر موجودگی۔۔

**ترجمہ** : ساقی اور مطرب کی غیر موجودگی میں اس کے سوا اور کیا کام کیا جاسکتا ہے کہ قنق اور برید و رہب کو توڑ دیا جائے۔ یعنی ساقی اور مطرب کے بغیر ان چیزوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

**قلم** سے ست اعشب از کجا کہ نخواستم شیش خالی برخت خواب گلشن  
**لغت** : اعشب : آج رات۔۔ قلم : کی، سخت کی۔۔ رخت خواب : بستر۔۔ از کجا : کس لئے۔۔

**ترجمہ** : آج رات جب کہ شراب کی شدید کمی ہے، پھر کلام میں یہ کیونکر نہ پاہوں گا کہ غلی صراحی یا بوتل کو اپنے بستر پر توڑ دوں۔ یعنی شراب کے بغیر مراحہ کس کام کی، اس کا توڑ نہ ہی مناسب ہے۔

**تج** تو نازد بہ سرفشانی عاشق موج بھی بلند از حباب گلشن  
**لغت** : نازد : فخر کرتی ہے۔۔ سرفشانی : سراپا قتل کرنا۔۔ بلند : پُورے نہیں ملتی، فخر کرتی ہے۔۔ حباب : بلبل۔۔

**ترجمہ** : تیری تلواری عاشق کا سراپا ہے اسی طرح ناز کرتی ہے جس طرح موج چلنے کو توڑ کر فخر کرتی ہے۔ بلبلوں کے ٹوٹنے سے لہروں میں امداد آتا ہے، جو ایک طرح سے پُورے کا مل ہے۔ اسی بلند سے یہ لہل بھی نواز ہے اور فخر کرنا بھی۔ گویا اس طرح اس شعر میں صنعت ایسا انداز صنعت نامی آگئی ہے اور صنعت پیش بھی۔

**چیت دم وصل جان ز فوقی پروان تشنہ لبے را سیو در آب گلشن**  
**لغت** : دم وصل : وصل کے موقع پر۔۔ جان پروان : جان دے دینا ٹار کر دینا۔۔ سیو : پیالہ۔۔

**ترجمہ** : وصل کے موقع پر خوشی سے جان دے دینا گایا ہے؟ یہ ایسے ہے جسے کسی پیالے کو، پانی سے بھرتے دھت پانی ہی میں توڑ دیا جائے۔ یعنی عاشق پر وصل میں اتنی خوشی طاری ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے ناقص برداشت بن جاتی ہے، یوں وہ جان دے دینا اور وصل سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا، اس میں بھی صنعت پیش ہے۔

**از گل روے تو بلبل غلغلہ گلشن دژ غم موے تو فتح باب گلشن**  
**لغت** : بلبل غلغلہ : بہت کھلانا۔۔ غم موے تو : تیری زلفوں کے چنے۔۔ فتح باب : مزار آسودگی، آرام و سکون۔۔

**ترجمہ** : غم سے چہرے کے پھول سے ہے جو غلغلہ یا راحت و مسرت حاصل ہوتی ہے جبکہ تیری زلفوں کے چنے و غم سے آرام و سکون غم ہو آتا ہے۔ پھول کے خوالے سے گلشن استہلال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا چہرہ پھول سے بھی بڑھ کر گلشن و تازہ ہے، جسے دیکھ کر عاشق پر ایک ہر مسرت کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ شکرگاہی زلفوں کو دیکھ کر عاشق چہی کا کھار ہو جاتا ہے۔ چنے و غم کے حوالے سے "فتح باب گلشن" ہے۔

**طرد نیارا بر غم خواہش غالب چیت دلش را ز چن و دمب گلشن**  
**لغت** : طرد : مبادت نہا۔۔ بر غم : بر غم کے خلاف۔۔

ترجمہ : تو غالب کی خواہش کے خلاف اپنی زلفوں کی آرائش نہ کر، پہلا زلفوں کے اس سچے و طم سے اس کے دل توڑنے کا کیا مطلب ہے؟ گویا غالب کا دل محبوب کی زلفوں میں الجھ کے رہ گیا ہے۔ یعنی پہلے ہی وہ زلفوں و گلشن میں کم نہیں ہیں اور اس آرائش سے، ظاہر ہے، ان میں اور دلکش آجائے گی جو عاشق کا دل اڑا لے جائے گی۔

## غزل # 11

خبرہ کند مرد را مر درم داشتن حیف ز بچوں خودے چشم کرم داشتن

لغت : خبرہ : حیران، بھڑکا، پریشان۔ مر درم : ایک سکہ، خرما، دل دولت۔ ز بچوں خودے : اپنے جیسے کسی سے۔ چشم کرم : صبا کی توقع، اسی۔

ترجمہ : دل دولت سے محبت، آدمی کو حیران و بدحواس کر دیتی ہے۔ کسی اپنے جیسے سے صبا کی توقع رکھنا افسوس کی بات ہے۔ یعنی ہر طرح انسان قلی ہے اسی طرح دولت بھی آدمی جانی ہے۔ آج کسی کے پاس توکل کسی کے پاس ہوئی ہے، لہذا اس سے صبا یا فخر کی توقع رکھنا بیکار ہے۔

وائے ز دل مردگی خوے بدایگفتن آہ ز افسردگی روے دژم داشتن

لغت : دل مردگی : دل کا مرہ، مردہ۔ خوے بدایگفتن : بڑی عادت یا بد مزاجی کا مظاہرہ کرنا۔ روے دژم : اترا ہوا چہرہ۔ افسردگی : اسی، اضمحلال، بجھا، بھاسا ہو کر رہنا۔

ترجمہ : مردہ دل کی حالت میں انسان کا بد مزاجی کا مظاہرہ کرنا افسوسناک بات ہے، اسی طرح افسردگی کے عالم میں اس کا چہرہ اترا رہے تو یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں۔ مطلب یہ کہ غم و اہم کو ختم و چٹائی سے برداشت کرنا چاہئے کہ اس طرح ان کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ غالب ہی کے بقول!

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چریں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

راز بر انداختن از روش ساقین دیدہ و دل باختن پشت و شکم داشتن

لغت : راز بر انداختن : ہمدیہ ظاہر کرنا۔ روش ساقین : بٹائی انداز اختیار کرنا۔ دیدہ و دل باختن : پشت و شکم داشتن : جرات و حوصلہ کا مظاہرہ کرنا۔ دیدہ و دل باختن : دیدہ و دل ہارنے محبت میں دل دے دینا۔

ترجمہ : بٹائی انداز اختیار کر کے ہمدیہ ظاہر کرنا محبت میں دیدہ و دل ہارنا اور پھر ظاہر کرنا کہ ہم بڑی ہمت و حوصلہ کے مالک ہیں یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ مذکورہ لفظوں میں اگر عاشق محبت میں قصص سے ہم لپکتا ہے تو اس کار از محبت قاش ہو سکتا ہے۔

جوہر ایمل ز دل پاک فرا روختن گروے از آں در خیال ہر قسم داشتن

لغت : فرا روختن : صاف یعنی غلی کرنا۔ روختن اصل روختن، رہا ہوا ہے۔ پاک : باطل، بھری طرح۔

ترجمہ : دل کو جو ہر ایمان سے باطل غلی کرنا اور عقل قسم کھانے کے لئے اس (جو ہر ایمان) کی ذرا سی گرد خیال میں رکھنا روختن بمعنی جھاڑ سے صفائی کرنا ہے اسی لئے یہی گرد کا قضا استعمال کیا ہے، کوئی اچھی بات نہیں۔

نگاہی شوق پیست رنگ طرب ریختن چہرہ ز غوغای چشم رنگ ارم داشتن



لغت : رنگ طرب و عشق : مسرت و شادمانی کا رنگ ہوتا۔۔۔ خلیب چشم : آنکھوں کے ٹوٹنے آنسو۔۔۔ ارم : بہشت۔۔۔

ترجمہ : تازگی شوق کیا ہے؟ (وہ ہے) رنگ طرب جیسا اور چہرے کو اپنے ٹوٹنے آنسوؤں سے رنگ ارم جیسا۔ (اگلے شعر اس شعر سے مربوط ہے)

بہرہ اشکبلی دم ز درستی زون . باہرہ دل صحتی تب حتم داشتن

لغت : اشکبلی : شعلہ نما ، نوت بہوت۔۔۔ دم زون : دعویٰ کیا۔۔۔ دل صحتی : نرمی دل ہونا۔۔۔

ترجمہ : انسان کا تمام تر شعلہ نما کے عالم میں بھی اپنے چہرے کی طرح لیک خاک ہونے کا دعویٰ کرنا اور تمام تر دل صحتی کے باوجود حتم برداشت کرنے کی قوت رکھنا گویا یہی تازگی شوق ہے۔ (اگلے شعر بھی ان شعروں سے مربوط ہے)

در غم دایم جا بل فشان زینعتن باسر زلف دوتا عودہ ہم داشتن

لغت : غم دایم جا : مصیبت کے چل کا مترادف۔۔۔ بل فشان : الٹے وقت پر غم کے پر پڑنے لگانے کی حالت۔۔۔ زینعتن : جینہ زندگی بسر کرنا۔۔۔ زلف : دلہن کی دو ٹھیں یا دو چوٹیاں۔۔۔ عودہ : الجھناؤ۔۔۔

ترجمہ : دایم جا کے غم میں اس پر ہوتے ہوئے بھی اس سے بے نیاز ہو کر اٹھنے کی حالت میں زندگی بسر کرنا اور (محبوب کی) زلف دونا سے بھی الجھتے رہنا اگلے شعر سے مربوط ہے۔

دل چو بکوش آیدے عذر جا خواستن . جاں چو بیاسایدے شکوہ ز غم داشتن

لغت : خواستن : چاہنا۔۔۔ آیدے : آئے۔۔۔ بیاسایدے : آرام و سکون میں ہو۔۔۔

ترجمہ : دل جب جوش میں آئے تو انہوں میں مصیبت کا شکار ہونے کی خواہش کرنا اور جاں جب آرام و سکون میں ہو تو انوں کا شکوہ کرنا یعنی وہ اپنے اثر کیوں نہیں دکھا رہا؟ مطلب یہ کہ آسودگی اور سکون سے انسان کی اندوگی ہی بڑھتی ہے جو تازگی شوق (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) کے ختم ہونے کی باعث بنتی ہے۔

بہر فریب از دیا دام تواضع میکن . دل نہ برآید ہی تیغ ز غم داشتن

لغت : دیا : نگاری، مصلحت۔۔۔ تواضع : انکسار و ماتحتی۔۔۔ دام بکشد : چال مت بچھا۔۔۔

ترجمہ : تواضع سے ہم لیتے ہوئے دوسروں کو فریب دینے کی خاطر تواضع کا ہلال مت بچھا۔ (ظاہری انکسار سے ہم نہ لے لے۔) تم کو میں اگرچہ غم (جنگل) ہے لیکن وہ کسی کا دل نہیں وہ سخت ہے۔ تم کو کاظم کیا مصلحت ہے؟ اس کا یہ جھکاؤ کسی انکسار کے انکسار کے لئے نہیں ہے۔ عذر قبول ہے۔

نقش پے رفتگان جاوہ بود در حمال ہر کہ رود بایدش پاس قدم داشتن

لغت : نقش پے رفتگان : جانے والوں (یعنی جو گزر گئے ہیں) کا نقش قدم۔۔۔ بایدش : اسے چاہئے۔۔۔ پاس قدم داشتن : قدم کا دھیان رکھنا احتیاط سے قدم اٹھانا۔۔۔

ترجمہ : جو لوگ اس دنیا سے گزر گئے ہیں ان کا نقش قدم دنیا میں ان لوگوں کے لئے ایک طرح سے راستہ ہے جو بعد میں آتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو کوئی زندگی کی راہ میں چلتا ہے وہ ذرا احتیاط سے قدم اٹھائے۔ یعنی آج کے انسان کے اعمال کا اثر آئے دن اہل یا نسلوں پر بھی پڑتا ہے اس لئے اسے ہر کام میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ گویا وہ اپنے اچھے اعمال بعد اس دنیا سے رخصت ہو۔

با ننگ خوابش چوہ نیارست شد عشوہ وہد گر حیات ز آئینہ روم داشتن

لغت : چہرہ نارسا شد: اپنی نگاہ کے بھی مقابل میں ہو سکتا۔ دم داشتن: ہواگ ہانا۔

ترجمہ : وہ محبوب آئینے میں اپنی نگاہ کے بھی مقابل میں ہو سکتا نگاہ کی تاب نہیں لاسکتا۔ اگر وہ ہواگ ہو چے سے آئینے سے دور بھی رہے گی کو شش کرے تو اس کے اس انداز میں بھی تڑوا رہا ہے۔ خود بقول ناب:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رو گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا  
سعدی :

جرم بیگناہ نداشت کہ تو خود صورت خویش کر در آئینہ بنی بود دل زہر  
عرفی :

وہن خویش جو مند و لب خویش کند چوں در آئینہ بیند بتاں صورت خویش  
اشک چہاں بے اثر نا چہیں نارسا دید و دل را سوز ماتم ہم داشتن

لغت : سوز: مناسب ہے، کافی ہے۔

ترجمہ : ہمارے اشک چہاں تو وہ ہے مد ہے اثر چہیں اور ناگہ و فزا وہ تو وہ بھی بہت نارسا ہے اثر ہے۔ اس صورت میں (نارسی) آنکھوں اور دل کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کا کام کریں۔ گواہ دید و دل دونوں کا عمل (انسو بہا ناگہ و فزا کرنا ہے اثر اور بے سوز و پاک ثابت ہو رہا ہے۔

نخلت کردار زشت گشت بعضی بہشت بان زکوثر گرفت بہر زخم داشتن

لغت : نخلت : شرمندگی، شرمساری۔ کردار زشت: بے اعلیٰ نگاہ نگاری۔ بہر زخم داشتن: بی عقلی کیلئے ہونے کے باعث احساس نگاہ پر شرمندگی کے نتیجے میں پیشانی پر ہینہ آجانا۔ بان گرفت: خراج وصول کیا۔

ترجمہ : نگاہ کی اپنے بڑے اعلیٰ پر شرمساری اس کے لئے گواہ بہشت بن گئی۔ چنانچہ اس کی پیشانی کے پیچھے لے کوثر کے پانی سے خراج یعنی خراج حسین وصول کر لیا۔ گویا احساس نگاہ پر شرمندگی بھی ایک اچھا عمل ہے جسے نہ اچاند کرنا اور نگاہ کی بخشش فرما دینا ہے۔

گر یہ ام از نیکی ست بو کہ دوسرے چچ و تاب تن یہ روئی دہر نامہ زخم داشتن

لغت : بو کر: ممکن ہے کہ۔۔۔ تن یہ روئی دہر: رواں ہونے یا جانے پر راضی ہو جانے۔

ترجمہ : میں جو گریہ و زاری کر رہا ہوں تو یہ نیکی کے باعث ہے۔ ممکن ہے کہ اس چچ و تاب (بے قراری میں ہر گاہا ہونے کے باعث محبوب تک پہنچنے پر راضی ہو جائے۔ یعنی میرے آنسوؤں کے سیلاب میں یہ کریمہ محبوب تک پہنچ جائے۔

عالم آوارہ نیست گرچہ بہ بخشش سزا خوش بود از چوں توئی چشم کرم داشتن

ترجمہ : انڈا سے خطاب ہے اگرچہ عالم آوارہ کسی بخشش کا مستحق نہیں ہے ہم ہرے بھی ذات مقدس سے بخشش و کرم کی امید رکھنا ایک اچھی بات ہے۔

## غزل # 12

چہ غم اور ہر جہد گرفتاری زمین احتراز کردن  
نخواں گرفت ازمن بہ گذشتہ ناز کردن  
نعت : ارے اگر کاغذ ہے بہ جہد کوشش سے دانت ہلن ہو جو کر۔۔ احتراز کردن : بچنا دور رہنا پہلوئی کرنا۔۔ گذشتہ : جو کچھ گذر چکا۔

ترجمہ : اگر تو نے غم سے ہلن ہو جو کر اور دانت پہلوئی کر لی ہے تو میرے لئے یہ غم کی بات نہیں۔ غم نے اپنے گزشتہ سے بڑے دور محبت پر غم سے بڑے غم سے جیسا میں ہاں تک۔ یعنی محبت میں جو نہانہ گزشتہ کا حال کاغذ پر اس طرح ہے۔

نگہت بہ سوشگانی ز فریب روم غوردن  
غسم بدام بانی زخمن دراز کردن  
نعت : گشتہ تیری نگہ۔۔ سوشگانی : بال کی کمال اور بڑا یا آنکھ میں حراؤ آنکھوں کے لطیف اشارے۔۔ روم غوردن : دار کرت بھانگنا۔ بدام بانی : ہل چٹھیں۔۔

ترجمہ : یہ فریب دینے کی خاطر کہ تیری نگہ دار کر نہیں بھاگ دی، یعنی تیری نگہیں سخی ہوئی نہیں ہیں، سو (نگہیں) قسم قسم کی سوشگانی کیا کرتی تھیں، جبکہ میرا سانس محض ہلن کو طول دینے کی خاطر طرح طرح کے بل بھجایا کرتا تھا۔ یعنی دور بھی کیا تھا جب تیری نگہوں میں مشورہ دنا نہ ہوا کرتا تھا اور میں ہلن سے تیرا دل بھجایا کرتا تھا۔

تو و در کنار شو قم گرہ از جبین کشودن  
من و بر رخ دو عالم در دل فراز کردن  
نعت : گرہ از جبین کشودن : خوشنکی کے شکن پھٹنا۔۔ در دل فراز کردن : دل کا دردناک نہ کر لینا۔۔

ترجمہ : جب تو میری آخری شوق میں ہو تو اور اپنی خوشنکی پر کوئی شکن نہ دے دے جبکہ میں اس موقع پر دونوں جہانوں کے رخ چہرے پر اپنے دل کا دردناک نہ کر لیا کرتا۔ یعنی تیرے چہرے پر دکھن دکھن طاری ہو جاتی، جبکہ میں اس خوش بہشت موقع پر خود کو دونوں جہانوں سے بے نیاز کر لیتا۔ (جو تیرے) میری کسی دوسری طرف توجہ نہ ہوتی۔

مژدہ را ز خون فغانی بدل است ہم زبانی  
کہ شکر دم بدامن ستم گداز کردن  
نعت : خون فغانی : ٹھن پھلکا خون کے آنسو بہنا۔۔ گداز : بھلاہٹ، بچنا۔۔

ترجمہ : میری خون کے آنسو بہائی ہوئی (خون) سے قرائگیں اور میرا دل ایک دوسرے کے ہم زبان ہیں، کیونکہ وہ محبت میں اس طور گداز ہونے کے ستم کا اندازہ دامن پر چڑے ہوئے خون کے چھینٹوں سے کر سکیں۔ گداز : محبت میں جو کچھ گزرتی اور دل کے گداز کا باعث بنتی ہے اس کا اندازہ میرا دل ہی کر سکتا ہے یا خون پھلکا دلی میری چٹکیں کر سکتی ہیں۔

بہ غمور پاس رازت زخبل از غبار خویشم  
کہ زپردہ ریخت بیروں غم نالہ ساز کردن  
ترجمہ : میں حراؤ از محبت چھپائے رکھنے کے سلسلے میں اپنے غبار کے ہاتھوں خروشا ہوں کہ اس نے اس غم کو کھٹے چلے کے ساز کے اندر دھنا چاہتے تھے یہ ساز سے باہر گرا دیا۔

ز غم تو باد شرم کہ چہ مایہ شوق چشمی ست  
ز نکست رنگ بر رخ در غلد باز کردن  
نعت : چہ مایہ : کس قدر۔۔ شوق چشمی : بے باکی۔۔ بیا : خدا کرے کہ ہو (دوسے قسم)۔۔

ترجمہ : اللہ کہے تھے غم کے ہاتھوں غمے شرمناک ہو جائے (میں شرمناک ہوں) کہ میری یہ کس قدر بے باکی ہے کہ میرے چہرے کا

رنگ اڑنے سے اس اہرے پر گویا جھکا دو دانہ کھل گیا ہے۔ یعنی جہانے اس کے کہ فہم سے میرے ہرے کا رنگ اڑ جانا انا اس پر رگینیلی چھا رہی ہیں۔

نغمہ گداخت شوق ستم است گر تو دانی کہ ز تلب نالہ خوں شد نہ زپاس راز کردن  
لغت : نغمہ گداخت: میرا سانس بگھلا رہا ہے۔۔۔ شوق: میرے عشق نے۔۔۔ تلب نالہ: تلب: تیرا۔۔۔

ترجمہ : تیرے شوق (عجبت) نے میرا سانس بگھلا دیا ہے۔ یہ بے ستم کی بات ہو گی اگر تو یہ سمجھے کہ ابھرا گداخت (نغمہ) تلب کی گری سے ہوا ہے راز عجبت کا پاس کرنے سے نہیں۔ یعنی میں نے تو راز عجبت کو خیدا کر رکھا ہے جس کے باعث میرا سانس گداخت ہو گیا ہے۔

بغضار رشک پرست نہ چنل گداخت گلشن کہ میانہ گل دل رسد امتیاز کردن  
لغت : بغضار: کے دیوار کی گھنٹی سے۔۔۔ دل: شراب۔۔۔ امتیاز کردن: دو چیزوں میں فرق کرنا۔۔۔

ترجمہ : میری دم کے رشک کی دیوار گھنٹی بجھ لگی گھنٹی کا فکار ہوا ہے کہ وہ گھنٹی کے رو گیا ہے، چنانچہ اب پھول اور شراب میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ گویا گھنٹی کے پھٹنے سے پھول کا پھٹنا ظاہر ہے۔ گویا اس طرح وہ (پھول) ابھی شراب کی مانند ہو گیا ہے۔

رخ گل زغازہ کاری بہ نگاہ بندو آئیں فرسودہ خش شکایت زچمن طراز کردن  
لغت : رخ: رخ کار: سرفی لگانا۔۔۔ بندو آئیں: آنچیں آراستہ کرتا ہے۔۔۔ چمن طراز: چمن کو آراستہ کرنے والا، باغبان، بلی۔۔۔ خش:

ترجمہ : پھولوں کا چہرہ اپنی غازہ کاری (سرخ ہونا) کے ذریعے دیکھنے والوں کی نگاہوں کی آرائش کرتا ہے۔ خش: خش کو یہ زب نہیں دتا کہ وہ باغبان سے کسی قسم کی کوئی شکایت کرے۔ یعنی سرخ پھولوں کا حسن (انسان) کو حاشا کرتا ہے۔ جس کی اپنی ایک دلکشی یا خوبصورتی ہے کہ وہ صاف دکھائی نہیں دیتا۔ تاہم اس میں انسانی خیر کا قصور ہے، اس انہی باغبان (خدا تعالیٰ) کا نہیں کہ اس نے تو ہر شے میں کوئی نہ کوئی دلکشی یا کسی نہ کسی صورت میں دلکشی رکھ لی ہے۔

ہر تن ز شوق ستم کہ چو دل فشانہ کردو بہ سر رشک، مایہ عظم ز جگر گداخت کردن  
لغت : ہر تن: ہر جسم، میں سراسر آنکھ ہوں۔۔۔ دل فشانہ کردن: دل (خون) ہو کر آنکھ جلتے۔۔۔

ترجمہ : میں محبت میں سراسر آنکھ ہی گیا ہوں کہ جب دل کا ٹھون ٹک پڑتا ہے تو میں اپنے جگر کو بگھلا کر آنسوؤں کے لیے سہلے کا سلاخ کر رہا ہوں۔ گویا میری آنکھیں ٹھون ٹکانے میں مصروف رہتی ہیں، چنانچہ جب دل کا ٹھون ٹک ہو جاتا ہے تو جگر کا ٹھون آنسوؤں کی صورت میں چھپے لگتا ہے۔

بلر آواز گشت غالب روش نظیری از تو سزد این چنین غزل رابہ سفینہ ناز کردن  
لغت : بلر: کیا کہنے۔۔۔ روش نظیری: مشہور فارسی شاعر نظیری کا اسلوب شعر، طرز شعر گوئی۔۔۔ سفینہ: یاحی۔۔۔

ترجمہ : واہ غالب! تیرے کیا کہنے ہیں، تو نے نظیری کے طرز شعر گوئی کو یاد کر دیا ہے۔ اس قسم کی ابھنی اس کے جواب میں بھی ہوئی اس غزل کو یاحی (ابن) جس میں وہ شامل ہے، پر باز کرنا چاہتے۔

غالب نے زیادہ تر تو قصوری کی جوری کی ہے تاہم غزل دور کے دوسرے شعرا میں اس کے بعد نظیری کا بھر آتا ہے۔ نظیری کی ایک مشہور غزل کے جواب میں غالب نے یہ غزل بھی ہے اور اس جوری کی جتنی میں اپنی غزل کو عہہ قرار دے کر خود مسئلہ کی ہے۔ نظیری کی

غزل کا مطلع اور مطلع یہ ہے :

مطلع

چہ خوش است از یکدل سرخرف باز کردن      غن گزشتہ گفتن، گدہ دراز کردن  
تو بخوشی چہ کردی کہ بما کنی نظیری      بخدا کہ واجب آمد ز تو احترام کردن

### غزل # 13

چوں شمع رود شب ہمہ شب دود ز سر میں      زیں گوشت کرا روز ہر رفت گم میں  
نفت : دود (دھواں)۔ زہرا: ہمارے سرے۔ کرک: کس کا۔

ترجمہ : شمع کی مانند رات رات بھر جلے سر (دھواں) لوٹا رہتا ہے۔ اس طور کے ان اور کس کے گزشتہ ہوں گے جیسے جلے دن گزرتے ہیں۔ یعنی تم محبت میں ہم پر جو کچھ گذرتی ہے اور کس پر نہیں گذرتی ہو گی۔

آذر پھر شمع و رخ از شعلہ نثاریم      اسے خواندہ بسوے خود ازیں راہ گذر میں  
نفت : آذر پھر شمع ہم آگ کی مہلات کرتے ہیں۔ رخ (نار) ہمہ مند نہیں موزے، پہلو قہی نہیں کرتے۔

ترجمہ : ہم آگ کی پرستش کرتے ہیں (چنانچہ اس بنا پر ہم شعلوں سے مدد نہیں موزتے۔ اسے ذات اقدس اتنے ہمیں اس راہ گذر آذر پرستی سے اپنی طرف بلاتا ہے۔ گویا اس ذات تک پہنچنے کی کئی راہیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی آذر پرستی ہے۔ یہ راہ اس ذات ہی نے ہمارے لئے مقرر کی ہے اس سلسلے میں ہمارے عقیدے میں کچھ نہیں۔ دراصل طالب نے خدا تک رسائی کی کئی راہوں کا ہوا سطر ذکر کرنا چاہا ہے، اس شعر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ واقعی آتش پرست تھا۔

در عشق تو ضرب المثل راہ روا نیم      بگذار ہرہ خفتہ و ازیشہ مہرباں  
نفت : ضرب المثل : بس بات کی مثال دی جائے، مثل کی طرح مشورہ۔ پیشہ : جنگل۔

ترجمہ : تجھے عشق میں چلنے والوں کے لئے ہم ضرب المثل بن گئے ہیں۔ تو ہمیں راہوں میں سوار نہ دے اور جنگل سے باہر نہ لے جا۔ گویا ہم نے یہ راہ عشق اختیار کی ہے اس میں سکون و آرام ہے اور کسی قسم کے خوف نہیں ہے۔

از بے خردی کوے ترا غلطہ شرمیم      چون است کہ در کوے تو رہ نیست دگر میں  
نفت : بے خردی : نادانی۔ غلطہ شرمیم : غلط کچھ لیا۔ درگہ : دروازہ۔

ترجمہ : ہم نے اپنی نادانی سے تجھے کوے کو غلط کچھ لیا۔ اب کیلئے ہے کہ میں تجھے کوے میں دروازہ آنے کا موقع ہی نہیں مل رہا۔ گویا غلط تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے دلاور ہیں گاؤں کر رہ جاتا ہے، وہاں نہیں آسکتا۔ دوسرے ٹھکانوں میں تھکاؤچہ غلط نہیں ہے ہم نے نادانی سے ایسا کر دیا۔

مستمر، یا تن زان دل برب ماند      حاشا کہ بود تفرق لب ز شکر میں  
نفت : تن زان : پیپ ہو جا۔ نہ : رکہ۔ حاشا : واہ۔ تفرق : فرق۔

ترجمہ : ہم مست ہیں تو پیپ رہ اور اپنے ہونٹ ہمارے ہونٹوں پر رکھ دے۔ واہ! ہم ہونٹ اور شکر میں فرق نہیں کرتے۔ ہوا سطر

محبوب کے لب شکر کی بات کی ہے۔ یعنی ہم مست ہیں، سب تو ہمارے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکے گا تو ہم بھیجیں گے کہ ہمارے ہونٹوں میں شکر آ رہی ہے۔

طول شب بھراں بود اندر حق ما خاص ازم نفساں کس نشاطد بہ سحرناں  
ترجمہ: ہماری شب بھراں کی دروازی ہمارے حق میں خاص ہے چنانچہ ہمارے ہم نفسوں میں سے کوئی بھی سچا کو ہمیں بچان نہیں پاتا کہ گویا اس دروازی شب کے باعث ہماری کچھ عجیب سی حالت ہو جاتی ہے۔

بے وجہ سے آشفتہ و خواریم بدانا در میکده از ماندہ ستانند اگر ماں  
لغت: بے وجہ سے، شراب پئے بغیر۔ آشفتہ: پریشان۔ بدانا: افسوس ہے ہماری ذہنوں میں ہے۔ ازانسانند: یعنی ہمیں بے خبر نہیں کرتے۔

ترجمہ: افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم شراب پئے بغیر ہی آشفتہ و خوار ہو رہے ہیں، لیکن اگر ہم میکدے میں ہیں تو وہاں کوئی بھی ہمیں اپنے آپ سے بے خبر نہیں کرتا۔ یعنی وہاں شراب نہ سہی کوئی ایسا محبوب ہی ہو جو ہمیں ہے، جس کا صدمہ و غلغلہ ہمیں ٹھوس کر دے۔

از ارزش ما بے بھراں ماندہ نکھتے در بند غم انداختہ گردوں بہ ہنر ماں  
لغت: ارزش، قیمت، قدر۔ ماندہ نکھتے: حیرت میں ہیں، حیران ہیں۔

ترجمہ: ہماری قدر و اہمیت کے باعث بے ہنر لوگ حیرت کا شکار ہیں۔ (اور اس بات سے بے خبر ہیں کہ) آج کل نے ہمارے بھری کی بنا پر ہمیں غم کی زنجیروں میں پکڑ رکھا ہے۔ گویا غم ہی ہمارے بھر کے نیلیں ہونے کا باعث بنا ہے اور بے بھراں بات سے بے خبر ہیں۔

چوں تازگی حوصلہ خویش ندانم دانکہ بود نالہ بہ امید اثر ماں  
ترجمہ: چونکہ اسے (محبوب کو) یہ احساس نہیں کہ اس میں ہمارا حال و قیام نہانے کا کس قدر حوصلہ ہے اس لئے وہ یہی جانتا ہے کہ ہمارا یہ حال و قیام اس (نالہ) کے اثر کی امید میں ہے۔ یعنی ہم حال و قیام اس امید پر کرتے ہیں کہ ان میں اثر ہو گا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ یہ نہیں محسوس کر سکتا کہ ہم جو حال و قیام کر رہے ہیں تو محض اس کی قوت و طاقت کی بنا پر کر رہے ہیں۔

غالب چہ زباں نالہ اگر گرم روی کرد سوزے بہ بزل اندر نہ و دانغے بنگر ماں  
ترجمہ: غالب! اگر ہمارے حال میں گرم روی آگئی ہے تو کوئی تفصیل کی بات نہیں تو پھر کیا ہو گا تو اس (نالہ) کی کچھ گہری ہمارے دل میں اور کچھ ہمیں ہمارے ہجر میں ڈال دے۔

## غزل\* 14

نخل ز راستی خویش می توان کردن ستم بچان کج اندیش می توان کردن  
لغت: نخل: شرمندہ، شرمسار۔ کج اندیش: نیز می بازاری سوچ رکھنے والا۔ راستی: سچائی۔

ترجمہ: ہم اپنی راست بازی سے کج اندیش کو شرمندہ کر سکتے ہیں اور اس طرح اس کی جان پر ستم اچھلا جاسکتا ہے۔ یعنی اللہ احمد مستعل ہے ہم اپنی حقیقت پسندی اور دیانتداری سے اس کو احساس ستم دلا کر اسے اس کی غلط سوچوں سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

چو مزد سخی دہم، مژدہ سکوں خواہد زبوسہ پاپہ دوت ریش می توای کردن  
 لغت : مزد سخی : کو خوش یا صحت کا اجر۔۔۔ مژدہ : فروش خرمی۔۔۔ ریش : زخمی۔۔۔

ترجمہ : جب میں انھیں (پاپوں کو) صحت کا اجر دیتا ہوں تو وہ سکون کاٹھنا کرتے ہیں۔ چنانچہ تجربے اور ہر پاپوں کے بوسے لے کر انھیں زخمی کیا جاسکتا ہے۔ مابق، محبوب کی طرف کیا ہے وہ اونچے سے پاپوں کو جو لذت پہنچا ہے اس کی اجرت یا سٹے میں وہ انھیں چھتا ہے لیکن پاپوں اب آرام پا چکے ہیں لہذا عاشق وہ محبوب پر اپنے پاپوں کو جو مہم کر زخمی کر لیتا ہے تاکہ اسی بھلے وہ محبوب کے دروازے سے نہ بٹے۔

دگر بہ پیش وے اسے گل چہ بدید خواہی ہر دو مگر بہ گدیہ کفے پیش می توای کردن  
 لغت : بدید : غلط۔۔۔ گدیہ : گدائی، بھیک۔۔۔ کفے : ہتھیلی، ہاتھ۔۔۔

ترجمہ : اب اے بھول تو اس کے پاس کیا غلط لے کر جانے گا؟ وہاں میں ہو سکتا ہے کہ بھیک کی خاطر اس کے آگے ہاتھ بھیلایا جائے۔ یعنی محبوب کے حسن و دلکشی کے آگے بھول کے غفلت کی کیا اجرت و حیثیت ہے، وہ (بھول) تو اس کے سامنے ہوں گتا ہے جیسے اس سے اس کے صحن کی بھیک مانگ رہا ہو۔

تو جمع باش کردار دوس پریشانی شکایت ست کہ باخویش می توای کردن  
 لغت : تو جمع باش : تو خاطر جمع رکھ، اطمینان و تسلی رکھ۔۔۔

ترجمہ : تو خاطر جمع رکھ، اس لئے کہ اس پریشانی میں ہمیں ایک ایسی شکایت کرنا ہے جو صرف اپنی ذلت سے کی جاسکتی ہے۔ یعنی تجھ سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے اس لئے تو مطمئن رہ۔

سر از جلب نقین اگر بدوں آید چہ جلوہ ہاکہ ہر کیش می توای کردن  
 لغت : جلب نقین : حدی کی کپڑے۔۔۔ کیش : مذہب، ادب۔۔۔

ترجمہ : حدی کی جلب سے اگر سرمایہ آجائے تو کیسے کیسے جلوہ ہیں جو ہر مذہب میں نظر آسکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ صرف ایک ہی مذہب یا کسی خاص مذہب کی رواج پر چل کر ہی خدا تک رسائی ممکن ہے۔ شاعر کے مطابق یہ حدی کی ہے۔ اس سے صرف نظر کیا جائے تو اس ذلت کا جلوہ ہر مذہب میں نظر آئے گا۔ جلب نے اس سے پہلے اور رنگ میں بات کی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں قول نمبر ۱۱ کے ایک شعر کی تشریح میں اودھنی اور عینی وغیرہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہر کہ نوبت ساغر نمی رسد ساقی خراب گردش چشیش می توای کردن  
 لغت : ہر کہ : جس کسی تک۔۔۔ گردش چشیش : کسی کی آنکھوں کی گردش سے آئے۔۔۔

ترجمہ : اے ساقی! جس کسی تک ساغر نہیں پہنچتا اسے کسی کی آنکھوں کی گردش سے مست و مدھوش کیا جاسکتا ہے۔ محبوب کی مست لگائی اور عشق کی طرف اشارہ ہے جو دیکھنے والوں کو مست کر دیتی ہے۔ اکثر شعرا نے اس پر اظہار خیال کیا ہے۔ خلاصہ قافی!

نقشیں بادہ کادہ جام کردند ز چشم مست ساقی دام کردند  
 غلام ہاشی

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی ز دست من گھیرا میں جام راگز خوشی رقص

کفیت چشم اس کی ٹھٹھے یاد ہے سوا سفر تو مرنے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے جس تلہ کے  
 خرام ناز تو با صحن گلستان دارو رعایتی کہ بہ درویش می توں کردن  
 ترجمہ : صحن گلستان میں میرا ناز و ادا سے ملنا کچھ ایسا ہے جیسے کسی درویش سے رعایت کی جاتی ہو۔ رعایت سے خزاں سہانی اور احسان  
 ہے۔ گویا محبوب کا یہ اعزاز خرام صحن گلستان پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔ صحن گلستان پر اس بات کا احسان ہے کہ اس میں ایسا دلکش  
 خرام ہو رہا ہے۔

اگر بقدر وفا کی جفا حیف است برک من کہ ازیں بیش می توں کردن  
 لغت : برک من : میری سوت کی قسم۔  
 ترجمہ : اگر تو میری وفا جتنی ہی جاکرے گا تو یہ السوس کی بات ہوگی۔ میری سوت کی قسم جہاں ادا سے زیادہ کی جاسکتی ہے۔ یعنی عاشق  
 وفا جتنی بھی کرے تو وہی ہے اور محبوب جتنی بھی جاکرے عاشق کے لئے وہ تو وہی ہے۔  
 کسے بگو کہ مرا و را دریں سطر غالب گواہ بیکسی خوش می توں کردن  
 لغت : کسے بگو : کسی ایسے کو تلاش کر۔  
 ترجمہ : اسے غالب تو کسی ایسے آدمی کو تلاش کرے اس سفر میں ہم اپنی بیکسی ناکامیہ کھیں۔

## غزل # 15

حیف است قتل کہ ز گلشن شائقین شاخ از خدنگ و غنچہ ز پیکل شائقین  
 لغت : خدنگ : تیر۔ پیکل : تیرے کی انی بر بھی کی انی (نوک) تیر کی نوک۔  
 ترجمہ : قتل کہ اور گلستان میں امتیاز کرنا دونوں کو الگ الگ سمجھنا اسی طرح شاخ کو تیرے اور غنچے کو پیکل سے الگ سمجھنا افسوس کی  
 بات ہے۔ گویا شاعر کے نزدیک چار ماہ کی اپنے حسن و کاشی اور شعلگی کے باعث ایک قتل کا ہے۔ یہاں خزاں احسان کا اس صحن میں جو  
 دست ہوا ہے۔

لب دو ختم ز شکوہ ز خود فارغم شرد نشانفت قدر پرش پنل شائقین  
 لغت : لب دو ختم : میں نے ہونٹ سی لئے بند کر لئے۔ شرد : اس نے کھ۔  
 ترجمہ : میں نے شکوہ کرنا چھوڑ دیا لیکن اس نے یہ کھ لیا کہ میں اس سے فارغ ہو گیا ہوں یعنی اس سے دور رہ کر سکون میں ہوں۔  
 افسوس کہ وہ ہمشیدہ پرش کی قدر نہ پہچان سکا۔ گویا خاموشی میں دکھ محسوس ہے۔ اگر میں خاموشی میں تو محبوب کو میرا اندر کامل پہنچنے میں کیا  
 دقت تھی۔ دراصل وہ یہ بات نہ کھ سکا کہ پرش پنل میں عاشق کو بڑا الحاف ملتا ہے۔

از شیوہ ہائے خاطر مشکل پسند کبست کشتن بجزم درد ز دریں شائقین  
 لغت : خاطر مشکل پسند : مشکل کو پسند کرنے والا۔ کشتن : مارے قتل کرنا۔



ترجمہ : یہ کسی مشکل پسند دل یا طبیعت کا خاص فیہ ہے کہ کسی کو محرم فہرا کر دیا اور پھر دود کو دسوں (ملاح) سے الگ کوئی چیز سمجھتا۔  
گوا عاشق کا دود ہی اس کا علاج تھا۔ محبوب نے اسے اس درد محبت کے جواب میں قتل کر دیا اور یہ سمجھا کہ اس قتل سے عاشق کا یہ درد دور ہو جائے گا۔ یہ گوا اس کی مشکل پسندی تھی۔

از چہکرت بساط صفائے خیال یافت وصل تو از فراق تو عنوان شناسختن  
لغت : چہکرت حیرانہ۔ بساط فرش، بستہ تخت۔ صفائے پاک۔

ترجمہ : حیرت جسم کی سوجھ بوجھ میں، ہماری (مخل) کی بساط کو (مخل) کی سی مسائل مٹی ہے۔ اس بنا پر اب ہماری بساط کے ہر گوشے میں ہماری  
غیر سوجھ بوجھ کی افراط سے ہماری سوجھ بوجھ (بساط) کا احساس ہونے لگا ہے۔ میں ہمارے لئے حیرت و وصل اور فراق میں کوئی فرق نہیں رہا۔  
ناظم، مبلغ، ناز، ندائی، زسوا کی مست گفتگوں پہ ظلم و کشتہ اسل شناسختن  
لغت : ناظم میں ناز کرنا ہوں۔۔۔ گفتگوں، بار بار۔ کشتہ اسل، اسل کا دھڑا ہوا جسے مار کر گوا اس پر اسل کیا ہو۔

ترجمہ : میں ہماری اس ادرا پر ناز کرنا ہوں کہ تم میں کوئی غور و ناز نہیں ہے اور یہ ہماری سوا کی ہے کہ تو ظلم سے قتل کرتے ہوئے ہوں سمجھتا  
ہے کہ تو نے اس قتل سے عقل پر اسل کیا ہے۔

یاد آیدم بوصول تو در محنت گشتن آں جلوه گل آتش سوزاں شناسختن  
لغت : یاد آیدم : مجھے یاد آ رہا ہے۔ آتش سوزاں : جلانے والی مٹی تیز لگتی۔

ترجمہ : مجھے در سوجھ یاد آ رہا ہے جب حیرت و وصل میں، یعنی ہماری سوجھ بوجھ میں، محنت گشتن میں پتھروں کا ظہور ہوں لگتا، یہ آتش سوزاں  
سوزاں ہو۔ یعنی ایک تو محبوب کے صحن کی سرفی اور چمک دوسرے پتھروں کی سرفی اور چمک، گوا مسئلہ دو آتش ہو گیا۔

خاکے ہر دے نامہ فغاندیم، مفت تست تاخواندہ صفحہ، حال زعنوان شناسختن  
لغت : فغاندیم : ہم نے زائل دی۔ مفت تست : قمار کے لئے آسانی ہے۔ تاخواندہ : پڑھے بغیر۔

ترجمہ : ہم نے حیرت نامہ خاکہ کر اس پر مٹی زائل دی ہے۔ اب حیرت کے لئے یہ آسانی ہے کہ تو اس خاکہ کا صفحہ پڑھے بغیر عنوان ہی سے  
ہمارا حال جان لے گا۔ یعنی ہمارا دست ڈھال ہے۔

ماہیم و ذوق مجہد چہ مسجد چہ بکندہ در عشق نیست کفر زامیلا شناسختن

ترجمہ : ہم ہیں اور ذوق مجہد ہے اس کے لئے مسجد یا بکندہ کی کیا ضرورت ہے، یعنی مسجد ہو یا بکندہ، ہم اس پتھر میں نہیں پڑتے، ہمیں تو  
مجہد سے تقوت اخلاص مطلوب ہے اس لئے کہ عشق کفر اور ایمان میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ اس سے پہلے بھی غالب نے یہی خیال یوں پیش  
کیا ہے :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم مجہد ہواں آستان رسد

کفر و دین چہیت جز اکائیش چہاد و جدو پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود  
عنا!

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ  
دکتر محمد حسین شہزاد اجدید شہزاد

بکوع عشق یا قصر شمس یا کلبہ درویش فروغ دوست می خوائی تو خواہ آنجا و خواہ اینجا  
مینا شکستہ دے کلفام رینختہ محوم - جنوز درگل و ریحان شنائقن

نعت : عے کلفام : سرخ رنگ کی شراب، نافع شراب۔ رینختہ : گر گئی، بہ گئی۔ محوم : میں کھوا ہوا ہوں۔

ترجمہ : مراغی ٹوٹ گئی اور یوں نے کلفام بہ گئی۔ اور میں ابھی تک گل اکلب کا پھول اور ریحان (انروز) میں فرق کرنے میں کھوا ہوا ہوں۔ مزار یہ کہ جب میری طبیعت سرور و نشہ کی کیفیت سے محروم ہے تو پھولوں سے مجھے کیا سود ملے گا۔

نعت : دلم بدامن و چاک محیم بہ حبیب ایک سزائے حبیب ز دامن شنائقن  
نعت : نعت دلم : میرے دل کا کھوا۔ ایک یہی ہے۔

ترجمہ : میرے دل کے ٹکڑے میرے دامن پر جبکہ میرے غلوں کے چاک میرے گردن میں ہیں۔ حبیب اور دامن میں فرق کرنے کی یہاں سزا ہوتی ہے۔ یعنی دل کے ٹکڑے آنکھوں سے یہ کہہ کر دامن پر گرے ہیں۔ مطلب یہ کہ غم تو غمی ہے اس کا اثر خواہ کسی بھی صورت میں ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے۔

بگداشت بس کہ از اثر تاب روے تو مر از شفق بکوع تو سخاں شنائقن  
نعت : بگداشت : چمکل گیا۔ بس کہ : بہت ہے۔ شفق : دوسری دو شام کے آغاز کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔

ترجمہ : میرے چہرے کی چمک دک اور گرمی کے اثر سے آفتاب مجھ اس حد تک چمکل کر رہ گیا کہ میرے کونپے میں آفتاب اور شفق میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا اور امتیاز نہیں کیا جاسکا۔ گویا سورج اس چمک دک اور تاب روے شفق کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ محبوب کے چہرے کی احتمالی چمک اور تاب کی بہت بڑا از علو اظہار معمولی مبالغے میں آئی ہے۔

نعت : غالب بقدر حوصلہ باشد کلام مرد باید ز حرف نبض حرفان شنائقن  
ترجمہ : اے غالب ! ہر شخص کا کلام اس کے حوصلے کے مطابق ہوتا ہے، چنانچہ حریفوں کی نبض کو ان کی باتوں ہی سے ٹھہرا جاتا ہے۔

سعدی نے اس ضمن میں محبوب کہا ہے کہ جب تک آدمی بات نہ کرے اس کے محبوب و حریف سمجھتے رہتے ہیں۔  
تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و عیوش نعتہ باشد

## غزل 16

بہ خوش دست و چغ آلود بانیں بد آموزاں وکیل ہے نہاں

نعت : آلود : تصویر، بھلی، بھرلے۔ بد آموزاں : بد اسکلے، بد اسحق، بد جانے والے مزارک محبوب کے دست و چغ۔

ترجمہ : میرے محبوب نے میرے غلوں سے اپنے دست و چغ آلود کر لئے ہیں۔ گویا یہ آموزاں نہاں مزارک عاشقوں کے وکیل ہیں۔ دست و چغ، بد آموزاں نے مجھ کو عاشق کے گل پر آلود کیا ہے نہاں کے وکیل اس بنا پر کہ ان کی وجہ سے عاشق و معشوق سے بے خبرت ہو گیا۔

چہ گویم در سپاس ہے کسی با زہ نامہاں مہاں

ترجمہ : میں نے اپنی دیکھیں کہ پاس انتظار، شکریہ ادا کیا عرض کروں۔ کیا کہنے ہیں ان ناموروں کے جو ہمارے مرہبان ہیں۔ بے کہیں کو ہمارے کہہ کر اس حوالے سے مرہبان کہہ کر وہی آفراسان کا ساتھ دیتی ہیں۔

گراز، خود خوشترے سنجیدہ پاشندہ نوازش بہت باایں، بدگمانیاں

لفت : سنجیدہ پاشندہ : سمجھتے ہیں۔۔۔ بدگمانیاں : بدگمان کی جمع، کسی کے بارے میں اچھی رائے نہ رکھنے والے، مڑاؤ حسین لوگ۔۔۔

ترجمہ : اگر یہ بدگمان لوگ کسی کو اپنے سے زیادہ اچھا نہیں سمجھتے ہیں تو یہ ان کی موہنی ہے۔ خوش ترادہ بدگمان میں صنعتت انتظار خوش کی ضد ہے۔

فغانا سے گساراں دجلہ نوشاں درینقا ساتیاں اندازہ داتاں

لفت : دجلہ نوشاں : دجلہ نوش کی جمع، دریا پانی جانے والے۔۔۔ اندازہ داتاں : اندازہ دان کی جمع مڑاؤ محدود مقدار میں شراب پانے والے۔

ترجمہ : بد قسمتی ہے دریا پانی جانے والے بہت پیچھے والے اسے خواہوں کی اور افسوس ہے اندازے سے پانے والے ساتیوں پر۔ گوساں دجلہ ہام دینا کے پکڑیں چٹا ہے جبکہ بخاراں کا طرف ان پانوں سے بے نیاز کھلی مقدار میں شراب کا طالب ہے۔

بہار آید بہ حیرت گلہ نازش زبوسے گل نفس پر رہ فشاں

ترجمہ : اس کی حیرت گلہ نازش بہار اس طرح آتی ہے کہ اس کی راہ میں پھولوں کی خوشبو سے، سانس نکھر رہی ہوتی ہے۔ گویا بہار کو خود پھولوں کی کھلت اور خوشبو کے باعث بچا ہوا ہے، لیکن محبوب کی خوشبو سے حیرت زدہ کر دیتی ہے اور اس کی طرف آتے ہوئے اس (بہار) کا گویا سانس پھولنے لگتا ہے۔

دم مردان بہ رشک تنگ کیرو فراخی ہاے عیش سخت چاہاں

لفت : رشک تنگ کیرو : مجھے بے حد شک آتا ہے، مجھے جذبہ شک ہے (افراخی) سمجھتی ہیں۔۔۔

ترجمہ : مرتے وقت مجھے سخت چاہاں لوگوں کی عیش و شکلا کی فراخیوں (یعنی کثرت، طوب کیلی ہوئی خوشیوں) پر بے حد شک آتا ہے۔ مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ میں تو عیش و شکلا کی فتنا میں مرکب یا معمولی عیش حاصل ہونے کی خوشی میں مرکب اور یہ لوگ ہیں کہ طوب عیش و شکلا میں کھوئے رہنے کے باوجود زعمہ ہیں۔۔۔

گلے بر گوشہ دستار داری خوشا بہت بلند باغباں

ترجمہ : تو نے اپنی دستار کے ایک طرف پھول بچھا رکھا ہے۔ باغباں کی خوش نصیبی کے کیا کہنے ہیں۔ یعنی جن باغباں نے یہ پھول اکٹھا کیا ان کی یہ خوش نصیبی تھی کہ وہ پھول حیرے جیسے حسین کے ہاتھ لگا۔ دوندہ شل پر ہی مر جا ہوا۔ طالب آملی کا شعر غلط ہو :

زخاوت بہت بر بہار منت بہت کہ گل بدست تو از شاخ آواز تر مانہ

نعت خوشخوار و دلہا بے بےامانت درینقا آہوے میزبان

لفت : نعت : حیرانم۔۔۔ خوشخوار : ٹھون پینے والا۔۔۔ بے بےامانت : جس کی کوئی پونجی نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : حیرانم ٹھون پینے والا (خون کا پیسا ہے) اور چاہاں ہیں کہ ان کے بچے بگڑ چکی ہیں، اس سلسلے میں وہ بے سہارے ہیں۔ افسوس کہ یہاں (یعنی دلوں کی آمد ہائی رہی)۔

گذشت از دل، ولے نگذشت از دل خدنگ غمرو دوریں : کہانیاں

نعت : خاک غزوہ کر شہرہ کا تیرہ۔۔۔ زوریں کھلاں : زوریں کھان کی جمع جن کی کھانوں میں بہت زور ہے (مزار حسینی دکن)۔۔۔

ترجمہ : زوریں کھان حیثیتوں کے غزوہ کا تیرہ قبول کو چھ کر کل کیا لیکن اس تحریر کی تھیں دل سے نہ نکل سکتی برقرار رہی۔

نوائے شوق خواہ از بے قویاں نشان دوست جو از بے نشان

نعت : بے قویاں : بے قوای جن کا غرور خاموش لوگ (بے آواز لوگ)۔۔۔ بے نشان : بے نشان کی جمع جن کا نام نہیں کوئی نشان یا مقام نہیں۔۔۔

ترجمہ : ترانہ شوق (محبوب کا ترانہ) سے بے قوا لوگ ہی آگاہ ہیں قوا ان سے یہ خبر حاصل کر اور دوست کا نشان بھی تجھے ان بے نشان لوگوں ہی سے ملے گا۔

بزمِ تافرو آرد بہ من سر بخواری بکرم در بتوانی

نعت : بزم : بزم میں اس کھان یا خیال میں۔۔۔ فرد آرد سر : سر پہا کرے یعنی توجہ کرے۔۔۔

ترجمہ : میں اس بزم میں کہ شاید وہ محبوب میری طرف بھی توجہ کرے (دیکھے) میں بتوانوں کہ بڑی محارت سے دیکھا ہوں۔ یعنی چو تک محبوب بتوانوں کہ حقیر غمر سے دیکھتا ہے اس لئے میں بھی ایسا کرنا ہوں کہ شاید اس طرح مجھے بھی دیکھ لے۔

سبک برنخیز زیں ہنگامہ غالب چہ آویزی بدیں شستے گرائیں

نعت : سبک : سبک بخیزا جلدی یا تیزی سے اٹھ۔۔۔ شستے : غسلی، مبرا پھ۔۔۔ گرائیں : غرور ملود لوگ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو اس ہنگامے سے تیزی سے اٹھ کھڑا ہو تو ان غلی غر ملود اور سرگراں لوگوں سے کیا الگ رہا ہے۔ یعنی اس دنیا کے ہنگاموں اور ملود نے بے لوثی کے بھگتوں سے دامن جھک کر ان سے بے نیاز ہو جانا۔

## غزل # 17

تاز دیوانم کہ سرست خنن خواہد شدن اس سے از قحط خریداری کمن خواہد شدن

ترجمہ : دیکھیں میرے دیوان سے یعنی میری شاعری چہ کر کس پر نعت و مستی طاری ہو گی یا خنن کمن پر طاری نہ ہو گی۔ یہ شراب (میری شاعری) خریداروں کی بے حد کی باعث پرانی ہو جائے گی۔ اس سے پہلے بھی غالب نے کئی ہمت پائی ہے :

سے گساروں قحط و ما بے میرا عشرت مفت کیست بادہ مانا کمن گردید ارزاں کردہ ایم

اس شعر میں بات دی ہے اہل دیوان یا شاعری کے لئے شراب کا ستارہ احتمال کیا ہے!

کو سکیم را در عدم ادج قبولی پورہ است شہرت شعرم بہ کسیتی بعد من خواہد شدن

نعت : کو سکیم : میرا ستارہ۔۔۔ ادج قبولی : قبولیت کا ادراج بندی ہے حد قبولیت۔۔۔

ترجمہ : میرے ستارہ (ستارہ بخت) کو عدم میں ادج قبولی حاصل تھا۔ چنانچہ میری شاعری کی شہرت میرے بعد، یعنی میری موت کے بعد جب میں عدم میں ہوں گا ہی ہو گی۔ اس غزل کے شروع کے چند اشعار میں غالب نے اپنی شاعری کی عظمت و اہمیت کی بات کی ہے۔

ہم سواد صفیہ ملک سواد خواہد نیتن ہم دو اتم ناف آہوے نطن خواہد شدن

نعت : سوانہ سپاہی۔۔۔ ملک سوار ہوا ہی ہوئی ملک، ملک کا سرف۔۔۔ تجھ میں کر کر رہا۔

ترجمہ : میرے مسئلے کی سیاسی یعنی میری قبر سے بھی ملک چھن کر کر کے کی جگہ میری ذات بھی حق کے ہون کی جانب بن جائے گی۔  
حق کے ہون کی جانب سے ملک نکلتی ہے۔ یعنی میرے کام کی شہرت ملک کی خوشبو کی طرح پھیل جائے گی۔

مطرب از شعرم بسر بڑے کہ خواہد زدوا چاکما ایثار جعیب چرخن خواہد شدن  
ترجمہ : جس مصل میں بھی کوئی مطرب (مغنی) گائے گا وہ میرے اشعار کا کرتا ہے تو سننے والوں کے لبس کے گریبان چاک کی خور ہو جائیں گے، یعنی سننے والوں پر اچھی مٹی مل رہی ہو گی کہ وہ اپنے گریبان چاک کر لیں گے۔

حرف حرفم در مذاق فتہ جا خواہد گرفت دستگار ناز شیخ و برہمن خواہد شدن  
ترجمہ : میرے کام کا ہر حرف (لفظ) مذاق حق رکھنے والوں کے لئے گویا ایک فتہ (چٹک) بن جائے گا اور شیخ و برہمن دونوں کے لئے ناز کا سرمایہ بنے گا۔ گویا لوگ میرے کام پر ناز کریں گے۔

ہے چہ ی گویم اگر این است وضع روزگار دفتر اشعار باب سوغتن خواہد شدن  
نعت : وضع روزگار: زمانے کی صورت حال۔۔۔ دفتر: بیاض، دیوان۔۔۔

ترجمہ : ارے یہ میں کیا کہ رہا ہوں! یعنی اپنے کام کی تحریض کے بل باندھ رہا ہوں۔ اگر زمانے کی صورت حال یہ ہے تو یہ دفتر اشعار تو جلائے جانے کے لائق ہو جائے گا۔ یعنی لوگوں کی کور و زوق اور میرے کام سے بے اعتنائی کا اگر یہی عالم رہا تو میری شاعری گویا ایک جلا ہوا سرمایہ ہو گی۔

آں کہ صورتالہ از شور نفس موزوں دمید کاش دیدے کاس نئید شوق فن خواہد شدن  
نعت : صورتالہ: آواز فراوانی کو آواز۔۔۔ موزوں: مزا دہی ٹھیک ٹھاک سرکل۔۔۔ نئید: نغمہ۔۔۔

ترجمہ : وہ شخص جس کے پر شور سانس سے آواز فراوانی موزوں ہو کر باہر آتی تھی۔ کاش وہ یہ دیکھتا کہ ایک دن یہ نغمہ شوق (شاعری) صنعت گری کی صورت اختیار کر جائے گا۔ یعنی شاعری محض لفظوں کا کھیل بن جائے گی اس میں نازک خیالی اور دل جذبات کا کس باطل نہ ہو گا اور نڈال کی یہ صورت حال غالب جیسے شدید جذبات اور نازک خیالی شاعر کو کس قدر افسردہ کرے گا۔

کاش سنجیدی کہ بسر قلم معنی یک قلم جلوہ کلک و رقم دار و رسن خواہد شدن  
نعت : سنجیدے: وہ اندازہ کرتا ہے اندازہ ہوتا۔۔۔ دار: سولہ۔۔۔ رسن: رسی۔۔۔ یک قلم: پوری طرح۔۔۔

ترجمہ : کاش اس شخص (غالب) کو یہ اندازہ ہو کہ معنی کے عمل نقل (یعنی پوری طرح) ختم کرنے کے لئے قلم اور تحریر کا کلام دار و رسن کی صورت اختیار کر جائے گا۔ گویا شاعری میں فکر اور عقلی کا ناتر ہو جائے گا اور وہ لفظوں کا کھیل بن کر نگارہ آرائی کی صورت اختیار کر لے گی۔

چشم کور آئینہ دعوی بکف خواہد گرفت دست شل مشط زلف خنن خواہد شدن  
نعت : چشم کور: اندھی آنکھوں والا کور و فتن۔۔۔ دست غل: بے ہوش ہاتھ۔۔۔ مشط: عورتوں کی زلفوں کی آرائش کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : کور و فتن لوگ (اندھی آنکھیں) حق کے دعویٰ کا آئینہ ہاتھ میں لے لیں گے، اور بے ہوش ہاتھ عورتوں کی شہری زلفوں کی آرائش کریں گے۔ ہاتھ دہی ہے، ہوش پٹے کی ہے، استعارے بدل گئے ہیں۔

شلہد مضمون کہ ایک شہری جان دول است روستا آوارہ کام و دامن خواہد شدن



ہائے گہ

پردہ ہا از روئے کار بہر گر خواہد فتو غلوت کبر و مسلان انجمن خواہد شدن

نعت : کار بہر گر : ایک ڈوسے کا نام۔ کنز : آئین پرست مراد کوئی بھی غیر مسلم۔

ترجمہ : لوگوں کے پاس کاموں پر سے پردہ اٹھ جائے گا اور کمزور مسلمان کی اپنی اپنی غلوت ابد ابد غلوت ایک انجمن کی صورت اختیار کرے گی۔ گویا ہر طرح کے امتیازات مٹ جائیں گے۔

ہم بفرقتش خاک حرمان ابد خواہد ریخت مرگ عام این شیتوں را کو کہن خواہد شدن

نعت : بفرقتش : اس کے سر۔ حرمان : باقی۔ ریخت : دھواڑنے کو کہن یعنی قریب۔ کھوارا تھا۔

ترجمہ : اور اس وقتوں (عظیم مزاحمتوں) کے سر بھی برفِ بیک کی مایوسی و مایوسی کی خاک ڈال دی جائے گی، چنانچہ اس (وقتوں) کے لئے مرگ عام کو کہن بن جائے گی۔ گویا جس طرح کو کہن نے وقتوں کو کھود کر اسے ختم کر دیا اس کا علیہ پاؤں اسی طرح مرگ عام اس دہر کا خود ختم کر دے گی۔

گرد چنار وجود از رہ گذر خواہد نشست مگر توحید عیانی موجزن خواہد شدن

نعت : چنار وجود : اپنے وجود پر اپنی ہستی کا غرور۔ توحید عیانی : واضح توحید یعنی کوئی غلط نہ رہے گا۔

ترجمہ : چنار وجود کی گرد راستے سے ہٹ جائے گی اور توحید عیانی کا سمندر موجزن ہو جائے گا۔ صرف ذات حق ہی کا وجود رہے گا باقی سب وجود کا انکار ہو جائیں گے۔

در تہ ہر حرف غالب چیدہ ام سے خانہ اسے تا ز دیوانم کہ برست سخن خواہد شدن

نعت : چیدہ ام : میں نے تجھ کو اپنی رکھ دیا ہے۔

ترجمہ : غالب میں نے اپنی شاعری کے اہر ہر خط کی دہش ایک بھگدڑ دکھ دیا ہے، دیکھیں میرے دیوان کے محلے سے اب کس کس پر سرستی و سرشاری طاری ہوئی ہے۔ اپنی شاعری کو بلا واسطہ انتہائی دلکش قرار دیا ہے جس کے پڑھنے سے تھری کو خاص لطف و سرور حاصل ہو گا۔

## غزل \* 18

سربک افغانی چشم ترش ہیں شہ خوں و سنج گوہر ش ہیں

نعت : سربک افغانی : آنسو بہانے کی حالت۔ شہ خوں : حسیوں کا ہلاکت۔

ترجمہ : اس (محبوب) کی تراکھوں کی انگ انگ فطنی دیکھو۔ وہ شہ خوں ہے اسے اور اس کے سوجھن کے حوالے کو دیکھو۔ محبوب کی آنکھوں سے آنسو ٹپ رہے ہیں جو موتوں کی طرح ہیں۔

اواسے دستل رفتہ از یاد ہواے جاں فغانی در سرش ہیں

ترجمہ : اسے (محبوب) کو اپنی دل ستلی آؤ سروں کے دلوں کو از یاد (موتوں) کی ہوا میں بھول گئی ہیں۔ اب اس کے سر میں جاں فغان کرنے کی خواہش دیکھ۔ یعنی محبوب اب خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اس کے سر میں بھی جاں فغان کرنے کا سودا مل رہا ہے۔

بدشت آوردہ روحل است گوئی روا رو در گدایان درش ہیں

ملفت : رواندا روانڈی، ہائیکیم ہائی، ٹیگڈ۔۔

قرص : یوں لگتا ہے جیسے سیلاب نے جنگل کا سرخ کر لیا ہو، اور اس کے دروازے کے گرد لکڑی میں لگی ہوئی بھگدڑ توڑ رکھی۔ گویا اس کا حسن سیلاب کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے اور ہر دیکھنے والے کو بنا کر لے جا رہا ہے۔ اس استاد سے عزیز چاہا حسن سیلاب کی اختیاری، کشش ہے۔ یہ عجز ہے کہ چونکہ وہ خود کسی پر عاقل ہو گیا ہے اور اس کی لوا کیں ختم ہو گئی ہیں اس لئے اس کے عاشق اب اس سے بھاگ رہے ہیں۔

صفائے تن فزوں تر کردہ رسوا دل اذاعتیشہ لڑزائ دربرش میں

لفظ : مقالے تین: جسم کی مقالی: چمک۔۔۔ لڑائی: کھپ رہا ہے۔۔۔ دیر: اس کے پہلو میں۔۔۔

ترجمہ : اس کی مقامی زبان نے اسے کچھ فوائد ہی رسوا کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے پہلو میں رسولی کے خوف سے لڑنا ہوا اور دل دیکھ۔ لیکن اس کے دل میں اتنی مٹا ہے کہ اس کا لڑنا ہوا اور دل تک نظر آ رہا ہے۔

بچا ماترہ عتاب و غمزہ و تازہ متاع نارواے کشورش میں

ملت : مطلب : ضرورت ہے۔۔۔ حلقہ حدود ایسا کہ جو ملک میں داخل نہ ہو۔۔۔ جہانگیر : ایک جگہ پر دو کتابت اور عربی کا حوالہ کیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کا وہ حلقہ مستحق فائدہ دارانہ اور غمزدار کرشمہ سب دھرم کے دھرمے رکھے ہیں۔ اس کی ان اولاد کی حیثیت سب اس نئے کی سی ہو گئی ہے جو اس کی سلطنت میں رائج نہیں۔

رقیب از کوچہ گردی آمود یافت کجوں دوست و دشمن رہبرش ہیں

حکمت : کوچہ گر کی زندگی بھی اس کو ہے میں بھی اس کو ہے میں ہوں۔

ترجمہ : کوچہ گردی سے ہمارے رقیب کی آنکھ (ہمارے محبوب کی نظر میں) بڑھ چکی ہے، کیونکہ وہی ہمارا دشمن (ارقیب) اس محبوب کی رہنمائی اس کے دوست (جس پر وہ عاشق ہو گیا ہے) کی طرف کر رہا ہے۔

زمین آئین غم خواری پسندیدہ شہما جاے من برہنہش ہیں

ترجمہ : اس نے میرا فخر بھاری کاٹا، اپنے بندہ کیا ہے، القضا اب راتوں کو میرا فخر کاٹا اس کے بہتر ہو سکے۔ یعنی چرکے وہ محبوب خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے اس کے لیے میری فخر خواہی اسے اچھی لگی ہے اور اب میں راتوں کو اس کے بہتر ہو سکوں۔

گذشت آن کز غم ما بخیبر بود بخونیش از خونیش بے پروا ترش میں

حکمت : کلاشیہ گذریاں وہیں بیت گئے۔۔۔ بے پردہ اتریں : اسے زیادہ بے پردہ۔۔۔

ترجمہ : وہ دن بہت کچھ ہوا اور اس فتنہ کی وجہ سے اب تو تو اسے اپنی ذات سے بھی کہیں زیادہ بے پروا اور بے اختیار کیجیے۔

مہ نوکرۃ کا پیش چیکرش را ہفتشم کم اہل مہ چیکرش ہیں

ملک : کلاں، لاہری، کنہوری۔ نیکر شہ: اس کا جسم۔۔۔ نیکر شہ: اسے لاپیکر شہ سے جانور کے جسم۔۔۔

ترجمہ : کاظم، یعنی عشق کی وجہ سے لافریب نے اس کے جسم کو ہلا کر (تلاوا) پہلے دن کے چاند کی طرح اجاڑا ہے، لیکن اس حالت میں بھی قوس سے لہجہ نہ کیے گا۔ یعنی اس کے جسم کے حسن کی دلکاشی کسی نہ کسی صورت میں برقرار ہے۔



پکھ در سجدہ خون از چشم مستی گدازشای نفس کافرش میں  
 لغت: پکھ: پکھتا ہے۔ گدازش: پکھلا نہیں۔

ترجمہ: جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اس کی مست آنکھوں سے خون (کے آنسو) نکلے ہیں۔ تو ذرا یہ دیکھ کہ اس کے یہ ٹخنیں آنسو اس کے  
 نفس کافری پکھلا نہیں ہیں۔ یعنی پہلے وہ ہم پر جو رحم کرنا خود پر دافعی کرتا تھا یہ گویا اس کا کافروہ نفس تھا لیکن اب جب خود گرفتار خلق  
 ہوا ہے تو اس کے حور میں گداز آ گیا ہے۔

گداز غم بر لبش جا کہ غم نیست ز جاں تن زن لب جاں پرورش میں  
 ترجمہ: اگر غم خلق کی بنا پر اس کی جاں پر آگئی ہے تو یہ کوئی غم کی بات نہیں۔ تو جاں کی بات پھر زائن زن یعنی بات پھر زائن  
 اور اس کے جاں پر وہ لوں پر نظر ڈال۔ گویا اس کے لب اب اس کے محبوب کے لئے جاں پرور ہیں۔

خداوندش بخون ما گیر او بہ جہلی نگہ بر مخبرش میں  
 لغت: خداوندش: خدا ہے۔ گیر او: نہ پکڑے اس سے ہاتھیں نہ کرے۔

ترجمہ: (خلق کی وجہ سے) حق تعالیٰ کی حالت میں اس کی نگاہ اپنے مخبر پر پڑتی دیکھ ہماری دعا ہے کہ خدا ہمارے قتل کے جرم میں اس کی  
 گرفت نہ کرے۔ حق تعالیٰ یہی ہے کہ میں نے اپنے جانے والوں کو اس مخبر سے قتل کیا کہ وہ اپنے خود بخود پر یہ قوت آ رہی ہے۔

برسم چارہ جوئی پیش غالب شکایت سنج چرخ و اخترش میں  
 لغت: شکایت سنج: شکوہ کرنے والا۔ برسم چارہ جوئی: چارہ جوئی کے انداز میں یعنی غم کوئی چارہ کر۔

ترجمہ: نہ تو دیکھ کہ اب وہ چارہ جوئی کے انداز میں غالب کے سامنے (وجہ) آ رہا ہے اور اپنے ستارہ بخت کا شکوہ کر رہا ہے۔ یعنی غالب سے کہ  
 رہا ہے۔ کہ غم میرے لئے کچھ نہ کر۔ آ رہا ہے اور ستارے سے کوئی اچھالی کی توقع نہیں۔

## روایف و

## غزل # 1

حق کہ حق است سچ است ظانی بشنو بشنو گر تو خداوند جہانی بشنو

لغت: سچ است: ایک نئے والا۔ یعنی قریباً پاک نئے والا ہے۔ ظانی: تو جہاں ہے، ہر واسطہ محبوب سے خطاب ہے۔

ترجمہ: سو تو سن لے کہ اگر تو محبوب اپنا کانک ہے تو میری سچ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں سے ایک نام ہے۔ وہ ہر کسی کی قریباً پاک  
 نئے والا ہے۔ اسی حوالے سے مافق محبوب سے کتاب ہے کہ اگر تجھے کانک جاں ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر ہماری پاک قریباً تو جہ دے (سن)

"ظن ترائی" بجواب "ارنی" چند دچرا من نہ اینم بشناس و تونہ کنی، بشنو

لغت: ظن ترائی: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ طور پر خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کو کہا تھا (ارنی، مجھے جلوہ دکھا جواب ملا تو میں  
 دیکھ سکا کہ ترائی قرائی صحیح۔ نہ اینم میں یہ امویٰ نہیں ہوں۔ نہ کنی: تو خدا (خدا) نہیں ہے۔

ترجمہ: (اے محبوب ارنی کے سوال پر میرا جواب "ظن ترائی" تک اور اس لئے کہ میں نے کہ نہ تو میں "یہ" امویٰ ہوں اور نہ تو

(خدا ہے۔ مطلب یہ کہ تو اپنے ماضی کو مکمل کر چلا، رکھا۔

رسوے خود خزان و خلوت گر خالص جاوہ  
آنجہ دانی شمار، آنجہ ندانی، بشنو  
لغت : خواہ : ہا۔۔ شمار : اندازہ کر لے۔

ترجمہ : تو مجھے اپنی طرف اپنے یہاں بلا لے اور مجھے اپنی خاص خلوت دکھا میں جگہ دے۔ جو کچھ تجھے میرے حال کے بارے میں معلوم ہے اس کا اندازہ کر لے اور کچھ تجھے نہیں معلوم رہے گا سے سن لے۔

پردہ چند پہ آہنگ کیسا بسرایی غزل چند پہ خنجر فغانی بشنو  
لغت : پردہ : سرنگ۔۔ آہنگ : ٹیکھا : قدیم ایران کے ایک مشہور معنی کیسلی لے۔ فغانی : مشہور ہادی گوشتارے "سبک ہادی"  
(طرز شعر : داستان احمد اکوئی سمجھا جاوے۔۔ خنجر : طرز۔

ترجمہ : تو کیسا سویمکاری لے میں چند سرسپئی تھے گا اور تجھے سے فغانی جیسے شاعر کے طرز و اسلوب میں غزل سن۔

تخت آئینہ برابر نہ و صورت بگر پارہ گوش پہ من دار و معانی بشنو  
لغت : تخت : تختہ : توڑی دیر کے لئے۔۔ پارہ گوش : کسی قدر کلن : توجہ۔۔ صورت : ظاہری حالت۔۔ معانی : باطنی حالت : گہری باتیں۔  
ترجمہ : تو توڑی دیر کے لئے آئینہ اپنے سامنے رکھ لے اور اس میں اپنی صورت دیکھ اور کسی قدر کلن میری طرف رکھ لیکن میری طرف توجہ کر اور تجھے سے گہری اور لطیف باتیں سن۔

ہرچہ بنم بتو زانہ پیشہ ہی پذیر گویم بتو از پیشہ جوانی بشنو  
لغت : ہرچہ : ہر کچھ بھی میں کھلوں۔۔ پذیر : قبول کر لے۔

ترجمہ : جو کچھ میں تجھے پیشہ کے تجربے کے حوالے سے کھلوں اسے قبول کر لے اور جو کچھ تجھے سے پیشہ جوانی کے بارے میں یا جوانی کی صورت و شان و شوکت کے انداز میں کہوں وہ سن لے۔

داستان من ویداری شبسے فراق گنہ غشی وپام نشتانی بشنو  
لغت : غشی : غموں۔۔ نشتانی : تیز بخارے۔

ترجمہ : میری داستان اور ہر گہری باتوں میں میرا جتنے رہنماں خیال سے سن لے تاکہ تو نہ سوئے اور نہ تجھے اپنے پاس بٹھائے۔ وپام : اس میں لگا "پاس" کے معنی، بیانی، رہنمائی کے لحاظ سے اور لگا "پاس" ہی کے بچنے ہیں۔ خدا معلوم غالب نے یہاں کیونکر یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

چارہ جو یستم و نیز فضولی گنم من واندوہ تو چندا نکہ توانی بشنو  
لغت : چارہ : علاج : تلاش کرنے یا پہنچنے والا۔۔ فضولی : بیکار یا غور و فکر کرنے والا۔۔ چندا نکہ : جس قدر۔۔

ترجمہ : میں چارہ و دوا کا غور و فکر نہیں ہوں اور فضول قسم کی ضد بھی نہیں کرتا میں یہ چاہتا ہوں کہ تو تجھے سے میرے ان دکھوں کی بات نہ کرے تجھے تیری محبت میں پیش آئے، جس قدر میں سکے، سن لے۔

زہیں کہ ویدی بہ ہنم، طلب رحم خطاست خنہ چند ز غمبے نشتانی بشنو  
لغت : بہ ہنم : میں دوزخ میں ہوں۔۔ غمبے : نشتانی : چھپے ہوئے غم : اندر کے دکھ۔۔

ترجمہ : یہ تو نے دیکھ لیا کہ میں دوزخ میں پڑا ہوں اس خطبے میں تجھ سے کسی رحم کی درخواست کرنا لگا بھٹا ہوں، یہاں لگا ہے کہ

میرے غمات نہانی کے بارے میں کچھ باتیں سن لے۔

نثار : درنہم رہ پود کہ غالب چلی داو ورق ازم در و اس مژدہ زبانی بشو  
 لغت : درنہم رہ : کوڑے راستہ ہی میں۔۔۔ ورق ازم در : ورق یعنی خط پھاڑ ڈال۔۔۔  
 ترجمہ : خط ابھی راستہ ہی میں تھا کہ غالب نے جاں دے دی۔ اب تو خط پھاڑ ڈال اور غالب کے مرنے کی ایسے فخری زبانی سن لے۔

## غزل #2

عرض خود بود کہ رسوائی مانخیزد ازو فتنہ خوے است ندانم چہ بلا خیزد ازو  
 لغت : عرض خود : اپنی آئند، شہرت (یعنی) کچھ دیر۔۔۔ فتنہ : افسوس ہے، پیدا ہوتی، سبب بنتی ہے۔۔۔ فتنہ خوے : جس کی فضاlet ہنگام  
 آرائی کی ہو۔۔۔  
 ترجمہ : اس نے اپنی آئند اس لئے کوہی کہ اس سے ہماری رسوائی کا سامان ہو، وہ (محبوب) بوجہ فتنہ پسند ہے، مظلوم نہیں رہا کیا مصیبتیں  
 پیدا کرے گا۔

تاویریں بے ادبی قمر تو افزوں گردو لگہ سازے ست کہ آہنگ دعا خیزد ازو  
 لغت : افزوں : بڑھ جائے، اضافہ ہو۔۔۔ آہنگ : دعا، دعا کی لے۔۔۔  
 ترجمہ : اس خیال سے کہ میری اس بے ادبی سے میرے قمریں اضافہ ہو میں گد کہ رہا ہوں اور میرا یہ لگہ ایک ایسا ساز ہے جس سے دعا کی  
 لے اور ملے ہے۔ یعنی تو مجھ پر چھتہ ہو رہا ہے، دعا آجائے گا میں اتنی ہی میرے حق میں دعا میں کہوں گا اور میرا لگہ، کسی شکوے کی خاطر نہیں،  
 بلکہ اسی قمریں اضافے کی خاطر ہے۔

نم انگے چو بہ خاکم بظفانی ازمر خاک بلد - بخود و مر گیا خیزد ازو  
 لغت : بظفانی : تو بے لے۔۔۔ بلد بخود : خود پر فخر کرتی ہے، پہنچاتی ہے۔۔۔ مر گیا : مر گیا، مرگیا، مرگیا کی کھاس۔۔۔  
 ترجمہ : جب تو میری خاک (جبراً) الٹ بہت بہانا ہے تو وہ (جبراً) خاک، خود پر فخر کرتی ہے اور اس سے مرگیا پیدا ہونے لگتی ہے۔  
 پیش ما دوزخ جلویہ بہشت است بہشت بلا آہل دیارے کہ وفا خیزد ازو  
 لغت : بلا آہل : خدا کرے وہ ہمیشہ آباد رہے۔۔۔ دیارے : کہ وہ ضرور سرزمین جس میں۔۔۔  
 ترجمہ : ہمارے لئے دوزخ جلویہ ایک بہشت ہے بہشت خدا کرے وہ سرزمین ہمیشہ آباد رہے جس میں وفا پیدا ہوتی ہے۔ دوزخ جلویہ  
 سے عذاب مسلسل ہم دالم ہی ہو سکتے ہیں جس کی انت کاہانی ہو کہ انسان انہیں بھول جاتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے بھی دوسرے اشعار دیکھتے  
 گئے ہیں۔

بے نوبان تو درد سر دعویٰ نازد شکستہ ساز و فای کہ صدا خیزد ازو  
 ترجمہ : میرے بے نوا (عاشق) محبت میں کسی قسم کے دعوے کا درد سر نہیں دیتے۔ یعنی اپنی محبت کا دعویٰ کر کے محبوب کے لئے کسی انت  
 کا بہت نہیں بنانا چاہتے۔ خدا کرے وہ لاکھوں ساز و فای ٹوٹ جائے جس سے ایسی از دعویٰ محبت کی آواز نکلتی ہو۔

دل بیاراں چہ وہ آوود ستر عرض کند مگر آپے کہ زبور رنقا خیزد اذو  
نعت : وہ آوود ستر کا تخت۔ عرض کند: پیش کرے۔

ترجمہ : ہمارا دل ہمارے دوستوں کے لئے ستر کا گناختہ پیش کرے، پس ایک آوے جو ستر کے ماتھوں کے جوہر حسم کے حوالے سے  
اچھلی ہے۔ یعنی یہاں ہی نے ہم پر علم حسم کے ہیں۔ غالب نے قاری اور اردو میں اور بھی اسی مضمون کے اشعار درج کر کے ہیں۔  
غالب!

گرد ہم شرح تنہائے عزیزاں غالب رسم امید اتلا زجہاں بر خیزو  
غالب!

کوں کیا خوبی اوضاع ابتائے زبان غالب بدی کی اس نے جس سے کی حسی ہم نے ہار ہانگی  
سدا!

کس نیا موخت علم تیر از من کہ مرا غایت نکلند نہ کرو  
بقول عدم ہے

دیکھا جو تیر کھا کے کیٹا کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی  
نجد زیر سراگشت تو نبضم کہ مرا نیست دروے کہ تنہائے دوا خیزد اذو

نعت : نجد: نہیں ملتی۔  
ترجمہ : یہ جو تیری انگلی کے نیچے میری نعل حرکت نہیں کر رہی تو اس سے پوچھتا ہے کہ تجھے کوئی ایسا دکھ نہیں ہے جسے کسی دوا کی  
ضرورت کا طوہل ہو۔ اگر مجھ "اشقی صورت میں" کی بجائے "مجھ" "ثبت صورت میں" جیسا کہ صوفی مروج کی کتاب میں ہے، تو اس کا  
مطلب ہو گا کہ مجھ اس انداز میں حرکت کر رہی ہے کہ۔

عشام کہ رسد نکت زلف سے کہ ہمہ بیخودی پاو صبا خیزد اذو  
نعت : عشام کہ: کس کے دماغ میں۔ نکت: ٹوٹا ہوا۔

ترجمہ : وہ کون (طوہل نصیب) ہے جس کے دماغ میں محبوب کی سیاہ زلفوں کی خوشبو بچ رہی ہے کہ وہاں لگتا ہے اس خوشبو میں ہوسا کی سی  
بخوری طاری ہے۔ صبح کی ہوا چلنے سے بھول کھلتے ہیں اور ان کی خوشبو پھیلنے لگتی ہے۔ گویا محبوب کی زلفوں کی خوشبو ہوسا پر بھی مدھوشی  
طاری کر دیتی ہے۔

بوسہ بعد از طلب بوسہ نہ بخشد لذت چوں جوا بے کہ ہنداز حیا خیزد اذو  
ترجمہ : بوسہ طلب کرنے پر اگر ملے تو اس (بوسے) میں وہ لذت نہیں رہتی یہ بالکل اس جواب کی طرح ہے جس میں حیا کا انداز پلا جاتا  
ہو۔ یعنی عاشق کے کسی سوال کا جواب اگر محبوب ہنداز حیا سے تو عاشق اس سے لطف اندوز نہیں ہو تا اسی طرح اگر عاشق کے کہنے پر  
محبوب بوسہ دے تو عاشق کو اس سے کیا لطف حاصل ہو گا۔

محو افسوں گر نازیم کہ اورا با ما دور پاشے ست کہ آہنگ "کیا" خیزد اذو  
نعت : افسوں گر: ساڑہ چادر گر۔ دور پاش: دور رہ۔ آہنگ: آہا کی صدا یا دعوت۔

ترجمہ : ہم اس ساحرا کی جڑ آفریوں میں کھوئے ہوئے، خودست ہیں کہ جس کی "دورہاش" ہمارے ساتھ کچھ اس حداز کی ہے کہ اس آواز میں ایک طرح سے آنے کی دعوت کا پہلو لگتا ہے۔ گویا محبوب کا انداز کچھ ہے اور عاشق اس کا مضمون پر کس لیتا ہے۔

دیگر امروز بما بر سر جنگ آمدہ است پہ ہوائے کہ ہمہ صلح و صفای خیزد از دو ترجمہ : اب وہ ہر دم سے کچھ اس ہوائے بر سر پار ہے کہ اس کی اس (ہوائے جنگ) سے صلح و صفائی پوری طرح ٹپک رہی ہے۔

بلبل گلشن عشق آمدہ غالب ز ازل حیف گر زمرہ مدح و ثنا خیزد از دو لغت : زمرہ مدح و ثنا یعنی پوشیدہ یا امروغیہ کی مدح میں غزلی (شعر کہا کرتا)۔

ترجمہ : غالب تو ازل ہی سے گلشن عشق کا بلبل ہے، یعنی اس کی شاعری سراسر عشقیہ ہے۔ اگر وہ مدح و ثنا کا فن لہجہ ہے تو یہ افسوس کی بات ہوگی۔

### غزل #3

گوئی بہ من کے کہ ز دشمن رسیدہ کو آن بجز زل ست ہے، قد خیدہ کو لغت : کیا کہن۔۔۔ بجز زل۔۔۔ یعنی عورت۔۔۔ سے پہلے سے رہا۔۔۔ قد خیدہ : نکلے ہوئے جسم وال، مڑا ہوا، کو درجہ عورت سے ہمارے وال کھلی یا بھڑکی۔

ترجمہ : تو کچھ سے یہ پوچھ رہا ہے کہ دشمن (یعنی رقیب) کی طرف سے جو کوئی آیا ہے وہ کون ہے جو اس کہ وہ ست رہا اور نکلے ہوئے بدن وال جو صیاد کوئی تھی؟ یعنی محبوب نے قاتل سے کام لیتے ہوئے پوچھا عاشق نے فوراً اس پیغام رسائی کھلی کی آمد کا راز فاش کر دیا۔

یادست نہ کردہ قصم بھنوان بہ لفظ "دوست" آں بھر نخواستہ ز صمد جا دریدہ کو لغت : یادست : تجھے یاد۔۔۔ بھر نخواستہ : وہ لفظ جو حجاز گیا۔۔۔ دریدہ : پٹنا ہوا۔۔۔

ترجمہ : دشمن (یعنی ہمارے رقیب) نے تجھے (اپنے غلام میں) لفظ "دوست" سے بھی یاد نہیں کیا، یعنی غلام میں تجھے "دوست" کے لفظ سے غلام نہیں کیا۔۔۔ وہ سچ کہ سے پٹنا ہوا بھر نخواستہ کہاں ہے؟ قصم اور دوست میں صنعت کیا ہے۔

رعنا دلت بہ دختر ہمایہ بند نیست آں مہ رخ بگوشہ ایوان خیدہ کو لغت : رعنا دلت : تیرا خوش نہ زباناں۔۔۔ بند نیست : وابستہ نہیں ہے۔۔۔ خیدہ : چھپی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : تیرا دل اگر ہمایہ کی لڑکی سے وابستہ نہیں ہے تو بھر تجھے گل کے گلے میں چھپی ہوئی وہ مہ رخ کہاں ہے؟ دو شینہ گل بہ بستر و بالین عداشتی آں برگ گل کہ در تن نازک غیدہ کو

لغت : دو شینہ : گل دلت۔۔۔ غیدہ : چھپی۔۔۔

ترجمہ : گل دلت تجھے بستر اور سر پہلے پر جب کوئی پھول میں تھا تو پھر وہ چھپول کی پتی تجھے نازک بدن میں چھپی وہ کیا تھی۔ یعنی بستر پر کئی پھول تھا تو وہ پتی چھپی۔

کس داوری نہ بردہ ز جورت ہوا گلہ آں بے گز کہ شہ زبانش بریدہ کو

لغت : داوری: فراہم و موافق۔۔ زور دینا: تیرے علم و حکم کے خلاف۔۔ بدادگان: عدالت میں۔۔ نہایت بریدہ: اس کی زبان کالت دی۔۔

ترجمہ : جب کسی نے تیرے علم و حکم کے خلاف عدالت میں لڑا بادشاہ کی بارگاہِ خضافت اکملی و موافق نہیں کیا تو پھر وہ ہے کہ کون تھا جس کی زبان بادشاہ کے حکم سے کالت دی گئی۔

گوئی پہ شہنشاہ گوی کہ کس رات نہ کشیدہ ایم آں فحش نیم سوختہ ز آتش کشیدہ کو

لغت : کوئی: کوئی۔۔ کوئی نہ کہہ دے۔۔ نیم سوختہ: سوختا۔۔ ز آتش کشیدہ: آگ سے باہر کھینچی ہوئی۔۔

ترجمہ : تو اے محبوب! یہ کہتا ہے کہ کوئی تو ہے کہ ہم نے کسی کو قتل نہیں کیا تو پھر وہ نیم سوختہ اور آگ سے باہر کھینچی ہوئی فحش کسی کی ہے؟

گوئی فحش شوی چو زکیم بدر روی آں دل کہ جز بھلا بھیج آرمیدہ کو

لغت : فحش: ناموس۔۔ بدر روی: تو جانے۔۔ بھیج آرمیدہ: کسی شے سے تسکین نہیں پاتا۔۔

ترجمہ : تو کہتا ہے کہ "جب تو میرے کوہ سے جانے لگے تو خاموشی سے جانا" تمہاری بات اپنی جگہ درست لیکن میں وہ دل کس سے لادوں جو کسی جادو قریب کے بغیر تسکین ہی نہیں پاتا۔

گوئی دے زگریہ ٹخنیں بھار آں مایہ بخون کہ سر دہم از دل بدیدہ کو

لغت : بھار آں: ہمارے سامنے لائینی بہ۔۔ دے: بکھڑا، لہو لہو کر کے لے۔۔ آں مایہ: اس قدر۔۔ سر دہم: نکالوں۔۔

ترجمہ : تو کہتا ہے کہ "بکھڑا رہا لہو لہو کر کے لے" تو ہمارے سامنے ٹخن کے آنسو بہا۔۔ لیکن اب اس قدر ٹخن کس سے نکالوں؟ وہ دل سے آنکھوں کے در پہ لے گا۔۔ یعنی تیرے غم بہت میں اتنی ٹخنیں آنسو بہاں گئیں کہ دل میں ٹخن ہی نہیں رہا۔

بشنو کہ غالب از تو رمیدہ بہ کعبہ رفت گفتی شگفتیے کہ بود ناشنیدہ کو

لغت : رمیدہ: بھاک کر۔۔ شگفتیے: کہ! ایسی جہان کن یا تو کئی بات ہو۔۔ ناشنیدہ: نہیں سنی گئی۔۔

ترجمہ : ذرا سن کہ غالب تجھ سے بھاک کر کعبہ کو چلا گیا۔ تو نے کہا کہ یہ جہان کن بات تو ہم نے سنی ہی نہیں یہ کیسے اور کب واقع ہوئی۔ "ذرا سن" سے مراد ہے۔ "تو نے سنا ہو گا۔"

#### غزل # 4

بالم بزمایش بس کہ بہ بند کند تو مرم گلیں کند کہ حکم بہ بند تو

لغت : بالم بزمایش: میں خود پر فکر کرتا ہوں، خوشی سے پھولے نہیں جاؤں۔۔

ترجمہ : میں تیرے عشق کی کند میں رہے ہوئے خود پہ یاد دلاتا رہا ہوں لیکن لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں تیرے اس بند کند میں لگ چکا ہوں یعنی لاف سے وہاں ہوں۔

آزادیم نخواستی و ترسم کزین کشلا بالم بخود چنانکہ بختیم بہ بند تو

لغت : آزادیم: میری آزادی۔۔ ترسم: ترسنا۔۔ ازین: میں نے انہوں۔۔ بختیم: میں نے انہوں کا۔۔

ترجمہ : تو مجھے اپنی محبت کے اس بندے سے آزاد کرنا نہیں چاہتا اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس طرفی میں میں آجائے پھول جوں کہ ترجمہ اس بندے میں ساقی نہ سکوں۔

نر ز خویش بپاسی و نر سایہ در ہراس گویں رسیدہ ام بہ دل دور مند تو  
نعت : نر نہ از کا قنف۔۔ بپاسی : پاشکر گزارا۔۔ ہراس : خوف اور۔۔

ترجمہ : مجھے تو اپنی بات سے کوئی پاشکر گزاری ہے اور نہ اپنے سایے ہی سے کوئی خوف ہے، گویا میں ترجمہ دور معذول میں کھنک کھایا ہوں۔  
اس بنا پر میں کہ کر پاشکر گزارا ہی سکتا ہوں۔

رونگی قصاست بہت آسانی گزار ما قمر خداست خاطر مشکل پسند تو  
نعت : آسانی گزار : آسانی سے کام کرنے والی۔۔

ترجمہ : ہادی ہر کام کو آسانی سمجھنے اور نہ گھبرانے والی بہت قصا کے لئے ذکا کا باعث بنی ہوئی ہے، یعنی ایسے انسان سے کہ کر نہتا جائے، جبکہ تیرا مشکل پسند دل یا تیری مشکل پسند طبیعت گویا قمر خدا ہے۔ صوفی مرحوم نے آسانی کا ذکر لکھا ہے، جس کا پہلا مضمون نہیں بننا۔

ازما چہ دیدہ ای کہ بجا از گداز دل بچوں شکر در آب بود نوش خند تو  
نعت : نوش خند : مٹھی ہنسی۔۔

ترجمہ : تو نے ہم سے کیا دیکھا ہے کہ ہمارے دل کے گداز کی بنا پر ہمارے لئے تیری مٹھی ہنسی ایسے ہی ہے جسے پانی میں شکر ہو۔ گویا ہمارا دل گداز ہو گیا ہے، پھل کے رو گیا ہے اور اس میں تیری یہ ہنسی بھی اگر ختم ہو جاتی ہے۔

اے مرگ مر جا چہ گراں مایہ دلبری چشم بد از تو دور نگویاں پسند تو

نعت : مرحبہ : دور بہت ٹوب۔۔ گراں مایہ : بہت قیمتی، چھوڑ دو قیمت والی۔۔ پسند : ہرمل، کاغذ، جسے نظریہ سے بچنے کے لئے آگ میں ڈالتے ہیں۔۔ گویا بد گوئی بیچ میں لوگ، ہستیں۔۔

ترجمہ : اے موت! مرحوم تو کس قدر گراں مایہ محبوب ٹھے ہے، اللہ تجھے نظریہ سے بچائے، بڑی بڑی حسین ہستیاں تیرا ہرمل ہیں، یعنی وہ ہرمل کی طرح بل کر تھو پر جان لدا کر تھی اور اس طرح تجھے نظریہ سے بچائے رکھتی ہیں۔ بتاؤ کہ خیال ہے۔

اے کعبہ چوں کن از دل یار اوقندہ ایست ایں بہت کہ اوقندہ ز طلق بلند تو

ترجمہ : اے کعبہ! یہ بہت بھی، ہر ترجمہ بلند خلق سے گرا ہے، میری طرح دوست کے دل سے گرا ہوا ہے۔ کعبہ کو محبوب سے عورت کو اپنے دل سے عقیدہ دی ہے۔

دور رہ گذر بہ پرشش ماگر کشی چہ پاک آخر شراب نیست عیان سمند تو

نعت : کشی : قوم کے، عیان کشی : کام روکے، گھوڑا روکے، بہ۔۔ صحنہ : کام۔۔ سمند : گھوڑا۔۔

ترجمہ : اگر تو اہل حال چاہے پوچھنے کی خاطر اپنے گھوڑے کی کام کو راستے میں روک لے، گھوڑا روک لے، تو کوئی خوف کی بات ہے، کوئی خوف نہیں۔ تیری یہ صحنہ کشی آخر شراب کشی، شراب چٹا تو نہیں ہے۔ یعنی شراب پیچے میں تو دیر گھٹی ہے، جبکہ سردا پرشش حال کی اور چل چلے۔

آں کز تو دل ربودہ غرا نم کہ بودہ است یارب کہ دور باد ز چاشم گزند تو

نعت : کہ بودہ است : کون تھا۔۔ گزند : دکھ، نقصان۔۔ دل ربودہ : دل اڑا، یعنی دل موہ لیا ہے۔۔

ترجمہ : خدا اسطرح وہ کون تھا جس نے تیرا دل سوا لیا، خدا کرے کہ اس کی جان مجھ سے گزند سے محفوظ رہے۔ گویا وہ شخص تو خوش نصیب ہے لیکن جو نہ کہ محبوب کو عاشق پر جو دھم کرنے اور اسے لذت پہنچانے کی عادت ہے، اس لئے ممکن ہے کہ وہ اب اپنے اس محبوب کے ساتھ بھی کہیں یہ رویہ اختیار نہ کرے۔ اسی لئے مذکورہ دعا مانگی ہے۔

ہر گونہ رنج کر تو دراندیشہ داشتم ہم با تو در مہاش کفتم بہ پند تو۔  
 لغت : ہر گونہ: ہر طرح کا جو بھی۔۔۔ در اندیشہ: خیال میں۔۔۔ در مہاش: بات چیت میں، باتوں باتوں میں۔۔۔ پند: نصیحت۔۔۔

ترجمہ : میں نے ہر وہ رنج و غم جو میرے خیال میں تیری طرف سے تھا، باتوں ہی باتوں میں تجھ پر نصیحت کی صورت میں ظاہر کر دیا۔

غالب! سپاس گوئی کہ ما از زبان دوست کی بشنوم شکوہ بخت بخت تو  
 لغت : سپاس گو: شکر ہے یا کر، شکر کر۔۔۔ بخت: تیرا۔۔۔ بد بختی: بد قسمتی، بد حالی۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو شکر ادا کر کہ ہم دوست کی زبان سے تجھے بخت بخت کا شکوہ سن رہے ہیں۔ گویا محبوب کو بھی غالب کی بد قسمتی و بد حالی کا احساس ہو گیا ہے جو غالب کے لئے خوشی کا باعث ہے۔

## غزل 5

گشت گشت ایم غور جمل کو پیچیدہ ایم سر زوقا گوشل کو

لغت : گز: گلیں ہے۔۔۔ پیچیدہ ایم سر: ہم نے سرمانہ سوز لیا ہے۔۔۔ گوشل: گلیں، ایٹھنا، گلیں، کچھ سوز لیا ہے۔ غور جمل: حسن کا غور جو محبوب کو ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم گشت گشت ہو گئے ہیں، غور جمل گلیں ہے، یعنی اسے کیا ہو گیا ہے۔ ہم نے وقا سے منہ سوز لیا ہے، گوشل گلیں ہے۔ یعنی ہمیں اپنی اس گشت گشت پر سزا مل چکی ہے، لیکن اس کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ گویا عاشق چاہتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی بہانے محبوب کے جو دھم اٹھائے کہ اس میں اس کے لئے لذت کا سامان ہے۔

تاکے فریب حلم، خدا را خدا نہ ای آں خوے خشکیں و ادای طال کو

لغت : تاکے: کب تک۔۔۔ حلم: نرمی، بردباری، خدا کی ایک صفت۔۔۔ خدا را: خدا کے واسطے۔۔۔ ادای طال: لٹی لٹا جس سے آکٹھٹ ظاہر ہو۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! خدا کے واسطے یہ چاکر و کب تک ہمیں اپنی بردباری کا فریب دیتا رہے گا تو خدا تو نہیں ہے کہ تجھ میں حلم کی صفت ہو۔ تیری وہ غصے اور عین میں آنے والی طبیعت و خصلت اور جلد آگیا جانے کی ادا گلیں ہے، یعنی انہیں کیا ہوا ہے۔ لیکن تو اپنا یہ رویہ جاری رکھ تاکہ ہم سب ساتھی اس سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔

برگشتہ ام۔ زمر و نئی کیمریم بہ قمر دارم دو صد جواب و لے یک سوال کو

لغت : برگشتہ: ۱۔ میں مڑ گیا ہوں، میں نے روگردانی کی ہے۔۔۔ نئی کیمریم: تو میری گرفت نہیں کرتا۔۔۔  
 ترجمہ : میں نے سو دوا سے روگردانی کی ہے اور تو اس سلسلے میں سختی سے میری گرفت نہیں کر رہا۔ میرے پاس اس امر کے دو سو جواب ہیں لیکن ان کے لئے ایک سوال گلیں ہے۔ یعنی تو اس سلسلے میں کچھ بڑا چور تو کسی۔



یا می گشت صحبت و یابی فرود ربط لیکن مرا ملال و ترا اتصال کو

لغت : می گشت : نوبت کیا ختم ہو گیا۔ می فرود : بندہ کیا۔ اتصال : شرمساری، شرمندگی۔

ترجمہ : یا تو خدا پہلی میل چل ہی ختم ہو گیا ہے یا ہمارے ہم میں باہمی ربط بندہ کیا ہے (صورت حال یہ کہ بھی سہی اور کیا یہ ہے کہ آخر مجھے اس پر ملال کیوں نہیں اور تو شرمسار کیوں نہیں۔

خواہی کہ بر فروزی و سوزی، درنگ چیت خواہم کہ تیز سوے تو نیم، مہال کو

لغت : بر فروزی : توجہ اٹھے، تیرا حسن بزرگ اٹھے۔ سوزی : تو مجھے اجاڑے۔ درنگ : دیر، تاہل۔

ترجمہ : اگر تیری خواہش ہے کہ تیرا حسن چمک بزرگ اٹھے اور مجھے اجاڑے تو پھر اس کی بات کی؟ میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے تیز لکھوں سے دیکھوں (یعنی خوب ہی سرکے دیکھوں لیکن مجھ میں اس کی مہال کیوں؟

گر گشت ایم کشتن و بستن، بیا مخد مارا تدار کے بسزا در خیال کو۔

لغت : کشتن : قتل کرنا۔ بستن : بندہ کرنا۔ مخد : تدار کے بڑے مناسب چارہ۔

ترجمہ : اگر ہم نے تجھ سے اپنے ہاتھ سے اور قتل کرنے کو کہا ہے تو (اگر ہی اس بات پر مت نہیں۔ ہم میں اس کا مناسب چارہ کرنے کا خیال کیوں ہے؟ لیکن ہم اس کا تدارک کرنے کا سوچ بھی نہیں سمجھتے اس لئے نہیں اور یہ کام کراؤں۔

داغ ز رشک شوکت صفتان و لے چہ سو آں دستگا طاعت ہفتا سال

لغت : رشک صفتان : صفتان کی شان، صفتان ایک بزرگ تھے جن کے سات سو مہر تھے، مشہور شاعر صوفی فرید الدین عطار بھی ان کے مرید تھے، حضرت غوث الاعظم کی بدعا سے ایک آفتل پرست لڑکی پر عاشق ہو کر اسلام ترک کر دیا لیکن آخر غیبی ہدایت نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ہر مسلمان ہو گئے۔ دستگا : سربلے۔ ہفتا سال : ستر سال۔

ترجمہ : میں رشک صفتان کے رشک سے جل رہا ہوں لیکن کیا قاکوہ؟ اس لئے کہ اپنے پاس وہ ستر سال عبادت و طاعت کا سربلے کیوں ہے۔

من بوسہ جو و تو بہ خن داریم نگاہ لب قند با گھرچہ خشکید، زلال کو

لغت : بوسہ جو : بوسہ کا دلہن۔ بہ خن : باتوں میں۔ داریم نگاہ : تو نے مجھے لگائے ہوئے یا الجھائے ہوئے ہے۔ خشکید : خشک کر کے، اسے قتل ہو۔ زلال : صاف اور مضامینی۔

ترجمہ : میں تو تجھ سے بوسے کا دلہن ہوں اور تو ہے کہ مجھے باتوں میں لگائے ہوئے ہے۔ ہوا ایک لب قند (پاستے) کو آب گہرا سوئی کی یعنی دانتوں کی آب، چمک اور پانی دونوں معنوں میں اسے کیا قتل ہو سکتا ہے، زلال کیوں ہے۔ محبوب کے دانتوں کی چمک یا آب کو آب گہرے اور لب شیریں کے بوسے کو زلال سے تشبیہ دی ہے۔

دل فتنہ جوی و فرصت خنیل عشق نیست ہنگامہ سازی ہوس زور ہل کو

لغت : فتنہ جوی : ہنگاموں کا خواہش۔ خنیل : زور بلی، زور اور زور کر جانے والی۔

ترجمہ : اپنا دل فرصت میں تھے اور ہنگامے بہا ہونے کا خواہش ہے لیکن یہ دل خنیل عشق (عشق عمل کرنا) کی فرصت ہی نہیں ہے۔ زور ہل ہوس کی ہنگامہ آرائی کیوں ہے کہ وہی سے یہ کام چلے ہو سکتا ہے۔

لب تا جگر سوسخت در تموز صاف شراب غورہ و جام سفلی کو

لغت : سوت، جل گیا۔ قورہ : گرمی۔ فورہ : پہلے پاک کر چار ہونے والا انور۔ جام : سفلی : علی کا بیٹا ہوا جام۔

ترجمہ : گرمی میں پیاس کی وجہ سے میرے ہونٹ سے لے کر جگر تک جل گئے ہیں، فورہ سے بنی ہوئی صاف شراب اور جام سفلی کہاں ہے۔ یعنی یہ کچھ مل جائے تو میں اپنی پیاس بجھاؤں۔ سفلی کے برتن میں پڑی ہوئی مائع شے (پانی وغیرہ) اور اعلیٰ درجے کی جام سفلی کہا۔

در پلوه طور غم مختب کیا در عیش غلہ لذت بیم زوال کو

لغت : پلوه طور : شراب طور جو حست میں لے گی۔ مختب : کوتاہ۔

ترجمہ : پلوه طور میں کوتاہ کاؤر خوف کہاں؟ یعنی نہیں ہے اور عیش غلہ میں زوال کے خوف کی لذت کہاں؟ یعنی نہیں ہے۔ عاشق کے لئے یا عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے انسان کے لئے اس عیش کے ختم ہونے کے خوف میں بھی گویا لذت کا سلسلہ ہے جو غلہ میں نہیں اگر لذت کی جگہ آفت ہو تو واضح ہے کہ خوف کی آفت و مصیبت مراد ہے۔

غالب بہ شعر کم ز غموری نیم ولے عادل شد خن رن دریا نوال کو

لغت : عادل : انصاف کرنے والا۔ عادل شاد : پادشاہ کا نام، غموری : جس کے دربار کا شاعر تھا۔ خن : رن : خن شمس۔ دریا نوال : ہے خدا تعالیٰ، مراد شعروادوب پرور۔

ترجمہ : اے غالب! میں غموری سے کسی طرح کم نہیں ہوں لیکن عادل شاد پادشاہ جیسا خن شمس اور ادوب پرور اور خلی اشعرا کو خوب انعام دینے والا آج کہاں ہے (جو میری قدر کرے)۔ دلی بجا پر عادل شاد یعنی میرا ایم عادل خانی عادل شاد، 988ء 1580-1637-1627)۔ غموری اپنی وفات تک کوئی بیس سال اس کے دربار سے وابستہ رہا اور خوب انجمن اور صلے پا کر اپنا چہرہ نگراں ابراہیمؒ کی تصنیف پر اسے چالیس جزا دیے کا انعام ملا۔

## غزل #5

دولت بہ غلہ نبود از سنی پشیم شو کافر خوانی شد ناچار مسلم شو

لغت : دولت : دولت، مراد خوش نصیبی۔ خوانی شد : اگر تو نہیں ہو سکتا۔ بہ غلہ : غلطی سے ہوئی۔

ترجمہ : غالب کی یہ غزل بھی مشہور ہے، اطوٹ نصیبی ہوئی میر نہیں آئی، تو اس کی خاطر کی جانے والی اپنی کوششوں سے پشیمان ہو جا۔ تو اگر کافر نہیں ہو سکتا تو محالہ مجبوری مسلمان ہو جا۔ چاہا یہ مراد ہے کہ کافر ہونے میں دقتیں اور تنگیں سر ملوں سے واسطہ پڑا ہے، جس سے گزرا ہر ایک کے بس کی بات نہیں بلکہ مسلمانی گویا سلاحتی کی راہ ہونے کے باعث ایک ایسی راہ ہے جس پر آسانی سے چلا جاسکتا ہے۔ (غالب سے معذرت کے ساتھ اراقم رانی) کو غالب کے نظریہ "اس سنی پشیم شو" سے اختلاف ہے، ہمیں تو یہ کہنا ہے کہ

You do Your best, then leave it to God.

اتم اپنی طرف سے ہری کوشش کرو، پھر اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر رکھو۔ ایک مومن شاعر نے یہی بات یوں کی ہے :

بلی دا کم پانی پانا بھر بھر مشکل پلوهے

مولا دا کم پھل لاخو لاوے یا نہ لاوے

لیکن اپنا تہ بند نہیں ہے کہ سوا کریم منت کا پیکر ضرور رہتا ہے۔

از ہرزہ رواں سخن قلزم عنوان خوشن جوئی یہ خیالیں روا کیلی پہ بیاہیں شو

نعت : ہرزہ فضول ہی نہیں ہے۔ قلزم: سمندر۔ جوئی: تو اگر عری ہے۔۔۔ کیا: اگر تو سلاب ہے۔۔۔

ترجمہ : بلاوجہ اور فضول قسم کی راہ روی سے سمندر نہیں جانا سکا اگر تو عری ہے تو پھولوں کی کیاری میں رواں ہو اور اگر تو سلاب ہے تو بیاہیں کی طرف رخ کر۔ یعنی ہر کسی کا ہر فکرے کا اپنا طرف ہے۔ اسی طرف کے مطابق اس کی حیل کا نہیں ہوتا ہے جیسے عری صرف گھٹن کے لئے ہے جبکہ سلاب بیاہیں کا رخ کرتا ہے۔

ہم خانہ بہ سلاں پہ ہم جلوہ فراواں پہ در کعبہ اقامت کن در بنگلہ مہماں شو

نعت : بہ سلاں پہ: سلاں کے ساتھ ہی بہتے۔۔۔ فراواں: بکثرت بہت۔۔۔ اقامت کن: قیام کرنا تھا۔

ترجمہ : گھر میں ساڈو سلاں ہی ہو تو بہتے، اسی طرح جلوں کی کثرت ہی ہو تو خوب ہے۔ لہذا تو کہیے میں تو اقامت اختیار کر جبکہ بہت خانے میں مہماں ہی۔ بہت خانے میں بہت سے بہت ہونے کے باعث اسے جلوں کی کثرت کہا ہے اور یہی کثرت گویا ساڈو سلاں ہے، جبکہ دوسری طرف کعبہ میں صرف اللہ ہی اقامت ہے۔

آوازہ معنی را بر ساز داستان زن ہنگامہ صورت را بازیچہ طفلان شو

نعت : آوازہ معنی: باطن حقیقت کا فقر۔۔۔ ہنگامہ صورت: ظاہر یا صورت آرائی کا ہنگامہ۔۔۔ بازیچہ طفلان: بچوں کا کھیل، طفلان: طفل کی جمع معنی بچے، کھلوٹا۔ داستان: درجہ۔۔۔

ترجمہ : فقر حقیقت یا حق کا فقر، داستان کے ساز پر گاورا کر صرف ظاہری یا صورت آرائی کا ہنگامہ ہو تو اس کے لئے بچوں کا کھیل کھلوٹا ہی نہ۔ اظہار حقیقت یا حق کی ہیصوت مقام کتبہ اور ہے جبکہ ظاہری یا صورت آرائی کو بچوں کا کھیل کھلوٹا سمجھا جاتا ہے۔

السانہ شادی را کبیر خط بطلان کش فہنامہ ماتم را آرائش عنوان شو

نعت : السانہ شادی: خوشی و مسرت کی داستان یعنی باتیں۔۔۔ خط بطلان: غلط فہم پر پہنچنے والے کبیر۔۔۔ فہنامہ: فہم کی کتاب۔

ترجمہ : خوشیوں مسرتوں کی داستان پر خط بطلان کھینچ دے اسے بالکل غلط قرار دے لے، جبکہ فہنامہ نام کو عنوان کی سمجھوتہ بنالے۔ یعنی خوشیوں کو اہمیت نہ دے انہیں بھول جاؤ اور فہم سے دل بھگی پیدا کر لے۔ اس سے پہلے بھی طالب نے اس موضوع پر مختلف اشعار میں بات کی ہے:

تائب!

شادی سے گذر کہ فہم نہ ہووے ادوی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

فلانی بدیہی

فہم بھی گزشتھی ہے، خوشی بھی گزشتھی کہ فہم کو اختیار کہ گذرے تو فہم نہ ہو

گر چرخ فلک گردی سریر خط فرماں نہ در گوے زبیں ہاشی وقف فہم چو گل شو

نعت : چرخ فلک گردی: تو فہم میں گردش کرنے والا ہے۔۔۔ نہ: نہ۔۔۔ در: داکر کا مختلف اور اگر۔۔۔ ہاشی: تو ہو۔۔۔ گوے: گیدے۔۔۔ فہم چو گل: چو گل کے بے کلام جو اس کے آخر میں ہوتا ہے، اسی فہم سے گیدے کھینچا جاتا ہے۔۔۔ گوے زمین: اس میں اشعار ہے اس طرف کہ زمین گیدے کی طرح کھول ہے۔

ترجمہ : اگر تو فطامیں گردش کرنے والا سیانہ ہے تو خداوند کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور اگر تو گمے نہیں ہے تو خود کو چوہا گن کے خم کے لئے وقف کر دے۔ مراد یہ کہ تو کسی بھی مقام و مرتبہ کا انسان ہو تسلیم و رضا کو چارے طور پر اپنا شیوہ بنالے۔

تورودہ خم خشم در بندگی ایزد اے داغ بدل در رو و ز جہرہ نماییاں شو  
 لغت : آلودہ لے آیا ہے، مانگ کر دیا۔ بدل در روز دل کے اندر چہ دل میں داخل ہو چلا۔ جہرہ : پھٹلی۔

ترجمہ : خم خشم نے آخر کار مجھے خدا سے تقدوس کی اطلاع پر مانگ کر دیا ہے۔ سوائے داغ خشم تو اب دل میں داخل ہو جاؤ اور پھر ابھر کر پھٹلی سے ظاہر ہو جا۔ پھٹلی کا داغ سجدوں یا خدا کی اطاعت کا نشان ہے جسے عرف عام میں ”غراب“ یا ”لٹھے پر غراب“ کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ لٹھے پر سجدوں کا نشان خدا کی مہارت و اطاعت کا نشان ہو گا۔

در بند کلیکلبی مودم ز جگر خللی اے حوصلہ تنگی کن اے غصہ فراواں شو  
 لغت : کلیکلبی : صبر۔۔ جگر خالی : جگر پھٹا۔۔ غصہ : کھلی، غم۔

ترجمہ : میں میری کلیکلب کے بند یا اس میں کھوئے رہنے میں اپنا جگر چٹ چٹ کر گیا اے میرے حوصلے کو تنگ ہو جاؤ اور اے غم تو فراواں یعنی زیادہ ہو جا۔ مطلب یہ کہ غموں میں صبر کرنے کے لئے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے۔ حوصلہ کم ہونے کی صورت میں انسان غم برداشت کرنے والا اس کے ضبط کی اوج سے محفوظ رہتا ہے۔ بصورت دیگر یعنی غموں کی کثرت کے باعث صبر و تحمل ممکن نہیں رہتا۔

سربایہ کرامت کن دانگہ بعارت بر یز خرمن ما برتے، بر مرز و باراں شو  
 لغت : کرامت کن : عطا کر، عظمت کر۔۔ خرمن : کلیان۔۔ مرز و : کھیتی۔۔ دانگہ : در پھر۔

ترجمہ : تو پہلے کوئی سربایہ عطا کر اور پھر اے لوت لے۔ کھیت پر بارش کی صورت میں برس اور پھر ہمارے کلیان کی اور کٹنی ہوئی فصل کے ذمیر پر پگھلی ہی کر کر۔ یعنی اسے چاہ کر دے تاکہ خدا سے خطاب ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہمیں مختلف صورتوں میں غموں کا شکار نہ کھا، یا پہلے کوئی خوشی عطا کر اور پھر چین کر غم دے دے۔

جان داد ختم غائب خشتودی روحش را دریم عزائے کش در نوحہ غزل خواں شو  
 لغت : خشتودی : خوشنودی، خوشی بھلائی۔۔ دریم عزائے : ہم عزائے کی محفل۔۔ بے گناہ : شراب پی۔

ترجمہ : غائب نے غم میں جان دے دی تو اس کی روح کی خوشنودی یا خوشی کی خاطر اس کے ماتم میں بجا ہونے والی بزم میں شراب پیا اور اس کے نوحہ میں غزل خوانی کر، یعنی نوحہ کرنے کی بجائے غزل خواں کر اور بزم میں ماتم کرنے کی بجائے ہوا خوشی کر۔

## روایفہ

نوٹ : ہمارے یہاں صیغہ واحد حاضر کے لئے اپنے ہوز والے لفظ کے آگے ”ہی“ کہنے کی بجائے ”و“ ”ہ“ ”و“ ”کھ دیتے ہیں جو غلط ہے۔ ہم جو کچھ کلیات میں ایسے جملوں کو روایفہ ”و“ میں رکھا گیا ہے اس لئے مجبوراً ماتم نے ایسی غزلیات کو روایفہ میں لکھا ہے، البتہ شروع کے ایک دو شعروں میں ساتھ ”ہی“ کا اضافہ کر دیا ہے اور جہاں ”کوئی“ یا ”ایک“ کے معنی آتے ہیں وہاں ”ہر“ اور ”بے“ زبر لکھ دیتے ہیں۔ ماتم نے اس کی جگہ یعنی ساتھ ہی ”و“ کا اضافہ کر دیا ہے۔ جردانی

## غزل # 1

میں رود خندہ بہ سلسلہ بہاراں زدہ خون گل ریختہ دے گھٹنیں زدہ (زود اے)  
لغت : بخود زودہ جیسی اڑاتے ہوئے، مذاق اڑاتے ہوئے۔۔۔ عے زودہ شراب پی کر۔۔۔ سلسلہ بہاراں: گلشن میں بہار کی وجہ سے بہت سے پھول کھلے ہوئے۔

ترجمہ : اس (محبوب) اے گلشن میں بارہ غوغا کی، اس طرح پھول کا خون بہایا اور اب وہ سلسلہ بہار کا مذاق اڑاتے ہوئے جا رہا ہے۔ یعنی چہرہ محبوب کے حسن کی چمک اس قدر ہے کہ پھولوں کی سرخی اس کے آگے ماند پڑ گئی ہے۔ یہ گویا سلسلہ بہار نوشہ اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔  
شور سوداے تو نازم کہ بہ گل می خندہ چا کے از پردہ دل، سر بہ گسبہاں زدہ

لغت : می خندہ: مٹا کر آئے۔۔۔ چا کے: ایک چاک، پھینے ہوئے پھول کی پتیوں کو چاک کہا ہے۔  
ترجمہ : میں تجھے عشق و محبت کی شواہد غمخیزی کے داری جانوں کہ وہ پھول کو پردہ دل کی چاک دہنی عطا کرتی ہے اور سر بہ گسبہاں ہونا (انگے ہوئے ہونا) سکھاتی ہے۔ پھول کی پتیوں کو چاک پھول کا دامن چاک ہونا اور اس کی شائع کاٹنے ہوئے ہونا گویا سر بہ گسبہاں ہونا ہے۔ یہ محبوب حقیقی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ پھول اس کی محبت میں اس کیفیت سے دوچار ہیں۔

آو از بزم وصل تو کہ ہر سو دارد نشتر از ریزہ مینا بہ رگ جاں زدہ  
لغت : ہر سو: ہر طرف۔۔۔ نشتر: رگ جاں زدہ: جس یا جن کی جانوں پر نشتر چلا ہے۔

ترجمہ : آہ! توبہ ہے! یہ تھی بزم وصل بھی کہیں بزم ہے کہ اس میں ہر طرف (مشتاق) شراب کی صراحی کے ریزہوں، ٹکڑوں کا نشتر پھیل کر کھائے چڑے ہیں۔

شور انگے بہ فشار بن مرغل دارم طعنہ بر بے سروسلانی طوقاں زدہ  
لغت : فشار: دباؤ، مہرہ اور۔۔۔ بن مرغل: پتلیوں کی جڑ۔۔۔ بے سروسلانی: خالی ہاتھ ہوئے کوئی سلسلہ نہ ہونا۔

ترجمہ : میری پتلیوں کی بن مرغل کے اندر انگلیں کا ایک ایسا شور مچا ہے (انگوٹوں کی سو جھپٹا دے دی ہیں) جو طوقاں کی بے سروسلانی پر طعنہ زنی کرتا ہے، یعنی مسند کا طوقاں میرے انگلیوں کے طوقاں کے آگے کچھ بھی نہیں۔ اردو میں یہی بات یوں کی ہے :۔

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے بیٹھے ہیں ہم تیرے طوقاں کئے ہوئے  
اندریں تیرہ شب از پردہ بروں آفتہ است سے روشن بہ طرب گلہ حریفان زدہ  
لغت : محو شب: تاریک رات۔۔۔ بروں آفتہ است: باہر نکلا ہے۔

ترجمہ : وہ (محبوب) اس تاریک رات میں ہمارے حریفوں (دشمنوں) کی بزم جمش میں بارہ روشن فوج کر کے پر دے سے باہر نکلا ہے۔  
فرستم بلا کہ مرہم نہ زخم جگر است خندہ بر بے اثری ہائے شعلوں زدہ

لغت : فرستم: اللہ کرے مجھ پر یہ کیفیت رہے۔۔۔ مرہم نہ: مرہم دیکھنے والا دوا۔۔۔  
ترجمہ : شعلوں کی بے اثری پر بھی میرے زخم جگر پر مرہم کا کام دے رہی ہے۔ اللہ کرے مجھ پر یہ کیفیت یعنی بے اثری پر بھی ملدی رہے۔ (دلوں پر شک چڑھا جائے تو ان کی اہمیت و تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گویا عاشق نے محبت میں ایسے زخم کھائے ہیں کہ شک بھی

خوش بھری دودھ از ضربت آہم ہر سو چرخ سرکش تر از گوے بچہ گل زود  
 لغت : می دودھ دوڑتا ہے۔ ضربت : چوٹ۔ سرکش تر: زیادہ گردش کرنے والا۔ گوے بچہ گل زود: چوٹ یا ضرب کھانا  
 ہوا گید۔

ترجمہ : بھری آہوں کی ضرب سے آسمان چوٹ لگنے کی ضرب کھائے ہوئے گید سے بھی زیادہ تیزی سے یا سہت دوڑ رہا ہے۔ گویا عاشق کی  
 آہوں سے آسمان کی گردش میں تیزی آگئی ہے۔ آسمانی گردش ایک قدرتی امر ہے۔ شاعر نے اس کی علت اپنی آہوں کا اثر بتائی ہے۔ اس  
 لحاظ سے اس شعر میں صنعت حسن تعلیل ہے۔

خوش نوا بلبل پروانہ نثاروے دارم شعلہ درخویش ز گلابک پریشاں زود  
 لغت : خوش نوا: دھن آواز دہنی۔ پروانہ نثاروے: پروانے کی نسل یا خاندان سے۔ گلابک پریشاں: فریاد پریشان۔  
 ترجمہ : میرے پاس ایک خوش نوا بلبل ہے جو پروانے کی نسل سے ہے۔ وہ اپنی ہی پریشان فریاد سے خود پر شعلہ گر کر خود کو جلا رہی ہے۔  
 پروانہ شعلہ کا عاشق ہے۔ وہ اس پر جل مرتا ہے۔ اسی حوالے سے اپنی بلبل اپنا دل با خود عاشق کی اپنی ذات کا ذکر کیا ہے جو خود کو اس طرح  
 جلا رہی ہے۔

آہ از ان نال کہ تائب اثرے باز عداوہ بزم آہنگی مریخان سحر خواں زود  
 لغت : اثرے باز عداوہ: کوئی اثر نہ دیا یعنی نہ دکھایا۔ بزم آہنگی: ہم آہنگ ہو کر آواز میں آواز ملا کر۔  
 ترجمہ : افسوس ہے ہمارے اس نال و فریاد پر جو ہم نے مریخان سحر خواں کو چھلانے والے پر عداوت سے ہم آہنگ ہو کر کیا تھا لیکن  
 ذات تک اس نے اپنا کوئی اثر نہ دکھایا۔

چمن از حسرتیان اثر: جلوہ تست گل چشم زود باشد لب دعاں زود  
 لغت : حسرتیان اثر: جن کو اثر کی حسرت رہے۔ حسرت: حسرت کی تیغ، حسرت کرنے والے۔ گل چشم زود: گل چشم زود، جس پہلو پر چشم پڑی  
 ہو۔ لب دعاں زود: داغوں میں کانٹے ہوئے ہونٹ۔

ترجمہ : چمن حیرتے جلوہ حسن کی اثر انگیز یوں کی حسرت دیکھنے والوں میں سے ہے۔ چشم زود پہلو گویا لب دعاں زود ہے۔ حسرت کی  
 حالت میں انسان ہونٹوں اور داغوں سے کانٹے لگتا ہے۔ چشم زود پہلوں کو اسی حسرت کی بنا پر لب دعاں زود سے تشبیہ دی ہے۔

خاک در چشم ہوس ریز: چہ جوئی از دہر بارگاہے بہ فراز سر کیواں زود  
 لغت : خاک ریز: مٹی زال۔ چہ جوئی: توانیا مانگتا ہے۔ بہ فراز سر کیواں: ستارہ کیواں، ستاروں، آسمان پر ستارہ زحل اسے بھی بلے۔  
 بارگاہ مقام و مرتبہ۔

ترجمہ : تیرا مقام تو کیواں سے بھی کہیں اوپر ہے تو نہ اسے کیا مانگتا ہے، توانیا اس ہوس کی آنکھوں میں خاک ڈال۔ یعنی دنیا کی حرص  
 و ہوس انسان کی شکل کے خلاف ہے، اس کا مقام تو آسمانوں سے بھی پرے ہے۔

بہ نگر موج غبارے و زغالب بگذر ایک آں دم زہوا داری خوہاں زود  
 لغت : بگذر: گزر جائزین چھوڑ دے۔ ایک: یعنی دور دوری۔ زہوا داری: غیر خواہش دوست داری۔

ترجمہ : تو گردی کر کہ دیکھ دود غبار کی بہت چھوڑ، یعنی اس کی ذات کا ذکر نہ کر کہ وہ تو محض ایک موج غبار ہے اور یہ موج غبار بھی ایک

سائنس ہے جو اس نے حیویوں کی موروثی میں کھینچا تھا۔ حیویوں کی محبت میں عاشق پر جو کچھ گذری، اس کی بات کی ہے۔

## غزل #2

بچے دارم از اہل دل رم گرفتہ بشوقی دل از خویش تن ہم گرفتہ

لغت : رم گرفتہ: دور بھاگنے والا۔۔۔ دل گرفتہ: دل پکڑے ہوئے یعنی آرزو یا کٹارہ کش۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک محبوب جو اہل دل (یعنی محبت کرنے والوں) سے دور بھاگتا ہے، اس کی شوقی نے اسے اپنے آپ سے بھی دل گرفتہ کر دیا ہے، یعنی اس کی شوقی نے اسے اپنی ذات سے بھی کٹارہ کش کر دیا ہے۔

زسناک گفتن چو گل مرگفتہ دریں شیوہ خود را مسلم گرفتہ

لغت : سناک: بے رحم، غری، ظالم۔۔۔ مسلم گرفتہ: حلیم شدہ سمجھا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے سناک کو تو دہ بھول کی طرح کھل کھل اٹھا ہے اور اپنے اس انداز میں وہ خود کو حلیم شدہ سمجھتا ہے۔ دوسرے الفاظوں میں اسے اپنے سناک ہونے پر فخر ہے۔

رگ غمزہ از نیش مژگیں کشورہ سرقتہ در زلف پر خم گرفتہ

لغت : رگ کشورہ: ضد کھودا ہے، چھپا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ اپنی چٹکوں کے پھترے غمزہ دارا کی نگہیں چھپاتا ہے، اور اس نے کھنکھری اپنی پرچہ دھڑوں سے بھیجی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی مختلف اداسیوں کو خود انداز میں بیان کر رہا ہے۔

بر خسارہ عرض گشتل روبرو بہ ہنگامہ عرض جنم گرفتہ

لغت : عرض ار کے لیے زیرہ عزت، اہم۔۔۔

ترجمہ : اس نے اپنے اور غفلت، رخساروں سے گشتل کی آمد یحییٰ لی ہے اور اپنی ہنگامہ آرا آنکھوں میں دوزخ کو کھیر لیا ہے۔

فسوں خواندہ و کار بیخی نمودہ پری بودہ و خاتم ازجم گرفتہ

لغت : فسوں خواندہ: چلو گری کی ہے، چلو چڑھایا بھر پور لگا ہے۔۔۔ کار بیخی: حضرت بیخی کا بیجو، مسیحا۔۔۔ خاتمہ، انگوٹھی۔۔۔ بہر: حضرت سلیمان (ع) کے ساتھ جم کا لفظ آئے تو اس سے مراد حضرت سلیمان ہوں گے۔

ترجمہ : اس نے فسوں خوانی کی اور اچار مسیحا دکھایا ہے (حضرت بیخی اپنے دم سے موت کو زندہ کر دیتے تھے)۔ وہ پری ہے اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ان کی انگوٹھی یحییٰ لی ہے، (شاعر) جس نے مذکورہ انگوٹھی چرائی اور اس سے کچھ ہم لیا۔ ان دو قرآنی شخصیتوں کے حوالے سے محبوب کی اداسی کی تصویر کشی کی ہے۔

از باز و ادا تن بہ سحر ندانہ بشرم وحیا رخ زحرم گرفتہ

لغت : سحر: غلبہ، برتری۔۔۔ تن ندانہ: راضی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک طرف تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے اندازِ ادائی کی باہر یعنی ان کا اظہار کرنے کی خاطر غلبہ ہو رہی ہے، دوسری طرف شرع و دنیا کے باعث وہ حرم سے بھی منہ چھپاتا ہے۔ اصل میں مرجع نے سحر، ذکے ساتھ لکھا اور اسی حوالے سے ترجمہ کیا

ہے جو غلط ہے اس لئے کہ دوسرے سرے سے جو یمنی نقاب کی بہت واضح ہو جاتی ہے

دمش رخنہ در زندہ یوسف گنبدہ عیش گندم اندوست آدم گرفتہ

لغت : دمش : اس کا سانس۔۔۔ رخنہ : گندہ : خصل زلف اور اڑاوالہ ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کا سانس حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ میں بھی رخنہ ڈال ہے، جبکہ اس کا قم حضرت آدم علیہ السلام سے گندم جیٹ لیتا ہے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جیسے اختیاری پاکیزہ بھی اس کے سامنے اپنے ذہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کا قم بہت حضرت آدم کے بھی ہاتھوں سے گندم (جس کے کھانے سے وہ جنت سے نکل دیئے گئے تھے) کرا دیتا ہے۔ ایک پاکستانی محسن کو شاعر نے "راشک" کے عنوان سے کوئی بھینسل پہلے ایک مزاحیہ فلم کی تھی۔ وہ ایک شعر یاد رکھئے۔

راشک ہونے تو دو یہ زندگانی پھر کہیں ہو گاتب افسوس کیوں جنت میں گیہوں کھالیا

حضرت آدم علیہ السلام نے حق مول سے بھڑکایا۔

گمے طعنہ بر گھن مطرب سرورہ گمے خندہ بر نطق ہدم گرفتہ

لغت : طعنہ سرورہ : طعنہ زنی کرتا ہے۔۔۔ گمہ گرفتہ : نکتہ چینی کرتا ہے۔۔۔ خندہ : سرلی آواز۔۔۔

ترجمہ : کبھی تو وہ مطرب (گائے والے) کے گھن پر طعنہ زنی کرتا ہے اور کبھی وہ اپنے ساتھی کی زبان میں باتوں پر نکتہ چینی کرتا (غظیلان کا کہنا ہے۔ یعنی اسے ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خالی نظر آتی ہے۔ "طعنہ سرورہ" کو "معلن" کے حوالے سے کامیابی دیکھئے انوار میں طعنہ زنی کرتا ہے۔

بہ بیداد صد کشتہ برہم نلکہ بہ بازپچہ صد گوندہ ماتم گرفتہ

لغت : صد کشتہ : بیکڑوں متحول۔۔۔ برہم نلکہ : ڈھیر مار کر۔۔۔ بازپچہ : کھیل یا تفریح کی صورت میں۔۔۔

ترجمہ : اس نے اپنے جو دھم سے بیکڑوں (معتقل) کو قتل کر کے لٹکا دیں مار مار کر کھائے (ان میں لوہے کے رگڑے بھڑائی ہیں اور ہر تفریح کی صورت میں دھم کے ماتم کرتا ہے۔

برویش ز گری نگہ تاب خورہ بکوبش بر فتن صبا دم گرفتہ

لغت : برویش : اس کے چہرے پر۔۔۔ تاب خورہ : بچہ و تاب کھاتی ہے۔۔۔ دم گرفتہ : سانس اکڑ جاتا ہے۔۔۔ بر فتن : پلٹے پلٹے پلٹے۔۔۔

ترجمہ : اس کے چہرے پر گری ہے، لہذا بچہ و تاب کھاتی ہے جبکہ اس کے کہنے میں پلٹے پلٹے مبالغہ آمیز چلی رات یا صبح سویرے کی ہوا کا سانس اکڑا کر جاتا ہے۔

نیارو زمن پچ کر یار ہرگز مگر خوے خاگان اعظم گرفتہ

لغت : نیارو یار : یاد میں کرتا ہے۔۔۔ خاگان اعظم : پندرہ شاہ خاگان قدیم میں جہن اور ترکستان کے بادشاہوں کا لقب تھا غالب کی مراد بلوچ شاہ قلعہ ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے کبھی بھی اور نصیحتا یاد نہیں کرتا شاید اس میں خاگان اعظم کی سی غصہ پیدا ہو گئی ہے۔ یعنی وہ خود کو ایک عظیم ہستی سمجھتے ہوئے مجھے اس لائق ہی نہیں سمجھتا کہ میرا ہم تک لیا جائے۔

ظفر کزوم دوست در نکتہ سخی کہ غالب بہ آوازہ عالم گرفتہ



نعت : غفر : مراد ہمارے شہ طغر، صلیح دور کا آخری بادشاہ جو خود بھی اردو کا شاعر تھا۔ اس کے ہمارے وہن شائع ہو چکے ہیں۔۔۔ کلام  
 دوست : کہ اس کی وجہ یا اس کے دم قدم سے ہے۔۔۔ آواز نہ شہرت۔۔۔ عالم گرفتہ : ایک دنیا کو بکرا یعنی (شہرت) دنیا بھر میں پھیل گئی  
 ہے۔۔۔

ترجمہ : یعنی ہمارے شہ طغر جس کے فضیل یا جس کے دم قدم سے دکنہ آفرینوں میں غالب کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی ہے۔ شامی میں  
 غالب نے جو نئے نئے افکار و چش کے اور دکنہ آفرینوں کی ہیں ان کو بہت شہرت غفر کی بدولت ملی ہے۔ اس سے پہلے شعر میں "خانان اعظم"  
 کے الفاظ خانان ہمارے شہ طغر کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ شعر گرجا یعنی تعریف یا حس کی طرف آتا کا شعر ہے اور مطلع میں  
 بادشاہ غفر کی مدح آگئی ہے۔

### غزل 3\*

گاہے چشم دشمن دگاہے در آئینہ پر کار عیب جوئی خوشم ہر آنکہ

نعت : پرکار : ہلاک۔۔۔ ہر آنکہ : اتنا بہر طور ہر صورت میں۔۔۔ عیب جوئی : عیب ڈالنے یا تلاش کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : کبھی تو میں دشمن کی آنکھ سے اور کبھی آنکھ میں اپنی اغماہوں کو نکلیں دیکھتا ہوں۔ میں ہر حال اور بہر طور آپ اپنا ایک ہلاک  
 عیب جو ہوں۔ یعنی میں اپنی عیبتوں اور عیبوں پر کسی نظر نہ رکھتا ہوں اور آپ اپنا عیب کربا ہوں۔

حیرت نصیب دیدہ زینل دل است عیب را جتنے ست ہلاک ہر آنکہ

نعت : عیب : بار بار بیکار یا عیب رہتا ہے۔۔۔ ہلاک : گویا قہقہہ۔۔۔

ترجمہ : آنکھیں جو حیرت سے دوچار ہیں تو یہ دل کی نظارہ کی عیبت ہے۔ گویا عیب کا آئینہ پر حق ہے۔ آئینے کے پیچھے پارے کی =  
 چڑھی ہوتی ہے اور چنگر، در، پتھر ہوتا ہے اس لئے شعرا آئینے کو "حیرت زدہ" کہتے ہیں۔ اس شعر میں غالب نے اپنے دل عیب کو عیب  
 سے اور اپنی حیرت زدہ آنکھوں کو اچھڑ کے عیبت کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں آئینے سے تنقید دی ہے۔ یہ شعر فضیل کا شعر ہے۔

تا خود دل کہ جلوہ گر ہوے یار شد نغیر بخشش ی کشتہ از جو ہر آنکہ

نعت : دل کہ : کس کا دل۔۔۔ جو ہر : آئینے کی چمک۔۔۔ کشتہ : تلو آفر۔۔۔

ترجمہ : آخر کس کا دل بوب کے چہرے کی جلوہ گاہ بن گیا ہے کہ آئینہ اپنی چمک کا بغیر خود میں گھونپ رہا ہے۔ گویا آنکھ جلوہ دار یعنی  
 محبوب کے چہرے کے عکس بن گیا۔ عیب نہیں لاسکتا اس نے تو پہلے ہی اپنی چمک کا بھرا اپنے سینے گھونپ رکھا ہے، پھر بھلا اور کون ہے جس کا دل  
 اس محبوب کے چہرے کے عکس کا مرکز یا مقام بن گیا ہے۔

باشد کہ خاکباری ما بہ وہ فروغ گوئی سپرد ایم بہ روشکر آنکہ

نعت : بہ وہ فروغ : چمک۔۔۔ ابرے۔۔۔ روشکر : آئینہ صحت یعنی پاش کرنے والا۔۔۔ باشد : ممکن ہے۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے ہماری خاکساری یا خاکساری اور عبادت یا عبادت کی چمک ابرے۔۔۔ یوں سمجھو کہ ہم نے آئینہ کسی رو شکر کے حوالے کیا ہے۔  
 روشکر گر آئینے کو خاک یا شکر سے چمکاتے ہیں اسی حوالے سے اپنی خاکساری اور چمک کے ابرے کی بات کی ہے۔ یعنی ممکن ہے ہماری  
 یہ خاکساری ہمارے لئے فروغ یا چمک ہے۔

مکو خودی و داد رقیب نمی دانی اے بر رخت ز چشم تو جیوں تر آئند

لغت : کو خودی : تو اپنے آپ میں کھو ہوا ہے۔

ترجمہ : تو اپنے آپ میں کھو ہوا یا کم ہے اور رقیبوں کی دھمکیوں سے ذرا دیکھ کہ آئندہ جیوں آنکھوں سے کیوں زیادہ تجھے چمکے؟ جیوں ہے۔ محبوب آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر جیوں ہو رہا ہے اور عکس آئینہ ہے کہ وہ بھی خیریت سے اس کا چہرہ دیکھ رہا ہے لیکن محبوب اس سے بے خبر ہے۔ صاحب بی کے بقول!

آئندہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا

سہلی

جرم بیگناہ نہ باشد کہ تو خود صورت خویش گرد آئندہ بنی بدو دل ز مدت

دورت ریزو باز بخود ہم نمی رسی کمپن در ہوائے تو ریزو پر آئندہ

لغت : دورت ریزو : تجھے دور ایک کر لے گیا ہے۔ در ہوائے تو میری آرزو میں اس میں ہوا کے معنی بھی بنتے ہیں۔ ریزو : اپنے پر بھاڑے۔

ترجمہ : تمہارا زمانہ خود تجھے تجھ سے اتنی دور لے گیا ہے کہ اب میری اپنی ذات تک رسائی کا بھی موقع نہیں رہا۔ آئندہ آخر تک میری ہوا امراء آرزو خواہش میں اڑتا دور اپنے پر بھاڑتا رہے گا۔ وہی آئندہ دیکھ کر محبوب کے خود میں کم ہونے کی بات ہے۔

دورا کہ دیدہ راغم انگے نمائندہ است کاندہ وداع دل زند آہے بر آئندہ

لغت : دورا : دور۔ الیوس : تم انگے : ایک آنسو کی فی قطہ ایک۔ کاندہ : کاندہ کا اندر۔

ترجمہ : الیوس : کہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہیں رہا کہ دل کو "الوداع" کہتے ہوئے اس کا پانی آئینے پر بکھیر دیا گیا ہو۔ قدم میں یہ رسم تھی کہ کسی کو الوداع کہنے کے موقع پر ایک شگون کی خاطر آئینے پر پانی کر دیا جاتا تھا۔ گویا عاشق کا دل محبوب نے اڑا لیا ہے اس کا دل لے لیا ہے اور وہ عاشق اس موقع پر رو بھی نہیں سکتا۔

در ہر نظر برنگ درگ جلوه ی کنی حسنت ظلم و فتنہ وافسوں گر آئندہ

لغت : برنگ درگ : ایک اور انداز میں سے انداز میں۔ ظلم : جلوه محرابہن۔ الیوس : جلوه کرنا، جلوه ساز، جلوه پیدا کرنے والا۔

ترجمہ : تو ہر نظر میں ایک نئے انداز سے جلوه کر رہا ہے۔ تمہارا حسن ایک ظلم اور فتنہ ہے اور آئندہ اس ظلم و محرابہن کو پورا کرنے والا ہے۔ یعنی محبوب آئینے میں اپنا حسن دیکھ کر آنکھوں میں جلوا ہوا آنسوؤں سے فتنہ و رنگ بھا کر رہا ہے۔

ہر یک گدائے ہوسہ و نظارہ کسے ست از جم بیالہ بین و زاسکندر آئندہ

لغت : جم : قدیم ایرانی بادشاہ جشیہ کہتے ہیں اس کے پاس ایک ایسا جام ایالہ تھا جس میں سے دنیا کا عکس نظر آتا تھا۔

اسکندر سکندر اعظم، سکندر مقدونی (ج) بھی کہتے ہیں سب سے پہلے اس نے آئینہ بنایا اور اپنے ملک کی سرحدوں پر لگایا تھا تاکہ اگر دشمن کی فوج آئے تو اس میں اس کا عکس نظر آئے پر وہ فوج کو مقابلے کے لئے تیار کر لے۔ گویا دنیا میں سب سے پہلا آئینہ تھا۔

ترجمہ : ہر کوئی کسی کے ہوسہ اور نظارے کا بھکاری ہے۔ دیکھ لو کہ جشیہ کے پاس بیالہ اور سکندر کے پاس آئینہ ہے۔

آہن چہ داد غمزہ سحر آفریں دیدہ غالب بجز دلش نبود در خود آئندہ

لغت : آہن : لوہہ۔ سحر آفریں : جلوه ساز ظلم پیدا کرنے والا۔ در خود : لائق مصائب۔

ترجمہ : آگاہی کی وجہ سے اس لفظ کا تلفظ و خراسان پر زبردور کی آواز منتہا ہے۔  
 لوہا اس را محبوب کے حرا آفریں کر شہرہ بازی کیا دلوں کے گاہے غالب اسوئے دل کے نامور کوئی آئینہ لائق و مناسب نہیں ہو سکتا۔  
 آئینہ میں اسے کوپاش کر کے آئینہ بنائے تھے۔ یہ بات میں اس کو رنگ لگ جایا کرتا تھا غالب نے اسی حوالے سے یہ کہا ہے کہ وہ (لوہا) تو خود  
 رنگ کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے محبوب کے لائق نہیں، پہلی ماضی کا دل اس کے لئے مناسب ہے۔

## غزل #4

شباب یہ بزمِ جشن چو شہاں شرابِ خواہ زمرے حساب بخش و قدح ہے حسابِ خواہ

لغت : شہادۃ اے بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : اس ساری غزل میں بلور شہادۃ ظہیر غالب کا مطلب ہے۔ ظاہر ہے غزل اس کی مرثیہ ہے لیکن اس میں زیادہ تر اسے مشورے ہی  
 دیئے گئے ہیں جو مرثیہ کا ایک اثر کا انداز ہے۔ اے بادشاہ! تو اپنی بزمِ جشن میں بادشاہوں کی طرح ان کی شہن کے مطابق شراب طلب کر،  
 یعنی اس بزم میں شراب کا انتظام ہو، انہماک و اکرام خوب عطا کر دے، غور چاہ شراب اس میں مہیا کرنے کا حکم دے۔

بزمِ بخت و بادِ طلال است در بخت گر بازارِ بزمِ رو دہ ازمن جوابِ خواہ

لغت : بازارِ بزم : بزمِ بخت۔۔۔ رو دہ : واقع ہو یعنی کی جائے۔۔۔

ترجمہ : تجاری بزمِ بخت! کیا بخت ہے اور بخت میں شراب طلال ہے، لیکن اگر پھر بھی اس سلسلے میں کوئی بازارِ بزم ہو تو اس کا  
 جواب دینے کے لئے تو مجھے نہیں دے۔

تو بادشاہِ عسکری و بخت تو نو جوان پر خور ز عمر دہان نشاط از شبابِ خواہ

لغت : پر خور : قائم یعنی لذت اٹھا لذت اندوز ہو۔۔۔ دہان : نکلا خواہ : نشاط : بزمِ بخت و نشاط کا خراج طلب ہو۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے وقت کا بادشاہ ہے اور تو عرصہ نو جوان ہے تو بہت خوش بخت ہے تو اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو اور جوانی سے بیش  
 و نشاط کا خراج طلب کر اپنی جوانی سے بیش و نشاط حاصل کر۔۔۔

در روزِ ہائے فرخ و شہائے دل فروز صبا بروزِ ابر و شب با بستانِ خواہ

لغت : فرخ : مبارک۔۔۔ دل فروز : دل کو بھانسنے والی و روشن۔۔۔

ترجمہ : انا مبارک دنوں اور دل فروز دنوں میں یعنی انہیں گزارنے کے لئے تو روز بروز اور راتوں میں شراب کا دہانے کا فریاد  
 دے۔۔۔

در خورِ ناستد ارے گلگونِ بچچ رو شربتِ بجامِ لعل ز قند و گلابِ خواہ

لغت : ناستد : اگر۔۔۔ بچچ : کسی طور بھی۔۔۔ گلگون : گلانی یعنی سرخ رنگ کی عمدہ شراب۔۔۔

ترجمہ : اور اگر شرابِ سرخ کسی طور بھی مناسب نہ ہو تو سرخ جام میں قند و گلاب کا شربت لے کر لے کر دے۔ یعنی سرخ شراب نہ  
 کسی سرخ جام میں شربت ہی کر۔۔۔

خونِ حضورِ در دمِ شادی شرابِ کبیر چوں بادِ ایں بودِ دل دشمنِ کبابِ خواہ

نعت : صبر : بہت حد کرنے والا۔۔۔ دردم شادی : خوشی کے موقع، خوشی کی تقریب میں۔۔۔ شراب گیز : شراب کھو۔۔۔ کلب خواہ کلب کھوئے، کلب بنائے۔

ترجمہ : خوشی کے موقع پر خوشی کی تقریب میں تو جامد کے خون کو شراب کھ کر پی چاہا اور جب شراب یہ خون صبر ہو گی تو دشمن کے دل کو کلب بنا کر کھا۔ شراب اور کلب ایک دوسرے کا لازمہ ہیں اسی لئے دونوں کا ذکر کیا۔

گل بوئے و شعر گوئے و گسرپاش و شلباش مستی ز بانگ بریل و جنگ و رہاب خواہ  
نعت : گل بوئے : پھول سوگم۔ شعر گوئے : شعر گوئے۔ گسرپاش : گسرپاش، موتی لٹا۔ شلباش : خوش رہ۔

ترجمہ : تو پھولوں کو سوگم، شعر خوانی کر، موتی لٹا اور خوش و غم رہ۔ بریل، جنگ اور رہاب (تلف سنا) کے نعروں سے مستی کا طالب ہو، یعنی اپنی محفل میں خاص کیف پیدا کرنے کی خاطر ان ساروں کے مستی بھرے نغمے سن۔

خون سیاہ بخار آہو چہ بو رہ از حلقائے زلف بتان مشک ناب خواہ  
نعت : ناب آہو : ہون کا نادر مراد مشک جو خاص ہون کے سیاہ خون میں ہوتی ہے۔ مشک ناب : خاص مشک۔

ترجمہ : ناب آہو کا سیاہ خون (مشک) کیا خوشبو دے گا تو حینوں کی زلفوں کے عطروں یعنی پرچہ زلفوں سے خاص مشک حاصل کر۔ حنی کے ہر لون کا خوشبو دار بخار مشہور ہے۔ شاعر کے مطابق اس میں وہ خوشبو نہیں جو حینوں کی ٹھنڈی زلفوں میں ہوتی ہے، اس لئے خوشبو کی خاطر ان کی طرف توجہ کر۔

خواہش ازیں گروہ پری چہو نگ نیست از چشم غمزہ وز شکن طرد تب خواہ  
نعت : پری چہو : پری جیسا چہو رکھنے والا حیدر حسین۔ تب : چچا دلم۔

ترجمہ : ان پری کی چہو حینوں سے کسی قسم کی خواہش کرنا کوئی شرم کی بات نہیں۔ تو ان کی دھن آنگھوں سے غمزہ کرشہ اور ان کی ہر شکن یعنی ٹھنڈی زلفوں سے چچا دلم طلب کر۔ یعنی ان کے بخار و آنگھوں کے کرشوں اور پرچہ زلفوں کی طرف توجہ کر ان سے خاص کیف حاصل کر۔

از رازبا حکایت زوق نگاہ گوئے از کاربا کشائش بند نقاب خواہ  
نعت : کشائش : کھولنے کا فعل۔ کشائش بند نقاب : نقاب کشائی، نقاب اٹھانا۔

ترجمہ : اگر راز و خفا کی باتیں کرنا مقصود ہو تو ان حینوں کی دھن لہروں کی داستان بیان کر اور اگر کوئی کاموں یعنی مشغلوں کا مسلط ہو تو کسی حیدر کی نقاب کشائی کر کہ یہ بہترین مشغلہ ہے۔ غالب اپنے "بلو شہ سلامت" کو حینوں سے دل لگانے اور ان سے مختلف صورتوں میں دل لگی کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

ہر چند خواستن نہ سزاوار شان تست قوت ز طالع و نظر از آفتاب خواہ  
نعت : خواستن : چاہنا، طلب کرنا، مانگنا۔ سزاوار : لائق، مستحق۔ طالع : بخت، نصیب۔

ترجمہ : اگرچہ کوئی چیز طلب کرنا یا کسی چیز کا نقصان کا جبری شان کے لائق نہیں ہے (تجربے شیلان شان میں ہے) تاہم تو نصیب سے قوت اور سورج سے نظر طلب کر۔ نصیب سے قوت طلب کرنے سے مراد ہے اپنی مزید طریش بخشی کی دعا کر اور سورج کی سی روشن آنکھوں کی آرزو کر۔

ور شگنائے نچہ کشائش ز بلو جوئے در بخوبار بلخ روانی ز آب خواہ

نفت : غلابہ تک بند۔۔ جو : احوال۔۔ کٹاؤ : کٹاؤ کی کھلنے کا عمل۔۔

ترجمہ : بند کٹی یا کٹی کی نگہ جگہ کی کٹاؤ (کٹاؤ) ہوا یعنی کٹی کی ہوا سے طلب کر اور بارگ کی عی میں پانی کی روانی کا خواہشمند ہو۔ صبح کی ہوا سے گلاب کھل کر پھول فتح ہیں اور بارگ کی عی کے پانی سے پھولوں کے پورے سیراب ہو کر پھول اگاتے ہیں۔ اسی حوالے سے یہ سب کچھ کہا ہے۔

دور برگ و سلا گوسے نشاط از بہار بر در پدل و جود بیست خوش از سحاب خواہ

نفت : گوسے بن گید لے ہائیں بیست لے ہا۔۔ پدل : طاقت۔۔ جود : بخشش، سخاوت۔۔

ترجمہ : بیش و نشاط کے سازو سلا کے سلسلے میں تو موسم بہار پر بیست لے جا اور بخشش و سخاوت میں اس حد تک آگے نکل جا کہ پدل بھی تیری بیست ہی رہی کرے۔ موسم بہار کو بیش و نشاط کا موسم اور پدل کو بیست سخاوت کرنے والا (خوب پانی برساتا ہے) کہا جاتا ہے۔ گویا تیرے پاس بیش و نشاط کا ایک سازو سلا ہے کہ ہمارے آگے بچھ ہو کر رہ جائے اسی طرح پدل بھی تیری سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکے۔

از شمع طور طلوت خود را چراغ نہ از زلف حور خیر خود را طباب خواہ

نفت : چراغ نہ : چراغ رکھ۔۔ طباب : دسی، رساجس سے خیر پانہ عا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : تو طور کی شمع کو اپنی طلوت کا چراغ بنالے اور اپنے غیے کے لئے حور کی زلفوں سے طباب کا کام لے۔

از آہن نشین خود را بساط ساز از بلہ نو بنیت خود را رکاب خواہ

نفت : آہن : آہنیو، کل۔۔ بساط ساز : فرش بنالے۔۔ بنیت : کھڑا، نشانی کھڑا۔۔

ترجمہ : تو آہن کو اپنے کل کا فرش بنالے اور بلہ کو اپنے نشانی کھڑے کی رکاب بنالے۔

در حق خود دعاے مرا مستجاب داں در بارہ من از کف خود فتح باب خواہ

نفت : دعاے مستجاب : قبول ہو جانے والی دعا۔۔ فتح باب : دروازے کا کھلا ہوا مٹھلیں مل کر۔۔

ترجمہ : تو اپنے حق میں میری دعاؤں کو مستجاب جان اور میرے معاملے میں تو اپنے ہاتھوں سے میری مٹھلیں مل کر۔ یعنی میں تیرے لئے کچھ دل سے دعا کرتا ہوں جو قبول ہو گی۔

عالم قصیدہ را شمار غزل در آر وز شہ بریں غزل رقم انتخاب خواہ

ترجمہ : اے عالم! تو اس قصیدے کو اچھ میں نے ہزار شاہ ظفر کی شاہ میں کہا ہے قصیدہ قصیں بلکہ غزل میں شکر کر اور پادشاہ سے اس غزل کا انتخاب یعنی پسند کرنے کی خواہش کا اظہار کر۔

## غزل # 5

دارم دے زغصہ گراں بار بودہ برخویشتن ز آبلہ چہرے فرودہ اے

نفت : زغصہ : غصہ، موہ، غم، داندہ۔۔ گراں بار : بوجھل۔۔ آبلہ : پھلا۔۔ فرودہ : افسردہ کیا ہوا۔۔

ترجمہ : میرا ایک ایسا دل ہے جو غم داندہ کے بوجھ سے اس حد تک لدا ہوا ہے کہ اگر اس پر ایک پھلا بھی پڑ جائے تو اسے وہ ایک مزید بوجھ سمجھتا ہے۔ اپنے افسردگی و غم کی بات کی ہے۔

دل زان بلا کزو نصے برق خرنے بخت آن چنل کزو اثر مرگ روزہ

لغت : برق خرنے نکلیں کو چلا دینے والی بجلی۔ اثر : نشان۔ روزہ : ایک دھواں۔

ترجمہ : (بھرا یہ) دل ایک ایک جا یعنی نصیت ہے کہ اس سے اوجھڑنے والا ہر سانپ گوا ایک بجلی ہے جو عرصی اثر میں ہستی کو چلا دینے والی ہے اور اپنا فیروزہ بگھو گیا کہ موت کا نشان موت اس کے آگے گوا دھواں یا دھواں کا سیاہ غبار سلوم آتا ہے۔ اپنی اتھلی بد نصیبی کی بات کی ہے۔

ازہر خویش شکم و دارم ز بخت چشم خود را در آب و آئینہ رخ نامورہ اسے

لغت : چشم دارم : میں امید رکھتا ہوں۔ رخ نامورہ : جس نے چہرہ دکھایا ہو۔

ترجمہ : میں اپنی ذات کے لئے باعث نیک ہوں اور اپنے بخت سے امیدیں دوست بنکے ہوئے ہوں گوا میں وہ ہوں جس نے بانی اور آئینے میں اپنا چہرہ نہیں دیکھا۔ مطلب یہ کہ مجھے پہلے اپنے ٹھکان پر نظر رکھنی چاہئے پھر قسمت سے کوئی امید رکھنی چاہئے۔

گشام و زہد شکم و خوامم بمن رسد در رخت خواب بستہ غنودہ مستی غنودہ

لغت : زہد : کشمکش میں توجہ دینا، قتل ہوں۔ رخت خواب : بستہ۔ غنودہ : دو ٹھکان ہوا۔

ترجمہ : میں گشام ہوں اور عقلی قسم کا نشان ہوں، میری خواہش ہے کہ شہرستی کی حالت میں دو ٹھکان ہوا میرے بستہ میں آجائے۔

خوامم شود بہ شکوہ و پیچارہ رام من در گونہ گوں ادا بہ زبانا ستورہ

لغت : پیچارہ : لغت۔ رام : مطلب۔ ستورہ : توفیق کیا گیا۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ وہ میرے شکوے اور غصوں سے میرا مطلب ہو جائے، وہ جس کی مدد و منتخل میں بہت سی زبانی قسم قسم کے اعزاز میں اپنا زور دیا رکھاتی ہیں۔ گوا جب وہ اپنی اس مدد و منتخل پر دھیان نہیں دیتا تو وہ میرے شکوے غصوں کو کیونکر برداشت کرے گا۔

با دین و دانے چوئے ناچا کند حیاور و علمایر ز صنعتان روزہ

لغت : چوئے : میرے جیل۔ چاکل : کیا کیا کرے گا۔ صنعتان : ان کا ذکر کچل ایک فنل میں آچکا ہے، مولو جینے بدھاری۔ روزہ :

چہرہ پیچھے رکھا۔

ترجمہ : وہ (محبوب) جس نے ہر صنعتان سے حیاور اور علمایر جین لیا دیکھیں، وہ ایسے صاحب دین و دانش کے ساتھ کیا کیا کرے گا کیا سلوک کرے گا۔ یعنی میرا دین و دانش بھی جینے بدھاری کی طرح اور آتش پرست حیدر پر عاشق ہو کر اسلام سے بگھو عرصہ کے لئے متخرف ہو گئے تھے بلونت لیا جائے گا۔

بلوستان مباحث دارم ز سلوگی در باب آشنایی نا آرمورہ

لغت : نا آرمورہ : جس نے آزمایا کی ہو۔

ترجمہ : میں اپنی سلوگی کی بنا پر اپنے دوستوں سے ایک ایسی آشنایی دوستی پر بحث کرتا رہتا ہوں جسے میں نے آزمایا بھی میں ہے۔

فجالت گمر کہ در حساتم ناپائندہ جز روزہ درست بہ صبا کشوہ

لغت : فجالت : شرارت کی۔ حساتم : میری لکھیاں۔ ناپائندہ : اپنی تعداد نہ دے نہ پلا۔

ترجمہ : ذرا میری شرارتی کا خط کرنا یعنی کسی قدر شرارتی کی بات ہے کہ میری لکھیاں (ایک اٹھل) میں اس کے ساتھ دیکھتے خاک

میں نے ایک دوست یعنی مکی درودہ کو کہ کر شراب سے انکار کیا تھا۔

دورم غالب آئے وہ شعر و سخن گراے خواہی کہ بشنوی سخن ناشنودہ

لغت : گراے : مائل ہو۔۔۔ ناشنودہ : جو نہ سنا ہو۔۔۔ سنائی گئی ہو۔۔۔ سنائی۔۔۔

ترجمہ : اگر میری یہ خواہش ہے کہ تو سن سنائی میں آؤ اور شعر و سخن کی طرف مائل ہو۔ یعنی غالب کی شاعری میں ایسے انکار و خیالات ہیں جو کسی دوسرے شاعری کی شاعری میں نہیں ہیں۔

## غزل #6

چوں زہل بالال و جاننا پر ز غوغا کردہ (کردی ای) بلایت از خویش پر سید آنچه ہما کردہ (کردہ ای)

لغت : لال : کوئی۔۔۔ غوغا : شور، ہنگام۔۔۔ بلایت : تھے پہلے۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب حقیقی چونکہ تو نے زہل کو گنگ کر دیا اور جانوں میں بے قراویں بے نیلوں کے بنائے مجھ سے ہیں (غواب تو ہم سے کیا پہنچتا ہے کہ ہم پر کیا گذری)۔ تھے پہلے کہ تو خود اپنے آپ سے پہلے کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ یعنی کیا غم کیا ہے۔ تقریباً اس سہلی غزل میں خدا یعنی محبوب حقیقی کا شمار کا غالب ہے۔

گر نہ ای مشتاق مرض دستگاہ حسن خویش جان فدائیت دیدہ را ہرچہ چہا کردہ (کردہ ای)

لغت : مرض : افسار، نیش۔۔۔ دستگاہ : حسن کی نشیں۔۔۔ جان فدائیت : تھے پر جان قربان۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اپنے حسن کی نشیں کی نیش کا مشتاق نہیں ہے تو ہمارے تھے پر جان قربان تو نے آنکھوں کو کس لئے چھلی سے نوازا ہے۔ قرآن کی رو سے کائنات کی ہر برکت میں وہ جلوہ فرما ہے۔ سہلی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے :

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درتے و فترے ست معرفت کردگاہ

ہفت روزخ و درخشاں شرمساری مضمرات انتقام است این کہ با مجرم دادا کردہ

لغت : غلام : باریا، غلامت،۔۔۔ مضمر : پوشیدہ۔۔۔ ہفت روزخ : مراد روزخ کے سات طبقے۔۔۔ دادا : رعایت یا نری۔۔۔

ترجمہ : شرمساری کی د میں سات روزخ پوشیدہ ہیں۔ سو تو نے جو غمگار کے ساتھ نری کا یہ کیا کیا ہے (اس کی بخشش کی ہے تو یہ انتقام ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ غور الرحیم ہے، گناہوں کو بخشے والا شاعر کے نزدیک اس کی یہ نری غمگار کو اس بات پر ہے کہ شرمندہ کر دیتی ہے کہ وہ نیک اعمال کی وجہ سے نہیں، خدا کی بخشنے کے باعث بخشا گیا ہے اور یہ شرمساری اس کے لئے سات روزخوں میں جتنے کے برابر ہے۔ گویا غالب نے خدا کی بخشنے کی لطیف طرح کی ہے۔

صد کشلو آں را کہ ہم امروز رخ بنمودہ ای مژدہ با آں را کہ نحو ذوق فردا کردہ

لغت : صد کشلو : کھلنے کے پیکر، گل، مراد ہے وہ خوش خلقی۔۔۔

ترجمہ : وہ انسان بڑی خوش بخت ہے جسے تو نے آج ہی اپنے دیدار سے نوازا ہے اور خوشخبری ہے اس کے لئے جس سے تو نے کل اپنے دیدار کا وعدہ کیا اور میں اسے کل کے وعدے کی لذت میں کو کر رہا ہے۔ کل سے مراد آخرت ہے۔

خوبرویاں چوں مذاق خوشے ترکھن داشتند . آفرینش را بر ایشان خواند یغما کردہ  
 لغت : خوبرویاں: خوب رو کی جمع، صبیحہ لوگ۔۔ خوشے ترکھن: ترکوں کی سی خوشگلت۔۔ آفرینش: شگفتہ، مراد کائنات۔۔ خوان: خوان  
 یغما: لوٹ کا مال۔۔

ترجمہ : صیغوں میں چونکہ ترکوں کی سی خوشگلت تھی اس لئے تو نے دنیا کو ان کا خوان یغما کر لیا۔ یہاں ترک سے مراد ناماری ہیں جنہوں  
 نے چند صدیاں پہلے بڑے ظلم و ستم کیے تھے اور خوب لوٹ مار کی تھی۔ صیغوں نے گویا عاشقوں کے دل اپنے حسن اور ناز و کرشمہ سے  
 خوب لوٹے، یہ ان کی ایک طرح سے ناماریوں کی خوشگلت ہے۔

خشن را دل بہر شہبائے پناں بردہ ای با درستان گر نواز شمسے پیدا کردہ  
 لغت : خشن: خست کی جمع، خستہ حال لوگ۔۔ بہر شہبائے پناں: پوشیدہ انداز میں پوچھ گچھ، یعنی حقی طور پر خیال رکھنا۔۔ پیدا: ظاہر  
 کرنا۔۔ درستان: درست کی جمع، مراد خوشحال، راست باز۔۔

ترجمہ : تو نے اگر خوش حال انسانوں کو اپنی غائبہ صحبتوں سے نوازا ہے تو خستہ حال انسانوں کے دلوں کو بھی اپنی پوشیدہ پریشانیوں سے نواز دینا  
 سے اجیت لیا ہے، یعنی ہر انسان پر کسان کی صورت میں ظفر کرم فرمائی ہے۔

چشمہ نوش است از زہر عذابت کام جاں بخشی سے در مذاق ما گو ارا کردہ  
 لغت : چشمہ نوش: شد کا چشمہ، چشمہ شیریں۔۔ عذابت: عذاب، عجب، کام جاں بخشی: کام جان بخشہ۔۔ کام جاں بخشہ: کام جان بخشہ۔۔

ترجمہ : تو نے ہمارے ذوق و ذائقہ میں شراب کی بجائی کو گوارا یعنی مرغوب بنا دیا ہے، چنانچہ تیرے عجب کا زہر ہمارے کام جان بخشہ میں چشمہ  
 نوش بن گیا ہے۔ مطلب یہ کہ شراب تو حرام ہے، جس کا پنا خدا کے عجب و عذاب کا باعث بنتا ہے، گویا اسے خداوں کا شراب کی بجائی کو گوارا  
 کرنا ایک طرح سے خدا کا اپنے عجب کو لطف و عطیت میں بدلنا ہے، جسے شاعر نے یہاں بیان کیا ہے کہ تیرے عجب کی بجائی ہمارے لئے چشمہ  
 نوش بن گئی ہے۔

ذره اے را روشناس صد بیابان گفتہ ای قطره اے را آشنائے ہفت دریا کردہ  
 لغت : روشناس: واقف۔۔ گفتہ ای: تو نے کہا ہے۔۔ ہفت دریا: سات سمندر، ہفت قلم۔۔

ترجمہ : تو نے ایک ذرے کو سیکڑوں بیابانوں کا روشناس کیا ہے، جبکہ ایک قطرے کو ہفت قلموں کا آشنا بنا دیا ہے۔ یعنی ایک ذرے (مراد  
 انسان) انسانی ہستی میں سیکڑوں بیابانوں کی وسعت پیدا کر دی ہے، جبکہ ایک قطرے (یہاں بھی انسان ہی مراد ہے) میں سات سمندروں کا سما  
 بیلاؤ رکھ دیا ہے۔ یعنی انسان ظاہر ایک ذرہ یا قطرہ ہے، لیکن اس کے دل و دماغ کی وسعتیں بلا محدود ہیں۔

دجلہ می جوشد ہلکا دیدہ با جویاے تست شطہ ی پلدہ مگر در سینہ با جا کردہ  
 لغت : دجلہ: عراق کا مشہور دریا، یہاں مراد سمندر یا دریا۔۔ ی پلدہ: ابھرنا ہے، بھڑکانا ہے۔۔

ترجمہ : ہماری آنکھیں تیری تلاش میں ہیں جبکہ ہمارے سینوں میں آگ کے شعلے ابھڑک رہے ہیں، شاید تو ان میں قیام کے ہوئے ہے اسلوا  
 ہوا ہے)

جلوہ و نظارہ چہ دارمی کہ از یک گوہر است خویش را در پردہ خلتے تماشا کردہ  
 لغت : چہ دارمی: تو کتنا ہے۔۔ گوہر: مراد سلسلہ۔۔ تماشا کردہ ای: نگاہ کر رہا یا دیکھ رہا ہے۔۔

ترجمہ : تیری نظروں میں جلوہ اور نگاہ ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں، یہی وجہ ہے کہ تو اپنی مخلوق کے پردے میں آپ اپنے نظارہ کر رہا



ہے۔ یعنی کائنات کی ہر شے اور مخلوق میں اس کا جلوہ کار فرما ہے، گویا وہ اس ذریعے سے اپنے آپ کو دیکھ رہا اور اپنا نگاہ کر رہا ہے۔  
 چارہ : در سنگ و گیلا و رنج با جاندار بود پیش ازاں گاہیں در رسد، آل رامپیا کردہ  
 لغت : چارہ، علاج۔۔۔ رنج، تکلیف، بیماری۔۔۔ گاہیں : گاہیں، کہیں۔۔۔ در رسد : پہنچے، ملے، یعنی آئے۔۔۔ جاندار : جاندار، جانور اور  
 انسان سب کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔  
 ترجمہ : چونکہ اب بیماری کا تکلیف میں صرف جاندار مخلوق ہی مبتلا ہوتی ہے اور اس کی دوا (چراغِ بصارت) اور گویا ادویات اس کو دے رکھی  
 ہے، اس لئے (تجربہ یہ سمجھتا ہے کہ) تو نے بیماری سے پہلے ہی اس کی دوا سمیٹا کر دی۔ سائنس اور فلسفے کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے  
 بصارت (چراغِ بصارت) کی تحقیق ہوئی پھر ادویات (یعنی دوا) اور آخر میں حیوانات (یعنی جاندار) کو مخلوق انسان اور جمیع کی  
 دیدہ می گردید، نہیں ہی تامل و دل می چند عقیدہ با ازکار غالب سر بسر وا کردہ  
 لغت : می گردید : دیتی ہیں۔۔۔ می تامل : تامل و فرما کرتی ہے۔۔۔ می چند : غریب رہا ہے۔۔۔ عقیدہ : گروہ، گروہیں، مکتبہیں۔۔۔ وا کردہ : تو نے  
 کھول یعنی حل کر دی ہیں۔  
 ترجمہ : غالب کی آنکھیں دودھ دی ہیں، نہیں فرما کر دہی اور دل غریب رہا ہے۔ (ایہ میرا کرم ہے کہ تو نے) اس کی تمام مکتبہیں پوری طرح  
 آسمان کر دی ہیں، اس کے مسائل کی گروہ کشائی کر دی ہے۔

## غزل #7

در زمرہ سینہ آسودہ گل نہ اے دل بدیں کہ غمزدہ ای، شادمان نہ (نہ ای)  
 لغت : زمرہ : خشت سرخ۔۔۔ آسودہ گل : آسودہ کی جمع، خوشحال یا آسودہ حال لوگ۔۔۔ نہ : نہ ای، تو نہیں ہے۔۔۔ غمزدہ ای : تو غم کا مارا  
 ہے۔  
 ترجمہ : اے دل اگر تو آسودہ حال لوگوں کے سینے کا زمرہ نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تو غم کا مارا ہوا ہے، غمزدہ نہیں ہے۔ مطلب یہ  
 کہ آسودہ حال لوگوں کا دل گویا بالکل سرخ ہو گیا ہے، اس میں ہندوؤں اور دلوں کی پیش نہیں ہوتی۔  
 اے دیدہ اشک ریختن آئینہ تازہ نیست خود را ز ما گنبد اگر خوں فشان نہ (نہ ای)  
 لغت : اشک ریختن : آنسو گرا دینا یعنی بہانا۔۔۔ خوں فشان : خوں بہانے والی۔  
 ترجمہ : اے آنکھ! آنسو بہا کر کوئی تازہ ستورہ یعنی بات نہیں ہے، تو اگر خوں نہیں بہاتی یعنی خوں کے آنسو نہیں بہاتی تو خود کو ہم میں سے سمجھ  
 جان۔ مطلب یہ کہ آنسو تو شروع سے انسان بہا چکا آ رہا ہے، لہذا تو جب ہے کہ بہا کر دے عاشق کی آنکھیں، غم صحت میں، خوں کے آنسو  
 دیکھیں تاکہ ان میں غم اور غم آنکھوں میں فرق واضح ہو۔  
 بلبل بہ گوشہ قفس از حلقی منال چوں من بہ بند خار و خس آشیاں نہ  
 لغت : حلقی : حلقہ، سیرے، حلقوں ہونا۔۔۔ منال : منال، مت فرما کر۔۔۔ خار و خس : گائے اور ٹکے۔  
 ترجمہ : اے بلبل! جب تو میری طرح آشیاں کے خار و خس کی قید میں نہیں بکڑی ہوئی تو پھر گوشہ قفس میں اپنی خشتِ جلیں فرما کر، بیخ  
 نکال نہ کر۔ شاعر کے نزدیک آشیاں کی زندگی، خار و خس کی حلقہ، بکڑی کی زندگی سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

داغم ز ناکسی کہ بہ "تسمید آشتی" رنجیدہ ای زغیر و بمن مہیاں نہ

لغت : داغم: مجھے دک ہے۔۔ ناکسی: باغلی، متعلق۔۔ تسمید: آٹھار۔۔ آشتی: صلح، محبت۔۔

ترجمہ : مجھے اپنی ناکسی سے دک ہو رہا ہے اس لئے کہ محبت کے آغاز میں تو رقیب سے تو ناراض ہوا ہے لیکن مجھ پر مہیاں بھی نہیں ہوا۔ گویا میں انجانی ناکس رہا کرتی ہوں کہ اگر مجھ پر تو مہیاں نہیں ہوا تو مجھ سے ناراض ہی ہو جائے۔

گوئی کے ست پیش تو بود و نبود من ہامن نشست ای و زمن سرگراں نہ

لغت : بود و نبود: ہو گا اور نہ ہو گا، موجود ہو گا و غور اور نہ ہو گا۔ سرگراں: بوجھل، سر، ناراض، بکٹا ہوا۔۔

ترجمہ : تو میرے پاس بیٹھا ہے اور مجھ سے سرگراں نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میرے نزدیک میرا ہو گا اور نہ ہو گا ایک ہی بات نہیں ہے۔ یعنی محبوب جب عاشق سے نہیں بگڑتا تو عاشق کے لئے اس کے اس قرب میں کوئی لفٹ نہیں رہتا اسی لئے وہ یہ کہتا ہے کہ محبوب اس کو ایک طرح سے غیر موجود کہتا ہے۔

آخر نبود ایم در اول خدا پرست با ما ز سادگی ست؛ اگر بد گمں نہ (نہ ای)

ترجمہ : تو کیا ہم شروع میں خدا پرست نہ تھے؟ تو ہم سے بد گمں نہیں ہے، تو یہ میری سادگی کے باعث ہے۔

با خویش در شمار جہنم ہم منی باغیر دو صاحب وفا ہم زہاں نہ

لغت : ہم منی: تو میرا ساتھی ہے۔۔

ترجمہ : تو اپنی جگہ میں شمار کرنے میں میرا ساتھی ہے، جبکہ وہاں کی حق میں تو غیر رقیب کے ساتھ ہم زہاں نہیں ہے۔ گویا محبوب، عاشق پر جگہ نہیں کرتے ہوئے تو اس کی تمناؤں کو پیش نظر رکھتا ہے لیکن رقیب کے ساتھ اٹنی دفا نہیں کرنا ہے کہ اسے ان کی توقع نہیں ہوئی۔

دانست ای کہ عاشق زارم؛ گدا نیم داغم کہ شہادی؛ ش گیتی سہاں نہ

لغت : دانست ای: تو نے جان لیا ہے۔۔ ش گیتی سہاں: دنیا کو گم کرنے والا بدشاہ۔۔

ترجمہ : تو نے اسے محبوب اپنی جان لیا ہے کہ میں میرا عاشق زار ہوں، کوئی گدا، بیک، مگ نہیں ہوں اور میں یہ جانتا ہوں کہ تو محبوب ہے کوئی ظالم بادشاہ نہیں ہے۔ گویا عاشق یہ کہتا چاہتا ہے کہ نہ میں کوئی عام آدمی ہوں اور نہ تو کوئی عظیم ہستی، پھر یہ بے دخی کیسی؟ اپنے عاشق سے یہ بے احتیائی کیوں؟

نازم تکون تو بہ بخت خود و رقیب با او پیش نبودی و بلا چناں نہ ای

لغت : تکون: ایک حالت پر نہ رہنا رنگ یا انداز بدلنا غیر مستقل حوالی۔۔

ترجمہ : میں اپنے اور رقیب کے فیصے کے وسط میں تھری غیر مستقل حوالی پر ناز کر رہا ہوں۔ تو رقیب کے ساتھ بھی ایسا نہ کرنا چاہتا کہ اب ہے اور ہمارے ساتھ دینا نہیں ہے جیسا پہلے بھی تھا۔

با دیدہ پیست کار تو لغت بگر نہ ای در دل چرست جائے تو سوز نہاں نہ

لغت : لغت بگر: بگر کا گڑا۔۔ سوز نہاں: چھپا ہوا اپنے کا سوز۔۔

ترجمہ : تو ہمارا لغت بگر نہیں ہے، پھر ہماری آنکھوں سے تجھے کیا واسطہ تعلق؟ تو کوئی سوز نہاں نہیں ہے، پھر تو ہمارے دل میں کیوں سلجا ہوا ہے۔ یعنی بگر کا خون آنسوؤں کی صورت میں بہتا ہے جس کی بنا پر بگر کا تعلق گویا آنکھ سے ہے۔ گویا تصور محبوب، عاشق کی آنکھوں میں ہے، جبکہ اس کے دل میں وہ سلجا ہوا ہے۔

غالب زبور تست کہ نگ است بر تو دہر بر خوشن بہل اگر در میاں نہ

لغت : بہل، بھل۔ زبور : زبور وستی، اپنے وجود کا احساس۔ ۱۱۔

ترجمہ : اسے غالب ایہ دنیا جو تجھے نگ ہے تو یہ میرے اپنے وجود کے احساس کا نتیجہ ہے۔ اگر تجھ پر وجود درمیان میں نہ ہو تو خود بھٹکا چاہے پھیلا ہوا۔ یعنی اپنے اس وجود کے غرور و اہمیت کی بنا پر ہی انسان پر زندگی کی شکلیں گھڑائی ہیں، اگر یہ لگتا ہو تو پھر عالم اس میں ساکت ہے۔

## غزل #8

مرز فنا فراغ را مژدہ برگ سازدو سایہ بہ سر واکنداز قطروہ بہ بحر بازوہ

لغت : مژدہ : سرزد، سرزین، مراد کائنات۔ فنا فراغ : فنا ہو جانے والی۔ برگ و ساز : ساز و سامان۔ واکنداز : دے دے، حوالے کر دے۔ بازوہ : واپس کر دے۔

ترجمہ : اس فنا پر کائنات کو ساز و سامان کی خوشخبری دے، سایہ سورج کے حوالے کر دے اور قطروہ سمندر کو لوٹا دے، واپس کر دے۔ سایہ سورج کے برعکس ہوا ہے جبکہ قطرے کا حقیقی سمندر سے ہے۔ فنا یا یہ کتنا مقصود ہے کہ اس فانی کائنات کا سب ساز و سامان ہمیں دھمے کا حوالہ دے جانے کا گناہ واضح نہیں ہے!

طروہ جیب را زچاک شائد انتفات کش عارض خوش را ز اشک غارہ امتیاز وہ

لغت : طروہ جیب : گریبان کی زلفیں۔ شائد انتفات کش : توجہ دہش کی کھٹکی، مراد آرائش کرنے والی کھٹکی۔ غارہ : غار۔ امتیاز : انکی سرئی جو لہیاں کر دے۔ عارض : محفل، رخسار۔

ترجمہ : تو اپنے گریبان کی زلفوں کو چاک اپنے ہونٹا کی کھٹکی سے آراستہ کر لو اور اپنے گھون کو آنسوؤں کی سرئی سے لہیاں کر۔ گویا عاشق کے گریبان کا چاک ہو غصہ اس کی سبوتا ہے اور اس کے گھون کی لذت آنسوؤں ہی کی سرئی سے ہے۔ (دھوش جوں میں گریبان چاک کر لے گا اور غم محبت میں آنسو بھلائی باہت امتیاز ہے!)

دارغ دیدہ را زبور راست دل بچھا حوالہ کن سے ز شرر گراں تراست سنگ بہ شیشہ سازوہ

لغت : شیشہ ساز : شیشہ بنانے والا۔ گراں تر : زیادہ قیمتی۔ زبور : آرائش۔

ترجمہ : دارغ یعنی دل پر غم محبت کا زخم اٹھانے کی آرائش ہے، اس لئے تو دل کو جھکے سپرد کر دے۔ شراب، شرور سے زیادہ قیمتی ہے اس لئے تو پھر شیشہ ساز کے حوالے کر دے۔ پھر سے شیشہ بھی بناتا ہے اور اس کے ہاتھ گھرانے سے چنگاریاں بھی نکلتی ہیں، پھر شیشے سے مراد سراہی بھی ہے۔ مطلب یہ کہ تو دل پر جھکی گھٹکیاں جمیل اور پھر شیشہ ساز کو دے کہ وہ سراہی بنائے جو شراب ڈالنے کے کام آئے۔

از غم دیدہ دیدہ را رونق جو بہار بخش و زلف نالہ نالہ را چاشنی گداز وہ

لغت : غم دیدہ : آنھوں کی تری، یعنی آنسو۔ زلف : گری، بھل۔ دیدہ : دیدار، مدی اور دیا۔

ترجمہ : تو اپنے آنسوؤں سے آنھوں کو مدی کی سی رونق بخش اور اپنے نالہ و فریاد کی بھل سے ٹالے کو گداز کی چاشنی دے۔ یعنی عاشق کی آنھوں کی شان یہی ہے کہ غم محبت میں ان سے آنسو روای کی سی مدد ملے، ہمیں جبکہ اس کے نالہ و فریاد میں اتنی گری ہو کہ خود نالہ اس میں

پہل کر رہا ہے۔

شرم کن، آخراے حیا میں ہمہ گیر واد پر حیات؟ خاطر غمزہ بازو، رخصت ترکاز وہ  
لغت : گھروار، پکڑا ہوا، سخت پائری۔ رخصت ترکاز: لوٹ مار کی اجازت۔ خاطر غمزہ بازو: غمزہ و کرمہ کی پھرے دلداری کر،  
یعنی پھرے بازو اور شہد کر۔

ترجمہ : اے حیا کچھ شرم کر، آخر یہ گھروار کیسی ہے، تو پھرے بازو و کرمہ کی دلداری کر اور اسے (لمحہ کو) لوٹ مار کی اجازت دے۔ اس  
میں حیا کو مطلب کیا ہے جس کی بنا پر محبوب کوئی اور نہیں کرتا اور وہ عاشق کامل نہیں لوٹا۔ حیا سے کہا ہے کہ تو محبوب کو بازو اور اس کا شہد  
کرنے سے مست روک۔ دراصل حسن کی ساری دل کشی اور ادا سے ہے اگر یہ نہیں تو حسن بیکار ہے، چنانچہ بغل معنی

ز بہت نہ گوشہ بخشے نہ چین ابرو لیے بکیر تم کہ دل برہمن ز کف چوں شد  
میر تقی میر!

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہے  
جدید شعر احمد ندیم قاسمی!

وہ کشش کچھ اور وہی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں اہل دل نہ جمال عارض و چشم و لب نہ کمال چست قبائی ہے  
اے گل تر رنگ دیو اس ہمہ نازش از چہ رو منت ابر یک طرف، مزد چمن طراز وہ  
لغت : نازش: غمزہ غور۔۔۔ مست: احسان۔۔۔ حور: اجرت و حق۔۔۔ چمن طراز: باغی آرائش کرنے والا، باغبان، اہل۔۔۔ یک طرف: یعنی  
ایک رہا۔

ترجمہ : اے گل تر تو اپنے رنگ و روپ کیوں اور کس نام اس قدر نازوں ہو رہا ہے، میرے اس رنگ و روپ تو بال کاغہ احسان ہے، مگر ایک  
رہا اس کی بات چھوڑ، تو باغبان کی اجرت تو ادا کر۔ یعنی بال برتنے سے پھولوں میں گفتگو و تری آتی ہے، جبکہ باغبان کی منت سے پودے  
نشوونما پاتے ہیں، اس لئے اس کا حق پہنچاؤ۔

یا نہ بساط دلبری، عام مکن اداے لطف یا زنگہ خشکیں مرزہ امتیاز وہ

ترجمہ : یا تو اپنی دلبری کی بساط اپنی اداے لطف عام نہ کر، بھراپنی چشم اکو، نظروں سے امتیازی شہن کی خوشخبری دے۔ یعنی یا تو اپنی  
دلبریاں اور اداؤں کو اس قدر عام نہ کر کہ ہر کس و ناکس ان سے لطف اٹھائے یا بھرا ایک خشکیں نگہ بکلی ساتھ ڈال جا کہ وہ جس پر پڑے وہ خود کو  
ایک خاص شان و کھٹے گئے۔ محبوب کی ایسی نگاہیں ایک ایسا خاص لطف ہے جس سے ہر کوئی مسرور نہیں ہوتا۔

اے تو کہ غنی ترا بحث گفتگوں از رہ است سرو کرمہ بار را درس غرام ناز وہ

لغت : گفتگو: گفتا۔۔۔ از رہ: زبانی رہا۔۔۔ سرو کرمہ بار: محبوب کا بازو اور ہاتھ۔۔۔ غنی: کمال، پهل مراد محبوب کا کھٹا۔۔۔ بحث: مراد  
اور انہیں۔۔۔ غرام: غمناک۔

ترجمہ : اے (محبوب!) میرے غمناک دہن کو تو کھٹے کی تمام بحث زبانی رہا ہے، یعنی اسے تو ساری دہائی پوری طرح مسرور ہیں، تو ادا اپنے  
بازوں پھرے تو کبھی تو تاز کے ساتھ غرام کرنے کا درس دے دے، یعنی اسے تاز کے ساتھ غرام کرنا سکھا دے۔

گر بہ غم کہ خور واد ہمہ رخصت اشک و آہ نیست ہم بہ دے کہ بردہ الی، خلقت ضبط راز وہ

ترجمہ : اگر ان غموں کے ہوتے ہوئے ہمیں نے میری محبت میں اٹھائے ہیں، کچھ آنسو بہانے اور آہیں بھرنے کی اجازت نہیں ہے، تو میر

تو کم از کم میرے اس دل کو جو تو نے چھین لیا ہے، راز خفا کرنے کی امت و طاقت تو دے۔ یعنی عاشق فہم محبت کا اظہار آنسو بہا کر اور آپیں بھر کر کرنا چاہتا ہے جو محبوب کو گوارا نہیں اسی لئے عاشق اس سے مذکورہ امت کی درخواست کرتا ہے۔

اے کہ بگم ناکسی تیرہ زیمیش غائبی خیز وز راہ وادوری پل تھا یہ کار وہ

لغت : بگم ناکسی : غائبی کی بنا پر۔۔۔ تیرہ : کدورت کا شکار، غمناک۔۔۔ خیز وز راہ وادوری : انصاف کی رو سے۔۔۔ کار : نتیجہ۔

ترجمہ : تو جو اپنی غلطی اور غلط فہمی کی بنا پر غائب کی صورت و شان میں ہے کدورت کا شکار ہے (غمناک ہے) تو اچھے اور انصاف کی رو سے ہمارے نتیجہ سے کٹ دے۔

ہمارے یہاں کے سایہ کو مہلک سمجھا جاتا ہے۔ یعنی غائب کو جو بیش و مست نصیب ہے تو یہ ہمارے یہاں کے سایہ یا دوسرے نقصوں میں، خدا کے کرم کے باعث ہے۔ اس شعر میں غائب نے گویا اپنے کسی حاسد کو خطاب کیا ہے۔ گویا حاسد کو اگر تکلیف پہنچا رہی ہے تو ہمارے یہاں کٹ دے۔ یعنی خوشیوں پہنچنے کی کو شش کر دیجئے۔

## غزل #9

کیسٹم؟ دست عشا کلی جاں زودہ گوہر آگاہے نفس از دل ونداں زودہ (زودہ اے)

لغت : کیسٹم : میں کون ہوں۔۔۔ عشا کلی جاں : جاں کی آرائش۔۔۔ دست زودہ : مصروف۔۔۔ گوہر آگاہے : نفس یا سانس میں سوئی ہوئے والا۔۔۔ دل ونداں زودہ : دماغوں سے چپلے ہوا دل۔

ترجمہ : میں کون ہوں؟ (آگے جواب ہے) میں ایک ایسا انسان ہوں جو اپنی روح کی آرائش میں مشغول ہے اور جو اس سلسلے میں دماغوں سے چپاے ہوئے دل یعنی دلی دل کے سوئی کو سانس کے تکرار میں پروئے والا ہے۔ گویا میں دل کا غریبی یا بی گراہی زندگی کو سنوار رہا ہوں۔

پاس رسوائی معشوق ہمیں امت اگر دوائے ناکلی دست بگریں زودہ

لغت : پاس : گلاب، خیال۔۔۔ دست بگریں زودہ : ایسا ہاتھ جو گریں بھارتا رہا ہو۔

ترجمہ : اگر معشوق کی رسوائی کے پاس کا یہی طریقہ ہے کہ راز محبت میں خفا سے کلام لیا جائے تو گریں چاک کرنے والے ہاتھوں کی بجائی یہ آنسو ہے۔ یعنی راز محبت افشا ہونے سے محبوب کی رسوائی کا سامنا ہوتا ہے۔ عاشق خفا نہ کر سکا گریں چاک کرنے میں مصروف رہا اور یہ وہ راز فاش ہو گیا۔ یہ گویا گریں چاک کرنے والے ہاتھوں کی ناکلی تھی۔

شوق راعوردہ باحسن خود آرا پاتی ست من وصد پارہ دلے برصف مژگل زودہ

لغت : عوردہ : جھنڈا، رنگ۔۔۔ خود آرا : خود کو سنوارنے والا۔۔۔ صد پارہ دلے : ایسا دل جس کے ٹکڑوں ٹکڑے ہو گئے ہوں۔

ترجمہ : عشق کی حسن خود آرا سے رنگ ابھی پتی یعنی جاری ہے۔ میں ہوں اور میرے دل کے ٹکڑوں ٹکڑے میری جگہوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ گویا میرے دل کا ٹھون انہی جگہوں پر آکر رکا ہوا ہے اور ابھی غریب آنسو مزید بہاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حسن سے عوردہ جاری ہے۔

دل صد چاک نگہ دار بچالیش بغرست شکانہ اے در غم آں زلف پریشاں زودہ (زودہ اے)

لغت : بچالیش بغرست : اسے اس کی جگہ یعنی اس کے مناسب مقام پر پہنچا دے۔ نگہ دار : سنبھال کے رکھ۔۔۔ شکانہ اے زودہ : اے

کھنکھی کرنے والے مثلاً۔

ترجمہ : (مثلاً سے خطاب ہے)۔ تو نے اس محبوب کی کھنکھریالی زلفوں میں کھنکھی تو کی ہے (زلفوں کو آراستہ کیا) اب ذرا اپنے دل صبر پورہ کو دھیان سے رکھ اور اسے اس کے مناسب مقام پر (یعنی محبوب کی زلفوں میں) پہنچا دے۔ گویا محبوب کی وہ کھنکھری زلفوں نے مطلقہ کے دل کو بھی بے حد متاثر کیا ہے۔

بو کہ در خواب خود آئی و سحر بر خیزی ساغر از جامہ نظارہ پشیل زود

لغت : بو : کاشل آیا ہو۔۔۔ بر خیزی : توجہ دار ہو۔۔۔ ساغر نظارہ پشیل زود : جس نے بچہ شیدہ طور پر نظارے کی شراب پی ہو۔

ترجمہ : کاشل کبھی آیا ہو کہ تو اپنے خواب میں آنے (یعنی خود کو خواب میں دیکھے) اور جب توجہ کو پیدا ہو تو اس حالت میں بیدار ہو کہ اپنے حسن کے اس نظارہ پشیل کی شراب کی مستی میں کھویا ہوا ہو۔ یعنی خواب میں تو نے جو اپنے حسن کا نظارہ کیا ہے اس کی بنا پر کیف و سرور کی حالت میں اٹھے۔

بہر سرگرمی ما خانہ خرابایں باید منے از تب خود آتش بہ شہساز زود

لغت : خانہ خرابایں : خانہ خراب کی جمع، بریاد گھروں والے۔۔۔ شہساز : رات گزارنے کی جگہ، سمیوں کے سونے کی جگہ۔

ترجمہ : ہم خانہ بریاد ماضیوں کی زندگی میں خوش و دلورہ (سرگرمی) پیدا کرنے کے لئے ایک ایسے من کی ضرورت ہے جس نے اپنی گرمی اور وحدت سے اپنے شہساز کو آگ لگا رکھی ہو۔ محبوب کے احتیاج اور شہساز چربے کی بات کی ہے۔

فارغ از کشمکش عشوہ جنونے دارم پشت پائے بہر کوہ و نیلایں زود

لغت : پشت پائے زود : جس نے مات ماری ہو، ٹھکرا دیا ہو۔

ترجمہ : میں محبوب کے عشوہ و ملاکی کشمکش سے فارغ ہوں (یعنی میری عشوہ و ملاز پر کوئی توجہ نہیں) میرا جنون اس عشوہ محبوب کا پیدا کر دیا نہیں ہے بلکہ وہ ایسا جنون ہے جس نے کوہ و نیلایں کو ٹھکرا دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا جنون بہت وسیع ہے صرف کوہ و نیلایں تک ہی محدود نہیں۔

حسن در جلوہ گرمی ہا کشد منت غیر ہر گل از خویشفتن است آتش دہان زود

لغت : کشد منت غیر : کسی غیر کا احسان نہیں دھانکے۔۔۔ آتش دہان زود : وہ آگ جسے دامن سے ہوا دی گئی ہو، یعنی اسے بھڑکایا گیا ہو۔

ترجمہ : حسن اپنی جلوہ گرمی میں کسی غیر کا احسان نہیں اٹھاتا، چنانچہ ہر پہلو اپنے ہی دامن کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ پتلے ایک بات کی یا دعویٰ کیا ہے، بلکہ مثال سے واضح کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تمہیں کاشعہ ہے۔ گلاب کا پھول چونکہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اس لئے وہ گویا ہوا اور اس کی پتلیاں اس کا دامن ہیں جو ہوا دیتی ہیں۔

تا چہا مژدہ خوں گرمی قاتل دارو ناک و در رہ دل قطرہ زیبیل زود

لغت : چہا کیا کیا۔۔۔ خوں گرمی : جوش۔۔۔ ناک : تیر۔۔۔ قطرہ زود : تیر تیز دہانے والا۔

ترجمہ : دیکھیں اس تیر میں جو دل کی طرف تیزی سے آ رہا ہے، قاتل کے جوش کی کہیں کہیں طوفانی ہے۔ یعنی قاتل (محبوب عاشق کو قتل کرنے پر آمادہ ہے) تیر کی نوک یعنی تیر کا تیزی کے ساتھ آنا قاتل کے اس جوش کا پتہ دے رہا ہے۔

خواستم شکوہ بیداد تو انشا کردن قلم از جوش رقم شد خس طوفان زود

لغت : انشا کردن : گفت۔۔۔ جوش رقم : قلم کا جوش۔۔۔ خس طوفان زود : طوفان کا رونا ہوا نکلا۔

ترجمہ : میں نے چاہا کہ میں تجھے علم و رحم کا شہدہ کہوں، تو ہوا یہ کہ میرا علم خوشی تجھ میں طوفانِ زور نکالیں گیا۔ یعنی تجھے علم و رحم دے دیں کہ تم بھی ان کی رحمت سے طوفانِ زور نکالے کی صورت اختیار کر گیا۔

وایسے برص کہ رقیب از تو بہ من بہلاید . نامہ واشدہ اسے ' سر بھنواں زور

لغت : یہ من، نہایت، مجھے دکھانا ہے۔۔۔ از تو تیری طرف سے۔۔۔ واشدہ نکلا ہوا۔

ترجمہ : میرے لئے کسی قدر دکھ کی بات ہے کہ رقیب مجھے تیری طرف سے اس کے نام آیا ہوا خط دکھانا ہے جو نکلا ہوا بھی ہے اور اس پر تیری مہربانی لگی ہے۔ گویا رقیب اپنے نام محبوب کا یہ خط عاشق کو دکھا کر اسے دکھانا ہے۔

ہدیہ آوردہ ای از بزم حریفان مارا رخ خوی کردہ ز شرم و لب دندان زور

لغت : ہدیہ آوردہ ای: تو تحفہ لایا ہے۔۔۔ مارا ہمارے لئے۔۔۔ رخ خوی کردہ: پیٹنے سے۔۔۔ لب دندان زور: ایسے ہونٹ جو دانتوں سے کاٹے ہوئے ہیں۔

ترجمہ : شرم و چہرہ تو ہمارے رقیبوں کی محفل سے ہمارے لئے (کیا خوب) تحفہ لایا ہے اور وہ یہ کہ تیرا چہرہ شرم کے مارے پیٹنے سے تر ہے اور تجھے ہونٹ دانتوں سے کاٹے ہوئے ہیں۔ محبوب کی اس حالت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رقیبوں نے اس سے کیا سلوک کیا ہے۔ ہدیہ کا لفظ طرکے طور پر استعمال کیا ہے۔

بقول مستثنیٰ :

یہ کس کے گھر سے تو شرمندہ ہو کے آیا ہے کہ آج بوندوں سے ساری تری جنہیں تر ہے

بقول اور دہلوی :

نہ ہم کبھی نہ آپ آئے کہیں سے پسند پونچھنے اپنی جنہیں سے

عشرت گیلوی :

کھل سے آئے ہو، اترا ہے چہرہ، خیر تو ہے؟ جنہیں پر ہے عرق افعال، کیا باعث؟

ہردور انجمن شطہ رخانم طالب ذوق پروانہ سے بر۔ روئے چہر اعلیٰ زور

لغت : شطہ دغا، شطہ سرا کی جگہ، مسکن جن کے چہرے آگ کی طرح روشن ہیں۔۔۔ ہردور: لے گیا۔

ترجمہ : اے طالب! مجھے میرا اس پروانے کا سا ذوق و شوق، جو چہرے پر بٹنے کے لئے اس (چہرے) کی طرف جا رہا ہو، شطہ دغا کی محفل میں لے گیا۔ عاشق ایک پروانہ ہے اور مسکن چہرے ہیں۔ گویا طالب پروانہ بن کر چہرے کی محفل میں گیا تاکہ خود کو ان کی آفتابِ محبت میں جلا سکے۔

## غزل 10

بر دست و پایے بند گرانے نثارہ نازم بہ بندگی کہ نکشائے نثارہ (نثارہ ای)

لغت : نثارہ: نثارہ ای: تو نے دکھا ہے۔۔۔ بندگی: غلامی۔۔۔ نکشائے نثارہ ای: تو نے ایک نگاہ یعنی اعتبار نہ کیا ہے۔

ترجمہ : تو نے میرے ہاتھ پاؤں پر ہماری زنجیر ڈال دی ہے۔ مجھے اپنی اس لمبائی پر فخر ہے کہ اس سے ایک نکلن یعنی اختیار تو مجھے حاصل ہو۔ قدیم میں غلاموں کو زنجیروں سے باندھ کر رکھتے تھے۔ اسی حوالے سے بات کرتے ہوئے اپنی لمبائی پر فخر کیا ہے۔ عاشق کے لئے محبوب کا غلام ہونا بدی لطیف خلق کی بات ہے۔

ایک نغمہ زمرگ اگر دستہ ام ز بند دل دوز بلوکے پہ کمانے نہاد  
 لغت : ایمن لہجہ میں محفوظ نہیں ہوں۔ دستہ ام زندہ قید سے آزاد ہوا ہوں۔ دلدوز بلوکے: دل کو چرچانے والا چیز۔  
 ترجمہ : اگر میں میری قید سے آزاد بھی ہو گیا ہوں تب بھی میں موت سے محفوظ یعنی امن میں نہیں ہوں اس لئے کہ تو نے اپنی کلن میں ایک دلدوز دھیر چار کا ہے۔ گویا یہ تیرا ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔

گوہر ز بحر خیزد و معنی ذکر ژرف بر ما خراج طبع روانے نہاد  
 لغت : فکر ڈالت: گہری فکر کروا کر تحلیل۔ طبع رواں: تیز اور ذہین لغت۔ خراج: ہاج، ٹکس، داری۔  
 ترجمہ : (خدا سے خطاب ہے) امونی سمندر سے اُبھرتے ہیں اور گہری فکر و تحلیل سے گہرے اور لطیف نکلتے پیدا ہوتے ہیں۔ تو نے ہمیں طبع رواں عطا کر کے ہم پر گویا خراج کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ خراج سے مراد دوسہ داری ہے۔ یعنی ایک صاحب طبع رواں شاعر ہر وقت یہی کوشش کرے گا کہ وہ لطیف نکلتے پیدا کرے اور اس کی یہی کوشش گویا موت پر ہی دوسہ داری ہے۔  
 تاوڑ امید عمر بہ چنار بگلہ درو از لطف در حیات نشانے نہاد  
 لغت : چنار: طیل۔

ترجمہ : اس میں بھی خالق حقیقی سے خطاب ہے (تو نے) ہماری زندگی میں لطف کا ایک نکلن یعنی پہلو بھی رکھا ہے تاکہ ہماری حیرانہ (لطف) کی امید کے خیال میں بسر ہو جائے۔ دوسرے لفظوں میں انسانی زندگی امیدوں کے بحرو سے گذرتی ہے اور اس میں ایک خاص لطف ہے۔ اسی سے یہ ضرب المثل بنی "تو نا امید قائم رہ یعنی انسانی زندگی امید پر ہے۔"

آہستہ بلا نبود بے گریز گلا در مرگ احتمال امانے نہاد  
 لغت : خستہ بلا: معیبتوں کا مارا ہوا۔ گریز گلا: بھاگنے کی جگہ یعنی غلوں سے بھاگ کر نکل جانے کی راہ۔  
 ترجمہ : (خالق حقیقی سے خطاب ہے) اس خیال سے کہ معیبتوں کے بارے ہوئے انسان کے لئے بچ نکلنے کی کوئی راہ پیدا ہو جائے تو نے موت میں چنہ کا احتمال رکھ دیا ہے۔ یعنی انسان دیکھیں معیبتوں میں گھر کر یہ خیال کرتا ہے کہ موت آنے سے وہ دیکھوں سے نجات پائے گا۔ احتمال سے مراد گمان اور شبہ ہے۔ گویا یہ چینی بات نہیں محض تسلیم ہے چنانچہ بقتل ہوتی:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چھین نہ پایا تو کدھر جائیں گے  
 بعض شعرا نے یہو لکھی بات عشق کے حوالے سے کی ہے مثلاً بقل فت خان مل:

چیدن سوختن در خاک و خون غلتیدن و مروان بھگہ اللہ کہ درد عاشقی تھیر با دارو  
 بقل میر:

گھبرائے میر عشق میں اس سہل ذہنت پر جب بس نہ چل سکا تو مرے بارے مر گئے  
 راز است گرد لے بجھائے شکستہ ای داد است گر سرے پہ خانے نہاد

لغت : خانہ: برہمنی، حیر کی نوک، میوہ۔



ترجمہ : اگر تو نے کسی دل کو جھانپنی تختیوں سے توڑ کر رکھ دیا ہے تو یہ واز ہے؟ اس کا باعث معلوم نہیں اور اگر تو نے کوئی سرخیز ہے چڑھایا ہے تو کیا انصاف ہے۔ دوسرے مصرعے میں واقعہ کرکڑا کی طرف اشارہ ہے جس میں دشمن کی فوج نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرخیز پر چڑھایا تھا۔ غالب کے مطابق یہ کیا انصاف ہے؟

دورخ بدخ سینہ گدازے نفستہ ای کلزم بچشم ایک فطانتے نہادہ  
لغت : کلزم : سندھ۔

ترجمہ : تو نے سینے کو گداز کر دیے (بگھلا دیئے) والے دارخ میں دورخ چھا رکھا ہے، جبکہ آنسو بہانے والی آنکھوں میں سندھ و بحر دیا ہے۔ یعنی تو نے دل کو جلا دیے والے جبکہ ایسے دارخ ازلم، نامور مٹا کئے ہیں کہ دورخ بھی یوں نہ جلا سکے گا اور آنکھوں میں جبکہ ایسے طوفانِ بحر دیتے ہیں کہ آنسو تھمنے کا کام ہی نہیں لیتے، مسلسل سکے جا رہے ہیں۔

برہر دے فسوں فطانتے دمیدہ ای ہر ستنہ سپاس روانے نہادہ  
لغت : فسوں فطانتے : بیش و سریت کا جلوہ۔۔۔ دمیدہ ای : تو نے پھوٹا ہے۔۔۔ سپاس روانے : روح کا احسان۔

ترجمہ : تو نے ہر دل میں بیش و سریت کا ایک جلوہ چھوٹ کر رکھا ہے اور ہر جسم پر روح کا احسان ڈالا ہوا ہے۔ اس فزل کے بیشتر اشعار کا غالب خالق حقیقی ہے۔ کیس کیس شاعر نے لطیف طرز سے اہلِ کلام کہا ہے۔

بر دیدہ را درے بخنایے کشورہ ای ہر فرقہ را دے بگمانے نہادہ  
لغت : کشورہ ای : تو نے کھول رکھا ہے۔۔۔ بگمانے : کوئی نہ کوئی دہم۔

ترجمہ : تو نے ہر آنکھ کے سامنے تصورات و خیالات کا دروازہ کھول رکھا ہے اور ہر فرقے کے دل میں کوئی نہ کوئی دہم ڈال دیا ہے۔ یعنی ہر فرقے کے لوگ اس خیالِ دنگن میں جھکا ہیں کہ وہی صحیح راستے پر ہیں، جبکہ دوسرے فرقے والے غلط راہ پر چل رہے یا کافر ہیں۔

غالب ز نفس مرزا، ہانا خبر نہ داشت کاندہ خرابہ گنج شنائے نہادہ  
لغت : نفس : گنجی، بے حد دکھ۔۔۔ مرزا مرگیا۔۔۔ ہانا : گویا کہ۔۔۔ کاندہ : کھار۔۔۔ خرابہ : ویران جگہ اور ان۔۔۔ گنج شنائے : ایک پوشیدہ خزانہ۔

ترجمہ : غالب فطرت و دھن کا افکار ہرگز آخر مرگیا گویا اسے اس بات کی خبر ہی نہ تھی کہ اندھ کی کے اوپر اسے میں ایک پوشیدہ خزانہ بھی رکھا ہوا ہے۔ قدیم میں لوگ اپنا خزانہ کسی ویران جگہ میں لے جا کر چھپا دیتے تھے تاکہ چوروں، لٹاؤگوں سے محفوظ رہے۔ اسی حوالے سے یہ بات کی ہے۔ تاجانیا کہنا چاہا ہے کہ اندھ کی میں فہم کے علاوہ خوشنیل بھی ہیں۔ انسان کو باج سےیں کا افکار نہیں ہونا چاہئے۔

روایف می کے

غزل # 1

س رابر در ایں خانہ صد غوغا ست پنداری . دے دارم کہ سرکار تننا بہت پنداری  
لغت : پنداری : تو مجھے گویا لگا ہے۔۔۔ سرکار : بدلت اور بد۔۔۔ لٹن : سانس۔۔۔ غوغا : شور و گڑباز۔

ترجمہ : یوں لگتا ہے کہ میرے سانس کا کام اس گھراہٹن دل کے دروازے پر ہے۔ مد فراویں کرنا ہے۔ مجھے جو دل ملا ہوا ہے وہ گویا تھکن اور آردنوں کا دربار ہے۔ مطلب یہ کہ میرے دل سے آرزوئیں پھوٹی ہیں۔ وہ جب پوری نہیں ہوتیں تو میرا سانس بالکل اسی طرح فراویں کرتے لگتا ہے جیسے کوئی فراویں عدالت و شلکی دربار کے باہر فراہ کر رہا ہو۔

حبیب از فرق عشاق است و موج از تیغ خوابش شہادت گاہ ارباب وفا و ریاست پنداری  
لغت : حبیب : بیلہ۔ فرق : سر۔ خوابش : خواب کی حق، حسین، مستحق ش کا حمید و ریاست حاصل ہے۔۔۔ ارباب : رب کی جمع، معنی مالک کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : معلوم ہوتا ہے کہ دستور ارباب وفا کی شہادت گاہ میں کسی کو شہید یعنی قتل کیا جاتا ہے، چنانچہ اس میں اچھڑنے والے بلے کرا ماشتوں یعنی حلقوں کے سرور اس کی سوجھیں حسینوں کی نگہاریں ہیں، جن سے عقل کو قتل کیا گیا ہے۔۔۔ طور تہیسات ہیں۔

بگو شرمی رسد از دور آواز درا اشب دل گم گشتہ اسے دارم کہ در محرابست پنداری  
لغت : بگو شرمی رسد : میرے کانوں میں پہنچتی ہے۔۔۔ دراز : کھنٹی، جو حلقے کے کوچ کے وقت بھلتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : آج شب دور سے میرے کانوں میں آواز درا آ رہی ہے، لگتا ہے کہ ہوا گم شدہ دل بیاباں میں ہے۔۔۔ دل گم گشتہ کا صحرا میں ہونا ہے مراد ہے کہ حاشق ہے تو کھم میں لیکن شوق کا شور اس کے سر میں مٹا ہوا ہے، اس کی بنا پر وہ خود کو صحرا وادی میں سمجھ رہا ہے۔

ازو پاور اندازو دعوی ذوق شہادت را نکاشت با رقیب و خاطرش ہلاست پنداری  
لغت : ازو : ازو اس سے اس پر۔۔۔ پاور : عار و دہشت، یعنی نہیں کرتا۔۔۔ خاطرش : اس کا دل۔۔۔

ترجمہ : محبوب کو رقیب کے ذوق شہادت کے دعوے پر یقین نہیں ہے، چنانچہ یوں سمجھ کہ اس کی نگاہیں تو رقیب کی طرف مائل ہیں جبکہ (دور و ادول اندازے ساتھ ہے۔ رقیب محبوب کے سامنے یہ دعوے کر رہا ہے کہ اسے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کا کیا شوق ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ محبوب رقیب کی فطرت سے آگاہ ہے، اسی لئے اس کے دعوے پر یقین نہیں کرتا جبکہ حاشق کے اس شوق سے آگاہ ہونے کے باعث اس کا دل اس کی طرف حجب ہے۔

دور و دیوار را در زر گرفت آہ شرر بارم شب آتش نواہاں آفتاب اندازست پنداری  
لغت : دور و زر گرفت : سنہری کر دیا۔۔۔ آتش نواہاں : آتش نوا کی جمع، جن کی فراویں آگ کی سی گری ہو۔۔۔ آفتاب : دھوپ میں لپٹی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : میری چنگاریاں بر سلتے دانی آہ نے دور و دیوار کو سنہری کر دیا ہے۔ آتش نواؤں کی رات بھی دھوپ میں لپٹی ہوتی ہے۔ یعنی دھوپ کی طرح روشن ہوتی ہے۔ شرر : آتش اور آفتاب تینوں کی ہلک، سنہری ہوتی ہے، اسی حوالے سے یہ کہا کہ آہ شرر بارے دور و دیوار کو سنہری کر دیا، انداز کر دیا۔

فدائش جاں کہ ہر کشتم تغیر ہا دارم عجب من بہ بخت نواہشتن بیجاست پنداری  
لغت : فدائش جاں : اس پر جان قربان ہو۔۔۔ ہر کشتم : میرے قتل کے لئے۔۔۔ عجب : عجب، عار و دہشت، یعنی برہمی۔۔۔

ترجمہ : میری جان اس (میرے) بخت پر قربان ہو کہ وہ میرے قتل کی تعمیل کر سکے۔۔۔ بس یوں سمجھو کہ اپنے بخت پر میرا عجب جا ہے۔ حاشق، محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے میں سرت محسوس کرتا ہے لیکن جب محبوب ایسا نہیں کرتا تو حاشق اپنے بخت کو برا بھلا کہنے لگتا ہے، حالانکہ بخت کسی اور طرح بھی اس کی یہ تہا پوری کر سکتا ہے۔

گر قسم آن قدر کز خوں بیابان لاله دارے شد خزان ما بہار دامن صحرایت پنداری  
لفظ : گر خنجر، کر خنجر، ہم روے۔

ترجمہ : ہم نے اس قدر خون کے بیابان لالہ دارے کیا ہیں کہ ہر طرف غنیمت آنسوؤں کی سرفی پھیل گئی۔ گویا ہمدی دامن دامن صحرا کے لئے بہار ہے۔ اپنی حالت کو خوں سے اور غنیمت آنسوؤں کو بہار سے تشبیہ دی ہے۔

جنوں الفت بچوں خودے دارو، تماشا کن گشت مدول اذ رنگ رخش پیداست پنداری  
لفظ : بچوں خودے : ایک اپنے جیسے۔ گشت مدول : بیکروں دلوں کو توڑنا۔

ترجمہ : وہ (محبوب) اپنے جیسے کسی عین کی الفت و محبت کا شکار ہو کر جنوں میں جتا ہو گیا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ اس کے اپنے چہرے کے انہوں ہوئے اور نگ میں بیکروں ٹوٹے ہوئے دل نظر آ رہے ہیں۔ یعنی اس نے اپنے بیکروں عاشقوں کے دل پر درو بخاے تو انے اور اب خود دامن محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

نوید وعدہ قتلے بگو شرم می رسد عتاب لب لعلش بہ کام بیدلاں گویاست پنداری  
لفظ : نوید : خوشخبری۔ بگو شرم می رسد : میرے کانوں میں پہنچ رہی ہے، آ رہی ہے، کوئی دہی ہے۔ بہ کام بیدلاں : بے دلوں یعنی عاشقوں کی آواز دہری کر کے گئے۔ گویاست : گویا ہے۔

ترجمہ : اے عتاب! قتل کے وعدے کی خوشخبری کی آواز میرے کانوں میں کوئی دہی ہے، لگتا ہے کہ اس (محبوب) کے سرخ ہونٹ عاشقوں کی آواز دہری کر رہے ہیں۔ عاشق کو چہرہ نگہ محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کی بڑی خواہش ہوتی ہے، اس لئے جب وہ محبوب کے لب لعل میں ڈالنے دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ محبوب گویا اس کے قتل پر آمادہ ہو رہا ہے اور یہ اس کے لئے خوشخبری ہے۔

## غزل #2

گر نہ لوہا سرورے چہ نمئے ملک نیم، گر خودے چہ نمئے  
لفظ : چہ نمئے : تو کیا تم ہوتا تو کیا حرج ہوتا۔ نیم : نیمہ میں نہیں ہوں۔۔۔ خودے : میں نہ ہوتا۔

ترجمہ : اگر میں تم سے نہ ملا تو اس میں تم یا حرج کی کیا بات ہوتی، اگر میں نہیں ہوں، اگر میں نہ ہوتا تو کیا ہو جاتا۔ یعنی میرا ہونا اور نہ ہونا (اسی اور عدم) یکساں ہے۔ اور میں کچھ اور رنگ میں بات کی ہے :

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈیو یا مجھ کو "ہونے" نے نہ میں ہونا تو کیا ہوتا  
زنگ زردون نہرو زانے کلفت گرہ صورت زورورے چہ نمئے

لفظ : زردون : مٹھا، انار۔ کلفت : تکلیف، مراد : کشاکش، کدورت۔۔۔ زورورے : میں انار ہوتا۔

ترجمہ : زنگ انار نے سے آئینے کی آئینہ کی نہ گئی۔ اگر میں اپنی اس ساری (ہمدی) صورت کو انار دیا تو کون سی غم کی بات تھی، تو کیا ہو جاتا۔ گویا انار ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس پر ہمدیات کا زنگ لگا ہوا ہے۔ جب تک یہ زنگ (ہمدی) طویل شدت (انار) آتا رہا ہے اس آئینے کا عیقل ہو رہا یعنی زنگ کی گھسی ہو رہی تھیں۔

گر غم دل بودے کہ تا دم مرغان ہم بخود از خود فروے، چہ غمتے

نعت : بودے میں ہوئے۔۔۔ تا دم مرغان : مرے دم تک۔۔۔ فروے : اضافہ کرنا۔۔۔

ترجمہ : اگر میں غم دل ہو گا اور مرے دم تک خودی اپنے دغم دل میں اضافہ کر آ رہا تو کیا صبح ہو کہ گم غم دل اور اس میں شدت کی خاطر اب دو سراں میں ایک محبوب بھی ہے، کا علاج ہو پایا ہے۔

بخت خود ار بودے کہ تا اقیامت بے خبر از خود خود غنودے، چہ غمتے

نعت : ار : اگر۔۔۔ غنودے : میں نہ گھبراؤں۔۔۔

ترجمہ : اگر میں اپنا عقیدہ ہو گا اور اقیامت تک اپنے آپ سے بے خبر ہو کر اگتا رہتا رہتا تو اس میں کون سی قربانی ہوئی۔ بادا مل اپنے بخت غنودے (سوئے ہوئے نصیبوں کی بات کی ہے۔

نے بہ سخن مزہ نے ستائش، اگر من کشت کدو در دروے، چہ غمتے

نعت : مزہ : اجرت، صلہ۔۔۔ کدو : دھن، ملازمت۔۔۔ دروے : میں کانا۔۔۔

ترجمہ : نہ خوشم نہ غم کا کوئی صلہ ہی ہے اور نہ اس کی غریب و ستائش ہی، لہذا اگر میں شاعر ہونے کی بجائے ملازم ہو گا تو اپنے مالک (ذمہ دار) کی فصل کاٹ کر تو اس میں کون سے دکھ کی بات ہوئی۔

نیست مشائے خمیم جوے اگر من غلیہ چندیں نہ سوے، چہ غمتے

نعت : خمیم جو : خوشبو خوش کرنے والا خوشبو کا خوشبو۔۔۔ غلیہ : عطریہ خوشبو۔۔۔ سوے : میں نہ پیتا۔۔۔ مشائے : دل، سونگھنے کی قوت۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا دل غم نہیں ہے جسے خوشبو کی خواہش ہو، اس صورت میں اگر میں غلیہ اس قدر نہ پیتا تو کیا ہو جاتا۔ ناگہانی شامی کی طرف اشارہ ہے جسے خوشبو کا ہے اور اپنی اس شعر گوئی کو عطریہ سازی کا نام دیا ہے۔ گویا اس کی قدر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

چوں در دعوی توں پہ لغو کشوں من بہ ہنر گر کشودے، چہ غمتے

نعت : در دعوی کشوں : دعوے کا رد، کھانا یعنی کسی بات کا دعوی کرنا۔۔۔ بہ ہنر : بیوقوفانہ انداز میں۔۔۔

ترجمہ : جب دعوے کا رد و انداز بیوقوفانہ انداز میں گویا جاسکتا ہے یعنی کسی بیوقوفیت کا دعوی کیا جاسکتا ہے تو اگر میں یہ دروازہ بھرے کوں تو اس میں کون سی دکھ یا صبح کی بات تھی۔ یعنی اگر میں اپنے لیٹن کا دعوی کرنا تو میرا یہ دعوی بجا ہوتا۔

چوں دل یاروں توں بہ ہزل رویوں من بہ سخن گر رویے، چہ غمتے

نعت : بہ ہزل رویوں : حقیرا غریب سے اڑا ہوا خوش کرنا، سولہ بہ چہا۔۔۔

ترجمہ : جب دوستوں کا دل مزاج و حسرت سے جیتا جاسکتا ہے تو اگر میں ان کے دل شمر و غم سے جیت لیتا تو کیا صبح ہو جاتا۔ یعنی میں اپنی شامی سے ان کے دل خوش کرنا۔

گر بہ شل لال کھتے کہ عشا کھتے و خود شنودے، چہ غمتے

نعت : لال کھتے : میں گونا گونا جاتا۔۔۔ عشا کھتے : غم کی جمع باتیں۔۔۔ کھتے : میں کتا۔۔۔ شنودے : میں سنتا۔۔۔

ترجمہ : شل کے طور پر اگر میں گونا گونا مشورہ ہو جاتا اور خودی باتیں کرنا اور خودی سنتا تو کون سے دکھ کی بات تھی۔

گر بہ سخن مست کھتے کہ بہ مستی گفتہ خود را شنودے، چہ غمتے

فت : مست کھٹے میں مست ہو چلا کرتا۔ ستورے : میں تعریف کرتا۔

ترجمہ : اگر میں شعرو شاعری میں انکا مست ہو جاؤں کہ عالم مستی میں اپنے ہی کے ہوئے (اشعار کی تعریف کیا کرتا تو اس میں کوئی سی ہرج کی بات تھی۔

حیف زمینی کہ دور رفت و گرنہ مجھو دم غمورے چہ نمئے  
لفظ : حیف : افسوس۔۔ مجھو دم غمورے : بھونک مارنے کا مجھو دکھانا۔۔

ترجمہ : افسوس کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دور چلے گئے (یعنی اب نہیں رہے اور نہ میں بھی اپنے ساتھی (بھونک) کا مجھو دکھاؤں کیا مرج ہو گا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بھونے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ بھونک مار کر یادم بھونک کر موات کو زندہ کیا کرتے تھے۔ قرآنی صحیح ہے۔ شاعر نے اپنے مجھو نہاںس کا دعویٰ کیا ہے۔

آہ ز داؤد کل نمائند و گرنہ نالہ بہ لحن آزمودے چہ نمئے

لفظ : داؤد : حضرت داؤد جن کی خوش الحانی مشہور تھی یہ بھی قرآنی صحیح ہے۔۔ آزمودے : میں آزمائے۔۔ نالہ : کہہ کر آں کہہ کر۔۔

ترجمہ : افسوس کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہ رہے ورنہ میں بھی اپنی فریادوں میں خوش الحانی کا انداز اپناؤں کیا مرج ہو گا۔

تغنیہ غالب چہ نیست پرس ز معنی "گرمن فرہنگ بودے چہ نمئے"  
لفظ : پرس : پوچھ۔۔ فرہنگ : لغت۔۔

ترجمہ : اے غالب اگر تجھے کوئی اور تغنیہ فیصلہ ل رہا تو تو معنی سے پوچھ لے۔ اگر میں لغت ہو نا تو اس میں کوئی سے تم یعنی ہرج کی بات تھی۔ یہ غزل غالب نے معنی کی بی وفائی میں کہی ہے۔ "دور اس معنی معنی کا ہے۔ معنی نے ایک غزل غماضیدہ بہترین "دو سب حال طور کو یہ" لکھا ہے۔ اس کا صحیح ہے :

گر بدل خوش غمورے چہ نمئے بے تم اگر شاد بودے چہ نمئے  
اس کا آخری شعر ہے :

تغنیہ گر یا تم کرد ہستم گرمن فرہنگ بودے چہ نمئے  
اسی مروج نے کوئی ذکر نہیں کیا۔

### غزل #3

در بستم تمثال تو حیرت رفتے بیش کہ بہ پر کار کشائی طمئے

لفظ : تمثال استغنیہ تصویر یا مشابہ۔۔ حیرت رفتہ : حیرت نہیں ہے، سرایا حیرت ہے۔۔ طمئے : علم اسے مشہور ہے۔۔

کہ کشائی کسی چیز کا املا کرنا۔ بیش : بیش، واقعی، بصیرت۔۔

ترجمہ : انسانی بصیرت کا کائنات کی اشیا کا املا کرنے میں شہرت رکھتی ہے، تب بحری صورت کا تصور کرتی ہے تو سرایا حیرت ہی جاتی ہے۔  
یہ شعر میں محبوب حقیقی سے خطاب ہو سکتا ہے۔

غم را بہ غمندی سراب گر قہم خود موج سے از دستہ دستہ چہ کھنے (کم است)

لغت : گر قہم : میں نے پکڑا یعنی میں نے کھلا۔ دشت : بھڑ۔ موج سے : شراب کی لہریں شراب۔

ترجمہ : میں نے غم کو سراب کی سی طاق و لا کھا لیکن یہ موج سے بھی تو کسی طرح سراب کے بھڑے کم میں ہے۔ سراب اور رسم جٹا اور پپ تھے مقدمہ ایرانی روایت کے مطابق دونوں مخالف فوجوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک جنگ میں پپ اور رسم اور بیٹے میں لڑائی ہوئی۔ دونوں کو اپنے اس دشمن کاظم نے قتل کیا۔ سراب نے رسم کو طب مارا۔ بعد میں رسم نے اس پر بھڑ چلا کر اسے قتل کر دیا۔ اس حوالے سے شاعر کے مطابق صرف شراب ہی ایک ایسی چیز ہے جو غم کو قہم کر سکتی ہے۔

بیدا بود کمرہ شبنم بکر زلف کہ ز انہوی دل غم بہ غمستے

لغت : کمرہ : ہارے طور پر، بالکل۔ شبنم : چھوڑا ہوا چھوڑنا۔ انہوی دل : دلوں کی کثرت، بھوم۔ غم بہ غم استے : بچہ اور بچہ ہے۔

ترجمہ : اس زلف کو جو دلوں (یعنی عاشقوں کے دلوں) کے بھوم کے باعث بچہ اور بچہ بنی ہوئی ہے (یعنی اس زلف کے بچہ اور بچہ میں عاشقوں کے دل کثرت سے الجھے ہوئے ہیں) پوری طرح کمرہ لگا چھوڑنا بے غم کی بات ہے۔ گویا محبوب کی دردناک دلیص عاشقوں پر رحم و مہلتی ہیں۔

فرسندی دل پردہ کشائے اثرے بہت شایم کہ مرا میں بہ شادی غمستے

لغت : فرسندی : خوشی، مسرت۔ پردہ کشا : مرد کا ہر کرنے والی۔ شادی : خوشی، شادی۔

ترجمہ : میرے دل کی خوشی سے پردہ چلا ہے کہ (محبوب کے دل پر) کچھ اثر ہوا ہے۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میری یہ تمام مسرت و شادی غم کے باعث ہے۔ مطلب یہ کہ میں جو غم محبت کا شکار ہو کر بھی خوش ہوں تو میرے اس غم کا اثر ضرور محبوب کے دل پر ہوا ہو گا۔ گفتن : زبیاں رفتہ و دانم کہ بدانی با من کہ برگم ز تو پرسش کھنے

لغت : زبیاں رفتہ : ختم ہو گیا، سلسلہ ختم ہو گیا۔ برگم : میری موت میں یعنی نزع کے وقت۔

ترجمہ : بات کرنے یا کچھ کہنے کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔ ہاں میں آج چلا ہوں کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ اس موقع پر جب کہ میں نزع کی حالت میں ہوں، تیرا میری حرا پر ہی کتنا ایک ختم ہے۔

ایں ابر کہ شویہ رخ گھبائے بہاری از دامن ما پرورش آسوز نمستے

لغت : شویہ : دھو آئے۔ پرورش آسوز : پرورش پانے والا اور اس لیے آسوز۔

ترجمہ : یہ بدل جو موسم بہار کے پھولوں کے چہرہ کو دھو آئے، وہ دھو آئے ہی دامن سے لی پہچانے کا سبق لیتا ہے۔ گویا عاشق کا دامن، غم محبت میں آسوزوں کے سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے۔

در بلایہ از ریزش خونا بہ مژگن رود لا مرا ہر دگ خارے قلمتے (قلم است)

لغت : بلایہ : بلیا، جنگ۔ ریزش : ٹپکانے۔ رود لا : دریا۔

ترجمہ : میری پلکیں سے جو خون ٹپک رہا ہے (خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں) اس کی وجہ سے جلیان کا ہر دگ خار میری دامن غم لگنے کی خاطر گویا قلم بن گیا ہے۔ گویا عاشق محض اور دلی کے دوران طوئیں آنسو بہا کر ہر دگ خار پر اپنی دامن غم لگنے میں کھڑا ہوا ہے۔

زاں سل کہ نظر خیرہ کند برق جہاں سوز با حرف تمناے تو گفتن دہمستے

لفت : زہن سارے جس طرح ہے۔۔۔ خیر کد : تاریک کر دیتی ہے۔۔۔ جہاں سوز دینا کو جلا دینے والے۔۔۔ گفتن : دہم است : زبان پر بیان ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : جس طرح جہاں سوز بخلی نظروں کو خیر کر دیتی ہے اسی طرح ہماری قضا کی بات کرنا زبان کو پریشان کر دیتا ہے۔ گویا عاشق کے لئے محبوب کی قضا کا اظہار کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔

در عمدہ تو بہنگم تماشائے گل از شرمِ نظارہ و گل غرقہ خوابِ مستے  
لفت : بہنگم : وقت، موقع۔۔۔ غرقہ خواب : ہم است : ایک دوسرے کے خون میں ڈوب جاتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : مجھ سے (حسن کے) دور میں پہلوں کا نظارہ کرتے وقت پہل اور نظارہ دونوں شرم کے مارے ایک دوسرے کے خون میں ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔ یعنی پہلوں کا حسن محبوب کے حسن سے بہت کمتر ہے، پہل کو تو اپنی اس کمتری پر شرم آتی ہے اور نظارے کو اس بات کی کہ میں کسی کمتر حسن کا نظارہ ہوں۔

زہن نقشِ نو آئیں کہ برا بھلا غالب کاندہ ہمہ تن وقفِ سپاسِ قلعتے  
لفت : نقشِ نو آئیں : نئے طرز کا نقش، مراد شاعری میں نیا طرز اختیار کیا ہے۔۔۔ برا بھلا : دھرا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب نے یہ نئے اور نازکی نقش کر لی کی ہے اس کی وجہ سے کاندہ ہر وقت غم کا شکار ہے اور کاندے میں مصروف رہتا ہے۔ اپنی نئے طرز کی شاعری کو کاندہ ہر غم کے لئے بہت امتیاز قرار دیتا ہے۔

## غزل 4<sup>ا</sup>

اے بہ صدمہ آہے بر دولتِ زنا ہارے ایں قدر گراں نبود تالہ اے زینارے  
لفت : ہارے : ایک بوجھ ہے۔۔۔ گراں : بھاری بوجھ۔۔۔

ترجمہ : اے (محبوب) بھاری ایک آہ کے صدمے سے مجھے دل پر بھاری طرف سے ایک بوجھ سا پڑ گیا ہے۔ لیکن ایک تیار محبت کا تالہ و فریاد اس قدر تو بوجھ نہیں ہوتا۔ گویا محبوب اس قدر نازک مزاج ہے کہ عاشق کی ایک آہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

وہ کہ باخیز طاقست را بر دم تیغِ است پائے بر نمی آید رنجِ کلاوشِ خارے  
لفت : دم تیغ : کھوار کی دھار۔۔۔ بر نمی آید : کب نہیں نہ برداشت نہیں کرتا۔۔۔ کلاوش : جھین، طعش۔۔۔

ترجمہ : اہل طمع کی طاقت (کم طاقتی) کے ہوتے ہوئے اظہارِ ارادت کھوار کی دھار پر ہے (یعنی کھوار کی دھار پر سے گذرنا پڑ رہا ہے) جبکہ اپنی محبت اب ایسا ہے کہ پاؤں ایک لائن کی جھین کی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

در جنوں بہمنِ مہانت گرزِ بجز خود گرو تالہ اے کہ بر خیزد از دلِ گرفتارے  
لفت : بہمنِ مہانت : مراد مجھ سے نزدیک۔۔۔

ترجمہ : وہ درد و فریاد جو ایک گرفتار محبت دل سے اٹھتا ہے، میرے نزدیک اس کے ہوتے ہوئے ایسے دل کا جنوں میں بھڑے طوفان ہو جاتا ہی مناسب ہے۔ یعنی محبت کا درد ہوا دل اگر بے غمی درد و فریاد میں لگا رہتا ہے تو بہتر ہو گا کہ وہ جنوں میں طوفان ہو کر رہ جائے۔

نم چہ در ریو ازا ایک آنچہ بود از ما سینہ اے و اندوہے، خاطرے و آزارے

لغت : دروہن : اڑا لیا، اچھین لیا۔

ترجمہ : تم مجھ سے تم سے کیا بچتا ہے؟ جو کچھ ہمارے پاس تھا یعنی ایک سید کو کہ ایک دل بھر آزاد، توبہ ستور طرے پاس ہے۔ گنیا تم مجھ سے ہمارا کوئی سرمایہ نہیں چھین سکتا۔

اے قارے بکشاؤ کہ در تو بگریزو ہم زخلق تو میدے، ہم زخویش جزارے  
لغت : درے بکشا: کوئی دردناک کھول دے، ٹھکنے کے۔۔۔ گریزو: بھاگ جائے، دوڑ آئے۔۔

ترجمہ : اے قارے تو کوئی دردناک کھول دے، ٹھکنے کے کہ لوگوں سے ہماری کوئی دشمنی اور اپنی ذات سے جزار کوئی شخص تیری طرف دوڑ آئے۔ گویا ان دونوں کا علاج قایا سوت ہی میں ہے۔ دوسروں سے کوئی امید کرنا ٹھکن نہیں، اسی طرح خود سے جزار ہے اس کی زندگی کس کام کی۔

ہمو از وجودم نیست، زس کشش کشودم نیست پا و داغ رقارے دست و حسرت کلرے  
لغت : ہمو: حصہ۔۔ کشودم: مجھے رہائی یا بھلا کر دے۔۔ وجود: ہستی، زندگی۔۔

ترجمہ : مجھے اپنے وجود سے کوئی حصہ بھی نہیں ملا، کچھ حاصل نہیں ہوا اور اس کی کشش سے کسی بھلا کرے کا بھی بہکان نہیں۔ بس ایک پاؤں ہیں تو ان میں چلنے کی طاقت نہیں اور ہاتھ ہیں تو کام کرنے کی حسرت کا ٹکڑا ہیں۔ اپنی بے بسی اور بد نصیبی کی بات کی ہے۔

ناز مومن و کافر برچہ دستگار آخر بحر اے و صواکے، قنقہ اے و زنارے  
لغت : برچہ: دستگار، کس برتے پر۔۔ بحر اے: ایک تھیلے۔۔ قنقہ اے: ایک ہاتھ کا ٹکڑا۔۔ زنارے: بڑا بھروسہ کا جھک دھاگہ جو

گھسیٹا لگاتے ہیں۔۔  
ترجمہ : مومن اور کافر آخر کس برتے پر چڑھتے ہیں۔ کفر ایسی کہ مومن کے پاس ایک تھیلے اور صواک ہے اور کافر کے پاس ایک قنقہ اور زنارہ ہے۔ اس مومن پر شعوائے اپنے اپنے انداز میں بات کی ہے :

لوحی موعی

مومن ز دیں برآمد و صوفی ز اعتقاد ترسا محمدی شدو عاشق ہل کہ است  
معنی :

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ  
خود غالب :

مقصودنا ز دیر و حرم جز حبيب نیست ہر جا کنیم سجدہ ہاں آستان رسد  
منور قوسی :

شیخ مستثنی بدین و درہمن مضرور کفر بہت حسن دوست را با کفر و ایمان کلر نیست  
برخون صلاے زن، عقل راقطالے زن وادہ ای ز نامروی سر بہ بند دستارے

لغت : صلاے زن: دعوت دے۔۔ عقلے زن: ایک تجزیہ دہ ہے جیسے بھیک۔۔ نامروی: برہنہ، کم ہوتی۔۔

ترجمہ : تو جنوں کو دعوت دے، اے بلا اور عقل کو تجھ پر سید کر۔ تو نے اپنی کم ہوتی سے سر کو دستار کی قید میں دے رکھا ہے یعنی سر نفیست کی دستار سار کھی ہے۔ گویا اصل نفیست، جنوں میں ہے یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اپنے مقصد اپنی کے حصول کے لئے ممکن گمن سے



شوخی شمش میں، جنبش شمش میں، غنچہ راست آنگے سرو راست رفتارے

لغت : شمش : اس کی روشنی۔ شمش : اس کی نیم ہوا۔ آنگے : ایک نذر۔

ترجمہ : ذرا اس کی روشنی کی شوخی ملاحظہ ہو اور اس کی نیم کا خرام دیکھو کہ کالی سے نذر ابر رہا ہے اور سرو میں رفتار آگئی ہے۔ کیا کالی بلکہ اس طرح منہ کو لے ہوئے ہے جیسے نذر آپ رہی ہو۔

کاش کل بت کاشی در پذیر دم غالب "ہندو توام" گویم گویدم ز باز "آرے"

لغت : کاش : کہ اس کہ وہ۔ بت کاشی : یعنی بت اس کا بت۔ ہندو توام : ہندوؤں کا ایک مقدس مقام ہے۔ در پیر پذیر : مجھے قبول کر لے۔

ترجمہ : غالب کاش وہ بت اس کی حینہ مجھے قبول کر لے۔ میں اس سے کہوں کہ "میں تمہارا غلام ہوں" اور وہ جواب میں باز کے ساتھ کہے "ہاں"۔ یعنی تجھے اپنا غلام قبول کر لیا۔

## غزل #5

بدیں خوبی خرد گوید کہ کلام دل خواہ ازوے ککو روے و ککو کار و ککو نام است آہ ازوے

لغت : کلام دل خواہ : دل کی خواہش یا آرزو نہ چاہ۔

ترجمہ : ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے کہ وہ ممکن چاہے، نیکو کار ہے اور نیک نام ہے، اصل مجھ سے کتنی ہے کہ تو اس سے کسی دلی آرزو کی خواہش نہ کر اس سے اپنی کسی دلی خواہش کا اظہار نہ کر۔ یہ افسوس کی بات ہے۔

نگارم سلوہ و من رند رنگ آمیز رسوا بزم چہ نقش مدعا بندم بدیں روے سیاہ ازوے

لغت : رنگ آمیز : سلوہ کی خدمت پر کار، جس نے رنگ آمیزوں سے اپنی آرائش کی ہو۔۔۔ چہ نقش مدعا بندم : مولا یہ کہ میں اپنے مقصد و مصلحہ کا اظہار کیسے کروں۔

ترجمہ : صراحتاً سلوہ صریح ہے، بلکہ میں اس کے برعکس ایک ہوشیار و کار و نہ ہوں اور رسوا سے فائدہ بھی۔ اس صورت میں میں اپنی اس رویا ہی کے ہوتے ہوئے اس سے اپنے کسی مقصد کا اظہار کیسے کر کر سکتا ہوں۔ یعنی میں اپنی اس حالت کی بنا پر اس بات کی حیرت ہی نہیں کر سکتا۔

بموج باز می روم غبار از دامن زینش کسین ہا دیدہ ام غافل نیم در صید گاہ ازوے

لغت : می روم : میں جہاز بنا ہوں، صاف کرتا ہوں۔۔۔ زینش : اس کے گھوڑے کی زین۔ کسین ہا : کسین کی جمع، کیسٹاپیں، جلی غبار کی کھلت میں بچتا ہے۔۔۔ صید گاہ : شکار گاہ۔

ترجمہ : میں نے بہت سی کسین لگائیں دیکھی ہیں، میں اس شکار گاہ میں اس سے غافل نہیں ہوں، چنانچہ میں اپنے جان و مال کی لہوں ہی سے اس کے گھوڑے کی زین کی گرد صاف کرتا رہتا ہوں۔

بنوان رشک رانازم کہ چوں قاصد رواں گردو دوم بے خویش و گیرم نامہ اندر ریشہ رواں ازوے

لغت : رولہاں گروہ : رولہ ہو تا ہے۔۔۔ روم بے طریش : نگاہوں کو بھانکتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے جنوں رنگ پر ہنسا کرتا ہوں کہ جب ہمارے سیرا خط لے کر روانہ ہو جاتا ہے تو میں بے خود ہو کر اس کے پیچھے بھانکتا ہوں اور آدھے راستے ہی میں اسے روک کر اس سے خط لے لیتا ہوں۔ گویا عاشق کے لئے کسی اور کا محبوب کی طرف جانا اس کا نام لے کر بڑے رنگ کا پامٹ بلکہ ناقص برداشت ہے۔

چنانچہ غالب ہی کے بقول!

چھوڑا نہ رنگ نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں  
صرت سہیلی!

مجھ سے پوچھا نہ گیا نام و نشان بھی ان کا  
لیغی!

خوش دلم گردیدہ من شد سفید از انتظار کز پی دیدار جانل دیدہ ہم تا عمر است  
برخی کند را

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم  
بقول شاعر!

ی روم زیں کوے وز رنگ محبت ی روم بسکہ باہن آشنا عشقی ز غیرت ی روم  
غالب!

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رنگ آ جائے ہے میں اسے دیکھوں؟ بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

چہ سنہم داوری یا سامری سراپا یہ محبوبے کہ باشند چوں دل داور زبان داو خواہ ازوے

لغت : سامری سراپا : سامری، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا مشہور ساحر جس نے حضرت کی غیر موجودگی میں ایک گوسالہ جا کر کرنی اسرائیل کو گروہ کیا تھا یہی مولد ساحر، ہلاک کر۔۔۔ چہ سنہم داوری : انصاف کی کیا توقع رکھوں۔۔۔ داور : منصف، انصاف کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میں اس ساحر محبوب کے ہوتے ہوئے یا اس کی موجودگی میں کسی انصاف کی کیا توقع کر سکتا ہوں؟ جہاں خود منصف کامل بھی زبان میں کر اس سے دلو کا ظلم ہونے لگے۔ یعنی داور بھی اس کے حسن سے بے حد متاثر ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

زہم دوریم با ایں مایہ نسبت : نامرادی میں شب تار یک ازما باشندو روے چو ماہ ازوی

لغت : زہم دوریم : ہم ایک دوسرے سے دور ہیں۔۔۔ با ایں مایہ : اس قدر۔۔۔ نسبت : تعلق، قرب۔۔۔

ترجمہ : دور ہماری (عاشق کی) یاد تعلق ملاحظہ ہو کہ ہم دونوں (عاشق و محبوب) اس قدر تعلق و قرب کے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں۔ ہماری رات تاریک ہے جبکہ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہے۔ گویا یہ دونوں باتیں شب تاریک اور روے چو ماہ ایک طرح سے باہمی دوری ہے۔

فلکستن را خدایا ہم بدیں اندازہ قسمت کن دے از ما و محدود طرف و طرف کلاہ ازوے

لغت : فلکستن : لڑنے، فلکستن، دل، دل کا لڑنے، طرف، فلکستن، زلفوں کا لڑنا، عمدہ، فلکستن، وعدہ، توڑنا، طرف کلاہ، فلکستن، ٹوٹی ٹیڑھی رکنا

شام نے ان حواہیں سے گفتگو کی بات کی ہے۔۔۔

ترجمہ : کہ "گفتگو" کا بھی اس انداز سے تعظیم کر۔۔۔

ترجمہ : اہلی "اتو" گفتگو کو بھی اس انداز سے تعظیم کر کہ کہ دل ہزار ہو (ہو نہ ہو)؟ عہد اس کی طرف سے ہو (ہو نہ ہو) بھلے اسی طرح زلفوں اور طرف کھ کا تعلق بھی اس سے ہو اس کی زلفیں دل کھائیں اور وہ کھائیں میز میز کے جو دکھائی کی حاکمیت ہے۔ محبوب کی یہ جیتیں کی گفتگو اسی انداز سے عاشق کا دل توڑنے کا ہتھیار بنیں گی۔

بہاں را جلوہ نازش بوجد آرد شگرتی میں برہمن باشد اما دیر گرود خافتہ ازوے

لغت : شگرتی میں : محبوب یا حیران کن بہت دیکھو۔۔۔ رہا : بھلا۔۔۔

ترجمہ : یہ حیران کن بہت لحاظ ہو کہ میرے محبوب کا نظارہ حق یعنی دوسرے حسیں کو بھی وجہ بنا لیتا ہے۔ وہ ہے تو برہمن (یعنی کافر) لیکن اس کی وجہ سے بھلا خافتہ بن جاتا ہے۔ خافتہ اس حوالے سے کہ کہ خافتہ میں سو فیصد یاد خدا میں دھندل جاتی ہو تا ہے۔ چنانچہ اس کافر محبوب کو کچھ کر دوسرے معین دہش میں دھکے کھاتے ہیں۔

شدم غرق شط نظارہ و باغیر در تلم کہ دانم می تراود دعوی فوق شک ازوے

لغت : شط نظارہ : نظارے کا دریا۔۔۔ در تلم : در تلم میں چنگ و تلم میں ہوں؟ چنگ و تلم کہاں ہوں۔۔۔ ی تراود : چلتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس محبوب کے دروازے نظارے ہی میں غرق ہو کر رہ گیا یعنی اس کے نظارہ میں کھ گیا۔ جبکہ رقیب کے بارے میں چنگ و تلم کہاں ہوں اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ اس کی آنکھوں میں فوق شک کا دعویٰ ہے۔ گویا عاشق کو نظارہ حسن کے آغاز ہی میں کھ گیا۔ جبکہ رقیب کے لئے اس نظارے کی تلم لانا ممکن نہ تھا چنانچہ اس کی آنکھوں سے محض اس کا دعویٰ ٹھک رہا ہے۔

نگاہش شرگیں باشد چو سرکش است فرد نامد سپہ دارے کہ برگرود سپاہ ازوے

آرے

لغت : آرے : ہاں واقعی۔۔۔ فرد نامد : حال ہو جاتا ہے۔۔۔ سپہ سالار : فرخ کا سردار۔۔۔ برگرود : واپس جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : جب اس کی نگاہیں سرکش ہوں تو اس کی نگاہیں خرم سے دو جا رہا ہو جاتی ہیں واقعی جب فرخ اپنی ہو جائے تو سپہ سالار حال ہو کے رہ جاتا ہے۔ صنعت قنیل کا شعر ہے۔ نگاہوں کو سپہ دار سے اور نگاہوں ان کی کثرت کی وجہ سے افوج سے تھک دی ہے۔

ہ غالب آشتی کویم دیگر داوری نبود گزاف دانمی ازہ شراب گلو گلو ازوی

لغت : آشتی کویم : ہم نے صلح کر لی۔۔۔ دیگر داوری : ہوا، اب انصاف نہیں ہو گا۔ گزاف : دانمی : مسلسل بیسودہ باتیں کرنے کا عمل۔۔۔

ترجمہ : ہم نے غالب سے صلح کر لی ہے۔ اب انصاف کی بات بھڑو۔ وہ تو کبھی کبھار شراب پیے اور ہماری طرف سے فضول قسم کی باتوں کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رہے۔ گویا یہ صلح ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ اپنا فضول جاری رکھے ہم اپنا فضول جاری رکھیں گے۔

## غزل # 6

نخواہم از صف خوراں ز صد ہزار کے مرا بس است ز خوابان روزگار کے

ترجمہ : میں لاکھوں خوروں میں سے کسی ایک کی بھی خواہش نہیں رکھتا میرے لئے تو دنیا کے حسیں میں سے کوئی ایک معین ہی کافی

ہے۔ کیا لفظ نہ تیرا احوار۔

سراخ وحدت ذاتش تو اس زکرت جہنم کہ سازست در اندام پیشار کئے  
لغت : وحدت ذاتش : اس یعنی خدا کی ذات کی وحدت۔ تو اس جہنم : تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ساز : چلنے والا۔ کئے : ایک یعنی ایک کاہن۔

ترجمہ : وحدت ذات خداوندی کا سراخ (کھنچ) چا زکرت ہی میں تلاش کیا جاسکتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ایک کاہن تمام حدود میں پہنچا ہے۔ یعنی ان میں موجود ہوئے۔ کائنات کی ہر شے میں محبوب حقیقی کا جلوہ دکھ رہا ہے۔ اشیائے کائنات زکرت ہیں اور جلوہ ایک ہی۔ کیا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ذات یکبارہ ہے۔

کسے کہ مدعی سستی اساس وفات نشان دہ ز بیاہے استوار کئے  
لغت : سستی : کمزوری، مضبوط نہ ہونا۔ اساس وفات : وفا کی بنیاد۔ بیاہے استوار : مضبوط بنیادیں۔  
ترجمہ : ہو کوئی اس بات کا مدعی نہ کرے کہ وفا کی بنیاد کمزور یعنی غیر مضبوط ہے، وہ مضبوط بنیادوں میں سے ایک کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس کا یہ مدعی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کسی مضبوط بنیاد کا قائل ہے اور یہ مضبوط بنیاد بے وفا کی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اس پر پوری طرح بے مضبوطی سے اُٹا ہوا ہے۔ سستی اور استوار میں صنعت تضاد ہے۔

چگویم از دل و جانے کہ در سلاط من است ستم رسیدہ کئے، تا امیدوار کئے  
لغت : چگویم : چہ گویم، میں کیا کہوں۔ سلاط : مراد سرمایہ۔  
ترجمہ : میں اپنے دل اور اپنی جان کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں میرا سرمایہ ہیں، کیا کہوں؟ اس میں یہ کہ ایک حتم رسیدہ ہے، یعنی جان اور ایک بین دلی امیدوار ہے۔ سلاط : قضاوت کا لفظ ہے کہ اس نے مجھے کیسے دل و جان حلائے۔

وہ برق فتنہ شفقند در کف خاکے بلاے جبر کئے، رنج اختیار کئے  
لغت : شفقند : انہوں نے یعنی قضاوت کرنے چہار کئے ہیں۔ کف خاکے : خاک کی ایک ٹھلی، انسان۔  
ترجمہ : قضاوت کرنے انسان میں دو فتنوں کی بھل چہار کئے ہیں۔ ایک جبر کی مصیبت اور دوسری اختیار کا دکھ۔ فتنہ جبر اختیار کی بات کی ہے۔ یعنی انسان مجبور و محسوس ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں، جبکہ ذات خداوندی مختار کل ہے۔ بقول میر تقی میر:  
ہاتق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے مختاری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عیب بدنام کیا  
دراغ!

مت کو مختار ہم سے جبریوں کو تم کہ آہ چشم و دل پر بھی نہ اپنے اختیار اپنا ہوا  
دلا مثل کہ گویند در صف عشاق ستوہ آمدہ از جور خوے یار کئے  
لغت : مثل : مثال۔ مت : مراد، زیادہ کر۔ ستوہ آمدہ : تنگ آیا ہے۔ جور خوے یار : محبوب کی خصلت و لغت کا ستم۔ کئے : ایک، یعنی کلاں۔

ترجمہ : اے دل! تجارہ و فریاد نہ کر، اس لئے کہ تجربے اس جلا و فریاد سے عاشقوں کے گرد میں اس بات کا چرچا ہو گا کہ تفس اپنے محبوب کی طاعت و خصلت کے ستم سے تنگ آیا ہے اور یہ بات عاشق کی شان کے خلاف ہے کہ وہ تو محبوب کے جور و ستم ہی سے طغی ہو رہا ہے۔

ز نالہ ام بدلت می رسد ہزار آسیب نہ شد کہ سنگ تو بیروں وہ شرار کیے  
 لغت : بدلت: تھرتے دل میں۔۔۔ آسیب: دکھ، تکلیف، دھچک۔۔۔ نہ شد: ایسا نہ ہوا۔۔۔ سنگ: تو، تیرا پھر یعنی پھر یہی دل۔۔۔ شرار: چنگاری، مवाद اثر۔۔۔

ترجمہ : میرے دل و فزا سے میرے دل کو ہزاروں آسیب پہنچے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ میرے پھر سے کوئی چنگاری ہی اصراری۔ محبوب کے دل کے لئے پھر کا درد اثر کر لئے چنگاری کا ستارہ، احتمال کیا ہے، یعنی عاشق کی ہزاروں فزاؤں کا محبوب کے دل پر کبھی معمول سامی اثر نہ ہوا۔

موا ز آنکہ خانہ کہ خوش تماشاے ست کیے تو کھو خودی و چو تو ہزار کیے  
 لغت : موا: مت، جا۔۔۔ آنکہ خانہ: ایک ایسا کمرہ جس کے چاروں طرف پھولے پھولے آئینے لگے ہوں جن میں دشا نگر نظر آتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : تو (محبوب) آئینہ خانہ سے باہر مت جا کہ یہاں ہوا پارا مضر ہے۔ ایک طرف تو تو اپنی ذات میں کھویا ہوا ہے ایشیہ دیکھ کر اور دوسری طرف میرے جیسے ہزاروں ضیق دکھائی دے رہے ہیں۔ یعنی وہ سب نگر اسی ایک محبوب کے ہیں جو عاشق کی نظروں کے سامنے ہیں، جبکہ محبوب اپنے ایک ہی نگر میں غور ہے۔ اس موضوع سے متعلق دوسرے شعرا کے بھی بعض اشعار پلے کیس عقل کے گئے ہیں۔

زبے لگاؤ سبک سیر و شرم دور اندیش کیے ہد زوی دل رفت و پردہ دار کیے  
 لغت : لگاؤ سبک سیر: تیز رفتار یعنی تیز لگا۔۔۔ دور اندیش: دور میں، ہوشیار، آگاہ، چھاسوچ کر پڑنے والا۔۔۔ ہد زوی دل: دل چرانے کے لئے۔۔۔

ترجمہ : تیری لگاؤ تیز ہو دور اندیش شرم کے کیا کہنے ہیں۔ ایک لگاؤ تیز تو دل چرانے کے لئے عقل ہے اور ایک شرم و حیا اس کی پردہ داری کرتی ہے۔ گویا محبوب کی نگاہوں کی دل آویزی و دل کشی تو دل ہمیشگی ہے جبکہ اس کی شرم و حیا سے یہ لگاؤ ہے کہ اس نے دل نہیں چھوڑا۔ محبوب کی نگاہوں کی دل کشی پر وہ شعرا!

بغل شمار!

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی ز دست من بگیر این جام را کز خویش من رقم  
 سورا!

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سورا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں  
 قاض ہستی من یکسر آتش است آتش مرا جو شعلہ پودشت و روے کار کیے

لغت : قاض: ساز و ملان۔۔۔

ترجمہ : میری ہستی کا ساز و ملان بس آگ ہی آگ ہے، چنانچہ شعلے کی طرح میری پشت اور میرے دھڑکا کا حصہ اسیدار دونوں ایک ہیں۔ یعنی جس طرح شعلہ صرف آگ ہے، اسی طرح میرا دم و دھڑکا آگ ہی آگ ہے۔ یہ آگ کو آتش غم ہے جس نے شاعر کو پوری طرح گھیر رکھا ہے۔

چہ شد کہ ریخت زباں رنگ صد ہزار غن بنوں سرشتہ نوائے ز دل بر آر کیے  
 لغت : ریخت: رنگ : رنگ گرائے، انداز کے جو ہر دکھائے۔۔۔ بنوں سرشتہ: خون میں گدھی ہوئی یعنی پھلکی یا ڈھلی ہوئی۔۔۔ بر آرا: بر آرا

نکال۔

ترجمہ : میری زبان نے اندازِ سخن کے ہزاروں لاکھوں (بکھوت) جو برد کھائے۔ تو بھی (کبھی) اپنے دل سے ایسی نوا نکال جو خون میں گندھی ہوئی یعنی لڑائی ہوئی ہو۔ تو اسے بھول کر مرشد سے مراد ورد بھی آتا ہے۔

دوم از ریاست دہلی نمی زخم غالب مضم زخاک نشیہاں آں دیار کے  
لغت : ریاست : دیکھیں ہوئے۔

ترجمہ : غالب! میں یہ دعویٰ نہیں کر کہ میں دہلی کے رئیسوں میں سے ہوں۔ میں تو اس سرزمین کے خاک نشینوں میں سے ایک ہوں۔

## غزل #7

اندوہ پر افشانی از چہرہ عیان استے خون ناشدہ رنگ آنکوں از دیدہ روان استے

لغت : پر افشانی: یعنی پرداز کی حالت میں ہوئے۔ عیان استے: یا عیاں ہے، ظاہر ہے۔ خون ناشدہ: خون ہوئے بغیر۔۔۔ اندوہ: صدمہ، غم۔

ترجمہ : پرداز کرنے کا صدمہ ہمارے چہرے سے ظاہر ہے، یعنی ہم اب پرداز کرنے والے ہیں، چنانچہ خون بنے بغیر ہی ہمارا رنگ اب ہماری آنکھوں سے بہہ رہا ہے۔ گویا آخری دم ہیں۔

غم راست بہ دل سوزی، سہلی ادب آموزی انداختگانش را اندازہ نشان استے

لغت : غم راست: غم راست، غم کو ہے۔۔۔ ادب آموزی: ادب سکھانے، انداختگانش: اندازہ نشان کی جمع، گرائے ہوئے، محبوب کے غم میں گرائے ہوئے۔۔۔ دل سوزی: دل جلائے۔

ترجمہ : غم، دل سوزی کے ساتھ ساتھ ادب آموزی کی بھی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی چہرہ اس (محبوب) کے غم میں گرائے ہوئی کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُمیں کس حد تک جانا گیا ہے۔

صدمہ بہ ہوس خود را بلاصل تو سنجیدم یک مرحلہ تن وانگہ صد قافلہ جان استے

لغت : صدمہ: بیکڑوں مرتبہ، سوار۔۔۔ سنجیدم: میں نے جانچا ہے، سمجھا ہے۔۔۔ وانگہ: اور پھر۔

ترجمہ : میں نے ہوس کے طور پر بیکڑوں مرتبہ خود کو تجھ سے اصل سے جانچا ہے۔ (چنانچہ اس ضمن میں اپنا مرحلہ تو جسم ہے اور پھر روح کے سو قافلے یعنی مرحلے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہوس کے لئے محبوب کا اصل ایک طرح سے جسمانی لذت کا مرحلہ ہے جبکہ عشق کے لئے سراسر روحانی لذت کا مرحلہ یعنی سرچشمہ ہے۔

ذوق دل خود کا مش دریا بہ زفر یا مش ہر حلقہ گل و امش چشمے نگران استے

لغت : دل خود کا مش: اس کا اپنی ہی خواہشوں میں کھویا ہوا دل، خود غرض دل۔۔۔ زفر یا مش: اس کا انجم، مقصد کی اختلاص، گل و امش: گل و امش، اس کا پھولوں سے ڈھکا ہوا جال۔

ترجمہ : تو اس کے خود غرض دل کا ذوق اس کے مقصد کی اختلاص پائے، مجھ لے۔ اس کے گدھ کا ہر حلقہ گویا ایک چشم نگران کی مانند ہے۔ گویا وہ اپنے قمار کے پسینے کا پڑی بھڑکاری سے قطر ہے۔

دو تن، تجزائی پہ ناکارہ رواں گردو طوفان زدہ زورق را ہر موج عتلاں استے  
 لغت : روا : ہا۔ کار رواں گردو نام چل چڑے۔۔۔ زورق : کشتی۔۔۔ عتلاں : لگام۔۔۔  
 ترجمہ : جا اور اپنے تن کو بردباری کے حوالے کر دے تاکہ تجھ کو کام رواں ہو جائے۔ (آگے مثال سے بات واضح کی ہے کہ طوفان میں پہنچ  
 ہوئی کشتی کے لئے ہر صبح کو کام کا کام دیتے ہیں۔۔۔ مصیبت پیش آگئی ہے۔۔۔ ٹالکے مراد ہے کہ خود کو فلوں کے سپرد کر دے کہ اس طرح تجھے  
 زندگی گزارنے کے احکام آجائیں گے۔

جیسے کہ ہما دارو ہم رو، مقفا دارو خود نیز رخ خود را از حیرت ان استے  
 لغت : دو مقفا دارو : پیچے کی طرف نہ کئے ہوئے ہے، یعنی پیچے دیکھ رہی ہے۔۔۔ حیرت : حیرت کی وجہ سے ہارے ہوئے،  
 حیران۔۔۔  
 ترجمہ : اس (محبوب) کی ہر آنکھ ہماری طرف لگی ہوئی ہے وہ دو مقفا بھی ہے۔ وہ خود بھی اپنے چہرے (کے صحن کی دکنکشی) پر حیران ہونے  
 والوں میں سے ایک ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب بظاہر عاشق کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن وہ حقیقت وہ پیچھے مڑ کر خود کو دیکھتا جا رہا یعنی اپنے صحن  
 میں کھڑا ہوا ہے۔

جان بلغ و ہمار، اما در پیش تو خاکستے تن مشت غبار، اما در کوئے تو جان استے  
 لغت : خاکستے : خاک ہے۔۔۔  
 ترجمہ : جان ایک طرح سے بلغ و ہمار ہے، لیکن میرے سامنے اس کی حیثیت خاک کی سی ہے، جبکہ جسم ایک مشت غبار ہے لیکن میرے  
 کوپے میں آکر وہ گویا سراسر جان بن جاتا ہے۔ یعنی عاشق کی جان کسی سی شگفتہ و تدنیز ہو، محبوب کے صحن کی کشش کے سامنے وہ مکمل  
 خاک ہے جبکہ عاشق کا کوئے محبوب میں جھلس کے جسم میں ایک جی رہتا ہو نکلتا ہے۔

راز تو شہیداں را در سینہ نمی گنجید ہر ہنرہ دریں مشد ملتا بہ زبان استے  
 لغت : نمی گنجید : نہیں سلاک۔۔۔ مشد : شہادت گاہ۔۔۔ ملتا بہ : ملتا ہے۔۔۔  
 ترجمہ : تیرے شہیدوں کے سینے میں تجھ اور راز نہیں سلاہے یعنی چھپ نہیں سکتا اس شہادت گاہ کا ہنرہ زبان کی مانند ہے۔ یعنی ہر ہنرہ  
 شہیدوں کا خون چاہے وہ اس ہنرہ کی نازکی ان کے خون سے ہے، گویا اس طرح تجھ اور راز آشکار ہو رہا ہے۔

ساقی بہ زر افغانی دانم ذکر کمالی بیاد گراں تر وہ گر پلہ گراں استے  
 لغت : زر افغانی : دولت افغان۔۔۔ ذکر کمالی : ذکر کیوں یعنی ختم میں سے ہے (ذکر کمال) مع کریم، علی۔۔۔ گراں : سنگی، بھاری۔۔۔ گراں  
 تر : زیادہ بھاری، زیادہ بڑا۔۔۔

ترجمہ : ساقی! مجھے علم ہے کہ دولت افغان میں تجھ اور اشارتیں میں ہوتا ہے لہذا اگر شراب گراں یعنی سنگی ہے تو بیاد اس سے بھی زیادہ بڑا  
 ہونا چاہیے۔ گویا تجھ اور واسطے ساقی کی چالچلی کر رہا ہے تاکہ وہ اسے زیادہ شراب پلائے۔

فیض ازلی نبود مخصوص گروہے را حرفے ست کہ سے خوردن آئین مغان استے  
 لغت : فیض ازلی : مراد قدرت کا کریم۔۔۔ حرفے ست : مکمل ایک بات ہے، ایک افشاں ہے۔۔۔ مغان : مغان کی جمع، آئین پرست۔۔۔  
 ترجمہ : فیض ازلی کسی خاص جماعت یا گروہ کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ یہ بات کہ شراب نوشی صرف آئین پرستوں کا دستور ہے، مکمل  
 ایک افشاں ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی وہ مرنے لوگ بھی شراب پی سکتے ہیں انہوں کے مذہب میں شراب نوشی جائز

ہم جلوہ دیدارِش درویدہ نگہستے ہم لذت آزارش درمیدہ روان استے

لغت : لذت آزارش: اس کے جہر و ختم کی لذت۔۔۔ روان درمیدہ:۔۔۔

ترجمہ : اس کے دیدار کا جلوہ آنکھوں کے لئے گویا نگاہ کا کام دے رہا ہے جبکہ اس کے جہر و ختم کی لذت جسم میں روح بن کر جاتی ہے۔ عاشق کے لئے محبوب کے ظلم و جور میں ایک خاص لذت ہے کہ اسی ہلانے وہ عاشق کی طرف توجہ تو ہوتا ہے اور عاشق کے لئے اس کی یہ توجہ بڑی بات ہے۔

پہنچو بختل داغ

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
غالب سرختم بکشا مکانہ بہ سے در زن آخر نہ شب ماہ است گہرم رمضان استے

لغت : سرختم: صراحی کا دھبہ منہ۔۔۔ بکشا کھول۔۔۔ در زن: چڑھا جاتی جا۔۔۔ گہرم: میں مانا ہوں۔۔۔

ترجمہ : غالب تو صراحی کا منہ کھول اور جام میں شراب اہل کر لپی جا۔ میں مانا ہوں کہ یہ ماہ رمضان ہے اس میں شراب نہیں پیتی جاتی ہے لیکن ابھی تو دیکھ کہ آج چاندنی رات بھی تو ہے۔ گویا شب بہتلب میں شراب نوشی کی کچھ اور ہی لذت ہے۔

## غزل #8

تیم ز دل برد کافر اراے بالا بلندے کوہ قبای

لغت : تیم ہذا: مجھے بے تاب کر گیا میرے دل کو ارجب کر گیا۔۔۔ کوہ قبای کوہ قبہ پھوٹی قبادا: مولود چست لباس۔۔۔

ترجمہ : ایک کافر اور بلند قد اور چست لباس مستحق میرے دل کو مستقر کر گیا میرا دل اکٹھن لے گیا۔ یہ تھیں باتیں ایسی ہیں جن پر عاشق والد و شیخ نہ کرے قرار ہو جاتا ہے۔

از خوے ناخوش دوزخ نیبے وز روے دلکش مینو لقائے

لغت : طوع ناخوش: نیک عزائی، اچھی حالت نہ ہو۔۔۔ دوزخ نیبے: دوزخ کے سے خوف والا۔۔۔ مینو لقائے: جنت کے سے پرے والا۔۔۔

ترجمہ : اپنی نیک عزائی کی بنا پر تو وہ (کافر اور مستحق) دوزخ سے زیادہ پر خوف ہے، جبکہ اپنے صمیم دوستوں پر جہنم کی بات وہ سمجھتا ہے۔ نیک عزائی کے باعث اسے دوزخ کی طرح بھڑکنے والا کسا ہے۔ دوزخ اور جہنم میں مصیبت تضاد ہے۔

در دیر گیری عاقل نوازے کر زود میری عاشق ستائے

لغت : در گیری: دیر میں باہر سے مار گرت کر۔۔۔ زود میری: جلد مرے آسانی سے جان دے دے۔۔۔ عاشق ستائے: عاشق کی تعریف کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : دیر گیری میں تو وہ عاقل کو نوازے والا ہے۔ ابھی صفت خدا کی بھی ہے کہ وہ تنگدلوں کی گرفت دیر سے کرتا ہے جبکہ ”زود میری“ میں عاشقوں کی تعریف کرتے والا ہے۔ یعنی عاشق چو تک مستحق پر جلد فدا ہو جاتا ہے اس لئے وہ مستحق کے نزدیک قابل



تعریف ہے۔

زروشت کبھی، آتش پرستے برسم گذارے، زمزم سرائے  
 لغت : زروشت : زرتشت، دونوں طرح ہے، آتش پرستوں کا بانی مذہب جس کا تعلق ایران سے تھا۔ برسم : آتش پرستوں کی عبادت  
 اور زمزم : زمزم کا مختلف : زمزم وہ نامی گیت جو زروشتی اپنی عبادت گاہ میں ہلکے سوں میں گایا کرتے تھے۔  
 ترجمہ : وہ محبوب مذہب زروشت کا جو، آگ کی پوجا کرنے والا، زروشتیوں کے مذہب کے مطابق عبادت کرنے والا اور زمزم سرائے۔۔۔  
 چوں مرگ ناگر بسیار تلخے چوں جان شیریں اندک وفاے  
 لغت : مرگ : ناگر، ناگہا، چاک کی موت۔۔۔ اندک وفاے : تھوڑی وفا کرنے والا۔۔۔  
 ترجمہ : وہ چاک کی موت کی طرح بڑا ہی تلخ ناگہا اور جان شیریں کی طرح تھوڑی وفا کرنے والا ہے۔ جان شیریں اس لئے کہا کہ جان ہر  
 ایک کو عزیز ہے لیکن اس کی مدت تھوڑی ہے۔ بسیار اور اندک میں نیز تلخگی اور شیریں میں صفت تضاد ہے۔ اس ساری غزل میں اس  
 صفت سے استفادہ کیا گیا ہے۔

در کام بخشی مسک امیرے در دلستانی مہرم گداے  
 لغت : کام : بختی، آرزو پوری کرنا۔ مسک : بخوس۔۔۔ مہرم : وصیت، مہدی۔  
 ترجمہ : وہ عاشق کی آرزو پوری کرنے میں تو ایک گلوں امیرے، جبکہ دل لینے میں ایک وصیت، مہدی گدا کر ہے۔ جس طرح ایک وصیت  
 گدا کر کا یہ طرز عمل ہے کہ "بٹانے بٹانے سائے کے پتے" اسی طرح اس محبوب کا یہ انداز ہے کہ دل لے کر ہی دیتا ہے۔  
 گشتاں سارے، پوش پندے طاقت گداے، مہر آزماے  
 لغت : گشتاں سارے : گشتاں بنائے والا۔ پوش پندے : سفارت یا سفارتی پند یعنی قبول کرنے والا۔۔۔  
 ترجمہ : وہ اپنے عاشق کو گشتاں بنادیتے والا ہے اور مذہب وہ سفارت کریں تو ان کی سفارت قبول کرنے والا، عاشقوں کی طاقت گوار  
 کرنے والا اور مہر آزماے والا ہے۔

در کینہ درزی قسیدہ دشتے در مریلی بستل سرائے  
 لغت : کینہ درزی : دشمنی اختیار کرنا۔ قسیدہ : تہنہ، تہنہ۔۔۔ بستل سرائے : ایک مسکا ہوا باغ۔  
 ترجمہ : کینہ درزی میں تو وہ ایسا ہے جیسے ایک چٹا ہوا صحرا اور مریلی میں وہ گوا ایک مسکا ہوا باغ ہے۔  
 از زلف پر غم مٹھکس نکلے از تابش تن زریں رواے  
 لغت : مٹھکس : خوشبودار، سیاہ۔۔۔ زریں رواے : شہری چادر۔  
 ترجمہ : وہ چادر چھ مٹھکس زالی زلفوں کا جیسے سیاہ خوب بوڑھے ہوئے ہو، جبکہ اپنے بدن کی ہلک دھک کی بنا پر گناہ جیسے اس نے  
 شہری چادر اوڑھ رکھی ہو۔

در عرض دعویٰ لیلیٰ نکو ہے بر رنم غالب بجنوں ستاے  
 لغت : لیلیٰ نکو ہے : لیلیٰ کے قصے ٹالنے والا۔۔۔ بر رنم : مخالفت میں، کے برعکس۔  
 ترجمہ : اپنے حسن کے دعوے میں تو وہ لیلیٰ (اے حسن میں) قصے ٹالنے والا ہے جبکہ غالب کی مخالفت میں وہ بجنوں کی تعریف کرنے والا  
 ہے۔ یعنی حسن میں تو وہ خود کو لیلیٰ سے بڑھ کر سمجھتا ہے جبکہ عاشق میں بجنوں اس کے نزدیک غالب سے بڑھ کر ہے۔

## غزل \* 9

بدل زعمیدہ جاے کہ 'داشتی' داری شہر عمدہ وقایے کہ 'داشتی' داری  
لغت : عمدہ : بھلائی، ادا، پاک، سیر۔

ترجمہ : تجھے دل میں کبھی جو دشمنی اور جھگڑا نہ تھا وہ آج بھی اسی طرح برقرار ہے، اور جس طرح پہلے تو اپنے جو دوستوں کے معاملے میں بددعا کرتا آج بھی اسی طرح ہے۔ یعنی تجھ کو غم و ستم کا اندازہ برقرار ہے۔

بہ لب چہ نیزہ از انگیز وعدہ ہائے وفا بدل نشست بختاے کہ 'داشتی' داری  
لغت : چہ نیزہ : کیا اٹھتا ہے، اُبھرتا ہے۔

ترجمہ : تجھے لبوں پر اگر وفا کے وعدے دے رہا کر آتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس لئے کہ تجھے دل میں جتنا کھڑکھڑاہٹ بھی تھا تو اب بھی قائم ہے۔

تو کے زہر پشیمانی شدی چہ می گوئی دروغ راست نملے کہ 'داشتی' داری  
لغت : کہ : کب۔۔۔ دروغ : راست نملے : ایسا جھوٹا جھوٹا ہوا بیچ معلوم ہے۔

ترجمہ : تو نے اپنے جو دوست سے کب پشیمانی کا اظہار کیا تھا؟ یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ ابھی پشیمانی کا اظہار کر رہا ہے جو غلط ہے، جھوٹ ہے۔ تجھ کو دروغ راست نما آج بھی دیکھی ہے جیسا پہلے کبھی تھا۔

بہ سینہ چوں دل و دردل چو جہاں غریبی دہانہ نگاہ سر فرواے کہ 'داشتی' داری  
لغت : غریبی : تو سہیل۔۔۔ سر فروا : محبت پر حملے یا محبت کے جذبات کو اکسانے والی۔

ترجمہ : تو اچھے عاشق کے سینے میں دل کی طرح اور دل میں درج کی طرح سہیل۔ وہ تجھ کی جذبات محبت کو اکسانے والی نگاہیں، جو کبھی تجھ سے آج بھی دیکھی ہیں۔

عجب و سر تو از ہم شناختن نتوان خود فریب اولادے کہ 'داشتی' داری  
لغت : از ہم شناختن : ایک دوسرے میں فرق کرنا۔۔۔ خود فریب : اولادے : حمل کو دھوکہ دینے والی بات۔

ترجمہ : تجھے عجب (بہ) اور تجھ کی سہیلی میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ تجھ کی خود فریب اولادے آج بھی پہلے کی طرح برقرار ہیں۔

خراب بدویشہ ای، سرت گردوم اولادے لغزش پایے کہ 'داشتی' داری  
لغت : بدویشہ : کل رات کی پی ہوئی شراب۔۔۔ سرت گردوم : تجھے داری جہاں۔۔۔ لغزش : پائوں کا لڑکھانہ۔

ترجمہ : تو ابھی تک کل رات کی پی ہوئی شراب کے نشے میں رمت ہے، تجھے داری جہاں رات تجھے پائوں کے لڑکھانے کی وجہ اور اچھی وہ آج بھی دیکھی ہے۔

بہ کردگار نہ گردیدی وہاں مغسوس حدیث روز جزاے کہ 'داشتی' داری  
لغت : نہ گردیدی : تو متوجہ نہ ہو، دھڑک نہ کیلے۔۔۔ مغسوس : فریب اور مکاری سے۔۔۔ حدیث : بات۔

ترجمہ : امام لغت میں بمعنی ہمت، لیکن جب اصطلاح میں ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک ہمت، یہی پہلے معنی میں ہے (تو نے کرنا) (خالق کائنات) کی طرف تو توجہ نہیں کی لیکن تیری روزِ جزا قیامت کے دن جو مطلب ہو گا اسے مطلق ہمت یا اس کا ذکر کسی نکر و فریب کے انداز میں جوڑ چاہی ہے۔ غالب کسی عام فہم لفظ پر چٹ ہے۔

کرشمہ باز نمائے کہ بودہ ای، ہستی بسر ز فتنہ ہوائے کہ داشتی، داری  
ترجمہ : تو ایک بازو کرشمہ کے جو ہر دکھانے والا تھا تو آج بھی ہے۔ اب بھی وہی ہے۔ تیرے سر میں وہی فتنہ انگیزیاں مانی ہوئی ہیں جو کبھی پہلے مانی ہوئی تھیں۔ یہاں 'نمائے' کا مطلب واضح نہیں ہو رہا۔ فعل تو پورے کو کہتے ہیں جو ناگوارا گا ہوا ہو۔ اس حوالے سے اس سے مراد ایک نوجوان کرشمہ باز کرشمہ باز نمائے ہو سکتی ہے۔

ہنوز ناز پہ غمزہ گم عداوت کرو اداے پردہ کشائے کہ داشتی، داری  
لغت : گم عداوت: نہیں بھان سکتا۔ پردہ کشا: راز افشا کرنے والی۔  
ترجمہ : ابھی تیرا باز (تو صفا) حضور و غنم کی رو نہیں بھول سکا یعنی تیرے بازو کرشمہ ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تیری ہوائیں اس راز سے پہلے بھی پردہ اٹھائی کرتی تھیں اور آج بھی اٹھا رہی ہیں۔ یعنی محبوب پہلے بھی اپنی اداؤں پر ناز کیا کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہے اور اس کے اس باز کاظم اس کی انہی اداؤں سے ہو جائے۔

جہانیاں ز تو برگشتہ اند گر غالب ترا چہ پاک خداے کہ داشتی، داری  
لغت : جہانیاں: جہان کی جمع، اہل جہاں۔ برگشتہ: خلافت کرنے والے دشمن۔  
ترجمہ : اے غالب! اگر اہل جہاں تجھ سے برگشتہ ہو گئے ہیں تو تجھے اس کی کیا نظر ہے، کیا زار ہے۔ تیرا خدا جو پہلے تھا، آج بھی ہے۔ یعنی دنیا والے تیرے کہتے بھی دشمن ہو جائیں اگر تیرا خدا تجھ سے راضی ہے تو کوئی خدا کیسے نہیں بگاڑ سکتا۔

## غزل # 10

اگر بشرِ سخن در میان بگردانی دسویں کعبہ رخ کارواں بگردانی  
لغت : در میان بگردانی: در میان میں لانے۔ بشر: طریق راستہ، اصطلاح میں بمعنی راز حقیقت، یہاں بھی مراد ہے۔  
ترجمہ : اگر تو بشر کی باتیں در میان میں لے آئے (یعنی تو ان کا ذکر کہہ چھڑا دے) تو تو اپنے اس دسویں سے کعبہ کو جانے والے قافلے کا رخ ہی موڑ دے، یعنی اہل قافلہ راستے ہی سے واپس آ جائیں۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے نزدیک کعبہ، خدا تھا ہے جبکہ غالب کا نظریہ یہ ہے کہ وہ تو قید تھا ہے، یعنی اصل حقیقت تو اس سے آگے ہے۔ قلم کو اہل نظر قید نہ کہتے ہیں۔

پہ نیم ناز کہ طرح جان نو فکلی زمین بگستری و آسماں بگردانی  
لغت : طرح فکلی: تو ڈیور رکھتا ہے۔ بگستری: بچھا دینا ہے۔ بگردانی: گردش میں لانا ہے۔  
ترجمہ : تو اپنے دشمن کے اہم ناز سے ایک بے جان کی ڈیور رکھتا ہے، چنانچہ تو زمین کا فرش بچھا اور آسماں کو گردش میں لانا ہے۔ محبوب حقیقی ہی سے خطاب ہو سکتا ہے۔

بیک کرشمہ کہ بر گھبن خروں ریزی بہار را بدر بوستان بگردانی

لغت : گھبراہٹ، بھڑائی، کھاری۔۔۔ ریزہ ریزہ ٹوٹ کر اڑنے والے۔۔۔ گھردانی تو لوناوے۔

ترجمہ : اگر تو اپنا ایک کرشمہ بھی خواہش کی کھاری پر ڈالے (یعنی تجربے کر کے) کی ایک جھلک بھی اس پر چڑ جائے، تو بہار کو پھر بزم کے دروازے ہی سے لوناوے۔ یعنی تیری چشم کرم سے خواہش زدہ چہلوں اور ہوشوں میں بھی بہار کی سی شگفتگی و آوازی آجائے۔

پہ خاطرے کہ در آئی بجلوہ آرائی بجاے ظلمت مرگ از رواں گگردانی

لغت : پہ خاطرے: جس دل میں۔۔۔ ظلمت: تاریکی، کلفت۔۔۔ رواں: درجہ، جان۔

ترجمہ : تو جس دل میں بھی اپنی جلوہ لگائی کے لئے داخل ہو جائے، اس کی جان سے قسمت کی تاریکی کی مصیبت لوناوے جائے، یعنی درجہ موت کی کلفت سے نجات پا جائی ہے۔ محبوب حقیقی کی کسی دل میں جلوہ آرائی اس انسان کی روح کو زندہ جلویہ کر دیتی ہے۔ جلوہ نور ظلمت میں صحت بخشا ہے۔ اس میں محبوب حقیقی سے خطاب ہے۔

پہ گلشنے کہ خرائی بہاؤہ آشنای قدح زجوش گل و ارغواں گگردانی

لغت : خرائی: تو ملتا ہے۔۔۔ بہاؤہ آشنای: شراب پینے کے لئے۔۔۔ ارغواں: سرخ رنگ کا خوشنما، عطرانی پھل جو دانے میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کی کلیوں کا مرقع شراب کی جگہ پیتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اپنے محبوب سے خطاب ہے، تو اس گلشن میں بھی، شراب نوشی کی خاطر ملتا ہوا آئے، اس گلشن کے گل و ارغواں کو جام بہار کر دوش میں لے آتا ہے، یعنی گلشن میں ہر طرف ایک سستی ہی پھا جاتی ہے۔

یکوے غیر روی چوں مرا بہ نگری بہ جہہ ہیں غفلت و غفلت گگردانی

لغت : جہہ: اٹھ بیٹھائی۔۔۔ ہیں غفلت: غفلت، غفلت ڈال لیتا ہے۔۔۔ غفلت گگردانی: ہلک موڑ لیتا ہے۔

ترجمہ : کوہِ رقیب کی طرف جاتے ہوئے اگر راستے میں کہیں تیری نظر مجھ پر پڑ جائے تو فوراً پھٹے پر غصہ ڈال کر اپنی سواری کی یکم ہی موڑ لیتا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ عاشق کے نظر آئے کو بد نظمی سمجھ کر گھوڑے کا رخ رقیب کے کوسے کی بجائے کسی اور طرف موڑ لیتا ہے۔

وفا ستائے شوی چوں مرا بیاد آری بخویش طعنہ زنی و زبان گگردانی

لغت : وفا ستائے شوی: وفا کی تحریف کرنے والا۔۔۔ بخویش طعنہ زنی: اپنے آپ کو طعنہ دینے لگتا ہے۔

ترجمہ : جب میں (کبھی) تجھے یاد آؤں تو تو میری وفا کی تحریفیں کرنے لگتا ہے اور ہر طرہ کو طعنہ دینے اور کوسنے لگتا ہے اور زبان بھیڑتا شروع کر دیتا ہے۔ یعنی اپنی بات کا کافراؤ بھل لیتا ہے۔ گویا عاشق کے سامنے نہ سمجھنے سے اس کے اپنے پیچھے سمجھنے سے اس کی وفات کا اسے احساس ہو جاتا ہے، اور جی ہات ہے۔

بہ حکم خوے خودم در عدم بخوابانی بدوق - روے خودم در حیل گگردانی

لغت : حکم: غم، خوف، ڈر۔۔۔ در عدم بخوابانی: خودم کی نیند سلا دیتا ہے۔۔۔ خودم: خود، تو خود مجھے۔

ترجمہ : تو اپنی غفلت و طبیعت (یا خود بخوابانی) کے خوف سے تو مجھے عدم کی نیند سلا دیتا ہے، لیکن اس کے خوف سے میں میرا نہیں، بلکہ اپنے تجربے کے ذوق، یعنی اپنے حسن کی جلوہ سلائی کے ذوق میں مجھے دفن نہیں کھاتا ہے۔ اگر یہ محبوب حقیقی کے حقیقی ہے تو حکم طے ہوا اس کا بہار ہونا ہے جس سے انسان خوف کھاتا ہے اور "روے خود" وغیرہ کا مطلب ہو گا کہ کائنات کی ہر برکت میں اس کا حسن جلوہ آتا ہے اور عاشق اس کے اس جلوہ سے لطف اٹھاتا ہے۔

یہ بڑا خاطرِ اسلامیوں بیازاری بجلوہ قبلہ زردشتیاں گہرائی  
 لغت : بڑا: خوش طبع، لطیف گوئی، عفویت۔ بیازاری: آزار پہنچانا ہے، تکلیف دینا ہے۔  
 ترجمہ : قوانینِ طوفِ طبعی سے توہلِ اسلام کی دل آزاری کرتا ہے، جبکہ اپنے جلوہ سے آتشِ ہوس کے قلعے کا رخ ہی پھیر دیتا ہے۔ گویا  
 اس کا جلوہ ایک آنکھیں جلد سے جسے آتشِ ہوس سے اپنا قبلہ سمجھتے ہوئے اس طرف متوجہ ہو جائے اور آگ کی مہابت ترک کر دیتے ہیں۔  
 اجازت کے کسٹم بلکہ مانگنا غالب زلب : بینہ سلیم فضاں گہرائی  
 ترجمہ : مجھے اجازت ہے کہ میں فریاد کروں؟ آخر غالب کیسے تک میرے ہونٹوں پر آیا ہوا جلاؤ فریاد میرے نگہ چنے میں لوٹا رہا ہے۔  
 واسطہ اپنی بات کی ہے کہ آخر میں کب تک اپنی آلود خصل کو حید کر رہا ہوں گا۔

## غزل # 11

اے موج گل نوید تماشائے کیستی؟ انگارے اے، مثل سراپائے کیستی؟  
 لغت : نوید تماشائے کیستی: تو کس کے نگارے کی خوشخبری ہے۔۔۔ موج گل: پھول کی رنگیں لہر سرخ رنگ۔۔۔ انگارہ: دیکھا ہوا شعلہ،  
 نعلت سرخ چیز۔۔۔ سراپا: مجسم۔  
 ترجمہ : اے موج گل! تو کس کے نگارے کی خوشخبری ہے، اور کس کے سراپا کی مانند ایک انگارہ ہے۔ گویا عاشق نے جن میں سرخ پھول  
 دیکھا ہے تو اس کا تصور محبوب کے چہرے اور جسم کی طرف چلا جاتا ہے۔  
 بیہودہ نیست سعی صبا در دیار ما اے پوسے گل پیامِ تماشائے کیستی  
 ترجمہ : نگارے طاعت میں صبا کی کوشش (یعنی ہوا کا پھلنا) بے کار نہیں ہے، اے پھول کی خوشبو تو کس کی آرزو کا پیام ہے۔ ہوا بچے سے  
 پھول کی خوشبو پکھلی ہے۔ عاشق کو اس میں اپنے محبوب کی خوشبو آتی ہے۔  
 خوں ششتم از تو، بلغ و بہار کہ بودہ ای؟ کشنی مرا بہ غمزہ، میجائے کیستی  
 لغت : کہ: کسی کی۔۔۔ کشنی: تھکنے مارنا۔۔۔ میجا: دم بدمک کر زخم کرنے والا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھڑو تھا۔  
 ترجمہ : میں میرے ہاتھوں خون ہو کر رہ گیا ہوں، تو آخر کس کی بلغ و بہار ہے، تو نے تو اپنے کرشمہ و غمزہ سے مجھے مار ڈالا ہے، آخر تو کس کا  
 میجا ہے؟ محبوب کی قسم تو توجہ رقیب کی طرف ہے اور یہ اس کی خوش بختی ہے جبکہ عاشق چاہا تو اس رقیب کے باعث اور دوسرے محبوب  
 کے مشورہ و غمزہ کے ہاتھوں مرا جا رہا ہے۔

یادش بخیر تہچہ قدر سبز بودہ ای اے طرف جو بہار چمن، جلے کیستی  
 لغت : یادش بخیر: یاد رہے، کسی عجز و نفیر کو یاد کرتے یاد جاتا ہے اس کی یاد خیر سے ہو، ہر جگہ سے محفوظ رہے۔  
 ترجمہ : اے بلغ کی ندی کے کنارے تو کس کی جگہ اس محبوب کی سیر کی جگہ ہے کہ اس قدر سرسبز و شاداب ہے۔ خدا اے خوش اور  
 اپنی حفاظت میں رکھے۔ ظاہر ہے یہ محبوب کے بارے میں ہے۔ اسی کے حسن کی گفتگو و بازی نے اس جگہ کو ایسا بنا رکھا ہے۔  
 از خاک غرقہ کف خونے دمیدہ ای اے داغ لاله نقش سوید اے کیستی؟

لغت : وسیعہ الیٰ: تو آگاہ ہے، پھرتا ہے۔۔۔ سویدہ: دل پر سیاہی۔۔۔ داغ لالہ: لالہ کے پھل میں ایک داغ سا ہوتا ہے، لالہ سرخ رنگ کا پھل ہے اس لئے مختلف طرح کے رنگ۔

ترجمہ : اے داغ لالہ! تو قطعی بھرتوں میں ڈوبا ہوا خاک سے پھرتا ہے۔ ایسا برآیا ہے؟ تو آخر کس کے دل کا نقش سویدہ ہے؟ لالہ کی اس سرخی اور داغ کو محبوب کے چہرے کی سرخی اور دل پر سیاہی کے مشابہ قرار دیا ہے۔ لیکن ان دونوں چیزوں میں عاشق کو محبوب کا عکس نظر آ رہا ہے۔

تفہیم: لذت تو فردی درد بدل اے حرف نحو نعل شکر خلع کیستی  
لغت : تفہیم: ان سنی۔۔۔ فردی درد: اتر جاتی ہے۔۔۔ نعل شکر خلع: شکر چیلنے والے ہونٹ، شیریں ہونٹ۔۔۔ حرف: لفظ، مراد واسطہ۔۔۔

ترجمہ : اے حرف تو کس کے شیریں ہونٹوں میں کھو ہوا ہے کہ تجھے نے بغیری اس کی لذت دل میں اترتی جا رہی ہے۔ یعنی اس کے شیریں ہونٹوں کی بات نے بغیری عاشق ایک عجیب لذت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

یا نوبہار ایں ہمہ سالان بازنیت فرست کارخانہ یغمانے کیستی  
لغت : یغمانہ: لوت کاٹل۔۔۔

ترجمہ : نوبہار میں تو باز کرشمہ کا آگاہ سالان نہیں ہے، تو آخر کس کے بچہ کے کارخانے کی فرست ہے۔ یعنی بہار جیسے موسم میں تو وہ دلکشی نہیں ہے، تو بہار میں نے کس کے حسن کاٹل لوتا ہے؟ یعنی اگر بہار میں کوئی دلکشی ہے تو وہ محبوب کے حسن کی دلکشی ہی کی چہرہ ہے، ورنہ اس کی اپنی کوئی دلکشی نہیں ہے۔

درد شوقی تو چاشنی پر فشانی است بے پردہ صید دام تپش ہائے کیستی؟  
لغت : پر فشانی: پر پھیلانے کی حالت، شہقاری۔۔۔ صید: شکار۔۔۔

ترجمہ : میری شوقی میں شہقاری کی چاشنی ہے۔ تو کس کی تپش کے جل کا بے پردہ شکار ہے۔ شکار جب ہل میں پھرتا ہے تو شہقاری کی حالت میں پر پھیلانے لگتا ہے۔ محبوب کو عاشق کے دل کی تپش، جو جل کی صورت میں نہیں ہے اسے پردہ کا شکار ہے۔

ازینچ نقش غیر کوئی ندیدہ ای اے دیدہ نحو چہرہ زیبائے کیستی؟  
لغت : غیر کوئی: خوب صورتی کے سوا سوائے حسن کے۔۔۔

ترجمہ : اے میری آنکھ تو آخر کس کے حسین چہرے میں کوئی ہوئی ہے کہ اب تجھے کسی نقش میں بھی سوائے حسن و خوبصورتی کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ عاشق نے محبوب کے حسین چہرے کو کیا دیکھا کہ اب اسے ہر شے حسین و خوبصورت نظر آنے لگی ہے۔

ہانچ کافر ایں ہمہ سختی نمی رود اے شب، بمرگ من، کہ تو فردائے کیستی  
لغت : بمرگ من: تجھے میری موت کی قسم۔۔۔ فردا آنے والا کل، مراد فرداے قیامت بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

ترجمہ : کسی بھی کافر کے ساتھ اتنی سختی رو نہیں رکھی جاتی، اے رات تجھے میری موت کی قسم یہ جا کہ تو کس کی فردا ہے۔ گویا عاشق کی رات گزرنے ہی کا کام نہیں لیتی، اس لڑکا سے اس کے لئے یہ قیامت کی رات ہے۔ یہ گویا بھری رات ہے۔ چنانچہ خود بقتل غالب!

کب سے ہوں کیا بتاؤں، جان خراب میں شب ہائے بجز کو بھی رکھوں گر حساب میں  
اور بقتل! میر فرما!

زہے عمر دراز عاشق! گر شب بھریاں صلب عمر گیرند  
غالب نوائے کلک تو دل می برد دوست تا پردہ شیخ شیوہ انشائے کیستی؟  
نعت : نوائے کلک، قسم کی آواز۔۔۔ دل می برد، دل سوراہی ہے، لہجہ اری ہے۔۔۔ پردہ شیخ، غور لاپتہ والا۔۔۔ شیوہ، انشائے کلمے کا انداز، طرز بیان۔۔۔  
ترجمہ : اے غالب! تیرے قسم کی آواز دل کو لہجہ اری ہے، تو آفریں کے طرز بیان کا غور لاپتہ والا ہے۔ نوائے کلک، حوالے سے پردہ شیخ کلمہ شاعری میں اپنے طرز بیان کی خوبی کی بات کی ہے۔

## غزل #12

کافر مگر از تو پور باشدم غزا ہے آزمند انعام کردہ ذوق خوار ہے

نعت : آزمند، لالچی، مزیس، تمناؤں۔۔۔ انعام، توجہ، مہمانی۔۔۔

ترجمہ : مجری طرف سے اگر مجھے کسی غزالی کا چھین ہو، تو میں کافر ہوں گا مجھے تو غزالی و دروہائی کے ذوق نے مجری انعام کا تمنا ہی بنا رکھا ہے۔ گویا عاشق عشق اختیار کرنے کے رسوا ہوئے کا تمنا ہے، اس سلسلے میں وہ محبوب سے کسی غزالی کی توقع نہیں رکھتا بلکہ اس کی توجہ کا آرزو مند ہے کہ اس سے اس کی رسوائی کا سہارا ہو گا۔

از کنار دجلہ آشفانہ چنداں دور نیست کشتی ما پر گلشن زرد درختاں یا سبے

نعت : دجلہ، عراق کا مشہور دریا، مراد دریا۔۔۔ پر گلشن، قند لوت مٹی۔۔۔ درختاں، دوست کی جگہ، وہ لوگ جن کی کشتی ٹھیک ٹھاک اور سلامت ہے۔۔۔ یا سبے، کوئی حد۔۔۔

ترجمہ : دریا کے کنارے سے آتش ناز کوئی اتنی دور نہیں ہے، اے صبح سلامت کشتی والو! جلدی کشتی لوت مٹی ہے، انکار سے نکر اس کا تم بھاری پتھر دے دو۔۔۔ یعنی اسے آتش ناز سے لے چلو تاکہ یہ جلنے کے کام ہی آجائے۔

شلوایش اے غم زہیم مرگم ایمن ساختی گشت صرف زندگانی، بودگر دشوار ہے

نعت : شلوایش، خوش رہ۔۔۔ زہیم مرگم، مجھے موت کے ڈر ہے۔۔۔

ترجمہ : اے غم تو خوش رہ کہ تو نے مجھے موت کے ڈر سے نجات دلا دی۔ اگر میری کوئی دشواری تھی تو وہ زندگی پر فدا رکھنے میں صرف ہو گئی۔ گویا زندگی میں جن شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، وہ ایک طرح سے موت کے برابر تھیں۔ اب اصل موت سے مجھے بھلا کیا ڈر خوف ہو سکتا ہے۔

ریشک نبودگر خد محنت جانب دشمن گرفت در دم سا طور پنهان است زخم کاریے

نعت : خد محنت، حیرا حیر۔۔۔ در دم سا طور، مخبر کی دھاریں۔۔۔ سا طور، مخبر، چھری۔۔۔ دم، دھار۔۔۔

ترجمہ : اگر تیرا مخبر دشمن کی طرف گیا ہے تو نے اس کی طرف تیر چلایا ہے تو میرے لئے اس میں کوئی ریشک کی بات نہیں، اس لئے کہ تیرے مخبر کی دھاریں ایک کاری زخم نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر مجھے حیرے حیر کا زخم نہیں لگا تو نہ سہی میرا مخبر تو ہے جو مجھے کاری زخم لگا سکتا ہے۔

برق از قہر ت کباب بے محلا سوزیے مرگ از لطفت پلاک دروند آزادے

نعت : قہر ت تیرا قہر۔۔ بے محلا سوزیے: بے خوف ہو کر جل جلتہ۔ لطف: چھری موٹی، تھری حلت۔۔

ترجمہ : بجلی تیرے قہر سے بے خوف ہو کر جل جلتہ میں کباب ہو گئی اس میں جلنے کا ذوق پیدا ہو گیا ہے۔ ایک صحت تیرے لطف سے آزاد (پلاک) کی دروند ہو گئی ہے۔ محبوب کا قہر عشق کو بے محلا (بد آہل) بنا دیتا ہے، نکل کے لئے یہ پامٹ دیتا ہے کہ اس میں بے محلا سوزی نہیں ہے، بلکہ محبوب کا لطف و حمایت اپنے دروند عشق کا کوئی درد دور کرنے کی بجائے انہیں مزہ دے دیتا ہے، اور یہ امر موت کو اس پر فریفت کر دیتا ہے۔ (برق کے حوالے سے بے محلا سوزی اور مرگ کے حوالے سے پلاک کے لفظ لایا ہے)۔

باخود گفتیم "چہ باشد مرگ بعد از زندگی" گفت "ہے خواب گرانے از پس بیدارے"

نعت : گفتیم: میں نے کہا یعنی میں نے یہ چھل۔۔ چہ: دیکھو۔۔

ترجمہ : میں نے محل سے یہ چھل کر "زندگی کے بعد موت کیا ہے" کہا اب میں بولی۔ "وہ بیداری کے بعد ایک گہری نیند ہے"۔ زندگی کو بیداری سے اور موت کو گہری نیند سے تشبیہ دی ہے، انکی نیند جس سے بھریدار نہیں ہوا چاہے سکے۔

اے دل از مطلب گزشتہم، و سگاہت راجہ شد شیونے، شورے، فغانے، اضطرابے، زارے

نعت : از مطلب گزشتہم: میں نے مطلب چھوڑ دیا، مراد تلف پر طرف۔۔ و سگاہت: تیرا سراپہ۔۔

ترجمہ : اے دل! تلف پر طرف، تیرا نکاح سراپہ تھا اسے آخر کیا ہوا؟ سراپہ یہ ہے، کوئی شیونے، فغانے، شور، کوئی فریاد و فغان، کوئی بھڑکاری اور کوئی آواز داری۔ مطلب یہ کہ تو کچھ نہ کر۔

دارد انداز تسلسل در ضمیرم شوق دوست چہو رقص نالہ در کلام دل ز ناماے

نعت : انداز تسلسل: ایک نگاہ انداز۔۔ در ضمیرم: میرے دل میں۔۔ کلام: طلق۔۔ ز ناماے: کوئی نہ جانے والا انسان۔۔

ترجمہ : ضمیرے دل میں محبوب کے شوق کا وہی نام انداز تسلسل ہے جیسا کہ کسی زخمی کے طلق اور ہوش میں نالہ و فریاد کا رقص ہوتا ہے۔ یعنی یہ انداز دہا ہوا بھی ہے اور ساہوا بھی کہ اس کا نکل کر اظہار نہیں ہو پاتا اور نگاہ بھی مل رہا ہے۔

دل نفس زد و خوں گردید، بخت چشم میں کش بہ لعل و در تو انگر کردہ در افشاں

نعت : نفس زد و خوں گردید: سانس چرا لیا یعنی روک لیا۔۔ کش: کش، کش کر اسے۔۔ در: موتی۔۔ در افشاں: موتی بکھرنے کا محل، موتی کا۔۔

ترجمہ : دل نے سانس روک لیا اور خون ہو گیا، ذرا آنکھوں کی خوش بختی ملاحظہ ہو کہ موتی لٹانے کے محل نے انہیں (آنکھوں کا محل) دگر سے ملا لیا کر دیا۔ یعنی آنکھوں سے غمیں آنسو خوب ہے۔

زلہ بردار فلوسوری پاش غالب، بحث پدیت؟ در سخن درونگی باید نہ دکل دارے

نعت : زلہ بردار: خوش ہیں، سچا کچا کہنے والا۔۔ بحث پدیت: بحث کیا ہے، یعنی یہ بحث چھوڑ دے یا تمہیں چھوڑ۔۔

ترجمہ : اے غالب! بحث کیسی، یعنی یہ باتیں چھوڑ۔۔ تو فلوسوری جیسے شاعری خوش باتیں اختیار کر، کیونکہ شاعری میں تو کوئی درونگی ہی کام آتی ہے، کوئی دکان دہری نہیں، یعنی شاعری میں سو سے ہڈی نہیں ملتی، اس میں تو سادگی سے کام لینے کی ضرورت ہے، یعنی جس کسی کا انداز پند آئے وہ انداز اپنا تو۔۔ یہ لڑل فلوسوری کی اس غزل کے جواب میں لکھی گئی ہے!



آرزو از یار دارم یا بسے کاش می آمد زمن اغیار بسے  
 دوش دل بر خوان وصل ازیم غیر ہاکموری کرد حسرت خواہے

### غزل # 13

رفت آنکہ کسب بوسے تو از پاو کردے گل دیدے و روے ترا پاو کردے  
 لغت : رفت : گیا وہ رفت گیا وہ ناز نہ گیا۔ کسب : حاصل کر لیا۔

ترجمہ : (یہ تقریباً ساری غزل ”دوست“ کے احوال میں ہے۔ یعنی عاشق، مشوق سے قطع تعلق کرتے ہوئے جلی کی حالت ہے۔ وہ ناز نہ لے گیا یا وہ دن گئے جب میں ہوا سے تیری خوشبو لیا کرتا تھا اور جب میں بھول دیکھ کر تیرا چہرہ یاد کیا کرتا تھا۔ یعنی اب مجھے تجھ سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

رفت آں کہ گریہ تو چہاں دادے ز ذوق از موج کرد وہ نفس ایچلو کردے  
 لغت : ”نفس ایچلو کردے“ میں ایک پناہ میں یعنی جی زندگی حاصل کیا کرتا۔

ترجمہ : وہ دور گیا کہ اگر تیری راس میں جلی دینا تو اجاں دینے کے اس اذوق میں راستے کے غبار کی لمبوں یعنی اٹھنے ہوئے غبار سے ایک جی زندگی حاصل کر لیا کرتا تھا۔

رفت آں کہ گریست نہ بر نظرس نواختے رنجیدے و عہدہ بنیادو کردے  
 لغت : غریب : غارت۔ نہ نواختے نہ نوازتے۔ رنجیدے : میں آزرہ ہو چلا کرتا ناراض ہو چلا کرتا۔ عہدہ بنیادو کردے : محظوظ شہر شروع کر دیا کرتا۔

ترجمہ : وہ دن گئے کہ اگر تیرے ہونٹ مجھے غارت سے نہ نوازا کرتے تو میں ناراض ہو چلا کرتا اور محظوظ شہر شروع کر دیا کرتا۔ اس وقت محبوب کی غارت میں عاشق کے لئے ایک لطف ہوا کرتا تھا لیکن اب تو بات ہی ختم ہو گئی۔

رفت آں کہ نفیس را بہ سترگی ستودے در چاکنی ستایش فریاد کردے  
 لغت : نفیس : بھوں کا نام۔ سترگی : بزرگی، عظمت۔ ستودے : میں تعریف کیا کرتا میں سراہتا۔ چاکنی : ہارنگا ہیں۔ فریاد : شہریں کا عاشق، جس نے اس کے حلق میں پہاڑ تک کھودا اور پھر جان دے دی۔

ترجمہ : وہ ناز نہ لیا جب میں نفیس کی عظمت کو خوب سراہا کرتا اور چاکنی یا اس کی کارگزاروں کی تعریف کیا کرتا تھا۔ کہا عاشق کے سرے حلق کا بھوت سوار تھا جس کی بنا پر وہ مشہور عاشقوں کی تعریف، ستائش کیا کرتا تھا لیکن اب وہ بھوت اس کے سرے اتر گیا ہے۔

رفت آں کہ جانب رخ و قدت کرتھے در جلوہ بحث باگل و شمشادو کردے  
 لغت : قدت : عورت۔ جانب : جانب کرتھے میں جانب داری کیا کرتا تھا۔ شمشاد : سرو، جیسے لکڑی درخت۔

ترجمہ : وہ دور گذر گیا جب میں تیرے چہرے اور تیرے قد کی جانب داری کرتے ہوئے گل و شمشاد سے جلوہ نمائی کے حلقے میں بحث مباحث



بہن کہ ہمارا دل آویزی و شیریں حرکات سایہ طوطی و جوئے عملی را مانی  
 لغت : بہن کہ بہت۔۔ ہمارا بیٹ۔۔ دل آویزی، تو دلکش ہے۔۔ طوطی: جنت کا ایک درخت۔۔ جوئے عملی: توشہ کی ندی  
 ہے، جنت میں شہ کی ندی۔۔

ترجمہ : تو سدا بہت دل آویز ہے اور تیری حرکت بڑی شیریں ہیں۔ تو طوطی کے سائے اور شہ کی ندی کی طرح ہے۔ محبوب کے حسن کی  
 دلکشی اور اس کی شیریں حرکات کو طوطی کے سائے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ سایہ سر میں چڑھا اور دل دہا ہے، اور یہ سر شہ کی سر ہے، ظاہر ہے  
 اس میں چائے والا سایہ بھی شیریں ہو جائے گا۔

جلوہ فرمائی، و جلوید نہ مانی بہ کسے سیمائی و بہشت عملی را مانی  
 لغت : جلوید نہ مانی: بیٹ ساتھ نہیں رہتا۔۔ سیمائی: تو سیما ہے، سیما ایک قسم کا جادو ہے جس سے ایسی اشیاء نظر آنے لگتی ہیں جن کا  
 اصل میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔۔

ترجمہ : تو اپنا جلوہ تو دکھا ہے لیکن بیٹ کسی کے ساتھ نہیں رہتا۔ تو ایک سیما ہے لیکن عملی بہشت کی مانند ہے۔ پہلے سیما کہ اپنی ایسی چیز  
 جس کا بظاہر کوئی وجود نہیں لیکن جادو کے عمل سے نظر آتی ہے، پھر عملی بہشت کہ اپنی جس کا واقعی وجود ہے۔

بہ ستم معنی پیچیدہ نازک ہاشی مائے کہ در لطف رقبائے جلی را مانی  
 لغت : ستم پیچیدہ نازک: ایسے معنی یا مضمون جو اچھے ہوئے بھی ہوں، اچھے نہ آئیں اور لطیف بھی ہوں۔۔ در لطف رقبائے جلی: وہ تحریریں  
 جو مولے اللہ امیں لکھی گئی ہوں۔۔ لطف: مہمانی، مہمانیت۔۔

ترجمہ : تو کہ، اپنے لطف و مہمانیت میں جلی و رقم یعنی نمایاں تحریر کی مانند ہے (تو لطف و مہمانیت بڑا نمایاں اور واضح ہے) اپنے جو رحم کے  
 لہا سے تو ستم پیچیدہ نازک ہے۔ یعنی بڑا لطف و واضح ہے اسی ستم بچھل قسم ہے۔ محبوب حقیقی کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔

بہ توانائی کو مشش عتواں یافت ترا سر خوشی ہائے قبول ازلی را مانی  
 لغت : توانائی: طاقت، بل ہوتا۔۔ قبول ازلا: خدا کی طرف سے قبولیت۔۔

ترجمہ : تجھے کو مشش کے بل ہوتے پر حاصل نہیں کیا جاسکتا تو قبول ازلی کی بہت بڑی خوشیوں کی مانند ہے۔ یعنی حیرت آمیز حصول اللہ کی رضائی  
 سے ہو سکے تو پورا نہ نہیں۔ یہ حصول بہت بڑی خوشی ہوگی۔

جز بہ چشم دہل والا گمراہ جان نہ کنی جلوہ نقش کف پائے علی را مانی  
 لغت : والا گمراہ: والا گمراہ، بے راہ۔۔ علی را مانی: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔

ترجمہ : تو بلند پایہ لوگوں کا عظیم ہستیوں کے چشم دہل کے سوا اور کہیں نہیں جاتا۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کف پا کے نقش کے  
 جلوے کی مانند ہے۔ یعنی جس طرح یہ جلوہ ہر جگہ نہیں ہوتا اسی طرح حیرت انگیز بھی صرف بلند مرتبہ لوگوں کے دل و چشم میں ہے اور کہیں  
 نہیں۔

بہ دل برکہ چشم تو در آید ناچکو داری آن مایہ تصرف کہ دلی را مانی  
 لغت : آن مایہ: اس قدر۔۔ تصرف: تصرف، مرہ و اثر۔۔ دلی: دلی، دلی۔۔

ترجمہ : جو شخص اہلک بھی تیری نظروں میں آجائے تو تو اس کے دل پر ادا تصرف کرتا ہے کہ اس حیلے میں تو دلی کی مانند ہوتا ہے۔ یعنی  
 تیری شخصیت اور تیرے حسن کی دلکشی، کہ اس حد تک ہے کہ تجھے اہلک دیکھنے والا بھی اس سے بے حد متاثر ہوتا ہے۔

اسے کہ در طالع با نقش تو ہرگز نہ نشست زہرہ حوتی و خس حملی را مانی  
 لغت : زہرہ حوتی : قوس کا زہرہ ہے ، زہرہ ستارہ جو برج حوت میں ہو آہے۔۔۔ خس حمل : سورج برج حمل میں ہو آہے۔۔۔

ترجمہ : آئے کہ ہمارے مقدر کے ستارے میں جہا نقش قطعاً نہ بیٹھا ہمارے مقدر میں جہا حوتی و خسی یا خیر و صل گھسی نہیں گیا تو حوت کا زہرہ ہے اور خس حمل ہے۔ ان دونوں کا مقدر سے کوئی تعلق نہیں ، اسی لئے وہ ایک

اندوین شیوہ گفتار کہ داری غالب گر ترقی کنم، شیخ علی را مانی

لغت : شیوہ گفتار : انداز بیان۔۔۔ شیخ علی : مراد مطلب دور کا مشہور فارسی شاعر علی حسین ، غالب اس سے بھی سنا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب ! تجاہد جو (شاعری میں) انداز بیان ہے ، اگر میں ترقی نہ کروں تو تو شیخ علی حسین کی مانند ہے۔ غالب مراد یہ ہے کہ غالب سے کوئی اور شخص یا شاعر کہہ رہا ہے کہ اگر میں شاعری میں ترقی نہ کروں تو تو شیخ علی حسین جیسا شاعر ضرور ہے۔

## غزل # 15

اے کہ گفتم نہ دلی داور دل آ رہے نہ دلی تا چو من دل پہ مغل شیوہ نگارے نہ دلی

لغت : مغل شیوہ نگارے : ایسا معشوق جس کا انداز آتش بر ستموں کا سا ہو۔۔۔

ترجمہ : دیکھا میں نے تم سے کہہ رہا ہے کہ تو اس وقت کسی کے دل کی داؤد نہ بنا اور تو نہ دے سکے گا جب تک تو میری طرح دل کسی مغل شیوہ معشوق کو نہیں دیتا۔ گویا یہ معشوق بنا ہے دقا ہے جبکہ میں نے اس سے بڑی دقا کی ہے ، تجھے کسی ایسے معشوق سے واسطہ پڑے تو پھر تو میرے ہا دقا کی کی داؤدے گا۔

چشمہ نوش ہلکا نہ تراود ز دلے کش نگیری و در اندیشہ فضا رہے ندی

لغت : نہ تراود : نہیں ٹپکتا۔۔۔ کش : کش کہ اس کے اسے۔۔۔ فضا رہے ندی : اسے سمجھ نہ لے۔۔۔

ترجمہ : کسی بھی دل سے اس وقت تک شیریں چشمہ نہیں ٹپکتا (نہیں ٹپک سکتا) جب تک تو اسے (دل کو) لے کر اپنے دہن میں سمجھ نہ لے۔

باہ و خورشید دریں دائرہ بیکار نیند تو کہ ہاشی کہ بخود زحمت کارے ندی

لغت : نیند : نہیں ہیں۔۔۔ تو کہ ہاشی : بھلا تو کون ہو آہے۔۔۔ دائرہ : گھڑا کائنات۔۔۔

ترجمہ : چاند اور سورج بھی اس کائنات میں بے کار نہیں ہیں۔ پھر بھلا تو کون ہو آہے کہ خود کو کسی کام کی زحمت ہی نہ دے۔ مطلب یہ کہ اس کائنات کی ہر ہر شے فضا کے مطابق اپنے مقصد فراغت انجام دے رہی ہے۔ پھر بھلا انسان کیوں فراغت کی انجام دہی میں غفلت کرتے۔ وہ کہ خوش اور ہمد و عمل سے زندگی کے سامنا چاہے۔

پاے را خضر قدم سخی کوے نشوی دوش را قدر گراں سنگی پارے ندی

لغت : قدم سخی : راد پناہ۔۔۔ خضر : حضرت خضر جو رہنمائی کرنے والے ہیں۔۔۔ دوش : کندہ۔۔۔ گراں سنگی : بھاری۔۔۔ قدر : طاقت۔

قدرت۔۔۔

ترجمہ : اوپر جو انسان سے کہا ہے، اب اس شعر اور اگلے شعر میں اس کو شغل و عمل کی وضاحت کی گئی ہے، تو اپنے پاؤں کو کسی کوپے کی راہ بنائی (راست چلنا) کا شعر میں بتا دیا اور اپنے کندھوں کو کوئی بھاری بوجھ اٹھانے کی ہمت نہیں دیتا۔ مطلب یہ کہ جب تک تو کسی کوپے کی راہ بنائی کر کے محبت کا گرس تو رہو جو نہیں اٹھائی

سر بڑا دم شمشیر جوانے نہ نشی تن بہ بند خم خراک سوارے ندھی  
لغت : دم شمشیر: تلوار کی دھار۔۔ نہ نشی: نہیں دکھتا۔ خراک: ہلے کے تھے جو گھوڑے کی زین کے ساتھ لگاتے ہیں تاکہ اس میں غبار یا غروہری سلفن پانہ جا سکے۔

ترجمہ : تو نہ تو کسی جوں سلی (محبوب) کی تلوار کی دھار پہ اپنا سر رکھتا ہے اور نہ ہی کسی سوار کے خراک کے بچا میں خود کو امیر کرتا ہے، یعنی کسی شہسوار محبوب کا لشکر نہیں ہو جاتا۔

سینہ راختہ انداز فغانے نہ کنی دیدہ را مالش پیداو غبارے ندھی  
لغت : رختہ: زخمی۔۔ مالش: ملتا۔۔ پیداو: حتم، حتم محبت۔۔

ترجمہ : تو فریاد و غفل کے انداز سے (یعنی سے سے انداز) کچھ کر اپنا سینہ زخمی نہیں کر لیتا اور کسی کی پیداو کے غبار کو آنکھوں میں ڈال کر آنکھیں نہیں ملتا یعنی محبوب کے ہاتھوں پر دردِ حتم کے غبار کو آنکھوں کا سرور نہیں جانتا۔

خوں بذوق غم یزداں نقشائے نخوری دین بہ ہر حق اہلت نگذارے ندھی  
لغت : یزداں نقشائے: خدا کو نہ پہچانتے دلائی خدا کی معرفت سے بے خبر۔۔ حق اہلت نگذارے: وہ جو اہلت و محبت کا حق اور انہیں کرتے۔۔

ترجمہ : تو کسی یزداں نقشائے کے غم (غم محبت) کی لذت میں اپنا خون بکھر نہیں دیتا اور اپنا ہی کسی حق اہلت کو نہ کرنے والے (بے وفا) محبوب کی خور نہیں کرتے۔ مطلب یہ کہ تو ایسے بے وفا محبوب کی محبت میں اپنا دین و ایمان ترک کر کے کافر خلق نہیں بننا۔

آخر کار نہ پیدا است کہ در تن افسرو کف خونے کہ بدال زینت دارے نہ ہی  
لغت : پیدا است: ظاہر ہے، واضح ہے۔۔ افسرو: جگہ گیا بیکار ہو گیا۔۔ زینت دارے: کسی سولی کی زینت۔۔

ترجمہ : آخر کیلئے بات واضح نہیں ہے کہ وہ چلو بھر خون، جو تجھے جسم میں ہے، اور جسے تو کسی سولی کی آرائش میں جاتا، ایک وقت آئے گا جب تجھے جسم میں افسرو ہو کر وہ ہائے گہم یعنی بیکار ہو جائے گا۔ گویا اگر تو اپنی زندگی کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر سولی کی خور نہیں کرے گا جس طرح کہ منور نے کیا تو تیری ایسی زندگی سرا سر بیکار ہو کر ایک انجانے انجام کو پہنچ جائے گی۔

حیف گر تن بہ سنگان سر کوے نہ رسد وائے گر چلن بسر را بگذاردے ندھی  
ترجمہ : افسوس کی بات ہوئی اگر (تیرا) جسم کسی محبوب کے کوپے کے کنوں تک نہ پہنچے، نیز قاتل الموس یہ ہمرو گاؤں تو اپنی جان کسی (محبوب) کی راہ گود میں قربان نہ کرے۔۔ یعنی تجھے کسی محبوب سے اتنی محبت ہونی چاہئے کہ تو اپنا بدن اس کی گلی کے کنوں کی خور کر دے اور اپنی جان اس کی بگذاردے لدا کر دے۔

رو زلفان اجل از دوست تو ناگاہ برسد نقد ہوشے کہ بہ سوداے ہمارے ندھی  
لغت : رو زلفان: روزانہ کی محض تصویر۔۔ ناگاہ برسد: اچانک چھین لیں گے۔۔

ترجمہ : تجھے ہوش و غروہ کی نقوی (یعنی زندگی) ۹۶۰ آج تو کسی بدلا یعنی حسن کی ہمارا محبوب کے ہفتوں کی خور نہیں کرتا، موت کے

لیرے اسوت کے فرشتے تھے۔ اسی بھی وقت، ہمیں کر لے جائیں گے، یعنی موت تجھے آئے گی اور پھر اگلے شعر اس کے ساتھ ہے۔  
 پہ خم طرہ حورانِ بخت آویزند تاں پروردہ دلے را کہ بہ یارے ندی  
 ترجمہ : حوران، نازوں کا پہاڑ ہوا، جو تو کسی محبوب کو نہیں دے رہا، کسی سے ملتی نہیں کر رہا، بخت کی حوروں کی دھنوں کے چٹاؤ تم میں۔  
 (شکاوے کے اظہار کیے گئے)

گر حزل نبود، ابرہاری غالب کہ در افشانیِ وز آفتابہ شکرے ندی  
 لغت : حزل نبود، تیری شکن کے شکلاں نہ ہو۔۔۔ در افشانی تو موتی لٹا آئے۔۔۔ آفتابہ شکرے ندی : آفتابہ شکرے ہوئے ساتیوں کو، شکر بھی نہیں کرتا۔  
 ترجمہ : اے غالب! اگر یہ بات تیرے شکلاں شکن نہ ہو تو تو موسم بہار کا پل ہے کہ تو خوب موتی لٹا کرے اور بحر میں لٹائے ہوئے موتی،  
 کی گنتی بھی نہیں کرتا۔ غالب نے اپنے شعروں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔

## غزل # 16

ہم نقشِ جان من و جان توایں انگیز ہے سینہ از ذوقِ آزارِ منش لیر ہے  
 لغت : جان من و جان تو، مجھے اپنی اور تیری جان کی قسم ہے، افسوس تو ہے۔۔۔ ایں انگیز، یہ آفت۔۔۔ آزار منش، اس میں ش کا ضمیر  
 محبوب کی طرف ہے، سینہ محبوب، مجھے آزار دے۔  
 ترجمہ : میرے ہم نفس! مجھے میری اور تیری جان کی قسم یہ آفت، افسوس ہے، تو ہے، اس (محبوب) کا سینہ مجھے آزار پہنچانے کی لذت  
 سے بھرا ہوا ہے۔ تو ہے، تو ہے۔

غیرِ دائم لذتِ ذوقِ نگہ دانستہ است کز پے قلم پہ دستش دلو تہجِ حیر ہے  
 لغت : دائم، میں جانتا ہوں، مجھے علم ہے۔۔۔ پے قلم، میرے قلم کے ہے۔۔۔ دانستہ است، جان چکا ہے، آگاہ ہوا ہے۔۔۔  
 ترجمہ : میں جانتا ہوں کہ دقیق میرے ذوقِ نگہ کی لذت سے آگاہ ہو چکا ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس نے میرے قلم کے لئے محبوب کے  
 ہاتھ میں تیرا کوا پکڑا دی ہے، تو ہے، تو ہے، یعنی میں مر رہا ہوں، میں میری یہ لذت ختم ہو جائے۔

می پیکرِ خوئم رگ ابراست آں فتراک ہائے می چند خاکم، رم بلادست آں شہید ہے  
 لغت : می پیکر، تجھ کا ہے۔۔۔ می چند، خرتی ہے۔۔۔ رم، بڑا، ہوا کی تیزی۔۔۔ شہید، گھوڑا۔۔۔  
 ترجمہ : اس کے گھوڑے کا فتراک اڑنے کے ساتھ بڑھے ہوئے تھے، ابدل کی رگ ہے کہ اس میں سے میرا خون اپنی میں ماضی کو اس کا  
 نگار ہوں، انگ رہا ہے، بلکہ اس کا گھوڑا گویا تیز ہوا ہے کہ جس میں میری خاک خوب دھن ہے، تو یہ محبوب ظہری ہے اور عاشق اس کا نگار  
 ہے، گھوڑے کے فتراک کے ساتھ بڑھ کر لے جا رہا ہے۔

بر سرِ کوک تویندو شکسم از ضعف نیست کشتہ رشکم نیارم دید خود را غیر ہے  
 لغت : بر سرِ کوک، میرا ہے خود ہو چلا۔  
 ترجمہ : میں جو تیرے کو پہ میں بچھو کر چڑا ہوں تو یہ کسی ضعف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے ہے کہ میں رنگ کا لدا ہوں

بریش فحش از درود و بار برگ راحت است خاک را کشائے ما کرده بایں خیز ہے  
لالت : ریش : گرمانہ برگ راحت : راحت کاسلین۔۔ بایں خیز : جلی سے مرادے اعلیٰ۔۔

ترجمہ : گھر کے دروازہ اور کی اینٹوں کا گرنا باعث راحت ہے، آرام کا سلسلہ ہے، گھر کے گھرے مٹی کو سڑاؤں کی صورت دے دی ہے۔  
توجہ : یعنی اینٹیں سڑاؤں کا کام دے دی ہیں اور یہ راحت کا سلسلہ ہے۔

نقص : گرم کردی درجہ میں ہنگامہ چنگیز ہے  
لفظ : دروازہ باز ہو چکی، تو بازار کی دکان کھل کر ہے۔ کسٹری : کھٹائی  
مراہ قدیم ایران : نوشیروان عادل ہوا اپنے انصاف کی وجہ سے مشہور ہے۔ کسٹری قدیم ایران کے بادشاہوں کا لقب بھی ہے۔

چنگیز : منگول سردار جس نے 618ء تا 1219ء میں اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے ایران کی انصاف سے انصاف بجا دی تھی۔  
ترجمہ : میں نے اس سے کہا کہ تو نے واقعی دنیا میں چنگیز کا ہنگامہ تو گرم کر دیا، اب یہی تو کسٹری یعنی نوشیروان کے بازار کی دکان بھی کھل کر دے گا۔ یعنی تجھے جو دھوکہ آگے چنگیز کا ہنگامہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اسی طرح اگر تو انصاف کی طرف آئے تو نوشیروان کو بھی مات دے گا۔

غالب از خاک کدورت خیز ہندم دل گرفت  
اصغیان ہے، یزد ہے، شیراز ہے، تبریز ہے  
لفظ : خاک کدورت خیز : مٹی سر زمینیں جہاں عداوت ہو یا لوگوں کے دلوں میں غبار ہو۔  
ترجمہ : غالب اپنی کدورت خیز سر زمین سے بھر اہل اب اپنا ہوا گیا ہے، اپنے اصغیان میں ہے، یزد کابل ہے اور شیراز و تبریز ہائے انیس۔ چاروں ایران کے مشہور شہر ہیں۔ گویا غالب کی قاری شاعری کی ہمد میں کوئی قدر نہیں، اس کی قدر ایران میں ہی نہ ہو سکتی ہے۔

## غزل # 17

خشخود شوی چوں دل خشخود نیلایی گرم کہ زیاں ناکر کسی سود نیلایی  
لفظ : خشخود شوی : تو خوش ہو گا۔ گرم : میں دارناہوں۔ زیاں ناکر کسی : تو نے کسی سے نقصان اٹھایا ہے۔ سود نیلایی : تو نے کسی سے حاصل کر کے لایا نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : جب تجھے کوئی ایسا دل ملے گا جو خوشی سے محروم ہے تو تو خوش ہو گا، مجھے ڈر ہے کہ تو نے کسی سے نقصان اٹھایا ہے، تجھے نفع حاصل نہیں ہو سکتا، کسی کو غمزدہ حالت میں دیکھ کر خوش ہونا اچھی بات نہیں، اگرچہ خود کسی سے تکلیف ہی نہیں لے سکتی ہو، پھر بھی یہ رویہ اچھا نہیں۔ نفع اور نقصان میں منعت تضاد ہے۔

از قافلہ گرم روان تو نباشد رفتی کہ بہ سیلش شرر اندو نیلایی  
لفظ : گرم روان : گرم رو کی جمع، تیز رفتاری سے چلنے والے۔ رفتی کہ : وہ سلسلہ جو۔ شرر اندو : چنگیز سے آگے۔  
ترجمہ : وہ سلسلہ جو پانی کی لہروں میں تجھے شرر آگور نہیں دے گا، تو کئی وقت تو تیرے تیز رفتار قافلے دلوں کا نہیں ہے۔ گرم رفتاری کے حوالے سے شرر آگور کہا۔ یعنی گرم رفتاری سے سلسلہ کو آگ لگتی چلے، اگر وہ نہیں تو تو تیرے قافلے کا سلسلہ نہیں ہو سکتا۔

فرقتی ست نہ اندک ز دلم تبدیل تو معذوری اگر حرف سرا زود نیلایی  
لفظ : اندک : تھوڑا۔ معذوری : تو مجھ پر ہے۔ زود نیلایی : جلد نہیں بکھتا۔  
ترجمہ : میرے دل اور تجھے بدل کے درمیان جو فاصلہ ہے، وہ کچھ کم نہیں ہے۔ اس لئے اگر تو میری بات جلد نہیں سمجھتا تو تو مجھ پر ہے۔



کہا جاتا ہے۔ "دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔" اگر عاشق اور محبوب میں یہ راہ نہیں ہے یعنی دونوں طرف سے محبت برابر نہیں ہے تو بات کیو کر رہی سکتی ہے۔ محبوب عاشق کی بات کیو کر کچھ پائے گا۔

برداشتی خدا دلو نظر دوں گنگنم درینہ ما زخم شک سود نیابی  
لغت : نظر دوں گنگنم ہم نظریں جھٹکے ہوئے ہیں (دونوں نگلیں) دوست کی طرح۔۔۔ شک سود: جس پر شک چھڑا گیا ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم خدا اور ذوق پر نظریں جھٹکے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ ہمارے سینے میں تجھے کوئی جیہ زخم نظر نہیں آئے گا جس پر شک چھڑا گیا ہو۔ مطلب یہ کہ زخم پر شک چھڑکنے سے عاشق کو لذت ملتی ہے۔ یہ گویا مصنوعی انداز ہے لذت کا جبکہ ہمیں خدا کی طرف سے ایسے لذتوں کی لذت حاصل ہے جن میں جہاں درد ہے۔

دروید بہ نینہار غصہ دست فشلم در حلقہ ما رقص دف وعود نیابی  
لغت : نینہار غصہ: سانس کا آنا جانا۔۔۔ دست فشلم: ہم ہاتھ ہلاتے ہیں (ادب میں) مجھ میں ہجوم ہجوم کر رہا ہوتا ہے یعنی رقص کرتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم وہد کی حالت میں مجھ میں ہجوم ہجوم کر رہے سانس کے آنے جانے کے مطابق رقص کرتے ہیں۔ ہمارے سینے میں تجھے دف وعود (ساتاروں کے نام) کے ساتھ رقص کرنا نظر نہیں آئے گا۔ یعنی ہمارا سانس ہی ہمارے لئے مڑتا ہے جس کی آواز پر ہم رقص وود کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں کسی ساز کی ضرورت نہیں ہے۔

در مشرب ما خواہش قردوس نجوئی در مجمع ما طالع مسعود نیابی  
لغت : مشرب: مسک اندازہ۔۔۔ نجوئی: تجھے نہیں ملے گی۔۔۔ طالع مسعود: مبارک نصیب، خوش بختی۔۔۔

ترجمہ : تجھے ہمارے مذہب میں جنت کی خواہش نہیں ملے گی اور ہمارے طبقے میں تجھے مبارک نصیب کی کوئی بات نظر نہ آئے گی۔ یعنی ہم اگر کوئی اچھا مل کر رہے ہیں تو قردوس کی خواہش رکھنے بغیر کرتے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں اپنی کم نصیبی کی بات کی ہے۔

در بارہ اندیشہ ما درو بندہ نبی در آتش ہنگامہ ما دوو نیابی  
لغت : بارہ اندیشہ: غم و خیال کی شراب۔۔۔ درو: جھٹ، ہام کے لیے کی بجلی شراب یا میل۔۔۔ دوو: دھواں۔۔۔

ترجمہ : تجھے ہمارے غم و خیال کی شراب میں جھٹ نہ کرے گی اور تجھے ہمارے ہنگاموں کی آگ میں کوئی دھواں نہیں ملے گا۔ ہنگاموں کی آگ یعنی جذبات کی گری۔ مطلب یہ کہ ہمارے غم و خیال اور ہڈے بھی ہر طرح کی آگ دیکھیں گے پاک ہیں۔

چوں آخر حسن است بیا ساز کہ دیگر باہم کشٹے مانع مقصود نیابی  
لغت : آخر حسن است: یعنی حسن کی تباہی ختم ہونے کو ہے۔۔۔ بیا ساز: ہم سے موافقت کر۔۔۔ باہم کشٹے: باہمی کھینچنا۔۔۔ مانع مقصود: مقصود میں رکاوٹ بننے والی۔۔۔

ترجمہ : چونکہ میرا حسن یعنی حسن کی تباہی دو کھٹی اب ختم ہونے کو ہے، اس لئے تو اب ہم سے موافقت کر لے۔ اس طرح ہم میں ایسی کوئی باہمی کھینچنا نہیں ہوگی جو ہمارے مقصود میں کوئی رکاوٹ بن سکے۔

آں شرم کہ در پردہ گری بود، نداری آں شوق کہ در پردہ دری بود نیابی  
لغت : در پردہ گری: پردے میں ہونا پھپھانا۔۔۔

ترجمہ : اب ایک طرف تو تجھ میں وہ شرم نہیں رہی وہ جاب نہیں رہا وہ عشق کے پھانے کے لئے ہو تا تھا وہ سری طرف اپنا شوق جس سے راز کے افشا ہونے کا ڈر ہو، نہیں رہا۔ یعنی دونوں طرف سے معاملہ اب صاف ہو گیا ہے۔

غالب یہ دکانے کہ ہامید کشودیم سربایہ ما جز ہوس سود نیایی  
لغت : کشودیم : ہم نے کھول۔

ترجمہ : غالب ہم نے جو دکان کچھ امیدیں لے کر کھولی تھی اب اس میں ہمارا سربایہ سوائے سود و منافع کی ہوس کے اور کچھ نہیں رہا۔  
یعنی اپنے بچے صرف ہوس ہی ہوس ہے اور کچھ نہیں ہے۔

## غزل # 18

سرمہ خوں است ز دل تکیہ زبیاں ہائے دارم خنجر با تو و گفتن نتوان ہائے

ترجمہ : ہائے افسوس کہ میرے دل سے لے کر زبیاں تک خوں کا ایک چشمہ رواں ہے۔ میں تجھ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہوں، لیکن کہ نہیں سکا لیکن کہنے کی طاقت نہیں رہی۔ ہائے افسوس۔ عاشق کے دل پر غم محبت سے جو کچھ گذر رہی ہے اس کی وجہ سے اس میں طاقت گفتاری نہیں رہی۔

سیرم نتوان کرد ز دیدار کنوایاں نظارہ بود چشم و دل رنگ رواں ہائے

لغت : سیرم نتوان کرد : مجھے تسکین نہیں ہو سکتی۔ کنوایاں : کوئی حق حسین لوگ۔۔۔ رنگ رواں : اڑتی ہوئی ریت۔  
ترجمہ : مجھے حسیں کے دیدار سے تسکین نہیں ہو سکتی۔ نظارہ یعنی حسیں کا دیدار ان کو کیا جہنم ہے جبکہ میرا دل اڑتی ہوئی ریت ہے، ابھی پہلے بھی وہاں ہائے۔ یعنی جہنم کے ٹھکرے اڑتی ہوئی ریت کو کیونکر ترک کر سکتے ہیں۔ عاشق کا دل جو شوق و محبت کا ہے وہ کشتہ ہے اسے رنگ رواں سے تشبیہ دی ہے۔

ذوقے ست دریں مویہ کہ بر نقش منسج ہا دل شدہ بچا کوئے ہمہ داں ہائے

لغت : مویہ : گریہ و زاری۔۔۔ منسج : من است اش اسے میری لاش۔۔۔ دل شدہ : عاشق۔  
ترجمہ : میری لاش پر وہ محبوب جس انداز میں گریہ و زاری کر رہا ہے اس میں ایک خاص کیف و لذت ہے۔ اور اس کی یہ فریاد و گریہ کچھ یوں ہے کہ افسوس یہ عشق کا لہرا ہوا انسان (یعنی عاشق) جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کہتا کچھ نہیں جانتا (اگرچہ جانتا ہے) ہائے۔

در خلوت تبوت نہ رفت است ز یادم بر تخته در دوختہ چشم گمراں ہائے

لغت : تختہ در : دروازے کا پتہ، کواڑ۔۔۔ تبوت : وہ صندوق جس میں مویہ کی لاش رکھتے ہیں۔۔۔ دوختہ چشم گمراں : دیکھتی ہوئی آنکھیں جو دروازے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔

ترجمہ : ہائے اچھے تبوت کی حفاظت میں بھی اس کی وہ دروازے کے پیچھے لگی ہوئی آنکھیں نہیں بھول رہیں۔ یعنی عاشق کی لاش تبوت میں رکھی جا رہی ہے اور محبوب دروازے کے پیچھے کھڑا غمزہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اب عاشق کو یہ منظر تبوت میں نہیں بھول رہا۔

اے فتویٰ ناگاہی مستان کہ تو باشی مستلب شب جمعہ ماہ رمضان ہائے

ترجمہ : ہائے ادب! مستان کو بدہ نوشی سے روکنے کا فتویٰ ناگل ناگام ہو جائے گا پہل تو ماہ رمضان میں جمعہ کی رات کا چاند بن کر سامنے آئے گا۔ ایک ترجمہ یعنی چھٹی رات پھر حسین محبوب کا مہر ہو گا اگرچہ وہ چاند رات ہو گی تو اس صورت میں کون ایسا بدہ نوش ہو گا کہ

کسی بدو نوشی سے روکنے کے فتنی کی پروا کرے گا۔ غالب شب بہتاب میں کسی نہ کسی بہانے شراب پیتے ہیں :

ہنی جس قدر طے شب متاب میں شراب اس بلقی مزاج کو گرمی ہی اس ہے  
با داور ناگفتہ شنو رفت حواست دروے کہ بہ گفتش نہ پذیرفت گراں ہائے  
نعت : داور ناگفتہ شنو : ایسا مصنف جو بغیر کے فریاد میں لیتا ہے۔ گراں : بوجہ۔

ترجمہ : اس داور ناگفتہ شنو کے ساتھ تیرے حوالے سے بات ہوئی ہے، بالقی اس سے اپنے ایسے دکھ درد بیان کئے ہیں جن کے بیان کرنے کو اس نے گراں نہیں پایا۔ شعر یکہ واضح نہیں ہے۔ صوفی مروجہ نے ”داور“ کی بجائے ”یادآور“ لکھا ہے جس کا یہاں کوئی مقام نہیں بنتا۔ مگر ترجمہ وغیرہ بالکل گول کر دیا ہے، صرف شعر نقل کیا ہے۔

ازدخت و سر چشمہ کوثر چہ کشاید خوں گشتہ دل و دیدہ خوباہ فشاں ہائے  
نعت : چہ کشاید : کیا کھلے گا کیا نازکی لے گی۔ خوں گشتہ دل : خون ہوا دل۔ خوباہ فشاں : خون کے آنسو بہانے والی۔

ترجمہ : بھلا غم محبت میں میرے خون شدہ اس دل اور خون کے آنسو بہانے والی آنکھوں کو دخت اور چشمہ کوثر سے کیا حاصل ہو گا انہیں وہاں کیا نازکی میرا آنے کی، انہیں س ہائے کچھ بھی میرے نہ آئے گا۔ یعنی عاشق کے لئے تو محبوب کا قرب ہی سب کچھ ہے، وہاں میرا نہیں آئے گا۔

در زمزمہ از پردہ و خنجر گدشتیم رامنگری شوق بہ آہنگ فغان ہائے

نعت : زمزمہ : وہ جگہ (ذہنی کیفیت) جہاں آتش پرست بھی لے میں گاتے ہیں۔ پردہ : سر۔ لے۔ رامنگری : فخر سرائی۔ پردہ و خنجر : سرکل۔ گدشتیم : ہم گزر گئے یعنی بے نیاز ہو گئے۔

ترجمہ : محبت کا زہر لگاتے ہوئے ہم سرکل سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ عشق و محبت کی فخر سرائی فریاد و فغان ہی کی لے اور سر میں ہوتی ہے۔ ہائے : گویا عاشق کے لئے اسی فریاد و فغان میں فتنے کی ہی لذت ہے۔

سیماب تنے کز رم برق است نموش گردیدہ مرا مایہ آرامش جاں ہائے

نعت : سیماب جڑ : جس کے جسم میں پارے کی سی بے قراری ہو۔۔۔ رم برق : بجلی کی سی تیزی۔ نموش : نعلین، طبیعت، فیر۔۔۔ مایہ : آرامش جان، جاں کے سکون و آرامش کا سہیلہ، دوسیلہ بنا ہوا ہے۔ ہائے : رم

ترجمہ : وہ سیماب تنے محبوب، جس کے فیری میں برق رفتاری ہے، میری جان کے سکون و راحت کا سہیلہ دوسیلہ بنا ہوا ہے۔ ہائے : رم اور آرامش میں صحت فساد ہے۔

غالب بدل آویز کہ در کار کہ شوق نقشے ست دریں پردہ بعد پردہ نعلی ہائے

نعت : بدل آویز : دل سے لپٹ جا۔ کار کہ شوق : عشق کا کارخانہ۔۔۔ دریں : اس میں، جہاں اس دل میں۔۔۔  
ترجمہ : اے غالب! تو اپنے دل سے لپٹ جا، کیونکہ اس کار کہ شوق و محبت میں، اس دل میں نیکیوں پر دلوں کے اندر پردے میں پردہ در پردہ ایک عقل پنل ہے۔ ہائے یعنی دل ایک خزانہ ہے جس کے اندر عشق و محبت کے اسرار پوشیدہ ہیں۔ ایک عقل سے مراد محبوب عقلی ہے۔ جو دل کی گمرانی میں چھاپا بیٹھا ہے۔

## غزل # 19

زاہد کہ دمہد چہ و عراب کبائی؟ عید است و دم صبح سے تپ کبائی؟  
 لغت : کہ : کون ہے۔۔۔ چہ : کیا ہے۔۔۔ کبائی : تو کس ہے۔۔۔

ترجمہ : زاہد کون ہے؟ اور دمہد کیا ہے، اور عراب تو کس ہے، یعنی صواب کس کی؟ اگر اُنہیں کون جانتا ہے۔۔۔ عید کا دن ہے، صبح کا وقت ہے۔۔۔ اے غافل شراب تو کس ہے؟ یعنی عید کے دن تو تم کھل کر شراب پیتے۔۔۔ آج عراب و دمہد کی بات چلو۔۔۔

دیرا ز حباب آبلہ ہائے طلب تست نور نظر، اے گوہر ثیاب، کبائی؟  
 لغت : آبلہ : چھلا۔۔۔ گوہر ثیاب : وہ موتی جو نہ ہوتا ہو یعنی بہت نادر و قیمتی موتی۔۔۔ حباب : چلیے۔۔۔

ترجمہ : تیری طلب و خواہش میں سمندر کے پانی میں ابلوں کے چھالے پڑ گئے ہیں۔۔۔ اے میرے نورِ نظر اور میرے گوہرِ ثیاب! تو کس ہے؟ محبوب سے غفلت ہے سمندر اور حباب کے حوالے سے اپنے محبوب کو گوہرِ ثیاب کہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صنعت براہِ راست الاحتمال ہے۔ یعنی شعر میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جن کا آپس میں تعلق ہو حباب اور دیرا اور گوہر۔

بوسے گل و خبنم نسزد کلب مارا صرصر تو کبار فقی و سیلاب کبائی؟  
 لغت : نسزد : لائق نہیں ہے۔۔۔ کلب : بھونپڑی۔۔۔ صرصر : طوفانی ہوا آنے لگی۔۔۔

ترجمہ : ہمارے بھونپڑی (مجموعہ) خاندانِ پھولوں کی خوشبو اور خبنم کے لائق نہیں ہے اس میں یہ چیزیں نہیں سمجھیں۔ اے طوفانی ہوا تو کس چلی گئی ہے اور اے سیلاب تو کس ہے؟ یعنی ہمارے غم تلے کو ان چیزوں کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسے اٹا دے اور ہالے جائیں۔

حشر است و خدا داور و ہنگامہ پیاپیاں اے شکوہ بے مری احباب، کبائی؟  
 لغت : داور : منصف، انصاف کرنے والا۔۔۔ ہنگامہ پیاپیاں : ہنگامہ ختم ہونے والا ہے۔۔۔

ترجمہ : حشر یعنی قیامت ہوا ہوئی، خدا اے داور کی عدالت منتظر ہوئی اور یہ ہنگامہ بھی اب گویا ختم ہونے کو ہے۔ احباب یعنی دوستوں و عزیزوں کی بے مری کے شکوے تو کس ہے؟ مطلب یہ کہ زندگی میں تو ان سے یہ شکوہ نہ کر سکے اور اب روزِ قیامت خدا کے سامنے یہ بات ہی زبان پر نہیں آسکی۔ بے مری احباب کا شکوہ ہر کسی کو ہے۔ چنانچہ بقول سعدی:

کس نیا وقت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرو  
 حقیقہ باند مری!

دیکھا جو کہا کے تیر کہیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی  
 خود بقول غالب!

کموں کیا خوبی اوضاع ابتلاے نیاں غالب بدی کی اس نے جس سے کی تھی ہم نے بار بار ہانگی  
 غالب ہی کے بقول!

گر دہم شرح شمعائے عزیزاں غالب رسم امید تہا ز جہاں بر خیزد  
 بیلور شلو غلرا!

جہاں میں اور تو اڑتے ہیں غیر سے، لیکن نظر رہے ہے مجھے آشنا سے خوف و خطر  
خانقاہ غالب یا صاحب نے صوبی بہت کی ہے :

مرا ز روز قیامت غمے کہ بہت نیست کہ روے مردم عالم دوبارہ باید دید  
آں شور کہ گرداب جگر داشت، ندارد اے تخت دل غرق بخواب کھائی؟  
نعت : خود مراد ظنون کے چھیلے، ظالم۔ گرداب۔ بخنور۔

ترجمہ : وہ ظالم جو جگر کے بخنور میں ہوا تھا اب نہیں رہا۔ اے خون میں ڈوبے ہوئے دل کے نگار تم کہیں ہو۔ مطلب یہ کہ جب تک  
جگر میں خون کا جوش رہا تھا خون کے آنسو بہا رہا۔ اب جوش ختم ہونے سے اس کا صرف بجھا ہوا دل خون میں چاہے۔  
با گری ہنگامہ خواہش نہ شکیم آتش پہ شیش زوم اے آپ کھائی؟  
نعت : نہ شکیم مجھے میر نہیں آئے۔ شیش : خواب گاہ۔ آپ : پانی مراد محبوب۔

ترجمہ : خواہشوں کے جھوم کی گری سے مجھے میرد و سکون میر نہیں ہوا۔ میں نے اپنی خواب گاہ کو آگ لگا دی۔ اے پانی تو کہیں ہے۔  
مطلب یہ کہ عاشق اپنے محبوب کے انتظار میں اپنی خواب گاہ کو جھلے بجھا تھا۔ شوق کی گری نے آگ بجھائی جس سے سہلا کا سا دل جل  
گیا۔ اب وہ محبوب سے (جسے پانی کہا ہے) کہتا ہے کہ اب تو آ جا تاکہ یہ آگ بجھادی ہو۔  
چوں نیست شک سائی اشکم بہ فغانم کالے روشنی دیدہ بخواب کھائی؟

نعت : شک سائی : شک لگے۔ بہ فغانم : میں فغان میں ہوں، یعنی فریاد کر رہا ہوں۔  
ترجمہ : اب جب میرے آنسوؤں میں وہ چمکی سی چھلکی نہیں رہی تو میں فریاد و فغان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اے میری بے خواب  
آنکھوں کی روشنی تو کہیں ہے؟ گویا آنسوؤں کی چھلکی عاشق کی آنکھوں کے لئے روشنی تھی۔ محبوب کے دھڑ دھڑانے سے وہ رات رات بھر  
جاگ کر آنسو بہا رہا۔ اب یہ کیفیت ختم ہو چکی ہے۔

نواہی اجڑاے نفس دیر ندارد ازل نہ دی، داغ جگر تپ کھائی؟  
نعت : نواہی : غصے، لگایا، غوطہ دہی۔ نہ دی : تو ابھر نہیں رہا۔ نفس : سانس۔ جگر تپ : جگر کو روشن کرنے والا۔  
ترجمہ : سانس کے اجڑا میں غوطہ لٹی کرتے وہ نہیں گئی۔ اے جگر کو روشن کرنے والے داغ تو دل سے ابھر کر نہیں آ رہے تو کہیں ہے؟  
یعنی سانس کا سلسلہ دیر تک چلے رہا نہیں ہے، داغ کو دل سے ابھر کر باہر آنا چاہئے تھا لیکن جب ایسا نہیں ہوا تو پھر داغ جگری باہر آ کر چاہے  
اثر دکھائے۔ نفس کی کہانی اب نہیں ہو رہی۔

شورے ست نوا ریزی تار نفسم را پیدا نہ ای، اے جنبش مضرب کھائی؟  
نعت : شورے : شور مچا رہی، نغمے، امرت۔ پیدا نہ ای : تو ابھر رہا نہیں ہے، نظر نہیں آ رہی۔ جنبش مضرب : مضرب کا ساز کے  
تاروں کو ہلچل کرتے (دھارنے کا عمل)۔

ترجمہ : میرے سانس کے تاروں میں سے نغمے کا شور اٹھ رہا ہے۔ میرے اسی ساز کے تاروں کو ہلچل کرتے دھارنے والی مضرب تو ابھر  
نہیں ہو رہی (نظر نہیں آ رہی) تو کہیں ہے؟ مراد یہ ہے کہ دل سے درد بھری آواز ہی بلند ہو رہی ہیں۔ دل گویا ساز ہے جسے مضرب یعنی  
محبوب نے ہلچل کر رکھا ہے لیکن وہ خود کیس نظر نہیں آ رہا۔

بختے بہ گوسلہ پر سناں بدینضا غالب بہ خن صاحب فریب کھائی؟

لفت : گوسلہ پر حمل : گائے کے چمڑے کی پوجا کرنے والے، سامری، والے گوسلہ کی طرف اشارہ ہے۔۔۔ یہ بڑا روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مجرور قہر وہ عیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو وہ روشن ہو آس سے وہ ہر طرح کے محروم و کافور کا ذکر کرتے۔ صاحب فرمایا: بکھر مریہ۔۔۔

ترجمہ : اے صاحب! ذکر و شعرو شامی میں بکھر مریہ ثابت ہوا ہے، تو کہیں ہے؟ اور ان گوسلہ پر حملوں (امراؤں) سے شعرا کو اپنا بیڑا یعنی کام دکھاؤ، تاکہ ان کے کام کی بے اہمیتی ثابت ہو جائے۔ گوسلہ سامری سے متعلق ایک جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔

## غزل #20

دل کہ از من مر ترا فرجام تنگ آرد ہی بر سر راہ تو ہائو شیم بنگ آرد ہی

لفت : فرجام: انجام، حقیقت۔ تنگ: بدھی، رسول۔۔۔ ہائو شیم بنگ آرد: مجھے خود سے لڑنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا دل جو آخر کار میری رسولی و بدھائی کا باعث بن رہا ہے، جب میں میری طرف آ رہا ہوں تو ہی دل مجھے خواہنے آپ سے لڑتا ہے۔ عاشق کا محبوب کی نگاہ میں جانا اس (محبوب) کی رسولانی کا باعث ہے، لیکن عاشق جب پھر بھی اور محروم ہو رہا ہے تو اس کا دل اسے برا بھلا کہتا ہے۔ یعنی تو کو مر کیوں جا رہا ہے۔

بچہ نازک اور ایش را نگارے دیگر است خون کند دل را تخت آنکہ پھنگ آرد ہی

لفت : نگارے: ایک یا خاص مرئی۔۔۔ تخت: پہلے۔۔۔

ترجمہ : اس کے نازک اور اچھے کی مرئی، آرائش کے لئے نہیں ہے، بلکہ وہ کچھ اور ہی ہے۔ (وہ اس طرح کے اپنے) عاشق کا دل خون کر رہا ہے۔ میرا دل بھی میں لے لیتا ہے (تو یہ وہ مرئی ہے)۔ کہہ کر اس سے پہلے کہ وہ کسی کا دل سولے اس کے دل کی حالت ٹیڑھ ہو جاتی ہے۔

بوسہ گر خواہی بدیں تنگی بہ پیچید تنگ تنگ عذر اگر باید مستی، رنگ رنگ آرد ہی

لفت : تنگی: خوشی۔۔۔ بہ پیچید تنگ تنگ: بہت سی پیچید و تنگ کمانا ہے۔۔۔ رنگ رنگ: طرح طرح کے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اس سے بوسہ طلب کرے، تو تمام تر خوشی کے پادشاہ وہ بہت سی پیچید و تنگ کمانے لگتا ہے اور اگر اسے مستی میں کوئی عذر بھی پیش کرنا پڑے تو وہ طرح طرح کے عذر پیش کرنے لگتا ہے۔ گویا وہ نہیں چاہتا کہ عاشق اس کے نزدیک آئے۔

آنکہ جوید از تو شرم و آنکہ خواہد از تو سر تقویٰ از میخانہ و داواز فرنگ آرد ہی

لفت : جوید: تلاش کرنا، طلب کرنا ہے، توقع رکھنا ہے۔۔۔ داوا: انصاف۔۔۔ فرنگ: انگریز۔۔۔

ترجمہ : وہ جو تجھ سے کسی شرم و حجاب کی توقع رکھتا ہو جو تجھ سے محبت کا طالب ہو رہا ہے، وہ گویا بھلائے سے تجھ سے بیزگاری کی اور فرنگ سے انصاف کی توقع رکھتا ہے۔ یعنی جس طرح بھلائے میں تقویٰ کا طالب ہونا باطل محسن نہیں اور انگریز سے کسی انصاف کی قطعاً توقع نہیں اسی طرح تجھ (محبوب) سے شرم اور محبت کی توقع رکھنا محسن نہیں۔

بازوے تیج آزمائے داشتی، انصاف نیست کز تو ختم مژدہ زخم خدنگ آرد ہی

لفت : بازوے تیج آزمائے: تمہارا آزمائے والا بازو۔۔۔ خدنگ: تیر۔۔۔

ترجمہ : تیرا ہاتھ تو کھوار کی آزمائش کرنے یعنی چلانے والا ہے۔ میرے اوصاف میں ہے کہ تیری طرف سے میرے لیے کوئی کام کی خوشخبری ملے۔ لیکن جب تو کھوار چلا سکتا ہے تو میرے لیے کتنے کام کا نظم ٹاکر مجھے لذت بھی حاصل ہو۔

گرمہ : درخت کی دہان دوست، چشم و دشمن است ازچہ رو بر کام جویاں کارنگ آرد بھی  
لغت : ازچہ رو تو پھر کس لئے۔۔۔ کام جویاں : کام جو کی وجہ، آرزو حاصل کرنے والے، خواہش مند، آرزو مند یعنی مشتاق۔۔۔

ترجمہ : اگر دوست (محبوب) کا دہان اپنے نگہ ہونے کے باعث دشمن کی آنکھ کی طرح نہیں ہے (وہی انگ نہیں ہے) تو پھر کس لئے وہ اپنے آرزو مندوں (دشمنوں) کی خواہشات پوری کرنے میں تگلی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ دشمن کی نگہ چشمی اور محبوب کی نگہ دہانی مشورہ ہے اسی سولے سے "کارنگ آرد" استعمال کیا ہے۔ محبوب کے دہان نگہ کو دیکھ کر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ دہان مل کر رہا ہے۔ بقول فرید الدین عطار نیشاپوری :

کے تو اں گفت از دہان تو سخن زانکہ صورت نیست آن جز معنوی

انجربہ دہان کے بارے میں یہ گھر کہہ کا جا سکتا ہے کہ وہ تو محض ایک معنوی صورت ہے، یعنی ان کا نگہ ہے کہ نظر نہیں آتا۔

تا در آں کیفیت شوم پیش شیداں شرمسار رنجود بیوہ در قلم درنگ آرد بھی

لغت : آں کہتہ : وہ دنیا، آخرت۔۔۔ رنجود : وہ گلا رہا ہے۔۔۔ درنگ آرد بھی : دریا تاخیر سے کام لیتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : وہ اس خیال سے کہ اس دنیا آخرت میں شیداں شیداں یعنی عاشقوں کے سامنے مجھے شرمندگی سے دوچار ہو جائے، مجھ سے گزرا ہوا میرے قلم میں لے کر آیا (وہ) تاخیر سے کام لے رہا ہے۔

خواہم در بند خویش، اما بفرجام بلا حلقہ دام من از کام رنگ آرد بھی

لغت : خواہم : وہ چاہتا ہے مجھے۔۔۔ بفرجام : آخر کار۔۔۔ کام رنگ : گھر کا مصل۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے اپنی قید میں رکھنا چاہتا ہے لیکن آخر کار سب سے بہتر یہ ہے کہ میرے چاہنے کے لئے اپنے چل کا مصل گھر کے مصل سے نکال دیا جائے۔ ظاہر ہے گھر کے مصل میں ہو، بہت ہی مصیبت ہے، اسی لئے محبوب نے عاشق کے لئے اس کا مصل دام بنا دیا ہے۔

ہم چنل در بند سلمان مرادش گئے گربچہ شیشہ بخت از دوست سنگ آرد بھی

لغت : ہم چنل : اس طرح۔۔۔ گئے : گئے، یعنی ختم، میں خیال کروں گا میں کہوں گا۔۔۔

ترجمہ : اگر میرا دوست محبوب کی جانب سے میرے لئے شیشہ کی بجائے پتھر لے آئے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی میرے محبوب کی آرزوئی کے مصل کی ایک کڑی ہے۔ گویا محبوب کی طرف سے پتھر بھی میرے لئے بہت کچھ ہے۔ گویا "ہرچہ از دوست رسوا خوب است" یا یہ کہ :

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

چشم نلقے سرمد جوے و روے غالب در میاں در رہش اندیشہ با بدم چنگ آرد بھی

لغت : سرمد جوے : سرے کی غالب سرے کی خواہش مند، سرے کی تلاش میں۔۔۔ بلام : ہوا کے ساتھ مجھے۔۔۔ چنگ آرد : لڑتا ہے۔۔۔  
اندیشہ : خیال، تصور۔۔۔

ترجمہ : بہت سے لوگوں کی آنکھیں سرے کی تلاش میں ہیں اور غالب کا چہرہ در میان میں ہے، اور در میان میں کڑا ہے اس دوست کی راہ میں پڑتے پڑتے میرا تصور و خیال مجھے ہوا سے لڑتا ہے۔ ہوا چلنے سے گرد لڑتی اور آنکھوں میں پڑتی ہے۔ چنانچہ محبوب کے کوچے کی گرد

اس کے چاہنے والوں کی آنکھوں کے لئے سرمہ ہے۔ غالب کو ہوا پر فخر آ رہا ہے کہ وہ یہ مٹی کیوں اڑا رہی ہے جو دوسروں کی آنکھوں کا سرمہ بن رہی ہے، جبکہ یہ مٹی اس کے چہرے پر چڑی چاہئے۔

## غزل "21"

دیدہ در آنکہ نمود دل بہ شمار دلبری دور دل سنگ نگر و قص بیان آذری

لغت : دیدہ دور: بصیرت والا۔۔۔ نمود دل: دل پہ رکھے، تصور کرنے لگے۔۔۔ نگر: دیکھے۔۔۔ بیان آذری: آذر کے تراشے ہوئے بیت، آذر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچا ہوا اپنے دور کائنات پر بہت تراش اوریت پرست تھا، آذری، اُس کے ساتھ ہے، اُس کے ساتھ جیسا کہ صوفی مرحوم کی کتاب میں ہے، غلط ہے کیونکہ آذر، ذہل کے ساتھ، یعنی آگ ہے۔۔۔

ترجمہ : صاحب بصیرت و نظر وی ہے کہ جب وہ دلبری و محبت کا تصور دہن میں لانے لگے تو اسے چہرے کے اندر اپنی دل میں ابھی بیان آذری رقص کرتے ہوئے نظر آئیں۔ گویا صاحب بصیرت کو چہرہ اس سے بہت تراشے جاتے ہیں یا میں بھی بہت نظر آتا ہے جو چہرے کے حسن کی علامت بنتا ہے۔ اس طرح گویا ہر چیز میں اپنا ایک حسن ہے۔ یا کائنات کی ہر شے میں اپنا ایک حسن ہے۔

فیض نتیجہ ورع از سے و نقد باقیم زہرہ ماہریں افق دادہ فروغ مشتری

لغت : ورع: پرہیزگاری، تقویٰ۔۔۔ زہرہ: ایک ستارہ ہے، دھماکہ لگے بھی کہتے ہیں، روایت کے مطابق یہ قدم شریعت کی ایک صفیں دھماکہ تھی جس پر وہ فرشتے ہر وقت اور ہر وقت حاضر ہو کر خطاب افق کا فخر ہوئے، انہیں چاہ بل میں الٹا لٹکا دیا گیا اور وہ دھماکہ آسمان کا ستارہ بن گئی۔ مشتری: ایک مہارگ ستارہ جو چھنے آسمان پر ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمیں سے و نقد سے وہی فیض حاصل ہوا جو پرہیزگاری و زہد سے حاصل ہوتا ہے۔ اس افق پر ہمارے ستارہ زہرہ نے مشتری کی سی چمک اور روشنی دی۔ سے و نقد کو افق کہا ہے اور فیض کے لئے مشتری کا ستارہ استعمال کیا ہے۔ یعنی سے و نقد ہی کے طفیل ہمارے ستارہ چمکے۔

تا نبودہ لطف و قہر، پنج بمانہ در میاں شکر گرفت نار سا شکوہ شمرہ سرری

لغت : لطف و قہر: کرم اور خطاب۔۔۔ نار سا ہے اثر۔۔۔ شمرہ: سمجھا، سمجھاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ ذات ہادی اللہ شکر کو بے اثر چلاتا اور شکوہ کو سرری یعنی بے جا سمجھاتا ہے، تاکہ اس کے کرم اور خطاب کے لئے کوئی بمانہ یعنی باعث و سبب درمیان میں نہ رہے۔ مطلب یہ کہ خداوند کریم کی ذات اقدس بے نیاز ہے، اس کے کرم اور قہر کا کوئی سبب نہیں ہے۔

اے تو کہ پنج ذرہ را جزیرہ تو روے نیست در طہبت تو اس گرفت باویہ را بہ راہری

لغت : روے نیست: توجہ نہیں ہے، مرغ نہیں ہے۔۔۔ در طہبت: تجھے طلب کرنے میں، تجھے تلاش کرنے میں اس سے پہلے شعر، اس شعر اور اگلے اشعار میں خدا سے خطاب ہے۔۔۔

ترجمہ : تیری ذات، وہ ذات ہے کہ اس کائنات کے ہر اُسے کا رخ مجھے سوا اور کسی کی طرف نہیں ہے۔ تیری تلاش کے لئے خود بیاباں سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یعنی بیابانِ زندگی و عمل کی رہنمائی کرتا ہے۔ گویا کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا جلوہ کار فرمایا ہے۔ اسے دیکھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ بقرآن سعدی!



برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر دوسرے دفتر بہت معرفت کردگار  
ہر کہ دل است در برش، داغ تو رویدش ز دل تا چو بد بگرے دہد باز بری بدآوری  
نعت : در برش اس کے سینے میں۔۔۔ رویدش ز دل اس کے دل سے ابھرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جس کسی کے بھی سینے میں دل ہے، ہماری محبت کا داغ اس کے دل سے اپنے آپ ابھرتا ہے، چاہے اگر وہ کسی اور کو دل دے بھی دے تو تو دعویٰ کرے اس سے واپس لے لے۔ گویا انسان اگر کسی اور طرف لپکا ہوا محب کی طرف ہانک ہو جائے تو آخر کار اسی کی طرف حجب ہو جاتا ہے۔ ہمارے حقیقت کی طرف رخ کرتا ہے۔ صوفیائے ہمارا حقیقت کا دل قرار دیا ہے۔ "ہمارا خطرہ حقیقت" بس کہ یہ فن عاشقی غیرت غیر جاں گزراست با تو خوشم کہ جز تو نیست روے ہر کہ آوری

نعت : جاں گزراست : جاں کو کاٹنے والی ہے، جاں کا دو گ ہے۔

ترجمہ : عاشقی کے طریق غیر کا رشک بہت جاں گزا ہوتا ہے۔ میں تجھ سے خوش ہوں کہ تو کسی کی طرف بھی رخ اور توجہ کرے تو وہ صرف ہماری ہی ذات ہو گی اور کوئی نہیں ہو گا۔ اس میں وحدت الوجود کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ خدا کے عشق میں اس کے کسی شریک کا تصور ناممکن ہے۔ کائنات کا ہر وجود اسی کا وجود ہے۔ یعنی صرف اسی کا جلوہ کار فرما ہے۔

رشک ملک چہ در چہا چوں بتو رہ نمی برد پیسہ در ہواے تو ی پرو از سبک سری  
نعت : چہ در چہا کیا ہے اور کیوں۔۔۔ پیسہ بیسہ، فضول، بے فنی، بے فائدہ۔۔۔ سبک سری اوچھا پن، کم حوصلگی، چہ : کیا ملک نام لارل پر زبیر فرشتہ۔۔۔

ترجمہ : فرشتے کا رشک کیا اور کیوں؟ غلط اور فضول بات ہے، چہ تک اس افریقہ کی تجھ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ ہماری خواہش میں اپنی سبک سری کی بنا پر، غمی اڑ رہا ہے۔ فرشتوں کے پر ہوتے ہیں اسی لئے کاکڑ کو غمی اڑانا ہے۔

حیف کہ من بخوں چیم وز تو خن رود کہ "تو اشک بدیدہ شمری نامہ بہ سینہ بگری"   
نعت : حیف : افسوس۔۔۔ بخوں بچہ : طوں میں رہا ہوں۔۔۔ وز تو خن رود : تیرے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔۔۔ شمری : تو کتنا ہے۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ میں تو خن میں رہا ہوں اور تیرے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ تو انسان کے آنسوؤں کی آنکھوں میں من لینے اور اس کا جلوہ فرما داس کے سینے میں دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظائری مسکت میں سے یہ دوستی ہیں۔ طیم رحمت جانتے دلاؤ اور بصیرت دیکھنے والا۔ مطلب یہ کہ ہماری ذات تو ہرچیز اور ہر بات اخلاص و دل کی ہوا کو پوری طرح دیکھنے اور جاننے والا ہے۔ ہماری تخلیق فطرتوں کا بری طرح فکار ہوں۔ گویا میری طرف توجہ فرما اور ان فطرتوں کو کھولنے سے مجھے بہت دلا۔

کوثر اگر بمن رسد خاک خورم زبے نمی طوبی اگر زمن شود بیمہ کشم زبے بری  
نعت : بیمہ کشم : میں ایچہ من جانوں۔۔۔ بے بری : بے شرمی، بھل نہ رہا۔۔۔

ترجمہ : اگر کوثر رحمت کی بجائے مجھ تک پہنچے تو میں اس کی بے فنی کے باعث اسے خاک سمجھ کر پھاںک لوں۔ اور اگر طوبی رحمت کا ایک درست ایہرا ہو جائے تو اس کے بے شرم ہونے کی بنا پر میں اس کا ایچہ من جانوں۔ گویا شمر کے لئے کوثر طوبی کی کوئی اہمیت نہیں ہے، یا اسے ان سے کوئی دلچسپی اور خواہش نہیں ہے۔

درد ترا بوقت جنگ قلعہ تمنتی فکر مرا بر سر زنگ آئینہ سکندری

لغت : قاصد، قصصی، قصص کا دستور، اعجاز، قصص، امیون کے مشورہ پہلو، وحتم کا لقب، احم، طاقتور، حق، جسم یعنی طاقتور جسم والا،  
ذکورہ۔۔۔ آئینہ سکھری: اس سکھری کو پانی کا آئینہ کہتے ہیں سب سے پہلے اس نے لوہے سے آئینہ بنایا تھا۔۔۔

ترجمہ : حیرا درو عاشقوں سے جنگ کے موقع پر وحتم قصص کا سا اعجاز رکھتا ہے، یعنی اس میں جی تو پانی ہوتا ہے، جبکہ میرا شعری فکر اس کے رنگ کے لیے آئینہ سکھری کی مانند روشنی اور چمکتا ہے۔ محبوب حقیقی سے اپنی بے حد وابستگی اور اس حوالے سے اپنے شاعرانہ افکار کو بے حد روشنی کرتا ہے۔ درو کو گواہ رنگ ہے اور فکر آئینہ سکھری، اس رنگ کے لیے شاعرانہ افکار روشنی ہیں۔ اساطیری شخصیات سے احتیاط کیا ہے۔

ضمیمہ از گداڑ دل در جگر آتش چہ بیل غلب اگر دم خن رو خمیر من بری  
لغت : ضمیمہ، یعنی ام، دو ٹوٹے دیکھے گئے۔

ترجمہ : اسے غلب اگر شعری تخلیق کے وقت میرے خمیر تک تیری رسائی ہو تو تو دیکھے گا کہ میرے دل کے گداڑ کے سبب میرے جگر میں آگ کا ایک طوفان برپا ہے، آگ خوب بھڑک رہی ہے۔ یعنی شعر کتنا کوئی آسمان بات نہیں اس کے لئے دل گداڑ کا گناہ ہے:  
ابو طالب بلیم!

می خیم در زیرایے فکر کرسی از سپر تابکث می آدم یک معنی بر جنت را  
دہی میری ادب، امیون شاعرانہ

ذخون رنگین بود چوں برگ گل اور اقا میں دفتر مصیبت بندہ ولہاست دیوانے کہ من دارم  
میر تقی میر!

ہم کو شاعرانہ کو میر کہ صاحب ہم نے درو دغم کتنے کئے جمع تو دیوان ہوا  
علی!

خنگ میروں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت  
خود غلب کے بقول!

حسن فروغ شمع خن دور ہے اسد پہلے دل گداخت پیدا کرے کوئی

## غزل # 22

زبس کہ باتو ہر شیوہ آشنائے بہ عشق مرکز پر کار فتنہ ہائے

لغت : آشنائے: میں آگاہوں۔۔۔ شے: است، ۱۴۰۰ء میں ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے ہرگز ادا کرتا ہوں کہ تجھے عشق کے نیچے میں عشقوں کے پر کار کامرکز کا ہوا ہوں۔ یعنی تجری ہر ایک فتنہ ہے، اور ان سے آگاہ ہونے کی بنا پر میں عشقوں کا مصیبتوں میں گھر کے رہ گیا ہوں۔

اسید گدا من دہجو من ہزار یکست ز رشک در صدد ترک دعائے

لفت : امید گناہ مرکز امید یا مرکز توجہ۔ نہ در حدود توجہ اور نہ در ہوا۔

ترجمہ : میری اور میرے جیسے بڑا ہوں (عاشقوں) کی امید گناہ ایک ہی ہے۔ میں اس رنگ کے پھٹ کے اور بھی تجھ سے امیدیں اور آسپیں لگائے بیٹھے ہیں یہ اور نہ کہ رہا ہوں کہ میں ترک مقصود و دعا کی کروں۔ لیکن چونکہ اس صورت میں تیری توجہ میری طرف حاصل نہ ہو گی اس لئے صاحب کی کھتا ہوں کہ تجھ سے اپنی کسی خواہش کا اظہار نہ کروں۔

خن ز دشمن و غم ہائے ناگوارش نیست ز دوست داغ تنہاے ناروائے  
ترجمہ : دشمن (دشمن) کے ناگوار و کموں کی بات پھر اور میں تو دوست یعنی محبوب کے ناروا (ناگوار) استغاثوں کا جا ہوا ہوں۔ یعنی رقیب سے مجھے کیا سروکار اس سے جو کہ ہو آہ ہو آہ ہے میں تو اپنی بات کہتا ہوں کہ محبوب نے کسی قدر ناروا حکم کر کے مجھے ناروا کہا ہے۔  
دست گلوے و طامت صبح وقتہ کیر چہ شد کہ چچ کسم بندہ خدا تھے  
لفت : دست غریب ہا صل۔۔ صبح مت سوچ۔۔ وقتہ کیر: ہنگام پیرا نہ کر۔۔ چچ کسم: میں ناچ ہوں۔۔

ترجمہ : تو اپنے غم و غور کے بدلے یا صلے کی بات نہ کر اور طامت کے انداز میں مت سوچ اورے انداز میں مت سوچ اور ہنگامے بجا نہ کر اگر میں ناچ ہوں تو کیا ہوا آخر خدا کا بندہ تو ہوں۔ غلامی مولوی ہے کہ تو یہ مت سوچ کہ تجھے میرے قتل پر کوئی خون بہاؤ بچے گیا یا یہ کہ میں ایک ناچیز انسان ہوں مجھے قتل کیا کہ یہ دوسرے انسان کی طرح میں بھی ایک بندہ خدا ہوں اس لئے تو بچاؤ نکم کرانے قتل کر۔  
(والہ الم)

بہ سرمہ غوطہ دیدم کہ در سہ مستی ز شر کینہی جیشے خن سرائے  
لفت : غوطہ دیدم: قریب غوطہ دو۔۔ خن سرائے: میں باتیں کے جا رہا ہوں۔۔

ترجمہ : میں بد مستی کی حالت میں کسی کی شرعی آنکھوں کے حلق باتیں کے جا رہا ہوں، تم مجھے سرمے میں غوطہ دو (آنکھ میں چپ ہو ہاں سرمہ لگایا جائے تو اس سے گلا خراب ہو جاتا ہے اور آواز لگانا مشکل ہو جاتی ہے) اسی لئے تمہارے سرمے میں غوطہ دو۔ مطلب یہ کہ اس عمل سے میں چپ ہو جاؤں گا اور کسی کی شرعی آنکھوں کا راز چھپا رہے گا۔

ستم نگر کہ بدیں بخت تیرہ اے کہ سرائے زہر فرق عدو سایہ ہائے

لفت : بخت تیرہ: تاریک بخت، بد نصیبی۔ فرق عدو: دشمن کا سرمہ۔ سایہ ہا: فرضی پردے، سایہ کا سایہ ہو سہاگ کھتا ہوا ہے۔۔  
ترجمہ : ذرا ستم ملاحظہ ہو کہ میں اپنی تمام تر تیرہ بختی کے باوجود دشمن کے سرمے کے لئے اٹکا سایہ بنا ہوا ہوں۔ مطلب یہ کہ میں خود تو بد نصیب ہوں لیکن اپنے دشمن کے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوں اور یہ امر ایک طرح سے بڑا ستم ہے۔

چگونہ شک تو ائم کشیدنت بکنار کہ باتو در گلہ از حلی قبائے  
لفت : چگونہ: کس طرح۔ کشیدنت: تجھے کچھ نہ تھے بھینا۔۔ غلی قبہ: شک لباس۔۔

ترجمہ : میں تجھے اپنی آغوش میں بھلا کر دراز (لگ) سے بھینچ سکا ہوں کہ تجھے تو میری غلی قبہ ہے۔ یعنی تیرے پہلے ہی تجھے خست بھینچ رکھا ہے۔

نہ کردہ وعدہ کہ بر عاجزاں بختاید؟ امید شیخ فغان ہائے ناروائے

ترجمہ : کیا اس نے (ذات خداوندی نے) یہ وعدہ نہیں کر دیا کہ وہ عاجزوں کو بخش دے گا۔ چنانچہ اسی بنا پر میں اپنی بخشش کے بارے میں آس لگائے ہوئے ہوں اور الگ بات کہ میری فریاد و فغان بے اثر ہے۔

پلوہ داغ خودی از رواں فروشتہ ہلاک مشرب رندان پارسا تھے  
 لغت : فروشتہ، دھواڑا ہے۔ ہلاک تھے: میں قربان ہوں، میں قربان جان، داری جانوں۔ خودی: تکبر، غور، رعونت۔ مشرب: مسک۔

ترجمہ : میں رندان پارسا کے اس مسلک کے داری چٹن کے انہوں نے شراب سے اپنی روح سے خودی کا داغ دھواڑا ہے۔ گویا ان ذہنی رہنماؤں یعنی نام نہاد طاؤں کے برعکس جو رعونت و تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور نہ تو اگرچہ شراب پیچا ہے، کہیں زیادہ پارسا ہے کہ اس میں رعونت نہیں ہے۔

بہ ہرزہ ذوق طلب می فزاید غالب کہ بار در کف و آتش بزیبا تھے  
 لغت : بہ ہرزہ: بے کار، فضول۔ می فزاید: ہم کا فضل، ذوق طلب سے ہے، بڑھ رہا ہے۔ بار در کف: ہاتھ میں ہوا، غل، ہاتھ، پیکار، قسم کی سنی، دوش۔ آتش بزیبا: پاؤں کے پچے آگ، انتہائی متحراری۔  
 ترجمہ : اے غالب! میرا ذوق طلب فضول بڑھ رہا ہے، جب کہ صورت حال یہ ہے کہ میرے ہاتھوں میں ہوا ہے اور میں آتش زبیا ہوں۔ یعنی میری کو فضول، پیکار، قسم کی ہے، جس کے سبب میں غل، ہاتھ ہوں اور انتہائی متحراری کا شکار ہوں۔

## غزل # 23

دلہ درنگ از پلوے داغ سینہ آہستہ بر آتش پارہ اے چھیدہ تھے از کباہتے  
 لغت : سینہ تکتے: سینے کو جھانے والا ہے۔ چھیدہ: پکاوا ہے۔  
 ترجمہ : میرے پلوے ایک داغ ہے جس کے سبب میرا سینہ آگ میں جل رہا ہے اور میرا دل اس داغ کی وجہ سے عجب رہا، اور فریاد کر رہا ہے، گویا صورت حال ایسی ہے کہ میرا دل ایک طرح سے کباب کا ایک ٹکڑا ہے جو آگ سے پکاوا، جل رہا ہے۔ داغ یعنی محبت کا داغ۔  
 بہارم دیدن و رازم شنیدن بر نمی آید نگہ تکویدہ خونست و دل تا زہر آہستہ  
 لغت : بہارم: میری بہار۔ بر نمی آید: بدداشت نہیں کر سکتی، تب نہیں لا سکتی۔ زہر: پتہ۔  
 ترجمہ : میری بہار بہت بدداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی فتنہ دیکھے اور نہ میرا دل اس امر کی تاب نہ لاسکتا ہے کہ کوئی فتنہ اپنی کسی بدگوش ہو۔ میری نگاہیں آگوں تک خون ہو چکی ہیں اور دل بچہ تک پکھل چکا ہے۔

بھوم جلوہ گل کاروانم را غبارتے طلوع نشے سے مشرق را آفتاب تے  
 لغت : کاروانم: میرے قافلے کے لئے۔ مشرق: میرے مشرق۔  
 ترجمہ : پلووں کے غبار کے کی کھڑت میرے قافلے کے راستے کا گھبراہٹ ہے، جب کہ شراب کے نشے کی تیزی، اٹھو، میرے لئے مشرق سے طلوع ہونے والا آفتاب ہے۔ غبار قافلے کے راستے میں رکاوٹ بننا ہے جس سے قافلے کی رفتار سست چلائی ہے۔ گویا بھوم گل مجھے آگے بڑھنے سے روکتا ہے، میں اس میں محو ہو جاتا ہوں۔ اور نشے کی تیزی کو سورج واد کوپ کی تیزی سے تشبیہ دی ہے۔  
 فغانم را نواے صور محشر ہم معانستے پیانم را رواج شور طوق در رکاب تے  
 لغت : صور محشر: قیامت کے دن جو گھو (افاق) بگل، بجلیا جائے گا۔ ہم معانستے: سامنے ہے۔

ترجمہ : صور محسوس آواز میری فریاد و فغان کی ام مٹان ہے اپنی میری فریاد میں صور محسوس کی آواز ہے۔ جبکہ سیلاب کے طغیانی کا شور میرے بیان کا ام رکاب ہے اپنی میرے بیان میں سیلاب کا سا شور ہے۔ صور کی آواز سے سورے قبوں میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اسی حوالے سے اپنی فغان کی شدت کی بات اور اسی طغیانی میں شور و طوفان کی ہی بات کی ہے۔

ز خاتم بلہ می رویہ زداغم شعلہ می بلہ رسیدی گرد راستے و دیدی اضطرابست  
نعت : می رویہ : آتا ہے اور آتا ہے۔ می بلہ : اگرتا ہے۔

ترجمہ : میری خاک سے نالے اگرتے ہیں جبکہ میرے داغِ محبت سے شعلے نکلتے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں "رسیدی" اور "ویدی" واضح نہیں ہیں شاید اسی بنا پر صوفی مرحوم نے صرف شعر نقل کر دیا ہے اور ترجمہ دیا ہے کہ نہیں کیا۔ رسیدی گرد دلا ہے جبکہ ویدی سراسر اضطراب ہے۔ رسیدی کے لغوی معنی ہیں تو پہنچا اور ویدی معنی تو نے دیکھا۔

خطائے سرزد از بے صبری و شرمندہ از انازم کسرت حواری استغنائے قاتل را جوایست  
نعت : خطائے سرزد : اچھے سے غلط ہو گئی۔ حواری : مرثیہ۔ استغنائے قاتل : قاتل کی بے نیازی۔

ترجمہ : میری بے صبری اور شرمندہ "می" میری غلطی، جس کی وجہ سے میں تازا اپنی محبوب کے حسن ثناء سے شرمندہ ہوں کہ مجھ سے ایسی غلطیاں سرزد ہوئی۔ میرا کسرت میں مرثیہ قاتل کی بے نیازی کا جواب تھا۔ یعنی قاتل (محبوب) بے نیازی ہے اس سے انتقام کرنے کی بجائے کسرت ہی میں جان دے دینا میرے لئے مناسب تھا۔

ولم صبح شب وصل تو بر کاشانہ می لرزد در و بام بود از ذوق بوے رخت خواہست  
نعت : می لرزد : کانچا ہے۔ کاشانہ : گھر۔ در و بام : میرے گھر کے دروازے اور چھتیں۔

ترجمہ : میرے وصل کی شب کی صبح کو میرا دل گھر کو دیکھ کر کھل رہا ہے اور میرے در و بام بستر کی خوشبو کی لذت کے باعث ادب میں آئے ہوئے ہیں یعنی رقص کر رہے ہیں۔ گویا شب وصل تو قسم ہو گئی اور صبح طلوع ہو گئی لیکن اس کی لذت سے اور بستر میں محبوب کی بو خوشبو سچ نہیں گئی تھی اس کی بنا پر در و بام کاشانہ رقص کی حالت میں ہے۔

ز بے جان و دم کز ہفت روزخ یادگار ستے خوشا پا تا سرت کز بہشت گلشن استغنائے

ترجمہ : میرے جان و دل کے کیا کہنے ہیں کہ وہ سات روز خوں (روزخ) کے سات طبقے ہیں یا کیا یادگار ہیں اور میرے سر پہ اس سے ہواؤں تک پرور جسم کی کیا بات ہے کہ وہ آٹھ گلشنِ اعتدال میں سے چٹا ہوا ہے۔ بہشت کے آٹھ طبقے ہیں۔ گویا عاشق غم محبت میں ادا جاتا ہے کہ روزخ کی آگ یاد آجاتی ہے جبکہ محبوب ادا حسین ہے کہ گویا اسے بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے عجب کیا گیا ہے۔ بہشت اور بہشت میں صنعت عدو ہے۔

ولم می جوئی واز رشک می میرم کہ ودمستی چرا زان گوشہ اہد اشارت کامیابست  
نعت : ولم می جوئی : تو میرا دل تلاش کر رہا ہے۔ چرا زان : کس لئے۔ اشارت : ہوا اشارت۔

ترجمہ : تو میرے دل کی تلاش و جستجو میں ہے اور میں اس رشک میں مرا جا رہا ہوں کہ آخر اس مستی کی حالت میں بھی میرے گوشہ اہد کا اشارت ادا کامیاب کیوں ہے؟ گویا عالمِ مستی میں بھی اس کے غور و فکر میں ہدی تجزی و کشش ہے۔

محبت در بلا اندازہ می جوید مقابل را کنگر ہوش را مرحلوہ گل بہتایست  
نعت : کنگر : ایک باریک کپڑا جو مردانیت کے مطابق ہونی میں بہت ہوتا ہے۔



## انتخاب قطعات غالب (فارسی)

کلیات غالب (فارسی) مطبوعہ نو کشور، لکھنؤ میں چھپنے والے کل چھپاٹے قطعات ہیں، جن میں زیادہ تر جدید ہیں۔ علاوہ انہیں نور و اتم، تاریخ شہری اور مختلف موضوع کی تاریخوں کے حامل ہیں۔ صرف چند قطعات عام مضامین کے حامل ہیں۔ اس انتخاب میں ان چند قطعات کے علاوہ قطعات "دورِ پنجاب" خاص طور پر شامل کیا گیا ہے، تاکہ تاریخی جہاں ایک تاریخی واقعے سے آگاہ ہوں وہاں غالب کی شاعری سے بھی لطف اٹھائیں۔ 171 نومبر 1845ء سے انگریزوں اور سکھوں میں جنگ شروع ہوئی۔ 28 فروری 1848ء کو انگریزوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں وہ ایک سر کے اور بھی ہوئے۔ آخر 29 مارچ 1849ء کو انگریزوں نے دہلیپ سنگھ کو معزول کر کے پنجاب پر عمل قبضہ کر لیا۔

### (1)

ساقی چو من ہشتکی دا فراسیاجم دانی کہ اصل گوہر م از دورہ جم است  
میراث جم کہ سے بود ایک بمن سپار زیں پس رسد بہشت کہ میراث آدم است  
نعت : ہشتک ہشتک کی نسل سے، ہشتک قدیم ایران کا ایک بادشاہ افراسیاب کے پاپ کا نام۔۔۔ افراسیاجم : میں افروسیابی ہوں۔۔۔ دورہ جم : جہیز کا خانہ، جہیز قدیم ایران کا ایک بادشاہ جس کا نام اجام جم است مشہور ہے اور جو شراب کا بہت دہشتا تھا۔ ایک : آپ یہ کہ۔۔۔  
ترجمہ : اے ساقی بڑے کہ میں ہشتک اور افراسیاب کی نسل سے ہوں، اس لئے تو جانتا ہے کہ میری اصل و نسل جم (جہیز) سے ہے۔ جہیز کی میراث شراب ہے، سو وہ آپ میرے سپرد کر دے۔ اس کے بعد بہشت کی بہت ہوگی جو حضرت آدم کی میراث ہے۔ شراب سے اپنے بے حد لگاؤ کو اپنی اصل و نسل کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

### (2)

آتم کہ دریں بزم صریح قلم من در رقص در آورو سپر نفس را  
رضواں کند از رینہ گلگم پہ حرک چو ند گری مظلہ فردوس بریں را  
ہر ناک اندیشہ کہ اذیت کشوم بر وہ گذر وحی وہ افتاد کین را  
بر محضر استادی من بسکہ ذمہ مر بر خاتم جم سودہ شود نقش نگین را  
ہاں ہمہ آرایش گفتار کہ گفتیم از جسہ ختم نیر فاصلہ چین را  
بخت صلہ مدح و قبول غزل نیست تسکین پچہ خشم دل ہنگامہ گزین را  
در ہنگ نئی کل ہمہ دانند پہ حافظ  
گویم بخش بد و یکن چہ شدائیں را

لغت : مصرعہ کہتے وقت قلم کی آواز۔۔۔ پھر نصیب : ہوا آسمان۔۔۔ از روئے : نگہ سے میرے قلم کے درجے سے۔۔۔ روضوں : محبت کا داروہ۔۔۔ بیجا نگرانی : ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ سے لگانا۔۔۔ ازشت کشادہ : میں نے اتھار کے اچھے سے چھوڑا۔ نکالنے کی طرف چلایا۔۔۔ کہیں : گناہ۔۔۔ غفر : وہ لکھ دے جس پر شعلہ میں گھس جائیں۔۔۔ خاتم جم : حضرت سلیمان کی انگوٹھی جس پر اسم اعظم کلمہ تھا اور اسکی برکت سے تمام حشرات (جن دافس) وحوش نہ مرنے وغیرہ انکی چوہ قتل۔۔۔ جبر : جبر : میرے نصیب کی بدبختی۔۔۔ ہوا ہنگام گزیر : ہنگاموں کو پہنچا کرنے والا۔۔۔ عقل باز : عموماً اسے مبارک دے۔۔۔ ہانگ ذلی : تو پکارے۔۔۔ جھین : حکم : تیجوری۔ ترجمہ : میں ایک ایسا شاعر ہوں کہ اس پر دم اڑایا میں جس کے قلم کی آواز سے تو میں آسمان کو بھی وہد آیا ہے۔

روضوں میرے قلم کے درجے سے، تھوڑے کے طور پر، فردوس میں جس کے درخت کی بیجا نگرانی کرتا ہے۔

غفر دیال کا جو بھی تھیں نے کائن سے چلایا وہی کی راہ گزری انکی گناہ میں چڑھ گیا۔ گویا میرے غفر دیال دی کی صورت میں آتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی نے میری استواری (خمن میں کمال کے حضور یعنی خداوند جل جلالہ پر کچھ اس زور سے مبرا نکلی ہے کہ اس کے تختوں کے تخت گھس گئے ہیں۔ وہی شاعری میں اپنی شکارت مہارت و کمال کی بات کمال مباحثہ کے ساتھ۔

میری اس تمام تر آرائش گفتار (عقل و دماغ شاعری) کے باوجود میرے نصیب کی بدبختی سے تیجوری کا کچھ حاصل نہیں ہے۔ یعنی خوش بختی میرے نزدیک تنگ نہیں ہو سکتی۔ اپنے تمام تر کمال کے باوجود میں بد نصیبی کا شکار ہوں۔

جب میری غزل یعنی شاعری کی تعریف و قبولیت کے مسئلے کا بحث ہی نہیں ہے تو میں اپنے اس ہنگام پہنچاؤں گا کہ وہ گھر گھر تھیں ہوں۔ یعنی میری شاعری کی تعریف بھی خوب ہو رہی ہے اور اسے قبولیت بھی حاصل ہے لیکن اس کا صلہ خوش بختی کی صورت میں مجھے نہیں مل رہا۔ اسکی صورت میں دل کو مطمئن کیونکر کر سکتا ہوں۔

اور اگر تو یہ پکارے یعنی کہ یہ سب کچھ جلتا (مشہور شاعر جلتا شیرازی) کو مطالبہ افقہ تو میں جواب میں کہوں گا کہ اسے مبارک دے لیکن اسے کیا ہوا؟ یعنی اپنی شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے کسی غلام میں کبھی کسی ایک دہائی میں کہتے ہیں :

گر شعر و سخن بد ہر آئین بودے دیوان مرا شہرت پرویں بودے

غالب اگر ہیں فن خن دیں بودے آں دین را ایڑی کتب ہیں بودے

— اگر دماغ میں شعور و فن ایک آئین ہو تو میرے دیوان کو پرویں چھ حلوں کی لڑی، شریا کی سی شہرت نصیب ہوئی۔ غالب اگر یہ فن شعری کوئی دین ہو تو میرا یہ دیوان ایک خدا کی کتب یعنی آسمانی کتب ہو گا۔

(3)

ہزار معنی سرخوش خاص نطق من است کز دل ذوق دل و گوے از غسل ہداست

ز دشتک بیکے گر تو ارم رو داو ہاں کہ خوبی آرائش غزل ہداست

مہارت تنگ دے نگر دوست کل سخن بہ سعی فکر رسا ہا ہاں گل ہداست

مہر گمان تو ارم یقین شہاس کہ دزد متاع من ز نماختنہ ازل ہداست

لغت : معنی سرخوش : مراد اعلیٰ لہکار و مضامین۔۔۔ سرخوش : وہ تھا اور ذائقہ بچھنے کے لئے دیکھ سے نکال جائے، نیز معنی غلام : صاف۔۔۔ نطق : زبان : شاعری۔۔۔ دل ہداست : دل لے لیا ہے، ان کے دل کو بھانگے ہیں۔۔۔ گوے : گید۔۔۔ غسل : شہ۔۔۔ دشتک :



رفتہ کی جمع، مراد پرانے شعروں۔ قمار وہ: میرا قمار، قمار، ایک ہی مضمون یا خیال کا وہ شاعروں کے ذہن میں آنا۔۔۔ دوداد: واقع ہوا ہے۔۔۔ عاں: مت جان، مت یہ کہو۔۔۔ نکلہ: توہین، ذلت۔۔۔ کلا: کہ آن، کہ وہ۔۔۔ گھر مراد: پھر گھر خیال۔۔۔ دوز: چور۔۔۔ حلق: کنا، میرا کہانی، مراد میرے افکار و طبایات۔۔۔ زمانہ: انزل، انزل کے خیر خالے سے۔۔۔ ہواست: چرائے گیا۔۔۔

ترجمہ: ہزاروں اہل افکار میری نطق (شاعری) کی خصوصیت ہیں جنہوں نے اہل حقوق کا دل لے لیا ہے۔ ان کو بے حد پسند آئے ہیں اور شہ سے بازی بہت گئے ہیں، لیکن انہیں احتمال نہیں ہیں۔

اگر گزشتہ شعرا کے ساتھ میرا قمار ہو گیا ہے ان کے افکار اور میرے افکار ایک ہی نوعیت کے ہیں، تو تو یہ مت خیال کر کہ اس سے فزول کی آرائش کی غلطی ختم ہو گئی ہے۔

میرے لئے تو یہ (قمار) دباہت تک ہے لیکن اس اشعار کے لئے ہاٹ فیر ہے۔ جس نے شاعری میں اپنی فکر و ساقی کو وحش سے اس مقام کو لایا ہے۔ اس قمار پر اسے فخر ہو سکتا ہے تو میری شاعری میں کسی قمار کا ٹکڑا نہ کر، نہیں جان کہ چور نے میری حلقہ ازل کے نعل خانہ سے چرائے ہے۔

آخری شعر اس قلعے کی جان ہے۔ بڑے بار اور بار کے انداز میں یہ کہنا چاہیے کہ گزشتہ شعرا کے افکار سے میرے افکار و حقیقتات کا قمار نہیں، بلکہ یہ افکار ازل کے نعل خانے میں میرے لئے رکھے گئے تھے جنہیں شعرا نے چرائے۔

#### (4)

فرمت اگر ت دست دہد مختم افکار ساقی و معنی و شرابے و سرودے  
زمانہ ازاں قوم نباشی کہ فرہود حق را نہکودے و بی را بدودے  
الت: مختم افکار: خیمت کہو۔۔۔ زمانہ: خیرداد، دیکھیو۔۔۔ فرہود: دھوکہ دیتے ہیں۔۔۔ دست دہد: ہاتھ لگے، میرا آئے۔۔۔ سرودے: موسیقی۔۔۔

ترجمہ: اگر کبھی تجھے کوئی فرمت میرا آئے تو ساقی، ملتی اور شراب و موسیقی کو قیمت سمجھتے یعنی خود کو بیچنے چاہئے اور موسیقی سننے میں مصروف دیکھنے کو بھڑکاتا لیکن خیرداد! کبھی ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اللہ کو تو اپنے بھروسے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودے سے گریب دیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ دیکھنے کی خاطر مہلات و درود خوانی کرتے ہیں، اللہ اور حقیقت گریب کر چیں اور ان کی یہ ساری مہلات و ریاضت بیکار ہے۔ ایسے دیکھنے کی مہلات سے شراب و معنی سے وابستگی کہیں بہتر ہے کہ اس میں دیکھو اور مخالفت نہیں ہے۔ سب سے بری چیز مخالفت ہے جس سے بچنا چاہئے۔ اس میں ہم نسلوں کی یہ بھی طرح ہے۔

#### (5)

زائد زعفران برق فوسم بجل مرز . نسبت کمن بہ زعفرانے دشت خوسا  
کوئی کہ باکلام مجیدت رجوع نیست دل تیرہ شد زکلفت اس مہنگو مرا  
حق است مصحف و بود از روے اعتقاد در عزت کلام الہی نلو مرا  
ہر صفہ زان صحیفہ مشکیں رقم بہ چشم بشد نکوتر از خط روے کو مرا

شیطان عدوت لیک ازل نامہ ہر درق  
 واثم کہ امر دشمنی بود در کلام حق  
 بایں ہمہ کہ در خم و چچ و خم و قعب  
 سرگشتہ دارد این فلک جنگجو مرا  
 برخاست است گرد ز سر چشمہ حواس  
 وز حافظہ نمائندہ نمی درسیو مرا  
 "لا تقربوا الصلوة" ز نغمہ بخاطر است  
 وز امر یاد ماندہ "کلوا واشربوا" مرا

نعت : برحق مسم بہاں من: اہمادت ہوں ہوگی، برحق افسوس بہاں من من: افسوس کی غلی میری ہاں پر نہ گرا۔۔۔ یہ ذمہ تیرا ہے: کسی شرک والہ سے۔۔۔ باکلام مجید: تجھے قرآن کریم سے۔۔۔ جہود خواہ: تارک ہو گیا۔۔۔ تکلف: دکان، تکلیف۔۔۔ صحت: قرآن مجید۔۔۔ نلو: بے حد مہارت۔۔۔ مجید: مشکین رقم: خوشبودار تحریر والی کتب۔۔۔ خطا دے گز: کسی حسین چرے کا خطا پہنچا دے۔۔۔ نیب ہون: دشمن کی دہشت، دشمن کا خوف۔۔۔ اموا نمی: نیک کاموں کا نعم اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین یا نعم۔۔۔ خم و چچ و خم و قعب: الجھڑیاں، الجھیریں، فٹوں اور دکھوں۔۔۔ "لا تقربوا الصلوة" قرآنی آیت کا اقتباس، پوری آیت یوں ہے کہ جب تم نفل کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ، یہاں تک کہ جو کچھ تم کو اس کی قسمیں خبر ہو یعنی تم ہوش میں آ جاؤ۔۔۔ سورۃ اشاء آیت 34۔۔۔ زخم: ازخمی ام: مجھے نمی سے۔۔۔ بخاطر است: دل میں ہے یاد ہے۔۔۔ "کلوا واشربوا": کھاؤ اور پیو، قرآنی آیت کا اقتباس، پوری اس طرح ہے، کھاؤ اور پو کہ تم سے مت نلو کیونکہ اللہ تعالیٰ سر میں کو پسند نہیں کرتا۔۔۔ سورۃ اعراف، آیت 31، "سر میں، سرف کی حج، حد سے تجاوز کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : ذمہ تو میری ہاں پر طعنوں کی بجائے نہ گرا اور مجھے کسی کفر والہ سے مضبوط نہ کر، یعنی مجھے کافر وطن نہ کر۔

تو مجھے یہ کہتا ہے کہ "تو کام مجید سے رجوع نہیں کرتا" (یعنی میں کام مجید نہیں پڑھتا) تمہاری اس بات کی تکلیف (دقت سے صرا دل تارک ہو گیا ہے۔۔۔ شدید تکلیف کا اثر پڑا ہے۔

قرآن کریم ایک حقیقت ہے اور اس پر اپنے اعتقاد کی بنا پر میرے نزدیک، کلام الہی کی عزت مہارت سے بھی کیس زیادہ ہے۔ اس خوشبودار تحریر والی کتب کا ہر ہر درق میرے لئے کسی حسین چرے کے خط سے بھی بے حد خوبصورت و دلکش ہے۔ اس شعر میں "صلی" اور "مجید" میں صنعت تینیں باقص ہے جبکہ رقم کے حوالے سے فقط "ظ" میں صنعت اہم آگئی ہے۔

اگرچہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن اس کتب کا ہر ہر درق مجھے اس دشمن کے خوف و دہشت سے بڑا کاروانہ طارک ہے۔ اس میں ہمارے حوالے سے خط میں صنعت اہم ہے۔

مجھے یہ پہلی علم ہے کہ کام حق میں اموا نمی کی بات ہے، یا نعم ہے، یا پنجہ اس عدی سے مجھے نمی کی میرانی میر ہے۔ اس تمام رنج و خم اور خم و چچ کے ساتھ اس قرا کے آسمان نے مجھے سرگشتہ نہ بلیں مل کر رکھا ہے۔ میرے حواس کے سرچشمہ سے گرد اٹھنے لگی ہے اسرچشمہ فلک ہو گیا ہے، یعنی حواس اب برقرار نہیں رہے اور میرے سوا میں ماند کی نمی بھی باقی نہیں رہی، یعنی میرا حافظہ ختم ہو گیا ہے۔ البتہ نمی کے سلسلے میں تو "لا تقربوا الصلوة" میرے دل میں ہے (مجھے یاد ہے اور امر کے معاملے میں "کلوا واشربوا" مجھے یاد رہ گیا ہے۔ غالب کے ماننے کے کیا کہنے۔ مطلب کے اموا نمی یاد رہ گئے، باقی سب احکام ماننے سے خارج ہو گئے۔

(6)

اے کہ خواہی کہ بعد ازیں باشم مخلص صائق الاولائے تو من

گر ترا شیوہ شہادی ہووے کدے جان و دل فدائے تو، من  
 در ترا پیشہ شامی ہووے سووے چشم دسر ٹائے تو، من  
 در ترا پایہ خسروی ہووے سختے گوہر ٹائے تو، من  
 چوں ازیں ہا نہ ای سرا چہ ضرور کہ شوم ہرزہ جٹائے تو، من  
 راست گویم بمانہ چند آرم تاج مستقیم برائے تو، من  
 بسکہ برمال و جلا مضوری نیمستم خوش ازیں ادائے تو، من  
 چہ کنی۔ ایں فدا سیم و ذراست وائے من گروم بجائے تو، من  
 جو ہرگز عداوتے زور و سیم  
 خواجہ گر ہووے خدائے تو، من

نعت : صادق اللہ، محبت میں پایہ۔ شہادی، شہین و محبوب ہو۔ شیوہ، انداز، طور طریقہ۔ کدے، میں کیا کرتے ہیں  
 کرتے۔ سووے میں رگڑا کرتے بچھا۔ پایہ، مقام، مرتبہ۔ خسروی، شہنشاہوں کا۔ سختے، میں پروا کرتے۔ گوہر، جواہر  
 کے۔ ہرزہ، فضول، بیکار، بے فکری، خواہ مخواہ۔ جٹائے تو، تیری محبت میں کہ تیرا تیری طرف متوجہ۔ چند آرم، کیوں کروں۔  
 تاج مستقیم، میں مولا نصیحت کرنے والا ہوں۔ گروم، اگر میں ہوں۔ عداوتے، نہ دیتا۔ ہووے، میں ہو۔ قلم، قلموں والا  
 راکاری سے پاک۔ خواجہ، یہاں کہہ خطاب ہے اسے بھائی، اوسمیں، یعنی۔

ترجمہ : اے اچھا، تو جو یہ چاہتا ہے کہ میں ہمدردی یا کج سے مجھو قلم اور صادق مولائی جتنی اس سلسلے میں میری یہ چند باتیں  
 سن لے۔

اگر تیرا انداز، محبتوں اور محبتوں جیسا ہو تو میں تجھ پر اپنا جان و دل قربان کیا کرتا ہوں اگر تیرا پیشہ شامی ہو تو میں تجھے پاؤں تلے  
 اپنا سر دھجھ کر گرائے گا اور اگر تیرا مقام و مرتبہ شہاد ہو تو میں تیری مدد و تحریف کے موٹی پروا کرتے یعنی تیری مدد میں حمہ اشعار  
 کیا کرتے۔ لیکن چونکہ تجھ میں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے تو ہر میرے لئے کیا ضروری ہے کہ میں تیری طرف فضول متوجہ ہو جاؤں یا بیکار  
 تیری محبت میں جٹا ہو جاؤں۔ بمانہ کیوں کر کروں یعنی بھٹ کیوں یوں، کچھ کتا ہوں کہ میں تیرے لئے تاج مستقیم ہوں۔ تو اپنے مال  
 و دولت اور جلا و مرتبہ پر کچھ زیادہ ہی غرور ہے۔ میں تیری اس ادائے طوف نہیں ہوں۔ تو کیا کر رہا ہے۔ (یعنی یہ غرور کیوں آگاہی سب مال  
 و دولت کا فائدہ ہے۔ افسوس کی بات ہوگی اگر میں تیری جگہ ہوؤں۔) یعنی میں مال و دولت والا ہوؤں اور تیری طرح غرور کروں، تو یہ کوئی  
 اچھی بات نہ ہوگی۔

یعنی! اگر میں تیرا فائدہ ہو تو میں تجھے ہرگز زور و سیم، مال و دولت، اعطائے کرتا (تاکہ تو اس غرور و دھجھ سے محفوظ رہتا)۔

(7)

ایا ہے ہنر دشمن دلی سار چہ بازی چہ ہنگامہ زور و زور  
 ز ما باش فارغ کہ ما غلامیم خدا ہم پر وائے ایں شور و شر

## تیرا شیوہ - وزنی و ما جیوا تو بد روئے و بد گوئی و ما کور و کر

لغت : ایذا اے۔۔۔ روح سارن شیطان جیسہ بھوت و اجن جیسہ قوی دیکل، مضبوط جسم والا۔۔۔ فارغ : آزادا بے نیاز، مراد بے تعلق۔۔۔  
وزنی : چوری۔۔۔ جیوا : مجلس، بے سرو سامان۔۔۔ بد روئی : برے چہرے والا یعنی بد صورت۔۔۔ بد گوئی : گندی یا بری باتیں کرنے والا۔۔۔  
کور : غلط۔۔۔ کر : ہمارا۔۔۔ چہ ناڑی : تو کیا فکر کرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اے روح جیسے طور طریقوں والے بے اخلاق شخص تو اپنی طاقت اور مال دولت کے ہنگامے (یعنی کثرتِ مال) پہنچا کر رہتا ہے؟

تو ہم سے فارغ ہو جا کہ ہم فارغ ہیں (ہم کسی کی طاقت و دولت سے بے پروا ہیں) اس لئے ہمیں کسی کے اس شور شرابے کی پروا نہیں ہے۔

تو ایک چور پیشہ آدمی ہے اور ہم گھرے مجلس و بے سرو سامان، تو بد صورت بھی ہے اور بد گو بھی، بلکہ ہم غلط بھی ہیں اور ہرے بھی۔ (اپنی بے پروائی کی بنا پر ایسا کہتا ہے۔ یعنی نہ تو ہم تیری صورت دیکھنا چاہتے ہیں اور نہ تیری باتوں پر ہمیں تکل و دھرنے کی خواہش ہے۔

(8)

ہوا عیبر نشان است و ابر گوہر بار  
رباب نقرہ نواز است و نئے ترانہ فروش  
چہ بزم نقرہ چنگ و رباب ارذلانی  
دشمن کا پاکشانہ کمال برہ  
ز بارہ پا کہ بہ میخانہ خیال کشد  
نقصائے آگرہ جواں کہ سجا دے ست  
چہ حرف ہم نفساں فرخی زبخت مست  
بہمن کہ خستہ و رنجور بودہ ام عمرے  
جلوس گل برے چمن مبارک بار  
خروش زمزمہ در انجمن مبارکبار  
پیایں جلوہ سرو و سمن مبارکبار  
فروغ طالع ارباب فن مبارکبار  
طلوع نقشہ اہل سخن مبارکبار  
زمن چہ ہم نفساں وطن مبارکبار  
زبخت فرخ من ہم بمن مبارکبار  
نظاہر خاطر و نیوے تن مبارکبار

ہزار بار فزوں گھٹم و کم است ہنوز  
گورنری بہ جس تاسن مبارکبار

لغت : عیبر نشان : غریبہ دار۔۔۔ گوہر بار : گویا ہزار سوتی برساتے والا۔۔۔ جلوس : جشن۔۔۔ برے چمن : چمن کے تختہ پر۔۔۔ رباب : ایک قسم کی ساز کی (ساز)۔۔۔ نئے ترانہ فروش : ترانے بچھنے والا، یعنی نئے نئے گائے والا۔۔۔ خروش : زمزمہ، قصوں کا طہر۔۔۔ چنگ : ایک قسم کا ہار۔۔۔ ارذلانی : ناگن ہے، خوب ہے۔۔۔ جلوہ نگار۔۔۔ پاکشانہ کمال : کمال اکمال ہونا کے عمل یا رکھیں خالص ہیں۔۔۔ فروغ : چنگ  
روشنی۔۔۔ طالع : نصیب، مقدر۔۔۔ طعن : چڑھنا۔۔۔ جواں کہ : روزنے کی جگہ، گھڑ دوڑ کا میدان۔۔۔ فرخی : سچا، خوش بختی۔۔۔ سجا  
دے : کئی یا کسی سجا دم، حضرت عیسیٰ کا سامان رکھنے والا، چھوٹا مار کر مرے کو زندہ کرنے والا۔۔۔ چہ حرف : ہم نفساں، ہم نفسوں کی

بات چھوڑو ان کی کیا بات کرے۔ بخت فرخ، مہارک نصیر۔۔۔ خستہ درخیز، رنج و غم اور بیماری کا کار۔۔۔ بخلا غافل دل کی خوشی۔۔۔  
نہوے تیرہ جسم کی حالت۔۔۔ فزوں گفتگو میں نے بہت کہا۔۔۔ عس تاسن: اگرچہ گور کا نام۔۔۔

ترجمہ: ہوا خوب خوشبو پھیلا رہی اور پہلے موتی برسا رہا ہے، پہلے کامن میں تختہ ٹھہرا ہوا مہارک ہو۔ موسم بہار کی مہر کشی ہے۔  
درباب نے عمار اور ہنری ترانے یعنی گیت بچ رہی ہے۔ (دوسری سے سرس لکل رہی ہیں)۔ محفل میں غزلوں کا شور مہارک ہو۔

ہم میں چنگ و درباب کے غنے ہی مناسب ہیں (ہم میں موسیقی ہی اچھی لگتی ہے)۔ ہمارے میں سو اور سن (چٹیلی کا پھول) کا گلہ مہارک ہو۔

کمال کے محل میں جو شمعیں لے جا رہی ہیں ان سے اہل فن کے فیصے کا فروغ اور شمعیں سوا فرازی مہارک ہو۔ یعنی جو اہل فن کمال حاصل کرتے ہیں ان کا قدر چمک اٹھتا ہے۔

وہ شرمیں جو وہ خیال کے بھلنے میں پڑتے ہیں، اہل فن (شعرا کو ان (شعروں) کے نقشے کا چھ مہارک ہو۔ یعنی شعرا اپنے تجلیات میں محو ہو کر جوتے بنے افکار و محفل تخلیق کرتے ہیں، وہ بہت اچھی بات ہے۔ خدا کے وہ مزید ایسی حقیقتات سامنے لائیں۔ شراب اور بھلنے اور نشہ کے استعاروں میں یہ ساری بات کہی ہے۔ اس طرح (شراب، بھلا اور نشہ میں) صنعت مرادہ انظیر آگئی ہے۔

آگرہ (ہندوستان کا مشہور شہر جہاں تاج محل ہے) کی فضا کسی سجاد کم کی جہاں گھ ہے، میری طرف سے وطن کے ہم نفسوں (ساتھیوں) کو مہارک ہو۔ (یہ شعر اور اس سے پہلا ہم قطعہ بند ہیں) ہم نفسوں کی بات چھوڑو، یہ ساری ترغی میرے فیصے کے باعث ہے۔  
مجھے اپنے لئے فیصے کی مہارک خود گھو ہے۔

میں جو ایک عرصہ تک بیمار اور غمزدہ رہا ہوں، مجھے دل سرت اور جسم کی حالت مہارک ہو۔  
اگرچہ میں نے ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ یہ بات کہی ہے کہ عس تاسن کو گور نری مہارک ہو، مگر بھی یہ کم ہے۔

(9)

ہے آدم زن، ہے شیطان طوق لعنت سپردند از رہ حکم و تدبیل  
و لیکن در امیری طوق آدم گرہاں تر آمد از طوق عزازیل  
لعنت: طوق: طوق، پہ وہ طوق جو غمروں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔۔۔ حکم: عزت و تقیہ۔۔۔ تدبیل: ذلت، ذلیل کرنا۔۔۔ عزازیل: شیطان کا اصلی نام۔ طوق آدم: مراد عورت۔

ترجمہ: آدم کو اس کی عزت و تقیہ کی خاطر عورت سے نوازا گیا جبکہ شیطان کی تدبیل کے لئے اسے طوق لعنت پہنا دیا گیا لیکن امیری میں طوق آدم، عزازیل کے طوق سے کہیں زیادہ برجل طیت ہوا۔

مختصر لیکن دلچسپ قطعہ ہے۔ عورت کو طوق کہا ہے۔ گور عورت، آدمی کے لئے ایک اچھی خاصی مصیبت ہے۔ معلوم ہوتا ہے غالب اپنی بیوی سے بہت ملایں تھے۔ ایک دہائی میں دو چ کو چلتے ہوئے ایک آدمی پر اپنے رنگ کا ٹھہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تو جو بڑی عورتی سے چل رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے تجھے گھر میں بگڑا رہی ہے۔

(10)

اے کہ صفتی کہ در سخن باشد حاصل جنبش زہا، گفتن

تا ندانی کہ راز دل بدوست جز بہ گفتن نمی توان گفتن  
 خلد را نیز در گزارش شوق هست دستہ بدستہ گفتن  
 مرقم در زبانی ترانہ یکے ست این نوشن شمار و آل گفتن  
 بقلم ساز و می دہم گفتہ تا گنجد دریں میان گفتن  
 زانکہ دامن کزین خودش لبم ریش گروہ ز اللہ گفتن  
 مشکل افتادہ است درد فراق با مظهر حسین خان گفتن

نفت : جنش زبانہ زبان کی حرکت، زبان کا لہلہ۔ خلد : قلم۔ گزارش شوق : شوق کا اظہار، شوق بیان کرنے کا فعل۔ بہت دستہ : کھابلی ہے، صارت ہے۔ نہ گنجد نہ سائے۔ نوشن : لکھنا۔ بقلم ساز : قلم سے موصفت کرنے۔ خودش لہم : خود لبم۔ ریش گروہ : ریش گروہ، ریش گروہ۔ ز اللہ : اللہ سے۔ مشکل : مشکل، مشکل۔

قلم کو بھی اظہار و بیان شوق میں داستان کہنے (لکھنے) کی صارت حاصل ہے۔ اگر تیرا قلم اور تجری زبان ایک نہیں ہیں تو پھر اسے احم کو "لکھا" سمجھو اور اس (زبان) کو "بول" جان۔

تو قلم کے ساتھ موصفت کرنے اور گفتہ میں قلم دے رہا ہوں تاکہ اس میں کوئی بات نہ سائے، مراد یہ ہے کہ میں نہ بول سکوں۔ اگلے شعر میں اس کی وضاحت ہوں گی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے ہوش کے اس شور و آواز میں کہ بولنا سے گفتن یعنی کوئی "اللہ" سے زخمی ہو جاتی ہے۔ اللہ کہنے سے قوت کوئی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مظهر حسین خان سے اپنا درد فراق بیان کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

## (11) در فتح پنجاب

- 1- چوں بر ہزار و ہشت صدو چل فرود شش
  - 2- تاکہ دریں زمانہ فرخ کہ آفتاب
  - 3- روزے کہ بہت و ہنم ما گذشتہ بود
  - 4- دشتے کہ بر کنارہ دریائے ستیج است
  - 5- بستند از دوسو دو سپہ صف حرم جنگ
  - 6- زیں سو بہادران جمل جوے ہمداد
  - 7- دریا کشان میکہ علم و آگہی
- نو شد شمار سال دریں کلخ ششدری  
 در دلو جائے داشت بہ ترقیع مشتری  
 والں بود چار شنبہ آخر ز جنوری  
 گردید جلوہ گاہ دو سد سکندری  
 برخویشتن دمیدہ فسوں دلاوری  
 استادہ زیر عمل لوائے گورنری  
 مشائیان کاکدہ چاہ و سوری

- 8- از حق امیدوار ہے فرشتہ خالص  
9- زان سو یہ دلائل کج اندیش بد نسل  
10- داغ جبین دہر ز ٹاپک مشہی  
11- از مغرب آں رسیدہ بیان سواد شام  
12- ولما ز آب کینہ چنان گرم شد کہ کرد  
13- دانا دانا دلائل دادگر انگند را  
14- دارند ہم پہ تیغ زنی زور رستی  
15- بستند راہ عصم و گشتند فوج عصم  
16- با دشمنان دولت فرمان دہان شرق  
17- لاہوریان ہرزہ ستیز گریز پای  
18- چل توپ کلبی بمبارد میدان کارزار  
19- سرمایے شای فکشتہ بچو لگن زبے تنی  
20- عنوان "فتحنامہ پنجاب" بودہ است  
21- ایں قطعہ ہیں کہ کرد اسد اللہ خان رقم

روز دو شنبہ و دوم ماہ فروری

نعت : کلغ شہید رہی: چہ درو اندول دلا کل یعنی یہ دنیا لاکھت، چہ اطراف، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے اور پورے، بچے کوچہ دروازے کہا ہے۔ دلو: دلو: مراد آسمانی برہمن میں سے ایک برج۔۔۔ بہ ترقی مشرقی: مشرقی کے چار حصوں میں مشرقی ایک آسمانی پیارہ جس کا سورج سے فاصلہ 775 ملین کلو میٹر ہے۔ اسے مبارک سمجھا جاتا ہے۔۔۔ چار شنبہ: چار شنبہ بدھوار۔۔۔ سد سکھ دی: فدا قربانی کی پہلی ہوئی ایک مضبوط اور اہم چٹانی ترکستان میں واقع ہے۔۔۔ امیدہ: پورنہ پورنیک کر۔۔۔ فسون دلاوری: بھلوری کا پلاو۔۔۔ جس سے لہذا: نامور فاتح دنیا، جس کی دنیا کو تلاش کرنے والے۔۔۔ استخوانہ: کھڑے۔۔۔ غل لود: پریم کا سایہ۔۔۔ دریا کشنہ: دریا کی چلتے والے، مراد بہت عالم و دانشمند۔۔۔ مشائین: پنج مشائی، یعنی ساتھ چلنے والے، وہ فلسفی جو ایک دوسرے کے پاس جا کر تحصیل علم کیا کرتے تھے۔۔۔ فرخندہ طالع: خوش بختی، مبارک نصیب۔۔۔ سازگار: موافق، بنا کر رکھنے والے۔۔۔ پانگیز گوہری: پاک فطرتی۔۔۔ یہ دانا: تاریک دل والے، ظالم لوگ۔۔۔ کج اندیش: نیز می سوچ رکھنے والے، بدما سوچنے والے۔۔۔ بد نسل: بد فطرت۔۔۔ سبک سری: کوچا میں، مملکت۔۔۔ ٹاپک مشہی: ٹاپک مسک یا تہ سب کا پلاو۔۔۔ تہواختری: سیاہ بختی۔۔۔ سوا: آدھی۔۔۔ خورد خلدی: مشرقی سورج، روشن سورج۔۔۔ لمرہ: آگیشی۔۔۔ انگری: چنگاری کا پلاو۔۔۔ روگر: اخصاف کرنے والے۔۔۔ زور رستی: رسم کا ستارہ، طاقت۔۔۔ فریقہ: قبیلہ کی شان و شوکت، شہانہ شان و شوکت۔۔۔ کج کلغ: نیز می لوبی، یہاں مراد اگر بریں کا بیٹ ہے۔۔۔ دغانی: دھوئیں کی طرح، دھوئیں کا

انداز۔۔۔ سرسری آندھی کا انداز، تیز دوڑ۔۔۔ چل: چالیں۔۔۔ کرکٹ کی جگ، بھگڑے، ٹھکے خورد۔۔۔  
اڈوری: اڈور اکمل۔۔۔ پھاڑ پھانی۔۔۔

- 1- جب ایک ہزار آٹھ سو چھیالیس (1846) لاکھ یعنی مل آیا تو اس دنیا میں مل کاٹے سرے سے شمار ہوا۔ یعنی اس سال کا آغاز ہوا۔
- 2- اچانک اس مبارک دور میں جب آفتاب مشرقی سیارے کے برج میں تھا تو ایک روز جب سینے کی ستائیں تدریج گزرد چکی تھی اور وہ لہر جھری کا آخری پھوار تھا۔
- 3- وہ دشت، جو دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے، دوسرے سکھوں کی جلوہ نگاہیں کیا یعنی وہاں دو فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، میدان جنگ بن گیا۔
- 4- دو لشکروں نے جنگ کے اردوے سے دونوں طرف صف بندی کر لی، اور اس طور کہ (دونوں) نے طور پر بھلاری دولہری کا چادر پھونک رکھا تھا۔
- 5- اس طرف چلے گئے، ہمدار را گرین بھلار تھے، جو گورنری کے پرچم کے سامنے تلے کھڑے تھے۔
- 6- جو ظلم و افش کے میکہ کے دریا میں تھے اپنی بہت زیادہ عالم و دانشمند تھے اور جو جاہ و مرتبہ اور سروری کے دستور کی مثالیں تھے۔
- 7- وہ خدا کی طرف سے اپنی خوش بختی کے امیدوار تھے، یہ لوگ اپنی پاکیزہ نظری کے باعث حوام کے ساتھ بنا کر رکھنے والے تھے۔
- 8- جبکہ دوسری طرف سپاہ اول، بدامیش اور بد نظرت فوجی (سکھ) تھے جنہوں نے اپنے گھنایاں کے باعث سبوں میں مخالفت کی، ہوا زلی ہوئی تھی۔
- 9- اپنی ٹپاک مشن کی وجہ سے وہ زمانے کی خوشنوی پر دھاتے اور اپنی سیاہ بختی کی بنا پر وہ اپنے لئے تاریک دن تھے۔
- 10- وہ (مخالف فوج) مغرب کی طرف سے اس طرح آئے جیسے شام کی تاریکی ہو، جبکہ وہ (انگریز) مشرق کی طرف سے روشن سورج کی طرح ہوئے یعنی آئے۔
- 11- دشمنی کی گرمی کے سبب دل اس حد تک گرم ہو گئے کہ خون کا برقعہ پہنے کی انگلیشی میں چنگاری بن گیا۔
- 12- انگلیشیان کے رانا دل اور انصاف پسند فوجیوں کو حق نے ہر انداز میں برتری عطا کی ہے۔
- 13- ان میں گوار چلانے میں رستم کا سازور ہے، جبکہ اپنی ٹیڑھی ٹوٹی (ایسٹ اینڈ) وہ شین جیسی رکھنے والے ہیں۔
- 14- انہوں نے اپنے ٹپے اور شیراز قوت کی بنا پر دشمن کا راستہ بند کر دیا اور اس کی فوج کو ٹھکے دے دی۔
- 15- مشرقی سلطنت کے حکمران دشمنوں کا نہ تو سلطنت نے کوئی ساتھ دیا اور نہ بخت ہی نے کوئی یاری کی۔
- 16- اہل لاہور نے، جو پیورہ جنگ کرنے والے اور بھگڑے قسم کے ہیں، راہ قرار اختیار کرنے میں دھمکی اور سرسری انداز اپنایا، یعنی ٹیڑھی سے فرار ہو گئے۔
- 17- ان چالیس توپوں نے جو میدان جنگ میں رہ گئی تھیں، ان بھگڑوں کی جان کے ساتھ اور کامیاب طور پر کیا، یعنی انہیں بچے بچا دیا۔
- 18- پنجاب ان کے بغیر و حزم کے سرکلز سے فوٹ گئے جبکہ ان کے سر کے بغیر جسم میدان میں پڑے رہ گئے۔
- 18- اس قبیلے کا معنوی "قتلہ" پنجاب "اس سرسری معمولی مارچ کی خوشنوی ہے، اگرچہ ابھی مزید فوجات ہوں گی۔
- 19- یہ قلعہ ملاحظہ کرو جو اسد اللہ خان (غالب) نے اسے سوار دو فردوں کو حق کیا ہے۔



## فارسی رباعیات غالب

(1)

غالب آزادہ موصد کیشم بر پائی طویشتم گواہ خوشم  
گفتی "بہ خن بر فغان کسی زرد" از باز پس نکت گزاراں بدشتم

لغت : آزادہ: ایک آزاد منش افراد پرستی سے آزاد۔۔۔ بر فغان: پر فغان، مراد گزروے ہوئے شعرا تک۔۔۔ باز پس: آخر میں آنے والے۔۔۔ نکت گزاراں: گمرے اور لطیف کتے پیش کرنے والے (شعرا)۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں ایک آزاد منش اور موصد کیش انسان ہوں۔ اپنی پاک فطرت پر خودی اپنا گواہ ہوں۔ تو نے کہا ہے کہ کوئی بھی آج کا شاعر شاعری میں گزشتہ دور کے شعرا تک نہیں پہنچتا یعنی وہ کاغذ نہیں کر سکتا۔  
(پلو) مئی سی اےس بر حال آخر میں آنے والے نکت گزاراں سے آگے ہوں۔ یعنی آج کے شعرا میں میرا مقام بلند تر ہے۔

(2)

غالب بہ مگر ز دودہ زاد شمع زان رو بہ صفای دم تچ است دم  
چوں رفت سپیدی ز دم چنگ بہ شعر شد تیر شکستہ نیاگاں قلم

لغت : بہ مگر: مراد نسل کے لحاظ سے نسبتاً۔۔۔ دودہ: خاندان۔۔۔ زان رو: اسی وجہ سے۔۔۔ دم تچ: تھوڑا سا دم۔۔۔ سپیدی: سپہری۔۔۔ چوں: اگر۔۔۔ ز دم چنگ: میں نے پیچہ دار یعنی توجہ کی۔۔۔ نیاگاں: اسلاف میرے خاندانی پروردگار۔۔۔

ترجمہ : غالب! میں نسل کے لحاظ سے ایک اچھے اور صاف خاندان کا فرد ہوں، اسی لئے میرا دم اسلاف تھوڑا سا (دم زود) کی طرح صاف ہے (تھوڑا سا دم چنگ) ہے اسی لئے اس کی صفائے حوالے سے اپنے دم صاف کی بات کی۔ جب خاندان سے سپہری ختم ہو گئی تو میں نے ہاتھ میں قلم پکڑ لیا، چنانچہ میرے اسلاف کا نواہر اتیر میرا قلم بن گیا۔  
اور دم میں غالب کا مشورہ شعر ہے :

نویشت سے ہے حدیث آبا سپہری کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے

(3)

شرط است کہ برضبط آداب و رسوم خیزد بعد از عتی امام معصوم  
اتصال چہ گوئی بہ علی باز گرای مہ جالے نشین مر باشد نہ نجوم

لغت : برضبط: برقرار رکھنے کے لئے۔۔۔ اتصال: کسی مسئلے پر سب کی ایک رائے ہونا۔۔۔

ترجمہ : لازمی ہے کہ اپنے آداب و رسوم پر قرار رکھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام معصوم ان کی جگہ لیں۔ تو دلائل کی کیا بات کرتا ہے؟ اسید بھی یہ بات ہے کہ اگر آفتاب کا بائیسواں چاند ہوتا ہے، ستارے نہیں ہوتے، اسی لئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آفتاب سے اور امام معصوم کی ساری مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کو چاند سے تشبیہ دی ہے۔

(4)۔ رہے ست ز عہد تا حضور اللہ خواہی تو دراز گمیر و خواہی کو تک

اس کوثر و طوبیٰ کہ نکلنا دارد سرچشمہ و سایہ ایست درجہ . راہ

لغت : عہد : بندہ۔۔۔ تا حضور اللہ: خدا کے حضور تک۔۔۔ درجہ راہ: آگے راستے میں۔۔۔

ترجمہ : بندے سے خدا کے حضور تک (یعنی انسان کی خدا تک رسائی کے لئے) ایک راستہ ہے۔ اب یہ جیڑی مرضی ہے کہ تو خود طویل راستہ اختیار کر لے اور خواہ چھوٹا راستہ۔ یہ جو کوثر اور طوبیٰ کے نکلن ہیں تو یہ اور حقیقت اس رسائی کے سفر کے آگے راستے میں سرچشمہ اور ایک سایہ کی صورت ہیں۔

گواہ اللہ تک رسائی کے لئے کوثر و طوبیٰ کے پیکر میں چہارہ اصل اس راہ کو طویل کرتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اللہ سے کسی خواہش و مقصود کے بغیر رو لگائی جائے۔

(5)

شرط است بہ دہر در مظہر محشّن اسباب دلاوری میسر محشّن

جائے ز شراب اور غوانی باید آں را کہ بود ہوائے خلد محشّن

لغت : در مظہر محشّن: قہقند ہونے کا سیلاب ہونے کے لئے۔۔۔ دلاوری: دل آوری یعنی دلیری، بہادری۔۔۔ شراب اور غوانی: سرخ شراب۔۔۔ خلد محشّن: شریعت، ہنگامہ روشن ہونا۔۔۔

ترجمہ : زمانے میں قہقند ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دلیری و بہادری کے اسباب میسر ہوں۔ اگر کسی کو روشن ہونے کی خواہش ہے تو اس کے لئے سرخ شراب کا ایک جام درکار ہے، ضروری ہے۔ شراب چونکہ سرخ ہے، اسی لئے شریعت کی طور و روش ہونے کی بات کی (شریعت سے روشنی کی صورت میں روشنی بھرتی ہے)۔ گواہ شراب انسان میں حیات بھی پیدا کرتی ہے اور اس کے چہرے کو بھی چمکاتی ہے (ادخل و)۔۔۔۔۔

(6)

سائل زگدا بجو خدمت نبو مرگ از عاشق بجو خدمت نبو

از سینہ من کہ قلوب خون دل است جز تیر تو کس جاں سلامت نبو

لغت : سائل: سوال کرنے والا۔۔۔ زگدا: خدمت، خدمتگی (دوسرے مصرعے میں پھر خدمت آیا ہے جو فعلی طور پر غلط ہے، لیکن ہے کوئی اور لفظ ہو۔ واللہ اعلم)۔۔۔ قلوب: سینہ۔۔۔

ترجمہ : گدا اسے سوال کرنے والے کو اس لئے خدمتگی کے لئے کہ وہ حاصل نہیں ہو، نہ اسی طرح موت عاشق سے، جو خدمتگی کے لئے کہ وہ حاصل نہیں کر پاتی۔ میرے سینے سے، کہ وہ خون دل کا سینہ رہے، کوئی بھی تیرے تیر کے سوا جاں بچا کر نہیں جاسکتا ہے۔

یعنی ایسے سمندر میں جو کوئی کوہ نہ گارہ کھلے نہ کچھ ڈوب جائے کچھ جگہ محبوب کا تھوڑا سا خون بہانے کا باعث بنے گا۔

(7)

ہر چند کہ زشت و نازناہیم ہمہ در عمدہ رحمت خداہیم ہمہ  
ور جلوہ دید، چنانکہ ہائیم ہمہ شایستہ نعت و پوریاہیم ہمہ

نعت : زشت : برے۔۔ نازناہیم : ہم ناپاکی ہیں۔۔ عمدہ : عمدہ داری۔۔ شایستہ : لائق، اہل۔۔ نعت : مٹی کا تھیل۔

ترجمہ : اگرچہ ہم سب برے ہیں اور ناپاکی ہیں، ہم سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ذمہ داری میں ہیں لیکن اس کی رحمت و بخشش کے وسیلہ سے اور اگر وہ اپنا جلوہ دکھائے تو ہم سب ایسے کہ ہم میں نعت اور برے کے لائق ہیں۔  
مٹی کا تھیل برے کو جلا دیتا ہے۔ ہم کو بار بار ہیں اور اس کا جلوہ نعت ہے، یعنی ہم ایسے ظالم و ناپاکی انسان اس کے جلوے کی تاب کیونکر لائے ہیں۔

(8)

آن مرد کہ زن گرفت، دانا نبود از غصہ فراغش توانا نبود  
دارد بھال خانہ و زن نیست درو نازم بخدا چرا توانا نبود

نعت : زن گرفتہ شادی کر لی۔۔ غصہ : رنج و مال، مصیبت۔۔ فراغش : اسے فراغت یعنی خلاصی، نجات۔۔ نازم بخدا : مجھے خدا پر رفق آتا ہے۔

ترجمہ : جس آدمی نے شادی کر لی، دانا انسان نہیں ہے، اس لئے کہ اولادی کے نتیجے میں اسے بچوں سمیت، صاحب و کام سے فراغت نصیب نہ ہوگی۔ مجھے خدا پر رفق آتا ہے کہ یہ ساری کائنات اس کا گھر ہے لیکن اس میں عورت نہیں ہے، پھر بخدا دعا کرتا ہوں کہ عورت ہو۔ عورت کے ہوتے ہوئے شوہر کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورت کے بغیر آدمی کی زندگی بھی قویا رہے۔

(9)

آن را کہ عطیہ ازل در نظر است ہر چند بلائیش، طرب بیشتر است  
فرق است میان من و صنعتان در کفر بخشش دگر و مزد عبادت دگر است

نعت : عطیہ : بخشش، انعام۔۔ طرب : خوشی و مسرت، میث۔۔ صنعتان : صنعتان کے ایک بزرگ تھے جنہیں شیخ صنعتان اور صنعتان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے عبادت گزار تھے۔ کسی چیز کے بخشش میں گرفتار ہو کر اسلام سے غریب ہو گئے۔ بعد میں پھر اسلام کی طرف آ گئے۔  
مزہ : اجرت۔۔

ترجمہ : جس کی نظر میں ازل کی بخشش ہے (یعنی خدا کے کریم و بخشنے والے پر ایمان ہے)، ہر چند اس کی مصیبتیں بہت ہوں لیکن اس کے لئے میث و مسرت کاملاً ان سے کہیں زیادہ ہے۔ میرے اور صنعتان کے گھر میں فرق ہے، کیونکہ بخشش دگر اور۔۔ چیز ہے اور عبادت کی اجرت دگر اور جس کا اللہ تعالیٰ کی بخشش پر ایمان کامل ہے وہ مصیبتوں سے نہیں گھبرا رہا، اس کے لئے مسرت و شادمانی کا بھی سلسلہ ہو جاتا ہے۔ جو

لوگ محض اس لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ قیامت کو انہیں عور و کوثر سے نوازا جائے گا تو وہ گویا خود کو اس عبادت کی اجرت کا حقدار سمجھتے ہیں۔ آخر میں شیخ متعلق سے اپنا مقابلہ کرتے ہوئے غالب نے اپنے کلمہ کو حق سے بہتر قرار دیا ہے اور اس کا باعث وہی عبادت کی اجرت کا مسئلہ ہے۔ یعنی اسے صرف اللہ کی رحمت و بخشش کا سارا ہے۔

### (10)

آں خست کہ در نظر بجز یارش نیست با سود و زیان خویشتن کارش نیست  
طالب ز طلب رہین آمارش نیست ہر چند حنا برگ دہد ہارش نیست  
لغت: خست: زخمی، مایوس۔ سود: زیان۔ قطع اور نقصان۔ کارش: عبادت۔ اسے کوئی سروکار نہیں۔ طالب: مانگنے والا۔ رہین: احسان مند۔ ہارش: عبادت نیست: اس کا بھل نہیں ہے۔

ترجمہ: اس عاشق زار کو جس کی نظر میں محبوب کے سوا اور کچھ نہیں ہے، اپنے قطع و نقصان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ طالب اپنی طلب کے نتائج کا احسان مند نہیں ہے۔ اگرچہ حنا کے پتے ہوتے ہیں لیکن اسے بھل نہیں لگتا۔ حنا حسد کی یا خوبصورتی یا آرائش کے لئے بہت اچھی چیز ہے، یہ قطع ہے لیکن اس کا بھل یا حقیقہ کوئی نہیں ہے، یہ گویا نقصان ہے۔ اس حقیقہ و داستان سے عاشق کی یہ بات واضح کی ہے کہ اسے صرف اپنے محبوب سے واسطہ ہے باقی اس کے لئے سب بیکار ہے۔ (طالب اور طلب بھی کی ہے)۔

### (11)

چرگر کہ ز زخم زخم برہنگ زخم پیداست کہ از سر چہ آہنگ زخم  
در پردہ ناخوشی، خوشی پنهانست گازر نہ ز خشم جامہ برسنگ زخم  
لغت: چرگر: مقلی، گویا، نخر خوں۔ زخم: معزوب۔ ہنگہ: سلا۔ پیداست: ظاہر ہے، واضح ہے۔ آہنگ: لے، نخر، سر۔ گازر: دھولی۔ خشم: غصہ، عیش۔ ناخوشی: مراد غم و دکھ۔

ترجمہ: نخر خوں جو معزوب سے سلا پر زخم لگاتا ہے تو واضح ہے کہ وہ کس لئے سر لگاتا ہے۔ کسی دکھ کے پردے میں خوشی پنهان ہے۔ یہ جو دھولی کپڑے کو دھرتے وقت چھریاں مارا ہے تو یہ کی عیش کی وجہ سے نہیں ہوا۔ بہت عموماً چھکیوں سے کام لیا ہے۔ سلا پر زخم لگنا گویا دکھ کی بات ہے لیکن سو یہ جارحانہ نخر خوں کرتا ہے تو اس کی ہور بننے والوں کی طبیعت میں ایک عجیب کیف و سواد پیدا ہو جائے۔ گویا اس زخم (ناخوشی) کے پردے میں خوشی کا سلاں ہے۔ اسی طرح دھولی کپڑا دھرتے ہوئے چھریاں مارا ہے تاکہ وہ ابھی طرح صاف ہو جائے۔ اس کا کپڑے کو چھریاں مارنا گویا ناخوشی اور اس کے پیچھے مقلی (ناخوشی) کی صورت ہے۔ قدرتی کے لئے اس میں بہت بڑا سہیل ہے اور وہ یہ کہ اسے دکھوں میں گھبراہٹ نہیں جانتے۔ اس سے پہلے غالب کی بات ”دور سے رنگ میں اربابی“ میں کہہ چکے ہیں۔

### (12)

ہواست غم آں باد کہ حاصل ہو آب رخ ہوشمند و عاقل ہو  
بگذاشتہ ام خنہ ز صبا بہ پسر کش اندہ مرگ پدر از دل ہو  
لغت: باد: ہوا۔ حاصل: پیداوار، بچل، بچی ہوئی فصل۔ آب: چمک، سرخی۔ رخ: کش، کہ وہ اس کا۔ اندہ: اندو، غم۔

ترجمہ: غم ایک ایسی ہوا ہے جو حاصل کو اڑا لے جاتی ہے اور جو صاحب ہوش و دانش کے چہرے کی سرخی ختم کرتی ہے۔ اسی لئے ا میں نے شراب کا ایک جام بننے کے لئے رکھا ہے تاکہ وہ اہم اس کے دل سے ہاپ کی سوت کا غم دور کر دے۔ غم انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے۔ اس کا علاج غالب کے نزدیک جام شراب میں ہے۔ یعنی عمل طور پر نہ کسی کچھ دیر کے لئے تو انسان غم سے نجات پا جاتا ہے۔ اور وہ میں یوں کہتا ہے:

مے سے غرض نکلا ہے کس روسیاء کو اک گونہ بخودی مجھے دن رات چاہئے  
میں بات ظہام کے بقول!

مے خوردن من نہ از برای طرب است نے بہر فساد و ترک دین و ادب است  
خواہم کہ بہ بخودی بر آرام غصے مے خوردن و مست بودم زمین سبب است  
اور بقول حافظ!

شراب تلخ می خواہم کہ مرو انگن بود زورش  
کہ آید دم پیاسم ز دنیاو شر و شورش

(13)

گیرم کہ ز دہر رسم غم بر خیزد غمناکے گزشتہ چوں بیم بر خیزد  
مشکل کہ دہید دار ناگاہی ما ہر چند کہ فرجام ستم بر خیزد  
تفت: گیمز میں ہاں لیتا ہوں، میں تسلیم کرتا ہوں۔ بر خیزد اٹھ جائے اٹھ جائے گی۔ چوں کیسے کیونکر۔ فرجام: انجام، آخر کار۔

ترجمہ: میں یہ ہاں لیتا ہوں کہ آئندہ دنیا سے غم و کام کا دستور (رسم) ختم ہو جائے گا لیکن وہ جو ساتھ غم ہیں (یعنی جن میں ہم مبتلا ہیں) اور کیونکر اٹھ جائیں گے (ختم ہو جائیں گے)۔ یہ بات مشکل ہے کہ تم ہماری ناگاہی کی بدولت گے، وہ الگ بات کہ ستم آخر کار ختم ہو جائے گا۔ یعنی آئندہ جو کچھ بھی ہو، بات تو اب کی ہے کہ ہم نے کتنے ستم اٹھائے اور غم و کام کا نظام کھنکھار رہے ہیں۔ اس طرف کون کون توجہ کرے؟ ظاہر ہے کوئی بھی نہیں۔

(14)

جانے ست مرا ز غم شمارے، دردے اندیشہ فشانده خارزارے، دردے  
ہر پارہ دل کہ ریزد از دیدہ من یابند نفس ریزہ چو خارے، دردے  
نات: دردے: دھکے۔ اندیشہ: فکر، دکان، خوف۔ فشانده: پھیلا ہے۔ پارہ دل: دل کا ٹکڑا۔۔۔ پانچ: اسے پاتے  
میں اب سے ہیں۔ خارزار: کانٹوں کا جھرم۔

ترجمہ: میری جان غموں و دکھوں کا مجموعہ ہے، دکھ کی بات ہے۔ خوف و دکان نے ایک خارزار پھیلا رکھا ہے، دکھ کی بات ہے۔ میرے دل کا



مطلق غلبہ اور ازمیں کمی تھی یہ سب رہائیں بد شلہ ہمارے غفیری سے متعلق ہیں۔

(18)

خواہے کہ فروغ دیں اذو جلوہ گراست در روز نصیب شلہ روشن گھراست  
پیدا است کہ دیدن چنین خواب بروز تقبیل نتیجہ دعالے سحر است

نعت : فروغ: روتق: روشنی۔۔۔ روشن گز: روشن فطرت: روشن نسل۔۔۔ پیدا است: ظاہر ہے۔۔۔ تقبیل: جلدی، جلت۔۔۔

ترجمہ : یہ ایسا خواب ہے جس سے دہن کی روتق جلوہ گر ہے، ہر دن کے وقت روشن بخار یا روشن فطرت بد شلہ کو نصیب ہوا ہے۔ واضح ہے کہ اس قسم کا خواب دن کے وقت دیکھنے کا مطلب ہے کہ یہ دعالے سحر صبح کی دعا کا کلی المور نتیجہ وارث ہے۔

(19)

خواہے کہ بود نشان بخت فیروز دید است بروز شلہ گیتی افروز  
فیض دم صبح تاکہ بلیدن داشت کز صبح بہ شہ رسید در شہ روز

نعت : بخت فیروز: ہموار نصیب، خوش بختی۔۔۔ شلہ گیتی افروز: نئے نئے کو روشن کرنے والا بد شلہ۔۔۔ دم صبح: صبح کا وقت۔۔۔ بلیدن: آمدن، آمد۔۔۔

ترجمہ : یہ ایسا خواب ہے جو بخت فیروز کا نشان ہے۔ شلہ گیتی افروز نے جسے دن کے وقت دیکھا ہے۔ دم صبح کے فیض میں کس قدر اجماع تھا یا تجزی تھی کہ وہ صبح سے بد شلہ تک ادھر ہی کو پہنچ گیا۔

(20)

شبابا ہر چند واپے جوئے آئدہ ام دانی کہ چہ مایہ نفز گوئے آئدہ ام  
دغم کہ بہار را بروئے آئدہ ام آبم کہ محیط را بجوئے آئدہ ام

نعت : واپے: مولا کے کر کوئی خواہاں لے کر۔۔۔ چہ مایہ: کس قدر، کس حد تک۔۔۔ نفز گوئے: مہمہ شعر کہنے والا۔۔۔ آئدہ: آمد، یعنی میں ہوں، میں واقع ہوا ہوں۔۔۔ دغم: میں رنگ ہوں۔۔۔

ترجمہ : اے بد شلہ! اگرچہ میں آرزو مولا کے کر آیا ہوں تو چاہتا ہے کہ میں کس قدر نفز گو شاعر ہوں۔ میں گویا رنگ ہوں جو بہار کے چرے پر چڑھا ہے اجماع میں رنگین پھولوں کے کھیلنے کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی میری شاعری ایسی ہے کہ میں پائی ہوں جو سمندر کے لئے مادی میں آیا ہے۔ مادی کا پانی آخر میں سمندر میں جا کر مٹا ہے۔ گویا میرے عقلی سمندر کا وجود ہے یا میری شاعری میں سمندر کے پانی کی ہی روانی ہے۔

(21)

زایں جا کہ دلم یونہم در بند نبود با هیچ علاقت سخت پیوند نبود

مقصود من از کعب و آہنگ سفر جز ترک دیار و زن و فرزند نبود  
 لغت : زان جاگ : چونکہ اس لئے کہ۔۔۔ درینہ ہوا : کہ میں نہ تھا بلکہ نہ تھا یعنی حکارت نہ تھا جتانہ تھا۔۔۔ سختہ چوہا : گمراہ قتل یا  
 رہا۔۔۔ آہنگ سفر : سفر کا ارادہ۔۔۔ فرزند : اولاد و نسل۔  
 ترجمہ : چونکہ ہوا دل کسی دہم کا حکارت نہ تھا یا دہم میں جتانہ تھا اس لئے کسی بھی لحاظ سے مجھے کوئی گمراہ قتل نہ تھا۔ کعب سے اور ارادہ  
 سفر سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ میں اپنے وطن سے ہجرت کروں اور اپنے ہاں بچوں کو بھونڈا کروں، خیر باد کہہ آؤں۔

(22)

درینہ زخم زخم شانے دارم چشم و دل خونابہ فشانے دارم  
 دانی کہ مرا چوں تو نمی باید چچ اے قاسم از آن کہ جسم و جانے دارم  
 لغت : زخم شانے پر بھی کا زخم۔۔۔ خونابہ فشانے : خون بہانے یا خون کے آنسو بہانے والے۔  
 ترجمہ : غم کی وجہ سے میرے سینے میں گویا یہ بھی کا زخم لگا ہوا ہے اشد غم۔ اسی شدید غم کے باعث میرے چشم و دل خونابہ فشانے ہیں۔  
 تجھے تو ظلم ہے کہ مجھے تیرے سوا اور کچھ نہیں چاہئے اتنے سوا مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ میں ہر چیز سے قاصر ہوں، میں اتنا ہے  
 کہ جسم و جان رکھتا ہوں۔

(23)

اے آنکہ براہ کعب روئے داری نازم کہ گزیدہ آرزوئے داری  
 زیں گوند کہ تندی خرای، دامن درخانہ زن ستیزہ خوئے داری  
 لغت : نازم : مجھے رشک ہے۔۔۔ گزیدہ : آگ پر پیش آتی ہوئی، منتخب، بہت اعلیٰ۔۔۔ تندی خرای : تو تیز چل رہا ہے۔۔۔ زن ستیزہ خوئے :  
 لڑائی بیوی، جھگڑا بیوی۔  
 ترجمہ : اے کعب تو یہ کعب کی طرف جا رہا ہے، مجھے تو یہ رشک آ رہا ہے کہ تیری آرزو ایک اعلیٰ و منتخب آرزو ہے؛ لیکن تو ہر اتنی تیزی  
 سے چل رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ تیری بیوی ایک لڑکھائی کا کن عورت ہے۔ گویا اس کا یہ سر کعب بیوی کی ستیزہ خونی کے سبب ہے۔ اس  
 میں طرار و مزاج دونوں آگئے ہیں۔ دلچسپ ہے۔ لگتا ہے طرد و طلب کی نوج ستیزہ خونی۔

(24)

ایں رسم کہ عشیہ شای ہر سال آید بکنم ز خواجہ تماشاں بہ سوال  
 مانا ست بدان کہ ہرچہ افشاںد ایر از شاخ رسد بہ سبزہ پائے نعل  
 لغت : عشیہ : شام، شامی بخشش، عطیہ، انعام و اکرام۔۔۔ آید : بکنم : میرے ہاتھ لگائے، مجھے ملے۔۔۔ خواجہ : تماشہ : خواجہ تماشاں کی بخشش  
 وہ کئی نظام یا نوکر کہ کسی ایک ملک کی خدمت میں ہوں اس نسبت کی بنا پر ایک دوسرے کو خواجہ، آغا، آغا کہتے ہیں۔۔۔ مانا ست : مانا ہے۔  
 افشاںد : بکھیرا ہے۔۔۔ سبزہ پائے نعل : درخت کے نیچے آگاہا سبزہ۔۔۔



ترجمہ: یہ جو برساتی بھٹکتا وسطا اٹھتا دستور چلا آ رہا ہے، مجھے خواجہ تاجوں سے ملنے کے حاصل ہو گیا ہے اور انعام و اکرام مانگتے ہیں میرا آنا ہے۔ یہ تو بالکل اسی طرح ہے جیسے وہ کوہ پل نکھیرا ہے وہ درخت کے نیچے اگے ہوئے سبزے کو شلغ کی وسعت سے ملتا ہے۔ شلغ دستور کو پل سے، خواجہ تاجوں کو شلغ سے اور خود کو سبز پائے نعل سے تشبیہ دی ہے۔ گویا اس میں تشبیل کی صنعت ہے۔

### (25)

خوابم کہ درگ خن بہ پیچارہ کنم تا جان ستم رسیده را چارہ کنم  
رسم است جواب نامہ چوں نیست جواب باید کہ تو پس دی و من پارہ کنم

نعت: پیچارہ: طرہ طرہ۔ چارہ: کسمہ: طرح کردا، کوئی چارہ حاصل کرنا۔ تو پس دی: تو (میرا خطا) کو تو دے، واپس کر دے۔ پارہ: کسمہ: میں چھاڑاؤں۔

ترجمہ: میری اپ یہ خواہش ہے کہ ذرا طرہ طرہ کے انداز میں بات کرنا، تاکہ اس طرح اپنی ستم رسیدہ جان کے لئے کوئی چارہ کرنا۔ یہ دستور ہے کہ کسی کے خطا کا جواب دیا جاتا ہے۔ تو جب تیری (محبوب کی) طرف سے کوئی جواب نہیں آ رہا تو میرا خطا واپس کر دے تاکہ میں اسے چھاڑاؤں۔ طرہ طرہ کے انداز میں بات کرنے سے اگرچہ کچھ حاصل نہ ہو گا لیکن دل کی بھراس تو نکلے گی۔

### (26)

اے جام شراب شاد کاکی زده اے در جو مردم از بلند تابی زده اے  
یاد آر زمن چو بنی اندر را ہے تما رو خست خرابی زده اے

نعت: جام زده اے: جس نے جام پیا ہے۔ شاد کاکی: خوشحالی، بامردی۔ در: حرم۔ خست خرابی زده اے: مراد بگی حال کا مارا ہوا۔ جس کی حال میں تھکاوٹ، تکلیف کا انداز ہے۔

ترجمہ: یہ رہائی مولوی اعظم علی کے نام ایک خط کے آغاز میں لکھی گئی (خط 1835ء میں لکھا گیا تھا جس نے خوشحالی، بامردی کا جام پیا ہے اور حرم میں تو بلند نام واقع ہوا ہے، جب تو کسی راستے میں کسی تھا چلنے والے اور خست خرابی کے مارے ہوئے کو دیکھے تو اس موقع پر مجھے یاد کر لیا۔ اپنی تملادی اور خست خرابی کی بات کی ہے۔

### (27)

امروز شرارہ اے بہ داغم زده اند نثر برگ صبر و فراغم زده اند  
از کثرت شور عطری: مغرم ریش است تا عطریہ فتنہ بر داغم زده اند

نعت: زده اند: لگائی گئی ہے۔ برگ: ساز و سامان۔ عطریہ: جھپک۔ ریش است: زخمی ہے۔  
ترجمہ: آج میرے زخم پر ایک چنگاری لگائی گئی ہے (زده اند) انہوں نے لگائی ہے، مراد تھکاوٹ کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ میرا صبر و فراغ نثر کی روغت کی روگ پر نثر لگایا گیا ہے۔ جھپکوں کے بے حد شور کے باعث میرا دل زخمی ہو گیا ہے، خدا مظلوم میرے دل پر کس نئے صبر لگایا گیا ہے (جو اس قدر جھپکیں آ رہی ہیں۔ اپنی بیماری، بالخصوص شدید زخم کی طرف اشارہ ہے۔

(28)

زیرِ مویں کہ بر میان تست اے بدکیش پاشد کرت خجل زبے برگی خویش  
 آمیزش مویں با میانے کہ تراست ہمایگی توانگر است و درویش  
 لغت : بدکیش: بدشاہ یا بدویں۔۔۔ خجل: خرمندہ، خرمسار۔۔۔ بے رنگ: بے سوسلانی، کچھ بھی پاس نہ ہوئے۔ آمیزش: ہم ملا  
 ملاوت، ملاپ۔۔۔ درویش: فقیر۔  
 ترجمہ : اے درویں! اس ہل کی وجہ سے، جو تیری کر ہے، تیری کراچی ہے برگی کے ہاتھوں خرمسار ہے۔ تیری کرور اس ہل کا ملاپ یا  
 ایک جگہ ہونا اسی طرح ہے جیسے کوئی ملدار اور فقیر ہم ہمایہ ہوں۔ کر کو کوہا کرے اور ہل کو فقیر سے تکیہ دی ہے۔ اس طرح اس میں  
 صنعت تضاد آئی ہے۔

(29)

اے آنکہ تراستی بدربان من است شمع مکن از باد کہ نقصان من است  
 حیف است کہ بعد من حیراث رود ایں یک دوسر خم کہ در شہجان من است  
 لغت : سنی: کوشش۔۔۔ دربان: طالع۔۔۔ شمع مکن: مجھے مت روک۔۔۔ حیف است: افسوس کی بات ہوگی۔۔۔ حیراث: دوزخ و راف  
 میں پٹے جائیں، اولاد دلیوا کو ٹپیں۔۔۔ شہجان: خواہا۔  
 ترجمہ : اے فلان! حیف! (ا) تو جو میرے طالع کی کوشش کر رہا ہے، مجھے شراب، یعنی شراب پینے سے امت روک، اس لئے کہ میرے لئے  
 یہ بات نقصان کا باعث ہوگی۔ یہ افسوس کی بات ہوگی کہ میرے بعد میرے شہجان میں چلے ہو سکیں، وہ تھیں نکلے، شراب، یعنی امد کی نسل  
 کو درافٹ میں ٹپیں۔ اس میں جہاں واسطہ اپنی کل جائیں، اولاد ملت صرف یہ وہ تھیں نکلے جاتے ہیں، وہاں اس میں ایک طرح سے صراح بھی  
 ہے۔ یک دوسر میں صنعت ہوا ہے۔

(30)

شاہیم زبانہ افسر داغ اورنگ دارم چہ بگو بر ز وحشت آہنگ  
 مرجان دو رو نیم ز آرد پشت تنگ بر کو زشم سک از دلخ پنگ  
 لغت : زبانہ: آئینہ، شیلے کے تاج والا۔۔۔ داغ اورنگ: داغ از دم، دمیاں کے تخت والا۔۔۔ آہنگ: نظر، سزلے۔۔۔ مرجان دو رو: کچھ، ہم  
 دو رخا مرجان ہیں۔۔۔ مرجان: چھوٹا سرخ سمندری موتی، سونکا۔۔۔ آرد: آری۔۔۔ تنگ: کمر باند۔۔۔ داغ پنگ: پیچے کا دم، یعنی پیچے کے  
 جسم کے داغ۔۔۔

ترجمہ : ہم، مگر وہ سمندر اور غفلت میں اپنی وحشت کے لئے پھیلتے ہیں۔ کمر باند کی ڈنڈ کی آری سے ہم دو رخا مرجان ہیں، کمر باند کی  
 پشت کی آری نے ہمیں دو رخا مرجان بنا رکھا ہے اور پہاڑ ہم داغ پنگ سے اچانک بٹاتے ہیں، عجیب مضمون پیدا کیا ہے۔ ماضی پر جو  
 گذرتی ہے اور جس طرح ہمیں دعا میدی کا شمار ہو کر وہ وحشت کی طرف نکل جاتا ہے، اس کی عکاسی ان کے اعجاز میں ہے۔ تنگ  
 مرجان اور، کمر باند اور اسی طرح، آئینہ اور رنگ اور سک میں صنعت براحتہ اختلاف ہے، لیکن ان سب چیزوں کا بھی قصہ ہے، جبکہ کمر

(31)

دریزم نکلا۔ خستگان راچہ نکلا۔ از عہدہ پائے بستگیں راچہ نکلا۔  
 گراہر شراب لب بارو غالب ما جام و سوسو گنگسٹاں راچہ نکلا۔  
 لغت : خستگان خست کی معنی، زخمی، فوس کے مارے ہوئے۔ چہ نکلا: کیا ٹوٹی۔ عہدہ: کوئی بھرتہ یا عہدہ۔ پائے بستگیں: ہائے بستگیں۔  
 پائے بست کی معنی جن کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں۔ شراب لب: خاص شراب۔ بارو: برسات۔ جام و سوسو گنگسٹاں: جن کے جام  
 و سوسو ٹوٹ چکے ہیں۔ گنگسٹاں: شگفتہ کی معنی۔  
 ترجمہ : بیش و نکلا کی محفل میں بھلا ہم دل جلوں کو کیا غرضی میرا آگئی ہے اسی طرح جن کے (یعنی اہلے) پاؤں بندھے ہوئے ہیں  
 انہیں عہدہ سے کیا لذت یا مسرت مل سکتی ہے۔ اگر بدل شراب لب بھی برسات تو ہمیں اس کی کاغرضی کہ ہمارے جام و سوسو ٹوٹے  
 ہوئے ہیں۔ تھکیر و استعارہ کے پردے میں اپنی بد نصیبی کی بات کی ہے۔

(32)

در خود تیر بود درختی کہ مراست خانیہ آتش است رختی کہ مراست  
 بے آنکہ تو بدنام شوی، می کھدم ناناں تر از خودے تو بخنجه کہ مراست  
 لغت : در خود تیر: کھڑی کے لائق۔ خانیہ آتش: آگ کا چیلہ ہو۔ می کھدم: وہ (بخت) مجھے مارا ہے۔ ناناں تر: زیادہ  
 ہمارا لائق۔  
 ترجمہ : میرا جو درخت ہے وہ کھڑی کے لائق ہے اس پر کھڑی چلی جا رہی ہے میرا جو بستر ہے وہ آگ کا چیلہ ہوا ہے۔ میرا نصیب جو تیری  
 فطرت و طبیعت سے بھی زیادہ (میرے حق میں) ہمارا لائق ہے اس کے بغیر کہ تیری کوئی بدنامی ہو مجھے مار رہا ہے اگر وہاں تو مجھے دکھ پہنچا رہا  
 ہے۔ محبوب کی قسم اٹھانے والی اور بے اعتدالی کی علت سے بھی زیادہ اپنے نصیب کو برا کہا ہے۔ نیز اپنے سرک و گل کو پہلے شعر میں بصورت  
 استعارہ بیان کیا ہے۔

(33)

یا رب نفس شرارہ جیزم بخشد یارب عثرہ ہائے دجلہ ریزم بخشد  
 بے سوز غم عشق مبارا زہمار جانے کہ بروز رشتیزم بخشد  
 لغت : شرارہ جیزم: چنگاریاں بکھرنے والا۔ دجلہ ریزہ: دریا ہانے والی۔ دجلہ: عراق کا مشہور دریا، یہاں بمعنی دریا۔ مبارا خدا کا  
 کرے کہ ہو، ہرگز نہ ہو۔ بروز رشتیزم: قیامت کے دن مجھے۔ بخشد: وہ عطا کریں یعنی خداوند قدرت۔  
 ترجمہ : یا رب! اے خدا کرے کہ مجھے چنگاریاں بکھرنے والا (جست گرم) سانس عطا ہو، یا رب مجھے ایسی بھگیں عطا ہوں جو دریا ہانے والی  
 (یعنی بہت آنسو ہانے والی) ہوں۔ قیامت کے روز مجھے جو جان عطا ہو، خدا کرے کہ وہ غم عشق کے سوز سے قطعاً غلط نہ ہو۔ گرم سانس،  
 سوز عشق کی علامت ہے اسی طرح بے حد آنسو بہنا بھی۔ شرارہ آخرت میں بھی غم عشق سے غلط نہیں رہنا چاہتا کہ اس کے لئے بھی سب

(34)

قانع نیم ارعشت نیزم بخشنہ از بخشش تپہ چزم بخشنہ

امید کہ صرف روزنامے قشود جانے کہ ہروز رستخیزم بخشنہ

لغت : قانع نیم میں قسمت نہیں کرتا نہیں کروں گا۔ تپہ چزم : دیکھیں مجھے کیا کچھ۔ صرف : خرچ، قربان۔ روزنامہ : روز بروز کا دہار۔ از : اگر۔

ترجمہ : اگر (روز قیامت) مجھے بہشت بھی عطا ہوئی تو میں اس پر قسمت نہیں کروں گا اب دیکھیں اس روز مجھے قدرت الہی خاص عطیت و بخشش سے اور کون سی چیز عطا کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ جان مجھے عطا کی جائے گی اور میری روزگاری (روزگار) پر صرف یعنی قربان ہو جائے گی۔ عاشق کے لئے بہشت و فیوض کی کوئی امید نہیں اس کے لئے تو محبوب کا دیوار (خواہ وہ محبوب حقیقی ہو یا محبوب مجازی) ہی سب کچھ ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ غالب نے مسلسل تین رباعیوں (33-34-35) میں چوتھا مصرع ایک ہی رکھا ہے اور تینوں میں مضمون بدلا ہوا ہے۔ پھر ردیف و قافیہ بھی تینوں کا ایک ہی ہے۔

(35)

او راست اگر ہزار چزم بخشنہ اور است اگر بہشت نیزم بخشنہ

بر دوست فدا کنم بصد گونہ نکلدا جانے کہ ہروز رستخیزم بخشنہ

لغت : اور است : یہ اس تک ہے (مادی) جانے۔ بصد گونہ : نکلنا، نکلنے کی طرح کی فریضوں کے ساتھ۔

ترجمہ : اگر روز قیامت مجھے ہزاروں چیزیں عطا ہوں گی تو یہ اس حالتِ تقدس تک ہے (یا وہ جانے) اگر مجھے بہشت بھی عطا ہو تو وہ جانے اور اس کا کام۔ میں تو اپنے محبوب پر اپنی وہ جان بے پناہ خوشی سے قربان کروں گا جو مجھے روز قیامت عطا ہو گی۔ عاشق کو بہشت و بہشت کی خواہش نہیں، وہ تو صرف اپنے محبوب کا شیدائی ہے۔ خیام نے دوسرے رنگ میں بات کی ہے

گویند بہشت دوزخین خواہد بود آہائے و شیر و انگبین خواہد بود

گرا سے و معشوق گزیدیم چہ پاک چوں عاقبت کار چنین خواہد بود

(36)

دی دوست پہ برم بارہ ام خواندہ بناد وانگہ ورق مر مگر خواندہ بناد

چشم من و عارضے کہ افروخت بہ سے دست من و دانستے کہ افشاخہ بناد

لغت : دی : کل، کل شب۔ خواندہ بناد بنارے : بلایا، قاطب کیا۔ وانگہ : اور پھر۔ ورق مر مگر خواندہ : بہت کا ورق بہت دیا، بہت کی بہت ٹھم کر دی۔ افروختہ : روشن کیا، چمکا۔ عارضے کہ : دور رخسار جو۔ افشاخہ : پھلایا۔

ترجمہ : کل محبوب نے شراب کی محفل میں مجھے بڑے آواز سے بلایا اور پھر ناز سے بہت کا ورق ہی بہت دیا۔ (اس پھر کیا تھا) میری آنکھیں

تھیں اور شراب پینے کے باعث اس کے چمکتے ہوئے رخسار اچھن میں اس کے ان رخساروں کو دیکھنے میں محو ہو گیا، میرا ہاتھ تھا اور اس کا ہاتھ سے بچا گیا ہوا دامن۔ روتی صحت پختے سے یہ بھی مطلب لیا جاسکتا ہے کہ محبوب نے چلی روش ترک کی اور صحت و توجہ کی طرف مائل ہو گیا۔

(37)

یارب سوئے برون گاراں مارا وچہ گل دل بہ نوبہاراں مارا  
صرف شک وچہ قدر خواہ شد تجھینہ این صومرہ داراں مارا

لغت : سوئے: کوئی فائدہ۔ برون گاراں: نلے میں۔ مارا: مارے گئے۔ وچہ: رقم۔ دل: شراب۔ صرف: خفی۔ تجھینہ: خواہ۔ صومرہ داراں: صومرہ دار کی بیج، خشکوں میں بیٹھے ہوئے، صوفی۔

ترجمہ : یارب! میں بھی اس دنیا میں کوئی فائدہ و سہولت نہیں ہو۔ موسم بہار میں ہمیں گل دل کے لئے رقم عطا ہو۔ بھلا شک اور جہ پر کیا فرج آئے گا۔ ان صومرہ فطینوں کا خواہزہ ہمیں بھی ملے۔ خشکوں میں چڑھائے جڑتے ہیں اور اس طرح وہاں کے خزانے ابھرتے ہیں۔ اس حوالے سے تجھینہ صومرہ داراں کہتا ہے کہ شراب شہی ہے۔ پھر موسم بہار میں جب پھولوں کی کثرت ہوتی ہے تو بیکار کے لئے یہ موسم پینے پلانے کے طے میں بہت اچھا ہوتا ہے، اسی لئے گل دل کے لئے رقم کی بات کی۔

(38)

آنم کہ بہ چنانہ من ساقی دہر ویزد ہمہ درو درو و تکلابہ زہر  
بگذر ز سعادت و غمست کہ مرا تابد بہ غمزه کشت و مرغ بہ قہر

لغت : ساقی: دہر: نلے کا ساقی، خدا۔ ویزد: ڈالنا ہے۔ درو: گھٹنا ہے۔ تکلابہ: زہر کا کردار پانی۔ سعادت: خوش بختی۔

ترجمہ: ایک ستارہ تھے رقصہ لک بھی کہتے ہیں، ستارہ زہر۔ غمزه: تاردار آگھوں کا اشارہ۔ مرغ: ایک خاص ستارہ تھے جلا لک کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: (یہ رہائی موسم غل موسم کوئی جزئی کے حصول کے لئے کبھی نکلی۔ میں ایک ایسا انسان ہوں جس کے پلانے میں ساقی دہر درو کا گھٹ اور زہر کا کردار پانی ڈالنا ہے۔ تو سعادت اور غمست کی بات پھر ڈالنا اس لئے کہ پھر یہ امر سعادت پلانے تو مجھے اپنے بازو کر شہ سے اور مرغ (غمست) نے قبر سے مار ڈالا ہے۔ مراد یہ کہ خوش بختی تو نزدیک نہیں آتی اور یہ نصیبی ملے مار رہی ہے۔ ابھی جہنم میں جہنم دان کے حوالے سے مبارک اور خوش ستاروں کا بھی ذکر ہو آقا۔ چنانہ اس لئے کہا کہ تو سعادت اور غمست کی بات پھر ڈالنا۔ لفظ درو اور درو میں صنعت تجھیں ہم ہے، یعنی ایک سے اختلاف ہیں، صرف غش اور زہر کا فرق ہے۔

(39)

درباغ مراو ما ز بیدار حمرگ نے نقل بجائے مانہ نے شلخ نہ برگ  
چوں خانہ شراب است چہ عالم زکلی چوں زیست و بیل است چہ ترسم زمرگ

لغت : بیدار: حمرگ: پادش کے ساتھ برتنے والے برف کے گولے، اولے۔ چہ عالم: کیا حال و فرما کریں۔ زیست: پختہ۔ حمرگ: حمر، علم۔ حمرگ: پادش کے ساتھ برتنے والے برف کے گولے، اولے۔ چہ عالم: کیا حال و فرما کریں۔ زیست:

زندگی۔۔ وہاں مصیبت اور۔۔ چہ ترسہ کیا زریں۔۔

ترجمہ : ہمارے باغ مراد میں اداوں کے غم و حسم کے باعث نہ تو کوئی درخت ہی اپنی جگہ پر رہا ہے نہ کوئی شکاری ہو نہ کوئی چابی۔ جب (اندر) گھری وہ ان درختوں کو تو بزمِ شباب کے باغوں کا پلہ دلواد کر رہی اور جب ہماری زندگی ایک وہل ہے تو پھر موت سے ہم کیا ڈریں۔ اپنی استغنیٰ و غمراہی اور بد نصیبی کو باغ اور درخت کے استعارے میں بیان کیا ہے۔ اور وہیں یہ لکھا ہے :

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

(40)

یارب بہ جہانیاں دل خرم وہ در دعوے جنت آشتی باہم وہ  
شداد پسر نداشت باغش ازت آں مسکن آدم بہ بنی آدم وہ

نعت : جہانیاں جہان کی جمع، دل خرم۔۔ آشتی باہم: باہمی صلح و صفائی، باہم امن و سکون کے ساتھ رہنا۔۔ شداد: مسرور و م کے ایک قدیم بادشاہ کا نام جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور جنت کے نام سے ایک باغ تیار کر دیا جو "باغ آدم" کے نام سے مشہور ہے۔۔  
ازت: تمہارے۔۔ مسکن آدم: حضرت آدم کا مکان یعنی اصل بشت۔۔ بنی آدم: اولاد آدم، انسان۔۔

ترجمہ : یارب! اہل دنیا کو خوش و خرم رہنے والا دل عطا فرما یعنی جو غموں سے محفوظ ہو۔۔ جنت کے دعوے (یعنی نیک لوگوں کو جنت ملے گی) میں ان کو باہمی صلح و صفائی سے نواز۔۔ چونکہ شداد کا کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اس کا باغ آدم یا تہری ملکیت ہے۔ تو اولاد آدم کو اس کے پورا آدم کا مکان (اصل بشت) عطا کر۔ (آئینہ اپنی زبردست دعا ہے جو غالب کی انسان دوستی اور صلح و امن کی عکاس ہے۔ اس لئے راقم نے آگے "آمین" کا اضافہ کر دیا ہے۔)

(41)

رنجورم و سے ہر دریاں بودم نیروے دل و روشنی جاں بودم  
گفتیم بہ پر کہ خود بہ سے نوشی کن تا پلہ میراث فراواں بودم

نعت : رنجورم: میں افسردہ و آزرده ہوں۔۔ دریاں بودم: یعنی دریاں میں "بود" میراث ملنے ہے۔۔ نیروے دل: دل کی قوت۔۔ خود: خود۔۔  
عادت:۔۔ فراواں بودم: میرے لئے کفایت ہے۔۔

ترجمہ : میں آزرده خاطر ہوں۔ زمانے میں میراث طالع شراب ہے کہ وہ غموں و دکھوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ یہ شراب میرے دل کی تقویت اور جان کے لئے روشنی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تو شراب نوشی کی عادت ادا لے تاکہ کل (تیرے بعد) میرے لئے تیری میراث میں شراب کفایت ہو۔ "میں نے باپ سے کہا" کھل سمنوں آخری ہے" اس میں حقیقت نہیں۔ غالب نے شراب نوشی میں اپنے دکھوں کا ادا کیا ہے۔

(42)

روے تو بہ آفتاب تہیں مانہ خوں تو بہ سبیل دریاہاں مانہ

زیرِ گوند کر تار و مار باشد، کوئی زلف تو بہا خانہ خرابیاں ماند  
 لغت: آفتاب تیار: روشن سورج۔۔ زیرِ گوند: اس قسم کا۔ تار و مار: پریشان اور پر آشوب ذمہ و ذمہ۔۔ ماندا: جاتا جاتا ہے، ملتی جلتی ہے۔۔  
 ترجمہ: جھوٹا یعنی محبوب کا چہرہ آفتاب تیار سے ملتا جلتا ہے (اس جیسا روشن ہے) جبکہ تھری عادت پیالوں میں سلاب کی طرح ہے۔ یہ ہر تھری زلفیں اس طرح پریشان دیکھتے ہیں تو یہ گویا ہم خانہ خرابوں کی طرح ہیں۔ اپنی پریشان حالی کو محبوب کی پریشان زلفوں سے تشبیہ دی ہے۔

آئی کہ تو شخص مودی را پنشی سبحان اللہ چہ مایہ بیجا پنشی  
 البتہ عجب نیست کہ باشی بیمار زان رو کہ بہ دلبری سراپا پنشی  
 لغت: آئی: آئی تو ہے۔۔ شخص مودی: ایک آدمی کی ذات یعنی لوگوں کے لئے اسوہ آگھوں کی جہاں کے معنی میں بھی ہے۔۔ مایہ: کس قدر بہت۔۔ بیجا پنشی: تو دیکھنے والی آنکھ ہے، یعنی روشن آنکھ ہے۔۔ زان رو: اس لئے۔۔ سراپا: پورے طور پر۔۔  
 ترجمہ: تو محبوب اور ذات ہے ہر لوگوں کے لئے آنکھ ہے، یعنی لوگ تھری طرف متوجہ رہتے ہیں۔ سبحان اللہ اور واہ تو کس حد تک بیجا چشم ہے، البتہ یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ تو شاید بیمار ہو، اس لئے کہ دلبری میں تو سراپا چشم ہے۔ محبوب کی مست آنکھوں کو چشم بیمار کہا جاتا ہے۔۔ خلافتِ شام و افلاک مارا ہے!:

تھری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں لوگ انہیں کہتے ہیں ”بیمار“ یہ کیا؟

(44)

این نامہ کہ راحت دل ریش آورد سراپہ آمودے درویش آورد  
 در ہر بن سو وسیع جانے یعنی سلمان ثار خویش با خویش آورد  
 لغت: دل ریش: زخمی دل۔۔ درویش: اپنے لئے عزائی کے طور پر کہا ہے۔۔ بن سو: ہاتھوں کی جڑ۔۔ وسیع: اکی، پھوٹی، اصرعی، اصرعی کسی خاص دوست کے خط کے جواب میں ہے۔۔  
 ترجمہ: یہ خط (میرے) ازخفی دل کے لئے راحت کا باعث بناتا ہے، مجھ درویش کی آمد کا سراپہ لے کر آیا ہے (سراپہ بنا ہے)۔ اس کے پڑھنے سے میرے ہر ہر دل کی جڑ یا دس ایک جان و ہر اکی، یعنی یہ خط اپنے اوپر نثار ہونے کا سلمان خودی لے کر آیا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے غلب کو بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ گویا اس کامل اس پر نثار ہونے کو چاہا ہے۔

(45)

خوشتر بود آب سواہن از قد و نہات با وے چہ خن زئیل و جیون و فرات  
 ایسا پارہ عالی کہ بندش بلند کوئی ظلمات دسواہن است آب حیات  
 لغت: خوشتر: زیادہ خوب۔۔ سواہن: عظیم آباد کی ایک نذر 1828ء میں غالب کا دھر سے گذر ہوا تھا۔۔ نہات: نہات: مصری۔۔ کھاڑ:۔۔  
 نخل: ملک مصر کا ایک مشہور دریا۔۔ جیون: ایک دریا کا نام جو وسطی ایشیا میں ہے۔۔ فرات: ایک دریا کا نام، جس کی حضرت امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ حمد پر اسے شہید ہوئے۔۔۔ پارہ چارے: دنیا کا ایک گلا۔۔۔

ترجمہ: شعر معین کا پانی قد و ہات سے بھی گیس نہا، مضافاً ہے۔ اس شعر کے ہوتے ہوئے بھلا مثل دجھون و فرات کی کیا بات کرنی۔ یعنی یہ دریا اس کے آگے بچا ہیں۔ یہ دنیا کا ایک حصہ (ملک) جسے ہندو کہا جاتا ہے گویا عظمت ہے اور سوامی آپ حیات ہے۔ آپ حیات نام کیوں عظمت میں ہے۔ اسی حوالے سے ہندو کو عظمت ہے اور سوامی کے پانی کو آپ حیات سے تشبیہ دی ہے۔

(46)

بیکل کہ خن طراز مر آئین است ارزش وہ آں و مایہ بخش است  
او بادشہ است گر خن اقلیمت او پیژدہ است گر محبت دست

نعت: بیکل: گلشن کے عاشق علی خان کاوردی کا بیٹا۔ غالب کا گلشن میں ان سے تصادف ہوا۔ تقدیرات غالب قادی جلد سوم کے مرتب سید مرتضیٰ حسین فاضل کشمیری نے اس کا نام بھی عاشق علی خان لکھا ہے۔ (دارالعلوم) 1263ھ۔ 1847ء۔۔۔ ارزش: دہا: قدر و قیمت: بڑھانے والا۔۔۔ آں: مراد خن۔۔۔ مایہ: مراد محبت۔۔۔ مایہ بخش: سرمایہ یعنی قدر بڑھانے والا۔۔۔

ترجمہ: شاعر بیکل جو سراسر محبت کا خن طراز (شاعر) ہے۔ (شاعری کو آرامت کرنے والا) وہ شاعری کی قدر و قیمت بڑھانے والا اور محبت کی قدر و اہمیت بڑھانے والا ہے۔ اگر شاعری کوئی ملک ہے تو بیکل اس کا بادشاہ ہے اور محبت اگر دیں ہے تو یہ اس کا پیژدہ (نام) ہے۔ بیکل کی شاعری کی تحریف مہاد کی حد تک کی ہے۔

(47)

گر پرورش مر نہ زلاں دل بووے در دہر شیوع مر مشکل بووے  
در صدق ز جملہ رسائل بووے بسم اللہ آں رسالہ بیکل بووے

نعت: شیوع: اشاعت۔۔۔ ورنہ: اور اگر۔۔۔ صدق: خلوص، صاف دل۔۔۔ رسائل: جمع رسالہ، پیکیج۔۔۔  
ترجمہ: (یہ دہائی بھی نہ کہہ سکتا ہی کے حلق ہے) اگر محبت کی پرورش اس دل سے نہ ہوتی (یعنی اس کا دل محبت کا سرچشمہ ہے) تو نہ ملنے میں محبت کی اشاعت مشکل ہوتی۔ اگر صدق، رسائل میں سے کوئی رسالہ ہو تا تو اس کی بیکل (اللہ) آقا نہ بیکل ہو۔ نہ بیکل کی محبت اور خلوص کی عکاسی کی ہے۔ گویا غالب بیکل کے خلوص و محبت سے بہت متاثر ہوا تھا۔

(48)

شرط است کہ روے دل خراشم ہمہ عمر خولابہ برخ ز دیدہ پاشم ہمہ عمر  
کافر باشم اگر برگ "موسم" چوں کعبہ سے پوش نباشم ہمہ عمر

نعت: شرط است: ضروری ہے۔۔۔ خراشم: میں چیلوں، چیلتا ہوں۔۔۔ خولابہ: خون کے آنسو۔۔۔ پاشم: میں تھک رہا ہوں۔۔۔  
موسم: موسمِ گل موسمِ ہر دلی کے طیب ہونے کے علاوہ اردو کے شعور شاعر تھے۔ ولادت 1215ھ۔ 1800ء اور وفات 1260ھ۔ 1844ء۔۔۔

ترجمہ: ضروری ہے کہ میں ساری عمر (مختصری فلم کے سبب) اپنے دل کا چھوڑا (یعنی دل کو) چیلتا رہوں اور ساری عمر اپنی آنکھوں سے غم نہیں



آئسو ہمارا ہوں۔ میں کافر ہوں گا اگر موسیٰ کی دولت پر کہہ کی طرح ساری عمر یہ پاش نہ رہوں۔ یاد پاشی اہم کی علامت ہے۔ غالب کو موسیٰ کی دولت پر جو شریعہ صمد پر پہنچا یہ دہائی اس کی مکمل عکاس ہے۔

(49)

ہر چشمہ بہ بحر ہم عثمان است اسبجا ہر خار بنے شر نشان است اسبجا  
از حاصل مرز و بوم بنگالہ میرس نے خاتمہ ہمہ خیزدان است اسبجا  
نعت : ہم عثمان ہم رکاب ساتھ چلے دلا مراد برابر کہ۔ خار بنے: کاٹن کی جھاڑی۔ شر نشان: پھل پھیلانے والی، پھل دینے والی۔ حاصل: پیداوار، آمدنی، نتیجہ۔ مرز و بوم: سرزمین، وطن۔ بنگالہ: صوبہ بنگالہ، یہاں کلکتہ کے حوالے سے کہا ہے۔۔۔ نے خاتمہ: ختم کی ہے۔۔۔ درخت کی خشک شاخ۔۔۔ خیزدان: پاش، ایک خوش رنگ اور سفید دارنے۔۔۔  
ترجمہ : یہاں کا ہر چشمہ صمد و کامرکاب ہے (صمد کے برابر ہے) یہاں ہر خار دار جھاڑی پھل اگانے یا پھیلانے والی ہے۔ مرز و بوم بنگالہ کے حاصل کے بارے میں صمد ہی صمد ہے، چنانچہ اس کی ہمت نہ کر رہا ہے کہ جھوک وہاں کے درخت کی خشک شاخ کا ٹھہرایا ہے ایک خیزدان ہے۔ یعنی معمولی شاخ میں بھی پاش والی کیفیت ہے۔

(50)

غالب ہر پردہ سے نوائے دارد ہر گوشہ از دہر فضائے دارد  
بہ چید پاست از دافم یکسر بنگالہ شگرف آب دہوائے دارد  
نعت : پردہ: راک، لختہ۔۔۔ نوائے: کوئی نہ کوئی لے۔۔۔ بہ چید: چن لے، فہم کر دی۔۔۔ پست: فنگلی۔۔۔ شگرف: عجیب خوب۔۔۔  
ترجمہ : اسے غالب! ہر لختے کی اپنی کوئی لے ہے، دنیا کے ہر گوشے کی کوئی نہ کوئی یعنی اپنی افضا ہے۔ بنگالہ کی آب دہو آ کیا خوب و عجیب آب دہو ہے کہ اس نے میرے دماغ سے فنگلی پوری طرح دور کر دی۔

(51)

صبح است و ہلے فیض و کھتی داسے صبح است و ہوائے شوق و گروں داسے  
برخیز و بدوزگار ہمرنگ برآ با بلورے نابے و بلوریں جاے  
نعت : کھتی: نکلتے۔۔۔ داسے: ایک جہل ہے۔۔۔ ہوائے شوق: شوق کی فضا۔ گروں داسے: ایسے ایک بہت ہے۔۔۔ ہمرنگ: برآ: اس کا رنگ اختیار کر۔۔۔ بلورے نابے: ایک خاص شراب۔۔۔ بلوریں: شیشے کا۔۔۔  
ترجمہ : صبح کا وقت ہے، فیض (جھلنی) فائدہ کا سہا ہے اور نواز اس کا بہل ہے۔ صبح کا وقت ہے، شوق کی فضا ہے اور آسمان اس فضا میں ایک بہت ہے۔ اچھ اور نوازے یعنی وقت کا ساتھ دے اس جیسے نواز اختیار کر اور وہ اس طرح کہ خاص شراب بلوریں جام میں لے اور پی۔ صبح کی دھل فضا کو بخواری کے لئے بہت مہر قرار دیا ہے۔ اس حسین مہر کو تھک و استعارہ کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ بقول خیام!  
سے نوش کہ عمر جلودانی است خوب حاصلت از دور جودانی است

ہنگام گل و باد و باران سرست خوش باش دے کہ زندگانی بہتست

(52)

غالب چہ ز داکہ بدرجتم من آخر ز چہ بود این ہمہ برکشتن  
باید کہ کسبم ہزار نفرش بر خویش لیکن بزبان جاوہ راہ وطن

لغت : داکہ : دام کھ پھل کی جگہ پھل بچھانے کی جگہ۔۔۔ زچہ : کس لئے، کیوں۔۔۔ برکشتن : لٹکانا۔۔۔ بدرجتم من : میں ہمارے کو کوہ باہر نکل بھاگے۔۔۔ نفرش : لکھن طعن، ملامت۔۔۔ جاوہ : ڈاکر، وہ پتلا سارا ستھ لوگوں کی آمد و رفت سے جنگل میں بڑ جاتا ہے، ایک۔

ترجمہ : غالب میں ہزار داکہ سے نکل بھاگتا آخر میرا یہ لوٹ آنا کس خاطر تھا یعنی میں نے ایسا کیوں کیا، خواہ تھا وہ یہ قدم اٹھایا۔ اب ضروری ہے کہ خود ہزار لکھن طعن کروں، لیکن یہ ملامت وہ وطن کے جاوہ کی زبان سے ہو۔ یعنی وہ مجھ کو ملامت کرے کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ جاننا نکلنے کے حوالے سے یہ بات کہی ہے۔

(53)

غالب روش مردم آزادو جداست رفتار ایران رو و زادو جداست  
ما ترک مراد را ارم می دانیم والہ باغچہ ضعیفی شداد جداست

لغت : مردم آزاد : آزاد منش لوگ، فرقہ و قبیلہ ذات پات و فیصو کے پکر میں نہ پانے والے لوگ۔۔۔ رفتار : رفتار، مراد رو بہ۔۔۔ ایران : ایران، اسیر کی جمع، یعنی قیدی، پابند۔۔۔ رو و زادو : مراد رسم اور ذات پات۔۔۔ ارم : بہت، وہ بہت ہو، شداد نے پہلی تھی۔ باغچہ ضعیفی : شداد شداد کا ضبط شداد بلغ یعنی ارم سے بہت کمابا ہے۔

ترجمہ : غالب : ہم آزاد منش لوگوں کے طور طریقے سب سے الگ ہیں، ہر لوگ ذات پات اور فرقہ و قبیلہ کے قیدی یعنی پابند ہیں، ان کا رو بہ کچھ اور ذہب کا ہے۔ ہم (کسی قسم کی) مراد اور زود رکھتے ہی کو ارم جانتے ہیں۔ اور شداد کا وہ ضبط شداد بلغ ایک الگ چیز ہے۔ شداد نے خدا کی کا دعویٰ کیا اور بہت کے طرز کا بلغ بظاہر۔ بعض کے نزدیک وہ ادب اٹھا لیا گیا جس کی وجہ سے اسے انھوں نے بہت کمابا ہے، لیکن بعض کے نزدیک یہ روایت غلط ہے۔ (دراختہ اعلم)۔

(54)

اے آنکہ گرفتہ ام بکوی تو پہا رانی چوبہ صفت از در خویشم ناگہ  
ما کعبہ روم ز در گشت رو، حقا چوں بگذرم از کعبہ خیم روے برا

لغت : بکوی : بکوی، تیرے کوپے میں۔۔۔ رفتہ : رفتہ، تو دھکا مارا ہے، بھگانا ہے۔۔۔ بہ صفت : درشتی سے، سختی سے۔۔۔ از در خویشم : اپنے دروازے سے نکلیے۔۔۔ در گشت : درگاہ، تھری درگاہ۔۔۔ رو، حقا : حقا، حقیقت کے ہوئے۔۔۔ خیم : خیم، روے برا، راستے میں سرخ روکوں، یعنی اپنا رخ بدل لوں، منہ سامنے کر کے چلوں۔

ترجمہ : اے اللہ! میں نے ہر تیرے کوپے میں پنا لے رکھی ہے، تو تو جب مجھے اچانک اپنے دروازے سے سختی اور درشتی کے ساتھ

نکل رہا ہے تو اٹھو اس لئے کہ میں تیری درگاہ سے مدد چاہے کر کے لیکن پشت رخ کعبہ کی طرف ہواں اور جب کعبہ سے گزروں یا گزرد ہاں تو پھر اپنا رخ عید عمارتوں کی طرف یعنی میری توجہ آخر تک اور ہر صورت تمہارے درہی کی طرف رہے۔

(55)

حسین غرض زنگتہ چھیل چہ یوز در راست خطر زہم نشیماں چہ یوز

چوں عاقبت یگانہ رہاں دار است دریاب کہ انجام دوریہاں چہ یوز

لغت : حسنین ایک صوفی جنوں نے حالت دید میں "انصاف" میں خدا ہوں کہ دیا تھا اور طلئے عید کے قوسے پر انھیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ بعض کے مطابق ان کا مطلب تھا کہ خدا تمہارے پاس ہے یا تمہارے پاس نہیں ہے۔ کتہ چھیل : کتہ چھیل کی جمع، صیب اور نقص ناکلے والے۔ راست : سہلی۔ عاقبت : آخر کار۔ یگانہ چھیل : یگانہ میں کی جمع، ایک یا واحد کو دیکھنے والے، توحید پرست۔ دار : سولی، پھانسی۔ دریاب : پالے، کچھ لے۔ دوریہاں : دوریہاں کی جمع، دور دیکھنے والے، خدا کا شریک ٹھہرانے والے۔

ترجمہ : منصور کو اپنے کتہ چھیلوں سے کیا غم یعنی کیا غم ہو سکتا ہے، کوئی غم نہیں ہو سکتا۔ سہلی اور حقیقت میں ہم نفسوں سے کیا غم ہے، کوئی غم نہیں اس لئے کہ سہلی، سہلی ہے۔ جب توحید پرستوں کا انجام سولی ہے تو پھر اسی سے تو کچھ لے کر دو بیچوں کا کیا حشر ہو گا۔ ظاہر ہے انھیں اس سے بھی بدتر کر سڑا لے گی۔

ہر کس ز حقیقت خبرے داشت است بر خاک رہ یگز سرے داشت است

زاد ز خدا ارم بدعوئی طلبد شداد اہلکا پرے داشت است

لغت : خبرے داشت است : آگاہ ہے، پرہیز کی طرح باخبر ہے۔ یگز : اگلا، پہلی۔ ارم : خدا کی بھلی ہوئی جنت۔ اہلکا : گناہ۔ زاد : جو کوئی حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے، وہ عاجزی کے راستے کی خاک پر سر رکھتا ہے (انکس) زاد، اپنی عبادت کی بنا پر خدا سے دعویٰ کے ساتھ ارم کا مطلب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شداد کا کوئی پڑا ہے۔ زاد کو اپنی عبادت پر چڑا، غرور اور خود کو ارم جنت کا حقدار سمجھتا ہے، جیسے وہ شداد کی اولاد سے ہو اور اپنے باپ کی میراث سے اپنا حق مانگ رہا ہو، جبکہ حق نہیں (انہیں صرف خدا کی ذات سے صحبت ہے) عاجزی اور انکسار سے کام لیتے ہیں۔

(57)

در عمد تو دمن است در ہفت اکلم بر خاستن امید و خون گشتن نیم

از جلوہ چہ ماند تا بازند بہشت از شطہ چہ ماند تا تہاند جہیم

لغت : ہفت اکلم : سات دہائی، کن ارض کے سات حصے ہیں، ہر حصے کا تعلق ایک سیارے سے ہے، مبراہ و دیا۔ بر خاستن : اٹھ جانا، قیام ہو جانا۔ خون گشتن : خوف، خوف کا خون ہو جانا۔ بازند : باقی، یعنی قدرت مانگے۔ چہ ماند : کیا رہ گیا ہے۔ تہاند : بھڑکانی۔ جہیم : دوزخ۔

ترجمہ : تمہارے اور مجھے دونوں میں کہ ارض (دنیا) کی یہ صورت حال ہے کہ امید ہی اٹھ گئی ہے۔ قیام ہو گئی ہیں (کوئی مبراہ چوری نہیں ہوئی) اور خوف، خون ہو کر رہ گیا ہے، یعنی انسانوں میں کوئی خوف نہیں رہا۔ اس صورت میں جلوے میں کیا رہ گیا ہے، ہر بہشت مانگے کی ضرورت پڑے، اور شطہ میں کیا رہ گیا ہے، جو اس سے دوزخ کی آگ بھڑکانی جائے۔ گواہوں کو اب خطاب کے خیال سے بے نیاز ہو

خوف ہو چکے ہیں۔ اس صورت میں محنت و دوزخ کی بات کیسی؟

(58)

کشتی از موج سوئے ساحل ببرد رہو از جہان تابنزل ببرد  
خود شکوہ دلیل رفع آزار بس است آید بزیان ہر آنچه از دل ببرد

لغت : سوئے ساحل: کنارے کی طرف۔۔ رہو: راست چلنے والا مسافر۔۔ رفع آزار: کسی تکلیف یا دکھ کا دور ہونا۔۔ بس است: کافی ہے۔۔ جہان: رشتہ دار۔۔

ترجمہ : جہان کی وجہ سے کشتی کنارے تک جا پہنچی ہے۔ رہو اور اگر پہنچنے پہنچنے میں تک جا پہنچتا ہے۔ شکوہ آزار کے دور ہونے کے لئے خودی کافی ہے، کیونکہ جو کچھ دل سے نکلتا ہے یعنی دل میں ہو آج وہ زبان پر آجی جاتا ہے۔ پہلے دو مثالیں دی ہیں اور پھر ان کے حوالے سے اصل بات کہی ہے۔ یعنی کسی آزار کی محض شکایت بھی اس آزار کو بڑی حد تک دور کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ یا یہ کہ خدا آزار دہند انسان کی فرائض کو اس کے دکھ دور کر دیتا ہے۔

(59)

در عشق بود عرض تمنا مشکل کاینچاست نفس غرقہ بخوابد دل  
در بادب سے فناورہ رانم کہ دروست پاپا ز گداز زہرہ خاک بہ گل

لغت : عرض تمنا: خواہش کا اظہار۔۔ کاینچاست: کہ اینچاست، کہ یہاں ہے یعنی عشق میں۔۔ بخوابد دل: دل کے غاص خون میں۔۔ در بادب سے: ایک ایسے جہاز میں۔۔ فناورہ رانم: میرا گداز ہو۔۔ دروست: دوست۔۔ اس میں ہے۔۔ گداز زہرہ خاک: خاک کے چنے کی پگھلاہٹ۔۔ گل: کچڑ۔۔

ترجمہ : عشق میں کسی خواہش و آرزو کا اظہار کرنا مشکل ہے، کیونکہ یہاں (عشق میں یا عشق کے باعث) سانس دل کے خون میں ڈوبا رہتا ہے۔ میرا ایک ایسے جہاز سے گداز ہو جس میں زہرہ خاک کے گداز کے باعث پاؤں کچڑ میں پھنسے ہوئے تھے۔ یعنی عشق میں یہ حالت ہوتی ہے جس طرح کچڑ میں پھنسے ہوئے پاؤں آگے چلنے سے محذور ہوتے ہیں، اسی طرح عشق میں اظہار تمنا ممکن نہیں۔ صنعت تشبیل سے، بسے طور انداز میں اختصار کیا ہے۔

(60)

گردل بہ شر زردہ ہاشم خوردا در بر دم تیغ سودہ ہاشم خود را  
حاشا کہ ز تو رود ہاشم خوردا ہاشوے تو آرزوہ ہاشم خوردا

لغت : زردہ ہاشم: میں نے صاف کیا ہو۔۔ در: اور اگر۔۔ دم: دھار۔۔ سودہ ہاشم: میں نے کھسا ہوا رکھا ہو۔۔ رود ہاشم: میں اڑا ہوا، ایک لڑکا۔۔ آرزوہ ہاشم: میں نے آزمایا ہو گا۔۔ حاشا: ہرگز نہیں۔۔

ترجمہ : اگر میں نے اپنا دل شعلوں سے صاف کیا ہو اور اگر میں نے خود کو تھوڑی دھار کی دھار پر بھی کھسا ہوا یعنی گھڑے کی کسی آغوش میں کیوں نہ ڈال دیتی ہوں، میں ہرگز ہرگز خود کو گھڑے سے دور نہ کروں گا اس طرح میں نے میری خلعت و عورت سے خود کو آزمایا ہو گا۔ محبوب کی

ملوث ہے کہ وہ عاشق پر جو دو قسم ڈھاتا ہے، جبکہ عاشق اس میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہے۔ اس طرح وہ اس کی ملوث و فحش کو آزاداً نہیں۔

(61)

نے کشتہ زخم بھوک و شمشیرم نے خستہ پائین چنگ و شیرم  
لب ی گزم و خوں بربان ی لیسم خوں می خورم و ز زندہ گلن ی سیرم

نکتہ: کشتہ: مارا ہوا۔۔۔ بھوک: تیز۔۔۔ خستہ: زخمی۔۔۔ پائین: پیچہ۔۔۔ چنگ: پتہ۔۔۔ لب ی گزم: لب میں گزمتا ہوا ہوتا ہے۔۔۔ ی لیسم: لب میں لیس رہتا ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ: میں نے کسی تیز مارا بھوک کے زخموں کا مارا ہوا ہوں اور نہ کسی پیچے یا شیر کے بچوں کا زخم خوردہ ہوں۔ میں اپنے ہونٹ کاٹا ہوں اور ان سے نکلنے والا خون چاتا ہوں۔ میں خون چتا ہوں اور اپنی زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں۔ اپنے لبوں و کھوں کی بنا پر زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ ہونٹ کاٹا اور خون چٹانہ کو وہ حالت میں احتمالی یقین دہانی کی علامت ہے۔

(62)

آہں کز اثر طبع نشان آرد کر خود ہوائے استخوانش آرد  
کر پردگی قلمو بل ہانست چوں سایہ بختاک موکشافش آرد

نکتہ: اثر طبع: حرص اور لالچ کا نتیجہ، باعث۔۔۔ ہوائے استخوانش: اس کی ہڈیوں کی خواہش میں۔۔۔ آرد: لاتے ہیں۔۔۔ قلمو: سلف۔۔۔ موکشافش: اس کے بال کھینچے ہوئے۔۔۔ ہانست: ایک فرض پر ہمہ جس کا سایہ مبارک سمجھا جاتا ہے۔۔۔ پردگی: پوشیدگی، چھپا ہوا۔۔۔ بل: پر۔۔۔

ترجمہ: یہ ہوا بعض لوگ اپنی حرص کے باعث اس ہوا کا نشان لاتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہیں تو یہ بگاڑا ہوا اس کی ہڈیوں کی خواہش میں کرتے ہیں اگر پردگی ہوا نظر نہیں آتا، تاکہ اس کے پردوں کی سلفیت ہے تو پھر اسے خاک پر چڑنے والے سلسلے کی طرح ہوا سے سمجھ کر لایا جائے۔ مراد یہی ہو سکتی ہے کہ تاکہ پھر میں چٹا بیکاری بات ہے یا یہ تصور ہی غلط ہے۔

(63)

اے آنکہ دہی مایہ کم و خواہش بیش آن روز کہ وقت باز پرس آید بیش  
بگذار مرا کہ من خیالے دارم باسرت میشائے ناکردہ خویش

نکتہ: اے آنکہ: اے وہ ذات یعنی خدا تعالیٰ۔۔۔ مایہ: مقدار، انداز، سلسلہ، دولت۔۔۔ وقت باز پرس: پوچھ گچھ کا وقت، روز حساب، روز قیامت۔۔۔ بگذار مرا: مجھے بھروسہ، مجھے اہواز دے۔۔۔ میشائے ناکردہ: جو بیش زندگی میں نہ کئے جاسکے۔۔۔

ترجمہ: اے ذات باری! تو خواہشات تو (میرے دلوں میں) است پیدا کرتا ہے لیکن ان کا سزاوار سلسلہ کم عقلیت کرتا ہے (خواہشیں بہت کم پوری ہوتی ہیں)۔ سو جس روز باز پرس کا وقت آئے تو مجھے ذرا بھروسہ دے کہ میں ناکردہ بیشوں کی صورت کا خیال کئے ہوئے ہوں گا۔ یعنی اس صورت میں کھوا ہوں گا کہ زندگی میں کسی بیش و صورت کی خواہشیں نہیں ہو چکی ہیں نہ ہوئیں۔ اور وہ میں ہوں (ظہار خیال کیا ہے) :

تاکرہ گناہوں کی بھی حسرت کی ٹٹے داو یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

(64)

عالم غم روزگار نکام کشت از تنگی دل پہ حلقہ دامن کشت

ہم غیرت سر بزرگی خاسم سوخت ہم رشک نکلا مندی عاصم کشت

نعت : نکام کشت: مجھے نامراد ملا۔۔۔ سر بزرگی خاسم: مجھے خاص لوگوں کی بزدلی، حقیت نے۔۔۔ سوخت:۔۔۔ غیرت: رشک۔۔۔ نکلا مندی: میں دسرت۔۔۔

ترجمہ : اے عالم! غم روزگار نے تو مجھے ہمارا ہی مار ڈالا۔ اس (غما) نے دل تنگی کی بنا پر مجھے گویا حلقہ دامن میں مار ڈالا۔ ایک طرف تو خاص لوگوں (خواص) کی عظمت و بزرگی کے رشک نے مجھے جلا ڈالا اور دوسری طرف عام لوگوں (عوام) کی شکلا مندی کے رشک نے مجھے مار ڈالا۔ اپنی قوموں و گھروں بھری زندگی کی بات کی ہے۔

(65)

عالم پہ خن گرچہ کست دسر نیست از نشہ ہوش بہت اندر سر نیست

سے خواہی و مفت و نفز و انگہ بسیار ایں باوہ فروش ساقی کوثر نیست

نعت : کست: کوئی حیرا۔۔۔ دسر: برادر، کر کا۔۔۔ بہت: کچھ بھی تیرے۔۔۔ نفز: عود، لطیف، خوب۔۔۔ انگہ: اور پھر۔۔۔ بیاد: بہت۔۔۔ ساقی کوثر: ہر کوثر میں شراب طور پائیں گے، بعض کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔

ترجمہ : اے عالم! اگرچہ شامی میں کوئی حیرا نہ کر لائیں ہے مگر بھی تیرے سر میں ہوش و خود کا کوئی نشہ نہیں ہے، اپنے کو غور نہیں ہے۔ تو شراب کا طلب گار ہے۔ اور مفت اور عود شراب چاہتا ہے، مگر بہت زیادہ بھی۔ یہ شراب فروش کوئی ساقی کوثر نہیں ہے، اگر تجھے اس طرح کی شراب مفت عطا کر دے۔ اور وہ نہیں کہتے ہیں!

مفت کی پیتے تھے سے اور جی میں کہتے تھے کہ ہاں

رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

(66)

گردیدن زادہاں بہ جنت گشتن دین دست درازی بہ شمر شاخ بشلخ

چوں نیک نظر کنی ز روئے تشبیہ ماند بہ بہائم و علف زار فروخ

نعت : گردیدن: ہونا ہو جانا۔۔۔ دست درازی: کسی چیز پر لے لے ہاتھ مارنا، لٹ مار کرنا۔۔۔ نیک: اچھی طرح، بطور۔۔۔ زار: زردے، تھکنا۔۔۔ تشبیہ: تشبیہ کے طور پر۔۔۔ ماند: مٹا ہوا ہے۔۔۔ بہائم: بھیر، جمع، چارہ، چارہ۔۔۔ علف: زار، چراگاہ۔۔۔

ترجمہ : یہ بڑا ناگوار لوگ جنت میں جا کر گشتن ہو جاتے ہیں اور وہاں وہ ہر چیز شاخ پر، پھل کی خاطر ہر دست درازی کرتے ہیں تو یہ اگر تو

طور دیکھتے تو اس کی مثال بائبل چارویں اور وسیع پیمانہ کی سی ہے۔ نہایت نادر اور انوکھا مضمون اور عجیب ہے۔ ناپوں پر جو اپنی عبادت و تعظیم پر مملو ہوتے ہیں، شہید ٹھہرتے ہیں۔

(67)

تا موبک شہزاد زیں راہ گذشت فرقم بہ فلک رسید و از ما گذشت  
گردید وہ کعبہ، رہ خانہ من زیں راہ کزیں راہ شہنشاہ گذشت  
لغت : کعبہ۔ موبک، سواری، شعلی سواری۔ شہزادہ شہزادہ دوست یعنی بادشاہ۔ فرقم، میرا سر۔ گردید، ہو گیا یعنی گیا۔  
ترجمہ : جب شہنشاہ و شہزادہ شعلی سواری اس راہ سے گذری تو میرا سر آسمان پر پہنچ کر چاند سے آگے نکل گیا یعنی بے حد مسرت و فخر سے میرا سر مت بلند ہو گیا۔ جب شہنشاہ اس راستے سے اس انداز میں گذرا تو یوں سمجھو کہ میرے گھر کا راستہ کعبہ کا راستہ ہے۔  
اخلاقی مبالغے سے کام لیا ہے۔ اس میں خوشامد کا پہلو ہے۔

(68)

آں را کہ بود درستی در فرجام ہم محرم خاص آید وہم مرجع عالم  
آسمان نبود کشاکش پاس قبول زہار نگردی بہ کھوئی بدنام  
لغت : درستی، بے غیبی، کھرا ہے۔ فرجام، انجام، حقیقت۔ محرم، رازدار، قریبی۔ مرجع عالم، عالم و دہج کی جگہ، عالم لوگوں کی توجہ کا مرکز۔ کشاکش، کھینچنا، کھینچنا۔ پاس قبول، قبولیت، کائنات، قبولیت کی حرمت۔ کھوئی، نیکی، طہری۔  
ترجمہ : وہ جس کی حقیقت کھیر ہو وہ محرم خاص بھی بن جاتا ہے اور مرجع عالم بھی۔ قبولیت کی حرمت کی کھینچنا کوئی آسمان بات نہیں ہے۔  
دیکھو کہیں اپنی خوبی و نیکی کے باعث بدنام نہ ہو جائے۔ کائنات قبولیت ہے کہ قبولیت کے لئے جوئے جتن کرتے پڑتے ہیں، مھل نیکی یا غریبی سے بات نہیں ملتی۔ کھرا ہے ہونا ضروری ہے۔

(69)

زیں رنگ کہ در گشن احباب و مید پڑمو گل و لاله شاداب و مید  
در کعبہ اقبل ترقی طلبی گر مر فروزشت مستاب و مید  
لغت : و مید، و مید، و مید، پڑمو، مرچا گیا۔ لاله شاداب، ترو تازہ گلزار۔ لالہ، کعبہ، جھوپڑی، ٹھکانہ۔ ترقی طلبی، ترقی کے خواہشمند۔ اقبل، بخت، نصیب۔ فروزشت، غروب ہو گیا۔ مستاب و مید، چاند اٹھ آیا، طلوع ہو گیا۔ احباب، بیچ حبیب، دوست۔

ترجمہ : یہ جو احباب کے گشن میں رنگ اٹھا رہے اس سے گل و لالہ کا پھول ہو سرخ ہوتا ہے، انور مرچا گیا اور ترو تازہ لالہ آگ آیا۔ جو ترقی طلب حضرات ہیں (جو بلندی کی طرف) ناک ہیں یا آگے بڑھنا چاہتے ہیں ان کے ٹھکانے میں اگر سورج غروب ہو گیا ہے تو چاند طلوع ہو گیا ہے۔ جو لوگ ایک خاص جذب کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہمدرد بھی کرتے ہیں، ان کے راستے میں کوئی

رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یوں دی ہے کہ اگر فن کے مکمل میں ایک قسم کا پھول مرتبہ ہائے تو دوسری قسم کا پھول آتا ہے اور اگر سورج غروب ہو جاتا ہے تو دن کے لئے چاند طلوع ہو جاتا ہے۔

(70)

چوں دُرد و پالہ بقی ست ہنوز شلوم کہ بہار لالہ بقی ست ہنوز  
در کیش توکل غم فردا کفر است یک روزہ سے دو سالہ بقی ست ہنوز

لغت : روزہ : سخت۔ شلوم : خوش ہوں۔ کیش : مسلک۔ توکل : خدا پر بھروسہ کرنا یعنی جو کچھ ملے اس پر اتکا کرنا۔ فردا : آنے والے کل کا غم۔ یک روزہ : ایک دن کی ایک دن کے لئے۔ دو سالہ : دو سالہ یعنی پرانی شراب جو مدت ابھر چکی جاتی ہے۔ بہار لالہ : لالہ سرخ رنگ کا پھول ہے اس لئے بہار لالہ کہا۔

ترجمہ : چونکہ ابھی پالے کی دھیس کچھ ٹھٹھاتی ہے اس لئے میں خوش ہوں کہ بہار لالہ بقی ہے۔ مسلک توکل میں آنے والے کل کا غم کھاتا کہ معلوم نہیں کل یہ چچا شراب پیر ہو یا نہ ہو اگر کے برابر ہے۔ میرے لئے تو ایک دن کی سے دو سالہ ابھی بقی رہی ہے۔ یعنی میں آنے والے کل کا غم نہیں کھاتا جو کچھ میرے مقدس ہو گا مجھے مل جائے گا میں توکل پر ایمان رکھتا ہوں۔ بقول خلیفہ :

از دی کہ گذشت ازو یدکن فردا کہ نیامدہ است فردا کن  
برآمدہ و گذشتہ بنیاد کن حالے خوش باش و عمر بر باد کن

(71)

در عالم بے زری کہ تلخ است حیات طاعت نواں کرد بہ امید نجات  
اے کاش ز حق اشارت صوم و صلوة پورے ہو جو ملے چوں حج و زکات

لغت : بے زری : دولت نہ ہونا غلطی۔ ہو جو ملے : دولت کے ساتھ دولت کے ہوتے ہوئے دولت کی شرط۔ ترجمہ : غلطی کی حالت میں جبکہ زندگی کا فائدہ ہے کسی نجات کی امید میں عبارت کی کوئی جاسکتی ہے۔ کاش کہ خدا کی طرف سے صوم و صلوة کے طے میں بھی حج اور زکوٰۃ کی طرح دولت کی شرط ہوتی۔ غلط فہمیوں اور تجزیوں کے باعث صوم و صلوة کے فرائض پوری توجہ سے ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ ”غلطی کفر کے نزدیک ہے۔“ حج اور زکوٰۃ انہی مسلمانوں پر واجب ہے جن کے پاس دولت ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے صوم و صلوة کے لئے بھی دولت کی شرط کی تشبیہ کی ہے۔

(72)

غالب غم روزگار و بارش نہ سکند وز جور بہشت انتظارش نہ سکند  
دارو تن دتن نہ درد زارش نکند دادر دل و دل بہ بیج کارش نہ سکند

لغت : بارش : اس کا جو۔ نہ سکند : نہیں اٹھتا نہیں اٹھا سکتا۔ زارش نکند : اسے جواں یا کجور نہیں کرتا۔



ترجمہ : غالب زمانے کے غم اور ان کا وہ جو نہیں اٹھا تا اور عورت بھشت کے انتظار کے چکر میں نہیں پڑتا۔ اس کا جسم تو ہے لیکن یہ جسم درد سے اتنے جھٹک نہیں کرتا۔ اس کا دل تو ہے لیکن یہ دل اسے کسی کام پر مائل نہیں کرتا۔ یعنی غالب اگرچہ فطرت کا شکار ہے لیکن وہ ان کی پروا نہیں کرتا اور نہ اسے عورت بھشتی ہے وہ لیکن اس کی کوئی خواہش ہے۔

(73)

وقت است کہ آسمان مویچہ نازد مر آنکہ پیش رخ نمید مس نازد  
ایں خود شرف دگر بود نیست عجب گر مر بہ پاپوس شهنشہ نازد  
نعت : مویچہ : مقام و مرتبہ کا ایک خوب اور پسندیدہ۔ نازد : ناز کرے۔ شرف : عزت و اقتدار و عظمت۔ پاپوس : پاپوں پر مبتلا۔  
ترجمہ : یہ مویچہ ہے کہ آسمان طوب ناز کرے سورج اپنے چہرے کے آگے آئینہ رکھے اور ہاتھ ناز کرے۔ یہ ایک الگ شرف کی بات ہو گی اور اس میں عجب نہیں اگر آسمان شہنشاہ کی پاپی پر فخر کرے۔ آسمان اور مروتہ جیسی بلند پایوں پر ہیں لیکن بادشاہ کا مرتبہ ان سے کہیں بلند ہے اس لئے اس کی پاپی پر سورج کا فخر کرنا اس کے لئے ایک مزید فخر کا باعث ہو گا۔ ہمارا شاہ ظفر کی طرف سے اس میں یہ رویا کی گئی ہے۔

(74)

ہر چند زمانہ مجمع جمل است در جمل نہ حل شان بیک منوال است  
کودن ہمہ از یکے تا دگرے فرق فرمیشی و خر دہل است  
نعت : مجمع : گروہ و جماعت اکٹھی ہونے کی جگہ۔ جمل : جمل کی مجمع و ملاقات ہے محل۔ جمل : نادانی۔ بیک منوال : ایک ہی طرح یا قسم کا۔ کودن : احمق۔ فرمیشی : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہ حاضری پر وہ سوار ہو کر آتے جاتے تھے۔ خر دہل : دہلی کی سواروں کا کہ حاضری پر وہ سوار ہو کر طرح کرے گا دہل ایک شخص کا نام جو مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قیامت سے کچھ پہلے بعض کے نزدیک امام مہدی کے ظہور سے پیشتر باہر آئے گا اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالے گا نیز معنی بھرتا۔  
ترجمہ : اگرچہ زمانہ جہاں کا مجمع ہے ہم جماعت و ملاقات میں ان سب کا حل ایک جیسا نہیں ہے۔ ہیں تو بھی احمق، لیکن ایک سے دوسرے تک جو فرق ہے وہ بالکل فرمیشی اور خر دہل میں فرق جیسا ہے۔ بڑی خطرناک رویا کی ہے۔ سب اہل زمانہ کو احمق قرار دینا اچھی بات نہیں۔ بہر حال گو ہمہ کو حاضری ہے وہ وہ کسی کا ہو بہو مل سہی حضرت عیسیٰ کا کہ حاضری کہ بھی جاتے تو وہ انہیں آکر دیکھ لے گا کہ حاضری رہے گا۔

خرمیشی اگر حکم رود چوں بیاید بنوز خرباشد

(75)

کس را بخود رشتے بدیں مل کہ تراست پاکیزہ تھے بخوبی جاں کہ تراست  
گفتی کہ ”زیچ قند پروا نہ کنتم“ آہ از غم چشم بدخوایاں کہ تراست  
نعت : بدیں مل : اس طرح کا۔ چشم بدخوایاں : بد نظرت آنکھ آنکھیں۔

ترجمہ : جس طرح کا تیرا (حسین) چہرہ ہے اور کسی کا نہیں ہے۔ تیرا پاکیزہ دِل اپنے اندر جو جلیں رکھتا ہے وہ بہت عمدہ ہے، خوب ہے۔ تو (محبوب) ہانے یہ کہا ہے کہ "میں کسی شخص کی ہوا نہیں کرتا"۔ افسوس ہے تیری بدخ آنگھوں کے غم پر۔ یعنی محبوب کی آنکھیں اپنی مستی کی بنا پر بہت نکلی کے باعث (عاشق کو اپنا فریفتہ بنادیتی ہیں۔ یہ گویا عاشق کے لئے غم کا باعث ہے۔ میرے محبوب نے تو محبوب کی ایسی آنکھوں کو دیکھا عالم قرار دیا ہے :

غلط کہ صرف خرابی ہے گردشِ شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں جاہ کینے  
سودا کے بقول :

کیفیتِ چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں  
بالکل بیکار باتِ قدسی کے ایک شاعر نے کہی ہے۔ افسوس اس کا ہم وصول کیا۔  
تمام از گردشِ چشم تو شدہ کارِ من اے سلتی ز دستِ من گھیرا میں جامِ راکزِ خوشن و نعم  
بقول خواجہ کناہی :

زلفِ سیاہ کارشِ نگر واں چشمِ خونخوارشِ نگر  
کیں قصدِ جانمِ ی کند و آں خونِ جانمِ ی خورد

(76)

تو نے کش و جوہر دو خنور داریم شانِ دگر و شوکتِ دیگر داریم  
دو میکدہ پیچیم کہ میکشِ اذانت در معرکہ تیغیم کہ جوہر داریم  
تلفظ : میکش دو ہر ذ غلب کے دو ام شعر شاعر اور دوست۔۔۔ پیچیم : ہم جڑیں ہیں، یعنی مرشد یا سلفی و نئے ہیں۔۔۔ میکش : یعنی بدو نوش  
یہ میکش شاعر، صنعتِ اہرام۔۔۔ تیغیم : ہم تلواریں ہیں۔۔۔ جوہر : شاعر و نیز تلواریں کی وہ چمک جس سے اس کی عمر کی ظاہر ہوتی ہے۔۔۔ معرکہ :  
میدانِ جنگ۔

ترجمہ : جب تک ہمارے دو شاعر دوست میکش تلواریں ہر جڑیں اس وقت تک ہماری شان ہی تلواریں اور شوکت بھی تلواریں۔ میکدہ میں ہم  
مرشد ہیں کہ میکش تلواریں اور میدانِ جنگ میں ہم تلواریں ہیں کہ تک جوہر ہمارا ہے۔

دونوں شعرا کی قرابتِ دوستی کو اپنے لئے بہت باعثِ فخر و عزت قرار دیا ہے اور دوسرے شعریں صنعتِ اہرام سے کام لیتے ہوئے  
کیا بات دوسرے انداز میں کہی ہے۔ چچ جوہر دار بہت تیز اور لائقِ دلی تلواریں کہتے ہیں۔ شاعر نے جوہری کے حوالے سے خود کو چچ کہا  
ہے۔

(77)

وتم کلیدِ مخزنِ ی ہست اور بودِ حسی بدائے ی ہست  
یا چچ۔ تم کہم بہ کس نیستلوے کار یا خود بہ زمانہ چوں نے ی ہست

تحت : گدیہ : چالی گئی۔۔۔ عزت نے ایک فریاد کوئی فریاد۔۔۔ کی پست : ہونا چاہئے تھا۔۔۔ در : اور اگر۔۔۔ جی : خال۔۔۔ پچ : گم : کسی وقت بھی گئے۔۔۔  
ترجمہ : میرا ہاتھ کسی خزانے کی چابی پر ہونا چاہئے تھا اور اگر وہ ہاتھ خال تھا تو کسی کے دامن پر پڑنا چاہئے تھا۔ یا تو مجھے کبھی کسی سے کوئی کام نہ پڑا یا پھر نہ ملے گا حال بھی مجھ سے زیادہ ہونا چاہئے تھا۔ اپنی خدمت طلبہ طلبہ کی مکاری طور انداز میں کی ہے۔ مجھے کسی سے کام نہ پڑا۔ یعنی اس حالت میں مجھے کسی کا احسان نہ ہونا پڑا۔

(78)

ہستم زے امید سرست و بس است دارم سراپاں گلاوہ در دست و بس است  
کر ارزش لطف و کرے نیست، مباش اختلاق ترے ہست و بس است  
تحت : بس است : کافی ہے۔ انتہائی کافی ہے۔۔۔ گلاوہ : کاپوت، بیلہ، شادی کے موقع پر سناگ پڑے پر باندھے ہیں، میلانے ملا اس کاٹھا، بھی باندھے ہیں۔۔۔ ارزش : قدر۔۔۔ مباش : مت ہو، کوئی بات نہیں۔۔۔ اختلاق : ترے : کسی رحم کا تھا دار ہوتا۔۔۔  
ترجمہ : میں امید کی مشرب سے سرست ہوں اور امید بے لگے ایسی بہت ہے۔ کافی ہے۔ اس گلاوہ (میرا امید) کا سرا میرے ہاتھ میں ہے اور بھی کافی ہے۔ مگر کسی مہربانی اور محبت و نوازش کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے تو نہ ہو، کوئی بات نہیں۔ کسی رحم کا اختلاق تو ہے اور بھی کافی ہے۔ یعنی خود کو بر حال میں پر امید رکھ رہا ہوں، مگر یہی کفار نہیں ہوتا۔

(79)

کر گرد زنج گمرے بر خیزد پسند کہ درد از جگرے بر خیزد  
منت خواں نماد بر گدیہ گراں شمشیر کہ بخند مت و گرے بر خیزد  
تحت : زنج گمرے : موچا، کاغذ۔۔۔ بر خیزد : اٹھے۔۔۔ پسند : مت پسند کر، اچھا نہ سمجھ۔۔۔ درد : دھواں۔۔۔ منت : صفت : احسان۔۔۔ گدیہ : گراں : گدیہ : گری، حق، بھکاری، گداگر۔۔۔  
ترجمہ : اگر موچوں کے کسی خزانے سے غبار اٹھتا ہے تو اٹھنے دے، لیکن تو اس بات کو اچھا نہ سمجھ کہ کسی کے جگر سے دھواں اٹھے، یعنی فریاد خال ہوتا ہے تو کوئی بہت نہیں لیکن تھ سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے جس پر وہ آپس بھرنے لگے۔ بھکاریوں پر احسان نہیں دھرا جا سکتا۔ تو چند جہاں گداگر کوئی دوسرا غصہ مت کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ "شمشیر" اور "بر خیزد" میں صنعت تضاد ہے۔ چہ تھا صبر کہ اٹھا ہوا ہے۔  
نکاح مروجہ ہے کہ خدمت کے طلبگار ایک طرح سے بھکاری ہیں اس لئے تو ان احسان پاشاں لوگوں سے ایک طرف ہو جا۔ (والہ اعلم)

(80)

زاں دوست کہ جاں قالب مرد و وفات گر دیر رسد پنج مکتوب رواست  
زاں اشک کہ ریخت دیدہ ہنگام رقم فی الحلقہ نورو نامہ و شوار کشاست  
تحت : قالب : ڈھانچہ، ساہیل۔۔۔ پنج : پنجاب۔۔۔ رواست : رواست، مطلب ہے، جائز ہے۔۔۔ ریخت : گرا۔۔۔ ہنگام : رقم : کتنے وقت۔۔۔ فی الحلقہ : حاصل کام، الحقر۔۔۔ نورو نامہ : خط کی لپیٹ۔۔۔ و شوار : کٹھن، مشکل سے کٹنے وال۔۔۔

ترجمہ : اس دوست کی طرف سے کہہ (اس کی) جان مرود کا قالب ہے، اگر خط کا جواب دہر سے پہلے تو مناسب ہے۔ یعنی کوئی بات نہیں۔  
 ان اشکوں کی وجہ سے یہ خط لکھتے وقت اس پر گریے آئے کہ خط کو کھولنا ایک دشوار امر ہو گا۔ ظہر خیال ہے۔ پھر ترجمہ ہمارے حوالے  
 سے فی الحقیقت کتنا بھی خوب ہے اس لئے کہ اس میں خط ہمدانی قریباً آیا ہے۔

(81)

اے دوست بسوے اس فروغِ اندامِ بیا از کوچہ غیر راہ گردانده بیا  
 گفتی کہ "مرا نخواست کہ من مرگِ تمام" برگشتہ خویش باش و ناخوانده بیا  
 لغت : فروغِ اندام : شہتِ حال، بخوار، عاجز۔ راہ گردانده : راست بدل کر۔ نخواست : مت بل۔ باش : رہ قائم رہ۔ ناخوانده : ن  
 پڑے۔

ترجمہ : اے دوست! مجھ عاجز و ناتوان کی طرف آؤ رقیب کے کوسے سے راست بدل کر آجین اور کارخانہ کر۔ تو نے کہا ہے "تو اپنی  
 ماضی مجھے مت بلا، کیونکہ میں تو تیری موت ہوں"۔ چلو غمی سخی، تو اپنی بات پر قائم رہ اور میں بلائے آجہا، لوگنا اور دلچپ خیال ہے۔  
 موت میں بلائے آئی ہے۔ محبوب یہ کہ بیضا ہے کہ میں تیری موت ہوں تو عاشق کو موت کے حوالے سے، محبوب سے گزارش کرنے کا  
 موقع مل گیا ہے کہ تو پھر موت ہی کی طرح میں بلائے آجہا۔ آؤ سخی۔

(82)

اے آنکہ تا امیر دامت باشد صاف سے خروئی بجمالت باشد  
 تصحیح ہر اسم الہی کہ بود آغاز ز ابتدائے بامت باشد  
 لغت : امیر دامت : تیرے حال میں گرفتار، پھنسا ہوا۔ صاف سے خروئی : شعلی شراب کا صاف حصہ۔ بجمالت باشد : تیرے جام میں  
 ہے۔

ترجمہ : اے وہ (مخصوصیت) کہ تیرے جام میں گرفتار ہے اور صاف سے خروئی تیرے جام میں ہے (۱) اکابر میں پھنسا اور سے خروئی کا  
 جام میں ہونا انتہائی خوش ختنی کا استعارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کی تصحیح کا آغاز تیرے جام کی ابتدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام اللہ الرحمن  
 الرحیم سے ہوتا ہے۔ یہ رہائی بھلائی علی علیہ السلام کے نام لکھے گئے خط کا عنوان ہے۔

(83)

شام آمد و رفت سر بہ پایوس خیال . بر تخت شعی نشست کاؤس خیال  
 از گردش گوئہ گوئہ اشکل نجوم گردید دماغ دہر فانوس خیال  
 لغت : پایوس : پاؤں جو منہ۔ کاؤس : کیا کاؤس، قسم امین کا مشہور پادشاہ، دسم اسی کے دوبار سے واپس تھا۔ گوئہ گوئہ : رنگ رنگ  
 کی، قسم قسم کی۔ اشکل : طرح شکل، صورتیں۔ نجوم : برج، نجوم، ستارے۔ فانوس : ایک قسم کا چراغ دان، شمع دان جس میں کی گھسیں  
 ایک وقت جلتی ہیں۔ فانوس خیال : وہ خیال جس کے اندر باطنی گھوڑے وغیرہ کا چکرنا کر لگاتے ہیں۔  
 ترجمہ : شام آگئی ہے اور سزا خیال کی پایوس میں کھو گیا ہے، یعنی دماغ میں اب طرح طرح کے خیال آنے شروع ہو گئے ہیں۔ کاؤس خیال

شبی تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ حم حم کی صورتوں کے ستاروں کی گردش کے باعث نہانے کا دلغہ فالوس خیال بن گیا ہے۔  
پاؤں کی کسی جڑی قصید کی جالی ہے اسی لئے کیا کار کاؤس خیال شاہی تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ تیرے مصرع میں ستاروں کی روشنی کی  
منظر کشی کے حوالے سے دلغہ و ہر جہ ایک بدتر تشبیہ ہے۔ کو فالوس خیال کیا ہے۔

(84)

تا کے دمدم شفق تراشد از چشم ہر دم مزا خوں بولے پاشد از چشم  
قطع نظر از چشم، دے نیزم ہست شنید کہ خستہ تر جاشد از چشم  
لغت: دمدم: میری آنکھوں کی تکلیف۔ شفق: سرخی۔ تراشد: تراشے گا۔ پاشد: پھیرے یا بھیلانے گی۔ قطع نظر: اس کے  
غلام۔ خستہ تر: زیادہ دلی۔

ترجمہ: میرا درد چشم (آنکھوں کی تکلیف) اب تک میری آنکھوں سے سرخی پھیلتا رہے گا اور نکلیں ہرمل آنکھوں سے چہرے پر خون  
پاکائی، تیرے گی۔ آنکھ سے ہٹ کر میرا ایک دل بھی ہے۔ زارادیکھا کہیں وہ میری آنکھوں سے زیادہ زخمی نہ ہو۔ اپنی غم و اندوہ کی حالت کی  
حکایت کی ہے۔ چونکہ آنکھ کے حوالے سے بات کی ہے اس لئے "قطع نظر" کا استعمال خوب ہے۔ غم و اندوہ کے غلام "دمدم" کی بنا پر یہ بھی  
کہا جاسکتا ہے کہ غالب شدید آنکھ درد کے غلام تھے۔

(85)

بر قول تو احوو نتواں کردن خود را بگراف شاو نتواں کردن  
از کثرت وعدہ ہائے در پے تو یک وعدہ درست یاد نتواں کردن  
لغت: احوو: بھروسہ تھیں۔ نتواں کردن: نہیں کیا جاسکتا۔ بگراف: بھنی یا فضول بات سے۔ در پے تو: تیرے مسلسل  
(وعدے)۔

ترجمہ: تیرے محبوب کے اقوال پر احو نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے آپ کو گراف (تجری غیر یقینی باتوں سے) انوش میں کیا جاسکتا۔ تو نے جو  
مسلسل بے شمار وعدے کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک وعدہ بھی صحیح طور پر یاد نہیں رہ سکتا۔ محبوب کے نت سے بھولے وعدوں کی حکایت  
کی ہے۔

(86)

گردر طلب دوست بود پای دوست غلگیں منو  
در خود باشی بہ جستجو تو چاہک وچست مغرور مشو  
اخلاص بہ نسبت است و نسبت از نیست چوں خبنم و سر  
گر جذبہ قوی فتاد وچند درست بنجو نی رو

لغت: منو: مت لاؤ۔ چاہک وچست: بھرتا اور تیز۔ مشو: مت ہو۔ اخلاص: دل کی منتائی ہے رہا ایسی محبت جس میں دکھ اور

نہ ہو۔۔۔ نسبت: تعلق، لگاؤ۔۔۔ قوی لگاؤ: مضبوط ہو گیا۔۔۔ پیوند: ربط، لگاؤ، تعلق، ذیہ، رہائی، مستحوی کی صورت میں ہے۔۔۔

ترجمہ: اگر دوست کی طلب میں (دوست تک رسائی کی خواہش میں) تجربے پر پائوں سے ہیں تو تم کی حالت میں صفت ہو گئے (جو سستی کی علامت ہے) اور اگر تو اس تلاش میں بڑا جست و خیز کیا ہے تو اپنی اس حالت پر مطمئن نہ ہو اس لئے کہ اعلاص کسی نسبت کی بنا پر ہے اور نسبت ازلی ہے۔ بالکل اسی طرح، جس طرح خیم اور سورج کی باہمی ازلی نسبت ہے اس طرح طوطا ہونے پر خیم ختم ہو چکی ہے۔ اگر تیرا جذبہ مضبوط اور تعلق و نسبت درست ہے تو پھر اس لگاؤ اور تلاش میں تیرا ہر کر مال۔ محبوب حقیقی تک رسائی کے لئے قوی جذبات اور اعلاص کی ضرورت ہے۔

بقول خیم:

پسے دل کو برائی سے کر پاک تو پھر خلوص عقیدت سے کر جستجو  
ایسے سجدوں سے اللہ ملنا نہیں ہر جگہ سر جھکانے سے کیا فائدہ

(87)

شبِ چہیت؟ سویدائے دل اہل کمال سرمایہ وہ حسن یراف و غلط و غل  
معراجِ نبی بلب ازلاں بود کہ نیست و گئے شایستہ تر ز شب بہر وصل

لغت: سوید: رو سیہ، لفظ یا قائل ہو کر ہوا ہے۔۔۔ سرمایہ: وہ دینے والی قدر و قیمت دینے والی۔۔۔ غلط: ناپا، جڑو، دشواروں پر آگاہ ہے۔۔۔ شایستہ تر: زیادہ موزوں و مناسب۔۔۔

ترجمہ: رات کیا ہے؟ یہ اہل کمال کے دل کاف ہے یہ (محبوب کی) دلوں اور غلط و غل (پہرے پر ہو قی ہو تا ہے) کے حسن کی قدر و قیمت دینے والی ہے۔ یہ ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا واقعہ رات کو ہو اتویہ اس لئے کہ وصل کے لئے رات سے بڑھ کر اور کوئی وقت مناسب و موزوں نہیں ہے۔

محبوب کی دھنیں اور پہرے کے غلط و غل سپاہ ہونے کے باعث اس کے حسن میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اہل کمال جو کمال حاصل کرتے ہیں تو اپنے دل میں سمجھ و جہاں کی بنا پر کرتے ہیں جن کے لئے سویدائے دل کی ترکیب استعمال کی ہے۔ پھر قرآنی صحیح سے اعتقاد کر کے رات کی نصیحت نقلی ہے۔

(88)

ہر چند شبے کہ میرانش کرم بر خویش پہ لایہ میرانش کرم  
آہ از دل چھکے میا مانے کہ من در وصل ز خویش بد گمانش کرم

لغت: میرانش کرم: میں نے اسے محبوب کہا انا مہمان بنایا اور صحت سلامت کر کے اسے خود پر مہمان کر لیا لیکن انہوں نے مجھے اپنے اس دل پر شے کسی بھی صورت میں آرام و سکون نہیں دیا کہ میں نے اس کی اسی بے سکونی کے باعث اوصل میں محبوب کو خود سے بد گمان کر دیا۔ یعنی جب وصل میں بھی کہ عاشق کا وصل نہ ہو نہ پایا کہ اسے دل بھرتا اور بے چین رہے تو محبوب ظاہر ہے اس بد گمانی کا شکار ہو گا کہ عاشق

(89)

در کلب من اگر غبارے بنی پیچیدہ بخشیش بھو مارے بنی  
 ننگ است چنانکہ دائم از صحن مرا از جرم فلک ستارہ وارے بنی

ت: پیچیدہ بخشیش: اپنے آپ میں الجھا ہوا پٹا ہوا مل کھایا ہوا۔۔۔ بھو مارے: کسی سانپ کی طرح۔۔۔ ستارہ وارے: ستارے کی طرح۔۔۔  
 جرم: جسم، رنگ۔۔۔ ننگ: کھلا ہوا، نکرا ہوا۔

ترجمہ: تو اگر میرے گھرا کھانے میں کوئی غبار دیکھے تو تو دیکھے گا کہ وہ سانپ کی طرح اپنے آپ میں مل کھائے جا رہا ہے۔ وہ میرے  
 صحن سے اس قدر ننگ ہے کہ تو اسے بیش اس طرح دیکھے گا جیسے آسمان پر کوئی ستارہ ہو۔ صحن کو آسمان سے اور مل کھاتے ہوئے اور  
 نکلے ہوئے غبار کو ستارے سے تشبیہ دی ہے۔ مراد یہی ہے کہ اپنے گھر کی دیر لگی کو اس استعارے میں بیان کیا ہے۔ گویا غبار بھی وہیں  
 کھل کر نہیں اڑ سکا اور چٹا کلب میں رہ کر اڑا ہے۔

(90)

ہر چند توں بے سوسلای بودن باز بچہ خوے زشت نواں بودن  
 بلذہ کہ ز دشنہ بر بنرخت تراست از کردہ غویشتن پشیمای بودن

ت: باز بچہ: کھلنا۔۔۔ خوے زشت: بری حالت، بد نظری۔۔۔ بلذہ: خدا کی قسم۔۔۔ دشنہ: حجر۔

ترجمہ: اگرچہ میں ذرا کوئی کٹا ہی بے سوسلای نہیں ہوا، پھر بھی بد نظری کا کھلنا نہیں چاہا سکتا۔ خدا کی قسم اپنے کئے پر پشیمان ہونا بگھر  
 حجر کے وارے بھی کبھی زیادہ سخت ہے۔

یعنی بے سوسلای کی حالت میں رہنا کوئی بری بات نہیں بلکہ بد نظری انسان کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔ آدمی ایسا بری حالت والا کام ہی کیوں  
 کرے جس پر بعد میں اسے پشیمانی ہو۔ اس پشیمانی کو بگھر یا حجر کے وارے سے کبھی زیادہ سخت قرار دیا ہے اور اس لحاظ سے یہ بالواسطہ بہت  
 مذہب و نصیحت ہے۔

”حافظ“

مباش دے پے آزار وہرچہ خواہی کن  
 کہ شریعت مایہ ازیں گنا ہے نیست

(91)

بازی خور روزگار : دے ہم عمر از بخت امیدوار بودم ہم عمر  
 بے مایہ : بگھر سودا : دے ہم جا بے وعدہ در انتظار بودم ہم عمر

ت: بازی خور: کھلنا۔۔۔ جس سے کھیلنا ہوتا ہے۔۔۔ بے مایہ: دولت کے بغیر، سوائے یا سوسلای کے بغیر۔

ترجمہ : میں ساری عمر زندگے کا کھلونا چارہ اور زخم مر رہا ہے لیکن کسی سوائے کے بغیر ہی ہر جگہ نعلی ٹکڑی ٹکڑی میں رہا اور محبوب کی طرف سے کسی دوسرے کے بغیر ہی ارتقا میں رہا۔ اپنی کسی بھی امید کے چراند نہ ہونے اور بخت کے پاور نہ ہونے کا بواسطہ شکوہ ہے۔ گویا شاعر ایک کھلونا تھا جسے زمانے نے اپنی کھیل کا میدان چارہ نکال دیا۔

(92)

چوں معتبر الدولہ بدایں سیرت خوب مستقی سود و شد میرا ز ذنوب  
محبوب علی خان بھلا امشب بود تاریخ وفات شد "دریغاً محبوب"

ترجمہ : معتبر الدولہ : درہادی لقب ہے، سلطنت کا مستحق۔ مستحق : اشتہار کی چاندی جس میں مرادیں کو بے حد پس گنتی ہے اور وہ بار بار پانی مانگتا ہے۔۔۔ میرا بڑی پاک۔۔۔

ترجمہ : اس رباعی میں جیسا کہ واضح ہے، محبوب علی خان معتبر الدولہ کی تاریخ وفات نکالی گئی ہے۔ جب معتبر الدولہ اپنی عمر سیرت و خصلت کے ساتھ اشتہار کی چاندی میں جھکا کر فوت ہو گئے تو انہوں نے انہیں نہایت مل گئی۔ دیکھیں ان کا نام محبوب علی خان تھا چنانچہ ان کی تاریخ وفات "دریغاً محبوب" نکلی۔ (المترجم محبوب)۔ ہر حرف کے کچھ عدد ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تاریخ وفات 1273ھ بنتی ہے۔

(93)

باید کہ دولت ز فسخہ دریم نہ شود از رفتن زر دستخوش نہ شود  
ایں سیم و زراست خواجہ ایں سیم و زراست غم نیست کہ ہر چند خوری کم نہ شود

ترجمہ : فسخہ : ٹھکنے، منسوخ و غم۔ دریم : فسخہ پریشان نہ ہو۔۔۔ دستخوش : زوال، زبردست۔۔۔ سیم و زرا : ہانڈی اور سونا یعنی مال و دولت۔۔۔ خواجہ : سردار، آجہ مراد، بھئی، میاں، بھائی۔۔۔

ترجمہ : ضروری ہے کہ تھرا مال دیکھو غم سے پریشان نہ ہو، دولت سے محروم ہونے پر تھرا مال غم کا کھلونا یا زبردست نہ ہے، یہ سیم و زرا ہے، بھائی یا یہ سیم و زرا ہے یعنی کئی جانی ہے، یہ کوئی غم نہیں ہے کہ کتنا بھی تو کھائے کم نہ ہو۔ سیم و زرا کی عمر بابت میں زور پیداکرنے کے لئے ہے۔ غالب اس سے پہلے بھی اس موضوع پر بہت کچھ کہے ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں :

شادی سے گذر کہ غم نہ ہو وے اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے  
غالی بدایہی :

غم بھی گزشتہنی ہے خوشی بھی گزشتہنی کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

اردی : بخت، ایرانی شمس المل کا دوسرا مینہ، ہر راج کے آخر سے شروع ہوتا ہے یعنی موسم بہار دے۔ اور غالی شمس المل کا دوسرا مینہ یعنی غم۔۔۔ بختل ختام !

ازدنی کہ گزشتہ نیچ ازو یاد کن فردا کہ نیامدہ است فریاد کن

برنامہ و گزشتہ بنیاد کن حالی خوش باش و عمر برباد کن

خیام ہی کے بقول !



برخیز و بخور غم جہاں گذراں      ہنسیں دے بہ شگفتی گذراں  
در طبع جہاں اگر وقایے بودے      نوبت ہو خود نیلے بعد از دگر

(94)

اے کردہ بہ آرائش گفتار سچ      در زلف خن کشودہ را خم و پیچ  
عالم کہ تو چیز دیگرش می دانی      ذاتے ست بسیط، مبسوط دیگر پیچ  
نفت : سچ، تعداد، ارادہ۔۔۔ عالم، یہ لاکھت۔۔۔ بسیط، فراخ، وسیع۔۔۔ ذاتہ، حقیقت اور ماہیت۔۔۔ مبسوط، پھیلتی ہوئی، پھلتی ہوئی۔۔۔  
ترجمہ : اے فلاں! تو نے جو آرائش گفتار کا ارادہ کیا ہے۔ یہ لاکھت جسے تو دیکھ اور ہی چیز سمجھتا ہے۔ یہ (اور اصل) ایک وسیع و فراخ حقیقت اور ماہیت ہے، باقی جو دیکھ ہے وہ بچوں کی سیلابا ہوا نہیں ہے۔

(95)

داری چہ ہراس جانستنی از مرگ      می جوی حیات جاودانی از مرگ  
از سوز حرارت غریزی دائم      ناماز تر است زندگانی از مرگ  
نفت : ہراس، خوف، ڈر۔۔۔ جان، حتمی، جانی، بدن۔۔۔ می جوی، تلاش کرنا۔۔۔ حرارت غریزی، وہ فطری حرارت جس پر آدمی کی زندگی کا مدار ہے۔۔۔ ناماز، زیادہ، مبالغہ۔۔۔  
ترجمہ : تو موت سے اس خطر کیوں خوف زدہ ہے کہ وہ جان لے لیتی ہے۔ تو موت سے حیات جاودانی (ابدی زندگی) تلاش کرنا موت ہی سے حیات ابدی مبرا آئی ہے۔ میں تو حرارت غریزی کے سوز کے ہاتھوں ٹھلاں ہوں کہ اس تلاش کے باعث میری زندگی، موت سے بھی زیادہ مبالغہ آئی ہے۔ اپنی بیماری کے باعث آج زندگی کی نسبت موت کو بہتر قرار دیا ہے۔

(96)

دائیم کہ آئین شکایت نہ نکوست      مارا سخن از مرگ خود و صورت دوست  
دائست و نیامد و نہ پرسید و ندید      ہم خستہ و دشمنم و ہم کشتہ دوست  
نفت : نہ نکوست، اچھا نہیں ہے، کوئی اچھی بات نہیں ہے۔۔۔ خستہ و دشمنم، ہم دشمن کے ہاتھوں زخمی ہیں۔۔۔ کشتہ دوست، محبوب کے ہاتھوں مارے ہوئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمیں یہ علم ہے کہ شکایت کرنے کا دستور کوئی اچھی بات نہیں ہے، انہیں کیا کریں کہ ہم تو بات اپنی موت کی اور اس محبوب کی صورت کی کر رہے ہیں، یعنی شکایت نہیں کر رہے، اس نے جلتا، جینی محبوب کو ہماری موت کا علم ہو گیا تھا؟ پھر بھی نہ آیا اور نہ تو اس نے کچھ بچھا اور نہ دیکھنے کی دھست ہی گوارا کی۔ ہم تو رقیب کے ہاتھوں زخمی اور محبوب کے مارے ہوئے ہیں۔ یعنی محبوب کو ہماری موت کا علم تھا لیکن رقیب نے اسے ور لٹا کر ہماری طرف آنے سے روک دیا۔

دارم دل شلو و دیدہ چٹائے وز کری گوشم نبود پروائے  
خوب است کہ تشوم ز ہر خود آراے گہبانگ "مننا دیکم الاعلاے"

لغت : دیدہ چٹائے : دیکھنے والی آنکھ، بخور دیکھنے والی آنکھ۔ کری گوشم : میرے کانوں کا سراپا ہے۔ خود آراے خود نالہ۔ گہبانگ : چہرہ مرغوب یا پسندیدہ آواز۔ "لنا دیکم الاعلاے" میں تمہارا چہرہ مرتبہ رہا ہوں۔

ترجمہ : میں خوش و خرم دل اور دیدہ چٹا کانک ہوں اور مجھے اپنے کانوں کے بہرے ہیں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ جی بھی بات ہے کہ میں ہر کسی خود غما کی یہ گہبانگ نہیں سن پاؤں کہ میں تمہارا چہرہ مرتبہ رہا ہوں۔ یعنی میں کسی بھی دوست یا دشمن کی کاہ و غواہی نہیں سنتا چاہتا کہ وہ میری پرورش کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے میرا سراپا میرے لئے مفید ہے۔ اردو میں اپنے بہرے ہیں کی بات جس کی ہے :

بہرا ہوں میں تو چاہئے دوتا ہو انکشاف  
سنا نہیں ہوں بات مکر کے بغیر

(98)

اے کردہ بہ مر زر فشانے تعلیم پیدا زکلاء تو شکوہ دہیم  
بادا جو فرخندہ زیر زبان کریم پرواگی جدید اطلاع قدیم

لغت : زر فشانے : سونا بکھیرنا دولت لگانا۔ پیدا : ظاہر، نمایاں۔ شکوہ دہیم : تاج شہی کی شان و شوکت۔ بادا : خدا کرے کہ ہو۔ فرخندہ : مبارک۔ پرواگی : حکم، اجازت۔ اطلاع قدیم : پرانی جاگیریں۔ مزہ بحث : سوچ۔

ترجمہ : اے کہ تو نے مر کو دولت لانے کی تعلیم دی ہے، تیری نگاہ سے شہی تاج کی شان و شوکت نمایاں ہے۔ خدا اے کہ ہم کی طرف سے تیرے لئے قدیم جاگیریں کا نیا حکم بند تھے مبارک ہو۔ یعنی خدا کرے کہ یہ حکم بند تیرے لئے مبارک ہو۔ کسی جاگیردار سے خطاب ہے۔ کسی کو دولت و فہم دینے کے موقع پر حلقہ کاغذ پر اپنی سر لگانا تھا۔

(99)

بیلہ کہ جہانے دگر ایچلو شود تا کلبہ ویران من آبلو شود  
در عالم انجسلا از من خوشتر مطرب کہ بہ سوز دگراں شلو شود

لغت : ایجاد شود وجود میں آئے۔ عالم انجسلا : خوشی و مسرت کی کیفیت۔ مطرب : گانے والا، ملحق، موسیقار۔

ترجمہ : ضروری ہے کہ اب کوئی نئی دنیا وجود میں آئے تاکہ میرا ویران گھر آباد ہو جائے۔ مسرت و شادمانی کی حالت و کیفیت کے لحاظ سے مطرب مجھ سے کہیں بہتر ہے کہ وہ دوسروں کے سوا پر خوش ہو آئے۔ مثنیٰ کی آواز کا سوا، نئے دھنوں کو مست بنا دیتا اور ان میں دھن سوز پیدا کر دیتا ہے۔ مثنیٰ کو اس منظر سے اس لئے خوش ہوتی ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے فن میں کمال ہے، اسی لئے نئے دھنوں پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔

(100)

تاجند بہ ہنگامہ سلامت باشی تاجند حتم کش اقامت باشی  
 کشتی کہ "نہاشد شب غم را سحرے" خیف است کہ مگر قیامت باشی  
 لغت : حتم کش : غم دور کرنے والا، منظم۔۔ اقامت : قیام، کسی جگہ رہنا، موندگی۔۔  
 ترجمہ : تو کب تک ہنگاموں میں سلامت رہے گا اور کب تک زندگی کے ہاتھوں حتم برداشت کرتا رہے گا۔ تو نے کہا ہے کہ "شب غم کی  
 کوئی عرض نہیں ہوتی" مگر اس ہے کہ تو قیامت کا سحر ہے۔ بارِ اوسط یہ کہنا چاہا ہے کہ غم کا دور چنانچہ طویل ہو گا ہے۔ چنانچہ بقول ملاح!  
 چہ شکر گویت اسے خیل غم عفاک اللہ  
 کہ روز نیکی 'آخر نمی روی زمرم

بقول درغ  
 گئے ہیں سب غم اسے داغ بعد مرگ ساتھ اپنے اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقان عدم نکلے

(101)

اے تیرہ زمیں کہ بودہ ای بہتر من ہر خاک کہ ہاست ہمہ بر سر من  
 زر بہر کسلی و بہر من دانہ و دام اسے بلور دیگران و بلور من  
 لغت : حمودہ : تاریک، کالا۔۔ ہاست : حمودہ پاس ہے۔۔ بہر کسلی : لوگوں یا دوستوں کے لئے کسلی کسی کی جمع کوئی مراد کوئی ہے۔۔  
 بلور : سونے کی بل۔۔  
 ترجمہ : اے تاریک زمین تو میرا بہتر دوست ہے یا ہے ہر بھی خاک حمودہ پاس ہے وہ ساری میرے سر پر آئے۔ اے دوستوں کی بل  
 اور میری سونے کی بل، دولت تو دوستوں کے لئے ہے جبکہ میرے لئے دانہ اور بل؟ یہ کیا انصاف ہے۔ اپنی عطشی اور اپنے غم و اندوہ کو  
 استعارہ میں بیان کیا ہے۔

(102)

آن را کہ ز دست بے زری پالای است رسوائی نیز لازم احوال است  
 ہانگک لیم و خرقہ آلود بہ سے سلق مگرش پیالہ از غریب است  
 لغت : بے زری : دولت نہ ہو، عطشی۔۔ ہانگک لیم : ہارے ہونٹ تو خشک ہیں یعنی ہم تو پیاسے ہیں۔۔ خرقہ : گدازی۔۔ آلودہ :  
 بے شراب سے تھری ہوئی ہے۔۔ مگرش : شاید اس کا۔۔ غریب : بھلی۔۔ احوال : موقع، حال، حالتیں۔۔  
 ترجمہ : ہر بھی کوئی عطشی کے ہاتھوں چہ حال ہے اس کے لئے رسوائی بھی ایک ضروری امر ہے۔ ہارے ہونٹ تو خشک ہیں (ہم بہت  
 پیاسے ہیں) لیکن گدازی شراب سے آلودہ ہے۔ (خام بھلی سلق کا پیالہ ہے۔ بھلی میں شراب نہیں لگتی۔  
 ساری بچے بر جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ دولت کی ہمیں ضرورت ہے مگر عطشی سے امدادی جان بھولنے، لیکن یہ غلام لوگوں کے حضور میں

ہے یا غلط انداز میں تقسیم ہوتی ہے۔ سلی سے مراد تدرت بھی ہو سکتی ہے۔ اہلی غلطی کی عکاسی مستعاروں میں کی ہے۔

(103)

اوراق زمانہ درنوشتیم وگزشت درفنِ سخن بیکندہ عیشیم گزشت

سے بود دواے ماہِ بچی غالب زلّ نیز بہ ناکام گزشتیم وگزشت

نعت : درنوشتیم: ان اور دوج نہرا ہم نے پلٹ دیئے وہ کر دیئے۔ گزشت: یعنی بات ختم ہو گئی۔ بیکندہ عیشیم: ہم بے محل ہو گئے۔

بچی: بڑھاپا۔ ناکام: نامراد۔

ترجمہ : ہم نے زمانے کے اوراق پلٹ دیئے اور بات ختم ہو گئی۔ ہم فنِ شاعری میں بے محل ہوئے اور بات ختم ہو گئی۔ غالب! بڑھاپے

میں شراب نگاری دوا تھی (افسوس کہ) ہم اس میں بھی نامراد ہی رہے اور بات ختم ہو گئی۔ گویا یہ رہائی بڑھاپے میں کی گئی۔ اس میں بھی

ایک طرح سے اہلیا ہے زری کی بات کی ہے۔

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی

یزدانی طبعیت ملت دوا! میں آہلِ نادر



## تعارف

قلمی نام: ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی۔

سرکاری نام: عبدالحمید خواجہ

ولادت: امرتسر 1927 لاہور 1934

تعلیم و تربیت: لاہور۔

میلرک: تالی۔ اے پنجاب یونیورسٹی

ایم۔ اے فارسی (۱۹۶۱) کلاس تیسری پوزیشن (یونیورسٹی اور نیشنل کالج) ڈپلومہ جدید فارسی۔

تہران (ایران) 1974-5 پی۔ ایچ۔ ڈی۔ پنجاب یونیورسٹی 1979ء

کوئی آٹھ برس ایس ای کالج بہاولپور اور 1969-1987 گورنمنٹ کالج لاہور میں

پڑھایا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 3 سال رضا کارانہ طور پر GC میں MA کی کلاس میں پڑھایا۔

12 سے 13 سال یونیورسٹی اور نیشنل کالج لاہور کے شعبہ کشمیریات اور پھر شعبہ فارسی میں پڑھایا۔

10/11 برس ایم۔ فل اقبالیات (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد) کے ٹیوٹر اور کوئی

3/4 برس پی ایچ ڈی اقبالیات (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد) کے ٹیوٹر اور محقق

رہے۔ انہوں نے خود ہی جیئرز میں کوئیکر مضمون کر لی۔

## تصنیفات و شہرہ

= اب تک بفضلہ تعالیٰ 30 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک کتاب "ذکر رسول مشغی روی

میں" پر 1987 میں صدر جنرل ضیاء الحق نے سیرت ایوارڈ دیا۔

= کوئی 90/92 مقالات پاکستان اور بھارت کے نامور و موثر مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔

2002ء اکتوبر میں "نقوش قرآن نمبر" کے حوالے سے نقوش ایوارڈ ملا۔

کوئی 45 کے قریب کتابیں پر تھرے جو بعض نمایاں رسائل اور اخبارات میں شائع ہوئے۔

22/23 کے قریب فارسی مقالات جو پاکستان کے فارسی مجلات میں شائع ہوئے۔

اسی کام کی وجہ سے ایم اے فارسی میں ایم۔ اے اردو میں بھی اُن پر مقالے (Thesis) لکھے گئے۔

## ناشر

ڈاکٹر سلیم اختر